وقائع

رحمۃ اللہ علیہ

سیّد احمد شہید

(مصنف)

جمع و ترتیب حسبِ ارشاد

نواب محمّد وزیر خاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ (ٹونک)

مُقدّمہ

حضرت مولانا محمّد رابع حسنی ندوی

تکیہ کلاں رائے بریلی انڈیا

باہتمام

سیّد نفیس الحسینی

سیّد احمد شہید اکیڈمی

نفیس منزل ۱۷۷/۳ کریم پارک لاہور

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

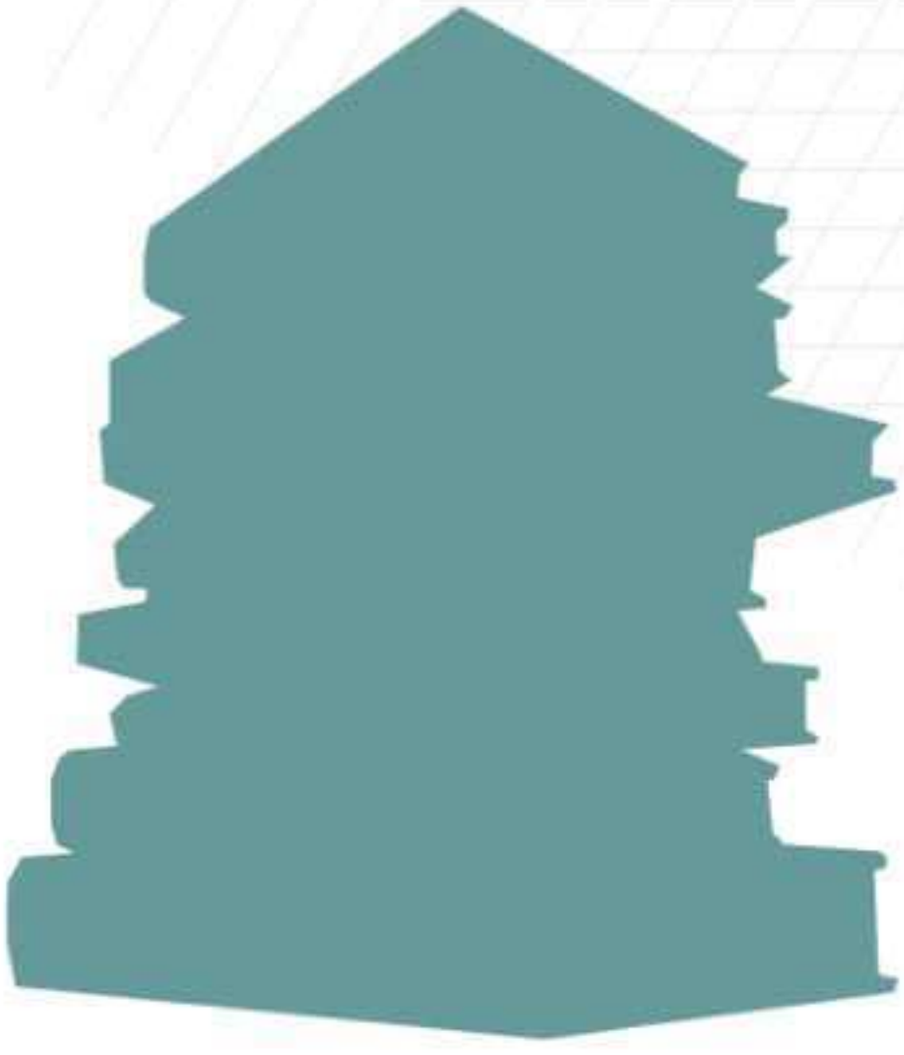

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

وقائع

حضرۃ سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب حسبِ ارشاد

نواب محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ رحمۃ اللہ علیہ (ٹونک)

مقدمہ

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

تکیہ کلاں رائے بریلی انڈیا

باہتمام

سید نفیس الحسینی

سید احمد شہید اکیڈمی

نفیس منزل ۱۷۷/۳ کریم پارک لاہور

Marfat.com

129347

اشاعتِ اوّل	:۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
کتاب	: وقائع سیّد احمد شہید
ترتیب	: نواب محمد وزیر الدولہ
مقدمہ	: مولانا محمد رابع حسنی ندوی
ناشر	:سیّد نفیس الحسینی
اہتمام	: سیّد احمد شہید اکادیمی
مطبع	: شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت	:
خطاط سرورق	: سیّد نفیس الحسینی
تحسین کتابت	:سیّد دلاور حسین، سیّد ندیم الرحمان
	سیّد کلیم الرحمان، سیّد سلیم الرحمان
خواندگی	: امیر عالم، سیّد علی رضا
مالی تعاون	: ملک محمد اشعر حسین بن ملک محمد اقبال حسین

نفیس منزل

کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد الرابع الحسنی الندوی
ندوۃ العلماء۔ ص ب: ۹۳۔ لکھنؤ (الہند)
هاتف: ۲۲۸۲۷۴ ، ۲۲۸۲۷۵ - ۰۵۲۲ | فاکس: ۷۸۷۳۱۰ ، ۷۸۷۳۷۶

Mohammad Rabey Hasani Nadwi
P.O.Box No. 93 - LUCKNOW - 226007 (INDIA)
Phone: 0522 373864, 229174 Fax: 788378, 787310
E-Mail: rabeynadwi@gmail.net & Rabeynadwi@yahoo.com

بسمہ سبحانہ

مقدمہ برائے کتاب
''وقائع احمدی''

الحمد للہ رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علیٰ آلہ و صحبہ الغر المیامین، و من تبعھم باحسان إلی یوم الدین، و دعا بدعوتھم أجمعین، أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مورث اول حضرت آدم علیہ السلام کو اور ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو جنت سے اس کرہ خاک پر جب اتارا تو ان کو اور ان کی اولاد کو اس بات کی امید دلائی کہ ان کی اولاد بنی آدم نے اگر زندگی کو اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستہ پر چلایا تو جنت میں اس کی نعمتوں کی طرف بخیر وخوبی وخوشی واپسی ملے گی۔ اور جو لوگ اس راستہ سے انحراف کریں گے ان کو ان کے پروردگار کی خوشنودی حاصل نہ ہوسکے گی اور ان کی زندگی میں ان کی جو غلط کاریاں ہوں گی ان ہی کے معیار سے آخرت کی زندگی میں وہ سزا کے مستحق ہوں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نیکوکار اور شکر گزار بندوں کے لئے جنت اور اپنے نافرمان اور ناشکرے بندوں کے لئے جہنم کا ٹھکانہ طے کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نے کچھ عرصہ تک اس بات کا خیال رکھا لیکن بتدریج اپنے ازلی دشمن شیطان کی کوششوں سے جو انسان کو ہوا وہوس کے ذریعے غلط راستوں پر ڈالنے لگا، اور اپنے پروردگار کے حکموں کے خلاف کفر وکوتاہی میں مبتلا کرنے لگا، راستہ سے بھٹکنے لگے، اور اپنے پروردگار کے اس توجہ دلانے کو بھلانا شروع کردیا کہ دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے، ہوشیار رہو، وہ تم کو بہکانہ دے، پھر بھی ان کے بہکنے پر اللہ نے اپنے نبیوں کو بھیج کر ان کو سنوارنے اور بنانے کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جگہ جگہ اور یکے بعد دیگرے نبی آتے رہے، اور لوگوں کو نیکی کی طرف توجہ دلاتے رہے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبیوں کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لئے روک دیا گیا، اور انسانوں کو ان میں آئے ہوئے گذشتہ نبیوں کی تعلیمات کو خود سے اختیار کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا، اور کچھ مدت کے لئے نبیوں کی آمد نہیں ہوئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بھرپور اور جامع نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور ساری دنیا کی ہدایت کے لئے ان کو مقرر کیا، اور ان کے بعد کے زمانے کے لئے نبیوں کے بجائے خود ان کی امت کے برگزیدہ بندوں پر لوگوں کی ہدایت کی کوشش کی ذمہ داری ڈالی، چنانچہ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد جب جب بگاڑ بہت بڑھ جاتا تو کوئی مصلح اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجاتا، جو نبی نہ ہوتا لیکن نبیوں کا کام اس کو انجام دینا ہوتا۔

ہندوستان میں جہاں مسلمانوں کی خاصی تعداد عرصہ سے بسی ہوئی ہے، کئی بار ایسی بڑی شخصیتیں سامنے آئیں جنہوں نے دینی اصلاح کا زبردست کام انجام دیا اور ''مجدد'' کہلائے، ان کے کام کے اثرات ملک گیر ہوئے اور عرصہ تک ان کے اثرات باقی رہے۔

تیرہویں صدی ہجری میں مسلمانوں کی زندگی میں شریعت اسلامی سے بے اعتنائی اور باطل رسم ورواج سے وابستگی اور توحید وسنت سے روگردانی جب عام ہوئی اور مجدد سطح کی شخصیت کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک باہمت اور دینی غیرت رکھنے والے بندہ حضرت سید احمد بن عرفان شہید رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کردیا، اور ان کے کام میں ایسی اثر انگیزی پیدا فرمائی کہ جہاں جہاں وہ اصلاح اخلاق اور توحید وسنت کی دعوت کے لئے گئے گہرا اثر پڑا اور تھوڑی مدت میں بڑی اصلاح ہوئی۔

Marfat.com

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ایک یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ صرف اخلاق کی درستگی اور نیک عملوں کا اختیار کرنا کافی نہیں، بلکہ عہد اول کے اہل ایمان میں جو عملی مدارج تھے ان مدارج کا بھی احیاء کیا جائے، مثلاً اخلاق وسیرت کی اصلاح کے بعد ہجرت و جہاد کا عمل بھی اختیار کیا جائے، اور اسلام کا پانچواں رکن حج جو کہ سفر اور راستہ کی دشواریوں کے پیش نظر تقریباً متروک ہوگیا تھا، اور ﴿من استطاع إليه سبيلا﴾ کو قابل عمل نہ سمجھ کر حج کی ضرورت کا احساس بالکل دب گیا تھا اس کا احیاء کیا جائے، چنانچہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کا احیاء کیا۔

ان باتوں کی وجہ سے اس برصغیر میں جس کے پورے علاقہ کو ہندوستان ہی کہتے ہیں، غیر معمولی اور وسیع پیمانہ پر لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی آئی، اور توحید و سنت سے لوگوں کے قلوب صرف آشنا ہی نہیں ہوئے، بلکہ دلوں کی گہرائی میں ان کی اہمیت اور ان کی پابندی کا جذبہ بھی راسخ ہوا، لاکھوں غیر مسلم بھی مسلمان ہوئے، اور حج و جہاد کے عمل بھی سنت کے طریقے سے ایک بڑی تعداد نے حضرت سید صاحب کی امارت میں انجام دیئے۔

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے یہ مختلف مدارج اور احوال ان کے بعض مسترشدین نے ضبط تحریر کئے جو وقت کے ساتھ کتابوں کی صورت میں وجود میں آئے، وہ کتابیں اپنی ضخامت کی وجہ سے زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکیں لیکن ان سے فائدہ اٹھا کر حضرت سید صاحب کی سیرت پر کئی کتابیں تصنیف ہوکر شائع ہوئیں مثال کے طور پر جناب غلام رسول مہر صاحب کی کتاب ''سید احمد شہید'' اور مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی کتاب ''سیرت سید احمد شہید'' خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی لیکن یہ اصل کتابیں جو بنیادی مرجع ہیں مخطوطہ کی شکل میں اپنی جگہ پر محفوظ رہیں، ان میں ''وقائع احمدی'' کے نام کی کتاب اپنی خاص اہمیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب اس جماعت کا مرتب کیا ہوا مجموعہ ہے جس کو نواب وزیر الدولہ مرحوم (والیٔ ریاست ٹونک) نے سید صاحب کی وقائع نگاری اور تاریخ نویسی کے لئے متعین کیا تھا، اس میں سید صاحب کے بعض خاص اعزہ، آپ کے رفقائے سفر و جہاد اور آپ کے خدام تھے ہر ایک اپنی معلومات اور چشم دید واقعات بیان کرتا اور کاتب اس کو لکھ لیتا، یہ مجموعہ حضرت سید صاحب اور ان کی دعوت و تحریک سے متعلق مراجع میں سب سے وسیع ذخیرہ رکھتا ہے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب سے متعلق اپنا تأثر یوں بیان کرتے ہیں:

''میں نے ''وقائع احمدی'' کے اس دفتر کو جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے لفظ بلفظ پڑھنا شروع کیا، جو وقت اس ذخیرہ کے مطالعہ اور تلخیص میں گذرا وہ عمر کے بیش قیمت ترین لمحات میں سے تھا، قلب پر ان حالات و واقعات کا عکس پڑتا تھا، ان واقعات نے جو بالکل سادی پوربی اردو میں بیان کئے گئے تھے بار بار دل کے ساز کو چھیڑا، بار ہا قلب کو ایمانی حرارت بخشی، بارہا آنکھوں کو غسل صحت دیا، اہل یقین و مقبولین کی صحبت کے جو اثرات بیان کئے گئے ہیں ان واقعات کے مطالعہ اور ان کتابوں کی ورق گردانی کے دوران میں ان کا بارہا تجربہ ہوا، اور صاف محسوس ہوا کہ یہ وقت ایک ایمانی اور روحانی ماحول میں گذر رہا ہے، معلوم نہیں کہ ان اللہ کے بندوں کے انفاس قدسیہ اور ان کی صحبت میں کیا تاثیر ہوگی جن کے وقعات کے مطالعہ اور جن کے حالات کے دفتر پارینہ کی ورق گردانی میں یہ تاثیر ہے''۔

حضرت مولانا سید شاہ نفیس الحسینی الہوری (أطال الله بقاءه و نفع به الأمة) جو اپنے عہد کی بڑی بزرگ شخصیت ہیں، اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار ہیں، اور انہوں نے حضرت سید صاحب کے کارناموں اور حالات کے بعض پہلوؤں پر بعض کتابیں بھی شائع کی ہیں، انہوں نے اپنے دل میں تقاضہ محسوس کیا کہ وقائع احمدی کو زیور طبع سے آراستہ کریں تاکہ حضرت سید صاحب کے حالات کا یہ عظیم روزنامچہ جو حالات کو رواں اور دلنشیں انداز میں پیش کرتا ہے، حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کاموں کو سمجھنے کے لئے زیر مطالعہ آسکے، کیونکہ مخطوطہ سے سب لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، جب تک کہ وہ سینکڑوں نسخوں کی شکل میں مطالعہ عام میں نہ آسکے۔

ہم ان کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو شائع کرکے اس عظیم مجدد شخصیت کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں، جس نے جہاد جیسے مشکل عمل کو جاری کرکے جام شہادت بھی نوش کیا لیکن اپنی کوششوں سے لوگوں کے اخلاق و عقائد میں انقلاب پیدا کر دیا، اور اس طریقہ سے وہ اسلامی زندگی کے لئے لیک روشن مینار بن گئے ضرورت تھی کہ روشنی کے اس مینار کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اور اس کے نفع کو عام کرے، آمین۔

دائرہ حضرت شاہ علم اللہ حسنیؒ
تکیہ کلاں، رائے بریلی (انڈیا)
۰۶ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ، جمعرات

(محمد رابع حسنی ندوی)
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین

اما بعد کاتب الحروف سید حیدر علی کہتا ہے کہ حضرت سعید عبد الرحمن صاحب کہ بہائی حضرت امیر المومنین احمد رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں باعث آبادی تکیہ کہ وطن مالوف کا ہے یوں بیان فرماتے ہیں کہ جدِ اعلیٰ ہمارے کہ حضرت شاہ علیم اللہ قدس سرہٗ تھے مرید حضرت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے اور ہمیشہ بیچ خدمت اُنہیں حضرت موصوف کے رہا کرتے تھے اور جب ارادہ وطن کا کہ قصبہ لفیر آباد ہے کرتے تھے حضرت ممدوح سے رخصت لیکر وطن شریف کو تشریف لیجاتے تھے اور یہاں سے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو تشریف لیجاتے تھے اور جب وہاں سے معاودت کرتے تھے بالا بالا بیچ خدمت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے جاتے تھے اور وہیں رہا کرتے تھے اور جب پھر قصد وطن کا کرتے تھے حسب طریق مذکور کے عمل میں لاتے تھے چنانچہ کئی مرتبہ اسی طور پر اتفاق آنے جانے کا ہوا مگر بسبب جھگڑہ اور فساد

Marfat.com

برادری کے برخاستہ خاطر اور مکدر طبیعت رہا کرتے تھے چنانچہ ایک بار حضرت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ میرا دل بود و باش وطن سے بسبب فساد اہل برادری کے برخاستہ خاطر رہا کرتا ہے اگر اجازت آپ کی ہووے تو مع عیال اس ملک سے ہجرت کر جاؤں اور بقیہ عمر کو حرمین شریفین میں صرف کروں حضرت ممدوح نے فرمایا بہتر..

الا اگر کوئی شخص راستہ میں روکے تو وہیں پر رہ جانا اور قصد آگے کا نہ کرنا آپ نے یہ منظور کیا اور جناب موصوف سے باارادہ ہجرت رخصت ہو کر قصبہ نصیر آباد میں تشریف لائے اور سامان سفر میں متوجہ ہوئے ہر چند کہ وہ دن سفر کے نہ تھے اس واسطے کہ وہ موسم برشگال کا تھا مگر بسبب قضیہ و فساد اور جھگڑے انواع انواع برادری کے مکدر ہو کر مع عیال اسی ایام قصبہ نصیر آباد سے کوچ کر کے قصبہ رائے بریلی میں کہ دس کوس قصبہ نصیر آباد سے جانب مغرب واقع ہے تشریف لائے اور جب قصبہ مذکور میں داخل ہوئے تو نواب جہاں خان کہ مرید آپ کے تھے اور رئیس اور ذی عزت تھے چنانچہ ایک شہر چھوٹا سا انہوں نے اپنے نام پر مشہور بسا کر جہان آباد کے ملا ہوا قصبہ رائے بریلی سے سمت شرق کے آباد ہے کیا ہے اور قبر بھی ان کی وہیں ہے انہوں نے

Marfat.com

آپ سے پوچھا کہ حضرت نے اس موسم برسات میں کہاں کا قصد کیا آپ نے فرمایا
ارادہ بیت اللہ کا ہے انہوں نے آپکی خدمت میں عرض کی کہ برسات میں پھر
یہیں تشریف رکھیئے بعد برسات کے انشاء اللہ تعالےٰ آپکو پہنچا دونگا اور اس برسات
میں ہرگز نہ چھوڑونگا حضرت نے بپاس خاطر اُن کی کے برسات پھر توقف کیا اور یہاں
آپ کا یہ معمول تھا کہ پہر رات باقی رہے جہان آباد سے دریا پر کر آدہ کوس پر قصبہ ہے
تشریف لیتے تھے اور دریا میں وضو کر کے تہجد پڑتے تھے اور صبح تک وہیں رہتے تھے بلکہ
اکثر تشریف دریا پر رکھا کرتے تھے ایک روز حسب عادت کے آپ دریا پر تشریف
لائے اور وہیں دریا پر شاہ عبدالشکور صاحب رحمتہ اللہ علیہ کہ مجذوب کامل
تھے رہا کرتے تھے آپ کو دیکھ کر ایک چٹائی کو لپیٹ لیا لوگوں نے اُن سے پوچھا
کہ یا حضرت آج آپنے خلاف معمول کیوں کیا آپنے فرمایا کہ یہیں اس اثناء
میں حضرت بھی تشریف لائے دیکھا کہ ایک شخص چٹائی لپیٹے بیٹھا ہے اور گرد اسکے
چند آدمی اور بھی ہیں حضرت بھی السلام علیکم کر کے بیٹھ گئے شاہ عبدالشکور صاحب
قدس سرہٗ نے آپ سے پوچھا کہ کیوں کیا ارادہ ہے آپنے فرمایا کہ ارادہ بیت اللہ کا ہے

Marfat.com

انہوں نے آپکو وہاں جانے سے منع کیا اور بہت سمجھایا مگر آپنے اقرار نہ کیا
آخر شاہ عبدالشکور صاحب نے آپ سے کہا اگر ہمارا کہنا نہیں مانتے ہو تعمیل
حکم پیر کی ضرور ہے یاد ہے یا نہیں بمجرد اس کہنے کے آپکو فرمان حضرت نوری
رحمتہ اللہ علیہ کا یاد آیا کہ وقت رخصت کے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص روکے
وہیں پر رہ جانا حضرت نے کہا بہتر نہ جاؤنگا حضرت شاہ عبدالشکور صاحب
رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اٹھو حضرت اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے آپ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور وہاں سے چلتے چلتے اب آپ کا مکان ہے وہاں پر آئے
اور آپ سے کہا کہ تم یہاں پر رہو اور دریا وہاں اس طور پر واقع ہے کہ اگر اس
مکان سے مکان شاہ عبدالشکور صاحب کا دیکھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
مکان دریا کے اس پار ہے اور مکان شاہ عبدالشکور صاحب کا اس پار ہے
اس واسطے شاہ عبدالشکور شاہ صاحب نے آپ سے فرمایا کہ ہم تم رہیں اسکی پار
لوگ جانے یہ سمجھیں پار وے وہار اور حالانکہ دونوں مکان ایک ہی طرف
ہیں بعد اس کے ایک خط مریدوں کو لکھا اور کہا کہ یہ مسجد بناؤ اور پھر ایک خط مریدوں

Marfat.com

کھینچا اور کہا کہ اپنا مقربا بناؤ اگر کوئی مرے یہاں دفن کرنا اور کل زمین ان تینوں
خطوں کی بارہ بیگہ ہے اور پھر شاہ عبدالشکور صاحب نے آپکو دعا دی کہ حق تعالیٰ
اس زمین کو تمہاری اولاد سے آباد کرے اور اچھے اچھے لوگ تمہاری اولاد سے
پیدا کرے یہ کہکر وہ تو اپنے مکان تشریف لیگئے اور حضرت نے وہاں سے آکر
نواب جہان خان سے کہا کہ رہنا ہمارا اب اسی جنگل میں دریا کے کنارہ ہوگا
یہ کہہ کے قبائل کو ہمراہ لیا اور اپنی جگہ پر آکے سکونت اختیار کی اور جب آپکا
انتقال ہوا آپکے بیٹوں نے لاش حضرت کو مابین مسجد اور مکان کے بر لب دریا اسی
جگہ جہاں وہ مربع خط کھینچا تھا دفن کیا چنانچہ رقبہ بھی آپکے مقبرہ کا بہت
مضبوط اور مستحکم ہے اینٹ اور چونے سے بنا ہے اور جتنے خاندان مشائخ کہ ہندوستان
میں ہیں سب میں یہ رسم ہے کہ بعد مرنے مورث اعلیٰ کے سب برادری کے لوگ
اور مرید اس کے جمع ہوتے اور اس کے بڑے بیٹے کو اس کے قائم مقام بٹھلاتے
ہیں اور اس کے پگڑی بندہاتے ہیں مگر یہ رسم خاص اسی خاندان عالی میں نہیں ہے
اس واسطے کہ شاہ علیم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے وقت انتقال کے اسکی ممانعت

Marfat.com

کردی تھی کہ ہرگز ہرگز یہ رسم نہ کرنا جس کو حق تعالےٰ اپنے محض عنائت اور فضل سے یہ درجے
عنایت کریگا خود بخود لوگ اُس کے گرویدہ ہونگے اور یہ طریقہ جاری رہیگا چنانچہ آپکے
چار بیٹے تھے اور تفصیل اُنکی کے اس طور پر ہے کہ آپکے چار بیٹے تھے اور دو بیٹیاں
پسران سید محمد آیت اللہ و سید محمد بدیٰ و سید ابوحنیفہ و سید محمد
سید محمد آیت اللہ کی سید محمد آیت اللہ را بنج پسر و دو دختر پسران سید محمد حسن و سید محمد
فخار و سید محمد جامع اور دو لاولد گئے سید محمد ضیاء و سید محمد صابر اولاد سے
اور باقی لاولد گئے سید محمد ضیاء کے دو بیٹے سید محمد معین و سید ابوسعید
سید محمد معین کے دو بیٹے اور بیٹیاں سید محمد معتصم اور سید محمد منتقم سید محمد منتقم
کے تین بیٹے اور ایک بیٹی سید محمد ولی و سید محمد مقتدر و سید قطب الدین احمد
سید محمد ولی را ایک دختر و سید محمد مقتدر را ایک پسر سید محی الدین احمد اور
سید محی الدین کے دو بیٹے اور ایک دختر سید عبدالشکور اور عبدالعزیز سید
عبدالشکور کے دو بیٹے اور ایک دختر سید علی مرتضیٰ و سید قطب الدین و سید قطب الدین
احمد لاولد گئے سید ابوسعید کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں سید ابواللیث و سید

Marfat.com

محمد احسن سید الولایت کے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں سید محمد کے ایک بیٹا
اور ایک دختر سید عبد الجلیل سید عبد الجبیل کے پانچ بیٹے سید عبد السلام
و سید عبد القیوم و سید عبد الحفیظ و سید عبد الرب و سید عبد الرشید اور ایک
دختر سید ابو الفتح و سید عبد الغنی و سید عبد الواحد سید عبد الغنی کے دو بیٹے
سید عبد الولی و سید عبد الخالق سید محمد صابر کے ایک بیٹا اور تین
بیٹیاں سید محمد واضح کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں سید
محمد جامع و سید غلام جیلانی و سید معصوم احمد و سید قطب الہدیٰ
سید محمد جامع کے دو بیٹے سید عبد الباقی و سید سراج الدین اور چار بیٹیاں
سید عبد الباقی کے دو بیٹے سید عبد الوہاب و سید عبد القادر سید سراج الدین
کے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سید رفیع الدین سید غلام جیلانی کے دو بیٹے
سید محمد طاہر و سید سعید الدین کے دو بیٹے سید رشید الدین و سید ضیاء النبی
سید رشید الدین کے ایک بیٹا سید ظہیر الدین اور دو بیٹیاں سید معصوم احمد کے
ایک دختر و سید قطب الہدیٰ لاولد

Marfat.com

سید حمد ہدیٰ کے دو بیٹے سید محمد نور و سید محمد ثنا اور چار بیٹیاں سید محمد زکی کے
چار بیٹے اور دو بیٹیاں سیّد محمد عمران و سیّد محمد نعمان و سیّد محمد عثمان و سید
محمد عرفان سیّد محمد عمران کے ایک بیٹا سید محمد غفران اور یہ لاولد گئے
اور سیّد محمد نعمان بھی لاولد گئے و سید محمد عثمان کے ایک بیٹا سید عبدالسبحان
سیّد عبدالسبحان کے چار بیٹے اور ایک دختر سید محمد علی و سید احمد علی
و سید حمید الدین و سید عبدالرحمٰن سید محمد علی کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں
سیّد نورالہدیٰ و سیّد نوراللہ و سید ظہوراللہ و سیّد ولی اللہ سیّد نورالہدیٰ
کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں سیّد زین العابدین و سیّد حسن متقی و سید ابوالقاسم
کے دو بیٹیاں سیّد حمید الدین کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں سید محمد سعید و سید عبدالمجید
سید محمد سعید کے تین بیٹے اور ایک دختر سید عبدالرزاق و سید احمد سعید و سید
حمید الدین سید عبدالرحمٰن کے ایک بیٹا سید عبدالرزاق اور یہ محض لاولد گئے
سید محمد عرفان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں سید محمد ابراہیم و سید محمد رکنی
و امیرالمومنین سیّد احمد سید محمد ابراہیم کے ایک بیٹا اور ایک دختر

Marfat.com

سید محمد یعقوب سید محمد یعقوب کے تین بیٹے اور ایک دختر سید محمد یوسف و سید محمد ایوب
و سید محمد ابراہیم سید محمد یوسف کے تین بیٹے اور ایک دختر سید محمد عرفان و سید محمد یونس
و سید محمد مصطفیٰ سید محمد ایوب لاولد گئے سید محمد اسحٰق کے ایک بیٹا سید محمد اسمٰعیل
سید محمد اسمٰعیل کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں سید محمد اسحٰق و سید محمد ابراہیم اور امیر المومنین
سید احمد کے دو بیٹیاں اور سید محمد ثنا کے چار بیٹے اور ایک دختر سید محمد ضیاء
و سید محمد عطوف و سید محمد صفت و سید محمد عمر سید محمد ضیا کے دو بیٹے اور ایک
دختر سید محمد صابت و سید مہدی سید محمد صابت کے دو بیٹے سید نجم الہدیٰ
و سید علم الہدیٰ سید نجم الہدیٰ لاولد گئے سید علم الہدیٰ کے ایک بیٹا اور
تین بیٹیاں سید نور الہدیٰ سید نور الہدیٰ کے دو بیٹے سید قطب الہدیٰ و سید
شمس الہدیٰ اور سید محمد صفت کی ایک دختر
سید ابو حنیفہ کے ایک بیٹا سید عبد الباقی اور ایک دختر سید کے تین بیٹے
سید محمد سلطان و سید محمد ممتاز و سید محمد منتظم یہ تینوں لاولد گئے سید
عبد الباقی نور سے حضرت دیوانجی کے ہیں

Marfat.com

سید محمد کے دو بیٹے سید محمد حکم و سید محمد عدل اور تین بیٹیاں بیٹے سید
محمد نثار کے نواسہ سید محمد کے تھے سید محمد حکم کے ایک بیٹا سید محمد ثانی
اور ایک دختر محمد ثانی کے ایک بیٹا سید محمد مصطفےٰ سید محمد مصطفےٰ
کے دو بیٹے سید علی مرتضیٰ و سید حسن مجتبیٰ اور دو بیٹیاں سید محمد عدل کے
ایک بیٹا سید محمد مہدی سید محمد مہدی کے ایک دختر بعد انتقال حضرت
شاہ علیم اللہ قدس سرہ تین بیٹے بڑے اور منجھلے معاش دنیاوی
میں مشغول ہوئے اور چھوٹے بیٹے سید محمد بہ قدم بقدم والد بزرگوار اپنے
کے ہوئے اور سہوں نے انہیں پر رجوع کیا اور جو طریقہ نقشبندیہ ہے
اُن کے سبب سے جاری ہوا بعد اُن کے جو اُن کی وضع پر ہوا وہی سجادہ نشین
ہوا چنانچہ بہت لوگ اولاد شاہ علیم اللہ قدس سرہ کامل ہوئے
اور حافظ اور مولوی اور مشائخ پہلے درجے کے مثل اولیا متقدمین کے رحمۃ اللہ
علیہم حتیٰ کہ نوبت امیر المومنین حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی پہنچی
اور لوگوں نے اُن پر رجوع کیا

Marfat.com

- بیان ہدایت عنوان سفر باظفر خباب امیر المومنین امام المجاہدین مولانا ومرشدنا
حضرت سید احمد قدس سرہٗ العزیز کا زبانی مخبر راز گفتار صداقت شعار میاں دوست محمد
صاحب کے جو اکثر اوقات ہمراہ رکاب فیض انتساب حضرت امیر المومنین ممدوح پر فتوح
کے رہتے تھے اس طور سے ہے کہ حضرت امیر المومنین موصوف جب سنہ اٹھارہ سو بیس
کے ہوے تب قصبہ رائے بریلی سے واسطے حصول علوم معرفت الہٰی کے طرف بلدہ مراد
شاہجہان آباد کے روانہ ہوئے تب چند روز میں بعد طے منازل اور مراحل کے بیچ
خدمت سراپا برکت امام المحدثین رئیس المفسرین قدوہ اہل تمیز حضرت مولانا ومرشدنا
شاہ عبدالعزیز مرحوم ومغفور کے پہنچکر ملاقات سے شرف یاب ہوئے حضرت مولانا
ممدوح نے جناب امیر المومنین سے مصافحہ ومعانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنا
حوال کا شروع کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے حضرت نے عرض کی کہ رائے بریلی۔
علاقہ لکھنؤ سے فرمایا کس قوم سے ہیں عرض کی قوم سادات سے فرمایا سید ابوسعید
اور محمد نعمان سے آپ واقف ہیں عرض کی کہ سید ابوسعید اس خاکسار کے تایا اور
سید نعمان چچا حقیقی اس فقر کے تھے حضرت مولانا ممدوح اٹھے اور دوسرا کمر

Marfat.com

مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کس واسطے یہ مصیبت سفر دور دراز کی اختیار کی حضرت
امیر المومنین موصوف نے عرض کی کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کو غنیمت سمجھکر واسطے
طلب اللہ تعالے جلشانہ کے اس خدمت بابرکت میں آیا ہوں اُس وقت حضرت مولانا
ممدوح نے اپنے خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو مسجد اکبر آبادی میں میرے بھائی کے
ہاتھ میں دے کر میری طرف سے کہدینا کہ ان کا حال میں تم سے وقت ملاقات کے
مفصل کہونگا ان کی مہمانداری اور خدمتگزاری میں حتی الامکان کوتاہی نہ کرنا حضرت
امیر المومنین موافق ارشاد امام المحدثین کے ہمراہ خادم کے مسجد مذکور میں پاس مولوی صاحب
موصوف کے تشریف لیگئے اور آپکی ملاقات فرحت آیات سے محظوظ و مسرور ہوے بعد گزرنے
چند ایام نیک انجام کے شب جمعہ کو اوپر دست مبارک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
مولانا ممدوح بیعت کے شرف بیعت سے بیچ خاندان ہدایت نشان چشتیہ اور
نقشبندیہ اور قادریہ کے مشرف ہوے اور شب و روز حضرت امام المحدثین کے رہنے لگے
عنایت الہی سے چند مدت میں تمام مقامات عام سلوک کے طے فرمائے تفصیل
مختصر اُسکی اس طور پر ہے کہ حلیہ اول میں حضرت امام المحدثین نے جناب امیر المومنین

Marfat.com

کو لطائف ستہ سے لطیفہ قلب کا توجہ دیا اور اسدن اسی پر اکتفا کیا پھر دوسرے
دن جلسہ دوم میں باقی لطائف خمسہ یعنی لطیفہ روح اور لطیفہ سر اور لطیفہ
خفی اور لطیفہ اخفی اور لطیفہ نفس کا ارشاد فرمایا بعد تیسرے روز جلسہ سوم میں
سلطان الذکر بتایا بعد حصول اذکار لطائف ستہ اور سلطان الذکر کے ذکر نفی اثبات
کا تعلیم کیا بعد اس کے شغل ہر ذی جسکو بصورت پیر کا کہتے ہیں کہ اکثر طرق صوفیہ
کرام میں معروف و مشہور ہے امر فرمایا سنتے ہی یہ کلام علالت انجام حضرت
امیر المومنین با لحاح تمام و تمسک بالا کلام خدمت میں جناب خاتم المجتہدین کے التماس
کیا کہ حضرت گستاخی اس خاکسار سیہ کردار کی معاف فرمائی جاے عرض خدمت
با برکت میں یہ ہے کہ بت پرستی شعار مشرکان با ننگ و عار کا ہے اس سے اور اس سے
کیا فرق ہے مفصل ارشاد ہو حضرت امام المجتہدین نے بیت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
کی پڑھی بیت
بسجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ۔ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا
حضرت سید المجاہدین نے عرض کیا کہ خاکسار بہر نوع پیر مرشد کا فرماں بردار ہے جو ارشاد
ہو لا انکار منقاد ہے لیکن یہ فعل تو بت پرستی صریح معلوم ہوتا ہے اس خدشہ کو

Marfat.com

ذبح کرنیکے لئے کوئی سند کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ کی لائے والا اس امر
میں اس عاجز کو معاف فرمائے حضرت پیر روشن ضمیر یہ تقریر دلپذیر سنکر جناب
امیر المومنین امام المجاہدین کو اپنے سینہ بے کینہ سے لگا لیا اور ارشاد کیا کہ صد
آفرین حق بات یہی ہے جو تو نے کہی اور بشارت دی کہ اے فرزند ارجمند تجکو
حضرت ذوالجلال عزوجل نے اپنی عنایات بے غایات سے ولایت انبیا
کا مرتبہ عطا فرمایا جناب امیر المومنین نے عرض کی کہ حضرت ارشاد کیجئے کہ ولایت
انبیا اور ولایت اولیا میں کیا فرق ہے کہ جاں مختصر بطور نمونہ بیان کرتا ہوں
باقی تمام کو دس پر قیاس کر لینا جاننا چاہئے کہ اللہ تعالے جل شانہ
جسکو ولایت ولی کی عطا فرماتا ہے وہ شخص شب و روز مجاہدہ اور ریاضت نفس اور صوم و
صلوٰۃ اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق میں مشغول رہتا ہے اور فاسقوں فاجروں
کو بطریق وعظ و نصیحت کے کچھ نہیں کہتا ہے پہچان اسکی یہ ہے کہ گوشہ تنہائی
میں حضور اور نشہ یاد الہی میں مخمور اور صحبت لوگوں کی سے دور رہتا ہے
اس اعمال کو اصطلاح صوفیہ کرام میں قرب بالنوافل کہتے ہیں

Marfat.com

جاننا چاہیے صاحب ولایت نبی کے دلمیں محبت الٰہی اس طرح سما جاتی ہے
کہ اس کے سوا کوئی شے خیال میں نہیں آتی اور ہمیشہ بیچ ہدایت بندگان خدا کے
مستعد گنہگاروں اور فاسقوں کی وعظ و نصیحت میں تبار دنیا داروں کی طعن و ملامت
سے بے ننگ و زدوکوب سے بے عار اقامت فرائض اللہ میں چست احیائے
سنت رسول اللہ میں چالاک جاری کرنے میں توحید سنت کے بے خوف شرک و
بدعت کی بیخ کنی میں بے باک مجاہدہ کفار اور تادیب اشرار میں جان و مال اور عزت
و آبرو سے حاضر اور ایذائے معاندین بیدین پر صابر اور اکثر محفلوں اور مجلسوں
میں للہ فی اللہ جاتا ہے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سناتا ہے یہی کار ہمیشہ
اُسکا ہے اور یہی اُس کا پیشہ ہے اصطلاح صوفیہ کرام میں اُس کو قرب
بالفرائض کہتے ہیں بعد اُسکے حضرت امام المحدثین نے جناب سید المجاہدین
کو بتاکید تمام و تقید مالا کلام کے ارشاد کیا کہ اپنے مکان سکونت میں جاکر
ٹھہرو اور جو کچھ اشغال میں نے تعلیم کئے ہیں بعد نماز پنجگانہ اُنمیں مشغول رہو
خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح و تہلیل اور مشق نفی و اثبات میں اور توجہ

Marfat.com

اور روح میں بیچ عالم قدس کے اور بیچ مناجات اور زاری کے خطاب خاص
میں کسی طور کی تقصیر نہ کرنا سوا ارشاد حضرت امام المحدثین کے خطاب امیر المومنین
میں لائے اسی ایام مبارک انجام میں کہ ماہ رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ
حضرت سید المجاہدین نے امام المحدثین کی خدمت میں مشرف ہوکر عرض کیا کہ
اس عشرے کی کس رات میں لیلۃ القدر ہوگی کہ اس رات کو جاگوں امام المحدثین نے کہا
کہ جس طور سے اور راتوں میں عبادت کرتے ہو ان راتوں کو بھی اور راتوں کو جاگنے
سے کیا ہوتا ہے اکثر تابعیان جو کیدار راتوں کو جاگا کرتے ہیں مگر نصیب ان کے سوتے اور
اس نعمت سے محروم رہتے ہیں اور جسکو اللہ تعالے یہ نعمت دیتا ہے جگا لیتا ہے یہ بات
سنکر حضرت امیر المومنین چپ رہے اور اپنے مکان پر جاکر جہاں اترے تھے تشریف
لائے پھر اسی ماہ مبارک کی تمامیسویں شب کو آپنے بعد نماز عشاء کے چاہا کہ کچھ دیر
بیدار رہیں مگر یکبارگی خواب نے اسطور غلبہ کیا کہ حواس برجا نہ رہے زمام طاقت
قبضہ اختیار سے جاتی رہی کچھ کوشش و تدبیر اپنی کام نہ آئی بیتاب ہوکر
منتیں خدائے تعالے کو سونپ کر سو رہے پچھلی رات کو دو شخصوں نے آپ کو آکر جگایا

Marfat.com

آپ آنکھوں کو کھولکر کہا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب سید المرسلین رحمت للعالمین
محمد مصطفےٰ صلعم اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ داہنے اور بائیں
بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اُٹھ کر غسل کر کہ تو جنب ہے حضرت سید المجاہدین
نے اسی دم جاکر غسل کیا بعد فراغ غسل کے نزدیک ان دونوں بزرگواروں کے
آئے ایک صاحب نے ان میں سے فرمایا کہ اے فرزند آج لیلۃ القدر ہے دعا
اور مناجات کرنے سے جناب قاضی الحاجات میں کسی طور قصور نہ کرنا پھر وہ دونوں
بزرگوار وہاں سے تشریف لیگئے حضرت سید المجاہدینؒ فرماتے تھے کہ اُس رات کو
مجھپر نہایت فضل الٰہی ہوا کہ واردات عجیبہ اور واقعات غریبہ مشاہدہ ہوئے کہ بصارت
ظاہری سے ہر شئے کو جس طور سے ہے نظر کرتا تھا میں اور پھر اُسی حالت میں دیدۂ
دل سے جسکو بصیرت باطنی کہتے ہیں تمام شجر و حجر اور دیوار در کو سجدے میں تسبیح و
تہلیل کرتے ہوئے دیکھا میں نے عجب طور کا مقام حیرت تھا کہ شرح و بیان سے
اُس کے زبان قاصر ہے اُسی دم سر سجدہ میں رکھا میں نے اور زبان شکر الٰہی اور دعا
اور مناجات میں کھولی اور اس حالت میں بیہوش و از خود فراموش رہا میں یہاں تک

Marfat.com

کہ موذن نے اذان صبح کی کہی دفعتہً آنکھ میری کہلگئی آپنے ہوش میں آگیا میں
اُٹھکر وضو کیا اور نماز جماعت میں شامل ہوا پہر بعد نماز اشراق کے حضرت
امام المحدثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد سلام مسنون الاسلام کے جو کچھ
اس رات کو مشاہدہ کیا تہا عرض کیا آپنے سنکر فرمایا کہ شکر ہے اُس
قادر مطلق کا جس نے شاہد مقصود سے تمکو ملایا اور حاجت دلی کو روا فرمایا
بعد اُس کے روز بروز لحظہ بلحظہ آثار ترقی درجات اور نشان علوئے مراتب
کے اپنے میں مشاہدہ فرمانے لگے چنانچہ یہ کئی مضمون ہدایت مشحون
کتاب مستطاب صراط المستقیم میں موجود ہیں کہ سید المجاہدین نے ایک شب خواب
دیکہا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خرمے اپنے دست مبارک
سے لیکر مجھکو کہلاے اس وضع سے کہ ایک کے بعد دوسرا اُس کے بعد تیسرا
میرے منہ میں رکہا جب میں اس خواب سے بیدار ہوا آثار برکات
رویائے صادق کے اپنے میں ظاہر پائے اور یہی واقعہ ابتدائے
سلوک طریق نبوت کے حاصل ہوا اور اسی طور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ

Marfat.com

یہ خواب کہ جناب ولدیت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مجکو
اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور خوب ساخت وضو کیا اور حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دست مبارک سے پوشاک فاخرہ مجکو پہنائی کیس
بسبب اس واقعہ کے کمالات طریق نبوت کے جلوہ گر ہوے اور بہت اسی طرح
کے مکاشفات عجیبہ اور واقعات غریبہ ظہور میں آئے یہاں تک کہ ایک
روز حضرت معبود برحق قادر مطلق جل جلالہ وعم نوالہ نے دانیال بتہ سید المجاہدین
کا اپنی دست قدرت سے پکڑا اور ایک چیز نہایت عجیب وغریب آپکے سامنے کرکے
فرمایا کہ یہ چیزیں تجھکو عنایت کرتے ہیں اور سوا اسکے اور چیزیں بھی عطا کرینگے
اسی ایام فرخندہ فرجام میں ایک شخص نے حضرت سید المجاہدین سے درخواست ورسطے
بیعت کے لیکن دنوں تک آپنے کسی سے بیعت لینا نہیں شروع کیا تہا آپنے
اس بات کو قبول نہ فرمایا وہ شخص اس امر میں بہت الحاح وزاری سے پیش
آیا آپنے بطور تسلی اس سے فرمایا خیر دو یک روز توقف کرو جو کچھ مناسب ہوگا
ظہور میں آئیگا بہر وہ حضرت وسطے طلب اور بسیار عجز وزاری کے عرض کیا کہ خداوندا

Marfat.com

ایک بندہ تیرے بندوں میں سے چاہتا ہے کہ ہاتھ پر اس ناچیز کے تمتر کے بیعت
کرے اور تو نے اس خاکسار کے مقدار کا ہاتھ پکڑا ہے اس دنیا میں جو بندہ
کسی بندہ کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ اپنی دستگیری کا خیال کرتا ہے اور تیرے
اوصاف کو ساتھ اخلاق مخلوقات کے کیا نسبت تو بڑوں کا بڑا اور بادشاہوں
کا بادشاہ ہے اس معاملے میں کیا منظور ہے جناب باری عز اسمہ سے حکم ہوا
کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اگرچہ لاکھ ہوں ہر ایک کو کفایت کروں گا
= انتہی بعد ظاہر ہونے ان واقعوں کے مذکورہ کے حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ
جس وقت بیچ عالم مراقبہ کے طرف ارواح مشائخ دہلویہ رحم اللہ علیہم کے متوجہ ہوتا
تہا میں آپ کو مرتبے میں اُنسے اکمل و افضل پاتا تہا چنانچہ ایک روز طرف روح پر فتوح
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے متوجہ ہوا میں دیکہا میں نے کہ ایک
چہتر نورانی سر پر اس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین کے پھرتا ہے بعد ایک لحظہ کے کیا
دیکہتا ہوں کہ اسی طور کے دو چہتر اوپر مجہہ خاکسار کے نمودار ہوئے یہ واقعہ دیکہکر
مارے شرم کے گرداب حیرت میں پڑا کہ الہی یہ کیسا برعکس معاملہ ہے کہ میں آپ کو کمترین

Marfat.com

مریدوں اُن حضرت کے سے گنتا ہوں انپر وہ عنایت اور مجہہ پر یہ مرحمت
او سیدم آنکہیں کہولدیں میں نے آپنے اس کے جواب میں خوش ہوکر فرمایا کہ اے
فرزند ارجمند آثار ولایت نبوت کے بہی ہیں اور یہ تو ابہی ایک مشت نمونہ ہے خبردار
سے اور ایک گلدستہ ہے گلزار سے اس طرح کے آثار بیشمار روز بروز تجہہ پر ظاہر ہونے
والے ہیں الغرض بعد طے کرنے مقامات سلوک کے حضرت سید المجاہدین جناب امام المحدثین
سے مرخص ہوکر طرف دولتخانہ اپنے کے تشریف تشریف لیگئے اور وہاں قریب دو برس
قیام کیا اور اسی عرصہ میں موافق سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام
کے تمام رسوم و بدعات کو موقوف کرکے اپنا نکاح کیا ۔ ایک روز سید المجاہدین
بالہام الہی قصبہ رائے بریلی سے بہفت فرما ہوکر بیچ لشکر ظفر پیکر نواب نامدار والا
اقتدار عالیجناب معلے القاب نواب امیر الدولہ ولہ محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور
کے تشریف لائے ان روزوں نواب ممدوح پر فتوح نے ساتہہ افواج پیادہ و سوار
اور توپوں بے شمار کے تمام اس ملک میں صوبہ مالوہ وغیرہ تک دہوم مچا رکہی تھی
تمام اس نواح کے حکام ناکام یعنی راجہائے کفار ناہنجار کو مغلوب کر رکہا تھا جس

Marfat.com

ریاست میں ساتھ فوج کثیر جمع غفیر کے جاتے تھے لاکھوں روپیہ بطور نذر کے
لاتے تھے اور اگر رئیس خبیث ادائے نذر میں کچھ حیل وحوال کیا بلا توقف اُس کی
ریاست کو لوٹ مار کر پامال کیا حضرت امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ خود
اپنی زبان ترجمان سے فرماتے تھے کہ جس وقت میں بیچ لشکر ظفر پیکر نواب
صاحب پر فتوح کے پہنچا اور شرف ملاقات اُنکی سے مشرف ہوا اُن روزوں
نواب صاحب ساتھ لشکر جرار پیادہ وسوار بشمار کے شاہ پوری کے علاقہ
قصبہ دہیکورہ کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے مستعد جنگ تھے آخر الامر والی قلعہ نے
شنگ ہوکر نواب صاحب مرحوم سے مصالحت کرلیا اور کچھ نقد نذر دیکر رخصت کیا اور ان
روزوں بسبب قحط سالی کے غلہ کا لشکر میں یہ حال تھا کہ اکثروں کے پاس ۱۰ روپیہ پیسہ
موجود مگر غلہ کا نشان مفقود بڑی کوشش وتلاش سے قدر قلیل ہاتھ آتا تھا۔
جب وہاں سے لشکر نے اور طرف کوچ کیا ایک منزل میں یہ واقعہ پیش آیا
کہ اسدن تمام کو قریب ایک بستی کے تمام لشکر نے مقام کیا اور حضرت سید المجاہدین
کے حال خیر مآل سے اس فوج ظفر موج میں کوئی آگاہ نہ تھا بعض لوگ جانتے

Marfat.com

تھے کہ یہ شخص سید آل رسولؐ پرہیزگار نیک کردار ہے اور تین آدمی رفاقت میں
حضرت سید المجاہدین کے تھے ایک کا نام رحمت اللہ اور دوسرے کا نام قادر بخش تھا اور
تیسرے کا نام یاد نہیں یکبار بطور بہوکہ کے بیقراری سے کہنے لگے کہ سید صاحب ہم نے
بارہا آپکی زبان مبارک بیان سے سُنا ہے کہ ہماری اکثر دعا اللہ تعالیٰ جلشانہٗ
قبول فرماتا ہے اس وقت مناسب ہے ہمارے واسطے دعا کیجئے تاکہ وہ رزاق مطلق
معبود برحق اپنے احسان عام سے ہم کو روزی دیوے حضرت سید المجاہدین نے
فرمایا صاحبو بہتر تو یہ ہے کہ پاؤں دامن قناعت میں سمٹ کر بیٹھ رہو صبر
کرو خدا رازق ہے اُن رفیقوں نے کہا کہ حضرت صبر کہاں سے لاویں سگ نفس
نے کہانے کیونکر سمجہاویں حضرت سید المجاہدین یہ کلام ملالت التیام سنکر کمل اوڑہ کر
لیٹ رہے وہ تینوں رفیق وہاں سے اٹھکر کہیں کہانے کی تلاش میں نکلے بعد
ایک ساعت کے ایک مرد ایک عورت کے سر پر طباق حلوے کا تازہ بتازہ گرما گرم
لیکر حضرت سید المجاہدین کے سرہانے موجود ہوا اور جگا کر کہنے لگا کہ حضرت یہ
نذر اللہ ہے آپنے جلد اُٹھ کر لیا اور شکر خدا بجالائے اور اُن دونوں سے کہا

Marfat.com

کہ کچہہ توقف کرو ہمارے آدمی کہیں گئے ہیں آجاویں تو طباق خالی کردیویں
اُنہوں نے عرض کیا کہ ہمکو طباق کی حاجت نہیں وہ بہی نذر خدا ہے
اب ہم جاتے ہیں السلام علیکم آپنے کہا وعلیکم السلام کچہہ دیر میں وہ تینوں رفیق
بہی آپہنچے آپنے وہ طباق حلوے کا اُنکے آگے دھردیا انہوں نے خوب سا کہایا
اور شکر الہی ادا کیا بارہا قریب دو مہینہ تک یہ حال اپنی آنکہوں ...
معائنہ کیا کہ ان دوروں لشکر ظفر پیکر میں حضرت سید المجاہدین کو بخار
آتا تہا جسوقت بخار کی آمد ہوتی اور لشکر سفر میں ہوتا اپنے لوگوں سے فرماتے
کہ شتاب یہاں کسی جگہ خیمہ کہڑا کرو لوگ عرض کرتے کہ حضرت تمام لشکر آگے
چلا جاتا ہے ہم یہاں کیونکر ٹہریں آپ فرماتے آج اسی میدان میں مقام ہوگا
لوگونکو تعجب ہوتا کہ حضرت یہ کیا مجذوبوں کی سی بٹر مارتے ہیں اُسی اثنا میں واسطے
مقام کے جہنڈا کہڑا ہوتا تب لوگونکو یقین ہوتا کہ حضرت سچ فرماتے تھے اسی طور
بارام تمام لشکر مقام میں ہوتا اور اسوقت اپکا بخار اترتا اپنے لوگوں سے
فرماتے جلد ڈیرہ اکہاڑو کوچ کی تیاری کرو لوگ عرض کرتے کہ حضرت آپ کیا فرماتے

129347

Marfat.com

ہیں ابھی لشکر کے کوچ کی تیاریں کا نشان بھی نہیں فوراً اسی اثناء میں نقارہ
کوچ بجا لوگ اس حال کے دیکھنے والے تعجب کرتے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے
جب بھی حال بارہا معائنہ کیا اور موافق ارشاد کے ظہور میں آیا پھر تو جب دیکھتے کہ
علیٰ سفر میں خیمہ حضرت امام المجاہدین کا لوگ استادہ کرتے ہیں اکثر آدمی اپنے اپنے
کھڑے کرنے میں مشغول ہوتے قبل مقام کرنے لشکر کے اور اسی طور اسباب لادنے والے
سفر کے پیشتر کوچ کے نقارہ بجنے سے ایک بار لشکر جرار نواب نامدار والا تبار مرحوم و
مغفور کا شیر گڑھ یا اور کہیں سے آتا تھا برسات کا موسم قریب دریائے چمبل کے مقام
کو مقام کیا رات کو خوب مینہ برسا صبح کو نواب مستطاب ممدوح پر فتوح نے
لوگوں سے فرمایا کہ دریا کی خبر لاؤ جس گھاٹ پایاب ہو وہاں سے لشکر عبور
کرے موافق فرمان واجب الاذعان کے مخبروں نے اطلاع کی کہ فلانے فلانے
گھاٹ پایاب ہے حکم ہوا کہ اسی طرف لشکر اترے قریب آدھے لشکر کے پار ہوا ہوگا
کہ اچانک دریائے مذکور میں جوش آیا پانی بڑھنے لگا بہت لوگوں کا اسباب بہنے لگا
جو لوگ اترے سو اترے باقی اسی پار مضطرب و بیقرار کھڑے رہے اور حضرت امیر المومنین

Marfat.com

امام المجاہدین اتر کر کنارے کہڑے تھے لوگوں کو اوداس و بیحواس دیکہکر جناب الہی میں
دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو نے اس گنہگار ناچیز سے وعدہ کیا ہے کہ جہاں کہیں کوئی
صدمہ عظیم یا حادثہ الیم پیش آوے تو دعا کیجیو میں قبول کرونگا سو اس صدمہ سے
زیادہ میں نے کوئی حادثہ نہیں اس آفت جانگزا حسرت فزا سے ایندے
بندوں کو نجات دے جناب الہی سے الہام ہوا کہ ہم نے دعا تیری قبول
کی اور اس بلا سے لوگوں کو نجات دی اور تو بہی آپ دریا میں اتر کر جو
اسباب لوگوں کا بہا جاتا ہے نکال حضرت امیر المومنین اسی دم دریا میں اترے
اور اسباب لوگوں کا نکالنے لگے کچہہ دیر کے بعد جا بجا شور و غل اٹہا کہ دریا
اترا جاتا ہے کوئی مت گہبراوے اس اثنا میں امام المحدثین امام المجاہدین نے دریا
میں نگاہ کی کہ بہیڑ لشکر کی معہ غلہ کے ایک ٹیلہ پر کہڑی ہے ہر طرف سے
آپ دریا نے محاصرہ کر لیا ہے حضرت نے ان کو ہاتہ سے اشارہ
کہ الہی جلدی نہ کرنا شام کو دریا اتر جاویگا چلے آنا اسی اثنا میں
ایک شور دوسرا ہوا کہ غلام حیدر خاں بلکہ بہی لشکر بہے جاتے ہیں

Marfat.com

حضرت امام المجاہدین نے دوڑ کر بڑے تسلی آواز دی کہ خانصاحب میں آپہنچا
کچھ خوف نہ کرنا اور جا کر اُن کا ہاتھ پکڑا اور ایک اونچے پتھر پر جا بیٹھے
اگرچہ خانصاحب ممدوح تیرنا جانتے تھے مگر ماندگی کی وجہ سے بدحواس
ہو گئے تھے بعد کچھ دیر کے خانصاحب موصوف نے حضرت سید المجاہدین
سے کہا کہ آپ دریا کے پار تشریف لیجیئے آپ نے فرمایا کہ خانصاحب کچھ دیر
میں جب دریا کم ہو جائیگا تب اُتر جانا خان موصوف نے کہا کہ یہ کسکو
معلوم کہ دریا کم ہوگا یا زیادہ آپنے فرمایا کہ جناب الٰہی سے اُمید ہے کہ
چند عرصہ میں دریا پایاب ہو جائیگا اور آپ جا کر لوگوں کے اسباب لگائیے
میں مشغول ہوئے جب دریا کم ہوا تب خانصاحب موصوف کو ساتھ لیکر
کنارے پر آئے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا سے سب کی جان و مال اس
آفت سے بچایا الغرض بآرام تمام دریا اتر کر کئی دن وہاں مقام کیا
پھر جس طرف جانا منظور تھا کوچ فرمایا اس طرح کی جب کئی کرامتیں
اُس حضرت سے ظہور میں آئیں تب اکثر لوگ لشکر کے معتقد ہوئے لیکن

Marfat.com

شخص کہتے تھے کہ یہ صاحب خدمت اسی لشکر ظفر پیکر کے ہیں اور بعض
کہتے کہ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت ہیں لشکر میں نواب
مستطاب مرحوم مغفور کے بسبب کثرت سیر و دور کے اکثر پیادے اور
سواروں پر کہانے دانے کی تنگی اور تکلیف ہوتی تھی مگر اللہ تعالیٰ
کی عنایت نے نہایت سے جماعت میں حضرت سید المجاہدین سب
طرح سے فراغت اور فراخی رہتی تھی یہ حال خیال کر کے اکثر مردم نادان
گمان کرتے تھے کہ ان کو نواب صاحب مرحوم شاید کچھ پوشیدہ
بھیجتے ہیں یا ان کو کیمیا آتی ہے یا دست غیب ہے جو آپکے یہاں تنگی
و تکلیف نہیں اور بعض یار و آشنا یہ بات آپکے سامنے کہتے آپ ان
سے فرماتے کہ ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں میرا پروردگار
محض اپنے فضل و کرم سے روزی پہنچاتا ہے اور جس روز نواب
مستطاب سے عنایت ہوتا ہے سبکو معلوم ہے کہ میں لوگوں کو اسی
دم تقسیم کر دیتا ہوں الغرض ایک روز صبح ہی مشیت و تقدیر الٰہی سے

Marfat.com

کچھ کھانے دانے کا بندوبست نہ ہو سکا آپنے سب کے ساتھ نماز عشا
ادا کی بعدہ ورد وظیفہ میں مشغول ہوئے قریب گزرنے پہر رات کے
وظیفہ سے فارغ ہو کر اپنے خیمہ میں تشریف شریف لائے لوگوں سے
پوچھا کہ آج کھانے دانے کی کیا صورت ہے لوگوں نے عرض کی کہ
اب تک تو کچھ صورت نظر نہیں آتی آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے
کے یہاں سب کچھ موجود ہے اُسی کو یاد کرو اور آپ خیمہ میں جا کر
پلنگ پر آرام فرمانے لگے اور باقی آدمی اپنے اپنے بستر پر لیٹے
راوی کہتا ہے کہ میں اور ایک عورت پیرزال سیدانی کی رہنے
والی کچھ باتیں کرتے رہے جب قریب آدھی رات کے گزری
تب اُس سیدانی مذکورہ سے کہا میں نے کہ اب رات تھک گئی
تم بھی جا کر سو رہو اور میں بھی وہاں سے اُٹھکر اپنے بستر پر چلا
جیسے قریب خیمہ کے پاؤں رکھا ٹھوکر لگی ہمارے ساتھیوں میں
شیخ پیر علی نام ایک جوان بڑی سپر رکھتے تھے مجھکو گمان ہوا

Marfat.com

کہ سپر کی ٹہوکر لگی میں نے کہا شیخ صاحب بارہا تم سے کہا میں نے
کہ اپنی سپر کو بے موقع نہ رکہا کرو دیکہو تو میرے پانوں میں ٹہوکر
لگ گئی اُسدم سپر اُنکی طرف پائیں کے دھری تہی وہ اُٹہ کر
ہاتہہ سے بجا کر کہنے لگے بہا مصاحب آپ کیا فرماتے ہیں میری سپر
تو میرے پاس یہ موجود ہے تب میں نے جہک کر ہاتہہ سے ٹٹولا تو
معلوم ہوا کہ خوان کہانے کا ہے جلد میں نے چراغ جلا کر دیکہا تو
دو خوان تھے اور اُن پر دو دو روٹیوں اور بہتے ہوے سالن کے
حصہ لگے ہوے دھرے ہیں میں نے حضرت امیر المومنین کو جگا کر پوچہا
کہ حضرت کیا کوئی آدمی آپکے پاس اس وقت آیا تہا آپ نے فرمایا
کہ اس جستجو سے کہ کون آیا اور کون گیا تم کو کیا مطلب اللہ تعالے
رازق ہے اپنے بندوں کو ہر طرح روزی دیتا ہے اپنے آدمیوں کو
جگا کر ایک ایک حصہ حوالہ کر دو اور ہمارا حصہ کہیں حفاظت سے
دھر دو صبح کو خدا چاہیگا کہاوینگے میں نے موافق ارشاد حضرت کے

Marfat.com

وہ حصے تقسیم کر دئے معہ حضرت امیر المومنین تمام چھتیس ۳۶ آدمی تھے اور اتنے ہی
آپ نے صبح کو بعد نماز اور وظیفہ کے اپنا حصہ طلب فرمایا اور اس میں سے
ایک روٹی اور کچھ سامان کھایا اس وقت خدا بخش نام حضرت کا ساربان
کہیں چلا گیا تھا چارہ لانے کو جاتا تھا آپ نے روٹی اور باقی سامان اس کے
حوالہ کیا بعدہ آپ نواب صاحب مرحوم کے دربار میں تشریف لیگئے اور میں
وہاں سے حاجی زین العابدین خانصاحب کے پاس اس رات کے حال
کو کہنے گیا حاجی صاحب ممدوح اس وقت گھوڑوں کو راتب کھلا رہے
تھے یہ خبر صمیت اثر سنکر شکر الٰہی ادا کیا اور کہا کہ حضرت اس وقت کہاں
ہیں میں نے عرض کی کہ دربار کو تشریف لیگئے ہیں وہ کہنے لگے کہ تم مکان
پر چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں میں وہاں سے ڈیرے پر آیا اتفاقاً اسی
وقت اللہ نور شاہ مغفور نے مولوی محمد حسن صاحب مرحوم سے رات کا
حال بیان کیا ان کو سنکر تعجب ہوا کہ جناب سید صاحب کے ہم نے
اکثر وقائع سنے مگر یہ سب سے بڑھکر ہوا اس اثناء میں

Marfat.com

حضرت امام المجاہدین بہی دربار سے اُنہیں کے ڈیرے پر تشریف لائے
مولوی صاحب ممدوح نے پوچہا حضرت یہ شب کو کیونکر حال گزرا آپ نے
میرا نام لیا کہ یہ حال دین محمد کو مفصل معلوم ہے اُن سے دریافت کرو
مولوی صاحب ممدوح نے مجہکو بلاکر پوچہا میں نے وہ سارا قصہ جسطور گذرا
روبرو اُن کے عرض کیا پہر حضرت امام المجاہدین نے مولوی صاحب موصوف
سے کہا کہ اسی طور ایک بار اور بہی ایسا ہی حال گزرا کہ ایک طباق
حلوا گرما گرم نہایت نفیس اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت بے غایت
سے بہیجا اور کئی آدمیوں نے کہایا یہ اس حلوے کا مذکور ہے جو آگے
مسطور ہو چکا ہے ایک بار لشکر جرار نواب نامدار دولت مدار کا طرف
شیر گڑہ کے جاتا تہا میں ایک راہوار باد رفتار پر سوار تہا میرے پاؤں میں
ایک قلیل سا زخم دندارو تہا مگر مجہکو خبر نہ تھی دفعتہً اس میں سے ایک رشتہ
سا آپ ہی آپ مقدار نیم بالشت کے باہر نکل آیا میں کبہی نا روے واقف
نہ تھا دیکہا تو جانا کہ خدا معلوم یہ کیا بلا ہے بے تامل چٹکی سے کہینچ لیا وہ ٹوٹ گیا

Marfat.com

شام کو جہاں تمام کیا پیر ورم کر گیا اور نہایت سخت درد شروع ہوا لوگوں
نے پوچھا یہ کیا حال ہے میں نے بیان کیا وہ کہنے لگے یہ تو نار و تباہ کیا چاہیے
اب، کیا فساد کرے جمع کو یہ حال پیر ملال میں نے حضرت سید المجاہدین سے ذکر
کیا آپ نے اس زخم پر اپنا لب مبارک لگا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے لکلد تبا
اور اسی کے حکم سے دفع ہوگا انشاء اللہ تعالے الغرض چار پانچ روز میں
وہ زخم خیگا ہو گیا نہ ورم باقی رہا نہ درد یہ قصہ بادل خان خانزادے کے
ڈیرے میں ایک سپاہی نے سنا وہ بھی بہت روزوں سے اسی بلا میں مبتلا
تبا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اگر تم سب
برے کاموں سے توبہ کرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھنے کا اقرار کرو
تو میں اپنے شافی مطلق اور معبود برحق سے دعا کروں وہ اپنی عنایت
سے نہایت سے شفا بخشے وہ سپاہی بیچارہ مصیبت کا مارا اسی دم تمام
اعمال شنیعہ سے تائب ہوا اور ادائے نماز پنجگانہ کا اقرار کیا آپ نے
اسی طور اس کے زخم پر بھی لب مبارک لگا دیا اور اسی طور فرمایا

Marfat.com

اور کہا جو کچہ دوا اسپر لگائی ہے دور کر اللہ تعالے شفا دیگا حکمت الہی
سے کئی روز میں وہ بہی چنگا ہو گیا یہ خبر لشکر میں مشہور ہوئی ان دنوں
لشکر میں کئی آدمیوں کے نارو نکلا تہا جو آپکے پاس آتا اسکے زخم پر
اپنا لب مبارک لگا دیتے اور فاسقوں نے نمازیوں سے وہی اقرار لیتے
دو چار روز میں فضل الہی سے چنگا ہو جاتا ایک پنساری مدار بخش نام
رہنے والا پہولا کیکری کا لشکر ظفر پیکر میں نواب مطلب مغفور کے تہا
حضرت امام المجاہدین کے یہاں اسکی دوکان سے گہوڑوں کا مصالحہ وغیرہ
آتا تہا اکثر لوگ حضرت امام المجاہدین ممدوحے پر فتوح کے جو اسکی
دوکان پر سودا خریدنے جاتے انکی زبانی دو تین وقائع جیسے نارو
کا چنگا ہونا یا روٹیوں کے خوانوں اور حلوے کے طباق وغیرہ جناب
امام المجاہدین کی کرامات سے سنے اسکو تمنا ہوئی کہ میں بہی اپنے
واسطے حضرت سے دعا کراؤں کہ اللہ تعالے مجہکو فراغت دیوے ایک
روز حضرت کے پاس آیا آپنے پوچہا تم کون ہو اس نے عرض کی

Marfat.com

کہ میں آپ کا پنساری ہوں حضرت کے یہاں میری دوکان سے گھوڑوں کا سودا کے
وغیرہ آتا ہے آپ نے فرمایا کہ دعوت آنیکا کیا سبب ہے اس نے عرض کی کہ حضرت
میں بہت تنگ حال رہتا ہوں گھر میں خرچ زیادہ آمدنی کم دوکان میں کچھ خیر و برکت
معلوم نہیں ہوتی یہ آرزو ہے کہ حضرت کچھ میرے حق میں دعا کریں اللہ تعالیٰ
مجھ پر دنیا فضل کرے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو
اس نے عرض کی نام میرا مدار بخش پھولا گیڑی میں گھر ہے آپ نے فرمایا جو
ہم تم سے کہیں اس کو مانو تو ہم اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اس نے کہا
آپ جو ارشاد کریں گے بلا عذر قبول کروں گا آپ سے اپنا نام اللہ بخش رکھو
اور سب بُرے کاموں سے ہاتھ ہر نماز کے وقت نماز پڑھو جھوٹ نہ بولو
دغا و فریب جان بوجھکر نہ کرو اپنا مال کسی کو کم نہ دو اور کسی غیر کا زیادہ نہ لو
اس نے عرض کی کہ یہ سب میں نے مانا انشاء اللہ تعالیٰ کسی امر میں کبھی قصور
نہ ہوگا آپ نے فرمایا اب جاؤ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا تمہاری دوکان
میں برکت ہوگی وہ اپنی دوکان پر گیا عنایت الٰہی سے اسکے ترقی ہونا

Marfat.com

شروع ہوئی اول تو اس کے پاس تین چار بیل لادنے اور ایک چھوٹا سا
پال سایہ کرنے کو تہا قریب دو سال کے عرصہ میں حضرت کی دعا سے
نو دس بیل اور چار اونٹ اور چھ سات نوکر چاکر اور بڑا سا پال
ہوا ایک روز حضرت امیر المومنین کے پاس آکر التماس کی کہ اللہ تعالے
نے آپکی دعا سے (~~نو دس بیل چار اونٹ~~) مجھکو سب کچھ دیا اب
میری یہ آرزو ہے کہ جو کچھ دوا و مصالح وغیرہ حضرت کی سرکار میں
درکار ہو ہمیشہ کے داموں میری دکان سے آیا کرے آپ نے
فرمایا یہ ہرگز نہ ہوگا اس نے اس بات میں بہت مبالغہ کیا آپ
نے کسی طور نہ مانا اور اپنے آدمیوں سے فرمایا کہ خبردار جو چیز ان کے
یہاں سے آوے کبھی نے قیمت نہ لینا فقط

زمین زنگستان مانڈو دار کی مشہور ہے کہ ستر اسی ہاتھ کنواں کھودا جاوے
تب کہیں پانی نکلتا ہے ایک بار نواب مستطاب مغفور مرحوم نے
ایک ٹھاکر پر ملک مانڈو دار کے لشکر کشی کا روزانگی سے جو کوئی

Marfat.com

اُسکی گرہی سے دور تھے اُن میں خوک ملوکر ڈلوا دئے اور جو نزدیک تھے
اُن میں زہر ملوا دیا القصہ فوج ظفر موج نواب ممدوح پر فتوح کی
وہاں پہنچی مقام کا حکم ہوا مخبروں نے خبر دی کہ کنوؤں میں خوک پڑے ہیں
یہ حال سنکر حضور پر نور نے فرمایا کہ آگے چلکر قریب کھڑے کے ڈیرا کرو
وہاں لشکر نصرت اثر مانند مور و ملخ کے پہنچا دیکھا ہر کنوئے میں کھیل پانی
کے واسطے موافق کے بھری ہے یہ حال لوگوں نے نواب صاحب مغفور سے
عرض کیا سنکر عالم حیرت میں رہ گئے کہ الٰہی کیا تدبیر کریں اب آدمی
یہ قحط ہلاک ہوئے اگر پیویں یا نہ پیویں بہت لوگ جا بجا دوڑ آئے
کہ پانی کا سراغ لاویں حضرت امام المجاہدین نے لوگوں کو نہایت مضطر و
بیقرار دیکھا کہ مارے پیاس کے نیم جان ہو رہے ہیں آپ نے جناب الٰہی میں
دعا کی کہ خداوندا اپنی مخلوق کو پانی دے اگرچہ یہاں پانی دور ہے
پر تیرے لئے دور و نزدیک سب برابر ہے جناب الٰہی سے الہام ہوا
کہ دعا تیری مستجاب ہوئی ان ریگ کے ٹیلوں کے کنارے کوئیں کھودے جاویں

ضم: لشکر کے سنی بکری کھوڑے کدے جس نے ایک گھونٹ پلائی پیا اُسی جگہ ہلاک ہوا

Marfat.com

پانی لگے گا آپ نے نواب صاحب مغفور سے کہا کہ جلد بیلداروں کو حکم ہو یہاں
بابو کے ٹیلوں کے کنارے کوئیں کھودیں حضور پرنور نے کہا کہ حضرت بیلدار
کہاں تک کھودیں یہاں ستر اسی ہاتھ سے کم کوئی نہیں ہوتا آپ نے فرمایا
کہ خدا کے حضور نزدیک و دور سب برابر ہے آخرش نواب صاحب
ممدوح نے فرمایا تمام لشکر کے بیلدار موجود ہوئے اور کھودنے لگے قدرت
الٰہی سے ہر جگہ چار پانچ ہاتھ کے نیچے وہ آب لطیف خوشگوار نکلا کہ
زبان بیان خوبی اُسکی سے قاصر ہے تمام لشکر اسی سے سیراب ہوا
اور وہیں مقام کیا حاکم قلعہ نے اپنے جاسوسوں کو بھیجا کہ دیکھو لشکر والے
پانی کہاں سے پیتے ہیں آکر دیکھا اور حاکم مذکور جاکر عرض کیا کہ ایسا
حال ہے اُس کو باور نہ ہوا اور کئی معتبر آدمی بھیجے اُنھوں نے بھی اسی
طرح جاکر کہا حاکم مذکور کو سنکر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ نواب
صاحب سے لڑائی میں کون جیتے گا ان کے تو گنگا جمنا قدموں تلے
بہتی ہے القصہ قریب دیکھا جیتبہ کے تمام لشکر نے وہاں مقام کیا

Marfat.com

اور پانی اُس کنوؤں کا پیا پھر حاکم قلعہ نے نواب نامدار دولت مدار سے
مصالحت کر لی اور کچھ روپیہ دیکر با خوشی رخصت کیا راوی کہتا ہے
کہ یہ قصہ جناب امیر المومنین سید المجاہدین قدس سرہ کئی بار قصبہ
رائے بریلی میں حضرت مولانا عبد الحی اور مولانا محمد اسمٰعیل سے میرے سامنے
بیان فرماتے تھے فقط حضرت سید المجاہدین علیہ الرحمۃ ایک گھوڑا
سمند سیاہ زانو دو سو روپیہ کا خرید لیا بعد اسکے معلوم ہوا کہ راہوار
اور تیز گام موافق قیمت کے نہیں ہے نواب فتح علی خاں اور رستم علی خاں
اور غلام حیدر خاں وغیرہ دوستوں آشناؤں نے کہا کہ حضرت گھوڑا
تو آپ نے لیا مگر کچھ ہے آپکی سواری کے قابل نہیں یہاں لشکر میں دوڑ
دھوپ کے واسطے گھوڑا چالاک و زبردست چاہئے خیر ہوا سو ہوا اب
اور کوئی گھوڑا خوش قدم تیز رو لیجئے اور اُس کے ساتھ اسکو بھی
رکھئے لشکر میں ایک گھوڑا زراب خاں سوار کے پاس تھا وہ سب صاحب
حضرت سید المجاہدین کو وہاں لیگئے سات سو روپیہ مول اُس کا ٹھہرا مگر وہ زر قیمت

Marfat.com

نقد مانگتا تہا اور حضرت سید المجاہدین چہہ مہینے کا وعدہ کرتے تھے القصہ وہاں سے
وہ سب صاحب نواب فتح علی خاں کے ڈیرے پر آئے اور حضرت سے ازراہ
تسلی کہنے لگے کہ انشاء اللہ تعالے اور کوئی اچہا گہوڑا آپکے واسطے تلاش کرینگے
حضرت نے فرمایا کہ بہائیو کچہہ ضرورت نہیں ہم اپنے اسی گہوڑے کے واسطے اللہ
تعالے سے دعا کرینگے اسی کو وہ اپنے فضل سے چست و چالاک کردیگا اسکے
نزدیک کچہہ دور نہیں چاہے سست کو چست کردے اور چست کو سست اور اسی
مجلس میں فرمایا کہ بہائیو میں اپنے اللہ تعالے سے اپنے گہوڑے کے حق میں دعا
کرتا ہوں تم سب ملکر آمین کہو سب لوگ موافق ارشاد کے عمل میں لائے
قدرت الہی سے روز بروز گہوڑے کا حال اچہا ہونے لگا آپنے اسکے واسطے
دودہ مقرر کیا دو سیر سے شروع کردیا آٹھ سیر تک پہنچایا اس عرصہ میں
اسی ایام نیک فرجام میں ایک روز حضرت سید المجاہدین اور نواب فتح علیخاں
اور رستم علیخاں اور غلام حیدر خاں اپنے لشکر سے نکلکر ایک طرف سیر کو گئے
کئی کوس چلے گئے ناگہاں دور سے نمودار ہوئے اور انکی طرف آنیکا قصد کیا

Marfat.com

انکو تشویش کہ خدا خیر کرے کس آفت ناگہانی میں گرفتار ہوئے تینوں صاحبوں
نے عرض کی کہ حضرت آپ اپنے گہوڑے کو ہمارے پیچہے رکہیں کہ یہ کمزور ہے
آپنے فرمایا کہ بہائیو میں بہی تمہارے ہمراہ برابر چلونگا اور چہپ کچہہ گہوڑے
کے کان میں کہدیا قدرت الہی سے وہ گہوڑا اسی دم فوراً مانند برق کے
اوچہل کود میں چست و چالاک ہو گیا اور ان تینوں گہوڑوں کے آگے چلنے لگا
الغرض وہ غول کفار ناہنجار کا بندوقیں سر کرتے ہوئے دور دور سے اور طرف
چلا گیا نزدیک نہ آیا یہ چاروں صاحب شکر خدا کرتے ہوئے اپنے لشکر میں
تشریف لائے جسکو تینوں صاحبوں نے حضرت سے پوچہا کہ آپ کا گہوڑا جیسا کہ
ہے سب کو معلوم ہے اور ہم بہی جانتے ہیں مگر آپنے کل خدا جانے اُس کے کان
میں چہپکر کیا کہدیا تہا کہ اُسی دم برق وار باد رفتار ہو گیا آپنے فرمایا کہ
بہائیو میں نے تو اُس کے کان میں اللہ تعالے کا نام سنا دیا اور تو کچہہ نہیں
کہا یہ سب اُسی نام پاک کی برکت ہے اور ایک دوسری کرامت یہ ظہور میں
آئی اُن روزوں موسم برشکال کا تہا ایک دن ایسا اتفاق پڑا کہ

Marfat.com

مینہ بہت برسا لوگوں روٹی تو پکالی مگر دال سانس پکانے کو فرصت نہ ملی
بعض صاحبوں نے بازار سے کچھ سانس وغیرہ منگوا کر کھا لیا باقی آدمی یوں
ہی رہے اتنے میں حضرت سید المجاہدین باہر سے تشریف لائے اور پوچھا
کہ روٹی سب نے کھائی لوگوں نے عرض کی کہ ہاں بعضوں نے تو کھائی
مگر اور سب شامی ہیں سانس نہیں پکا آپ کے گھوڑے کا آٹھ سیر دودھ
روز مقرر تھا ایک شخص میر چاند علی نام مانپوری کا رہنے والا آپ کے
گھوڑے کا سائیس تھا اس سے پوچھا کہ گھوڑے کا راتب دودھ آیا ہے
یا نہیں اس نے کہا ہاں آیا ہے فرمایا شمار کرو لوگ کتنے ہیں
گنا تو ستائیس آدمی نکلے فرمایا تھوڑا تھوڑا دودھ فی نفر پاؤ سیر یا
سوا پاؤ دیا جاوے تو تمام ہو جاویگا گھوڑے کو کیا پلاؤں آپ نے
فرمایا کہ دودھ سب یہاں لاؤ اللہ تعالے سب کو کفایت کریگا وہ سائیس
مذکور خفا ہو کر وہ برتن اٹھا لایا آپ نے فرمایا کہ تم لگن لا کر پتلی دھار
سے تھوڑا تھوڑا گھوڑے کو پلاتے جاؤ اور میں ایک ایک کٹورا لوگوں کو دیتا جاؤں۔

Marfat.com

جو آپ نے فرمایا وہ عمل میں لایا اور آپ ایک کٹورا بھر بھر کر لوگوں کو دینے لگے
یہاں تک کہ عنایت الٰہی سے سب لوگوں کو دودھ پہنچ گیا اور گھوڑے نے مزا
رات کے پیا اور قریب سیر بھر کے برتن میں اور قریب آدھ سیر کے لگن میں بچ رہا
اس سئیس مذکور نے عرض کی حضرت آج گھوڑے کو کسی کی نظر لگ گئی اس نے پانی
دودھ نہیں پیا آپ نے فرمایا یہ کہو کہ معلوم ہوا اس نے عرض کی کہ آٹھ سیر
میں کٹورہ کٹورہ سب کو دیا گیا اور برتن اور لگن میں قریب ڈیڑھ سیر کے موجود
پھر گھوڑے نے کیا پیا آپ نے کہا وقت چلانے کے گھوڑے کی حلق میں سے
غٹ غٹ کی آواز کیسے آتی تھی اگر تہائیہ تھا تو کیا کرتا تھا اس نے کہا
ہاں میرا تو ہے آپ نے فرمایا کہ پیالہ کٹورہ کا اندازہ کرو اس میں کتنا دودھ
آتا ہوگا آخر کو سب نے ملکر ڈیڑھ پاؤ کا تخمینہ کیا آپ نے فرمایا حساب تو کرو
سب کتنا ہوا اس نے کہا اس حساب سے قریب بارہ سیر کے ہوتا ہے
آپ نے فرمایا دودھ تو آٹھ سیر تہائیہ چار سیر سوا کہاں سے آیا اس نے
کہا میں نہیں جانتا یہ کیا بھید ہے آپ نے فرمایا کہ فجر کو گھوڑے کو پھر کر بلوانا

Marfat.com

تو آخرش تلوایا تو وہی ڈیڑہ پاؤ نکلا سب کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت کی کرامت
ہے آخر الامر چند روز میں اُس گہوڑے کی چالاکی اور چابکی لوگوں میں مشہور
ہوئی قدم اُسکا خوب نکلا کہ وہ تو دونوں چلتا تہا اور گہوڑے لشکر کے دوڑتے
تو بہی اُسکو نہ پہنچتے تہے راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ میں نے
یہ تمام حال اپنی آنکہوں دیکہا ایک روز حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
در قبض آثار نواب نامدار دولت مدار سے اپنے مکان ہدایت لسان
کو آتے تہے آپکے ڈیرے کے پاس سید عبد الرزاق کا ڈیرہ تہا وہاں تشریف
شریف ارزانی فرمائی اور سید ممدوح سے پوچہا کہ بہائی صاحب اس وقت آپ
کے یہاں کچہہ کہانا موجود ہے اُنہوں نے کہا دال تو پکی ہے ایک ساعت توقف
فرمائے روٹیاں بہی پک جاویں تو حاضر کروں آپنے اس دم بسبب فرط استہا
کے اُن کے باورچیخانہ میں جاکر ایک قاشوں سے فقط دال ہی چہہ سات چمچ
دیگچی سے نکال نکال تناول فرمائے اور چمچہ اسی دیگچی میں دھر دیا اور فرمایا کہ ہم تو
سید بہائی کہا چکے اب روٹی کی حاجت نہیں اور اپنے ڈیرے مبارک میں

Marfat.com

تشریف لائے جب سید ممدوح کے باورچیخانہ میں روٹیاں پک چکیں سب آدمی
اس ڈیرے والی رکابیوں میں نکالکر روٹی کھانے لگے دال دیگچی سے
کم نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ قریب ان کے اکثر بالتحدے کے سادات
کے ڈیرے تھے ایک ایک رکابی میں دال ان کے یہاں بھجوادی تو بھی
دیگچی کا وہی حال تھا مخدوم بخش نام ایک شخص جو روٹیاں پکاتا تھا
اس دیگچی کو ایک رکابی میں اوندھا کر دال نکالنے لگا دیگچی خالی ہوگئی
نہیں تو خدا جانے اس دیگچی سے کتنی دال نکلتی ایک روز بعد عصر تند
آندھی چلنا شروع ہوئی عشاء تک اسکا جوش و خروش رہا
اکثر خیمے لشکر کے گر گئے یہاں تک کہ بارہ حضوری کے میخیں اکھڑ
گئیں اور چراغ گل ہوگئے مگر حضرت سید المجاہدین کا خیمہ ثابت
رہا اور چراغ بھی جلا کیا جب طغیانی باد تند کی فرو ہوئی اس خیمہ
کے قریب فقیر محمد خان آفریدی جمعدار کا ڈیرہ تھا خان کا ڈیرہ تھا
خان موصوف حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں آکر حاضر ہوئے

Marfat.com

اور عرض کی کہ حضرت بڑا تعجب ہے کہ اس زور شور سے آندھی آئی کہ سب لوگ
واقف ہیں حاجت بیان کی پیش آپ کا چراغ کیونکر روشن رہا اور خیمہ
بھی نہ اڑا یہ کیا سبب ہے آپ مسکرا چپ رہے کچھ جواب نہ دیا جب
کئی بار انھوں نے اسکی تکرار کی تب آپ نے فرمایا کہ خان بھائی یہ
تو معجزہ الٰہی ہے اللہ تعالیٰ جسکا چراغ چاہے روشن رکھے اس کو کون گل
کر سکے یہ بات سنکر خان موصوف خاموش ہو رہے اور اپنے دیرے میں تشریف
لیگئے جب تو پھر اس بات کا چرچا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ خان بھائی
اصل بات تو یہ ہے جب آندھی چلنی شروع ہوئی تب یہ حال پر ملال
خیال کر کے خطاب لایزال ایزد متعال ایک بار گریہ و زاری کرنے لگا
کہ الٰہی اس آفت ہائلہ نے اپنے عاجز و ناچار بندوں کو تباہ دے
سوا تیرے اس وقت کوئی معاون و مددگار نہیں خطاب الٰہی سے مجکو الہام
ہوا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی تیرا دشمن ہے چراغ ہم جلا لینگے سو ویسا ہی
ہوا خان بھائی سے صدہا سپاہی تا اللہ تعالیٰ نے سب لشکر کو کھا لیا

Marfat.com

بہتیں تو خدا جانے کیا ہوتا شکر ہے اُس پروردگار کا جو شکر کے فقط ڈیروں
جنموں پر یہ صدمہ ہوا قصبہ شیرگڈہ میں فقیر محمد خان آفریدی حماطہ دار جب
نواب مستطاب معلی القاب سے اپنے وطن جانے کو رخصت طلب ہوئے دو چھوکر بار
خرد سال با جمال اُن کے پاس تھیں ایک کا نام جیونی دوسری کا نام عاشق
تھا حضرت امیر المومنین سید المجاہدینؒ انکو دیکھکر فرمانے لگے کہ فقیر محمد خان بھائی
یہ دونوں چھوکریاں انشاء اللہ تعالے بڑی نیکبخت ہونگی خان ممدوح نے
عرض کی کہ حضرت آپ اُن کے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالے ایسا ہی کرے
آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ خیر تم آپ ہی انکو دیکھ
لوگے ایک ان میں بڑی مالدار دوسری دین میں ہوشیار لگے تب حضرت
سید المجاہدین نے فرمایا کہ میرے دو چھوکرے ہیں ایک کا نام غلام غوث
دوسرے کا کریم بخش ہے سو انکو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ بھائی سید
محمد اسحق صاحب کو سپرد کر دینا خان ممدوح نے کہا بہت خوب لیتا جاؤنگا

Marfat.com

راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ جب خان موصوف بر سفر تیار ہوئے
تب حضرت سید المجاہدین امیر المومنین نے فرمایا کہ ہمارے دونوں چھوکروں
کو اور خان صاحب کی دونوں چھوکریوں کو دو اونٹوں پر پلنگ باندھ
کر سوار کر دو میں اسی دم موافق فرمان واجب الاذعان حضرت کے
ان کو سوار کر دیا اور خان صاحب موصوف کو کچھ دور رخصت کر
آیا آخر الامر جب خان مذکور بخیر و عافیت بلدہ لکھنؤ میں داخل ہوئے
وہاں سید محمد اسحق ممدوح کو بلا کر دونوں چھوکرے سپرد کر دئے
سید صاحب ممدوح نے پوچھا یہ دونو چھوکریاں کس کی ہیں خان موصوف
نے اپنی طرف اشارہ کیا سید صاحب ممدوح وہاں سے اپنے مکان
تشریف لیگئے کہ صلاح و مشورہ کر کے وہاں سے پھر خان صاحب کے پاس
آئے اور کہا کہ فقیر محمد خان بھائی ہمارے غیر سروں جو سید محمد حسن ہیں
کچھ مدت سے ان کو جنون سا ہو گیا ہے اپنی برادری میں ان کیواسطے

Marfat.com

۴ کوئی ترکی تو مذکر مشغل معلوم ہوتا ہے اگر تم اپنی دونوں چھوکریوں سے ایک
کو عنایت کرو تو ان کا گھر آباد ہو جائے خان صاحب خوش ہو کر کہا
کہ حضرت دو تو آپ ہی کی ہیں جسکو چاہو لیجاؤ سید صاحب موصوف
نے عاشورن کو پسند کر کے کہا کہ چند روز کے بعد اسکا نکاح سید محمد حسن
موصوف سے کر دیا چند روز میں بڑی دیندار اور پارسا و پرہیزگار ہوئی
اور اس دوسری چھوکری کو خان صاحب موصوف اپنی خدمت میں لئے
وہ مال و دولت سے کامگار ہوئی جب اس لشکر ظفر پیکر سے حضرت
سید العلماء دین اپنے دولتخانہ ہدایت آشیانہ کو قصبہ رائے بریلی میں تشریف
لائے ایک روز مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل اور رسولی و جمال الدین
اور حافظ قطب الدین اور حضرت شاہ ابو سعید خلیفہ شاہ غلام علی صاحب
کے اور علاوہ ان کے بہت صاحب جمع تھے کسی نے سید محمد حسن موصوف
کی طرف اشارہ کر کے حضرت سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت
یہ آپ کے غریبوں میں ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے غریبوں میں پوچھا

Marfat.com

کرن کا یہ حال کب سے ہوا آپ نے فرمایا چند سال سے آپ کا
یہ طور ہو گیا ہے اور اسی بات پر آپنے مولانا عبدالحئی سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ مولانا ایک عجیب حال ہوا کہ ایک روز شیر گڑھ میں
فقیر محمد خان صاحب کے پاس دو چھوکریاں بیٹھی تھیں میں نے ایک ایک سید
محمد حسن کے گھر میں ہے اور دوسری فقیر محمد خان صاحب کے یہاں ہے
ان کو دیکھ کر میں نے کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ دونو نیکبخت ہونگی
سو دل ہی عنایت الہٰی نے ظہور میں آیا حضرت شاہ ابو سعید صاحب
نے پوچھا کہ حضرت آپکو ان کا نیکبخت ہونا کیونکر معلوم ہوا آپ نے
فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجکو الہام کیا اور علاوہ اس کے کبھی اللہ تعالےٰ
اپنے فضل سے یہ بھی خبر کر دیتا ہے کہ آدمی موجود نہیں ہوتا اس کا جوتہ
دیکھ کر میں بتا دیتا ہوں کہ جس کا یہ جوتا ہے وہ آدمی ایسا صالح یا
مفسد ہے شاہ صاحب ممدوح نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ
اپنے مقبول بندوں کو کبھی کبھی ایسی ایسی باتوں سے نیک آگاہ کر دیتا ہے

Marfat.com

شیخ محمد شفیع جو لشکر ظفر پیکر کے ہاتھی کا نشان بردار تھا ایک روز اُس نے
حضرت سید المجاہدین کی ضیافت کی آپ حضرتؒ سید ظہور احمد مگرا لوز
اور ان کے بھائی سید عبدالرزاق اور شیخ محمد عارف کرنالی اور شیخ محمد
نصیر آبادی وغیرہ قریب چودہ پندرہ آدمی لیکر ضیافت کھانے
تشریف لیگئے بعد تناول طعام کے صاحب دعوت نے آپکی خدمت میں
عرض کی کہ حضرت میں روپئے پیسے سے تنگ حال اور شکستہ مال ہوں
پر نور ہمیشہ خرچ دینے کا وعدہ فرماتے ہیں مگر کبھی ابتک کچھ ظہور
نہیں آیا آپ اس میں کچھ للہ فی اللہ کوشش کیجئے شاید آپ کے دست
سے کچھ ملجاوے آپنے فرمایا کہ بھائی صاحب ہاتھی کا جو راتب سرکار سے
مقرر ہے اُس کی بخوبی حفاظت کیا کرو کوئی اُس میں دست اندازی
کرنے پاوے اللہ تعالےٰ تمکو فراغت عنایت فرماویگا بعد اُس کے
رمضان خان فیلبان اس بات کا شکوہ آپ سے کیا کہ میں اس بلا میں
مبتلا ہوں آپنے اُسے فرمایا کہ تم اس بات سے توبہ کرو کہ جو کچھ تمہیں

Marfat.com

ہاتھی راتب سے مقرر ہے اسکے سوا اس کے راتب سے ایک پیسہ بھر کوئی
شخص نہ لیوے پاوے تم کو بھی اپنے فضل سے اللہ تعالےٰ خوش رکھیگا
بعد اس کے وہاں سے اپنے دوسرے پیر شریف لے ایک روز کئی فقیروں کے
ساتھ بیٹھے تھے اُن میں شیخ محمد صوفی بھی تھے اُنکی طرف مخاطب ہوکر
فرمانے لگے کہ شیخ صاحب اس روز جو ہم تم شیخ محمد عبدالسمیع صاحب کے
یہاں دعوت کھانے کو گئے تھے اُنوں نے جو اپنی ننگ حال بیان کی
جس کا جواب باصواب ہم نے دیا اور تدبیر اسکی بتائی اس کا
سبب یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے جبکو چند روز اس سے پہلے الہام کیا
تھا کہ یہ ہاتھی بیوکہار تمہارا ہے تو اس سے کہدے کہ خدا سے ڈر اور
اس کے راتب کی حفاظت کر ورنہ تمہاری بڑی خرابی ہوگی میں نے
جناب باری میں عرض کی کہ میں جو اس طرح ان سے کہوں گا تو انکو
معلوم ہوگا اور میرا کہنا نہ مانیں گے تو ہی کوئی سبب ایسا کر دے
وہ یہ پیام ناخوشی قبول کرلیں سو اللہ تعالےٰ مسبب الاسباب نے خود یہ سبب پیدا کر دیا

Marfat.com

کہ انہوں نے گھر بلا کر میری دعوت کی اس واسطے میں نے اُنسے جو کہنا تہا کہدیا آخر الامر
چند روز کے بعد لشکر کشی نواب مستطاب معلی القاب کی ریاست جلیپور پر ہوئی
وہاں بیس بائیس روز مورچہ بندی رہی آخر کو حاکم جے پور سے خاطر خواہ کرکے طرف
ریاست جودہ پور کے روانہ ہوے اثنائے راہ میں شیخ موصوف نے حضرت
امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت ہمکو سرکار دولتمدار سے ابہی تک
کچہہ حاصل نہ ہوا آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالے عنقریب تمہاری مراد پوری ہونے
والی ہے خاطر جمع رکہو آخر الامر جب نواب نامدار جودہ پور مذکور پہنچے وہاں
کا جو مدار المہام تہا ناتہ اندراج نام اُسکو مارا اور وہاں کے رئیس خلیت سے
معاملہ کیا اور اپنے مستحقوں کو بخوبی انعام تقسیم کیا اس میں شیخ موصوف کو بارہ سو
روپئے نقد ملے اور سوا اسکے سیلہ مندیل اور دوشالہ اور رومال یہی پایا اور پانسو
روپیہ نقد اور ایک سیلہ مندیل فیلبان نے پایا اور آیندہ کو انعام کا اقرار کیا
پہر خدا جانے ملا یا نہ ملا ایک روز حضرت سید المجاہدین ہمراہ فوج ظفر موج
نواب مستطاب کے سیر و سفر کرتے ہوے چلے جاتے تھے وہاں ایک جگہ پر لشکر نے

Marfat.com

مقام کبار راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ حضرت سید المجاہدین نے مجکو
اور شیخ محمد عارف کرنالی اور شیخ محمد ناصر نصیر آبادی اور سید عبدالرزاق
بنگرامی اور حاجی زین المجاہدین خاں رامپوری کو ہمراہ لیکر لشکر کے ایک
طرف دور نکل گئے وہاں مقام شہدا تھا اُس میں جاکر بیٹھے اور دیر تک
مراقبہ کیا جب فارغ ہوئے ہم لوگوں سے کچھ فضائل شہدا بیان کرنے
لگے ہم سب خاموش ہوکر سنا کئے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو میں نے تم
سے یہ ذکر کس واسطے کیا سب نے عرض کی کہ ہمکو اسکا حال معلوم نہیں آپنے فرمایا
قریب ڈھائی سو برس کے گذرے کہ یہاں کچھ شہدا مدفون ہیں سو میں نے یہاں
مراقبہ کیا حال ان صاحبوں کا مختلف پایا بسبب بعض اعمال کے کسی کسی کے
مراتب میں نقصان ہے کہ وہ اعمال ان درجوں کے خارج ہو رہے ہیں
سو مجکو الہام الٰہی ہوا کہ تو فلانے مشہد میں جاکر اُن کے احوال معلوم کر اور اُن
کے حق میں دعا کر تیری دعا کی برکت سے اُن کے نقصان دفع ہو جاویں گے سو
میں اب دعا کرتا ہوں تم سب صاحب آمین کہو پھر آپ دعا میں مشغول ہوئے

Marfat.com

ہم سب آمین کہتے گئے جب دعا سے فارغ ہوئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے میری دعا
مستجاب کی اور نقصان ان کے دور ہوئے اب سب صاحب اپنے اپنے درجے
میں شاد و مراد ہیں اور فرمایا کہ ایک روز قصبہ رائے بریلی میں مکتوب خطاب الٰہی سے
الہام ہوا کہ تو یہاں سے نواب نامدار امیر الدولہ بہادر کے لشکر میں جا اور
وہاں کی خدمت ہم نے تجکو دی وہاں تجکو بعض کام تجہ سے اور بھی ہیں یہ
مژدہ غیبی سنکر میں وہاں سے روانہ ہوا چند روز میں اکبر ملازمت نواب صاحب
ممدوح کی حاصل کی اور لشکر ظفر پیکر میں رہنے لگا پھر ایک روز الہام ہوا کردہ
جو پہلے ہم نے فرمایا تہا کہ ہم کو تجہ سے کچھ کام لینے ہیں سو ان میں سے ایک
یہ ہے کہ اس ملک میں ایک مستہد ہے وہاں تجہ سے دعا کراوینگے ہم نے تیری
یہی دعا پر موقوف رکہا ہے آخ یہاں آنے کا سبب یہ ہے فقط
ایک روز دو شخص حضرت سید المجاہدین کا ڈیرہ پوچہتے ہوئے لشکر ظفر پیکر میں
آئے ایک میرٹھ کے قاضی تہے ان کا نام اللہ بخش تہا دوسرے ناگور کے قاضی
تہے ان کا نام خدا بخش تہا دونوں صاحبوں کو حضرت امیر المومنین نے

Marfat.com

مولوی محمد حسن صاحب کے ڈیرے میں اُتارا اور کچھ اُن کے کہانے کو نوراب دو تمدار
کی سرکار سے فیدے کرا دئے وہ دونوں صاحب وہاں رہنے لگے ایک دن
حضرت امیر المومنین مولوی صاحب کے ڈیرے میں تشریف فرما ہوے دیکھا تو
وہ دونوں صاحب قرآن مجید تلاوت کر رہے ہیں سنا تو: نہایت سخت
زبان ہندوستان کی ہے کوئی حرف اپنے مخرج سے مطلق ادا نہیں ہوتا آپ
نے فرمایا صاحبو تم سے حروف ادا نہیں ہوتے اس طرح غلط پڑھنے سے
گناہ ہوتا ہے کسی حافظ یا ناظر سے صحیح کر کے پڑھو اُنہوں نے کہا حضرت
ہماری زبان تو اسی طرح کی ہے جیسا کہ آپنے سنا اور یہاں ہم کسی سے
سیکھیں نہ کسیکو جانیں نہ پہچانیں تب آپنے سنا اور مولوی صاحب ممدوح
سے فرمایا کہ آپ اُن کے لیے کوئی حافظ یا ناظر صحیح خوان تلاش کیجئے مولوی صاحب
نے کہا کہ حضرت میں اس میں حتی المقدور کوشش کرونگا مگر آپ یہیں تلاش
میں رہیں بعد اس گفتگو کے حضرت اپنے ڈیرے میں آئے کئی روز کے بعد آپنے
اُن دونوں صاحبوں کی دعوت کی کھچڑی پکوائی تھی سو آپنے ساتھ اُنکو کھلایا

Marfat.com

اور بعد کھانے کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری ضیافت اس لئے کی کہ اللہ تعالیٰ اس
کی برکت سے زبان تمہاری درست کر دے گا اب جس کے پاس چاہو چند روز
پڑھو القصہ آٹھ نو مہینہ کے عرصہ میں اُن دونوں نے قرآن پڑھ لیا اور زبان
بھی درست ہو گئی تب اُنہوں نے حضرت سے کہا کہ اب ہم کو آپ حضور پرنور سے
رخصت کرا دیویں ہم اپنے غریب خانہ کو جاویں گے آپ نے فرمایا کہ بہت خوب
مگر ایک نصیحت ہماری مانو اور سچ جانو تو اللہ تعالیٰ تمہارا دین و دنیا میں
بھلا کریگا اُنہوں نے کہا آپ جو فرماوینگے بسر و چشم قبول ہے آپ نے فرمایا شرک
کے اقوال افعال چھوڑ دو یہی نصیحت ہے اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت شرک
کیا چیز ہے ہم کو نہیں معلوم تب آپ نے تفصیل وار دیر تک سمجھایا اور توبہ کرائی
اور دونوں کو ایک ایک ٹوپی عنایت فرمائی اور رخصت دلادی وہ اپنے وطن کو
گئے راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ بعد مدت مدید اور عرصہ بعید کے
جب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے مجکو بالاکوٹ سے طرف ہندوستان کے
کسی کام کو بھیجا میں سرلی میں ہوتا ہوا آیا قاضی اللہ بخش صاحب سے ملاقات ہوئی دیکھا

Marfat.com

تو مال و دولت سے بہت خوشحال ہیں میری بہت خاطر داری کی اور کہا کہ بھائی
دین محمد یہ سب میرے یہاں مال و دولت حضرت امیر المومنین کی نصیحت سے
ہے اور میں نے جسکو وہی تعلیم کیا اُسکو بھی اللہ تعالےٰ مال و دولت دیا چنانچہ
کئی صابونگر وغیرہ یہاں ہم مذہب ہم مشرب ہیں اور ناگور میں قاضی
اللہ بخش کا بھی ایسا ہی حال ہے ایک بار لونڈی سے دو کمانگر
پاس چار آدمی اور یہی اُن کے ہمراہ تھے حضرت امیر المومنین کے ڈیرے
میں آئے سو کمانیں اور بیس ترکش تیر اُن کے پاس تھے اسوقت
حضرت دربار کو تشریف لے گئے تھے جب وہاں سے آئے کمانگروں سے ملاقات
ہوئی اُن کو اپنے خیمے کے قریب مولوی محمد حسن صاحب کے ڈیرے میں اُتارا
وہ بہت زور وہاں رہے کچھ سودا اُن کا نہ بکا اور خرچے جو لائے تھے
ختم ہو گیا مولوی صاحب سے اُنہوں نے اپنی تنگ حالی اور سودا نہ بکنے
کا شکوہ کیا مولوی صاحب ممدوح نے یہ حال حضرت امیر المومنین سے کہا
آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہو اگر وہ کمان سب کمانوں سے بہتر اور ایک ترکش

Marfat.com

نیز ہم جسکو کہیں اسکو دیویں تو انشاء اللہ تعالے اسباب ان کا بک
جاویگا سوا اس کے کچھ اور بھی فتوح حاصل ہوگی مولوی صاحب موصوف
نے جاکر ان سے کہا وہ اس پر راضی ہوے مولوی صاحب نے حضرت کو
اطلاع کی آپنے ایک شخص کو بھیجا انہوں نے ایک کمان اور ترکش مع تیر حوالہ
کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے خدا جانے وہ کون شخص تھا ہم نے اسکو
نہ اول کبھی دیکھا اور نہ بعد اس کے کبھی ملاقات ہوئی الغرض بعد کئی دن کے
نواب صاحب حضور پرنور نے حضرت امیرالمومنین کے پاس شیدی کرم کشن
اور سید علی خدمتگار کو بھیجا کہ آپ کے ڈیرے میں جو سوداگر اترے ہیں
ان کا اسباب ہمارے یہاں لاؤ ہم لیں گے راوی کہتا ہے صبح کو حضرت امیرالمومنین
مجکو ہمراہ لیکر حضور میں تشریف لیگئے نواب صاحب والا مناقب نے فرمایا کہ اسباب
انکا منگاؤ تب حضرت نے مجکو بھیجا میں نے وہ اسباب وہاں سے لاکر حاضر کیا
حضور پرنور نے ملاحظہ فرمایا اور قیمت پوچھی حضرت امیرالمومنین نے کہا ہمکو اسکی
قیمت نہیں معلوم مگر وہ آپس میں ایک ایک کمان اور ترکش تیر کے پچاس پچاس

Marfat.com

روٹے کہتے تھے یہ نہیں معلوم کہ یہ قسم اعلیٰ کی محبت کہتے تھے یا ادنیٰ کی حضور پرنور نے
سب کمانوں اور ترکشی تیروں کو خوب دیکھکر اور دل میں تخمینہ کرکے فرمایا کہ
اُن سے کہو کہ اگر ہزار سو روپیہ پر راضی ہوں تو ہم یہ سب مال خریدتے ہیں
حضرت نے آکر اُنسے کہا وہ بیچارے راضی خوش ہو گئے کہ اس سے کیا بہتر حضرت
نے جاکر نواب صاحب سے کہا کہ وہ لوگ راضی ہیں تب حضور پرنور نے فرمایا
کہ یہ لوگ بہت روزوں سے ہمارے لشکر میں آئے ہیں اور زیر باری اُٹھائی
پانسو روپئے ہماری طرف سے ان کو اور دو الغرض پندرہ سو روپے اُن کو ملے نہال
ہو گئے اور حضرت امیر المومنین سے رخصت ہوکر اپنے شہر کو روانہ ہوئے
جب نواب مستطاب مغفور نے ریاست جے پور پر فوجے کشی کی اور لشکر
ظفر پیکر قریب سانگانیر کے پہنچا اور وہاں ڈیرہ کھڑا کرنے کا ارادہ کیا
اور فوجے نہر سمت موضع مخالف کی سانگانیر میں تھی دور سے دیکھا کہ لشکر جرار
نواب نامدار کا آپہنچا لے تامل توپیں سر کرنے لگے اور گولے لشکر میں
آنے لگے سب کو تردد ہوا کہ اب یہاں ڈیرہ کرنے کا موقع نہیں اور نہ پیچھے

Marfat.com

ہٹنے کو ہمت تقاضا کرتی ہے آخر الامر وہاں سے آگے بڑھے قریب جھیلانے
کے پہنچے اس وقت وہاں ایک پہاڑی موتی دونگری مشہور ہے اُس پر ایک
ضرب توپ تیرہ سیری لگی تھی اس کا گولہ آنے لگا لوگوں نے کہا کہ یہ توپ
کسی طور بند ہو تو یہاں ڈیرہ ہو سکتا ہے آخر کار وہاں سے ایک بابو
کا ٹیلہ جو سب سے بلند تھا اُس پر دو ضرب توپ لگا دیں اور حضور پرنور
نے خود بعض نفیس بیچ توپوں کا پھیر پھار کر سامنے توپ مقابل کے کیا اور فرمایا
سر کرو پہلی توپ کا گولہ تو کچھ فرق سے لگا مگر دوسری توپ کا گولہ اُس کے
منہ پر لگا توپ چرخ سے گر پڑی لشکر میں شادیانہ بجا سب نے با فراغت
وہاں ڈیرہ کیا اور نواب صاحب نامدار دولتمدار لشکر جرار لیکر آگے بڑھے
موتی ڈونگری کے قریب درے ایک نالہ تھا اس میں کئی ہزار کفار نابکار
چھپے تھے وہاں سے بھاگ کر موتی ڈونگری کے پاس کھڑے ہوئے اور حضور پرنور
مع لشکر نصرت اثر نالے پر جا پہنچے اور عمر خاں رسالہ دار سے فرمایا کہ تم
اپنا مورچہ اس نالہ میں کر دو رسالہ دار ممدوح نے اپنے دل میں پس و پیش کیا

Marfat.com

کہ میرے ہمراہ سوار ہیں اور طرف تالے میں تمام پیادے ہیں دیکھا چاہئے
انجام کیونکر ہو اس سبب سے کچھ عذر سا کرنے لگے حضرت سید المجاہدین نے
حضور فیض گنجور سے عرض کی کہ مجکو ارشاد عالی ہو تو میں ہمراہ عمر خاں کے
رہوں حضور والا نے فرمایا کہ ہم تمکو اپنے ساتھ رکھیں گے یہاں ہرگز نہ
چھوڑیں گے تب حضرت سید المجاہدین نے عمر خاں رسالہ دار سے کہا کہ صاحب
اس وقت کفار سے مت ڈرو خدا کو یاد کرو کوئی نے موت نہیں مرتا انشاء اللہ
تعالے تمہاری فتح اور کفار کی شکست ہے اور حضرت نواب والا جناب نے بھی
رسالہ دار موصوف کو بہت سی تسلی کی اور فوج پیادوں کی دی اور چند ضرب
توپ عنایت فرمائیں اور موتی ڈونگری کو داہنے طرف چھوڑ کر آگے بڑھے
اس عرصہ میں مخبروں نے خبر دی کہ چاند سنگھ رسالہ دار راجہ کا قریب تیس ہزار
سوار کے ماچی کے باغ کو لپیٹ دے ہوئے کھڑا ہے آگے چلکر جو دیکھا تو
سوار رسالہ دار مذکور کے نمودار ہوئے آپکے لشکر کے لوگ گھبرائے کہ مقابلہ
بیڈھب پڑا ہے دیکھا چاہئے کیا ہو اس وقت حضرت سید المجاہدین جناب باری

Marfat.com

میں باگریہ وزاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے اقرار کیا ہے
کہ جہاں کہیں کوئی سخت مشکل پیش آوے تو دعا کرنا میں قبول کروں گا الہی ہم
اسوقت سخت ناچار دعا خیر ہیں سوا تیرے کوئی ہمارا یار و مددگار نہیں ان کا
کافروں پر ہم کو غالب و منصور کر دیں جناب باری سے الہام ہوا کہ ہم نے
تیری دعا قبول فرمائی تو کئی آدمیوں کو لیکر چل ہم دشمنوں کا منہ پھیر دیویں گے
اس وقت حضرت سید المجاہدین نے حضور پرنور سے کہا کہ میں آگے چلتا ہوں آپ
لشکر کو ہمراہ لئے ہوئے میرے پیچھے پیچھے کچھ فرق سے آویں حضور نے فرمایا
کہ آپ اس وقت تنہا ہرگز نہ جاویں حضرت نے ذرا نہ خیال کیا چھ سواروں سے
آگے بڑھے راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ ان میں سے ایک میں تھا اور
دوسرے سید عبدالرزاق اور تیسرے شیخ محمد عارف اور چوتھے نصرت علی خاں امروہہ
والے اور پانچویں عثمان خاں اور چھٹے قادر بخش دکھنی جب سوار دشمن قریب ایک گولے
کے مار کے رہے تب ہیبت الہی سے چاند سنگھ رسالہ دار مع پیادہ و سوار ماجی کے باغ
میں گیا حضرت سید المجاہدین نے رومال ہلا کر اشارہ کیا آپ جلد فوج کو لئے ہوئے

Marfat.com

آویں اس عرصہ میں حضرت ان چہہ سواروں کو لئے ہوئے قریب باغ
کے چہوڑ کر پتہر ولی کے کہڑے کی طرف نکل گیا حضرت سید المجاہدین باغ کے
برج پر چڑہ کر رومال کے اشارہ سے حضور پر نور کو بلانے لگے اور اس وقت
چودہ پندرہ ضرب توپ پر دونوں طرف سے پڑتے تھے قریب پانسو توپ کے
اسطرف اور ہزار گیارہ سو ضرب توپ پر اس طرف اس عرصہ میں نواب
مستطاب معلی القاب باغ میں داخل ہو کر ایک مکان کے گوشے پر چڑہ گئے
اور دوربین لگا کر طرف فوج مخالف کے دیکہنے لگے اور حضرت سید المجاہدین
برج سے اتر کر ایک آم کے درخت کے سایہ میں باغبان کے جہوپڑی
کے قریب بیس بائیس آدمیوں سے بیٹہے وہاں بہ نسبت اور جگہ کے زیادہ امن تھا
ہر طرف توپوں کے گولے مانند اولے کے برابر پڑتے تھے اس عرصے میں اپنے لشکر
کا ایک آدمی قوم پٹہان آکر کچہہ دور حضرت سے بیٹہا اور مخالفونکو دشنام مغلظ
دینے لگا حضرت نے منع کیا کہ منہ سے فحش نہ بکو اس وقت جناب الہی سے
خیر چاہو اور دعا مانگو اس نے نہ مانا اور حضرت کو از روے طعن کے بہلا برا کہنے لگا

Marfat.com

کہ تم لوگ آخر کو ملّا ہو ہتھیار باندھنے سے کیا ہوا اور ہم سپاہی زادے ہیں ۵
اس عرصہ میں ایک گولا نزدیک اس شخص کے گرا کہ تمام گرد و غبار میں آلودہ
ہو گیا تب حضرت نے فرمایا کہ تو یہاں سے اٹھ جا کیوں بیہودہ باتوں سے سر
خالی کرتا ہے وہ وہاں سے چلا گیا کچھ دیر میں پھر آکر موجود ہوا اور اسی طرح
واہی تباہی بکنے لگا پھر ایک گولا اُسکے آگے گرا پھر حضرت نے اُسکو اٹھا دیا اس
عرصے میں حاجی زین العابدین خاں وہاں تشریف لائے لوگوں نے اس شخص کا بیان
کیا کہ ایک آدمی ایسا بدزبان اور بیہودہ گو تھا اور اسطرح اس کے آگے دو بار
گولا گرا مگر خدا تعالےٰ نے خیر کی اس عرصے میں تیسرا گرا پھر وہی شخص آکر حاضر ہوا
اور گالیاں بکنے لگا قدرت الٰہی سے پھر ایک گولا اُس کے آگے گرا پھر حضرت نے
فرمایا کہ یا عزیز تو بار بار آکر ہمکو کیوں ستاتا ہے خدا کیواسطے یہاں سے چلا جا
اور پھر تو اُس نے کہا حضرت سلامت حق بات تو یہ ہے کہ میں دو بار یہاں
اپنی شرارت سے آیا اور فحش بکا دونوں بار گولا میرے نزدیک گرا خدا نے
مجکو بچا لیا میں اپنے دل میں سمجھا کہ یہ بات بیہدہ سے خالی نہیں ہے ۔

Marfat.com

اور تیسرا کر پھر چلو اگر یہی واقعہ پیش آوے تو ایسی حرکت ناشائستہ سے توبہ کرنا
چاہئے سو اب کی بار تیسرا کر پھر آیا میں اور پھر وہی حال ہوا سو اب یا حضرت
آپکے آگے ہر ایک بُری بات سے توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ حصہ سے آپ کی خدمت
عالی میں نے اوس اور گستاخی ہوئی مجکو للہ معاف کریں آپنے فرمایا ہم نے معاف
کیا اور اللہ تعالے تمکو توفیق خیر عطا کرے اس گفتگو کے بعد کچھ دیر میں شام ہوئی
حضرت سید المجاہدین دوبارہ آدمیوں سے پھر اُسی برج پر تشریف لیگئے اور نماز مغرب
وہیں ادا کی بعد فراغ نماز کے لوگ آپسمیں کہنے لگے کہ آج اللہ تعالے نے اپنے
فضل و کرم کیا ہے فتح ہمکو عنایت کی کہ چاند سنگہ باوجود اتنے سواروں کے
ہمارے مقابلہ سے ہٹ گیا اور بعضوں نے حضرت سید المجاہدین سے پوچھا
حضرت جو آپنے چھ سواروں سے پیش قدمی فرمائی اس کا کیا سبب آپنے
فرمایا جیسے آج ڈیروں پر سے کوچ ہوا تب سے میں جناب الہی میں باخلاص
ام متوجہ ہوا یہاں تک کہ لشکر چاند سنگہ کا نمودار ہوا تب میں نے نہایت عاجزی
لمساری اور گریہ وزاری سے جناب باری میں دعا کی اللہ تعالے نے فوج ہزیمت

Marfat.com

موزع مخالف کو شکست فاحش دیکر مغلوب و مقہور کیا اور لشکر نصرت اثر ہمارے کو
مظفر و منصور فرمایا آگے بڑھنے میرے کا باعث یہ تہا آخر الامر اس کے تیسرے یا چوتھے
روز بعد ادائے نماز عصر حضرت سید المجاہدین اس بڑھے پر بیٹھے تھے وہاں
سے اُٹھکر چھ سات آدمیوں سے باہر لشکر کی طرف تشریف لیگئے کہ جائے ضرور
استنجے سے فارغ ہوکر نماز مغرب وہیں ادا کریں الغرض وہاں جاکر لوگ واسطے
نماز مغرب کے وضو کرنے لگے قضارا وہاں دو فاختہ آپسمیں لڑنے لگیں
حضرت سید المجاہدین نے فرمایا یا وجو یہ دونوں فاختہ لڑتی ہیں اگر میں نے ان
دونوں کو پکڑا اور بھون کر کہا لیا تو نواب صاحب کی فتح اور راجہ کی شکست
ہوگی اور جو ایک ملی اور دوسری اُڑ گئی تو دونوں میں مصالحہ ہوگا لوگوں نے
کہا کہ آپ خلاف قیاس باتیں فرماتے ہیں اُن کے پکڑنے اور فتح شکست سے
کیا نسبت آپنے فرمایا اس بات کو یاد رکھو کہ یہ اس طور سے معاملہ ہے اور
آپنے جھپٹ کر تیز دستی سے ان دونوں فاختہ پر ہاتھ ڈالا قضارا ایک اُڑ گئی
اور ایک ہاتھ آئی آپنے شاید ازار بند سے چاقو نکالکر اُس کو ذبح کیا اور حقماق سے

Marfat.com

آگ لگا کر اُسی جگہ لگاہس پھوس سمیٹ کر ہوتا اور کہا لیا اور فرمایا کہ انشاءاللہ
تعالےٰ اب ضرور نواب صاحب اور راجہ کے درمیان مصالحہ ہوگا پھر وہاں
سے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے اور معاملہ کئی لاکھ زر نقد پر ہوا لشکر نے وہاں سے
کوچ کیا تب لوگوں کو یقین ہوا کہ جو کچھ حضرت امیرالمومنین سیدالمجاہدین
فرماتے تھے ویسا ہی ہوا راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ اس قصہ کو کئی
بار اکثر لوگوں کے سامنے قصبہ رائے بریلی تکیے پر حضرت سیدالمجاہدین رح نے فرمایا
اور واسطے صداقت کے مجکو گواہ کیا کہ جس کو باور نہ ہو دین محمد سے دریافت کرے
اس حال سے یہ واقف ہے جب نواب مستطاب معلی القاب مرحوم و مغفور
ریاست جودہ پور کو اپنا لشکر فیروزی اثر لیگئے اور وہاں کا مدارالمہام ناکام جو
ناتھ اندراجے تہا مقتول ہوا فوج ظفر موج نے وہاں چند مقام کئے قاتلوں
نے ناتھ مذکور کے نواب نامدار دولت مدار سے عرض کی کہ جو حضور فیض گنجور
نے ہمکو تین لاکھ روپے اُس کے قتل پر انعام دینے فرمائے تھے سو عنایت ہوں
حضور منصور السرور نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپے ابھی لیلو اور باقی دو لاکھ

Marfat.com

جب کہیں سے کچھ فتوح حاصل ہوگا ہم دیوینگے اُنہوں نے کسی طور نہ مانا اور
نہایت تنگ کیا کہ ہم تو ابھی لیں گے اور اگر نہ دوگے تو ہم آپکو پکڑ کر
انگریزوں کو سپرد کردیں گے یہ گفتار ناہموار نواب نامدار کو نہایت
ناگوار معلوم ہوئی ان غداروں نابکاروں کو بہت سخت سست کہا کہ بڑے
نمکحرام و بیوفا ہو میرے ہی سبب سے تم سب یہ عیش و آرام کرتے ہو اور میرے
ایسے بدخواہ و ناسپاس ہو کہ انگریزوں کو مجکو پکڑ دوگے خیر تم سے خدا سمجھے انشاءاللہ
تعالیٰ میری پلاؤ کی رکابی کہیں نہیں گئی مگر تم کو بھیک مانگے نہیں ملیگی آخرالامر اسی
رنج و اندوہ میں چند سوار ہمراہ لیکر وہاں سے رات کو نے کہے سنے کوچ کردیا
چلتے چلتے ڈوری کوری پر آکر ڈیرہ کیا اور بہت روزوں وہاں مقام رہا دانہ گھاس
وغیرہ کی وہاں بہت تکلیف ہوئی اکثر لوگوں نے حضور فیض گنجور سے عرض کیا
کہ یہاں سے کوچے فرمائیے لشکر تباہ ہوتا ہے حضور ممدوح پر فتوح نے کچھ
جواب نہ دیا تب یاروں آشناؤں نے حضرت سیدالمجاہدین سے کہا کہ آپ ہی
اس امر میں حضور نامدار سے کہیں تب حضرت نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے

Marfat.com

اپنے بندوں کو آپکے مطیع فرمان کیے ہیں اور انکو یہاں کھانے پینے دانے گھاس کی
نہایت تکلیف ہوتی ہے صلاح وقت یہ ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کریں مجکو
خوف معلوم ہوتا ہے کہ کچھ آفت الہی یہاں نازل ہو حضور کا منگانے پہلے
کچھ خیال نہ کیا فقیر رات کو خواب دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اس میں
سیکڑوں ہزاروں جانور پرند اور ان کے انڈے بچے ہیں اور مارے بھوک پیاس
کے شور غل مچا رہے ہیں کوئی کوئی جانور کسی کسی بچے کو کچھ کھلاتا ہے اس
عرصہ میں جاگ پڑے آنکھ کھل گئی دل میں تشویش ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے صبح کو بعد
برخاست ہونے دربار کے میاں محمد حویدار کو بھیجکر حضرت سید المجاہدین کو بلایا اور
اپنا خواب بیان فرمایا آپنے ارشاد کیا کہ میں نے حضور عالی میں پہلے ہی عرض کیا
تھا کہ یہاں سے کوچ کیجیے یہاں خلق کو تکلیف بہت ہے سو یہی حال اللہ تعالی
جلشانہ نے آپ کو خواب میں دکھاکر آگاہ کر دیا ممکنہ یہ عنایت الہی کا ہے
مناسب یہ ہے کہ اس وقت یہاں سے کوچ ہو حضور پرنور نے فرمایا اگر ارشاد ہو
اس وقت کوچ کریں یا موقوف ہمارا فقیر کو یہاں سے کوچ ہو آپنے فرمایا کہ آدمی

Marfat.com

کہ بہیجکر تو فوراً لشکر میں خبر کرادو کہ صبح کو کوچ ہے لوگ آج ہی اپنی تیاری کر رکہیں گویا آج ہی سے کوچ ہوا حضور عالی بہت خوش ہوے اور موافق فرمانے حضرت کے عمل میں لائے اور ارشاد کیا کہ حضرت ہمارے حق میں دعا خیر کریں آپنے دعا کی پہر صبح کو وہاں سے کوچ ہوا

ایک بار ملک مانڈوار میں ایک جگہ سے لشکر کا کوچ ہوا چلتے چلتے قریب ایک بستی کے مقام کیا حضرت امیرالمومنین سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہاں ڈیرے کچہہ فرق سے کہڑے کرو گہوڑے ٹٹوون کو تکلیف نہ ہو لوگوں نے کہا ڈیرے دور دور کہڑے کرنے سے کیا فائدہ ایک رات بہر صورت گزر جاویگی آخر صبح کو پہر کوچ ہوگا حضرت نے فرمایا کہ خدا سے امید قوی ہے کہ یہاں کچہہ روز مقام ہوگا لوگوں نے پوچہا کہ آپنے حضور پرنور سے سنا ہے کہ یہاں مقام ہوگا آپنے فرمایا کہ نہیں مگر خدا چاہیگا یوہیں ہوگا آخر الامر اپنے لوگوں نے موافق فرمان واجب الاذعان حضرت کے ڈیرے کہڑے کئے لحدہ سپاہ لے اس بستی کو کہ جسکے قریب اترے تھے لوٹنا شروع کیا ہزاروں من غلہ موتہ

Marfat.com

اور باجرا وغیرہ باندھ لائے اور ایک بنگا گہری لشکر میں بیچنا شروع کردی
مگر کون لیوے سب کو یقین تھا کہ جلد کوچ ہوگا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
نے سید عبدالرزاق صاحب سے فرمایا کہ آٹھ دس روپیہ توڑا کر لنگا گہری غلہ
بکتا ہے خرید کر لو سید موصوف نے کہا غلہ لینا کیا ضرور کچھ یہاں رہنا نہیں
حضرت نے فرمایا خیر مول لیلو اگر رہنا ہوگا تو اپنے کام آئیگا اور نہیں تو
یہاں کے غربا کے کام آئیگا تب انہوں نے کہا اگر خریدیں تو رکھیں کہاں حضرت
نے فرمایا کہ ایسے ریگستان میں بانوں لکڑ بڑے بڑے دو حوض سے کھود لو ایک
میں موتہ ایک میں باجرا پھر دو انہوں نے ویسا ہی کیا اتفاقاً وہاں پر قریب
ایک ایک مہینہ کے رہنا ہوا اور دانہ گھاس کی گرانی ہونے لگی یہاں تک کہ
دس سیر کا غلہ ہوگیا تب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے لشکر کے اکثر
لوگوں سے فرمایا کہ غلہ ہمارا خرچ کرو اور کہیں گران مت خریدو القصہ لوگ
اسی غلہ سے خرچ کرنے لگے یہاں تک کہ جس روز لشکر کا کوچ ہوگا اور
تیج رہا جس کو حاجت تھی اس نے باندھ لیا اور باقی وہیں چھوڑ دیا اگلے

Marfat.com

مقام پر جاکر لوگوں نے حضرت سید المجاہدین سے پوچھا کہ آپنے جو غلہ خریدا تھا
جو ہم لوگوں نے خرچے کیا وہاں رہنا اتنے روز رہا کیا آپ کو معلوم تھا
آپنے فرمایا ہاں اللہ تعالےٰ نے اس حال سے مجھکو پہلے ہی آگاہ کردیا تھا
کہ یہاں یہ واقعہ گذریگا ایک بار لشکر جرار نواب نامدار کا صلع کرڑ
میں قریب موضع ٹھٹھورا کے پہنچا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کو خطاب الٰہی سے
الہام ہوا کہ اس موضع کا جو رئیس ہے اس کے دو بیٹے ہیں ایک ان میں جو
چھوٹا ہے اسکی ہدایت ہم نے تیرے اوپر موقوف رکھی ہے آپنے خطاب باری
میں باگریہ وزاری عرض کی کہ اے معبود برحق والے ہادی مطلق میں اس سے
واقف نہیں اور نہ وہ جگہ مجھے آگاہ کیونکر میری اس سے ملاقات ہوگی خطاب
الٰہی سے ارشاد ہوا کہ تو اس امر میں اپنی خاطر جمع رکھ ہم آپ اسکو
تیرے پاس پہنچا دینگے آخر الامر اس موضع کا معاملہ دس ہزار روپیہ جمع ہی
پر ہوا وہاں کے وکیل نے پانچ ہزار روپے تو نقد لاکر حاضر کئے اور باقی پانچ
ہزار کا وعدہ کیا کہ ایک مہینہ میں بلا عذر دے جائیں گے حضور پرنور نے

Marfat.com

فرمایا کہ ہمارے لشکر کا یہاں سے کوچ ہے خدا جانے کہاں جائے پھر یہ باقی روپے
کون تم سے لینے آویگا مگر یہاں کا رئیس اپنا بیٹا ہم کو اول میں دیوے تو تو
منظور ہے والا ہم نہ مانیں گے وکیل مذکور نے بلا انکار اول دینے کا اقرار
کیا اور وہاں سے رخصت ہوا قریب چار پہر کے گزرے اول منتظر رہے بعدہ
پچاس سوار جرار اول لانے کو بھیجے اُن میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
بھی تشریف لیگئے جب اس رئیس کے مکان پر پہنچے اور دربار میں داخل ہوئے اور رئیس
کے سامنے سب سوار جا بیٹھے اور اول کی درخواست کی اُس کے دونوں بیٹے بھی
وہیں دربار میں موجود تھے ان کی طرف اشارہ کیا کہ ان میں سے جسکو چاہو لیجاؤ
سواروں نے کہا کہ ہمکو بتو مکر یقین ہو کہ یہ تو تمہارے بیٹے ہیں شاید کوئی اور
ہوں حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہ رئیس اشراف ہے خلاف نہ کہیگا
یہ دونوں بیٹے اسی کے ہوں گے اُنمیں سے ایک کو لیجاؤ سب نے کہا ہم بڑے
بیٹے کو لیچلینگے رئیس نے کہا آپ تشریف لیجاویں ہم اس کو آج چار گھڑی رات
گئے آپکے لشکر میں پہنچا دینگے یہ لشکر سوار اپنے لشکر میں آئے انہوں نے

Marfat.com

موافق اپنے اقرار کے رات کو بھیجا دیا صبح کو نتکر نے بعد مہینے کے اس رئیس کا وکیل
آیا اور پانچ ہزار روپے دیکر اپنے لڑکے کو لیگیا اور وہ چھوٹا بیٹا جسکے واسطے ہدایت
کے خطاب الہی سے الہام ہوا تھا اس کا احوال حیران اس طرح پر تھا کہ اکثر رات
کو خواب میں نماز پڑھتا دیکھتا کہیں بتوں کو توڑتا اور ذبیح کرتا دیکھتا جب
بیدار ہوتا اپنے باپ چچا وغیرہ سے بیان کرتا کہ ایسا ایسا خیال خوابیدہ
دیکھتا ہوں وہ لوگ برہمنوں پنڈتوں سے پوچھنے لگے کہ یہ لڑکا ایسے ایسے خواب
مستوحش خلاف اپنے دین و آئین کے دیکھتا ہے اسکا انجام کیا ہوگا وہ شکر ناخوش
ہوتے کہ یہ مسلمانوں کا معاملہ دیکھتا ہے دیکھا چاہئے آخر کو کیا ہو اور اسکو
نہلا دھلا کر بتخانے میں لیجاتے اور بتوں کے آگے سجدہ کراتے اور بتوں کی پرستش
پر رغبت دلاتے کہ اس کا عقیدہ دین و دھرم پر مستحکم رہے مگر اس کے دل
سے بتوں کی بزرگی و عظمت جیسا کہ ہندوؤں کے نزدیک ہے مرتفع جاتی رہے
اُن کی پرستش محض لغو اور بیہودہ جانتا جیسے نادان لڑکوں کا کھیل اور دین اسلام کی
طرف روز بروز اس کا مائل ہونا اور اس کا لگنا واسطے طلب ہدایت کے

Marfat.com

اس طور سے ہوا کہ جس بستی میں یہ شخص رہتا تہا یہاں کے لوگوں سے اور شاہ پوری
والوں سے ہمیشہ قصہ قضیہ رہتا تھا مگر کبہی شاہ پوری والے اُنپر غلبہ نہیں پاتے
تھے ایک بار لشکر شاہ پوری والے کا آکر اپنی سرحد پر اُترا اس بستی والے غافل
تھے رات کو دہوکہا دیکر اس بستی کا محاصرہ کر لیا یہاں والوں نے اپنے اہل وعیال
کو بستی کے ایک ناکے سے نکالکر اپنی دوسری بستی میں لیگئے صبح کو ان سے اور
شاہ پوری والوں سے جدال وقتال ہوا آخرالامر شاہ پوری والوں کو مار ہٹایا
یہاں تک کہ ان کے کئی گاون لوٹ لئے بعد فتح لڑائی کے سب بہائی بیٹے اس رئیس
منصور مظفر کے جمع ہوے آپسمیں صلاح ومشورہ کرکے سب اہل وعیال اپنے
اپنے اس بستی سے جسمیں لیگئے تھے بلائے اور اپنے اس جہوٹے بیٹے کو جس کا پہلے
بیان ہو چکا ہے پچاس پیادے اور دس سوار ہمراہ کرکے بسنت سنگہہ ٹہاکر کے
پاس جو ڈہانکڑ مئو کا کوٹے والے کیطرف سے پلہ کے پرگنہ میں ان دوروں
وارد تہا پہنچایا کہ شاہ پوری والوں کو معلوم ہو کہ جیسا ان کا چچا اول کوٹے
والے کے یہاں پیش تہا اب اُنہوں نے وہیں آمدورفت شروع کی اس رعب سے

Marfat.com

کہ شاہ پوری والے ہماری بستی پر پہر فوج کشی نہ کریں گے القصہ بسنت سنگہ مذکور
کے پاس کچہ روز وہ ٹہرکا رہا بسنت سنگہ نے کوٹے میں مدن سنگہ کو لکہا کہ فلانے
فلانے کا بیٹا اتنے دنوں سے ہمارے پاس آیا ہے مدن سنگہ مذکور نے اس کے
جواب میں بسنت سنگہ موصوف کو لکہا کہ اس شخص کے چچا نے ہمارے یہاں
بہت نمک حلالی کی ہے اس کو ہمارے یہاں بہیج دو سرکار سے اسکی باخوبی
پرورش اور خاطر داری ہوگی موافق فرمانے کے بسنت سنگہ نے اس لڑکے کو
مدن سنگہ کے پاس بہیج دیا مدن سنگہ نے کہا جس مکان پر ان کا چچا رہا کرتا
تھا سورج پول دروازے گودسال میں وہیں انکو اتارا اور سات روپے روز چندے
مقرر کردئے اور ہولی اور دیوالی وغیرہ میں خلعت اور انعام دینے کا وعدہ کیا چنانچہ
دو بار خلعت ملی بہی مگر طبیعت اسکی جبتک وہاں رہا پریشان و پراگندہ رہی
آخر الامر ایک روز ایک گہوڑی پر سوار ہوکر ایک سنئیس کو ساتہہ لیکر
کے اجازت دے رخصت مدن سنگہ کے وہاں سے سیر و شکار کے بہانہ
چلا گیا جاتے جاتے مکندری میں ہوکر ہلکر کا لشکر رام پوری میں تہا وہاں پہنچا

Marfat.com

چند روز ادھر ادھر لشکر کی خوب سیر کی لیکن انتشار طبیعت کا دورہ ہوا
وہاں سے ہمراہ لشکر مذکور کے یہاں پوری میں آیا وہاں لشکر ظفر پیکر نواب
مستطاب مرحوم مغفور کا اترا ہوا تھا اس میں آمد رفت شروع کی مگر کہیں
طبیعت کو تسکین و قرار نہ ہوا تقدیر الٰہی سے ایک روز سیر کرتے ہوئے حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین نے ڈیرے کے قریب آیا لوگوں نے پوچھا تم کہاں سے
آئے ہو اور مطلب کیا ہے اس نے کچھ بیان کیا اس عرصے میں حضرت
سید المجاہدین (ڈیرے کے قریب آیا) بھی اپنے خیمہ سے وہاں تشریف
فرما ہوئے اور پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی ہدایت کے واسطے جناب الٰہی سے
مجھکو الہام ہوا تھا اور فرمایا کہ اس سوار کو بٹھالو وہاں ایک ٹاٹ بچھا تھا اس پر
بٹھایا حضرت بھی آکر وہاں بیٹھے اور احوال پوچھنا شروع کیا اس نے کچھ کچھ اپنا
حال کہا بعد کچھ دیر کے رخصت چاہی آپنے فرمایا پھر کسی روز ہمارے یہاں آنا
وہ شخص آپکے اخلاق حمیدہ اور اتفاق پسندیدہ سے بہت راضی ہوا اور کہا پھر
کسی وقت حاضر ہونگا صبح کو پھر آیا اور گھوڑا سائیس کو پکڑا کر آپ حضرت کے نزدیک

Marfat.com

بیٹھا اور اپنے اگلے خوابوں کا بیان کیا جن کا آگے مذکور ہو چکا ہے حضرت کو
معلوم ہوا کہ یہ شخص طرف دین اسلام کے مائل ہے آپنے بھی دین اسلام کے
فضائل بیان کرنے شروع کئے وہ شخص بہت خوش ہوا اور کہا اب تو جاتا ہوں
کسی وقت پھر حاضر ہونگا حضرت سید المجاہدین نے سید عبدالرزاق صاحب سے
فرمایا کہ تم ان کو ڈیرے پر پہنچا آؤ سید ممدوح اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے
ساتھ ہوئے رستہ میں سید عبدالرزاق صاحب سے اپنا حال اور مذاہب سب
مفصل بیان کیا اور ڈیرے پر جا کر کچھ ناشتہ سے شیرینی منگائی اور ہمراہ سید
موصوف کے کھائی اور وقت رخصت سید مذکور سے کہا کہ میں صبح کو آپ کے
یہاں آؤنگا اسی طرح نے کہے روز بلا ناغہ آمد و رفت رہی پھر دو تین روز اتفاق
جانے کا سر پڑا القصہ حضرت سید المجاہدین نے سید عبدالرزاق کو اس کے بلانے
کو بھیجا جب سید ممدوح اس کے ڈیرے پر گئے وہ سید صاحب کو ہمراہ لئے
ہوئے بازار میں گیا کئی سو روپیہ کی رشوتیاں پاس تھیں ان کو خرچ کر کر
وہیں سے فقروں تماشوں کو دنیا شروع کیا سید موصوف نے ہر چند منع کیا

Marfat.com

کہ یہ روتے نے حضرت کیوں حرف کرتے ہو اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں یہ
روتے ایک بھی اپنے پاس نہ رکھونگا پھر اپنے دوسرے بیڑا یا نائی کو بلا کر
بال بنوائے اور وہاں بھی کچھ اسباب اپنا لوگوں کو تقسیم کر دیا پھر سوار ہو کر
سید عبدالرزاق صاحب کے ہمراہ چلا رستے میں ایک نالہ تھا اسمیں غسل کیا
پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا دیر تک حضرت
سے کچھ باتیں کرتا رہا حضرت نے فرمایا کہ اب یہ کیوں کرتے ہو کار خیر میں
تاخیر نہ چاہئے اس نے کہا میں حاضر ہوں جو ارشاد ہو بجا لاؤں اب
نے کلمہ طیبہ پڑھا اور ایک کٹورا پانی منگایا پہلے آپ پیا پھر اسے پلایا بعد اس کے
سر برہنہ ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی پھر ایک فقیر آدمی وہاں حاضر تھا
اس سے کچھ پیسے دیکر بازار سے روٹی اور گوشت اور کچھ کباب منگائے اور اس
شخص کو اور فقیر کو بھی اپنے ساتھ بٹھلایا اور وقت کھانے کے حضرت فرماتے تھے
کہ یہ گوشت گائے کا ہے وہ شخص نے کراہیت طبیعت کے خوشی میں تعریفیں کر کر کے
کھاتا تھا بعد کھانے کے وہیں حاضر رہا یہ خبر لشکر میں مشہور ہوئی کہ ایک شخص ایسا

Marfat.com

ایسا آیے سید المجاہدین کے ڈیرے میں مسلمان ہوا اکثر لوگ ملاقات کو آنے لگے
کوئی مصافحہ کرتا ہے کوئی معانقہ کرتا ہے یہ خبر رفتہ رفتہ حضور پر نور مرحوم مغفور
کو پہنچی کہ ایک کہیں کا سوار آیے حضرت سید المجاہدین کے ڈیرے میں مسلمان ہوا ہے
چوبدار بھیجکر بلا بھیجا حضرت سید المجاہدین اپنے ساتھ لیگئے حضور سے مصافحہ کرایا
پھر وہاں سے اپنے ڈیرے پر لائے اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم اس لڑکے کو
اپنے بیٹے کی طرح رکھیں گے پھر بعد پندرہ بیس روز جو اپنے سر ہی کوئی میں چھوڑ
چھوڑ کر آیا تھا ان میں سے تین سوار اسکی تلاش کرتے ہوئے آئے جب قریب
ڈیرے کے پہنچے تب اس نے دیکھا اور ڈر گیا کہ خدا خیر کرے کہیں مجھکو دیکھ نہ
لیویں اور پھر کر حضرت سے کہا کہ وہ تین سوار میری تلاش میں پھرتے ہیں اب میں
کہاں جاؤں حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ مددگار ہے کوئی تمکو
نہ دیکھیگا اور نہ پاویگا اور آپ ڈیرے سے نکلکر باہر کھڑے ہوئے وہ تینوں
جاسوس ادھر ہوکر چلے گئے اور یہ شخص حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کی خدمت
میں رہنے لگا راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ وہ شخص میں ہوں اور یہ

Marfat.com

تمام سرگذشت میری ہے جب فوج کشی نواب مستطاب معلی القاب کی

مادھو راجے پوری پر ہوئی اور سپاہ نے گرد شہر پناہ کے مورچہ بندی کی اور

قریب خندق شہر کے سلامت کوچے کھڑے تھے ایک روز بعد نماز عصر کے حضرت

امیر المومنین سید المجاہدین سلامت کوچے کو تشریف لئے جاتے تھے تقدیر الٰہی سے

ایک گولا توپ مخالفین کا آیا اور آپ کے سینہ مبارک پر لگا مگر بسبب محافظت

الٰہی کے کچھ اثر نہ ہوا اس وقت چند رفیق متفرق آپ کے حاضر تھے اُن میں سے

عثمان خاں جو کنج پوری کے نواب زادوں میں سے تھے عرض کی کہ حضرت بڑا

تعجب ہے کہ آپ کے گولا لگا اور کچھ اثر نہ ہوا یہ کیا سبب ہے کیا اس کا کچھ عمل ہے

جسکی برکت سے بچ گئے آپ نے فرمایا ہاں صاحب مجھکو تو کچھ عمل اس کا یاد

نہیں مگر خدائے تعالےٰ نے اپنی قدرت سے بچا لیا پھر جب وہاں سے اپنے ڈیرے

میں تشریف لائے صبح کو پھر لوگ جمع ہوئے اور اسی گولا لگنے کا ذکر چھڑا تب حضرت

نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کی طرف سے مجھکو اس امر میں کہ میں یہاں کسی

صدمہ سے اور کسی بیماری سے نہ مروں گا میری شہادت اللہ جلشانہٗ نے جہاد فی سبیل اللہ

Marfat.com

میں لکھی ہے میں کفار سے جہاد کروں گا وہاں شہید ہونگا جدال و قتال کا گرم
ہوا ناگہاں حضرت کے ساق پا میں گولی لگی زخمی ہوئے بعد چند روز کے شافی
مطلق و حکیم برحق نے شفائے کامل عطا فرمائی اور موزے لشکر کے اسی طرح بدستور
تھے آخر الامر لشکر کے عاقلوں نے تدبیر کر کے سرنگ کھودوانا شروع کیا چند روز
میں سرنگ درست ہوا آگ لگانے کی دیر تھی اس درمیان میں فرنگی کی طرف سے
شتر سوار فرمان انگریزی لیکر حضور پرنور کے پاس آیا دیکھتے ہی اس فرمان کے
حضور وہاں سے سوار ہو کر ڈیرے پر تشریف لائے اور مضمون فرمان کا اپنے سب
مصاحبوں کو پڑھ کر سنایا اور نہایت طبیعت کو رنج و الم ہوا آخر الامر فرنگی
سے ملنے کی صلاح ٹھہری حضرت سید المومنین و امام المجاہدین نے برچند فہمائش
کی اور منع کیا کہ حضور پرنور کفار نصاریٰ سے نہ ملیں بلکہ لڑیں خدائے تعالیٰ
آپکے ساتھ ہے اگر آپ کو فتح ہوئی فہو المراد وگر شہید ہوئے تو بھی بہتر
مگر ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا بہت برا ہے تو اب نامدار دولتمدار نے فرمایا
کہ حضرت میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر ناچار کیا کروں لشکر ماسامان درست نہیں

Marfat.com

تمام لوگ خود عرض آپس میں اتفاق بہتیرا اس وقت ملنا ہی مناسب ہے ان سے
دس پانچ لاکھ روپے لیکر جیسے تیسے مہاراجہ ملکر نے دیئے اور پھر بدل گیا پھر ساز و
سامان لشکر کا درست کر کے لڑنے گئے حضرت فرمایا بعد مصالحہ کرنے کے آپ سے
کچھ نہ ہو سکیگا حضور کے خیال شریف میں اس وقت سوا ملنے کے کچھ بھی نہ آیا
اور تیاری ملنے کی کرنے لگے حضرت نے فرمایا اگر آپ انصاری سے ملنے کو جاتے ہیں
حضور سے میں رخصت ہوں حضور نے بہتیرا سمجھایا حضرت نے نہ مانا چند آدمی ہمراہ
لیکر وہاں سے جے پور کو چلے گئے ادھر حضور پر نور کو چل کر کے ملنے کو چلے جب
موضع ٹونک میں جا کر دیرہ کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ میں وہاں
سے حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں گیا اور سارا احوال حضور پر نور کا بیان کیا
جب فجر ہوئی حضرت نے مجکو رخصت کیا اور کہا جب نواب صاحب فرنگی سے
ملیں تو اس طرف چلا آنا آخر الامر میں وہ ملنے شام کو آپنے لشکر میں آیا قریب
آدھی رات کے حضرت سید المجاہدین بھی آ کر موجود ہوئے اس وقت حضور کو خبر ہوئی
صبح کی نماز میں مسجد تشریف لائے وہاں حضرت سے ملاقات کی اور حضرت کا ہاتھ پکڑے

Marfat.com

باتیں کرتے ہوئے میرے ڈیرے میں تشریف لائے حضرت امیرالمومنین سیدالمجاہدین
نے کہا تو اے صاحب ابھی کچھ نہیں گیا اختیار باقی ہے اب بھی آپکی فہمائش کو آیا ہوں
اگر میرا کہنا مان تو تو ان کافروں سے لڑو اور ہرگز نہ مولیجد ملنے کے آپ سے
کچھ نہ ہوسکیگا یہ کھار بڑے دغاباز و مکار ہیں کچھ آپکے واسطے جاگیر یا تنخواہ
وغیرہ مقرر کرکے کہیں ٹہا دیوینگے کہ روٹیاں کہایا کیجئے پھر یہ بات ہاتھ سے جاتی رہیگی
نواب نامدار دولت مدار نے پھر وہی جواب دیا کہ میں لڑکر عہدہ برآ نہونگا اسوقت
ملنا ہی مناسب ہے آخرالامر سیدالمجاہدین نے کہا کہ خیر آپ مختار ہیں میں آپ سے رخصت
ہوتا ہوں اور چھپ سے فرمایا کہ دین محمد میں آگے چلتا ہوں تو میرے پیچھے سے چلے آنا
آخرالامر جب رانوال میں حضور پرنور اور فرنگی سے ملاقات ہوئی میں چند لوگوں کو
ساتھ لیکر وہاں سے جے پور میں حضرت سیدالمجاہدین کے پاس آیا آپنے نواب صاحب
کا حال پوچھا کہ کیونکر فرنگی سے ملاقات ہوئی میں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا پھر وہیں
جیپور میں آپنے مقام کیا اور لشکر حضور کا اپنی جگہ پر رہا ایک روز حضرت لشکر میں
پھر تشریف لائے جس کسی سے کچھ لینا دینا تہا لیا دیا اور نواب صاحب سے ملاقات

Marfat.com

کی حضور پر نور میں آ دیدہ ہوئے کہ حضرت جو کچھ تقدیر میں تھا وہی ہوا حکم الٰہی
سے چارہ نہیں آپ اگر دہلی کو جاتے ہیں تو صاحبزادہ محمد وزیر خاں کے ہمراہ جائیے
آپ نے قبول کیا پھر کئی دن کے بعد ایک نیاز نامہ حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ
عبدالعزیز کو لکھا کہ یہ خاکسار سراپا انکسار حضرت کی قدمبوسی میں عنقریب حاضر
ہوتا ہے یہاں تک کارخانہ درہم برہم ہو گیا نواب صاحب فرنگی سے
ملگئے اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں آخر الامر حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
وہاں سے ہمراہ صاحبزادہ ممدوح پھر فتوح کے بلدہ مراد تشاہجہان آباد میں تشریف
لیگئے صاحبزادہ موصوف تو قاضی کے حوض بلند بیگ خاں کے مکان میں اترے اور
حضرت سید المجاہدین اجمیری دروازہ کی سرائے میں رات کو وہیں رہے صبح کو نہا دھو
پوشاک بدل کر واسطے ملاقات حضرت خاتم المحدثین پیر و مرشد کے تشریف لیگئے
اور ملاقات سرت آیات سے شرف یاب ہوئے اور بکمال روئے نذر دے آپ
نے قبول کئے پھر جو کچھ خاتم المحدثین نے حال لشکر ظفر پیکر کا استفسار کیا جناب
سید المجاہدین نے مشروحاً اظہار کیا بعد اس کے خاتم المحدثین نے فرمایا کہ قبل آنے

Marfat.com

تمہارے کے میں نے ایک رات کو خواب دیکہا کہ گویا حضرت سرور کائنات مفخر موجودات
علیہ افضل الصلوات والتسلیمات یہاں کی جامع مسجد میں تشریف فرما ہیں اور خلائق
بیشمار ہر گوشہ و کنار سے واسطے دیدار فرحت آثار اس سید ابرار رسول مختار کے
چلی آتی ہے پہلے سب کے دست بوسی سے میں شرف یاب ہوا اس وقت اس خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک میں ایک عصا ہے مجہہ خاکسار نے مقدار سے فرمایا
کہ اے عبدالعزیز یہ عصا لے اور دروازہ مسجد پر بیٹہہ آدمیوں کے گروہ مورد ملخ
کے سے انبوہ ہر جوانب و اطراف سے واسطے زیارت ہماری کے آتے ہیں ہر کسی
کا حال خیر مآل ہم سے عرض کیا کر جسکو ہماری طرف سے اجازت ہو آنے دے
سو میں فرمان واجب الاذعان اس شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین کا بجا لایا پہلے میں
ہر شخص کا حال جا کر عرض کرتا جسکو اجازت ہوتی اُسکو لا کر حاضر کرتا اور باقی سبکو
روکتا ہوں بعد اُس کے آنکہہ کہل گئی میں جگ پڑا صبح کو واسطے ملاقات مسرت آیات
حضرت شاہ غلام علی صاحب کے جو خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں کے ہیں گیا اور اس خواب
ہدایت انتساب کو بیان کیا اور اسکی تعبیر چاہی شاہ صاحب ممدوح پر فتوح

Marfat.com

فرمانے لگے کہ طرفہ ماجرا ہے کہ رات کو یوسف زمانہ اور ابن سیرین دوران ہیں
اور تعبیر مجھ سے پوچھتے ہیں میں نے کہا یہ آپ اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
بیان فرماتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس خواب باصواب کی تعبیر آپ کی زبان
فیض ترجمان سے سنوں شاہ صاحب موصوف ایک لحظہ سرنگر بیان تفکر میں
رہے پھر اس کے شادمان و فرحان فرمانے لگے کہ صاحب میری رائے ناقص میں
تو یوں آتا ہے کہ زیارت جناب مستطاب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو نے
وقت وفات حضرت سید حسن رسول نما کے سے کم و بیش دیڑھ سو برس گذرے موقوف
ہے شاید کہ ہدایت و ارشاد کا آپ کے یا آپ کے کسی مرید پر تسلط
ہاتھ سے منقطع ہو میں نے عرض کی کہ اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے بھی تعبیر اسکی
اپنے دل میں سوچی تھی مگر وسط اطمینان طبیعت اور تسکین دل اپنے کے اس امر کو
آپکی خدمت فیضدرجت میں گزارش کیا سو اب آپکے فرمانے سے تسلی ہوگئی
فقط سوا اس خواب کو ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ تم آ پہنچے اور فرمایا کہ اب یہاں
اترنے کا ارادہ ہے حضرت سید المجاہدین نے عرض کی جہاں ارشاد ہو وہاں اتروں اپنے

Marfat.com

فرمایا کہ پہلے ہم اسی مسجد اکبر آبادی میں اترے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولانا
عبدالحئی اور حافظ قطب الدین اور مولانا محمد یعقوب اور مولوی محمد یوسف اور
مولوی وحید الدین اور کئی صاحبوں اور کو فرمایا کہ حضرت سید المجاہدین کا اسباب
سرائے سے مسجد میں حاکر دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر جس حجرے میں حضرت
مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم مغفور رہا کرتے تھے وہاں گئے مگر مولانا
ممدوح پر فتوح کئی برس پہلے انتقال فرما چکے تھے پھر صحن مسجد میں آکر بیٹھے
اور لوگوں سے ملاقات راوی کہتا ہے کہ دو گھنٹے ہم لوگوں نے مولانا رفیع الدین
صاحب نے حافظ قطب الدین سے فرمایا کہ مسجد میں جو نئے حجرے پختہ ہیں
ان میں ان لوگوں کا قبضہ کرا کر اسباب انکا رکھو اور پھر ہم نے پانچ حجرے
پسند کئے جس ایام نیک انجام میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین بلدہ
مراد شاہجہان آباد میں لشکر ظفر پیکر نوب مستطاب معلی القاب سے تشریف
فرما ہوئے موسم گرمی کا تھا ایک روز آپکی ملاقات کو ایک شاہزادہ
آیا اور آپ کی نذر کو ایک اچھا سا اچار اور دو شیشی سرکہ کے لایا ...

Marfat.com

حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ یہ اچار توشے میں لانا مگر یہ دوشیشی سرکے
کے حفاظت سے رہنے دنیا آخر الامر بعد چند روز کے شہر دعی میں وبا آیا اکثر لوگ
مرنے لگے حضرت امیر المومنین سید الماہرین نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ تم نے جو
دو شیشی سرکے کے رکھا دے تھے کہاں ہیں لوگوں نے حاضر کئے آپ نے تھوڑا تھوڑا
سرکہ پینے والے کو دنیا شروع کیا مگر جس کو دیا فضل الٰہی سے اچھا ہو گیا کئی دن میں
وہ سرکہ تمام ہوا اور وبا شہر میں بدستور باقی رہا لوگوں نے عرض کی کہ حضرت اس
شہر میں جو سرکہ بہت ہے منگوائیے آپ نے فرمایا اس کام کا یہی تھا اللہ تعالیٰ
جلشانہٗ نے مجکو الہام کیا تھا کہ اس سرکہ میں میں نے تبرک رکھا ہے اسکو حفاظت سے
رہنے دنیا بعد چند روز کے شہر میں وبا آویگا اسمیں خرچ کرنا آخر الامر ایک
روز حضرت سید الماہرین جناب فیضمآب خاتم المجتہدین کی خدمت مبارک میں شریف
لیگئے اور عرض کی کہ حضرت شہر میں وبا بکثرت ہے مخلوق بہت ضائع ہوتی ہے جناب
الٰہی میں دعا کیجئے کہ یہ بلا یہاں سے دفع ہو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ نے اس
کے دور کرنے کی تدبیر تم کو بھی بتائی ہے کہ دعا عنایت الٰہی سے یہ بلا دفع ہو جائیگی

Marfat.com

حضرت سید المحابرین فرماتے تھے میں نے جو مراقبہ کیا تو چار بلائیں شکل شیروں کی سی ہیں
سو وہ چاروں بلائیں آدمیوں کو تباہ کرتی ہیں ایک روز حکم الہٰی سے میں نے
ان میں سے ایک بلا کا تعاقب کیا یہاں تک کہ شہر سے باہر نکال دیا اسی طرح
دوسرے دن دوسری بلا کو اور تیسرے دن تیسری بلا کو خارج شہر کیا مگر چوتھی
وہ بڑی سرکش تھی اسکا پیچھا لیا اس نے بہت حیران کیا کبھی کسی طرف بھاگتی
تھی اور کبھی کسی طرف مگر قابو میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ میں اس روز تھک
گیا دوسرے روز پھر نہایت حیران ہوا آخر الامر وہ بلا بھاگتے بھاگتے حضرت مولانا
رفیع الدین صاحب کے مکان میں گھس گئی پھر وہاں سے یہی اسکو نکال کر راجے گھاٹ
کی طرف سے باہر کیا مگر مولانا صاحب مدوح اسی بلا میں انتقال کر گئے بعد اس کے
بفضل الہٰی سے تمام شہر میں امن ہو گیا — ایک شخص سنبھلی والا بنجارا کا اس
کو سب ملا بنجارا کہتے تھے واسطے طلب علم باطنی کے حضرت خاتم المحدثین عمدۃ المفسرین والا تبار
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت سراپا برکت میں آیا اور اس امر کا سائل ہوا
اور کہا کہ میں گلشن زمانہ میں ایک مدت لیل و نہار مانند باد بہار کے ہر گوشہ و کنار

Marfat.com

پھرا گمراتیاب جیسا کہ میں چاہتا ہوں کل مقصود سے بہبود نہ ہوا آخر کو میں آپکی خدمت
بابرکت میں آیا ہوں سو آپ مجکو کچھ اسرار علم باطنی کی تعلیم فرماویں حضرت قدوۃ المفسرین
زبدۃ المفسرین نے فرمایا کہ تم یہاں میرے پاس چند روز ٹھہرو ایک شخص میرے مریدوں
میں سے آنے والا ہے اس سے مقصد تمہارا حاصل ہوگا یہ بات سنکر وہ ملا بخاری خاموش
ہو رہا اظاہر کچھ نہ کہا مگر اپنے دلمیں اوداس ہوا کہ حضرت یہی مجھکو ولیت ولعل میں رکھنا
چاہتے ہیں دیکھا چاہئے انجام اسکا کیونکر ہو اس عرصہ میں چند روز کے بعد حضرت امیر المومنین
سید المجاہدین رح لشکر فیروزی اثر نواب مستطاب معلی القاب کے ساتھ بادہ مراد شاہجہان آباد
میں تشریف لائے اور جناب سعادت مآب خاتم المجتہدین عمدۃ المفسرین کی ملاقات
مسرت آیات سے متشرف یاب ہوئے جناب ممدوح نے فتوح نے اس ملا بخاری کو بلا
کر حضرت سید المجاہدین سے مصافحہ معانقہ کرایا اور سپرد کیا کہ یہ شخص طالب خدا
ہے اسکو اپنے ساتھ رکھو اور علم الہی اسے تعلیم کرو اور اس ملا مذکور سے فرمایا
کہ ہم تم سے کہتے تھے کہ ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے آنے والا ہے سو وہ
یہی صاحب ہیں تم ان کی خدمت میں چند روز رہو انشاء اللہ تعالیٰ مراد تمہاری

Marfat.com

حاصل ہوگی ملا مذکور نے حضرت سید المجاہدین کی وضع سپاہیانہ دیکھکر اپنے دل
میں کہا کہ یہ تو ایک مرد سپاہی صورت ہیں یہ مجھکو کیا تعلیم دینگے اور حضرت
سید المجاہدین سے پوچھا کہ آپ نے کون کون سی کتاب پڑھی اور کیا کیا علم تحصیل
کیا ہے آپ کچھ نہ بولے حضرت خاتم المحدثین نے آپ کی طرف سے جواب باصواب
دیا کہ ملا صاحب تمکو اس گفتگو سے فائدہ سے کیا مطلب اپنے دل میں
یہ سمجھ لو کہ جو تم کو میرے پاس بارہ برس میں ملیگا ان کی خدمت میں تم کو وہ
بارہ دن میں حاصل ہوگا یہ بات سنکر ملا صاحب وہاں سے مدرسے کے حجرے
میں اپنا بستر لیتے گئے حضرت سید المجاہدین نے جناب خاتم المحدثین سے عرض
کی کہ اللہ تعالے جلشانہ نے نشکر میں الہام کیا تھا کہ ایک شخص چند روز سے
دہلی میں وارد ہے اسکی تعلیم ہم نے تجھہ پر موقوف رکھی ہے سو وہ شخص یہ ہے
پھر وہ ملا بخاری اپنا بستر لیکر ہمراہ سید المجاہدین کے مسجد اکبر آبادی میں گئے اور حضرت
کے حجرے کے برابر دوسرے میں رہنے لگے اور حضرت نے انکو تعلیم شروع کیا چند روز میں
وہ اپنے شاہد مراد سے ہم آغوش اور ماسوائے اللہ سے فراموش ہوئے حضرت

Marfat.com

امیرالمومنین سید المجاہدین اس ایتمام خیریت انجام میں اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے شائق
طالب خدا نہیں دیکھا اور وہ ملا صاحب یہی کہتے تھے کہ میں یہی بہت شہروں
میں پھرا مگر ایسا مرشد شفیق تعلیم کرنیوالا نہیں پایا ایک روز حضرت سید المجاہدین
ملا بخاری کو بچہ تعلیم اسی مسجد میں کر رہے تھے دفعتہً ملا صاحب کو استفراغ شروع
ہوا حضرت سید المجاہدین نے مٹی کی چلمچی اٹھا کر ان کے آگے کی کہ فرش مسجد ناپاک
نہ ہو اس عرصے میں ملا کا حال دگرگوں حضرت کو بھی قے آنے لگی چلمچی چھوٹی تھی
حضرت نے کرتے کے دامن میں رکھ لی اور دونوں صاحب قے کرتے ہوئے
اس چلمچی اور دامن میں مسجد کے چبوترے کے کنارے آئے جب قے موقوف
ہوئی دونوں صاحب کلی غرغرہ کر کے فارغ ہوئے بعد چند سات روز کے
پندرہ بیس آدمیوں کے روبرو حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ اس روز جو ملا بخاری
کا استفراغ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا کہ مسجد نجس نہو اس کام سے اللہ تعالیٰ
جلشانہٗ مجھ سے بہت راضی ہوا اور اس کے عوض میں اس نے مجھکو بڑی نعمت
عطا فرمائی کہ اس کا شکر ادا کر نہیں سکتا اور فرمایا کہ تو نے یہاں مسجد کا

Marfat.com

ادب کیا ہم نے تجہکو یہ انعام دیا ایک روز ایک عجیب واقعہ گذرا اس مسجد کے قریب
چوکی میں غازی الدین خاں کی مشہور ہے اسمیں ایک درزی رہتا تھا وہ اکثر
قصور و بے قصور اپنی عورت کو مارتا اور برا بہلا کہتا تہا اس عورت کی گود میں ایک
شیر خوار لڑکا بہی تہا ایک روز وہ بیچاری آفت کی ماری مایوس ہوکر اپنی جان سے
ہاتہ دہوکر بعد نماز عشا کے اپنے لڑکے کو لیکر مسجد کے کنوئیں میں گر پڑی قریب مسجد
کے کئی گہوسی بہی رہتے تھے ان میں ایک اس کنوئیں پر پانی بہرنے گیا اسمیں کچہ آدمی
کی سی آواز معلوم ہوتی ہے پانچ سات آدمی وہاں جمع ہوگئے حضرت سید المجاہدین
اور ملا بخاری بہی وہاں گئے حضرت نے ان گہوسیوں سے کہا کہ جلد تم ایک کہٹولا اور
رسی لاؤ میں اس میں خود اترونگا ملا بخاری نے عرض کی کہ میں ہرگز آپ کو کنوئیں میں
اترنے نہ دونگا میں خود اترونگا اس امر میں جانبین سے بار بار تکرار ہوئی۔۔
آخر الامر کہٹولا اور رسی آئی ملا صاحب کہٹولے پر بیٹہکر کنوئیں میں اترے جب قریب
نصف راہ کے پہنچے تب گہبرا کر لوگوں کو پکارنے لگے کہ جلد مجہکو کہینچو اس میں تو کوئی بلا
ہے جب لوگوں نے انکو نکالا تب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے فرمایا کہ

Marfat.com

اسمیں بلا بھوت کوئی نہیں ہے فقط فلانے درزی کی عورت اور اس کا لڑکا ہے اللہ
تعالے جلشانہ نے مجھکو اس امر سے پہلے آگاہ کیا تہا کہ فلانی عورت اپنے لڑکے کو لیکر
فلانی رات کو اس کنوئیں میں گرے گی سو تم اس کے واسطے دعا کرنا ہم اسکو بچا لیویں گے
اور ہی پیٹھ کر اس کو باہر نکالنا پہر حضرت سید المجاہدین بنفس نفیس آپ اس کنوئیں میں کہٹولے
پر بیٹھ کر اوترے پانی اس کنوئیں میں کہیں تو گلے تک تہا اور کہیں ٹخنوں تک وہ عورت
بیچاری مصیبت ایک طرف جہاں پانی کم تہا اپنے لڑکے کو لئے ہوئے بیٹھی تہی حضرت
سید المجاہدین نے اس کو لڑکا سمیت کہٹولے پر سوار کیا اور لوگوں سے کہا رسی کہینچو جب
وہ اوپر آئی تب دوسرا کے حضرت کو بہی اس کہٹولے پر نکالا پہر حضرت سید المجاہدین
نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بہیجکر اس کے خاوند کو بلوایا ایک طالب علم نے اس سے پوچہا
کہ تیری عورت کہاں ہے اس نے کہا دیر ہوی کہیں لڑکے کو لیکر مجہہ سے خفا ہو کر چلی
گئی ہے اس نے کہا تیری عورت تو کنوئیں میں گر پڑی تہی سو ابہی حضرت سید المجاہدین
نے اس کو نکالا ہے اس کو جلدی وہاں سے اپنے گہر بجا کہیں تہانہ دار نہ سنے تو تیرے
حق میں کچہہ قباحت ہو اور حضرت سید المجاہدین نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اشارہ

Marfat.com

کیا انہوں نے اس کے خاوند کو خوب دھمکایا کہ اے بیوقوف پھر کبھی ایسی حرکت
ناشائستہ نہ کرنا نہیں تو قید ہو جاؤ گا اور ایک نائی خیر اللہ نام انگریز کی طرف
سے مسجد کے حجرے میں رہتا تھا اور وہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا
مرید بھی تھا اس کو خوشامد تمام سمجھا دیا کہ اس امر کی اطلاع تھانہ دار کو ہونے
پاوے اس عرصہ میں کسی سے سنکر تھانہ دار بھی آ پہنچا مرد مسلمان اور مولانا صاحب کا
آشنا تھا مولانا صاحب نے اس سے کہا کہ یہ اپنے گھر کی لڑائی ہے تم خیر جو ہوا سو ہوا اس کی
خبر انگریز کو نہ ہونے پاوے ورنہ یہ بیچارہ دوہری بلا میں گرفتار ہوگا اس نے کہا آپ
ہمارے پیر و مرشد ہیں آپ کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر اس امر کی ہرگز
کسی کو اطلاع نہ ہوگی پھر ہر ایک آدمی جو وہاں تھے اپنے مکان چلے گئے بعد چند روز
کے ملا غلام نبی نے اپنے وطن جانے کو حضرت سید المجاہدین سے رخصت چاہی اور
کہا کہ حضرت آپکی صحبت بابرکت سے جدا ہونا دل کو گوارا نہیں مگر لاچار ہوں
چارہ نہیں میری نیت یہ ہے کہ جو کچھ میں نے آپکی صحبت فیضدرجت میں نعمت
حاصل کی ہے اس سے اپنے عزیز و اقربا کو محروم نہ کروں وطن میں جا کر ان سے

Marfat.com

بیعت لوں جو کچھ میں نے سیکھا ہے ان کو سکھاؤں شاید ہدایت اوسی سے راہ را
پر آویں عاقبت بخیر ہو یہ بات سنکر حضرت نے فرمایا کہ میرا بھی دل نہیں چاہتا ہے
کہ اپنے پاس سے جداکروں مگر جو تم نے جو عذر معقول بیان کیا اس سے میں ناچار
ہوں اور قبل اسکے ملا صاحب نے کچھ زر نقد واسطے زاد راہ کے جوان کے پاس تھا
حجرے کی دیوار میں کہیں کوئی رخنہ تھا اس میں لوگوں کی نظر بچا کر مٹی سے لیس دیا تھا
کہ وقت چلنے کے نکال لونگا سو لقدیر الٰہی سے وہ کوئی کھود لیگیا وہاں تلاش کیا
کچھ نہ پایا حال لوگوں سے ظاہر کیا سب کو افسوس ہوا حضرت سید المجاہدین نے سنا
فرمایا کہ ملا صاحب صبر کرو اس میں کچھ خیر تھی اللہ تعالےٰ مسبب الاسباب ہے اور کہیں سے
کچھ سامان موجود کر دیگا اور واسطے خرچ راہ کے ایک روپیہ انکو اپنے پاس سے
عنایت فرمایا اور کہا اس کو بحفاظت تمام اپنے خریطے میں رکھنا اور جو اس میں
ہو اس کو اٹھانا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی یوسف صاحب اور حافظ
قطب الدین صاحب اور سوا ان کے اور بھی اسوقت حاضر تھے ان میں سے کسی نے
کہا کہ حضرت جانا تو بہت دور ہے ایک روپیہ سے کیا ہوگا حضرت

Marfat.com

سید المجاہدین نے فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالے جلشانہ کیطرف سے ایک روپیہ کی اجازت
ملی ہے مرضی الہی جب میں کسی کو دیکر کہدیتا ہوں کہ اس روپے کو اور روپیوں
میں نہ ملانا جدا رکہنا تو پھر اسکو کفایت کرتا ہے جتنا چاہے جسکا روزمرہ کا ہوتا
ہے ایک روپیہ خواہ زیادہ خواہ کم کا اس کا بند نہیں رہتا اس میں سے روپے
طے جاتے ہیں سو یہ اسی قسم کا روپیہ ہے جو میں نے ملا صاحب کو دیا ہے بعد اس کے
ملا صاحب کو جناب خاتم المحدثین کے پاس لیگئے اور عرض کی کہ اپنے وطن کو جاتے
ہیں آپ سے رخصت ہونے آئے ہیں جناب ممدوح نے فرمایا کہ ملا صاحب جس مراد
کو تم یہاں آئے تھے وہ سید صاحب سے بر آئی ملا نے عرض کی کہ حضرت مجھکو اللہ تعالے
ان کی صحبت کی برکت سے بہت کچھ عنایت کیا کہ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا پھر
حضرت خاتم المحدثین نے فرمایا کہ اور جو کچھ تمکو پوچھنا ہو ان سے پوچھ لو اب وقت
جدائی کا ہے پھر خدا جانے ملاقات ہو یا نہ ہو کوئی تمنا باقی نہ رہے پھر ان کو مصافحہ
کرکے رخصت فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کو سپرد کیا پھر ملا صاحب کو حضرت
سید المجاہدین وہاں سے اپنے حجرے میں گئے اور ایک پائجامہ کو جمعہ کے روز

Marfat.com

پہنا کیجیو یا جب کہیں کسی کو وعظ و نصیحت کرنا منظور ہو تب پہنو اللہ تعالے سے
امید قوی ہے تمہاری نصیحت اُسکو اثر کریگی پہر مصافحہ کرکے رخصت فرمایا کہ
جاؤ ہم نے تم کو خدا کو سونپا ایک بار بعد نماز بعد نماز اشراق کے چار پانچ
گہڑی دن چڑھے حضرت سید المجاہدین گہبرائے ہوئے اپنے حجرے سے جناب خاتم المحدثین
کے پاس گئے جناب ممدوح پر فتوح نے پوچہا خیر تو ہے آج اس طرح گہبرائے
ہوئے بے وقت آئے ہو کیا سبب ہے اس وقت کئی طالب علم بہی مدرسے کے وہاں
موجود تھے حضرت سید المجاہدین نے عرض کی کہ واسطے اطلاع کے آیا ہوں آج پارس ناتہ
مردود کا بڑا غلبہ ہے یہاں تک دھوپ کا رنگ بہی مبدل ہو گیا ہے اور ہوا بہی تیز ہے
راوی کہتا ہے فی الحقیقت دہوپ اس روز ایسی تہی جس طرح کے دن زرد و
بے نور ہوتی ہے جناب خاتم المحدثین نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے اسی طور ایک بار
اور بہائی عبد القادر کے وقت میں اس خبیث نے غلبہ کیا تہا وہ بہی میرے پاس
اسی طرح آئے تھے سو میں نے اس کے دفع ہونیکی تدبیر انکو بتا دی تہی سو وہ
دور ہو گیا مگر بہ نسبت اس بار کے آج اس کا بڑا زور شور ہے سو تم میری طرف

Marfat.com

سے نے فکر ہو جو کچھ اس کے دفع کرنے میں ہو سکیگا کرتا ہوں نہ کرونگا مگر تم اپنے
مکان پر جاکر اس کے دور ہونے کی تدبیر کرو اللہ تعالےٰ اچھا فضل کریگا یہ بات سنکر
حضرت سید المجاہدین اپنے حجرے میں آئے بڑی دیر تک قریب ایک پہر کے بیٹھے رہے
خدا جانے کیا کیا تدبیر کرلی اور وہ کئی طالب علم جو حضرت خاتم المحدثین کے پاس حاضر
تھے انھوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا مذکور تھا جو سید صاحب یہاں کرتے تھے پاس ناقہ
کون شخص ہے کچھ ہم کو بھی معلوم ہوا آپنے تبسم کیا اور جواب دیا کہ اس حال کے مدافعت
کرتے تھے ہم کو کیا کار ایک آفت الٰہی ہے خدا سے دعا کرو کہ اسکو دفع کرے وہ جاتو
ہو رہے جب وقت ظہر ہوا حضرت سید المجاہدین حجرے سے باہر آئے استنجا اور وضو کیا نماز
ظہر ادا کی اور وہ طالب علم نماز جماعت کو آئے بعد نماز کے اس مسجد کے رہنے والوں سے
پوچھا کہ آج سید صاحب نے یہاں کس امر کا تذکرہ کیا تھا سب نے کہا ہم کو کچھ خبر نہیں
خیر وہ سے انہوں نے وہ تمام قصہ بیان کیا کہ آج حضرت سید المجاہدین اسے یکدم
لوگوں کو تعجب ہوا حضرت سے پوچھا کہ طالب علم ایسا ایسا ذکر کرتے ہیں وہ پاس ناقہ
کون ہے آپنے بھی مجمل اسی طرح فرمایا کہ تم کو اس امر سے کیا غرض کوئی آفت الٰہی

Marfat.com

تھی سو اللہ تعالیٰ نے ٹال دی پہر وقت مغرب ایک دوسرے سنکر اور صاحبوں نے
حضرت سے پوچہا کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کچہہ تو بیان فرمائیے پارس تا تہہ کیا
شے ہے پہر بھی آپنے وہ ہی جواب دیا مگر بیان مفصل نہ کیا خدا جانے یہ کیا راز
تہا ایک رات حضرت سید المجاہدین نے خواب دیکہا خلاصہ اس کا یہ ہے
کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد جب سے بنی ہے کسی نے اسکی چہت کو کہ کبوتروں
ابابیلوں وغیرہ کی بیٹ سے گندہ ہو رہی ہے پاک نہیں کیا سو تم اسکو صاف کرو جب
آپ بیدار ہوئے صبح کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے پوچہا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ مسجد
جب سے بنی ہے کبہی کسی نے اسکی چہت بہی صاف کی ہے آپ نے کہا یہ حال
مجہکو معلوم نہیں مگر اس سے آپکا کیا مطلب آپنے کہا اسکی تحقیق منظور ہے
مولانا ممدوح نے کہا میاں شمس الدین صاحب جو خلیفہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب
کے ہیں بڑے معمر ہیں اس سے حال کو دریافت کریں آپ اس کے پاس گئے
اور پوچہا کہ تمہاری عمر کیا ہے اس نے کہا قریب سو برس کے آپ نے کہا
تمہارے زمانہ میں کبہی اس مسجد کی چہت بہی صاف کی گئی ہے اس نے کہا

Marfat.com

حضرت میری یاد میں تو کسی نے صاف نہیں کی آگے کا حال خدا جانے تب حضرت
سید المجاہدین وہاں سے مسجد میں آئے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ مجھکو خواب
میں حکم ہوا ہے کہ اس مسجد کی چھت کو صاف کرو سو اب اسکی تدبیر کیا چاہئے مولانا
ممدوح نے کہا مسجد بلند ہے بہت ایسی لمبی سیڑھی بھی نہیں جو لگ سکے حضرت نے کہا
اس بات کا کچھ اندیشہ نہیں ہم کئی سیڑھیاں آپسمیں باندھ کر لگا دینگے مولانا صاحب
نے کہا تو بہتر ہے اسکی تیاری کیجئے پھر حضرت ایک روز کئی سیڑھیاں باندھ کر
اور ایک طرف مسجد کے لگا کر چھت پر چڑھے دیکھا تو چھکڑوں بیٹ جانوروں کی
کھودنمیں اور باہر جمع ہیں کہیں تو کمر تک کہیں زانو تک کہیں اس سے کم آپنے
پہاوڑا اور کودال منگا کر ایک طرف سے کھودنا شروع کیا آپ کو دیکھکر بیس
پچیس آدمی اور بھی آپکی اعانت کے واسطے چڑھ گئے آپ نے فرمایا کہ اس امر کا
تو حکم جناب الٰہی سے مجھی کو ہے مگر اس کار خیر میں جو شریک ہو میں مانع نہیں آپ
تو پہاوڑے سے کھودتے تھے اور لوگ لوکڑیوں بھر بھر کر پیچھے ڈالتے تھے صبح سے تیسرے
پہر تک تمام چھت صاف کروائی پھر مشکوں میں پانی منگوا کر جہاں تک دھویا گیا

Marfat.com

دھوکر فارغ ہوے اترے بعد کئی دن کے حضرت سید المجاہدین لوگوں کے سامنے
فرمانے لگے کہ اللہ تعالے جلشانہ نے اس چہت صاف کرنے کے عوض میں مجھکو
بڑی نعمت عطا فرمائی کہ اس کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا اتنا ہی ارشاد کیا
اور اس نعمت کی تفصیل بیان نہ فرمائی واللہ اعلم بالصواب

اکبر آبادی مسجد کے حجروں میں گہوسی رہتے تہے ان میں ایک گہوسی کی بہنیں بہت دودہ
دیتی تھی سو خدا جانے کسکی نظر لگی یا اور کوئی سبب ہوا بالکل یکایک دودہ
اسکا خشک ہو گیا اُس نے ایک روز مسجد مذکور میں وہاں کے لوگوں سے یہ شکوہ
کیا بعضوں نے موافق اپنی راے کے کچہہ کچہہ تدبیر بتلائی کسی نے اس سے کہا کہ تو سید
صاحب سے اسکا حال جا کر بیان کر خدا چاہے تیرا مقصد پورا ہوگا وہ حضرت
سید المجاہدین کے پاس آیا اور اپنا حال بیان کیا حضرت نے اس سے ایک لوٹا
پانی منگوا کر اس میں کچہہ پانی پیا اور کچہہ پڑہ کر اُس پر دم کیا پہر اُسکو دیا
اور اُس سے فرمایا کہ یہ پانی لیجا اس سے اُس کے تہن دہو دے اور کچہہ اسکی
پشت پر چھڑک دے اور اس کا موتہہ بہی دہو دے اللہ تعالے اپنا فضل کریگا

Marfat.com

اس نے جابر ولسایہ کیا عنایت الہٰی سے کئی روز میں وہ بہتیں جیسے اول دودہ
دیتی تھی اسی طور دینے لگی کچھ نقصان باقی نہ رہا ایک روز وہ لکھوسی آگر کہنے
لگا کہ حضرت تمہاری دعا سے میری بھینس چنگی ہوگئی سو میری نیت ہے کہ میں کچھ
شکر اور کروں حضرت نے فرمایا کیا تمہارا ارادہ ہے اس نے عرض کی کہ میں
چاہتا ہوں کچھ پکا کر اپنے لوگوں کی اور مسجد کے سب طالب علموں کی ضیافت
کروں سو یہ تمام آدمی کتنے ہونگے حضرت نے فرمایا القبہ قریب ۲ سو آدمیوں کے
ہوں گے یہ بات سنکر وہ مکان گیا اور ایک بڑی سی دیگ بہت سے کھچڑی پکا کر وقت مغرب
کے آیا کہ حضرت کھانا تیار ہے اگر مرضی مبارک آپکی ہو تو لوگوں کو تیرے مکان
پر بھیجوں لیکن میرے غریب خانہ کا حال حضرت کو معلوم ہے کہ بسبب برسات کے
آجکل تعفن زیادہ ہے اور اگر ارشاد ہو تو میں کھانا اسی جگہ لاکر حاضر کروں آپنے
فرمایا اس جگہ لاؤ تو خوب ہے وہ بہت سے کونڈوں میں کھچڑی نکال کر وہیں لایا حضرت
حضرت نے فرمایا کہ تم کو جو کھانا لانا منظور تھا سو لا چکے اب ہم جسکو چاہیں کھلاویں
اس نے کہا آپ مختار ہیں مجھ سے پوچھنے کی کیا حاجت جسکو چاہیں کھلاویں

Marfat.com

حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ حضرت خاتم المدینین کے مدرسے کے جو طالب علم ہیں انکو بھی بلا لو کہ وہ بھی کھاویں یہ بات سنکر مسجد کے طالبعلم آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ کھانا سبھوں کو بمشکل کفایت کریگا ہم نے اس امید پر صبح سے کچھ کھایا پکایا نہیں حضرت فرماتے ہیں کہ وہاں کے مدرسے کے لوگوں کو بلا کر کھلاؤ ان کی یہ گفتگو حضرت سید المجاہدین نے سنکر فرمایا صاحبو ایسا نہ کہنا بہت ہے خدا دیگا تم سب آسودہ ہوکر کھاؤ گے اور کھانا بچ رہیگا ان میں سے کسی طالبعلم نے کہا کہ حضرت اس بات کا آپ کو کیا خدا کے یہاں سے الہام ہوا کہ ہم سب لوگ شکم سیر ہوکر کھاویں گے اور کھانا بچ رہیگا ان میں سے کسی طالبعلم نے کہا کہ حضرت اس بات کا آپ کو کیا خدا کے یہاں سے الہام ہوا کہ ہم سب لوگ شکم سیر ہوکر کھاویں گے اور کھانا بچ رہیگا حضرت نے فرمایا کہ اس بات میں کیا تم میں کسی کو شبہہ ہے لوگ یہ کلام سنکر خاموش ہو رہے۔ آخر الامر کوئی چالیس طالبعلم وہاں کے بھی بلوائے اور سب کو بٹھا کر آپنے کونڈوں میں پھر پھر کے وہ کھیر دینی شروع کی اور وہ سب لوگ کھاتے گئے یہانتک کہ سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کا

Marfat.com

بچ رہا تب یہ حال دیکھکر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پیر حضرت نے فرمایا کہ صاحبو سب آسودہ ہو کر کہا چکے سب نے عرض کی کہ ہاں خوب کہا چکے آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باقی کھانا اور مسجدوں کے مسافروں کو بلا کر کھلا دوں مگر اسوقت رات کو کسکو بلاؤں لوگوں کو تکلیف ہوگی ستو تم سب صاحب اس کھانے کو بحفاظت تمام رکھو فجر کو پھر سب ملکر کھا لینا الغرض جمع کو وہ باقی کھانا ان سات آدمیوں نے اور کئی بیس آدمی حضرت خاتم المحدثین کے مدرسے کے آئے سب نے آسودہ ہو کر کھایا پھر بھی چھ سات آدمیوں کے موافق بچ رہا آپ نے فرمایا کہ یہ باقی کھانا ستے کو حوالہ کرو یہ اس کا حق ہے پھر وہ باقی کھانا ستے کو دیا پھر کچھ دن چڑھے مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تشریف لائے طالب علم سبق پڑھنے میں مشغول ہوئے بعد فراغت کے ان طالب علموں نے رات کے کھانے کا حال مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ حضرت اس قدر قلیل کھانا تھا اور اس قدر جم غفیر نے کھایا اور باقی کھانا اس قدر لوگوں نے آج جمع کو نوش جان فرمایا سو اس کا حال آپ سید صاحب سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ تھا

Marfat.com

ہمارے کچھ خیال میں نہیں آتا مولانا موصوف نے فرمایا کہ تم آپ کیوں نہ پوچھو
انہوں نے عرض کی کہ حضرت ہماری جرات نہیں پڑتی کہ عرض کریں آپ ہی
پوچھیں مولانا صاحب نے فرمایا کیا مضائقہ اگر موقعہ پاؤنگا دریافت کروں گا
اس عرصے میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین بھی وہیں تشریف فرما ہوئے اور
مولانا موصوف سے کچھ باتیں کرنے لگے اس عرصے میں لوگوں نے مولانا صاحب کو اشارہ
کیا کہ وہی حال پوچھیں تب مولانا صاحب نے اسی رات کے کھانے کا حال پوچھا کہ یہ
لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ طالب علم رات کو کھانے کی
قلت کا شکوہ کرتے تھے سو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسا نہ ہو جو یہ لوگ
کہتے ہیں آپ نے فرمایا سو میں نے خطاب الٰہی میں دعا کی اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی
کہ تو لوگوں کو کھانا کھلا دے سب سیر ہو کر کھاوینگے اور اس قدر بچ رہیگا سو
ویسا ہی ہوا راوی اخبار کہتا ہے کہ میں ایک بار قصبہ سوجت علاقہ
جودہ پور میں واسطے ایک اونٹ خریدنے کے گیا وہاں چھیپوں کی مسجد میں پڑا
جب وہ لوگ نماز کو آئے ملاقات ہوئی ان سے میں نے کہا کہ مجھکو ایک واسطے

Marfat.com

سواری کے درکار ہے کہیں تمہاری نگاہ میں ہو تو لے دو ایک نے ان میں سے کہا
کہ ایک بوٹا ڈیڑہ برس کا فلانے شخص کے یہاں بکاؤ ہے اگر ملجاوے تو بہت
خوب ہے اس واسطے کہ ماں اسکی ایک دن میں سو کوس چلتی ہے اور باپ بہی
اس کا نسل میں بڑا قوی ہے یہ سنکر میں اس کے لینے پر راضی ہوا آخر الامر ساٹہہ
روپے کا خرید کر میں اپنے لشکر میں آیا اور اُس کو پرورش کرنا شروع کیا
چند مدّت میں وہ قابل سواری کے ہوا مگر جیسا کہ ان لوگوں نے اس کے خریدنے کے
وقت اس کی ماں باپ کی نسل کا بیان کیا تہا اس کا آدہا بلکہ تہائی بہی نہ
نکلا لیکن شکل وصورت اور ڈیل ڈول میں نہایت خوب تہا اس لئے میں نے اسکو
بیچا نہیں الغرض وہ پاس میرے رہا جب لشکر ظفر پیکر نواب مستطاب معلی القاب کے
سے میں حضرت سید المجاہدین کے ہمراہ شاہجہاں آباد کو گیا اور چند مدت رہنے
کا اتفاق پڑا ایک روز حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رح نے فرمایا کہ دین محمد
تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر شیخ محمد عارف کے پاس کرنال میں جا کچہ کار ضروری
ہے میں نے عرض کی بہت خوب میں جاؤنگا مگر گہوڑے یا بہلی پر سوار ہو کر

Marfat.com

اس واسطے کہ اونٹ میرا چلنے میں نہایت کند گام ہے کہ میں اس کا کچھ
بیان نہیں کر سکتا آپ نے فرمایا کہ نہیں اپنے ہی اونٹ پر سوار ہو کر جاؤ
اس بات میں میں نے کئی بار انکار کیا اور حضرت نے بھی کئی بار فرمایا آخر الامر
حضرت ممدوح پیر دستوع کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ نو مسلم بڑے صالح
اور امانت دار تھے ان سے فرمایا کہ تم دین محمد سے ہماری طرف سے کہو کہ جو کچھ ہم
کہیں وہ بات مانیں اور اس میں کچھ چون وچرا نہ کریں میاں عبداللہ نے یہ حال
مجھ سے بیان کیا میں نے کہا میں حضرت کا مطیع و فرمانبردار ہوں جو فرماؤ نگے بلا
انکار مان لونگا پھر ایک روز حضرت سید المجاہدین نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی
میاں عبداللہ کو دیا کہ دین محمد کے اونٹ پر چھڑک دو انہوں نے ویسا ہی کیا
پھر میاں عبداللہ نے فرمایا کہ کل تم فجر کو بعد نماز کے اسی اونٹ پر سوار ہو کر قطب
صاحب تک آؤ مگر وہاں دیر نہ لگانا جلدی چلے آنا پھر صبح کو میاں عبداللہ
اسی اونٹ پر سوار ہو کر قطب صاحب تک گئے اور چار گھڑی کے عرصہ میں
اونٹ بھی آئے حضرت سید المجاہدین نے ان سے پوچھا کہ کہو یہ اونٹ چلنے

Marfat.com

میں کیا ہے اُنہوں نے کہا بہت خوب چالاک ہے اس میں کوئی عیب معلوم
نہیں ہوتا پھر مجھ سے فرمایا کہ دین محمد صبح کو تم سوار ہوکر اپنے اونٹ پر تخلق آباد
تک ہوآؤ میں بھی اسی طور وہاں گیا اور پھر چلا آیا تب حضرت نے مجھ سے پوچھا
کہ کہو تمہارا اونٹ چلنے میں کیسا ہے میں نے عرض کی کہ حضرت اب تو خوب تیز
چلتا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے جناب الٰہی میں تمہارے اونٹ کے واسطے دعا
کی سو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور عیب اس کا دور فرمایا پھر فرمایا کہ صبح کرنال جاؤ
انشاء اللہ تعالیٰ عصر کے وقت پہنچو گے سو ویسا ہی ہوا کرنال دہلی سے ساٹھ کوس مشہور ہے
میں صبح کی نماز پڑھ کر سوار ہوا قبل نماز عصر کے کرنال جا کر داخل ہوا اور پھر دوسرے روز
وہاں سے سوار ہوا اسی وقت عصر کے دہلی میں آیا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین علیہ الرحمۃ
کے بڑے بھائی مولوی سید محمد اسحاق صاحب شاہجہان آباد میں سید ممدوح پر فتوح
کے پاس آئے اور ملے بعد کئی سال کے ملاقات ہوئی حضرت نہایت خوش ہوئے
اور پوچھا کہ بھائی صاحب کیونکر آپ کا آنا ہوا مولوی صاحب موصوف نے فرمایا
کہ تمہاری خیر خبر کو لکھنؤ میں ملی کہ تم ان دنوں لشکر ظفر پیکر نواب نامدار دولتدار

Marfat.com

نواب امیر الدولہ بہادر کے سے بیچ حدست فیضدرجت حضرت خاتم الفقہا
والمحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز کے آئے مجھکو اتفاق ہوا کہ ایسا ہو تم کہیں
دور چلے جاؤ پھر ملاقات ہونی دشوار ہو اسی خیال سے میری طبیعت کو قرار نہ ہوا
میں جلد محسن خاں کو ساتھ لیکر وہاں سے ادھر روانہ ہوا قصبہ پالی میں لشکر عبدالباقی
خاں قندہاری کا متعین تھا اسی لشکر میں ہمارے سید عبدالرحمن بھی تھے انکے
ڈیرے میں آکر اترا انہوں نے حال پوچھا کہ یہاں آپ کا کیونکر آنا ہوا اور یہاں
سے کہاں کا ارادہ ہے میں نے تمہارا بیان کیا ان کو بھی کمال خوشی ہوئی پھر تین
روز وہاں رہا چوتھے روز ادھر کو چلا فرخ آباد تک سید عبدالرحمن بھی میرے
ساتھ آئے پھر میں نے انکو وہیں سے ٹرخا دیا وہ تو ادھر اپنے لشکر کو روانہ ہوئے
اور میں محسن خاں کو ہمراہ لئے ہوئے ادھر آیا یہ حال خیر مآل سنکر حضرت نے فرمایا کہ خیر بہتر
کیا جو آپ تشریف لائے اسمیں بھی کچھ حکمت الہٰی تھی اور میں تو سوا گھر کے یہاں سے
کہیں نہ جاتا وہاں جیکر جو ہوتا سو ہوتا یہ بات سنکر سید محمد اسحاق صاحب خوش
ہوئے پھر وہاں حضرت کے پاس چند روز رہکر فرمایا کہ اب تو ہم مکان چلینگے اور تم

Marfat.com

بھی جلد آنا ہم وہاں چلکر تمہاری مہاجنداری کی تدبیر کریں پھر حضرت نے مجھے اور میاں
عبداللہ سے فرمایا کہ میاں صاحب گھر جاتے ہیں انکے لئے کچھ خرچ راہ کی تدبیر
کرنی چاہئے ہم دونوں نے عرض کی کہ بیسے کے کچھ کم زیادہ سو روپے قرض ہو چکے ہیں
اب اس سے جو اور مانگیں تو شاید دینے میں پس و پیش کرے آپنے فرمایا کہ خیر اللہ تعالیٰ
اور کہیں سے کچھ سبب پیدا کریگا پھر بعد دو تین روز کے شاہ میر صاحب ایک آپکے
آشنا تھے ان کے پاس سے دو سو روپے لاکر آپنے ہم دونوں کو دئے اور فرمایا
کہ ان میں سے میاں صاحب کو بھی خرچ دیکر رخصت کرنا ہوگا اور بیسے کو بھی دیا
جاویگا مگر ایک بارہ دنیا پانچ روپے روز کردو اس طور سے اس کا قرض انشاء اللہ
تعالیٰ ادا ہو جاویگا اور باقی روپیہ ہمارے خرچے میں آئیگا ہم دونوں نے عرض کی
کہ پانچ ہی روپے روز آپ کا خرچ ہے آپنے فرمایا یہ روپے تھیلی میں کرکے
صندوقچے کے اندر رکھو بقدر حاجت اس میں سے نکال لیا کرنا مگر ایکبار کی مٹھی
بھر کر نہ نکالنا پھر موافق فرمانے کے آپکے ہم دونوں اس میں سے خرچ کرنے لگے
یہاں تک کہ بیسے کا بھی قرض ادا ہوگیا اور اپنے یہاں کا بھی خرچہ روز مرہ کا جاری

Marfat.com

رہا پھر جب مولوی سید محمد اسحاق صاحب نے گھر جانیکی تیاری کی تب ہم دونوں نے عرض کی کہ آپکے بہائی صاحب کو کیا حرج دنیا ہوگا فرمایا کہ تم دونوں کو اختیار ہے آپسمیں صلاح و مشورت کرکے جو مناسب جانو دے دیا کرو رخصت کرو مجھ سے پوچھنے کی کچھ حاجت نہیں پھر ہم نے عرض کی مولوی صاحب کے ہمراہ کتنے آدمی جاوینگے فرمایا کہ ہم محسن خاں کو رکھ لینگے اور محمد محسن خاں کو ان کے ہمراہ کر دینگے اور کوئی نہیں جاوے گا پھر ہم دونوں مشورہ کرکے انہیں روپوں سے ساٹھ روپے نکال کر صبح کو آپکے پاس گئے آپنے پوچھا کہ بہائی صاحب کو تم نے کیا خرچ دیا ہم نے وہ روپے آپکے روبرو دھر دئے فرمایا کہ یہ کتنے ہیں ہم نے عرض کی کہ ساٹھ روپے آپ بہت خوش ہوئے کہ تم نے بہت خرچ دیا پھر آپنے وہ روپے دے کر مولوی صاحب کو رخصت فرمایا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے آپ کے پیچھے کچھ روز میں ہم بھی آتے ہیں اور تکملہ اس کا زبانی حضرت سید عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالے یہ ہے کہ جب مولوی سید محمد اسحٰق صاحب مع الخیر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس سے لکھنؤ میں محمد محسن کو ہمراہ لیکر آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سے ایک بچھڑا کا پھٹیا واری لائے جو لوگ برادری کے

Marfat.com

موجود تھے واسطے ملاقات کے حاضر ہوئے اور حضرت علیہ الرحمتہ کا حال خیر مآل پوچھنے لگے
کہ آپکے بھائی صاحب سید احمد کا کیا حال ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ عنایت الہی سے
سید احمد کو وہ رتبہ حاصل ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں اپنی تو عمر میں نہ اس رتبے
کا آدمی دیکھا ہے نہ سنا ہے اللہ تعالٰی نے اپنی عنایت سے لے غایت سے ایسا علم باطنی ان
کو عطا فرمایا ہے کہ تمام علما اور فضلا دہلی کے طرف انکے رجوع ہیں اور ان کی تقریر
کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا اور ہم سے مولویوں کا وہاں کیا شمار کہ ان کے
آگے بولیں اور سب چون وچرا کا کہو لیں ان کو علم وہبی ہے کسبی نہیں ہے یہ تمام
گفتگو سنکر وہ سب برادری والے ہنسنے لگے کہ وہ آپکے بھائی ہیں جو چاہئے سو فرمائے
والا ہم ان کو خوب جانتے ہیں یہ ماہ اور لیاقت کہاں ہے ان میں وہ تو اتنی محض ہیں
مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں از روے مبالغے کے نہیں کہتا ہوں وہ حقیقت میں یوں ہی
ہیں اگرچہ تمہاری فہم میں یہ بات نہ آوے جب تم ان کو دیکھو گے تب جانو گے اور سوائے
فرمانبرداری کے تم سے نہ بن پڑیگی اور تم تو کیا ہے بلکہ تمام علمائے نامدار اور فضلاے
کامگار اور تمام اہل کرامات اس زمانہ کے ان کے مطیع اور فرمانبردار ہو جائینگے ان شاء اللہ
تعالٰی

Marfat.com

مگران لوگوں کو یقین نہ ہوا پھر کئی روز وہاں رہکر مولوی صاحب ممدوح تکیہ شریفہ کو تشریف
لیگئے اور میں بھی قصبہ پالاسے رائے بریلی کو گیا اور ان روزوں رہکر مولوی صاحب ممدوح
بخیال اس بات کے کہ شاید کوئی عزیزوں مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کے سے ہمارے
سید احمد کے ہمراہ تشریف لاویں طیاری پلنگ وچارپائی فرش وغیرہ کی کرنے لگے اس عرصہ میں تقدیر
الٰہی سے بیمار ہوئے اور بعد کئی روز کے انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان روزوں
تکیے میں میرے سوائے مولوی صاحب مرحوم کے مکان پر کوئی نہ تھا بعد کئی دن کے برادری کے
لوگ جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ کوئی آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس واسطے خبر کے بھیجا جائے
آخرالامر ایک آدمی کو کچھ باجورہ مقرر کرکے اور ایک خط دیکر حضرت کے پاس شاہجہاں آباد
کو روانہ کیا انتہیٰ پھر بعد کئی روز کے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے میاں عبداللہ سے
اور مجھ سے فرمایا کہ موسم جاڑے کا آپہونچا ہے ہمارے واسطے کچھ جڑاول بنا دو ہم نے
عرض کی کہ جو ارشاد ہو بنایا جاوے آپنے فرمایا کہ ایک سپید دگلا اور دو سپید دوہر اور
دوسرمئی مرزئی اور ایک لبادہ اور دو پگڑی سرمئی اور چار جوڑے کپڑے اور جو لوگ
دس بیس ہمارے ہمراہ ہیں ان کے واسطے جڑاول بنا دو اور ان سے دریافت کرلیجو

Marfat.com

کہ جو چاہے ایک دگلا اور ایک دوھر بناوے اور جو چاہے ایک مرزئی اور ایک رضائی
بناوے پھر ہم نے جو لوگوں سے پوچھا تو اکثر صاحبوں نے دگلا اور دوھر بنانا منظور کیا
اور بعضوں نے مرزئی اور رضائی بنانی فرمائی الغرض اس تمام لباس و پوشاک میں قریب
اسی روپے کے صرف ہوئے پھر ایک روز حضرت سید المجاہدین نے ہم دونوں شخصوں
سے فرمایا کہ اب کچھ اور بھی ہتھیلی میں باقی ہیں ہم نے عرض کی کہ ہاں کچھ ہونگے
مگر ہمکو تعداد ان کی معلوم نہیں فرمایا وہ ہتھیلی صندوقچہ سے نکال لاؤ ہم نے لاکر حاضر
کی اس میں سے سب روپے نکالکر گنے تو بیس یا تیس روپے نکلے آپ نے فرمایا کہ اتنے
سے اتنے روزوں سے جب سے ہم لائے تھے کتنے روپے خرچ ہوئے ہونگے ہم نے
عرض کی کہ حضرت ہم کو تمہارا اس کا پورا پورا تو نہیں معلوم مگر انکل سے کہتے ہیں کہ کم و
بیش قریب چار سو روپے کے البتہ خرچ ہوئے ہونگے آپنے فرمایا کہ ہم غریب لوگ
ہیں اللہ تعالےٰ اسی طور سے ہماری پرورش کرتا ہے کیونکہ سوا اس جناب پاک
کے ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں یہ سب اسی کی عنایت ہے اور وہ بیس یا بیس
روپیہ پھر ہم کو سپرد کئے کہ انکو بھی وقت حاجت کے صرف کرنا پھر خدا

Marfat.com

خدا رزاق ہے اور کہیں سے دیگا مگر اس روز سے پھر وہ برکت ان روپیوں
نہ رہی کئی روز میں خرچ ہو گئے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
کے معتقدوں میں ایک مرزا غلام حیدر شاہزادے تھے سو وہ ایک روز دو لڑکے
سات سات آٹھ برس کے اپنے ساتھ لیکر اکبر آبادی مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا یہ دونوں لڑکے نہایت کند ذہن اور بد لہجہ
اور نالے حافظ ہیں آپ انکو خدا سے سید المجاہدین کے نزدیک بھیجئے اور ان کے واسطے دعا
کرائیے شاید اللہ تعالےٰ حضرت کی دعا سے کچھ اپنا فضل کرے تو ان کا یہ نقصان دور ہو
مولانا صاحب ان میں سے ایک کو لیکر حضرت ممدوح پر فتوح کے پاس لیگئے حضرت نے
ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور مولانا صاحب ممدوح سے پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے
اُنہوں نے کہا مرزا غلام حیدر صاحب کا ہے حضرت نے فرمایا کہ مرزا صاحب کہیں ہیں
مولانا صاحب نے وہیں سے ان کو آواز دیکر پکارا وہ دوسرا لڑکا بھی اپنے ساتھ لیکر
حضرت کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے اُس لڑکے کے سر پر بھی ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ
مرزا صاحب کچھ فرمائیے انہوں نے وہی نقصان جو ان لڑکوں میں تھا بیان کیا حضرت

Marfat.com

یہ بات سنکر ایک لحظہ خاموش ہو رہے پھر فرمایا کہ کل ہمارے پاس آنا یہ سنکر مرزا صاحب اپنے مکان کو تشریف لیگئے وہیں حضرت کے پاس اور ایک حافظ صاحب حاضر تھے انہوں نے وہی نقصان جو اُن لڑکوں میں تھا بیان کیا۔ یہی عرض کی کہ حضرت میرے حق میں بھی کچھ دعا کیجئے میری آواز نہایت پست ہے اور لہجہ بھی کچھ اچھا نہیں جو کہیں امامت کرتا ہوں تو سوائے صف اوّل کے میری آواز کوئی نہیں سنتا حضرت نے انکو ٹھہرا رکھا، جب وقت مغرب کا آیا مسجد کے جو امام تھے ان سے فرمایا کہ اسوقت جو حکم ہو تو یہ حافظ صاحب نماز پڑھا دیں امام نے کہا بہت خوب ہے امامت کریں پھر حافظ صاحب نے نماز پڑھائی حضرت نے ان کا پڑھنا سُنا حقیقت میں جیسی وہ آواز کہتے تھے ویسی ہی تھی حضرت نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کل پھر تشریف لاویں دوسرے روز مرزا صاحب بھی اپنے دونوں لڑکوں کو لیکر آئے اور حافظ صاحب بھی تشریف لائے حضرت نے پہلے روز کی طرح ان دونوں لڑکوں کو کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ میاں کوئی سورۃ قرآن کی جو تم کو یاد ہو پڑھو تو ان دونوں لڑکوں نے ایک سورۃ جسطرح پڑھتے تھے پڑھی آپنے کہا کہ مرزا صاحب یہ تمہارے صاحبزادے تو خوب پڑھتے

Marfat.com

اُنہوں نے کہا ہاں حضرت اسی طرح پڑھتے ہیں آپنے فرمایا کہ مرزا صاحب انشاءاللہ
یہ صاحبزادے خوب پڑھینگے اور بڑے ذہین ہونگے ایک چھہ مہینے کے بعد ان کو دیکھنا
کہ ان کا کیا حال ہوتا ہے اور ان حافظ صاحب سے فرمایا کہ آپ آج تشریف لیجائیے
مگر کل ضرور پہر آئیے دوسرے روز وہ پہر آئے حضرت نے بعد نماز مغرب کے ان کو اپنے حجرے
میں بلا کر بٹہایا راوی کہتا ہے کہ یہ مجکو نہیں معلوم کہ دونوں صاحب دیر تک حجرے میں
کیا کرتے رہے حضرت نے انکے واسطے دعا کی یا ان کو کچھہ تعلیم فرمایا پہر حافظ صاحب
حجرے سے نکلکر اپنے مکان کو چلے گئے بعد چند روز کے حضرت سید المجاہدین مع تمام
رفقا اپنے کے سہارن پور کو تشریف لیگئے وہاں قریب چھہ مہینے کے اتفاق رہنے کا ہوا
بعد اس کے وہاں سے پہر جب دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو مرزا صاحب بہی اپنے دونوں
لڑکے ان لڑکوں سے تہوڑا تہوڑا پڑھوایا جو لوگ وہاں سنتے تھے تحسین و آفرین کرتے
تھے پہر ایک روز وہ حافظ صاحب حضرت کی ملاقات کو آئے حضرت نے ان سے پوچھا
کہ کہو حافظ صاحب آپکی آواز قرآن مجید پڑھنے میں کیسی ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت اب
اللہ تعالےٰ نے آپکی دعا سے میری آواز خوب بلند کردی حضرت سید المجاہدین نے اس روز

Marfat.com

مغرب کی نماز حافظ صاحب سے پڑھوائی اس طرح کی آواز نہیں کہ تمام مسجد گونج اٹھی
اور نہایت خوش الحانی اور خوش لہجے سے پڑھتے تھے کہ سننے والوں کو مزہ معلوم ہوتا
تھا حکایت راوی اخبار کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین نے فرمایا ایک
بار واسطے کسی کار کے مجھکو کرنال میں شیخ محمد عارف کے پاس بھیجا جب میں وہاں گیا شیخ
صاحب ممدوح نے بہت میری خاطر داری کی اور رات کو میٹھے چاولوں میں تل بھی پڑے تھے
میری مہمانی کی جب میں کھانے لگا تو میرے دانتوں کے نیچے معلوم ہوا کہ شاید چاولوں
میں تل بھی پڑے ہیں بعد فراغ کھانے کے میں نے شیخ صاحب ممدوح سے پوچھا کہ حضرت
کیا آپکے یہاں میٹھے چاولوں میں تل بھی پڑتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں مگر آج یہ سبب
ہوا کہ شکر اسوقت موجود نہ تھی کچھ ریوڑیاں جو حضرت ابو علی قلندرؒ کی درگاہ شریف
سے آتی ہیں اُن کا شربت کر کے چاولوں میں پڑا تھا شاید کہ شربت چھاننے میں کچھ تل
بھی چلے گئے ہونگے اس کا یہ سبب ہے میں نے پوچھا کہ آپ کیا درگاہ کے خادموں میں ہیں
انہوں نے کہا ہاں وہیں کی آمدنی سے ہماری گزران ہے یہ آمدنی تو ہمارے بزرگوں سے
جاری ہے ہمارا اور کوئی پیشہ نہیں میں نے کہا شیخ صاحب یہ آپ برا کرتے ہیں اس نذر و

Marfat.com

نیاز کا کہنا اچھا نہیں اُنہوں نے کہا بہت اچھا۔ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں مگر کیا کریں اور کوئی صورت اوقات بسری کی ہے نہیں میں یہ بات سنکر چپ ہو رہے پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین کے پاس دہلی میں آیا حضرت نے پوچھا کہو دین محمد شیخ محمد عارف صاحب نے تمہاری کیا مہمانی کی میں نے وہ قصہ تمام بیان کیا کہ اس طور سے میٹھے چاول کہلائے اور اس طرح کی باتیں ہوئیں حضرت نے کہا کیا وہ درگاہ کے مجاور ہیں آپنے فرمایا کہ تم نے برا کیا وہ کہلانا نہ کہلاتے میں نے کہا حضرت مجھکو تو بعد کہلانے کے یہ حال معلوم ہوا اگر پہلے سے خبر پاتا تو ہرگز نہ کہلاتا پھر حضرت سید المجاہدین کئی روز کے بعد ایک اور آدمی کرمان بھیجکر ان کو بلوایا جب وہ حضرت کی خدمت میں آکر حاضر ہوئے اور چند روز رہے ایک دن حضرت نے پوچھا شیخ صاحب کیا آپ شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے خادموں میں ہیں اور وہاں کی نذر و نیاز کھاتے پیتے ہیں اُنہوں نے کہا ہمارے اہل و عیال کا وہیں سے گزران ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم سے تم سے اتنے برسوں سے ملاقات ہے اور ایک جگہہ کا اُٹھنا بیٹھنا ہے مگر یہ حال ہم کو معلوم نہ تھا خیر جو کچھہ ہوا سو ہوا مگر اب سے توبہ کرو اور وہاں کی نذر و نیاز کھانا پینا چھوڑ دو اُنہوں نے کہا حضرت یہ تو ہم سے چھوٹنا دشوار ہے اس لئے کہ یہ ہماری روزی ہے

Marfat.com

اور کوئی ہمارے پیشہ نہیں ہوتا اگر اس کو ترک کریں تو ہو کہوں میرن حضرت نے فرمایا
شیخ صاحب آپ کا خیال شریف کس طرف ہے روزی خدا کے قبضہ قدرت میں ہے
یہ تمام حیلے اور بہانے ہیں آپ خدا پر توکل کر کے خالص دل سے توبہ کیجئے خدا رزاق ہے
اور کہیں سے تمہاری روزی مقرر کر دے گا پھر انہوں نے کوئی عذر پیش کیا حضرت نے اسکا
بھی جواب دیا آخر کو انہوں نے توبہ کی اور کہا کہ میں تو اپنی ذات سے وہاں کی آمدنی سے
دست بردار ہوا اور وہاں کی نذر و نیاز کہانے سے بیزار ہوا ہرگز اس کے نزدیک نہ جاؤں
گا اور جو خدا دیگا کہاؤں گا مگر آپ میرے حق میں واسطے کشائش رزق اور فراخی کی دعا کریں
یا اس قسم کا روپیہ عنایت فرما دیں جو ملا بخاری صاحب کو وقت رخصت کے دیا تھا حضرت
نے فرمایا کہ ہاں ہم کوئی تدبیر آپ کے واسطے ضرور کریں گے پھر نہیں معلوم ان کے واسطے
دعا کی یا اس قسم کا روپیہ دیا مگر کئی روز کے بعد فرمایا اب آپ اپنے مکان کو تشریف لیجاویں
آپکے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہیں سے روزی مقرر کر دی ہے انہوں نے عرض کی کہ مجھکو
بھی کچھ اسکا حال معلوم ہو کہاں سے روزی مقرر ہوئی حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو
جاؤ وہیں اسکا حال دریافت ہو جاویگا پھر وہ دہلی سے کرنال کو تشریف لیگئے اور اپنے

Marfat.com

گھر والوں سے اپنے توبہ کرنیکا حال بیان کیا یہ سنکر وہ تمام درہم برہم ہوئے لڑائی بکھیڑا
ہونے لگا یہ بات تمام شہر میں مشہور ہوی محمد خاں وہاں کے نواب تھے یہ حال سنکر شیخ محمد
عارف کو بلایا اور فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے درگاہ شریف کی نذر و نیاز لینی چھوڑ دی
یہ بات سچ ہے انہوں نے عرض کی بیشک یوں ہی ہے نواب ممدوح نے فرمایا اگر تم خاص
دل سے تائب ہوے تو ستابش صد آفریں تمہارے حوصلہ عالی کو آپ سے جو خرچ تمہارے
اہل وعیال کا ہے وہ سب میرے اوپر ہے آپ اس سے نے غم زمیں پہر اسی روز سے
ان کا سارا خرچ اپنی سرکار دولت مدار سے مقرر کر دیا اب سن بارہ سو چھتہر ہجری ہیں ۱۲۷۶
اس سے پچیتر قریب سات برس کے ہوے ہونگے اپنی نگہہ کی دوا کیواسطے انبالہ کو گیا تہا ایک
شب شیخ صاحب ممدوح کے مکان پر رہنے کا اتفاق ہوا سب حال دریافت کیا وہیں خرچ
ان کا تب تک نواب صاحب موصوف کی سرکار سے مقرر تہا مگر نواب ممدوح فوت ہوگئے
تھے ان کے بیٹے یا بھتیجے نواب احمد علی خاں ان کی گدی پر برقرار تھے کشمیر کے رہنے والے
سید رشاہ نام اکبر آبادی مسجد کے امام تھے اور بارہ تیرہ برس کا ان کا ایک بیٹا تھا
ایک روز حضرت امیرالمومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سے گوشہ تنہائی میں جاکر کہنے

Marfat.com

کہ حضرت میں نے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اور جو میرے
مقدر میں تھا ان کی صحبت بابرکت میں حاصل ہوا اب میں چاہتا ہوں آپ سے بیعت کروں
اور اپنے بیٹے کو بھی بیعت کراؤں میں جو آپ کے حالات احوال فیض مآل کو مولانا شاہ
عبدالقادر صاحب کے حال سے ملاتا ہوں تو نہر اور کھجر کا فرق پاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ وہ
ہمارے پیر و مرشد تھے ان سے مجھکو کیا نسبت اگر یہ آپ کا ارادہ ہے تو ایک چار روز توقف
کیجئے پھر میں اس کا جواب باصواب دونگا بعد انقضائے مدت معہود کے پھر شاہ صاحب نے
وہی سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ آپ کا مقصود اصلی ان سے بیعت سے کیا ہے پہلے اس
کا حال بیان فرمائے انہوں نے عرض کی کہ مقصد دلی میرا یہ ہے میں چاہتا ہوں کہ متوکل
تارک الدنیا ہو جاؤں سوائے ذات خدا تعالیٰ کے کسی سے کچھ کام نہ رکھوں بس یہی آرزو ہے
آپ نے فرمایا کہ چار روز اور توقف کرو پھر میں تم سے بیعت لوں گا بعد چار دن کے آپ نے
ان سے اور ان کے بیٹے سے بیعت لی پھر یہ بہتیں لحاظ ان کو کیا تعلیم و تلقین فرمایا مگر مدت
بیس روز کے عرصے میں ان کا یہ حال ہو گیا کہ گیروا کرتہ اور گیروا عمامہ اور اسی رنگ کا تہبند
باندھے ہوئے خاموش اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے نہ کسی سے بولتے نہ کسی سے بات کرتے

Marfat.com

جب وقت جماعت کا آتا تب اُٹھکر نماز پڑھا دیتے اور اسی طور خاموش اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے
ایک روز ایک شاہزادہ مسجد میں تشریف لایا اور کہا ہم نے سنا ہے کہ حیدر شاہ کسی سے کلام نہیں
کرتے بالکل خلائق دنیا کو ترک کرکے بیٹھ رہے ہیں لوگوں نے عرض کی کہ بیشک چند روز سے
ان کا یہی حال ہوگیا ہے انہوں نے فرمایا کہ بادشاہ کے خزانہ معمورہ سے جو کچھ تین چار روپیہ ان کے
ہیں سو ہیں ہم نے اپنے یہاں سے پانچ روپے ماہانہ اور مقرر کئے اس روز سے اللہ تعالےٰ
نے اُنکے نان نفقے میں زیادہ فراغت کر دی پھر کم یا زیادہ تین مہینہ گزرے ہونگے ایکروز
حضرت سید المجاہدین نے شاہ صاحب ممدوح کے اس لڑکے اس فرزند ارجمند کی طرف اشارہ
کرکے مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پوچھا کہ اس لڑکے کی امامت درست ہے یا نہیں مولانا صاحب
نے کہا حضرت یہ لڑکا ابھی بالغ نہیں معلوم ہوتا ایسے کی تو امامت کو علما نہیں فتوے
دیتے اور جو بالغ ہوگا تو کچھ مضائقہ نہیں پھر دوسرے دن حضرت نے مولانا ممدوح سے یہی
مسئلہ پوچھا مولانا صاحب نے وہی جواب پھر دیا مگر دل میں ایک تردد سا پیدا ہوا کہ یہ
کیا سبب ہے جو حضرت دوبارہ اسی بات کی تکرار کر چکے ہیں کئی روز کے بعد حضرت
نے پھر وہی مسئلہ مولانا صاحب سے پوچھا تب مولانا صاحب نے حضرت سے پوچھا کہ حضرت

Marfat.com

آپ کئی روز سے اسی امر کے در پے ہیں اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا میں یوں ہی چپ ہوں اور اپنے حجرے میں تشریف لیگئے پیچھے سے مولانا صاحب بھی وہیں گئے اس وقت حجرے میں فقط چار شخص تھے حضرت اور مولانا صاحب اور ایک میاں عبداللہ نومسلم اور ایک میں مولانا صاحب نے حضرت سے پھر پوچھا کہ حضرت اس کا کچھ حال معلوم ہوا آپنے ادھر اُدھر دیکھا کہ یہاں کوئی اور تو نہیں اور فرمایا کہ مولانا صاحب یہ بات کہنے کی نہیں ہے مجھکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ سید شاہ کی وفات کا وقت قریب آیا ہے اور وہ لڑکا امامت کا مستحق ہے سو جس روز سید شاہ صاحب کے ہم اس کو واسطے امامت کے کھڑا کریں کوئی چون چرا اس امر میں نہ کرنے پاوے میں بھی اس کے پیچھے نماز پڑھونگا اور آپ بھی لے لگان پگڑی لینا یہ سبب ہے مولانا صاحب نے کہا شاہ صاحب کی وفات کس روز ہوگی آپنے فرمایا کہ یہ علم خدا کو ہے مگر اب تو یہ بھی جانیں پھر چند روز کے بعد شہر میں ہیضہ کا مرض شروع ہوا اسی میں شاہ صاحب بھی انتقال فرماگئے اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بھی رحلت گزین ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر بعد شاہ صاحب کے تیسرے یا چوتھے دن حضرت سید المجاہدین کے فرمانے سے سب نے اس لڑکے کو امامت کی پگڑی بندھوائی اور اسکے باپ کے

Marfat.com

کے عہدے پر قائم کیا ایک روز وہی شاہزادے صاحب مسجد میں پھر تشریف لائے تو لوگوں نے
حیدر شاہ کے مرنے کا ان سے بیان کیا کہ یہ بیٹا انکی جگہ پر ہے انہوں نے فرمایا کہ جو شاہ صاحب کا
ہمارے یہاں سے معین تہا وہ اب انکو ملا کریگا ایک بار حضرت خاتم المحدثین امام المفسرین
والا تمیز مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی برادری کے تین شخص قصبہ رہتک سے شاہ صاحب
ممدوح پر فتوح کی خدمت سراپا برکت میں آئے اور دو شخص غیر انہیں کے یاروں سے شاہجہاں آباد
کے تھے یہ پانچو آدمی حضرت مولانا سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے پیر و مرشد ہیں ہمارا جو اعتقاد
آپ کی جناب مستطاب میں ہے وہ اور کہیں ہرگز نہیں مگر اس امر میں ہم چاہتے ہیں کہ آپ
ہمارے واسطے حضرت سید المجاہدین سے کچہہ سفارش کریں تو نہایت شفقت اور پرورش ہے
آپنے فرمایا کس بات کی سفارش چاہتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہم روزی روزگار سے
بہت تنگ حال شکستہ مآل ہیں آپ ان سے فرماویں کہ جس طرح کا روپیہ ملا بخاری صاحب کو
عطا کیا تھا ہم کو بھی عنایت کریں یا اور کوئی دعا بتا دیں جس سے کشائش روزی اور
فراخی رزق کی ہو حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب اور یہ حال مولوی محمد یوسف صاحب
سے بیان کیا کہ ہماری طرف سے تم جاکر سید صاحب سے کہو کہ ہماری برادری کے

Marfat.com

کئی آدمی آئے ہیں سو وہ آپ سے اس بات کی اُمید رکھتے ہیں مولوی صاحب ممدوح نے
یہ حال تمام حضرت سید المجاہدین سے جا کر عرض کیا آپ نے انہیں مولوی صاحب کے زبانی کہلا بھیجا
کہ حضرت پیر مرشد کا جو ارشاد ہو تو میں وہیں خدمت بابرکت میں حاضر ہوں اور اگر منا سب
ہو تو انہیں صاحبوں کو یہاں بھیج دیوں مولوی صاحب نے یہ بیان جا کر شاہ صاحب سے
گذارش کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے پاس آتے ہیں بلانا کچھ ضرور نہیں اور ان پانچوں
صاحبوں سے فرمایا کہ تم آپ ہی ان کے پاس جا کر اپنا حال جو کہنا ہو بالمشافہ اظہار کرو
پھر وہ سب صاحب حضرت سید المجاہدین کے پاس گئے اور ملاقات سے مشرف یاب ہوئے
اور اپنا سارا مطلب دلی نے تکلف بیان کیا حضرت نے ان تینوں صاحبوں کو جو شاہ صاحب
کے برادری میں تھے اسی طرح کا ایک ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ اس رقم کو تم حرف
نہ کرنا بحفاظت تمام نگاہ رکھنا انشاء اللہ تعالےٰ کھانے کپڑے کو محتاج نہ رہو گے اور ان دو صاحبوں
سے جو شاہ جہان آباد کے تھے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو سوا لاکھ بار سورہ مزمل پڑھو
اس طور سے کہ پاک جگہ ہو اور پاک تن اور پاک پوشاک اور کچھ خوشبو بھی سلگا لے
جاؤ اور بعد نماز عشا کے علیحدہ مکان میں گیارہ بار درود اور گیارہ بار سورہ فاتحہ اول

Marfat.com

پڑھو اور پھر جے مرتبے سورہ مزمل پڑہی جاوے پڑہو پہر آخر کو وہی گیارہ بار درود اور گیارہ
بار سورہ فاتحہ پڑہو جب کچہہ مدت میں سوا لاکہہ بار پورا ہو چکے موقوف کرو پہر انشا اللہ تعالے
تمہارے یہاں اسقدر روزی کی فراخی ہوگی کہ میں اسکا کچہہ بیان نہیں کر سکتا اور اگر تم سے
نہ ہو سکے تو اکتالیس روز یا مغنی اور یا مابسط گیارہ گیارہ ہزار اسی قید سے پڑہو مگر اس میں
اول آخر سات سات بار درود اور سورہ فاتحہ پڑہو جب چلہ پورا ہو چکے تب موقوف کرو
اس کے برابر تو اسمیں فائدہ نہ ہوگا مگر تو بھی اپنے اہل وعیال کے کہانے کا محتاج نہیں ہوگا انہوں
نے کہا حضرت ہم سے تو یہی ہو سکے گا اور وہ تو بہت دشوار ہے اسی میں اللہ تعالے جو
ہم کو دیگا وہی بہت ہے پہر حضرت نے انکو رخصت کیا وہ اپنے اپنے گھر گئے اس عرصہ میں کچہہ روزوں
کے بعد حضرت سید المجاہدین نے سہارن پور کا سفر کیا وہاں چہہ یا سات مہینہ رہنے کا اتفاق
ہوا جب وہاں سے شاہجہاں آباد کو تشریف لائے وہی دونوں صاحب جنکو وظیفہ پڑہنا فرمایا
تہا کچہہ نذرانہ لیکر آپ کی ملاقات کو آئے حضرت نے پوچہا کہو اب تمہارا کیا حال ہے انہوں
نے عرض کی کہ حضرت اب تو بخوبی گزران ہوتی ہے جب ہم نے وہ وظیفہ اکتالیس دن
پڑھا اُس کے کئی روز کے بعد ایک سوداگر اسی شہر کے نے ہم کو بلا کر نوکر رکہا اور ہزاروں

Marfat.com

روٹے کا مال واسباب ہم کو سپرد کر دیا اب ہم دونوں اسی کی دوکان پر ہیں آپ کے طفیل سے چین کرتے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں حضرت سید المجاہدین نے کہا اگر تم سورۂ مزمل سوا لاکھ بار پڑھ لیتے تو ایسے ایسے سوداگر تمہارے گماشتے ہوتے مگر خیر جو کچھ ہوا وہی بہتر ہے یہ بیان تو یہاں تک ہو چکا اب رہے وہ تین شخص حضرت خاتم المحدثین رح کی برادری کے ان کا حال حضرت سید المجاہدین کے دورہ حیات نہ معلوم ہوا مگر بعد شہادت حضرت سید المجاہدین رح کے میں نے ایک بار مولانا محمد اسحٰق صاحب سے مولانا محمد یعقوب کے روبرو پوچھا کہ وہ جو تین شخص شاہ صاحب کے زمانہ میں رتنہاک سے آئے تھے جن کو حضرت سید المجاہدین نے ایک ایک روپیہ دیا تھا ان کا اب کیا حال ہے مولانا صاحب ممدوح نے فرمایا کہ میاں دین محمد وہ تو اب دال روٹی سے بہت خوش و محفوظ تب سے ہم کئی بار اُن کے یہاں گئے ہیں سب طرح سے ان کے یہاں روپیہ پیسہ کی فراخی ہے کسی چیز کی حرج نہیں حکایت راوی اخبار صداقت شعار اس حال مدایت مآل کو یوں اظہار کرتا ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ مع رفقا عبداللہ سہارنپوری کو حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار فیض آثار پر تشریف لے گئے وہاں ایک درویش مجذوب صاحب حالت

Marfat.com

ایرانی شاہ نام ایک حجرے میں رہتے تھے ان سے حضرت سید المجاہدینؒ نے ملاقات کی
اور پوچھا آپ جو اسوقت کہاویں تو ہم لاویں انہوں نے کہا اچھا کیا مضائقہ دودہ اور روٹی
منگاؤ وقت مغرب کا قریب تھا حضرت نے فرمایا اور حافظ عبداللہ صاحب کو شہر میں بھیجا
کہ جلد جاؤ اور دودہ روٹی لے آؤ اور آپ کچھ باتیں کرکے حضرت خواجہ ممدوح پر فتوح
کے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے اور ہم دونوں شہر کو رخصت ہوئے اسوقت دوکان
میں دودہ نہ ملا مگر دہی اور روٹی لیگئے وہ شاہ صاحب اپنے حجرے کے اندر تھے اور ہمارے
حضرت مزار شریف کے وہاں تھے ہم کو وہاں کوئی نظر نہ آیا حجرے سے دور کھڑے رہے
اس عرصہ میں شاہ صاحب نے اندر سے آواز دی کہ حافظ عبدالدین محمد روٹی لاؤ ہم
دونوں لیکر گئے آپ نے تناول فرمایا اور ہم دونوں نے نماز مغرب پڑھی اس عرصے میں
ہمارے حضرت بھی آپہنچے اور ہم دونوں سے فرمایا کہ اب آؤ مکان چلیں جب وہاں سے
شہر کو تشریف لیچلا جو چند آدمی اسوقت ہمراہ ہم دونوں کے سوا اور بھی تھے ان سے
فرمانے لگے کہ اب بعد چند روز کے ایرانی شاہ صاحب کا حال متبدل ہوا چاہتا ہے
انہوں نے پوچھا کہ کچھ حال ان کا ترقی پر ہوا چاہتا ہے آپنے فرمایا کہ نہیں تنزل پر ہوگا

Marfat.com

انہوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ ہم سے اور ان سے کسی امر میں کچھ
گفتگو ہوگئی سو یہ بات گستاخی انکی جناب الہٰی میں ناپسند ہوئی مجھکو اللہ تعالیٰ کی طرف
سے اشارہ ہوا کہ ہم اس شخص کو اسکی خدمت سے معزول کرینگے تجھکو ہم نے اختیار دیا ہے
میں نے چاہا کہ کچھ ان کے واسطے دعا کروں حکم ہوا کہ ہم اس امر میں دعا نہ قبول کریں گے
تجھکو ہم نے اختیار دیا ہے اسکی جگہ پر اور کسی کو منصوب کر سو ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ
حال ان بزرگ کا نہ بچے دنیداروں کا سا رہیگا اور نہ پورے دنیداروں کا سا کچھ ایک
اور ہی طرح کا ہو جائے گا وہاں راہ میں آنا فرما کر اپنے مکان اقامت کو تشریف لیگئے پھر بعد
چند روز کے جب وہاں سے پھر دہلی میں آئے ایک روز پھر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ
علیہ کی زیارت کو تشریف لیگئے اور انہیں شاہ صاحب سے پھر جا کر ملاقات کی اور گوشہ
تنہائی میں جا کر خدا کو معلوم کیا ان سے کلام کیا پھر جب وہاں سے اپنے مکان اقامت کو
چلے فرمانے لگے کہ یہ شخص اپنے عہدہ خدمت سے معزول ہو گیا اب اور کوئی اسکی جگہ پر قائم
کیا چاہیے پھر بعد کئی روز کے حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب سے فرمانے لگے کہ میاں ایرانی شاہ
کی جگہ پر ہم نے ایک اور شخص کو مقرر کر دیا ہے مولانا ممدوح نے پوچھا وہ کون صاحب ہیں

Marfat.com

آپنے فرمایا ان کا نام دین علی شاہ ہے بس اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا کہ کہاں رہتے ہیں
اور کون ہیں اور ان کے ساتھ ہی دوسری جگہ پر ایک اور صاحب کو مقرر کر دیا ہے
یہ بھی فرمایا اور ان کا بھی کچھ نام اور نشان نہ بتلایا لیکن پھر جب حضرت سید المجاہدین رح
شاہجہاں آباد سے چالیس پینتالیس شخص بہت سہارنپور دہلی وغیرہ کے ہمراہ لیکر
قصبہ رائے بریلی کو تشریف لیگئے اور وہاں قریب ایک سال کے رہکر سب
لوگوں کو ان کے گھر رخصت کیا اور فرمایا اپنے گھر ہو آؤ پھر ہم تیاری جہاد کی کرینگے
پہلت وغیرہ کے لوگ پہلت کو گئے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلی کو آئے بعد چند روز
کے مولانا ممدوح نے حضرت سید المجاہدین کو لکھا کہ میاں ایرانی شاہ کا حال تو موافق
فرمانے آپکے مبدل ہو گیا وہ جذبہ اور درویشی کچھ نہ رہا انہوں نے کسی عورت سے نکاح
کر لیا اب ان کے مکان قدیم سے ایک سو قدم کے فاصلے سے ایک برج ہے اس میں ایک
بڑا سا طاق ہے اس میں ایک شخص دین علی شاہ نام درویش مجذوب رہا کرتے ہیں
ایک روز میں انکی ملاقات کو گیا تھا اول تو وہ کسی سے بات کم کرتے ہیں اور دوسرے
انکی بابت ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں مگر مجھ سے ہوشیارانہ کلام کیا اور فرمایا کہ

Marfat.com

جناب سید المجاہدین کو اس بات کی اطلاع کرنا چاہیے اگرچہ انکو بھی خبر ہوگئی کہ آپ
جو میرے ساتھ ایک صاحب دوسرے کو ایک جگہ پیر مقرر فرما گئے تھے سو اب انکی
رحلت کا وقت قریب آگیا ہے ان کی جگہ اب اور کسی کو تجویز کر رکھیں فقط جب یہ
خط مولانا ممدوح کا حضرت سید المجاہدین کے پاس گیا اس کے جواب میں مولانا صاحب
ممدوح کو حضرت نے لکھا کہ خط آپکا ہمکو پہونچا حال اسکا دریافت ہوا اور جو دین علی شاہ
مجذوب کی طرف سے لکھا تھا سو اللہ تعالےٰ نے مجھکو پہلے اس حال سے مطلع کر دیا تھا
مگر ابھی اس شخص کی زندگی سے کچھ روز باقی ہیں لہذا فی الحال اس کے کوئی اور اسکی جگہ
پر قائم کیا جائے گا کہیں میرے خیال میں آتا ہے کہ ایک جو عورت اس کی خدمت اور کھانے
پانی کی خبر گیری میں رہتی ہے اس عہدہ کی وہی مستحق ہے آگے جو مرضی الٰہی ہو پھر بعد
چند روز کے جب اس شخص کی وفات ہوئی تب حضرت سید المجاہدین نے الہام الٰہی
سے اسی عورت مذکورہ کو اسکی جگہ پر قائم کیا راوی اخبار راست گفتاروں کہتا ہے
کہ حضرت امیر المومنین سید المجاہدین جب وہاں سے سہارنپور کو جانے لگے مجھ سے فرمایا
کہ تو بھی ہمارے ساتھ چل میں نے عذر کیا کہ میرا جانا نہ ہوگا مجھکو حضرت اس سفر سے معذور رکھیں

Marfat.com

آپ نے نہ مانا فرمایا کہ تجھکو چلنا ہوگا اور مجھکو جانا منظور نہ تھا جس روز سہارنپور کو جانے
لگے میں وہاں سے کہیں ٹل گیا آپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہم تو جاتے ہیں دین محمد کو ہمارے
پیچھے ضرور بھیج دینا پھر حضرت نے سہارنپور جاکر جناب خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز
قدس سرہ العزیز کو لکھا کہ دین محمد کو آپ ہمارے پیچھے ضرور بھیج دیویں میں ہر روز کہانا
حضرت خاتم المحدثین کے پاس کھاتا تھا اور رات کو اکبرآبادی مسجد میں رہتا تھا حضرت
نے مجھہ سے فرمایا کہ تم کو سید صاحب نے بلایا ہے سو تم سہارن پور کو جاؤ میں نے حضرت شاہ
صاحب سے اس وقت اقرار کیا کہ وہاں بن پڑے گا تو جاؤں گا مگر جانے کا اتفاق نہ ہوا پھر حضرت
سید المجاہدینؒ نے حافظ قطب الدین صاحب کو اور شیخ ولی محمد صاحب کے بھائی سعید الدین
کو میرے لینے کیلئے بھیجا میں نے ان سے بھی عذر کیا کہ میں یہاں قرضدار ہوں بغیر ادا کئے اس کے
میرا جانا نہ ہوگا انہوں نے جاکر یہ حال حضرت سید المجاہدین سے کہا کہ وہ یہ عذر کرتا ہے حضرت
نے پھر جناب خاتم المحدثین کو لکھا کہ دین محمد کے ذمہ جو ہو حضرت اس سے دریافت کرکے
مجھکو اطلاع فرماویں سو پچاس روپے جو ہوں میں یہاں سے بھیجوں مگر جس صورت سے بنے یہاں
بھیجدیں اور اس سے خبر کردیں میری طرف سے کہ تیرا حق مجھہ پر بہت ہے جیسے اور کئی صاحبوں کا

Marfat.com

جواب اس کا وقت آیا ہے سب کے سامنے تو بھی یہاں اگر اپنا حصہ لے خباشاہ صاحب
نے یہ حال مجھ سے کہا میں اس ایام میں کچھ جھگڑے کے حال سے واقف نہ تھا کہ حضرت نے
یہ کیا معمہ لکھ بھیجا ہے پھر میں کچھ عذر سا کرنے لگا خباشاہ صاحب مرحوم مغفور نے فرمایا کہ تم
کو اگر جانا ہو تو بلدرخصت ہو الا ہم تم کو بندہ گرگاڑی پر سوار کر کے چار طالبعلموں کیساتھ
بھیج دینگے تم بہت واہی تباہی عذر وحیلے کرتے ہو تب میں نے حضرت سے واسطے جانے
کے پکا اقرار کیا کہ اب میں دو تین روز میں ضرور جاؤنگا اس عرصے میں پھر حافظ قطب الدین
صاحب اور شیخ سعید الدین کچھ روز لیکر آ پہنچے اور کہنے لگے کہ جس جس کا قرضہ تمہارے ذمہ ہو
ہم سے روپے لیکر ادا کرو اور ہمارے ساتھ چلو میں تو کسی کا قرضدار تباہی بہتیں فقط بیانہ
تھا اپنے جی میں بہت شرمندہ ہوا اور ان کو رخصت کیا کہ تم آگے چلو میں پیچھے سے آتا
ہوں پھر کئی روز کے بعد گاڑی کرایہ کی کر کے میں سہارنپور کو روانہ ہوا اس عرصے میں
حضرت سید المحابرین بھی سہارنپور سے دہلی کو روانہ ہوئے اگر کرانی میں ایک سرراہ
مسجد تھی اسمیں ہڑے میں بھی جا کر وہیں پہنچا حضرت نماز فرض ظہر کی پڑھ چکے تھے
دور سے مجھکو دیکھکر دو رکعت سنت پڑھنے لگے اتنے میں میں بھی جا پہنچا اور آپ بھی

Marfat.com

سنت سے فارغ ہوئے اُٹھ کر مجھ سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اپنے دست مبارک سے
میری کمر کھولی اس وقت میں کاسنی انگرکھا اور گلابی دوپٹا گوٹا لگا ہوا اور ٹوپی بھی گوٹے دار
پہنے تھا آپنے میری ٹوپی اتار کر ایک اور آدمی کے حوالہ کی اور اپنی ٹوپی میرے سر پر رکھدی
اور اپنے واسطے اور ٹوپی منگوائی اور انگرکھا دوپٹا میرا اتار کر حافظ ولی محمد صاحب کو دیا کہ
اس کو ابھی دھلوا لاؤ اور مجھکو اسی مسجد میں بٹھا کر مرید کیا اور حافظ ولی محمد صاحب سے فرمایا
کہ ان کو ایک گوشہ میں جا کر توجہ دو حافظ صاحب ممدوح نے مجھکو بٹھا کر توجہ دیا جو کچھ حال
مجھکو اسمیں معلوم ہوا میں نے حضرت سے اظہار کیا حضرت بہت خوش ہوئے پھر لوگوں نے
حضرت سے پوچھا کہ دین محمد انہیں کا نام ہے جن کا آپ اکثر بیان کرتے تھے آپنے فرمایا ہاں
یہی ہیں پھر مجھ سے لوگوں نے کہا تم حافظ صاحب سے توجہ کیوں لیتے ہو حضرت ہی سے کیوں
نہیں لیتے میں نے یہ حال حضرت سے کہا کہ مجکو آپ ہی توجہ دیا کرے آپنے فرمایا کہ خیر کیا
مضائقہ ہم ہی دیا کرینگے اور فرمایا کہ دہلی کا تو کچھ بیان کرو تم پر کیا معاملہ گزرا میں نے
حضرت خاتم المحدثین رح کی خیر و عافیت کا بیان کیا اور اپنے رہنے اور کھانے پینے کا حال
کہا آپنے فرمایا کہ ہم نہیں پوچھتے ہیں اس کے سوا اور جو تم پر گزرا ہو بیان کرو تب

Marfat.com

مجکو ایک معاملہ یاد آیا اور میں نے کہا ہاں اور بھی ہے کہ ایک روز بادشاہ سوار ہوکر
حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر واسطے زیارت کے تشریف
لیگئے تھے اور ہمارے نواب سنطا کے صاحبزادے بلند اقبال مخبستہ خصال محمد وزیر خاں صاحب
دام دولتہ بھی گئے تھے ان کے ہمراہ رکاب میں بھی گیا تھا جب سواری شاہ جہاں پناہ
کی وہاں سے مراجعت فرما کے ملکہ کو گئی اور ہمارے حضور پر نور کے صاحبزادے بلند اقبال
اپنے مکان اقامت کو آئے وقت نماز مغرب کا تھا میں وہاں سے شتاب اپنی مسجد میں
آیا دو رکعت نماز ہو چکی تھی تیسری رکعت میں شریک ہوا اس حال میں میرے کان میں آواز
آئی کہ کسی نے کہا کہ تو حج کی تیاری کر اور شتاب آمین سنکر متفکر سا ہوا کہ یہ کون کہتا ہے
پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد میں باقی نماز پڑھنے کو اٹھا دوسری رکعت میں پھر وہی
آواز آئی کہ ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تو حج کو جا پھر تیسری رکعت میں بھی آواز آئی کہ
تو کس بات کی فکر کرتا ہے اپنے حج کی تیاری کر اور جا جب میں نماز پڑھ چکا میرے
دل میں ایک تشویش پیدا ہوئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے مسجد میں جاکر حوض پر پاؤں لٹکا کر
بیٹھا اور پست آواز سے کہا میں نے کہ میں مضمون ان تینوں آوازوں کا خوب سمجھا نہیں

Marfat.com

جو کچھ حال ہو مجھکو آج رات کو خواب میں معلوم ہو جاوے پھر اس رات کو مجھہ سے کسی نے
خواب میں کہا کہ تو حج کے جانے کی تیاری کر اور ہم اپنی طرف سے بہتیں کہتے ہیں کسی کے
نہیں سمجھے ہوئے ہیں پھر میں جگ پڑا صبح کو مجھے اس بات کا خیال ہوا کہ اب کسی طرح حج کو
جانا چاہئے بیترے پھر کو میں نخاس میں گیا وہاں بائیس روپیہ کا ایک ٹٹو خریدا مگر تین روز
کا اقرار کر لیا کہ اگر اس عرصہ میں کوئی عیب اسمیں ظاہر ہوگا تو ہم نہ لینگے عیب ٹٹو کیکر
میں وہاں سے اپنے مکان کو چلا راہ میں ایک شخص اجنبی ملا اس نے پوچھا کہ یہ ٹٹو جو تم
نے لیا کیا کہیں سفر کا ارادہ ہے میں نے کہا ہاں سفر حج کا ارادہ ہے اس نے کہا یہ ٹٹو
تو لنگڑا ہے سفر کے کام کا نہیں میں نے کہا بہتر صاحب یہ تو اچھا تندرست ہے
لنگڑا تو نہیں اس نے کہا تم نہیں جانتے ہو یہ ٹٹو لنگڑا ہے میں وہاں سے لاکر اسکو
اپنے مکان میں باندھا رات کو دانہ گھاس دیا صبح کو جو کھولا تو لے شاک لنگ کرنے لگا
اسی دن بیترے پھر کو میں نے اس کے مالک کو پھیر دیا اور اپنے روپے لے لئے پھر ایک رات
کو میں نے خواب میں آپکو دیکھا کہ آپ مجھہ سے فرماتے ہیں کہ دین محمد خاطر جمع رکھہ
اللہ تعالیٰ چاہیگا تو سب کام تیرا درست ہوگا کسی بات کا اندیشہ نہ کر بعد اسکے میں

Marfat.com

جگ پڑا پھر کئی روز کے بعد گاڑی کرائے کی کرکے میں اسطرف روانہ ہوا یہاں آکر آپ
سے ملا فقط آپنے فرمایا ہمیں پوچھتا ہوں سو خوب کیا جو تم ہمارے پاس چلے آئے اور
اس سفر وسیلۃ الظفر میں ایک یہ عجیب واقعہ گذرا کہ اسی نواح میں ایک بستی شکار پور مشہور
حضرت سید المجاہدین کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر وہاں کے اکثر متوقا اور غربا آئے
اور آپ کو بہ تعظیم و تکریم تمام اپنی بستی میں لیگئے اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور اسی
بستی میں ایک کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار فیض آثار تھے وہاں کے مجاور بھی آئے اور حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کے درپے ہوئے کہ آپ درگاہ تشریف لیجلیں وہاں
جنگل بھی ہے طاؤسوں کا شکار کھیلیں اور اس بزرگ صاحب مزار کا کچھ خدا کیطرف سے
یہ خاصہ مدت مدید سے تھا کہ جو کوئی وہاں لے ادبی کسی نوع کی کرتا یا وہاں کا کوئی
جانور مارتا یا درخت کاٹتا تو ضرور اس کو کوئی صدمہ پہونچ جاتا اندھا ہو جاتا یا کوڑی
یا لولا یا لنگڑا یا اور طرح کی بلا میں مبتلا ہو جاتا اور اس بزرگ کی اس کرامت سے اس ضلع کے
سب لوگ واقف تھے حضرت سید المجاہدین نے فرمایا مجاوروں سے فرمایا کہ تم ہم کو وہاں
نہ لیجاؤ اور وہاں شکار کھیلنا کیا ضرور اگر میں وہاں جاؤنگا اور شکار کھیلونگا تو پھر یہ

Marfat.com

کرامت اس بزرگ کی جو مشہور ہے سو موقوف ہو جاویگی اور جانور بھی وہاں کے چلے جاویں گے
اس سے بہتر یہی ہے کہ مجھکو وہاں جانے سے معاف کرو یہ بات سنکر ان لوگونکو تعجب ہوا
اور بہی حضرت کے لیجانے پر مجوز ہوئے کہ حضرت جو کچہ ہو سو ہو مگر آپ وہاں تشریف لیچلیں آخرالامر
حضرت ان کے اصرار کرنے سے وہاں تشریف لیگئے اور طاؤسوں پر دو تیر چلاے مگر ایک بہی
نہ لگا لیکن اسی روز سے وہاں کے طاؤس اور تمام جانور خدا جانے کہاں جاتے رہے اور آج
تک وہاں کوئی جانور نہیں رہتا اور پہر حضرت اس بزرگ کے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے
اور وہاں کشف قبور کا مراقبہ کیا اور ان کی روح پر فتوح سے ملاقات ہوئی حضرت کے
قدوم ہدایت لزوم سے ان کو بڑا فائدہ حاصل ہوا اور اسی عالم برزخ میں کہنے لگے کہ حضرت
افسوس ہے اگر میں عالم حیات میں ہوتا تو ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہتا اور آپکی خدمت
فیضبدرجت سے فائدہ حاصل کرتا اسی طرح سے اور بہت سے کلام کئے پہر حضرت وہاں سے
جہاں اُترے تھے وہاں تشریف لائے لوگوں نے حضرت سے پوچہا کہ اب کوی وہاں کے جنگل کا
درخت کاٹے کچہہ نقصان تو نہیں ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ حال جو اول تہا بالکل جاتا رہا کہ کوئی
اندہا لولا لنگڑا یا بیمار خوار ہوے تم ابکی صلاح و مشورے سے کاٹو اور جو کوئی وہاں کی مالکیت

Marfat.com

کا دعوے کرے کہ میں مالک ہوں اور کوئی دوسرا کہے میں مختار ہوں اس ظاہری
لڑائی جھگڑے کا خیال رکھو اور کبھی اندیشہ نہیں پھر آخر کو موافق فرمانے حضرت
کے وہاں کا یہ حال ہوا کہ چند مدت کے بعد جس مسجد میں حضرت اترے تھے موسم
برشگال میں طغیانی باراں سے تینوں گنبد مسجد کے بیٹھ گئے اور کسی طرف کی دیوار بھی ٹوٹ
گئی وہاں کے غریب غربا نمازیوں نے آپس میں اتفاق کرکے دیوار تو اسکی درست کرلی
مگر گنبد نہ بن سکے آخر کو یہ مشورہ ٹھہرا کہ اس درگاہ میں پرانی شیشم کے درخت ہیں سو دو
چار درخت کاٹ کر اسکی کڑیوں سے چھت مسجد کی پاٹیں مگر مارے خوف کے کسی کی جرات
نہ پڑتی تھی آخر کو ایک شخص لنگڑا ٹبرا کا پلاک اور بیباک تھا اس نے کہا چلو پہلے میں خدا
پر توکل کرکے ہاتھ لگاتا ہوں پھر سب لوگوں کو لیکر وہاں گیا اور ایک درخت میں دو چار
کلہاڑیاں اپنے ہاتھ سے لگائیں پھر مزدوروں سے کہا کہ اب تم کاٹو یہ حال دیکھکر
پھر تو ہر کوئی کاٹنے لگا چند روز میں اس جنگل کے درخت تمام ہوگئے اسی لکڑی سے
مسجد بھی پاٹی اور لوگوں نے اپنے گھر بھی پاٹے اور چوکی تخت کواڑ وغیرہ جو چاہے بنائے
کسی کا مزنک نہ دکھایا تو قصہ تمام ہوا پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین موضع ایسولی

Marfat.com

تشریف لیگئے اس کا حال یوں ہوا اس موضع مذکور میں ایک خیراتی خان حضرت
سید المجاہدین کے آشنا رہتے تھے آگے وہ نواب حمشید خاں کے پاس نوکر تھے یہ نہیں
معلوم ان سے کیا قصور صادر ہوا تھا جن کے سبب سے نواب ممدوح نے ان کی آنکھوں میں
گرم سلائیاں پھیر وادی تھیں سو اس کے صدمہ سے وہ بالکل اندھے تو نہیں ہو گئے تھے
مگر آنکھیں سنبر ہو گئی تھیں اور نگاہ بھی کم ہو گئی تھی سو انہوں نے سنا کہ شکارپور کی مسجد
میں کوئی بزرگ پیر زادے اترے ہیں وہ وہاں ملاقات کو گئے دیکھا تو پہچانا
کہ یہ تو ہمارے سید احمد صاحب ہیں لپٹ کر ملے اور وہاں سے حضرت کو اپنی بستی
میں لیگئے ضیافت کی اور حضرت سے اپنی نظر کا شکوہ کیا کہ میری آنکھوں کی نگاہ روز
بروز کم ہوتی جاتی ہے سو آپ کچھ حساب الہی میں دعا کریں حضرت نے اپنا دست مبارک
ان کی آنکھوں پر پھیرا اور دعا کی اور فرمایا انشاء اللہ تعالے اب جتنی نظر ہے اس سے زیادہ
تو ہو گی نہیں مگر کم نہ ہو گی پھر خان ممدوح نے اپنی معاش اور کثرت خرچ کی شکایت
کی کہ بادشاہوں کے وقت سے کچھ جاگیر ہمارے آبا و اجداد کی مقرر تھی اور اب بھی ہے سو اس میں
ایسی پیداوار نہیں کہ سال بھر باخوبی گذران ہو حضرت کچھ اس کے واسطے بھی دعا کریں

Marfat.com

آپنے فرمایا کہ وہ زمین معافی کہ جہاں ہے وہاں ہمکو لیچلو پہر خان موصوف حضرت کو
اپنی جاگیر میں لیگئے وہاں آپنے دعا کی اور فرمایا کہ اب اللہ تعالے اس میں ایسی برکت
کرے گا کہ باخوبی تمہاری گزران ہوگی اور اس میں اتنا غلہ پیدا ہوگا کہ سال بہر تمہارے
ہی کہانے اور خرچ کرنے سے نہ چکیگا وہیں پر اس بستی کا ایک اور شخص موجود تہا
اُس نے کہا حضرت کچہ میرے کہیت کے واسطے بہی دعا کریں میرے یہاں بہی اللہ تعالے برکت
کرے گا کہ اس کا غلہ تمہارے کہانے اور خرچ کرنے سے سال بھر نہ چکیگا پھر ایک شخص
اور بھی اپنے کہیت میں لیگیا وہاں بھی آپنے دعا کی اور اسی طرح فرمایا پھر وہاں سے
مسجد میں جہاں اُترے تھے تشریف لائے اور رات بہر رہے صبح کو وہاں کچہ لوگوں نے
آکر آپکے دست مبارک پر بیعت کی اس عرصے میں ایک شخص نے کہا میں روزی سے
بہت تنگ حال ہوں کچہ ایسا فرمائے کہ کشائش ہو آپنے فرمایا کہ تم ہر روز اول
آخر درود اور گیارہ سو بار اللہ الصمد پڑھا کرو اللہ تعالے تمہاری روزی میں برکت
کرے گا اتنے میں ایک شخص نے اور بہی سوال کیا اس کو فرمایا کہ تم اول آخر درود
اور گیارہ سو بار ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین پڑہا کرو اللہ تعالے تم کو کسی

Marfat.com

چیز کا محتاج نہ کرے گا یہ قصہ یہاں تک ہو چکا راوی اخبار کہتا ہے کہ جب حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین وہاں سے شاہجہاں آباد کو گئے اور چند روز میں وہاں سے
قصبہ رائے بریلی جا کر حج کو تشریف لیگئے اور وہاں سے آکر جہاد کی تیاری کر کے ولایت
کو گئے ان روزوں حضرت سنبھل میں تشریف رکھتے تھے مجھکو کسی کام کو ہندوستان
میں بھیجا میں وہاں سے آتے آتے قصبہ شاملی علاقہ سہارنپور میں مولوی خدا بخش صاحب
جو حضرت کے خلیفہ تھے ان کے پاس آیا ان روزوں مولوی صاحب ممدوح سرکار
انگریزی میں سرشتہ دار تھے واسطے کسی معاملہ کے چھ سات آدمیوں سے خیراتی خان بھی آئے
تھے مجھکو دیکھکر پوچھا اور کہا تمہارا دین محمد نام ہے میں نے کہا ہاں تمہارا کیا خیراتی خان
نام ہے یہ سنکر وہ اٹھے مجھ سے ملے اور مصافحہ کیا اور حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
کا حال پوچھا جو کچھ تمہیں نے بیان کیا پھر میں نے ان کا حال پوچھا اور انکی آنکھوں کا
وہ کہنے لگے سب طرح سے خدا کا فضل ہے جب سے حضرت امیر المومنین نے میری آنکھوں
کے واسطے دعا کی تب سے نظر کچھ زیادہ تو ہوئی مگر کم نہیں اور جو میری جاگیر کے حق میں
دعا کی تھی اس میں بھی خدا کے فضل سے اتنا غلہ پیدا ہوتا ہے کہ بخوبی امیرانہ ہماری گذر ہوتی

Marfat.com

ہے پھر میں نے پوچھا کہ جو اور صاحبوں نے اسی روز دعا کرائی بھی ان کا کیا حال ہے
انہوں نے کہا کہ سب خوش اور محفوظ ہیں چین کرتے ہیں وہ لوگ جو مالک صاحب
ممدوح کے ہمراہ تھے کہنے لگے کہ افسوس اس وقت یہ حال حضرت کی دعا کا نہیں جانتے
تھے ورنہ ہم بھی دعا کراتے اور مجھ سے کہنے لگے کہ بھائی دین محمد جو کچھ تم کو حضرت نے
تعلیم فرمایا ہو وہ ہم کو بتاؤ میں نے کہا صاحبو مجھکو کچھ نہیں آتا اور میرے سکھلانے سے
کیا ہوتا ہے وہ برکت کا اثر حضرت ہی کی زبان فیض ترجمان پر تھا پھر خیراتی خاں
نے مجھ سے کہا کہ مولوی خدا بخش صاحب حضرت کے خلیفہ ہیں اور میں بھی حضرت کا
مرید اور معتقد ہوں اور انہیں کے حکم سے میں اپنے مکان پر بیٹھا ہوں نہیں تو
جہاد میں جا کر میں بھی شریک ہوتا اور یہاں میرا ایک معاملہ مولوی صاحب کی کچہری
میں دائر ہے میں جو اپنی رفاقت کا حال بیان کرتا ہوں کہ میں حضرت کا ایسا رفیق
اور خادم ہوں اور مجھ پر حضرت ایسی شفقت اور مہربانی رکھتے تھے تو مولوی صاحب
موصوف جانتے ہیں کہ شاید یہ شخص اپنے معاملے کی خوشامد سے یہ باتیں کرتا ہے
ستم ظریفانہ کچھ میرا حال ان سے بیان کرو میں نے کہا بہت خوب پھر میں نے خالق صاحب

Marfat.com

کے سامنے اول سے آخر تک رفاقت اور معیت کا اور انکی آنکھوں کے واسطے حضرت
کے دعا کرنے کا سب مولوی خدا بخش صاحب سے بیان کیا یہ باتیں مجھ سے سنکر بہت خوش
ہوئے اور خالصاحب سے اُٹھ کر ملے اور کہا اب آپ اپنے مکان پر تشریف لیجاؤ میں بھیجا
آپکا انشاء اللہ تعالےٰ جیسا مجھ سے ہو سکیگا درست کر دونگا اور علاوہ اسکے جو کام آپکا
میرے لائق ہو بلا تامل کہہ بھیجا کرئے کچھ آپکے آنے کی میرے پاس ضرورت نہیں میں درست
کر دیا کرونگا یہ قصہ یہاں تک ہو چکا پھر حضرت سید المجاہدین کو ایک بستی کے لوگ آکر بلوا
سے لیگئے جب اس بستی میں حضرت پہنچے ایک لڑکا چودہ پندرہ برس کا مجذوب عبد الرحیم
نام ہر ہفتہ مادر زاد سر راہ بیٹھا تھا لوگ اُسکو چھیڑ کنے لگے کہ حضرت سید صاحب آئے ہیں
تو ننگا بیٹھا ہے یہاں سے چلا جا وہ لڑکا کچھ خبر نہ ہوا حضرت نے لوگوں کو منع کیا کہ اس
کو نہ چھیڑو بیٹھا رہنے دو پھر جب وہاں سے جاکر ایک شخص کے ہر آمدے پر اترے
تب کسی سے فرمایا کہ یہاں سے ایک تہبند لیجاؤ اور اس لڑکے مجذوب کو پہنا کر ہمارے
پاس لاؤ وہ شخص تہبند لیکر گیا اور اس لڑکے کو کہا کہ یہ تہبند باندھ کر ہمارے ساتھ
سید صاحب کے پاس چلو وہ لڑکا یہ باتیں سنکر خبر نہ ہوا کہ کون کیا کہتا ہے اور تہبند بھی

Marfat.com

نہ لیا اس شخص نے یہ حال آکر حضرت سے عرض کیا کہ وہ لڑکا دیوانہ ہے نہ بولتا ہے نہ
بات سمجھتا ہے آپنے فرمایا پھر جاؤ اور اس سے کہو کہ تم کو سید صاحب نے بلایا ہے یہ تہبند
باندہ کر ہمارے ساتھ چلو وہ شخص پھر گیا اور اسی طرح حضرت کا پیغام اس سے کہا وہ
لڑکا یہ سنکر وہ تہبند باندہ کر اس کے ساتھ چلا آیا حضرت نے فرمایا کہ ان کو بٹھا لو جب
اُسکو بٹھایا تب حضرت نے کچھ شیرینی اپنے پاس سے بھیجکر لوگوں سے کہا کہ ان کو کھلاؤ
جب وہ شیرینی اس نے کھائی پھر حضرت نے اسکو خلوت تنہائی میں اپنے پاس بلایا
یہ نہیں معلوم وہاں اس سے کیا کلام کیا پھر وہاں سے اس کو لیکر حضرت باہر تشریف لائے
اور لوگوں سے فرمایا کہ ان کو لیجاؤ اور کپڑے پہنا کر ہمارے پاس لاؤ پھر جب اسکو نہلایا
پھر کسی نے چادر کسی نے انکو ٹوپی دی اسکو پہنا کر حضرت کے پاس لائے پھر تو وہ لڑکا لوگوں
سے ایک دو کلام بھی کسی وقت کرنے لگا لوگوں نے اس کا حال حضرت سے پوچھا آپ
نے فرمایا کہ لڑکا یہاں کا صاحب مسند ہونیوالا ہے مگر یہ ہمارے کہنے لوگوں نے
حضرت سے کہا کہ صاحب مسند کا تو بڑا عہدہ ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ بیشک بڑا عہدہ
ہے مگر جہاد سے بڑھ کر کوئی عہدہ نہیں ہم اُسکی جگہ پر اور کسی کو مقرر کر دیں گے

Marfat.com

اور ان کو اپنے ساتھ جہاد کو لیچلیں گے پھر دوسرے روز حضرت اُس بستی سے کسی اور بستی میں گئے
پھر وہاں سے میرٹھ کو تشریف لیگئے وہاں کے اکثر متوقا اور غربا نے آپکے دست مبارک پر بیعت
کی وہاں کے جو قاضی حیات بخش تھے انہوں نے حضرت سے پہلے بیعت کی تھی سو وہ قاضی صاحب
اور مولانا عبدالحئی صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ یہاں کے رئیسوں میں ایک مولوی خدا بخش
صاحب ہیں کسی طرح وہ جو آپکے دست مبارک پر بیعت کریں تو بہت لوگوں کو ان سے
فیض ہو اور وہ مولوی صاحب موصوف مولانا صاحب کے شاگرد تھے حضرت نے مولانا صاحب سے
فرمایا کہ تم کو اس بات کی بڑی آرزو ہے خیر خاطر جمع رکھو خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہوگا
لیکن تم جاکر ان کو اسکی رغبت دلاؤ انہوں نے عرض کی کہ ہم تو کئی بار اُن سے کہہ چکے ہیں
مگر وہ نہیں مانتے حضرت نے فرمایا کہ خیر ایکبار تم ہمارے کہنے سے جاؤ اور انکو
ترغیب دلاؤ الغرض مولانا عبدالحئی صاحب پھر ان کے پاس گئے اور بہت سمجھایا مگر اس
وقت ان کے خیال میں نہ آیا پھر انکار کیا مولانا موصوف ناچار ہو کر حضرت کے
پاس آئے اور وہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اب آپ خاطر جمع رکھیں انشاءاللہ
تعالیٰ وہ آپ ہی یہاں آوینگے اس عرصے میں مولوی خدا بخش صاحب کے یاروں میں

Marfat.com

ایک برہمن تہا اور وہی ہر وقت ان کی ہر ایک خدمت میں حاضر رہتا تھا اس سے کہا کہ ہمارے
مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور ہم انکار کرتے ہیں سو اب ہم
نے ایک مضمون اپنے دل میں سوچ رکھا ہے اور سید صاحب کے پاس جاتے ہیں اگر وہ اس مضمون
کے موافق پیش آئے تو ہم جانیں گے کہ وہ بیشک ولی ہیں پھر ہم اسی وقت بیعت کر لیویں گے
والا یوں ہی چلے آوینگے اس نے کہا دل کا حال خدا جانے سید صاحب کیونکر معلوم کرینگے مولوی
صاحب نے کہا اگر وہ ولی ہیں تو اللہ تعالے انکو آگاہ کر دے گا اس نے پوچھا وہ کیا مضمون ہے
مولوی صاحب نے کہا ہم ابھی نہ بتاوینگے پھر مکان سے حضرت کے پاس مسجد میں جہاں اترے تھے
گئے اس وقت حضرت کے گرد لوگ بکثرت تمام جمع تھے اور حضرت ان کو پہچانتے بھی نہ تھے
اور وہ حضرت کی پشت کی طرف سے گئے حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب آئے ان کو بیٹھنے
کی جگہ دو اور ان کا ہاتھ پکڑ کے بڑے اخلاق سے اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا آپ کیا
ارادہ کر کے تشریف لائے ہیں مولوی صاحب نے کہا حضرت میری مراد تو پوری ہو گئی اور آپ کا ہاتھ
بڑھایا کہ مجھکو اپنے سلک بیعت میں منسلک فرماویں حضرت نے فرمایا کہ آپ ابھی تعجیل نہ کریں
خوب دلمیں سوچ لیویں مولوی صاحب نے عرض کی اب مجھے کچھ سوچنے کی حاجت نہیں

Marfat.com

جو میں اپنے دل میں خیال کرکے آیا تھا کہ اگر حضرت میرے ساتھ اخلاق سے پیش آویں گے تو میں
حضرت کے ہاتھ پر بیعت کروں گا والا ملاقات کرکے چلا آؤں گا سو ہی حال موافق خیال میرے
کے پیش آیا پھر حضرت نے مولوی صاحب کو مولانا عبدالحی صاحب کے سپرد کیا کہ تم ان کو توجہ
اور کچھ ذکر و شغل تعلیم کرو پھر ہم سمجھ لیں گے پھر مولانا ممدوح نے ان کو توجہ دیا اور ذکر و شغل
تعلیم کیا پھر مولوی صاحب موصوف اپنے مکان کو چلے گئے حضرت سید المجاہدینؒ نے فرمایا کہ ہم
بھی آپ کے مکان پر کسی وقت آپ سے رخصت ہونے آویں گے پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت سے کہلا
بھیجا کہ حضرت ابھی کچھ دیر توقف کرکے تشریف لاویں بلکہ میں اپنا آدمی آپ کے لینے کو بھیجوں گا
پھر مولوی صاحب کے مکان آلات معارف اور مزامیر کے تھے مثل دہول دائرہ سارنگی طنبورستار
دوتارہ وغیرہ اور شراب کی بوتلیں حقہ وغیرہ سب کو توڑ پھوڑ کے دور کیا اور مکان میں عمدہ جاجم
اور ماپندنی بچھوا کر حضرت کو بلوایا جب حضرت وہاں تشریف لے گئے اور ان کو توجہ دیا اور
اپنا ایک پائجامہ اور تپئی مرزئی اور ایک تاج عنایت کیا اور فرمایا کہ اس مرزئی کو اچھی طرح
سے اپنے پاس رکھنا جس وقت تم اسکو پہنو گے تو تمہارا حال اور طرح ہو جایا کرے گا یعنی
صاحب تاثیر درویش کامل کا سا اور یہ ٹوپی پائجامہ پہن ڈالنا یا جو چاہنا سو کرنا پھر مولوی صاحب

Marfat.com

اعنی مولوی خدا بخش صاحب نے اسی اپنے یار برہمن سے کچھ روپے منگوا کر حضرت کے
نذر کئے اس عرصے میں کہیں حضرت نے اس برہمن کا جنیو دیکھ لیا پوچھا مولوی صاحب
سے کہ یہ کیا برہمن ہیں انہوں نے کہا ہاں برہمن ہیں اور یہی میرا سب کاروبار کرتے ہیں
بلکہ مجھکو کنہا بھی کہلاتے ہیں اور کہا نے پانی کو چھونے سے بہت پرہیز نہیں کرتے ہیں
حضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ صاحبو اس بات کو یاد رکھنا اور چاہو تو لکھ رکھو یہ
شخص برہمن نہ مریگا جب تک مسلمان نہ ہوگا یعنی مسلمان ہو کر مریگا یہ کہکر تو حضرت
وہاں سے رخصت ہوئے پھر حج کو طرف دہلی کے کوچ کیا یہ قصہ تو رہا اب رہا حال
اس برہمن کے اسلام لانے کا سو یہ ماجرا یوں ہوا کہ اب جو سن بارہ سو چوہتر ہجری میں
اور مہینہ محرم کا اس سے پہلے قریب دو برس کے گذرے ہونگے میں ایک روز اپنے مکان سے
میر نواکے مکان پر گیا ایک شخص لباس فاخر پہنے ہوئے بیٹھا تھا میر نواب نے کہا میاں زین محمد
ان بھائی صاحب سے اٹھ کر معانقہ اور مصافحہ کرو میں موافق فرمانے میر صاحب مرحوم کے معانقہ
اور مصافحہ کیا پھر میں نے میر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہاں سے تشریف
لائے ہیں انہوں نے فرمایا یہ بھائی صاحب اول تو برہمن تھے مگر اب قریب ایک

Marfat.com

مہینے کے ہوا کہ ہمارے نواب مستطاب معلی القاب نواب وزیر الدولہ امیر الملک
محمد وزیر خاں بہادر دام اقبالہ کے یہاں مسلمان ہوئے ہیں پھر میں نے اُن سے پوچھا
کہ آپ اول کہاں کہاں رہے انہوں نے کہا کہ میں تو بہت مدت تک ایک مولوی
خدا بخش کی صحبت میں رہا اور انہیں کے پاس کچھ علم فارسی پڑھا اور یہی کی بیتی بیتائی
میں نے کہا بھائی صاحب تمکو یاد ہے جب ہمارے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین میرٹھ
میں تشریف لیگئے تھے جب مولوی خدا بخش صاحب نے حضرت ممدوح پر فتوح سے بیعت کی تھی
اور تمہارے حق میں فرمایا تھا کہ یہ شخص بغیر مسلمان ہوئے نہ مریگا یہ بات سُنکر وہ کہنے لگے
کہ ہاں کیوں نہیں یاد ہے کیا تم بھی سید صاحب کے ہمراہ تھے میں نے کہا ہاں میں بھی تھا یہ بات
سُنکر بھرا گئے اور دوسرا کرتہ مجھ سے لے اور مصافحہ کیا حکایت راوی اخبار کہتا ہے کہ حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین رح جب سہارنپور کے سفر باظفر سے مراجعت کر کے بلدہ مراد آباد شاہجہان آباد
میں تشریف فرما ہوئے تب تمام خواص و عوام میں حضرت ممدوح پر فتوح کی توجہ دینے کا
بڑا شہرہ ہوا یہاں تک کہ ایک روز تین شخص ہندو قوم سراوگی ذی عزت صاحب دولت
دوشالے اوڑھے حضرت کی خدمت بابرکت میں آکر عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپکی توجہ

Marfat.com

دینے کا ایسا ایسا حال اکثر لوگوں سے سنا ہے سو ہم بھی اُمیدوار ہیں کہ کچھ دیکھیں
آپنے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے پھر اپنے آدمیوں سے تین آدمی بلائے اور فرمایا کہ ان
تینوں شخصوں کو ایک گوشہ میں بٹھا کر توجہ دو اور اُن سے کہا کہ جو کچھ تم حالات دیکھنا
پھر ہم سے آکر بیان کرنا الغرض ایک ایک کو وہ تینوں لیگئے اور توجہ دیا پھر وہ تینوں
حضرت کے پاس آئے آپنے پوچھا کہ جو تم نے دیکھا ہو بیان کرو کسی نے کہا اپنے رام کو دیکھا
کسی نے کہا ہم نے مہادیو کو دیکھا کسی نے کہا ہم نے اپنے کرشن کو دیکھا حضرت نے کہا کہ تم نے
خوب اُنکو دیکھا اور پہچانا کچھ شک نہیں اُنہوں نے کہا کچھ شک نہیں ہم نے خوب دیکھا
اور پہچانا پھر آپنے کہا کہ تم نے اُن سے کچھ پوچھا بھی تھا وہ بولے کہ صاحب ہم نے تو کچھ
نہیں پوچھا آپنے فرمایا کہ کل پھر آنا اور جو ہم کہیں وہ پوچھنا پھر وہ دوسرے دن دو آدمی
لیکر اور اپنے ساتھ آئے حضرت سید المجاہدین نے ان پانچوں سے فرمایا کہ تم آج کی توجہ
میں اپنے دیوتاؤں سے یہ پوچھنا کہ حق دین کون ہے مسلمانوں کا یا ہندوؤں کا جو کچھ
وہ تم سے کہیں سو سچ سچ پھر ہم سے بیان کرنا پھر پانچ اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اِنکو
جُدا جُدا بٹھا کر توجہ دو اُنہوں نے ان سبکو توجہ دے کر پھر حضرت کے پاس لائے حضرت

Marfat.com

نے اُن سے پوچھا کہ بیان کرو کیا اُنہوں نے تمکو جواب دیا تو وہ مارے شرم کے کوئی نہ بولے
آپنے فرمایا کہ شرم نہ کرو جو کچھ ہو سو کہو آگے تمکو پھر اختیار ہے چاہو اسکو مانو یا نہ مانو انہوں نے عرض کی
کہ حضرت سچ تو یہ ہے کہ جب ہم نے ان سے پوچھا کہ دین حق کون ہے اونہوں نے فرمایا کہ دین
مسلمانوں کا حق ہے اور ہندوؤں کا باطل اور ہم نے یہ کب کسی سے کہا تھا کہ کوئی ہم کو پوجے
اور ہم سے اپنی حاجت مراد مانگے نہ سوا خدا کے ہم کسی کو پوجتے تھے اور ہم نے کسی سے کہا
سو حضرت بات یوں ہے کہ یہہ لوگ اپنے باپ دادے اور اپنے برادری کے دین دھرم
کی پابند ہیں حق و باطل کے طالب نہیں ہم سے یہ طریقہ چھوٹ نہیں سکتا سو اب آپ ہمکو
اپنا ہندو یا چیلہ جانو ہم کو ہمارے ہی دین دھرم پر رہنے دو حضرت نے فرمایا کہ تم جانو ہمارا
تم پر کچھ زور نہیں کہ تم کو مسلمان کریں جو حق تھا تم پر ظاہر ہو گیا اب چاہو مانو چاہو نہ مانو
تو پھر وہ پانچوں شخص اپنے دلمیں شرمندہ سے ہو کر وہانسے اپنے اپنے گھر چلے گئے'۔

حکایت راوی اخبار راست گفتار یوں روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
نے شاہجہاں آباد آستانہ اپنے کے عزم بالجزم کیا کہ ہفتے کو روانہ ہونے کے ایک دن پہلے جمعہ کو
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رح نے حضرت کی دعوت کی حضرت کے ہمراہ قریب ساٹھ آدمی کے تھے

Marfat.com

اور علاوہ اسکے بیس بائیس طالب علم اکبرآبادی مسجد کے ہوں گے سو مولانا صاحب ممدوح نے
سو آدمیوں کا کھانا پکوا کر تیار کیا چاہا کہ سبکو کھلاویں اس میں اکثر شہر کے آدمی آنے لگے واسطے
اس بات کے کہ کل تو حضرت تشریف وطن شریف کو لیجاوینگے آج مولانا عبدالحئی صاحب وغیرہ
کسی مسجد میں فرماوینگے جامع مسجد میں یا اکبرآبادی میں حضرت امام المجاہدین نے دیکھا کہ لوگوں کے
آنے کا تار بندھا ہے اونکو چھوڑ کر کھانا کیونکر کھاویں مولانا عبدالحئی صاحب سے اسکی صلاح لی کہ
ان لوگوں کو بھی کھانے کو پوچھا چاہئے جو کوئی کھاویگا تو خیر اور نہیں تو نہیں مولانا صاحب نے کہا
اچھی بات ہے اور کہا کہ اسوقت اور کھانا تو پکنا دشوار ہے مگر بازار کسی دوکان پر جو اسوقت
دو چار من کی روٹیاں تیار ہوں منگوا لیجائیں اور جو کچھ وہاں سالن موجود ہو وہ بھی آجاوے
حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ مولانا صاحب اور کھانا منگوانیکی کچھ حاجت نہیں اللہ تعالےٰ
اسمیں برکت کریگا پھر میاں عبداللہ جو آپکے کاروبار کے مختار تھے فرمایا کہ روٹیاں چادر سے چھپا کر
مولانا عبدالقادر صاحب کے حجرے میں رکھدو اور سالن کی ٹوکیاں نیچے کے حجرے میں لیجاؤ اور بڑے بڑے
کونڈوں میں سالن نکال نکال کر اور روٹیاں وہانسے لیکر کھلانا شروع کردو جو لوگ آتے جاویں
کھاتے جاویں پھر میاں عبداللہ صاحب نے موافق فرمانے حضرت کے لوگوں کو کھانا شروع کیا اور سب

Marfat.com

ساڑھے تین سو آدمیوں کے ہوں گے سب نے شکم سیر ہوکر کھایا اور دس بارہ آدمی کا کھانا بچ رہا پھر
بعد فراغ کھلانیکے وقت نماز جمعہ کا قریب آپہونچا حضرت سید المجاہدین اور مولانا عبدالحیٔ صاحب نے
تو ہما مع مسجد میں جاکر جمعہ پڑھا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اوسی اکبرآبادی مسجد میں پڑھا پھر بعد نماز کے
حضرت سید المجاہدین اور مولانا عبدالحیٔ صاحب جامع مسجد سے تشریف لائے اور سینکڑوں آدمی وعظ
سننے کو آپکے ہمراہ آئے حضرت سید المجاہدین نے مولانا عبدالحیٔ صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپکے وعظ
سننے کے امیدوار ہیں کچھ انسے مسجد میں فرمائیے مولانا صاحب اسی مجمع کے درمیان ایک جگہ
بیٹھکر وعظ فرمانے لگے کچھ تھوڑا سا بیان کرنے پائے کہ اذان عصر کی ہوئی وعظ موقوف ہوا
لوگ نماز عصر کی تیاری کرنے لگے مختصراً تمام ہوئے حالات دہلی کے اب آگے بیان ہے حالات
سفر رائے بریلی کا راوی اخبار راست گفتار یوں روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین
امام المجاہدین نے دہلی سے واسطے سفر رائے بریلی وطن شریف اپنے کے کوچ فرمایا آپکے ہمراہ
کم بازیادہ پچاس آدمی تھے سب یاروں آشناؤں سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے دریائے جون سے
اُتر کر شاہ درے تک پہونچے اس عرصہ میں یکبارگی ایک طرف سے آندھی اٹھی اور آکر سبکو گھیر لیا
بالکل بہ سبب تاریکی کے رات سی ہوگئی سب لوگ جا بجا ٹھہر گئے بعد تھوڑی دیر کے کچھ پانی بھی برسا

Marfat.com

اوجالا ہوگیا لوگ روانہ ہوئے چلتے چلتے قریب وقت عشا کے بندق ندی پر پہونچے موسم گرمیوں کا تھا ندی کمر کمر تھی سب لوگ بے ناؤ ہی پار اُتر گئے پھر وہاں سے جاکر نمازی آباد پہونچے وہاں ایک مسجد میں اُترے وہاں ایک حافظ صاحب تھے اونہوں نے حضرت کی آمد سنکر پہلے سے دعوت کی تیاری کر رکھی تھی بعد نماز عشا کے سب کو کھانا کھلایا یہہ لوگ آرام کرنے لگے صبح کو حضرت نے کوچ کی تیاری کی حافظ صاحب نے آپکو روکا حضرت دو چار روز یہاں قیام کریں یہاں کے غریب غربا مسلمان ہوگئے لوگ آپکے وعظ سننے کے مشتاق ہیں اور بیعت بھی کرینگے حضرت نے فرمایا کہ یہ مہینہ رمضان شریف کا قریب آیا ہے ہمارا رہنا یہاں دو چار دن نہیں ہوسکتا ہے خیر تمہاری خاطر سے آجکے دن ہم رہ جاوینگے مگر کل جاوینگے پھر اسروز آپنے مقام کیا وعظ کہنے کا اتفاق نہ ہوا مگر آپکے دست مبارک پر بہت لوگوں نے بیعت کی اس میں وقت نماز مغرب کا ہوا سب نے نماز پڑھی بعد اسکے حضرت سید المجاہدین بیٹھے تھے کہ قصبہ رائے بریلی سے ایک بھائی آپکے یہاں سے خط لایا آپنے چراغ نزدیک منگوا کر وہ خط پڑھنا شروع کیا پھر تھوڑا سا پڑھکر خط لپیٹ ڈالا اور آپکا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا لوگوں نے پوچھا کہ حضرت کیا خبر ہے آپنے کچھ نہ بتایا اس عرصہ میں صاحب دعوت نے کہا کہ حضرت کھانا تیار ہے آپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم سب صاحبو کھانا

Marfat.com

کھانا میں اسوقت نہ کھاؤنگا مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ حضرت کچھ
سبب تو معلوم ہو ایسے تو ہم کہا لیتے مگر اب ہم بھی نہیں کھا سکتے آپنے وہ خط مولانا کو حوالہ
کیا اور فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب مولوی سید محمد اسحٰق کا انتقال ہوگیا ہے یہ بات سنکر سب کو
بیک بار رنج ہوا پھر مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت اب تو جو ہونا تھا ہوا سوائے صبر کے کیا چارہ ہے
مگر دو چار لقمہ کھانا کھا لیجئے کہ آپ کے سبب سے سب کھاویں گے اور بغیر آپکے کوئی نہ کھاویگا اونکے
کہنے سے حضرت نے دو چار لقمہ کھائے اور سب لوگوں نے کھایا پھر نماز ظہر پڑھکر سب لوگ سوئے
صبح کو وہاں سے کوچ کیا چلتے چلتے قصبہ ہاپڑ میں پہونچے وہاں ایک مقام کیا وہاں کے بہت
سے شرفا اور غربا آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے قبل نماز ظہر کے حضرت غسلخانہ میں
غسل کو تشریف لیگئے بعد فراغ غسل کے جب کپڑے پہننے لگے تب اسی حال میں فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ
کی نعمتوں کا شکر ادا ہو نہیں سکتا اسوقت مجھکو بڑی خوشی حاصل ہے اتنا ہی فرماکر خاموش ہوگئے
ہم کئی آدمی جو وہاں موجود تھے سنا کئے کسی نے کچھ اسکا سبب نہ پوچھا پھر رات کو انہی نے
فرمایا کہ آج خطاب باری تعالیٰ سے مجھکو الہام ہوا کہ جو لوگ تیرے ہمراہ ہیں اونکے کہانے پینے کا
تو اپنے دل میں کچھ اندیشہ نہ کر میں انکو اور جو تیرے ہمراہ ہونگے سبکو کفایت کروں گا یہہ اور وہ سب

Marfat.com

خاص میرے مہمان ہیں میں نے عرض کی کہ خداوندا میرے ہمراہیوں پر کیا موقوف ہے تمام مخلوقات کو تو ہی کافی ہے اور سب تیرے ہی مہمان ہیں ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے مگر اسکو اسی طرح سے جان کہ توں جہاں کہیں ہوگا اور تیرے ساتھ کتنے ہی آدمی ہوں گے سبکو نے محنت و تعظیم کے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے روزی پہونچاؤں گا میں یہ بشارت سنکر اسوقت اپنے دلمیں بہت خوش ہوا الغرض پھر صبح کو وہانسے روانہ ہوئے شام کو گڈھ مکتیشر کی مسجد میں جا اترے وہاں بھی بہت لوگوں نے بیعت کی اور آپکی توجہ سے لوگونکو نہایت فائدہ ہوا اور علاوہ اسکے آپکی توجہ کا ہر کہیں یہی حال تھا چنانچہ لوگونکو یہ گمان ہوا کہ حضرت کو کچھ سحر کی قسم سے یاد ہے کہ جس کو توجہ دیتے ہیں وہ عجیب غریب معاملہ دیکھتا ہے حضرت نے اوسوقت بیعت کرنے والونکو ایک بار توجہ دیکر فرمایا کہ تم اب اور لوگوں کو آپمیں فیکو چاہو توجہ دو اختیار ہے اور انہوں نے آپکے فرمانے سے توجہ دیا اور انکو معاملات کشف ہوئے تب تو وہ گمان سحر کا سب کے دل سے نکل گیا کہ اگر کچھ سحر ہوتا تو حضرت کی توجہ دینے میں یہ اثر ہوتا اور جو لوگ اُمّی کہتے ہیں یہ کہانے انکو معلوم ہوتا ہے تو بیشک کرامت غیبی ہے حضرت دوسرے روز وہانسے کوچ کرکے شہزادہ وہ کی سرائے میں جا کر رات بھر وہاں رہے صبح کو مجھسے فرمایا کہ شہر میں ایک شخص

Marfat.com

شیخ عبدالسمیع رہتے ہیں اُونکو ہمارا سلام کہہ آؤ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں کس محلہ میں رہتے ہیں آپنے فرمایا تم جاؤ تو اوس شہر میں ملجائیں گے پھر میں نے کہا کہ حضرت کچھ پتہ معلوم ہو بتائیے میں کسطرف جاؤں پھر آپنے وہی فرمایا کہ تم جاؤ پھر میں خدا کا نام لیکر سرائے کے باہر نکلا سڑک ہوکر سیدھا شہر کو چلا آگے چل کر جو دیکھا دوراہہ ملا کہ سامنے گئی ہے اور دوسری راہ اور طرف کو وہاں کھڑے ہوکر خیال کیا میں اب کسطرف جاؤں آخر کو دلمیں آیا کہ سامنے کا راستہ تھوڑے اور چلکر اور دیکھوں پھر وہاں سے آگے چلا وہاں ایک بانس کے کواڑوں کا پھاٹک ملا وہاں ایک شخص سپر تلوار باندھے داڑھی کانوں میں لپٹے ہوئے کھڑے تھے وہ میری طرف دیکھنے لگے میں نے انکو السلام علیک کیا اونہوں نے جواب سلام کا دیا اور کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس کے پاس جاتے ہو میری زبان سے بلا تامل یہی نکلا کہ میں دہلی سے آیا ہوں اور سرائے میں اُترا ہوں تمکو سید احمد صاحب نے سلام کہا ہے میں تمہارے پاس آیا ہوں اونہوں نے فرمایا کہ ہمارا کیا نام ہے میں نے کہا شیخ عبدالسمیع وہ اپنا نام سنکر مسکرانے لگے اور حضرت کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں میں نے کہا سرائے میں اونہوں نے کہا کہ ہمارا بھی سلام سید صاحب سے کہدینا اور کچھ دیر میں ہم

Marfat.com

بھی اونکی ملاقات کو آتے ہیں اب تم جاؤ میں وہاں سے پھر کر حضرت کے پاس آیا اور اُن
کا سلام پہونچایا پھر کچھ دیر کے بعد شیخ صاحب آئے حضرت سے ملاقات ہوئی آپس میں دونوں
نے معانقہ اور مصافحہ کیا خیر و عافیت پوچھی دیر تک بیٹھے رہے پھر چلے تب حضرت سید المجاہدین
نے فرمایا کہ جو کچھ کام ہوگا ہم دین محمد کو آپکے پاس بھیجا کرینگے اونہوں نے سست دل سے کہا اچھا
حضرت نے کہا شیخ صاحب یہہ ہمارے بڑے معتبر اور امانت دار ہیں آپ کسی بات کا کچھ اندیشہ
نہ کریں اُنہوں نے کہا بہت خوب انہیں کو بھیجنا پھر وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے حضرت
سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہہ شیخ صاحب اور انکی بی بی دونوں اس شہر کی صاحب خدمت ہیں
پھر کئی بار حضرت نے مجھکو اُونکے یہاں بھیجا جو کچھ پیغام کہتے تھے میں پہونچا دیتا تھا اُسی روز شام کو
شیخ صاحب پھر حضرت کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ کل ہم دو چار گھڑی دن چڑھے شکار
کو میں بھی چلوں گا حضرت نے کئی بار منع کیا کہ آپ کیوں تکلیف کریں مگر انہوں نے نہ مانا
آخر کو حضرت بھی راضی ہوگئے جب صبح کو گھوڑے پہ چڑھکر چلنے کو تیار ہوئے تب شیخ بھی
تیر و کمان باندھے ہوئے برآمد ہوئے حضرت نے فرمایا شیخ صاحب کو آپ اب ہمارے ساتھ
نہ چلیں ہم اور طرف جاوینگے پھر سید صاحب تو سیدھے قبلہ رخ سڑک پر ہو کر روانہ ہوئے

Marfat.com

اور شیخ صاحب مجھکو لیکر دوسری طرف گئے کوئی سو سوا سو قدم ملیکر ایک جگہ کھڑے ہوئے مجھسے
پوچھا سید صاحب کہاں گئے ہوں گے میں نے کہا دیکھا چاہئے خدا کو معلوم کہاں گئے ہونگے پھر
پھر مجھسے فرمایا کہ ہم ایک بات تم سے کہیں مانوگے میں نے کہا کہ کیوں نہ مانوں گا پھر کئی بار
مکرر کہا کہ مانوگے میں نے کہا انشاء اللہ تعالے مانونگا فرمایا کہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو جب ہم
کہیں تب کھولو میں نے آنکھیں بند کرلیں پھر ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھولدو میں نے جو آنکھیں کھولیں
تو دیکھا کہ اونکے ساتھہ ایک بڑے عظیم الشان آم کے باغ میں کھڑا ہوں شیخ صاحب میری طرف
دیکھکر مسکرائے ہیں میں نے سر اپنا جھکا لیا پھر کہا سید صاحب ابھی نہیں تشریف لائے ہیں
میں نے کہاں ہاں ابھی نہیں آئے پھر ایک لحظہ کے بعد فرمانے لگے کہ سید صاحب وہ آتے ہیں میں
نے دیکھا کوئی نہ معلوم ہوا پھر ایک لحظہ کے بعد اشارہ کرکے کہا کہ وہ دیکھو آتے ہیں میں نے جو دیکھا
تو بہت دور ایک سپیدی سی نگاہ پڑی میں نے اپنے دلمیں کہا کہ دیکھا چاہئے کون شخص ہے
پھر کچھہ دیر میں جب نزدیک آئے تب جانا کہ حضرت آتے ہیں پھر قریب آکر حضرت نے پوچھا
شیخ صاحب تم ہم سے پہلے یہاں آگئے انہوں نے کہا کہ ہاں میں پہلے آگیا پھر حضرت انکی طرف
دیکھکر مسکرائے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ بھی آگیا شیخ صاحب نے کہا کیا مضائقہ ہے

Marfat.com

پھر حضرت نے دو تین توتی فاختہ وغیرہ پر چلائیں اور تیغ صاحب بھی کئی تیر لگائے لیکن کوئی
شکار ہاتھ نہ آیا پھر وہاں سے سرائے میں آئے وہاں سے تیغ صاحب اپنے مکان کو گئے پھر ظہر
کے وقت آکر حضرت سے کہا کہ آج میرے یہاں آپکی دعوت ہے حضرت نے فرمایا کہ تم غریب آدمی ہو
دعوت کرنا کچھ ضرور نہیں کیوں تکلیف کرو گے انہوں نے نہ مانا آخر کو حضرت راضی ہوئے پھر وہ
اپنے مکان پر جاکر کسی کا پاجامہ تین پیسہ کی سلائی پر لائے اور اسکو جلد سی کر مالک کو دیا اور اسکی
مزدوری کے پیسوں سے کچھ باجرے کا آٹا لائے اور مولی پالک کا ساگ اور کچھ ماش کی دال پھر
شام کو دو یا تین روٹیاں باجرے کی اور وہی دونوں ساگ دال ملا کر پکائی ہوئی لائے اور کہا حضرت
کھانا تیار ہے حضرت نے اسکو بڑی تعظیم اور احترام سے لیا اور بہت خوشی سے تعریف کرکے کھانے
لگے اور اسمیں سے ایک ٹکڑا روٹی اور تھوڑا ساگ مجھکو بھی عنایت فرمایا اور باقی آپنے کھایا امروہہ
کا اتنا واقعہ تو یاد ہے پھر وہاں سے حج کو شہر مراد آباد کی طرف روانہ ہوئے کچھ دن رہے شہر
مذکور کی سرائے میں جا اترے اوسکی صبح حاجی زین العابدین خاں سے فرمایا کہ یہاں ایک فقیر مجذوب ہے
اوس سے ہمارا سلام کہ آؤ اور کچھ اس کا پتہ نہ بتایا کہ کس جگہ پر ہے اور کیا نام ہے الغرض حاجی صاحب
شہر میں آئے ایک جگہ دیوانہ فقیر ملا انہوں نے اپنے دل میں جانا کہ شاید وہ مجذوب یہی ہے اوس سے

Marfat.com

کہا کہ ہمارے سید احمد صاحب نے تمکو سلام کہا ہے اسنے یہ بات سنکر حضرت کو کچھ برا بھلا کہنا
شروع کیا حاجی صاحب کو اوس کا کلام ناگوار معلوم ہوا اور وہانسے چلے آئے اور حضرت سے
بھی کچھ نہ کہا حضرت سید المجاہدین نے اون کا مافی الضمیر معلوم کرکے مجھسے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ حاجی صاحب سے اُس فقیر نے شاید کہ کچھ بھلا برا کہا ہوگا اس سبب سے اس کا حال آکر ہم سے نہیں
بیان کیا سو اب تم کچھ شیرینی لیکر اسکے پاس جاؤ اور ہمارا سلام کہو اور وہ کتنا ہی کچھ واہی
تباہی بکے تم بُرا نہ مانیو اور اگر بھاگے تو اُسکا پیچھا نہ چھوڑیو پھر میں جو گیا تو شہر میں اُسکو ایک
جگہ دیکھا کہ پرانی گدڑی کندھے پر ڈالے اور ایک ہانڈی ہاتھ میں پکڑے ایک دوکان پر کھڑا ہے
اور بہت سے لڑکے اُسکے گرد ہیں میں نے جانا کہ وہ شخص مجذوب یہی ہے اُسکے نزدیک جاکر میں نے
سلام علیک کیا اور کہا کہ ہمارے سید صاحب نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ شیرینی بھیجی ہے
وہ یہ بات سنکر بھلا برا کہتا ہوا اپنے مکان کی طرف بھاگا اور میں اُسکے پیچھے چلا جاتا تھا
وہ اپنے مکان پر پہونچا اور میں بھی وہیں گیا اور پھر وہی اس سے کہا کہ تم کو سید صاحب نے
سلام کہا ہے اور یہ مٹھائی بھیجی ہے انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مٹھائی بھی لی اور اپنے
آدمی سے کہا کہ سید میاں کا آدمی آیا ہے بوریا لاؤ اور پان کھلاؤ اور بہت میری خاطرداری کی

Marfat.com

جب میں رخصت ہونے لگا فرمایا ہمارا بھی سلام سید صاحب سے کہنا اور ہم بھی ملنے کو آویں گے
پھر میں نے وہاں سے آکر یہ حال حضرت سے بیان کیا پھر اسی عرصہ میں مراد آباد کے قاضی صاحب
پینس پر سوار دس بارہ آدمی ہمراہ لیکر حضرت کی ملاقات کو آئے معانقہ مصافحہ کرکے بیٹھے اور کہا
حضرت شام کو آپ کی دعوت ہے آپنے قبول کیا پھر وہ اپنے مکان کو گئے بعد نماز عصر کے وہی
مجذوب ایک گدڑی اوڑھے اور ایک ہانڈی ہاتھ میں پکڑے ہوئے آپہونچے میں نے حضرت سے
کہا کہ جس کے پاس آپنے مجھکو بھیجا تھا وہ یہی مجذوب ہیں آپنے فرمایا کہ ان کو دوسرے مکان
میں بٹھا لو پھر جہاں ہم نے اونکو بٹھالا حضرت بھی وہیں تشریف لیگئے پھر نہیں معلوم کہ
اُنسے کیا باتیں کرتے تھے اور فرمایا کہ اسکی ہانڈی مٹھائی سے بھردو اور ایک روپیہ بھی
بھی دیا اس روپیہ کو اچھال اچھال وہ بار بار کہتے تھے نہ ایک لاکھ نہ دو لاکھ نہ تین لاکھ
اور خوش ہوتے تھے پھر وہاں سے اٹھکر چلے گئے جب لوگوں نے حضرت کو اونسے باتیں کرتے دیکھا
تب اُنکو معلوم ہوا کہ یہ فقر دیوانہ نہیں یہاں کا صاحب خدمت ہے پھر حضرت
بعد نماز مغرب کے اپنے آدمیوں کو لے کر قاضی صاحب کے مکان پر دعوت کھانے تشریف
لیگئے بعد فراغ تناول طعام کے قاضی صاحب نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور

Marfat.com

اور تمام اپنے اہل وعیال کے سے بیعت کرائی پھر حضرت سے عرض کی کہ یہاں کے کئی نواب
زادے خیانچہ نواب علی محمد صاحب اور محمد میاں سوا انکے کئی صاحب اور ہیں وہ ہمارے
عقاید کے خلاف ہیں اگر وہ بھی کیطرح آپکے طرف رجوع ہوں اور آپکے ہاتھہ پر بیعت کریں
تو دین کا بہت کام نکلے سو آپ دو چار مقام اس شہر میں کریں تب جاکر کچھہ بات بنے
حضرت نے فرمایا خدا چاہیگا تو معاملہ درست ہوجائیگا مگر اس کا جواب ہم آپکو صبح کو دینگے
اور ہم یہاں دو چار دن مقام کریں گے ہمکو فرصت نہیں اسواسطے کہ ماہ رمضان قریب آیا ہے
اور قاضی صاحبکو اپنا خلیفہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگونکو وعظ ونصیحت کیا کرنا پھر وہاں سے مراد
میں تشریف لائے اُسی شب نواب علی محمد خاں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص نے میری پیٹھہ میں
گھوسا مارا جب جاگے دلکو تشویش ہوی کہ کیا معاملہ ہو صبح کو اپنے یاروں میں اسکا ذکر کیا کہ
رات کو ایسا خواب میں نے دیکھا اور ارادہ کیا کہ آج سید صاحبکی ملاقات کو جاوینگے اُونسے اسکی
تعبیر پوچھیں گے ادھر قاضی صاحب بھی حضرت سید المجاہدین کے پاس آکر حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اونکے لوگوں کے پاس جاکر کہوں کہ یہاں ایک سید صاحب
پیر زادے تشریف لائے ہیں تم نے اُنسے ملاقات کی یا نہیں دیکھیں وہ اسمیں کیا جواب دیتے ہیں

Marfat.com

حضرت نے فرمایا کچہہ ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنے مکان کو تشریف لیجائیں وہ لوگ خدا چاہیگا
آپ ہی آتے ہیں قاضی صاحب اپنے مکان کو جانے کو تیار تھے کہ اسمیں وہ لوگ سرائے میں بڑی
جمعیت کیساتہ آپہونچے اور حضرت سے معانقہ و مصافحہ کرکے بیٹہے قاضی صاحب بھی ٹہر گئے
علی محمد خاں نے جو حضرت کو دیکہا تو پہچانا کہ رات کو خواب میں انہی نے میرے گہوسا مارا تھا
اور اپنے دلمیں حضرت کے بہت معتقد ہوئے اور حضرت سے کہا کہ آپ ایک ہفتہ یہاں تشریف
رکہیں کہ ہم لوگوں کے درمیان میں کچہہ نا اتفاقی ہے اگر آپکے ملانے سے ہم آپسمیں ملجاویں تو بہت
خوب ہو اور آج شام کو ہمارے یہاں آپکی دعوت ہے حضرت نے فرمایا کہ دعوت آپکی ہم نے
قبول کی مگر زیادہ رہنے میں ہمارا حرج ہوگا رمضان شریف قریب آیا ہے اونہوں نے کہا اب تو کچہہ
ہو آپکو رہنا ضرور پڑیگا یہ کار برائے خدا ہے پھر کچہہ دیر کے بعد وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے
اور قاضی صاحب بھی رخصت ہوئے پھر شام کو حضرت سید المجاہدین قاضی صاحب کو لیکر اپنے
لوگوں کے ہمراہ نواب علی محمد خاں کے یہاں دعوت کہانے گئے بعد فراغ کھانے کے نواب ممدوح
نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنے گھر کی تمام بیبیوں اور باندیوں کو مرید کرایا
اور کہا کہ حضرت صبح کو پھر میرے یہاں دعوت ہے حضرت نے عذر کیا کہ آپکی ایک وقت ہم دعوت

Marfat.com

کھادیں گے ہم کو بیت دور یہاں ٹہرنا منظور نہیں پھر آپ وہاں سے سرائے میں تشریف لائے
صبح کو ایک اور صاحب نے انہیں کے بھائیوں میں سے دعوت کی وہاں کے بعد کھانے کے وہاں
بھی بہت لوگوں نے بیعت کی اور انکے یہاں کوئی دو شخص بیت روزوں سے بیمار تھے ایک کو
کچھ فالج کی سی بیماری تھی اور دوسرے کو شاید سرسام تھا اور کوئی اسی طور کا مرض تھا
سو انہوں نے حضرت سے کچھ اونکے حق میں دعا کرانی چاہی حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ دونوں
صاحب یہاں تک آسکیں تو یہاں لاؤ ورنہ مجھکو اُنکے پاس لیچلو تو یہ بات سنتے ہی کئی آدمی
جاکر اُنکو حضرت کے پاس لے آئے جسکو فالج کا مرض تھا اسکے سر سے پاؤں تک حضرت نے اپنے
ہاتھ پھیرے اور دوسرے کیواسطے آبخورے میں پانی منگوا کر پڑھا اور فرمایا کہ انکو پلا دو اور کل کے
روز دو صاحبوں کا حال ہم سے بیان کرنا پھر وہاں سے آپ سرائے میں تشریف لائے شام کو پھر
محمد یاں کے یہاں دعوت ہوئی اونکے یہاں بھی بہت مرد و عورتوں نے بیعت کی پھر وہاں سے اپنے مکان
پر آئے صبح کو پھر اونہیں کے بھائیوں میں کسی کے یہاں دعوت ہوئی اور ایک آدمی ان دونوں بیماروں کی
خبر لایا کہ اب انکو بہ نسبت اول کے بہت آرام ہے پھر حضرت نے ان دونوں کیواسطے جدا جدا
پانی پڑھ دیا کہ انکو جاکر پلاؤ پھر صاحب دعوت نے اور ایک دوسرے صاحب نے اپنی تنگی معاش کا شکوہ کیا

Marfat.com

کہ ہماری قدیم جاگیریں سرکار انگریزی میں ضبط ہوگئی ہیں اور خرچ ہمارا اسی طور اوں کا ہے
اس سبب سے ہم ہمیشہ قرضدار رہتے ہیں سو حضرت ہم کو کوئی ایسی دعا بتاویں کہ جسکی
برکت سے اللہ تعالیٰ قرض سے نجات بخشے اور بخوبی گذر ہووے حضرت نے ایک صاحب سے
فرمایا کہ تم ایک چلہ بسم اللہ کا وظیفہ پڑھو اول آخر اکیسوبار درود اور درمیان میں گیارہ سو بار
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ تمہارا مقصد پورا کریگا اور دوسرے صاحبکو ایک روپیہ عنایت کیا
اور فرمایا کہ اسکو بحفاظت تمام دھر ماخرچ نہ کرنا اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے تمہاری باعزت گذران کریگا
پھر وہاں ایک یا دو روز اور رہے بعد اسکو رام پور کو تشریف فرما ہوے اور شہر میں کسی واقفیت
گذرے مگر اب وہ تمام وکمال مجھکو یاد نہیں اس سبب سے بیان انکا نہ کیا ولیکن اونمیں ایک
واقعہ یاد ہے سو اس کا حال اسطرح سے ہے کہ حضرت سید المجاہدین رام پور میں حاجی زین العابدین خاں
کے مکان پر اُترے تھے ایک روز ایک شخص طویل القامت کسان خوش تقریر نے آکر حضرت کے
دست مبارک پر بیعت کی اور وہ فتح آباد کا رہنے والا قوم بھٹی تھا حضرت سے کہا کہ اگر آپ مجھکو
فتح آباد کو رخصت فرمائیں تو میں وہاں جاکر وعظ و نصیحت کرکے بہت لوگوں کو تیار کرکے
واسطے جہاد کے لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ہم تم کو رخصت کرینگے مگر دل میں جانا کہ یہہ شخص فضول

Marfat.com

فقرہ گو ہے گفتگو اسکی قابل اعتماد کے نہیں ہے جب اس نے اس بات پر زیادہ اصرار کیا کہ میرے ساتھ
کوئی اپنا آدمی کرکے فرمایئے میں جاؤنگا تب حضرت نے ایک تو مجھکو اور دوسرے میر سید علیشاہ
کو اوسکے ہمراہ کیا اور دو اشرفی اور کئی روپے اور دو تھان سفید اور ایک چپہ سات روپیہ کی
پگڑی یہہ سب اسباب دیکر اسکو رخصت کیا اور مجھسے کہا کہ جب وہاں سے پھرنا تب امروہہ میں شیخ
عبدالسمیع کے پاس ہوتے آنا اور جو کچھ وہ کہیں اگر مناسب دیکھنا تو کرنا والا کہدینا کہ مجھکو نہیں معلوم
سید صاحب جائیں ہیں نے یہ تمام کلام سنکر عرض کی کہ حضرت یہ آپکیا فرماتے ہیں مجھکو فتح آباد کو بھیجنے
میں دیکھا چاہیے وہاں کتنی مدت رہنا ہو اور آپ کہاں ملیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ امروہہ میں
شیخ عبدالسمیع صاحب سے بھی ملتے آنا یہ کچھ بات میرے سمجھ میں نہیں آئی آپنے فرمایا کہ تمکو اس تقریر سے کیا
کام جو ہم کہیں سو کرو میں چپ ہو رہا آخر الامر ہم دونوں آدمی اُس شخص کے ہمراہ فتح آباد کو روانہ ہوئے
پہلے روز مراد آباد میں جا کر رہے دوسرے دن امروہہ ہو کر گئے کوس بھر ایک گانوں کی سرائے میں
جا کر اُترے رات کو کھانا کھاکے نماز عشاء کی پڑھکر تینوں آدمی اپنی اپنی چارپائی پر سو رہے
پچھلے وقت جو میں اُٹھا تو دیکھا کہ اس بھٹی کی چارپائی خالی ہے میں نے جانا کہ کہیں حاجت ضروری یا پیشاب
کو گیا ہوگا اس انتظار میں دو تین گھڑی گزریں میں نے بھتیرا انکو دھگا کر پوچھا کہ ایک ہمارا ہمراہی

Marfat.com

کہاں گیا اسنے جواب دیا کہ میاں اپنے آدمی کو تم جانو مجھکو کیا خبر کہاں گیا ہے گفتگو میں
صبح ہوئی ہم دونوں شخصوں نے نماز پڑھی اور وہ ابتک نہ آیا آخر شب معلوم ہوا کہ وہ
بھاگ گیا مگر پھر بھی چار چہ گھڑی تک اور راہ دیکھی پھر میں نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ یہ وہی بات
پیش آئی جو حضرت نے فرمایا تھا کہ تم کو تقریر سے کیا کام جو ہم کہیں سو کرو حضرت کو اسکا حضت
کرنا منظور تہا اسی بہانہ سے اپنے پاس سے دور کیا مگر وہ ہمارا بھی خرچ لیگیا ہم نے اسی کے پاس
رکہوایا تھا پھر ہم اور میر علیشاہ وہانسے لوٹ کر امروہہ کی سرائے میں شام کو آکر رہے اب کیا کریں پاس
اپنے خرچ نہیں جو کہانا پکوائیں مہترانی نے پوچھا میاں کچہ کہانا پکواؤگے میں نے کہا ابھی نہیں پھر جیسا
ہوگا کہینگے اسنے جانا کہ شاید انکے پاس خرچ نہیں ہے تنے میں بعد نماز مغرب کے ایک بڑھی ایک لوکڑی
بھر کر گلگلے لائی اور مہترانی سے پوچھا کہ کوئی ملا ہو تو وہ اسپر فاتحہ کردے اسنے کہا کہ سید صاحب
کے دو آدمی اس مکان میں اترے ہیں وہاں جا اس نے پوچھا کون سید صاحب اسنے کہا جو اُن
روزوں یہاں آئے تھے جنکے بہت لوگ مرید ہوئے تھے اسنے کہا ان میاں صاحب کی تو میں
بھی مرید ہوں اس سے کیا بہتر اور ہوگا گلگلوں کا لوکڑہ میرے پاس لاکر رکہا اور کہا کہ یہ تیج سلدو
کی نیاز کے ہیں ان پر ان کا فاتحہ کردو میں نے کہا نعوذ باللہ من ذالک اے نیک بخت تو

Marfat.com

تو کہتی ہے کہ میں سید صاحب کی مرید ہوں اور نیاز شیخ سدو کی کرتی ہے یہہ بہت بُری بات ہے
اسنے پوچہا کہ کیا سید صاحب اسکو منع کرتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں بیشک منع کرتے ہیں
اور سوا خدا کے کسی کی نیاز نکرنا چاہئے اسنے کہا کہ پھر خدا ہی کی نیاز کردو میں نے اس بات
کی توبہ کی پھر میں اسکی خاطر سے کچہہ اسپر ہاتہہ اُٹہا کر پڑھ دیا اور کہا کہ مائی لیجا اس نے کہا میاں صاحب
تم کو میں کیا کروں میں نے اسمیں سے قریب تین سیر کے نکال لئے اور باقی کچہہ مہترانی کو دئے اور اسی
میں سے کہا کہ انکو لیجا پھر وہ گلگلے ہم دونوں آدمیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائے باقی جو بچے
صبح کے ناشتہ کو رکھے وہ فجر کو کھائے پھر چار پانچ گھڑی دن چڑھے میر سید علیشاہ کو سرائے میں
بٹہلا کر میں بازار کیطرف چلا میرے پاس ایک بڑے دانوں کی صندل کی تسبیح تھی وہ مجھکو مولانا
محمد اسمعیل صاحب نے دی تھی اور اسمیں شمشے بھی لگے تھے سو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اگر اسکو کوئی مول
لیوے تو بیچ ڈالواں کوئی چہوٹے دانوں کی اور لوں اور آج شیخ عبد سمیع سے بہی ملتا آؤں
اسمیں جو میں کچہہ دور آگے چلا تو کیا دیکہتا ہوں کہ شیخ عبد السمیع ایک تلوار بغل میں ڈالے ہوئے سامنے
چلے آتے ہیں میں نے جاکر سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور پوچہا بھائی دین محمد کہاں سے آتے ہو
اور کہاں جاتے ہو میں نے کہا کہ حضرت آپ ہی کی ملاقات کو جاتا تھا اونہوں نے کہا کہ ہماری ملاقات

Marfat.com

کو تو نہیں کہیہ اور کام کو جاتے ہو میں نے کہا کہ ہاں اور بھی کام تہا اور آپ کی ملاقات کا بھی
ارادہ تھا بعد اُسکے انہوں نے اپنی جیب سے ایک تسبیح نکالکر میرے سامنے کی اور فرمایا کہ اگر تم
کو یہ پسند ہے تو حاضر ہے اور اسکے خریدار نے حضرت ضیاء الدین صاحب کی تسبیح کے ہیں
میں نے وہ تسبیح لے لی انہوں نے کہا کہ اب وہ تسبیح اپنی مجھکو عنایت کردو میں نے اپنی تسبیح
اونکو دی پھر پوچھا کہ حال اپنا تو بیان کرو کہاں گئے تھے میں نے وہ تمام حال اول سے آخر تک
بیان کیا کہ حضرت نے ایک بہٹی لیا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے کہا کہ تو بھی چل اُسنے نہ مانا
پھر اُسکو لیکر نماز ظہر کے وقت حضرت کے پاس گئے انکو ایک جگہ بٹہا دیا ہم نے جماعت
میں نماز پڑھی چند نماز کے پھر لوگ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے وہ وہاں کا مجمع دیکھکر
گھبرائے کہ میرا گذر یہاں کیونکر ہوگا میں نے انکو تسلی دی کہ گھبراؤ مت یہاں بیٹھے رہو پھر
میں حضرت کے پاس گیا اور کہا ایک تو آیا ہے آپنے بلا کر اپنے پاس بٹہلایا اور اس سے
کیا تم بھی مرید ہوا اور جو ہم سے کہیں وہ کہتے جاؤ جب مرید کر چکے میاں عبداللہ سے
کہا کہ تم زنکو لیجاکر توجہ دو میاں عبداللہ نے میرے کان میں کہا کہ میں تو توجہ نہ دونگا
تم جاکر دو میں نے حضرت سے اجازت چاہی آپنے فرمایا اچھا تم ہی دو پھر اس نے

Marfat.com

انکو توجہ دیا چھیوں لطایف اونکے اوسیوقت جاری ہوگئے پھر میں انکو حضرت کے پاس لیگیا آپنے ان سے
پوچھا کہ بیان کرو کیا تم کو معلوم ہوا انہوں نے تمام حال جو کہ تھا اظہار کیا حضرت نے فرمایا کہ تم
ہمارے ساتھہ رہا کرو اللہ تعالےٰ تمکو بہت فایدہ دیگا اور پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے انہوں نے
کہا کہ نام میرا حسینی ہے حضرت نے ان کا نام ہدایت اللہ رکھا پھر دوسرے روز حاجی پیر محمد
کو سپرد کیا وہ اسی شہر کے باشندہ تھے وہ انکو توجہ دیا کئے پھر وہ میاں ہدایت اللہ ہمیشہ
حضرت کیساتھہ رہے جج کو بھی تشریف لیگئے جہاد کو بھی بالاکوٹ کی لڑائی تک رہے ایک بار حضرت
نے سنجھار سے مجھکو ہندوستان کیطرف بھیجا میاں ہدایت اللہ نے کچھہ اپنے بھائی کیواسطے
میرے ہاتھہ خرچ بھیجا انکا نام الٰہی تھا جب بریلی میں انکے پاس گیا تو دیکھا نابینا ہوگئے ہیں میں نے
وہ خرچ انکو دیدیا اور پوچھا کہ یہ حال تمہارا کب سے ہوا انہوں نے کہا کہ مجھکو ہیضہ ہوا تھا
قے کرتے کرتے بالکل اندھا ہوگیا سوا اسکے اور کوئی مرض نہ ہوا پھر جب میں ہندوستان
سے پھر کر حضرت کے پاس گیا اور میاں ہدایت اللہ سے انکے بھائی کا حال بیان کیا انکو بڑا
رنج و افسوس ہوا اکثر حضرت سے کہتے تھے کہ آپ میرے بھائی کی آنکھوں کیواسطے دعا کریں
ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میاں ہدایت اللہ تم اپنے بھائی کیواسطے دعا کو بہت کہتے

Marfat.com

ہو اب ہم اونکے واسطے دعا کرس گے پھر آپنے دعا کی اور فرمایا کہ انشا اللہ تعالے ایکی بار جو کوی جاویگا
تو اُنکو اسی طور پہ جیسے کوئی تھے بنیا ہا ویگا پھر ایک بار حضرت نے مجھکو بھیجا یورپ کی طرف پھر میاں
ہادایت اللہ نے کچھ خرچ میرے ہاتھ بھیجا دوسرا کر جو میں نے جا کر دیکھا کہ اچھے تندرست بیٹھے ہیں دور سے
مجھکو دیکھکر سلام علیک کیا میں نے جواب دیا اور اُنھوں کا حال پوچھا کہ کیونکر اچھی ہوگئیں اُنھوں
نے کہا بھاصاحب۔ خدا کی قدرت ہے اون کیطرح ایک سال بھی مجھکو ہیضہ ہوا تے کرتے کرتے آنکھیں
کھل گئیں جو کچھ اُنکے بھائی ہدایت اللہ نے میرے ہاتھوں خرچ پہنچا تھا میں نے اُنکو حوالہ کیا
پھر حج کو وہ لنے اپنا رستہ لیا ہندوستان لوٹکر جب بخارا کو گیا یہ حال میاں ہدایت اللہ
کو بیان کیا وہ سنکر بہت شکر الہی بجا لائے اور حضرت امیر المؤمنین سید العابدین سے
کہا کہ اللہ تعالے نے آپکی دعا سے میرے بھائی کی آنکھیں روشن کردیں حضرت یہ بات سنکر
بہت خوش ہوئے یہ تو حال تمام ہوا اب باقی حال بریلی کا بیان کرتا ہوں پھر ایک روز
بریلی کے ایک نواب اونکا نام مجھکو یاد نہیں حضرت کے پاس جامع مسجد میں واسطے ملاقات کے
تشریف لائے اور حضرت کو گاڑی پر سوار کر کے اپنے اپنے مکان کو لیچلے راہ میں حضرت نے
نواب ممدوح سے فرمایا ماشاء اللہ آپکی گاڑی کے بیل بہت خوب ہیں انہوں نے عرض کی،

Marfat.com

کہ ہاں خوب تو ہیں مگر بائیں طرف کا بیل چلنے میں مُہا ہے داہنے بیل کی برابر نہیں چلسکتا جب
مشکل صورت میں برابر ہے اگر ولیسا ہی تیز روی میں ہوتا تو کیا اچھا تھا حضرت نے
فرمایا دونوں بیل اچھے ہیں نواب صاحب نے فرمایا آپ دعا کریں اللہ تعالےٰ ایسا ہی
کردے حضرت نے کہا کہ اچھا ہم دعا کرینگے انشا اللہ تعالےٰ آپ دو ہی تین روز
رہ کر میں معلوم کرینگے کہ دونوں بیل تاب و طاقت اور چابکی چالاکی میں برابر ہیں
پھر جب حضرت انکے مکان پر جاکر دوانخانہ میں بیٹھے وہاں سے چند قبریں سامنے
نظر پڑیں اسوقت حضرت نے پوچھا یہ قبریں کسکی ہیں نواب صاحب نے کہا کہ ہمارے
گھرانے کے لوگ اسی جگہ مدفون ہیں آپ وہاں چلکر ان کے واسطے دعا کریں حضرت نے
فرمایا بہت خوب مگر آج نہیں کل کسی وقت ہمارے پاس آنا تو پہلے شہر کے گورستان
میں جاکر وہاں کے غبار کیواسطے دعا کریں پھر یہاں آکر انکے واسطے بھی دعا کرینگے نواب صاحب
سُنکر اس بات پر راضی ہوئے پھر رات کو بعد تناول طعام کے نواب صاحب کے تمام
اہل و عیال نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی پھر حضرت وہاں سے جامع مسجد میں
تشریف لائے پھر جب تو نواب صاحب تشریف نہیں لائے مگر دوسرے دن وہی گاڑی بیل ہمراہ

Marfat.com

لیکر ایک پینس میں سوار ہو کر آئے اور حضرت سے کہا کہ آپ پینس میں سوار ہوں میں
گاڑی میں چلوں گا حضرت نے فرمایا کہا انکو رخصت کر دو پینس لے جائیں کچھ ضرورت نہیں
ہم تم دونوں گاڑی ہی پر سوار ہو کر چلیں کچھ تمہارے بیلوں کو دیکھیں کہ کسطرح چلتے ہیں نواب
صاحب نے کہا کہ حضرت آپکی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بیل اچھا کر دیا سب ہٹھا پن
دور ہو گیا مجھکو معلوم ہے کچھ حاجت امتحان کی نہیں آپ پینس میں سوار ہوں میں گاڑی پر
بیٹھوں گا حضرت نے کسی طور نہ مانا آخر الامر دونوں صاحب گاڑی ہی پر سوار ہو کر چلے لوگوں نے
جو دیکھا تو دونوں بیل برابر چلتے تھے نئی کی تیز روی میں فرق نہ تھا حضرت شہر کے مقابر
میں تشریف لیگئے اور دیر تک وہاں دعا میں مشغول رہے پھر بعد فراغ دعا کی وہاں سے
نواب صاحب کے گھرانے کے مقابلہ میں تشریف فرما ہوئے وہاں دیر تک دعا کی پھر جامع مسجد میں آئے
رات کو کئی صاحبوں کے دو پہرو کہنے لگے کہ ہم نے جو شہر کے دونوں مقابر میں دعا
کی سو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے قبول فرمائی اور ہر ایک پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور حکایت
اسی شہر بریلی کی یہ ہے کہ ایک روز حضرت امیر المؤمنین سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ
وہاں کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے اس عرصہ میں وقت ظہر کا آیا لوگ تیاری نماز کی کرنے لگے

Marfat.com

حضرت نے فرمایا کہ اس مسجد کا امام کون ہے کہ آکر نماز پڑھاوے لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت
امام تو اس مسجد کا کوئی مقرر نہیں ہے آپ ہی امامت کیجئے آپنے فرمایا کہ اس کا کیا
سبب ہے جو یہاں کوئی امام نہیں لوگوں نے کہا کہ ہمکو تو سبب اس کا معلوم نہیں
مگر یہاں کا یہی حال ہے کہ جب نمازی لوگ جمع ہوتے ہیں تو انہیں میں سے کوئی امامت
کر دیتا ہے ایک طالب علم نوجوان احمد علی نام اسی مسجد میں رہا کرتا تھا حضرت نے فرمایا
اگر سب مسلمان بھائی راضی ہوں تو ہم انکو اس مسجد کا امام کریں یہی اس مسجد میں نماز
پڑھایا کریں لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بہت بہتر ہم سب راضی ہیں مگر یہ صاحب
مجرد ہیں شادی نہیں کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ بھائی احمد علی نکاح کرو خدا چاہیگا
تمہارے دو بیٹے ہوں گے اور انمیں سے ایک روبرو ہی امامت کیا کریگا یہ بات سنکر
کسی نے کہا کہ حضرت انکی تو ابھی شادی نہیں ہوئی آپنے ان کے بیٹے تک بھی امامت
بنا دیا کیا اس بات کا آپکو الہام ہوا یا نہ ہوا اللہ تعالے سے امید ہے کہ یہ معاملہ یونہی
ہوگا الغرض حضرت نے انکو اس مسجد کا امام مقرر کیا اوس دن سے وہ نماز پڑھانے لگے
پھر بعد کچھ دنوں کے کہیں نکاح بھی کیا اور قدرت الہی سے دو بیٹے بھی ہوئے ایک بیٹے کی خبر

Marfat.com

رائے بریلی میں حضرت سید المجاہدین کو بھی پہنچی تہی بانس بریلی میں حضرت کے مریدوں میں
ایک شیخ عظمت علی رہتے تھے اونکو حضرت نے خط لکہا تہا اسکے جواب میں شیخ صاحب
ممدوح نے میاں احمد علی کے بیٹے کا حال بہی لکہا تہا اور دوسرے بیٹے کا حال بہی اسی طور معلوم
ہوا کہ جن دنوں رائے دانارام مقید تہا میاں احمد علی دوسرے بیٹے کو ہمراہ لیکر بلدۂ ٹونک
میں آئے تھے چنانچہ حضور پرنور نواب وزیر الدولہ بہادر دام اقبالہٗ سے ملاقات کی تھی اور
سید عبدالرحمٰن صاحب اور سید زین المجاہدین صاحب سے بہی ملے تھے اونسے حال مفصل معلوم
ہوا کہ بڑے بیٹے اپنے کو جامع مسجد میں واسطے امامت کے چہوڑ آئے اور چہوٹے بیٹے کو
یہاں ساتہہ لائے اور ایک حکایت اوسی شہر بریلی کی یہ ہے کہ ایک روز بریلی کے ایک نواب
کے یہاں حضرت سید المجاہدین تشریف فرما ہوئے نواب صاحب ممدوح نے اپنے خدمت گاروں سے
فرمایا کہ حضرت کے لوگوں کو شربت پلاؤ وہ خدمت گار گلاب سے معطر کرکے شربت پلانے
لگے اور حضرت کیواسطے خود نواب صاحب موصوف پیالہ شربت سے بھر کر لائے اور ایک
جدا شیشہ گلاب کا منگوا کر اوسی شربت کو معطر کرکے حضرت کو پلایا بعد پینے
شربت کے حضرت نے فرمایا نواب بہائی یہ شیشہ گلاب کا بحفاظت کہیں رکہو اور یہ

Marfat.com

تمہارے بڑے کام آویگا اونہوں نے عرض کی حضرت وہ کونسا بڑا کام ہے جسمیں یہ
گلاب صرف ہوگا حضرت نے فرمایا خدانخواستہ شاید کبھی ہیضے کی بیماری شہر میں آوے
اس گلاب میں سے جس کو دوگے اوسکو اللہ تعالے شفاء کامل عطا فرمائیگا یہ بات سنکر
نواب صاحب موصوف نے وہ بستہ گلاب کا اپنے آدمی کے سپرد کردیا کہ خبردار اسمیں سے
گلاب ضیع ہونے پاوے پھر حضرت کی مہمانداری میں مشغول ہوئے الغرض جب حضرت
سید مجاہدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے اپنے شہر کو تشریف فرما ہوئے بعد گذرنے چند روز کے
شہر بانس بریلی میں اس زور شور کا ہیضہ شروع ہوا کہ خدا کی پناہ جسکو ہوا وہ ہوا
کوئی شاذ و نادر اپنی قسمت سے بچا ہوگا خود نواب صاحب ممدوح کے یہاں چار پانچ آدمیوں کو ہوا
مگر فوراً ہی گلاب تھوڑا تھوڑا پلا دیا اللہ تعالے نے شفاء کلی عنایت کی اور باقی گلاب اسمیں سے
اور شہر کے بیماروں کو جس کو دیا فضل الٰہی سے وہ جیا مگر یہاں اس کا حال ہمکو کونکر
معلوم ہوا کہ بانس بریلی میں وبا ہیضہ کی آئی اور اس گلاب سے لوگوں نے شفاء
پائی جب حضرت سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے اپنے شہر کو تشریف لیگئے بعد دو
ڈھائی مہینے کے بانس بریلی کا قاصد لوگوں کے خطوط لیکر حضرت کی خدمت بابرکت میں

Marfat.com

گیا ان خطوں میں نواب ممدوح کا بہی ایک خط تہا اسمیں وہ حال لکہا تہا پہر حضرت سید المجاہدین
کئی روز کے بعد بانس بریلی سے اپنے وطن رائے بریلی کو روانہ ہوئے راہ میں کئی
جگہہ کچہہ کچہہ حالات گزرے مگر وہ تمام و کمال یاد نہیں ہیں اس سبب سے انکا لکہنا
اس کتاب میں موقوف رکہا الغرض ماہ رمضان المبارک کی چاند رات کو حضرت
مع الخیر ساتہہ تمام رفقاء کے جاتے جاتے اپنے شہر رائے بریلی میں داخل ہوئے فجر کو
سب نے روزہ رکہا بعد سات آٹہہ روز کے حضرت نے مجمع عام میں فرمایا کہ یارو یہ ماہ
مبارک رمضان کا ہے جناب الہی میں دعا اور مناجات کیا کرو اور انشا اللہ تعالے
اب کے اس مہینے کی ستائیسویں شبکو لیلتہ القدر ہوگی ایک بات ہم تم صاحبوں سے کہینگے وہ بات
بڑی فائدے کی ہے مگر وہ بات حضرت نے اسوقت نہ فرمائی اوسکے دوسرے روز بعد ادائے نماز فجر
کے مسجد کی چہت پر جا بیٹہے اور اپنے آدمی سے آٹھ شخصونکو بلوایا ایک ایمنس میں بھی تھا
اور دوسرے مولوی یوسف صاحب اور تیسرے میاں عبداللہ آپکے خادم اور چوتھے
میاں عبدالحکیم صاحب اور پانچویں حاجی یوسف صاحب اور چھٹے حاجی احمد جنکو لوگ یوں ہی حاجی کہتے
تھے اور دو شخصوں کا نام یاد نہیں الغرض جب یہ سب حضرت کے پاس حاضر ہوئے تب فرمایا

Marfat.com

کہ اللہ تعالےٰ نے مجکو آگاہ کردیا ہے کہ اس مسجد میں ایک جگہ اجابت دعا کی ہے
سو وہاں جو کوئی دعا کریگا انشا اللہ مقبول ہوگی مگر اسوقت اس جگہ کا مفصل
نشان وپتہ نہ بتایا لیکن یہہ کہا کہ آج میں بعد فرض ظہر کے اس جگہ دو رکعت سنت
پڑھونگا تم معلوم کرلینا کہ وہی جگہ ہے مگر ہرگز کسی کو اطلاع نکرنا پھر بعد نماز ظہر کے آپنے دو
رکعت سنت اوسی جگہ پڑھی ہم اٹھوں شخصوں نے جانا کہ یہی اجابت کی جگہ ہے پھر جب مغرب کی
ستائیسویں رات آئی آپنے بعد فراغ نماز تراویح کے فرمایا کہ حاجیو آج لیلۃ القدر ہے جسکو
سزا ہوا بھی سو رہے بعد آدھی رات کے ہوشیار کئے سے بیدار رہے مگر مارے خوشی کے
اس رات میں کسی کو نیند نہیں آئی سب کے سب لوگ جگتے رہے قریب پہر یا سوا پہر کے اسوقت
رات باقی ہوگی کہ اکثر لوگونکو ایک نور طلوع صبح صادق کا سا معلوم ہوا اور وہ نور دیر تک
رہا کسی نے ایک لحظہ دیکھا کسی نے دو لحظہ کسی نے پاؤ گھڑی کسی نے زیادہ لوگوں نے معلوم کیا
کہ نور لیلۃ القدر کا ہے سب ملکر دعا کرنے میں مشغول ہوئے اسمیں بعضے لوگوں نے
رونے لگے حضرت نے فرمایا کہ یہ وقت رونے کا نہیں دعا کا ہے دعا کرو پھر وہ نور کچھ
دیر میں غایب ہوگیا یہ حال اس رات کا تمام ہوا بعد القضا ماہ رمضان المبارک

Marfat.com

کے ماہ شوال میں ایک روز حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ
دین محمد تو یہاں سے جا کر بلدہ لکھنؤ میں فقر محمد خاں رسالہ دار کے رسالہ میں چند مدت
نوکری کر لے میں نے عرض کی بہت خوب لیکن میں اکیلا تو نہ جاؤنگا کوئی اور بھی میرے
ساتھ کر دیجئے تو البتہ جاؤنگا حضرت نے محمد حسن کو جو اب یہاں رجسٹ میں رہتے ہیں
میرے ہمراہ کر دیا میں وہاں سے دو گھوڑیاں لیکر روانہ لکھنؤ ہوا اور فقر محمد خاں بہادر سے
ملاقات ہوئی خاں صاحب ممدوح بہت تعظیم و تواضع سے پیش آئے اور حضرت امیر المومنین
کا حال پوچھا میں نے بیان کیا کہ فضل الٰہی سے بخیر و عافیت ہیں اور میرے حاضر دن حاضر
اپنی طویلے میں بندھوائے اور ان کا دانہ گھاس اپنی سرکار سے مقرر کیا اور مجھکو
اور محمد حسن کو اپنے مکان میں اتارا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا ایک گھوڑا
دو روپے روز کا نوکر کروا دونگا اور گھوڑیاں ہماری سرکار میں نوکر ہیں میں نے
کہا کہ گھوڑیاں میں نوکری کیواسطے نہیں لایا ہوں پھر کئی روز کے بعد میرا چہرہ لکھوایا
مگر صاد نہ ہوا فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اب آج کل صاد بھی ہو جائیگا اور خانصاحب
بہادر کا یہ حال تھا کہ میری خاطرداری کھلانے پلانے سے کمال کرتے تھے جیسا کہ حق دوستی کا ہوتا ہے

Marfat.com

مگر آپ ہر روز وقت صبح صادق سے نواب معتمد الدولہ کے دربار کو جاتے اور آدھی رات کو آتے
مجھسے ملاقات کم ہوتی کوئی پندرہ بیس روز میں وہاں رہا لیکن ہنوز چہرہ کی فرد پر صادقہ ہوا
ہر روز امروز فردا پر ٹالتے رہے میری طبیعت نہایت تنگ ہوئی ایک روز خانصاحب بہادر
تو موافق معمول اپنے کے دربار کو گئے تھے حافظ نجو خاں صاحب بہادر کے اصطبل کی داروغہ
تھے اونسے کہا میں نے کہ میاں صاد ہوتے میں درنگ ہوتی ہے اور میری طبیعت گھبراتی ہے یہ دونوں
گھوڑیاں میں خانصاحب بہادر کو دئے جاتا ہوں اور اپنے دونوں گھوڑے قندہاریوں کی
چھاؤنی میں لے جاتا ہوں خانصاحب بہادر میرے بلانے کیواسطے کسی کو نہ بھیجیں
اب میں نہ آؤنگا مجھکو نوکری منظور نہیں یہاں تک اگر خانصاحب بہادر آپ تشریف لائینگے
تو بھی نہ آؤنگا انہوں نے کہا کیوں خیر تو ہے آپ کسواسطے گھبراتے ہیں یہاں تو
لوگ مہینوں امیدوار رہتے ہیں آپ تو پندرہ ہی روز میں گھر آگئے آپ رئیسے آج کل میں
بے شبہ فرد پر صاد ہو جائیگا میں نے کہا داروغہ صاحب اب کہاں سے میرا دل برداشتہ ہوا
میں نوکری سے باز آیا پھر میں اور محمد حسن دونوں گھوڑے لیکر قندہاریوں کی چھاؤنی
میں گئے وہاں سید احمد علی صاحب سید زین العابدین کے والد اور سید محمد صاحب۔

Marfat.com

سید عبد الجلیل صاحب کے والد تھے اُنکے پاس اُترا اور پندرہ سولہ روز رہنے کا وہاں اتفاق
پڑا اس مدت میں سید محمد صاحب نے کئی بار مجھسے ازروے طنز کے پوچھا کہ دین قدیم جو اکثر
وظیفہ پڑہا کرتے ہو اور مراقبہ کیا کرتے ہو تمہارے پیر مرشد محمد سید احمد صاحب نے تمکو کیا
بتایا ہے بیان کرو میں سنکر خاموش رہا بزرگ سمجھکر کچھ جواب نہ دیا جب بار بار
لگاتار انہوں نے اسی بات کی تکرار کی تب ایک روز میں نے کہا کہ میرے پیر مرشد خدا کی راہ بتاتے
ہیں اور کیا بتاتے ہیں وہ یہ بات سنکر چپ ہو رہے پھر میں نے یہ نیت کرکے مراقبہ
کیا کہ الہی یہ سید مجھکو ہر روز چھیڑتے ہیں کچھ ایسا حال مجھپر ظاہر کردے کہ میں انسے
بیان کروں تاکہ پھر مجھکو نہ چھیڑیں پھر مجھکو مراقبہ میں معلوم ہوا کہ ایک بزرگ
نورانی شکل عمامہ سر پر باندھے میرے پاس آئے اور فرمایا کہ دین محمد تو غمگین
نہ ہو سید محمد صاحب سے کہدے کہ تم جو یہاں نوکری کی اُمیدواری میں انشاء اللہ تعالے
سال بھر تک تو کچھ نہیں ہونیکا چاہو یہاں رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بعد اسکے
انشاء اللہ روپیہ روزے کی آسامی ہوگی سو کی تب بھی نہ ہوگی اور اونہیں بزرگ نے میرا
مونڈھا پکڑکے ہلا دیا میں ہوش میں آگیا اور اُلٹہ کھڑا ہوا تقدیر الہی سے سید محمد صاحب پھر

Marfat.com

مجھسے وہی سوال کیا کہ تمکو تمہارے پیر مرشد کیا بتایا کرتے ہیں کچھ ہم سے بھی بیان کرو
میں نے کہا سید صاحب بیان یہ ہے کہ آپ یہاں اتنے روز رہنے سے فائدہ لوگوں کی
کوشش و تلاش میں ہیں ایک برس تو کچھ نہیں ہونیکا بعد ایک برس کے اس شغل کا
آسان ہوگا تب بھی ہوگی نہ ہوگی بہتر یہ ہے کہ اب آپ اپنے مکان کو تشریف
لے جائیں آپ اس بات کو میری یاد رکھیں وہ سنکر ہنسے اور کہا کہ راجہ کشن
وکیل کے پاس میری قرد ہے سو انشاء اللہ تعالے سو روپے کی آسامی پر دستخط ہونے
والا ہے میں نے کہا خیر یہ بھی دیکھ لینا اس اثنا میں سید احمد علی صاحب وہاں تشریف
لائے اور کہا سید محمد صاحب دین محمد سے کیا نے فائدہ محبت کرنے ہو یہ بات بہتر نہیں
اسمیں آپ ہی کا نقصان ہے یہہ گفتگو موقوف کردو اور یہی حال وہاں قصبہ رائے بریلی
میں حضرت سید المجاہدین رح نے حضرت مولانا عبد الحی صاحب سے کہا کہ مجھکو ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ دین محمد اور سید محمد صاحب کسی امر میں گفتگو ہوگی ہے سو سید محمد صاحب نے
کچھ پوچھا نہ کیا اسمیں انہیں کا نقصان ہوگا مولانا صاحب موصوف نے پوچھا کہ کس امر میں
گفتگو ہوئی آپنے فرمایا دین محمد آویگا ابھی بیان کریگا پھر وہاں لکھنؤ میں میں نے

Marfat.com

دونوں گھوڑے اپنے بیچ ڈالے ایک ڈھائی سو روپے کا اور دوسرا نے پودہ سو روپے کا اور ایک ٹٹو پچیس روپے کا مول لیا اور اسپر سوار ہو کر محمد حسن کو ساتھ لیا میں وہاں سے قصبہ رائے بریلی کو روانہ ہوا اور وہ دونوں گھوڑونکی قیمت کے روپے جا کر حضرت کے آگے دھرے آپنے پوچھا یہ کیسے روپے ہیں میں نے کہا کہ میرے دونوں گھوڑونکی قیمت کے روپے ہیں اور اول سے آخر تک جو کچھ لکھنؤ میں حال گذرا تھا سب بیان کیا میں نے اور جو کچھ مجھسے اور سید محمد صاحب سے گفتگو ہوئی تھی اوس کا بھی حال بیان کیا حضرت نے مولانا عبدالحی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ یہ وہی بات ہے جو ہم نے تم سے کئی دن پیشتر دین محمد کے آنے سے کہی تھی پھر میں اُسکے دوسرے دن وہیں سے سٹی ندی کے گھاٹ پر وضو کرنے گیا تھا جب وہاں سے اوٹھا مولانا عبدالحی صاحب میرے پاس آئے اور مجھسے کہنے لگے کہ جو کچھ سید محمد صاحب نے لکھنؤ میں تم سے چھیڑ چھاڑ کیا تھا تمہارے آنے سے پہلے حضرت نے مجھسے فرمایا تھا کہ وہاں لکھنؤ میں دین محمد صاحب کے درمیان ایسی ایسی گفتگو ہوئی ہے میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے پھر ایک روز حضرت نے مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ سید محمد صاحب کو میری طرف سے ایک خط لکھکر بھیجو کہ خط کو دیکھتے ہی چند روز کیواسطے آپ وہاں سے یہاں تشریف لائیں کچھ کام ضرور ہے پھر مولانا صاحب نے موافق فرمانے

Marfat.com

حضرت کے خط بہیجا کئی روز میں سید محمد صاحب تشریف لائے اور حضرت سے ملے اسروز حضرت نے
سوا خیر و عافیت کے اور کچہہ ذکر نہیں کیا دوسرے روز حضرت خود اونکے پاس بنگلے میں جہاں وہ تھے
تشریف لیگئے دو یا تین آدمی حضرت کے ہمراہ تھے اور اسیقدر وہاں سید محمد صاحب کے پاس
تھے حضرت پہلے کچہہ اور باتیں کیا کئے پھر کہا سید محمد صاحب آپنے لکہنؤ میں کچہہ دین محمد سے
کلام کیا تہا یہ لڑکا تہا آپکی خدمت میں اسسے بے ادبی ہوئی اسکو لازم تہا ایسا نے ادبانہ
کلام کرنا اور آپ کو بھی لائق نہ تھا لڑکوں کے منہ لگنا اور اسمیں آپ ہی کا ضرر ہوا خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے مجہسے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی تیرے مخلص لوگوں سے ناحق اولجہے
گا اسکو ہرگز فلاح نہ ہوگی اور جو انکی زبان سے نکل جائیگا اللہ تعالیٰ وہی سن لیگا اسمیں آپ
کچہہ خلاف نہ جانیں انہوں نے کہا کہ آپکے مرید لوگ گویا فرشتے ہیں حضرت نے فرمایا معاذ اللہ
فرشتے کاہے کو ہیں خدا کے خاکسار گنہگار بندے ہیں ان کا خدا سے اسی طرح معاملہ ہے
یہ بات میری طرف سے کچہہ نہیں ہے اور آپ ایک سال ارادہ نوکری کا نہ کریں
کیونکہ جو کچہہ دین محمد نے کہا ہے انشاءاللہ تعالیٰ وہی ہوگا یعنی ایک سال تک نوکری
نہ ہوگی بعد سال کے جو ہوتا ہے وہ ہوگا پھر وہاں سے حضرت اپنی مسجد میں آئے آخر الامر

Marfat.com

ایک سال کئی مہینہ کے بعد وہی اسی روپیہ کی آسامی ہوئی۔ ایک روز ایام برسگال میں صبح سے شام تک بلکہ پہر رات گئے پانی برستا رہا اور ان دنوں غلہ کی بھی گرانی تھی سات آٹھ سیر گیہوں وغیرہ ملتے تھے اور حضرت سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں کچھ موجود نہ تھا کہ کھانا پکتا بعد نماز مغرب کے سید عبدالرحمن صاحب نے آکر حضرت سے اطلاعاً کہا کہ آج تو گھر میں حضرت شاہ علیم اللہ صاحب تشریف فرما ہوئے ہیں مراد انکی اس کلام سے یہ تھی کہ آج گھر میں فاقہ ہے اسواسطے کہ حضرت شاہ علیم اللہ صاحب کے وقت میں اکثر فاقہ ہوا کرتا تھا حضرت یہ بات سنکر خاموش بیٹھے رہے اسمیں کوئی پہر رات گئی عشاء کی نماز پڑھی مگر ہم لوگوں کو جو حضرت کے ہمراہ تھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے کچھ بھیجدیگا مگر ناغہ نہ کروائیگا اور ہم لوگ باہر حضرت کے ساتھ چالیس پینتالیس آدمی تھے اور اندر حضرت کے اہل و عیال و رشتہ کوئی پچیس تیس تھے تو قریب ستر پچہتر آدمیوں کے کھانے والے تھے اسی اثنا میں کوئی دیڑھ پہر رات گئی اور پانی اسی زور شور سے برستا رہا اور حضرت کی عادت شریف تھی کہ ہمیشہ عشاء کی نماز پڑھکر گھڑی آدھ گھڑی کے بعد اپنے دولتخانہ

Marfat.com

کو تشریف لیجایا کرتے تھے مگر اس شب کو نہ گئے مسجد کے در میں بیٹھے رہے اور باتیں
کیا کیے اس عرصہ میں ایک شخص اخوند خان نام کوڑی جہاں آباد کا باشندہ
رائے برملی کے حقہ دار ہمراہ وارد ہوئیں تہا حضرت کے پاس آیا اور چار روپے
نذر کیے اور کہا کہ مجھکو اسوقت خبر ہوئی کہ آج حضرت کے یہاں کھانے کا سامان
موجود نہیں ہے حضرت لینے سے ہرچند انکار کیا کہ ساتھ اہل وعیال والے ہو
یہ تمہارے ایک مہینہ کا خرچ ہے مگر خان موصوف نے نہ مانا آخر کار ناچار ہو کر
حضرت نے وہ روپئے لئے اور ہم کو دے اور فرمایا کہ اس وقت جاکر چنے لاؤ
اور گوشت پکا کر کھلاؤ اکثر صاحبوں نے کہا کہ اسوقت پانی برسنے میں تکلیف کرنی
کیا ضرور رات بہت گئی ہے صبح کو جو کچھ ہوگا ہو رہیگا آپ نے فرمایا یہ کوئی بات
نہیں ہم فقیر لوگ ہیں ہمارا امین کوئی وقت نہیں جسوقت اللہ تعالے نے ہم کو دیا
وہی ہمارا وقت ہے رات ہو خواہ دن پھر میں اور میاں عبداللہ دو آدمی شہر
کو چلے راہ میں دو نالی کمر کمر چیاتی چیاتی اترنی پڑی آخر کار اپنے مولوی کو
جاکر پکارا اسنے اٹھکر دروازہ روشن کیا ہم نے چھوہارے کھچڑی تلوائی

Marfat.com

اور ان دونوں آدمیوں کے سر پر دھر کر لائے اور ایک دیگ میں وہ سب کھچڑی پکوائی
اور اندر و باہر سب لوگوں کو حصے لگا کر تقسیم کرے حضرت نے فرمایا ہمارا حصہ
رہنے دو ہم بعد نماز اشراق کے کھاویں گے اسوقت پہر یا سوا پہر رات
باقی ہوگی کسی نے کہا کہ نماز تہجد پڑھی اور کسی نے نماز تہجد پڑھکر کھانا کھایا پھر
بعد نماز اشراق کے حضرت نے اپنا حصہ منگوا کر تناول فرمایا ۔ اسی موسم پرتگال
میں جسکا اگلی حکایت میں بیان ہو چکا ایک روز کمال زور شور سے پانی برس رہا
تھا اور بادل بھی گرج رہا تہا بجلی بھی چمکتی تھی بعد نماز مغرب کے سید عبدالرحمن صاحب
نے آکر حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت آج کھانے
کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کسواسطے کہ گھر میں کچہہ نقد جنس موجود نہیں ہے
حضرت نے یہ بات سنکر فرمایا کہ اللہ کو یاد کرو اسکے یہاں سب کچہہ موجود ہے
پھر کچہہ دیر میں سب نے ملکر نماز عشا پڑھی بعد نماز کے اس رات کو بھی حضرت اپنے
دولتخانہ کو تشریف نہیں لیگئے مسجد ہی میں بیٹھے باتیں کیا کئے اور سٹی ندی مسجد کی
جڑ میں آکر لگی تھی اس عرصہ میں رات پہر سے زیادہ بگوئی کہ ایک شخص نے ندی کے

Marfat.com

پارسے آواز دی کہ مجھکو اتار لو ایک شخص عبدالرحیم نام کاندی کے رہنے والے تھے
انہوں نے کہا کہ اسوقت پانی برستا ہے تجکو کون اتارے اسی طرف کہیں سورہ جمع
اوتارینگے حضرت نے پوچھا عبدالرحیم کسسے باتیں کرتے ہیں کسنے کہا کہ کوئی آدمی ندی
پارسے پکارتا ہے کہ مجھکو اتار دو اس سے عبدالرحیم کہتے ہیں کہ اسوقت کون اتارے
وہیں کہیں سورہو حضرت نے فرمایا کہ جلد اسوقت دوڑ لگاؤ اور اسکو اتار دو ہم یہاں
آپ اسی کا انتظار کرتے تھے وہ آدمی اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے یہ بات سنکر شیخ لطافت
اور ایک یا دو آدمی دوڑ لگا لیگئے اور اسکو اتار لائے وہ شخص مسجد میں حضرت کے
پاس آیا آپنے فرمایا اسکے بھیگے ہوئے کپڑے اوتار کر اور کپڑے دو کسنے پائجامہ دیا
کسنے لونگا کرتہ چادر اور ایک نے کمبل دیا بارضائی وہ اوڑھکر مسجد کے کونے میں
بیٹھا جب گھڑی آدہ گھڑی میں وہ گرم ہوا تب اسنے ایک پانسو روپیہ کی ہنڈوی
کا کاغذ حضرت کو دیا اور کہا کہ کوڑی جہانآباد کے نواب نے آپکو بھیجا ہے
آپنے وہ کاغذ لیکر رکھ لیا پھر تھوڑی دیر بعد اس سے پوچھا کہ تمہارے نواب صاحب نے کچھ اور
بھی کہا نہیں اسنے کہا ہاں حضرت میں اسوقت مارے جاڑے کے بھوکا لگیا تھا اور اپنے

Marfat.com

کپڑے سے کھولکر پانچ روپے حضرت کو دئے اور کہا یہ بھی نواب صاحب نے آپکو دئے ہیں
حضرت نے فرمایا بس یہی بات تھی اور وہ روپے مجھکو دئے کہ جلد اسکی کھچڑی لاؤ
اور پکا کر سبکو کھلاؤ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم نے عرض کی کہ حضرت یہ کھچڑی
تو لاؤ ینگے مگر بے ایندھن کیونکر پکاویں گے آپ سنکر یک لحظہ خاموش ہو رہے پھر فرمایا
مولانا صاحب ممدوح سے کہ آپ آدمی ندی کے پار جاویں اور باغ سے آم کا تنا کاٹے
لاویں اور وہی چیر کر جلایا جاوے انہوں نے کہا بغیر سوکھے کیوں کر چلیگی آپ نے
فرمایا گیلی لکڑیاں سوکھی لکڑیوں سے زیادہ جلینگی اور فرمایا جب تک کھچڑی لاویں تب
تک تم باغ سے لکڑیاں لاکر دیگ کے نیچے جلا دو آخر الامر ہم چار آدمی جا کر
کھچڑی لائے یہاں تک کہ نیچے آگ ہو رہی تھی کھچڑی دھو کر دیگ میں ڈالدی
اور آنچ کرنیلگے وہ تر لکڑیاں مانند خشک کے جلتی تھیں پھر جب کھچڑی دم ہو گئی
نکال کر سب کے حصے تقسیم کر دئے اور حضرت کا حصہ رکھدیا نماز تہجد کیوقت سب نے
کھانا کھایا پھر صبح کو حضرت نے اپنا حصہ طلب فرمایا ہم نے لاکر حاضر کیا آپ کھانے
لگے اور فرمانے لگے کہ آج سے ہماری طرف سے اجازت ہے کہ باغ سے لکڑیاں کاٹ

Marfat.com

کر جلا یا کرو تر ہوں یا خشک اور وہاں ایک نیم کا درخت آپکے سامنے تہا اسکی طرف
اشارہ کرکے فرمایا اگر اس نیم کی پتیاں ہمارا کھانا پکانے کو جلاؤگے کہ مانند سوکھی
لکڑیوں کے جلیں گی پھر ہم اسی روز سے لکڑیوں کے گٹھے کم خریدتے تھے اسی باغ
سے آموں کے تنے کاٹ لاتے تھے اور چیر کر اسیوقت جلاتے تھے اور اس حال کے دیکھنے والے
اب بھی یہاں ٹونک کے قافلہ میں لوگ موجود ہیں چنانچہ عبدالقیوم و محمد حسن پسر عبدالرحمن
صاحب وغیرہ ہیں جس کو کچھ شبہ ہو ان صاحبوں سے دریافت کرلے ۔
حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ ایک رات مسجد کے خارج صحن کی دیوار کے
در میں جو سٹی ندی کے طرف ہے بیٹھے تھے اور کوئی چالیس پچاس آدمی ہم سب حاضر
تھے اتفاقاً کچھ جنات اور شیاطین کا ذکر ہونے لگا حضرت نے مولانا عبدالحئی
صاحب مرحوم سے کہا کہ ہمارا بھی اکثر جنوں سے معاملہ رہتا ہے اور اس تکئے کے
گرد اور اس ندی کے پار بھی بہت جن اور شیاطین رہتے ہیں اور کیا آپنے کبھی
انکا تماشہ نہیں دیکھا مولانا صاحب ممدوح نے کہا کہ حضرت میں نے تو کبھی
نہیں دیکھا حضرت خاموش ہو رہے اس عرصہ میں مولانا صاحب موصوف

Marfat.com

اٹھنے لگے حضرت نے فرمایا ابھی آپ کچھ دیر اور بیٹھیں وہ بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے ستی
ندی کے پار کیا دیکھتے ہیں کہ جابجا آگ کے شعلے اٹھنے لگے جیسے کوئی ایک دوسرے
پر پھینکتا ہے اور کسی جگہ انار سا چھوٹتا ہے اور اسکی روشنی میں ان لوگوں کے جسم
بھی معلوم ہوتے تھے اور ہم سب دیکھتے تھے اور یہ حال کم وبیش کوئی آدھ گھڑی رہا
پھر غائب ہوگیا تب حضرت نے مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ آپنے جنوں کا
سیر وتماشہ دیکھا انہوں نے کہا کہ ہاں حضرت دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ جب
میں آپ جب جنوں کی بابت کرتے تھے اسوقت ایک شخص الکن سے میرے پاس
موجود تھا اسنے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنے لوگوں کا سیر وتماشہ دکھادیں
میں نے اس سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ سو اس سبب سے اسوقت یہ تماشا دیکھنے میں آیا جب
سال حضرت امام المجاہدین امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے
آموں کی فصل تھی اور حضرت کے بزرگوں کے کئی باغ تھے انمیں سے موافق حصے کے چند درخت
حضرت کے بھی تھے بایں سبب اس سال حضرت کے جدی بھائیوں نے آپسمیں مشورہ کرکے کہا کہ ہم لوگ
ان باغوں کے ہر سال آم کھایا کرتے ہیں اور آپ بہت برسوں کے بعد یہاں تشریف فرما ہوئے

Marfat.com

ہیں رب کے فضل کے آم ہم نے آپکو دئے جسکو چاہئے کہلائے سو ان باغوں میں آپنے
اپنے آدمی نگہبانی کے مقرر کر دئے چنانچہ ایک باغ مجھکو سپرد کیا وہ باغ سٹی
ندی کے پار تہا میں نے اپنی طرف سے اوسکی حفاظت کو دو تین آدمی مقرر کر دئے
ایک روز وہاں کے چکلہ دار کا لشکر باغ سے کچھ دور آکر اترا اسمیں کے کئی
سپاہی آکر آم توڑنے لگے ایک آدمی نے آکر مجھکو خبر دی اور وہیں ندی کے کنارے
محمد حسن نے جواب یہاں رجمنٹ میں رہتے ہیں تربوز بوئے تھے اور اسکے گرد
خار بندی کی تھی اسمیں سے ایک موٹی لکڑی لیکر میں وہاں گیا دیکھا تو ایک درخت
پر تین سپاہی چڑھے آم توڑ رہے ہیں میں نے انکو دھمکایا انمیں سے ایک نیچے اوترا
میں نے اسکو اسی لکڑی سے خوب مارا اسمیں دوسرا اوترا اوسکو بھی مارا تیسرا اترا
اسکو بھی مارا اور آم چھین لئے وہ تینوں اپنے لشکر کو گئے میں مسجد میں آیا پھر تھوڑی
دیر کے بعد وہاں لشکر میں کرنای بجی معلوم ہوا کہ انکا عیوض لینے کیلئے آتے ہیں
مگر اس لشکر میں اکثر لوگ حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اونہوں نے
وہیں اس قصہ کو رفع دفع کر دیا اللہ تعالے نے وہ بلا ٹالدی پھر آٹھ دس روز کے

Marfat.com

بعد وہاں کے عامل کے ایک تین کہار آنکر آم توڑنے لگے اونکو بھی ہنے جاکر خوب مارا یہاں
تک کہ ایک کہار وہاں سے چارپائی پر اوٹھایا گیا اور میں نے اُنسے آم بھی چھین لئے
اور ایک کہار کے گلے میں سنگو کی ٹہنی تھی وہ میں نے لی اور ایک سنگو کا توبیہ
پہنے تھا وہ بھی لیا اور کچھ کپڑے بھی اتار لئے انہوں نے اپنے عامل پاس جاکر
فریاد کی اسنے اُنکے صمدار کو سید عبد الباقی کے ساتھ کر کے حضرت کے پاس بھیجا کہ انسے قصور
ہوا ان کا اسباب اپنے آدمی سے دلوادیوں پھر انسے ایسا قصور نہ ہوگا حضرت نے
مجھہ سے فرمایا کہ تم نے انکو کیوں مارا پیٹا اور اسباب چھین لیا میں نے جو کچھہ حال تھا
بیان کیا آپنے کہا تم نے بہت حرکت بے جا کی انہوں نے دس بیس آم توڑے
تھے تو کونسا نقصان ہوا اب اُنکا اسباب انکے حوالہ کرو میں نے وہ سب اُنکا دیدیا
وہ صمدار عامل کے پاس گیا پھر آیا دو سرے روز کے بعد ایک دن حضرت نے لوگوں سے فرمایا
کہ بھائیو آج ہم نماز ظہر کے بعد دعا کرینگے یہ سنکر خوش ہوئے کہ دیکھئے حضرت
کس امر میں دعا کرینگے پھر بعد ظہر کے تو نہیں مگر بعد عصر کے آپنے لوگوں سے فرمایا
کہ سب حاضر ہیں میں اسوقت پچھلی صف میں تھا اور مولانا عبد الحی صاحب

Marfat.com

صف اول میں تھے انسے فرمایا کہ دین محمد کے مزاج میں بہت غصہ ہے مارے غصہ کے
جانے جا کو نہیں دیکھتا سو اس کے لئے آج جناب باری میں دعا کریں گے کہ غصہ اسکا
دور ہو پھر پوچھا دین محمد بھی یہاں ہے میں نے کہا کہ حاضر ہوں پھر بلا کر مجھے صف
اول میں اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا تیرے غصے دور ہونیکے لئے ہم دعا کرینگے
میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھکو منظور نہیں کہ میرا غصہ جاتا رہے میں بالکل ٹھنڈی ہو جاؤں
آپ اس امر میں دعا نہ کریں آپ چپ ہو رہے پھر فرمایا کہ جو تم نے جا قصہ کیا
کرتے ہو اسکے ادا ہونے کے واسطے دعا کرینگے میں نے کہا بہتر ہے پھر حضرت دعا میں
مشغول ہوئے اور سب لوگ آمین آمین کہنے لگے اور بہت دیر تک آپ نے
دعا کی مولانا صاحب سے فرمایا کہ دعا میری جناب باری میں مستجاب ہوئی مولانا
ممدوح نے پوچھا کہ حضرت یہ کیونکر معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ اس کا حال اب تم دین
محمد سے پوچھو کہ تیرا کیا حال ہوا پھر حضرت نے آپ ہی مجھسے فرمایا کہ اپنا حال
اسوقت بیان کرو میں نے عرض کی کہ جب آپ دعا کرتے تھے مجھکو ایسا معلوم ہوتا
تھا جیسے کسی چیز سخت کو کوئی میرے جسم کے اندر سے اور باہر سے بزور کھینچتا ہے

Marfat.com

اور مجکو کچہ نے چینی سی معلوم ہوتی ہے پھر بعد تھوڑی دیر کے طبیعت ہلکی ہوگئی اور
ایسا معلوم ہوا کہ میرے بدن میں باریک ململ کا کرتا ہے اور طبیعت میں ایک تسکین سی
ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ اگر تم پہلے انکار نہ کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو پھر دیکھتے
اس دعا کے اثر سے تمہارا کچہ اور ہی حال ہوجاتا میں نے عرض کی کہ اب تو جو ہونا تہا
سو ہوگیا میری تقدیر میں یہی کچہ تہا اگر یہ حال مجھے اول سے معلوم ہوتا تو کیوں انکار
کرتا ایک بار سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالے کی والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ نے
حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ کی ضیافت کا ارادہ کیا اور مجھسے اسکا
مشورہ لیا کہ کسقدر گوشت اور چاول چاہیے کہ لوگوں کو کفایت ہو میں نے کہا کہ
حضرت کے ہمراہ چالیس پچاس آدمی ہیں جیسا مناسب جانو ویسا کرو انہوں نے کہا کہ
پھر بھی کچہ بتلاؤ میں نے کہا خیر ایک پانچ سیر کی گوشت اور چھ سیر کی چاول بہت
ہیں اسمیں جو کھانا باقی بچیگا وہ اندر کے لوگ کھا لیوینگے پھر یہ حال میں نے حضرت سے
عرض کیا آپنے فرمایا بہتر ہے کہیں اسکا سامان تیار کرو پھر میں نے قصاب کے یہانسے
گائے منگوائی اور اسکو اپنے ہاتہہ سے ذبح کیا پھر قصاب نے اسکو بنایا اسمیں سے

Marfat.com

چار پنیری گوشت نے ہڈی کا اور چار پنیری ہڈی دار میں نے تول لیا اور باقی گوشت محلہ کے لوگ دو دو تین تین پیسے کا جسکو حاجت ہوں لیگئے اور چار پنیری چاول منگوائے اور وہاں قصبات میں اکثر نائی شادی غمی میں کھانا پکاتا ہے سو اب نائی کو بلوا کر میں پکوانے لگا اب یخنی تیار ہوا اس اثناء میں سید محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالے کہ اس ایام میں بارہ تیرہ برس کی عمر تھی تشریف لائے اور گوشت دیکھکر فرمانے لگے کہ گوشت تو بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے میں عرض کی کہ صاحبزادہ صاحب جسقدر تلوا لیا ہے اوسیقدر موجود اسمیں سے کچھ نہیں گیا انہوں نے تبکرار کئی بار یہی فرمایا کہ گوشت کم ہے یہ بات سنکر مجھکو یہ گمان ہوا کہ شاید ان کو اس بات کا گمان ہے کہ دیگ محمدی اسمیں سے کچھ لے لیا ہے میں نے بلاؤ دم کرا کر ایک کفن کے درخت کے تلے چادر بچھا کر لیٹ گیا اور دیر تک رویا کیا اور خواب بیداری میں میں نے دعا کی کہ خداوندا سید محمد یعقوب صاحب نے مجھپر ناحق بدگمانی کی ہے یہ کیا ہے حضرت کے لوگو نکو کفایت نہ کرے سب کے سب بھوکے اوٹھ کھڑے ہوں قدرت الٰہی سے یہی بات ہوئی میں تو اسی درخت کے تلے لیٹا رہا اور لوگوں نے مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کیا وہ سب کھانا

Marfat.com

چاک گیا اور مہمان بھوکے رہے سب کو تعجب ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پھر گھر میں
جو کچھ بیس پچیس آدمیوں کا کھانا جو پکا تھا وہ بھی لاکر کھلایا لیکن لوگ شکم سیر نہ ہوئے
اور مکدر طبع ہو کر وہاں سے اُٹھے اور اسمیں سے ایک طباق کھانا حضرت کیواسطے
بھیجا گیا حضرت اسوقت سوتے تھے طباق مذکور چھپا کر پلنگ کے تلے دھر دیا حضرت
اٹھے اپنی بی بی صاحبہ یعنی بی بی سارا کی والدہ سے پوچھا کہ سب مہمان کھانا
کھا چکے اُونہوں نے کہا آج نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ باوجود افراط طعام کے
لوگ شکم سیر نہ ہوئے بلکہ جو کچھ کھانا گھر میں پکا تھا وہ بھی اُنکو کھلا دیا تو بھی لوگ
بھوکے رہے آپنے فرمایا اس کا کیا سبب کھانا وہاں سے کسی نے نکالا تھا اور لوگوں
کو کھلانے میں کون کون شخص تھے اُنہوں نے کہا یہ حال ہم کو نہیں معلوم تب حضرت نے
سید محمد اسمٰعیل کی والدہ صاحبہ مرحومہ اور مولوی محمد علی صاحب مرحوم کو بلا کر پوچھا
کہ آج یہ کیا معاملہ ہوا لوگوں کے کھلانے پلانے میں دین محمد بھی تھا اُنہوں نے
کہا کہ ہم نے تو اوسے بڑی دیر سے نہیں دیکھا وہاں تو وہ نہ تھا حضرت نے فرمایا
بس یہی سبب ہے آج شاید کہ کسی نے اوسکو رنجیدہ کیا سب نے کہا حضرت اسکا

Marfat.com

حال تو نہیں معلوم آپنے فرمایا کہ اسکو تلاش کو کراؤ وہ کہاں ہے اسوقت میں
اس درخت کے تلے سے آکر مسجد میں لیٹا تھا لوگوں نے حضرت کو خبر دی حضرت نے
اپنے حصہ سے ایک رکابی کھانا عبدالقیوم کے ہاتھ بھیجا وہ میرے پاس آئے اور کہا
کہ یہ کھانا تو تم کو حضرت نے بھیجا ہے میں نے کہا کہ یہ کھانا حضرت نے مجھکو نہیں بھیجا
تم لیجاؤ میں نہیں لونگا وہ لیکر چلے گئے پھر حضرت نے مولوی سید محمد علی صاحب کو بھیجا
وہ لیکر آئے اونسے بھی کئی بار میں نے انکار کیا انہوں نے کہا یہ کھانا حضرت نے اپنے حصہ
میں سے نکالکر بھیجا ہے پھر میں نے وہ کھانا لیا اور انہیں کے روبرو کچھ اسمیں سے کھایا
اور باقی طاق میں رکھدیا پھر نماز ظہر کیوقت حضرت تشریف لائے مجھکو ملے
مگر اسوقت کچھ نہ فرمایا بعد نماز عصر کے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے
پوچھا کہ آج کھانا کھلانے میں کیا نے انتظامی ہوئی تم نے سب مہمانوں کو نہیں دیکھا
تھا اور دین محمد کو بھی نہیں تلاش کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہاں اسمیں تو مجھسے خطا ہوئی
پھر حضرت نے اسوقت اور کچھ نہ کہا پھر دوسرے دن بعد نماز صبح کے آپ جاکر مسجد کی
چھت پر بیٹھے وہاں مجھکو بلوایا اور پوچھا کل کے روز کیا معاملہ ہوا میں نے عرض کی کہ

Marfat.com

کسی امر میں آپ پوچھتے ہیں آپنے فرمایا کہ یہی لوگوں کے کھانا کھلانے میں تب
میں نے تمام حال اپنی رکھیدگی کا اول سے آخر تک بیان کیا حضرت نے کہا کہ یہ بات
مجھکو اسوقت معلوم ہوگئی تھی جب میں نے سنا کہ لوگ بھوکے رہے مگر خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ تم نے آج حرکت بہت ہی بے جا کی ہم نے جو کچھ آج تک تعلیم
کیا ہے اسواسطے نہیں کہ تم کسی کے حق میں دعاء بد کرو اور یہ تباہ کہ تم ہمارے
ہمراہ کس واسطے ہو میں نے عرض کی کہ اور سب لوگ آپکے ہمراہ کس واسطے ہیں آپنے فرمایا
خدا کیواسطے میں نے کہا میں بھی خدا کیواسطے ہوں پھر آپنے فرمایا آج ہمارے سامنے
توبہ کرو کہ پھر کبھی بار دگر ایسی حرکت نہ کروں گا میں نے موافق ارشاد حضرت کے
توبہ کی پھر آپنے فرمایا آج سے ایک نصیحت اور بھی یاد رکھو کہ جب کسی نے تمہارا
کبھی قصور کیا ہو للہ اسکو معاف کر دو اور یہ کبھی نہ کہنا کہ فلاں سے میں خدا
کے یہاں سمجھوں گا یہ بات خوب نہیں ہے اور ہمیشہ ہفتہ عشرہ میں کسی وقت یاد کر کے کہہ
لیا کرو کہ الٰہی جسنے کچھ میری خطا کی ہو میں نے معاف کیا اور تو بھی اسکو عفو فرما میں نے
یہ سب قبول کیا اس روز سے پھر میں نے کسی کے واسطے دعاء بد نہ کی مگر یہاں ٹونک

Marfat.com

میں کئی شخصوں کیواسطے نہایت ناچار ہوکر میں نے بددعا کی اور انکو سزا بھی قرار واقعی ہوگئی
اللہ تعالیٰ اس خطا میرے کو معاف فرمائے ایک روز حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمتہ اللہ علیہ اپنی مسجد میں بعد نماز ظہر کے بیٹھے تھے اور اسوقت اور بھی بہت لوگ
حاضر تھے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ
نے قبل میرے تولد ہونے کے چار شخص پیدا کئے ہیں بس اتنا کہہ کر خاموش ہو رہے مولوی صاحب
ممدوح نے پوچھا وہ چاروں شخص کیسے ہیں اور کہاں ہیں آپ نے فرمایا وہ چاروں شخص
صاحب خدمت ہیں انمیں کا ایک ملک دکھن میں ہے دوسرا ولایت میں اور تیسرا ہندوستان
میں اور چوتھا میرے ہمراہ رہیگا اور بہت کچھ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
بیان فرمائے مگر سوا اسکے اسوقت اور حال مفصل اونکا بیان نکیا مگر مدت مدید
اور عرصہ بعید میں انکا حال اسطرح سے معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے جب حضرت امیر المومنین
امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ لکھنؤ میں تشریف لیگئے اور دریائے گومتی کے کنارے شاہ پیر محمد صاحب
کے ٹیلے پر قریب مسجد کے شیخ امام بخش سوداگر کے مکان میں اترے بعد تین چار دن کے
آپ شیخ ممدوح کے مکان سے شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد میں گئے جانب شمال صحن میں

Marfat.com

مسجد کے کونے میں ایک حجرہ تھا اسکے دروازہ پر کھڑے ہوئے کہ میں ایک مدت دراز سے ایک
درویش پیر مرد رہتے تھے انہوں نے حجرے کے کواڑ کھولے حضرت اُنکے پاس تشریف
لیگئے اور دیر تک خدا جانے کہ آپنے کیا کلام کرتے رہے جب حضرت وہانسے باہر نکلے
تب پھر انہوں نے کیواڑ بند کرلئے اور حضرت مسجد میں گئے وہاں کے رہنے والوں کو
بڑا تعجب ہوا آپسمیں گفتگو کرنیلگے کہ اس درویش پاکیزہ کیش کو اس حجرے میں
رہتے تیس چالیس برس ہوگئے ہونگے مگر ہم نے کبھی نہ انکی صورت دیکھی اور نہ کسی سے
کلام کرتے دیکھا اور نہ کبھی کچھ کھاتے پیتے دیکھا اور نہ کبھی حاجت ضروری پیشاب کو
نکلتے دیکھا آج حضرت کو انہوں نے اپنے حجرے میں بلایا اور کلام کیا یہ کیا سبب ہے پھر
حضرت ظہر سے عشا تک اور مسجد میں رہے نماز عشا پڑھکر نیچے موصوف مکان میں
آئے بعد تناول طعام کے کئی شخصوں نے پوچھا کہ وہ درویش گوشہ نشین جو حجرے میں
آج آپ تشریف فرما ہوئے تھے کون ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو ہم نے ایک روز مولوی محمد
یوسف صاحب سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھسے پہلے چار شخصوں صاحب خدمت کو پیدا کیا ہے
انمیں سے ایک یہ صاحب ہیں ہم کئی آدمیوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہم لوگ بھی

Marfat.com

انے علقات کرتے اگر آپ فرمائیں تو ہم ملاقات کو جاویں آپنے فرمایا ابھی نہیں انشاء
اللہ تعالےٰ تم پرسوں ملاقات کرنا دوسرے روز حضرت پھر انکی ملاقات کو گئے اور جبکہ
کے دروازہ پہ جاکر کھڑے ہوئے اونہوں نے کواڑ کھولا حضرت کو اندر لیا اور اسی طرح
کواڑ بند کردئے پھر کچھ دیر میں انہوں نے کیواڑ کھولے حضرت باہر آئے لائے
اور وہ بزرگ اندر دروازہ کے کوئی لحظہ کھڑے رہے ہم کئی آدمیوں نے انکو دیکھا
کہ داڑھی سفید براق تھی کوئی گنتی کے بال سیاہ ہونگے اور بہت ہی نورانی چہرہ اور
سر پر بال تھے الغرض پھر اسکی بعد ہم نے حضرت سے کہا کہ آج ہم انکی ملاقات کو
جاویں حضرت نے فرمایا کہ ہاں آج انسے ملاقات کرلو پھر ہم چھ سات آدمی جاکر
انکے دروازہ پر کھڑے ہوئے اونہوں نے کیواڑ کھولکر ہم کو اندر بلالیا ہم نے
اسلام علیکم کیا انہوں نے جواب دیا اور بعانقہ مصافحہ کرکے بٹھایا اور بہت اخلاق
سے پیش آئے اور فرمایا کہ تم ہمارے پیر بھائی ہو اور کہا ہم چار شخص ایک عہد
کے ہیں اور ہر ایک مدت مدید سے اپنے اپنے مقام پر قیام رکھتے ہیں اور
ہم یہاں حکم الٰہی سے اتنی مدت بیٹھے تھے اور حکم ہوا تھا کہ ایک سید صاحب یہاں

Marfat.com

تشریف فرما ہوں گے اونکے دست مبارک پر بیعت کرنا انہیں سے تجھکو ہدایت ہوگی اور جو کچھ
وہ فرمائیں وہ عمل میں لانا اور جہاں بھیجیں جانا سو اب ہمارا یہاں سے کوچ ہے ہم نے پوچھا
کسطرف کو انہوں نے کہا ابھی اس کا حال مفصل ہم کو نہیں معلوم جسطرف کو ارشاد ہوگا اسطرف
کو جاوینگے پھر ہم لوگ وہاں سے حضرت کے پاس سوداگر کے مکان پر آئے پھر اسکی صبح کو جو ہم
گئے تو وہاں کوئی نہ تھا حجرہ خالی پایا وہ کسی طرف کو چلے گئے تھے اور حال دوسرے
صاحب کا یوں معلوم ہوا کہ جب بعد مدت مدید اور صلہ بعید کے حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمتہ اللہ علیہ جہاد کو روانہ ہوئے اور سیر و سفر کرتے ہوئے قندھار میں مع الخیر پہونچے
اور وہاں سے انہوں نے ظہور اللہ ولایتی کو طرف شہر کابل کے بھیجا کہ جاکر وہاں کے
سرداروں سے ملاقات کریں اور دریافت کریں کہ ان کا کیا طور ہے اور آپ حضرت نے
قندھار سے جاکر غزنی میں مقام کیا پھر وہاں سے سات آدمی کابل کو روانہ ہوئے
اونمیں ایک بہادر شاد خاں اور دوسرے سید انوشاہ اور تیسرا میں تھا اور چار
آدمی اور واسطے خدمت ہم لوگوں کے تھے الغرض جب ہم ساتوں آدمی کابل روانہ ہوئے
اور جاکر قلعہ قاضی میں کہ وہاں سے کابل چار کوس ہے اترے پھر ہم نے آپسمیں مشورہ کیا

Marfat.com

کہ کوئی ہم میں سے کابل کو جائے اور اخوند صاحب کو خبر کرے یا بلا لاوے پھر صلاح
یہ ٹھہری کہ یہاں کے اکثر میوہ فروش میوہ لیکر کابل کو جایا کرتے ہیں انمیں کسی کو
چار آنے پیسے دیویں کہ وہ ہماری خبر اخوند صاحب پہونچا دیوے پھر ایک میوہ فروش
کو ہم نے بلا کر کہا اسنے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤگے ہم نے تمام حال
کہا کہ ہیکو غزنی سے ہمارے پیر و مرشد حضرت سید امیر المومنین امام المجاہدین
سید احمد صاحب نے بھیجا ہے اسنے کہا کہ میں بھی کچھ اس حال سے واقف ہوں مگر تم
لوگ وہاں ہرگز نہ جانا کسی واسطے کہ تمہارے سید صاحب کے بھیجے ہوئے جو اخوند صاحب پہلے گئے
ہیں انکو وہاں کے سرداروں نے قید کیا ہے اگر تم جاؤگے تم بھی قید ہو جاؤگے
ہم نے پوچھا کہ اخوند صاحب کے قید ہو جانیکا کیا سبب انکو کیوں گرفتار کیا ہے
اسنے کہا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بعضے بعضے سرداروں کو اسبات کا گمان ہے کہ یہ
سید صاحب انگریز کے بھیجے ہوئے ہیں اور یہ ہمارے ملک کو چھوا دینگے یہ بات سنکر ہم نے
آپسمیں یہ صلاح کی کہ ایک شخص ہم ہی میں سے خدا پر توکل کرکے جاوے خواہ کوئی
قید کرے یا ہتھیار چھین لیوے کسی واسطے کہ حضرت امیر المومنین ضرور ہی آوینگے

Marfat.com

پھر ہمکو کس بات کا اندیشہ ہے آخر الامر ایک آدمی ہم نے بہیجا وہ گیا وہاں اور اخوند ظہور اللہ
صاحب ایک روز پیشتر اُسکے جانیسے چہوٹ گئے تھے اخوند ممدوح سے ملاقات ہوئی پھر اخوند
صاحب وہاں رہے صبح ہم لوگونکو ساتہہ لیکر وہانسے شہر کابل کو آئے وہاں ایک وزیر کا
باغ مشہور تھا اسمیں ہمکو اوتارا لوگوں نے سردار سلطان محمد خاں اور یار محمد خاں کو جو اُن
روزوں وہاں کے حاکم تھے ہماری خبر کی کہ کچہہ لوگ سید صاحب وزیر باغ میں آج اترے
ہیں اُنہوں نے ایک خیمہ اور فرش وغیرہ بہیجا اور انہیں کے لوگوں نے خیمہ کہڑا کر دیا اور فرش
بچہا کر ہم سے کہا سید صاحب اب اسمیں آرام کرو پھر تین گھڑی میں انہیں کے آدمی کہانا
لیکر آئے اور ہمکو کہلایا اور کہا بعد نماز ظہر کے تمکو سردار کے پاس لیجاوینگے تب
تک یہاں آرام کرو پھر وقت موعود پر تین آدمی سردار کے آئے دونوں مصاحب
ایک کا نام گلزار خاں دوسرے کا نام نذر محمد خاں تہا اور ایک سردار کا عرض بیگی پھر
تین آدمی ہم میں سے اور چوتھے اخوند صاحب کو اپنے ساتہہ لیکر سردار ممدوح کے
پاس گئے ہم نے سلام علیک کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور معانقہ و مصافحہ کر کے
ہم کو بٹہایا اور حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کا حال پوچہا ہم نے تمام و کمال

Marfat.com

بیان کیا اور کہا کہ بالفعل ہماری عرض یہہ ہے کہ آپکے قریب کہیں ہمکو جگہ رہے کہ جس کے
سبب سے ہر وقت آپسے ہماری ملاقات ہوا کرے اونہوں نے اپنے باغ کا برج جہاں
ہمارا ڈیرہ تھا اسمیں اتارا اور ہم لوگ وہاں قلعہ قاضی سے آکر وزیر باغ میں
دوشنبہ کے روز پہونچے تھے اور بعد اسکے حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
پنجشنبہ کو قلعہ قاضی میں آکر تشریف فرما ہوئے اور اپنا ایک آدمی واسطے خبر کے ہمارے پاس بھیجا
کہ انشاء اللہ تعالے کل نماز جمعہ ہم کابل میں آکر پڑھینگے اور وہاں شہر کابل میں ایک
پیر مرد بزرگ تھے وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ایک سید صاحب بڑے ولی کامل یہاں آوینگے
اور اُنسے ہزاروں خلائق کو فیض ہوگا اور دین محمدی اُنسے تازہ ہوگا مگر ہفتے کو اس شہر میں
داخل ہونگے سردار سلطان محمد خان و یار محمد خان نے اُس بزرگ کو بلا کر کہا کہ آپ
جو چند سال سے خبر دیتے تھے کہ یہاں ایک ایسے سید صاحب آوینگے مگر اس شہر میں
ہفتے کو داخل ہونگے سو سید صاحب کا آنا تو صحیح ہوا مگر ہفتے کے روز کا شہر میں
داخل ہونا غلط ہوا وہ تو کل جمعہ کو آوینگے اُس بزرگ نے کہا کہ وہ تو ہفتے ہی کو آوینگے
سردار نے بتکرار کہا کہ تم غلط کہتے ہو وہ کل جمعہ کو آوینگے آخر الامر اس بزرگ نے گرم ہوکر کہا

Marfat.com

کہ اگر یہہ سید یہاں جمعہ کو آوینگا تو یہہ وہ سید نہونگا خیر میں خبر دیا کرتا ہوں
وہ سید ہفتے ہی کو آوینگا پھر جمعے جمعہ کو دونوں سردار دس بارہ ہزار پیادہ و سوار
و رعایا لے شمار لیکر حضرت کے استقبال کو چلے جب آدھی دور پہونچے تو اس طرف
سے دو سوار گھوڑے دوڑائے ہوئے آتے تھے حاجی بہادر شاہ خان نے مجھسے پوچھا یہہ
دو سوار کیسے آتے ہیں میں نے کہا یہہ تو ہمارے حضرت کے سوار ہیں پھر انہوں نے احوند
ظہور اللہ سے کہا کہ یہہ دو سوار جو آتے ہیں سردار کو اطلاع کرو کہ اگر اجازت
ہو تو ہم جاکر آنے حال دریافت کریں کہ کیوں آئے ہو انہوں نے سردار ممدوح سے
کہکر اجازت لی پھر میں آگے بڑھکر ان کے پاس گیا اور آنے کا سبب پوچھا انہوں
نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ لوگ ہمارے تھکے ماندے ہیں صلاح یہ ہے کہ
آج نماز قلعہ قاضی میں پڑھیں خدا چاہیگا تو کل ہم آوینگے اور ہم نے سنا تھا
کہ سردار ہمارے استقبال کی تیاری کرتے ہیں سو یہہ تکلیف موقوف رکھیں
ہم کل ہفتے کو آپکے پاس حاضر ہونگے یہہ حال ہم نے جاکر دونوں سرداروں سے کہا وہ سنکر
چپ ہو رہے اور لشکر شہر کو روانہ ہوئے پھر جمعے کو ہفتے کے دن حضرت

Marfat.com

امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ مع تمام رفقا آکر اسی وزیر باغ میں داخل
ہوئے اور ہمارے خیمہ میں اترے اور باقی لوگ کوئی اسّہ لوسے ہوں گے وہ بھی اسی
باغ میں جا بجا اپنے اپنے منزل سے اترے سلطان محمد خاں اور یار محمد خاں نے ملاقات کے آنے کا ارادہ کیا آپنے اُنکے آدمیوں سے جو ہم لوگونکی خدمت کیواسطے حاضر
تھے کہلا بھیجا کہ آپ کہیں آنیکا ارادہ نہ کریں تمام کو ہم آپ ہی تمہاری ملاقات کو وہیں
آوینگے پھر ان دونوں سرداروں نے کہلا بھیجا کہ اگر ایسی ہی مرضی مبارک ہے تو آج تمام کو ہمیں
کل صبح تشریف لاویں پھر یکشنبہ کی صبح کو حضرت امیر المومنین مولوی امام الدین صاحب اور
عبداللہ اور شیخ فرمان اور جمعکو ہمراہ لیکر اون سرداروں کی ملاقات کو گئے ہم چاروں آدمی
الگ بیٹھے آپ حضرت ان سرداروں کے ساتھ گئے اور کچھ باتیں آپنے کرتے رہے مگر
ہمکو نہیں خبر کہ وہ کیا باتیں تھیں پھر ان سے رخصت ہوکر اپنے مقام کو تشریف لائے
اور ہم بھی آپکے ساتھ آئے پھر دوسرے دن وہ دونوں سردار حضرت کی ملاقات کو آئے جبکہ آپنے فرش بچھوا دیا وہیں انکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھے پھر حضرت سے وہ باتیں کرنے لگے
اسی اثنا میں ان سرداروں نے یہ بھی کہا کہ حضرت ہمارے شہر میں ایک پیر بزرگ ہیں

Marfat.com

وہ بیت ہر برس سے کہا کرتے تھے اور لوگ جانتے تھے یہ درویش ہیں خدا جانے کیا کہتے ہیں
جب آپ غزنی میں تشریف فرما ہوئے تب انہوں نے فرمایا میں جس سید کی آنیکی خبر دیتا
تھا وہ سید غزنی میں آئے ہیں اور کئی دن میں یہاں بھی تشریف فرما ہونگے مگر یہاں
کابل میں ہفتے کے دن آوینگے پھر جب آپ قلعہ قاضی میں آئے اور خبر پہنچی کہ ہم جمعہ
کابل میں پڑھینگے تب ہم نے آنکو بلا کر کہا کہ شاہ صاحب یہ تو فرمانا آپ کا صحیح نہیں ہوا
کہ سید صاحب یہاں آوینگے مگر یہ بات کہ ہفتے کو یہاں تشریف لاوینگے یہ بات
غلط ہوئی انہوں نے فرمایا کہ میری بات ہرگز غلط نہیں ہوسکتی وہ ہفتے ہی کو یہاں آوینگے
جب ہم نے انکی بات پر انکار کیا اور یہ فرمانا تب خفا ہوکر انہوں نے فرمایا کہ اگر سید
جمعہ کو آوینگے تو وہ سید نہ ہونگے جنکی خبر میں نے دی ہے وہ ہفتے ہی کو آوینگے پھر جب
آپنے کہلا بھیجا کہ ہم جمعہ کی نماز قلعہ قاضی میں پڑھینگے اور ہفتے کو کابل آوینگے تب
ہم نے جانا کہ وہ درویش سچا ہے ہم ہی غلطی پر تھے اور سب کہنا اسکا سچا ہوگا
یہ تمام قصہ ان سرداروں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو بیان کیا
آپ سنکر خاموش ہو رہے پھر اور باتوں میں مشغول ہوئے کچھ دیر میں پھر وہ دونوں

Marfat.com

مسردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کو تشریف گئے پھر ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل
مرحوم و مغفور نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہم نے یہاں لوگوں سے سنا ہے کہ اس
شہر کابل میں ایک پیر مرد بزرگ ایسے ایسے کلام کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ مولانا
صاحب کیا آپنے انکو نہیں دیکھا وہ تو ہمارے پاس روز آتے ہیں بلکہ آج ایک امر
میں ہم سے اور انسے بڑی گفتگو رہی وہ یہ امر تھا وہ کہتے تھے کہ آپکے زمانے سے
چار سو برس تک ترقی دین اسلام کی رہیگی اور کہتے تھے کہ آٹھ سو برس تک
ترقی رہیگی پھر منزل اور ضعف ہونا شروع ہوگا آخر میں ہم نے اپنے کشف باطنی
سے انکی تسلی کردی تب وہ اپنی غلطی کے متوجہ ہوئے کہ آپ درست فرماتے ہیں
مولانا ممدوح مرحوم نے کہا کہ حضرت ہم نے تو آپکو انسے باتیں کرتے نہیں دیکھا یہ گفتگو
کسوقت ہوئی تھی حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ گفتگو زبانی نہ تھی وہ اور ہی
طور کی گفتگو تھی اسکو وہی سنتے اور سمجھتے تھے اور وہ بزرگ ایک دن چار شخصوں میں سے
ہیں جنکو ہم نے تکیہ پیر رائے بریلی میں مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ چار
آدمی ایسے ایسے رتبے کے ہم سے پہلے پیدا کئے ہیں اور اب کسی وقت انسے تمہاری بھی ملاقات

Marfat.com

ہوگی اس اثناء میں مولوی امام الدین صاحب مرحوم نے پوچھا کہ حضرت آپ لوگ
تو یوں کہتے ہیں کہ اب قیامت قریب ہے اور امام مہدی آخر الزماں پیدا ہونگے حضرت
رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آئیہ سو برس کے اندر امام مہدی علیہ السلام کا پیدا
ہونا تو مجھکو نہیں معلوم ہوتا آگے اس کا علم اللہ کو ہے پھر ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل
رحمتہ اللہ علیہ اس باغ سے جہاں ٹھہرے تھے تھوڑی دور نہر کے کنارے چلے جاتے تھے
ملاقات ہوئی اول انہیں نے سلام علیک کیا مولانا ممدوح نے جواب سلام دیا اور اسلم شریف
پوچھا اونہوں نے کہا میں وہی شخص ہوں جو آپ سے حضرت امیر المومنین نے فرمایا تھا کہ کسی
وقت اُنسے ملاقات ہوجائے تب مولانا موصوف نے مصافحہ اور معانقہ کیا اوّل پوچھا اونہوں نے
فرمایا ہم چار شخص اپنی اپنی جگہ حکم الٰہی سے معین ہیں اور حضرت امیر المومنین کے ناصر
اب مجھکو جہاں حکم کریں گے وہاں جاؤنگا مولانا صاحب نے پوچھا کہاں جاؤگے انہوں نے کہا
ابھی مجھکو یہ نہیں خبر جب میں حضرت کے دست مبارک پر بیعت کرلوں گا تب جو ارشاد
ہوگا بجا لاؤنگا اور تیرے صاحب کمال اشوقت معلوم ہوا جب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
نصرت قرین ہونگے اور لشکر کفر پیکر کے بازار کی محافظت کیواسطے مجھکو اور اکبر خاں کو جو خود

Marfat.com

یانشکار پور کے رہنے والے تھے متعین کیا تھا ایک روز سید حمید الدین صاحب مرحوم و مغفور جو جناب امیر المومنین
کے خواہر زادہ تھے واسطے سیر بازار مذکور کے گئے تھے وہاں سے پھر حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ
کے خیمہ میں آئے حضرت مدوح پیر فتوح نے پوچھا اسوقت کدھر سے آتے ہو اونہوں نے کہا
بازار سے آپنے پوچھا وہاں کیا شور و فساد تو نہیں ہے انہوں نے کہا سب طرح سے فضل الٰہی ہے
پھر حضرت نے پوچھا کہ اس آپکی فوج نصرت فوج کوئی بزرگ صاحب عزت بھی ہے جیسا کہ اور فوجوں
اور لشکروں میں ہوا کرتے ہیں آپنے پوچھا اس سوال سے آپکا کیا مطلب انہوں نے کہا مطلب تو کچھ
نہیں میں یوں ہی پوچھا ہوں آپنے فرمایا کہ ہاں اس لشکر میں بھی ہیں تم انسے ملاقات کرو گے
اونہوں نے خوش ہوکر کہا کہ ہاں حضرت دل تو چاہتا ہے تب حضرت نے اون کا نام اور پتہ بتایا
کہ اس جماعت لشکر سے پہاڑ کیجانب ایک کمل کی پال میں رہتے ہیں وہاں جاکر انسے ملاقات
کرو اسمیں اکبر خاں ممدوح بھی وہیں موجود تھے حضرت نے انسے بھی فرمایا کہ انسے ملنے کا تمہارا بھی جی
چاہتا ہے وہ سنکر چپ رہے آپنے فرمایا ان کے ساتھ تم بھی جاؤ اسی طرح سے فرماکر مجکو
بھی اجازت دی اور یہ فرمایا کہ اونکے پاس زیادہ جمعیت لیکر نہ جانا اور بہت کلام بھی انسے
نکرنا پھر ہم تینوں آدمی انکے ملنے کو چلے جاتے جاتے آخر کو اونکی پال کے قریب پہونچے اس

Marfat.com

پال کے دروازہ پر پردہ پڑا تھا اون بزرگ نے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا ہم تینوں شخصوں نے
سلام علیک کیا اونہوں نے جواب وعلیکم السلام کا دیا اور ہم تینوں شخصوں کو پال کے
اندر بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ آج تم نے حضرت امیر المومنین کو تکلیف دی ہم خاموش
رہے پھر ہم نے پوچھا آپ یہاں کب سے رہتے ہیں اُونہوں نے فرمایا کہ میں تو حضرت کے ہمراہ
رہتا ہوں جو حضرت امیر المومنین کا حکم ہوتا ہے بجا لاتا ہوں اور فرمایا ہم چار شخص
ہیں چار براہ، چاروں حضرت کے تابع یہ کہکر چپ ہو رہے پھر ہم تینوں آدمی اُنسے رخصت
ہو کر حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے آپنے پوچھا انسے ملاقات کر آئے کہو
کیا کیا باتیں ہوئیں ہم نے جو حال تھا سب عرض کیا آپنے فرمایا خوب کیا جو تم نے انسے بہت
کلام نہ کیا اور یہ بھی انہیں چار شخصوں میں سے ہیں جن کا ذکر ہم نے ایک روز وطن میں
مولوی محمد یوسف سے کیا تھا اور جو تھے بزرگ کو میں نے تو نہیں دیکھا کیونکہ وہ صاحب دکھن میں
تھے اور میرا کبھی مانڈو کا وہاں اتفاق نہیں ہوا مگر ایک صاحب معتبر اور ثقہ سے معلوم ہوا کہ جب
لجد لڑائی بالاکوٹ کا رخانہ جہاد کا تہ و بالا ہو گیا اور جمعیت لشکر مجاہدین کا پراگندہ ہو گئی
ہیں اوتی دنوں شاہجہاں آباد میں رہتا تھا سو ایک روز نواب غلام محی الدین خاں کنج پوری

Marfat.com

کی اور الحمد اللہ شاہ بانس بریلی کے پیرزادے مولانا ممدوح کی ملاقات کو مدرسہ میں آئے تھے اور مولانا صاحب سے
حال حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ کا پوچھا کہ اسطرف کی کیا خبر ہے مولانا صاحب نے
فرمایا کہ وہاں کا حال کچھ مفصل ابتک ہمکو نہیں معلوم مگر لوگوں سے خبر مختلف سننے میں آئی
ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ اون دونوں صاحبوں نے از روئے افسوس کے کہا کہ جو مرضی خدا
کی ہے وہی بہتر ہے حضرت سید صاحب تو محض واسطے اللہ تعالے کے واسطے اپنا وطن چھوڑ کر وہاں
گئے تھے کچھ اسمیں غرض دنیا کی اصلا نہ تھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ کارخانہ یک بیک زیر و
زبر ہو جاوے اور گوہر مقصود ہاتھ نہ آوے ہمکو جناب ہی سے امید قوی ہے کہ یہ سلسلہ
جہاد کا بہت زوروں جاری رہیگا اور اسوقت مولانا صاحب شاگردوں کے سبق پڑھانے
میں مشغول تھے تو اب غلام محی الدین خانصاحب نے فرمایا کہ حضرت کچھ اسکا حال مجھکو بھی معلوم ہے
میں اسوقت آپکی خدمت شریف میں عرض کرتا مگر آپکو پڑھانے میں حرج واقع ہوگا اب تک میں
دین محمدی سے بیان کرتا ہوں پھر بعد فراغ درس کے آپ سے بھی عرض کروں گا سو وہ مجھسے یوں فرمانے
لگے کہ بہت برسونکی بات ہے کہ ایک شخص ہمارے کنبہ کا دکھن حیدرآباد میں وہاں کے نواب کے
یہاں سواروں میں ایکسو پچاس روپیہ کا نوکر تھا سو وہ ہمارے چچا صاحب سے بیانکرتا تھا

Marfat.com

اور ہم بھی سنتے تھے کہ وہاں حیدرآباد میں ایک بزرگ سرکاری فروشوں کا پیشہ کرتے تھے
اور اکثر اوقات ہر کس سے حصہ خدا اور رسول ہی کا کیا کرتے تھے میں بھی اکثر انکی خدمت
بابرکت میں جاکر شرف یاب ہوتا تھا اور وہ صاحب مجھسے بہت محبت رکھتے اور مجھپر
شفقت فرماتے ایک روز میں نے اُنسے صلاحًا کہا کہ حضرت میرا دل چاہتا ہے کہ اب
یہاں سے نوکری چھوڑ کر اپنے وطن کو جاؤں انہوں نے فرمایا ابھی مت جاؤ اونکے
کہنے سے میں نے چند مدت توقف کیا پھر میں نے ایک روز پوچھا پھر اونہوں نے مجھے
نوکری چھوڑنے کی اجازت نہ دی چند روز پھر میں ٹھہر گیا جب تیسری بار میں نے اجازت
چاہی تب وہ صاحب فرمانے لگے کہ بھائی صاحب اس نوکری اپنی کو غنیمت جانو ہماری
نصیحت مانو اگر چھوڑ دوگے پچھتاؤگے پھر سوا پشیمانی کے کچھ نہ پاؤگے میں نے کہا حضرت وہاں
بھی ہزاروں نوکر ہیں میں بھی کہیں نوکری کر لونگا اور فرس نصاریٰ کی غلامی جیسا
اب زور شور کیا ہے نہ تھی کہیں پورب میں تھی جیسے کلکتہ عظیم آباد اونہوں نے
کہا اس میری بات کو یاد رکھیو اب کچھ مدت کے بعد عمل نصاریٰ کا تمام ہندوستان میں
ہو جائیگا اسوقت چار روپیہ کی نوکر چیرپیوں میں لوگ غنیمت جانینگے اور مشکل

Marfat.com

ہوگی میں نے پوچھا پھر اسکے کہتے ہوتے ہیں آپنے فرمایا جیسے ہمارے ملازمین سرکارے میں نے پوچھا پھر
یہ حال کیونکر ہوا کہ آگے چند مدت میں ایسا ایسا ہوگا انہوں نے کہا ہمکو خدا کیطرف سے
معلوم ہے اور ہم چار شخص صاحب خدمت چار مکانوں میں ہیں اور اللہ تعالے کی طرف سے ہمکو
حکم ہے کہ اپنے مکان پر بیٹھیے، ہو کچھ دنوں میں ایک سید محمد دین قصبہ رائے بریلی میں پیدا
ہوگا پھر بعد ستر تمیز کے واسطے تحصیل علوم کے شہر دہلی میں جائیگا پھر وہاں سے اپنے وطن کو تشریف
فرما ہوگا پھر وہاں سے جاکر دکھن میں کسی مکس کے یہاں چند سال نوکری کریگا پھر وہاں سے
دہلی کو جائیگا پھر وہاں سے اپنے وطن میں جاکر حرمین شریفین کو واسطے حج زیارت کے
جاویگا پھر وہاں سے آکر واسطے جہاد کفار ناہنجار کے کمر باندھیگا اور لاکھوں آدمی اسکے دست
مبارک پر بیعت کرینگے اور ہدایت پاوینگے اور ہندوستان میں دین اسلام کی ترقی ہوگی اور اللہ
تعالی انکے طفیل سے نصاری کو بھی تباہ کریگا اور ہندمیں حکومت اہل اسلام کی ہوگی
اس زمان بدلت تستان میں پھر خاطر خواہ نوکری چاکری ہوگی لیکن استرقت نہ ہم ہونگے
نہ تم ہونگے اسلئے میں تمکو کہتا ہوں کہ نوکری نہ چھوڑو یہ بیان میں نے اپنے کانوں
اسکی زبانی سنا تھا یہ حال سنکر میں نے نواب عظیم محی الدین خانصاحب سے ان تینوں

Marfat.com

بزرگوں کا بیان کیا جنکو میں نے دیکھا تھا تب انکو حضرت امیرالمومنین کی طرف سے
اور زیادہ عقیدہ ہوا اُس روز تو نواب صاحب ممدوح نے مولانا صاحب مرحوم سے
اپنا یہ قصہ نہیں بیان کیا مگر کئی دن کے بعد جمعہ کو پھر تشریف لائے اور میرے سامنے
مولانا مغفور سے یہ حال بیان کیا اور مولانا سے پوچھا کہ حضرت آپکو بھی کچھ حال
معلوم ہے تب انہوں نے فرمایا کہ ہاں ایک بزرگ کا بیان جو لکھنؤ میں شاہ بیزار
کے ٹیلہ پر رہتے تھے ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھسے بیان کیا تھا وہ بھی بزرگ
اس قسم کی باتیں کرتے تھے چاہے شخص وہ بھی کہتے تھے تمام ہوا احوال ان چاروں
بزرگوں صاحب حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ بعد مدت مدید اور ماہ
بعید کے بلدہ شاہجہاں آباد سے اپنے وطن تشریف کو تشریف لیگئے اور اپنے عزیز اقارب کا
حال نہایت تنگ و پُر ملال دیکھا میاں تک تنگدست و نادار تھے کہ وہاں پر چند درخت
گولر کے تھے اکثر گولروں کی فصل میں اونہیں کو ابال کر کھاتے اور جو کوئی مہمان آتا اُسکو
بھی وہی کھلاتے اور کسی روز نمک بھی میسر نہ ہوتا جو اسمیں ملاتے اور سبب اس تنگ حالی
کا یہ تھا کہ آگے حضرت شاہ علیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے خود انکے اجداد و بزرگوار سے تھے

Marfat.com

دعا کی تھی کہ الٰہی میری اولاد پر روزی کی بہت فراوانی نکرنا کبھی کبھی فاقہ بھی ہو سو وہ دعا
جناب باری میں قبول ہوگئی حضرت امیر المومنین کو انکی حال شکستہ بار پر رحم آیا اور فرمایا
کہ ہمارے حضرت شاہ علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو متوکل اور تارک الدنیا تھے اور اسوقت کے
اونکے اہل و عیال بھی ویسے ہی صابر و قانع تھے انکو فقر و فاقہ میں مزہ کھانے پینے سے
زیادہ معلوم ہوتا تھا یاد الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے تھے اور اب فی زمانہ ہم لوگوں میں اس
بات کا اثر بھی نہیں پایا تھا محض دنیادار ہوگئے اکثروں کو حلال و حرام میں تباتہ رہی
توکل و پرہیزگاری کا کیا ذکر وہ دعاؤں کے حق میں بلاء عظیم ہوگئی اور مقبرہ حضرت شاہ
علیم اللہ صاحب کا وہیں تکیہ کی مسجد کے قریب ہے سو ایک روز حضرت امیر المومنین
رحمۃ اللہ علیہ اونکے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے اور وہاں دیر تک در قیام رہے پھر وہاں سے
اپنی مسجد میں آئے اسی طور آپ وہاں تین روز تشریف لیگئے اور مراقب ہوئے بلکہ
دو ایک روز آدمی اور بھی آپکے ساتھ وہاں جاکر مراقبہ کرتے تھے پھر ایک روز بعد نماز
مغرب کے حاضرین لوگوں سے فرمایا ابھی کوئی کہیں نہ جائے ہم ایک خوشخبری سناوینگے سب لوگ
بیٹھ گئے آپنے فرمایا کہ وہ خوشخبری یہہ ہے کہ میں تین روز حضرت شاہ علیم اللہ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فیض آثار پر گیا اور مراقبہ کیا اور تینوں روز آپکی روح پر
فتوح سے ملاقات ہوی اور میں نے عرض کی کہ حضرت تم نے اپنی اولاد کیواسطے
یہ کیا دعا کی آپکی زبان مبارک نشان میں آپکی اولاد امجاد اُسی رتبے کے تھے
کہ فقر و فاقہ کو اپنا فخر جانتے تھے اور اب ہم لوگ اس وقت کے ویسے کہاں ہیں
اب آپکو مناسب ہے کہ اونکے حق میں واسطے فراغت روزی کے دعا کریں آپنے
فرمایا کہ جو کچھ ہوتا تہا تقدیر الٰہی سے ہوگیا اور اب اس دعا کے خلاف دعا کرتے مجھے
شرم آتی ہے کہ پہلے میں نے اسطرح دعا کی تھی اور اب اسطرح کروں میں نے عرض
کی کہ حضرت اب تو آپ کو دعا کرنی ہوگی جس طور سے ہوسکے سو آپنے فرمایا
کہ اچہا مگر تم دعا کرو میں بھی تمہارا شریک ہوکر دعا کرونگا میں نے عرض کی کہ حضرت آپکے سامنے
مجھکو کیا رتبہ ہے کہ میں دعا کروں آپنے کسی طرح نہ مانا مجھ ہی کو آگے کیا سو میں نے
جناب الٰہی میں بالحاح فرزاری دعا کی اوس قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے قبول فرمای
کہ ہم نے وہ کلفت اور تنگی جو انکی دعا کے سبب سے تھے دور کئے سو بہائیو اس بات کو یاد رکہنا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج سے ہمارے خاندان کی کلفت جاتی رہی اور روز بروز ترقی روزی

Marfat.com

کی ہوگی سو ویسا ہی تب سے آج تک سب کے سب خوش و خرم کھاتے پیتے زردار متمول ہیں اور پھر
چند دن میں دس درخت گوکر کے جن کا ذکر ہو چکا ہے خشک ہو گئے کٹ گئے اب شاید
کوئی ایک دو درخت ہو یا نہ ہو واللہ اعلم کہ جس سال حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمتہ اللہ علیہ بلدہ شاہجہاں آباد سے اپنے وطن رائے بریلی کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں
چند ماہ مع الخیر رہے اس عرصہ میں غلہ کی گرانی ہوئی اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے
پاس اون روزوں چنداں خرچ کی فراوانی نہ تھی کہ با فراغت صرف کرتے آپ کے لوگوں
کو تکلیف ہونے لگے یہاں تک کہ فی نفر جنس طعام پاؤ بھر یا ڈیڑھ پاؤ ملتی تھی مگر
اس مقدار طعام میں ایسی برکت تھی کہ کوئی آدمی بھوکہ کا گلہ نکرتا ایک روز حضرت
نے مجھسے اور میاں عبداللہ سے جو آپکے خادم تھے پوچھا کہ ان دونوں ہمارے لوگوں کا کیا حال
ہے ہم نے عرض کی آپ کس امر میں پوچھتے ہیں فرمایا یہی کھانے پینے کے مقدمہ میں
ہم نے کہا ایک وقت تو سب لوگ کھا کر آسودہ ہو جاتے ہیں مگر دوسرے وقت شاید
بعضوں کا پیٹ نہ بھرتا ہو یہ حال معلوم ہوتا ہے آپ سنکر خاموش ہو رہے پھر بعد کئی
روز کے یہی پوچھا کہ اب کیا حال ہے ہم نے عرض کی کہ اب تو خدا کے فضل سے

Marfat.com

کچہہ تکلیف نہیں معلوم ہوتی دونوں وقت لوگ باخوبی کہا کر آسودہ ہوجاتے ہیں بلکہ بعضے بعضے
اپنے حصے سے جو کہانا بچ رہتا ہے واسطے ناشتہ کے اٹہا رکہتے ہیں پھر آپ سنکر چپ رہے پھر کئی
دن کے بعد کہ اسوقت وہاں بیس پچیس آدمی حاضر تھے کہ بہائیو جو تم پر کھانے پینے کی ان
دونوں تکلیف گزرتی ہے میں خوب جانتا ہوں سو جناب الہی سے مجہکو الہام ہوا ہے کہ
کہ اپنے لوگوں کے کہانے کپڑے کیواسطے جو تو دعا کریگا ہم قبول کرینگے سو تم سب صاحبو آپسمیں مشورہ
کرکے مجہسے کہو تو پھر میں دعا کروں جو کہانا و کپڑا تم چاہوگے اچہے سے اچہا تمکو اللہ تعالے اپنے کرم و
فضل سے با فراغت عنایت کریگا اسمیں اتنی بات ہوگی کہ تمہارے پاس کھانے کپڑے کی فراوانی
دیکہکر اکثر لوگ بھی آکر تمہاری جماعت میں شریک ہونگے پھر ان میں سے کوئی کسی کا جوتہ
چراویگا کوئی کسی کا پائجامہ کوئی کسی کا کرتہ وغیرہ اور ظاہر میں وے لوگ صالح و پرہیزگار
معلوم ہونگے . اور تمہاری خدمت بھی کرینگے پاؤں دابینگے ہاتہ دابینگے سو اس بات کا
جواب ہمکو دو تین روز میں آپسمیں صلاح کرکے دو کچہ اسی وقت جواب اوسکا ضرورت
نہیں اسمیں ہم لوگ آپسمیں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کہانے پینے کا شکوہ کسی نے کیا
کسی نے اقبال نکیا اور کہا کہ ہم واقف نہیں یہ آپکی گفتگو سنکر حضرت علیہ الرحمۃ نے

Marfat.com

فرمایا کہ بھائیو تم کوئی اس بات کا التزام کسی کو نہ دو مجھسے کسی نے اسکا گلہ شکوہ نہیں کیا
میں نے آپ دو ایک صاحبوں سے پوچھا تھا سو معلوم ہوا پھر دوسرے روز بعد نماز فجر کے سب لوگوں نے
مشورہ کرکے عرض کی کہ حضرت آپ ہمارے واسطے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمکو اسی کھانے
پینے میں برکت کرے اور ہم کو صبر و تسکین عطا فرماوے ہم سب اسمیں راضی ہیں اور دوسرے
یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمکو اپنی رضامندی کی راہ میں ثابت قدم رکھے بس یہی ہمکو کافی ہے
یہ جواب سنکر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہی بہتر ہے۔

جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن تشریف کو
تشریف لیگئے اس نواح کے اکثر شرفا و غربا نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور
یکے مسلمان دیندار متبع سنت ہوگئے وہاں سے قریب لوہانی نام ایک موضع ہے وہاں کے
لوگوں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے گاؤں کے نمازی لوگ
یہاں آپکی مسجد میں ہر وقت حاضر نہیں ہوسکتے اور نہ اتنی وسعت ہے کہ مسجد بنادیں
اگر وہاں ایکی کوشش سے ایک مختصر مسجد بن جاتی تو ہمکو آرام ہوتا آپنے فرمایا
بہت خوب ہم بنوا دینگے وہاں ایک قدیم مسجد تھی اسکو لوگ بلند خاں کی مسجد کہتے تھے

Marfat.com

مگر وہ بالکل مسمار ہوگئی تھی فقط نشان باقی تہا اور کچہ نہیں سوا وسکو از سر نو بنانے کا
حضرت نے ارادہ کیا کوئی چہہ سات ہزار اینٹ وہاں کے پٹہانوں نے دنیا کہا اور باقی
حضرت نے مول لیں اور چونا اسکے واسطے ہم لوگوں نے پکایا اور ہمارے ساتہہ حضرت بھی
ہر کاروبار میں شریک تھے پھر کاریگروں کو لگا کر اور ان کے ساتہہ شریک ہو کر حضرت نے ایک
دو مہینے کے عرصہ میں بنا کر تیار کردی اور اسکے ساتہہ ایک دوسری مسجد قصبہ رائے بریلی
میں شیخوں کے حملہ میں جب وہ دونوں مسجدیں بن کر تیار ہوئیں تب آپ نے دونوں مسجدوں
میں دو دو رکعت نماز نفل ادا کی اور آپکے ساتہہ اور بہی لوگوں نے نفلیں پڑھیں
اور حضرت نے ان دونوں مسجدوں میں دو امام بھی مقرر کر دئے پھر کئی روز کے بعد حضرت نے ہم
لوگوں سے فرمایا کہ بہائیو آج میں تمکو ایک خوشی کی خبر سناتا ہوں وہ یہہ ہے کہ آج
مجہکو جناب الہی سے یوں الہام ہوا ہے کہ تو نے یہہ دو مسجدیں بنوائیں ہم بہت
راضی ہوئے ان کے بنانے اور کاروبار کرنے میں جو لوگ مسلمان شریک تھے اونکی
محنت و مشقت پسند آئی ہم نے ان سبکو بخشدیا ایک شخص عنایت اللہ نام
موضع منڈیانو کا باشندہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کا مرید تھا اور میرے ساتھ ہر کاروبار میں شریک رہتا تھا بعد چند روز کے لاغر ہونے
لگا یہاں تک کہ بلکل حقیر ہو گیا اور جو میں اس سے پوچھتا تو شرم کے مارے مجھے
اپنا حال نہ بتاتا ایک روز میں نے کہا کہ بھائی عنایت اللہ تم اپنی بیماری کا حال مجھے بتاؤ
ورنہ آج سے میرے پاس نہ آؤ تب اُسنے کہا کہ دو مہینے سے ایک ران میری
نہ معلوم کس سبب سے سُن ہو گئی ہے بس یہی بیماری ہے اور کچھ نہیں میں نے کہا اپنی
ران میں چٹکی تو لو دیکھو تو کچھ درد ہوتا ہے یا نہیں اُنہوں نے چٹکی لیکر کہا کہ مجھکو تو کچھ
نہیں معلوم ہوتا میں نے کہا یہ تو سن بھری ہے اور اس کا حال میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا آپنے فرمایا کچھ دوا کرو وہ تو لڑکا ہمارے تیرے کام کا ہے پھر میں نے دوا
جو کسی نے بتائی وہ کی مگر کچھ فائدہ اور تفاوت نہ ہوا پھر اُسکے واسطے میں نے مولوی
محمد یوسف صاحب مرحوم سے کہا کہ آپ حضرت سے کہیں کہ وہ دعا کریں اسی سے اُمید ہے کہ شفا
ہو اور دوا تو میں نے بہت کی اور کچھ نہ ہوا اور اب دوا کرنا بھی نہیں مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ
عنایت اللہ کو کسی وقت جب میں بھی ہوں حضرت کے پاس لانا میں عرض کر دونگا پھر ایک
وقت میں عنایت اللہ کو لیکر حضرت کے سامنے گیا آپنے پوچھا اسوقت کیونکر آنا ہوا مولوی صاحب

Marfat.com

ممدوح نے کہا کہ آپنے جو عنایت اللہ سے دوا کو فرمایا تھا سو کہتا ہے کہ دوا تو میں نے بہت
کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا اب یہہ چاہتا ہے کہ آپ دعا کریں آپنے فرمایا کہ یہہ بات تو
عنایت اللہ کو خوب ہی سوجھی اب ہم کس وقت ضرور دعا کرینگے پھر عنایت اللہ
کو لیکر چلا آیا پھر یہہ نہیں معلوم کہ حضرت نے کس وقت دعا کی مگر یہاں عنایت اللہ
کی ران رفتہ رفتہ ایک دو ہفتے کے اندر اچھی ہوگئی پھر حضرت پاس گئے اور
چنگے ہونیکا حال کہا آپنے فرمایا کہ حشر کے روز میں نے حساب الٰہی میں بہت دیر تک دعا کی
اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے چنگا کر دیا ۔

قصبہ رائے بریلی میں جو سید علم الہدیٰ صاحب جناب امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے بھائیوں
میں سے اونکی بیٹی پر جو سید عبد الجلیل صاحب کی منکوحہ ہیں بہت روتے کسی جن کا اثر تھا
اور اونکو بہت تکلیف دیا کرتا تھا بہت سا جھاڑ پھونک کیا مگر کچھ مفید نہ ہوا یہ حال کسی
نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا آپنے فرمایا کہ اب کے جب وہ جن ان پر آئے
تب مجھکو خبر کرنا پھر ایک روز وہ جن اونپر آیا عورتوں نے حضرت کو اطلاع کی
آپ وہاں تشریف لیگئے اور دروازہ میں چادر کا پردہ بندھوا دیا پھر آپنے نزدیک گئے

Marfat.com

پردہ کے پاس اس جن نے پہلے آپ ہی حضرت کو سلام کیا آپنے جواب دیا پھر اُس نے کہا کہ حضرت
آپنے اسوقت اِس تکلیف کیوں کی کسی سے کہلا بھیجا ہوتا میں چلا جاتا اور میں تو آپکے
دست مبارک پر بیعت کی ہے اور میں فلاں جن کا بیٹا ہوں اور میرا فلاں نام ہے حضرت
نے پوچھا تم اُن پر کیوں آتے ہو اور ناحق کسی کو ستاتے ہو انہوں نے تمہارا کیا قصور کیا اُسنے
کہا کہ ایک روز انہوں نے ایک جگہ پیشاب کیا اور میں وہاں پر تھا اسکی چھینٹیں میرے اوپر پڑیں
مجھکو برا معلوم ہوا تب سے میں ان پر آتا ہوں حضرت نے پوچھا اسوقت تم کس حال میں تھے
کس جانور کی صورت میں یا کس آدمی کی اُسنے کہا کہ اسوقت تو کسی کی صورت میں نہ تھا آپنے
فرمایا پھر کیونکر تم پر پیشاب کی چھینٹیں پڑیں اسمیں تمہاری ہی خطا ہے اور تم لائق تعزیر کے
ہو اگر تم کسی جانور کی صورت میں ہوتے تو بھی ہم آدمیوں کو کیا خبر کہ یہ جانور ہے یا کوئی جن
ہاں اگر تم اسوقت کسی آدمی کی شکل میں ہوتے تو البتہ ایک الزام کی جگہ تھی مگر پھر بھی
معاف کر دینا لائق تھا اور کہتے ہو کہ میں تمہارا مرید ہوں یہ ہم کب تمکو سکھایا کہ
کسی مسلمان کو ناحق ایذا دو تم بہت برے ہو وہ لاجواب ہو کر کہنے لگا حضرت
مجھسے خطا ہوئی اب میں جاتا ہوں آپنے فرمایا بغیر توبہ کرائے ہم تمکو ہرگز نہ جانے دینگے

Marfat.com

کہ پھر کسی مسلمان مرد یا عورت کو کبھی ایذا نہ دونگا پھر اُسنے توبہ کی اور جو اقرار
حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے کرایا سب قبول کیا اور کہا حضرت میں جاتا ہوں اسلام
علیکم پھر وہ ہوش میں آگئیں — اس دن سے وہ جن پھر کبھی اونکے اوپر نہ آیا
جاڑوں کا موسم تہا ایک روز حاجی عبدالرحیم مرحوم مغفور حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں آئے اور واسطے جڑاول کے عرض کیا حضرت ممدوح پر فتوح
نے فرمایا کہ دو چار دن میں اسکی کچہہ تدبیر خدا چاہے گا تو ہو جاویگی پھر کئی دن کے بعد
حاجی صاحب نے وہی سوال کیا آپنے مجھکو فرمایا کہ ہمارے یہاں فلانی جگہ دو لبادے
گہڑی میں بندھے رکہے ہیں اونکو لے آؤ میں نے لاکر حاضر کئے آپنے انمیں سے ایک
لبادہ حاجی صاحبکو اور دوسرا مجھکو عنایت کیا حاجی صاحب نے کہا حضرت اس لبادے کے
اوڑھنے سے تو میرا جاڑا دفع نہ ہوگا اسمیں کمال ڈھائی یا تین پاؤ دری ہے اور تین چار پانسیر
روئی کا لحاف اوڑھتا ہوں تب سردی دور ہوتی ہے حضرت نے فرمایا اب تو اسمیں
گزر کرو انشاء اللہ تعالیٰ آپکا جاڑا اسمیں جاویگا اور اگر نہ نجاویگا تو ہم اور کچہہ
بنوا دینگے پھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت یہ لبادہ بہت ہلکا ہے آپنے فرمایا کہ اگر اس

Marfat.com

سے آپ کا جاڑہ نہ جاوے تو پھر ہم سے کہنا اب تو اسی کو اوڑھو اور اسی طور مجھکو فرمایا اور
جاڑے کا اون دنوں یہہ حال تھا کہ بعضے روز فجر کو ہم لوگ گرم پانی سے وضو کرتے اور ہوا
لگتی تو داڑھی جم جاتی اور پیشاب کرتے تو زمین پر جم جاتا الغرض وہ دونوں شخص لائے
میرا تو یہ حال تہا کہ مارے گرمی کے منہ اندر کسی کے نیند نہیں پڑتی تھی اور بدن میں بعضے وقت
عرق آجاتا تہا اور حاجی صاحب کا یہی حال تہا کئی دن کے بعد حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی صاحب سے
پوچہا کہ تم نے ہم سے پھر جاڑے کا شکوہ نہ کیا انہوں نے کہا حضرت شکوہ کس بات کا کروں
یہ حال ہے کہ رات کو مارے گرمی کے منہ ڈھک کر سویا نہیں جاتا حضرت نے سنکر تبسم کیا اور کہا
کہ ہم لوگ غریب ہیں ہمارے پاس پاشیر روئی کے لحاف کہاں ہمارے جاڑے اللہ تعالیٰ اپنے
کرم و فضل سے ایسی ہی جڑاول میں دفع کرتا ہے۔ جاڑے کے موسم میں ایک روز حضرت
امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ نے مجھسے فرمایا کہ ہمارے آدمی ان روزوں کتنے ہوں گے میں نے
عرض کی چالیس آدمی آپنے فرمایا اونکے واسطے جڑاوں کی کچھ تدبیر کیا چاہیے میں نے کہا جو ارشاد ہو
وہ کیا جائے فرمایا ہم تم سے کہدیوینگے پھر دوسرے روز بعد نماز صبح کے آپ مسجد کی چھت پر جا بیٹھے
اور مسجد کے زینہ پر عبد الرحیم کا ندبوالے کو بٹھایا پھر عبد الرحیم سے فرمایا کہ سید محمد علی صاحب کو

Marfat.com

اور حاجی عبدالرحیم اور دین محمد کو بلا لو انہوں نے آواز دی تینوں شخص حضرت کے پاس جا کر حاضر ہوئے
آپ نے فرمایا کہ چالیس بجنور کے غلاف ایک ایک روپے والے منگوا لو اور ہر ایک میں ایک ایک سیر روئی
بھروا دو تو ایک من روئی ہوئی اور ان دنوں روپیہ کی دو سیر روئی بکتی تھی پھر فرمایا کتنے
روپے ہوئے میں نے کہا چالیس غلافوں کے اور بیس روپے روئی کے سب ساٹھ روپے ہوئے آپ نے
فرمایا واسطے خرچ کے دس روپیہ اور لیلو پھر میں جا کر صندوق سے ستر روپیہ لایا اور حضرت رحمتہ
اللہ علیہ کے آگے دھر دیے آپ نے سب روپے زمین پر پھیلا کر ایک ایک گنے انمیں ایک زیادہ
ہوا اسکو الگ رکھدیا پھر حاجی عبدالرحیم سے کہا کہ آپ تو گنیں یہ کتنے روپیہ ہیں
ایک ایک انہوں نے بھی گنے ایک اور بڑھا اسکو بھی الگ رکھا پھر مولوی سید محمد علی
سے کہا کہ تم گنو ایک روپیہ انسے بھی بڑھا اسکو بھی الگ رکھا پھر مجھسے فرمایا کہ تو گن
میں نے جو گنے تو ایک روپیہ مجھسے بڑھا آپ نے فرمایا تم سب گنے ہیں بھول تو نہیں جاتے
اب کی بار پھر تو گنو پھر آپ نے گنے ایک اور بڑھا تو ستر کے پچھتر ہوئے آپ نے فرمایا
اللہ تعالے نے برکت کی اب انکو لیجاؤ اور سب سامان سنگاؤ میں نے چالیس روپیہ
غلافوں کے جدے باندھے اور بیس روپیہ روئی کے گدے باندھے اور پندرہ

Marfat.com

خرچ کے جدے باندھے پھر میں وہاں سے نیچے آیا اسمیں حاجی عبدالرحیم صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا کہ ایک ایک غلاف میں تو سیر سیر بھر روئی کم ہوگی اگر سوا سوا سیر بڑے تو خوب ہو
آپنے فرمایا حاجی صاحب۔ جاڑا تو حکم الٰہی سے جاتا روئی نہیں جاتا خیر آپکی خوشی دیں محمد کو بھی
بلالو انہوں نے مجھکو بلایا پھر میں جاکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ سب روپے یہاں دھر دو
میں نے دھر دئے آپنے زمین پر پانچ پانچ گتے پانچ روپے بڑھے اونکو الگ رکھا پھر
ہم تینوں آدمیوں سے کہا کہ تم گنو جب گنے پانچ پانچ گتے ہر کسی کے گننے میں پانچ پانچ روپے
بڑھے تو بیس اور زیادہ ہوگئے اور پانچ پہلے زیادہ ہوئے تھے یہ حال دیکھکر سبکو تعجب ہوا
کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے آپنے فرمایا کہ حاجی صاحب۔ اب جسقدر کہو اسقدر روئی منگوائی
جائے حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت اب تو جاڑا ہو فقط ایک ایک غلاف ہی تقسیم کردو
مجھکو یقین ہے کہ جاڑا نہ معلوم ہوگا آپنے فرمایا کہ پینتالیس کو غلاف لو اور فی غلاف
سوا سوا سیر روئی اور باقی روئی خرچ کو رکھو اور اب یہ روپے لے جاؤ میں وہ سب
روپیہ لیکر نیچے آیا اسمیں پینتالیس روپیہ شیر خاں کو حوالہ کئے کہ جاکر قصبہ بجنور سے
غلاف لاؤ اس اور دو روپے خان ممدوح کو واسطے خرچ راہ کے دئے وہ تو جاکر کئی روز میں

Marfat.com

ایک ٹٹو پر لاد کر غلاف لائے اور سوا گیارہ بیسری روئی میں اٹھائیس روپیہ کی لیکر اون سب غلافونکو بھروا کر اور سلوا کر ایک ایک رضائی سبکو تقسیم کر دی۔

ایک روز ہم کئی آدمی حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں بیٹھے تھے کسی نے کہا کہ بلدہ شاہجہان آباد میں ایک حافظ تھے اونکے بدن میں خوشبو آتی تھی ایک نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ممدوح سے پوچھا کہ اون حافظ صاحب کا قصہ کیونکر ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہاں ہاں ایک حافظ صاحب شاہ عبدالقادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں تھے اور وہ بزازی کرتے تھے اور وہ بہت حسین و جمیل وضع دار جوان تھے جس گلی میں جاتے اکثر عورتیں انکی صورت دیکھنے کو کپڑا لینے کے بہانے سے بلاتیں اور انسے باتیں کرتیں ایک روز انہوں نے شاہ صاحب ممدوح سے کہا کہ حضرت میرا یہی پیشہ ہے کہ ہر روز شہر کے گلی کوچہ میں جا کر دو چار تھان بیچتا ہوں اسمیں جو کچھ دو چار آنے پیسے اللہ تعالےٰ دیتا ہے وہی اپنے خرچ میں لاتا ہوں اور اکثر عورتوں ہی سے میرا لین دین رہتا ہے سو مجھکو اس بات کا خوف ہے کہ مبادا کوئی صورت مکارہ فاحشہ مجھکو اپنے گھر بلا کر قید کر لے دے اور حرام کاری میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اسوقت اپنی

Marfat.com

رہائی کی کیا تدبیر کروں اسکی کوئی صورت فرمائیے یہ سنکر شاہ صاحب ممدوح نے
کچھ جواب نہ دیا پھر اسی طور ایک دو بعد حافظ صاحب نے سوال کیا آخر الامر ایک روز
شاہ صاحب نے سوال کیا فرمایا کہ اسکا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ہم کل دیوینگے پھر دو دن قبل
آنے حافظ صاحب کے شاہ صاحب ممدوح پر فتوح نے یہ حال حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ
سے بیان کیا کہ وہ یہ سوال کرتے ہیں سو میں اسکا کیا جواب دوں حضرت ممدوح نے فرمایا
کہ جیسا کچھ مناسب ہو ویسا حافظ صاحب سے فرما دیجئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ صاحبزادے صاحب اسکا جواب آپ ہی دیکر انکی تسلی کر دیویں حضرت رح نے بہت عذر
کیا کہ آپکے ہوتے ہوئے میری کیا مجال جو جواب دوں شاہ صاحب نے کوئی عذر حضرت کا
نہ مانا اور کہا آپ ہی انکو جواب دیویں ناچار ہو کر حضرت امیر المومنین نے قبول کیا خیر جو کچھ
میرے خیال ناقص میں آئیگا اونسے کہدونگا پھر حضرت وہاں سے برائے مدرسہ کو حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ العزیز کے پاس چلے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ وہ حافظ شاہ صاحب کی خدمت
میں آکر حاضر ہوئے آپنے فرمایا کہ میں نے سید صاحب سے کہا ہے سو اونہیں سے جاکر جو پوچھنا ہو پوچھو اور وہ
ابھی بہار صاحب کے پاس گئے ہیں حافظ صاحب نے جھپٹ کر حضرت کو رستہ ہی میں جاکر لیا اور کہا مجھکو شاہ

Marfat.com

عبدالقادر صاحب کے بھیجا ہے اور اپنا تمام قصہ بیان کیا حضرت امیرالمومنین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ کچھ عجب نہیں جو ایسا واقعہ تم پر گزرے اور فرمایا مبادا شاید کہیں کسی عورت مکارہ بدکار کے
دام میں گرفتار ہو جاؤ اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آوے اس وقت اپنے مال و اسباب جانے کا
اندیشہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ سے اپنی نجات کا سوال کرنا اور جو وہ تم سے اپنی حاجت روائی
چاہے تو کہیو میں حاضر مگر پیشاب پاخانہ پھر آؤں جب وہ تمکو اجازت دے تب وہاں
جا کر تمکو جو نجاست پیشاب یا موری کا کیچڑ نظر آوے اسکو اپنے تمام کپڑوں اور بدن میں
لیس لینا پھر اسکے پاس جا کر کہنا کہ میں حاضر ہوں وہ اسوقت تم کو اپنے گھر سے باہر
نکال دیگی پھر تم کہیں جا کر نہا ڈالنا پھر کہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایسی بلا میں مبتلا نہ ہوگے اور تمہارا
کچھ اور ہی حال ہو جائیگا یہ تدبیر رہائی کی ہے یہ سنکر حافظ صاحب اپنے مکان پر
آئے اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ وسہ کو تشریف لیگئے پھر بعد چند روز کے قضاء الٰہی سے
وہی واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حافظ صاحب موافق دستور پیشہ کے شہر کے کوچوں
میں تھان لئے ہوئے پیچھے پھرتے تھے جاتے جاتے قلعہ بادشاہی میں گذر ہوا وہاں ایک پیر زال
کہن سال نے کہا کہ حافظ صاحب ادھر تشریف لاؤ ہماری بیگم صاحبہ کپڑا لینے کو بلاتی ہیں حافظ صاحب

Marfat.com

اسکے ساتھ چلے اسنے جاکر ایک ڈیوڑھی پر بٹھایا اور وہ دو ایک تھان لیکر اندر گئی
ایک لحظہ میں پھر آکر کہا کہ یہ تھان تو ناپسند ہوئے اور تھان لاؤ انہوں نے اور دیئے
کچھ دیر میں وہ پھیر لائی کہ یہ بھی پسند نہ ہوئے اور کہا کہ آپ یہیں چلکر ڈیوڑھی
میں بیٹھیں مجھکو بار بار جانے آنے میں تکلیف ہوتی ہے وہاں جو تھان پسند پڑیگا
اسکی قیمت آپکو ملجائیگی والا اپنا مال لے لیناوہ بے چارے طمع کے مارے اپنی سادہ
دلی سے اسکے ساتھ چلے گئے ڈیوڑھیوں کے بعد ایک دالان میں گئی وہاں ایک پلنگ تھا بہت
نہایت معکف بچھا تھا کہا آپ اسپر آرام سے بیٹھیں میں اندر تھان لیکر جاتی ہوں حافظ
صاحب زمین پر بیٹھ گئے اسنے کہا کہ آپ کچھ شبہ دلمیں نہ لاویں اسی پلنگ
پر آویں اونہوں نے نہ مانا زمین ہی پر بیٹھے رہے اس مکارہ عیارہ نے ڈیوڑھی کے
کیواڑ بند کرکے اپنی بی بی کو جاکر خبر کی بعد ایک لحظہ کے اندر سے ایک عورت تھا بہت
حسینہ جمیلہ بناؤ سنگار کئے ہوئے آئی اور حافظ صاحب سے کہا کہ آپکی ملاقات
مسرت آیات کی مدت مدید اور عرصہ بعید سے میں اشتیاق مند تھی سو وہ مراد میری
آج پوری ہوئی اور حافظ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر بٹھایا اور واسطے فعل شنیع کے

Marfat.com

سوال کیا یہ معاملہ دیکھکر حافظ صاحب کے حواس پرواز کر گئے کہ الٰہی اس بلائے ناگہانی سے
مجھکو محفوظ رکھیو اسمیں وہی بات حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی اوس
فاحشہ سے کہا کہ جو کہو میں حاضر ہوں مگر مجھکو اسوقت پیشاب کی حاجت ہے اُسنے ایک جگہ
بتادی کہ ہاں جاکر حاجت رفع کر آؤ حافظ صاحب نے وہاں موری کا کیچڑ خوب اپنے منہ
میں اور کپڑوں میں لگایا جسطرح حضرت نے فرمایا تہا پھر وہانسے آکر اس پلنگ پر بیٹھے اس رانیہ
نے انکو بایں شکل دیکھکر لاحول پڑہا اور اسی پیر زال بدخصال دلالہ شیطان کی خالہ سے
کہا کہ اس شخص دیوانہ کو جلد یہانسے نکال اسنے کواڑ کہولائے حافظ صاحب اپنے تہان
بغل میں دابکر باہر نکلے اور جاکر دریائے چمبا میں کپڑوں سمیت گہس گئے اور خوب غوطہ لگاکر
نہائے اور کپڑے دہوئے اور باہر نکلکر کپڑے سکہلائے پھر پہنکر وہانسے اپنے مکانکو
چلے رستے میں انکو اپنے بدن میں عطر کی سی خوشبو معلوم ہوئی اپنے دلمیں خیال کیا کہ جہاں میں
گیا تہا وہاں تو کہیں عطر نہ تہا یہ کیسی خوشبو ہے پھر بعد فکر و تامل کے دریافت ہوا کہ یہ خوشبو
داد الٰہی ہے پھر یہ تمام حادثہ عجیب حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے جاکر بیان کیا
اور وہ حافظ صاحب جبتک زندہ رہے وہ خوشبو اونکے بدن سے نہ گئی پھر جس گلی کوچہ میں

Marfat.com

نہان لیکر نکلتے تھے سبب خوشبو کے لوگ پہچان جاتے کہ حافظ صاحب اس گلی میں آئے ہیں
پھر کبھی ایسی بلا میں اللہ تعالیٰ نے انکو مبتلا نہ کیا یہ حال ان حافظ صاحب کا ہے راوی کہتا ہے
کہ پھر یہ حال میں نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
یوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سچ ہے معاملہ اسی صورت گذرا تھا —
ایک بار حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ مجھکو اور عباس اللہ کو واسطے لوگوں کے کھانا پکانے کو
تکیہ میں چھوڑ گئے اور اب ساتھ ستر آدمی اپنے ساتھ لیکر ایک بستی میں وہاں سے کچھ کم دو
کوس پچھم اور دکھن کی کوئی طرف ہوگی ایک خشک درخت آم کا اٹھوانے کو گئے اور وہ
تنہ درخت کا تخمیناً سو سوا سو من کا ہوگا اور وہاں سے سٹی ندی کچھ کم یا زیادہ پاؤ کوس ہوگی
موسم برسات کا تھا وہ ندی بڑی زور زور سے بہتی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ کنکر کی طرح سب ملکر
ندی تک ڈھکیل کر لیچلو پھر وہاں پانی میں بہتا ہوا چلا جاویگا سب لوگوں نے اسے ڈھکیلنا شروع
کیا مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتا بھی نہ تھا یہ حال دیکھکر آپ نے فرمایا کہ ایک طرف جو بھاری ہے
میرے واسطے چھوڑ دو اور دوسری طرف تم سب ملکر ڈھکیلو پھر ایسا ہی کیا ایک طرف
آپ ہوئے دوسری طرف سب لوگ آپ نے فرمایا ہاں بھائیو سب یکبارگی زور کرو ایک قدرت

Marfat.com

الہی کا تماشہ نظر آتا تھا کہ ہر جملے میں وہ لکڑ تین چار پٹے کہا جاتا تہا اور جب آپ اپنا
دست مبارک نہ لگاتے باوجود اتنے آدمیوں کے وہ اپنی جگہہ بے جنبش نکرتا
آخر الامر اسکو ڈھکیلتے ہوئے ندی کے کنارے لیگئے آپنے فرمایا سب بہائیو اب ذرہ دم
لیلو پھر پانی میں ڈھکیل دیتا آپ بہتا ہوا چلا جائیگا سب لوگ جابجا بیٹھ گئے اس عرصہ
میں فرمایا کہ بہائیو اسوقت جناب الہی سے مجھکو بشارت ہوئی کہ جتنے آدمی اسوقت اس
للہی کام میں شریک ہیں انکی محنت و مشقت ہمکو بہت پسند آئی ہم نے اپنی عنایات
نے غایت سے سبکو بخشدیا پھر مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے فرمایا کہ اسوقت ان سب صاحبان کے نام لکھو
انہوں نے عذر کیا کہ یہاں کاغذ قلم دوات کچھہ بھی نہیں ہے مکان پہ چلکر لکھہ لونگا آپنے
فرمایا کہ یہ کچھہ بات نہیں کسی گھاس کی پتی توڑ کر اس کا عرق نکالو اور کسی تنکے سے لکڑی کی
چپٹی پر جو صاف اور ہموار ہو اسپر لکھو خدا جانے اس بات میں کیا بھید تہا آخر شیخ مولوی صاحب موصوف نے
اسی صورت سے سب کے نام لکھہ لئے پھر لوگوں نے اس لکڑ کو ندی میں ڈھکیل دیا وہ بہتا ہوا چلا اور
ہر کسی نے لکڑیوں کا ایک ایک گٹھا باندہ کر سر پر رکھا اور تکیہ کو روانہ ہوئے اسمیں کئی
شخصوں نے آکر مجھسے کہا کہ آج وہاں ندی کے کنارے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ نے لوگونکو

Marfat.com

بشارت سنائی مجھے بڑا افسوس ہوا کہ جو لوگ وہاں گئے انکو یہ بشارت حضرت کی ملی تھی میاں کو کیا
کیا حاصل کیا پھر جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تشریف لائے میں نے اپنی اور عنایت اللہ کی محرومی
اور بے نصیبی کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں کیجئے وہاں یہ معاملہ گزرا مگر اس بشارت میں
تم بھی شریک ہو اور مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے پوچھا کہ تم نے وہاں دین محمد کا اور عنایت اللہ
کا بھی نام لکھا تھا اونہوں نے کہا حضرت اسوقت مجھکو یاد نہ تھا آپ نے فرمایا یہ دونوں بھی خدا ہی
کا کام کرتے تھے انکو بھی لکھ لو پھر اونہوں نے یہ بھی دونو نام لکھ لئے حضرت امیر المومنین
امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کے لف دست مبارک اور ناخن میں کچھ ایسی اللہ تعالے کے شفا
اور برکت عطا کی تھی کہ جس مریض پر اپنا ہاتھ پھیرتے شفا پاتا جس سرکش اور زبردست کے گدھوں
پر ہاتھ دھر دیتے اسی دم مطیع و فرمانبردار ہو جاتا اور یہ حال جو کچھ حضرت کے ہمراہ تھے سبکو
معلوم ہے ایک روز تکیہ پر آپکی مسجد میں کئی آدمی آپس میں اسی بات کی گفتگو کر رہے تھے وہاں
مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ حال مذکور کیوں کر ہے اگر معلوم ہو
مفصل بیان فرمائے مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ معاملہ مجھکو خوب معلوم ہے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ
دہلی میں حضرت شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہ کے پاس بیٹھے تھے ایک روز شاہ صاحب ممدوح پر فتوح کو جناب

Marfat.com

الہی سے الہام ہوا کہ ایک ہمارا بندہ تیرے پاس ہے انہوں نے عرض کی کہ خداوندا سب تیرے
بندے ہیں ولیکن جس بندہ کو تو فرماتا ہے مجھے خبر نہیں کہ وہ کون ہے کئی دن کے بعد پھر الہام
ہوا کہ ہمارا بندہ تیرے پاس رہتا ہے پھر انہوں نے عرض کی کہ تیرے بندے میرے پاس
بہت پڑھتے ہیں میں کسکو خیال کروں پھر ایک روز حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ اور
مولانا عبدالحی صاحب اور میں شاہ صاحب رح کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اس اثناء میں پھر الہام
ہوا کہ اسوقت وہ ہمارا بندہ تیرے ساتھ کھانا کھاتا ہے انہوں نے عرض کی کہ خدایا تین آدمی
اسوقت میرے ساتھ کھا رہے ہیں تو بتا دے تینوں میں کسکو جانوں پھر ایکروز کھانا کھاتے
میں الہام ہوا کہ وہ فلاں شخص ہے بعد تناول طعام کے شاہ صاحب نے ہم تینوں شخصوں سے
فرمایا کہ مجھکو چار بار جناب باری سے الہام ہوا کہ ایک ہمارا بندہ تیرے ساتھ ہے سو تم
تینوں صاحبوں میں وہ کون ہے اللہ تعالے نے جسکی مجھکو خبر دی ہے یہ سنکر ہم تینوں آدمی
عاجزی و انکساری اپنی بیان کرینگے کہ ہم خدا کے گنہگار بندہ ہیں ہمارا یہ رتبہ کہاں کہ وہ
خداوند تعالے ہمکو اپنے بندوں میں شمار کرے آپ نے کہا مجھکو اللہ تعالے نے فلاں ہی دیا ہے
کہ فلانا ہے سو تم میں جو ہو شرم ہرگز نہ کرے یہ عنایت الہی جسکو چاہے پسند کرے

Marfat.com

کچھ استاد شاگرد یا پیر و مرید پر موقوف نہیں یہ آگے سے ہوتا آیا ہے کہ استاد سے شاگرد
افضل ہوتا ہے اور پیر سے مرید مگر ہم تینوں میں سے کسی نے اقبال نہ کیا تب شاہ صاحب قدس سرہ
نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہ وہ یہ ہے اور آپ کے ہاتھ کو اپنے
سینہ سے لگا لیا اور فرمایا اس ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شفا بخشی کہ جس مریض کے بدن
پر پھیریں اللہ تعالیٰ اسکو شفا دے اور جس شیر نر اور سرکش کے کندھے پر رکھ دیں فوراً مطیع
ہو جائے ایک بار محسن خاں جو ہماری ریاست اسلام میں نشان بردار ہیں نہایت بیمار تھے
کہ ظاہر میں امید زندگی کی معلوم نہیں ہوتی تھی لاغری و ناتوانی سے چارپائی میں لگ
گئے تھے کسی نے یہ مذکور حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
شفا دیگا پھر ایک روز ایک مسجد میں اپنے دولتخانہ کو جاتے تھے کئی شخص اور بھی ہمراہ تھے
جب آپ دروازہ کے اندر جانے لگے محسن خاں کی والدہ سامنے آئی اور کہا کہ محسن
خاں کا بہت برا حال ہے اگر اس وقت وہاں تک تشریف لیجیں تو بہتر ہے آپ اس کی وجہ سے
پھر انکے مکان پر گئے اور محسن خاں کو دیکھا تو فی الحقیقت بہت سخت بیمار تھے آپ انکے بدن پر
سر سے پاؤں تک تین بار اپنے دست مبارک پھیرے اور فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائیگا کسی بات

Marfat.com

کا اندیشہ نکرو پہر عنایت الٰہی سے اسی وقت سے انکو آرام ہونیلگا کئی دن میں صحیح و سالم ہو گئے۔
ایک روز ساتھ کے لوگوں نے کہا کہ آج اچار ہوتا تو کھاتے میں نے میاں عبداللہ سے کہا کہ تم
جا کر تہوڑا اچار حضرت کے بہانے سے کہا تمہیں جا کر لاؤ میں نے کہا خیر میں ہی جاتا ہوں پھر
میں حضرت امیر المومنین رح کے مکان میں گیا وہاں ایک بڑی بی بی تہیں اونکو حضرت امیر المومنین
رحمۃ اللہ علیہ چہوٹی دادی کہتے تھے اُنسے میں نے اچار مانگا انہوں نے کہا کہ تمکو تو معلوم ہے اندر
جا کر جتنا چاہو نکال لاؤ میں جو اندر گیا وہاں اندہیرا بہت تہا اور دیوار میں تاپدان بہی تہا
میں نے اُنسے کہا کہ اگر یہ تاپدان نہ ہوتا تو لے چراغ کے کام نہ نکلتا انہوں نے کہا کہ آگے
اس تاپدان میں ایک عجیب حال گزرا ہے میں نے پوچہا کیا حال اونہوں نے کہا حضرت امیر المومنین
چودہ پندرہ برس کے تھے ایک روز اس کوٹہری میں آئے اسوقت ایک چہپکلی اس تاپدان کے
نیچے کچہہ اپنا بول بول رہی تہی حضرت نے مجہسے کہا چہوٹی دادی تم سنتی ہو یہ چہپکلی کیا کہتی ہے
میں نے کہا اللہ کا نام لیتی ہے اونہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کا نام تو لیتی ہے مگر اسوقت
یہ کہہ رہی ہے کہ کوئی تاپدان میں ہاتہہ نہ ڈالے اسمیں کالا سانپ بیٹہا ہے یہ بات
سنکر سب عورتیں ہنسنے لگیں میں نے کہا انہیں باتوں سے تم کو سب لوگ بڑے دیوانہ کہتے ہیں

Marfat.com

اونہوں نے کہا چھوٹی دادی میں تم سے سچ کہو یا چاہو مانو یا نہ مانو بس اتنا کہکر باہر چلے گئے
اتنے میں سید محمد ابراہیم صاحب سید محمد یعقوب صاحب کے والد تشریف لائے یہ حال عورتوں نے انسے کہا وہ
بھی سنکر ہنسنے لگے مگر اس بات کا کچھ وہم پیدا ہوا اور فرمایا کہ وہ باتیں مجذوبوں کی سی کیا
کرتے ہیں مگر سچ ہونے میں کیا نقصان ہے پہاوڑہ سے کھود کر دیکھ لیا جائے پھر کئی لگا دی جائیگی
پھر پہاوڑا لاکر اسمیں جو مارا لوٹی کے ساتھ ہی پڑا تھا سیاہ سانپ گڑ پڑا سب عورتیں دیکھکر
بھاگیں پھر آخر کو سانپ مارا گیا سبکو یقین ہوا کہ بات تو سچ ہوئی اس دن سے اپکے کہنے کا
سبکو خیال رہتا ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں سچ ہوگا پھر ایک روز یہ حال میں نے حضرت سے بتا دیا کہ آپکی
چھوٹی دادی صاحبہ ایک روز مجھسے یوں فرماتی تھیں آپنے فرمایا کہ ہاں یہ معاملہ اسی صورت سے
گزرا ہے۔ قصبہ رائے بریلی میں سید یار علی نام ایک شیعہ رہتا تھا اسنے ایک بار حضرت امیر المومنین
رضی اللہ عنہ پر کچھ جادو کیا آپکو اسوقت اللہ جل شانہ نے آگاہ کر دیا کہ یہ جادو فلاں شخص نے
کیا ہے مگر یہ ذکر حضرت رضی اللہ عنہ نے کئی روز تک کسی سے نہ کیا اور اس جادو کے اثر سے آپکے
اعضاء پر ورم آنا شروع ہوا جب آپکو بہت اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف ہونے لگی آپنے تب بعض
بعض شخصوں سے یہ مذکور کیا اور وہ رافضی نامعقول آپکا مرید بھی تھا تسپر اسنے یہ حرکت ناشائستہ

Marfat.com

آپکے ساتھ کی لوگوں نے کہا حکم ہو تو ہم اسکو پکڑ کر ماریں پیٹیں فرمایا یہ کچھ ضرور
نہیں اسکا جادو کرنیسے کیا ہوتا ہے اللہ تعالے مجھکو شفا دیگا مگر اسکو کسی طور یہاں
تک لاؤ مگر کوئی اسسے اس بات کا چرچا نہ کرے اور نہ کچھ سخت و سست کہے۔
راوی کہتا ہے کہ پھر ہم تین آدمی جاکر اسکو گرفتار کر لائے حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے
اسکو بہت خاطر داری کی اور اپنے پاس بڑی عزت سے بٹھایا اور فرمایا انکو اس صورت سے کیوں
لائے یہ سید بھائی تو ہمارے مرید ہیں اور کہا کہ آپ ہمیشہ جسطرح آتے ہیں آیا کریں اور
اس سے کسی بات کا چرچا نکیا اور فرمایا آپ تشریف لیجائیں پھر وہ چوتھے پانچویں روز انکی
ملاقات کو آئینگا اس عرصہ میں حضرت پر اس جادو کا اثر زیادہ ہو گیا یہاں تک کہ مسجد کے
زینہ پر بمشکل تمام چڑھتے تھے اور ایک حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ قلعہ میں رہتی
تھی وہیں اون کا گھر تھا تیسرے چوتھے دن ضرور آپ اونکے یہاں تشریف لیجاتے تھے اور ملاقات
کرکے پھر چلے آئے ایک روز بعد نماز ظہر کے فرمایا کہ گھوڑا تیار کرکے لاؤ ہم سوار ہوکر آج
ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے کو جائینگے لوگوں نے گھوڑا لاکر مسجد کی کرسی کے تلے کھڑا کر دیا
اور اسکی پشت مسجد کی کرسی سے بلند تھی۔ اور آپکو یہ طاقت نہ تھی کہ اپنا سر اٹھا کر

Marfat.com

اسپر سوار ہوں آپنے اسکے سر سے دم تک اپنا دست مبارک پہیرا اور کہا یارو ہمکو تو سوار ہونیکی
طاقت نہیں وگرنہ سوار ہوتے اور فرمایا اب تو اسکو تہان پر لیجاؤ بعد نماز عصر کے لانا لوگ
اسکو لیگئے بعد عصر کے پہر لاکر اسی جگہ کہڑا کیا آپنے اسکی پشت پر اپنا ہاتہ ٹہونکا وہ اسطرح سے
کان ڈالکر جہک گیا کسی سے قدرے اسکی پشت بلند ہوگی آپ اسپر سوار ہوئے اور لوگوں سے کہا تہا مو
چلو لوگ بہی جلد جلد چلنے لگے اور گہوڑا بہی آپنے لوگوں سے کہا آہستہ جلد چلائیں ہم کو ایذا ہوتی ہے
لوگ آہستہ آہستہ چلنے لگے اوسطرح گہوڑا بہی آہستہ موافق طبیعت حضرت کے چلنے لگا اسوقت یہ
تماشہ کوئی دو سو آدمی دیکہتے تھے اور سب کے سب ایک عالم تعجب میں تھے پھر آپ اپنی ہمشیرہ صاحبہ
کے یہاں گئے اور کچہہ دیر وہاں ٹہر کر پھر اپنے مکان کو تشریف لائے اس طور تیسرے چوتھے روز ایک اسپر سوار
ہوکر جاتے تھے اور وہ آپکی سواری کے وقت پشت اپنی نیچی کر دیتا اور آہستہ آہستہ موافق آپکی خواہش
کے چلتا تہا اس عرصے میں قدرے آپکو آرام بہی ہونی شروع ہوئی اور وہ رافضی حسنی آپ پر جادو
کیا تہا چوتھے پانچویں روز آپکے دیکہنے کو آتا مگر وہ جب آتا جادوگروں کی مذمت آپ بیان کرتے
کہ یہ لوگ بے ایمان ایسے ہوتے ہیں اور آخرت میں انکو ایسا ایسا عذاب ہوگا ولیکن اس طور سے
آپ فرماتے کہ یہ کسی کو گمان نہ ہوتا کہ آپ اسکو سنا کر کہتے ہیں پھر ایک روز آپ ہی حضرت

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپکے دست پر بیعت کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ
سید بھائی تم نے ایک بار میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اب بار دیگر بیعت کی ضرورت کیا اوسنے کہا
از سر نو میں پھر بیعت کروں گا آپنے کہا کہ بھائی اسکا سبب تو بیان کرو اوسنے کہا حضرت
جا دو کرنیکا مجھسے قصور ہوا ہے جو آپ بیمار ہیں سو اب میں اس حرکت نامشائستہ سے توبہ کرتا
ہوں اور آپ بھی میری یہ خطا للہ معاف فرمائیں اور اب انشاء اللہ تعالے آپکو آرام
ہو جائیگا آپنے فرمایا سید بھائی ہم نے خطا تمہاری معاف کی اور تم ہمارے مرید ہو پھر اس سے بیعت
لی اور اسکو رخصت کیا پھر کئی روز میں آپکو فضل الہی سے صحت کلی حاصل ہوئی یہ نہیں معلوم کہ اوسنے
اس اپنے سحر کو اتار لیا یا کیا کیا واللہ اعلم بالصواب ۔

ایک بار بعد نماز مغرب کے میاں شیخ لطافت صاحب کو کالے سانپنے کاٹا لوگوں نے بہت
جھاڑ پھونک دوا علاج کیا مگر کچھ سود مند نہ ہوا خط یہ کہ حالت تباہ ہونیلگی یہانتک کہ بے ہوش
ہو گئے لوگوں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ شیخ لطافت کو سانپنے کاٹا
سو آپکے احاطہ کی ڈیوڑھی میں بے ہوش پڑے ہیں یہ سنکر آپ وہاں تشریف لیگئے اور فرمایا ہو ڈا
پانی کسی برتن میں لاؤ لوگوں نے پانی دیا آپنے اسپر کچھ کلام الہی پڑھکر اور اپنے دست مبارک

Marfat.com

سے کئی چھینٹیں انکے منہ اور بدن پر مارے اور فرمایا اب انشاء اللہ تعالیٰ ہوش میں آجاوینگے
ان کو انکے گھر پہونچا دو گھر انکا احاطہ کے باہر تہا لوگ چار پر انکو لیچلے اسمیں وہ کچھ بولے کسی
نے حضرت سے کہا کہ لطافت تو ہوش میں آگئے آپنے پکارا لطافت اب طبیعت کیسی ہے
وہ بولے حضرت اب تو اچہا ہوں پھر لوگ مکان پر پہونچا آئے وہ چنگے ہوگئے۔

ایک بار حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے گھر کے معتبر آدمیوں سے سنا ہے میں نے یوں کہتے
تھے کہ جب اول بار حضرت امیر المومنین رح دہلی کو تشریف لیگئے تھے وہانسے چند سال کے بعد تابن تنہا
ایک کمل کا کرتا اور کمل ہی کا ٹوپ پہنے اور ایک تسمہ کمر سے لگائے ہوئے تشریف لائے اور اپنی مسجد میں
بیٹھے سید محمد صاحب مرحوم سید عبد الجلیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے والد واسطے نماز ظہر یا عصر کے تشریف
لائے پھر بعد نماز مذکور کے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میاں صاحب آپ کدہر سے تشریف
لائے اور اپنی مسجد میں بیٹھے سید محمد صاحب مرحوم آپنے فرمایا پچھم کیطرف سے کس کس شہر سے آپ
آتے ہیں آپنے فرمایا دہلی سے یہ سنکر پھر وہ اپنے مکان کو چلے اور تھوڑی دور جاکر پھر لوٹ
آئے اور پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہے آپنے کہا عبد اللہ اور فرمایا آپ بار بار جاتے ہیں
اور پھر آتے ہیں آپکا مقصد کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ہی کے شکل کے ایک ہمارے عزیزوں نے

Marfat.com

کئی سال ہوئے کہیں نکل گئے ہیں اسی سبب سے میں بار بار آتا ہوں اور پوچھتا ہوں اور کہا ایک
کا نام عبداللہ ہی ہے یا ماں باپ نے کچھ اور نام بھی رکھا تھا آپ نے فرمایا ہاں اور بھی نام ہے
پوچھا وہ کون نام ہے آپ نے کہا احمد یہ سنکر وہ لپٹ گئے اور لوگوں سے کہا کہ کہ ہمارے سید احمد
آئے پھر تو تمام لوگ اپنے بیگانے مسجد میں جمع ہو گئے پھر آپکی والدہ شریفہ سے کہا کہ میر احمد
آپکے بیٹے مسجد میں آئے مگر فقیر ہو کر آئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جلد میرے پاس لاؤ وہ کسی
صورت سے ہوں پھر سب ملکر آپکو مسجد سے مکان میں لیگئے آپکی والدہ شریفہ دیکھتے ہی لپٹ گئیں
اور سفید کپڑے منگوائے اور کہا کمل کے کرتے اور ٹوپ کو اوتار کر یہ کپڑے پہنو آپ نے وہ کمل
کا کرتہ اور ٹوپ و تسمہ اوتار کر دیوار میں ایک میخ گڑی تھی اسپر رکھدیا اور فرمایا کہ خبردار اسمیں
کوئی ہاتھ نہ لگاوے اور گھر کی سفید پوشاک پہنی پھر کئی روز کے بعد ایک دن مولوی
سید محمد صاحب مرحوم مغفور آپکا تاج مبارک اپنے سر پر دھر کر مسجد میں تشریف لائے اور فوراً
آتے ہی بے ہوش ہو گئے لوگوں میں شور اٹھا کہ مولوی محمد علی صاحب بے ہوش ہو گئے حضرت
امیر المومنین رحمۃ نے سنا تو گھر میں جا کر دیکھا کہ ٹوپ نہیں جلد مسجد کو دوڑے اور مولوی
صاحب کے سر سے وہ ٹوپ اوتار لیا اور پانی پر کچھ پڑھکر مولوی صاحب کے چہرہ پر چھینٹا مارا

Marfat.com

بعد کچھ دیر کے افاقہ ہوا آپنے فرمایا میں نے اسی روز منع کر دیا تھا کہ کوئی میرا لباس نہ چھوئے تم نے کیوں
یہ ٹوپ سر پر دھرا اگر مجھکو خبر نہ ہوتی تو تم ہلاک ہو جاتے مولوی صاحب نے کہا حضرت یہ حال مجھکو اصلا
معلوم نہ تھا وگرنہ کاہے کو پہنتا پھر بعد چند روز کے مولوی صاحب موصوف نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے
عرض کی کہ مجھکو آپ بیعت کریں اور کچھ علم تصوف تعلیم فرماویں حضرت نے عذر کیا اور کہا ابھی میں کسی کو مرید
نہیں کرتا ہوں اور جو کچھ ہیں تمکو تعلیم کرونگا اوسکی برداشت تم سے نہ ہو سکیگی مولوی صاحب نے نہ مانا کئی
روز اس امر میں ڈرتے رہے اور حضرت انکار کیا کئے پھر ایک دن حضرت نے فرمایا کہ تم اس بات کے
بہت ڈرتے ہو خیر بہتر آج چھوٹے باغ کے مقبرے میں لوٹا پانی لیکر چلو تم کو کچھ تعلیم کریں گے
پھر مولوی صاحب پانی لیکر آپکے ساتھ اس باغ کے مقبرے میں گئے وہاں آپنے انکو مرید کیا اور توجہ دیا
توجہ کی گرمی سے بیتاب ہو کر بے ہوش ہو گئے اور چلانے لگے کہ جلا اور مرا حضرت نے جلد اپنے دست
مبارک سے اونکے چہرے پر پانی کے کئی چھینٹے مارے مولوی صاحب ہوش میں آئے اور وہ سوزش و گرمی
طبیعت کی موقوف ہوئی آپنے فرمایا اس سبب سے میں کہتا تھا کہ تم سے اسکا تحمل نہو سکیگا۔
قصبہ رائے بریلی سے قریب دو کوس کے پچھم اور دکن کے کونے میں موضع ڈوڈر ہے وہ موضع
اول حضرت امیر المومنین رض کے آبا و اجداد کی جاگیر میں تھا مگر نواب سعادت علیخاں نے اسکو

Marfat.com

اپنے زمانہ میں ضبط کرلیا اوس موضع میں ایک زمیندار نوکھے نام قوم کنبی رہتا تہا اور اسکو حضرت سے
نہایت محبت تھی اکثر آپکی ملاقات کو آتا تہا اور بعضے وقت حضرت سے کہتا میں آپکا چیلا ہوں اگر
چہ ہندو ہوں سو کئی اُسنے حضرت کے مریدوں کو مراقبہ میں بیٹھے دیکہا اور بعد فراغ مراقبہ کے پوچہا
تم لوگ کیا کیا کرتے ہو وہ کہتے ہم تمکو کیا بتائیں کہ کیا کیا کرتے ہیں تم اسکا حال ہمارے حضرت
امیر المومنین رح سے پوچہو وہ تمہاری تسلی کردینگے اور بتادینگے پھر اُسنے ایکدن یہ ہی سوال
حضرت ممدوح پر فتوح سے کیا کہ آپکے مرید لوگ چادریں اوڑہکر اکیلے اکیلے بیٹہکر کیا کیا کرتے
ہیں حضرت نے فرمایا اپنے اللہ کو یاد کرتے ہیں اُسنے کہا کہ اللہ کو یاد تو اور طرح کرتے میں نے
مسلمانوں کو دیکہا ہے یہہ یاد کرنا کس طور کا ہے آپنے فرمایا ایک طور یاد کرنیکا یہ بہی ہے
اور اسی طرح تو تمہارے یہاں بہی یاد الہی کرتے ہیں اوسنے کہا حضرت میں تو آپ کا چیلا ہوں
یہ مجہکو بہی سکہاؤ آپنے کہا بہت خوب ہم تمکو بہی سکہاوینگے اُسنے کہا تو آج آپ مجہکو سکہادیں
آپنے میاں عبد اللہ سے کہا کہ یہ لوگ ہمارے ٹہکائی کے یار ہیں اور ہم سے دوستی بہی بہت رکہتے ہیں انکو
ایک گوشہ میں الگ بٹہاکر آج توجہ دو اور جو کچہ توجہ میں معلوم ہو ہم سے آکر بیان کریں پھر میاں
عبد اللہ صاحب اوسکی مسجد کی چہت کے زینہ کی آڑ میں بٹہاکر توجہ دیا پھر بعد فراغ توجہ کے پوچہا

Marfat.com

کہ تم نے کچھ دیکھا اُسنے کہا بہت کچھ دیکھا چلو حضرت سے بیان کرو اُسنے کہا کہ ایک بار مجھکو پھر توجہ دو
تو میں بیان کروں اونھوں نے اسیوقت پھر توجہ دیا اور پوچھا ایکبار بھی کچھ دیکھا اُسنے کہا ہاں
کہ ایکبار بھی دیکھا مگر مجھکو کچھ شبہ سا پڑتا ہے ایک بار پھر توجہ دو تب میں چیکر بیان کروں
اونھوں نے پھر توجہ دیا اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیئے مگر اسوقت اسکی آنکھوں میں
آنسو تھے جیسا کوئی رونے پر ہوتا ہے حضرت نے اسکو اپنے سامنے بٹھایا اور پوچھا کیوں بار تو نے
تم نے کیا دیکھا اُسنے کہا حضرت میں نے تو سب کچھ دیکھا کہاں تک بیان کروں رام جی کرشن جی
اور مہادیو جی اور اونکے سوا اور دیوتوں کو بھی دیکھا یہ تو حضرت بہت اچھی بات ہے حضرت نے کہا
کہ تم نے انکو دیکھا تو مگر کچھ پوچھا بھی کیا حضرت پوچھا تو کچھ نہیں مگر ایکبار جو جیسے
فرمایا وہ پوچھو اپنے فرمایا ایکبار جو ملاقات ہو تو یہ اُنسے پوچھو کہ دین حق کونسا ہے پھر وہ جو
تم سے کہیں ہم کو خبر کرنا اور فرمایا اب تو اپنے گھر جاؤ اور دن بھرنا پھر وہ اپنے گھر گیا دوسرے دن
آکر پھر حاضر ہوا حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے پھر میاں عبداللہ سے فرمایا کہ آج انکو پھر توجہ دو اونھوں نے
اونھوں نے اسی طور سمجھا کر پھر توجہ دیا اور پوچھا آج بھی کچھ معلوم ہوا اُسنے کہا ہاں معلوم ہوا مگر پھر توجہ
دو اُنھوں نے پھر توجہ دیا پھر اُسنے کہا ایکبار اور مجھکو توجہ دو پھر میں حضرت سے چیکر بیان کروں

Marfat.com

اونہوں نے پہر توجہ دیا اور حضرت کے پاس گئے آپنے فرمایا تو کہے یار کچہہ بیان کرو اُسنے کہا حضرت
میں نے آج اُنکو دیکہا بہی اور جو کچہہ پوچہتا تہا سب پوچہہ لیا مگر یہ بیان اور دن کرونگا آپنے کہا
تمکو اختیار ہے جب چاہو بیان کرو دوسرے یا تیسرے دن پہر آیا اوسدن حضرت نے حاجی پیر محمد صاحب کو
فرمایا کہ آج تو کہے کو تم توجہ دو اُسدن انہوں نے توجہ دیا اور اسکو حضرت کے پاس گئے آپنے پوچہا
بیان کرو انہوں نے تمہارے سوال کا کیا جواب دیا اُسنے کہا کہ میں نے سب اپنے دیوتاؤں کو
با خوبی دیکہا اور ملاقات کی اور سب سے پوچہا کہ مجہکو بتاؤ تمہارے نزدیک سچا دین کون ہے
سب نے یہی جواب دیا کہ دین مسلمانوں کا سچا ہے اور تم لوگ گمراہی اور غلطی پر ہو اور
جو تم سب لوگ اس زمانہ میں بت پرستی کرتے ہو یہ ہم نہ کرتے تھے اور نہ کسی کو تعلیم کیا اگر
تمکو اپنی نجات آخرت درکار ہو تو اُنکا کہنا مانو وگرنہ تم جانو حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ
علیہ نے پوچہا کہ اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا میں تو آپ کا ہندو چیلا ہوں مجہکو اسی
طرح رہنے دو آپنے فرمایا کہ دین حق اور دین باطل دونوں تمکو تمہارے نہی دیوتاؤں کی
زبانی معلوم ہوگئے اب جسکو چاہو قبول کرو ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے مگر وہ
اپنے ہی طور پر رہا کھلکر مسلمان نہ ہوا اور حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کمال دوستی

Marfat.com

رکھتا تھا جہاں کہیں سیر و سفر کو آپ تشریف لیجاتے وہ بھی ساتھ ہوتا جب آپ جہاد کو روانہ ہوئے
اس شہر لونک تک وہ بھی آیا اور اس کا آگے کو بھی ارادہ تھا حضرت نے فرمایا کہ تو کہے اگر تم کھلکر
ہمارے دین پہ ہو جاؤ تو ہمارے ساتھ چلو تمکو فائدہ ہوگا وگرنہ تم اپنے گھر جوڑ کر کوں میں جاؤ پھر وہ
یہاں سے اپنے گھر گیا۔ قصبہ رائے بریلی کے قلعہ کے دروازہ ایک روز میں میاں عبداللہ صاحب کے ساتھ
کچھ سودا لینے گیا وہاں ایک بقال کی دوکان پر بیس بائیس برس کی عمر کا ایک گشتائیں ہندو ملا
ہم دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو اور کیا کام کرتے ہو ہم نے کہا کام تو کچھ نہیں کرتے
یہاں ایک سید ہمارے پیر و مرشد ہیں اونہیں کی خدمت میں رہتے ہیں اور وہیں کھاتے پیتے ہیں
باقی اللہ اللہ کیا کرتے ہیں تم اپنا حال بیان کرو کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے کہا میں گجرات
کے سیٹھ کا بیٹا ہوں اور وہیں سے آیا ہوں بنارس مرزاپور وغیرہ میں میرے باپ کی کوٹھیاں ہیں
مگر میں اس فقیری کی حالت میں ہوں بس اسوقت ہم سے اور اس سے اتنا ہی مکدم ہوا پھر ہم سودا لیکر
مسجد میں آئے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ نے ہم دونوں سے پوچھا کہ آج تمکو کوئی
شخص ملا تھا ہمارا خیال اسوقت اس گشتائیں کیطرف نہ گیا ہم نے کہا بہت لوگ ملے تھے مگر
آپ کسکو پوچھتے ہیں حضرت نے کہا خیر ایک شخص تمکو ملیگا اوسکو ہمارے پاس لانا کئی بار سنکر اب

Marfat.com

ہم نے پوچہا کہ آپ کسکو کہتے ہیں ولیکن حضرت نے کچہہ نشان اور پتہ اسکا نہ بتایا یونہیں محمل فرمایا
کہ تمکو کوئی بازار میں ملیگا اسکو اپنے ساتہہ لیتے آنا ایک روز پہر ہم دونوں شخص کچہہ سودا لینے
بازار میں گئے اسی بقال کی دوکان پر پھر اُسی گشائیں سے ملاقات ہوی پھر وہ ہم سے حضرت رحمتہ
اللہ علیہ کا حال پوچہنے لگا ہم دونوں نے خیال کیا کہ شاید اسی شخص کو حضرت نے فرمایا ہے
جو کچہہ اُسنے ہم سے پوچہا ہم نے بیان کیا اور کہا کہ گشائیں جی آج تم بہی ہمارے ساتہہ حضرت
کی ملاقات کو چلو اُسنے کہا کہ ہاں میرا بہی دل چاہتا ہے آج میں ضرور تمہارے ساتہہ چلونگا
پھر جب ہم بازار سے سودا لیچکے وہ ہمارے ساتہہ آیا ہم نے اسکو مسجد کے باہر املی کے درخت
کے نیچے بٹہایا اور جاکر حضرت کو اطلاع کی ایک ایسے ایسے شخص کو ہم لائے ہیں سو وہ املی کے
نیچے بیٹہا ہے آپنے کہا اُسکو یہاں لاؤ جب ہم اسکو لینے کو چلے پھر آپنے فرمایا ہم ہی اسکے
پاس چلتے ہیں پھر آپ مسجد سے اُٹہکر وہیں گئے اور اس سے ملاقات کرکے اسکا حال پوچہا
اُسنے کہا کہ میں اپنے وطن گجرات سے اس نیت سے چلا تہا کہ کہیں جاکر مسلمان ہوؤں
جب میں شہر کوٹے میں آیا وہاں ایک قاضی صاحب تھے میں نے ارادہ کیا کہ یہاں مسلمان ہوں
مگر طبیعت نہ رجوع ہوئی پھر میں وہاں سے اسطرف آیا یہاں تک کہ آج آپکے قدم دیکھے

Marfat.com

اب یہاں خدائی تعالیٰ سے امید ہے کہ اس نعمت سے مجھکو شرف یاب کرے حضرت رحمۃ اللہ
علیہ نے مجھسے اور میاں عبداللہ سے فرمایا کہ انکو مسجد کی چھت پر لیچلو ہم دونوں اُسے چھت پر لیگئے
پھر حضرت بھی وہیں تشریف لائے اور ہم دونوں کو نیچے اتار دیا اور ایک آدمی مسجد کے زینہ پر
بٹھا دیا کہ اسوقت کوئی یہاں ہمارے پاس نہ آوے پھر خدا جانے حضرت رح اور گشائیں میں
کیا کلام ہوا مگر جسوقت حضرت اوسکو لیکر نیچے تشریف لائے اوسوقت وہ شخص مسلمان تھا پھر
حضرت کے فرمانے سے ہم نے اسکو سٹی ندی میں نہلایا اور ایک شخص فتح محمد نام لکھنؤ کے رہنے
والے نائی تھے انہوں نے انکے بال مونڈے پھر ہم لوگوں میں سے کسی نے پائجامہ کسی نے
کسی نے دوپٹہ کسی نے عمامہ وغیرہ دیا اور انکو پہنا کر حضرت کے پاس لیگئے میاں عبداللہ صاحب نے حضرت رح
سے پوچھا کہ کچھ اب انکا نام رکھدیویں آپنے فرمایا کہ جو تمہارا نام ہے وہی نام ہمنے انکا
رکھا اور آج گائے کا گوشت انکو کھلاؤ اور حاجی عبدالرحیم صاحب کے حجرہ کے پاس ایک حجرہ انکو
دیا کہ اسمیں رہا کرو پھر چند روز کے بعد اونکا ختنہ کرایا خدائی تعالیٰ نے اپنی عنایت سے انکو پکا
مسلمان دیندار متبع سنت کیا نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد اشراق چاشت وغیرہ ہمیشہ
پڑھتے تھے پھر وہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کو گئے اور ہمیشہ رفاقت میں رہے

Marfat.com

یہاں تک کہ بعد لڑائی بالاکوٹ کے کئی سال شیخ ولی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ رہے جب شیخ صاحب ممدوح وہاں سے ہندوستان کو آئے تب وہ اور میاں عبداللہ اوسی ملک میں رہ گئے تب سے انکا حال نہیں معلوم کہ اب زندہ ہیں یا وفات کر گئے واللہ اعلم ـــ

جس روز حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان آباد سے آکر تکیہ رائے بریلی میں مع الخیر داخل ہوئے اسکے دوسرے دن مجھکو فرمایا کہ قصبہ رائے بریلی میں ایک مجذوب علی مدد شاہ رہتے ہیں انسے ہمارا سلام کہ آؤ میں تو وارد قصبہ رائے بریلی سے واقف نہ تھا کہ کون طرف اور کتنی دور ہے اور وہ مجذوب صاحب وہاں محلہ میں کسطرف رہتے ہیں میں نے حضرت سے پوچھا کہ بریلی کسطرف ہے اور وہاں وہ شاہ صاحب کس محلہ میں رہتے ہیں آپنے بریلی کا راستہ تو بتلا دیا کہ اسطرف جاؤ مگر شاہ صاحب کے مکان کا نشان و پتہ کچھ نہ بتایا فرمایا وہاں جاؤ وہ تمکو ملجائینگے پھر میں اسطرف گیا جاتے جاتے بڑے بازار کے قریب پہونچا وہاں ایک دیوانہ فقیر لنگوٹی باندھے ایک سونٹا ہاتھ میں پکڑے چہل قدمی کر رہا تھا اور کچھ بڑبڑاتا تھا مجھکو خیال آیا کہ شاید وہ جا بھی مجذوب ہیں پھر نزدیک جا کر میں نے کہا شاہ صاحب ہمارے سید احمد صاحب نے آپکو سلام کہا ہے اور خیر و عافیت مزاج کی پوچھی ہے یہ کلام مجھسے سنکر وہ بھاگے وہاں سے تھوڑی دور اون کا گھر تھا

Marfat.com

اسمیں گھس گئے میں بھی ان کے پیچھے اس مکان میں چلا گیا اور تھا ایک خادم سید و شاہ نام تھا اس سے
کہا میرا بوریا بچھا دے ہمارے میاں صاحب کا آدمی آیا ہے اسنے بوریا بچھا دیا بادشاہ صاحب نے
اشارہ سے کہا اسپر بیٹھو میں اسپر بیٹھ گیا پھر آپ نے سید و شاہ سے کہا کہ جلد دو پان کی
گلوری کھا کر میاں صاحب کے آدمی کو دے اسنے کہا پان تو اس وقت گھر میں نہیں ہیں بازار سے آویں
تو ہوں کہا جا کر بازار سے لا پھر اسنے پان بازار سے لا کر خشک کیتا چونہ ڈالا مجھکو دیا
میں نے چاب لیا پھر وہ شاہ صاحب بڑبڑانے لگے کہ میاں صاحب تو کل دیر سے آئے اور شام تک
آیا کئے میاں صاحب نے بہت جلدی کی نہ لاکھ دو لاکھ نہ تین لاکھ نہیں الفاظ مکرر کئی بار کہے اور کہا
میاں صاحب سے ہمارا سلام کہنا ہم بھی کل میاں صاحب کی ملاقات کو آئیں گے پھر میں اسنے رخصت
ہو کر حضرت امیر المومنین رح کے پاس آیا اور انکا سلام پہونچایا اور کہا وہ بھی آپکے ملنے کو
کل آوینگے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن چڑھے وہ مجذوب ایک ہانڈی بغل میں دابے
اور لوٹا ہاتھ میں پکڑے دور سے نمودار ہوئے کسی نے حضرت سے کہا کہ ایک مجذوب فقیر
آتے ہیں آپنے فرمایا انکو میاں صاحب کے بنگلہ میں چلکر بٹھاؤ پھر لوگوں نے انکو اسی بنگلہ
میں بٹھایا پھر حضرت رح بھی وہیں تشریف لے گئے اور بنگلہ کا دروازہ بند کر کے

Marfat.com

بہت دیر تک وہاں رہے یہ خدا جانے انسے کیا باتیں کیا کیئے پھر جب دروازہ کھولا مولوی
محمد یوسف صاحب سے کہا تھوڑی مٹھائی ہو تو لاؤ وہ ایک کوڑے میں مٹھائی لائے آپ نے انکے
آگے دھری وہ کھاتے ہی گئے اور اپنی ہانڈی میں ہی رکھتے گئے پھر حضرت نے مولوی صاحب
ممدوح سے فرمایا کہ ایک روپیہ بھی شاہ صاحب کے نذر کرو انہوں نے ایک روپیہ بھی لاکر دیا وہ خوش صرافوں کی طرح
انگوٹھے سے اچھالتے رہے اور اسکی جھنکار کان لگا کر سنتے تھے پھر جب وہ وہاں سے تشریف لیگئے
حضرت رح نے فرمایا کہ یہ مجذوب اس قصبہ بریلی کے صاحب خدمت ہیں حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رح نے دہلی سے آکر اول سفر کا پتھر کا کیا لیکن میں اس سفر میں بہت اثر میں ہمرکاب تھا مجھکو
آپ تکیہ پر چھوڑ گئے تھے اس سفر میں جو کچھ معاملات گذرے مجھکو معلوم نہیں نہ خود حضرت کے
زبانی نہ کسی دوسرے کی زبانی سنا اس سبب احوال اس سفر کا میں نے بیان نکیا مگر جب اس
سفر ہدایت اثر سے حضرت علیہ الرحمہ تکیہ پر تشریف لائے اور پھر بعد چند روز کے سفر تیار
کیا اگرچہ میں اسمیں بھی آپکے ہمراہ نہ تھا مگر حالات جو اسمیں گذرے زبانی معتبر لوگوں کے بلکہ بعض
بعض زبان فیض ترجمان علیہ الرحمہ کے سے دریافت ہوئے سو وہ حالات یہ ہیں کہ جب حضرت رح اپنے
تکیہ سے حصہ سلوان میں معہ تمام اتقا تشریف لیگئے اس قصبہ میں آگے ایک بزرگ بڑے کامل

Marfat.com

درویش گذرے ہیں سو اون کا مزار پر انوار بہی وہیں ہے اور انہیں کے پوتے پڑپوتے مزار فیض آثار کی
مقام اور مجاور ہیں ان بزرگ مرحوم و مغفور کا حال اونکے زمانہ حیات میں جو کچھ تہا حقیقت
اسکی خدا کو معلوم ہے مگر حسن ظن میرا یوں ہے کہ موافق سنت الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوگا
مگر فی زمانہ انکے سجادہ نشین میاں کریم عطا جب تھے سنت کے افعال خلاف شرع کرتے تھے چنانچہ موسم
عرس میں انکے مزار پر انوار کے قریب قوال اور مردے گانے بجانے میں اور انکے مرید اچھل کود کر
حال لدنے میں اور کوزے علوں میں پانی بھر کر تمام مرید جمع ہو اپنے سروں پر رکھکر گاتے بجاتے
موخر جاتے مزار پر جاتے ہیں اور اس خرافات واہیات کو پیر کے ماگر کہتے ہیں جن روزوں حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے وہی موسم عرس کا بنا اپنی اس بڑی خرافات
واہیات کو دیکھکر کریم عطا صاحب جو وہاں کے سجادہ نشین تھے بطور وعظ و نصیحت کے فرمایا کہ
تم لوگ درویش ہادی دین ہو تمہارے اقوال و افعال عوام الناس کو حجت اور دستاویز ہوتے ہیں
یہ جو کچھ ہر سال تم عرس وسیلہ کرتے ہو اور اسکے اندر انواع منہیات شرعیہ ہوتے ہیں منصفی سے
کہو کہ یہ طریقہ موافق سنت سنیہ کے ہے یا مخالف اگر موافق ہو فہو المراد ولا اشکال
کرنا چاہیے انہوں نے کہا ہم اسکا جواب پھر کسی وقت آپ سے ملاقات کرینگے بتاوینگے پھر دوسرے روز

Marfat.com

حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحی صاحب کو انکے پاس بھیجا کہ اس امر میں آپ جاکر فہمائش کریں
آپکے فرمانے سے مولانا ممدوح آپکے پاس گئے اور کچھ گفتگو اس امر میں کی وہ صاحب اسکی جوابدہی
میں بند ہونے لگے انکے ایک خاص مرید نے انکے کان میں جھک کر کہا پھر انہوں نے مولانا مرحوم سے کہا
آپ کو کھانے کا وقت آیا اب یہ گفتگو کسی اور وقت پر رکھیے آپنے کہا بہتر اور بھی وقت سہی
پھر مولانا صاحب وہاں سے چلے آئے پھر بعد نماز عصر کے کریم عطا صاحب نے اپنا آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس بھیجا اسنے کہا کہ ہمارے میاں صاحب نے آپکو سلام عرض کیا ہے کہ آج ہم سے اور مولانا عبدالحی
صاحب سے کچھ باتیں ہوئی ہیں مگر ہم آپکی ملاقات مسرت آیات کے مشتاق ہیں کہ کچھ کلام
مدایت انتساب انکی زبان بعض ترجمان سے سنیں اور کچھ آپکی خدمت میں بھی ہم بھی
عرض کریں حضرت نے انکے آدمی سے کہا کہ ہمارا بھی سلام اپنے میاں صاحب کو کہنا اور جو کچھ
انہوں نے کہا ہے بہت خوب ہے کسی وقت ہم انکی ملاقات کو آوینگے پھر حضرت آپ آنکے
مکان پر گئے اور جو کچھ انہوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے بیچ امر جواز عرس و میلہ وغیرہ کے تقریر کی
آپنے ہر بات کا انکو ایسا جواب باصواب دیا کہ پھر انکو جگہ گفتگو کی باقی نہ رہی بعد لاجواب
ہو کر اپنی خطا کے معترف ہوئے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں منصفی کی راہ سے حق ہے مگر ہم کیا کریں

Marfat.com

یہ عرس میلہ کا وسیلہ و رواج ہمارے بزرگوں سے چلا آتا ہے اور اسی کی آمدنی پر گویا ہماری معاش کا
مدار ہو گیا ہے یہ ہم سے موقوف نہیں ہو سکتا اور فی الحقیقت یہ افعال و اعمال بدعات و خلاف شرع ہیں
ہم لوگ نفس اور شیطان کے بیچ میں آ گئے ہیں آپ جناب الٰہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا
فرمائے کہ ہم اسکو چھوڑ دیں پھر حضرت وہاں سے اپنے مقام پر تشریف لائے پھر وقت کو
کئی مرید خاص کریم عطا صاحب کے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنے
لوگوں سے چھپا کر حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور کہا کہ جب مولانا عبد الحی صاحب سے
ہمارے پیر و مرشد کریم عطا صاحب گفتگو عرس و میلہ کے امر میں کرتے تھے وقت ایک شخص نے مانا میں کہا کہ
یہ مولانا صاحب عالم متبحر ہیں آپ اپنے تقریر میں مستحسن نہ جانے سکے آپکو اس باب میں جو گفتگو کرنی
ہو تو خود سید صاحب سے کریں اسلئے کہ انکو ایسا بہت علم بھی نہیں اور اگر آپ نے انکو لاجواب کر دیا
تو گویا یہ سب لاجواب ہو گئے اس سبب سے انہوں نے کھانے کا بہانہ کر کے مولانا عبد الحی صاحب سے
گفتگو موقوف کی اور آپکی ملاقات کی درخواست کی پھر جب آپکی تقریر انہوں نے سنی اور مولانا ممدوح
کی تقریر سے وہ جستہ جستہ اور محکم پائی تب ناچار ہو کر اپنی خطا کے معترف ہوئے اور فرماتے تھے ہمارا
علم کسی سے اور سید صاحب کا علم وہبی ہے ہمارے علم کو ان کے علم سے کیا نسبت یہ کہکر اس شخص نے حضرت

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سر اللہ مکان بنا کر کندنے گروں کے محلہ میں گئے وہاں بستہ کی مسجد کے قریب ایک مسجد بادشاہی ہندوؤں سے
ویران پڑی تھی بہت کوڑا اللہ گوبر اسکے اندر پڑا تھا کسی بادشاہ نے ایک بتخانہ توڑ کر وہ مسجد بنائی تھی
آپ نے اسی کو صاف کروایا اور خوب دھلوایا اور اسمیں اترے اس محلہ کے چند مسلمانوں نے آپکے ہاتھ
پر بیعت کی اور اس شہر میں ایک گشتائیں بڑا نامی تھا اور بہت سے چیلے بھی رکھے تھے گویا سب ہندوؤں
کا گرو تھا حضرت کے وہاں اترنے سے اسکے ذکر و فکر اور تب رد بعضاں میں خلل واقع ہوا اور اس کا
مذکور اپنے چیلوں سے کیا و متحیر ہو کر کہنے لگے کس سبب سے یہ خلل واقع ہوا اسی گشتائیں نے کہا کہ اس
شہر میں کئی روز سے ایک میلا ترے ہیں ان کے ترو ہی کے سبب سے ہمارا کاروبار درہم برہم ہو گیا
چیلوں نے کہا کہ ان کا علم لیا رکھے علم سے بھی زبردست ہے اسنے کہا ہاں زبردست ہے انہوں نے کہا اسکی کچھ تدبیر کیا
چاہیے اسنے کہا ہاں کچھ تدبیر کرینگے اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی اپنے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا
کہ اس شہر میں ایک کافر گشتائیں بڑا ساحر ہے اسکی شامت اعمال و افعال سے اس شہر میں بڑی ظلمت ہے
اور وہ کبھی شاید کچھ شیرینی وغیرہ بطور نذر کے بھیجے تو ہم کو اسکی اجازت نہ کہنا ناسوتیوں میں ہوا
بعد دو تین دن کے اس گشتائیں نے اپنے چیلے کے ہاتھ ایک دونے میں کچھ شیرینی کے الائچی دانے اور کچھ
نوکیں اور پان بھیجے اسنے آکر حضرت کے نذر کئے اور کہا کہ ہمارے قلندر گرو نے سنا ہے اور سلام کہا ہے
اور عاقبت مزاج کی پوچھی ہے آپ نے فرمایا اپنے گرو جی کو ہماری طرف سے پوچھو اور کہو

Marfat.com

جو کچھ ہم نے سنا ہمکو بیچ مار نے بڑا مہربانی کا اور پھر اسکی خدمت کیا اور اپنے لوگوں نے کہا
کہ ہم اس گناہ گار کو کہتے تھے مگر نہ سنا یہ کچھ نصیحت نہ کی وہ بھیجے تو یہ کہنا مانا سو ایسا ہوا مرگیا پھر اسکو
آپنے زمین میں دفن کر دیا اور فرمایا عجیب نہیں وہ ابھی کچھ اور بھی بھیجے یا آپ لاوے مگر
اللہ تعالیٰ نے اسکا کاروبار کساد اور بیکار کر دیا اور اسکے ہمارے ساتھ ہوئے اور سب متاع اسکے
حوالہ شہر میں آپکے ہمارے خانہ میں درہم برہم ہو گئے اور اس تکبر کی اس ظلمت کو اللہ تعالیٰ
نے ساتھ لوگ کے سبیل کر دیا بھر تھوڑے دن سے ایک اور حملہ انکا کیا اور کہا کہ ہمکو بھی آپ کا مزا چکھا
اور یہ غرض تھی کہ اگر آپکو کچھ تکلیف پہنچے تو ہم کس وقت آپکی مدد کو آویں حضرت
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارے گناہ بہت ہیں کہ ہم آپ میں کوئی آدمی مسلمان نہ رکھے کہ اس
عاصمہ میں مرگئے خیر جو اللہ کو منظور تھا سو ہوا جب یہ لوگ یہاں سے پھر گئے تو سب کہتے ہیں کہ ہمکو کسی طرح کی تکلیف
نہ ہوگی آپ شوق سے جب چاہیں تب آویں ہم بھی گناہ گار ہیں مگر آپکے معتقد ہیں پھر اسکو رخصت
کیا ہر ایک تو در رشتہ دس چیلے ساتھ اور ایک جو کچھ میں بہت بڑے الوالعزم اور اولوالعزم
مشہور تھا یہ سول حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سمیکر آپکے حاضر ہوا اور جو کچھ ہوگیا تھا سو آپکے
تدریجاً اور کچھ دیر تک باتیں کرتا رہا پھر کہا میں آپکے حضور میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں آپنے فرمایا

Marfat.com

اور مسجد کے قریب ایک حجرہ تھا اسمیں اسکو لیگئے پھر بعد کچھ دیر کے باہر آئے اور اس گشائیں نے کہا کہ اب
تو میں رخصت ہوتا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا پھر بعد جانے اسکے حضرت رحمۃ نے فرمایا کہ جب یہ گشائیں
میرے پاس آکر بیٹھا اور اپنی نسبت کو میری نسبت پر غالب کرنا چاہا اور مجھکو اس بات کا
کچھ خیال نہ تھا پھر یہ حال مجھکو معلوم ہوا تب میں نے اپنی نسبت کو بحول اللہ وقوتہ اسکی طرف
متوجہ کیا اسی وقت وہ مغلوب ہوکر گھبرایا اور کہا میں آپ سے کچھ خلوت میں باتیں کروں گا
پھر وہاں خلوت میں جاکر اس بات کا سوال ہوا کہ آپ کچھ مجھکو بھی معلوم فرمائیں اور اپنی نسبت تو
بڑی قوی ہے میری نسبت کو انکی نسبت سے کیا نسبت آپ بڑے زبردست لوگ ہیں میں نے کہا تم کو
کیا کروں گا مگر بہتر جو کچھ تمہاری قسمت میں ہوگا دیکھ لیتا پھر میں نے اوسکو توجہ دیا اور
پوچھا کہ جو تم کو معلوم ہوا ہو بیان کرو پھر جو کچھ اس نے دیکھا بیان
کیا اور بہت راضی ہوا اور کہا کہ آپ سے کچھ اور بھی حاصل کرونگا اور آپ
جب اس شہر بنارس کی سرحد میں داخل ہوئے تھے اسی وقت سے
میرے سحر اور کاروبار میں خلل واقع ہونے لگا میں نے جانا کہ اس
شہر میں شاید کوئی گشائیں مہا پرس یعنی بڑا زبردست صاحب نسبت

Marfat.com

آیا ہے اُسی کی نسبت قوی سے یہ خلل میرے کاروبار میں واقع ہوا مجکو
معلوم نہ تھا کہ کوئی بزرگ مسلمانوں میں سے ہے۔ پھر جب آپ کا حال
مجکو معلوم ہوا تب میں نے واسطے خبر کے اپنے چیلے کو بھیجا یہ بیان کرکے
آپ نے مولانا عبدالحئی صاحبؒ سے پوچھا کہ مولانا صاحب اس گستاخی کی
شیرنی کا کیا فتویٰ ہے اس پر وہ کچھ سحر کرکے لایا ہے اس کو لوگ
کھادیں یا نہ مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس کا فتویٰ
آپ ہی کو خوب معلوم ہے میں اس امر میں کچھ نہیں جانتا پھر حضرت
نے اس شیرنی کو حفاظت سے الگ جگہ رکھوا دیا پھر دوسرے دن
بعد نماز فجر کے آپ نے مسجد میں ایک چادر بچھوائی اور اس پر شیرنی
جا بجا رکھوائی اس اثنا میں کسی نے کہا کہ حضرت اس میں تھوڑی
شیرنی برائے امتحان پہلے کسی کتے کو کھلوائیے جو کچھ سحر وغیرہ
ہوگا معلوم ہو جاویگا آپ نے فرمایا بھائی صاحب کیا کتے کو اپنی
جان پیاری نہیں ہے جو نقصان کے امتحان کے واسطے اس کو کھلاویں
کسی بات کا اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اس کے سحر کو اس پر سے
ہٹا لیا اب تم سب بے خطر کھاؤ پھر سب نے وہ شیرنی بخوبی

Marfat.com

کھالی اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ اس شہر میں ہمارے آنے کے
سبب گشائیوں کے کاروبار سحر اور استدراج کے معطل اور
بیکار ہو گئے اب اُن سے کچھ نہیں ہو سکتا بعد اس کے دوسرے روز
وہ ہی گشائیں پھر آیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس کو خلوت میں لے گئے اور
بعد کچھ دیر کے وہاں سے آئے پھر جب وہ گشائیں رخصت ہوا تب حضرت
نے کہا کہ جو حال میں نے کہا تھا وہی آج اس گشائیں نے آکر ہم سے بیان
کیا کہ اگلے دن جب میں آپ کے پاس سے اپنے مکان کو گیا تب اس شہر کے
دو دو تین گشائیں ہمارے پاس آئے اور کہا کہ گرو جی یہ کیا
سبب ہے کہ کئی روز سے ہمارا سحر اور استدراج بالکل بیکار اور نکما
ہو گیا میں نے ان سب کو جمع کیا کہ جدا جدا میں کس کو کس کو جواب
دوں جب سب گشائیں آچکے تب میں نے ان سے کہا کہ تمہارا تو
کارخانہ بند ہی ہو گیا خود میرے کاروبار کا بھی یہی حال ہے اور سبب
اس کا یہ ہے کہ اس شہر میں کئی روز سے ایک سید صاحب آئے ہیں
ان کی نسبت کی پرتو سے یہ ہمارا تمہارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا

Marfat.com

ہے اور جبتک وے اس شہر میں رہینگے یہی حال رہیگا بعد
جانے ان کے پھر بھی دیکھا چاہئے کہ یہ کاروبار ہمارا تمہارا
جاری ہو یا نہ ہو اور اگر پھر جاری ہوگا تو انہیں کی توجہ اور
مہربانی سے ہوگا۔ اب پھر ہم ان کے پاس جاوینگے جیسا کچھ ہوگا
تم سے کہیں گے بعد اس کے دوسرے دن وہ گسائیں پھر آیا اور
پھر حضرت نے خلوت میں لیجا کر اُس کو توجہ دیا اور اُس نے
حضرت سے کچھ بایتں کیں پھر وہاں سے رخصت ہوا حضرت نے فرمایا
کہ آج یہ گسائیں اس بات کا شکوہ کرتا تھا کہ اس شہر میں جبتک
ہمارا کاروبار جاری تھا ہم کو بھی فائدہ تھا اور لوگوں کو بھی
اور لوگ ہمارے معتقد تھے اور اب کچھ کام چلتا نظر نہیں آتا
اس سبب سے اب ہمارا رہنا بھی معلوم نہیں ہوتا اگر آپ مہربانی
کریں تو بہتر نہیں تو ہم لوگ یہاں سے اور کہیں چلے جاوینگے
میں نے کہا گسائیں جی اس امر میں میرا کیا اختیار کہ تمہارا کاروبار

Marfat.com

ہوگا یا نہ ہوگا تمہارا کارخانہ جدا ہمارا کارخانہ جدا مگر
ہمارا کاروبار جو تم سیکھو تو البتہ اس کا شکوہ کرنا لائق ہے
اُس نے جانا کہ میں ان کا طریق اختیار کرنے کا نہیں پھر یہ معاملہ
کیونکر دُرست ہو آخر کو آج نا اُمید ہو کر وہ چلا گیا بعد اس
کے دوسرے تیسرے روز اُس نے ایک اپنے چیلے کو بھیجا اس
نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمارے گرو جی نے آپ کو سلام عرض
کیا ہے اور کہا ہے کہ اب ہماری یہاں سے جانے کی تیاری ہے
پھر یہ حال نہیں معلوم کہ وہ وہاں سے چلا گیا یا رہا مگر حج کو جاتے
ہوئے جب حضرت علیہ الرحمۃ بنارس میں تشریف لے گئے اور
وہاں لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا کچھ پتہ نہ ملا واللہ
اعلم بالصواب، پھر مولانا عبدالحیٔ صاحب نے کئی روز اس مسجد
میں وعظ فرمایا بہت لوگ مسلمان شہر کے خصوص اُس محلہ
کے مسلمان کنڈی گر اور دھوبی وعظ سننے کو آئے اس عرصہ میں

Marfat.com

جو ان مسلمانوں کے وہاں ایک پیر تھے اُنہوں نے حضرت کے
آنے اور لوگوں کے رجوع ہونے کا حال سُنا تو ایک رنگین رومال
اور کچھ مٹھائی کے الائچی دانہ اپنے خادم کے ہاتھ حضرت
کو بھیجے اس خادم نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمارے فلانے
پیر و مرشد نے یہ تبرک آپ کو بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ
جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں مفید نہوگا یہ تمام
لوگ ہمارے مرید ہیں اور یہاں کا رویہ آپ کو معلوم نہیں
اگر آپ کچھ فتوحات حاصل کرنے کو آئے ہیں تو ہم سے آکر
ملاقات کریں پھر جو ہم اس کی تدبیر بتادیں وہ آپ عمل میں
لاویں تب تو البتہ کچھ حاصل ہوگا والّا آپ مختار ہیں۔ یہ
خرافات واہیات اس خادم کی زبانی سُن کر ہمارے لوگ
آپس میں ہنسنے لگے جب وہ خادم تبرک دے کر رخصت ہوا
تب کئی حاجیوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اگر اجازت

Marfat.com

ہو تو ہم دو چار شخص جا کر ان پیرزادے صاحب سے ملاقات
کریں اور دیکھیں کہ ان کا کیا طور طریق ہے آپ نے فرمایا کیا مضائقہ
ہے جاؤ پھر مولوی وحیدالدین صاحب سادہ غریبوں کا لباس
پہن کر اور کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ان کے مکان پر
گئے اور اُن سے ملاقات کی اُنہوں نے پوچھا کہ آپ ہی اس شہر میں
تشریف لائے ہیں اور لوگوں سے بیعت لیتے ہیں مولوی صاحب
نے کہا وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں ہم تو ان کے ادنیٰ مریدوں
میں ہیں، لوگوں سے آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ
سُن کر آپ کی ملاقات کو آئے ہیں کہ آپ ہم کو کچھ تعلیم فرماویں
اُنہوں نے کہا کہ بہت خوب جو کچھ دعا تعویذ حاضرات وغیرہ ہم
کو معلوم ہے بتا دینگے۔ مولوی صاحب نے کہا آپ کو توجہ دینا
دینا بھی آتا ہے کہا ہاں کیوں نہیں آتا مولوی صاحب نے کہا
کہ مجکو اپنے سامنے بٹھا کر آپ توجہ دیویں پھر توجہ دینے کو
اُنہوں نے مولوی صاحب کو بٹھایا اور توجہ دینے لگے اسی

Marfat.com

حال میں مولوی صاحب نے اپنی نسبت کا پرتو اُن پر ڈالا
وہ بیہوش ہو کر ہو حق مچانے لگے اور اُچھلنے لگے پھر مولوی صاحب
نے ان پر اپنا ہاتھ رکھا وہ ہوش میں آئے اور بہت گھبرائے
اور شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ یہ تم نے ہم پر کچھ عمل سفلی کر دیا اس
سے ہم بیہوش ہو گئے سو ہم تو ایسے شعبدوں کے معتقد نہیں
ہیں، مولوی صاحب نے کہا کہ والد ہم نے تو سفلی عمل آپ پر کچھ نہیں
کیا اور ہم تو آپ سے فائدہ اُٹھانے کو آئے تھے آپ یوں فرمائے
ہیں اور کسی وقت آپ ہمارے پیر و مرشد کی ملاقات کو تشریف
لے چلیں، تو وہاں بھی ہم آپ سے فائدہ اُٹھاویں گے اور اسی
طرح کی شیریں گفتگو سے ان کو راضی کیا پھر رخصت ہو کر
اپنے مقام پر آئے اور یہ تمام حال حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
سے بیان کیا پھر دوسرے روز بعد نماز فجر کے کچھ دن چڑھے
وہ پیرزادے صاحب حضرت کی ملاقات کو آپ آئے

Marfat.com

حضرت نے ان کو بہت عزت اور احترام سے بٹھایا اور
عافیت مزاج کی پوچھی انہوں نے جو حضرت علیہ الرحمہ کو اور
ان کے آدمیوں کو دیکھا اور اُن کی گفتگو سنی ہوش پراں
ہوئے کہ یہ لوگ تو اور ہی قسم کے ہیں اور انہیں کے دو چار
مرید جنہوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس وقت حضرت
کے لوگ ان کو توجہ دے رہے تھے مگر ان کو انہوں نے نہیں
پہچانا کہ یہ ہمارے مرید ہیں یہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
سے باتیں کرنے لگے اور اپنا حال بیان کرنے لگے کہ حضرت سلامت
ہماری تو وجہ معاش یہ ہے کہ تمام مریدوں کے یہاں جہاں تہاں ہی
مقرر ہے کوئی ایک روپیہ کوئی دو روپیہ کوئی کم سوا دیتا
ہے اور یہ لوگ پیشہ ور ہیں ان سے پنجوقتی نماز کہاں ہو سکتی
ہے اسی کی معافی میں یہ ہم کو چاہئے مہینہ موافق مقدور کے کچھ
زر نقد نذر کرتے ہیں مگر رمضان کے روزوں کی ہم ان کو
بہت تاکید کرتے ہیں اس میں جو کوئی عذر کرتا ہے کہ ہم

Marfat.com

حقہ پیتے ہیں یا کوئی نشہ کھاتے ہیں ہم سے روزہ نہیں رہا
جاتا تو ہم اُن سے اُس جیہ ماہی کے سوا کچھ اور نقدی یا دو چار
دعوتیں وغیرہ بُھرا کر کے ان کو معاف کر دیتے ہیں یہ ہم لوگوں
کے گذران کی صورت ہے اگر آپ کو کچھ فتوحات منظور ہو تو
اُس کی یہ راہ ہے جو ہم نے بیان کی اور آگے آپ کو اختیار
ہے حضرت نے یہ تمام داستان سُن کر فرمایا کہ جو کچھ آپ فرماتے
ہیں فی الحقیقت اس وقت کے پیروں کا یہی دستور ہے اور اسی
آمدنی پر ان کی گذران ہے، مگر یہ طور قرآن و حدیث کے
مخالف ہے آپ یہی بغور اس کو دریافت کریں اور ہم مسلمانوں
کا طریق تو موافق فرمانے خدا اور رسول کے چاہیئے جو موافق
قرآن و حدیث کے ہو اس کو ہم بھی عمل میں لادیں اور آپ بھی
اور جو کچھ خدا اور رسول کا طریق آپ کو معلوم ہو وہ آپ ہم کو
تعلیم فرما دیں ہم سیکھیں اور جو ہم کو آتا ہے وہ ہم آپ کو

Marfat.com

بتادیں وہ آپ ماننے ہمارا تو صرف مقصد یہ ہے اور روزی
ورزق تو خدا کے ہاتھ میں ہے اُنہوں نے کہا بیشک یہی حق
ہے جو آپ نے فرمایا اس عرصہ میں وہ دو چار شخص جن کو توجہ
دے رہے تھے وہ آئے اور جو کچھ جس نے اپنے مراقبہ میں دیکھا
تھا سب حضرت علیہ الرحمہ کے روبرو بیان کیا یہ سُن کر وہ
پیرزادے صاحب بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے پھر کئی شخص
جنہوں نے اسی وقت تازہ بیعت حضرت کے ہاتھ پر بیعت
کی تھی حضرت نے ان پیر صاحب کے مریدوں سے جو توجہ لے
کر آئے تھے اور حضرت سے بیان کیا تھا فرمایا کہ تم اپنے ان
بھائیوں کو جاکر توجہ دو پھر انہوں نے ان کو توجہ دیا و
بھی حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے بیان کرنے لگے کہ ہم نے ایسا ایسا
معاملہ دیکھا یہ حال سُن کر وہ پیر صاحب بہت حیرت میں ہوئے
کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ تو مرید ان کے گویا ہر ایک صاحب
کمال ہیں پھر اُنہوں نے حضرت سے رخصت چاہی کہ پھر

Marfat.com

میں کسی وقت آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونگا یہ کہہ کر وہ
اپنے مکان کو گئے اور رات ہی کو اُس شہر سے مع اہل وعیال
کسی طرف بھاگ گئے اور حضرت علیہ الرحمہ کو منہ نہ دکھایا
اور نہ کسی مرید اپنے سے مل کر گئے' دوسرے روز کئی مرید
ان کے جنہوں نے حضرت سے بیعت نہیں کی تھی ان کو تلاش
کرنے لگے کہ ہمارے پیر صاحب کہاں گئے تب دو چار ان
مریدوں نے جنہوں نے حضرت سے بیعت کی تھی ان سے
کہا کہ وہ میاں صاحب توکل سید صاحب کی ملاقات
کو آئے تھے اور یہاں کا حال اُنہوں نے اپنی آنکھوں
دیکھا اور سید صاحب سے کچھ گفتگو بھی کی تھی شاید کہ اسی
ندامت اور پشیمانی سے بھاگ گئے یہ حال سُن کر اُنہوں
نے تمام شہر کے مریدوں کو خبر کی کہ ہمارے پیر صاحب
اس سبب سے بھاگ گئے وہ سب کے سب اُن سے بھی بے اعتقاد

Marfat.com

ہو گئے اور طرف حضرت کے رجوع لائے اور سب نے بیعت
کی اور کہا کہ ہم تو آج تک اسی کو دین و اسلام اور خدا کی
راہ جانتے تھے، جس طریق پر وہ ہم کو چلاتے تھے، سو اب
ہم کو معلوم ہوا کہ ہم لوگ غلطی پر تھے، دین حق اور طریق خدا
کا یہ ہے جو آپ تعلیم فرماتے ہیں، اب ہم نے اُن سب اگلی
باتوں سے توبہ کی، پھر حضرت نے دو چار روز کے بعد
وہاں سے کوچ فرمایا اور جو کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم
مغفور نے اپنی کتاب مخزن احمدی میں بیان کیا ہے کہ
حیات النساء بیگم نے جو کسی فرنگی کی بیوی تھی، حضرت
علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت کی، سو یہ مولوی
صاحب کو شبہہ واقع ہوا، اس نے سفر حج کی بیعت کی
تھی، جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ بنارس میں تشریف
لے گئے تھے، الغرض پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرما کر

Marfat.com

نواح سلطانپور وغیرہ میں رونق افزا ہوئے، غلام حسین
خاں جو حاکم لکھنؤ کی طرف سے وہاں کا ناظم تھا اس کے
لشکر میں قریب دو ہفتہ کے رہے، پھر بابا وہاں سے
اپنے مکان ہدایت نشان میں تشریف لائے

جب سفر بنارس سے
حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ مع الخیر تکیۂ پر تشریف لائے،
پھر بعد چند روز کے ارادہ سفر لکھنؤ کا کیا اور مجھ سے فرمایا
کہ تم کو مکان پر چھوڑیں گے، میں نے کہا میں تو آپ کے ساتھ
چلونگا، اور میری نیت یہ تھی کہ آپ لکھنؤ جاتے ہیں اور
وہاں رافضی لوگ بہت ہیں، ایسا نہ ہو کہ وہاں کچھ کسی سے
بسبب مخالفت مذہب کے کچھ لڑائی جھگڑا ہو جائے، اور
میں یہاں تکیۂ پر رہوں، یہ بات بے مناسب ہے، آپ
نے فرمایا کہ تم یہیں پر رہو، میں نے پھر بار بار انکار کیا، آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ وہاں جاکر کیا کروگے، میں نے
عرض کی کہ روز جو سب لوگ آپ کے ہمراہ رکاب جاویں گے
وہ کیا کریں گے، آپ نے فرمایا وہ ہمارے ساتھ رہیں گے
میں نے عرض کی میں بھی ساتھ رہونگا، فرمایا کہ اگر تم کو
وہاں کچھ بیماری ہو جائے تو کیا کروگے یہ سُن کر چپ ہو رہا
کچھ نہ بولا یہاں تک کہ اسباب سفر کا گاڑی پر لاد کر روانہ ہوا
اور حضرت علیہ الرحمہ آپ بھی رخصت ہوئے جب تکیۂ عالیہ سے
نکل کر چھوٹے باغ پہنچے، تب مولوی وحید الدین صاحب
سے فرمایا کہ محمد حسن کو یہاں سے لیجا کر مکان پر رکھو اور
دین محمد کو ہمارے پاس بھیجدو، پھر محمد حسن تو بموجب ارشاد
ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمہ کے گھر پر رہے، اور میں آپ کے
ہمراہ ہوا اور تمام آدمی سیری یاد میں قریب پونے دو سو
کے ہونگے، مگر حضرت سید عبد الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے خواہرزادے فرماتے ہیں کہ سب اسّی آدمی تھے واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

اور آپ کی سواری میں یکہ تھا، اس پر آپ اور سید محمد صاحب
سوار تھے اور سید عبدالرحمٰن صاحب گھوڑے پر سوار تھے،
پھر اس روز تکیہ شریفہ سے چل کر حسن گنج میں رہے، اور
دوسرے روز شب کو بعد نماز عشاء کے حضرت سید عبدالرحمٰن
صاحب سے فرمایا کہ کچھ رات رہے سے تم آگے چل کر قندھاریوں
کی چھاونی میں اپنے مکان کو صاف کروا کر فرش بچھوا رکھو اور
جو بھنے ہوئے چنے اور نمک مرچ پسا ہوا اور کچھ گڑ بھی تیار رکھنا،
اور ہم نماز فجر کی پڑھ کر یہاں سے سوار ہوں گے، پھر سید عبدالرحمٰن
صاحب کچھ رات رہے سے سوار نہ ہوئے اور بعد نماز فجر کے حضرت
سوار ہوئے، اور پہر دن چڑھنے کے قریب چھاونی مذکور میں
سید عبدالرحمٰن صاحب کے مکان میں پہنچے، اور وہ سب سامان
تیار پایا، انہوں نے گڑ اور چنے آپ کے روبرو لا کر حاضر
کئے، سب نے تھوڑے تھوڑے چابے، اور کچھ دیر سو رہے

Marfat.com

پھر وقت ظہر سب نے اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھی،
اس عرصہ میں عبدالباقی خاں قندھاری واسطے ملاقات حضرت
کے آئے اور ملے، بعد کچھ دیر کے اپنے مکان کو گئے، پھر تمام
چچاؤنی کے لوگ آنے لگے، عصر کے وقت محمد حسن خاں اور
خلیل اللہ خاں بیٹے عبدالرحمٰن قندھاری کے اور مصطفےٰ خاں بیٹے
موصوف کے اور عبدالرحیم اور عبدالمعبود خاں یہ سب حضرت
کے ملنے کو آئے، ان میں سے پانچ اشرفیاں حضرت کو محمد حسن
نے نذر دیں، اور تین مصطفےٰ خاں نے اور چار خلیل خاں نے
اور تین عبدالرحیم خاں نے، اور دو عبدالمعبود خاں نے نذر کیں،
یہ سب سترہ ۱۷ اشرفیاں ہوئیں، اور کھانا عبدالباقی خاں کے
یہاں سے آیا، سب تناول طعام سے فارغ ہوئے، تب
عبدالباقی خاں صاحب سید عبدالرحمٰن صاحب کو اپنے پاس
بلوا کر پوچھا کہ سید صاحب کی ملاقات کو کوئی آیا تھا،
اُنہوں نے کہا ہاں فلانے فلانے آپ کے بھائی بھتیجے

Marfat.com

آئے، اور نذر بھی دے گئے، چنانچہ محمد حسن خاں صاحب نے پانچ اشرفیاں نذر کیں، اور اسی طور کسی نے تین کسی نے چار کسی نے دو اشرفیاں دیں، جب محمد حسن خاں صاحب کی پانچ اشرفیاں سنیں، کمال متعجب ہو کر کہنے لگے کہ سبحان اللہ محمد حسن خاں نے پانچ اشرفیاں نذر دیں، جو کسی کو ایک ٹکا نہ دیں، یہ گویا سید صاحب کی بابا کرامات ہے، پھر حضرت سید عبد الرحمٰن صاحب وہاں سے سید صاحب کے پاس آئے یہاں مرزا اسد علی بیگ کمیدان و مرزا اشرف بیگ رسالدار کے بیٹے، چند لوگوں سے آپ کی ملاقات کو آئے تھے، اور عرض کی کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں، سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل شہر میں چلینگے، مرزا صاحب ممدوح بہت خوش ہوئے، اور آپ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے، اور اکبری دروازہ کے ایک سید میر تسکین مشہور تھے ان کی حویلی خالی کروائی، پھر اگلی صبح کو آکر سید صاحب

Marfat.com

کو اور تمام ہمراہیوں کو اپنے ساتھ لے گئے، اور اسی حویلی
میں اتارا، اور اُس روز سید صاحب کے مولوی عبدالرب
صاحب مولانا عبدالعلی صاحب ملک العلماء کے بیٹے نے کی
اور جب وقت نماز ظہر کا ہوا مسجد میں نماز پڑھی مگر مسجد
چھوٹی تھی، اور آدمی زیادہ، کمال تکلیف ہوئی، اگلے روز
سید صاحب نے مرزا اسد علی بیگ سے فرمایا کہ ہم لوگوں کو
یہاں ہر وقت نماز کی بہت تکلیف ہوتی ہے، کوئی اور مکان
تجویز کرو، جہاں کوئی کشادہ مسجد ہو، یہ بات سن کر مرزا صاحب
اسی وقت یحییٰ گنج کو گئے، شیخ امام بخش نام وہاں ایک
سوداگر رہتے تھے، اُنہوں نے لبِ دریائے گومتی شاہ
پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر ایک کوٹھی بنوائی تھی بلکہ ہنوز کہیں
کہیں بلیاں باقی تھیں اُس کوٹھی کے واسطے جا کر کہا اور
سید صاحب کا حال بیان کیا اُنہوں نے کہا سبحان اللہ

Marfat.com

اس سے کیا بہتر کہ سید صاحب میری کوٹھی میں رونق
افروز ہوں، آپ جا کر بے تامل اس میں اتاریں، پھر مرزا
صاحب سید صاحب کو میر سکین کی حویلی سے اس کوٹھی
میں لے گئے، اُس روز سے شاہ پیر محمد صاحب مرحوم کے
ٹیلے کی مسجد میں نماز فراغت سے پڑھنے لگے، دوسرے روز
کہ دن منگل کا تھا بعد نماز ظہر کے مولانا عبدالحئی صاحب نے کچھ
دیر وعظ فرمایا چند آدمی شہر کے حاضر تھے وہ سُن کر
بہت خوش ہوئے، انہیں نے جا کر شہر میں اپنے یاروں
آشناؤں سے چرچا کیا کہ آج تھوڑی دیر وعظ ہوا
یقین ہے کہ جمعہ کے روز خوب وعظ ہوگا اور اس کوٹھی
میں واسطے بیعت کے ہر روز صبح سے پہر رات گئے تک
جمع رہتے تھے، اتنی آپ کو فرصت نہ ملتی تھی کہ کوئی
گھڑی دو گھڑی تنہا بیٹھ کر کچھ اپنا عرض حال کرے
پھر تین روز کے بعد جب دن جمعہ کا آیا اور بکثرت

Marfat.com

لوگ واسطے نماز پڑھنے اور وعظ سننے کے آئے بعد نماز
جمعہ کے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم ومغفور نے سورۂ
انبیا کا وعظ شروع کیا اور بیان یہاں تک کیا کہ عصر کا
وقت آگیا اور اس خوبی کے ساتھ صاف صاف وعظ فرمایا
کہ تمام لوگ حاضرین مجلس کیا عامی اور کیا عالم سب فریفتہ
ہوگئے اور کہتے تھے کہ کبھی ہم نے اپنی تمام عمر میں اس خوش
تقریری کا وعظ نہیں سُنا اور مولانا صاحب ممدوح کے
علم وفضل اور ذہن اور تبحر کی ان میں جو علما تھے سنیوں کے
بھی شیعوں کے بھی سب مقر ہوئے اور ہزاروں شخصوں نے
سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر نماز عصر پڑھ کر
سب لوگ اپنے اپنے مکانوں کو گئے پھر منگل کو بھی کچھ
دیر وعظ فرمایا اور شہر کے لوگ آپ کے وعظ پر اس
طرح فریفتہ ہوئے کہ اس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا
جب حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمہ شاہ پیر محمد مرحوم

Marfat.com

کے ٹیلے پر امام بخش سوداگر کی کوٹھی میں اترے سات
آٹھ دن تک ہم سب نے اپنے پاس سے کھانا کھایا بعد اس
کے ایک روز دریائے گومتی کے پار ایک شخص نے دعوت
کی، حضرت علیہ الرحمہ نے چودہ پندرہ آدمی مکان پر
چھوڑے، باقی سب کو اپنے ہمراہ رکاب لے گئے، وہاں
دعوت میں میں نے کوئی ایک روٹی گوشت کے شوربے
سے کھائی ہو گی کہ یکایک میرے پیٹ میں درد ہونے لگا
میں بے چین ہو کر اٹھا اور حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے جاکر
کھڑا ہوا آپ نے پوچھا کیا تم نے کھانا نہیں کھایا میں نے عرض
کی کہ کھانا میں نے کھا لیا پھر آپ نے پوچھا کہ تم سے کسی کے
ساتھ گفتگو تو نہیں ہوئی میں نے عرض کی کہ کسی سے
نہیں، آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو ہمارے ساتھ ٹھہر کر
کھاؤ، میں نے اپنا حال عرض کیا کہ اس وقت میرے پیٹ
میں درد ہوتا ہے یہ سن کر آپ خاموش ہو رہے

Marfat.com

اور میں وہیں کھڑا رہا' جب آپ تناول طعام سے
فارغ ہوئے تب مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ مکان پر
ہیں ان کے واسطے تم کھانا لے کر جاؤ' اب ہم ناؤ پر
سوار ہو کر قندھاریوں کی چھاؤنی میں جاوینگے' پھر وہ
حضرت میرے سامنے ہی چھاونی کو روانہ ہوئے' میں کھانا
آدمی کے سر پر دھرا کر مکان کو آیا مگر وہ درد دمبدم
بڑھتا جاتا تھا' جیسے تیسے وہ کھانا لوگوں کو تقسیم کر کے میں
چارپائی پر لیٹ گیا' قبل مغرب کے حضرت چھاؤنی سے تشریف
لائے' لوگوں نے آپ سے میرے درد کا حال کہا آپ
سُن کر چپ ہو رہے' پھر بعد نماز مغرب کے تشریف لائے
اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے' میں نے کہا الحمدللہ
بہتر حال ہے مگر درد اب تک کم نہیں ہوا' یہ سُن کر آپ تشریف
لے گئے' اسی طور دن بھر دو تین بار میرے پاس ہو کر نکلے اور
پوچھتے کہ کیا حال ہے میں کہتا الحمدللہ ویسا ہی حال ہے' آپ

Marfat.com

سُن کر چلے جاتے اور کچھ بات نہ فرماتے، شہر کے جو
لوگ حضرت علیہ الرحمہ کے ملنے کو آتے تھے، انہوں نے
میرا حال پُر ملال دیکھ کر حضرت سے عرض کی کہ اجازت
ہو تو ہم ان کی دوا کروائیں، آپ نے فرمایا کہ بہتر جو تم سے
ہو سکے کرے، ہر شخص کو یہ خیال تھا کہ میری دوا سے ان
کو آرام ہوتا کہ حضرت علیہ الرحمہ مجھ سے خوش ہوں مگر
خدا کی قدرت کسی کی دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک دوا
مخالف پڑتی، اور بیماری کو قریب مہینہ کے ہوا، آخر کو میں
دوا کرتے کرتے اکتا گیا اور دل میں خیال آیا کہ شاید یہ بیماری
اس سبب سے ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ نماز ظہر یا عصر کی ٹُرہ
کر مکان پر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا اب تمہارا کیا حال
ہے، میں نے کہا الحمد للہ اچھا حال ہے پھر آپ وہاں سے
چلے اور آپ کے پیچھے سید احمد علی سیّد زین العابدین صاحب
کے والد ہوتے اور ان کے پیچھے مولوی محمد یوسف ہوتے

Marfat.com

ان کے پیچھے کوئی شخص اور تھے، میں نے مولوی یوسف
صاحب کا مونڈھا پکڑ کر کہا کہ دین محمد یوں کہتے ہیں، انہوں
نے اسی طور حضرت علیہ الرحمہ کا مونڈھا پکڑ کر عرض
کی، یہ سُن کر آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا ہے، انہوں
نے کہا کہ دین محمد یہ عرض کرتے ہیں کہ دوا کرنا تو
میں نے چھوڑ دیا آج تک دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوا
اب آپ میرے واسطے دعا کریں، پھر حضرت نے کہا
کہ دین محمد سے پوچھو کیا کہتے ہیں، انہوں نے پھر مجھ سے
پوچھا، پھر میں نے وہی کہا اور اُنہوں نے حضرت سے کہا،
آپ نے تین بار سنکر اچھوایا اور تینوں بار سے وہی
کہا، پھر آپ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا
کہتے ہو، میں نے عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں
آپ نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو، میں نے کہا ہاں چاہتا
ہوں، تب حضرت نے اپنے داہنے ہاتھ کی آستین

Marfat.com

چڑھائی اور فرمایا کہ دعا کروانے کی شیرینی دینی پڑیگی
میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے میں کہاں سے دونگا ہاں
اگر آپ مجکو عنایت فرما دینگے تو مضائقہ نہیں، آپنے فرمایا
ہم تو کچھ نہ دینگے، میں نے کہا پھر میں شیرینی کہاں سے لاؤنگا
کہا تو پھر کسی کو ضامن دو، میں نے مولوی محمد یوسف صاحب سے
کہا کہ آپ میرے ضامن ہوں، اُنہوں نے حضرت سے کہا کہ
آپ کی شیرینی کا میں ضامن ہوں اگر یہ نہ دیں آپ مجھ سے لیں پھر
حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا دست مبارک میرے سر سے پیر دن تک
پھیرا، اسی دم سینہ تک میرا بدن ہلکا ہوگیا اور وہ ساری
بیماری جاتی رہی، میں نے اس وقت اُٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے کہا کہ
اب کیا حال ہے، میں نے کہا الحمد للہ اب میں اچھا ہوں، میرا
جی اُٹھنے کو چاہتا ہے، آپ نے اُٹھنے سے منع کیا، اور مولوی
محمد یوسف صاحب سے کہا کہ آپ ان کے کھانے پینے کی خبر
لیا کریں، مگر کچھ بد پرہیزی نہ کرنے پاویں، اُنہوں

Marfat.com

نے کہا کہ یہ تو مٹھائی کے سوا اور چیز کھاتے نہیں، کنجی ان
کے پاس ہے کوٹھا کھول کر جتنی چاہتے ہیں کھایا کرتے ہیں
آپ نے فرمایا کہ کنجی ان سے لیلو اور سوا مٹھائی کے جو کھانا
مانگیں ان کو دینا، میں نے کہا میں کنجی نہ دونگا مگر اقرار
کرتا ہوں کہ چار روز تک مٹھائی نہ کھاؤنگا، آپ نے فرمایا چار
روز مٹھائی نہ کھانے سے کیا ہوتا ہے، میں نے کہا آٹھ روز
نہ کھاؤنگا، بعد اس کے پھر کچھ ہی ہو مٹھائی کھاؤنگا۔ آپ
نے کہا خیر کنجی رہنے دو، پھر آٹھ دس روز میں مجھکو طاقت
چلنے پھرنے کی ہوگئی، میری کوٹھری کے سامنے حضرت کی
کوٹھری تھی، ایک روز میں دوپہر کے وقت آپ کی کوٹھری
میں گیا اُس وقت ایک شخص بڑے دونے میں تازی جلیبیاں
بہت نفیس قریب میں سیر کے ہونگی لایا وہ دونا حضرت
نے مجھکو پکڑا دیا اور اُس میں سے ایک جلیبی اٹھا کر
تھوڑی سی کھائی اور باقی اس دونے میں رکھدی

Marfat.com

اور جو جلیبیاں لایا تھا اُس سے کہا آپ جاویں،
اس وقت ہم سوئیں گے وہ تو چلا گیا میں وہیں رہا آپ
نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے تو کئی دن سے مٹھائی نہ کھائی
ہوگی یہ سب مٹھائی تمہیں کھانا اس میں سے کسی کو نہ دینا
پھر وہ جلیبیوں کا دونا لے کر میں اپنی چارپائی پر آیا اور مجھ
جلیبیاں وہیں بیٹھ کر کھائیں اور باقی کوٹھڑی میں رکھدیں
پھر دو یا تین وقت اس میں سے کھائیں، اس میں یاد آیا کہ
میں نے حضرت کو شیرینی دینی کہی تھی، پھر ایک روز باقی جلیبیاں
لے کر میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گیا آپ نے پوچھا کیا
لائے ہو، میں نے کہا آپ کی شیرینی لایا ہوں، آپ نے دیکھا
اور فرمایا یہ تو وہی جلیبیاں ہیں جو ہم نے تم کو اُس دن دی
تھیں، میں نے کہا ہاں وہی ہیں، آپ نے تو میری ملک میں
کر دی تھیں، میں اپنا مال جو چاہوں کروں، آپ نے فرمایا سچ

Marfat.com

ہے مگر تھوڑی ہیں ہم تو اور لینگے، میں نے کہا آپ نے
کچھ وزن تو مقرر نہیں کیا تھا شیرینی کا اقرار تھا یہ سُن کر
آپ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ خیر ہم پا چکے اب یہ بھی تمہیں
کھاؤ، پھر وہ بھی جلیبیاں میں نے کھائیں، پھر جب میں یا تو بی
تندرست ہو گیا تب ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات
کو سبحان علی کنوہ اور مرزا نہتو آئے آپ نے ان کو شاہ پیر محمد
صاحب کی مسجد کی چھت پر بیٹھنے کو فرمایا اور آپ بھی وہیں
گئے وہاں سے کچھ باتیں کرتے کرتے، اور ان دنوں حضرت علیہ الرحمۃ
چرائتہ اور شاہتر پیتے تھے، میں ایک کٹورے میں بنا کر لے
گیا وہاں معلوم ہوا کہ آپ مسجد کی چھت پر ہیں، میں
جا کر سیڑھیوں پر کھانسا، آپ وہاں سے آئے اور دوا
پی، اُس وقت میں نے کہا کہ حضرت میں کچھ عرض کرونگا
فرمایا کسی اور وقت کہنا، میں نے کہا ایک ہی بات
ہے، آپ نے فرمایا کہو، میں نے کہا، حضرت یہ کیا سبب تھا

Marfat.com

کہ میں اتنے دنوں بیمار رہا اور ہر طرح کا معالجہ کیا مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا اور ہوا تو آپ کی دعا سے ہوا' آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ
نے تم کو بچا لیا' نہیں تو بچنے کی کوئی صورت نہ تھی' میں نے تکیہ
پر تم کو منع کیا تھا کہ تم مکان پر رہو ہمارے ساتھ نہ چلو
تم نے نہ مانا یہ بیماری کا صدمہ اُسی سبب سے ہوا اور تمہاری نیت
بخیر تھی کہ سید صاحب رافضیوں کے شہر میں جاتے ہیں ایسا نہ
ہو کہ وہاں کچھ جھگڑا فساد ہوا اور میں تکیہ پر ہوں تو مناسب نہیں
اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے تم کو شفا عطا فرمائی یہ کہہ کر
پھر آپ تشریف لے گئے' اور اول اس قصہ بیماری کا ایک
بیان باقی رہ گیا تھا وہ یہ ہے کہ جس روز دریائے
گومتی کے پار دعوت کھانے میں میرے پیٹ میں درد اُٹھا تھا
میں تو شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر گیا تھا اور حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمہ قندھاریوں کی چھاؤنی کو تشریف
لے گئے اور وہاں عبدالباقی صاحب کے پاس ٹھہرے اُس وقت

Marfat.com

ہتیار باندھے تھے اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ
بھی حال خیال کر کے، خان ممدوح نے کہا کہ حضرت آپ کی
سب باتیں تو بہتر ہیں مگر ایک بات مجھکو بہت ناپسند ہے اور وہ
بات آپ کے خاندان والا شان کے خلاف ہے کہ آج تک
وہ چال کسی نے نہیں اختیار کی، آپ کو وہی کام زیبا ہے
جو آپ کے آبا اور اجداد امجاد کرتے آئے ہیں، آپ نے فرمایا
وہ کون سی بات ہے ناپسند بیان تو کرو، کہا یہ سپر تلوار
بندوق وغیرہ کا باندھنا اسباب جہالت کا ہے یہ آپ
کو نہ چاہئے، اس بات کے سنتے ہی حضرت کا چہرہ مارے غصہ
کے سرخ ہو گیا، اور فرمایا کہ خاں صاحب اس وقت آپ
کو اس بات کا کیا جواب دوں اگر سمجھو تو بس یہی کافی ہے، یہ وہ
اسباب خیر و برکت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کو
عنایت فرمایا کہ کفار ناہنجار اور مشرکان بدکردار سے جہاد
کریں اور خصوصاً ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی

Marfat.com

اسباب سے تمام کفار اشرار کو زیر کر کے جہان میں دین
حق کو رونق بخشی، اگر یہ اسباب نہ ہوتا تو اس طرح نہ ہوتے
اور نہ تم ہوتے اور بالفرض اگر ہوتے تو خدا جانے کس دین
وملت میں ہوتے، اس وقت تم نے یہ ایسا بیہودہ کلام
زبان سے نکالا کہ جس کے سبب سے خدا کے گنہگار ہوئے، اور
دنیا میں بھی تمہارا نقصان ہوگا اس بات کو خوب یاد رکھنا، اب
اس نقصان کا بیان آگے اپنی جگہ پر مذکور ہوگا، پھر وہاں
سے حضرت علیہ الرحمۃ اٹھ کر محمد خاں صاحب کی ملاقات
کو گئے، پھر وہاں سے اسی چھاؤنی میں محمد حسن خاں صاحب کے
پاس تشریف لے گئے، پہلے اُنہوں نے بلا کر اپنے سلاح خانہ
میں حضرت علیہ الرحمت کو طرح طرح کے ہتیار دکھلائے
ولایتی سلاح، جدی اور ہندوستانی جدی، کہ یہ تلوار
اور یہ اس نول کی ہے اور یہ بندوق اتنے کی خرید
اس قیمت کی ہے، اتنے کی خرید ہے اور یہ اتنے کی اور بہت

Marfat.com

ہے اور یہ اتنے کی' اور بہت اہتمام کی جھڑی پیش قبض پستور
قرابین وغیرہ سب دکھلائے' پھر اپنے اصطبل میں لے گئے وہاں
گھوڑے ٹٹو وغیرہ دکھلائے ان میں ایک خچر بہت اچھا اور
بیش قیمت تھا سات سو روپے کا خرید اس کو بھی دکھلایا
اور حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ یہ خچر بڑا تیز رو اور کمال
رہوار ہے' جس وقت کوئی اس پر سوار ہوتا ہے تو پھر یہ سوائے
چلنے کے فراز و نشیب زمین کا خیال میں نہیں لاتا کیسا ہی نالہ کھوہا
ہو ہرگز نہیں رکتا اس سبب سے اس پر سوار ہونا مجکو ناپسند معلوم
ہوتا ہے اور یہ جانور میرے کمال شوق کا ہے' آپ جناب الٰہی میں
میں اس کے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو میری طبیعت کے
موافق کر دے' آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو نہیں مگر جب ہم پھر
کسی روز یہاں آویں تب اس بات کی یاد دلانا ہم ضرور دعا کرینگے
پھر وہاں سے خیالی گنج میں فقیر محمد خاں صاحب کے مکان پر
تشریف لے گئے' انہوں نے بھی اپنے سلاح خانہ میں لیجا کر

Marfat.com

قسم قسم کے سلاح دکھائے اور اصطبل میں لیجا کر طرح
طرح کے گھوڑے ٹٹو اونٹ وغیرہ دکھلائے اور
سوال دعوت کا کیا' آپ نے فرمایا کہ ہم تمہاری دعوت
پہلے ہی روز جب آئے تھے کھا چکے ہیں اب اس کا تکلف
کرنا کچھ ضرور نہیں' خاں صاحب موصوف نے نہ مانا کئی بار
تکرار کیا' تب آپ نے فرمایا کہ کل صبح کو اپنا آدمی ہمارے
مکان پر بھیجنا' اگر دعوت کھانا منظور ہوگا ویسا اس سے کہلا
بھیجینگے' پھر وہاں سے آپ مکان پر تشریف لے گئے' پھر خاں
صاحب موصوف نے اپنا آدمی نوکر محب اللہ خاں کو
آپ کی خدمت میں بھیجا' حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ اگر خدا چاہیگا تو بعد کئی دن کے ہماری
بھی بریلی جانے کی تیاری ہے' فقیر محمد خاں کو ہماری طرف
سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ جس روز ہم اپنے مکان کو
جاوینگے اس روز آپ کے یہاں دعوت کھا

Marfat.com

لیویں گے، یہ جواب با صواب مجیب اللہ خاں توخیانی گنج
کو روانہ ہوئے، یہاں لوگ آپس میں اس بات کا چرچا
کرنے لگے کہ حضرت علیہ الرحمۃ تو اب یہاں سے مکان پر
جانے کو فرماتے ہیں، ہم تو یہ جانتے تھے کہ آپ اس شہر
میں تین چار مہینے قیام فرما دینگے، لوگوں کو ہدایت ہوگی
اور کچھ اگرچہ اب بھی لوگوں کو ہدایت ہوئی ہے مگر ایسے
شہر میں کہ لاکھوں مسلمان ہیں، ان میں سے نو دس ہزار
کو ہدایت ہوئی تو اس کا کیا شمار، پھر بعد نماز عشا کے مولانا
عبد الحئی علیہ الرحمۃ حضرت کے پاس گئے اور عرض کی کہ میں
نے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ دو چار روز میں مکان کو
تشریف فرما ہونگے، آپ نے کہا ہاں اگر خدا نے چاہا
تو ارادہ ضرور ہے، ہم کو مکان سے آئے ایک مہینہ سے
کچھ زیادہ ہوئے ہیں، اب کی جمعہ کے بعد نیت کوچ کی ہے
یہ بات سن کر مولانا صاحب دیر تک خاموش رہے

Marfat.com

پھر کہا کہ افسوس کی جگہ ہے کہ چراغ کے نیچے اندھیرا ہی ہوتا ہے یہی حال قصبہ رائے بریلی کا دیکھا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کم نصیب ہوئی، اور وہی حال اس شہر کا بھی معلوم ہوتا ہے اور اگر بالفرض لاکھوں مسلمانوں میں نو دس ہزار کو ہدایت ہوئی تو کیا یہ بات سن کر حضرت علیہ الرحمۃ دیر تک سکوت میں رہے پھر فرمایا کہ مولانا صاحب کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ہدایت ہو مولانا صاحب نے کہا کہ نہیں حضرت میرا دل نہیں چاہتا ہے حضرت علیہ الرحمۃ نے تین بار یہی پوچھا اور مولانا صاحب نے وہی کہا پھر حضرت نے فرمایا کہ مولانا صاحب ہمارا بھی دل کمال یہی چاہتا ہے پھر دیر تک چپ بیٹھے رہے پھر آپ مولانا صاحب

Marfat.com

کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ مولانا صاحب بہت
خوب، اب آپ کمر ہمت باندھئے اور اس بات کو سمجھ لیجئے کہ آپ
کو بہت محنت کرنی ہو گی نہ دن کو چین ملیگی، نہ رات کو، آج
سے کئی دن جمعہ کے باقی ہیں اگر خدا نے چاہا تو اس روز دیکھنا
کہ لوگوں کو کیسے ہدایت ہوتی ہے اور انشاء اللہ روز بروز
وہ ہدایت بڑھتی جاویگی، اور اب ہم نے بھی نیت تمام کی کرلی
پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تب مکان کو چلیں گے، اور آپ
شیخ امام بخش سوداگر کے مکان میں اترتے تھے اور دوسرا مکان
شیخ صاحب موصوف کا جس میں خود رہتے تھے وہ وہاں سے دور
نزدیک یحییٰ گنج کے تھا اور وہ کوئی چھ مہینے سے بیمار تھے اور
حضرت علیہ الرحمۃ سے ان کی بسبب بیماری کے ملاقات بھی نہیں
ہوئی تھی، کسی سے اُنہوں نے سنا کہ حضرت دو چار روز میں اپنے
مکان کو تشریف لیجاوینگے، پنجشنبہ کے روز اُنہوں نے اپنا آدمی
بھیجا اُس نے آکر حضرت سے کہا کہ شیخ صاحب نے سلام کہا

Marfat.com

ہے اور یہ عرض کی ہے کہ کل جمعہ کو آپ کی دعوت ہے اور میں تو
بہت بیمار ہوں' اس سبب سے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر
نہیں ہو سکتا' میری آرزو ہے کہ اگر آپ کسی وقت میرے غریب خانہ
میں قدم رنجہ فرما دیں' تو عین عنایت اور غریب نوازی ہے
اور طعام دعوت اگر مرضی مبارک ہو تو سب صاحب مل کر
یہاں تناول فرما دیں اور اگر حکم ہو تو ہمارے آدمی وہیں
مکان پر پہنچا دیں' حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شیخ صاحب
کو ہمارا سلام کہنا اور عافیت مزاج کی پوچھنا اور انشاء اللہ
تعالیٰ ہم ان کے ملنے کو ضرور آوینگے' اور کھانے کے واسطے
ہمارے لوگوں سے پوچھو اگر وہاں کھانے کو راضی ہوں
تو وہیں جاکر کھا دیں اگر یہاں راضی ہوں تو کھانا یہاں
بھیجدینا' پھر اس آدمی نے ہم لوگوں سے پوچھا ہم نے
حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کی آپ نے فرمایا جو بہتر جانو
کہہ دو' ہم نے کہا کہ بہتر تو ہم کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کھانا

Marfat.com

یہیں بھیجدیوں، فرمایا یہی کہہ دو، ہم نے یہی کہہ دیا کہ کھانا
یہیں بھیجدینا، یہ سُن کر وہ آدمی رخصت ہوا، پھر دوسرے
روز جمعہ کو بیس بیس سیر کھانے کی تین دیگچی دو میں پلاؤ اور
ایک میں زردہ لے کر شیخ صاحب کے آدمی آئے اور دے کر
چلے گئے، قریب پہر دن کے اس وقت آیا ہوگا، مولوی محمد یوسف صاحب
نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اجازت ہو تو کھانا لوگوں کو
کھلا دیں، اس واسطے آج جمعہ کا روز ہے دو چار گھڑی میں
نمازی آنے لگیں گے پھر اس وقت کھلانے کی تدبیر نہ بنیگی،
آپ نے فرمایا کہ ہمارے لوگ بعضے بعضے دریا میں نہانے دھونے
گئے ہونگے کچھ دیر توقف کرو کہ سب لوگ آلیویں تب کھلا دینا
کہا بہت بہتر، اس میں پانچ گھڑی کا عرصہ گذر گیا لوگ شہر کے
نماز کو آنے لگے اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا لوگوں
کو کھلا دو، مگر ایک دیگچہ پلاؤ کا ڈھک کر الگ رکھدو اور
دو دیگچوں کا زردہ اور پلاؤ کھلا دو، پھر ہم کئی آدمی
لگنوں میں نکال کر کھلانے لگے، اس کھانے میں قریب ڈھائی
سو آدمیوں کے بخوبی آسودہ ہو گئے اور جو کچھ تہ دیگی

Marfat.com

بجی وہ ہم کئی آدمیوں نے کھائی پھر کچھ عرصہ میں وقت
جمعہ کا آیا، لوگ جمع ہونے لگے اور جمعہ کو قریب ہزار بارہ
سو آدمیوں کے جمع ہوتے تھے، اس جمعہ کو قریب چار
ہزار آدمیوں کے آئے بعد فراغ نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب
نے کچھ دیر تک وعظ فرمایا پھر لوگ مسائل پوچھنے لگے،
آپ ہر ایک کو جواب دینے لگے، اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
کے گرد اُس وقت بیعت کرنے والوں کا ہجوم تھا بیشمار آدمیوں
نے اُس روز بیعت کی، پھر عصر کی نماز پڑھ کر حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ تو چند آدمی اپنے ساتھ لے کر شیخ امام بخش سوداگر کی
عیادت کو سوار ہو گئے، اور مولانا عبدالحئی صاحب وہیں صحن
مسجد میں لوگوں کو سوالوں کا جواب دیتے رہے، جب آپ
شیخ صاحب موصوف کے مکان پر پہنچے، تب انہوں نے کئی
گھڑے شکر کا شربت بنوایا اور سب کو پلوایا، حضرت علیہ الرحمۃ
نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کیا عارضہ ہے اُنہوں نے

Marfat.com

عرض کی کہ طبیب لوگ کہتے ہیں کہ اول درجہ دق کا ہے اور
مجھکو بھی دق ہی کے آثار معلوم ہوتے ہیں کہ چھ مہینے سے معالجہ
طرح طرح کا ہوتا ہے اور بیماری زیادہ ہوتی ہے مگر تفاوت
کچھ بھی نہیں ہوتا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اچھا کردیگا' اپنے
دل میں کسی بات کا اندیشہ نہ کرو' اور شیخ صاحب نے اپنے
کئی نوکروں سے سنا تھا کہ ان دنوں کوئی حضرت کے ہمراہ ہیں
سے سخت بیمار اور جاں بلب تھا سو اس کے اوپر آپ نے ہاتھ پھیرا
فوراً اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی' یہی بات خیال کرکے حضرت
سے کہا کہ میں اُمید وار ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں' جس طرح
ان دنوں آپ نے اپنے کسی رفیق کے واسطے دعا کی تھی اور اُس کو
اللہ تعالیٰ نے اُسی دم صحت کامل عطا فرمائی' آپ نے پوچھا کہ
یہ بات تم نے کس سے سنی ہے' کہا فلانے فلانے نوکر بیان کرتے
تھے' آپ نے فرمایا بہتر آپ کے واسطے ہم دعا کرینگے اللہ تعالیٰ
چاہیگا اچھے ہو جاوگے' پھر آپ نے بسم اللہ کرکے اپنا
دست مبارک ان کے سر سے پیروں تک پھیرا اُسی دم

Marfat.com

ان کا بدن سینہ تک ہلکا ہو گیا پھر دوسری بار ہاتھ
پھیرا کمر تک بدن ہلکا ہو گیا پھر تیسرا کہ پیروں تک ہلکا
ہو گیا، پھر آپ نے پوچھا کہ شیخ صاحب اب کیا حال ہے
عرض کی کہ حضرت اب تو میں فضل الٰہی سے چنگا تندرست
ہو گیا، اب مجکو کچھ بیماری معلوم نہیں ہوتی، اور چارپائی
سے اٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے منع فرمایا کہ نہ اٹھو اور خبردار
ابھی چند روز کچھ بدپرہیزی نہ کرنا پھر آپ وہاں سے رخصت ہو کے
ٹیلے پر آکر نماز مغرب پڑھی، بعد اس کے جب نماز عشا سے فارغ
ہوئے تب مولوی یوسف صاحب نے پوچھا کہ وہ دیکھنے بلاؤ کا
رکھا ہے اس کے واسطے کیا ارشاد ہے آپ نے کہا کہ جن
صاحبوں کو کھانے کی انتہا ہو کھلا دو پھر انہوں نے سب سے پوچھا
سب نے کہا کہ اس وقت بھوک نہیں ہے صبح کو کھا لیویں گے
پھر ہم چند لوگ مواقق معمول حضرت کے پاس جا کر بیٹھے کہ
آپ کچھ فرما دیں ہم سنیں، اس وقت مولانا عبدالحئی صاحب سے

Marfat.com

سے آپ نے پوچھا کہ مولانا صاحب آج تو آپ کو خوب ہی
محنت پڑی ہوگی کہو کیا معاملہ گذرا اُنہوں نے کہا بعد نماز کے
کچھ میں نے لوگوں کو وعظ و نصیحت سنائی تھی، آپ نے فرمایا کہ
خیر وعظ آپ نے کہا ہوگا مگر اس وقت سے عشا تک جو لوگ آپ
کو گھیرے تھے ان سے کیونکر فارغ ہوئے۔ کہا بعضوں کو بعض
بعض مسائل کی تحقیقات منظور تھی، اور بعضوں کو اعتراض اور
مباحثہ کرنا درکار تھا، غرض سب کو جو کچھ اُس وقت میرے
ذہن میں آیا، جواب دیا، اور ایک مرزا صاحب صبح کو دعوت
کر گئے ہیں، میری اور بیس آدمی اور کی بھی، فرمایا بہتر جائیے،
پھر صبح کو صاحبِ دعوت کا آدمی سواری لے کر حاضر ہوا اور
باتوں باتوں میں کہنے لگا آج فلانے فلانے مولوی اپنی اپنی باری
کتابیں لئے بیٹھے ہیں، چنانچہ مرزا حسن علی صاحب محدث بھی وہیں
ہیں، سو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب آپ سے مناظرہ
کرینگے، مولانا عبدالحیٔ صاحب نے کہا کہ ہاں مجھ کو بھی یہی

Marfat.com

سمجھہ پڑتا ہے کہ آج وہاں عجب نہیں جو کچھ مناظرہ یا مباحثہ
ہو، پھر مولانا صاحب نے یہی حال حضرت علیہ الرحمۃ کے آگے
بیان کیا کہ صاحبِ دعوت کے آدمی کی زبانی معلوم ہوا
کہ وہاں کچھ علماء واسطے مناظرہ کے جمع تھے، آپ جناب
الٰہی میں دعا کریں کہ وہاں کچھ کسی طور کا شر و فساد نہ ہو،
اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو وہاں جانا کچھ ضرور نہیں، اس
واسطے کہ طبیعت کے تیز اور صاف گو ہیں، کسی کا پاس نہ کرینگے
جو بات ہوگی صاف صاف کہیں گے، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب طرح کی خیر ہوگی، وہاں شر و فساد
کچھ نہ ہوگا جو کوئی کچھ سوال کرے تو موافق کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ کے جواب دینا اور مناظرہ اور مباحثے
سے کچھ غرض نہ کرنا، بلکہ خدائے تعالیٰ کی جناب سے یہ اُمید ہے
کہ وہ صاحب کچھ دور تمہارا استقبال کریں گے، جیسے
علما کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اسی طور کریں گے، پھر

Marfat.com

مولانا عبدالحئی صاحب علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور مولوی وحیدالدین صاحب اور بیس آدمی
اور یہی ساتھ لے کر دعوت کھانے تشریف لے گئے، فی الحقیقت
جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا، وہی معاملہ بعینہ پیش آیا
کہ انہوں نے جوان صاحبوں کے آنے کو سنا تو چند قدم
مکان سے نکل کر بڑی تعظیم اور توقیر سے لے گئے، اور بہت
عزت اور حرمت سے بٹھایا اور کچھ مسائل بطور استفادہ
کے پوچھے، مولانا عبدالحئی صاحب نے ہر مسئلہ کا جواب معقول
ارشاد کیا، پھر انہوں نے ہاتھ دھلائے، کھانا کھلایا، بعد
فراغ طعام کے کچھ دیر اور بیٹھے، اس عرصہ میں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے ہم چھ سات آدمیوں کو بھیجا کہ جاکر دیکھو تو
وہاں کیا حال ہے، پھر ہم لوگ وہاں گئے، دیکھا کہ سب صاحب
شاد و خرم بیٹھے ہیں، اُس وقت مولوی وحیدالدین صاحب
پان کھا رہے تھے، ہم کو دیکھ کر تھوکنے کے بہانہ سے

Marfat.com

اُٹھے، اور ہم سے آکر پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو، ہم نے کہا
کہ حضرت نے ہم کو بھیجا ہے کہ وہاں جاکر دیکھیو تو کیا حال ہے
مولوی صاحب نے کہا یہاں بہت طرح سے خدا کا فضل ہے، جس
چیز کا ہم کو خیال تھا وہ یہاں کچھ نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ
کسی روز حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی بلانے کو کہتے ہیں، خیر اب تو
آئیے، لحظہ بیٹھ کر چلے جانا تمہارے بعد ہم بھی آتے ہیں،
پھر ہم وہاں سے کچھ دیر بیٹھ کر چلے آئے، پھر ہمارے مولانا
عبدالحئی صاحب بھی سب لوگوں کو لے کر آپہنچے، اور جو کچھ
وہاں حال گذرا تھا، حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ سے بیان
کیا اور کہا کہ آپ کو بھی بلانے کی ان صاحبوں نے تیاری کی ہے،
آپ نے فرمایا کہ ہم کو بلاویں گے، ہم چلیں گے بھی، پھر دوسرے
روز اس محلہ کے کئی آدمی آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے اطلاعاً بیان کیا کہ وہاں لوگوں نے آپ کو بلانے کا
ارادہ کیا ہے اور ان کی یہ نیت ہے کہ ہم کو جو کچھ گفتگو کرنا

Marfat.com

ہے سید صاحب سے کرینگے اس واسطے کہ ان کو زیادہ
علم بھی نہیں ہے، اگر ہم نے ان کو مغلوب کر دیا تو ان کے سب
اتباع اور مرید لوگ بھی مغلوب اور لاجواب ہو جاوینگے، سو
وہاں اس بات پر تمام لوگ خوش ہیں اور ہم لوگ بھی خوش
ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب آپ کا ان سے مقابلہ ہوگا
تو دو ایک ہی کلام میں وہ سب کے سب لاجواب ہو جاوینگے
آپ نے فرمایا ہم حاضر ہیں وہ جب چاہیں ہم کو بلاویں
پھر ایک روز ان کا آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آیا اور کہا کہ صبح کو فلانے محلہ میں فلانے صاحب
کے یہاں آپ کی اور آپ کے تمام لوگوں دعوت ہے، آپ
نے فرمایا کہ بہتر، پھر صبح کو صاحبِ دعوت نے سواریاں بھیجیں
حضرت نے چلنے کی تیاری کی، شہر والوں کو خبر ہوئی کہ
آج وہاں حضرت سے مناظرہ ہوگا تو اپنے لوگ اور
وہ ملا کر قریب چار سو آدمیوں کے ہونگے آپ نے فرمایا

Marfat.com

کہ ہاں فقط ہمارے لوگوں کی دعوت ہے، اوروں کو بے اجازت
جانا مناسب نہیں، یہ سُن کر لوگ وہاں سے متفرق ہو کر اپنی
اپنی طرف چلے گئے، مگر جب حضرت اپنے لوگوں کو لیکر وہاں
پہنچے تو وہ بھی وہیں آکر موجود ہوئے، صاحبِ دعوت نے سب
کو فرش پر بٹھایا، سب آدمی قریب چار سو کے تھے، اپنے کھانے
کو خیال کر کے صاحب دعوت گھبرایا کہ کھانا کم ہے اور کھانے
والے بہت، ان کا نام مرزا حسن علی بیگ تھا، حضرت علیہ الرحمۃ
نے ان کی طبیعت متردد دیکھ کر پہچانا اور کہا، مرزا صاحب
ذرا یہاں ہمارے پاس تشریف لاؤ، وہ اس وقت اپنے لوگوں
سے قلتِ طعام کا شکوہ کر رہے تھے، جواب دیا کہ میں حاضر ہوتا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ ابھی آؤ، وہ حاضر ہوئے، آپ نے
پوچھا تمہاری طبیعت کیوں متردد سی ہے، مرزا صاحب نے
بے تکلف یہی کہا کہ حضرت سلامت! کھانا تھوڑا ہے اور
آدمی بہت، ہیں اس وقت مجکو یہی تردد ہے، آپ نے
پوچھا، کھانا تم نے کس قدر پکوایا، کہا میں نے سو آدمیوں

Marfat.com

کا سو آدمی میری طرف کے کھانے والے ہیں، اور دو
سو آدمیوں کا کھانا آپ کے واسطے، سو اس وقت
آدمی جانبین کے کم و بیش چھ سو معلوم ہوتے ہیں، آپ
نے فرمایا کہ جو کھانا ہمارے لوگوں کے لئے ہو اس کو جدا کر کے
ہمارے لوگوں کو حوالہ کر دو، ہم جانیں اور ہمارے آدمی،
اور باقی اپنے لوگوں کا کھانا جدا کر لو، اور دوسری بات
یہ کہ جو تم نے رکابیاں منگوائی ہیں ان کو تو رہنے دو، ہمارے
لوگوں کے واسطے لگنیں اور کونڈے منگا دو اور اپنے آدمیوں
کو ہمارے کھانے کے پاس سے بلا لو ہمارے لوگ اپنے کھانے
کا آپ انتظام کر لیویں گے، پھر مرزا صاحب نے ویسا ہی کیا
دو حصہ کھانا تو ہم لوگوں کے لئے جدا کر دیا اور ایک حصہ اپنے
لوگوں کے واسطے جدا رکھ لیا، پھر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
مولوی محمد یوسف صاحب اور میاں عبداللہ اور مجکو اور ایک
پیارے آدمی اور کو واسطے کھلانے کے مقرر کیا اور میاں عبداللہ
صاحب سے کہا کہ تھوڑا سا کھانا کفگیر میں لاؤ تو دیکھیں کیا
کھانا مرزا صاحب نے پکوایا ہے، اُنہوں نے کہا پلاؤ

Marfat.com

ہے اور کفگیر میں تھوڑے چاول لیکر آپ کے پاس گئے، آپ
نے ذرا چاول کفگیر سے اُٹھاکر کھا لئے اور کہا باقی چاول دیگ
میں ڈال کر اور چاولوں کی تعریف کرنے لگے کہ واہ سبحان اللہ
مرزا صاحب نے خوب ہی باریک عمدہ چاول بکوائے ہیں اور
ہم لوگ تو موٹے چاول اور کڑھی کے کھانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ
ان کے کھانے میں برکت کرے، اور ہم لوگوں سے فرمایا کھلانا
شروع کرو، پھر ہم لوگ انہیں لگنوں اور کونڈوں میں نکال
کر کھلانے لگے، فضل الٰہی سے ہمارے سب آدمی باخوبی آسودہ
ہو کر کھا لیا اور تھوڑا تھوڑا ہر لگن اور کونڈے میں کھانا
بچ رہا اور کچھ دیگ میں بچا سو ہم لوگوں نے کھایا، یہ حال عجیب
وغریب دیکھ کر مرزا صاحب اور اُن کی طرف کے تمام
لوگ متحیر ہو گئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا، پھر مرزا صاحب اپنے لوگوں
کو کھلانے کی تیاری کرنے لگے وہاں بھی قریب دو سو آدمیوں
کے جمع ہو گئے، سبب یہ تھا کہ سب کو خبر تھی کہ آج سید صاحب
اور یہاں کے علما سے مناظرہ اور مباحثہ ہوگا اکثر لوگ تماشا

Marfat.com

دیکھنے کو آئے تھے اور کھانا وہاں سو آدمی کے کھانے کا
تھا قلت طعام کا مرزا صاحب کے دل میں تردد تھا' پھر
یہی ذکر حضرت علیہ الرحمۃ سے کیا' آپ نے فرمایا کہ جن لگنوں
اور کونڈوں میں ہمارے لوگوں نے کھایا ہے اور کچھ کھانا ان
برتنوں میں بچا ہے وہ انہیں برتنوں میں رہنے دو اور اس میں
نکال نکال کر کھلانا شروع کر دو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا
پھر مرزا صاحب نے ویسا ہی کیا' سب لوگ کھا گئے اور دو چار
سیر پلاؤ بچ رہا' پھر تو وہ سب صاحب جو مناظرہ اور مباحثہ
کی نیت سے جمع تھے' سر بجیب عالم حیرت میں رہ گئے' کسی نے مارے
ندامت کے گردن نہ اٹھائی' بلکہ ہر ایک شخص حضرت علیہ الرحمۃ کی
اور آپ کے آبا اور اجداد امجاد کے فضائل بیان کرنے لگے کہ
آپ ایسے ہیں اور آپ کے بزرگوار اس عالی مرتبہ کے تھے' پھر
اس وقت دوسرے مرزا حسن علی صاحب جو محدث تھے
انہوں نے دو تھان مشروع اور دو تھان چکن کے
اور ایک چھوٹا سا پاندان سفید الائچیوں سے بھرا ہوا اور

Marfat.com

اور اس میں ایک شیشی عطر کی دھری ہوئی حضرت کے روبرو لائے
اور وہ سب نذر کیا' آپ نے ہم میں سے ایک شخص کو کہا کہ یہ
اسباب لیلو یہ مرزا صاحب کا تبرک ہے' اور یہ الا چیاں ہم
کھا دینگے' بعد اس کے لوگوں نے بیعت کرنا شروع کیا' عورت
مرد ملا کر کوئی تین سو آدمی شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے
پہلے تو مردوں نے بیعت کی' پھر لوگ حضرت کو اپنے اپنے گھروں
میں لے گئے وہاں عورتوں نے بیعت کی' پھر وہاں سے آپ
تشریف لائے اور نماز عصر شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد میں
پڑھی' پھر اگلے روز ہفتہ کو شہر کے بیشمار لوگوں نے آکر آپ
کے دست مبارک پر بیعت کی' ان میں سنّی لوگ تو تھے ہی مگر
امامیہ مذہب والے بھی بہت تھے اور پہلے ہی اکثر شیعہ لوگ
بیعت کر چکے تھے' اس بات کا تمام شہر کے شیعوں میں
چرچا تھا' کہ جو سید صاحب رائے بریلی کے شاہ پیر محمد
صاحب کے ٹیلے پر اترے ہیں خدا جانے ان کے پاس کیا عمل

Marfat.com

یا سحر ہے کہ جو کوئی ان کے پاس جاتا ہے اُنہیں کا مذہب
اور طریق اختیار کر لیتا ہے، سو اس روز کسی رافضی نے چار
آدمی مسلح آپ کے مارنے کو بھیجے، سو وہ چاروں شخص وقت
نماز عشا کے جس مکان میں آپ اترے تھے اس کی ڈیوڑھی میں
آکر دونوں کواڑوں کی آڑ میں دو دو آدمی چھپ رہے
جب آپ نماز عشا سے فارغ ہو کر اپنے مکان میں تشریف
فرما ہوئے اور پلنگ پر لیٹے، تو وہ بھی چاروں شخص آپ کے
پاس فرش پر بیٹھے، آپ نے دیکھا کہ یہ اجنبی (بیرونگن) ہیں، پھر آپ
نے پوچھا کہ بھائیو تم اس وقت کہاں آئے ہو، اُنہوں نے
کہا کہ حضرت ہم اپنا حال آپ سے کیا بیان کریں، سچ تو یہ ہے
کہ کسی شخص نے ہم چاروں کو آپ کے مارنے کو بھیجا تھا، سو
ہم آکر اس مکان کی ڈیوڑھی میں دونوں طرف کواڑوں
کی آڑ میں لگ رہے، جب آپ مسجد سے اس طرف کو آنے لگے
اس وقت ہم کو ایک ایسی شی ہیبت ناک نظر آئی کہ اس کے

Marfat.com

خوف سے ہماری جان قبض ہوتی تھی، نہ تو ہم اس کے خوف سے باہر دروازے کے جا سکتے تھے اور نہ ڈیوڑہی میں ٹہر سکے، اسی میں ہم نے اپنی رہائی اور نجات دیکہی کہ اپنی اس خطا سے آپ کے سامنے تائب ہوں اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں اور اپنے اپنے پستول اور تلوار اور چھُرے چاروں نے حضرت کے سامنے رکھدئے اور کہا کہ اب ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے، آپ نے فرمایا کہ ہم حاضر ہیں تم چاہو تو اپنا مطلب کرو، مگر تم نے خوب کیا، اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور تم کو اپنے کرم سے بچالیا اور جو بیعت کرنے کو کہتے ہو یہ تو بہت بہتر بات ہے مگر تم پہلے اس سے ملاقات کر آؤ جس نے تم کو بہیجا تھا اور اپنے اس حال سے اس کو اطلاع کر آؤ، پھر آکر ہم سے بیعت بہی کرلینا، ہم تو اسی مکان میں موجود ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، پھر وہاں جاکر اس سے ملاقات کرینگے، پھر آپ نے ان سے بیعت لی اور اپنے دو آدمیوں سے فرمایا کہ ان کو توجہ دو، وہ ان کو

Marfat.com

توجہ دے کر آپ کے پاس لائے، آپ نے پوچھا کہ جو کچھ
تم کو توجہ میں معلوم ہوا ہو بیان کرو، ہر ایک نے اپنا حال دیکھا
ہوا بیان کیا، پھر رخصت ہو کر وہ اپنے مکان کو گئے، ہم
لوگ بھی سو رہے، صبح کو کچھ دن چڑھے وہی چاروں آدمی
چھ سات اور ذی عزت شخصوں کو اپنے ساتھ لے کر حضرت
علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے، پھر آپ ان کو لے کر
ایک حجرے میں مسجد کے بیٹھے، یہ نہیں معلوم کہ وہاں اُن سے آپ
نے کیا باتیں کیں، پھر انہوں نے وہیں حجرے میں آپ کے دست
مبارک پر بیعت کی، اور اُن چاروں شخصوں سے آپ نے فرمایا کہ
جس طرح کل رات کو ہمارے آدمیوں نے تم کو بُلا کر توجہ دیا
تھا، اس طرح ان صاحبوں کو توجہ دو، پھر جب توجہ دے
کر وہ آپ کے پاس ان کو لائے، آپ نے ان سے فرمایا کہ جو کچھ تم
نے دیکھا ہو بیان کرو، ہر ایک نے اپنا اپنا کشف بیان کیا اور
بہت خوش ہوئے اور عرض کی کہ حضرت جو کچھ ہم جو کچھ
ہم لوگوں کی زبانی سُن سُن کر اپنے گمان فاسد میں آپ کے

Marfat.com

حق میں سمجھے تھے وہ تمام محض غلط اور لغو تھا' یہاں تو ہم نے
کچھ اور ہی کارخانہ دیکھا' فی الحقیقت آپ طریق حق پر ہیں
اور وہ سب بہتانی اور مفتری باطل پر ہیں اور یہ عرض کی
کہ حضرت اگر آپ کی توجہات اور عنایات بیغایات سے ہم
لوگوں کو زیارت حضرت مرتضٰی علی اور حضرات حسنین علیہم
الرضوان کی نصیب ہو تو بہت خوب ہو اور پھر ہم بہت لوگوں
کو لاکر آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر کریں' آپ
نے فرمایا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' میرے قابو کی
نہیں ہے' مگر میں جناب باری میں دعا کرونگا اُمید قوی ہے کہ
انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب حاصل ہو پھر وہ رخصت ہوکر
اپنے اپنے مکان کو گئے' پھر روز دس پندرہ آدمی فرقہ امامیہ
سے آتے تھے اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے سنی ہو جاتے تھے
اور توجہ میں کوئی کہتا تھا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو دیکھا اور کوئی کہتا تھا میں نے حضرات حسنین رضی اللہ
عنہما کو دیکھا' رفتہ رفتہ اس بات کی تمام شہر میں شہرت

Marfat.com

ہوئی کہ تمام راضفی لوگ سنی ہوئے جاتے ہیں، اس عرصہ میں
ایک روز حاجی عبدالرحیم صاحب مسجد کے قریب کنواں تھا اس
میں پانی بھرتے تھے اور میں اور میاں عبدالحکیم اور میاں عبداللہ
مسجد اور کنوئیں کے درمیان میں کھڑے تھے، اس میں ایک دو
آدمی اچنبی سر بر دوہر اوڑھے ہوئے ایک طرف سے آئے ہم نے
خیال کیا کہ ایام گرمی کے ہیں اور اس وقت جاڑا بھی نہیں ہے یہ
دوہر کیوں اوڑھے ہیں، پھر ہم نے اپنے دل میں کہا کہ آدمی کی طبیعت
ہر طرح کی ہے یوہیں اوڑھے ہونگے، مگر یہ کھٹکا دل میں رہا
جب وہ نزدیک آئے ہم تینو آدمی مسجد میں گئے اس وقت
حضرت علیہ الرحمۃ رو بقبلہ بیٹھے تھے اور بیس پچیس آدمی اور
تھے، پھر میں تو آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا اور میاں عبداللہ
صاحب سامنے اور میاں عبدالحکیم صاحب داہنی طرف کھڑے
ہوئے اور وہ دونو دوہر پوش آکر دوزانو حضرت
علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھے، آپ نے ان سے ساتھ اخلاق
کے فرمایا کہ بھائیو! اچھی طرح چہار زانو ہو کر بیٹھو، پھر وہ

Marfat.com

باافراغت چہار زانو ہو کر بیٹھے اور دوہر کے اندر سے اپنی
اپنی قرابین اور تلوار نکال کر حضرت علیہ الرحمۃ کے سامنے دہر
دی اور حیروں پر ان کے ایک بدحواسی معلوم ہوتی تھی آپ
نے فرمایا کہ کچھ فرمائیے، انہوں نے کہا کہ حضرت کیا کہیں کچھ
کہنے کی بات نہیں ہے، آپ نے تکرار اُن سے پوچھا کہ جو کچھ ہو
بے تکلف بیان کرو اُنہوں نے پھر بہت انکار کیا کہ یہ بات
قابل بیان کے نہیں اس کو آپ یونہیں رہنے دیں، ہم آپ
کے ہاتھ پر توبہ کرینگے، آپ نے فرمایا کہ توبہ تو بہت خوب ہے
مگر پہلے اپنا مطلب تو بیان کرو پھر توبہ بھی کرنا، انہوں نے کہا
کہ حضرت سلامت سچ تو یہ ہے کہ ہم دونو آدمیوں کو تاج الدین
حسین خاں نے آپ کے مارنے کو بھیجا تھا اور ہم کو کاغذ لکھ کر
مہر کردی تھی کہ جو تم سید صاحب کو مار کر آؤ گے تو اس قدر
انعام دیونگے اور جو تم مارے جاؤ گے تو تمہارے اہل وعیال
کا کھانا کپڑا عمر بھر ہماری سرکار سے ملا کریگا اور وہ کاغذ

Marfat.com

مہری ہمارے یہاں رکھا ہے' اور جب ہم دونو یہاں آپ کے
پاس آئے تو کچھ اور ہی حال دیکھا اور خیالِ فاسد سے بہت
نادم ہوئے' آپ نے فرمایا کہ تم جس مطلب کو آئے کیوں نہیں
کرتے ہو ہم تو حاضر ہیں' اور تم نے یہاں آکر کیا حال دیکھا وہ
بھی بیان کرو' کہا جب سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں تب سے
اب تک دیکھتے ہیں کہ دو شخص ہیبت ننگی تلواریں الم کئے ہوئے آپ
کے داہنے اور بائیں کھڑے ہیں اگر ہم آپ کی طرف اک انگلی
بھی بدگمانی کے خیال سے اٹھا دیں تو اسی دم وہ ہم کو قتل کریں
آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے داہنے بائیں تو ننگی تلواریں
لئے ہوئے کوئی نظر نہیں آتا ہے آدمی دو ایک خالی ہاتھ
کھڑے ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہاں ان کو تو سب دیکھتے ہیں ہم
ان کو نہیں کہتے وہ تو اور ہی ہیں' وہ ہم ہی کو نظر آتے ہیں
اور کوئی ان کو نہیں دیکھتا' یہ حال بیان کرکے پھر انہوں نے
آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور کہا ہم آپ کی خدمت
میں رہینگے' تاج الدین حسین خاں کے پاس نہ جاوینگے بلکہ اپنی

Marfat.com

جو رد لڑکے اس محلہ سے لاکر اور کہیں رکھ دیویں گے' آپ نے فرمایا کہ یہ بات ہرگز نہ کرنا' جیسے تم ان کے نوکر ہو اسی طرح رہو' تمہارا وہیں رہنا بہتر ہے' انہوں نے کئی مرتبہ انکار کیا اور کئی مرتبہ آپ نے ان کو سمجھایا' پھر وہ سمجھ کر غنی ہوئے اور دونوں نے اپنی قرابین اور تلوار آپ کی نذر کی' آپ نے فرمایا ہم نے نذر تمہاری قبول کی' اب ہم اپنی طرف سے تم کو دیتے ہیں' انہوں نے کسی طور نہ مانا' پھر وہ ہتیار لے کر اپنے ایک آدمی کو سپرد کر گئے کہ ان کو رکھو یہ ان کی امانت ہیں ہم پھر کسی وقت ان کو دیدلویں گے' پھر رخصت ہو کر وہ اپنے مکان کو گئے' دوسرے روز پھر آئے' اور حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ ہم کل آپ سے رخصت ہو کر تاج الدین حسین خاں کے پاس گئے اور یہاں جو کچھ ہم نے دیکھا تھا ان سے سب بیان کیا' یہ حال سن کر ان کو تعجب ہوا پھر وہ ہم دونوں کو سبحان علی خاں کے پاس لے گئے' اور وہی حال ہم سے اُن کے

Marfat.com

سامنے کہلایا وہ سُن کر دیر تک ایک سکوت کی حالت میں رہ
گئے، پھر کہا ہمارے گروہ کے صدہا آدمی سید صاحب کے
پاس گئے اور مرید ہوئے کچھ کرامت ان میں ہے تب ان
کے معتقد ہوئے اور نہیں تو کیا سب کے سب بیوقوف ہیں
پھر وہ ہم دونو کو لیکر مرزا نتھو کے پاس گئے اور یہی بیان
ان کے پاس کرایا، یہ حال سن کر مرزا صاحب نے ان کو بہت لعنت
ملامت کی کہ تم بڑے نادان ہو بہت ہی بیجا حرکت کی تم نے،
یہ بات تمہاری شان سے بہت بعید تھی، خدا نے خیر کی، وہ سید
صاحب تو بڑے بزرگ تھانی عالی خاندان ہیں، ہم ان سے
اور ان کے آبا اجداد سے خوب واقف ہیں، اب بہتر اس میں ہے
کہ کسی روز چل کر یہ قصور انہیں معاف کراؤ، پھر وہ اپنے دل میں بہت
پشیمان ہوئے فقط، پھر دوسرے یا تیسرے دن شام کو انہوں نے
چوبدار حضرت کی خدمت میں بھیجا اس نے آکر کہا کہ خاں صاحب
تاج الدین خاں نے آپ کو سلام اور آداب عرض کیا ہے اور
کہا ہے کہ ہم آپ کی ملاقات کو صبح گھڑی دو گھڑی بجے حاضر

Marfat.com

حاضر ہونگے، پھر دوسرے دن صبح کو آپ نے شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد کی چھت پر شطرنجی بچھوائی اور فرمایا کہ جب وہ آدمی تواسی پر بٹھانا، پھر کوئی دو بجے تاج الدین حسین خاں اور سبحان علی خاں اور مرزا نتھو آئے، لوگوں نے وہیں چھت پر ان کو بٹھایا، پھر حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لے گئے اور کئی گھڑی تک وہاں ان سے باتیں کیا کئے، یہ مجکو نہیں معلوم کہ وہ باتیں کیا تھیں، پھر وہ تینوں حضرت علیہ الرحمۃ سے مرخص ہو اپنے مکان کو گئے، یہ قصہ تمام ہوا، پھر جب روز جمعہ آیا تو اس کثرت سے آدمی مسجد میں پیشتر نماز کے جمع ہوئے کہ نماز پڑھنے کی جگہ ملنی مشکل ہوئی، بعض بعض صاحبوں نے عرض کی حضرت علیہ الرحمۃ سے کی کہ آج نمازی اس قدر جمع ہوئے ہیں کہ مسجد میں اُن کی گنجائش نظر نہیں آتی، اس کی کیا تدبیر کی جاوے آپ نے فرمایا کہ وقت نماز کے دیکھا جاویگا، اُنہوں نے کہا ہم کو معلوم ہے کہ اتنے لوگوں کی مسجد میں گنجائش نہیں ہے

Marfat.com

جو کچھ تدبیر کرنا ہو وہی سے آپ فرما دیویں، آپ نے کہا دو
چار صفیں قریب قریب کھڑی ہوں اس میں گنجائش ہو جاوے گی
اور پیچھے کے لوگ اپنے آگے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کریں، وقت
ضرورت کے یہ درست ہے، مگر مولانا عبدالحئی صاحب سے ہی
اس کو پوچھ لو، پھر انہوں نے مولانا ممدوح سے پوچھا آپ نے
کہا ہاں یہی مسئلہ ہے جیسا حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد کیا
قبل خطبہ کے دو تین آدمی سب لوگوں سے پکار کر کہہ دیویں
کہ صفیں قریب قریب کھڑی ہوں اور اپنے آگے والوں کی
پیٹھوں پر سجدہ کریں، وقت تنگی مکان کے درست ہے، پھر
ایسا ہی ہوا کہ پچھلوں نے اگلوں کی پشتوں پر سجدہ کیا کئی صف
میں یہی حال تھا، بعد فراغ نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب نے اس
رکوع کہ " و لقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ
عالمین ہ اذ قال لابیہ و قومہ ما ھذہ التماثیل التی
انتم لھا عاکفون ہ وعظ کہنا شروع کیا اور اس کے ضمن میں
کوئی دقیقہ تشنیع داری اور عرس اور محفل راگ اور باجے

Marfat.com

اور گور پرستی اور پیر پرستی وغیرہ کا باقی نہ چھوڑا اور ہزاروں
سنی اور شیعہ سنتے تھے اور صدہا آدمی زار زار بیقرار روتے تھے
اور آپس میں کہتے تھے کہ سبحان اللہ آج اس بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ گویا آج قرآن مجید نازل ہوا ہے، افسوس کہ ہم لوگ آج
تک گمراہی میں گرفتار رہے، کسی عالم فاضل نے ہم کو اس سے آگاہ نہ کیا
اور بعد اس کے مولانا ممدوح نے اس آیت کا بیان فرمایا ولوطاً
اتیناہ حکما وعلما ونجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث
الخ۔ اور افعال خبیثہ قوم لوط علیہ السلام کے اظہار و قسم کے بیان
کئے اور اس وقت تمام علما فرنگی محل اور اکثر شاگرد مولوی دلدار علی
مجتہد لکھنو کے اور مفتی غلام حضرت صاحب کے بڑے صاحب اخلاق
اور متقی اور پرہیزگار تھے، سب اس مجلس وعظ میں حاضر تھے
اور وہ افعال خبیثہ لوطیوں کے یہ ہیں، داڑھی منڈوانی لبیں
بڑھانا، پٹے رکھنا، مسی لگانا، اعلام کرنا، کبوتر اڑانا، مرغ
لڑانا، سیٹی بجانا، ہر دعورت کو کنکری مار کر منہ پھیر لینا، گالی
دے کر کسی کو پکارنا، ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا، تالی

Marfat.com

بجانا' پتنگ اڑانا' محفل میں آواز سے گوز مارنا' راہ میں
گندگی ڈالنا' رنگ زعفرانی یا کسومی لباس پہننا' اس میں سے
دو فعل مجکو یاد نہ رہے' پھر جب یہ سب گفتگو تمام حاضرین محفل نے
سنی سکتے کے عالم میں رہ گئے اور مولانا عبدالحئی صاحب نے سب کی
طرف مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو تم سب سے ایک عرض کرتا ہوں
اس کو متوجہ ہوکر سنو اور اسکا جواب دو وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کی ڈاڑھی بڑی تھی کہ تمام سینہ چھپا تھا اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی ڈاڑھی بھی ایسی تھی' اہل سنت والجماعت دعوی محبت
چار یار کہتے ہیں اور شیعہ لوگ حضرت مرتضی علی رض کی محبت کا دعوی
رکھتے ہیں اور محبت کے معنی یہ ہیں میل اور رغبت کرنا اس چیز کی طرف
کہ جو موافق مرضی محبوب کے ہو نہ یہ کہ برخلاف رضا اپنے محبوب کے
چلے' سو بڑا تعجب ہے کہ یہ دونوں فریق ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں اور
دعوی دوستی صحابہ اور محبت اہل بیت کا منہ سے کئے جاتے ہیں' اس
بات کے سنتے ہی جن صاحبوں کی ڈاڑھیاں منڈی تھیں انہوں
نے منہ پر رومال باندھ لئے اور جن صاحبوں کے پائنچے ٹخنوں
سے نیچے تھے اسی دم پھاڑ ڈالے' اور کبوتر اڑانے والوں

Marfat.com

اور مرغ لڑانے والوں اور پتنگ بازوں وغیرہ نے بھی توبہ کی اور اس
روز سے ہدایت ہونی لوگوں کو شروع ہوئی اور اس دن چہار یا شنبہ
مہاجن لباس فاخرہ پہنے ہوئے وعظ سن رہے تھے اس عرصہ میں اذان
عصر کی ہوئی، مولانا صاحب نے وعظ موقوف کیا اور ان ہندوؤں نے
مولانا صاحب سے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا سب حق ہے اور دین آپ
کا سچا ہے، ہم لوگوں نے جانا کہ شاید یہ مسلمان ہونے کو آئے ہیں
پھر بعد نماز عصر کے وہ سید صاحب کے پاس آئے اس وقت آپ کے
گرد کئی ہزار آدمی سنی اور رافضی حاضر تھے اور بیعت کر رہے تھے۔
اور حضرت نے اپنا دوپٹا پھیلا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جو
اس کو پکڑے وہ ہمارا مرید ہے، پھر بعد نماز بیعت کی ان ہندوؤں
نے عرض کی کہ حضرت ہم بھی اُمید وار ہیں کہ کچھ دیکھیں جیسے آپ
کے لوگ توجہ میں دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا دکھانا خدا کے اختیار
میں ہے یہ بات ہمارے قابو کی نہیں ہے مگر ہم دعا کرینگے اُمید
ہے اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب بر لاوے، اور آپ نے دو یا تین اپنے مریدوں

Marfat.com

سے فرمایا کہ ان کو یہی توجہ دو پھر وہ توجہ دے کر
ان کو سید صاحب کے پاس لائے' آپ نے ان سے پوچھا
کہ جو کچھ دیکھا ہو بیان کرو' پھر ان میں سے کسی نے کہا میں
نے مہادیو کو دیکھا' کسی نے کہا میں نے ہنومان کو دیکھا اور
بہت رامنی ہوئے اور انہیں سندروں میں ایک کو خدام تھا
تمام چہرے پر ورم آگیا تھا اُس نے کہا حضرت مجکو یہ مرض
ہے سو میں آپ سے دعا کا اُمیدوار ہوں' آپ نے فرمایا کہ بہتر
ہم تمہارے واسطے دعا ہی کرینگے مگر تم ایک دوا ہی کرو' دوا یہ
ہے کہ دوپاڈھائی سیر سبز چھاؤ کی پتی اور آدھ سیر پاڈھائی
پاؤ سروالی کی بالیاں' ان دونوں کو ایک کورے مٹکے میں ڈال
کر پانی بھر دو آٹھ پہر کے بعد جب پانی پینے کی حاجت ہو تو
وہی پانی پیا کرو مہینے تک' اور جب وہ پانی گندا ہو جایا کرے
تب اس کو دور کرنا نئی دوا اور نیا پانی ڈالنا خدا چاہیگا تو
اس میں تم کو آرام ہو جاویگا' اسی اثنا میں ایک مسلمان نے سوا
کیا میرے گھر میں ایک عورت کو دق کی بیماری ہے آپ اس

Marfat.com

کے واسطے دعا کریں اور کوئی دوا معلوم ہو تو ارشاد کریں، آپ
نے فرمایا کہ ہم دعا بھی کرینگے اور یہی جھاؤ اور سروالی کی دو انم
بھی کرو انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جاویگا، پھر وہ سب خفیت
ہو کر اپنے اپنے مکان کو گئے مگر وہ جذامی ہندو ہر درس میں
آتا تھا ہم سب اس کو دیکھتے تھے کہ ہر روز اس کو آرام ہوتا
جاتا تھا یہاں تک کہ باخوبی صحیح وسالم ہوگیا، پھر ایک روز
کچھ شیرینی ہی لے کر حضرت کے پاس آیا تھا اور وہ مسلمان بھی
اکثر آپ کے پاس آکر بیان کرتا تھا کہ اس عورت کو بھی آرام
ہوتا جاتا ہے، پھر ایک روز اتفاقاً کہیں اس محلہ میں جہاں وہ شخص
رہتا تھا حضرت تشریف لے گئے سو وہ شخص حضرت کو اپنے یہاں
لے گیا اور اس عورت کو حاضر کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کو
دق کا مرض تھا سو اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا اور دوا سے
شفائے کامل عنایت کی، پھر اس عورت نے آپ کے ہاتھ پر
بیعت بھی کی اور اس کے توجہ دینے کو اسی مرد سے فرمایا کہ جیسے
ہمارے لوگ توجہ دیتے ہیں اسی طور تم ان کو دیا کرو، پھر

Marfat.com

وہاں سے آپ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر تشریف لائے یہ تو بیان
تمام ہوا، دوسرا بیان یہ ہے کہ ایک بڑی بہاری دیگ من
بھر چاول پکنے کی شیخ امام بخش سوداگر نے حضرت کی نذر کی
آپ نے قبول نہ کی، جب وہ بہت اس بات کے درپے ہوئے
تب آپ نے بطور عاریت کے رکھ لی کہ جب مکان چلینگے تب
حوالہ کر دینگے سو جس روز کہیں ہم لوگوں کی دعوت نہیں ہوتی تو
وہی ایک دیگ چاول پکا لیتے اور دال دوسرے برتن میں اور
بطور پیمانہ کے ایک چوبیں گہرا پیالہ تھا اس کو کرئی کہتے ہیں اس
میں چاول بھر بھر کر ہم نکال لیتے تھے ہر آدمی کو دو کرئی چاول
بطور حصہ کے تقسیم کرتے تھے اور وہی ابالی دال بھی بے گھی اور بے
مصالح کی، مگر ان چاولوں اور اس دال کا مزہ ایسا ہوتا تھا
کہ امیروں کے کھانے میں ہرگز نہ تھا، اور یہ بات میں از روئے
مبالغہ نہیں کہتا ہوں، حقیقتہً یوں ہی تھا، اس وقت کے جو لوگ
اب یہاں موجود ہیں سب جانتے ہیں اور اسی ایک دیگ چاولوں
میں کوئی پونے دو سو آدمی ہمارے اور بیس پچیس آدمی شہر کے
کہ ہر روز اس قدر قریب دو سو آدمیوں کے کھاتے تھے

Marfat.com

لوگوں نے جو زبانی لوگوں کے سنا کہ سید صاحب کے یہاں
دال چاول مزے کے پکتے ہیں کہ امیروں کے زردے،
سفیدے میں ایسا مزا نہیں ہوتا سو ایک روز سو سوا سو آدمی
ادہرا دھر سے وقت کھانے کے حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر
حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا کہ
ان بھائیوں کو بھی کھانے میں شریک کر لو، مولوی صاحب نے
ان کو بھی دو دو کڑبی چاول دئے اور اسی کے موافق دال اور
وہی ایک دیگ چاول تھے کہ کچھ اوپر تین سو آدمی کھا گئے اور
کوئی بھوکا نہ رہا ایک امیر ذی عزت حسن علی نام،
سبحان علی خاں کے مصاحبوں میں اور انہیں کے ہمسایہ تھے، سو چار
پانچ مہینہ سے ان کو جنون ہو گیا تھا اپنے کپڑے پھاڑتے
تھے، لوگوں کو اینٹ پتھر مارتے تھے، ان کے عزیزوں میں سے
ایک صاحب آئے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے
ان کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے
پاس لاؤ، دوسرے روز وہ پیروں میں پیکڑی اور

Marfat.com

ہاتھوں میں ہتکڑیاں پڑی ہوئیں ایک چارپائی پر رسّی سے باندھ کر
چار آدمیوں کے کندھے پر دھرا کر لائے اور شاہ پیر محمد صاحب
کی مسجد کے دروازے پر رکھا، حضرت کو خبر ہوئی تشریف لائے
ان کا حال دیکھا فرمایا کہ یہ تو اچھے ہیں، ان کو کھول دو اور
ہتکڑی بیڑی نکال ڈالو، انہوں نے کہا یہ لوگوں کو ماریں گے اور،
بھاگ جاویں گے، آپ نے فرمایا کہ تم کسی بات کو مت ڈرو جو ہم
کہتے ہیں سو کرو، پھر انہوں نے چارپائی سے کھولا اور بیڑیاں اور
ہتکڑیاں نکلوا ڈالیں، آپ نے تھوڑا سا پانی منگوا لیا اس پر کچھ پڑھا
اور ان کے منہ پر چھینٹا مارا، وہ دفعتہً ہوش میں آگئے، آپ نے
پوچھا کیسی طبیعت ہے کہا الحمدللہ اچھا ہوں، آپ نے فرمایا اگر
اچھے ہو تو اٹھ کر بیٹھو، انہوں نے جو اپنے گرد ہجوم لوگوں کا
دیکھا کہا یہ کیا معاملہ ہے، میں یہاں کیونکر آیا، آپ نے وہ بیڑیاں
اور ہتکڑیاں اٹھا کر دکھائیں کہ تم یہ پہنے تھے اور اسی سے باندھ
کر چارپائی میں تم کو لائے تھے، ان کو یہ حال سُن کر تعجب ہوا
کہ آپ کیا فرماتے ہیں میں تو اچھا ہوں، آپ نے ان کے عزیزوں
سے فرمایا کہ ان کو اسی چارپائی پر لیجاؤ اور کل اسی پر پھر

Marfat.com

ہمارے پاس پھر لانا' بعد اس کے یہ اپنے پیروں آیا کرینگے
پھر وہ ان کو لے گئے' دوسرے دن پھر لائے اور دو آدمیوں
نے پکڑ کے مسجد میں حضرت کے پاس بٹھا دیا' آپ نے عافیت
مزاج کی پوچھی' کہا اب تو فضل الٰہی ہے' پھر اس دن سے ہر روز
اپنے پیروں آنے جانے لگے' پھر سات آٹھ روز کے بعد حضرت
کی دعوت کی' اس دعوت میں حضرت کے ہمراہ اپنے اور شہر کے
لوگ ملا کر قریب پانسو کے ہونگے' پھر دعوت کھلا کر حضرت
کو اپنے زنانے میں لے گئے' اور عورتوں کو مرید کرایا' پھر
وقت رخصت کے چار پانچ تھان سفید بیش قیمت اور پچاس
روپے نقد لا کر نذر کئے' آپ نے تھان اور روپے مولوی
محمد یوسف صاحب کو سپرد کر دئے' پھر صاحب دعوت
نے عرض کی کہ حضرت ایک روز اور آپ کو تشریف لانا
ہوگا' آپ نے فرمایا کہ جو مطلب تمہارا تھا وہ اللہ
تعالیٰ نے پورا کر دیا اب اور تکلیف کرنا کچھ ضرور نہیں
اُنہوں نے کہا یہ عین راحت ہے تکلیف کیونکر ہے

Marfat.com

پھر دوسری دعوت کا اقرار کر کے آپ کو رخصت کیا اور
آپ بھی ہر روز آپ کی خدمت میں آیا کئے، اور ہم لوگوں
میں ہل مل گئے، پھر کئی دن کے بعد سو آدمیوں کی دعوت کر گئے
اور اس دعوت میں بہت مکلف کھانا طرح طرح کا پکوایا
پھر حضرت سو آدمیوں سے اُن کے یہاں تشریف لے گئے
اور دعوت کھائی، پھر انہوں نے بعد دعوت کھانے کے پانسو
روپے آپ کی نذر کئے اور رخصت کیا شہر لکھنؤ کے
کنارے دکھن اور پچھم کے کونے میں جو بودعلی کا تکیہ مشہور ہے
اسی کے قریب ایک محلہ کی ایک ٹٹیا ہی شاہ پیر محمد صاحب
کے ٹیلے پر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور
کہا کہ کل میرے یہاں آپ کی سو آدمیوں سے دعوت ہے
اور فلانے محلہ میں میرا گھر ہے، آپ نے فرمایا تو غریب آدمی
ہے یہ تکلیف تو نہ کر، بلکہ ہم کو چاہئے کہ ہم سے جو ہو سکے
تیری خدمت کریں اور اتنے دور جاتے میں ہمارے لوگوں
کو تکلیف ہو گی، اس نے کہا میرے محلہ میں پندرہ بیس گھر

Marfat.com

آسودہ لوگوں کے ہیں اور وہ سب سنی ہیں، مگر محض فاسق اور بدعتی
آپ کے طور و طریق پر اعتراضیں کیا کرتے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ
آپ وہاں تک قدم رنجہ فرماویں شاید کہ آپ کے طفیل سے اللہ
تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے کہ ان کو فائدہ ہو اور مجھ کو بھی، آپ
نے فرمایا ہم نے تیری دعوت قبول کی تیری نیت بخیر ہے مگر جا
پانچ آدمی کا کھانا پکائیو، زیادہ اس سے تکلف نہ کریو، اس نے
کہا یہ تو نہ ہوگا میں تو سو آدمیوں کی دعوت کا سامان جمع کر چکا
ہوں اور صبح کو میرا آدمی آپ کو لینے آوے گا یہ کہہ کر چلے گئے، پھر صبح
کو آدمی آیا اور آپ کو لوگوں سمیت لے گیا آپ بڈھے کے مکان میں
تشریف لے گئے، بڈھی پھلکی پکا رہی تھی کسی نے کہا کہ یہ آپ کے
لئے پکاتی ہے اور اس کی سیر بھر کی سو پھلکی ہوتی ہیں، پھر
حضرت نے اپنے لوگوں سے سو آدمی اندر بلائے اور باقی کوئی
سو سوا سو آدمی باہر رہے یہ خبر بڈھی کو ہوئی کہ حضرت
کے لوگ باہر اور بھی ہیں، اپنے لوگوں سے کہا یہ تو بڑی شرم

Marfat.com

کی بات ہے آدھے لوگ کھا دیں اور آدھے نہ کھا دیں، روپے لیجاؤ
اور بازار سے روٹی اور سالن لے آؤ، حضرت نے اس کے آدمیوں
سے پوچھا کہ بڑی مائی کیا مشورہ تم سے کرتی ہیں، انہوں نے بیان
کیا کہ جو لوگ باہر ہیں ان کے لئے بازار سے کھانا منگوانے کو کہتی ہے
آپ نے فرمایا کہ مائی صاحب ہمارے لوگوں میں اس بات کا کچھ
عیب نہیں یہ آدمی ہر کہیں ساتھ رہتے ہیں جنتوں کی دعوت
ہوتی ہے اتنے کھاتے ہیں اور باقی بیٹھے رہتے ہیں، اس نے کہا کہ حضرت
مجکو تو اس بات کا عیب معلوم ہوتا ہے میں تو سب کو کھلاؤنگی، آپ
نے فرمایا اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو بہتر ہے، پھر آپ نے باہر والوں کو
بھی اندر بلا لیا اور بڑی سے کہا کہ مائی صاحب جو کچھ روٹیاں پک
چکی ہیں وہ تو ہم کو دو اور جو آٹا باقی ہے پکانے کو وہ رہنے دو اور
وقت پکا لینا اس نے کہا ابھی تو بہت آٹا باقی ہے، آپ نے
فرمایا کہ خیر جو کچھ پک چکا ہے بہت ہے اب تم کو نڈے سالن
نکالنے کو ہمارے حوالہ کرو ہمارے آدمی آپ نکال کر کھا لیویں گے
اور تم الگ بیٹھ کر تماشا دیکھو اور آپ نے پوچھا سالن

Marfat.com

کیا ہے لوگوں نے کہا دال ہے اور گوشت، آپ نے دونوں کو ایک
ہی میں ملوا دیا اور فرمایا کہ اب کونڈوں میں نکال کر کھلانا شروع
اور روٹیاں سب کے آگے دھر دو، پھر سب لوگ کھانے لگے
کھاتے ہی میں آپ نے پوچھا کہ بڑی بی مائی تمہارے یہاں کتنے آدمی
ہیں کہا میرے یہاں تین آدمی ہیں ایک میں ہوں اور دو اور،
آپ نے فرمایا کہ یہ اور بھائی جو حاضر ہیں اُس نے کہا یہ میرے
محلہ کے ہیں آپ نے فرمایا یہ بھی تمہارے ہی آدمی ہیں اور یہ کتنے
صاحب ہونگے کہا کوئی بیس پچیس ہونگے آپ نے مولوی محمد یوسف
سے فرمایا کہ اتنے آدمیوں کا کھانا جدا رکھ دو ہم کھالیویں پھر
یہ کھالیویں گے، پھر ان کے لئے کھانا جدا کر دیا باقی کھانے میں ہم
سب با خوبی آسودہ ہو گئے اور کئی آدمیوں کا کھانا بچ رہا،
پھر ہمارے بعد اُنہوں نے کھایا اور سب شکم سیر ہو گئے اور ایک دو
آدمیوں کا بچ رہا یہ معاملہ دیکھ کر وہ سب کے سب دل و جان
سے حضرت کے معتقد ہو گئے اور سب نے بیعت کی اور جو ان کے
عزیز و اقربا وہاں موجود تھے ان کو گھروں سے بلا کر مرید

Marfat.com

کرایا اور وہ بڈھی مرید ہوئی اور ایک عورت خدا معلوم
کہ اس کی بہو تھی یا بیٹی، پھر وہ لوگ حضرت کو اپنے گھروں
میں لے گئے اور عورتوں کو مرید کرایا اور ہر ایک نے،
موافق مقدور کے دس دس یا پانچ پانچ روپے نذر کئے، پھر
وقت رخصت کے آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ بڈھی مائی تم سب
کی جمعدارنی ہے اسی کے طفیل سے تم سب مرید ہوئے اور تم سب
اس مائی کے وارث ہو اور کبھی کسی نوع کی ایذا نہ دینا یہ فرما کر
آپ وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے ایک روز
بعد نماز جمعہ کے شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ کی مسجد میں مولانا
عبدالحئی صاحب نے وعظ فرمایا اور عالم و عامی امیر و غریب
ہر قسم کے لوگ بیشمار حاضر تھے، بعد فراغ وعظ کے صدہا شخصوں
نے غربا میں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت
کی، مگر علما اور امرا سے شاید کسی نے کی ہو مجکو یاد نہیں، پھر جب
رات کو بعد نماز عشا کے حضرت آرام کرنے لگے اور خاص
خاص لوگ موافق دستور بیٹھ کے آکر آپ کے پاس بیٹھے اس وقت

Marfat.com

مولانا عبدالحئی صاحب نے کہا کہ حضرت میں یہ چاہتا ہوں کہ
اس شہر کے کئی عالم جو نامی ہیں جیسے مولوی محمد اشرف صاحب مولوی
مخدوم صاحب وغیرہ اگر یہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں تو ان
کے سبب سے باقی علما اور بھی رجوع ہوں، پھر شہر والوں کو بڑی
ہدایت ہو اگر آپ مناسب جانیں تو دعا کریں، بہتر ہے آپ نے
فرمایا کہ مولانا صاحب تمہارا کام تو خدا اور رسول کا حکم صاف
صاف لوگوں کو سنا دیتا ہے تم اس میں کوتاہی حتی المقدور نہ کرو
اور ہدایت کرنا نہ کرنا خدا کا اختیار ہے، تم اس امر میں کیوں تشویش
کرتے ہو، مولانا صاحب یہ جواب با صواب سُن کر چپ ہو رہے،
کچھ نہ بولے، آپ نے فرمایا مولانا صاحب آپ خاموش کیوں ہو
رہے غرض کی کہ حضرت بات حق تو یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں مگر
کچھ ظاہر تدبیر بھی ہوتی تو بہتر تھا، آپ نے فرمایا اگر آپ کی
خوشی ہے تو ہم دعا کرینگے آگے قبول کرنا خدا کا اختیار ہے، پھر
یہ مجکو نہیں معلوم کہ آپ نے کس وقت دعا کی مگر دوسرے روز
فرمایا کہ مولانا صاحب اب کی حجہ کو جناب الٰہی سے اُمید قوی

Marfat.com

ہے کہ آپ کی آرزو حاصل ہو' پھر اگلے جمعہ کو ویسا ہی حال
ہوا جیسا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس روز مجلس وعظ میں مولوی
محمد اشرف صاحب اور مولوی مخدوم اور مولوی امام الدین
بنگالی اور مولوی امام الدین لکھنوی اور مولوی نصیر الدین کے بھائی
خاتم کے بازار والے' اور مولوی عبدالباسط شاگرد مولوی
اشرف کے اور مولوی ابوالحسن نصیرابادی خلیفہ مولوی انور کے
اور مولوی عبداللہ اور مولوی رحیم اللہ فرنگی محل کے اور مولوی
نجیب اللہ بنگالی اور شاہ یقین اللہ اور ان کے بیٹے مولوی عبدالوہاب
اور میر امید علی جو وہاں صاحب خدمت مشہور تھے اور باقی
اور صاحبوں کے نام یاد نہیں ہیں یہ سب حاضر تھے اور بعد وعظ
کے سب شرف بیعت سے مشرف ہوئے اکثروں نے تو وہیں مسجد
میں بیعت کی اور بعضوں نے جیسے مولوی محمد اشرف اور مولوی
مخدوم اور مولوی ابوالحسن وغیرہ تھے' انہوں نے اسی روز حضرت
کو اپنے مکان پر لیجا کر بیعت کی دو بھائی جوہری
سنبھلو لکھنو کے رہنے والے ایک سولہ سترہ برس کا اور دوسرا

Marfat.com

بیٹس چوبیس برس کا تھا سو وہ دونوں ہر جمعہ کو درس میں آتے
تھے اور وعظ سن کر سب مسلمانوں کے ساتھ چلے جاتے تھے، کسی
جمعہ کو شیخ صلاح الدین پیلی سے ان کی ملاقات ہو گئی اور ان کا
ارادہ مسلمان ہونے کا تھا، سو یہ حال انہوں نے شیخ صلاح الدین
سے پوشیدہ کہا کہ ہماری نیت یوں ہے اور کئی بار کسی وقت شیخ
صاحب ان کے مکان پر بھی گئے، پھر ایک روز شیخ صاحب نے
یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم
ان کو جانتے ہیں کہ وہ درس میں آیا کرتے ہیں تم ان کو ہمارے
پاس لاؤ ہم ان کو اپنا بھائی بنا دیں یعنی مسلمان کریں، پھر شیخ صاحب
ان کے یہاں گئے اور کہا چلو حضرت تم کو بلاتے ہیں اُنہوں نے کہا
آج ہی چلیں یا جمعہ کو جو مناسب ہو بتاؤ، شیخ صاحب نے آکر کہا،
آپ نے فرمایا کہ جمعہ پر موقوف نہیں، جب ایمان لاویں تب ہی
بہتر، تم ان کو لاؤ، پھر شیخ صاحب دوسرے دن رات کو حضرت
کے پاس ان کو لائے، آپ نے دیر تک نظر ہدایت اثر سے اُن
کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُنہوں نے کہا کہ آپ اپنے

Marfat.com

دین حق میں داخل کریں، آپ نے فرمایا کہ تم کو اپنے گھر کچھ
اور کام ہو اس سے بھی فراغت کر آؤ جس میں پھر وہاں سے کچھ
غرض نہ رہے اُنہوں نے کہا ہم وہاں سے فارغ البال ہو کر
آئے ہیں اب ہم کو وہاں جانے کی کچھ حاجت نہیں، آپ نے اپنے
لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے یہاں سے دو جوڑے کپڑے لیجاؤ
اور ان کو گومتی سے نہلا کر کپڑے پہنا کر ہمارے پاس لاؤ
دریائے گومتی تو وہیں شاہ پیر محمد کے ٹیلے کے نیچے ہی ہے،
اسی وقت ان کو نہلا کر پوشاک پہنا کر لائے، آپ نے ان
کو مسلمان کیا، بعد اس کے اُنہوں نے کہا کہ حضرت ہم مسلمان
اپنی رضا و رغبت سے ہوئے ہیں نہ کسی کے جبر و کراہت سے
مگر تو بھی چاہیئے کہ ہمارے عزیزوں کو اطلاع ہو تو بہتر ہے
کہ مبادا کچھ شر و فساد برپا کریں چند روز آپ ہم کو پوشیدہ رکھیں
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ تم ہمارے لوگوں میں رہو کہیں اور نہ جاؤ
چند روز تو جاؤ اور انشاء اللہ تعالیٰ کچھ شر و فساد اس امر میں نہ
ہوگا، اور بڑے کا نام عبدالہادی اور چھوٹے کا عبدالرحمٰن اور یہ

Marfat.com

بہی آپ نے فرمایا کہ یہ دو صاحب تو آگئے ابہی تین اور باقی ہیں جب وہ بھی آلیویں تب یکبارگی سب کا ختنہ کرادیوں پھر کئی روز کے ان میں سے ایک آیا اور حضرت سے کہا کہ میں مسلمان ہونگا آپ نے فرمایا کہ بہتر اور اس کو غسل دلواکر اور پوشاک بدلواکر کلمہ طیب پڑھایا مسلمان کیا اور نام اس کا احمداللہ رکھا' پھر کئی روز کے بعد دوسرا آیا اور مسلمان ہوا' پھر ایک روز تیسرا آیا وہ بہی مسلمان ہوا آپ نے فرمایا کہ ختنہ کرادینا ان کا ضروری ہے مگر اب آٹھ دس دن میں ہمارا بریلی کا ارادہ ہے وہیں ان کا ختنہ کرادیا جاویگا اور یہ ہم لوگوں سے فرمایا کہ ان تینوں شخصوں کی امانت داری میں مجکو شک ہے اسباب ان سے بچائے رہنا' اب باقی حال ان کا حضرت جب تکیہ میں پہونچینگے تب بیان ہوگا ایک روز حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ سے قندھاریوں کی چھاونی میں عبدالباقی خاں کے یہاں چند لوگوں سے تشریف لے گئے ان میں ایک

Marfat.com

میں بھی تھا خان ممدوح نے کہا کہ حضرت آج ہمارے یہاں ولایتی یخنی پکتی ہے آپ کو کھلا دیں گے ہم لوگ بہت خوش ہوئے کہ دیکھا چاہئے کیا مزہ ہے آپ تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے چند آدمیوں نے بیعت کی پھر آپ محمود خاں کے مکان پر گئے کچھ دیر وہاں ٹھہرے وہاں بھی لوگوں نے بیعت کی پھر آپ وہاں سے آصف زماں خاں اور محمد زماں خاں جوگنی کے رہنے والے امجد خاں کے ماموں تھے ان کی ملاقات ہوگئی اور وہ دونوں رسالہ دار تھے وہاں بھی چند لوگوں نے بیعت کی وہاں سے آپ عبدالباقی خاں کے مکان پر آئے اس وقت وہ ولایتی یخنی پک کر تیار ہوگئی جبتک وہ یخنی رکابیوں پیالوں میں خاں صاحب کے لوگ نکالنے لگے تب تک آپ نے وہاں نماز عصر پڑھی، پھر اس یخنی کے برتن حضرت کے آگے اور ہم لوگوں کے آگے دھرے گئے ان میں ایک ایک دو دو بڑے بڑے بچے گوشت کے تھے اور تھوڑا تھوڑا شوربا مگر فقط نمک ہی اس میں تھا اور لہسن پیاز مرچ وغیرہ کچھ مصالح نہ تھا پھر وہ کھا کر حضرت محمد حسن خاں قندھاری کے مکان

Marfat.com

پر گئے وہاں خاں صاحب موصوف نے بیعت کی اور کئی اشرفیاں
اور کئی تھان سفید بیش قیمت اور ایک تلوار ولایتی اور جھالائے
اور یہ سب آپ کی نذر کیا اور یہ کہا کہ حضرت جب آپ اُس بار
آئے تھے میں نے اپنے خچر کے لئے عرض کیا تھا اور آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جب ہم پھر کسی روز آویں ہم کو یاد دلانا سو آج
آپ دعا کریں آپ نے فرمایا کہ ہاں تم نے خوب موقع پر یاد دلایا
چلو دیکھیں تو وہ خچر کہاں ہے پھر وہ آپ کو اصطبل میں لے گئے
وہ خچر بہت بلند تھا جیسے دور کا یہ گھوڑا' آپ نے اس کے سر سے
دم تک اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ خان بھائی یہ خچر
آپ کا بہت خوب اور بڑا اصیل ہے اور اس میں تو کچھ عیب نہیں ہے'
آپ نے اپنے چابک سوار سے کہا کہ کل اس کو خالص پور بلیح آباد تک
پھیر لاوے اور ہم کو اطلاع کرے کہ اس میں کیا عیب ہے'
اُنہوں نے چابک سوار سے کہا کہ اس کو کل بلیح آباد تک
لیجانا اور جب ادہر سے پھرنا تو آپ سے اس کا حال کہتے ہوئے

Marfat.com

یہاں لانا، پھر حضرت وہاں سے ٹیکہ پر تشریف لائے، صبح کو وہ
چابک سوار اس کو بلیچ ایاد تک کہ سات کوس ہے پھیر کر حضرت کے
پاس لائے اور کہا کہ حضرت اب تو اس میں کچھ عیب ونقصان
نہیں ہے جو اگلی اس میں شرارت تھی اب اس کا اس میں
اثر بھی نہیں، آپ نے فرمایا لیجاؤ اور اپنے خاں صاحب کو ہمارا
سلام پہنچانا، چابک سوار خچر لے گیا، دوسرے دن محمد حسن خاں
اس پر سوار ہوئے اور اپنی چھاؤنی میں ادھر ادھر اس کو پھیرا
اور موافق اپنی طبیعت کے اس کو پایا اور بہت راضی ہوئے اور
اپنے آدمی کو زبانی کہ حضرت آپ کی دعا کی برکت سے جیسا
میں چاہتا تھا ویسا ہی خچر ہو گیا حمایت اللہ خاں لکھنوی
نے ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کے آدمیوں سے دعوت کی
آپ کے ہمراہ اپنے اور شہر کے بلا کر قریب ڈھائی سو آدمیوں
کے گئے اور میں جا کر ان کے دروازے پر کھڑا ہوا اور سو آدمی
گن کر مکان کے اندر بٹھا دئے اور باقی باہر دروازے کے

Marfat.com

کھڑے رہے، حمایت اللہ خاں اپنے دل میں بہت متردد ہوئے
اور اپنے لوگوں سے مشورہ کیا یعنی سو آدمیوں کا کھانا ہے اور
آدمی اندر باہر ملا کر ڈھائی سو ہونگے اور یہ بھی شرم کی بات
ہے کہ آدھے کھا دیں آدھے تماشا دیکھیں، ابھی کھلانے میں کچھ
دیر توقف کرنا چاہئے یا گھر ہی میں کھانے کی دو ایک دیگ پکائی جاوے
کسی نے یہ حال حضرت سے کہا آپ نے حمایت اللہ خاں سے پوچھا
کہ تم نے آپس میں کیا مشورہ کیا اُنہوں نے عرض کی کہ میں نے
سو آدمیوں دعوت کا کھانا پکایا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ
بہت آئے سو یہ مشورہ ٹھہرا کر ایک یا دو دیگ چاول اور پکا لئے
جاویں یا پکا پکایا کھانا بازار سے لادیں حضرت نے فرمایا کہ
تم کو اور آدمیوں سے کیا غرض تم سو کو کھلا دو، باقی باہر بیٹھے
رہیں گے اور کھانا پکوانا یا بازار سے منگوانا کیا ضرور اور تم تو
ہمارے ساتھ بھی معاملہ اکثر جگہ دیکھتے ہو کہ جتنوں کی دعوت
ہوتی ہے اتنے ہی کھاتے ہیں اور باقی بیٹھے رہتے ہیں اُنہوں نے

Marfat.com

کہا آپ حق فرماتے ہیں مگر سب لوگ کھا دیں تو اور بھی اچھا ہے
آپ نے کہا کہ تم نے ہمارے لوگوں کے واسطے کتنا کھانا پکوایا
کہا دو دیگ پلاؤ ہے اس میں سوا دیگ آپ کی دعوت کے لئے
اور پون دیگ اپنی طرف والوں کے لئے، آپ نے فرمایا کہ ہمارے
لوگوں کا حصہ ہم کو حوالہ کر دو ہم سب مل کر کھا لیویں گے اور
اپنے لوگوں کا حصہ آپ تم لے لو اور جو لوگ باہر تھے ان کو بھی
اندر آپ نے بلا لئے، حمایت اللہ خاں نے کہا کہ حضرت مجھکو یہ
نہیں منظور کہ تھوڑا تھوڑا سب کھاویں اور سب بھوکے رہیں
آپ نے فرمایا کہ بعد کھانے کے ہر ایک سے دریافت کر لینا خدا
چاہے گا کوئی نہ بھوکا رہیگا! اور اپنے لوگوں کو دیگوں کے پاس
سے بلا لو، ہمارے لوگ آپ دیگوں سے نکال کر کھلا دیویں گے اور
اپنی رکابیاں رہنے دو کونڈے اور لگنیں لاؤ، پھر مجکو فرمایا کہ
دین محمد دیگ سے پلاؤ تم کونڈوں میں نکالو اس طرح کہ دیگ
کا منہ کپڑے ڈھکا رہے اور رکابی لے کر ایک کنارے سے
نکالنا اور دیگ کے اندر نہ دیکھنا اور جب تک نکالنا تب تک

Marfat.com

تب تک سورہ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھتے رہنا، پھر کونڈوں میں رکابی سے چاول نکالنے لگا، میرے پاس آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ دیکھیں تو کیسے چاول ہیں، میں نے رکابی آپ کے آگے کی اس میں سے تھوڑے چاول اٹھا لئے اور اس میں سے کھائے اور باقی دیگ میں ڈالدئے اور تعریف کرنے لگے کہ حمایت اللہ خاں بھائی تم نے خوب ہی عمدہ چاول خریدے اور بڑے مزے کے پکے ہیں پھر کونڈے اور طاش کھانے کے سب کے آگے دھرے گئے یہاں تک کہ سب لوگ باخوبی آسودہ ہوگئے اور تھوڑا سا تھوڑا برتنوں میں بچ رہا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ دیگ میں اور بھی کچھ کھانا باقی ہے میں نے کہا آپ نے دیکھنے کو منع فرمایا تھا اس سبب سے میں نے نہیں دیکھا مگر رکابی سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ چوتھائی دیگ تو ہوگا آپ نے فرمایا کہ جس رکابی سے تم نے کھانا نکالا ہے اس میں اپنا حصہ بھی نکال لو اور یہاں بیٹھ کر کھالو پھر اس رکابی میں کھانا نکال کر میں نے کھایا پھر آپ نے

Marfat.com

فرمایا بھائی حمایت اللہ خاں سوا دیگ کھانا جو تم نے ہم کو دیا تھا
وہ ہم نے تمہارے لئے چھوڑ دیا اور جو پون دیگ تم نے اپنے لوگوں
کے واسطے کہا تھا وہ ہم سب نے کھایا اور اب ہمارے لوگوں سے
پوچھ دیکھیے کہ کوئی تشنہ تو نہیں رہا، ان کی طرف کے جتنے
لوگ تھے سب ایک تعجب میں ہو گئے کہ یہ تو عجب کرامت حضرت
کی دیکھنے میں آئی، پھر آپ نے چلنے کا ارادہ کیا، حمایت اللہ خاں
نے ٹھہرایا کہ آپ کچھ دیر توقف فرماویں، آپ کے سامنے ہمارے
لوگ بھی کھا لیویں، پھر آپ ٹھہر گئے جب وہ لوگ فارغ ہوئے تب
وہاں سے آپ ٹیلہ پر تشریف لائے رحیم بخش خیاط
مرحوم کے بہنوئی کلو غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کی سرکار میں
خیاط خانے کے داروغہ تھے اور رحیم بخش سے بڑی دوستی تھی اور ہر
درس میں مولانا عبدالحئی صاحب علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوتے تھے، ایک
روز دونوں صاحب نے آپس میں مشورہ کیا کہ قرآن و حدیث
میں جو کچھ اللہ و رسول کا حکم ہے اس کے موافق عمل کرنا اس
سرکاری نوکری میں تو بہت دشوار ہے کہ ہم سنی اور حاکم

Marfat.com

شیعہ، اور جب تک موافق خدا و رسول کے فرمانے کے برتاؤ نہ
ہوگا تب تک مسلمانی دور ہے، اور ایک روز مرنا اور دنیا سے
سفر کرنا ضرور ہے سو خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اس نوکری کو چھوڑ
دیویں اور چل کر سید صاحب کے دست مبارک پر بیعت کریں
اللہ تعالیٰ رزاق ہے جہاں سب کو روزی دیتا ہے وہاں ہم کو
بھی دیویگا پس یہ ارادہ کر کے دونوں صاحب نوکری سے دست
بردار ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں آئے
اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے، بعد اس کے اس والی لکھنوتے
کئی بار ان دونوں کو یاد کیا اور لالچ دیا کہ اپنی اپنی نوکری پر حاضر
رہیں اور ہماری سرکار سے ان کا مشاہرہ بھی زیادہ ہو جاویگا
اور یہ سب کلو دار وغہ کی زبانی کہلا بھیجا بلکہ کلو نے اس امر میں
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ آپ ان کو فہمائش کریں کہ
لگی ہوئی نوکری کیوں چھوڑتے ہو اگر یہی تمہاری نیت ہے
رفتہ رفتہ برس چھ مہینے میں چھوڑ دینا مگر اب حضور خاطرداری
کرتے ہیں بلاتے ہیں اس وقت چھوڑنا مناسب نہیں، میاں کلو

Marfat.com

کی خاطر سے حضرت نے ان سے فرمایا اور سمجھایا کہ ابھی نوکری کئے
جاؤ پھر آگے چاہنا چھوڑ دینا' انہوں نے کہا کہ حضرت اب تو ہم
اپنے اللہ سے عہد کر چکا کہ اس حاکم کی نوکری نہ کرینگے اور کہیں
محنت مزدوری کرکے لڑکے بالے پالیں گے اللہ تعالیٰ رزاق ہے
جب کسی طور انہوں نے نہ مانا تب آپ نے ایک روپیہ رحیم بخش
کو دیا اور ایک احسان علی کو اور کہا اس کو خرچ نہ کرنا اس کی
برکت سے بافراغت تمہارا کام چلا جاویگا اللہ تعالیٰ تم کو محتاج
نہ کریگا' پھر ایک روز کلو داروغہ نے حضرت کی دعوت کی' رحیم بخش
حضرت کو کچھ آدمیوں سے ان کے مکان پر لے گئے پھر دعوت کھلائی
کے بعد کلو نے اور اُن کے گھر والوں نے بیعت کی اور رحیم بخش کے
باپ نے اور بی بی نے بھی بیعت کی' پھر ایک روز احسان علی نے
دس پندرہ آدمیوں سے اپنے مکان پر بلاکر دعوت کھلائی
احسان علی کے پڑوس محسن خاں ایک شخص تھا اس کی ماں نے
ایک روز احسان علی سے کہا کہ تمہارے یہاں سید صاحب
تشریف لائے تھے اور تم مرید ہوئے میری بھی نیت تھی کہ میں
بھی حضرت کی مرید ہوں اور اپنے بیٹے محسن خاں کو بھی مرید

Marfat.com

کراؤں اور میرا بھائی امام بخش بھی کہتا ہے کہ میں بھی مرید ہونگا
سو یہ بتاؤ کہ یہاں مرید ہونے میں کیا کیا سامان درکار ہے' میں
مفلس و محتاج ہوں اگر دو تین روپے خرچ ہونگے تو میں کسی کے
یہاں سے قرض و دام لا سکتا ہوں زیادہ مجھ میں گنجائش نہیں
ہے' احسان علی نے کہا بڑی بی صاحب مرید ہونے میں تو ہمارے
سید صاحب کے یہاں کچھ بھی سامان درکار نہیں ہے اور نہ کوئی
پیسہ لگا خرچ کرنا پڑتا فقط بری باتوں کا منہ سے توبہ کرا
دیتے ہیں اسی کا نام مریدی ہے' ہمارے حضرت اور مکار پیروں
کی طرح نہیں ہیں کہ دعوت بھی کراتے ہیں اور نذرانہ بھی مانگتے ہیں
ہمارے حضرت بلکہ محتاجوں کی آپ خدمت کرتے ہیں اگر مرید
بیکار ہوتا ہے تو سعی سفارش کر کے نوکر بھی رکھا دیتے ہیں' یہ
بات سن کر وہ بڑی بی بہت خوش ہوئیں اور کہا اگر یہی بات
ہے تو ضرور مجھکو مرید کرا دو' احسان علی نے کہا اس بات کا
ذمہ میرا ہے تم بے فکر رہو' پھر یہ ذکر جا کر حضرت سے کہا'

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ جب ہم تمہارے یہاں دعوت کھانے گئے
تھے اسی دن تم نے کیوں نہ کہا' خیر اب ہم جس دن قندھاریوں
کی چھاؤنی کو جاویں ہم کو ضرور یاد دلانا ہم ان کے یہاں جائینگے
پھر ایک روز آپ چھاؤنی کو تشریف لے گئے' جب ادھر سے پھرے
تب احسان علی نے یاد دلایا' آپ نے فرمایا کہ بہت خوب چلو
پھر ان کے مکان پر تشریف لے گئے' پھر ممن خاں اور اُن کے
ماموں اور کئی اس محلہ کے آدمیوں نے بیعت کی' پھر ممن خاں
کی والدہ نے حضرت کے روبرو اپنی محتاجی اور مفلسی کا شکوہ
کیا' آپ نے فرمایا کہ مطلب تمہارا کیا ہے وہ کہو بڑی بی
نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے واسطے دعا کریں اللہ تعالیٰ
ممن خاں کو کہیں روزی سے لگا دیوے کھانے کپڑے کی
فراغت ہو آپ نے فرمایا بہت خوب ہم دعا کرینگے' پھر آپ
وہاں سے فقیر محمد خاں کے مکان پر ہوتے ہوئے اپنے مقام
پر تشریف لائے یہ نہیں معلوم کس وقت آپ نے دعا کی
مگر احسان علی جب آپ کے پاس گئے اور ان بڑی بی

Marfat.com

کی طرف سے واسطے دعا کے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ میں نے
واسطے دعا کی اور جناب باری میں مستجاب ہوئی اب اللہ تعالیٰ
ان پر روزی کی فراغت کرے گا اور یا خوبی فراغت ہوگی
اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے ان سے کہہ دینا کہ جبتک خدا و رسول
کے طریق پر سیدھے سیدھے چلے جاوینگے روز بروز ترقی رہیگی
اور جو بے راہی اختیار کرینگے تو وہ جانیں جیسا ہوگا آپ دیکھ
لیویں گے پھر حضرت علیہ الرحمۃ چند روز میں لکھنؤ سے بریلی
میں آئے اور کچھ دنوں میں حج کو گئے اور یہاں ممتن خاں یا دستاہ
غازی الدین حیدر کی سرکار میں خدمتگاروں کے داروغہ ہوئے
روز بروز دولت واقبال کی ترقی ہونے لگی سو سوا سو آدمی
ان کے دسترخوان پر کھانے لگے، بہت عمدہ مکان بنوایا، کوٹھی
بنوائی، مسجد بنوائی، جب حضرت حج سے تشریف لائے اور لکھنؤ
کو آئے ممتن خاں کو بڑے عروج پر دیکھا بڑی دھوم سے حضرت
کی دعوت کی دعوت کی نذر دی پھر بریلی کو آئے وہاں سے

Marfat.com

ہجرت کر کے واسطے جہاد کے ولایت میں تشریف لے گئے وہاں
سے مجھکو ہندوستان میں کچھ کام کو بھیجا وہاں سے میں لکھنؤ
میں آیا، ممن خاں بڑی محبت اخلاق سے پیش آئے اور حافظ
قطب الدین صاحب بھی اُنہیں کے مکان پر اترے تھے، نسگل جمعہ
کو ان کی مسجد میں وعظ کہتے تھے اور شیخ فرزند علی کے پوتے
شیخ محب علی بھی ممن خاں کے رفقا میں نوکر تھے، ایک روز میں
ممن خاں کے کوٹھے کے پچھواڑے پائخانہ کو گیا وہاں ایک مکان
جدا خلوتخانہ سا بنا تھا، اس میں تمام عورتیں بھری تھیں اور
آپس میں بول رہی تھیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ ممن خاں
کا زنانہ اور جگہ ہے یہ عورتیں کون ہیں پھر میں اسی وقت
پلٹ کر حافظ قطب الدین صاحب کے پاس گیا اور پوچھا
کہ اس کوٹھے کے پچھواڑے اس خلاتے مکان میں عورتیں کیسی
ہیں، انہوں نے صاف حال کچھ نہ بتایا بہانہ کر گئے، مجھکو زیادہ
خلجان پیدا ہوا پھر میں نے جاکر شیخ محب علی سے ذکر کیا
وہ کہنے لگے بھائی دین محمد اس بات کو کیا پوچھتے ہو امیروں

Marfat.com

امیروں کا کارخانہ ہے، یہ شہر کی خانگیاں ہیں جب بادشاہ
غازی الدین حیدر یاد کرتا ہے ان میں سے دس پندرہ
ممن خاں وہاں لیجاتے ہیں وہ جس کو پسند کرتا ہے وہاں
رکھتا ہے اور باقی رخصت کر دیتا ہے، یہ بات سن کر حافظ
قطب الدین کے پاس آیا اور کہا کہ یہ تو کارخانہ تمہارے
داروغہ کے یہاں بہت بُرا ہے وہ ہنسنے لگے میں نے کہا ہنستے
کیا ہو یہ تو رونے کا مقام ہے کہا کیونکر، میں نے کہا کہ جب
ممن خاں اور ان کی والدہ اور ان کی ماموں نے سید صاحب
کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ممن خاں کی والدہ نے کشائش
روزی کی حضرت سے دعا کرائی تھی پیر حضرت نے فرمایا تھا
کہ جب تک خدا اور رسول کی راہ پر سیدھے چلے جاؤ گے
تب تک تمہارے لئے ہر طرح کی فلاح اور ترقی روزی
کی رہیگی اور جو اس راہ کے خلاف چلو گے پھر تم جانو تمہارا
کام جانے سو اب ان کے اقبال کے زوال کا وقت آپہنچا

Marfat.com

اور یہ بات تم میری طرف سے ممن خاں سے ضرور کہہ دینا
اس عرصہ میں کھانے کا وقت ہوا ممن خاں اور اُن کے
ماموں امام بخش بھی وہیں آئے اور مجھ سے پوچھا کیا
باتیں کرتے ہو میں نے کہا جو ہمارے سید صاحب نے فرمایا
تھا وہ باتیں کرتا ہوں پوچھا کہ کیا سید صاحب نے فرمایا
تھا میں نے کہا حافظ صاحب داروغہ صاحب سے بیان
کرو وہ ٹالنے لگے کہ ہاں کسی وقت کہہ دینگے میں نے کہا
اسی وقت کیوں نہیں کہتے ہو حافظ صاحب سے تو نہ کہا گیا
پھر میں نے کہا' داروغہ صاحب یاد ہے جب آپ کی والدہ نے
حضرت سے واسطے فراخی روزی کے دعا کرائی تھی اور
حضرت نے احسان علی کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ دعا ہم نے
تمہارے لئے کی اور جناب باری میں قبول ہوئی مگر اسکے
ساتھ یہ بھی ہے کہ جبتک خدا اور رسول کے طریق پر سیدھے
چلے جاؤ گے تب تک اسی طرح کی تمہارے لئے خیر و فلاح
ہو گی اور جو تم اس کے خلاف چلو گے پھر تم جانو اور

Marfat.com

تمہارا کام جانے، سو اب وہی وقت موجود ہے کہ تم جانو
تمہارا کام جانے، انہوں نے کہا کہ بھائی صاحب کیا آپ
نے خلاف دیکھا، میں نے ان عورتوں کا حال پوچھا کہ یہ
کیا معاملہ ہے، یہ سن کر انہوں نے گردن جھکا لی کچھ نہ
بولے، میں نے کہا داروغہ صاحب میری بات یاد رکھنا اب یہ
کارخانہ تمہارا تمام ہو چکا اور میں نے کہا کہ میرا بھی آپ کو
سلام ہے اب میں کبھی آپ کے یہاں نہ آؤنگا، وہ ہنس کر رہے
میں وہاں سے قندھاریوں کی چھاؤنی میں محمد زماں خاں رسالدار
کے مکان پر اترا، قدرت خدا کی پندرہ روز نہ گذرے میں وہیں
تھا کہ ممن خاں داروغہ قید ہو گئے اور ڈیوڑھی پر پہرے بیٹھ
گئے سب اثاث البیت بادشاہ کے یہاں ضبط ہو گیا حافظ قطب الدین
بھاگ کر فقیر محمد خاں کے مکان پر پہنچے، خاں صاحب ممدوح
نے اسی وقت پیس میں بٹھا کر لکھنؤ کے عمل سے باہر کانپور میں کہ
انگریزی عمل تھا بھجوا دیا اور یہ حال سن کر میں جلد اپنے ٹوپیر

Marfat.com

سوار ہو کر رائے بریلی کو روانہ ہوا ایک روز
عبدالستار حضرت امیرالموسنین علیہ الرحمۃ کو اپنے یہاں لے گئے
آپ تو مرید تھے ہی اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو بھی
مرید کرایا اور حضرت سے ذکر کیا کہ میرے والد کو گھر سے نکلے
پندرہ بیس برس ہوئے ہیں کچھ خبر نہیں ہے نہ معلوم جیتے
ہیں یا مر گئے تو دل کو تسلی ہو آپ نے پوچھا کہ ان کا نام کیا
ہے کہا قادر بخش، آپ نے کچھ دیر تک سکوت کیا پھر فرمایا
تمہارا باپ زندہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملاقات
ہوگی، لوگوں نے از راہ تعجب کے عرض کی کہ یہ بات آپ
کہاں سے فرماتے ہیں اور اگر زندہ ہیں تو کہاں ہیں اور کب
ملاقات ہوگی، آپ نے کہا میں الہام سے کہتا ہوں مگر
یہ نہیں مجھکو خبر کہ وہ کہاں ہیں اور کب ملینگے یہ سُن کر سب کو
تسلی ہوئی کہ الحمدللہ زندہ تو ہیں اور جب خدا چاہیگا ملا
بھی دیویگا، پھر کئی شخصوں نے کوان میں سے ایک ایک روپیہ

Marfat.com

عنایت کیا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا
اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرے گا' ان میں ایک کا نام امیر علی
تھا وہ اسمٰعیل گنج میں عطاری کی دوکان کرتے تھے اور دوسرے
نام معلوم نہیں' اور باقی اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم روپے کے عوض
تمہارے لئے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت کریگا
پھر آپ وہاں سے شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر تشریف لائے اور میں اکثر
کہیں چاول خریدنے کو کہیں گھوڑے کے مصالح لینے کو اسمٰعیل گنج
جایا کرتا تھا اور امیر علی کی دوکان پر گھڑی دو گھڑی بیٹھتا تھا
ایک روز امیر علی نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت کو کس کھانے سے بڑا
شوق ہے' میں نے کہا بہت شوق تو آپ کو ماش کی دالی
ہوئی کھچڑی یا مولی یا لک کے ساگ ڈالی ہوئی دال اور جو
گیہوں کی روٹی سے البتہ شوق ہے یا سرد پانی سے یا اور ترید
کے اقسام سے زیادہ رغبت ہے' اور شیرنی مٹھائی تو آپ
بہت کم کھاتے ہیں' اور سوا اس کے جو کچھ حاضر ہوتا ہے تناول

Marfat.com

فرماتے ہیں، یہ سُن کر امیر علی کئی بار تبرید بنا کر بہت بکلف
کیوڑہ گلاب ڈال کر آب کے واسطے لائے، اور آپ نے خوش
ہو کر نوش فرمائی، اسی طور ایک دن اور تبرید بنا لائے
اور آپ پیتے تھے اور تعریف کرتے تھے کہ واہ امیر علی بھائی خوب
تبرید بنائی ہے، اس وقت میں نے امیر علی کو کہا کہ اب تم حضرت
سے کچھ سوال کرو، انہوں نے عرض کی کہ حضرت میرے حق میں
دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو ایک روپیہ تو دیا ہے
اور کیا چاہتے ہو، عرض کی کہ ہاں روپیہ آپ نے عنایت کیا
ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو اور دنیا
میں سوا خدا کے کسی کا محتاج نہ رہوں، آپ نے پوچھا کہ تم
دوکان کرتے ہو، کہا ہاں عطاری کی دوکان کرتا ہوں فرمایا
کیا دوکان میں چاہتے ہو وہ کچھ نہ بولے، آپ نے مولوی محمد
یوسف سے کہا، کہ یوسف جی ان کے واسطے جمعرات کو ہمیں
یاد دلانا، اور فرمایا بھائی امیر علی اللہ تعالیٰ کی رضامندی
کے کام کئے جاؤ وہ آپ تم سے راضی رہیگا، مگر یہ نہیں معلوم

Marfat.com

کہ آپ نے کس وقت دعا کی، مگر جب آپ بریلی کو تشریف
لے گئے اور عبدالستار بھی آپ کے ہمراہ رکاب گئے اور وہاں چند روز
آپ کی صحبت فیض درجت میں رہے اس عرصہ میں عنایت الٰہی سے
امیر علی کی دو دکانیں ہوگئیں اور خوب چلنے لگیں، انہوں نے
عبدالستار کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا سے یہاں
روزی کی گنجائش کی ہے اور دو دکانیں عطاری کی چلنے لگیں
تم چند روز یہاں آؤ، اور حضرت کو بھی آداب و تسلیمات لکھا تھا
عبدالستار نے وہ خط حضرت کو دکھایا، آپ نے ان کو رخصت
فرمایا، پھر چند روز میں امیر علی اور عبدالستار دونوں آئے، امیر علی
تو اپنی طرف سے کئی شیشی گلاب اور کیوڑے کی اور کئی شیشیاں
عطر کی اور کئی جوڑے جوتے کے اور کئی ٹوپیاں اور ازار بند
حضرت کو لائے، اور عبدالستار اسی طور کا کچھ اسباب جن کے واسطے
آپ نے دعا کی تھی ان کی جانب سے لائے، پھر یہ اسباب نذر کر
کے کئی روز کے بعد امیر علی تو لکھنو کو گئے اور عبدالستار وہیں

Marfat.com

آپ نے یہی فرمایا، پھر وہاں سے مکان پر تشریف لائے
کئی دن کے بعد آپ پھر تشریف لے گئے، پھر مولوی صاحب نے
وہی دعا کا سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم آپ کی بات بھول
گئے، مگر اب انشاء اللہ تعالیٰ دعا کرینگے، مگر مجکو یہ نہیں معلوم
کہ آپ نے کب دعا کی، مگر کئی روز کے بعد مولوی محمد اشرف صاحب
نے ایک صراحی پانی اُسی کوئیں کا بڑے تکلف سے اپنے خدمتگار
کے ہاتھ واسطے حضرت کے بھیجا کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ
نے پانی میٹھا کر دیا، آپ نے پیا اور تھوڑا بہت لوگوں
کو پلایا اور خدمت گار سے فرمایا کہ ہماری طرف سے مولوی صاحب
کو مبارکی دینا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا کواں میٹھا کر دیا اور شاہ
پیر محمد کی مسجد کا کواں ہے، اس کا پانی بھی کھاری ہے اور
ایک دوسرا کواں وہیں ٹیلہ پر ہے اس کا پانی بھی سرد ہے
اور شور تھا، مولوی محمد اشرف صاحب کے کوئیں کا حال سُن
کر اور پانی پی کر حضرت سے عرض کی کہ اس مسجد کا کواں
کھاری ہے اور بہت لوگ محلہ کے اس کا پانی لیجاتے

Marfat.com

ہیں مگر اور خرچ میں صرف ہوتا ہے پینے کے کام میں نہیں آتا
اگر آپ کی دعا کی برکت سے یہ بھی شیریں ہو جاوے تو
لوگوں کو بہت فائدہ ہو' آپ نے سن کر کچھ جواب نہ دیا
پھر انہوں نے اسی طرح دوسرے کوین کے واسطے کہا' آپ
نے فرمایا اچھا ہم دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کا
پانی شیریں کر دیوے' پھر آپ نے کسی وقت دعا کی ہو گی مگر
مجکو نہیں معلوم' لیکن جب دوسرے جمعہ کو مولوی محمد اشرف صاحب
ٹیلہ پر آپ کی ملاقات کو آئے' تب آپ نے اس کوین کا پانی
منگا کے مولوی صاحب کو پلایا' مولوی صاحب نے کہا سبحان
اللہ یہ بھی ہمارے ہی کوین کا سا سرد میٹھا پانی ہے اور شیریں
بھی' اس میں اور اُس میں کسی چیز کا کچھ فرق نہیں
حمایت اللہ خاں نے ایک بار اول سو آدمیوں سے آپ کی
دعوت کی جس کا مذکور آگے ہو چکا ہے اور دوسری بار
بھی سو آدمیوں سے آپ کی دعوت کر گئے اس بار

Marfat.com

حضرت کے ساتھ قریب دوسو آدمیوں کے گئے سو آدمیوں
کو تو حضرت نے اندر بٹھایا اور باقی لوگ دروازے کے
باہر رہے، خاں صاحب موصوف نے اول دعوت کی طرح
پر اپنے لوگوں سے مشورہ کیا کہ باہر کے لوگوں کے کھانے کی کیا،
تدبیر کریں باہر والوں کو خبر ہوئی کہ یہاں یہ مشورہ ہے، ،
حمایت اللہ خاں سے بلا کر کہا کہ تم ہمارے کھانے کا کیوں فکر
کرتے ہو جن کی دعوت ہے انہیں کو کھلاؤ ہم تمہارے یہاں
کھانے کو نہیں آئے ہیں اور تم تو خود جانتے ہو کہ حضرت کے ساتھ
جانے کو سب جاتے ہیں مگر کھانا وہی لوگ کھاتے ہیں جن کی
دعوت ہوتی ہے، انہوں نے کہا یہ بات تو سچ کہتے ہو مگر دنیا
داری میں اس بات کا ضرور خیال ہوتا ہے، انہوں نے کہا
دنیا داری کا معاملہ دنیا داروں سے کیا چاہیئے ہم دنیداروں
سے کرنا کیا ضرور، یہ خبر حضرت کو پہنچی، آپ نے حمایت اللہ خاں
سے بلا کر کہا کہ تم کیوں اس بات کا اندیشہ کرتے ہو ہمارے

Marfat.com

حصے کا کھانا جو مکپوایا ہو وہ ہم کو حوالہ کردو اور اپنے لوگوں کا آپ
جدا رکھ لو ہم اپنا کھانا چاہینگے سب مل کر کھاویں گے وہ حضرت
کا مطلب سمجھ گئے، عرض کی جدا کرنا کیا ضرور آپ کے لوگ کھالیویں
جو بچے گا ہمارے آدمی کھالیوں گے، پھر آپ نے باہر والوں کو
بھی اندر بلا کر بٹھایا مگر پچیس تیس آدمی نہ آئے اور کہا ہم کھانا
نہ کھاوینگے اور حمایت الدخاں کی طرف والوں کو اپنے
لوگوں کے ساتھ بٹھایا اور مجھ سے فرمایا کہ تم تین بار سورہ مزمل
پڑھ کر کونڈوں میں چاول نکالنا شروع کردو دو دیگ پلاؤ
تھا میں نے ویسا ہی کیا فقط ایک ہی دیگ میں سب چاول تمام ہو گئے
اور ایک دیگ چاول بچ رہے مگر تھوڑے سے چاول میں نے اس
میں سے نکالے کہ اس میں بھی برکت ہو جاوے پھر فراغ تناول
طعام کے آپ نے فرمایا کہ بھائی حمایت الدخاں ایک دیگ
چاول بچ رہے باقی ہیں ان کو تم جو چاہو سو کرو تم کو اختیار
ہے پھر وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے حکایت

Marfat.com

میر اُمید علی حیدامی لکھنؤ میں مشہور شخص تھے لوگ کہتے تھے کہ اس
شہر کے صاحب خدمت ہیں مگر حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ وہ
صاحب خدمت اور قطب تو نہیں ولیکن بہت صالح اور بے نظیر
آدمی ہیں، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر تھے اور ان
کے حیدام کا لوگ ذکر کرنے لگے، حضرت نے فرمایا کہ بیماری اور تندرستی
اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے بندہ کے واسطے برا
نہیں چاہتا ہے کوئی کام اس کا حکمت سے خالی نہیں ہوتا مگر
ہر ایک کی فہم ناقص میں نہیں آتا ہے، اگر خدا اپنے بندہ سے راضی
ہو تو اس کے لئے وہاں جنت میں ہمیشہ عیش و آرام ہے اس
راحت کے آگے چند روز کا یہ رنج کچھ حقیقت نہیں اور فرمایا
کہ میر بھائی تم کیا چاہتے ہو کہا مجکو اس کی رضامندی منظور
ہے یہی آپ میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو
یہ مرض رہے یا جاوے اس سے میرا کچھ نہیں مطلب، فرمایا
بہت خوب ہم دعا کرینگے، پھر انہوں نے عرض کی کہ میرے
گھر میں آپ کی لونڈی پر جن کا اثر ہے سو وہ دو تین

Marfat.com

روز سر پر آیا ہے اور اس بیچاری کو ستاتا ہے' آپ نے فرمایا
کہ اب کی بار جب آوے تو ہمارا سلام اس سے کہہ دینا پھر وہ
جو کچھ کہے تم ہم کو خبر کرنا' پھر وہ حضرت کے پاس سے اپنے گھر گئے
ایک روز وہی جن ان کی بی بی پر آیا' اُنہوں نے کہا کہ تم کو صاحب
نے سلام کہا ہے وہ کچھ خبر نہ ہوا' انہوں نے دوسرا کر کہا کہ تم کو
ہمارے سید احمد صاحب نے سلام کہا ہے' اس نے سلام کا
جواب دیا اور کہا اب ہم ان پر کبھی نہ آوینگے اور جاتا رہا اُنہوں
نے یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر بیان کیا' آپ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کبھی نہ آوے گا اور یہ کہا کہ سید بھائی
میں نے آپ کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور
راضی ہوا اب تم عیش و آرام سے پیر پھیلا کے سوؤ چین کرو

مینڈو خاں رسالدار کے سواروں کی وردی باناتی تھی
اور باناتی ہی کرتے اور پائجامہ تھا اور وہ لولو کے سوار کہلاتے
تھے اور اس لقب سے ان کو کمال عار معلوم ہوتی تھی مگر
زبان خلق کی کون بند کرے اور مولوی نور محمد جو ولایت

Marfat.com

میں حضرت علیہ الرحمتہ کے حالات کے روزمرہ کے کاتب تھے
ان روزوں رسالدار ممدوح کے پاس نوکر تھے سو وہاں رسالے
کے اکثر سواروں نے یہ مشورہ کیا کہ اگر کسی روز حضرت سید صاحب
ہماری لین میں تشریف لاتے تو بہت لوگوں کو ہدایت ہوتی اور
وہاں شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر سب لوگ جا نہیں سکتے اور کئی افسروں
نے کہا کہ بات تو بہت خوب ہے اگر یہاں آویں تو ہم ان کی دعوت
بھی کریں مگر کسی کو بھیجا چاہیئے جو آپ کو لاوے، پھر مولوی نور محمد
کو اور ایک شیخ دفعہ دار تھے ان کو بھیجا، ان دونوں صاحبوں نے
تمام کیفیت آکر حضرت سے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ بہت خوب
ہم ضرور چلیں گے مگر جس دن بلانا منظور ہو تو کوئی آدمی تیار بھیجدینا
اور کھانا بے اطلاع ہمارے نہ پکوانا اُنہوں نے قبول کیا وہاں سوائے
بیعت کرنے کے بعضے بعضے صاحب اور بھی کسی مطلب کے آپ سے عرض کرینگے
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ، پھر دونوں صاحب رخصت ہو کر
اپنی لین میں آئے، بعد دو یا تین دن کے وہی دونوں صاحب

Marfat.com

کئی آدمیوں سے آپ کو لینے کو آئے، کوئی دو سو آدمی سے آپ
وہاں تشریف لے گئے، بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو فرش پر بٹھایا
اور تین چار سواروں نے بیعت کی، اس عرصہ میں منیڈو خاں کے
بھائی عبداللہ خاں آپ کی ملاقات کو آئے اور عرض کی آپ
یہاں سے فارغ ہو کر میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرماویں
آپ نے فرمایا کہ بہتر ہم آوینگے، پھر عبداللہ خاں اپنے مکان کو
گئے، مولوی نور محمد نے حضرت سے کہا کہ میں نے جو ٹیلہ پر عرض
کی تھی کہ سوائے بیعت کے کچھ اور بھی عرض کی جاویگی، سو وہاں
رسالدار صاحب کے مکان پر آپ کے آنے سے یہی مطلب ہے
اور ان میں ایک عرض ان کی یہ ہے کہ تمام شہر میں ہم لوگوں
کا لقب لوٹے سوار کے ہے، اس لقب سے رسالدار صاحب بہت
عار اور ندامت معلوم ہوتی ہے، اس لقب کے چھوٹنے کے
لئے آپ سے دعا کرادینگے اور دوسری عرض یہ کرینگے کہ جیسے
بادشاہی اور رسالداروں کی حضور سے بڑی بڑی لاکھوں روپوں
کے یہاں علاقہ دلوہیں اور ہم جس دن سے اس سرکار

Marfat.com

میں نوکر ہوئے ہیں، سو اس نوکری کی ہمارے واسطے آج تک
ترقی کی صورت نہیں ہوئی، اس کے لئے بھی آپ سے دعا کرادینگے
اور تیسری عرض ہم لوگوں کی طرف سے جناب عالی میں یہ ہے
کہ اکثر اوقات مہمان و مسافر ہماری ایبن میں اترتے ہیں اور
ہم لوگوں میں اس قدر وسعت نہیں کہ کھانا کھلانے سے ان کی
خبر لیں، سو وہ بیچارے بھوکے فاقہ کرکے سو رہتے ہیں اور رسالدار
صاحب خبر نہیں ہوتے کہ مہمان مسافر یہاں کے کچھ کھاتے ہیں
یا نہیں سو اگر آپ اس امر کا انتظام ان کی طرف سے لگادیویں
تو یہ بڑا کار ثواب ہے، آپ نے فرمایا کہ واہ مولوی صاحب
تم نے یہ بات بڑے ہی کام کی کہی انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تدبیر
ہم ضرور کرینگے، پھر آپ مینڈو خاں کے مکان پر گئے وہاں
مینڈو خاں اور عبد اللہ خاں نے بیعت کی اور وہی دونوں
باتوں کی جس کی اطلاع آپ سے مولوی نور محمد صاحب نے
پہلے کی تھی، آپ نے فرمایا ہم اس امر میں دعا کرینگے اور اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

اُمید ہے کہ تمہاری دونوں حاجتیں روا فرما دے مگر اِس کے ساتھ
اللہ فی اللہ ایک اور بڑی کام ہے کہ جس قدر اس کا التزام اپنے اوپر
مضبوط رکھوگے اسی قدر تمہاری ترقی اللہ تعالیٰ روز بروز زیادہ
کرنیگا اور جتنا اس میں قصور کروگے اتنا ہی اس میں فتور واقع ہوگا
عرض کی کہ وہ کیا بات ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے جو تمہاری یہ
میں مہمان و مسافر اترا کرتے ہیں فاقہ سے سو رہتے ہیں ان کی خبر گیری
کوئی نہیں ہوتا' یہ ایک صورت تنزول غضب الٰہی کی ہے' تم کو اللہ تعالیٰ
نے رئیس نامدار بنایا ہے تم ان کے موافق مقدور اپنے کے خبر لینا
اور جبتک اس کا التزام اپنے ذمہ نہ رکھوگے اللہ تعالیٰ سے اُمید
ہے کہ تمہارے اقبال و دولت اور جاہ و ثروت کی ترقی رہیگی
اور جس قدر اس میں قصور واقع ہوگا اسی قدر اس میں فتور پڑیگا
اُنہوں نے کہا کہ جو کچھ میسر ہوگا اور میں کھاؤنگا وہ ان کو بھی
کھلاؤنگا۔ یہاں تک کہ اگر میں پلاؤ کھاؤنگا وہ ان کو کھلاؤنگا
اور جو میں چنے چابونگا تو ان کو بھی چبواؤنگا' آپ نے فرمایا

Marfat.com

واہ بھان بھائی اگر یہ نیت تمہاری ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب
مطلب تمہارا باخوبی پورا ہوگا اور ہم تمہارے واسطے ضرور دعا
کرینگے، پھر حضرت وہاں سے بیلہ پر تشریف لائے اور چند روز میں
بریلی کو روانہ ہوئے اور وہاں عبداللہ خاں نے اپنے رسالہ کے
افسروں کو حکم سنا دیا کہ جو مہمان و مسافر مسکین و محتاج ہماری
لین میں اترا کرے ہم کو اطلاع کیا کرو، اور مولوی نور محمد کو اس کا
داروغہ کیا کہ جو مہمان و مسافر یہاں اترے اس کو نقد پیسے یا جنس
ہماری طرف سے دلوا دیا کرو، پھر بعد دو ڈھائی مہینے کے منڈو
خاں نے اپنی ترقی و بہبودی کا حال لکھ کر حضرت کو بھیجا کہ جب آپ
لکھنؤ سے بریلی کو فرما ہوئے، یہاں ایک روز حضرت ظل سبحانی
یعنی بادشاہ غازی الدین حیدر نے ہمارے رسالہ کا جائزہ
لیا اور نواب فتح علی خاں کپتان حاضر تھے، جناب عالی نے اے
پستول کی جوڑی دکھائی کہ ایسے ایک ہزار جوڑے پستول کے
ہوتے تو ان سواروں کو دیتے، کپتان نے عرض کی کہ،

Marfat.com

جناب عالی کے سلاح خانہ میں اس قسم کی کئی ہزار جوڑیاں
ہیں، فرمایا حاضر کرو، دوسرے روز کپتان موصوف نے ہزار جوڑی
پستول اسی قسم کے حاضر کئے، جناب عالی نے ہمارے رسالہ کے
سواروں کو عنایت فرمائے اور وردی بھی بدلوادی اور وہ لولو کا
لقب ہی موقوف کرادیا اور خیرآباد کا علاقہ بھی ہم کو ہوا اور بہرائچ
کے علاقہ ہونے کی اُمید ہے فقط، پھر کچھ دنوں میں جب ان کو
بہرائچ کا علاقہ بھی ہوا تب تو مسکینوں مسافروں کی اطلاع
کو صبح اور شام ترمہ بجوانا شروع کیا کہ جو مسکین و مسافر لین
میں اترا ہو آوے اور ہمارے دسترخوان پر ہمارے ساتھ کھاوے
اور اکثر وقت تناول طعام کے سرِ مجلس کہتے کہ بھائیو یہ جناب
سید صاحب کی دعا کا سبب ہے اور یہی حال مسافر پروری کا
برسوں رہا جبتک نیڈو خاں۔ جیسے کہ بعد انتقال ان کے
چند روز بیٹوں نے بھی وہی کارخانہ جاری رکھا، مگر اس
کا التزام نہ ہو سکا بلکہ عبدالمدخاں نے بارہا تاکید

Marfat.com

اپنے بھتیجوں سے کہا کہ دستر خوان مسافروں کا موقوف نہ
ہونے پاوے، یہ جاہ وجلال تمہارے والد کا سید احمد صاحب کی
دعا سے ساتھ اسی شرط کے تھا کہ جس قدر محتاج پروری میں
کوشش کروگے اسی قدر اللہ تعالیٰ دولت واقبال میں ترقی رکھے
گا اور جو اس میں قصور کروگے تو اس میں فتور واقع ہوگا مگر
منظور الٰہی نہ تھا انہوں نے کچھ نصیحت پر خیال نہ کیا خدا سال
میں وہ کارخانہ جاتا رہا جب حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ پر اترے، آپ کے
قدوم ہدایت لزوم کی شہر میں جابجا شہرت ہوئی اور بیشمار لوگوں
نے بیعت کی، میر امید علی خدائی اور شاہ یقین اللہ اکثر آپ
کی خدمت بابرکت میں آتے تھے اور منشی چھنگا کے مکان پر ہی
جاتے تھے، ایک بار دونوں صاحب نے حضرت کے اوصاف
حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ منشی صاحب کے سامنے بیان
کئے، منشی صاحب کو حضرت کی ملاقات کا اشتیاق ہوا، انہیں

Marfat.com

دونوں صاحبوں نے کہا کہ سید صاحب کو یہاں بلایا جائے
اور ان کی ضیافت ہی کرنی چاہئے' اور انہیں کو بھیجا کہ تمہیں
جاؤ اور دعوت کر آؤ' پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور منشی
صاحب کی طرف سے پیغام دعوت دیا' آپ نے قبول کیا' پھر
ایک روز ان کے مکان پر تشریف لے گئے' بڑی دھوم سے
منشی صاحب نے دعوت کی اور بعد کھلانے دعوت کے آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی' اور منشی صاحب کا چھ سات برس
کا ایک بیٹا تھا بازو اور گلے میں بہت تعویذ پہنے ہوئے منشی صاحب
کی والدہ نے ایک ٹوکری میں بٹھا دی اور اس لڑکے کو ہمراہ
کیا اور میر اُسید علی سے کہا کہ اس لڑکے کی طرف سے یہ حضرت
کو نذرانہ لیجاؤ وہ حضرت کے پاس لائے' آپ نے اس لڑکے
کو اپنی گود میں بٹھایا پیار کیا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے
واسطے دعا کی اور منشی جینگا سے کہو کہ اس لڑکے کو واسطے پڑھانے
شاہ یقین اللہ صاحب کے سپرد کرو اور اس کے بازو اور گلے
اور اس کے بازو اور گلے کے تعویذ نکال ڈالے اور فرمایا اب

Marfat.com

تعویذ اس کو نہ بتانا اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو، اور یہ بتیا ہمارا
ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اور سعادتمند کریگا، پھر خود
منشی صاحب نے کہا کہ آپ میرے حق میں دعا کریں، اول تو یہ
کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بخیر کرے اور مجھ سے راضی ہو اور دوسرے
یہ کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سوا اپنے کسی کا محتاج نہ کرے اور
اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے مجھکو روٹی بہت دی ہے کچھ کمی
نہیں بادشاہ کے یہاں ان دنوں میرمنشی گری کا ایک عہدہ
میرے لئے تجویز ہوا تھا مگر حاسدوں نے کوشش کرکے ایک ہندو
کو دلوا دیا اگر پہلے سے میرا نام نہ ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا اب
اس میں ہمیشہ کے سامنے ندامت سی معلوم ہوتی ہے، آپ نے
ان کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ جناب باری سے اُمید ہے
کہ تمہارا مقصود پورا ہوگا، پھر جب لکھنؤ سے رائے بریلی کو آپ
تشریف لائے، منشی صاحب نے اطلاعاً حضرت کو لکھا کہ آپ
کی دعا سے میرے معاملہ کی درستی ہونے لگی ہے، اللہ تعالیٰ سے
اُمید ہے کہ گوہر مقصود ہاتھ آویگا اور منیڈ وخاں کا

Marfat.com

حال لکھا کہ جو آپ نے ان کے لئے دعا کی تھی سو جناب الٰہی میں
مقبول ہوئی، بادشاہ کے یہاں سے فلاں فلاں علاقہ ان کو ہوا
پھر کئی روز میں دوسرا خط اس مضمون اس کا یہ تھا کہ اس عہدہ پر آپ کی
دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو سرفراز فرمایا اک شخص ٹاٹیانی جو تو
کی سوداگری کرتی تھی، اک روز وہ میر امید علی کے ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور بیعت کی، پھر آپ نے کسی سے فرمایا اس نے توجہ دیا توجہ میں
ان کو حالات عجیب وغریب معلوم ہوئے، پھر جب اپنے گھر گئے اپنی
برادری والوں سے ذکر کیا ان میں سے دس بارہ آدمیوں کو اشتیاق
ہوا کہ ہم بھی دیکھیں کیا معاملہ ہے، پھر جب جمعہ کے دن شاہ پیر محمد کی
مسجد میں گئے اور پڑھی وعظ سنا اور حضرت امیر المومنین سے عرض کی
کہ کسی روز آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوں وہاں ہم بھی
اور ہماری برادری والے اور بھی مرید ہونگے اور دعوت بھی آپ کی
سو آدمیوں سے کرینگے، آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے یہاں چلینگے مگر
دعوت کا تکلف نہ کرو کہ تم غریب لوگ ہو، عرض کی کہ آپ کی دعوت
تو ہم ضرور کرینگے، بے اس کے ہم کو تسلی کیونکر ہو، پھر ایک بزرگ

Marfat.com

مقرر کر گئے اس دن سو آدمیوں سے حضرت کو لے گئے اور دعوت
کی اور آپ بھی مرید ہوئے اور اپنی عورتوں کو بھی مرید کرایا' اور جب
میر امید علی کے ساتھ اول روز مرید ہو آئے تھے ان کا گھر وہاں
سے کچھ دور اور محلہ میں تھا' عرض کی کہ میرے یہاں بھی تشریف لے
چلئے میرے اہل وعیال بھی بیعت کرینگے پھر وہاں سے فراغت کر کے آپ
ان کے مکان پر گئے عورتوں نے بیعت کی' پھر اس صاحب خانہ نے اپنی
محتاجی اور ناداری کا شکوہ کیا' آپ نے اپنے لوگوں سے پوچھا کسی
کے پاس کوئی روپیہ ہے ایک نے حاضر کیا۔ آپ نے لیکر ان کو دیا
اور فرمایا کہ اس کو کبھی نہ خرچ کرنا اسی کی برکت سے جو اور
پانا اٹھانا اللہ تعالیٰ تم کو روزی کی فراغت دیوگا' ان کے
بھائی لوگ جو اس دن مرید ہوئے تھے وہ بھی سائل ہوئے کہ
ہم کو بھی تبرک عنایت ہو' آپ نے فرمایا ہم تمہارے لئے دعا
کرینگے' انہوں نے عرض کی کہ آپ دعا بھی کریں اور تبرک بھی
دیویں' فرمایا بہتر ہے کسی وقت ہمارے مکان پر آنا ہم کو بھی
روپیہ دیونگے' پھر دوسرے دن میر امید علی کے ساتھ پانچ آدمی

Marfat.com

آئے، حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ان کو توجہ دو اور اللہ
کا نام تعلیم کرو، پھر توجہ دے کر ان کو حضرت کے پاس لائے
جو کچھ جس نے مراقبہ میں دیکھا تھا آپ کے سامنے بیان کیا پھر
اُمید علی نے عرض کی کہ یہ لوگ ترک کے امید وار ہیں حضرت
نے اپنے لوگوں سے کہا کوئی روپیہ کسی بھائی کے پاس ہو تو لاوے
دو روپے حاضر کئے فرمایا اور بھی ہوں تو لاؤ تین روپے اور
آئے، آپ نے پانچوں روپے اپنے ہاتھ میں لئے اور کچھ دیر الٹ
پلیٹ کئے، پھر پانچوں کو دیئے اور کہا ان کو خرچ نہ کرنا ان
کی برکت سے جو اور روپے اللہ تعالیٰ تم کو دے وہ صرف
کرنا اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنے گھر کی عورتوں کو
ہمیشہ تاکید کرتے رہنا کہ کسی طور کا شرک نہ کریں اور جو
اللہ تعالیٰ تم کو روزی کی فراغت دیوے تو نیت خالص جہاد
فی سبیل اللہ کی رکھنا خواہ جان سے خواہ مال سے اور جو نیت
خالص نہ ہوگی تو تمہارے حق میں نقصان ہوگا اس بات کو
خوب سمجھ لو، انہوں نے عذر کیا کہ نیت کی جہاد کی اگر اپنے

Marfat.com

جانے سے کریں اور جاویں تو یہاں اہل وعیال کی ہمارے
کون خبر لیوے اور کون کھانا کپڑا دیوے اور جو نیت جہاد مالی
کی کریں تو ہمارے پاس کہاں ہے، فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو
مال و دولت دیوے تب تم پر حکم ہے بغیر اس کے نہیں، حضرت نے
اس کا عہد کیا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرینگے اور آپ نے میر امید علی
کو تاکید مزید فرمائی کہ تم ان کی عورتوں کو نماز روزہ کے مسائل
تعلیم کیا کرنا اور رخصت کیا وہ اپنے اپنے گھر گئے چند روز میں حضرت
تو لکھنؤ سے بریلی کو تشریف لائے یہاں ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے
خوشحال اور صاحب مال کر دیا ۔۔۔ ایک شخص خدا بخش نام گومتی
کا جو راج گھاٹ ہے وہاں لکڑی کی دوکان کرتے تھے میں اکثر انہیں
کی دوکان سے لکڑی لاتا تھا، ایک روز وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم
کہاں رہتے ہو اور کس کے واسطے لکڑیاں لیتے جاتے ہو، میں نے کہا
کہ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر ہمارے سید صاحب بریلی کے اترے ہیں
اور اس قدر ان کے ہمراہ آدمی ہیں وہاں سے میں آتا ہوں اور
تمام حضرت کی پیری اور مریدی کا میں نے بیان کیا ان کو

Marfat.com

حضرت کی ملاقات کا اشتیاق ہوا، مجھ سے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں
کہ حضرت سے چل کر ملوں اور مرید ہوں، میں نے کہا بہتر ہے جب چاہو
چلو اختیار ہے کہا اچھا، دوسرے یا تیسرے دن میں اس کا جواب دونگا
چنبرات کو لکڑیاں خریدتے ہیں ان کی دکان پر گیا اور وہ جواب
ان سے طلب کیا، انہوں نے کہا حضرت کی دعوت کے واسطے اس قدر
دال چاول میں نے جمع کئے ہیں، سو تم اپنے یہاں پکا لینا، مجھ سے
اس کا انتظام نہ ہوگا پھر وہ سب سامان لیکر جو میں نے اس دن
ایک روپیہ کی لکڑیاں لی تھیں وہ بھی اپنی دعوت میں لگا لیں اور
مجھ کو بھی ہمالح لیا اور میرے ساتھ گئے، میں ان کو حضرت کے پاس
لے گیا اور ان کا حال عرض کیا فرمایا کہ بہتر دعوت ان کی رکھو اور
میاں خدا بخش کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا آپ کا کیا ارادہ
ہے عرض کی کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرونگا، آپ نے وہیں
ان سے بیعت لی اور حاجی پیر محمد کو سپرد کیا کہ ان کو توجہ دو پھر
انہوں نے ان کو توجہ دیا، اس میں ان کا کچھ اور ہی طور ہو گیا کہ
صدہا لوگ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا کیا حال ہو گیا، پھر

Marfat.com

حضرت نے فرمایا کہ ان کو بوڑھے حاجی کو سپرد کر دو وہ ان
کو اس طور سے تعلیم کریں کہ بالکل یہ اپنے کاروبار سے معطل نہ ہو جائیں
اور خدا کا طریق بھی پا دیں، اور میاں خدا بخش سے کہہ دیا کہ کل جمعہ
کو تمہاری دعوت ہمارے یہاں ہے گی، تم بھی آنا، پھر ان کو رخصت
کیا کچھ دیر میں وہ آپہونچے اور کہا کہ میں جس وقت اس ٹیلہ
سے باہر گیا معلوم ہوا کہ گویا میں آگ میں جاتا ہوں اور جب وہاں
سے ادھر چلا تو دل کو ایک آرام اور راحت ملی، گویا بہشت میں
جاتا ہوں، پھر حضرت نے ایک اپنا آدمی ساتھ کر دیا کہ تھوڑی دور
ان کو پہنچا آؤ، پھر اس دن تو وہ نہ آئے دوسرے دن جمعہ کو چار
پانچ گھڑی دن چڑھے آئے حاجی بڈھے نے ان کو توجہ دیا پھر
کچھ دیر میں کھانا تیار ہوا کم و بیش دو سو آدمیوں نے اور ساٹھ ستر
ہمارے شہر والوں نے شکم سیر ہو کر خدا بخش کے روبرو کھایا اور فقط
وہی معمولی ایک دیگ کھانا تھا یہ حال دیکھ کر خدا بخش کو اور
بھی تعجب نظر آیا زیادہ حضرت کے معتقد ہوئے پھر دو پہر

Marfat.com

کو کچھ دیر حضرت سو رہے، جب وقت نماز جمعہ کا آیا آپ
اٹھے استنجی کو گئے وہاں سے آکر وضو کیا کپڑے بدلے کنگھی کی اس
وقت کسی سے پانی پینے کو مانگا اس نے آبخورے میں دیا کچھ آپ
نے پیا اور باقی خدا بخش کو دیا لوگوں نے اشارہ کیا کہ اسے پی لو
اُنہوں نے پی لیا، پھر مل کر نماز کو گئے، بعد نماز جمعہ کے مولانا عبدالحیؒ
صاحب نے وعظ فرمایا لوگوں نے سنا اور حضرت علیہ الرحمۃ کا
یہ دستور تھا کہ جب مولانا عبدالحیؒ یا مولانا اسمٰعیل وعظ فرماتے
تو آپ وہاں سے ٹل جاتے یا دور فاصلہ سے بیٹھتے، اس لئے کہ آپ
کے روبرو دونوں صاحبوں کی جرات نہ تھی کہ کچھ تقریر کر سکتے
سو اس وقت حضرت مسجد کے اثر طرف در میں بیٹھے تھے جب
وعظ ہو چکا میاں خدا بخش آپ کے پاس آئے اور شکایت کی
کہ جو کچھ کل مجھ پر ایک نشہ کی سی حالت سپاری وطاری تھی وہ
اب نہیں معلوم ہوتی ہے اس کا سبب، اور وہی حالت مجکو
پسند ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ حالت اس سے بہتر ہے، اس میں

Marfat.com

تم اپنے کاروبار سے جاتے رہتے اور اس میں تمہارے دونوں
کام جاری رہیں گے، پھر انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ
کے شرف بیعت سے میرے اہل وعیال بھی مشرف ہوں اس
کی کیا تدبیر کروں، آپ نے فرمایا کہ کسی روز قندھاریوں کی
چھاؤنی میں جب جاؤ گے تب تمہارے یہاں بھی ہوتے چلیں گے
یہ بات سن کر وہ چپ ہو رہے مگر صبر نہ ہوا، دوسرے روز
گاڑی میں اپنی عورت کو اور لڑکی لڑکوں کو سوار کر کے ٹیلہ پر
مسجد کے دروازہ پر لے آئے اور مسجد میں جا کر آپ کو خبر کی،
آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا حرکت کی ہم نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ
پھر ایک مسجد کے حجرہ میں ان کو اتروا دیا اور بعد نماز عصر کے وہاں
آپ تشریف لے گئے اور ان سے بیعت لی اور ان کو رخصت کر دیا
اور میاں خدا بخش کی دکان کے گرد و پیش بانس والوں کی
کئی دکانیں تھیں، انہوں نے جو میاں خدا بخش کا حال دیکھا
سنا کہ یہ تو بڑے عابد و زاہد صالح و متقی ہو گئے ان سے کہا

Marfat.com

کہ ہم کو بھی حضرت کی خدمت بابرکت میں لیچلو ہم بھی مرید ہونگے
کہا بہت خوب، پھر آئندہ جمعہ کو سات آٹھ شخصوں کو حضرت
کے پاس لے گئے اور ان کا حال بیان کیا کہ یہ بھی بیعت کرینگے آپ
نے فرمایا کہ بہتر، مگر بعد نماز جمعہ کے، پھر انہوں نے وہیں جمعہ پڑھا
مولانا عبدالحئی صاحب کا وعظ سنا، پھر سب نے بیعت کی اور توجہ لی
پھر اپنے مکان کو گئے، صبح ہفتہ کے روز آٹھ دس اور اپنے بھائی
بند لیکر آئے، انہوں نے بھی بیعت کی اور توجہ لی اور حضرت سے
عرض کی کہ ہمارے لوگوں کے کوئی بتیس چالیس گھر ہونگے اور سب
کو اشتیاق ہے کہ بیعت کریں اگر کسی روز آپ ادھر قدم رنجہ فرماویں
تو عین سرفرازی ہو، آپ نے قبول کیا، پھر ایک دن معین کرکے
حضرت کی دو سو آدمیوں نے دعوت کر گئے، آپ نے کتنا ہی عذر کیا
کہ تم غریب لوگ ہو دعوت کی تکلیف نہ کرو، انہوں نے کہا کہ
ایک دن اس قدر آپ کی دعوت کرنی ہم پر ہرگز گراں نہیں ہوگی
پھر اس روز حضرت ان کے یہاں گئے اور بعد دعوت کھانے
کے سب نے بیعت کی اور بقدر مقدور اکثروں نے نذر دی

Marfat.com

پھر اپنے اپنے گھر لے گئے عورتوں اور لڑکوں بالوں کو مرید کرایا؛
ایک صاحب کے یہاں طاق میں کئی کھلونے مٹی کے دھرے تھے،
آپ کی نظر پڑ گئی فرمایا یہ۔ بت ہیں ان کو مشرک لوگ رکھتے ہیں
ان کو توڑ ڈالو گھر سے دور کرو پھر کبھی خبردار نہ لینا اور دیر تک
طرح طرح سے برائی شرک کی اور خوبی توحید کی بیان فرمائی
صاحب خانہ نے اسی وقت وہ کھلونے توڑ کر گھر سے باہر پھینک
دیئے ان کا یہ حال دیکھ کر جس کے جس کے یہاں تھے سب نے توڑ کر
پھینکے صدہا کھلونے ٹوٹے ہوئے دروازوں پر اس وقت پڑے
تھے، پھر دو شخصوں کو ان میں سے اپنا خلیفہ کیا اور ایک ٹوپی اور کرتہ
ان کو دیا، آپ کے ہمراہی لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ ان کا خلیفہ
کسی پڑھے قابل کو کیا ہوتا جو ان کو وعظ و نصیحت کرتا رہتا
اور یہ بیچارے آپ ہی کچھ نہیں جانتے اور کو کیا تعلیم کرینگے
آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی اچھا کہتے ہو مگر یہ ان کی برادری
کے چودھری ہیں جو کچھ ان کا کہنا ان پر اثر کریگا اگرچہ ان میں

Marfat.com

ایسا دوسرے کا کارگر نہ ہوگا اگر ان کا کہنا کوئی نہ مانے تو
یہ اس کو اپنی برادری سے باہر نکال سکتے ہیں دوسری غیر برادری کے
عالم سے یہ بات نہ ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بعد چند روز کے
دیکھنا کہ خدا کی عنایت سے کس طرح کے ہونگے اور ان کو تعلیم کردیا
کہ بیاہ برات شادی غمی میں خلاف خدا اور رسولؐ کے شرک و بدعت
رسوم کی کوئی نہ کرنے پاوے ہر امر میں طریق رسولؐ مقبول کا نگاہ رکھنا
اس میں چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش، اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت
کریگا اور خوش و محظوظ رکھیگا، پھر آپ ٹیلہ پر تشریف لائے وہاں سے
چند روز میں بریلی کو گئے، پھر مجکو گئے، وہاں سے آکر پھر لکھنؤ گئے
ان لوگوں نے آپ سے ملاقات کی مگر اس مرتبہ حضرت کے ہمراہ
رکاب میں لکھنؤ میں نہ گیا تھا جو اپنی آنکھوں سے ان کا حال دیکھتا
مگر جب حضرت علیہ الرحمۃ جہاد کو گئے اور وہاں سے مجکو ہندوستان
بھیجا تب میں لکھنؤ میں گیا اور ان لوگوں سے ملاقات کی ان کی دینداری
اور پرہیزگاری کا حال معلوم ہوا، اور کاروبار تجارت ان کے کا
بہ نسبت اول کے چہار چند بلکہ بعضوں کا زیادہ دیکھنے میں آیا

Marfat.com

اور وہ کہتے تھے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا سے ہمارا یہ حال
ہے کہ جس مال تجارت میں ہم ہاتھ لگاتے ہیں اگر وہ مال مٹی ہو
تو سونا ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ شادی بیاہ میں اپنے یہاں
ہم نے یہ دستور رکھا ہے کہ سوا دھوبی ہوئے کپڑے کے نیا
کپڑا دولھا دولہن کے لئے نہیں بناتے ہیں اگرچہ بنانا نادرست
نہیں ہے اور سوا طعام ولیمہ یا عقیقہ کے نہ کھاتے ہیں۔ اور نہ کھلاتے
ہیں اور جو خرافات اور رسوم بدعات لوگ اپنے یہاں شادی
بیاہ میں کرتے ہیں، جیسے سہرا کنگنا باندھنا رتجگا کرنا گیت گوانا
کسی نچوانا یا مانند اس کے ہم کچھ نہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں
ان کے شادی بیاہ میں ہم نہیں شریک ہوتے ہیں اور پہلے
ہم لوگ جب لڑکوں کے چیچک نکلتی تو کیا کیا خرافات شرک
و بدعات کی کرتے تھے اور کسی کو اس کے پاس نہ جانے دیتے
اور اکثر لڑکے مر جاتے تھے اور اب ہم خدا پر لڑکے کو چھوڑ
دیتے ہیں کسی بات کا پرہیز نہیں کرتے اور نہ سوا خدا کے کسی

Marfat.com

کسی کی نذر و نیاز مانتے ہیں، بہ نسبت اول کے اب لڑکے کم
مرتے ہیں، پھر میں جب ہندوستان سے ولایت کو گیا تمام حال
دینداری اور پرہیزگاری ان کی کا حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا،
میں نے، آپ نے خوش ہو کر ان کے واسطے دعا کی،

امان اللہ خاں اور ان کے بھائی سبحان اللہ خاں اور کئی شخص اور
کہ نام ان کے یاد نہیں چوری اور حرامکاری میں طاق اور مشہور
آفاق تھے، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو شاہ پیر محمد کے
ٹیکہ پر آئے، لوگوں نے آتے دیکھ کر حضرت سے اطلاعاً کہا کہ یہ لوگ
بڑے بدمعاش چور حرامکار ہیں، آپ نے فرمایا کہ خبردار اس بات کا
کچھ مذکور ان کے سامنے نہ کرنا، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بدکام چھوڑ
ان کو نیک کاموں کی توفیق دے اور موت بھی ان کی اچھی ہو، پھر
آپ سے مصافحہ اور معانقہ کیا، آپ نے ان کو بڑے اخلاق و احترام کے
ساتھ بٹھایا اور دیر تک متوجہ ہو کر نظر ہدایت اثر سے ان کی طرف
دیکھا، بعد کچھ دیر کے اُنہوں نے رخصت چاہی فرمایا کہ بہتر مگر
کسی وقت ہمارے پاس پھر آنا دوسرے دن پھر آئے اور

Marfat.com

سوال مرید ہونے کا کیا آپ نے فرمایا کہ بہتر مگر تم کیا پیشہ کرتے ہو
اُنہوں نے بہت سا عذر کیا کہ آپ اس بات کو نہ پوچھیں اسی طور رہنے
دیویں ان کے واقف کاروں سے کسی نے کہا تبادد کیا مضائقہ ہے
بلکہ تمہارے لئے بہتر ہے اور حضرت نے بھی فرمایا کہ بیان کرو پھر
انہوں نے تمام حال چوری اور حرامکاری اپنی کا صاف صاف بیان کیا
کہ اب تک یہ ہمارا پیشہ تھا مگر اب آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتے ہیں
اور جب کل ہم آپ پاس آئے تھے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا فقط
واسطے سیر و تماشہ کے آئے تھے مرید ہونے کا اصلا ارادہ نہ تھا مگر جب ہم
آپ کے پاس بیٹھے اور آپ کا اخلاق دیکھا تو عجب ایک حال ہمارے دل کا
ہو گیا کہ کیفیت اس کی بیان نہیں کر سکتے ہیں یکایک یہی دل میں سما گیا کہ
سب گھر بار جورو لڑکے ترک کر کے آپ ہی کے پاس رہیں سو اس واسطے
آج ہم آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آج تو موقوف رکھو جمعہ کو انشاء اللہ
تعالیٰ تم کو مرید کرینگے یہ جواب باصواب سن کر وہ چلے گئے، جمعہ کو کچھ
ن چیڑھے آکر موجود ہوئے، آپ نے فرمایا کہ بعد نماز جمعہ کے بیعت کرنا

Marfat.com

پھر بعد نماز کے وہ مرید ہوئے اور کچھ زر نقد آپ کی نذر کیا' آپ نے لے کر پھر ان کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے اپنے لڑکوں بالوں کو دینا' پھر انہوں نے کہا کہ اہل و عیال کو کیونکر آپ سے بیعت کراویں فرمایا کسی روز اس طرف جانا ہوگا تو مرید کر لیویں گے' پھر ایک روز آپ گولہ گنج کی چڑھائی پر جاتے تھے امان اللہ خاں نے عرض کی کہ میرا غریب خانہ قریب ہے اگر حضرت وہاں قدم رنجہ فرماویں عین عنایت ہو' پھر ہم لوگ وہیں کھڑے رہے آپ اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے گھر والوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی' پھر وہاں سے جب آپ تشریف لائے تب ہم لوگ آپ کے ہمراہ جہاں جانا تھا وہاں گئے ایک روز ایک مرد صالح ایک بچڑے کو لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میری اور ان کی دوستی للہ فی اللہ کمال ہے سو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں ہدایت نصیب ہو' آپ نے فرمایا کہ واہ بہت خوب بات ہے اور اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے' اس نے عرض کی کہ ارادہ میرا یہی ہے جو یہ کہتے ہیں مگر میرے یہاں دس بارہ آدمی ہیں ان میں سے کئی آدمی ہیں کہ ان سے اطلاع کرنی ضرور ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

مجکو بھی ہدایت نصیب کرے اور ان کو بھی، آپ نے فرمایا
کہ تم اس امر میں کوشش کرو اور ہم بھی دعا کرینگے خدا چاہیگا
تو وہ تمہارے ساتھ آوینگے، پھر وہ اپنے گھر گیا تیسرے روز
تین ہجڑے اور چھ تھے آپ اور پانچوں ان صاحب کو جن کے ساتھ
اول روز آپ آیا تھا لایا اور ان تینوں میں ایک ان کا سردار
تھا، آپنے دیر تک ان کی طرف نگاہ توجہ سے دیکھا اور پوچھا کہ
تمہاری کیا نیت ہے، انہوں نے کہا نیت تو یہی ہے کہ آپ کے ہاتھ
پر توبہ کریں، مگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمارے باقی لوگ کچھ
فساد برپا نہ کریں اور ہم کو پکڑ لیجاویں، آپنے فرمایا کہ تم خالص
دل سے توبہ کرو، اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا کوئی تمہارا مزاحم نہ ہوگا
انہوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں، پھر آپ نے فرمایا لوگ ان کو گومتی سے
نہلا لائے اور کسی نے ہم لوگوں میں سے چادر دی، کسی نے پائجامہ
کسی نے انگا کسی نے ٹوپی، سب کو مردانے کپڑے پہنائے، پھر آپ
نے ان سے بیعت لی اور دعا کی اور فرمایا کہ جو ان میں سردار

Marfat.com

ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس حال میں بھی سردار رکھا ہے یعنی
ان تینوں سے خدا کے نزدیک مرتبے میں زیادہ ہے، پھر ان کو
توجہ دلایا، پھر مولوی محمد یوسف کو فرمایا کہ ان کو اپنے پاس رکھو
کسی بات کی تکلیف نہ پاویں اور اپنے ساتھ نماز کو لیجایا کرو اور اپنے
ہی ساتھ لایا کرو اور مسائل نماز کے ان کو سکھاؤ پھر دو تین روز
میں ان کے باقی لوگوں کو خبر ہوئی کہ چار شخص ہم میں سے جا کر
سید صاحب کے مرید ہوئے، لوگوں سے اس کا مشورہ کیا کہ
ان کو وہاں سے کیونکر لاویں، انہوں نے کہا وہاں کا تو یہ حال ہے
کہ جو کوئی ان کے پاس جاتا ہے خدا جانے کیا ان کے پاس سحر ہے
کہ انہیں میں مل جاتا ہے اور انہیں کا طریقہ اختیار کرتا ہے اگر تم
جاؤ گے تمہارا بھی عجب نہیں کہ یہی حال ہو اس سے بہتر یہی ہے کہ
ان سے صبر کرو اور باز آؤ مگر یہ بات ہے کہ جب یہ سید اپنے
مکان بریلی کو جاویں تب تم اس بات کی خبر وہاں جو تمہارے
لوگوں میں دیدار بخش ہے کر دو اگر قابو ملے تو ان کو سمجھا کر
بلا لیوے، یہ مشورہ ان کا اس کی زبانی معلوم ہوا جو شخص

Marfat.com

حضرت کے پاس ان کو لایا تھا، پھر حضرت علیہ الرحمۃ جب
لکھنؤ سے بریلی کو چلنے لگے تب ان چاروں کو ایک شخص نجو نام
رامپوری فقیر محمد خاں رسالدار کے رفیقوں میں تھے ان کے ہمراہ
رسالدار ممدوح کے پاس بھیجا کہ ہمارے طرف سے کہنا کہ چاروں
نے اپنے پیشہ سے توبہ کی ہے سو تم ان کو کھانے کپڑے سے خبر
لیا کرو اللہ تعالیٰ اس کا جزائے خیر تم کو عنایت کریگا اور مفصل
حال ان کا بروقت ملاقات کے ہم آپ سے بیان کرینگے

امان اللہ خاں اور سبحان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ تو حضرت
کے دست مبارک پر بیعت کر چکے تھے اور ان کے زمرہ کے غلام رسول
خاں اور غلام حیدر خاں اور صدر خاں بھی تھے مگر ان کو یہ حال
معلوم نہ تھا، ایک روز یہ تینوں صاحب امان اللہ خاں کے
پاس آئے اور کہا کہ ان روزوں خرچ کی تنگی ہے کچھ اس کی تدبیر
کرنی چاہیے یعنی کہیں چل کر چوری کریں، انہوں نے جواب دیا کہ ہم
سے اب کچھ نہ ہوگا، کہا کیا سبب آج کل نہ چلوگے یا کبھی نہیں، اس کا

Marfat.com

حال مفصل بیان کرو، مرزا ہمایوں بیگ نے جواب دیا کہ بات یوں
ہے کہ ہم اور یہ اس بات سے توبہ کر چکے ہیں اب انشاء اللہ تعالیٰ
ہم سے یہ کام نہ ہوگا۔ اُنہوں نے پوچھا تو کب تم نے کی کہا کہ شاہ پیر محمد
کے ٹیلہ پر جو بریلی کے سید صاحب اترے ہیں ان کے ہم اور یہ مرید ہوئے
ہیں اور کچھ حضرت کے فضائل وکمالات بیان کئے کہ ایک روز ہم پانچ
چار آدمی بطور سیر و تماشہ کے ان کے پاس گئے کہ دیکھیں تو کیا حال
ہے، ملاقات جو ہوئی تو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا اور ان کے ہاتھ
پر بیعت کی، انہوں نے ہم کو توجہ دلایا اس سے ہم کو بہت فائدہ
ہوا، یہ حقیقت سُن کر اُنہوں نے کہا اگر یہی حال ہمارا بھی ہو تو ہم بھی
چل کر بیعت کریں، انہوں نے کہا کہ اس سے کیا بہتر، مگر پہلے ہم ان سے
یہ حال بیان کریں جو وہ فرمادیں تو پھر ہم تم سے کہیں، پھر انہوں نے
حضرت سے یہ حال آکر عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ تمہارے گروہ کے
جو لوگ ہیں ان سب کو ہمارے پاس لاؤ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو
تم سے زیادہ فائدہ ہوگا، دوسرے روز غلام رسول خاں اور

Marfat.com

غلام حیدر خاں اور صدر خاں کو وہ لیکر آپ کے پاس
آئے، حضرت نے ان کو بڑے اخلاق اور بہت خاطر سے بٹھایا
اور عافیت مزاج کی پوچھی، پھر بعد نماز عصر کے ان کو مرید کیا اور
امان اللہ خاں سے کہا کہ تم ان کو توجہ دو وہ عذر کرنے لگے کہ
مجکو اس کا کیا سلیقہ، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے تم جاکر ان کو
توجہ دو اب کی جو کوئی مرید ہوگا تو ہم اسی طرح ان سے توجہ دلادینگے
پھر امان اللہ خاں نے ان کو توجہ دیا اس میں غلام رسول خاں تو بیہوش
ہوکر گرنے لگے اور غلام حیدر خاں اور صدر خاں کا ایک سکتہ کا سا حال
ہوگیا کہ لوگ مونڈھا پکڑ کر ہلاتے تھے وہ خبر نہیں ہوتے تھے، پھر
جب کچھ دیر میں قدرے افاقہ ہوا حضرت کے پاس لائے، آپ
نے حال پوچھا حواس بجا نہ تھے ان سے کلام نہ کیا گیا آپ
نے امان اللہ خاں سے کہا کہ ان کو گھر لیجاؤ کل پھر لانا، امان اللہ
خاں نے کہا کہ حضرت میں نے ان کو توجہ دیا ان کا یہ حال
اور مجکو آپ کے لوگوں نے دیا میرا یہ حال نہ ہوا اس کا کیا سبب

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ تم کو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا اور ہم
تمہارے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خاتمہ بخیر کرے اور
تم سے اللہ تعالیٰ اپنے بہت کام لیگا' انہوں نے کہا کہ بس میں یہی
چاہتا تھا پھر ان کو سکتہ ہو گیا' دوسرے دن باخوبی جب
ان کو ہوش آیا تب امان اللہ خاں ان کو پھر لائے اس دن سے
وہ آپ ہی حضرت کے پاس آنے جانے لگے' پھر جب حضرت بریلی
کے عازم ہوئے تب امان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ آپ
کے ہمراہ رکاب ہوئے اور غلام رسول خاں اور غلام حیدر خاں
اور صدر خاں بھی چلنے کو مستعد ہوئے' حضرت نے فرمایا کہ تم ابھی اپنے
مکان پر رہو' جب ہم ہجرت کرینگے تب تم کو ضرور ساتھ لیوں گے
غلام رسول خاں نے عرض کی کہ دل ہمارا تو آپ کے ساتھ چلنے
کو چاہتا ہے مگر آپ کا فرمانا ہم کو منظور ہے' لیکن ہم اپنے گھر میں
تو نہ رہینگے کہ ہمارے یہاں مال حرام ہے اگر رہیں گے تو کھانا ملیگا
آپ نے فرمایا کہ بات تو تم نے بڑے کام کی کہی' فی الحقیقت یہی ہے
کہ جو تم کچھ مال حرام سے کھاؤ گے تو یہ حال تمہارا نہ رہیگا خیر تمہاری

Marfat.com

تو یہ نیت ہے، بھائی غلام حیدر خاں تم اپنا حال کہو، انہوں نے
کہا کہ میرے گھر کا یہی یہی حال ہے مگر ایک باغ آم کا بھائیوں کی
شرکت میں ہے فی الحال تقسیم ہونا اس کا دشوار، پھر آپ نے صدر خاں
سے پوچھا کہ تم اپنا حال بیان کرو کہا میرا بھی بعینہ ایسا ہی حال ہے کہ گھر
میں اسی قسم کا مال ہے لیکن ایک باغ آم کا ہے سو سوا سو روپے سال
کی آمد کا ہے اس میں شرکت بھی نہیں ہے سو میرا گذر اس میں اللہ تعالیٰ
کے فضل سے بخوبی ہو گا پھر آپ نے حافظ نجو خاں سے فرمایا کہ غلام رسول
خاں اور غلام حیدر خاں کو اپنے ساتھ فقیر محمد خاں صاحب کے
پاس لیجاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ ان صاحبوں کے کھانے کپڑے
کے لئے کچھ للہ فی اللہ موافق گذر کے کچھ شاہرہ مقرر کر دو اس
شرط سے کہ یہ چاہیں تمہارے پاس رہیں اور چاہیں اپنے گھر رہیں پھر
حافظ موصوف ان کو فقیر محمد خاں صاحب کے پاس لے گئے اور جو کچھ
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا عرض کیا خاں صاحب موصوف
نے پوچھا (اونگ) واسطے حضرت نے زبان فیض ترجمان زبان فیض
ترجمان سے کچھ شاہرہ فرمایا ہے کہا یہ تو مجھ سے کچھ نہیں کہا

Marfat.com

خاں صاحب نے حافظ موصوف: کو پھر آپ کے پاس واسطے اطلاع
کے بھیجا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ یا تو دس روپے ماہواری
نقد لیں یا پانچ روپے اور دونوں وقت کھانا' آپ نے کہلا بھیجا
کہ آپ دس روپے ہر ایک کو دینا چاہیں وہ اپنے گھر میں رہیں
چاہیں آپ کی سرکار میں حاضر رہیں' پھر ایسا ہی اُنہوں نے کیا
اب باقی قصہ ان کے حال کا سفر ہجرت میں بیان ہوگا

شاہ پیر محمد کے ٹیکہ پر مولانا عبدالحئی صاحب کے ہر درس میں دو چار
رافضی ضرور توبہ کر کے سنی ہوتے تھے' یہ خبر تاج الدین حسین خاں
اور سبحان علی خاں کمیوہ کو ہوئی اور وہ دونوں فرقہ امامیہ کے
سرگروہ تھے یہ امر طبیعت کو ناگوار گذرا' بہ آخر الامر جا کر نواب معتمد الدولہ
سے اس کی شکایت کی' نواب موصوف نے حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس اپنا چوبدار بھیجا اس نے آ کر کہا کہ ہمارے نواب صاحب
نے فرمایا ہے کہ جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں بہت
خوب کرتے ہیں' مگر ہمارے امامیہ مذہب والوں کو سنی نہ کیا

Marfat.com

کرد، حاکم یہاں کا امامیہ مذہب ہے مبادا کچھ صورت فساد کی
ہو، آپ نے فرمایا کہ جس طرح اپنے نواب کا حکم تم نے ہم کو پہنچایا
اسی طرح ہمارا پیام بھی اپنے نواب کو پہنچا سکتے ہو، چوبدار نے
کہا کیوں نہیں پہنچا سکتے، آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے
کہنا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کلمۂ حق بیان کرتے ہیں اس میں جو کوئی آوے
اور سُن کر ایمان لاوے گا ہم اس کو ہرگز نہ روکیں گے اور یہ ہمکو تمہارا منع
کرنا بہت بیجا ہے ہم ہرگز نہ مانیں گے، اسی طرح چوبدار نے نواب معتمد الدولہ
سے جاکر عرض کیا، بار دگر پھر نواب ممدوح نے چوبدار بھیجا اس نے آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ نواب صاحب فرماتے ہیں کوتوالی شہر
شیعہ ہے اور مخلوق شہر میں ہر طرح کی ہے ان کو وعظ و نصیحت کرو
امامیہ مذہب والے کو نہ چھیڑو والا حاکم شہر کی طرف سے کچھ صدمہ
آپ کو پہنچے ہم بری الذمہ ہیں، آپ نے پھر اس کے جواب میں کہلا
بھیجا کہ ہم لوگوں کو خدا کا نام سکھاتے ہیں اگر تم اس میں فساد
کرتے ہو تم جانو اور سوا خدا کے ہم کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتا

Marfat.com

اس بات سے ہم بیفکر ہیں' یہ مضمون چوبدار نے پھر جاکر عرض کیا' پھر نواب موصوف نے فقیر محمد خاں رسالدار سے کہا کہ سید صاحب تمہارے پیر و مرشد بھی ہیں اور آشنا بھی' تمہاری طرف سے تم جاکر سمجھاؤ کہ حاکم وقت سے مقابلہ نہ چاہیئے' اگر شاہ پیر محمد کے ٹیلہ کے گرد دو چار توپیں لگا کر اڑوا دے تو پھر کچھ آپ سے نہ بنیگا' اس سے تو آپ موافق مرضی حاکم کے کام کرو' رسالدار موصوف نے یہ تمام تقریر مذکور آکر حضرت سے بیان کی' آپ نے فرمایا کہ فقیر محمد خاں تم مدت سے میرے آشنا ہو اور میرے حال سے باخبر ہو' یہ محبہ سے ہرگز نہ ہوگا کہ کلمۃ الخیر کہنے سے باز رہوں' اور معتمد الدولہ دو چار توپوں سے کیا ڈراتا ہے اگر سو توپ لگا دیگا تو کیا سروا خدا میرا مددگار ہے اس کے نقصان پہنچانے سے کچھ نہ ہوگا' اور انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے نواب اور اس کے نیب کا جس پر وہ مغرور ہے مارے جوتوں کے بھیجا گرا دونگا' انہیں لفظوں کے ساتھ اس وقت آپ نے فرمایا اگرچہ ایسے الفاظ منہ سے نکالنا آپ کی عادت شریف

Marfat.com

نہ ہتی اور یہ گفتگو بواسطہ فقیر محمد خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ
اور معتمد الدولہ کے درمیان کئی روز رہی یہاں تک کہ والی لکھنؤ
کے لشکر میں جو حضرت کے مرید تھے انہوں نے سنا اور خفیہ سب نے
کہلا بھیجا کہ حضرت ہم لوگ تیار ہیں جو ارشاد ہو بجا لاویں آپ
کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا، آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم خاطر جمع رکھو
اللہ تعالیٰ کافی ہے، کچھ فتنہ و فساد نہ ہوگا، آخر الامر فقیر محمد خاں
صاحب نے یہ پچھلا پیام معتمد الدولہ کو پہنچایا اور یہ کہا کہ سید صاحب
نے یہ فرمایا ہے کہ منع کرنے کا طریق اور تھا اگر کہتا کہ تم میری رعیت
ہو میرے شہر سے چلے جاؤ، اس میں تجھ کو کچھ عذر و حیلہ نہ تھا اور
یہ کیا بات کہ کلمۃ الحق لوگوں کو تعلیم نہ کرو، یہ بات اہل اسلام کے خلاف
ہے، طالب خدا کا سنی ہو یا شیعہ جو میرے یہاں آوے گا میں اس کو
سکھاؤں گا اور یہ بھی فرمایا کہ تم معتمد الدولہ کے نوکر ہو اور میرے مرید
تم کو میری طرف سے اجازت ہے کہ بروقت جنگ و فساد کے تم
میرے ساتھ نہ ہونا انہیں کی طرف ہونا یا کسی طرف نہ ہونا الگ

Marfat.com

رہتا، یہ تمام گفتگو زبانی خان ممدوح کے سُن کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے سید صاحب اور ان کے ساتھ کے علما بڑے حقانی اور خاندانی ہیں، تب خان موصوف نے حضرت کے آبا اور اجداد کے فضائل اور کمالات بیان کئے، اور مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل کے بزرگواروں کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ ذکر کئے کہ ایسے تھے، یہ سُن کر نواب معتمد الدولہ اپنے دل میں نادم ہوا اور کہا کہ ان کی دعوت کرنی چاہیئے اگر وہ قبول کریں، خیر، فقیر محمد خاں کو بھیجا کہ ہماری طرف سے ان کی دعوت کر آؤ، لیکن شرط یہ کہ کوئی ان کے لوگ ہمارے یہاں ہتھیار باندھ کر نہ آویں خان ممدوح نے کہا کیا مضائقہ ہے کوئی ہتھیار لے کر نہ آویں گے اور اگر لاوینگے تو باہر ڈیوڑھی پر رکھوا دینگے، پھر خان صاحب موصوف حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور پیام دعوت لائے، آپ سُن کر تبسم کرنے لگے اور فرمایا کہ دعوت کا تکلف کرنا کیا ضرور، انہوں نے کہا اب تو آپ قبول کریں، فرمایا بہتر چلیں گے، پھر دوسرے روز

Marfat.com

شام کو نواب صاحب ممدوح نے سواریاں بھیجیں، ہاتھی ہی گھوڑے
اور پینسیں بھی، حضرت اپنے لوگ لیکر گئے اور ان کی ڈیوڑھی پر
پہرے والوں کے ہتھیار سپرد کر دئے، اور اندر ایک چبوترے پر فرش
بچھا تھا جاکر سب بیٹھ گئے اور وہیں نواب معتمد الدولہ کے پاس
تاج الدین حسین خاں اور سبحان علی خاں کمیوہ اور فقیر محمد خاں
رسالدار اور منڈو خاں رسالدار وغیرہم حاضر تھے، اور حضرت
کی مہمانداری اور خدمتگزاری میں مصروف، اس وقت سبحان علی خاں
کمیوہ نے مولانا عبدالحئی صاحب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے باب میں کچھ سوال کیا، مولانا صاحب سُن کر دیر تک سکوت میں
رہے، اکثر جانبین کے لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید جواب مولانا صاحب
کو نہ آیا بعد اس کے سر اُٹھا کر فرمایا کہ سبحان علی خاں صاحب
کیا پوچھتے ہو، انہوں نے پھر وہی سوال کیا مگر وہ علمی گفتگو تھی
مجکو یاد نہیں ولیکن اس طرح کی تقریر کی کہ سبحان علی خاں
لاجواب ہو گئے اور سوائے آمنا وسلمنا کچھ کہتے نہ بن پڑا

Marfat.com

پھر معتمد الدولہ نے کہا کہ اب گفتگو موقوف کرو ہاتھ دھلاؤ
کھانا کھلاؤ، پھر ہاتھ دھلا کے کھانا دھرا گیا اور ہر قسم کا
کھانا نہایت نفیس اور مکلف تھا اور ہر کسی کے آگے تین چار آدمی
کا کھانا تھا اور یہ اجازت دی کہ ہر کوئی اپنے حصہ کا کھا ہے
چاہے کھائے چاہے لیجائے، مگر سب نے وہیں جو کچھ کھایا سو کھایا
باقی چھوڑ دیا، نواب نے پوچھا کہ اپنا اپنا حصہ تم نے کیوں نہ لیا، لوگوں
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں کہ کھا کر باقی باندھ لیویں، جس خدا نے اب
کھلایا ہے وہی کل بھی کھلاویگا، نواب نے فقیر محمد خاں سے کہا کہ یہ تو
کوئی عجب قسم کے لوگ ہیں، ہم نے اس قسم کے لوگوں کی مجلس آج
مجلس دیکھی، پھر وقت رخصت کے پانچ ہزار روپے حضرت کے نذر
کئے، آپ نے کتنا ہی انکار کیا کہ نہ لیں مگر نواب نے نہ مانا آخر کو
قبول کئے، پھر نواب ممدوح نے کہا میں آپ سے خلوت میں دو چار
باتیں کرتا، فرمایا کہ اس وقت رات زیادہ گئی ہے ہمارے لوگوں
کو تکلیف ہوگی ہم دو چار دن میں بریلی کو جاوینگے اس طرف آپ سے
ملاقات کرتے جاوینگے، تب باتیں کر لینا عرض کیا بہت خوب، پھر آپ وہاں

Marfat.com

وہاں سے ٹیکہ پر تشریف لائے حافظ نجو خاں حضرت
علیہ الرحمۃ کے پرانے یار تھے یعنی نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر ظفر
پیکر میں جب تھے تب سے آشنائی تھی اور فقیر محمد خاں صاحب بھی وہیں
تھے سو جب والی لکھنؤ کی سرکار میں فقیر محمد خاں بہادر کا زیادہ
عروج ہوا، تب حافظ نجو خاں کو صاحب ممدوح نے آشنا قدیم اپنا
سمجھ کر نوکر رکھ لیا اور پندرہ روپے ماہوار کیا اور اپنے اصطبل
اور کبوتر خانہ کے جو داروغہ تھے ان پر ان کو داروغہ کیا اور حافظ
نجو خاں کے ایک بھانجے محب اللہ خاں سترہ اٹھارہ برس کے تھے ان کو
سات روپے ماہوار کر کے اپنی اردلی میں رکھ لیا، حافظ صاحب ایک
روز محب اللہ خاں کو حضرت کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ لڑکا آپ کو دیتا
ہوں اور اپنا حال بیان کیا، کہ جب میں نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر سے نوکری
چھوڑ کر رامپور میں اپنے گھر آیا تو محب اللہ خاں اور اس کی ماں اور خالہ
کو زندہ پایا اور سب مر گئے تھے، یہ سن کر حضرت نے محب اللہ خان
کو بہت پیار کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں تب تک تم ہمارے پاس

Marfat.com

کھانا کھایا کرو، سو وہ ہر روز فقیر محمد خان کی سواری دربار میں
پہنچا کر ٹیلہ پر حضرت کے پاس آتے اور وہیں رہتے اور کھانا کھاتے
اور سواری کے وقت پھر جاتے، ایک بار کئی شخص جوان کے ہم عمر
تھے پوچھنے لگے کہ محب اللہ خاں تم کو رامپور چھوڑے کتنی مدت
ہوئی اور یہاں فقیر محمد خاں بہادر کے کب سے نوکر ہو کہا آٹھ برس
سے رامپور جانے کا اتفاق نہیں ہوا اور نو برس کی عمر تھی جب
وہاں سے نکلے تھے اور کچھ زیادہ ایک سال سے یہاں نوکر ہیں، یہ
حال ہم لوگوں نے حضرت سے کہا، پھر ایک روز حضرت نے محب اللہ
خاں سے پوچھا کہ تم کتنی مدت سے اپنے گھر نہیں گئے، کہا آٹھ
برس سے، فرمایا کیوں نہیں جاتے ہو عرض کیا کہ نہ اتنا خرچ
میسر ہوتا ہے نہ ہم جاتے ہیں، فرمایا کس قدر خرچ ہو جو گھر جاؤ
کہا کم سے کم دو سو روپے تو ہوں، فرمایا کہ تمہارے ماموں حافظ
بخو خاں تمہی اس خرچ میں جاوینگے، کہا نہیں ان کے لئے جدے ہزار
روپے ہوں تب ان کا جانا ہو، فرمایا کہ جاؤ حافظ صاحب کو
ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور پوچھو کہ تم اپنے گھر رامپور

Marfat.com

جانا چاہیئے ہو یا دعا منظور ہے، محب اللہ خاں نے جاکر کہا کہ حضرت
یوں فرماتے ہیں، حافظ صاحب محب اللہ خاں کو ساتھ لئے ہوئے
ٹیکہ پر حضرت کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب
آپ نے کیوں تکلیف کی، عرض کیا کہ محب اللہ خاں نے جاکر آپ کی
طرف سے یوں کہا اس سبب سے خدمت شریف میں حاضر ہوا، فرمایا
کہ ہاں یہی بات ہے سو آپ کیا چاہتے ہیں گھر جانا یا دعا کرانا کہا
گھر جا کے کیا کروں، میں تو آپ کی دعا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا
میں مجکو سوا اپنے کسی کا محتاج نہ کرے اور آخرت میں اپنے عذاب
سے بچا وے، آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ ہمارے قدیمی آشنا
ہیں اور آپ نے ہم سے کسی بات کا سوال نہیں کیا سو ہم آپ کے
واسطے دعا کرینگے، اب آپ تشریف لیجائیے، پھر حافظ نجو خاں
وہاں سے فقیر محمد خاں صاحب کی چھاونی کو گئے یہ نہیں معلوم
کہ حضرت نے کب ان کے لئے دعا کی مگر آٹھ دس روز کے بعد
ایک دن حافظ صاحب محب اللہ خاں کو ساتھ لئے اور

Marfat.com

اور ایک گٹھری کپڑوں کی بغل میں دبائے ہوئے آئے اور
حضرت کے آگے دھری، آپ نے پوچھا اس میں کیا ہے، کہا آپ
کی دعا کی برکت سے پانسو سواروں کی رسالداری فقیر محمد خاں
صاحب نے محب اللہ خاں کو دی ہے اور دو روپے روز نوکری
کی ہے اور یہ محب اللہ خاں کو خلعت ملا ہے سو میں نے کہا کہ آپ
کی نذر کر دوں، حضرت یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ
خلعت ہم نے قبول کیا اور اپنی طرف سے محب اللہ خاں کو دیا
اور ابھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ اُمید ہے کہ محب اللہ خاں کی زیادہ
ترقی ہو، محب اللہ خاں نے کہا کہ حضرت میں تو آپ کے ساتھ
جہاد کو چلوں گا مجھکو یہ نوکری نہیں پسند ہے، آپ نے فرمایا
کہ حافظ صاحب تمہارے ماموں بوڑھے ہیں تم ان کی خدمت
میں رہو اور نوکری کرو، جب ہم جہاد کو جاوینگے اور وہاں سے
اور لوگوں کو بلائیں گے تم بھی آنا، پھر جب لکھنؤ سے حضرت بریلی
کو گئے تب وہاں خبر آئی کہ محب اللہ خاں کے پچیس سو روپے
روز ہوئے، پھر کچھ روزوں میں سفر حج کو گئے اور وہاں

Marfat.com

سے مع الخیر آکر جہاد کو گئے اور وہاں سے مجکو ہندوستان میں بھیجا
میں لکھنؤ میں آیا محب الدخاں سے ملاقات ہوئی تب پانچ سو
روپے روز تھے، پھر جب میں ہندوستان سے ولایت کو گیا اور دوسری
بار پھر مجکو ہندوستان کو بھیجا اور میں لکھنؤ میں آیا حافظ نجو
خاں سے ملاقات ہوئی محب الدخاں کو پوچھا انہوں نے کہا
علاقہ خیرآباد میں فلاں گڑھی لڑتے تھے سو وہاں محب الدخاں
ہمارے شہید ہوئے جب حضرت علیہ الرحمۃ لکھنؤ سے
بریلی کو کوچ فرما ہوئے اکثر لوگوں کو آپ نے روانہ کر دیا کہ قندا ریوں
کی چھاؤنی میں چل کر ٹھہریں اور آپ چند لوگوں سے نواب معتمد الدولہ
کی ملاقات کو گئے آپ نے لوگوں کو ڈیوڑھی پر کھڑا کر دیا اور آپ
فقیر محمد خاں رسالدار کے ساتھ اندر گئے، نواب ممدوح سے ملاقات
ہوئی کوئی دو گھڑی تک آپس میں گفتگو رہی، مگر مجکو نہیں معلوم
کہ وہ باتیں کیا تھیں مگر یہ بات البتہ میں نے سنی تھی کہ معتمد الدولہ
نے کہا کہ حضرت میں آپ کے سامنے بُرے کاموں سے توبہ
کرتا ہوں اور اپنے دل سے میں سنی ہوں مگر والیِ شہر شیعہ ہے،

Marfat.com

اس سبب سے میں سفیت اپنی ظاہر نہیں کرسکتا ہوں آپ نے
فرمایا توبہ کرنا تو سب بُرے کاموں سے بہتر ہے، مگر اس کام سے
توبہ کرو جو بیچارے غریبوں محتاجوں کے زبردستی گھر کھدواتے
ہو یہ مردم آزاری سب سے بُرا کام ہے، انہوں نے اقرار کیا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ اب کسی کا مکان بے راضی کئے ہوئے اور بے واجبی قیمت دئے
نہ کھدیگا بلکہ چند مکانوں کی پیمائش ہو چکی تھی ان کو بھی موقوف
رکھا، پھر جب حضرت رخصت ہوئے تو اپنی گھوڑی کہ بہت
بلند تھی جس پر اس دن سوار تھے مع بچہ نواب معتمد الدولہ کو دی
اُنہوں نے لینے اس کے میں عذر کیا اور کہا آپ کو میرے اصطبل سے
جو دو چار گھوڑے پسند ہوں تو آپ کی نذر ہیں، آپ کی گھوڑی
لینی مجھے کب مناسب ہے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھوڑے لیے
تو مجکو منظور نہیں مگر اپنی گھوڑی تم کو دیونگے، پھر آپ نے وہ
گھوڑی مع بچہ ان کو دے کر وہاں سے فقیر محمد خاں کے مکان
میں آئے وہاں کھانا اول سے تیار ہو رہا تھا اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ تناول فرمایا اور فقیر محمد خاں صاحب سے فرمایا کہ

Marfat.com

اب ہم رخصت ہوتے ہیں، انہوں نے عرض کیا کہ آج یہاں
تشریف رکھئے کل چھاؤنی کو جائیے فرمایا کہ وہاں بھی بہت لوگوں
سے ملنا اور رخصت ہونا ہے، اب رہنے کی تکلیف دو، پیر خاں صاحب
ممدوح نے اپنے خریطہ سے نکال کر دو اشرفیاں نذر دیں، آپ نے
لے کر مجھکو دیں اور فرمایا کہ ان کو بیدار کھنا، پھر آپ نے ننگے سر ہو کر دعا
کی اور فرمایا فقیر محمد خاں بھائی تم میرے آشنا ہو اور قدیم سے میرے
حال کے واقف، اور میں تمہارا حال جانتا ہوں باوجود اس کے مجھکو لحاظ
آیا کہ اس وقت میں تم سے کچھ مانگوں سو تم نے آپ ہی بے مانگے چھوڑنا
تھا دیا اگر تم اس وقت چار دیتے اشرفیاں ہوتیں خواہ روپے خواہ
پیسے کوئی چار عدد ہوتے تو پھر تم اس کا حال دیکھتے مگر خیر یہی تقدیر
میں تھا اب انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی یا کل یا پرسوں دیکھنا تمہارے
لئے کیا ترقی اقبال کی ہوتی ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ارشاد ہو
تو دو اشرفی اور لاؤں فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے وہ وقت جاتا رہا
پھر وہاں سے رخصت ہو کر قندھاریوں کی چھاؤنی کو چلے راہ
میں ایک شخص پیر بخش نام غلام حسین داروغہ کے قریبوں میں

Marfat.com

تھے ملے اور آپ کو ہُرا نے لگے کہ آپ کی آج دعوت ہے، آپ نے عذر کیا کہ اب دعوت معاف رکھیے مجکو جانا ضرور ہے رہنا نہیں ہو سکتا، پھر انہوں نے بیعت کی اور دو اشرفیاں نذر کیں اور کئی آدمیوں اور نے بھی بیعت کی اور سب نے موافق مقدور کے نذر دی پھر پیر بخش نے عرض کی کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ، مفسدوں کے شر فساد سے محفوظ رکھے اور والی لکھنؤ کے رتبہ خانے کے وہ داروغہ تھے اور داروغہ غلام حسین اور ان کے درمیان عداوت تھی انہیں کے فساد کا ان کو خطرہ تھا آپنے ان کے لئے دعا کی اور ایک روپیہ واسطے برکت کے دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو شر و فساد حاسدوں کے سے مامون رکھے مگر تم اپنا نام بدل ڈالو یہ نام بُرا ہے، پھر وہاں سے قندھاریوں کی چھاؤنی کو گئے وہاں سب سے ملے، پھر آصف زماں خاں اور ان کے بھائی محمد زماں خاں جو امجد خاں کے ماموں تھے آئے اور عرض کی کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری عاقبت بخیر کرے اور دنیا تو بہر صورت گذر جاوے گی اس کا اندیشہ ہم کو چنداں نہیں ہے اور آصف زماں کا خاں کا بیٹا

Marfat.com

سد خاں تھا اس کو بھی آپ کے زیر دکیا کہ اس کے لئے بھی کریں پھر
آپ نے تینوں کے لئے دعا کی، پھر رات کو آپ اسی چھاؤنی میں رہے پچھلی
رات سے کوچ کیا نماز صبح کی ہم سب نے راہ میں پڑھی، لکھنؤ سے
سات کوس دولت گنج تھا وہاں جا کے اترے کھانے پکانے کی تدبیر
کرنے لگے قریب ڈھائی سو آدمیوں کے تھے اور سوا من کھچڑی پکانی
ایک دیگ میں تیس سیر اور دوسری میں بیس سیر کی تھی، پھر حضرت
سے پوچھا کہ حکم ہو تو دو دیگ کھچڑی اور پکالیں اور دو دیگ جو
تیار ہے تب تک لوگوں کو کھلانا شروع کریں، آپ نے فرمایا کہ
اور کھچڑی پکانا کیا ضرور ہے لوگوں کو کھلا دو اگر آٹھ دس آدمی
باقی رہ جاوینگے پھر دیکھ لینا عرض کیا کہ اگر آپ کی دعا سے اس
کھچڑی میں اتنے لوگ کھاویں تو عجب نہیں والا موافق قاعدہ کے تو
اگر دو دیگ اور پکے گی اس میں بھی پورا نہ پڑیگا فرمایا انشاء اللہ
تعالیٰ اسی کھچڑی میں سب شکم سیر ہو کر کھا دینگے اور جو آدینگے وہ
کھا دینگے اور اس میں سے بھنڈارے کو بھی دیدینگے پھر ہم لوگوں نے بعد
نماز ظہر کہلانا شروع کیا عصر تک سب کھا چکے، آٹھ دس لوگ

Marfat.com

باقی رہے، اس عرصہ میں آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آئی ہے دیکھو تو کوئی سوار لکھنؤ سے تو نہیں آتا چار پانچ آدمی سرا کے باہر دیکھنے لگے کہیں کوئی نظر نہ آیا، انہوں نے آکر آپ سے عرض کیا کہ ہم کو تو کوئی سوار نظر نہیں آتا، آپ نے ایک لحظہ سکوت کر کے پھر فرمایا کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آتی ہے جا کر دیکھو کوئی سوار ضرور آتا ہے، پھر وہ لوگ جا کے دیکھنے لگے تب تو بہت دور سر راہ ایک غبار سا نظر آیا مگر تمیز نہیں ہوتی تھی کہ کیا ہے، آکر یہ حال آپ سے عرض کیا فرمایا کہ جاؤ دیکھو سوار ہی آتا ہے، پھر لوگ گئے اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ البتہ کوئی سوار آتا ہے پھر کچھ دیر وہاں توقف کیا یہاں تک وہ سوار نزدیک آیا تو معلوم ہوا کہ مولوی سید محمد صاحب ہیں سید حمید الدین صاحب کے سالے، یہ خبر حضرت کو کی فرمایا ان کا گھوڑا جا کے پکڑو وہ ہمارے پاس آویں پھر جا کے ایک شخص نے ان کا گھوڑا پکڑا وہ آپ کے پاس آئے سلام علیک کیا اور خط فقیر محمد خاں رسالدار کا دیا، آپ نے فرمایا کہ بھائی صاحب خط لانا کیا ضرور تھا تم تو خود بجائے خط کے ہو پھر وہ خط پڑھا گیا اور زبانی حال انہوں

Marfat.com

نے بیان کیا کہ کل کی رات جب آپ قندھاریوں کی چھاونی میں
تھے تب معتمد الدولہ بہادر کے یہاں سے فقیر محمد خاں بہادر کو خلعت
ہوا دس ہزار روپے ملے اور ہاتھی پالکی شملہ مندیل دوشالہ سپر
تلوار سوا اس کے اور بہت اسباب ملا پہلے تین سو روپے کا مشاہرہ تھا
اب ہزار روپے گا اور پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے کا حکم دیا کہ
نوکر رکھ لو اور پرگنہ محمدی کا علاقہ ہوا، حضرت علیہ الرحمۃ یہ حال
سُن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابھی تو یہ شروع ہے انشاء اللہ
تعالیٰ آگے کو دیکھنا ان کے واسطے کیسی ترقی ہوگی، مولوی سید
محمد صاحب نے کہا کہ کچھ میرے واسطے بھی اپنی طرف سے بطور سفارش کے
خاں صاحب بہادر کو ایک خط لکھوا دیویں، آپ نے فرمایا بہت خوب
اور مولوی سید محمد صاحب خان ممدوح کے یہاں سواروں میں بیس روپے
کے نوکر تھے اور نوکری چاکری چوکی پہرہ معاف تھا، پھر آپ نے
خاں صاحب کو لکھا کہ یہ مولوی سید محمد صاحب ہمارے بھائی ہیں ان کو
اچھی طرح سے رکھنا فقط اور فرمایا بھائی صاحب کھچڑی تیار ہے
اب کھالو پھر شام کو ہمارے یہاں کھانا نہ پکے گا پھر وہی کھچڑی مولوی

Marfat.com

صاحب اوران کے سیئس نے اور آٹھوں دس ہمارے آدمیوں نے
کھائی اور جو بچی وہ بھیارے کو دی پھر مولوی صاحب رات بھر
وہیں حضرت کے پاس رہے صبح کو حضرت نے ان کو طرف لکھنؤ کے
رخصت کیا اور آپ بریلی کو روانہ ہوئے شام کو جاکے حسن گنج
میں رہے وہاں کے اٹھ ساتھ خیر وعافیت کے تکیہ میں داخل ہوئے
اور تمام عزیز واقربا اور یار وآشنا سے ملے تمام ہوا احوال مختصر سفر
لکھنؤ کا

ایک روز حضرت الموسین علیہ الرحمۃ اپنے تکیہ کی مسجد میں
مولانا عبدالحئی اور مولانا اسمٰعیل اور بہت صاحبوں کے سامنے فرمانے لگے
کہ ایک رات میں اپنے مکان میں بیٹھا تھا کہ الہام الٰہی سے مجھکو معلوم
ہوا کہ فلانے سمندر میں ایک جہاز بسبب کم پانی کے تباہ ہوتا ہے سو تو
جلد جاکر اس کو گہرے پانی میں کردے اس کی نجات ہم نے تجھ پر رکھی
ہے میں نے عرض کی کہ الٰہی میں تن تنہا وہاں جاکے کیا تدبیر کروں حکم ہوا
کہ تدبیر تیری کچھ نہیں ہم کو خود اس کا نکالنا ضرور ہے تو فقط اپنی
پشت اس میں لگا کے زور سے ڈھکیل دے ہم اپنے حکم سے اس کو
بہا دینگے اس کے لوگ ہلاکی سے نجات پاوینگے اور ہم تیرا درجہ

Marfat.com

بڑھا دینگے، پھر میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ تمام لوگ اس جہاز کے
واویلا اور نالہ و فریاد مچا رہے ہیں کہ اب ہلاک ہوئے اب ہلاک
ہوئے اور سب اپنی اپنی تدبیر کر رہے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا
پھر میں نے بسم اللہ کر کے اپنی پشت لگا کے زور کیا وہ جہاز وہاں
سے گہرے پانی میں جا رہا تمام لوگ اس کے شناش ہو گئے اور خوشی کرنے
لگے، میں وہاں سے اپنے مکان کو آیا، پھر اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا
کہ اسی طرح کا ذکر ہے کہ ایک روز سید محمد واضح سید عبید الباقی
کے دادا سے مسجد میں بیٹھے کئی طالب علموں کو پڑھا رہے تھے یکبارگی
ننگے پاؤں جلد دوڑ کے کپڑوں سمیت اس ندی میں کود پڑے
گلے تک پانی تھا اور بہت دیر تک غوطہ لگائے رہے پھر جب اس میں
سے نکلے مسجد میں آئے تمام کرتہ پارہ پارہ ہو گیا تھا شاگردوں
نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ تھا آپ نے کئی بار ان کو ٹالا مجھ
حال نہ بتایا جب وہ اس بات کے ذرپے ہوئے تب فرمایا کہ ایک
جگہ سمندر میں اس وقت ایک جہاز تباہ ہو رہا تھا مجکو الہام الٰہی
ہوا کہ تو جلد اس ندی میں پھاند اور غوطہ لگا کر اس جہاز کو تباہی

Marfat.com

سے بچا، پھر میں نے جا کر غوطہ لگایا اور آنکھ کھولی تو اس جہاز کے پاس آپ کو پایا پھر اپنی پشت سے اس کو ڈھکیلا وہ گہرے پانی میں چلا گیا میں ادھر آیا اور یہ کرتا وہیں زور کرنے میں پھٹ گیا یہ معاملہ تھا

ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ مع تمام رفقا اپنے مسجد میں قریب پھر دن چڑھے کے بیٹھے تھے کہ ایک قاصد نواب معتمد الدولہ کا آیا اور خط نواب ممدوح اور فقیر محمد خاں بہادر کا لایا اور آپ کو دیا دونوں خطوں کے لفافوں پر تاریخ اسی روز کی لکھی تھی، آپ نے دیکھ کر پوچھا کہ ان میں تاریخ تو آج ہی کی ہے اس نے کہا ہاں آج ہی کی ہے میں سو کوس دن بھر میں چلتا ہوں اگر آپ اس وقت اس کا جواب لکھ دیں تو آج ہی پہنچا دوں پھر وہ دونوں خط پڑھے گئے حاصل مطلب دونوں کا ایک ہی تھا یعنی جو حضرت علیہ الرحمۃ شہر لکھنؤ میں تشریف لے گئے اور کئی مہینے رہ کر چلے آئے بعد آپ کے آنے کے یہ خبر غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو ہوئی نواب معتمد الدولہ کو فرمایا کہ ہماری شہر رائے بریلی کے ایسے بزرگ صاحب کمالات اتنے روزوں رہے اور ہزاروں آدمی ان کے مرید ہوئے اور ان کی ذات سے مستفید ہوئے اور صدہا

Marfat.com

کرامتیں ان کی لوگوں نے دیکھیں بڑے افسوس کی جائے ہے
کہ تم نے ہم کو اطلاع نہ کی اب جس صورت سے بنے ان کو جلد بلاؤ
اور ہم سے ملاؤ' سو آپ کے بلانے کو دو خط لکھے تھے' آپ نے
اپنے لوگوں سے فرمایا کہ اس امر میں کیا صلاح دیتے ہو' انہوں نے
عرض کی جو آپ کے خیال شریف میں آوے وہی ہماری صلاح ہے
آپ نے فرمایا کہ میں تو بالفعل کسی صورت سے جانے کا نہیں اس لئے کہ
وہاں جانے میں کچھ فائدہ نظر نہیں آتا میری صلاح تو یہ ہے کہ
اب آگے تم جانو جو کچھ تم بہتر جانو وہ کہو' انہوں نے کہا کہ اگر آپ
نہ جائیے تو مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بھیجئے کہ
وہ حاکم وقت ہے ان کے جانے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نصیب
کرے والا چند روز رہ کر چلے آویں گے آپ نے فرمایا کہ خیر یوں ہی
سہی مگر وہاں کچھ ہونا نہیں ہے' آخر الامر یہی جواب لکھا گیا کہ
بالفعل ہمارا آنا تو کسی طور نہیں ہوتا مگر انشاء اللہ تعالیٰ دس پندرہ روز
میں مولانا عبدالحئی اور مولانا اسمٰعیل صاحب پہنچیں گے پھر وہ قاصد
جواب لے کر روانہ ہوا ادھر کئی روز کے بعد مولانا عبدالحئی اور

Marfat.com

مولانا اسمٰعیل صاحب کے بھیجنے کی تیاری ہوئی، پھر پچیس آدمیوں سے لکھنؤ کو روانہ کیا، جب وہ وہاں پہنچے نواب معتمد الدولہ کو خبر ہوئی ایک مکان میں اتارا، پھر غازی الدین حیدر والیِ لکھنؤ کو اطلاع کی کہ جہاں پناہ نے جو بریلی کے سید صاحب کو یاد فرمایا تھا سو وہ تو کچھ عذر سے نہیں حاضر ہوئے مگر مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل کو اپنی طرف سے بھیجا ہے سو شہر میں اترے ہیں، انہوں نے پچیس روپیہ روز کا کھانا مقرر کیا سو پکا ہوا کھانا دونوں وقت خوانوں میں آنے لگا، اس میں بعضے شخصوں نے مولانا عبدالحئی صاحب سے کہا کہ اس کھانے سے تو نقدی آپ کرلیں تو بہتر ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم کو اس بات سے کچھ غرض نہیں چاہیں وہ کھانا بھیجیں چاہیں نقدی، پھر وہاں پندرہ سولہ روز رہے مگر والیِ لکھنؤ سے ملاقات نہ ہوئی فقیر محمد خاں رسالدار اور منڈو خاں رسالدار درمنشی چھنگا ایک روز پوشیدہ کہنے لگے کہ سبحان علی خاں اور تاج الدین حسین خاں وغیرہ نے اس امر میں بہت روپے رشوت نواب معتمد الدولہ کو دئے ہیں کہ جہاں پناہ سے ان کی ملاقات نہ ہونے پاوے والا ایک ہی ملاقات میں جہاں پناہ کو بہ سنی کر ڈالینگے پھر تمام شہر کے

Marfat.com

اہل تشیہ اہل تسنن ہو جاوینگے سو تو اب معتمد الدولہ نے جہاں پناہ
کے خدمتگار سے جو شراب اور بھنگ پلاتا ہے تاکید کہہ دیا ہے کہ جبتک
سید صاحب کے دونوں مولوی شہر میں رہیں تب تک جہاں پناہ
کسی وقت ہوش میں نہ آنے پاویں، سو یہاں کا تو حال یہ ہے
اب آپ کو اختیار ہے چاہیں رہیں اور چاہیں جائیں، آپ نے کہا اب
رہنا ہمارا بے فائدہ ہے اور صبح کو نواب معتمد الدولہ سے لے ملے اور
بے خبر کئے بریلی کو چلدئے اور آگے سب حال حضرت علیہ الرحمۃ نے
بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم اول ہی کہتے تھے کہ وہاں جانے سے
کچھ فائدہ نہ ہوگا آخر کو وہی ہوا تکیہ کے اتر طرف
جو چھوٹی باغ مشہور ہے جس میں سید محمد اسحٰق صاحب کی قبر ہے اس
کے کنارے جو پختہ کواں ہے اسی کوئیں کا پانی حضرت امیر المومنین علیہ السلام
کے واسطے میں بعد نماز عشا کے لایا کرتا تھا، ایک بار میں پانی بھر نے
چلا برسات کا موسم اور نہایت اندھیرا تھا اور قطرہ افشانی
بھی ہو رہی تھی، جب میں کوئیں پر پہنچا وہاں سے تھوڑی دیر ادھر کا
ایک کھیت تھا، اس میں کچھ گھڑ بڑاہٹ معلوم ہوا جیسے اندر کوئی

Marfat.com

ہے، مجکو وہم ہوا کہ اس میں گیدڑ ہیں یا چور ہیں یا جن ہیں کیونکہ یہ جگہ
ہی اکثر وہاں رہتے تھے، میں نے دل میں کہا کہ جو میں اس میں گھڑا ڈالوں
ایسا نہ ہو تب تک کوئی دیو بھوت آ پہونچے اور کچھ ایذا پہنچا دے
اس وقت شور کرنا بھی مناسب نہیں لوگ کہینگے ڈر گئے کچھ دیر تک
یہی پس وپیش میں کیا کیا پھر خدا پر توکل کرکے میں نے گھڑا
کوئیں میں ڈالا اور پہر نکالنے کا ارادہ کیا اس میں دو تین شخص آ
پہنچے اور مجھ پر حملہ کرنے لگے میں نے رسی کا سرا گھمایا کہ خبردار نزدیک
آؤگے تو مارونگا وہ ہنستے بھی تھے اور مجکو دھمکاتے بھی تھے پھر وہاں
سے اسی کھیت میں چلے گئے، میں نے جلد گھڑا نکال کر کوئیں پر رکھدیا
اور کھیت کی طرف میں گیا کہ دیکھوں تو کون لوگ ہیں مگر سوائے کھڑکھڑاہٹ
کے اور کچھ معلوم نہ ہوا، پھر میں گھڑا لے کر تکیہ تمیمی آیا شیخ رحم علی سے
میں نے کہا کہ یہ گھڑا عبدالقیوم یا اور کسی کے ہاتھ حضرت کے پاس
بھیجا دو اور امان اللہ خاں سے میں نے اپنا تمنچہ اور تلوار مانگی انہوں
نے کہا اس وقت کیا کروگے میں نے کہا میں کہیں جاؤنگا وہ مجھ سے
پوچھنے لگے کہ کچھ سبب تو بتاؤ، شیخ لطافت مسجد میں تھے یہ گفتگو

Marfat.com

سُن کر وہاں آئے اور کہا کچھ حال تو بتاؤ کہاں جاؤ گے میں نے
وہ تمام قصہ ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں بھی چلوں گا میں نے
کتنا ہی منع کیا نہ مانا تلوار بندوق لیکر میرے ساتھ ہولئے جاتے
جاتے وہیں پہنچے وہ ہمارے جانے سے اس ارہر کے کھیت کے باہر
نکل گئے ہم نے ان کا پیچھا کیا پھر کئی مشعلیں سامنے نظر آئیں اور ان
کی روشنی میں بڑے بڑے قد آور لوگ معلوم ہونے لگے، میں نے شیخ لطافت
سے کہا بندوق مارو جیسے اُنہوں نے بندوق سامنے کی وہ لوگ مشعلوں
سمیت غائب ہوگئے، پھر ہم وہاں سے پھیرے واپسی طرف پندرہ بیس
مشعلیں لئے لوگ معلوم ہوئے اور کچھ شور و غل سنائی دینے لگا مگر
سمجھ میں کوئی کلام نہ آتا تھا، پھر لطافت نے بندوق سامنے
کی پھر وہ سب غائب ہوگئے، میں نے شیخ لطافت سے کہا یہ معاملہ
اپنے قابو کا نہیں اب یہاں سے چلو، پھر ہم دو تو تکیہ پر آئے اور
سو رہے، صبح کو لوگوں نے ہمارے جانے کا حال حضرت سے عرض کیا
آپ نے اکیلے ہو کر مجھ سے پوچھا کہ رات تم کہاں گئے تھے کیا
معاملہ تھا، میں نے اول سے آخر تک سب حال جو تھا عرض

Marfat.com

کیا، آپ نے فرمایا اگر تم ان سے یہ کہتے کہ میں سید صاحب کے لئے پانی لینے آیا ہوں تو کوئی تم کو نہ چھیڑتا، میں نے کہا کہ ان کو کیا نہیں معلوم تھا کہ آپ کے واسطے پانی لینے آتے ہیں فرمایا کہ بے کہے ان کو کیا خبر کہ کس کے لئے پانی لینے آئے ہیں خیر اب تم وہاں پانی لینے نہ جایا کرو لوہانی پور کے پاس جو بلند خاں کا پرانا کواں ہے اس میں سے لایا کرو، میں نے پوچھا کہ وہ کواں کس جگہ ہے، فرمایا اس روز آم کا باغ خریدنے کو گئے تھے اور اسی کوئیں پر ہم کھڑے تھے، میں نے کہا وہ کواں تو خشک معلوم ہوتا ہے، میاں عبداللہ نے کہا کہ ایک طرف کچھ تھوڑا سا پانی ہے، کبوتر اڑانے کو جو ڈیلے ہم نے ڈالے تھے سو ایک طرف کچھ پانی کی آواز معلوم ہوتی تھی، پھر میں نے میاں عبداللہ کے ساتھ ڈولچی لیکر وہاں گیا اور دیکھا تو پانی بھرا تھا، پہر ڈولچی بھر کر نکالی تو مع ڈولچی تین ہاتھ رسی تر ہوتی تھی، پہر وہ پانی ہم دونوں حضرت کے پاس لائے اور کہا کہ اس کوئیں میں تین ہاتھ پانی ہے، آپ نے فرمایا کہ ڈولچی نیچے تک پہونچی ہوگی اس میں پانی اس سے زیادہ

Marfat.com

ہے، اب کی یار جانا تو ڈولچی میں کوئی اینٹ یا بھاری کنکر رکھ
کر ڈالنا تب اندازہ پانی کا معلوم ہوگا، پھر میں رات کو بعد
نماز عشا کے گیا اور ڈولچی میں اینٹ رکھ کر ڈالا تو ہاتھ بھر پانی
تھا، میں نے آکر حضرت سے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ اس وقت
تو تین ہاتھ پانی نہ تھا اور اب نو ہاتھ ہے اور دو چار روز
پہلے اس میں کچھ پانی نہ تھا شاید کچھ ایک طرف پانی تھا یا نہ تھا
آپ نے فرمایا کہ اس بات کا چرچا کسی سے نہ کرنا اللہ تعالیٰ میں سب
قدرت ہے چاہے بھرے کوئیں کو خشک کردے اور چاہے خشک
کو بھر دے

جب پہلی بار حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
تکیہ سے کانپور کو تشریف لے گئے تھے تب جاتے وقت سورامئو
میں اترے تھے، آپ کو سن کر شمشیر خاں اور اللہ بخش خاں اور شیخ
رمضان اور مہربان خاں واسطے ملاقات کے آئے اور وہ چاروں
شخص بڑے بڑے لمبے جوان تھے، آپ ان کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ ایسے جوان ہمارے کام کے ہیں پیرزادے
لوگ ہمارے کام کے نہیں ہیں اور بہت تعریف کی وہ آپ کا

Marfat.com

اخلاق دیکھکر خوش ہوئے کہ ہم غریب آدمی ہیں چار روپے
کے سپاہی آپ ہماری اس طرح تعریف کرتے ہیں، پھر حضرت نے
فرمایا کہ اب تو ہم کانپور کو جاوینگے ادہر سے آتے وقت دیکھا جائیگا
ادہر اتفاق پڑے نہ پڑے مگر جب تم ہماری خبر پاؤ کہ تکیہ پر
آئے ہیں تب وہاں تم ہمارے پاس آنا، انہوں نے اقرار کیا کہ ہم
ضرور آوینگے، پھر وہاں سے آپ کانپور کو تشریف لے گئے پھر جب
وہاں سے معاودت تکیہ پر تشریف آئے آپ کی خبر پاکر وہ چاروں
صاحب آپ کی خدمت فیض رحمت میں جاکر حاضر ہوئے اور چند
روز وہاں رہے، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی چھت پر ٹہل
رہے تھے وہیں ان چاروں صاحبوں کو بلایا وہ جاکر حاضر ہوئے فرمایا
کہ آج ہم تم کو مرید کرینگے اور مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا
کہ وہ جو ہماری پگڑیاں دھری ہیں لاؤ انہوں نے حاضر کیں پھر
آپ نے ان چاروں صاحبوں سے بیعت لی پھر اس کے ایک ایک
پگڑی ہر ایک کو سفید ہوائی سوا اس کے کچھ مہین کپڑا اور کچھ موٹا
ہر ایک کو اور یہی عنایت کیا اور مولوی محمد روح سے روپے منگوا کر

Marfat.com

چاروں کو دس دس روپے دئے بعد اس کے ایک ایک زر سرخ
واسطے برکت کے اور دیا اور فرمایا ساتھ اس لفظ کے کہ اس کو خرچ نہ
کرنا اس سے اور بہت روپے پیدا ہونگے، پھر ان کے واسطے دعا کی اور چاروں
کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جہاد میں اپنا کام تم سے بہت لیگا، پھر مہربان خاں
سے کہا کہ تم سے اللہ اور کام لیگا اور ان تینوں سے اور کام لیگا اور وہ
دونوں کام خدا ہی کی خوشامندی کے ہونگے، پھر وہ چاروں آپ سے رخصت ہو کر
اپنے مکانوں کو گئے اور چند روز میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کھانے پینے سے
آسودہ حال اور فکر معاش سے فارغ البال کر دیا اور کچھ روزوں
اپنے یہاں رہ کر پھر تکیہ پر آئے اور آپ کے ساتھ سفر حج کو گئے اور
وہاں سے آکر جہاد کو گئے، مہربان خاں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
متعلقوں کی خدمت کے واسطے سندیلہ میں رہے، پھر وہاں سے ان کے
ساتھ شہر لوٹ تک میں آئے اور اب تک کہ سن بارہ سو چوستر ہجری
ہیں خوش و خرم کھاتے پیتے چین کرتے ہیں اور وہ تینوں صاحب
اول چھاپے میں اکوڑی کے شہید ہوئے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے ہزار روپے لکھنؤ میں فقیر محمد خاں

Marfat.com

بہادر کے پاس لیکر امانت کے دہرے تھے' آپ نے مجھ سے فرمایا کہ دہلی
سے روپے لے آؤ' میرے پاس ایک بڑا تیز گام یابو تھا اُسی پر سوار
ہوکر میں بریلی سے لکھنؤ خان صاحب ممدوح کے پاس گیا اور حال کہا
اور وہ روپے لئے اور تین روز وہاں رہا جس روز میں چلنے لگا تو وہ
روپے میں نے یابو کے آدھے ایک طرف رکھے اور آدھے دوسری طرف
اور دوسو روپے ان روپوں کے سوا اور کسی کے تھے وہ میں نے کمر میں باندھے
اور اس وقت کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہوگا' خاں صاحب بہادر نے
مجھ سے کہا کہ دن بہت آیا ہے اور منزل دور ہے آج رہ جاؤ کل سویرے
چلے جانا' میں نے کہا کہ رہونگا تو نہیں آج ہی جاؤنگا' انہوں نے
کہا خیر اگر جاتے ہو تو آج بجنور میں رہنا اور ہمارا خط لیتے جاؤ
اور ہمارا فلانا عامل ہے اس کو دینا اور وہ سید صاحب کا مرید بھی
ہے تم کو آرام سے رکھیگا' پھر خاں صاحب بہادر کا خط لیکر میں
روانہ ہوا قبل وقت عصر کے میں بجنور میں اس عامل کے پاس پہنچا
اور وہ خط دیا' انہوں نے بہت خاطر داری کی اور کچھ کھانا کھلایا
اور کہا کہ رستہ خطرہ کا ہے اور دن تھوڑا ہے آج یہاں آرام

Marfat.com

سے میرے پاس رہو کل چلے جانا، میں نے کہا ابھی دن زیادہ ہے
چلا جاؤنگا، پھر میں وہاں سے چلا دو ڈھائی کوس ایک بستی تھی
وہاں پہنچا اسی دن وہاں کی بازار بھی تھی اور ایک چبوترے پر اترا
اور کپڑے وہ روپے کھولے ان میں سے واسطے خرچ کے میں نے ایک
روپیہ نکال کر خرچ کیا اور کچھ پیسوں کا گھوڑے کے واسطے مصالح
لیا اور باقی پیسے آگے کے خرچ کو رہنے دئے، پھر میں اپنے دل میں
ڈرا کہ لوگوں نے میری کمر کے روپئے دیکھے ہیں خدا خیر کرے، اس وقت
مجھہ سے یہ حرکت بیجا ہوئی میری کمر میں دو تین تھے وہیں
میں نے دونوں کو خالی کر کے پھر بھرا اس واسطے کہ دیکھنے والوں کو
خوف ہو کہ یہ بھی ہتھیار اس کے پاس ہے، پھر میں سوار ہوا وہاں سے
چلا ڈھاک کا جنگل کئی کوس کا ملا اور میرے دل میں وہی دغدغہ
تھا کہ بازار میں میرے روپے لوگوں نے دیکھے ہیں ایسا نہ ہو کسی نے
پیچھا کیا ہو یکایک داہنی طرف آگے چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
آدمی سپر تلوار باندھے میری جانب چلا آتا ہے، میں نے اپنے دل
میں جانا کہ یہ بھی کوئی مسافر ہوگا پھر آتے آتے نزدیک آیا

Marfat.com

اور میرے ساتھو پیچھے پیچھے چلنے لگا اور مجھہ سے کہا میاں جی کہاں سے آتے ہو اور کس کے نوکر ہو' میں نے کہا فقیر محمد خاں بہادر کے مکان سے آتا ہوں اور میرے یابو کا بانات زین پوش تھا پھر کہا کہ میاں جی تمہارا زین پوش بہت اچھا ہے یہ تم مجھے دے ڈالو' میں نے کہا تجکو کیوں دوں' میں نے اپنے شوق کے واسطے بنایا ہے' میں نے جانا کہ یہ مجھہ سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے بیشک راہزن ہے اور عجب نہیں کہ دوسرا کوئی اور بھی کہیں اس کے ساتھ کا ہو' میں نے اپنا تمنچہ کمر میں ہاتھ ڈال کر چڑھایا اس کی آواز چٹ چٹ سن کر وہ چونکا اور میری طرف دیکھنے لگا مگر اس کو تمنچے کا حال معلوم ہوا پھر مجھہ سے زین پوش مانگنے لگا اور میں وہی جواب دیتے ہوئے یابو کو ہانکے چلا جاتا تھا اس میں ایک آدمی نے ایک ڈھاک کے درخت کے نیچے سے نکل کر مجھہ پر لٹھ چلایا وہ لٹھ میرے گھٹنے میں لگا قریب تھا کہ میں اس کے زور سے گر پڑوں' مگر خدا نے بچالیا میں نے جلد تمنچہ نکال کر اس پر فیر کیا وہ اسی جگہ مردار ہوا رہا وہ دوسرا میں نے اس کو للکارا خبردار تیرا کیا ارادہ ہے وہ حواس باختہ ہوکر ہاتھ جوڑنے

Marfat.com

لگا کہ میاں جی میں مسافر ہوں اس کے ساتھ کا نہیں ہوں
اُس نے جیسا کیا دیسا پایا اور میرا ساتھ چھوڑ کر وہیں رہا اور میں
آگے چلدیا جنگل سے نکل کر ایک جگہ پہنچ کر کے نماز عصر پڑھی اور آفتاب
قریب غروب کے تھا پھر میں آگے چلا ایک جگہ جا کر مغرب پڑھا پھر
سوار ہوا جاتے جاتے وقت عشا کے ایک بستی میں پہنچا بھٹیارے سے
ملہدی لیسوا کر گرم کروا کے گھٹنے میں لگائی اس نے کہا اس وقت
کوئی کہتا تھا کہ فلانی جگہ رستے میں ایک آدمی مارا گیا ہے میں نے
کہا کیا عجب ہے مارا گیا ہوگا تو سرا کا پھاٹک بند کرلے کوئی کھلوا دے
میری بے اطلاع کے مت کھولیو اس نے جانا شاید ان سے کہیں جھگڑا
ہوا ہے مگر وہ مجھ سے پوچھ نہ سکی، پھر میں نے روٹی پکوائی اور کھا
کر چارپائی پر لیٹ گیا دیر تک اسی خیال سے نیند نہ آئی شاید
کوئی چار گھڑی رات پھر میں سویا ہونگا پھر صبح کو کوئی چار کوس
حسن گنج تھا وہاں جا کر سرا میں اترا اور اپنے گھٹنے کو خوب سینکا
اور اس روز وہیں رہا، دوسرے دن قبل دوپہر کے تکیہ پر آیا، حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا یہ گھٹنے میں کیا ہوا

Marfat.com

میں نے کہا کہیں راہ میں چوٹ آگئی آپ چپ ہو رہے اور لوگوں سے
پوچھا کہ سنا ہے کہ رستے میں کوئی قزاق مارا گیا کہیں تم سے تو نہیں
واقعہ ہوا میں نے کہا تم کو کیونکر ثابت ہوا کہ مجھ سے یہ واقعہ ہوا اسی
طور بہم گفتگو کر کے میں چپ ہو رہا دوسرے دن حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی
چھت پر بیٹھے تھے وہیں مجھکو بلا کر پوچھا کہ اب بتاؤ یہ تمہارے گھٹنے میں
کیونکر چوٹ لگی، میں نے وہ تمام قصہ اول سے آخر تک عرض کیا آپ
نے میرا گھٹنا ٹٹولا اور اس پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ شفا دیگا
اور اس کی خیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی روز مجھکو معلوم ہو گئی
تھی کہ رستے میں تم پر کچھ صدمہ واقع ہوا اس بات سے مجھکو تردد
ہوا پھر جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ اس کو مع الخیر تیرے پاس پہنچا دینگے
پھر آپ چھت سے اتر کر مسجد میں اپنی جگہ معمولی پر بیٹھے، لوگ آکر
حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ وہ جو رستے میں آدمی مارا گیا ہے اس
کا حال ان سے پوچھو اس کو انہیں نے مارا ہے وہ قزاق تھا
لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں نے وہ تمام ماجرا اول سے آخر
تک بیان کیا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ بامراد

Marfat.com

سفر شاہجہانیا دے مع الخیر آئے اور سلیم شبان کو تکیہ پر تشریف
لائے جمیع کو سب نے روزہ رکھا اس ماہ مبارک میں حضرت علیہ الرحمۃ
کی توجہ سے نمازیں اور مراقبہ میں طرح طرح کے انوار خیر و برکت کے
ہر کسی کو موافق استعداد کے حاصل ہوئے، بعد انقضائے شہر رمضان
رفتہ رفتہ ان انوار فیض آثار میں تنزل واقع ہونے لگا یہاں تک کہ
بہ نسبت کے اول کے بڑا تفاوت پڑ گیا سب کو تردد ہوا ایک دوسرے
سے اپنے حال کی شکایت کرنے لگے، اس میں قریب چار مہینے گذر گئے
آخر کو سب آپس میں مشورہ کر کے ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس گئے اور یہ حال عرض کیا، آپ نے سن کر کچھ جواب نہ دیا
پھر بعد چودہ پندرہ روز کے سب نے مل کر عرض کیا پھر آپ چپ
رہے کچھ نہ بولے پھر کوئی پندرہ روز کے بعد ایک دن آپ
نے خود لوگوں سے پوچھا کہ بھائیو وہ جو دو بار تم نے ہم سے
سوال کیا تھا آج پھر بیان کرو اس وقت ایک دوسرے کا منہ
دیکھتا تھا اور کوئی جواب نہ دیتا تھا پھر بتکرار آپ نے پوچھا
مگر کوئی نہ بولا آپ نے مولوی یوسف صاحب سے فرمایا

Marfat.com

کہ یوسف جی وہ حال جو دو یار بھائیوں نے ہم سے پوچھا تھا اور
جو حال کہ اب ان دنوں بھائیوں کا ہے دریافت کر کے ہم سے کہو
پھر مولوی صاحب موصوف نے چند لوگوں سے جدا ہی اور اکیلے ہی
پوچھا اُنہوں نے کہا کہ آپ بھی تو ہم میں شریک ہیں کیا آپ
کو نہیں معلوم ہے کہ رمضان المبارک میں جو انوار خیر و برکت کے
نماز اور مراقبہ میں ہم لوگوں کو حاصل تھے چار مہینہ کے عرصہ میں
دسواں حصہ بھی باقی نہ رہا تھا مگر اب پندرہ سولہ روز یہ نسبت
رمضان المبارک کے دوسری صورت انوار کی خیر و برکت دو چند
بلکہ سہ چند ہر کسی کو ہو گئی یہ حال ہے اسی سبب سے کسی نے جواب نہ
دیا، پھر مولوی صاحب ممدوح نے جا کر یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ
سے گزارش کیا، آپ نے فرمایا کہ یوسف جی جس بات کا بھائی
لوگوں نے دوبارہ ہم سے سوال کیا تھا سو ان دنوں دوسرا کام اس
سے افضل ہمارے درپیش ہے اب اس کی طرف ہمارا دل مشغول
وہ کام کون ہے یعنی کوشش جہاد فی سبیل اللہ کی اس کے سامنے
اس حال کی کچھ حقیقت نہیں ہے اس واسطے وہ کام یعنی تحصیل

Marfat.com

علم سلوک اس کام کے تابع ہے' اگر کوئی تمام دن روزہ
رکھے اور تمام رات زہد و ریاضت گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے
پیروں پر ورم آجائے' اور دوسرا شخص نیت جہاد سے ایک ساعت
رات یا دن کو رنجک اڑا دے کہ مقابلہ کفار میں آنکھ تہ جھپکے
تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہ پہنچے گا اور وہ کام اس
وقت کا ہے جب اس کام سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ
سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نماز یا مراقبہ میں معلوم ہوتی
ہے وہ اسی کار و بار کے طفیل سے ہے کہ کوئی بھائی جہاد کی
نیت سے تیر اندازی کرتا ہے کوئی بندوق لگاتا ہے کوئی
چھری گدکا کھیلتا ہے کوئی ڈنڈ پیلتا ہے اگر ہم اس کام کی
اس وقت تعلیم کریں تو یہ بھائی لوگ اس کام سے جائے
رہیں اور یوسف جی تم خود اپنے ہی حال کو خیال کرو کہ گردن
ڈالے ہوئے ایک سکوت کے عالم میں رہتے ہو اسی طرح
اور لوگ بھی کوئی کمل اوڑھے مسجد کے کونے میں بیٹھا
ہے کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے کوئی جنگل میں

Marfat.com

جاکر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کے کنارے میں گڑھا کھود کر
بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا دشوار
ہے، تم ہمارے بھائی لوگوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کاروبار میں
دل لگاؤ یہ تمہارے واسطے اس سے بہتر ہے، پھر مولوی محمد یوسف
صاحب نے بھی تقریر ان لوگوں سے جاکر کی کہ حضرت یوں ارشاد
کرتے ہیں سب نے کہا حضرت علیہ الرحمۃ کا فرمانا ہم کو منظور
ہے اب ہم اسی کام میں مشغول ہونگے مگر اب کی باری یہ بھی ہماری
طرف سے عرض کرو کہ وہ حالِ اول جس قدر ہم لوگوں میں
اب باقی ہے اگر اسی قدر رہے تو بھی غنیمت ہے اور آگے جو
حضرت کو منظور ہو وہ ہم کو منظور ہے، مولوی صاحب موصوف نے حضرت
سے یہ ہی عرض کیا کہ ہمارے بھائی لوگ یوں کہتے ہیں، آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہر طرح کی اپنی نعمتیں انعام فرمائی
ہیں، بھائی لوگ جو یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ حال جس قدر ہے
اسی قدر ہم میں باقی رہے یہ تو فقط سو پچاس ہی آدمی
ہیں اگر ان کے علاوہ سکیڑوں بلکہ ہزاروں شخص ہوں

Marfat.com

خیاب الٰہی سے محکم قوی ہے کہ اگر میں فضل الٰہی سے کوشش کروں
تو ان سے بہتر حال ان سب کا ہو جاوے سو یوسف جی تم بھائیوں
سے کہو کہ اس بات کا مشورہ حاجی عبدالرحیم صاحب سے کر کے ہم کو
اطلاع کرو پھر جیسا ہو گا ویسا ہم کہیں گے، پھر مولوی صاحب نے
لوگوں سے کہا کہ آپ یوں فرماتے ہیں وہ سب مل کر حاجی صاحب
ممدوح کے پاس گئے اور اس اپنے سوال کی گفتگو کی اور کہا کہ آپ اس
امر میں کیا بات مناسب جانتے ہیں، حاجی صاحب وہ تقریر سن کر
اپنا حال بیان کرنے لگے کہ جب محکم حضرت علیہ الرحمۃ سے بیعت
نہ تھی اور اپنے مشائخ کے طور طریق پر تھا اور حلقہ کشی کرتا تھا
اور جو کی روٹی کھاتا تھا اور موٹے کپڑے پہنتا تھا اور صدہا
مرید میرے تھے اور جو کوئی طالب درویشی کا میرے پاس آتا
اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا اور جو
کوئی اپنے مطلب کے لئے دو چار کوس یا ایک دو منزل لیجانے
کی درخواست کرتا تو للہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت
کا یہ طور تھا اگر وہ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر

Marfat.com

ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آتا اور بعضی بعضی باتیں مجھ میں اس سے
بھی بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے
مریدوں میں بھی بعضے بعضے صاحب تاثیر تھے باوجود ان سب باتوں کے
جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور میں پہنچایا اور مجھ
سے ملایا اور مجھکو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت
کی اور ان کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھکو یہ خیال
ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری موت بری ہوتی، پھر
میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے
ہو تو اب دوسرا کے ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور جو
نہ کرے گا وہ جانے میں نے آگاہ کر دیا ہے اس کا مواخذہ روز
قیامت کے مجھ سے نہیں، پھر سب نے دوسرا کے بیعت کی سو میں نے
تمام اس عیش و آرام اور ناموس و نام کو ترک کر کے سید صاحب
کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی، اینٹیں بھی
ڈھوتا ہوں دیوار بھی اٹھاتا ہوں گھاس بھی چھیلتا ہوں لکڑی
چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنے فضل سے جو اس کاروبار کی بدولت مجکو نعمت دی اور خیر و
برکت عطا کی اس کے دسویں حصہ کے برابر اس اول معاملات کی تمام
خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ
محنت کیوں اختیار کرتا سو بیری تو صلاح اس بات میں یہ ہے کہ
تم سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرماویں
اسی کو مانو اور اس میں اپنی بہتری جانو اور اپنی رائے ناقص کو دخل نہ دو
پھر اس تقریر کو حاجی صاحب سے سن کر لوگ چپ رہے اور جو کچھ حاجی
صاحب نے فرمایا مان لیا اور پھر اپنے سوال کا مذکور نہ کیا اور کاروبار
جہاد میں مشغول ہوئے پھر ماری بھی کرتے تھے تیر اندازی بھی کرتے تھے
چوزنگ بھی لگاتے تھے جتنے فن سپہ گری کے ہیں سب کی مشق کرتے تھے اور
وہ کارخانہ توجہ اور مراقبہ کا بالکل ترک دیا

جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سفر لکھنؤ سے تکیہ پر تشریف لائے
قصبہ رائے بریلی میں دیدار بخش نام ایک مخنث تھا ایک اور مخنث کو
اپنے ساتھ لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آیا اور

Marfat.com

عرض کی کہ ہمارے بھائی بندوں نے لکھنؤ سے ہم کو لکھا کہ رائے بریلی
کے سید صاحب ہمارے طائفہ کے چار آدمیوں کو یہاں سے ورغلا کر اپنے ساتھ
لے گئے ہیں سو تم جس طور سے بنے ان کو یہاں پہنچاؤ بغیر ان کے ہمارا
طائفہ بگڑ گیا ہے سو اس واسطے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں
کہ آپ ان چاروں شخصوں کو عنایت فرماویں اس واسطے کہ وہ ہمارے
ہی کام کے ہیں آپ کا ان سے کوئی کام نہیں نکلنے کا' آپ نے دیر تک
نظر ہدایت اثر سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ ہم تو کسی کو بھی زور سے
اپنے پاس بلاتے نہیں اور جو کوئی آپ سے آتا ہے اس کو ہم رد کرتے بھی نہیں
مگر اس کو ہم حکم خدا اور رسول کا سنا دیتے ہیں آگے اس کو اختیار ہے
چاہے مانے چاہے نہ مانے اور وہ تو لکھنؤ میں فقیر محمد خاں رسالدار کے
یہاں ہیں اگر تمہارے سمجھائے سے مانیں تو ان کو وہاں سے لیجاؤ اور
ان کے بھائیوں میں پہنچاؤ ہم تم کو اس بات سے مانع نہیں ہیں پھر
وہ رخصت ہوا اور کہا کہ میں کسی وقت پھر حاضر ہونگا' آپ نے کہا
کہ تم ضرور کسی وقت ہمارے پاس آؤ' پھر جب وہ چلا گیا تب

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ہم کو سمجھانے کو آیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے
خود اس کو سمجھا دیا' اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ آپ آکر تائب ہو گا پھر کئی
روز کے بعد دیدار بخش آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس دن
آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس دن آپ کے پاس ان کو لینے کے
لئے آیا تھا اور منظور الٰہی یوں تھا کہ مجکو اس نے توفیق توبہ کی عطا
فرمائی' آج میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کر آیا ہوں اور میرے دل میں
اس بات کا یقین ہوا کہ حقیقت میں آپ ہی کا طریق حق ہے اور سب غلط
پھر آپ نے اس سے بیعت لی' اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی ہدایت دی کہ
جبتک آپ تکیہ پر رہے اکثر آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوا کیا
اور نماز جمعہ تکیہ کی مسجد کی بلا عذر اس نے کبھی ناغہ نہ کی' تب سے
سن بارہ سو بہتر ہجری تک مجکو اس کا حال معلوم ہے کہ نماز جمعہ تکیہ
کی مسجد میں پڑھتا ہے اور جو کوئی ادھر سے یہاں لوٹنک میں آتا
ہے تو مجکو ضرور سلام کہلا بھیجتا ہے اب ایک سال اس کی خبر مجکو نہیں
ملی جب حضرت علیہ الرحمۃ سفر لکھنؤ سے تکیہ پر تشریف
لائے بعد کئی مہینہ کے مولوی سید محمد صاحب پانچ ہزار روپے

Marfat.com

کی سنہڈوی فقیر محمد خاں بہادر کے پاس سے حضرت کے واسطے لائے
اور خاں صاحب ممدوح کا ایک خط، خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ
آپ کی دعا کی برکت سے نواب معتمد الدولہ کی سرکار سے دوتمدار میرے واسطے
اس قدر ترقی ہوئی اور فلانے فلانے پرگنے چکلہ داری ملے اور جو میں
نے آپ کی جناب ہدایت مآب میں شکرانہ بھیجا ہے اس کو آپ قبول
فرماویں اور سوا اس کے اور بھی کچھ حال ہوگا مگر وہ محکم نہیں معلوم
حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ کا خط ہمکو پہنچا
کیفیت اس کی معلوم ہوئی اور جو بات آپ سے ہم نے وقت
نذر دینے کے کہی تھی یعنی خدا اور رسول کے موافق تم جبتک چلے
جاؤگے روز بروز تمہارے اقبال کی ترقی رہیگی اس بات کو
خوب یاد رکھنا اور آپ نے جو نذرانہ بھیجا ہے وہ آپ کے
پاس واپس آتا ہے اس واسطے کہ ہم نے آپ کے لئے للہ فی اللہ
دعا کی تھی کچھ نذرانہ کی اُمید سے نہیں کی تھی اور اس بات
سے کچھ اپنے دل میں کدورت نہ لانا فقط
فقیر محمد خاں بہادر مرحوم کے نکاح میں ایک کسبی تھی اس پیروہ

Marfat.com

نہایت ظریفیتہ اور عاشق تھے، قضائے الہٰی سے وہ مرگئی اس کے
غم میں نواب صاحب موصوف کا یہ حال ہوا کہ گھڑیوں بلکہ پہروں اس کی
قبر پر بیٹھے رویا کرتے اور اس کی قبر پر بوسہ بھی دیتے، سوائے
گریہ وزاری کے کوئی کام نہ تھا، تو اب معتمد الدولہ کے دربار میں اور
وہاں کی آمد و رفت بہت روزوں تک ترک کردی، یہ خبر تو اتر زبانی
معتبر لوگوں کے تکیہ پر حضرت علیہ الرحمۃ کو پہونچی، آپ کو بڑا رنج ہوا
کہ یہ تو بہت بری بات ہے اس میں ان کی دین و دنیا دونوں کا ضرر ہے
پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارا خط لے کر واسطے ماتم پرسی کے جاؤ
اور جو ہم زبانی پیام کہہ دیں وہ ان کو پہنچانا اس لئے کہ وہ تمہارے
قدیم آشنا بھی ہیں، تم بے تکلف ان سے کلام کروگے، میں نے کہا کہ میں
حاضر ہوں، جب ارشاد ہو تب چلا جاؤں، اس میں خط لکھنے میں ایک
دو روز کا عرصہ گذرا، میں نے عرض کیا کہ میرے ساتھ کوئی پڑھا
قابل آدمی ہوتا کہ وہ آپ کی طرف سے ان کو وعظ و نصیحت کی کہتا
خوب ہوتا، آپ نے فرمایا کہ بات تو تم نے بہتر کہی مگر کس کو
ساتھ کریں، میں نے کہا جس کو آپ کی خوشی ہو پھر آپ نے

Marfat.com

مولوی محمد یوسف کو میرے ہمراہ کیا پھر ہم دونوں ایک اونٹ
پر سوار ہو کر ٹکھنو کو گئے اور جا کر قند ھاریوں کی چھاؤنی میں
میر احمد علی صاحب کے پاس اترے، رات بھر وہاں رہے صبح کو
ہم دونوں خاں صاحب بہادر کے پاس چلے، جب وہاں پہنچے تو دیکھا
حاطے کے پھاٹک کے دونوں طرف پہرے والے ننگی تلواریں لئے
کھڑے ہیں اور کوئی بیس رہ بیس قدم کے فاصلہ سے اندر حاطے
کے محب اللہ خاں حافظ نجو خاں کے بھائی سواروں سے قواعد لے رہے
ہیں، ہم کو تردد ہوا کہ اب اندر کیونکر جاویں، اس میں قواعد لیتے
لیتے محب اللہ خاں کا منہ ہماری طرف ہوا، میں نے پکار کر سلام
کیا انہوں نے پہچانا اور جواب سلام کا دیا اور ہم کو اندر بلایا
اور پہرے والوں سے کہا ان کو آنے دو، پھر ہم دونوں اندر
حاطے کے چلے گئے، انہوں نے ایک آدمی سے کہا ان کو خاں صاحب
بہادر کے پاس پہنچا آؤ، پھر وہ آدمی خاں صاحب بہادر
کے سامنے لے گیا، ڈیوڑھی کے سامنے ایک چبوترے پر
خاں صاحب کئی امیروں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے ہم

Marfat.com

دونوں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا، چبوترے کے نیچے مونڈھے
بچھے تھے ہم ان پر بیٹھے، آپ خیر و عافیت پوچھی اور کہا کیونکر آنا ہوا،
میں نے کہا سید صاحب نے واسطے ماتم پرسی کے بھیجا ہے اور حضرت کا خط
میں نے ان کو دیا اور کہا کچھ زبانی پیام بھی ہے وہ الگ آپ سے عرض
کرونگا، پھر مجھ سے پوچھا کہ تم اترے کہاں ہو میں نے عرض کیا میر احمد علی
کے پاس قندھاریوں کی چھاؤنی میں، فرمایا بستر یہیں اٹھا لاؤ، میں نے
عرض کیا کہ وہ بھی آپ ہی کا مکان ہے، فرمایا بہتر یہیں بستر رہنے دو
مگر کھانا یہاں کھائیو، پھر وہ چبوترے سے اترے دو تین قدم کے
فاصلہ سے ایک طرف کرسی بچھی تھی اس پر بیٹھے، وہیں وہ خط پڑھا
اور زبانی حال پوچھا، میں نے عرض کیا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ
یہاں ہم نے کئی شخصوں کی زبانی سنا ہے کہ آپ ان دنوں بسبب غم
فراق اپنی بی بی کے قبر پر بیٹھے رہتے ہیں اور بوسہ بھی دیا کرتے ہیں اور
آہ و نالہ کیا کرتے ہیں اور نواب صاحب کے دربار میں جانا موقوف
کر دیا ہے، اول تو ہم کو آپ کی طرف سے یقین نہیں کہ ایسی حرکت

Marfat.com

نامناسب کرتے ہوں' دوسرے اگر یہ بات صحیح ہے تو بہت بُرا ہے کہ دین
ودنیا دونوں کا اس میں نقصان ہے فرمایا کہ کہنے والوں نے صحیح کہا ہے
یہ سب باتیں ٹھیک ہیں آج تک میرا یہی حال ہے' میں نے عرض کی کہ سیدنا
کواب کی بار جب آپ نے نذر دی تھی انہوں نے آپ کو نصیحت کی تھی
کہ موافق فرمانے خدا ورسول کے چلے جانا کوئی کام خلاف شرع عمل
میں نہ لانا اس میں تمہاری دنیا ودین دونوں کا فائدہ ہوگا سو
دنیا کا فائدہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ تب سے کس قدر آپ کی دولت
وحشمت کی ترقی ہوئی اوران دنوں جو یہ امر خلاف شرع آپ
سے ظہور میں آیا اس کا یہ ثمرہ پایا کہ دین ودنیا دونوں کا نقصان ہوا
دین کا نقصان تو یہ کہ جو حرکت خلاف شرع آپ سے سرزد ہوئی
اس کی خبر اسرا خدا کے نزدیک دیکھا چاہیے کہ کیا ہوا اور نقصان دنیا
ظاہر ہے کہ نواب معتمد الدولہ کی دربا داری اور وہاں کی آمدرفت آپ نے
موقوف کردی اگر نہ کرتے تو اب تک خدا جانے کیا کیا فوائد دنیا آپ
کو حاصل ہوتے' فرمایا کہ بھائی صاحب سچ کہتے ہو مگر میں کیا کروں کچھ ایسا
غم فراق سے میرے دل پر غفلت کا پردہ پڑ گیا کہ ان بھلا برا کچھ نہ سوجھا
اور جو کچھ آج تک ماتم پرسی کو آیا بے صبری کے کلام کرے مجکو رلایا

Marfat.com

سو تمہاری طرح تسکین و تسلی کی بات کسی نے نہ کی، اب مجکو اپنے
خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت گویا خود جناب سید صاحب مجکو
سمجھا رہے ہیں اور انہیں کی توجہ اس وقت مجھ پر پڑ رہا ہے کہ وقعۃً اُن
باتوں سے وہ پردہ میرے دل کا دور ہو گیا اور اپنی اس حرکت
ناشائستہ کی قباحت مجکو نظر آنے لگی، سو اب میں توبہ کرتا ہوں کہ
انشاء اللہ تعالیٰ بار دیگر پھر ایسا کام نہ کرونگا، میں نے کہا کہ سید صاحب
نے جو فرمایا تھا سو میں نے آپ سے عرض کیا، اب مولوی محمد یوسف صاحب
آپ سے کچھ کلام کرینگے. اس کو خیال فرمائیے، پھر مولوی صاحب نے
کئی آیتوں اور حدیثوں کا وعظ فرمایا خاں صاحب بہادر آبدیدہ
ہوئے اور اپنی خطا کا اقرار کیا اور دوسرا کے لفظ توبہ زبان پر لائے
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب ایسی حرکت خلاف شرع نہ ہو گی اور ہم دونوں
سے فرمایا چند روز ہمارے یہاں رہو، ہم نے عرض کی کہ ہم کو جانا
ضرور ہے، فرمایا کچھ روز تو ٹھہرو، ہم نے عرض کی بہتر ہے بان چار
دن اور ہم رہ جاوینگے، پھر اس کے دوسرے دن تو اب معتمد الدولہ
کا چوبدار آیا اور خبر لایا کہ کل نواب صاحب بہادر آپ کے

Marfat.com

یہاں ماتم پرسی کو تشریف لاوینگے، یہ سُن کر خاں صاحب بہادر نے سامان
ان کے آنے کا تیار کیا اور سوا لاکھ روپے کا چبوترہ بنوایا، پھر دوسرے روز
نواب صاحب ممدوح بڑے تجمل سے آئے دو گھڑی ٹھہرے پھر رخصت ہو گئے
اور وہ سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ ان کے خدمتگاروں چوبداروں وغیرہ
مستحقوں نے آپس میں تقسیم کر لیا، پھر اس کی صبح کو خاں صاحب بہادر نواب
صاحب کے دیدار کو گئے دوسرے روز پھر گئے اس دن ہاتھی پالکی وغیرہ خلعت
ہوا اور تین لاکھ روپیے نقد ملے اور ڈیڑھ ہزار روپے کا مشاہرہ ہوا اور
ایک رسالہ سواروں کا اور کسی پرگنہ کی چکلہ داری بھی ملی، جب دربار سے
شاد و بامراد اپنے مکان پر تشریف لائے ہم دونوں مبارکباد دینے گئے اور
میں نے عرض کی کہ خاں صاحب خیال کیجئے کہ ابھی کسی عمل کی نوبت نہیں
آئی فقط زبان سے اپنی حرکت ناشائستہ سے توبہ فرمائی ہے اس برکت کا
ثمرہ آپ کو حاصل ہوا اور اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں فرمایا سچ
کہتے ہو یہی بات ہے یہ تمام سید صاحب کی دعا کی برکت ہے اور ابھی دو
چار روز اور رہو ہم نے عرض کی کہ اب تو ہم جاوینگے، پھر رخصت
ہو کر دونوں تکیہ کو روانہ ہوئے اور آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے

Marfat.com

تمام کیفیت عرض کی حکایت جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
علیہ الرحمۃ سفر با ظفر لکھنؤ سے مراجعت فرما کر تکیہ پر تشریف لائے اور
کچھ یا زیادہ ایک سال وہاں رونق افروز رہے ان ایام مبارک فرجام
کا یہ واقعہ ہے کہ کئی روز تک ہم لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کے چہرہ مبارک
کو کمال بشاش دیکھا مگر کسی نے اس کا سبب معلوم نہ کیا اور نہ آپ
سے پوچھا' ایک روز آپ ہی حضرت علیہ الرحمۃ فرمانے لگے کہ فلانی رات
کو میں اپنے مکان کے کوٹھے پر طرف مغرب کے سر کئے ہوئے چارپائی پر
لیٹا تھا اس وقت محبوب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایات بے غایات کا تصور
بندھا کہ اے پروردگار عالم کسی کسی تو نے اپنے بندوں کو انعام عطا فرمائے
ہیں اور کیا کیا رتبے ان کو دئے ہیں کسی کو ابدال کا رتبہ دیا کسی کو
غوث و قطب کیا' اگر مجھ خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی کسی رتبۂ عالی سے
ممتاز اور سرفراز فرمائے تو تیرے نزدیک کچھ دور نہیں ہے اسی وقت جناب
قادر ذوالجلال لایزال سے الہام ہوا کہ ہم نے تجھ کو بھی اپنی نعمتوں سے
دیا ہے اور ابھی اور دیونگے' ہمارا ایک بندہ ملک شام میں ہے تو
اس کی ملاقات کو جا اور وہ قطب الاقطاب ہے اس کی حیات ابھی سات
تین برس باقی ہیں بعد وفات اس کی کے وہ بھی رتبہ ہم تم کو عطا کرینگے پھر

Marfat.com

میں اسی وقت حکم الہٰی سے ملک افغانستان اور خراسان اور ایران کی
کوہستان کی سیر کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ملک شام میں ان کے مکان قیض
آستاں پر پہنچا وہاں ایک نالہ جاری تھا اس کے کنارے ایک بلند پشتے پر
مٹی کی چھوٹی چھوٹی دیواروں کے کئی گھر گھاس سے چھائے ہوئے تھے اور
جوان گھروں کے صحنوں کی چھوٹی چھوٹی دیواریں تھیں ان پر پتیاں گھاس
کی پڑی ہوئی تھیں سو انہیں گھروں میں ایک گھر تھا کہ اس میں وہ حضرت
عالی منزلت والامرتبت رونق افزا تھے اس وقت ان کی خدمت سراپا برکت
میں چھ آدمی اور بھی حاضر تھے اور وہ ان کے مریدوں میں تھے یا عزیزوں
میں یا عزیز و مرید دونوں طرح سے فیضیاب تھے لیکن بہر تقدیر وہ سب کے سب
ولی اللہ تھے اور وہ بزرگ باشان ستر گ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور قدرت
سے باطن میں نہایت بڑے رتبہ کے تھے اور اس تمام ملک شام میں ان کے
کمالِ عرفان اور کمالِ بزرگی سے کوئی آگاہ نہ تھا الا من شاء اللہ اور
ظاہر میں حلیۂ نورانیہ اور شمائل پر فضائل یہ رکھتے تھے کہ قد شریف چھوٹا بدن
لاغر چہرہ نہایت زیبا اور حسین اور خوبصورت اور بال ریش مبارک
ان کی کے تھوڑے سے ذقن شریف پر تھے اور چہرہ سعادت بہرہ

Marfat.com

کمال نورانی تھا ایک تو صورت نہایت پاکیزہ اور خوب تھی دوسرے
انوار عبادت و ایمانی و عرفانی و نسبت مع اللہی کے چہرے پر بہت ہی
تابانی اور درخشانی تھی اور اسم شریف ان کا قطب الدین تھا پہر
میں ان کی شرف ملاقات سے مشرف ہوا مگر حال اس کا اللہ تعالیٰ
کو معلوم کہ انہوں نے مجھ پر التفات کم فرمائی جو خلق لائق شان
ان کی کے تھا وہ ظہور میں نہ آیا اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ
محبکو تو تم سے سوائے طلبی راہ اللہ تعالیٰ کے اور طلب رضائے اس جل علی
کے اور کچھ غرض نہ تھی میرے ساتھ جس طرح چاہو پیش آؤ اور سوائے
ان چھ شخصوں مذکور کے چالیس بندگان غیبی خاصان خدا نظر عوام سے
پوشیدہ اور یہی ان کے پاس حاضر تھے کہ اللہ تعالیٰ جس اپنے بندۂ خاص کو
مرتبہ قطب ارشاد کا عنایت فرماتا ہے اُس کے ہمراہ یہ جماعت سراپا
برکت چالیس اپنے خاص بندگان غیبی کے بھی متعین فرماتا ہے، پہر جب میں
ان سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو چلا تو ساتھ فرمان عالیشان حضرت
یزداں جل وعلا کے ستر۷۰ شخص ان چالیس بزرگوں میں سے میرے
ساتھ معین ہو کر میری رفاقت میں میرے ہمراہ آئے پہر

Marfat.com

جناب الٰہی سے یہ بھی بشارت مجکو ملی کہ بعد انتقال اس بزرگ کے
باقی شخص وہ بھی ہم پیتری رفاقت میں کردینگے فقط بعد اس کے اللہ تعالیٰ
وتقدس کے حکم سے ان بزرگ کی ملاقات بار دیگر مجھ سے دوسری ہوئی
توجناب الٰہی کی طرف سے ان کو میرا حال معلوم انتہا کہ یہ بھی ہمارا ایک
بندہ ہے اور بعد تمہارے ہم اس کو یہ مرتبہ جو تمہارا ہے عنایت فرماوینگے
قدرت الٰہی سے ان بزرگ نے اس دوسری ملاقات میں میری بہت سی
تعظیم وتوقیر اور خاطر داشت کی اور بہت سے اخلاق میرے ساتھ کئے
اور میرے روبرو بہت ہی بڑی بزرگی اور نہایت ہی بڑی عظمت حضرت
اللہ تعالیٰ وتبارک کی مجھ سے بیان کی، راقم الحروف محمد علی عفرہ
اللہ ولی کہتا ہے کہ اس حکایت سراپا ہدایت میں جو مذکور ہے کہ
بزرگ عالی منزلت والامرتبت کی خدمت بابرکت میں چھ آدمی
حاضر تھے اور ان چالیس خاصان خدا سے ستر آپ کے ہمراہ ہوئے ان
ذنوں کی تعداد اور تعریف حلیہ نورانیہ ان بزرگ کی اور وہاں کے مکانوں
کے صحنوں کی دیواروں پر گھاس کی چٹیاں پڑی تھیں اور حال دوسری
ملاقات کا اور بیان عظمت الٰہی وغیرہ حالات کا میاں دین محمد صاحب

Marfat.com

کی روایت میں نہ تھا اس لئے کہ جو ان کو یاد تھا انہوں نے لکھوایا اس
کی سند مجکو میرے آقائے نامدار ہدایت مدار نواب والا جناب وزیر الدولہ
امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ دام اقبالہ سے ملی اور ان کی سند
مولوی امام الدین مرحوم ومغفور نبگالوی سے پہنچی کہ وہ حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور بڑے خلیفوں اور بڑی محبت یافتوں اور
بڑے صادقوں سے تھے، انہوں نے خود زبان ہدایت بیان حضرت علیہ الرحمۃ
کے سے سنا تھا اور بعضی حال کی سند میرے آقائے ممدوح کو حاجی زین العابدین
خاں افغان ساکن مصطفےٰ آباد عرف رامپور سے پہنچی کہ وہ بڑے خاص
مریدوں حضرت علیہ الرحمۃ کے سے تھے، اور بڑے صوفی اور عارف باللہ اور
صادق القول اور راسخ الاعتقاد تھے اور بعضے حال کی سند زبانی مولوی
صابر بن شیخ احسن بن بنیرہ مولانا الٰہی بخش علیہ الرحمۃ سے پہنچی اور وہ
رہنے والے کاندھلہ کے کہ واقع ملک میان دوآب کے ہے اور یہ تینوں
صاحب موصوف باعتبار بیان حالات شریف حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کے میاں دین محمد سے کم نہیں اور وہ سید حسنی تھے اس لئے کہ نہیں ہوتا
ہے قطب الاقطاب کہ اس کو قطب الارشاد بھی کہتے ہیں مگر سید حسنی

Marfat.com

وجہ اس کی کتب تصوف میں بتفصیل تمام بیان ہے واللہ اعلم بالصواب

حکایت جب حضرت علیہ الرحمۃ بامراد بلدہ شاہجہان ابادسے اپنے وطن کو تشریف شریف لائے اور بعد کئی مہینے کے واسطے ملنے اپنے عزیزوں آشناؤں کے نصیر آباد کو گئے اور کئی دن وہاں رہے اور لوگوں سے ملے پھر وہاں سے قصبہ جائس کو گئے اور مولوی امین الدہر کے دروزہ پر مسجد ہے اس میں اترے اور وہاں اپنے عزیزوں دوستوں سے ملے بہت شرفا غربا نے وہاں کے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی بھی رات کو اس مسجد میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا کسی جگہ میں ایک چارپائی پر لیٹا ہوں چند آدمی اجنبی آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ چل حج کو میں نے کہا کہ میرا حج کو جانا کیونکر ہو سکے ایک تو میرے پاس سامان سفر موجود نہیں دوسرے سید صاحب تیاری سفر جہاد کر رہے ہیں یہ سُن کر ان میں سے گویا چاروں آدمیوں نے میری چارپائی اٹھائی اور جا کر ایک دریا کے کنارے رکھ دی اور آپ کہیں چلے گئے اور اس دریا میں جہاز بہی تھے پھر گویا ایک جہاز کے لوگوں نے مجھکو جہاز پر چڑھا لیا اور مکہ کو روانہ ہوئے اس جہاز پر گویا ہمارے بہی بہت لوگ ہیں اور ان

Marfat.com

میں سے ایک آدمی گویا مرگیا تو لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اب اس مردہ
کو کیا کریں کفنا کر دریا میں چھوڑ دیں یا جب جہاز کنارے پر لگے
تب خشکی میں دفن کریں آخر کو اس کا حکم ناخدا سے جاکر پوچھا
اُس نے گویا قاعدہ کلیہ بیان کیا کہ اگر کوئی بیچ دریا کے مرتا ہے اور
کنارہ وہاں سے کئی دن کا رستہ ہے تو اس کو کفن دے کر دریا میں
چھوڑ دیتے ہیں اور جو کنارہ قریب ہوتا ہے یعنی پہر دو پہر کا رستہ
تو کنارے کا انتظار کرتے ہیں اور خشکی میں اس کو دفن کرتے ہیں
یہ قاعدہ ناخدا سے سُن کر گویا انہوں نے اس مردہ کو کفنا کر دریا
میں چھوڑ دیا پہر ایک روز گویا دوسرا آدمی مرا اس کو بھی دریا
میں چھوڑنے کی تدبیر ٹھہری اس میں ناخدا کو گویا خبر ہوئی اس
نے کہا کنارہ نزدیک ہے خشکی میں دفن کرنا پھر کچھ دیر میں گویا
جہاز کا لنگر ہوا ہم سب لوگ اتر کر خشکی میں آئے اور اُس کو
دفن کیا اور پھر وہاں سے پیادہ پا آگے چلے پھر وہ ہمارا ہی خدا
جانے کہاں چلے گئے پھر میں آگے چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان

Marfat.com

نہایت وسیع ہے اور اس میں لاکھوں آدمی عرب و عجم ہر ملک کے موجود ہیں، کچھ کچھ دیروں خیموں میں اور باقی میدان میں ہیں اور لاکھوں دنبے بھیڑیں بکریاں ذبح ہو رہی ہیں گویا ایک شخص سے میں نے پوچھا کہ یہ کون مکان ہے اس نے مجھکو کچھ جواب نہ دیا، میں وہاں سے ایک اور طرف چلا گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ دو کانوں پر بھیڑ بکری کا گوشت بک رہا ہے اور آدمی کا بھی یہ حال دیکھ کر میں اس مجمع سے نکل کر باہر چلا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل اور شمشیر خاں اور اللہ بخش خاں اور شیخ رمضان اور چند آدمی اور چلے آتے ہیں، میں نے سلام علیکم کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہاں سے آتے ہو، میں نے کہا وہاں ایک ایسا لوگوں کا انبوہ ہے اور لاکھوں بھیڑیں بکریاں ذبح ہو رہی ہیں اور دو کانوں میں بھیڑ بکری کا گوشت بک رہا ہے اور آدمیوں کا بھی یہ حال دیکھ کر میں وہاں سے چلا آیا اور آپ کہاں جاتے ہیں کہا جہاں سے تم آتے ہو وہیں ہم بھی جاتے ہیں، میں نے کہا کہ جب رات کو وہیں سے گوشت دریافت کر کے لینا وہاں آدمی کا بھی گوشت بکتا ہے انہوں نے کہا کہ تم بھی چلو ہم کو تو وہاں کا حال نہیں معلوم، پھر میں بھی ان کے

Marfat.com

ساتھ چلا رستے میں میں نے کہا کہ میں پیشاب کرلوں پھر وہاں جگہ نہ
ملیگی تم آگے چلو پیچھے سے میں بھی آتا ہوں، وہ تو آگے گئے میں پیشاب
کرنے لگا، پھر میں جب گیا اور کنارہ پر اس اینوہ کے پہنچا وہ تو مجکو نہ
ملے کہیں ان لوگوں میں رل مل گئے، وہاں زمین نشیب میں ایک نالہ تھا اس
پر دکانیں قصابوں کی تھیں میں وہاں گیا ایک دکان پر ایک قصاب
تھا اور اس کی جورو ان دونوں نے ہنسکر مجکو بلایا کہ ادھر آؤ اور
چھرے سے چھری وہ قصاب تیز کرنے لگا میں جاکر ان کے پاس بیٹھا
انہوں نے کہا ہم تمہارے بدن کا گوشت اتارینگے، میں نے جانا کہ یہ خوش
طبعی سے کہتے ہیں یہاں تک کہ مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو ہم گوشت اتاریں تب
مجکو یقین ہوا کہ یہ تو سچ کہتے ہیں میرے پاس تلوار تھی میں نے ارادہ کیا
کہ ایک ان دونوں کے مار کر نہاں سے چلوں پھر مجکو یاد آیا کہ میں نے سید صاحب
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی کسی کو بے قصور ایذا دیتا ہے اور وہ اس پر
صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کو بڑا درجہ ملتا ہے اور جو اس نے اپنا
عرض لے لیا تو برابر ہو گیا پھر اس کے لئے وہاں کچھ بھی اجر نہیں ہے سو میں

Marfat.com

وہاں کا اجیر کیوں چھوڑوں اور یہ لوگ مسلمان ہیں ان کو کیا ماروں یہی
جو چاہیں مجھ پر ظلم کریں پھر میں موافق کہنے ان کے کھڑا ہوا انہوں نے
پہلے میری دونوں پنڈلیوں کا گوشت اتارنا شروع کیا پھر رانوں اور
پیٹ اور پیٹھ کا اور ہاتھوں کا فقط گردن اور سر باقی رکھا اور مجھکو کچھ
درد کچھ نہ معلوم ہوا پھر مجھ سے کہا اب تم جاؤ کل پھر آنا، باقی گوشت
ہم کل آتار لینگے اور مجھ سے عہد لیا کہ کل ضرور آنا۔ میں نے کہا آؤنگا
پھر میں اپنی تلوار لے کر وہاں سے ایک طرف چلا ایک جگہ اونٹ کی
ایک شتری پردہ در رکھی تھی میں نے دل میں کہا کہ میں اس شتری سے
کہاں جاؤں رات بھر اسی شتری میں بیٹھ رہوں صبح کو پھر اسی قصاب کے
پاس جانا ہوگا پھر میں اس کے اندر گھس گیا اور اس کے سوراخوں سے ادھر
ادھر دیکھنے لگا اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحئی صاحب انہیں
سب آدمیوں سے باتیں کرتے چلے آتے ہیں کہ نہیں معلوم دین محمد کہاں
ہے، جب وہ میری برابر سے چند قدم آگے بڑھ گئے میں شتری سے
نکل کر ان کے پاس گیا اور سلام کیا انہوں نے جواب سلام کا دے
کر پوچھا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے، میں نے تمام قصہ اپنا ان سے بیان

Marfat.com

ساتھ چلا رہتے ہیں میں نے کہا کہ میں پیشاب کرلوں پھر وہاں جگہ نہ
ملیگی تم آگے چلو پیچھے سے میں بھی آتا ہوں، وہ تو آگے گئے میں پیشاب
کرنے لگا، پھر میں جب گیا اور کنارہ پر اس اینوہ کے پہنچا وہ تو مجکو نہ
ملے کہیں ان لوگوں میں رل مل گئے، وہاں زمین نشیب میں ایک نالہ تھا اس
پر دکانیں قصابوں کی تھیں میں وہاں گیا ایک دکان پر ایک قصاب
تھا اور اس کی جورو ان دونوں نے ہنسکر مجکو بلایا کہ ادھر آؤ اور
چھرے سے چھری وہ قصاب تیز کرنے لگا میں جاکر ان کے پاس بیٹھا
انہوں نے کہا ہم تمہارے بدن کا گوشت اتارینگے، میں نے جانا کہ یہ خوش
طبعی سے کہتے ہیں یہاں تک کہ مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو ہم گوشت اتاریں تب
مجکو یقین ہوا کہ یہ تو سچ کہتے ہیں میرے پاس تلوار تھی میں نے ارادہ کیا
کہ ایک ان دونوں کے مار کر یہاں سے چلوں پھر مجکو یاد آیا کہ میں نے سید صاحب
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی کسی کو بے قصور ایذا دیتا ہے اور وہ اس پر
صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کو بڑا درجہ ملتا ہے اور جو اس نے اپنا
عرض لے لیا تو برابر ہو گیا پھر اس کے لئے وہاں کچھ بھی اجر نہیں ہے سو میں

Marfat.com

وہاں کا اجیر کیوں چھوڑوں اور یہ لوگ مسلمان ہیں ان کو کیا ماروں یہی
جو چاہیں مجھ پر ظلم کریں پھر میں موافق کہنے ان کے کھڑا ہوا انہوں نے
پہلے میری دونوں پنڈلیوں کا گوشت اتارنا شروع کیا پھر رانوں اور
پیٹ اور پیٹھ کا اور ہاتھوں کا فقط گردن اور سر باقی رکھا اور مجھکو کچھ
درد دکھ نہ معلوم ہوا پھر مجھ سے کہا اب تم جاؤ کل پھر آنا، باقی گوشت
ہم کل اتار لینگے اور مجھ سے عہد لیا کہ کل ضرور آنا۔ میں نے کہا آؤنگا
پھر میں اپنی تلوار لے کر وہاں سے ایک طرف چلا ایک جگہ اونٹ کی
ایک شتری پردہ در رکھی تھی میں نے دل میں کہا کہ میں اس مصیبت سے
کہاں جاؤں رات بھر اسی شتری میں بیٹھ رہوں صبح کو پھر اسی قصاب کے
پاس جانا ہوگا پھر میں اس کے اندر گھس گیا اور اس کے سوراخوں سے ادھر
ادھر دیکھنے لگا اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحئی صاحب انہیں
سب آدمیوں سے باتیں کرتے چلے آتے ہیں کہ نہیں معلوم دین محمد کہاں
ہے، جب وہ میری برابر سے چند قدم آگے بڑھ گئے تب میں شتری سے
نکل کر ان کے پاس گیا اور سلام کیا انہوں نے جواب سلام کا دے
کر پوچھا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے، میں نے تمام قصہ اپنا ان سے بیان

Marfat.com

کیا اور کہا کہ قصاب نے مجھ سے عہد کر لیا ہے کل میں اس کے پاس پھیر
جاؤنگا، مگر آپ یہاں سے چلے جاویں ایسا نہو کہ رات کو سالن میں
دھو کہا ہو جاوے، انہوں نے کہا کہ ہم تو آج روکھی روٹی کھاوینگے
سالن نہ منگاوینگے اور رات پھر رہ کر یہاں سے چلے جاوینگے پھر تو
وہ آگے چلے گئے میں پیچھے رہ کر پھر اسی شہر میں آیا اور رات پھر
اُسی میں رہا، جب صبح ہوئی پہر میں اسی قصاب کے پاس گیا اور کہا کہ
میں اپنے وعدہ پر آیا ہوں وہ مجھکو دیکھ کر ہنسا اور کچھ اپنی جورو سے
مشورہ کیا اور وہی گوشت میرا جو اگلے دن کاٹا تھا اپنی دکان
سے نکال کر میرے بدن میں لگانے لگا، میں نے کہا یہ کیا کرتے ہو تم
نے تو کہا تھا کل باقی گوشت تمہارا وہ بھی اتارینگے اس نے کہا کہ نہیں
اور تمام گوشت میرے بدن میں لگا دیا میں چنگا تندرست ہو کر وہاں
سے چلا جہاں مولانا صاحب تھے ان کے پاس گیا اُنہوں نے مجھکو دیکھا اور
کہا اب ہمارے ساتھ یہاں سے چلو پہر میں وہاں سے ان کے
ساتھ چلا کچھ دور پہر ایک کھاری دریا سمندر کا سا ہوتا ملا

Marfat.com

اُس میں ناویں چل تھیں ایک ناؤ پر ہمارے لوگ چڑھ کر چلے اور
میں اسی پار رہ گیا دوسرا کر جب پھر ناؤ آئی تب میں سوار ہوا جب وہ
میری ناؤ نزدیک اس کنارے کے پہنچی تب ایسا ایک جھونکا ہوا
کا لگا کہ وہ ناؤ لوٹ کر بیچ دریا کے آ گئی پھر ملاح اس کو سنبھلا
جب قریب کنارے کے گئی پھر ایک جھونکا ہوا کا لگا اور پھر ناؤ
بیچ میں آ گئی اسی طرح کئی بار ہوا مولانا عبدالحئی صاحب نے اس پار سے
پکار کر ملاح کو کہا اگر یہ ہمارا آدمی ضایع ہوا تو ہم تیرا بھی وہی
حال کرینگے اور جو صحیح سالم اتار لایا تو ہم تجکو انعام دینگے پھر ایک
اور ملاح ناؤ کی رسی لے کر اس پار گیا اور ناؤ کو کھینچ کر کنارے
پر لایا میں اتر کر اس پار گیا مولانا صاحب ممدوح نے ملاح کو کچھ
انعام دیا پھر وہاں سے میں سب کے ساتھ آگے چلا وہاں ایک
مکان چاندی کا ملا اور اس کے اندر صحن میں سیر سیر دو سیر کے ٹکڑے
ٹکڑے چاندی کے پڑے ہیں اور مولانا عبدالحئی صاحب چند قدم
آگے تھے اور ہم لوگ پیچھے تھے اس عرصہ میں ایک ٹکڑا چاندی کا
اس میں سے شمشیر خاں نے اٹھا لیا میں نے کہا یہ مالِ غنیم کو

Marfat.com

لینا حرام ہے یہ سُن کر مولانا عبدالحئی صاحب موصوف نے پیچھے پھر کر دیکھا
شمشیر خاں نے وہ ٹکڑا ڈال دیا پھر وہاں سے آگے چلے تو ایک مکان سونے کا
ملا اس میں سونے کے ٹکڑے پڑے تھے اس میں سے بھی ایک ٹکڑا ہمارے ہمراہیوں
سے کسی نے اٹھا لیا میں نے اسی طور اس کو بھی کہا اُس نے بھی ڈال دیا پھر میری
آنکھ کھُل گئی میں جاگ پڑا اس وقت لوگ نماز تہجد پڑھ رہے تھے میں نے
بھی اٹھ کر وضو کیا اور نماز تہجد پڑھی اور مولوی محمد یوسف صاحب سے یہ خواب
اور اس کی تعبیر پوچھی اُنہوں نے کہا کہ میرے ذہن میں تو یوں آتا ہے کہ تم
کبھی حج کو ضرور جاؤ گے. اللہ تعالیٰ تمہارے حج نصیب کریگا اور گوشت بدن
سے کاٹنے اور پھر اس میں لگا دینے کی تعبیر یہ ہے کہ تم کسی امیر مالدار کے
پاس رہو گے وہاں لوگ تم پر خیانت کی تہمت لگا دینگے اور اس میرے
تمہاری چغلی کھا دینگے اس میں تمہارے دل کو رنج ہو گا جیسے کوئی بدن کا
گوشت کاٹتا ہے پھر اس امیر کو ثابت ہو گا کہ تم علت خیانت سے پاک ہو
اور غماز لوگ نفتری ہیں وہ رنج تمہارے دل کا دور ہو جاویگا گویا گوشت
لگا دیتا ہے اور جو وہ مکان چاندی سونے کے دیکھے اس کی یہ تعبیر ہے کہ یہ

Marfat.com

کہ یہ مجمع لوگوں کا ہمارے حضرت سید صاحب کے ہمراہ ہے یہ محض اللہ کے واسطے ہے اور حضرت کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے سو ان میں جو شہید ہوگا یا موت سے مریگا وہی مکان چاندی سونے کے غایت الہی سے پاویگا وہ مکان جنت کے ہیں اور وہ ٹکڑے چاندی سونے کے جو کسی صاحب نے اٹھائے اور پھر خوف خدا سے ڈالدئے یہ دنیا ہے کہ ان صاحبوں نے گویا لے جانے پہلے لیا پھر جب معلوم ہوا کہ یہ بری چیز ہے تب چھوڑ دیا مجکو تو اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے مگر مولانا محمد اسماعیل صاحب سے بھی پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں پھر میں نے اسی وقت مولانا ممدوح سے جاکر خواب کہا اُنہوں نے بھی بے کم وبیش حاصل مضمون وہی بیان کیا جو مولوی محمد یوسف صاحب نے بیان کیا تھا اور مجھ سے کہا اس کی تعبیر مولانا عبدالحئی صاحب سے بھی پوچھو دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں پھر میں نے اسی وقت ان سے اپنا خواب کہا اُنہوں نے بھی وہی تعبیر دی اور کہا کہ اپنا خواب تم سید صاحب سے بھی بیان کرو دیکھو تو وہ کیا فرماتے ہیں پھر میں نے حضرت سے جاکر عرض کیا آپنے بھی وہی فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو حج پہنچا دیگا، میں نے کہا کہ آپ تو تیاری سفر جہاد

Marfat.com

کی کرتے ہیں اور میں آپ کے ساتھ ہوں واسطے حج کے میرا جانا کیونکر
ہوگا' آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ تو ہے مگر کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی
صورت سے وہاں لیجاوے فقط پھر قصبہ جائس میں دو رات رہ کر آپ
پھر نصیر آباد کو آئے اور قلعہ کی مسجد میں اترے اس کے دوسرے روز
ایک آموں کے باغ میں سادات کا گورستان تھا وہاں کئی آدمیوں
سے تشریف لے گئے اور دعا کی اور اس تمام گورستان میں کچھ دیر تک
پھرے' پھر ایک قبر پر بیٹھے اور مراقبہ کیا جب اٹھے تب فرمایا کہ اور
تو یہاں کے سب لوگ جو مدفون ہیں اپنے اپنے حال میں خوش و
خرم ہیں مگر جو صاحب قبر اس میں ہیں ان کو ایک طور کا عذاب
ہے' آپ نے ان کا نام بتایا اور فرمایا کہ اور تو سب طور کے ان
کو بھی چین و آرام ہے کہ قبر بھی روشن ہے اور کشادہ بھی ہے اور وہ لباس
بھی نفیس پہنے ہیں مگر ایک بڑا کالا سانپ منہ میں کاٹ رہا ہے اس کی
ایذا سے وہ ہر وقت پڑے رہتے ہیں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے اور
اس عذاب کا دفع ہونا اللہ تعالیٰ نے میری دعا پر موقوف رکھا
ہے اور ان بزرگ سے جب ملاقات ہوئی تب بہت خوش ہوئے

Marfat.com

اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری قسمت سے یہاں پہنچایا آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس بلا کو دور کرے، آپ کی زبان ہدایت بیان سے یہ حال سُن کر میں نے اور شیخ صلاح الدین پہلی نے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی یہاں مراقبہ کرکے کچھ حال دیکھیں آپ نے فرمایا کیا ضرور ان باتوں میں فائدہ تو کم ہوتا ہے مگر نقصان زیادہ، پھر میں نے اور صلاح الدین نے تکرار کئی بار عرض کی تب آپ نے فرمایا کہ خیر جب ہم چلے جاویں تب تم دونوں بیٹھنا اور مراقبہ میں سبوحٌ قدوسٌ ربنا ورب الملائکۃ والرّوح" پڑھتے رہنا جبتک کچھ معلوم نہ ہو، پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور ہم دونوں وہاں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہوئے آخر کو دیکھا کہ زمین سے کچھ بلندی پر ایک فرش سفید بچھا ہے اس پر وہ بزرگ سپید پوشاک پہنے لیٹے ہیں اور ایک بڑا سانپ سیاہ ان کے منہ میں اپنا منہ لگائے کاٹ رہا ہے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ یہ سید صاحب کی صحبت کا اثر ہے جو تم یہاں تک آئے والّا ہر کسی کو یہاں تک پہنچنا دشوار ہے اور مجھکو دیکھ کر کمال خوش ہوئے اور کہا کہ جناب سید صاحب

Marfat.com

سے میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ میرے واسطے دعا کریں' پھر میں مراقبہ سے فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور شیخ صلاح الدین بھی اٹھے' پھر وہاں سے ہم دونوں حضرت کے پاس آئے آپ اس وقت مسجد کے غسلخانہ میں گئے تھے' ہم کو دیکھ کر فرمانے لگے کہو کچھ دیکھا ہم دونوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا اور ان کا سلام اور پیام پہنچایا' پھر وہاں سے ہم مسجد میں آئے' دوسرے دن بعد نماز فجر کے آپ نے فرمایا کہ اب تم دونوں جاؤ اور وہاں مراقبہ کر کے ان کی خبر لاؤ' پھر ہم دونوں نے جا کر ان کی قبر پر کشف قبور کا مراقبہ کیا اور ان کو دیکھا کہ خوش و خط و اُسی فرش پر بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن مجید کی کر رہے ہیں اور وہ سائب اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کر دیا' پھر میں یہ حال خیر مآل دیکھ کر اٹھا اور شیخ صلاح الدین بھی اُٹھے اور وہاں سے ہم دونوں حضرت کے پاس آئے' آپ نے حال پوچھا ہم دونوں نے جو دیکھا تھا عرض کیا' آپ نے فرمایا کہ خیر بہتر ہو! مگر یہ حال کسی سے ذکر نہ کرنا' پھر دوسرے روز آپ وہاں سے تکیہ پر آئے **حکایت** ایک رات کو حضرت علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا کہ گویا ایک بھاری گٹھا لکڑی کا ہے اور

Marfat.com

اکثر لوگ اس کے اٹھانے کا ارادہ کرتے ہیں مگر بسبب بھاری پن کے
اٹھا نہیں سکتے اور وہیں میری بھاوج یعنی سید محمد اسحاق مرحوم کی زوجہ
شریفہ بھی موجود ہیں' میں نے ان سے ساتھ کمال الحاح و تملق کے کہا کہ آؤ ہم
اور تم اس بستر کو اپنے گھر اٹھالے چلیں جلانے کو کام آئیگا' انہوں نے بھی اس
کو بھاری جان کر انکار کیا جب میں نے نہایت خوشامد سے ان کو کئی بار تکرار
کہا تب وہ راضی ہوئیں' پھر ہم اور وہ دونوں مل کر اٹھالے گئے فقط اور بیشہ
آپ کی عادت شریفہ کہ بعد نماز فجر کے لوگوں کو توجہ دیا کرتے تھے اس دن آپ نے
مولانا عبدالحیٔ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سے فرمایا کہ آج توجہ موقوف رکھو' میں نے
ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر دو اور اُس خواب کو آپ
نے بیان کیا' دونوں مولانا صاحب نے سُن کر عرض کیا کہ آپ ہی اپنی زبان
گوہر فشاں سے بیان فرمائیے' آپ نے کچھ دیر سکوت فرما کر کہنے لگے کہ
تعبیر اس خواب سراسر خواب کی مجکو جناب الٰہی سے الہام ہوئی ہے وہ یہ
ہے کہ بعضے امر خداوند تعالیٰ شانہ کے ایسے ہیں کہ لوگ ان کے بجالانے میں ننگ
و ننگ جانتے ہیں خصوصاً ہمارے ملک ہندوستان کے شرفا و نجبا اور
جو کوئی اس امر عالی کو بجا لاتا ہے اس کو مشبون کرتے ہیں اور اس کے

Marfat.com

ادا نہ کرنے کی قباحت کو نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ ایک ان میں سے یہ
عورت کا نکاح ثانی ہے کہ اس کے کرنے کی تاکید اور خوبی کس قدر کلام
الٰہی اور حدیث حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جو کہ
قباحتیں اور برائیاں نہ کرنے اس کے میں واقع ہیں سب جانتے ہیں کچھ حاجت
بیان کی نہیں ہے، سو انشاء اللہ تعالیٰ جاری کرنا اس امر شریف کا پہلے میں اپنے
پر اور اپنے عزیز و اقربا پر کرونگا پھر واسطے اس کے دوسروں پر حکم کرونگا اور ابھی
میں اوروں کو اس کی تکلیف دے نہیں سکتا ہوں، یہ تقریر دلپذیر سر مجلس
رو سیہ لوگوں کے فرما کر اپنے مکان ہدایت نشان میں تشریف لے گئے اور اپنے
عزیز و اقربا کی تمام عورتوں کو بلا کر ایک مکان میں اکٹھا کیا اور اس وقت
سے دو پہر تک اسی امر کا وعظ فرمایا اور طرح طرح کی مثالوں سے سمجھایا کہ مسلمان
فقط گائے کا گوشت کھانے اور ختنہ کرانے سے نہیں ہوتا ہے جب تک تمام
اوامر و نواہی جناب الٰہی اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا عار
و انکار کے نہ مانے اور یہ نکاح ثانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
مطہرات اور بنات طاہرات سے ثابت ہے اور جو کوئی اس فعل محبوب کو اپنے نفس
کی خباثت سے معیوب جانتا ہے گویا کہ وہ حضرت کی بیبیوں اور بیٹیوں

Marfat.com

کو در پردہ عیب لگاتا ہے، اسی طور وعظ و نصیحت سنا کر ان سب بیبیوں کو رخصت فرمایا، دوسرے دن صبح کو پھر سب کو بلایا اور اسی طرح کا وعظ سنایا، پھر جب وہ سب اپنے اپنے گھر گئیں تب اپنی خالہ صاحبہ سے کمال خوشامد و چاپلوسی کے کہا کہ ہماری بہانج سید اسماعیل کی والدہ شریفہ کو جس طور سے ہو سکے سمجھا کر راضی کرو کہ ہم سے نکاح کر لیں اور یہ امر میں واسطے حظ نفس اپنے کے نہیں چاہتا ہوں بلکہ محض واسطے ترویج سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے، القصہ کئی مہینے تک آپ کی خالہ صاحبہ نے واسطے حصول اس مقصود محمود کے کوشش و جانفشانی کی آخر کو راضی کیا اور یہ مژدہ حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا، پھر ایک روز خفیہ جانبین سے روبرو گواہوں شاہدوں کے ایجاب قبول ہوا، پھر کئی روز کے بعد چند خطوط بمضمون واحد واسطے ترغیب نکاح ثانی بیوہ عورت کے لکھوا کر جا بجا دلی پیلت رامپور بریلی وغیرہ میں اپنے مریدوں کے پاس روانہ فرمائے پھر چند ماہ کے بعد ہر کہیں سے ان کے جواب بھی آئے کہ فلانے صاحب نے اپنی فلانی بیوہ کا نکاح فلانے سے کر دیا اور فلانے شخص نے اپنی فلانی بیوہ کا نکاح فلانے سے کر دیا **حکایت** حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ

Marfat.com

نے اپنے ہمراہیوں کو رخصت کرنا چاہا اور ہر ایک سے فرمایا کہ چھ مہینے سے
کم اپنے مکان میں نہ رہنا اور زیادہ ایک برس کی اجازت ہے، پھر چلے
آنا جب سب تم آؤ گے تب تیاری سفر ہجرت کی ہو گی، پھر ایک روز شام
کو بیس سیر آٹا اور بیس گوشت واسطے زادراہ ان کے منگوایا، پھر
آٹا تو اپنے گھر میں بھیجدیا کہ چار گھڑی رات رہے روٹیاں تیار ہو جاویں
اور گوشت ہم لوگوں کو دیا کہ واپسی روٹیوں کے وقت اس کو بھی تیار
کر دینا، اس عرصہ میں رات ہی کو بریلی اور جہان آباد کے لوگوں کو خبر ہوئی
انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر سب صاحب بہت سویرے نہ جاویں گھڑی دو گھڑی
دن چڑھے تک توقف کریں تو ہم لوگوں سے بھی ملاقات ہو پھر دیکھا
چاہیے اللہ تعالیٰ کب ملاوے، حضرت نے کہلا بھیجا کہ خیر جس کو ملنا ہو سویرے
آ جاوے تمہاری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دن چڑھے تک یہ لوگ ہٹ جاویں
پھر بعد نماز فجر کے لوگ آنے لگے. ملتے رخصت ہوتے پہر دن چڑھ گیا، پھر
یہ صلاح ہوئی کہ ناشتہ بھی یہیں کر لیں حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ
رخصت کرنے آئے ہیں کھانے کو ان سے بھی پوچھا جاوے جو کوئی

Marfat.com

چاہے گا کھالیویگا اور نہ کھاویگا تو نہیں سہی سو کھانا تھوڑا ہے اور آدمی بہت، ایک دیگ چاول اور پک جاویں تو خوب ہو، پھر ایک لخشہ سکوت کرکے آپ نے فرمایا کہ اور کھانا پکانے میں بہت دیر لگے گی جو روٹیاں موجود ہیں وہی لوگوں کو کھلا دو اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیگا، پھر کھانے کی صلاح تو سب سے پوچھی مگر چند لوگوں نے نہیں کھایا اور باقی سب کھا پی کر فارغ ہوئے اور کوئی چالیس پچاس روٹیاں بچ رہیں اور سالن بھی بہت بچا، پھر سالن تو ہم حضرت کی اجازت سے آپ کے مکان میں بھیج دیا اور وہ روٹیاں ایک دسترخوان میں باندھ کر ان کے ساتھ کردیں کہ جہاں چاہینگے راہ میں تھوڑی تھوڑی کھالینگے، پھر سب لوگ ساتھ لے کر آپ ان کو رخصت کرنے چلے تکیہ سے کوس بھر آم کے باغ میں ایک پختہ کواں تھا اس کے چبوترہ پر آپ جاکر بیٹھے اور فرمایا کہ بھائیو آؤ اب تم کو رخصت کریں، پھر سب آپ کے پاس جمع ہوئے اس وقت آپ ننگے سر ہوکر دعا میں مشغول ہوئے پھر ایک سک دل کو ایسی رقت ہوئی کہ بے اختیار ہوکر رونے لگے پھر

Marfat.com

بعد فراغ دعا کے مصافحہ کرکے ہر ملک کو رخصت فرمانے لگے
اس وقت لوگ پہلے سے زیادہ غم جدائی سے پکار پکار کر رونے لگے
یہ حال دیکھ کر جلد آپ اپنی گھوڑے پر سوار ہوئے اور طرف تکیہ کے
چلدئے وہ لوگ بھی روانہ ہوئے جب تھوڑی دیر نکل گئے آپ نے جانا
کہ اب رونا ان کا موقوف ہوا، پھر گھوڑا پھیر کر ان کے پاس گئے اور
باقی لوگوں کو مصافحہ کرکے رخصت فرمایا اور اپنے مکان کو تشریف
لائے **حکایت** محرم کی پانچویں یا چھٹی تاریخ تھی کہ قصبہ
نصیرآباد سے ایک بھاٹ آیا اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کھانا کھا کر
اپنے مکان ہدایت نشان میں قیلولہ فرماتے تھے اور میں مسجد میں تھا
اس بھاٹ نے مجھ سے پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں میں نے کہا
اس وقت آرام میں ہیں کہو کیا کام ہے، اس نے کہا کہ قصبہ نصیرآباد
کے اکثر سنی شرفا اور غربا اپنی اپنی نوکری پر جابجا مقرر ہیں قصبہ
کو خالی جان کر وہاں رافضیوں نے آپس میں اتفاق کیا ہے کہ ساتویں
تاریخ کو جب ہمارے علم اٹھیں گے تو ہم سنیوں کے گھروں میں گھس
گھس کر تبرا کہیں گے سو جو لوگ وہاں ہیں انہوں نے مجھکو

Marfat.com

بھیجا ہے کہ یہ خبر سید صاحب کو پہنچا کر جلد یہاں اپنے لوگوں
سمیت تشریف لاویں کہ ہم کو اطمینان ہو یہ خبر سُن کر میں نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو جا کر خواب سے جگایا اور عرض کیا کہ رفیع آباد سے ایک
بھاٹ آیا ہے اور ایسی ایسی خبر لایا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس بھاٹ سے
کہہ دو کہ سید صاحب کہتے ہیں کہ دیکھئے اگر ہمارا آنا ہوگا تو ہم
آوینگے اور نہیں تو نہیں، میں نے جا کر اس بھاٹ سے اسی طور کہا وہ
اسی وقت رفیع آباد کو پلٹ گیا کوئی آدھ گھڑی نہ گذری ہوگی کہ حضرت
کے دروازے سے ایک لونڈی نے مجکو آواز دی کہ جلد کھڑکی کے نیچے
آؤ اندر نہ جانا، میں مسجد سے جا کر کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا، آپ نے
مجکو دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت مجکو حکم الہٰی ہوا ہے کہ تو نے اس بھاٹ
کو کیوں جواب دیا کہ آنا ہوگا تو آوینگا اور نہیں تو نہیں، ابھی جلد جا
سو تم جلد چلنے کی تیاری کرو، میں نے عرض کی کہ آج ہی آپ چلیں گے
یا کل، آپ نے فرمایا کہ آج ہی بلکہ نماز عصر راستے میں پڑینگے تم جلد چلنے
لوگوں کو گولی یا رودجاگی تقسیم کردو اور کچھ گولیاں اور بھی بنالو اور
بریلی اور جہان آباد والوں کو کہلا بھیجو کہ جو لوگ ہوں کمر کس کر
نصیرآباد کے چلنے کی تیاری کریں اور ایک مزدور کے سر پر دیگ

Marfat.com

رکھوا کر آگے روانہ کردو' میں نے اسی وقت دو آدمی بریلی اور جہان یاد
کروئے کہ لوگوں کو خبر کردو کہ سید صاحب نصیر آباد کو جاتے ہیں وہاں
کچھ رانفیوں اور سنیوں میں قصہ ہوا ہے جس کو چلتا ہو چلے اور ایک چیار
کے سر پر دیگ رکھ کر روانہ کردیا اور گولی بارود جا گئی لوگوں کو تقسیم
کردی اور بہت سی گولیاں اور ڈھالیں اور جنکے پاس ہتھیار نہ تھے انہوں
نے لے لیں' پھر قبل عصر کے حضرت امیر مومنین علیہ الرحمۃ گھوڑے
پر سوار ہو کر اور لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے کوئی چند قدم چل کر
ٹھہر گئے اور میرے کنارے پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے کہ کچھ خرچ تمہارے
پاس ہے' میں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ خیر کچھ مضائقہ
نہیں اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے مگر بنیے سے کہتے چلو کہ دو روپے کے چاول
ہمارے یہاں پہونچا دیوے یہ کہہ کر آپ روانہ ہوئے اس عرصہ میں آپ
کے دولتخانہ سے مجکو ایک لونڈی نے آواز دی کہ ذرا یہاں کھڑکی کے
پاس آؤ اس وقت بی بی سارہ کی والدہ شریفہ نے پیزوں کے دو کڑے
نقرئی مجکو دئے کہ ان کو بیچ کر خرچ کرنا' میں نے اپنے تھیلے میں ڈال
لئے' اس عرصہ میں سید محمد اسماعیل صاحب کی والدہ شریفہ آکر

Marfat.com

فرمانے لگیں کہ وہ جو بڑی کڑوں کی ان کو بھیر دو میں روپے
لائی ہوں وہ لیجاؤ، پھر میں نے وہ کڑے حوالہ کر دئے، انہوں
نے پچیس روپے بخشو دئے، میں وہ لے کر چلا بنئے کی دکان پر گیا
ان میں دو روپے اس کو دئے کہ ان کے چاول آج سید صاحب کے
یہاں پہنچا دینا اور دو روپے دے کر پیسے لئے، پھر وہاں سے میں چلا
حضرت لوگوں کو لے کر جہاں آباد سے نکل گئے تھے جہاں گورستان ہے،
اور مدد شہید کے مزار وہاں ٹھہرے نماز عصر کی اقامت ہو رہی تھی کہ
میں بھی جا پہنچا اور وضو کر کے جماعت میں شریک ہوا پھر نماز پڑھ کر آپ
سوار ہوئے آگے چل کر مغرب کی نماز پڑھی پھر وہاں سے آگے عشا
کے وقت ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے اترے نماز عشا ادا کی اور
فرمایا کہ اب اس وقت رات کو ستر پچہتر آدمی ہیں چلنا کچھ ضرور نہیں ہے،
یہیں لیٹ بیٹھ رہو نماز فجر کی پڑھ کر چلینگے، پھر سب رات بھر وہیں رہے
اول نماز فجر کی پڑھ کر روانہ ہوئے کوئی دو تین گھڑی دن چڑھا
ہوگا کہ باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے نصیرآباد میں جا کر داخل ہوئے، دیوان
جی کی مسجد میں چبوترے پر سید محمد مستقیم صاحب سپر تلوار باندھے ہوئے
کھڑے تھے حضرت علیہ الرحمۃ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور

Marfat.com

اور لوگوں کو پکار کر کہنے لگے کہ سید صاحب بریلی سے آپہنچے یہ
خبر فرحت اثر سن کر سب سنی لوگ کیا شرفا کیا غربا اور اہل جو اپنے دلوں
میں مایوس اور پژمردہ تھے گویا زندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھروں
سے نکل کر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے آنے کی خبر سن کر
تمام روافض گویا مرگئے، اور اس وقت اپنے علم شدے نکالنے
کی تیاری میں تھے سب یک لخت موقوف کرکے اپنے اپنے گھروں میں
گھس رہے، پھر حضرت اسی دیوان جی کی مسجد میں اترے اور اپنے
لوگوں سے تاکید مزید فرمادیا کہ خبردار کوئی یہاں سے نہ جاوے
اور کسی فرقہ ثانی والے سے چھیر چھاڑ نہ کرے اور ادھر شیعوں سے
کہلا بھیجا کہ ہمارے لوگ تمہاری طرف نہ آوینگے اور جو تمہاری
طرف کے لوگ ہماری طرف آوینگے تو خوشی سے آویں ہمارے
لوگ کوئی مزاحم نہونگے اور اپنے محرم کی تعزیہ داری اور گریہ
وزاری وغیرہ حسب طور سے تم ہمیشہ کرتے آئے ہو کرو ہم سے
کچھ کام نہیں مگر سابق دستور سے کوئی نئی بات نہ کرنا اس کے

Marfat.com

جواب میں اُنھوں نے کہلا بھیجا کہ اب کی سال ہم تعزیہ داری تمہارے
سبب سے موقوف کرینگے اور نہ آج اپنے علم نشان نکالینگے، پھر آپ
نے کہلا بھیجا کہ یہ تم کو اختیار ہے چاہو کرو یا نہ کرو اس میں ہماری طرف
سے کچھ نہیں ہے اور نصیرآباد علاقہ سلون میں ہے اور وہ علاقہ ان
دنوں بادشاہ غازی الدین حیدر کی بیگم کی جاگیر تھا اس بیگم کی
طرف سے ایک عامل شیعہ نصیرآباد میں مع لشکر رہتا تھا وہ رفاض نابکار
بدکردار سب مل کر اس عامل کے پاس نالش کو گئے اور یہ اظہار کیا کہ
بریلی کے فلانے سید اتنے لوگوں سے ہمارے اوپر چڑھ آئے ہیں اور ہم کو
تعزیہ داری سے مانع ہیں یہ بات سُن کر وہ زشت خو ترش رو ہوا
اور کہا وہ کون ہوتے ہیں جو روکتے ہیں تم کو اختیار ہے جیسا چاہو ویسا
کرو اگر تم کو روکیں گے ان کے واسطے اچھا نہ ہوگا' سید محمد اسحاق وغیرہ
سادات کرام اور شرفا ذوی الاحترام جو اس عامل کے پاس متعین تھے
سب کمریں باندھ ہتھیار لگا کر اس کے پاس گئے اور کہا ہمارے سید صاحب
نے ان سے کہلا بھیجا ہے کہ جس طور سے تعزیہ داری ہمیشہ سے کرتے چلے
آئے ہو کرو ہم کو کئی مزاحم نہیں ہیں اسپر یہ بہتان باندھ کر آپ سے

Marfat.com

آکر نالش کی اور آپ نے ان کو اجازت دی کہ تم کو اختیار ہے
جو چاہو سو کرو وہ منع کرنے والے کون ہیں، یہ بات ہرگز نہ ہوئی یا ویگی
کہ سابق دستور سے کچھ زیادتی کریں ہم یہی ان کے بھائی اور مرید
ہیں وہ ہماری حفاظت کے واسطے آئے ہیں جو آپ ان کو یوں
اجازت دیتے ہیں تو ہم سب ان کے جان و مال سے شریک ہیں جو
ہوگا دیکھہ لینگے اور تمام اہل سنت والجماعت جو اس عامل کے لشکر
میں تھے سب سید صاحب کی طرف ہوگئے جب اپنے لشکر کا اس نے یہ
رنگ دیکھا تب تو گھبرایا اور کہنے لگا کہ جو سید صاحب نے ان کو یوں
کہلا بھیجا ہے تو خوب کیا ہے میں بھی ان سے یہی کہتا ہوں اگر یہ
نہ مانیں گے اور سابق دستور سے کچھہ زیادہ کرینگے تو یہ جانیں اپنی
سزا کو پہنچیں گے میں ان کا شریک نہیں ہوں اور اُن سب کو اپنے پاس
سے اٹھا دیا پھر وہ تمام بدسرانجام شرمندہ و پشیمان ہو کر اپنے اپنے
مکان پر آئے اور اس دن علم اپنے نہ اٹھائے اور خاموش ہو کر بیٹھ
رہے پھر اس روز وہاں کے سادات جو حضرت کے عزیز و اقربا اور بھائی
بند تھے سب نے مل کر حضرت کی اور حضرت کے لوگوں کی دعوت

Marfat.com

کی دوسرے روز پھر چاہا کہ آج یہی دعوت کریں آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ کل ہم نے تم صاحبوں کی خاطر سے دعوت کھالی اب اپنے پاس سے کھاوینگے اور سید صاحب نے پھر مجھ سے نہ پوچھا کہ کہ دو روپے کے چاول گھر میں بنئے سے دلوا آنا وہ دلوائے تھے یا نہیں اور نہ میں نے کہا کہ میں آپ کے گھر سے پچیس روپے لایا ہوں اور چاول بھی دلوا آیا ہوں، اس میں سید عبدالرحمٰن صاحب نے آپ سے پوچھا کہ آج لوگوں کے کھانے کی کیا تدبیر ہے، آپ نے فرمایا کیا چاہئے کہا پانچ روپے، فرمایا کہ دین محمد سے جاکر پوچھو وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ سید صاحب نے پانچ روپے دلائے ہیں، میں نے پانچ روپے تھیلی سے نکال کر ان کے حوالہ کئے، پھر لوگوں کو بھیج کر قصبہ جائیس سے دال چاول اور گھوڑے ٹٹو کا دانہ گھاس اُنہوں نے منگوایا اور تب تک بریلی کے اطراف وجوانب سے سنی لوگ دو دو چار چار چلے آتے تھے دو روز میں سوار و پیادہ سب ملاکر قریب دو سو آدمی کے ہوگئے، پھر آپ نے منع کر بھیجا کہ اب کوئی یہاں نہ آوے کچھ ضرورت نہیں ہے، تیسرے دن سید عبدالرحمٰن صاحب نے پھر آپ

Marfat.com

سے خرچ طلب کیا' آپ نے فرمایا کہ جہاں سے کل لیا تھا وہیں سے
جاکر آج بھی لو پھر وہ میرے پاس آئے اور کہا دس روپے
دو میں نے حوالہ کئے اور کھانے کے سوا کوئی دس بارہ روپے
متفرقات اور بھی خرچ ہوئے' کسی کو آپ نے چار آنہ دلائے
کسی کو آٹھ آنے فقط للہ فی اللہ' پھر چوتھے روز سید عبدالرحمٰن
صاحب نے حضرت سے جاکر واسطے کھانے لوگوں کے خرچ طلب
کیا' آپ نے پوچھا کیا چاہیئے کہا اب آدمی زیادہ ہیں پندرہ
روپے دلوائیے' آپ نے فرمایا کہ دین محمد سے جاکر مانگ لو پھر وہ
میرے پاس آئے اور پندرہ روپے مانگے' میں نے حوالہ کئے الغرض
بارہویں تاریخ تک وہاں آپ رہے اور اس دن سے ہر روز پندرہ
پندرہ روپے سید عبدالرحمٰن صاحب آپ سے پوچھ پوچھ مجھ سے
لے گئے اور دس بارہ روپے متفرق ہر روز للہ فی اللہ محتاجوں مسکینوں کو
چار چار آنہ آٹھ آٹھ آنہ کرکے آپ نے مجھ سے دلوائے اور روپے
حقیقت میں وہی اکیس میں لایا تھا اور دو روپے کے پیسے اور حضرت
علیہ الرحمۃ نے کسی دن مجھ سے نہ پوچھا کہ تم کیا لائے تھے اور

Marfat.com

آج تک کیا خرچ ہوا اور ایک حال عجیب وغریب انہیں روزوں
کے اندر یہ گذرا کہ رات بعد نماز مغرب کے واسطے قضائے حاجت کے
تشریف لے چلے اور کوئی چالیس پچاس آدمی مسلح آپ کے ہمراہ ہوئے
نصیرآباد کے باہر جا کے ایک تالاب پر پہنچے. وہاں آپ نے سب لوگوں
کو ہٹایا فقط چار شخصوں کو ساتھ لیا حاجی بوڑھے اور اخوند عظیم اور
عبدالرحیم کاندلے والے اور مجکو اور پانی کا لوٹا اخوند عظیم کے پاس تھا.
تالاب کے بیرے کنارے ایک آموں کا باغ تھا اور اس کے کنارے
ایک جوار کا کھیت تھا گرداس کے کانٹے لگے تھے وہاں اخوند صاحب
نے لوٹا دھروایا پھر دو آدمی واسطے پہرے کے ایک طرف جا کھڑے
ہوئے اور دوسری طرف ایک آدمی اور قبلہ کی طرف میں کھڑا ہوا اور
کھیت کی جانب خالی رہی اور آپ واسطے قضائے حاجت کے گئے اسی وقت
میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ کھیت کی طرف خالی ہے ایسا نہ ہو کہیں
کھیت میں کوئی مفسد چھپا بیٹھا ہو تو کچھ فساد لاوے مگر کوئی تدبیر ذہن
میں نہ آئی پھر اللہ تعالیٰ کو یہ معاملہ سپرد کر کے کھڑا ہو رہا بعد ایک لحظہ کے
میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص اسی جوار کے کھیت کی طرف نمودار ہوا سپید

Marfat.com

براق پوشاک پہنے ہوئے، میں اس کو دیکھ کر ڈرا کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے
جیسا خیال سرے دل میں گذرا تھا ویسا ہی پیش آیا اگر میں اس وقت
شور کرتا ہوں تو لوگ کہیں گے ڈر گئے اس عرصہ میں وہ شخص ذوقدم
کے برابر بلند ہو گیا میں نے اپنے جی میں کہا کہ یا رب یہ کیا معاملہ ہے اس میں
ایک دوسرا نمودار ہوا ویسا ہی لباس پہنے اور اسی کے برابر ہو گیا پھر دو شخص
اور یہی اُنہیں کے برابر کھڑے ہو گئے، میں نے جانا کہ یہ کچھ اسرار الٰہی سے ہے
جب حضرت وہاں سے اُٹھے تب وہ میری نظر سے غائب ہو گئے پھر وہاں
سے آپ طرف قصبہ کے چلے، آپ تو آگے تھے اور آپ کے پیچھے حاجی بوڑھے
ان کے پیچھے اخوند عظیم اور پیچھے عبدالرحیم ان کے پیچھے میں، پھر مجھ سے نہ رہا گیا
میں نے عبدالرحیم سے پوچھا کہ جب تم پہرے کو کھڑے تھے کچھ تم نے دیکھا بھی
تھا اُنہوں نے کہا کیا چیز، میں نے کہا کوئی چیز ہو اُنہوں نے کہا میں نے
تو کچھ نہیں دیکھا تم کچھ بیان تو کرو، میں نے اُن سے وہ تمام حال کہا اُنہوں
نے کہا مجکو خبر نہیں، خیر پہر میں نے اسی طرح اخوند عظیم سے ذکر کیا انہوں نے
کہا مجکو نہیں معلوم، پھر میں نے حاجی بوڑھے سے پوچھا اُنہوں نے بھی
انکار کیا، اس میں حضرت نے کہا کہ بھائیو کیا باتیں کرتے ہو سو میں

Marfat.com

نے کہا کہ کچھ آپس میں باتیں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جو باتیں ان سے کرتے ہو مجھ سے بھی کہو ہم اس کا جواب دیں، پھر میں نے وہی تمام حال آپ کے روبرو عرض کیا، آپ نے فرمایا ہاں یہ بات سچ ہے، چار شخص ایسے سپید پوش وہاں کھڑے تھے سبب اس کا یہ ہے ہمارے لوگ آپس میں بحث کیا کرتے ہیں کوئی کہتا ہے آپ کے پلنگ کی چوکی ہم دیونگے کوئی کہتا ہے ہم دیونگے اور ہم نے کئی بار کہہ دیا ہے کہ ہماری حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کی طرف سے کچھ لوگ ہماری محافظت کو مقرر ہیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے آج چار شخص انہیں لوگوں میں سے تم کو دکھلا دئے یہ وہی ہیں جن کو ہم کہا کرتے ہیں، پھر تیرویں تاریخ کو وہاں سے کوچ کی تیاری ہوئی مسجد کے باہر جا جم پر آپ بیٹھے تھے اور لوگ کمریں باندھے تھے اُس وقت مجھ سے فرمانے لگے کہ کچھ خرچ تمہارے پاس ہے میں نے کہا کہ ہاں ہے، فرمایا کس قدر ہوگا میں نے عرض کیا مجکو نہیں معلوم فرمایا کہ تین روپے ہم کو چاہیے، میں نے کہا بہت خوب لیجئے، پھر آپ نے تھیلی میرے ہاتھ سے لیکر جا جم پر اوندھائی سات

Marfat.com

روپے اور کچھ پیسے نکلے اور کچھ کوڑیاں بھی، دو روپے تو آپ نے
محسن خاں کو دے کر تکیہ کو روانہ کیا کہ جبتک ہم آویں لوگوں کے
لئے اس کا کھانا پکا رکھنا اور تین روپے اس میں سے اپنے لئے اور
فرمایا کہ میں لوگوں سے رخصت ہونے جاتا ہوں اور دو روپے
اور پیسے میں نے اسی تھیلی میں رکھ لئے اور کوڑیاں اس میں ڈالدیں
پھر کچھ دیر میں آپ رخصت ہوکر تشریف لائے تب سوار ہوئے اور
لوگوں کو ہمراہ لیکر چلے کوئی دو ڈھائی کوس آئے ہونگے وہاں
میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے کہ کہو کیا حال ہے، میں
نے کہا الحمدللہ بڑا احسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ساتھ خیر کے لے چلا
اور مفسدوں کے فساد سے محفوظ رکھا فرمایا بیشک اس کا احسان
ہے ہر شور و شر سے با مون رکھا، تھوڑی دیر چل کر پھر فرمانے
لگے کہ کہو کیا حال ہے، میں نے کہا جو آپ فرماویں عرض کروں
کہ تمیر قرضہ کس قدر ہوا ہوگا، میں نے عرض کی کہ یہ حال
مجکو نہیں خبر، اللہ کو معلوم یا آپ جانیں فرمایا سچ ہے اللہ
تعالیٰ ہی، خوب جانتا ہے ہم نہ کہیں کے حاکم نہ ہمارے پاس

Marfat.com

کوئی ملک نہ کہیں خزانہ، ایک عاجز فقیر ہیں وہ محض اپنے فضل اور احسان سے ہماری پرورش کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعام و احسان کا بیان کرتے چلے جاتے تھے پھر کچھ دیر میں تکیہ پر داخل ہوئے اس وقت محسن خاں نے کچھ تیاری کھانے کی نہیں کی تھی اور اول وقت ظہر کا تھا مسجد میں اذاں نہیں ہوئی تھی، حضرت علیہ الرحمۃ دو رکعت نماز مسجد میں پڑھ کر اپنے دولتخانہ میں تشریف لے گئے پھر کچھ دیر میں اذان ہوئی، لوگ تیاری نماز کی کرنے لگے پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی، بعد فراغ نماز کے بریلی اور جہان آباد وغیرہ کے لوگوں نے رخصت چاہی، اس وقت ہم کئی آدمی کھانا پکا رہے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بھوکے ہوگے کھانا پکتا ہے کھا کے جانا اس میں بعضوں نے عذر کیا اب تو اس وقت معاف رکھئے ہم پھر حاضر ہونگے آپ نے فرمایا خیر تم کو اختیار ہے پھر وہ رخصت ہو گئے اور کچھ لوگ پہلے رخصت ہو کر چلے گئے تھے، الغرض اس وقت ڈیڑھ سو آدمیوں کے ہونگے اور علاوہ ان کے کوئی چالیس پچاس آدمی لوہانی پور بریلی جہان آباد وغیرہ کے حضرت سے ملنے کو آئے تھے وہ تھے اور

Marfat.com

انہیں سب جگہوں کی بیس پچیس عورتیں مبارکباد دینے کو آئی تھیں
اور چالیس مرد عورت آپ کے یہاں تھے سب اندر باہر کے ملا کر قریب
تین یا پونے تین سو آدمی کے تھے جب کھانا پک چکا تب میاں عبداللہ نے
جا کر عرض کیا کہ کھانا تیار ہے اور اس قدر اندر باہر کے آدمی ہیں کیونکر
تقسیم کیا جاوے، فرمایا کھانا کس قدر ہے عرض کی کہ دو دیگ چاول
کچھ کم من بھر آئے ہیں دیگ پکائے گئے ہیں اور چار آنہ کی دال ماش
تھی کچھ کم چھٹہ سیر، فرمایا قدیمی لوگ ہمارے ساتھ کے ہیں ان کو توصہ
دیدو اور مہمان ہیں ان کو بٹھا کر کھلا دو اور یہ وقت عصر کا کھانا
نماز ہم سب پڑھ چکے تھے، پھر میں نے عبدالقیوم سے کہا کہ کھانا کھلانے
کی اجازت تو حضرت دے چکے ہیں اب تو اختیار ہے چاہو اب کھلانا شروع
کرو چاہو بعد مغرب کے میں اس وقت شہر کو جاتا ہوں کہ گھوڑوں ٹٹوؤں کے لئے
دانہ لاؤں خدا چاہیگا تو مغرب تک آجاؤنگا، پھر میں تو ادھر گیا ادھر
انہوں نے کھلانا شروع کر دیا وہاں سے آکر نماز مغرب میں نے تکیہ پر پڑھی
جو لوگ باقی تھے، پھر میں نے اور انہوں نے مل کر کھلایا جب باہر کے سب لوگ
کھا چکے تب دو ٹوکرے کھانے کے اندر بھیجدئے اور کہہ دیا جو کچھ

Marfat.com

کھانا بچے پھر یہاں بھیجدینا شاید ایک دو آدمی کوئی اور آجاویں
پہران دونوں ٹوکروں میں اندر کے سب آدمی کھانا کھاگئے اور جو کھانا
بچا وہاں سے پھیر ہمارے پاس آیا' پھر بعد نماز عشا کے آپ نے فرمایا
کہ بھائیو اب اپنے اپنے مکان کو رخصت ہو ہم بھی مکان کو جاوینگے
پھر مہمان لوگ بھی رخصت ہوئے اور آپ بھی اپنے دولتخانہ کو تشریف
لےگئے' ان میں میں بھی تھا اور میاں عبداللہ اور حاجی عبدالرحیم بھی تھے
آپ نے پوچھا کہ رات سب لوگ باخوبی کھانا کھا چکے تھے' میں نے عرض کی
کہ فضل الٰہی تھا سب لوگوں نے اچھی طرح سے کھایا اور جو آدمی آپ کے پاس
حاضر تھے اُنہوں نے کہا کہ ہم نے تو رات کو بھی آسودہ ہو کر کھایا اور
موافق معمول ہمیشہ کے اس میں سے کھانا اب بھی دھرا ہے اور اسی طرح اور
بھائیوں کے پاس بھی ہوگا' آپ نے مجھ سے پوچھا کہ سب چاول
کتنے پکے تھے' میں نے عرض کی وہی دو روپے کے کچھ من بھر چاول
تھے اور چار آنے کی دال ماش' حاجی عبدالرحیم صاحب من بھر چاول
سُن کر ہنسنے لگے کہ آدمی تو بہت تھے' میں نے کہا کہ حاجی صاحب آپ
کو اس میں تعجب ہی کیا آپ ہر روز یہاں کا معاملہ نہیں دیکھتے ہیں

Marfat.com

انہوں نے کہا کہ ہاں بھائی صاحب سچ کہتے ہو، حضرت نے پوچھا کہ سب کتنے لوگوں نے کھایا ہوگا میں نے کہا البتہ کچھ اوپر ڈھائی سو ہونگے، آپ نے کہا الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور کھانا کھانے سے کسی کا پیٹ نہیں بھرتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بھرتا ہے اللہ تعالیٰ کی خیر و برکت ہمارے شامل حال نہ رہے نہ ہمارے پاس ملک نہ خزانہ، ہم غریبوں محتاجوں کو وہی اپنے فضل و کرم سے پرورش کرتا ہے، پھر آپ وہیں رہے ہم سب کو رخصت کر دیا پھر اس روز جمعہ دن چڑھے سے واسطے ملنے کے اور نئے لوگ بریلی اور جہان آباد اور مغل بیگ کی ٹیالن وغیرہ کے آنے لگے اور حبیب خاں رسالدار کے یہاں کی عورتیں اور ان کے ہمراہ اور بھی عورتیں ڈولیوں اور گاڑیوں پر سوار ہو کر مبارکباد دینے کو آئیں، میاں عبداللہ فقط گھر والوں کے کھانے کو بازار سے جا کر پونے دو روپے کے چاول اور چار آنہ کی دال لائے، اس میں سے تھوڑی اور چاول دوپہر کے پکا کر لڑکوں کے لئے اندر بھیجدئے اور باقی بعد نماز عصر کے ہم نے پکائے اور کڑیاں نیاکر تیار کیں پھر بعد نماز مغرب پڑھ کر حضرت سے پوچھا کہ کھانا تیار ہے اور اندر عورتیں بہت آئی ہیں اور یہاں باہر بھی آدمی زیادہ ہیں جو ارشاد ہو کیا جاوے، آپ نے فرمایا کہ اندر پوچھو جتنے

Marfat.com

حصے مانگیں بھیجا دو اور باہر اپنے لوگوں موافق معمول کے حصے حوالہ کردو
اور دو لگنوں میں کھانا نکال کر رکھ دو اور لوگوں کو کہہ دو کہ کھانا تیار ہے
آکر کھالو، پھر اندر ہم نے پوچھا کہ کتنے حصے چاہئیں، انہوں نے کہا اسّی حصے
بھیجدو پھر اور جو حاجت ہوگی منگوالیں گے، ہم نے نوّے حصے بھیجدئے اور اپنے لوگوں
کو موافق ہر روز کے حصے حوالہ کردئے اور دو لگنوں میں چاول نکال کر اور
بھائیوں سے صلاح پوچھی ان میں سے پندرہ بیس آدمیوں نے وہیں کھا
باقی چالیس پچاس نے کھایا اور دس کرئی چاول بچ رہے، حسن مصطفےٰ نام
حضرت علیہ الرحمۃ کے ایک بھانجے تھے اس وقت کسی نے حضرت کے آگے
ذکر کیا کہ آپ کے بھانجے حسن مصطفےٰ ایک بار سات کرئی چاول کھاگئے
اور ایک بار نو کرئی چاول، آپنے پوچھا کس کے سامنے، کئی شخص نے کہا ہمارے
سامنے، مولانا محمد اسماعیل صاحب ان کو دیتے گئے وہ کھاتے گئے اور وہ
کہتے تھے کہ دونوں بار میں نے اپنے گھر میں جاکر کچھ روٹی بھی کھائی، آپ نے
فرمایا کہ کل صبح کو ان کو ہمارے پاس لانا، مکان اُن کا برلی کے
قلعہ میں تھا اور اکثر اوقات نماز عصر کے آپ کے پاس آیا کرتے تھے اتفاقاً
صبح کو آپ ہی آکر حاضر ہوئے، آپنے پوچھا کہ حسن مصطفےٰ ہم نے سنا ہے

Marfat.com

کہ تم ایک روز سات کرئی چاول اور ایک روز نو کرئی چاول کھا گئے یہ
بات سچ ہے، انہوں نے کہا ہاں سچ ہے، مولانا محمد اسماعیل صاحب مجھکو ایک
ایک دو کرئی دیتے گئے اور میں کھاتا گیا، آپ نے پوچھا پھر گھر میں جا کر کچھ
اور بھی کھایا، کہا ہاں گھر میں روٹی بھی کھائی، آپ نے کہا یہاں اور چاول نہ
ملتے کہا چاولوں سے مجکو سیری نہیں ہوتی بے روٹی کے، آپ نے پوچھا
اس وقت ہم کھلا دیں اسی طرح کھا سکتے ہو کہا ہاں کیوں نہیں کھا سکتا
ہوں مگر آپ کے سامنے نہیں الگ بیٹھ کر کھاؤنگا، آپ نے کہا کیا مضائقہ
ہمارے روبرو نہ کھاؤ جہاں چاہو وہاں کھاؤ میاں عبداللہ سے کہا کہ رات کے
بچے چاول لاؤ اور دال ہو وہ بھی لاؤ، دس کرئی چاول تھے انہوں نے لا کر
حاضر کئے اور ایک جگہ بیٹھ کر کھلانے لگے، اس وقت وہ سات یا آٹھ کرئی
چاول کھا گئے حضرت کو خبر ہوئی، آپ نے فرمایا کہ اب پھر کسی روز کھلا دینگے
پھر اس کے تیسرے روز بعد نماز مغرب کے آپ نے پوچھا کہ حسن مصطفےٰ
اس وقت اُسی طرح کھاؤ گے، کہا ہاں کھلائیے، آپ نے لوگوں سے کہا کہ
ان کو کھلاؤ، پھر الگ لیجا کر کھلانے لگے، پھر ایک کرئی چاول اُن کے آگے
دھرے، وہ تو با خوشی کھا گئے، پھر ایک کرئی چاول اور دھرے آدھی

Marfat.com

کرئی بمشکل کھائے گئے زیادہ نہ کھا سکے، یہ حال لوگوں نے حضرت سے عرض کیا، آپ نے بلا کر پوچھا کہ حسن مصطفےٰ آج تم نے تھوڑے کیوں کھایا کہا آج شاید کسی کی نظر لگی یا کچھ آپ نے کر دیا، فرمایا تم کو کسی کی نظر نہیں لگی اور اگر نظر لگنے کا تم کو گمان ہے تو کل پرسوں پھر سہی دیکھیں تو کیونکر کھاتے ہو، الغرض بعد اس کے دو یا تین بار حضرت نے ان کو پھر کھلایا مگر ڈیڑھ کرئی سے زیادہ ہرگز نہ کھایا گیا، پھر آپ نے ان سے کہا کہ بس یہی تمہاری ہمیشہ خوراک رہیگی اس سے زیادہ نہ کھاؤ گے، پھر اس روز سے اسی قدر ان کی خوراک رہی اور بیس بائیس برس کی عمر تھی اور جوان ہی وہ مرے انا للہ وانا الیہ راجعون، مختصر بیان ہدایت عنوان حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا جو ماہ محرم میں گذرا تھا وہ تو ہو چکا، باقی رہا اب بیان ماہ صفر کا وہ یوں ہے کہ روز چہلم، مابین ہمامین حسنین رضی اللہ عنہما کا قریب آیا تب قصبہ نصیر آباد کے رفاض نے وہاں کے سینوں پر پھر ایک صورت بلوہ کی نمودار کی کہ اس چہلم میں اب کی بار ہم ضرور تبرا کہتے ہوئے تعزیہ اور علم لے کر سینوں کے محلہ میں طیور کرینگے اور جو سنی اس بات میں مزاحم ہوگا اس کو مارینگے یہ خبر وحشت اثر سن کر وہاں کے سنی بیچارے خوف کے مارے گھبرا گئے

Marfat.com

کہ عاشورہ کی بلا تو اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کے آنے سے دفع کردی
تھی، اب یہ دوسری بلا چہلم کی پیش آئی دیکھا چاہیئے اس میں کیا کیا فتنہ و فساد
برپا ہو، آخر الامر آپس میں مشورت کرکے اُسی بھاٹ کو جسے اول عشرہ
محرم میں حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں بھیجا تھا پھر بھیجا کہ یہاں
رافضیوں نے ایسا ویسا ارادہ کیا ہے آپ ہماری للہ مدد کریں، پھر وہ
بھاٹ وہاں سے تکیہ پر آیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس یہ خبر لایا
کہ رافضیوں نے نصیر یاد میں اب کی بار ادھر اودھر سے بہت لوگ جمع کئے
ہیں کہ امامین حسنین رضی اللہ عنہما کے چہلم کو علانیہ تبرا کہتے ہوئے نکلیں گے
نشان اور تعزیہ نکالیں گے اور جو سنی لوگ مانع ہونگے ان کو ماریں گے
اگرچہ اب کی وہاں کے سنی بھی یہ خبر سُن کر اپنی اپنی نوکری سے رخصت
لیکر آئے ہیں مگر نسبت سنیوں کے رافضیوں کی جمعیت بہت ہے، اس واسطے
مجھکو آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ہماری للہ فی اللہ مدد کریں یہ سُن کر
آپ نے فرمایا کہ ان بھائیوں سے کہنا کہ ہراساں نہوں ہم آتے ہیں
اور بھاٹ کو رخصت کیا وہ تو اس طرف روانہ ہوا، آپ نے یہاں

Marfat.com

بعد نماز ظہر کے دو دیگیں چماروں کے سروں پر دھرا کر نصیر آباد کو روانہ کردیں اور ہم لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے ہتھیار نکال کر باہر لاؤ ہر ایک کو تقسیم کردو اور گولی بارود وغیرہ بھی بانٹ دو کہ ہر ایک اپنے ساز و سامان سے تیار رہیں سر وقت چلنے کے کوئی چیز تلاش نہ کرنی پڑے اور بریلی جہان آباد وغیرہ میں کہلا بھیجا ہم لوگ نصیر آباد کو جاتے ہیں وہاں رافضیوں نے پھر کچھ فساد برپا کیا ہے، تم میں سے جس کو فرصت ہو وہ ہمارے ساتھ چلے یا کل پیچھے سے آوے پھر قبل نماز عشا کے آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اور ساٹھ ستر آدمی مسلح ہمراہ رکاب لے کر روانہ ہوئے اور نماز عشا قصبہ رائے بریلی میں جاکر پڑھی اور پھر وہاں سے کوچ فرمایا اور نماز صبح کی راہ میں ادا کی، پھر کچھ دن چڑھے قریب قصبہ نصیر آباد کے پہنچے اور وہاں سے مع جماعت باآواز بلند تکبیر اللہ اکبر کہتے ہوئے اندر قصبہ کے آئے اور جو مسجد قاضی صاحب کے مکان کے قریب ہے چند آدمیوں سے اس میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کی، آپ کو دیکھ کر اور بھی کسی کسی نے نماز پڑھی اور باقی لوگ مسلح باہر مسجد کے کھڑے رہے، پھر بعد ادائے تحیۃ المسجد کے آپ سوار ہوئے اور

Marfat.com

بآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے چلے، سامنے قلعہ کے اندر امام باڑے میں
سو سوا سو رافضی چبوترے پر جھنڈے نشان وغیرہ لئے ہوئے بیٹھے
تھے جب آپ ان کے قریب پہنچے بآواز بلند السلام علیکم کیا ان میں
سے کسی کسی نے جواب سلام کا دیا اور باقی چپ بیٹھے رہے، پھر آپ ان
کو دست چپ کی طرف چھوڑ کر اپنی مسجد میں تشریف لے گئے اور وہیں
آپ اترے اور سب کو اتارا اور قبل تشریف لانے آپ کے حال
پر ملال تمام اہل سنت والجماعت کیا شرفا اور غربا یہ تھا کہ ہوش و
حواس کھوئے ہوئے ہاتھ اپنی جانوں سے دھوئے ہوئے دل افسردہ
خاطر تر مردہ ترساں ولرزاں مایوس اپنے اپنے گھروں میں منتظر بیٹھے
تھے کہ دیکھئے اب کی بار مفسدین بیدین کیا فساد اٹھاویں اور حضرت
امیر المومنین امام المجاہدین کب تشریف لاویں ادہر رفاض بدشعار ابلیس
کردار سر بسر شر و فساد تیار تھے کہ دیکھو تو سنیوں کو کیسا ذلیل اور
مغلوب کرتے ہیں کہ بار دیگر پھر کبھی اپنی سنیت کا نام زبان پر نہ
لاویں اور ہمارے مقابلہ کو نہ آویں" جس وقت حضرت سید المجاہدین
باگروہ مومنین نصرت قرین وہاں جا کر داخل ہوئے تمام معاملہ بالعکس

Marfat.com

ہو گیا کہ سنیوں کے دلوں میں ایک تقویت اور توانائی آگئی اور رافضیوں کے چہروں پر مردنی سی چھا گئی، خوف جان سے اپنے اپنے گھروں میں جا گھسے بلکہ کتنوں کو مارے ہیبت کے دست آنے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے ہمراہیوں سے تاکید شدید فرمایا کہ خبردار کوئی تمہارا شیعوں کے محلہ میں سیر و تماشے وغیرہ کو نہ جاوے والا ہم اس کو سزا دے کر اپنے یہاں سے نکال دینگے اور جو ان کے یہاں سے لوگ ہماری طرف آویں تو کوئی ان سے مزاحم نہ ہو بلکہ ساتھ محبت اور خوش اخلاقی کے پیش آوے اور جس کو یہ بات منظور نہ ہو وہ اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا رہے اور اسی طور پستی کے سنی لوگوں سے کہہ دیا کہ کوئی تمہارا ان سے بلا اجازت ہماری کی دنگا بکھیڑا نہ کرے بلکہ ان میں سے اگر کوئی کسی امر میں سخت یا سست کلام کرے تو سن کر نہ بولے اور کلام لایعنی سے اپنے لب نہ کھولے اس واسطے کہ جو تم لوگوں نے ہم لوگوں کو وہاں سے بلایا ہے تو ہماری رائے کے موافق کام کرو، پھر اس دن بعد نماز ظہر کے عبداللہ نے عرض کی کہ اس وقت کھانے کی کیا تدبیر کی جاوے آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ خرچ ہے، میں نے کہا ہاں کچھ ہے

Marfat.com

اور میں پچیس روپے لایا تھا مگر آپ کو اس کی خبر نہ تھی، آپ نے فرمایا کھچڑی بازار سے لاکر موافق اپنے لوگوں کے پکالو، میں نے عرض کی کہ آپ نے تو اس وقت فرمایا تھا کہ کوئی ہمارا آدمی یہاں سے کہیں نہ جاوے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے اور میاں عبداللہ اور سید عبدالرزاق اور عنایت اللہ اور عبدالقیوم کے لئے اجازت ہے، بازار سے جاکر من بھر کھچڑی اور آٹھ دس گھوڑوں سوؤں کا دانہ گھاس لائے، ہم نے وہ کھچڑی پکائی تب تک ایک ایک دو دو گھر کے دس بارہ آدمی اور بھی آگئے، پھر کڑیاں بنا کر وہ کھچڑی ہم نے سب کو کھلائی اور آدھی سے زیادہ کھچڑی بچ رہی، پھر آپ کو اطلاع کی فرمایا تھوڑی تھوڑی اس میں سے اس محلہ کے محتاجوں کو پہنچا دو، میں نے کہا کہ میں تو یہاں کسی کو نہیں جانتا ہوں، آپ نے وہیں کے لوگوں میں سے ایک کو فرما دیا وہ چند آدمیوں کے یہاں دے گیا، تسپر بھی بہت باقی رہی، آپ کو اطلاع کی فرمایا کہ رہنے دو صبح کو ناشتہ کے کام آویگی، پھر صبح کو کچھ دن چڑھے آپ نے فرمایا کہ یہاں دی، خوب ہوتا ہے دو چار آنے کا مول لے کر کھچڑی کے ساتھ لوگوں کو ناشتہ کرا دو، پھر کئی ہنڈے دی کے ہم نے اسی کے ساتھ کھچڑی سب کو کھلا دی، اور آپ سے جاکر عرض کی کہ سب لوگ ناشتہ کر چکے

Marfat.com

اور یاں جیہہ آدمیوں کی خوراک کھچڑی تسپر بھی بیچ رہی، پہر بعد اس کے
حضرت علیہ الرحمۃ نے جو جو معزز اور ممتاز لوگ شیعوں میں تھے ان کو کہلا
بھیجا کہ ہم تمہاری بستی میں مہمان آئے ہیں، تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو
ہماری ملاقات کو تم تشریف لاؤ والا ہم کو فرماؤ ہم تمہاری ملاقات کو
حاضر ہوں، پہر لیفے لیفے نامی لوگ ان میں کے ایک ایک دو دو کرکے آپ کے
پاس آنے لگے اور آپ بطور ہمیشہ کے ہر ایک سے ساتھ خوش اخلاقی اور
محبت کے پیش آئے اور اچھے اچھے صلاحیت کے ان سے کلام کئے اس عرصہ
میں ظہر کا وقت آیا سب نے ظہر کی نماز پڑہی، پہر میاں عبداللہ نے واسطے
کھانا پکانے کی عرض کی یعنی کل کھچڑی بہت بیچ رہی تھی آج کس قدر کے
پکاؤں اس وقت سب قریب سو آدمیوں کے ہونگے اور آتے ہی جاتے ہیں آپ
نے فرمایا کہ خیر آج کل کے اندازے سے ڈھائی سیر جنس کم کردو پھر اس دن
ڈھائی سیر کم ایک من کھچڑی آئی اور پکاتے پکاتے پچیس تیس آدمی اور
آکر شامل ہوئے، پہر جب کھچڑی تیار ہوئی، آپ نے پوچھا میاں عبداللہ آج
کیا کھانا پکایا ہے کہا کھچڑی پکی ہے، آپ نے فرمایا کاہے کے ساتھ لوگ
کھچڑی کھاوینگے اگر اچار ہوتا تو خوب تھا، انہوں نے کہا کہ ہم اچار کہاں سے

Marfat.com

لادیں، آپ نے دو چار اپنے بھائی بندوں سے کہا کہ اس وقت اپنے اپنے
یہاں سے اچار لاؤ تو کھچڑی کھائی جاوے پھر وہ پیالوں رکابیوں
میں تھوڑا تھوڑا اچار لائے، آپ نے دیکھ معلوم کیا کہ اتنے اچار میں پورا
نہ پڑے گا مجھ سے بلا کر کہا کہ تم جا کر ایک گھڑا اچار حلوائی کے یہاں سے
مول لاؤ، میں اس وقت جا کر ایک مسلمان حلوائی کی دکان سے ایک گھڑا
اچار لایا پھر اس وقت اسی اچار کے ساتھ سب نے کھچڑی کھائی، پھر آدمی
سے زیادہ کھچڑی کی کریاں بچ رہیں اور کوئی سو سوا سو آدمی شکم سیر ہو گئے
پھر یہ حال حضرت سے عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ خیر کریاں تخت پر چادر
سے ڈھک کر رہنے دو کل صبح کو پھر لوگ ناشتہ کر لیں گے، الغرض اگلا روز
کچھ دن چڑھے پھر ہم نے کئی ٹھنڈے دہی کے مول لے کر وہ کھچڑی کوئی سو سوا سو
آدمیوں کو بخوبی کھلائی اور حضرت کو اطلاع کی، آپ نے فرمایا کہ بھائی
لوگوں کو ہر روز کھچڑی کھانی خوش نہ آتی ہو گی، آج دال چاول الگ الگ
پکانا، ہم نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ دونوں وقت لوگ تازہ کھانا کھاویں
مگر رات کو کھانا اس قدر بچ رہا ہے کہ دوسرے وقت اس میں کفایت ہو جاتا
ہے تازہ پکانے کی نوبت نہیں آتی، آپ نے فرمایا کہ ڈھائی سیر جنس آج

Marfat.com

اور بھی کم کردیں اور لوگ تو ابھی آتے جاتے ہیں اور شیعوں کی طرف سے
ان کے بڑے بڑے رکن حضرت کے پاس آتے تھے اور آپ ہر نوع ان کو
سمجھاتے تھے کہ ہمارا ایک بستی میں بود و باش قدیم الایام سے ہے ایسا شر
و فساد نہ کرو کہ نوبت خونریزی کی پہنچے جس طرح سے ہمیشہ محرم میں اپنا
کاروبار تعزیہ داری کا کرتے آئے اسی طرح کئے جاؤ کسی طور کی زیادتی
نہ کرو یہ بات اچھی نہیں آپ کے سامنے تو کہتے تھے کہ آپ بجا فرماتے ہیں
ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ کسی طور کا فساد نہ ہو مگر ہماری طرف چند لوگ مفسد
ہیں وہی شرارت کرتے ہیں اور جب اپنے لوگوں میں جاتے تو ان کو ورغلا
فساد پر آمادہ کرتے اس لئے کہ لکھنؤ میں جو مولوی دلدار علی ان کا مجتہد تھا
اسی مفسد نے ان سب کو بہکایا تھا کہ تم کسی طور کے دنگے فساد سے سنیوں
کے نہ ڈرنا جو کچھ ہوگا میں یہاں یا دشاہ غازی الدین حیدر کے دربار میں
موجود ہوں دیکھ لونگا' والا ان نامعقولوں کی کیا جرأت اور طاقت تھی کہ
مردمی کا دم مارتے آخر الامر جب یہاں ہم لوگوں سے تاب مقابلہ کی نہ
لاسکے تب کچھ لوگ گئے تعزیہ اور علم لیکر حسین یا حسن کرتے ہوئے نالش
کو طرف لکھنؤ کے روانہ ہوئے کہ وہاں جاکر خاطر خواہ ہم سنیوں کو سزا
دلوادینگے کہ محرم میں ہم کو تعزیہ داری نہ کرنے دی اور اب چہلم

Marfat.com

بہی نہیں کرنے دیتے ہیں اور اب تک یہاں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
کوئی دو سو آدمیوں کے جمعیت ہو گی، اس روز ساڑھے چھ پنسیری چاول
پکائے دال جدی پکائی، اس روز بہی سب لوگ باخوبی کھا کر فارغ ہوئے
اور بطور ہر روز کے کرّیاں چاولوں کی بچ رہیں، اگلے روز پھر وہی مول
لے کر ان چاولوں کے ساتھ لوگوں کو کھلایا اور جانا کہ یہ معاملہ کھانے
کا اسی طرح رہیگا تازہ کھانا پکانے کی نوبت نہ آوے گی، پہر اس روز
آپ سے پوچھا کہ آج کس قدر چاول پکاویں چاول بہت بچ رہتے ہیں
کہ صبح کو ناشتہ ہوتا ہے مگر دال اس قدر نہیں بچتی کہ چاولوں کو کفایت
ہو، آپ نے فرمایا کہ آج بھی ڈھائی سیر چاول کل سے کم کر دو اور
سیر بھر دال بھی چاہو تو کم کر دو، مگر آج سے پالک کا ساگ دال میں ضرور
ڈالا کرو خدا چاہے گا دونوں وقت کو کفایت ہو گی اور باسی چاولوں
کے ساتھ باسی دال ساگ بڑی بہت مزہ دیتی ہے اور کچھ دہی بہی لیا کرو
جس کو دال خوش نہ آوے وہ دہی کے ساتھ چاول کھاوے، اور آدمی
قریب تین سو کے ہونگے اور کوئی پچاس گھوڑے اور کچھ کم یا زیادہ
چالیس ٹٹو، پہر اس دن چھ پنسیری چاول اور چار سیر دال اور پالک کا ساگ اور

Marfat.com

گھوڑوں ٹٹوؤں کا دانہ گھاس بازار سے لائے اور سوائے اس خرچ کے
حضرت کسی روز ایک روپیہ کسی روز دو روپے کسی روز تین بلکہ مجھ سات تک
خرچ کرتے، کسی کو چار آنے کسی کو آٹھ آنہ دلاتے، جس روز سے وہ مال
گئے تھے ہر روز خرچ کرتے تھے، پھر اس روز بھی تمام آدمی کھا کر سیر ہو گئے
اور گئیاں چاولوں کی اسی دستور بچ رہیں اور دال بھی اس قدر بچی کہ صبح
کو چاولوں کے ساتھ یا قراغت سب نے کھائی، پھر اس دن سے ہر روز
ساگ یا نک کا دال میں پڑنے لگا اور ڈھائی ڈھائی سیر چاول ہر روز
سنتے پوچھ کر کم کرنے لگے یہاں تک کہ ساڑھے سترہ سیر چاولوں کی نوبت پہنچی
اور آدمی کھانے والے وہی قریب تین سو کے تھے اور بیشتر اس کے جو چند مفسدین
مفسدین علم اور تحریر لے کر واسطے ناش کے روانہ لکھنؤ ہوئے تھے وہاں پہنچنے
بھی نہ پائے تھے تب تک اس بلوہ کا ایک چرچہ جاسس کے اخبار نویس کی طرف
سے بادشاہ غازی الدین حیدر کو پہنچا اس نے دیکھ کر نواب معتمد الدولہ کو
حوالہ کیا اور ان دنوں علاقہ سلون کا بادشاہ مذکور کی بیگم کی جاگیر میں
تھا اُسی علاقہ میں نصیرآباد بھی ہے اور نواب معتمد الدولہ کو اس بیگم سے عداوت
قلبی تھی کبھی قابو نہیں پاتا تھا جو زک دیوے وہ پرچہ اخبار کا جو اس کے

Marfat.com

ہاتھ آیا اُس نے جانا کہ اب میں نے قابو پایا' جب دربار سے اپنے مکان کو
آیا حلید محمود خاں قندھاری اور فقیر محمد خاں رسالدار کو بلا کر اور یہ دونوں
کے نامی سنی مشہور تھے اور فقیر محمد خاں تو حضرت علیہ الرحمۃ کے مریدوں میں تھے
دونوں سے تاکید مزید فرمایا کہ دونوں اپنے اپنے رسالے کے سوار انتواخوند
زادے کے ہمراہ واسطے مدد سید احمد صاحب کے جلد روانہ کرو اور دس ہزار
روپے نواب ممدوح نے کہا کہ میری طرف سے سید صاحب ممدوح پر فتوح
کی خدمت بابرکت میں عرض کرنا کہ یہ روفضی تمہارے دشمن ہیں ان کے مارنے
بے عزت کرنے میں حتی المقدور کوتاہی اور درگذر نہ کرنا اور ادھر بادشاہ
کی طرف سے خاطر جمع رکھنا تمہارا وکیل یہاں موجود ہوں اور اس میں نواب
ممدوح کا مقصد دلی یہ تھا کہ بیگم موصوفہ کی جاگیر میں فتنہ وفساد برپا ہوگا
تو اس کی خبر انگریز کو ہوگی وہ اس کا شکوی بادشاہ غازی الدین حیدر
سے کرے گا یا بادشاہ اس کی تدبیر مجھ سے پوچھیگا میں عرض کرونگا کہ
اس کی تدبیر یہی ہے کہ آپ جاگیر بیگم صاحبہ کی ضبط کرلیں اور اپنے
خزانہ معمورہ سے اس کے عوض تنخواہ نقدی مقرر کردیں اور خوند
زادہ موصوف کی رخصت میں کوئی آٹھ دس روز کی دیری ہوگی

Marfat.com

اس میں وہ لوگ ناشتی بھی روتے پیٹتے اپنے مجتہد کے یہاں آ پہنچے اور طوفان
بیتاب باندہ کر مجتہد سے اپنا حال بیان کیا کہ سینوں نے ہم کو تعزیہ داری
نہیں کرنے دی اور تعزئے توڑ ڈالے اور ہم کو ذلیل و خوار کیا' اس کو نواب
معتمد الدولہ کے دربار کا حال معلوم تھا کہ اس نے یہ تدبیر کی ہے یہاں ان کی
نالش کی شنوائی ہرگز نہ ہو گی' یہی حال ان ستمدیدوں سے بیان کیا کہ اور
کہا کہ تم آج ہی یہاں سے جلد رخصت ہو! خونذزادہ سوار لے کر نہ پہنچے
یا وے جس صورت سے ہو سکے تم سید احمد صاحب کو راضی کر مصالحت کر لو تمہاری
واسطے اسی میں خیر ہے والا تم جانو یہ حال پر ملال سن کر ان کے ہوش جاتے
رہے اور جلد اخاں و خیراں وہاں سے بھاگے اور لکھنؤ میں آ کر دم لیا
اپنے لوگوں کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس بھیج کر مصالحہ کا پیام دیا کہ آپ
اور ہم سے صلح کر لیں ہم نے بھی اپنے لوگوں کو دھمکا کر راضی کیا ہے اور آپ کو بھی
تکلیف ہوتی ہے کہ اتنے لوگوں کا خرچ کھانے پینے کا اپنے ذمہ ہے اور
لکھنؤ سے محمود خاں اور فقیر محمد خاں کے خطوط حضرت کے پاس بھی آ چکے
تھے کہ آپ خاطر جمع رکھیں آپ کی مدد کو اس قدر سوار آتے ہیں مگر آپ
نے اس وقت تک وہ خطوط اپنے لوگوں میں ظاہر نہیں کئے تھے کہ ایسا
نہ ہو اس کی تقویت سے ہمارے لوگ بلوا کر بیٹھیں' آپ نے ان سے

Marfat.com

فرمایا کہ الحمدللہ ہم تو یہی بات چاہتے تھے ہیں' اس سے کیا بہتر کہ آپس
میں صلح ہو جاوے مگر ساتھ اس شرط کے کہ پھر کبھی محرم یا چہلم وغیرہ
میں کوئی تم لوگوں سے تبرا نہ کہے اور نہ کسی طور کا خلاف دستور فساد
کرے اور اسی مضمون کا بازنامہ لکھ کر اور اپنے رئیسوں کی مہریں اور
گواہیاں کر کے ہم کو دو اُنہوں نے کہا کہ آپ جس طرح فرماویں ہم
اُسی طرح راضی ہیں' پھر اسی مضمون کا حضرت نے ایک کاغذ لکھا کر
ان کو دیا اُنہوں نے اس پر اپنی اپنی مہریں اور گواہیاں کر کے حضرت
علیہ الرحمۃ کو حوالہ کیا' پھر اس کے اگلے روز لکھنؤ سے اخوند زادہ موصوف
صبح تین سو سواروں کے نواب معتمد الدولہ کا حکمنامہ لے کر قریب قصبہ
بشیر آباد کے داخل ہوا' یہ خبر وحشت اثر سُن کر تمام محلہ شیعوں کا مارے
خوف کے تہ و بالا ہونے لگا' وہی لوگ جنھوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے
معالجہ کیا تھا پھر ہراس بدحواس ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض
کی کہ آپ کی سرکاری مدد لکھنؤ سے آ پہنچی' ہم کو خوف ہے کہ باہر
قصبہ کے ہماری سوکھ جوار وغیرہ کے کھیت ہیں' تمام گھوڑے کھا کر
خاک سیاہ کر دینگے' آپ کو اطلاع کرنے ہم آئے ہیں' آپ نے فرمایا

Marfat.com

کہ اگر آتے ہیں تو آنے دو کیا مضائقہ ہے، آخر وہ سوار ہماری ہی
مدد کو آئے ہیں اور ہمارے پاس حکم سرکاری لائے ہیں اور جو کچھ تعمیل
حکم سرکاری کرینگے تو ہماری ہی مشورت سے کرینگے، انہوں نے کہا ہاں یہ
تو آپ حق فرماتے ہیں کہ بے اجازت اور مشورت آپ کے ہم کچھ نہ کرینگے
مگر ابھی قصبہ کے باہر کچھ فاصلہ سے ہیں اور وہیں ہمارے کھیت ہیں اگر گھوڑوں
سے پامال کروالیں یا چرا دیویں تو ہم کیا کریں اور کیا ان سے لیویں اس
کا تدارک آپ کو ابھی چاہیئے، آپ نے فرمایا کہ تم جمع خاطر سے جاکر اپنے
گھروں میں بیٹھو انشاء اللہ تعالیٰ کسی طور کا کچھ نقصان نہ ہوگا اور اگر وہ
نہ مانیں گے اور تم پر کچھ زور زیادتی کرینگے پھر اس وقت ہم تمہاری طرف
ہیں اس لئے کہ ہمارے تمہارے درمیان معاملہ ہوگیا ہے خلاف مرضی
ہمارے کے وہ کون زور و تعدی کرنے والے، پھر آپ نے چار شخص اپنی
طرف سے اخوند زادہ کے پاس جو کہتا تھا کہہ کر روانہ کئے، انہوں
نے بستی کے باہر کوئی پاؤ کوس پر اخوند زادہ موصوف سے ملاقات
کی اور وہاں سے ان کو اپنے ساتھ لائے اور واسطے ڈیرہ کرنے
کے بستی کے کنارے ایک آموں کے باغ میں قریب تالاب کے

Marfat.com

جگہ بتائی اور کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور شیعوں کے درمیان
صلح ہو گئی ہے اور اُن کے یہاں جوار موٹھ وغیرہ کے کھیت ہیں تم سے کسی
کا گھوڑا شُوُ ان میں نہ جانے پاوے اور ہم آپ کے ملنے کو کچھ دیر میں آتے
ہیں جب تک ہماری آپ کی ملاقات نہ ہو تب تک آپ کے لشکر کا
کوئی سوار و پیادہ بستی میں نہ آوے یہ پیام خیرانجام سُن کر اخوندزادہ نے
اُن سے کہا کہ حضرت نے کیا فرمایا ہے کہ ہم نے اُن سے مصالحہ کر لیا ہم تو
نواب معتمد الدولہ کے یہاں سے ان مفسدوں کے قتل کا حکم لے کر آئے ہیں
بے مارے اور قرار واقعی سزا دئے ہم اُن کو ہرگز نہ چھوڑینگے یہ سوار تو
وہاں اپنے ڈیرے کھڑے کرنے لگے اور اخوندزادہ تنہا اپنے گھوڑے پر
سوار ہو کر ان چاروں شخصوں کے ساتھ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت
میں آیا اور آپ کی شرف ملاقات سے مشرف ہوا اور کہا کہ ہم نے
آپ کے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ نے ان رافضیوں موذیوں سے مصالحہ کر لیا
اور ہم کو نواب معتمد الدولہ نے آپ کی مدد کو بھیجا ہے اور دس ہزار روپے نواب
صاحب ممدوح نے آپ کے واسطے خرچ بھیجے ہیں اور دو ہزار روپے
فقیر محمد خاں بہادر نے اور کہا ہے کہ سوا اس کے اور جو کچھ حاجت خرچ

Marfat.com

کی ہو آپ ہم کو لکھ بھیجیں، ہم یہاں سے ارسال کریں اور کہا ہے کہ آپ
ایک مفسد کو زندہ نہ چھوڑیں، سب کے سر کاٹ کر کراچی میں بھر کر یہاں
سے بھیجدیں، آپ نے فرمایا کہ خیر اب تو جو ہونا تھا ہو چکا اور آپ جو
اتنی دور واسطے مدد مسلمانوں کے آئے اس کا اجر اللہ تعالیٰ تم کو عنایت
کریگا، اخوندزادہ نے کہا کہ ان سے معالجہ آپ نے کیا ہے ہم نے تو نہیں
کیا، ہم تو بے مارے ان کو نہ چھوڑینگے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے نواب
صاحب نے تم کو اگر ہماری مدد کو اور ہماری پاس بھیجا ہے تو حسن بات
میں ہماری خوشی ہو وہ کرو اور جو ہمارے پاس نہیں بھیجا صرف ان کے
مارنے کو بھیجا ہے، تو اس میں ہم سے کچھ غرض نہیں تم جانو اور تمہارا
نواب جانے بلکہ اس امر میں ہم ان کے شریک ہیں، انہوں نے کہا کہ
ہمیں تو ہم کو آپ ہی کے پاس ہے آپ ہی کی مدد کو، آپ نے فرمایا
تو خیر جس میں ہم راضی ہیں اُس میں آپ بھی راضی ہوں، اور جو خطوط
محمد خاں قندھاری اور فقیر محمد خاں رسالدار کے آپ کے پاس آئے
تھے وہ اخوندزادہ کو دکھائے کہ جو حکم آپ آج لائے ہیں
اس کی خبر ان خطوں سے ہم کو معالجہ کرنے سے پیشتر ہوئی تھی

Marfat.com

ہماری غرض تو فساد مٹنے سے تھی، خونریزی منظور نہ تھی اور فرمایا
کہ جو بارہ ہزار روپے دونوں صاحبوں نے ہمارے خرچ کو بھیجے
ہیں جب آپ یہاں سے جانان کو واپس کر دینا اس لئے کہ جس کام کو
اُنہوں نے دئے تھے وہ تو ہو چکا اب کچھ حاجت نہیں رہی' اخوندزادہ
نے کہا کہ وہ تو روپے دونوں صاحبوں نے آپ کو بطور نذر کے بھیجے
ہیں واپس کس لئے کرتے ہیں اور بلکہ فقیر محمد خاں بہادر نے کہا ہے کہ یہاں
آپ کر
نواب معتمد الدولہ کے پاس آپ کی طرف میں وکیل ہوں جس قدر آدمی
اور روپے درکار ہوں یہاں سے روانہ کروں' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
محض اپنی عنایات بے غایات سے دُرست کر دیا' اللہ تعالیٰ آخرت میں
اُن سے راضی اور دنیا میں ان کو مال جاں عطا فرماوے اور ہم اور یہی
دونوں صاحبوں کے واسطے جناب الٰہی میں دعا خیر کرینگے' اور سوا
ان بارہ ہزار روپوں کے نواسو روپے جدے محمد حسن خاں قندھار کی
نے نذر بھیجے تھے وہ آپ نے رکھ لئے' پھر اخوندزادہ موصوف نے
آپ سے عرض کی کہ جس کام کو ہم لوگ وہاں سے آئے تھے وہ تو
موقوف رہا اور اب دن تھوڑا رہا ہے اور ہمارے لوگ بھوکے ہیں

Marfat.com

اس وقت ہم لوگوں سے کھانا پک نہ سکے گا کچھ اس کی تدبیر آپ کر دیویں
آپ نے فرمایا کہ بہتیر کھانے کی تدبیر یہاں ہو رہی ہے کچھ کہنے کی حاجت نہیں
آج آپ اور آپ کے لوگ ہمارے یہاں کھاویں، انہوں نے کہا میں نے
سنا ہے کہ تین سو آدمی آپ کے ہمراہ ہیں فقط ایک دیگ میں کھانا پکا
ہے اس میں کیا ہوگا اور دیگیں منگوا کر تیار ہوا دلویں جلد کھانا تیار ہو جائے
آپ نے فرمایا کہ یہ تیار کھانا آپ لوگ کھا لیویں گے، پھر ہمارے لوگ دوسرا
کر جیسا ہوگا دیکھ لینگے، کہا یہ بات آپ نے خوب فرمائی، پھر حضرت نے مجھ سے
بلا کہا کہ کھانا تیار ہے، میں نے عرض کی کہاں تیار ہے مگر وہی ساڑھے سترہ
سیر چاول پکے ہیں اور چلتر کسا گ ڈالی ہوئی دال، آپ نے فرمایا بہت ہے،
اللہ تعالیٰ برکت کریگا بعد نماز مغرب کے ایک ٹوکرے میں بھر کر کڑیاں
اور ایک دیگچی میں دال دونوں چادروں سے چھپا کر جن کے پاس اخوندزادہ صاحب
کہیں لیجانا اور سب کو تقسیم کر کے اور کھلا کے ان کا ایک آدمی ساتھ
لیتے آنا تاکہ آکر اخوندزادہ کو خبر کرے، اخوندزادہ نے ایک جمعدار کو
بتایا کہ ان کے ڈیرے میں کھانا لیجانا نام اس جمعدار کا مجکو فراموش
ہو گیا، پھر بعد نماز مغرب کے مولوی امام الدین لکھنوی مولوی نصیر الدین خانم

Marfat.com

بازار والے کے بھائی نے ٹوکرا کریبوں کا لیا اور ہمارے لوگوں میں ایک
ملیح آبادی جمعدار تھے نام ان کا یاد نہیں، انہوں نے دال کا دیگچہ لیا اور دال
نکالنے کا ایک پیالہ چوبیں میں نے لیا اور ہم تینوں شخص وہاں لشکر
میں اس جمعدار موصوف کو پوچھتے ہوئے گئے، وہ اپنے ڈیرے سے باہر
نکلے، ہم نے کہا حضرت نے کھانا بھیجا ہے اپنے لوگوں کو بلاؤ لیجاویں، انہوں
نے پوچھا کھانا کہاں ہے، ہم نے کہا اس ٹوکرے اور دیگچی میں، یہ بات
سُن کر وہ خفا ہوئے اور کہا اس میں کے آدمیوں کا حصّہ ہے یا حضرت
نے تبرک بھیجا ہے، میں نے کہا کہ آپ خفا نہ ہوں لوگوں کو تو بلاویں اگر کم
ہوگا تو اور آجاوے گا، انہوں نے کہا کہ تم کھانا لائے ہو یا خوش طبعی
کرنے آئے ہو، میں نے کہا یہ کلام آپ اس وقت کریں جب کھانا سب
کو نہ پہنچے، پہلے سے یہ باتیں کرنی کیا ضرور، اس میں ان کے دو چار
سواروں نے کہا کہ جمعدار صاحب یہ بات معقول کہتے ہیں آپ لوگوں کو
بلاویں اس کو تقسیم کر کے جو کہنا ہو ان سے کہیں، پھر انہوں نے اپنے لوگوں
کو بلایا وہ برتن لے کر آنے لگے اور میں دو دو کُرّیاں چاول اور
ایک ایک پیالہ دال دینے لگا، جب کوئی تیس چالیس آدمی کھانا

Marfat.com

لے گئے تب تو ان لوگوں نے آ کر گرد ٹوکرے اور دیگچہ کے ہجوم
کیا اور دونوں برتنوں کے تلے اوپر دیکھنے لگے کہ اس میں کہاں سے کھانا آتا
ہے جو نہیں چکتا' میں نے ٹوکرا اور دیگچی زمین سے اٹھا کر ان کو دکھا دیا
کہ ان کے پیندے میں رستہ بھی تو نہیں جو شاید زمین کی طرف سے آتا
ہو وہ یہ بات سن کر ہنسنے لگے پھر جب ستر اسی آدمیوں کو میں
دے چکا تب تو وہ جمعدار اور اُن کے لوگ پوچھنے لگے کہ یہ کیا معاملہ
ہے بھائی صاحب کچھ ہم کو بھی بتاؤ تم لوگوں کو دیتے جاتے ہو اور کھانا
دونوں برتنوں کا کم نہیں ہوتا' میں نے کہا کہ یہ حال مجکو نہیں معلوم وہی
جانیں جنہوں نے بھیجا ہے' پھر تو وہ لوگ حضرت کی تعریفیں کرنے لگے
کہ یہ سید صاحب کی کرامت ہے یہ کھانا کسی طور نہ چکیگا' پھر سب
لوگ وہ کھانا لے گئے' اور کھایا اور جو نہ کھا سکے وہ اپنے گھوڑوں سودیوں
کو کھلایا اور دس بارہ کُرّیاں ہمارے ٹوکرے میں بچ رہیں اور دیگچی میں
دال بھی بچ رہی' اور میں نے جمعدار سے کہا کہ اپنے لوگوں سے پوچھ
دیکھو کوئی شخص باقی تو نہیں رہا جس نے نہ پایا ہو ہم سے لیجاوے
جمعدار نے کہا کہ سب لوگ با خوبی پا چکے اور کھا چکے میں نے کہا

Marfat.com

کہ ایک اپنا آدمی ہمارے ساتھ کردو وہ اخوندزادہ سے چل کر
کہہ دے کہ سب لوگوں کو کھانا پہنچ گیا، اُنہوں نے کہا اور کس کو بھیجوں
تمہارے ساتھ میں آپ چلونگا اور حضرت سے ملاقات کرونگا
پھر وہ اپنے لشکر سے ہمارے ساتھ حضرت کے پاس آئے، اخوند
زادہ نے پوچھا کہ جمعدار صاحب کھانا ہمارے سب لوگوں کو پہنچگیا
اُنہوں نے کہا کہ ایک ٹوکرے میں چاول تھے اور ایک دیگچہ میں
دال تھی اس کا حال کچھ مجھ سے بیان نہیں کیا جاتا، اخوندزادہ
نے ایک ٹوکرے چاول کا نام سُن کر نہایت غصہ ہو کر کہنے لگا کہ
کیسے ایک ٹوکرا چاول، اُس نے کہا کہ آپ خفا کیوں ہوتے ہیں میں
آپ سے زیادہ پہلے خفا ہو چکا ہوں اب اس کا حال سنیں اُنہوں
نے کہا کہ خیر بیان کرو کہا فقط ایک ٹوکرے میں چاولوں کے بندے
بنے ہوئے تھے اور ایک دیگچہ میں ساگ پڑی ہوئی ماش کی دال، یہ
تین آدمی میرے پاس گئے اور کہا کہ اپنے لوگوں کو بلاؤ اپنے اپنے
برتن لیتے آویں اور کھانا لیتے جاویں میں نے کہا کھانا کہاں ہے
اُنہوں نے کہا اس ٹوکرے میں اور دیگچہ میں، میں بہت خفا ہوا

Marfat.com

کہ اتنا کھانا کس کے واسطے لائے ہو' انہوں نے کہا کہ تم خفا نہ ہو لوگوں کو تقسیم کرنے دو جب کسی کو تہ پہنچے جو کچھ خفا ہونا ہو خفا ہو لینا' پھر میں نے لوگوں کو بلایا اور یہ دو دو تین ڈے چاول اور ایک ایک پیالہ دال دینے لگے قصہ کوتہ تمام ہمارے لوگوں کو پہنچ گیا اور کھانا ان کے پاس بچ رہا وہ یہ اپنے ساتھ پھیر لائے' یہ حال سُن کر اخوندزادہ نے کہا کہ جمعدار واللہ سچ کہتے ہو ایک ہی ٹوکرے میں سب آسودہ ہو گئے چاولوں کہا واللہ ایک ہی ٹوکرے میں سب آسودہ ہو گئے بلکہ جو لوگوں سے نہ کھائے گئے وہ اپنے اپنے گھوڑوں ٹٹوؤں کو کھلا دیا' اخوندزادہ نے حضرت علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے محتاج بندے ہیں نہ کہیں کے حاکم نہ مالک' اتنا کھانا کہاں سے لاتے جو اتنے لوگوں کو کھلاتے' اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے کھانے میں اپنے کرم اور فضل سے اسی طرح برکت کرتا ہے' اخوندزادہ نے کہا کہ میں آپ کے دست مبارک پر اس وقت بیعت کرتا ہوں اور اُس جمعدار نے بھی یہی کہا' آپ نے فرمایا کہ آج تم تھکے ماندے راہ چل کر آئے ہو جا کر اپنے ڈیرے میں آرام کرو کل صبح کو بیعت کر لینا' پھر ان

Marfat.com

دونوں کو آپ نے رخصت کیا اور باقی کھانا جو ہم یہاں چھوڑ گئے
تھے اس میں ہمارے تین سو آدمیوں نے کھایا اور موافق ہر روز کے بچ
رہا وہ ہم سب نے دوسرے دن کھایا' پھر اس روز حضرت نے اخوند
زادہ کے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ جاکر کہہ آؤ کہ آپ کی مع لشکر آج
پھر ہمارے یہاں دعوت ہے' اس نے جاکر اخوندزادہ سے کہا' اُنہوں
نے اس آدمی سے کہا کہ تم چلو میں حضرت کے پاس آپ آتا ہوں جو عرض
کرنا ہوگا کرونگا' پھر وہ آدمی وہاں سے چلا آیا اور بعد کچھ دیر میں اخوند
زادہ بھی آئے اور حضرت سے ملاقات کی' آپ نے فرمایا کہ آپ ہمارے
مہمان ہیں آج بھی ہمارے یہاں آپ کی دعوت ہے' اُنہوں نے عرض کیا
کہ کل کے روز جو ہم لوگوں نے آپ کی دعوت کھائی امر ناچاری کا
تھا کہ اس وقت ہم لوگوں سے کھانا پکنا دشوار تھا اب آپ کی دعوت
نہ کھاوینگے یہ بات بے مناسب ہے کہ لشکر تو سرکاری آوے اور
کھانا آپ کے یہاں کھاوے' آپ نے پھر کئی بار تکرار کیا مگر انہوں نے
نہ مانا اور کہا کہ اگر آپ کی ایسی ہی شفقت وعنایت ہم پر ہے تو

Marfat.com

کوئی بنیا ایسا تیار دیوین کہ ہمارے لوگ اُس کے یہاں سے آٹا دال گھی گھوڑ دانہ وغیرہ دام دے کر لیجایا کریں یہی آپ کی دعوت ہے آپ نے اسی وقت بنیوں کے چودھری کو بلا کر تاکید تمام فرمایا کہ آٹا دال گھی گھوڑوں کا دانہ وغیرہ تیار رکھنا جو اخوندزادہ صاحب کے لوگ لینے آویں دام لے کر دے دینا' اور چاروں سے لکڑیوں کی تاکید کردی کہ آج لشکر میں جاکر بیچو اور کماروں سے برتنوں کو کہہ دیا' پھر بعد نماز ظہر کے واسطے بیعت کرنے کے اخوندزادہ آیا اور من بھر یا دو من شیرینی لایا' آپ نے فرمایا کہ بیعت کرنے میں ہمارے یہاں شیرینی کا دستور نہیں ہے' تم نے کس لئے یہ تکلف کیا اس کو واپس کردو' انہوں نے عذر کیا اب تو آگئی رہنے دیجئے لوگوں کو تقسیم ہو جاویگی' پھر آپ نے ان سے بیعت لی اور قریب سو کے اور بھی ان کے سواروں نے بیعت کی اور آپس میں مشورت کرکے حضرت سے کہا کہ کل کے دن ہم لوگ آپ کی دعوت کرینگے اخوندزادہ نے ان سے کہا کل تو ہمارا کوچ ہے دعوت کس وقت کروگے آپ نے اخوندزادہ سے فرمایا کہ ابھی دو تین روز رہو ستا لو اسی کون سی جلدی ہے پھر چلے جانا اور آپ کی دعوت ہم کل کھاوینگے

Marfat.com

نہ پرسوں مگر جب اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے کبھی لکھنؤ میں ہم لیجاوینگا
اور تم بھی وہاں ہوگے تب جو دعوت کروگے تو البتہ کھاوینگے، یہاں
تو تم ہمارے مہمان ہو اگر ہم تمہاری دعوت کریں تو لائق ہے، پھر جب
وہ لوگ آپ کے پاس سے اپنے لشکر کو جانے لگے تب ان میں سے کئی
شخصوں نے آپ سے سوال کیا کہ ہم نے بیعت کی ہے کچھ اور بھی ہم کو آپ
تعلیم کریں، آپ نے کہا بہت خوب ہم ضرور تم کو تعلیم کرینگے، پھر آپ
نے آٹھ دس آدمیوں سے کہا کہ تم اپنے لشکر میں جاکر پانچ چھ آدمیوں
کو جدا جدا بٹھا کر توجہ دو اور ان کو نصیحت کرو کہ شرک و بدعت کے
کاموں سے بچتے رہیں اور نماز روزہ ادا کرتے رہیں اور اخوندزادہ کے لئے
آپ نے حاجی عبدالرحیم سے فرمایا کہ ہمارے قدیمی یار ہیں ان کو تم توجہ
دو اور کچھ ذکر اللہ تعلیم کرو، پھر حاجی صاحب موصوف نے ان کو توجہ
دیا اور کچھ ذکر و شغل تعلیم کیا، پھر وہ سوار لوگ توجہ لے کر لشکر سے
آپ کے پاس آکر اپنا عجیب و غریب معاملہ بیان کیا اور کہا کہ جب
آپ لکھنؤ میں تشریف شریف لے گئے تھے وہاں میں نے کسی کسی کو آپ کے مریدوں

Marfat.com

میں سے توجہ لیتے اور مراقبہ کرتے دیکھا تھا اور اپنے دل میں میں
نے کہا کہ یہ کیا ہزلیات سا کارخانہ ہے مگر جب آج خود میں نے
حاجی صاحب سے توجہ لیا اور جو جو حالات مجھکو نظر آئے تب کہا کہ الٰہی
یہ کیا شے عجیب و غریب ہے کہ نہ حاجی صاحب نے مجھکو کچھ سکھایا نہ
پڑھایا فقط ان کے کہنے پر میں آنکھیں بند کرکے خاموش بیٹھا رہا
اور حالات عجیب جو نہ کبھی دیکھے تھے اور نہ سنے تھے معلوم ہوئے
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ و تقدس کی نعمتیں ہیں جس کو چاہتا
ہے عنایت کرتا ہے اگر آپ دو چار روز ہمارے پاس ٹھہرتے
تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوتا' انہوں نے کہا کہ اب تو
رہنا میرا نہیں ہو سکتا لکھنؤ میں جاکر جو حاجی صاحب نے تعلیم
فرمایا ہے عمل میں لاؤنگا' آپ نے فرمایا کہ شاید کبھی یہ معاملہ آپ
کا بند ہو جاوے تو دورۂ قادریہ کرنا انشاء اللہ تعالیٰ پھر کھل
جاویگا' انہوں نے پوچھا کہ دورۂ قادریہ کیا ہے' آپ نے اس
کی ترکیب ان کو بتادی اور کئی ضرب لگاکر ان کو دکھایا

Marfat.com

کہ اس صورت سے کرتا پھروہ آپ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر
کو گئے' اور اس دن بھی ہم نے سارے سترہ سیر چاول پکائے
اور چار سیر دال ساگ ڈال کر اور سب لوگ کھا کر آسودہ
ہوئے اور موافق معمول ہر روز کے چاول بھی بچ رہے اور دال
بھی بچ رہی' پھر اگلے دن اخوندزادہ مع لشکر کوچ کر گیا' میں
نے ان رات کے چاولوں کے واسطے کئی ہانڈی دہی مول لیا اور پیسے اس کے
دے کچھ کوڑیاں دینی باقی رہیں میں اپنی تھیلی سے کہ اس میں روپے پیسے بھی تھے
کوڑیاں ٹٹول ٹٹول کر نکالنے لگا اس میں دیر ہو گئی میں نے وہ تھیلی اوندھا
دی جو کچھ اس میں تھا گر پڑا اور حضرت نے منع کیا تھا کہ تھیلی اوندھا
کر کبھی خالی نہ کرنا' کوڑیاں تو میں نے گنگر دہی والے کو حوالہ کیں مگر مجھکو ایک
سکوت کا عالم ہو گیا کہ یہ کیا بے حرکت بیجا ہوئی اس میں سات یا آٹھ
روپے تھے اور نو دس ٹکے پیسے اور کچھ کوڑیاں' پھر میں نے لے گئے
سمیٹ کر اسی تھیلی میں بھر لئے' پھر میں وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس غمزدہ سا جا کر کھڑا ہوا' آپ نے پوچھا کہ اس وقت تمہارا چہرہ

Marfat.com

اداس سا معلوم ہوتا ہے خیر تو ہے' میں نے وہ حال اپنی خطا کا بیان
کیا' آپ بھی سُن کر دیر تک سکوت میں رہ گئے' بعد اس کے فرمایا کہ خیر جو
کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ ہوا اب کہیں سے خرچ کی تدبیر کرو' میں
نے عرض کی جہاں سے آپ فرماویں وہاں سے میں تدبیر کروں' آپ نے
فرمایا کہ جاؤ کسی سے کہو' میں آپ کے پاس سے مسجد کے صحن میں آیا وہاں
ایک طرف سید احمد علی صاحب آپ کے بھانجے کھڑے تھے اور ایک
طرف میاں عبداللہ' میں نے میاں عبداللہ سے وہ حال بیان کیا وہ
بھی سُن کر ایک سوچ میں رہ گئے' پھر کہا اس کی کیا تدبیر کی جاوے
بھلا سید احمد علی صاحب سے تو کچھ مانگو' پھر میں نے ان سے جا کر بھی سارا
کیا اور کچھ خرچ مانگا وہ سُن کر ہنسنے لگے اور جانا کہ شاید خوش طبعی
سے کہتے ہیں' میں نے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں واقعی یہی حال گذرا ہے بہت
ان کو یقین ہوا پھر مجھ سے تو وہاں اُنہوں نے کچھ نہ کہا مگر حضرت کے
پاس چلے گئے وہاں حضرت سے خدا جانے اُنہوں نے کیا کلام کیا یا
نہ کیا' پھر وہاں سے اپنے گھر تشریف لے گئے اور وقت نماز عصر کے آکر
دو اشرفیاں دیں پھر ان کو توڑ کر میں روپے لایا اور اپنی بیتابی کے

Marfat.com

مدعیوں میں ملادئے' پھر اس روز حضرت سے پوچھا کہ آج کس قدر
چاول پکیں' آپ نے من بھر سے کچھ کم بتائے اندازہ یاد نہیں رہا
اور کھانے میں تو کچھ کم یا زیادہ دو ہی روپے اٹھتے تھے مگر گھوڑے
ٹوٹ ملا کر قریب سو جانوروں کا دانہ گھاس لاتے تھے' اس میں بہت
خرچ ہو جاتا تھا اور سوا اس کے نقدی پان چار روپے ہر روز
خرچ ہوتے تھے' پھر کچھ کم یا زیادہ آدھے روپے کھانے میں صرف
ہوئے اور آدھے باقی رہے' پھر دوسرے روز حاجی عبدالرحیم سے ہم نے
خرچ طلب کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو دو' پھر دو اشرفیاں انہوں
نے دیں ان کے بھی خوردہ کر کے روپے لائے پھر کئی روز میں وہ بھی
روپے صرف ہو گئے' اس میں سید میر علی صاحب نے واسطے دعوت
کے حضرت سے عرض کی' آپ نے فرمایا کہ یہ تکلف تم نہ کرو کچھ ضرورت
نہیں' اُنہوں نے نہ مانا' آپ نے فرمایا کہ ہمارے لوگوں سے جو کھانا
پکاتے ہیں ان سے پوچھو اگر وہ پکانے پر راضی ہوں تو خیر کیا مضائقہ
اُنہوں نے آکر ہم لوگوں سے ذکر کیا کہ ہمارا ارادہ حضرت کی دعوت

Marfat.com

کا ہے، ہم نے کہا حضرت سے کہو جیسا وہ فرماویں گے ہم بجالاوینگے
اُنہوں نے کہا کہ حضرت ہی نے مجکو تمہارے پاس بھیجا ہے، ہم نے
جانا کہ شاید حضرت نے دعوت قبول کرلی ہے اور ان سے کہا
کہ خیر ہم ہی اس کا حال حضرت سے دریافت کرلیں پھر ہم آپ
کو جواب دیں، پھر یہ حال جاکر ہم نے حضرت سے عرض کیا، آپ
نے فرمایا کہ وہ تو دعوت کچھ خدا کے واسطے کرتے نہیں فقط اپنے
نمود کے لئے کرتے ہیں ان کو منع کردو اگر نہ جاویں تو بہتر ہے
والا پوں ہی سہی مگر ہمارے کھانے کی طرح ایک من بھر میں دو لوگوں
وقت بآسودگی لوگ کھاتے ہیں ان کے کھانے میں خیر و برکت نہ ہوگی
لوگوں کے شمار سے کھانا پکانا، پھر ہم نے جاکر ان سے کہا کہ جنس آپ
کی بہت خرچ ہوگی اور آپ یہ تکلیف نہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو
بھی پکانے میں بہت محنت ہوگی، انہوں نے کہا کیا مضائقہ جس قدر جنس چاہیئے
ہمارے تو گھر کا کھانا ہمیں کو پڑیگا، ہم نے کہا خیر آپ کی خاطر سے آج
تو ہمارے یہاں کھانا پکتا ہے کل آپ دعوت کریں، پھر وہ اپنے مکان
کو گئے، ہم نے جاکر حضرت سے کہا کہ سید ببر علی صاحب کے یہاں کل

Marfat.com

دعوت ہے، آپ نے فرمایا بہتر مگر آج اپنے کھانے سے جو واسطے ناشتہ کے بچے تو آٹھ دس کڑیاں جدی برتن میں اٹھا رکھنا شاید کسی وقت کل کام آویں، ہم نے عرض کی کہ ناشتہ بھر کے چاول تو روز بچتے ہیں آٹھ دس کڑیاں چاول کہاں سے بچیں گی اور اگر کچھ بچے بھی تو رات کے پکے ہوئے چاول دوسرے دن کی شام تک بگڑ جاویں گے، آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ چاول بچ رہیں گے اور لگن میں ڈھک کر ہمارے پلنگ کے تلے ہوا میں دھر دینا جاڑوں کے دن ہیں نہ بگڑینگے، پھر اگلا دن فی الحقیقت وقت ناشتہ کے اٹھایا تو کڑیاں چاول بچ رہے پھر میں نے جس طور آپ نے فرمایا تھا لگن میں ڈھک کر پلنگ کے تلے دھر دئے، پھر اس دن عصر کے بعد سے سید ببر علی صاحب کا کھانا پکانے لگے، تین من یا چار من چاول تو چاول اسی اپنی دیگ میں کئی بار کر کے پکائے اور دو دیگ دال دو دفعہ کر کے پکائی اور حضرت کو اطلاع کی کہ کھانا تیار ہے، فرمایا کہ سید ببر علی صاحب سے کہو کہ آکر لوگوں کو اپنے سامنے تقسیم کرا دیں، پھر ہم نے ان سے جاکر

Marfat.com

کہا کہ آپ کا کھانا تیار ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے پوچھنے کی کیا حاجت
ہمیں اپنے لوگوں کو تقسیم کر دو، پھر بعد نماز مغرب کے جہاں جہاں ہمارے
لوگ تھے وہاں ان کے حصے بھجوا دئے اور باقی جو لوگ قریب آدھے
کے رہے ان کو مسجد میں بٹھا کر کھلایا سب لوگ کھا چکے فقط تو آدمی
کھلانے والے باقی رہے اور کھانا ہو چکا، حضرت نے پوچھا کہ سب لوگ
دعوت کھا چکے کوئی باقی تو نہیں رہا ہم نے عرض کی کہ ہاں کھا چکے مگر
ہم کئی آدمی باقی رہ گئے، پوچھا کون کون آدمی رہے، میں نے کہا میاں
عبداللہ اور عبدالقیوم اور سید عبدالرزاق نگرانوں والے اور عنایت اللہ
منڈیاں والے اور مولوی امام الدین لکھنوی اور حمید اریلیح آبادی اور
مولوی قاسم پانی پتی اور عبدالرحیم کاندھلوی کے اور ایک میں، فرمایا آپ
نے کہ پھر اب اور کھانا پکا لو، میں نے کہا اب کون اس وقت پکاوے پکاوے ہی
رات کی کڑیاں دھری ہیں وہی کھا لیویں گے، آپ نے فرمایا کہ ہاں
سچ تو کہتے ہو ہمارے پلنگ کے تلے کڑیاں پکا لو مگر کچھ دال بھی بچی ہے، میں
نے کہا دال تو نہیں بچی فرمایا پھر کاہے کے ساتھ کھاؤ گے، میں نے کہا یوں
ہی روکھے کھا لیویں گے، پھر وہ کڑیاں آپ کے پلنگ کے نیچے سے لا کر

Marfat.com

دو لگنوں میں نکالیں، آپ نے فرمایا سید احمد علی کے گھر سے راب مانگ لاؤ اس کے ساتھ کھاؤ، میں نے کہا کہ اب اس وقت رات کو راب مانگنے کون جاوے فقط چاول ہی سب کھالیوینگے، آپ نے فرمایا کہ سید احمد علی صاحب کے یہاں جو نہ جاؤ تو حلوائی کی دکان سے جاکر لاؤ، میں نے کہا اب تو کہیں نہ جاوینگے یوں ہی چاول کھاوینگے اس میں ہم میں سے کئی آدمی آپس میں آہستہ آہستہ کہنے لگے کہ اخوند زادہ جو اس دن بہت سی شیرنی لایا تھا اس میں کی شیرنی ایک ٹوکری میں دھری ہے، آپ نے پوچھا کہ یہ کیا باتیں گپ چپ کرتے ہو، میں نے کہا کہ یہ کہتے ہیں کہ اس دن جو اخوند زادہ شیرنی لایا تھا اس میں سے کچھ ایک ٹوکری میں دھری ہے اگر اجازت ہو تو وہ تھوڑی سے لیویں، آپ نے فرمایا کہ ہاں خوب تم نے اس وقت یاد کی سب اٹھا لاؤ، پھر میں وہ ٹوکری شیرنی کی کوٹھڑی سے اٹھا لایا اور وہ شیرنی فقط لڈو تھے مگر ایسے نفیس تھے کہ ان سے بہتر وہاں نہ بنتے تھے، حضرت تو اس وقت اپنے پلنگ پر بیٹھے تھے

Marfat.com

اور ہم نو آدمی آپ کے قریب زمین میں چاول لئے ہوئے بیٹھے تھے
فرمایا کہ شیرینی چاولوں میں ملاتے جاؤ اور چکھتے جاؤ جب خوب
خاطر خواہ میٹھے ہوں تب کھاؤ' ہم نے بہت سی شیرینی مل ملکر ملائی
آپ نے پوچھا کہ اب تو مطلب تمہارا پورا ہوا' میں نے آہستہ سے کہا ہاں
پورا ہوا فرمایا کہ اب کیوں سست بولتے ہو کیا اب بھی کچھ کسر باقی
ہے' پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں معلوم ہوا کہ ابھی کچھ کسر ہے' حمین نام
اُسی محلہ کا ایک شخص تھا فرمایا کہ ہمارے یہاں سے جاکر دودھ کی
ہانڈی تو لاؤ وہ اس وقت اٹھا لایا' میں نے وہ تمام دودھ
انہیں چاولوں میں چھوڑ دیا' پھر آپ نے پوچھا کہ اب تو مطلب ہوا
پھر میں نے اُسی طرح آہستہ جواب دیا' پھر آپ نے کہا کہ اب کیا
کسر رہی جو سست بولتے ہو' میں کچھ نہ بولا' پھر آپ نے کہا ہاں بھائی
ایک کسر بھی اور ہے مگر ٹھنڈے چاولوں میں اس کا مزہ نہیں'
میں سمجھ گیا کہ آپ گھی کو فرماتے ہیں' میں نے عرض کی کہ ہاں آپ
بجا فرماتے ہیں اس وقت اس کا مزہ نہیں ہے' پھر ہم سب نے شکم
سیر ہو کر وہ چاول کھائے اور کچھ بچ رہے پھر وہ دودو لقمہ

Marfat.com

دو چار اور بھائیوں کو تقسیم کر دئے، پھر اگلے روز آپ نے فرمایا
کہ آج کہیں سے اور خرچ تلاش کرو، میں نے عرض کی کہ اب کس
کے پاس سے خرچ لاؤں، میرے خیال میں تو کہیں نہیں آتا مگر
سوا سو روپے محمد حسن خاں قندھاری کے بھیجے ہوئے موجود ہیں اگر ارشاد
تو ان میں سے خرچ کروں، یہ سن کر آپ نے سکوت کیا اور کچھ
جواب نہ دیا، آپ کی مرضی تھی کہ ان کو واپس کرکے بھیجدیوں سید
احمد علی صاحب وغیرہ نے عرض کی کہ آپ اس میں پس و پیش کیا
کرتے ہیں اگر واپس کرنے تھے تو اول ہی واپس کر دیئے ہوتے اور
جو رکھ لئے ہیں تو اپنے تصرف میں لاؤ ویں، آپ نے فرمایا کہ خیر انہیں
کو خرچ کرو اور کہا کہ پہلے روپے بھی دو چار تمہاری تھیلی میں باقی
ہیں، میں نے کہا کہ ہاں کچھ تو ہیں، فرمایا انہیں میں بچا کھلا دو تم کو
کھانا پکانے کی محنت کم پڑیگی سینی تھوڑے میں کفایت ہوگی
اور نہیں تو سید میر علی صاحب کی دعوت کا سا حال ہوگا پکانے
پکانے حیران ہو گئے اور کچھ پورا نہ پڑیگا، پھر میں نے چند روپے
تھیلی میں جو باقی تھے انہیں میں سوا سو روپے وہ بھی ملا دئے

Marfat.com

اور خرچ کرنے شروع کئے، پان چھ روز کے کھانے پینے دانے گھاس وغیرہ میں وہ بھی صرف ہوئے فقط پندرہ بیس روپئے باقی رہے، اور انہیں ایام مبارک فرجام میں کئی وقائع عجیب وغریب اور بھی گذرے ان کا حال خیر آل بیان کر نارہ گیا تھا سو یہاں اب بیان کرتا ہوں ایک ان میں سے یہ ہے کہ ایک روز سب لوگوں نے تو کھانا کھایا مگر حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے نہیں تناول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمارے حصّہ کا کھانا رکابی میں ڈھک کر مسجد کے طاق پر دھر دو ہم اور وقت کھاوینگے، پھر موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے آپ کا حصّہ رکھ دیا گیا، کچھ عرصہ میں مولوی عبدالباسط صاحب جائس چند لوگوں سے آپ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں کہ مجھ سے حرف قاف ادا نہیں ہوتا کبھی بجائے قاف کے کاف تازی نکلتا ہے اور کبھی کاف فارسی، آپ نے فرمایا مولوی صاحب تعجب کی بات ہے کہ آج تک نہ کبھی ہم کو یہ حال معلوم ہوا اور نہ کبھی آپ نے ہم سے ذکر کیا بھلا کوئی لفظ جس میں حرف قاف ہو آپ کہیں تو سہی انہوں

Marfat.com

انہوں نے چند الفاظ جن میں قاف تھا کہے، فی الحقیقت مولوی صاحب سچ
کہتے تھے، کسی میں تو کاف تازی معلوم ہوتا تھا اور کسی میں کاف فارسی مگر
قاف نہ نکلتا تھا، حضرت علیہ الرحمۃ نے وہ کھانا اپنے حصہ کا جو طاق میں
دھرا تھا منگایا اور مولوی صاحب ممدوح کو فرمایا کہ آپ بھی ہمارے
ساتھ تناول فرماویں، پھر مولوی عبدالباسط صاحب آپ کے ساتھ کھانے
لگے کھاتے ہی میں آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب تو کوئی لفظ جس
میں قاف ہو اپنی زبان سے نکالیے، کئی الفاظ قاف والے مولوی صاحب
نے اپنی زبان سے نکالے با خوبی حرف قاف ادا ہونے لگا گویا کبھی کچھ
خلل زبان میں اُن کی واقع نہ تھا، پھر بعد تناول طعام کے سب لوگوں
کے روبرو آپ نے فرمایا کہ اب بھی کوئی الفاظ جن میں قاف ہو کہئے کہ اور
صاحب بھی سنیں، پھر مولوی صاحب نے قاف والے الفاظ کہے اور سب نے
سنے اور کہا اب تو با خوبی قاف ادا ہوتا ہے، اور دوسرا حال یہ ہے کہ
ایک روز میں کچھ سودا لینے بازار میں گیا وہاں ایک مسلمان حلوائی کی دکان
کے قریب دس بارہ برس کا ایک کسی شخص کا لڑکا بیٹھا تھا حلوائی نے
مجھ سے کہا کہ اس لڑکے بیچارے کو بہت روزوں سے مرگی آتی ہے،

Marfat.com

بسبب اس کے بہت حیران ہے، تمہارے سید صاحب کے ہمراہ سے طریح
کے لوگ ہیں بھلا دریافت تو کرنا شاید کسی کو اس کی بھی دوا یاد ہو
میں نے اس سے کہا کہ خیر پوچھونگا، پھر وہاں سے آکر میں نے حضرت
سے مذکور کیا، آپ نے فرمایا کہ اس کی دوا اللہ تعالیٰ نے مجکو بتائی ہے
اب کی بار وہ لڑکا تم کو ملے تو اپنے ساتھ لیتے آنا انشاء اللہ تعالیٰ
وہ چنگا ہو جاویگا، پھر میں اگلے دن اس لڑکے کو بعد نماز عصر کے آپ کے
پاس لایا اور آپ سے عرض کی کہ اس لڑکے کو مرگی آتی ہے، آپ نے
اس سے پوچھا کہ بہت سخت مرگی آتی ہے یا نرم اور جلد آتی ہے یا کبھی
کبھی، اُس نے کہا بہت شدت سے آتی ہے مگر کبھی کبھی آتی ہے اور کھڑا بیٹھا
جس حال میں ہوتا ہوں پھر مجکو خبر نہیں لوگ مجکو اٹھا کر گھر پہنچا دیتے
ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھے رہو بعد مغرب کے تمہاری دوا کر دینگے
جب بعد نماز مغرب کے لوگ کھانا کھانے لگے، آپ نے فرمایا کہ ان کو بھی
کھلاؤ، پھر میں نے اس کو کھانا کھلا کر آپ سے عرض کی کہ اب کچھ دوا
فرمائیے یہ کھانا کھا چکا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی یہی دوا تھی اب
ان کو گھر پہنچا دو انشاء اللہ تعالیٰ اب مرگی نہ آوے گی، پھر میں اس

Marfat.com

کو پہنچا آیا اس دن سے اُس کی مرگی جاتی رہی، اور تیسرا حال یہ ہے
کہ اکثر میں اُسی حلوائی کی دکان پر جایا کرتا تھا، ایک روز اُس نے
مجھ سے یہ کہا کہ ایک شخص اس محلہ میں رہتا ہے اس کو کوئی دو برس
سے بخار آتا ہے کبھی چار روز آتا ہے دو روز نہیں آتا ہے کبھی آٹھ روز
آتا ہے چار روز نہیں آتا مگر جاتا نہیں اس کی بھی دوا تمہارے لوگوں
میں کسی کو آتی ہو پوچھ کر مجھ سے کہنا، میں نے کہا بہتر پوچھونگا،
پھر وہاں سے آکر میں نے حضرت سے یہ ذکر کیا، آپ نے فرمایا کہ اس کو
بھی ہمارے پاس لانا انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بھی دوا ہو جاوے گی، پھر
اگلے روز میں نے اس حلوائی سے جاکر کہا کہ ہمارے حضرت نے اس بخار والے
کو کل کے دن جس کا تم نے ذکر کیا تھا مجھ سے فرمایا کہ اپنے ساتھ لیتے
آنا، اگر اس کو میرے ہمراہ کردو تو میں بعد نماز عصر کے لیجاؤں، اُس نے
بلا کر اس کو میرے ہمراہ کر دیا، میں اس کو حضرت کے پاس لے گیا، آپ
نے اس کے بخار آنے کا حال پوچھا کہ کیسے آتا ہے اور کیونکر آتا ہے، اُس نے
سب بیان کیا، آپ نے مجھ فرمایا کہ ان کو کہیں بٹھا دو پھر ان کی دوا
کے لئے کہہ دیونگے، میں نے اس کو ایک جگہ بٹھا دیا، بعد نماز مغرب

Marfat.com

کے پہر میں اس کو آپ کے پاس لے گیا اور اپنے لوگوں کو اس وقت کھانا تقسیم ہو رہا تھا' آپ نے فرمایا کہ سب کے ساتھ ان کو بھی کھانا کھلاؤ' پہر میں نے اس کو بھی اُنہیں لوگوں میں بٹھا کر کھانا کھلوایا اور پھر اس کو آپ کے پاس لے گیا اور عرض کی کہ ان کو کھانا کھلوا لایا' آپ نے فرمایا کہ بس یہی ان کی دوا ہتی اب ان کو ان کے گھر پہنچا دو انشاءاللہ تعالیٰ اب ان کو بخار نہ آوے گا' میں ان کو ان کے گھر پہنچا آیا' پھر اُس دن سے ان کا بخار جاتا رہا' اور چوتھا حال یہ ہے کہ ایک عورت نرگس نام بڑی نماز گذار اور پرہیزگار وہاں ایک مکان میں رہتی تھی اور حضرت علیہ الرحمۃ واسطے قضائے حاجت کے ہر روز اس کے مکان میں جایا کرتے تھے اور آپ کے ہمراہ میں ہوتا تھا اور میاں عبداللہ اور وہ نرگس نہایت مفلس اور محتاج تھی' صرف چرخہ کاتنے پر اس کی گذران تھی کئی بار اُس نے ہم دونوں سے اپنی مفلسی و محتاجی کا تذکرہ کیا ایک روز میں نے اس سے کہا کہ مائی تو یہ حال حضرت سے کیوں نہیں کہتی' اس نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے میں تو نہ کہوں گی' یہ سُن کر اس وقت میں نے اُس سے کچھ نہ کہا' اگلے روز جب حضرت اس کے گھر تشریف لائے اور قضائے حاجت

Marfat.com

Marfat.com

پھر وہ لکڑی نرگس کو حوالہ کی اور وہاں سے مسجد کو تشریف لائے پھر جب
حضرت علیہ الرحمۃ نفیرآباد سے یکہ پر آئے اور کوئی سات آٹھ مہینے کے بعد پھر
نفیرآباد کو تشریف لے گئے اس وقت میں نے نرگس کو دیکھا تو دس روپے
کی بیڑی سی نتھ ناک میں اور گلے میں ہنسلی ہاتھوں میں کڑے بازو میں بازوبند
پہنے ہوئے چرخہ کات رہی ہے' میں نے پوچھا کہ نرگس اب تیرا کیا حال
ہے' اُس نے کہا کہ اب تو حضرت کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو سب کچھ دیا
ہے گھی گڑ راب گیہوں چاول میرے گھر میں سب موجود ہے اور مجھکو نہیں خبر
کہ یہ اللہ تعالیٰ کہاں سے دیتا ہے' چرخہ تب بھی کاتتی تھی کہ پیٹ بھر کر
روٹی نہیں میسر ہوتی تھی اور وہی چرخہ اب بھی ہے یہ سب حضرت کی دعا کا اثر
ہے' پھر اس حلوائی سے میں نے پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا حال ہے جس کو
مرگی آتی تھی اور اس بخار والے کے کیا حال ہے اُس نے کہا کہ دونوں خدا
کے فضل سے صحیح وسالم ہیں تب سے نہ اس کو کبھی مرگی آئی اور نہ اس دوسرے
کو بخار آیا یہ تو چاروں حال تمام ہو چکے' پھر اس جگہ سے بیان ہوتا ہے
جہاں سے قصہ چھوٹا تھا' جب کہ وہ سوا سو روپے محمد حسن خاں قندھاری

Marfat.com

کے خرچ ہوتے تھے ان میں سے بیس پچیس روپے باقی رہے
اور حضرت کو اس کی میں نے اطلاع کی، آپ نے فرمایا کہ جس
کام کو یہاں آئے تھے ساتھ خیر کے اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اپنے
محض فضل وکرم سے خاطر خواہ دُرست کر دیا اب یہاں رہنے کا
کیا کام، سب کو خبر کر دو کہ کل صبح کو کوچ ہے، یہ بات زبان سے
آپ کے سُن کر اسی وقت سے اپنی اپنی تیاری کرنے لگے بلکہ بہت
لوگ اسی دن اپنے اپنے گھر چلدئے باقی آدمیوں سے حضرت نے صبح کو کوچ
فرمایا، رستے میں مجھ سے پوچھا کہ کہو اب کی بار تکیہ سے تم کتنے روپے
لائے تھے، میں نے عرض کی کہ اب کی بھی بیس پچیس روپے لایا تھا
فرمایا آج تک سب کس قدر خرچ ہوا ہوگا، میں نے کہا حساب
تو اس کا اللہ تعالیٰ کو معلوم، یا قید خرچ ہوتا تھا کسی روز
دس روپے کسی روز پندرہ کسی روز بیس، ایک اندازہ تھا ہی
نہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت تھی اگر تم اس دن
اپنی ہتھیلی خالی نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اُمید تھی انہیں سو پچاس
میں سب کام نکل جاتا مگر اس میں بھی کچھ حکمت ہی تھی، پھر وہاں سے

Marfat.com

چلتے چلتے مع الخیر تکیہ پر داخل ہوئے اس وقت کوئی ڈیڑھ سو آدمی آپ کے ہمراہ ہونگے پھر بعد نماز عصر کے سوا من چاول ہم نے دوبار کر کے ایک دیگ میں پکائے اور چھ سیر دال ایک دیگچہ میں پکائی، اتنے لوگ آپ کے ہمراہی تھے اور کوئی پچاس آدمی عورت مرد ملا کر آپ کے گھر کے تھے اور اس قدر اور بھی لوگ ادھر ادھر کے آپ کے ملنے کو اس دن آئے تھے بعد نماز مغرب کے میاں عبداللہ نے آپ سے عرض کی کہ کھانا تیار ہے، آپ نے پوچھا کھانے والے اپنے بیگانے سب کس قدر ہونگے عرض کی گئی کہ قریب ڈھائی سو کے ہونگے، فرمایا کہ حصے والوں کو تو حصے بھیجا دو اور باقی لوگ جو ہیں ان کو بٹھا کر کھلا دو، ہمارے ہمراہیوں میں نو سوار منڈو خاں کے رسالہ کے تھے ان میں ایک دفعہ دار حضرت کے مریدوں سے تھے پھر ان حصہ داروں کے حصے بھیجا دئے، ان نو سواروں میں سے ایک آدمی حصہ لینے آیا میں نے اٹھا کر کڑیاں چاولوں کی دیں اور ایک چھوٹی سی ہانڈی میں دال حوالہ کی اور کوئی بڑا برتن موجود

Marfat.com

نہ تھا اور اس ہانڈی میں دال دیکھ کر واہی تباہی باتیں بکنے لگا
کہ اتنی دال لے کر میں کس کو دوں دو آدمی بھی تو کھاویں گے میں نے
کہا یہاں میرے پاس دال بہت ہے اپنا ایک آدمی تمہارے
پاس بھیجا دونگا جب تمہاری ہانڈی کی دال چک جاویگی تب
وہ اسی ہانڈی میں میرے پاس سے اور لیجاویگا اس وقت میں
کیا کروں اور کوئی برتن ہی نہیں ملتا ان میں سے ایک سوار نے
اس کا شکوہ جا کر حضرت سے کیا، آپ نے مجھ سے بلا کر فرمایا
کہ ان کو بڑے برتن میں دال کیوں نہیں دیتے، میں نے عرض کی کہ
کہ اس وقت اور کوئی بڑا برتن نہیں ملتا ہے، میں نے ان سے جا کر کہا
کہ جا کر اپنے لوگوں کو کھلاؤ میں اپنا ایک آدمی تمہارے پاس بھیجا دونگا
جب دال چک جاویگی تب اسی ہانڈی میں وہ آدمی میرے پاس سے اور
لیجاویگا، آپ نے فرمایا شبھان بھائی یہ بات تو معقول کہتے ہیں
ان سے کہو کہ پہلے یہ دال لیجاؤ اور ان کو کھلاؤ چک جاویگی تو

Marfat.com

وہ آدمی اور لاؤ گیا اُس سوار نے اس کو سمجھا دیا وہ چاول کی کڑیاں
اور وہ دال کی ہانڈی لے گیا اور وہ سب مل کر اپنی اپنی رکابی میں
کھانے لگے آخر الامر کھاتے کھاتے سب کے سب اُکتا گئے اور اُس
ہانڈی کی دال نہ چکی اور نہ وہ چاول چکے' انہوں نے اپنے دفعدار سے کہا
کہ شیخ صاحب یہ کیا معاملہ ہے ہماری تو عقل میں نہیں آتا کھاتے کھاتے
ہم سب آسودہ ہو گئے اور کھانا نہیں چکتا' دفعدار نے کہا کہ یہ معاملہ کیا
تم نے اتنے دنوں نصیرآباد میں نہیں دیکھا وہاں بھی تو یہی حال تھا انہوں
نے کہا کہ ہو گا مگر اپنی آنکھوں سے ہم نے تو اس وقت دیکھا دفعدار نے
کہا کہ چل کر اس کا حال حضرت سے پوچھو وہ تم کو سمجھا دینگے' پھر انہوں
نے جو رکابیوں میں کھانا تھا وہ اپنے اپنے گھوڑوں کو کھلا دیا اور جو
کڑیاں چاولوں کی ثابت باقی تھیں ان کو اور اس دال کو ہانڈی کو کپڑے
سے ڈھک دیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور وہ قصہ بیان کیا'
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو وہ اسی طرح اپنے بندوں
کو پرورش کرتا ہے اور کیا تم نے نصیرآباد میں یہ معاملہ نہیں دیکھا

Marfat.com

تھا کہ ساڑھے سترہ میر چاولوں میں چھ سو آدمی کھاتے تھے بلکہ ایک روز
نو سو آدمیوں نے کھایا جس دن اخوندزادہ آیا تھا پھر وہ یہ
کرامت عظمیٰ آنکھی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کمال معتقد ہوئے اور عرض
کی کہ اس وقت ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کرینگے، آپ نے فرمایا
کہ اس وقت نہیں انشاءاللہ تعالیٰ کل بعد نماز ظہر کے تم سے بیعت
لینگے یہ سن کر وہ جاکر اپنے اپنے لشکروں پر سوار ہوئے اگلے دن وقت
موعود پر حاضر ہوئے اور لوگ تو نماز ظہر پڑھ کر مسجد کے باہر چلے گئے اور
حضرت علیہ الرحمۃ اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہے اور ان سواروں کو اپنے روبرو
بٹھایا اور اُن سے بیعت لینے لگے، اس وقت مولوی محمد علی صاحب آپ کے
بھانجے سید محمد صاحب سید عبدالجلیل صاحب کے والد ماجد کے تنکے میں کہ
وہاں سے بیس پچیس قدم کے فاصلہ سے تھا اپنا ناسدان چھوڑ آئے تھے
وہاں سے لے کر آئے اور مسجد کے زینے پر چڑھنے لگے مولوی صاحب
اس وقت چند لوگ حضرت کے پاس بیعت کر رہے ہیں پوچھا وہ کون
سے لوگ ہیں، میں نے کہا وہی مینڈو خاں کے رسالے کے سوار جو رات کو دال
کے لئے ہنگامہ کیا کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ایسے داڑھی منڈے بے شرع کسوی

Marfat.com

سرخ بتیاں سر پر باندھے ہوئے جن کے دود وپیچ کندھوں تک لٹکتے ہیں
ان کو بیعت کرنے سے کیا فائدہ ہوگا' میں نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں
اس وقت تو ان پر ایک رحمت الٰہی کا جوش ہو رہا ہے کہ زمین سے آسمان
تک ایک ستون سا نور کا نظر آتا ہے' اُنہوں نے کہا تو تو یوں ہی رٹل
ہانکتا ہے میں تو خاک بھی نہیں دیکھتا ہوں' میں نے کہا کہ میں رٹل نہیں
ہانکتا ہوں سچ کہتا ہوں آپ اس طرف خیال تو کریں' انہوں نے کہا کہ
اگر یہ بات سچ ہے تو سیر بھر شیرینی میں تجکو دوں والا میں تجھ سے لونگا
میں نے کہا یہ دونوں طرف کی شرط ہار جیت کی جوا ہے لیکن یہ بات اگر
سچ نہ ٹھہرے تو میں آپ کو سیر بھر شیرینی دونگا اور جو سچ ہو تو آپ مجکو
کچھ نہ دیویں' اُنہوں نے کہا کہ اچھا یوں ہی سہی' میں نے کہا تو آپ اسی جگہ
ٹھہر جائیے لوگ بیعت کرنے سے فارغ ہوں' پھر حضرت سے چل کر پوچھیں
پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ ان سے بیعت لے چکے اور ان میں سے دو آدمی
حاجی پیر محمد بانس بریلی والے کو واسطے توجہ دینے کے سپرد کئے اور تین
آدمی مولوی امام الدین لکھنوی مولوی نصیر الدین حاتم کے بازار والے کے بھائی کو
اور دو آدمی حاجی عبد اللہ اکبر آبادی کو اور دو آدمی کسی اور جگہ کو کہ
نام ان کا یاد نہیں سپرد کئے' پھر جب وہ چاروں صاحب ان
کو توجہ دینے کو لے گئے' مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم و مغفور

Marfat.com

مجکو لے کر حضرت کے پاس گئے اور بیٹھے اور میں کھڑا رہا مجہہ سے
کہا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ، میں نے کہا کہ اب آپ حضرت سے پوچھیں میں
بھی بیٹھونگا، حضرت علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ ملّا کیا بات ہے، مولوی صاحب
موصوف نے وہ تمام حال جو میں نے اُن سے کہا تھا، آپ کی خدمت
فیضدرجت میں گذارش کی کہ یوں مجہہ سے دین محمد کہتے تھے، آپ نے
فرمایا کہ ملّا تم کیا اس میں کچھ شک معلوم ہوتا ہے، مولوی صاحب
نے کہا کہ حضرت مجکو شک ہی معلوم ہوتا ہے اور جو آپ اکثر اوقات
دین محمد کو فرمایا کرتے ہیں کہ یہ میرا ہاتھ ہے یہ میری زبان ہے
سو یہ بات بھی کچھ میرے خیال میں نہیں جمتی، حاصل اس گفتگو کا یہ ہے
کہ اس آج کی بات کا فیصلہ آپ کر دیویں اگر یہ اس بات میں
سچے نکلے تو جو کچھ آپنے ان کے حق میں فرمایا ہے میں ویسا ہی ان کو جانونگا
والا کچھ نہیں، آپ نے فرمایا ملّا یہ بات غلط نہیں ہے بلکہ جو کچھ اُنہوں نے دیکھا
ہے وہ حال تمام وکمال تم سے بیان نہیں کیا اور بلکہ جو کچھ حال یہاں
مسجد میں گزرا وہ سارا اُنہوں نے بہی نہیں دیکھا اور فرمایا کہ اب تم چل کر
ہمارے پاس بیٹھو انشاءاللہ تعالیٰ تم کو خود معلوم ہو جائیگا، پہر

Marfat.com

آپ وہاں سے اُٹھ کر مسجد کے صحن میں مغرب اور جنوب کے کونے میں
ئی ندی کے قریب جا بیٹھے اس عرصہ میں وہ جو چاروں صاحب ان
سواروں کو توجہ دینے کو لے گئے تھے وہاں ہو حق کا ایک شور و غل سا
ہونے لگا، لوگوں نے کہا یہ کیا شور ہے، اسی عرصہ میں حاجی پیر محمد اور
مولوی امام الدین نے آکر عرض کی کہ وہ لوگ تو بیہوش پڑے ہیں، آپ
نے مٹی کے لوٹے میں ندی سے پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر
ان کو دیا اور فرمایا کہ ایک ایک چلو پانی اس میں سے جا کر ان پر چھڑک
دو ہوشیار ہو جاوینگے وہ تو پانی لے کر ادھر گئے، وہ دونو صاحب اپنے
لوگوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے آئے اور آپ کے پاس بیٹھے اور اُن سے
کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے حضرت کے رو برو بیان کرو، پھر وہ اپنا اپنا
جدا جدا حال بیان کرنے لگے، کسی نے کہا کہ مجکو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کی مجلس کی زیارت ہوئی کسی نے کہا کہ میری حسنین رضی اللہ عنہما سے
ملاقات ہوئی کسی نے کہا کہ میں نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو
دیکھا اور کسی نے کہا کہ میں نے ایسا باغ میوہ دار اور ایسا دریا رخاں
دیکھا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بزرگ بنا دیا اب تم اس
کام کو نہ چھوڑیو اور اگر تم چند روز یہاں رہتے تو ہم تم کو اور

Marfat.com

بھی کچھ تعلیم کرتے مگر خیر یہی بہت ہے اور ہمیشہ تم اپنے روزہ نماز سے
غافل نہ رہنا اور شرک و بدعت سے بچنا' اس عرصہ میں دونوں صاحب
وہ بھی اپنے لوگوں کو لائے مگر اس وقت ان کے ٹھکانے نہ تھے' ایسے
معلوم ہوتے تھے کہ جیسے کوئی نشہ میں ہوتا ہے' آپ نے ان سے اُس
وقت کچھ احوال نہ پوچھا اور کہا ان کو لیجاؤ بعد نماز عصر کے ہمارے
پاس لانا' اور مولوی سید محمد علی صاحب سے فرمایا کہ ملا تم نے ان کا
حال دیکھا اب کچھ دیر میں ان باقی لوگوں کا حال ان سے زیادہ انشاءاللہ
تعالیٰ دیکھنا' مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ جب آپ کی مسجد میں
ان کا حال اس طرح ارتسا دفرمایا اس میں میرا تک جاتا رہا اور تسلی
ہو گئی اگر اب ان کا اس طرح کا حال جیسا آپ فرماتے ہیں ہو تو کیا
عجیب ہے اب تو مکان کو جاتا ہوں بعصر حاضر ہونگا' یہ کہہ کر مولوی صاحب
تو چلے گئے وقت عصر کے پھر آئے اور بعد فراغ نماز کے حضرت نے ان
لوگوں کو اپنے پاس بُلا کر پوچھنا شروع کیا ہر ایک نے اپنا اپنا
حال جدا جدا عجیب و غریب بیان کیا کسی نے کہا میں نے حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار فیض آثار دیکھا اور کسی نے کہا کہ میں نے
بہشت دیکھی اور اس کے انہار اشجار اور اثمار کا عجیب و غریب بیان

Marfat.com

بیان کیا کہ سننے والے حیران تھے کہ یہ شخص کہاں کا بیان کرتا ہے، اور
کسی نے کہا میں آسمان پر گیا اور وہاں کے عالم کا عجیب و غریب بیان کیا، خیر
جب اسی طرح سے ایک نیا واقعہ ہر ایک بیان کر چکا تب آپ نے مولوی سید
محمد علی صاحب سے کہا کہ ملا تم نے ان لوگوں کی باتیں سنیں اور ہنسکر کہنے لگے
کہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، پھر حضرت نے ایک
گھڑا کہ اس میں شیرینی دھری تھی منگایا اور کوئی دو سیر تخمینی اور اسی قدر مولوی
صاحب کو عنایت کی، مولوی صاحب تو اپنی شیرینی رومال میں باندھ کر اپنے گھر
لے گئے اور میری مٹھائی اسی جگہ جید یاروں آشناؤں نے لوٹ کھائی **حکایت**
ایک بار حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمت نے روز جمعہ کے سید محمد یعقوب صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ آج خطبہ بھی تم ہی پڑھو اور نماز بھی ہمیں پڑھاؤ
اس ایام مبارک فرجام میں سید محمد یعقوب صاحب کا سن تخمیناً چودہ پندرہ
برس کا ہوگا، اور کہا اگر خطبہ تم کو یاد ہو تو خیر والا دیکھ کر ابھی سے یاد کر لو
اُنہوں نے عرض کی کہ خطبہ تو کیا دہے اور پھر بھی دیکھ لونگا، آپ خاموش
رہے، پھر جب وقت نماز کا آیا، آپ نے ان سے فرمایا، اُنہوں نے
خطبہ پڑھا پھر نماز پر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھانے لگے بعد فراغ
نماز کے آپ نے ان سے پوچھا کہ نماز پڑھانے میں تمہارا کیا حال

Marfat.com

تھا' انہوں نے عرض کی کہ رکعت اول میں تو کچھ دیر پیروں پر رعشہ سا واقع ہوا مگر پھر آپ ہی آپ جاتا رہا پھر باقی نماز میں نے اچھی طرح سے تمام کی پھر اس کے دوسرے یا تیسرے دن حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی چھت پر اکیلے بیٹھے تھے اور زینہ پر عبدالرحیم کاندھلہ والے بیٹھے تھے آپ نے اُن سے فرمایا کہ حاجی عبدالرحیم صاحب کو بلالو' وہ حاجی صاحب ولایتی تھے اور بعضے وقت حضرت علیہ الرحمۃ اُن کو دادا عبدالرحیم کہتے تھے' پھر انہوں نے بلالیا وہ جاکر حضرت کے پاس بیٹھے وہاں اُن سے اور حضرت سے جو باتیں ہوئیں مجھکو نہیں معلوم' پھر کچھ دیر میں واسطے کسی کام کے میں بھی وہیں جاکر حاضر ہوا اور آپ کے پاس بیٹھا' اس میں حاجی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ مجھ سے محمود نومسلم اور حاجی عمر ولایتی نے پوچھا کہ اب کی جمعہ کو سید محمد یعقوب صاحب سے نماز ٹیر ہوائی فقط اتنا ہی کلام حاجی صاحب کرنے پائے' آپ نے ان سے فرمایا کہ حاجی صاحب مجھکو میرے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا کہ تو سید محمد یعقوب کو تعلیم دے' میں نے عرض کی الٰہی تعلیم کرنا تیرے اختیار میں ہے تیرا ہی تعلیم کرنا صحیح ہے' پر میرا ارادہ یہ ہوا کہ پہلے میں ان سے نماز جمعہ کی پڑھاؤں مگر یہ بھی خدشہ دل پر گذرا کہ وہ ابھی کم سن ہیں ایسا نہ ہو کہ نماز بڑھانے

Marfat.com

میں لغزش کھا جاویں کہ نماز میں کچھ خلل واقع ہو، پھر جناب باری عزاسمہٗ سے یہ ارشاد ہوا کہ اس بات کا تو اندیشہ کیوں کرتا ہے دل تو ہمارے قبضہ میں ہے بے حکم ہمارے لغزش نہ ہوگی، میں نے جانا کہ اس مرکا اس طرف بھی اشارہ ہے، اس سبب سے نماز پڑھ میں نے ان کو کھڑا کیا اور اب میرے دل میں یہ بھی آتا ہے کہ ان سے کہہ دوں کہ میں جس وقت حاضر نہ ہوں یا دور گیا ہوں تو امامت لوگوں کی تم کیا کرو اور کبھی کبھی میرے روبرو بھی جب میں کہوں نماز تمہیں پڑھایا کرو پھر بعد اس کے آپ نے ایسا ہی کیا یعنی سید محمد یعقوب صاحب کو نماز پڑھانے کی اجازت دی اور انہوں نے بارہا روبرو آپ کے اسی مسجد میں امامت لوگوں کی کرتے رہے

قصہ اجرائے حکم سفر حج اور اس کی روانگی کا

ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ باتن تنہا بعد نماز اشراق کے اپنے تکیہ کی مسجد کی چھت پر بیٹھے تھے اور عبدالرحیم صاحب کاغذ والے چھت کے زینہ پر تھے آپ نے آواز دی کہ یہاں کوئی حاضر ہے وہ بولے کہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا کہ جو کوئی نیچے ہوں ان کو یہاں بھیج دو، انہوں نے زینہ پر سے مجھکو دیکھ کر کہا کہ حضرت بلاتے ہیں تم بھی آؤ اور جیو صاحب اور ہوں اُن سے بھی کہہ دو، پھر کئی شخصوں سے میں نے کہہ دیا، اور میں سب سے

Marfat.com

پیشتر آپ کے پاس جا کر حاضر ہوا اُس وقت آپ مسجد کی چھت کی منڈیر
پر کہ گھٹنوں سے کچھ بلند ہو گی دونوں ہاتھ ٹیکے ہوئے سئی بندی کی طرف
دیکھ رہے تھے، پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ دین محمد خواب
تمہارا مبارک ہو، میں نے عرض کی کہ کون سا خواب، فرمایا جو بیت اللہ شریف
جانے کا جو تم نے کئی مہینے ہوئے دیکھا تھا، سو حیاالٰہی سے مجکو الہام ہوا کہ
تو پہلے حج کو جا، وہاں سے آکر جہاد کو جانا اور اُس وقت آپ کے پاس وہاں،
حاجی عبدالرحیم پیر محمد بانس بریلی والے اور مولوی قاسم پانی پتی اور حاجی
عبداللہ اکبرآبادی اور کئی صاحب اور بھی حاضر تھے اُن کے نام یاد نہیں، آپ
نے ان سب سے ازرد ئے خوشی کے کہا کہ بھائیو اب اپنے اپنے سامان کی
تیاری کرو، حاجی عبدالرحیم صاحب نے عرض کی کہ آپ تو سفر ہجرت جہاد کی
تیاری میں تھے یہ بیچ میں کیا معاملہ آگیا، آپ نے فرمایا کہ منظور الٰہی یوں
ہی تھا اس میں بڑی حکمت اور اسرار الٰہی کے معاملات ہیں کسی وقت ہم تم سے
اس کا بیان کرینگے، پھر آپ چھت سے اتر کر یہی باتیں حج کی جانے کی
کرتے ہوئے اپنے دولتخانہ میں تشریف لے گئے، اور سب لوگوں میں سفر حج
کی نشارت سُن کر نہایت خوشی ہونے لگی کہ مراد دل کی پوری ہوئی
اور اپنے اپنے مکان میں جا کر سب کو ہی نشارت سنائی ہر ایک کو

Marfat.com

کمال خوشی حاصل ہوئی، پھر کئی روز کے بعد آپ نے ارادہ کیا کہ شاہجہان آباد اور پہلت سہارنپور رامپور بانس بریلی وغیرہ کے مریدوں اور معتقدوں کو واسطے اعلام حج کے جیسا خطوط بھیجیں کہ نیت ہماری پہلے سفر ہجرت کی تھی مگر اب مرضی الٰہی یہی ہے کہ پہلے حج کو جاویں، سو جن بھائیوں کو ارادہ واسطے ادائے حج کے ہمارے ساتھ چلنے کا ہو یہاں آکر حاضر ہوں، پھر آپ نے واسطے لکھنے خطوط کے کاتب تلاش کیا آپ کی مرضی شریف کے موافق نہ ملا، آپ نے سید زین العابدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے بھانجے سید احمد علی صاحب کے بیٹے ہیں فرمایا کہ تم خط لکھو، اُنہوں نے عذر کیا کہ آپ تو جانتے ہیں لکھوا اس میں مہارت نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ اب تو جس طور سے ہو سکے تم ہی لکھو، انہوں نے پھر وہی عذر کیا، آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس آؤ جس طرح سے ہم تم کو بتاتے جاویں اس طرح تم لکھتے جاؤ، پھر قلم دوات کاغذ لے کر وہ آئے، آپ نے ان کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ دعا میری اللہ تعالیٰ و تقدس نے مستجاب کی انشاء اللہ تعالیٰ تم کو خط لکھنا آجاویگا، پھر الگ بٹھا کر ان سے آپ نے مسودہ کرانا شروع کیا کئی روز کے اندر وہ باخوبی لکھنے لگے، پھر تمام خطوط جو صاحب نیتی ان سے لکھا کر آپ نے جابجا ارسال فرمائے اور مضمون خطوں کا یہ تھا کہ ہم واسطے ادائے حج کے بیت اللہ شریف کو جاتے ہیں جن

Marfat.com

صاحبوں کو حج کرنا منظور ہو ان کو اپنے ہمراہ لاؤ مگر ساتھ اس شرط
کے کہ ہمارے پاس نہ کچھ مال ہے نہ خزانہ محض اللہ تعالیٰ پر توکل
کر کے جاتے ہیں اور ہم کو اُس کی ذات پاک سے اُمید قوی ہے کہ وہ
اپنے کرم و فضل سے ہماری مراد پوری کریگا اور جہاں کہیں رستے میں
واسطے حاجت ضروری کے خرچ نہ ہوگا وہاں پہنچ کر ہم لوگ محنت مزدوری
کرینگے جب باخوبی خرچ جمع ہوگا تب وہاں سے آگے کو روانہ ہونگے اور
جو عورتیں اور مرد ضعیف قابل مزدوری کے نہوں گے وہ اپنے ڈیروں
کی نگہبانی پر رہینگے اور اُس خرچ میں کمانے والے اور ڈیروں میں رہنے
والے سب شریک ہونگے اور اسی مضمون کے خطوط مولانا عبدالحئی صاحب
کو قصبہ برہانی میں اور بلدۂ دارالخلافت دہلی میں مولانا اسماعیل صاحب
کو اور ملیت میں مولوی وحیدالدین صاحب اور اُن کے بھائی حافظ
قطب الدین صاحب اور اُن کے والد حافظ معین الدین صاحب کو اور
مولوی وجیہ الدین صاحب اور حافظ عبدالرب صاحب اور حکیم منعیت الدین
صاحب اور اُن کے بھانجے شہاب الدین وغیرہ کو لکھے اور حکیم منعیت الدین
صاحب بڑے طبیب حاذق اور بڑے دیندار اور متقی و پرہیزگار اور
صاحب اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور بڑے عابد زاہد صاحب
تاثیر اور بڑے نامی خلیفوں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے

Marfat.com

تھے، اُنھیں حکیم صاحب ممدوح کے خلف الصدق فرزند سعادتمند متقی
باوصاف حمیدہ اور موصوف باخلاق پسندیدہ حکیم مشتاق احمد صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ اب سہارنپور سے آقائے نامدار دولتمدار حضور پرنور دام اقبالہ
کی سرکار فیض آثار میں ملازم ہیں اور ایک خط ملا دوندے کو بھیجا
تھا جس طرح حکیم صاحب موصوف کی ذات بابرکات سے سہارنپور
والوں کو ہدایت ہوئی اسی طرح ملا دوندے کے سبب سے اطراف اور
نواح سہارنپور میں بے شمار لوگوں کو ہدایت ہوئی، پھر بعد چند روز
کے جواب باصواب ان خطوں کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور
مضامین اشتیاق آگیں ان کے یہ تھے کہ آپ کا بشارت نامہ ہدایت شمامہ
آیا اور نہایت مسرور و ممتاز اور خوشدل اور سرفراز فرمایا اور کیفیت نیض
طویت جو اس میں درج تھی دریافت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب
آپ کی خدمت سراپا برکت میں ہم لوگ حاضر ہوتے ہیں اور موافق ارشاد
ہدایت بنیاد حضور پرنور موفور السرور کے جو صاحب عازم بیت اللہ شریف
کے ہونگے ان کو اپنے ساتھ لاوینگے، بعد اس کے حضرت امیر المومنین،
علیہ الرحمۃ نے واسطے سفر باظفر کے لاہور کے کوئی پچاس ساٹھ
آدمیوں سے تیاری کی، پہلے روز ٹیکہ شریفہ سے روانہ ہوئے وہاں سے
چھ سات کوس پہ ایک بستی میں کہ نام اس کا بھوا ہے ایک پٹان

Marfat.com

والی لکھنؤ اتری تھی، جب آپ مع رفقا وہاں پہنچے اور وہاں سے آگے کا ارادہ کیا تب اس پٹالن کے مسلمان لوگوں نے آپ کو رکھ لیا اور آپ کو آگے نہ جانے دیا اور سب نے مل کر آپ کی ضیافت کی اور اکثر لوگ آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بھیں لوگوں مستقیم خاں مورائیں والے بہائی مہربان خاں کی تیر و کمان باندھے ہوئے تھے مگر وہ چند ماہ پیشتر سے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر چکے تھے، پھر اگلے روز بعد نماز فجر کے وہاں سے ہری پور کے لوگ جو بیسواڑے میں ہے اپنی بستی کو لے چلے موسم گندہ بہار کا تھا اور مینہ برستا تھا، حضرت علیہ الرحمۃ سب لوگوں کو لیکر آگے بڑھ گئے اور کچھ دن رہنے سے ہری پور میں جاکر داخل ہوئے اور حاجی عمر ولایتی اور ایک میں اور ایک گاڑی بان یہ پانچ آدمی گاڑی پر پیچھے رہ گئے اور رات ہو گئی اور مینہ برستا تھا اور رستہ بھی بھول گئے اس وقت یہ نہیں معلوم تھا کہ رستہ کہاں ہے اور ہری پور کس طرف اور کتنی دور ہے گاڑیبان بہت گھبرایا کہ ایسا نہو کہ چوریا ٹھگ گاڑی اور بیل چھین لیجاوے تو بڑی قیامت ہو اس عرصہ میں ایک طرف حضرت علیہ الرحمۃ کی اللہ اکبر کی آواز سنائی دی ہم لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ شاید حضرت علیہ الرحمۃ بہی رستہ بھول گئے ہیں ہم چاروں

Marfat.com

آدمی گاڑی سے اُتر کر پیدل چلنے لگے اور گاڑیبان نے اُسی آواز کی طرف گاڑی ہانکی کوئی آدھ کوس چل کر ٹھہر گیا اس عرصہ میں وہاں دوسری آواز حضرت علیہ الرحمۃ کی ہم سب نے سنی کہ اس طرف چلے آؤ' پھر ہم چاروں آدمی وہیں گاڑی کے پاس کھڑے رہے اور وہ گاڑیبان اسی آواز کے سامنے اکیلا روانہ ہوا کوئی دو سو قدم گیا ہوگا وہاں ہری پور کا رستہ ملا' پھر وہاں سے وہ پلٹ آیا اور اُسی طرف گاڑی کو ہانکا اور اُسی رستے میں گاڑی لے کر چلا کوئی تین چار گھڑی رات گئے گاڑی لیکر ہم سب ہری پور میں پہنچے وہاں ایک آدمی سے پوچھا کہ یہاں کوئی آج مسافر لوگ بھی اُترے ہیں' اس نے کہا ہاں تکیہ کے سید صاحب فلانے مکان پر آج کچھ دن رہے سے اُترے ہیں' پھر ہم لوگ وہیں گاڑی لے کر جا داخل ہوئے' وہاں ہمارے واسطے بھی جگہ لوگوں نے لے رکھی تھی ہم چاروں شخصوں نے وہاں کمر کھولی پھر حاجی عبدالرحیم صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گئے ان کے بعد میں بھی جاکر وہیں حاضر ہوا' آپ نے پوچھا کہ حاجی صاحب آج تو رستہ میں خوب ہی بھکے ہوگے' انہوں نے تمام رستہ کی سرگذشت آپ کے روبرو عرض کی اور کہا کہ دو بار دو جگہ راستہ میں ہم سب نے آپ کی آواز سنی یہ کیا معاملہ تھا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ساتھ خیر و عافیت کے تم کو یہاں پہنچایا اب اس معاملہ کے معلوم
کرنے سے کیا غرض، یہ سُن کر حاجی صاحب خاموش ہو رہے، پھر رات
بھر وہاں رہے، بہت شخصوں نے وہاں کے آپ کے دست مبارک پر
بیعت کی، پھر صبح کو وہاں سے چند لوگ موراٹیں میں لے گئے وہاں بہت
لوگ آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے، پھر اگلے دن لوگ
آپ کو وہاں سے بکھیت پردے بدلہ رن بیر میں لے گئے وہاں بھی
بہت لوگ مرید ہوئے وہاں رات ٹھیر رہ کر اگلے دن ہڑہی میں
لے گئے وہاں رجب خاں وغیرہ بہت صاحب نے بیعت کی ایک رات
رہ کر وہاں سے کانپور کو تشریف لے گئے اور کانپور میں منڈرو صاحب
فرنگی کی بی بی ہندوستانی تھی اس کے مکان پر جا کر آپ اُترے اور
وہاں اُترنے کا سبب یہ ہوا کہ جب ایک بار اس سے پیشتر آپ کانپور
کو تشریف لے گئے تھے تو چھاؤنی میں اُترے تھے شہر میں آنے کا کم
اتفاق ہوا تھا اور منڈرو صاحب کی بی بی آپ کے دیدار فرحت آثار
کی کمال مشتاق اور آرزومند تھی اور کئی بار اُس نے اپنا آدمی بھیج کر
آپ کو بلایا مگر آپ نے حیلہ بہانہ سے ٹالدیا اور وہاں نہ گئے اور تکیہ
شریفہ کو تشریف لائے وہاں جناب الٰہی سے آپ کو الہام ہوا کہ
ہم نے منڈرو کی بی بی کی ہدایت تجھ پر موقوف رکھی ہے اور تو

Marfat.com

وہاں سے چلا آیا' اب یہاں سے پھر جا اور اس کو ہدایت کر' آپ نے
پھر کانپور جانے کا ارادہ کیا' اس عرصہ میں اُس عورت نے اپنے
لیپا لگ کے خاوند مرزا عبدالقدوس کشمیری کو آپ کے بلانے کو بھیجا
پھر آپ ان کے ساتھ کانپور کو تشریف لے گئے' اور منڈرو صاحب کی بی بی
کے مکان پر اُترے اور مرزا عبدالقدوس سے کہا کہ ہم کو کوئی جگہ بتا دو وہاں
ہمارے آدمی کھانا پکا لیا کریں' انہوں نے عرض کی آپ کے آدمی کیوں
تکلیف کرینگے کھانا ہمارے یہاں پکا کریگا' آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا ہی
کھانا پکوا دینگے' مرزا صاحب آپ کا عذر سمجھ گئے کہ آپ منڈرو کی بی بی
کے گھر کا کھانا نہ کھاوینگے' پھر آپ کو ایک گوشہ میں لیجا کر عرض کی
کہ میرا کاروبار تمام جدا ہے ان کا اس میں کچھ علاقہ نہیں ہے میں سوداگری
کیا کرتا ہوں میرا روپیہ تجارت کا ہے اور جو کچھ روپیہ نقد یا کوئی اسباب وہ
اپنے بیٹے کو دیتے ہیں وہ اُن کے بیٹے کے پاس جدا رہتا ہے اُس نقد اور
مال سے مجھکو کوئی غرض نہیں' آپ نے فرمایا کہ خیر اگر یہ بات ہے تو کچھ
مضائقہ نہیں تمہیں اپنے یہاں سے پکوانا اور ایک روز اپنی ساس کی
طرف سے دعوت کی پھر اور جا بجا شہر میں لوگوں کی مہمان دعوتیں
ہونے لگیں' مرزا صاحب کی نوبت کھانے کی نہ آئی' پھر ایک روز
منڈرو کی بی بی کو کئی چار ہزار مروپے نقد آپ کو دینے لگی کہ یہ

Marfat.com

آپ کی نذر ہیں' آپ نے فرمایا کہ ابھی ہم کو روپوں کی کچھ حاجت
نہیں انشاءاللہ تعالیٰ حج سے آکر جب جہاد کو چلیں گے تب جیسا
کچھ مناسب ہوگا تم سے کہہ دیونگے' پھر اس نے کہا کہ میں نے اپنا
مکان جو میری ملک ہے آپ کی نذر کیا اور وہ بڑا مکان عالیشان
لنبا چوڑا کوئی بیس چالیس ہزار روپے کا ہوگا' آپ نے فرمایا کہ ہم اس کو
لے کر کیا کریں ہم حج کو جاتے ہیں اپنا ہی مکان چھوڑ جاوینگے' اُس نے
کہا اب تو میں آپ کی نذر کر چکی آپ جو چاہیں سو کریں' آپ نے فرمایا
کہ اگر یہی بات ہے تو یہ مکان ہماری طرف سے اپنے داماد مرزا عبدالقدوس
کو دو' پھر اس نے وہ مکان مرزا صاحب موصوف کو دے دیا اور
جب تک کانپور میں آپ نے قیام فرمایا اُسی مکان میں رہے اور منشی رد
صاحب کی بی بی اور اُس کے دو لیپا لگ لڑکیوں اور دو لیپا لگ لڑکوں
نے اور مرزا عبدالقدوس نے اور نیز اس محلہ کے لوگوں نے آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی اور جو اس کے نوکر چاکر تھے اُنہوں نے
بھی بیعت کی' پھر اکثر شہر کے شرفا اور غربا آپ کو اپنے مکانوں پر
واسطے بیعت کے لیجانے لگے' شہر کے کئی ہزار آدمیوں نے بیعت کی اور
وہاں شہر میں شیخ محمد تقی اور شیخ عبداللہ بو چڑ بڑے امیر کبیر تھے

Marfat.com

اور وہ دونوں بھائی پیشتر سے حضرت کے مرید اور معتقد تھے اور کمال خاں اور امن یہ دو بوچڑ اور تھے اور یہ بھی بڑے مالدار لاکھوں روپے کے آدمی تھے اور اُن کے درمیان عداوت اور نا اتفاقی تھی اور سبب اس عداوت کا یہ تھا کہ وہ دونو حضرت کے مرید اور بڑے دیندار اور پرہیزگار تھے اور یہ دونوں بدعتی پیر پرست اور تعزیہ دار تھے اور ہزاروں لوگ شہر والے ان کے شریک اور طرفدار تھے سو کئی بار دو تین دن کے بعد منڈرو صاحب کی بی بی نے صلاحاً حضرت سے عرض کی کہ آپ ان دونوں بوچڑوں کے واسطے جناب الٰہی میں دعا کریں اگر یہ دونوں آپ کی طرف آجاویں تو بسبب اُن کے ہزاروں آدمی شہر کے مشرک و بدعتی تائب ہوکر پکے مسلمان ہو جاویں کیونکہ یہ دونوں بڑے جتھے والے ہیں، پھر ایک روز آپ نے فرمایا کہ بہت خوب ہم دعا کرینگے ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، پھر کئی روز کے بعد اُس نے یہی سوال کیا، آپ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے اُن کے واسطے دعا کی ہے اور جناب الٰہی میں مستجاب ہوئی، اب انشاء اللہ تعالیٰ وہ آپ ہی ہم کو یہاں سے اپنے مکان پر بلاوینگے تم خاطر جمع رکھو کچھ اندیشہ نہ کرو، پھر کئی دن کے بعد کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کے دونوں

Marfat.com

وہ دونوں بوچیڑ آپ کے پاس آکر حاضر ہوئے اور اپنا عذر بیان
کر کاروبار دنیاوی سے ہم کو فرصت نہیں ملی اس سبب سے آپ کے دیدار
فیض آثار سے آج تک ہم محروم رہے اور اب آپ ہمارے غریب خانہ
کے تشریف لے چلیں اور کل آپ کی دعوت ہے اور وہیں ہم بھی اور
اپنے چار سو آدمی اور یہی آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے مرید ہونگے
آپ نے اُن کی دعوت قبول کی اور فرمایا کہ تمہارے یہاں آوینگے پھر
یہ کہہ کر وہ اپنے مکان کو گئے اور پہلے دعوت کمال خاں نے کی اور
اگلے روز بعد نماز اشراق کے کئی آدمی ان کے آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کو اور آپ کے لوگوں کو لے گئے اور ان کے دیوانخانے میں جا کر
بٹھایا اور کھانا کھلایا، بعد اس کے کمال خاں حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنے
زنانے مکان میں لے گئے اور اپنی عورتوں کو مرید کرایا جب وہاں سے
آپ باہر دیوان خانہ میں تشریف لائے کمال خاں نے بیعت کی،
ان کے بعد کئی سو ان کے رفیقوں اور یاروں آشناؤں نے بیعت کی
اور کمال خاں نے آپ کے سامنے اسی مجلس میں اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
اپنی زندگی بھر تو کوئی فعل شرک و بدعت کے نہ کرونگا اور نہ

Marfat.com

اپنے گھر میں کسی کو کرنے دونگا میرے بعد وہ جانیں جیسا کرینگے ویسا پاوینگے، پہر حضرت وہاں سے اپنے مکان اقامت کو آئے، دوسرے دن اُسی وقت امامن خاں کے یہاں دعوت ہوئی اور اُن کے لوگ آکر حضرت کو مع رفقا لے گئے اور امامن خاں کے امام باڑے میں جاکر بٹھایا اور وہیں سب کو کھانا کھلایا، بعد اس کے حضرت کو امامن خاں اپنے زنانے مکان میں لے گئے اور اپنے یہاں کی تمام عورتوں کو مرید کرایا، پہر امام باڑے میں آکر امامن خاں نے بیعت کی پہر اپنے رفیقوں اور آشناؤں کو مرید کرایا پھر وہاں سے حضرت اپنی جائے اقامت پر تشریف لائے **حکایت** بلدۂ کانپور میں محمد زماں خاں نام ایک امیر کبیر کرنیل تھے اُنہوں نے اپنے بیٹے کے بیاہ کی بڑی دھوم دھام سے تیاری کی اور اُس کے سامان اور اسباب میں کوئی چالیس پچاس ہزار روپے صرف کیا اور براتیوں کے کھانے کا حکم دیا کہ ہر شخص کے آگے ہر قسم کا کھانا پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کا رکھا جاوے اور ہر کسی کو اجازت ہے چاہے برات میں بیٹھ کر کھاوے چاہے اپنے گھر لیجاوے اور دولھا کے باپ نے بڑی بڑی کسبیوں اور کشمیریوں اور بھاٹوں کے نامی طائفوں کو بلایا اور ہزاروں روپے کے کاغذی اور ابر کی پھولوں کی آرائش بنوائی اور آتشبازی منگوائی اور کئی آدمی معزز آدر ممتاز اپنے واسطے

Marfat.com

واسطے لانے حضرت علیہ الرحمۃ کے بھیجے اُنہوں نے آکر آپ کی خدمت
شریف میں عرض کی کہ محمد زمان خاں کرنیل کے بیٹے کا بیاہ ہے سو آپ
کو بھی بلایا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہاں غربا لوگ واسطے بیعت وغیرہ
کے اکثر اوقات آتے ہیں اس سبب سے جانے کی فرصت نہیں اور ہم وعدہ
کیا نباویں گے ان کے لئے ہم اسی جگہ سے دعا خیر کرینگے، خاں صاحب کو
ہمارا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اس تکلیف سے ہم کو معذور رکھیں، آپ کی
زبان مبارک سے یہ تقریر سُن کر وہ چلے گئے اور اُسی دن وقت عصر کے
پھر آئے اور وہی پیام لائے اور وہی سوال کیا، آپ نے پھر وہی جواب
دیا، پھر وہ چلے گئے، اگلے روز کچھ دن چڑھے پھر آئے اور وہی پیغام
لائے کہ خاں صاحب نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ میرے
غریب خانہ میں ضرور قدم رنجہ فرماویں آپ کے آنے سے میرے یہاں
برکت ہوگی حضرت نے تو ان کو کچھ جواب نہ دیا مگر اس وقت مولوی
عبدالحق صاحب حافظ عبداللطیف صاحب کے بڑے بھائی اور حاجی عبدالرحیم صاحب
اور مرزا عبدالقدوس نے اُن سے کہا کہ صاحبو! تم دو روز سے حضرت
کے لینے کو آتے ہو اور آپ عذر کرتے ہیں کچھ آپ کے عذر کی وجہ سے
بھی سمجھے ہو، تمہارے خاں صاحب امیر دنیادار آدمی ہیں سو کس طرح

Marfat.com

کی بدعت اور معصیت کے کام وہاں موجود ہیں، حضرت کے لیجانے سے
کیا فائدہ، وہ لوگ سمجھ گئے اور کہا تم سچ فرماتے ہو مگر ہم اس کا بندوبست
ابھی کئے لیتے ہیں اور اپنے میں سے ایک صاحب کو خاں صاحب کے پاس بھیجا
کہ تم اس کا تصفیہ کر کے جلد خبر لاؤ وہ گئے کچھ دیر میں پھر آئے اور حضرت
کی خدمت میں عرض کی کہ خاں صاحب نے کہا ہے کہ آپ میرے غریب خانہ
میں تشریف رکھیں گے کوئی خلاف شرع کام آپ کے روبرو نہ ہوگا، آپ
نے فرمایا کہ اگر یہ اقرار ہے تو ہم چلینگے، پھر آپ نے کئی تخصوں کو مکان
پر چھوڑا اور باقی رفیقوں کو ساتھ لیا اور ان کے ساتھ تشریف لے گئے
اور خاں صاحب مذکور کے مکان میں لوگوں کا بکثرت ہجوم تھا، طبلے کے
آدمی فاسق و فاجر داڑھی منڈے خلاف شرع موجود تھے اور چاندی
کے حقے اور چاندی کے خاصدان عطردان پاندان وغیرہ ظروف دھرے تھے
اور مسازف و منزامیر بھی مگر اس وقت راگ ناچ موقوف تھا وہیں
حضرت کو ایک جگہ بٹھا دیا وہاں سامان خلاف شرع کا دیکھ کر آپ کا
چہرہ مبارک متغیر ہوگیا، اس میں خاں صاحب کے آدمی عطر اور پان لائے
اور دینے لگے، آپ نے نہ لیا، محمد زمان خاں نے عرض کی کہ ارشاد ہو کہ
اور عطر اور پان منگاؤں، آپ نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں، اس عرصہ میں
مولوی عبدالحق صاحب نے ان لوگوں سے کہا جو اقرار کر کے آپ کو

Marfat.com

لانے تھے کہ تم وہاں سے حضرت کو جو وعدہ کرکے لائے تھے یہاں سب
کاروبار اس کے خلاف پایا یہ تم کو مناسب نہ تھا اور یہ حرکت تم
سے بیجا ہوئی بہتر کچھ دیر میں آپ وہاں سے ناخوش ہوکر اٹھے اور پالکی
میں سوار ہوکر چلے کوئی پچاس ساٹھ قدم جو آپ کو لائے تھے وہ ساتھ
آئے اور عذر کرنے لگے کہ حضرت میرا کچھ قصور اس امر میں نہیں ہے جو کچھ
مجھ سے خاں صاحب نے کہا تھا وہ میں نے حضور عالی میں عرض کیا آپ
نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ اپنے اقامت کو آئے، حاجی عبدالرحیم صاحب
نے مولوی عبدالحق صاحب سے پوچھا کہ بہت جلد حضرت یہاں سے تشریف
لائے، مولوی صاحب ممدوح نے وہاں سے آنے کا تمام ماجرا
تفصیل بیان کیا اور کہا کہ انہوں نے وعدہ خلافی کی اور حضرت کا
اس میں کچھ نقصان نہیں مگر انھیں کے حق میں یہ بات بے مناسب ہوئی
پھر جب مولوی صاحب یہ کلام کرچکے، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ
مولوی صاحب اس امر میں اللہ تعالیٰ خیر کرے، مولوی صاحب نے عرض کی
کہ آپ ان کے واسطے دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ مولانا اس امر میں دعا
میری مستجاب نہ ہوگی، پھر اسی روز بعد مغرب کے یکبارگی شہر میں
ایک شور و غل اٹھا لوگوں کو گمان ہوا کہ کہیں دھاڑہ پڑا یا تباہی

Marfat.com

چلا، پھر کچھ دیر میں حال مفصل معلوم ہوا کہ محمد زماں خاں کرنیل کے
یہاں چھپر میں آگ لگ گئی اور بہت سامان بیاہ کا جل کر خاک ہو گیا
اور بہت اسباب تلف ہو گیا اور آگ بجھانے میں ہزاروں روپوں
کا مال لٹ گیا، حضرت نے سُن کر اس امر میں کچھ نہ فرمایا اور لوگ
آپس میں کہنے لگے کہ سید صاحب کو جو انہوں نے اپنی بدعہدی سے
ناخوش کیا اللہ تعالیٰ نے اسی کی سزا ان کو دی پھر اس کے اگلے دن
منڈرو صاحب کی بی بی نے مرزا عبدالقدوس کے یہاں سے حبس نگا کر
حضرت علیہ الرحمۃ کی دعوت کی، اور ان دونوں صاحبوں کے ساتھ اور
بھی آئے ان میں حضرت کے کئی خلیفہ بھی تھے، چنانچہ ایک خلیفہ رحم علی اور
دوسرے خلیفہ محمد بخش اور تیسرے خلیفہ یاسین خاں صوبہ دار سوا ان کے اور
بھی معزز لوگ تھے اور وہ آدمی محمد زماں خاں کے بھی واسطے عذر و
معذرت کے آئے تھے اور مسجد میں حضرت کے پاس بیٹھے تھے اور محمد زماں
خاں کی طرف عذر کرنے لگے اور کمال خاں اور امن خاں کے لوگ
ان کو الزام دینے لگے کہ تمہارے خاں صاحب کو مناسب نہ تھا کہ حضرت
سے ایسی وعدہ خلافی کی، حضرت نے فرمایا کہ ان کو کچھ نہ کہو حقیقت
میں تو بات یوں ہی ہوئی کہ ایک تو خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کے کام
کر رہے تھے، دوسرے اپنے وعدہ کے خلاف کیا، تو انہوں نے

Marfat.com

اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا عقد کا کام کیا مگر اب کچھ کہنا نہ چاہئے پھر لوگ دعوت کھا کر اپنے اپنے مکانوں کو رخصت ہوگئے، اس کے کئی روز کے بعد محمد زمان خاں کے بیٹے کے جہیز کا اسباب دولہ کے یہاں پہنچایا جاتا تھا تمام اسباب پہنچ چکا تھا کہ قضائے الٰہی سے محمد زمان خاں کے بیٹے مر گئے اور وہاں کانپور میں خلیفہ محمد بخش رفوگر کی دکان کے متصل ایک تانگو والے کی دکان تھی اور وہ غریب آدمی بڑا نمازی تھا کہ وہ دو چار روپے کا اسباب دکان میں رکھتا تھا اور خرچ اُس کے گھر کا زیادہ تھا اور آمدنی کم، ایک روز خلیفہ محمد بخش اس کو حضرت کے پاس لائے اور عرض کی کہ یہ میرا پڑوسی ہے اس کو آپ مرید کریں آپ نے اس کو مرید کیا اور خلیفہ صاحب سے فرمایا کہ یہ تمہارے پڑوسی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کا نام تعلیم کیا کرنا، اُنہوں نے کہا کہ ان کے اہل و عیال بھی اُمیدوار ہیں کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں، آپ نے فرمایا کہ ان کو تم مرید کر لینا، پھر اُنہوں نے عرض کی کہ آپ ان کے واسطے دعا کریں خرچ ان کا زیادہ ہے اور آمدنی کم ہے، حضرت نے ایک روپیہ ان کو دیا اور فرمایا اس کو کبھی خرچ نہ کرنا جب تک یہ تمہارے پاس رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ کبھی محتاج نہ ہوگے، پھر وہ تو اپنے مکان کو گئے، وہیں خلیفہ

Marfat.com

محمد بخش کے حقیقی بھائی حسین بخش بھی حاضر تھے اور وہ بھی نہایت محتاج اور مفلس تھے، مرزا عبید القدوس نے ان کے لئے بھی حضرت سے عرض کی آپ نے ایک روپیہ ان کو بھی عنایت فرمایا اور کہہ دیا اس کو خرچ نہ کرنا اور ان کا نام بھی آپ نے بدل کر محمد حسین رکھا پھر یہی نام اُن کا مشہور رہا اور تکملہ اس حکایت کا یہ ہے کہ جب حضرت کانپور سے تکیہ شریفہ کو گئے اور چند روز میں سفر حج کا کیا اور وہاں سے حج کر کے الخیر آئے اور مجکو واسطے لینے ایک گھوڑے کے ملک پنجاب کو روانہ کیا جب میں کانپور میں پہنچا اور اپنے گروہ کے لوگوں سے ملا ان کی زبانی معلوم ہوا کہ جس دن سے سید صاحب زماں خاں کرنیل کے مکان سے ناخوش کر اٹھ گئے تھے تب سے ان کی تباہی اور خرابی ہوتی ہے، تمام مال و اسباب اور گاؤں وغیرہ نیلام ہو گئے چنانچہ پچاس ہزار روپے کے گاؤں نیلام ہو گئے، فقیر محمد خاں رسالدار نے لئے اسی طور باقی اور لوگوں نے لئے اور اب کچھ حالت امیری کی باقی نہیں ہے، اور اس تماکو والے کو جو میں نے دیکھا تو بہت خوشحال یا یا صد ہا روپے کا آدمی ہو گیا بڑی بڑی دیگیں تلے اور بڑی دکان میں دھری تھیں اور صد ہا روپے کی تماکو، میں نے پوچھا کہو میاں صاحب اب کیا طور ہے، اُنہوں نے کہا کہ یہ سب

Marfat.com

حضرت کے روپیہ کی برکت کا طفیل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے
سب کچھ مجکو دیا ہے، اور اسی طرح خلیفہ محمد بخش صاحب کے بھائی کا حال دیکھا
کہ دکان پر کاؤ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور دس بارہ کاریگران کے نوکر دوسالوں
وغیرہ میں رفو کر رہے تھے، اور وہاں جس جس مسجدوں میں گنتی کے لوگ نماز پڑھتے
تھے ان میں بکثرت بڑی بھاری جماعتیں ہونے لگیں اور کتنی مسجدیں نئی بن گئیں
اور صدہا لوگوں نے تعزیہ داری چھوڑ دی اور پکے مسلمان موحد ہو گئے
اور جس جس صاحبوں کے لئے حضرت علیہ الرحمۃ نے دعا کی تھی ان سب کو نہایت
خوشحالی اور تنگی و افلاس سے فارغ البال دیکھا **حکایت** جب
حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کانپور سے تکیہ شریف کو چلے اس وقت مرزا
عبدالقدوس نے اپنے ایک لیپالک لڑکے کو کہ عبدالواحد نام تھا ایک
ٹٹو پر سوار کر کے آپ کے ساتھ کر دیا کہ یہاں یہ لڑکوں میں آوارہ،
ہو جاویگا اور وہاں آپ کی صحبت میں رہیگا تو دین اسلام سے خبردار
ہو جاویگا، اور وہاں کانپور میں حضرت کے ہمراہ قاضی حمایت اللہ منجھاولی
کے بڑے بھائی بھی تھے وہ کانپور سے آپ کو منجھاون کو اس روز لے
گئے، اور کانپور سے خلیفہ رحم علی صاحب نے حضرت نے ان کو واسطے
تعلیم خلائق کے موقع ارشاد میں خلیفہ کیا تھا اور کئی آدمی اور بھی آپ

Marfat.com

کے ہمراہ رکاب ہوئے اور اس دن کندہ مہار کا میتہ پرس رہا تھا پھر
آپ جاکر قاضی صاحب کے مکان میں اُترے، قاضی صاحب نے دعوت کی
اور رات کو آپ وہیں رہے اور مسجد لیتی پار تھی، صبح کو آپ واسطے نماز
کے وہیں گئے اور بعد فراغ نماز کے حلقہ میں بیٹھے جب فارغ ہوئے مولوی
قاسم پانی پتی سے فرمایا کہ اس وقت جو لوگ حلقہ میں حاضر ہیں ان سب کے
نام کاغذ میں لکھ لو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے سب کو بخش دیا ہے
بشارت سُن کر اُنہوں نے سب کے نام لکھ لئے اور اُس وقت حضرت
محکو مکان پر چھوڑ گئے تھے وہ کاغذ مولوی قاسم نے لاکر میرے سامنے
پڑھا اور حال اُس کا بیان کیا اور مجھ سے ہنس کر کہا کہ تم یہاں رہ گئے
اگر وہاں ہوتے تم بھی اس بشارت مغفرت میں شریک ہوتے، یہ سُن کر محکو
بڑا افسوس ہوا، جب حضرت وہاں سے تشریف لائے تب میں نے اپنی محرومی
کا حال حضرت سے عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ تم کو تو ہم نے یہاں چھوڑا
تھا اس بشارت میں تم بھی شامل ہو بلکہ تم نے جس کو اپنے پاس سے ہمارے
کام کو رکھ لیا ہو وہ بھی شامل ہے اور میرا نام بھی اسی فرد میں لکھوا دیا
اس امر میں کسی کسی نے اور بھی کہا کہ ہم بھی تو آپ کے ہمراہ ہیں، آپ
نے فرمایا اس میں میرا اختیار نہیں، پھر قاضی صاحب ممدوح حضرت کو

Marfat.com

کو اپنے زنانے مکان میں لے گئے اور اپنی عورتوں کو مرید کرایا اور جب آپ باہر آئے اُس وقت بستی کے بہت سے مزدوروں نے بیعت کی پھر قاضی صاحب موصوف کو اپنی خلافت دی اور اُن کے لئے دعا کی اور ایک روپیہ برکت کا عنایت فرمایا' اور قاضی صاحب بڑے خوش خلاق اور عالی ہمت اور مہمان نواز تھے اور اسی سبب سے قرضدار بھی رہتے تھے قاضی صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ یہاں مخنثوں کا ایک طائفہ رہتا ہے میں ان کو اکثر وعظ و نصیحت کیا کرتا ہوں' اس لئے کہ یہ ایسا ناچیا گانا چھوڑ کر اور حلال محنت مزدوری کیا کریں مگر وہ قابو میں نہیں آتے اور ان میں بارہ تیرہ برس کا ایک لڑکا عبداللہ اسم اللہ نام مجھ سے بہت محبت رکھتا ہے اور اس کی نیت توبہ کرنے کی ہے مگر اُس کے اور لوگ اس امر میں حارج ہیں آپ دعا کریں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نصیب کرے اور اس وقت اس کو بلا بھی لیا اور حضرت سے ملاقات کرائی' آپ نے اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور قاضی صاحب سے رخصت ہو کر چلنے لگے' انہوں نے عرض کی کہ آپ نے اس لڑکے امر میں کچھ ارشاد نہ کیا' آپ نے فرمایا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اس کا نام اہل ہدایت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں

Marfat.com

لکھا ہے، یہ بشارت فیض اشارت سن کر سن کر قاضی صاحب بہت
خوش ہوئے اور کچھ نہ بولے، تکملہ اس قصہ کا یہ ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ جب
بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے اور حج کر کے مع الخیر تکیہ شریفہ پر تشریف
شریف لائے، اس وقت قاضی صاحب موصوف عبید اللہ بسم اللہ کو ہمراہ لیکر آپ
کی ملاقات کو آئے، بعد کئی روز کئی بچڑے دوڑے آئے اور حضرت کے
پاس فریاد کی کہ ہمارا لڑکا قاضی صاحب کے ساتھ چلا آیا ہے سو ہم کو
ملجا دے، آپ نے قاضی صاحب سے ملا کر فرمایا کہ یہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں وہ
لڑکا آپ کے ساتھ کیوں آیا ہے، انہوں نے کہا وہ لڑکا تو اکثر اوقات
میرے ساتھ رہا کرتا ہے میں نے دین اسلام اس کو تعلیم کیا ہے، آپ نے
ان لوگوں سے کہا کہ اس کو راضی کرو اگر تمہارے ساتھ جاوے لیجاؤ پھر
وہ اس کو سمجھانے لگے، اس نے کسی طور نہ مانا، پھر وہ سب بریلی کے بچڑوں
کے پاس گئے اور اپنا ماجرا بیان کیا اور کہا اس کی کوئی تدبیر بتاؤ کہ وہ
ہم کو ملے، جوان بچڑوں کا سردار تھا اس نے کہا کہ جن دنوں سید صاحب
یہ سید صاحب لکھنؤ سے آئے تھے وہاں سے ہماری برادری والوں نے ہم کو
خط لکھا تھا کہ تمہارے یہاں کے سید صاحب ہمارے طائفہ کے چار
آدمی پھسلا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں سو کسی طور سے ان کو ہمارے

Marfat.com

پالن بھیجو، میں اپنے دیدار بخش کو ساتھ لے کر تکیہ پر سید صاحب کے پاس
گیا اور ان چاروں کا حال پوچھا، آپ نے کہا کہ وہ تو چاروں آدمی یقر محمد
خاں رسالدار کے مکان پر ہیں وہاں جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ اگر مانیں تو ان کو
اپنے لوگوں میں پہنچا دو، سو ان کو تو وہاں جاکر کون سمجھاتا، ہمارے
دیدار بخش کو بھی اُنہوں نے ہم سے جدا کرالیا، حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے اس
لڑکے سے ہاتھ اُٹھاؤ اور جلد چلے جاؤ نہیں تو کسی اور کو تم میں سے دل
پھیر کر تم میں سے جدا کر لینگے، یہ بات سن کر چپکے سے اُنہوں نے اپنا رستہ
لیا، پھر عبداللہ بسم اللہ حضرت علیہ الرحمت کے ساتھ رہا، یہاں تک
کہ جب آپ ہجرت کر کے ہندوستان سے واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے
ولایت افغانستان کے نوشہرہ میں تشریف لے گئے اور وہاں سے پہلا
چھاپہ اکوڑی میں پہنچا، عبداللہ بسم اللہ کے پاس کوئی سلاح نہ تھا جو محمد جان
کتنی کے ہیں اُنہوں نے اپنی بہت عمدہ ایک برچھی دی اس برچھی سے
اس چھاپے میں عبداللہ بسم اللہ نے پانچ یا چھ سکھوں کو مار کر سلامت
سب غازیوں کے ساتھ نوشہرہ میں حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت
بابرکت میں آکر حاضر ہوا اور جبتک سید وہیں بھی شریک تھا، پھر
جب حضرت علیہ الرحمت پنجتار کو گئے اور بعد چند روز کے اکثر مجاہدین

Marfat.com

ہمارے بیمار ہو گئے اسی بیماری میں عبداللہ نسیم اللہ فوت ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون" پھر پنجتارہ سے حضرت کو حج کر کے کوڑی میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک یا دو مقام کئے، بہت شرفا اور غربا نے اس بستی کے بیعت کی، اور وہیں کوڑی میں شب اول کو قریب آدھی کے میں اور حاجی عظیم ولایتی دونوں پہرے پر بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ دو آدمی چلے آتے ہیں، میں نے کہا کون ہے انہوں نے میری آواز پہچان کر کہا السلام علیکم میں نے کہا وعلیکم السلام اور جانا کہ شیخ ولی محمد اور شیخ عبدالحکیم بھلتی ہیں، حضرت علیہ الرحمت سوتے تھے اس آواز سے جاگ پڑے اور پوچھا کون ہے، میں نے عرض کی کہ شیخ ولی محمد اور شیخ عبدالحکیم ہیں پھر ان دونوں صاحبوں نے حضرت سے سلام علیک کر کے مصافحہ کیا آپ نے پوچھا کہ تم دو ہی صاحب آئے ہو یا اور بھی کوئی ہے انہوں نے کہا اس وقت تو ہم ہی دو ہیں ہم مولانا عبدالحئی صاحب کے قافلہ کے ساتھ ناؤ پر آئے تھے، جب ناؤ کا بتور کے گھاٹ پر لگی وہاں کے لوگوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ سید صاحب آئے تھے سو تشریف لے گئے ہم لوگوں نے بیعت تو کر لی اور کچھ آپ نے فرمایا وہ سنا اب آپ دو چار روز رہیں اور وعظ فرماویں، پھر مولانا صاحب نے فرمایا

Marfat.com

آدمیوں سے وہاں ٹھہر گئے، ہم دو تو یہاں آپ کے پاس آئے پیر
وہاں سے جہان آباد قریب تھا وہاں گئے وہاں بھی بہت لوگوں نے
بیعت کی، پیر اگلے روز وہاں سے چل کر موضع کچھوے میں رہے، پیر اگلے
دن وہاں سے فتحپور کو گئے وہاں پیر اناجیتہ ایک مکان وسیع بڑا
تھا اس میں شام کو جا کر اُترے، پیر ہم لوگ کارواں سرائے کھچڑی
پکوا لئے وہی سب نے کھائی، وہاں رات کو شکرانہ آپ نے کئی بار بھی فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل کے روز مولانا عبدالحئی صاحب کشتی پر ہم سے ملاقات
کرینگے اور اس وقت تک مولانا صاحب کا کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ کہاں پر
ہیں، پیر اگلے روز فتحپور سے روانہ ہوئے گنگا پر جا پہنچے اور ناؤ پر سوار
ہو کر اس پار کو چلے، اس عرصہ میں یکایک مولانا صاحب ممدوح کی
ناؤ نمودار ہوئی، بیچ دھار میں دونوں ناویں مل گئیں وہیں ملاقات
ہوئی پھر دونو ناویں دلمؤ کے گھاٹ پر جا لگیں سب لوگ اتر کر
اس پار گئے وہاں ایک رئیس عبدالصمد نام رہتے تھے ان کی مسجد میں
حضرت اُترے اور کھانا پکانے کی تدبیر کرنے لگے، اس میں عبدالصمد نے
آکر عرض کی کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے، آپ کھانا نہ پکاویں
پھر دال چاول اُنہوں نے پکوائے گھر کھانا تھوڑا اور آدمی

Marfat.com

بہت تھے، انہوں نے آپ سے عرض کی کہ میرے یہاں کھانے کے برتنوں کی قلت ہے، پہلے آپ آدھے لوگوں کو کھلا دیں یا باقی لوگوں کو انھیں برتنوں میں پکا کر پھر کھلا دینگے، آپ نے فرمایا کہ یہ جو کھانا پکا ہوا تیار رہے یہ ہم کو حوالہ کر دو ہم لوگوں کو تقسیم کر دیں پھر جو کمی پڑیگی ہم تم سے کہہ دینگے، اُنہوں نے کئی بار انکار کی، آپ نے فرمایا آخر کو اُنھوں نے وہ کھانا اور رکابیاں آپ کے پاس لائے، آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ رکابیوں میں چاول نکال کر اُنھیں پر تھوڑی تھوڑی دال بھی دے دو اور ایک ایک رکابی سر اسم سب کو تقسیم کر دو پھر ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا اس کھانے میں جتنے لوگ تھے سب کھا کر آسودہ ہو گئے اور کچھ کھانا بچ رہا، عبدالصمد آکر عذر کرنے لگے کہ کھانا تھوڑا تھا آپ کے لوگ بھوکے رہے، آپ نے فرمایا کہ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا بھوکا کوئی نہیں رہا اگر آپ کو شک ہو تو لوگوں سے پوچھ کر دریافت کر لیں اُنہوں نے کہا پوچھنے کی کیا حاجت آپ کی دعا سے سب لوگ آسودہ ہو گئے اور کھانا تو ظاہر تھوڑا سا تھا پھر آپ عبدالصمد سے بہت خوش ہوئے کہ تم نے ہم لوگوں کی بہت خدمت کی اور ہم تمہارے لئے دعا کرینگے اور ایک روپیہ برکت کا آپ نے ان کو عنایت کیا اور کہہ دیا کہ اس کو کبھی خرچ نہ کرنا اللہ تعالیٰ اس میں برکت کریگا پھر

Marfat.com

اگلے دن آپ وہاں سے روانہ ہوئے، قبل نماز ظہر کے تکیہ پر پہونچے
تمام ہوئے حالات سفر کانپور کے، جب حضرت علیہ الرحمت کانپور سے
سے تشریف لائے اور آپ کے ساتھ مولانا عبدالحئی صاحب بھی ساتھ اپنے
قافلہ کے آئے، یہ حال دیکھکر حضرت کے عزیز واقربا اور مریدو غیرہ
آپس میں باتیں کرنے لگے کہ سید صاحب جو کہتے تھے کہ ہم بیت اللہ
کو واسطے حج کے جاوینگے سو یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے، کیونکہ مولانا
عبدالحئی صاحب اتنے لوگوں سے ارادہ کرکے آئے ہیں پھر ایک روز
حضرت نے مولانا عبدالحئی صاحب سے پوچھا کہ آپ تو اپنا قافلہ لے کر گئے
اور بھی کسی کے آنے کا حال آپ کو معلوم ہے کہ وہ کب آوینگے، مولانا
صاحب نے عرض کی کہ آنے والے تو بہت لوگ تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ
آپ کے ساتھ ہم بھی چلیں گے، میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جبتک میں
کوچ نہ کرونگا یہ لوگ اسی طرح لیت ولعل میں رہینگے اور جلد اپنے گھروں
سے باہر نہ نکلیں گے پھر میں کوچ کرکے اتنے لوگوں سے چل کھڑا ہوا سو
انشاء اللہ تعالیٰ یقین ہے کہ اب وہ بھی چلے ہونگے یا اب چلیں مگر
آویں گے ضرور، آپ نے فرمایا کہ اب مولانا صاحب آپ جلد اسی
طرف جا بجا لوگوں کو خط لکھکر اطلاع کریں کہ جن صاحبوں کو

Marfat.com

کو ہمارے قافلہ کے ساتھ چلنا منظور ہو وہ جلد آجاویں اور جو آنے
میں دیر کرینگے تو ہم یہاں سے کوچ کر کے چلدیو نینگے پھر پیچھے سے جن
کو آنا ہوگا چلے آوینگے، جہاں کہیں ملینگے وہاں سے ہمارے قافلہ کے شامل
ہو جاویں گے مگر انھیں شرطوں کے ساتھ جو اول خط میں ہم نے لکھی ہیں
اس میں لوگ جو آدمی ایک سے ہزاروں تک سب کو ہم لے چلیں گے اور جن کو
وہ شرائط منظور نہوں وہ ہرگز نہ آویں، پھر مولانا صاحب ممدوح
ایسے مضمون واحد کے بہت سے خط اپنے وطن کے اطراف اور نواح وغیرہ
کے لوگوں کو لکھے اور جان محمد تنج لاسی والے کو وہ خطوط دے کر روانہ
کیا اور ادھر حضرت علیہ الرحمت اپنی برادری والوں کو ان کے مکانوں میں جا
جا کر دعوت حج کرنے لگے کہ تم بھی ہمارے ساتھ بیت اللہ شریف کے چلنے
کی تیاری کرو، وہ لوگ تو اول ہی سے آپ کے حج کے جانے کا ارادہ سن کر
آپس میں قیل وقال کرتے تھے اور ہنستے تھے، جب حضرت اس امر کی ترغیب دینے
لگے کہ ہمارے ہمراہ تم بھی چلو تو وہ بالمشافہہ کہنے لگے کہ جو لوگ ہندوستان
مالدار اور صاحب مقدور ہیں ادا کرنا حج ان پر فرض ہے، بعضے علماء
انمیں پر حج فرض ہونے میں اختلاف کرتے ہیں کہ جسے واسطے ادائے حج
کے زاد راہلہ شرط ہے ایسے ہی امن راہ بھی شرط ہے، سو امن کا یہ حال
ہے کہ بے سواری جہاز کے وہاں جانا محال ہے اور دریا میں خوف تلف جان
اور مال دونوں کا مقصور ہے، اس لئے اہل ہند پر ادائے حج فرض نہیں ہے،

Marfat.com

اگرچہ کیسا ہی زردار ہو اور آپ کے پاس تو ایک روز کا بھی خرچ موجود نہیں ہے، باوجود اس بے سروسامانی کے جو آپ خطوط بھیج بھیج کر دور دور سے لوگوں کو واسطے سفر حج کے بلاتے ہیں اور ہم سے بھی فرماتے ہیں، شاید کہ اپنے ساتھ ان کو بھی خراب اور حیران کرینگے اور ہم تو تمہارے ساتھ نہ جاویں گے اگر تم جاتے ہو تو ہماری بہنوں، بھاجوں وغیرہ کو اپنے ساتھ لے جا کر نہ تباہ کرو۔ آپ اُن سے کہتے تھے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اور تم ساتھ ہی ہونگے۔ رستے میں چل کر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو کس طرح اپنی قدرت اور عنایت سے کھانا پینا پہنچاتا ہے اور اپنی طرح طرح کی نعمتوں سے پرورش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے یہ یقین کامل ہے کہ ہم سب اپنے عاجز و محتاج بندوں کو یہاں سے حرمین شریفین کو بآرام تمام پہونچا دے گا اور پھر وہاں سے خیر و عافیت کے ساتھ یہاں لا دیگا اور اسی طرح کے کمالات ہدایت آیات کر کے ان صاحبوں کو دو یا پونے دو مہینے تک سمجھایا کئے مگر اُن لوگوں کو آپ کا فرمانا کچھ خیال میں نہ آتا تھا وہ اپنی وہی اول التقریر کرتے تھے کہ آپ کے پاس تو ایک ٹکا بھی نہیں ہے بیت اللہ شریف کو کیونکر جاوینگے اور اس گفتگو اور انکار میں آپ کے عزیز و اقربا یکیہ والے اور قلعہ والے اور بغیر آباد اور جائس والے اور پٹھان بریلی اور جہان آباد والے سب شریک تھے کوئی مخفیہ اور کوئی علانیہ مگر سید محمد یعقوب صاحب

Marfat.com

اور اُن کی والدۂ ماجدہ اور مولوی سید محمد علی صاحب اور سید عبدالرحمٰن صاحب یہ چاروں ساتھ اہل وعیال اور والدہ شریفہ آپ کی اور سید محمد صاحب کی خوشدامن صاحبہ جو حضرت علیہ الرحمت کی خالہ تھیں اور سید مولوی ظاہر صاحب اور سید محمد عمر صاحب امیر آبادی اور میاں محمد قائم صاحب جائسی جو حضرت علیہ الرحمۃ کے ہم زلف تھے یہ سب صاحب اول روز سے واسطے ہمراہی اور ہمرکابی آپ کے مستعد اور تیار تھے اور پانی سب برادری کے لوگ منحرف تھے' اسی عرصہ میں مولانا محمد اسماعیل صاحب علیہ الرحمۃ کا خط حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اس کے مندرجہ مضمون ہدایت مشحون کا یہ تھا کہ یہاں ہمارے ہمراہ حکیم مغیث الدین صاحب اور مولوی وجیہ الدین صاحب وغیرہ سہارنپور کے اور مولوی وحید الدین اور حافظ قطب الدین وغیرہ قصبہ پیلت کے اور اُن میں اکثر صاحب مع اہل وعیال عورت ومرد وغیرہ ملاکر قریب ڈھائی سو آدمیوں کے ہیں' اور ہم سب گڈوہ مکیٹسر کے گھاٹ سے کشتیوں پر سوار ہوکر روانہ ہو چکے ہیں فقط یہ خط مسرت نمط حضرت علیہ الرحمۃ نے پڑھا اور اس کی صبح کو اپنا تمام اسباب سفر کا آدمیوں کو روانہ کرنے لگے اور سب اپنی برادری کے لوگوں کو بلاکر فرمایا کہ ہم تمکو صاحبوں کو اتنے روزوں سے سمجھاتے رہے کہ ہمارے ساتھ اس سفر باظفر میں تم بھی شریک ہو کسی صاحب کے خیال شریف میں نہ آیا اور اب یہ اخیر سمجھانا ہے کہ تم سب محض اللہ تعالیٰ کی قدرت

Marfat.com

کاملہ پر توکل اور اعتماد کر کے اپنا اپنا اسباب سفر مالاؤ کہ دلمؤ کو روانہ
اور اس امر میں اپنی رائے ناقص کو دخل نہ دو اور ہمارے ساتھ سو ابھوں
نے جواب دیا کہ ہمارا اسباب تو نہیں آسکتا اور نہ ہم آپ کے ساتھ جا سکتے
ہیں اور نہ آپ کو منع کر سکتے ہیں خیر ہم نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا
اب آپ تشریف لے جاویں یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا کہ جب سے میں
سفر دہلی سے آیا ہوں کچھ کم ڈیڑھ برس کا عرصہ گذرا ہے تب سے ہمیا تم
سب صاحبوں کی خیر خواہی دنیا و آخرت کی بوجھ کر اکثر اوقات بطور
نصیحت کے کہتا رہا اور تم صاحبوں کے خیال شریف میں نہ آیا اور ان
دنوں واسطے سفر حج کے طرح طرح سے سمجھا کر کہتا رہا اور اس کو بھی
تم نے افسانہ سمجھ کر باتوں میں اڑا دیا اور انکار کیا مجھ پر جو حق قرابت
اور برادری اور اسلام کا تھا وہ میں نے حتی الامکان ادا کیا اور اسی طور
تمہارے جو بھائی مسلمان کہ بریلی اور جہان آباد اور نصیر آباد اور جائس
وغیرہ کے ہیں بہ نسبت دور والوں کے ان کا حق مجھ پر زیادہ ہے
جہاں تک ہو سکا ان کو بھی میں نے وعظ اور نصیحت سے سمجھایا اس میں
منجنوں نے مانا اور نہ مانا نہ مانا مگر میں نے ان کا جو حق مجھ پر تھا ادا کیا
اور سبب تم صاحبوں کے نہ ماننے کا تمہاری ہی گفتگو سے دریافت
ہوا کہ تمہارے ذہنوں میں یہ ہے کہ یہ ایک مفلس بے سروسامان

Marfat.com

محتاج نان ہے، چند لوگ مفلس و محتاج اپنے پاس جمع کر رکھے ہیں ہم
اس کے ہمراہ کیوں جاویں اور مفت کا رنج اُٹھاویں سو بات حقیقت
میں یوں ہے کہ جو لوگ غربا و مساکین و محتاج میرے ہمراہ ہیں اور
اُنہوں نے ساتھ اخلاص کے فی سبیل اللہ کمر ہمت کی میرے ہمراہ باندھی
ہے ان کے واسطے اس رزاق مطلق اور قادر برحق نے مجھ سے وعدہ کیا
کہ اس سفر باظفر میں تیرے ہمراہ ایک سے ہزاروں تک جتنے ہوں گے
تجھ سے کچھ سروکار نہیں وہ سب میرے مہمان ہیں اُن میں جن کی اسی سفر
میں موت ہے وہ مرینگے اور باقی سب کو بامراد ان کے گھر پہنچاؤں گا، سو
جب تک میں اس بریلی کے علاقہ میں ہوں تب ہی تک ان سب پر تنگی و
افلاس ہے انشاء اللہ جس وقت میں ان کو ساتھ لے کر اس علاقہ سے باہر
ہوا تب ان کا حال دیکھنے والے دیکھینگے کہ پروردگار عالم بے شان و گمان
اپنے بندوں کے ہاتھوں کیونکر پہنچاتا ہے اور خدمت کراتا ہے اور جو میں نے
لوگوں کو خطوں میں لکھ کر بھیجا تھا کہ ہمارے پاس نہ کچھ مال ہے نہ خزانہ
صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل اور اعتماد کر کے واسطے ادائے حج
کے کمر باندھی ہے اور جہاں کہیں کہ خرچ راہ ضروری ہوگا وہاں
ٹھہر کر محنت مزدوری کرنے کی پھر جب خرچ جمع ہوگا تب

Marfat.com

وہاں سے آگے چلیں گے اس میں بڑی بڑی مصلحتیں ہیں برخلاف توکل کے
نہیں ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھکو معلوم ہے کہ جب ہم لوگ یہاں
سے بیت اللہ شریف کو جاوینگے تب پیچھے سے مخالف لوگ موافق لوگوں کے
رنجیدہ کرنے کی طرح طرح خبریں اڑا دینگے، کوئی کہینگے جہاز بیٹھ
ہو گیا اس میں ڈوب گئے کوئی کہینگے ہوائے مخالف خدا جانے ان کے جہاز
کو کہاں لے گئی کوئی کہینگے ان کو فرنگی پکڑ لے گئے کوئی کہینگے کہ عرب
میں ترکوں نے مار ڈالا سو ان باتوں پر تم یقین نہ کرنا انشاء اللہ
تعالیٰ یہ کچھ نہ ہوگا جس طرح اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو ساتھ خیر کے لیجاویگا
اُسی طرح بعافیت تمام پھیر لاویگا بلکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان غریب لوگوں
کو ایسا خوشحال صاحب مال کر کے لاویگا کہ لوگ دیکھ کر تعجب کرینگے
کہ یہ وہی محتاج لوگ ہیں یا اور کوئی اور ہیں اور از روئے حسرت کے کہینگے
کہ ہمارا افسوس کیا بسامت ڈانگیر تھی جو ہم نہ گئے' اس تمام گفتگو کے
بعد سلام علیکم کر کے آپ اُن سے جدا ہوئے' پھر جس روز آپ کو حج
کرنیکا اس کے ایک دن پیشتر بعد نماز عصر کے کہ اس وقت آپ مسجد کے
اندر تشریف رکھتے تھے سید محمد جامع صاحب نے اپنے آدمی کی زبانی
کہلا بھیجا کہ آپ ایک لحظہ فرش مسجد کے شرقی یا شمالی کونے پر

Marfat.com

آدمی وہیں میں بھی آتا ہوں مجھ کو آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں یہ
پیام سُن کر وہیں تشریف لے گئے اور ادھر سے سید محمد جامع صاحب
تشریف لائے اور بڑے جسیم اور تنومند و فربہ تھے آپ نے ان کا ہاتھ
پکڑ کر مسجد کے چبوترے پر اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کیا ارشاد ہے
اُنہوں نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مجھ پر عنایت ہوئی میں آپ کے
دست مبارک پر بیعت کرنے آیا ہوں سچ بات تو یوں ہے کہ جب آپ دہلی
سے تشریف لائے ہیں آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں
کو فضل الٰہی سے ہدایت اس ملک میں ہوئی، ہم نے سنا بھی اور بچشم خود دیکھا
بھی اور آپ کے طریقہ حق میں کچھ شک و شبہ نہ تھا مگر آج تک ہم بھی اپنے
نفس و شیطان کی شامت اور شرارت سے محروم اور بے نصیب رہے کہ
آپ کے فیض سے بہرہ مند ہوتے سو آگے جو قصور ہم سے ہوا سو ہوا اُس
سے ہماری توبہ ہے اور اب ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ہمارا کہا
سنا آپ معاف کریں، یہ بات سُن کر آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا
کہ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان ملعون کو پشیمان کیا اور آپ کو توفیق
خیر عطا فرمائی اور اس وقت چاروں طرف ان کے گرد بیکثرت لوگوں
کا ازدحام تھا اور اس بات سے سب کو کمال خوشی ہوئی پھر

Marfat.com

پھر آپ نے اُن سے بیعت لی اور ان کے واسطے دعا کی اُس وقت
آپ کی دعا کا یہ اثر تھا کہ اس مجمع میں کم لوگ ایسے ہونگے کہ اُن کی
آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوئے پھر سید محمد جامع صاحب وہاں سے
اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور حضرت وہیں مسجد میں رہے پھر اسی دن
بعد نماز مغرب کے سید محمد ظاہر صاحب اپنے والد سید غلام جیلانی صاحب
کو سید محمد جامع صاحب کے منجھلے بھائی بھی واسطے بیعت کرانے کے لائے
حضرت نے ان کو بھی بڑی تعظیم اور توقیر سے اپنے پاس بٹھایا اور سبب
تشریف لانے کا پوچھا، اُنہوں نے بھی سید محمد جامع صاحب کی طرح
اپنا قصور اور عذر بیان کیا، پھر آپ نے اُن سے بھی بیعت لی اور اُن کے لئے
بھی دعا کی، پھر اس کی صبح کو آپ کوچ کی تیاری کرنے لگے اور اپنے دولتخانہ
میں تشریف لے گئے اُس وقت بے شمار لوگوں کا انبوہ تھا، حضرت
کے ہمراہ جانے والے بھی لوگ تھے اور رخصت کرنے والے بھی تھے، پھر آپ
مکان سے باہر تشریف لائے اور مستحق لوگوں کو اپنے دست مبارک
سے روپے بانٹتے ہوئے نائی، دھوبی، بھنگی، فقیر مسکین وغیرہ جو
حقدار جس لائق تھے سب کو روپے دے کر بخوبی راضی کیا جب
اس سے فارغ ہوئے تب لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور سٹی نوری

Marfat.com

اتر کر کچھ دیر آموں کے باغ میں جو کنارے ندی کے تھا ٹھہرے اُس وقت
سید معصوم احمد صاحب کہ سید محمد جامع صاحب کے چھوٹے بھائی اور
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے بہنوئی تھے سید محمد یعقوب صاحب سلمہ
اللہ تعالیٰ نے کہا کہ چھوٹے صاحب آپ کے دونوں بھائیوں نے حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کر لی فقط آپ ہی رہے جاتے ہیں اور حضرت حج کو
جاتے ہیں دیکھا چاہیے کب اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے یہاں لاوے مناسب
یہی ہے کہ آپ بھی چل کر بیعت کر لیں وہ کچھ نیم راضی ہوئے اور کہا کہ
ابھی میرے ساتھ چلو اور اُن کو لے کر ندی کے پار باغ میں
حضرت کے پاس لے گئے اور بیعت کرائی اور سوا ان کے بہت تحفوں نے وہاں
بیعت کی پھر حضرت وہاں سے روانہ ہوئے کوئی آدھ کوس کے فاصلہ
پر ایک اور آموں کا باغ تھا وہاں جا کر ٹھہرے کہ پیچھے کے لوگ بھی
آ جاویں اس باغ میں بھی بے شمار آدمیوں نے بیعت کی پھر اس وقت
آپ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے کہ آپ کے خانساماں تھے پوچھا کہ
کچھ خرچ تمہارے پاس ہوگا اُنہوں نے عرض کی کہ سات روپے ہیں
آپ نے فرمایا کہ اتنے دلیوں سے تو ایک روز کا بھی خرچ پورا نہ
پڑیگا اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے یہ بھی سات روپے محتاج لوگوں کو
حوالہ کر دو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا خزانہ معمور ہے اور اس کے یہاں

Marfat.com

کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ آپ ہم عاجز و محتاج بندوں کی پرورش
کر لیگا' مولوی صاحب ممدوح نے وہ ساتوں روپیے ایک شخص کو حوالہ
کئے اور کہا کہ ان کو خرد و کر کے تم سب آپس میں برابر بانٹ لینا' اور
کئی دلموؤ کے بھی وہاں حاضر تھے اور آپ کے کوچ کی خبر لینے کو آئے تھے کہ جو
آپ یہاں سے روانہ ہوں تو وہاں چل کر ہم دعوت کی تیاری کریں اور حضرت
سے عرض کی ہم نے اپنے یہاں کھانا تیار کر رکھا ہے اور پانی کھڑے اور فرش وغیرہ
سب اس میں جمع کر دیئے ہیں کہ آپ کے ساتھ کی عورتیں یہاں سے جو
جاویں سو وہیں اتریں' آپ نے فرمایا کہ یہ کام تم نے خوب کیا مگر کھانا
ہم لوگوں کے واسطے تب پکانا کہ جب ہم یہاں سے چل کر وہاں داخل
ہوں اور تم کو اجازت دیں اور جو اسباب ہم لوگوں کا یہاں سے جاوے اس
کو محافظت سے وہیں رکھو اور اُن کو وہیں رخصت فرمایا پھر اور لوگوں کو
اُسی باغ میں رخصت کرنے لگے اور سید عبدالرحمٰن صاحب کو اور مجھکو واسطے
باقی اسباب اور زنانی سواریاں روانہ کرنے تکیہ شریفہ پر بھیجا اور آپ
تمام لوگوں سے دلمؤ کو روانہ ہوئے پھر میں تکیہ پر آیا اور باقی اسباب اور
زنانی سواریوں کو روانہ کیلئے انکا پھر کئی روز کے بعد ایک دن آگے زنانی
کے ساتھ سید عبدالرحمٰن صاحب وہاں سے دلمؤ کو روانہ ہوئے اور مجھ
اسباب اور تین یا چار زنانی سواریوں کے لئے میں رہ گیا اور سید

Marfat.com

محمد احسن محدث دیب کی والدہ شریفہ کو حضرت اپنے مکان پر چھوڑ گئے تھے
اور وہ آپ کی سوتیلی نانی بھتیں، حضرت کے مکان تنبیہ کی کنجیاں جو میرے
پاس تھیں میں نے اُن کے حوالہ کردیں اور باقی اسباب اور زنانی سواریوں
کے ساتھ سید عبدالرحمٰن صاحب کے ایک دن پیچھے میں بھی دلمؤ کو روانہ ہوا
اور وہاں جاکر قافلہ میں شامل ہوا اُس وقت حضرت اپنے زنانے مکان میں
تھے، میں نے میاں عبداللہ کے پاس جاکر پوچھا کہ کہو بھائی صاحب کھانے
پینے کا جس دن سے آئے ہو کیا طور ہے، اُنہوں نے کہا الحمدللہ دونوں وقت
پکا پکایا تیار کھانا اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے کھلاتا ہے جس دن تم کو
حضرت نے ادھر تکیہ روانہ کیا اور آپ ادھر روانہ ہوئے، جب دلمؤ قریب
دو کوس کے رہا ایک آموں کے باغ میں کچھ دیر حضرت ٹھہرے، یہاں سے
دو سوار حضرت کے پاس گئے اور وہ دونوں سگے بھائی تھے اور وہ دونوں
آپس میں جھگڑتے ہوئے آئے تھے، بڑا بھائی کہتا تھا کہ میں پہلے دعوت حضرت
کی کرونگا اور چھوٹا بھائی کہتا تھا کہ میں پہلے دعوت کرونگا اور اس کا
تصفیہ حضرت سے چاہا، آپ نے دونوں کو سمجھا کر راضی کیا اور چھوٹے بھائی
سے کہا کہ یہ تمہارے بڑے بھائی ہیں ان کا حق تم پر ہے جو یہ کہتے ہیں
وہی سہی، پہلے یہ دعوت کریں پھر دوسرے دن تم کرنا خدا چاہیگا تو ہم
دونوں کی ضیافت کھادیں گے، پھر وہ راضی ہوکر یہاں اپنے اپنے

Marfat.com

گھر میں آئے، جب وہاں سے حضرت تشریف لائے اُس دن بڑے
بھائی کے یہاں دعوت کھائی اور دوسرے دن دوسرے بھائی نے
دعوت کھلائی بعد ان کے بستی کے اور لوگوں نے ضیافتیں کرنی شروع
کیں، آج تک دعوتوں کے کھانے سے فرصت نہیں ملی یہ اللہ تعالیٰ
کی عنایت اور احسان ہے، اس عرصہ میں حضرت تشریف لائے میں جا
ملا، آپ نے پوچھا کہو وہاں سے فراغت کرکے آئے یا نہیں میں
نے عرض کی کہ ہاں فراغت کرکے آیا ہوں مگر ابھی بار برداروں کے بائیس
روپے دینے ہیں، آپ نے خوش ہوکر الحمدللہ روپے بھی انشاء اللہ تعالیٰ دیدینگے
پھر اس وقت ایک وہیں کے شریفوں میں سے آپ کو اپنے مکان پر اسطے
بیعت کے لے گئے اور میں بھی ساتھ گیا آپ تو اندر گئے میں باہر مردانے
مکان میں ٹھہرا رہا جب کچھ دیر میں آپ وہاں سے باہر تشریف لائے آپ
کی مٹھی میں پچیس روپے تھے وہ مجھ کو حوالہ کئے، اُن میں سے بائیس روپے
میں نے باربرداروں کو دئے اور باقی اپنے پاس رکھ لئے اور آپ کو
اس کی اطلاع کی، آپ نے فرمایا کہ اب تو ہم بیت اللہ کو جاتے ہیں جب
اللہ تعالیٰ لاویگا تب آوینگے تیں روپے جو تمہارے پاس ہیں وہ بھی
انھیں مزدوروں کو بطور انعام کے حوالہ کردو، پھر میں نے ویسا ہی کیا
اور اپنے لوگوں میں جاکر بیٹھا اور میاں عبداللہ سے پوچھا کہ

Marfat.com

کہ میرے پیچھے یہاں اور کیا حال گذرا اُنہوں نے کہا کہ چار روز تو
مولانا عبدالحیؒ صاحب نے فرمایا اور اس میں شرک و بدعت کی برائی
اور توحید و سنت کی خوبی اور حج و عمرے کے فضائل کا بیان کیا' پھر
پرسوں رات کو بعد نماز عشا کے حضرت علیہ الرحمۃ نے ہم سب لوگوں سے
فرمایا کہ بھائیو تم نے کئی روز مولانا صاحب کا وعظ تو سنا اب چند باتیں
ہماری بھی انشاء اللہ تعالیٰ صبح کو بعد نماز کے سُن لینا' پھر کل فجر کو سب
لوگ نماز پڑھ کر آپ کے پاس حاضر رہے' آپ نے سب کی طرف مخاطب
ہو کر فرمایا کہ بھائیو اگر تم سب اپنے اپنے گھر بار چھوڑ کر واسطے ادائے
حج و عمرے کے اس نیت سے جاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو تو تم کو لازم
ہے کہ آپس میں مل کر ایسا اتفاق اور خلق رکھو کہ جیسے ایک ماں باپ کے
نیک بخت بیٹے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی راحت کو اپنی سی راحت اور ہر کسی
کے رنج کو اپنا سا رنج جانو اور ایک دوسرے کے کاروبار میں بلا انکار
حامی مددگار رہو اور ایک دوسرے کی خدمت کرنے کو ننگ و عار
نہ جانو بلکہ عزت و افتخار سمجھو یہی کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے
ہیں اور جب ایسے اخلاق تم میں ہونگے تو اور غیر لوگوں کو شوق ہوگا
کہ یہ عجیب قسم کے لوگ ہیں ان میں شریک ہونا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ پر
توکل کامل کرو کسی مخلوق سے کسی چیز کی آرزو ہرگز نہ رکھو رزاق

Marfat.com

مطلق اور حاجت روائے برحق وہی پروردگار عالم ہے
بے حکم اس کے روزی پہنچاتا ہے پھر وہی وہاں سے ساتھ
آسانی کے باہر لاتا ہے اور پہلے باہر لانے سے ماں کے پستان
میں روزی تیار رکھتا ہے پھر وہ لڑکا اُسی کی تعلیم سے
دودھ پیتا ہے اور جتنا چاہتا ہے اتنا ہی لیتا ہے، باقی مکھی
بال گرد و غبار سے محفوظ تازہ بتازہ ماں کے پستان میں
رہتا ہے پھر دوسرے وقت پیتا ہے یہ اسی پروردگار کی روزی
رسانی ہے پھر چند مدت میں دودھ چھڑا کر اور غذا کھانے
کی تعلیم فرماتا ہے اسی طور سے پرورش کر کے جوان اور جوان سے
بوڑھا کرتا ہے اور جو کچھ اس نے جس کی تقدیر میں روزی لکھی ہے
وہ بہر صورت اس کو بلا شک و بے شبہ پہنچتی اور یہاں ایک
ادنیٰ آدمی جو ہم لوگوں کی دعوت کر جاتا ہے اور چاہے جھوٹ
ہی کر جاوے مگر ہم لوگ اس کے اعتماد پر اپنے گھر میں منع کر دیتے
ہیں کہ ہمارے واسطے کھانا نہ پکانا فلانے کے یہاں ہماری دعوت
ہے یا مثلاً غازی الدین حیدر والی لکھنؤ اگر اس بات کا وعدہ

Marfat.com

کرے کہ میرے فلاں امیر کے ہمراہ کہ بیت اللہ شریف کو جاتا ہے جو کوئی
جاوے زاد راحلہ اس کو میں دونگا تو ہزاروں آدمی خوشی یا خوشی جانے
پر مستعد ہو جاویں کچھ بھی اس کی وعدہ خلافی کا شک و شبہہ اپنے دل میں نہ لاویں
اور مجھ سے تو اُس شاہنشاہ عالم پناہ قادر برحق رزاق مطلق نے وعدہ
کیا ہے کہ جو تیرے ساتھ لوگ اس سفر میں ہیں ان کے کھانے کپڑے کا کچھ اندیشہ
نہ کر وہ سب میرے مہمان ہیں اور وہ اپنے وعدہ کا سچا ہے کہ جس میں کسی صورت
وعدہ خلافی کا احتمال بھی نہیں ہے پھر میں کیونکر نہ بیچ جانوں اور کس بات
کا اندیشہ کروں وہ آپ تم سب بھائیوں کی پرورش کرے گا سو حاصل کلام
کا یہ ہے کہ جن بھائیوں کو یہ سب باتیں منظور ہوں اور میرے کہنے کو سچ جانتے
ہیں وہ تو میرے ساتھ چلیں میں اُن کے رنج راحت کا شریک ہوں اور
وہ میری یہی باتیں اپنی اپنی عورتوں کو سمجھا دیں والّا ابھی مکان نزدیک ہے
تکلیف سفر کی اُٹھانے کی موقوف کریں سفر میں ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت
ہوتی ہے اور راحت بھی ہوتی ہے والّا جیسے کوئی بھائی گلہ شکوہ کسی بات کا زبان
پر نہ لاویں اور محکوم عنایت الٰہی سے اُمید قوی ہے کہ اس سفر باظفر میں اللہ تعالیٰ
میرے ہاتھ سے لاکھوں آدمیوں کو ہدایت نصیب کرے گا اور ہزاروں لوگ کہ دریائے
شرک و بدعت اور فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے اور شعار اسلام سے مطلق ناواقف

Marfat.com

ہیں وہ پکے موحد اور متقی ہونگے اور جناب الٰہی میں میں نے بہت سی واسطے
اہل ہند کے دعا کی کہ الٰہی ہندوستان سے راہ تیرے کعبہ کی مسدود ہے
ہزاروں مالدار صاحب زکوۃ مرگئے اور بہکانے نفس و شیطان کے سے کہ
رستہ امن کا نہیں ہے حج سے محروم رہے اور ہزاروں صاحب ثروت اب
جیسے ہیں اور اسی وسوسہ سے نہیں جاتے ہیں سو اپنی رحمت سے ایسا رستہ
کھولا ہے کہ جو ارادہ کرے بے دغدغہ چلا جاوے اور اس نعمت عظمیٰ سے
محروم نہ رہے سو یہ دعا میری اس ذات پاک نے مستجاب کی اور ارشاد
ہوا کہ بعد حج سے آنے تیرے کے یہ رستہ علی العموم ہم کھول دینگے سو انشاء اللہ
جو بھائی مسلمان زندہ رہینگے وہ یہ حال بچشم خود دیکھینگے اس کے سوا اور
بھی باتیں اسی قسم کی آپ نے فرمائیں مگر وہ باتیں مجھکو یاد نہیں رہیں یہ تقریر
آپ کی زبان ہدایت بیان سے سُن کر کتنے لوگ جو صبر و توکل میں کچے
تھے وہ ایک ایک حیلہ بہانہ کرکے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے فقط پھر اگلے
روز میرے روبرو جس دن کوچ تھا اور زنانی سواریاں کشتیوں پر سوار
کی جاتی تھیں اور اسباب بھی رکھا جاتا تھا اُس وقت موضع دلہئی و ہمدہی
کے کئی لوگوں نے آکر حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ بہت لوگ دور دور کے
ہماری بستی میں بیعت کرنے کو جمع ہیں سو جب آپ کی کشتیاں یہاں سے چلیں تو

Marfat.com

ہماری بستی کے کنارے چل کر ٹھہریں وہاں آپ کی دعوت کا بھی سامان
ہم لوگوں نے جمع کر رکھا ہے' آپ نے اُن سے فرمایا کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ
تمہاری بستی میں ضرور چل کر اتریں گے مگر دعوت کی تکلیف ہمارے واسطے
نہ کرو' اُنہوں نے کہا ہم کو عین راحت ہے دعوت آپ کو ضرور قبول
کرنی ہوگی' آپ نے فرمایا کہ خیر تمہاری خوشی ہم کو منظور ہے' پھر آپ نے
مولانا عبدالغنی صاحب سے فرمایا کہ آج کشتیوں پر تنگی زیادہ ہے آپ
مجرد لوگوں کو لے کر خشکی کے رستہ سے چل کر دلمئی میں چل کر ٹھہرو لوگوں کو
وعظ و نصیحت سناؤ انشاءاللہ تعالیٰ ہم بھی وہیں آوینگے پھر مولانا صاحب
کوئی ڈیڑھ سو آدمیوں سے ادھر کو روانہ ہوئے اور ادھر لوگ کشتیوں پر سوار
ہونے لگے اس عرصہ میں دلمئو کے ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں عرض
کی کہ چند لوگ بیعت کرنے کو میرے یہاں باقی رہ گئے ہیں اگر آپ وہاں تک
قدم رنجہ فرماویں تو بہتر ہے' آپ نے فرمایا کہ بہت خوب چلو پھر آپ اُس کے
مکان میں تشریف لے گئے اور اُن لوگوں سے بیعت لے کر آئے اور وہاں سے
سات روپیے لائے اور مولوی محمد یوسف صاحب کو دئے اور فرمایا ان کو
کسی کپڑے میں باندھ کر حفاظت تمام اپنے پاس رکھو یہی ہمارا راہ خرچ ہے
اور یہ برکت کے روپیے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ یہ بہت سے بچے دینگے پھر سب
سے فراغت کر کے آپ بھی کشتی پر سوار ہوئے اُس وقت کوئی پہر دن باقی

Marfat.com

ہوگا پھر کشتیاں گھاٹ سے ملاحوں نے کھول کر روانہ کیں سب آدمی پانچ
کشتیوں پر سوار تھے اور شام کو نماز مغرب کی حضرت نے کشتی پر پڑھ کر سورہ
الحمد للہ کا وعظ کہنا شروع کیا اس میں اندھیرا ہو گیا، ملاحوں کو کچھ خیال نہ
رہا، کشتیاں دلمئی دیہہ ہمی کے گھاٹ سے آگے نکل گئیں اور وہاں کے لوگ جو
آپ کا انتظار کر رہے تھے وہ ملاحوں کو پکارنے لگے کہ گھاٹ پیچھے رہ گیا
کشتیاں ادھر لاؤ موسم برسات کا تھا دریائے گنگا چڑھا ہوا تھا جبتک ملاح
کشتیاں پھیریں تب تک پانی کے زور سے بہت دور نکل گئیں آخر الامر رسیوں
سے کھینچتے کھینچتے پانچ چھ گھڑی رات گئے گھاٹ پر لائے پھر وہ لوگ حضرت
کو پنیس میں سوار کر کے اپنی بستی میں لے گئے، اور چند آدمی آپ کے ساتھ اور بھی
گئے اور کوئی ڈیڑھ سو آدمی آگے سے آکر اترے تھے اور باقی لوگ جو کشتیوں پر
اسباب اور عورتوں کی محافظت کر رہے تھے اُن کے واسطے بستی سے کھانا وہیں کشتیوں
پر آیا اور وہاں کے لوگوں نے حضرت کے ساتھ کھایا اور کھانا بلاؤ تھا بعد اس
کے بہت لوگوں نے رات ہی کو آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر اگلے روز صبح سے پہر دن
چڑھے تک بیعت کرنے کی دھوم رہی پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ بھائیو
حاصل بیعت کرنے کا یہ ہے کہ جو تم شرک و بدعت کرتے ہو، تعزیہ بناتے ہو، جھنڈے
نشان کھڑے کرتے ہو، پیروں شہیدوں کی قبریں پوجتے ہو ان کی نذر و نیاز مانتے
ہو ان سب کاموں کو چھوڑ دو اور سوائے خدا کے کسی کو اپنے نفع و ضرر

Marfat.com

کا مالک نہ جانو اور اپنا حاجت روا نہ سمجھا تو اور اگر یہ نہ کرو گے تو فقط بیعت
کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ کلام ہدایت انجام آپ کی زبان فیض ترجمان
سے سُن کر بہت لوگوں نے اُسی وقت اپنے اپنے تعزیوں کے چبوترے کھود ڈالے
اور کچھ چاندی نشانوں اور پنجوں کی تھی اُن لوگوں نے لاکر آپ کی نذر کی کہ
آپ اس کو اپنے خرچ میں لاویں پھر آپ وہاں سے رخصت ہو کر سب ہمراہیوں سے
کشتیوں پر سوار ہوئے اور کشتیاں روانہ ہوئیں جب قریب موضع ڈگڈگی کے
پہونچیں شیخ محمد بناہ نام ایک شخص کنارے دریا کے حضرت کے انتظار میں کھڑے
تھے باواز بلند پکار کر ملاحوں سے کہنے لگے کہ کشتیاں ادھر لاؤ ملاحوں نے حضرت سے
عرض کی آپ نے اجازت دی وہ کشتی کنارے پر لائے شیخ صاحب ممدوح کشتی پر
آئے اور آپ سے سلام علیکم کر کے مصافحہ اور معانقہ کیا اور عرض کی کہ بہت روز دن
سے آپ کی مہمانی کے لئے میں نے سامان تیار کر رکھا ہے اور آپ کے آنے کی خبر سُن کر
بہت لوگ اس نواح کے کئی دن سے میرے غریب خانہ میں واسطے بیعت کے جمع ہیں
آپ میرے یہاں قدم رنجہ فرماویں آپ نے حکم کیا ملاحوں نے کشتیاں کنارے پر باندھیں،
صورتیں تو کشتیوں پر رہیں مردوں کو لے کر ان کے مکان پر گئے اُس دن شام کچھ کم
پہر دن ہوگا تب سے پھر رات گئے تک لوگوں سے بیعت لی وہاں بھی چبوترے تعزیہ
داری کے بہت تھے ان لوگوں سے بھی تعزیہ داری کی بُرائی بیان فرمائی اسی وقت رات
کو اُنہوں نے تمام چبوترے کھود ڈالے اور پنجے نشان توڑ کر جو ان کی چاندی تھی
لاکر آپ کی نذر کی، پھر صبح کو آپ وہاں سے رخصت ہو کر کشتی پر سوار ہوئے اور

Marfat.com

اور کشتیاں روانہ ہوئیں شام کو ایک جگہ کشتیاں ملاحوں نے باندھیں وہاں سے کوئی
بستی نزدیک نہ تھی اور آسمان پر بہت ابر غلیظ تھا اور کچھ قطرہ افشانی بھی ہو رہی تھی
آپ نے لوگوں کے واسطے کھانا پکانے کو فرمایا اُنہوں نے عذر کیا کہ کنارے دریا کے کوئی
پانچ کوس تک تمام کیچڑ اور دلدل ہے اور قطرہ افشانی بھی ہو رہی ہے کھانا پکانے
کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی اُس وقت سب کو یقین کلی ہوا کہ آج فاقہ ہوا اور فی الحقیقت
اُس وقت یہی حال تھا کہ فاقہ کرنا آسان تھا اور کھانا پکانا دشوار اور ہوا بھی
زور سے چل رہی تھی اور نہ کہیں سے دعوت کی اُمید تھی آخر الامر سب نے نماز عشاء
کی پڑھی اُس وقت جو کشتی پر ایک نگہبان بیٹھا تھا اُس نے کہا کہ یہاں سے دور
کوئی آدھ کوس کے ناصلہ پر کئی قندیلیں نظر آتی ہیں لوگوں نے کہا کوئی آدمی
کہیں جاتے ہونگے بعد کچھ دیر کے اُس نے کہا کہ وہ تو اسی طرف آتے معلوم ہوتے
ہیں اور نزدیک آپہنچے ہیں ہم لوگوں کو خیال ہوا کہ برسات کا موسم ہے شاید
کوئی حضرت خضر کا بیڑا دریا میں چھوڑنے آتا ہو یا کچھ اور ہی معاملہ ہو ہم لوگ
آپس میں یہی گفتگو کر رہے تھے کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور کئی محافے ہمراہ
نزدیک کشتی کے پہنچا اور پوچھا کہ تمہارے پادری صاحب کہاں ہیں حضرت
نے کشتی سے جواب دیا کہ ہم یہاں ہیں اس طرف آؤ وہ اپنے گھوڑے سے
اُتر کر حضرت کے پاس آیا اور اپنی ٹوپی اتار کر آداب بجا لایا اور عرض کی کہ
کئی روز سے میں نے اپنے بخر نگار رکھے تھے کہ جب آپ تشریف لاویں تو

Marfat.com

مجھکو خبر کریں آج مجھ کو آپ کی خبر ملی، سو آپ کے واسطے طعام دعوت لے
کر آیا ہوں حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ وہ کھانا اپنے برتنوں میں لے لیں
اور سب کو بانٹ دیویں اور وہ کھانا ایلاؤ تھا، پھر وہ انگریز کچھ دیر ٹھہر کر رخصت
ہوا اور وہ کھانا سب نے خوبی آسودہ ہو کر کھایا بعد زبانی ملاحوں کے معلوم ہوا
کہ وہ انگریز نیل کا سوداگر کا تھا، اُس رات کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح اپنی قدرت
کاملہ سے ہم لوگوں کو روزی پہنچائی کہ یہ بات کسی کے وہم و خیال میں نہ تھی محض
اس کی پرورش اور رزاقی تھی، پھر صبح کو وہاں سے کشتیاں روانہ ہوئیں شام
کو ایک جگہ پہنچیں کہ وہاں گنگا کی دو دھاری ہو گئی تھی بڑا دھارا طرف گڑھی
مانکپور کے گیا تھا اور چھوٹا دھارا طرف گنتی کے اور اسی طرف جاتا تھا مگر بسبب پانی
کم ہونے کے رات کو کشتیاں لیجانا دشوار تھا، آخر الامر ملاحوں نے وہیں کشتیاں باندھیں
کچھ تو ایلاؤ انگریز کی دعوت کا بچا ہوا کشتی پر تھا اور ایک دیگ کھچڑی ارہر کی اور پکائی
گئی پھر کھا پی کر لوگ فارغ ہوئے، اس عرصہ میں چند آدمی گنتی سے آئے اور حضرت
علیہ الرحمت سے عرض کرنے لگے کہ آپ نے یہاں مقام کیا اور آپ کی دعوت کی
تیاری ہمارے یہاں ہو رہی ہے اب ہم لوگ کیا کریں، آپ نے فرمایا کہ اس
دھارے میں پانی کم ہے اندھیری رات میں کشتیوں کا چلنا اس میں مشکل
ہے انشاء اللہ تعالیٰ کل سویرے تمہارے یہاں آویں گے یہ جواب باصواب
سن کر وہ لوگ چلے گئے اور ہم لوگ سب وہیں رہے، پھر صبح کو سویرے
کشتیاں کھلیں دو گھڑی دن چڑھے گنا رے گنتی کے پہنچیں، عورتیں کشتیوں

Marfat.com

پیر رہیں، مرد سب اتر کر حضرت کے ساتھ بستی میں آصف زماں خاں سپہ سالار کے مکان پر گئے وہیں دعوت تھی، تھوڑی دیر میں کھانا تیار ہوا پہر دن چڑھے تک ہم سب لوگ کھا پی کر فارغ ہوئے اور عورتوں کے واسطے کھانا وہیں کشتیوں پر کیا وہاں تین مقام ہوئے اس تین روز کے عرصہ میں بہت حرم عورتوں نے بیعت کی، پھر چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا، کشتیاں جاتے جاتے جہان آباد کے گھاٹ پر پہنچیں، شیخ حسن علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ گنتی سے حضرت کے ہمراہ تھے اور ان کا بھی ارادہ مع اہل و عیال بیت اللہ شریف جانے کا تھا، موضع کیتا ان کا گانوں اس گھاٹ سے تین کوس تھا، وہ اپنے لوگوں کو لانے کو وہاں سے روانہ ہوئے اور حضرت کو بلا گئے بعد ان کے کچھ دیر میں چالیس پچاس آدمیوں سے حضرت بھی وہیں تشریف لے گئے ایک رات ٹھہر رہ کر حضرت وہاں سے چلے آئے اور شیخ صاحب اپنا اسباب اور غلہ وغیرہ وہاں سے بھیجنے لگے، پھر تیسرے روز اہل و عیال اور اپنے بھائیوں سے آکر کشتی پر سوار ہوئے، پھر چوتھے روز وہاں سے کشتیاں روانہ ہوئیں چلتی چلتی موضع اجہی کے گھاٹ پر پہنچیں، شیخ لعل محمد نام اس بستی کے قدیم زمیندار تھے اور یہ دریا ان کا مکان تھا حضرت کے آنے کی خبر سن کر انہوں نے کئی کوس آگے اپنے آدمی واسطے لینے حضرت کے بھیجے تھے، انہوں نے عرض کی تھی کہ ہمارے مکان پر ڈھائی تین سو مسلمان دو دو چار کوس کے بستیوں

Marfat.com

کے آپ کی آمد کی خبر سُن کر واسطے بیعت کرنے کے جمع ہیں اور ہمارے ہی یہاں
کھانا کھاتے ہیں سو ہمارے ہی یہاں چل کر اُتریں پھر وہیں کشتیاں باندھی
گئیں، حضرت علیہ الرحمۃ اور تمام لوگوں کو شیخ لعل محمد اپنے مکان میں لے گئے اور
جو لوگ مسلمان اُن کے یہاں جمع تھے ان کو مرید کرایا اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے اُن کا حال بیان کیا کہ ان لوگوں کی چوراسی بستیاں ہیں، نام کو تو یہ لوگ
مسلمان کہلاتے ہیں مگر کام سب ہندوؤں کے کرتے ہیں، بت بھی پوجتے ہیں ہولی
دیوالی بھی کرتے ہیں، بے قلعی کے پھوٹے پیتل کے برتنوں میں پکاتے کھاتے ہیں
اور طریق اسلام سے بالکل (بعض) بے خبر ہیں، آپ نے مرید تو کیا ہے مگر کچھ تعلیم دین
اسلام کی بھی ان کو کریں، آپ نے ان سے فرمایا کہ بھائیو مرید تو ہم نے تم کو کیا
مگر دس یا پانچ روز یہاں رہنے کی ہم کو فرصت نہیں ہے جو ہم تم کو تعلیم دین
کریں سو اس کے لئے شیخ لعل محمد کو ہم اپنا خلیفہ کرتے ہیں جو کچھ نصیحت تم کو
یہ کریں اس پر عمل کرنا، تم ہمارے مرید ہو ہم تمہارے پیر ہیں، اور جو تم
مانو گے تو ہم نہ تمہارے پیر نہ تم ہمارے مرید، اس بات کو خوب یاد رکھنا
اُنہوں نے کہا کہ آپ کا فرمانا ہم کو قبول ہے، جو کچھ شیخ صاحب ہم سے کہیں گے وہ ہم
کرینگے اور جبتک آپ یہاں کے لوگوں کو مرید کریں مولانا عبدالحی صاحب آپ
فرماویں کہ تب تک کچھ وعظ و نصیحت اور دین اسلام کی باتیں ہم کو
سناویں، پھر کچھ مولانا صاحب نے وعظ فرما کر موقوف کیا اکثر لوگ ان میں سے رخصت ہو کر

Marfat.com

اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور اجمیر میں کئی گھر پیرزادوں کے تھے اُن میں ایک
صاحب کا نام مظہر علی تھا شیخ لعل محمد ان کے مکان پر گئے اور وہ بڑے خاندانی
شریف النسب مشہور اور معروف پیرزادے تھے اُن سے کہا کہ ہمارے یہاں راجپوتانہ
کے تکیہ کے پیرزادے سید احمد صاحب تشریف لائے ہیں اور حج کو جاتے ہیں
اور وہ بڑے عالی خاندان اور صاحب تاثیر اور صاحب کرامات ہیں اگر آپ
اُن کی ملاقات کو تشریف لے چلیں تو بہت مناسب اور خوب ہے اُنہوں
نے کہا کہ ہاں اچھا کہتے ہو ہم تکیہ کے پیرزادوں کو جانتے ہیں اور اپنے بزرگوں
سے بھی سنا ہے کہ اچھے اچھے بزرگ اُن میں ہوئے ہیں مگر یہ صاحب جو تمہارے
یہاں تشریف لائے ہیں اُنہوں نے بہت سیاحی کی ہے اور اسی سیر و سفر میں کسی
سے کوئی عمل یا سحر اُن کے ہاتھ آگیا ہے اُسی کے باعث ہزاروں لاکھوں آدمی
اُن کی طرف رجوع ہوتے ہیں والا بڑے بڑے خاندانی پیرزادے اس ملک
میں موجود ہیں اور لوگ اُن کی طرف رجوع نہیں ہوتے اس کا کیا سبب ہے
یہی سبب ہے کہ ان کے پاس سحر نہیں ہے سو اُن کی ملاقات کی ہم کو کچھ حاجت
نہیں، یہ گفتگو سُن کر شیخ لعل محمد وہاں سے حضرت کے پاس آئے اور تمام حال
آپ سے عرض کیا اور کہا کہ یہاں ہماری بستی میں یہ نامی پیرزادے اور اپنے
گھر سے خوشحال ہیں، اور میں اس نیت سے اُن کے پاس گیا تھا کہ وہ آپ سے

Marfat.com

اور ہم لوگوں کے عقائد کے موافق ہو جاویں ایک ہی بستی میں ہمارا ان کا
بود و باش ہے دل میں ایسا لغو شبہہ پڑا کہ اُس کا دور ہونا دشوار ہے
سو اب اُن کے لئے آپ دعا کریں کہ ان کے دل سے اللہ تعالیٰ یہ خدشہ رفع
کرے اور ہمارے موافق ہو جاویں' آپ نے فرمایا کہ اگر وہ ہمارے ملنے کو نہیں
آئے کچھ مضائقہ نہیں ہم اُن کے ملنے کو چلیں گے ہم کو اس امر میں کچھ عار نہیں' مگر تم
ایک کام کرو جو لوگ اُن کے مریدوں میں بڑے بڑے رشید ہوں اور تم سے
بھی راہ و رسم دوستی کی اُن سے ہو اُن کو کسی طور سے ہمارے یہاں لاؤ اور
تمہاری بستی والوں نے جو آج ہم سے بیعت کی ہے اور ہم نے ان کو کچھ اللہ تعالیٰ
کا نام بتایا ہے اُن سے اُن کو توجہ دلاؤ پھر اُن کو پیرزادے صاحب کے
پاس لیجاؤ کہ وہ ان کے سامنے کشف کا حال بیان کریں خدا چاہیگا تو وہ
خدشہ ان کے دل کا دفع ہو جاویگا اسی پر ہمارا اُن کا تصفیہ ہے' پھر
شیخ لعل محمد نے ویسا ہی کیا' کئی اُن کے مریدوں سے لاکر اور اپنے پیر بھائیوں سے
توجہ دلا کر مظہر علی شاہ کے پاس لے گئے اور اُن کے سامنے بیان کرایا اُن
کے حالات سُن کر ان کو کمال تعجب ہوا کہ خاص ہمارے مرید اپنا دیکھا ہوا
حال بیان کرتے ہیں یہ معاملہ سحر و جادو کا ہرگز نہیں ہم بڑی غلطی پر تھے
سید صاحب بیشک عارف باللہ اور صاحب کرامات ہیں اب چل کر ہم اُن
سے ملاقات کرینگے اور چلنے کی تیاری کرنے لگے شیخ لعل محمد نے یہ خبر سید صاحب

Marfat.com

کو بھیجی کہ مظہر علی شاہ آپ کی ملاقات کو آتے ہیں، یہ خبر سُن کر حضرت نے کہا وہ کیوں آنے کی تکلیف کرتے ہیں ہم آپ چل کر اُن سے ملیں گے، پھر حضرت اُن کے مکان کو چلے اور وہ اُس طرف آئے شیخ لعل محمد کے دروازے پر ایک سایہ دار بڑا بھاری درخت تھا۔ اُس کے نیچے فرش بچھا تھا وہیں ملاقات ہوئی اور اُسی فرش پر ان کو بٹھایا، مظہر علی شاہ نے حضرت سے کہا کہ جس روز لکھنؤ میں شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ پر آپ تشریف رکھتے تھے میں بھی اُسی شہر میں تھا اور کئی جمعہ کو آپ کے وہاں نماز کو گیا اور مولانا عبدالحئی صاحب کا وعظ بھی سنا مگر لسیب وسوسہ ڈالنے بعض مفسدین مفتدین کے میں آپ کی ملاقات مسرت آیات سے محروم اور بے نصیب رہا اور وہاں بھی میں نے آپ کے مریدوں کا حال دیکھا تھا کہ ایک دوسرے کو توجہ دے کر آپ کے پاس لے جاتے تھے اور اپنے اپنے کشف کا حال بیان کرتے تھے، میرے دل کا شک تو بہت سا دہیں دفع ہو گیا تھا مگر آج اپنے خاص مریدوں سے حال سُن کر رہا سہا جو کچھ شک و شبہ تھا بالکل جاتا رہا، بعد اُس کے وہ شاہ صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے عالی خاندانی کے فضائل اور بزرگواروں کے کمالات بیان کرنے لگے کہ آپ کے فلانے بزرگ ایسے صاحب کرامات تھے اور فلانے ایسے اور اس خاندان والا شان میں اللہ تعالیٰ و تقدس نے آپ کو سب سے اعلیٰ و افضل پیدا کیا، پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شیخ لعل محمد کا آپ سے رابطۂ محبت

Marfat.com

سبب ایک جگہ بود و باش کے بہت ہے اور مسلمانوں میں یوں ہی محبت اور
اتفاق چاہئے آپس کے اتفاق میں بڑے بڑے فوائد ہوتے ہیں اور نا اتفاقی میں
طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں، اُنہوں نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں بلکہ اب ہم کو
شیخ صاحب سے زیادہ محبت کرنا چاہئے کہ اب یہ ہر ایک شرک و بدعت سے تائب ہوئے
ہیں، اور کہا کہ چند لوگوں کی طرف سے آپ کی خدمت شریف میں یہ عرض ہے کہ
بعض لوگوں کی روزی بستی کے شرفا و غربا کے یہاں سے متعلق ہے جیسے ڈوم ڈھاڑی
دفالی وغیرہ، اور بستی کے جن صاحبوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہر ایک
مکروہات اور بدعات سے توبہ کی ہے آگے یہ لوگ اپنی شادی غمی میں جو کچھ ان کو
دیتے تھے اب کاہے کو دینگے سو وہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہمارا پیشہ تو یہی
ٹھہرا اور اسی پر ہماری روزی کا مدار ہے اور کوئی ہنر ہم لوگوں کو یاد نہیں اب ہمارا
گذران کیونکر ہوگا، آپ نے فرمایا کہ بہت کام کی بات آپ نے کہی اس کی
تدبیر ضرور کرنی چاہئے مگر بعض پیشے مکروہات اور مشکوک اور حرام ہوتے ہیں
مسلمانوں کی روزی کا مدار ان پر ہرگز نہیں ایسی ناپاک روزی سے اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کو بچا دے روزی تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اور اب تو ہمارا کوچ
ہے مگر شیخ لعل محمد وغیرہ الہ یار تک ہمارے ساتھ جاوینگے وہاں جاکر ان
کو چند باتیں ضروری اور بھی تعلیم کرینگے وہیں اس کی بھی کوئی راہ معقول
بتادیوینگے اس بات سے آپ اُن لوگوں کی باخوبی تسلی کردیں، پھر آپ

Marfat.com

اُن سے رخصت ہوکر کشتی پر سوار ہوئے اور ملاحوں کو حکم دیا کہ کشتیاں کھولو اس عرصہ میں ایک شخص نے آکر حضرت سے عرض کی کہ شیخ اجل محمد نے کہا ہے کہ ایک لحظہ کشتی کھولنے میں آپ توقف کریں جبتک میں نہ آؤں آپ نے ملاحوں سے کہا ہماری کشتی رہنے دو باقی روانہ کرو ہم پیچھے سے آتے ہیں آپ کی کشتی کے ساتھ ایک کشتی اور رہی اور تین کشتیاں ملاح لے چلے تھوڑا ایک فرسخ کے ہوا تند چلنے لگی ملاحوں نے چاہا کہ کشتیاں کنارے سر لاکر روکیں مگر ہوا زور کی تھی کہ کشتیاں تھامتے سے نہ تھمیں کئی کوس نکل گئیں اور دوسرے کنارے پر جا لگیں، اور یہاں حضرت کے پاس ایک انگریز کی معرفت زبانی بی بی آئی اور کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے، آپ نے کہا ہماری کشتیاں آگے جاتی ہیں اُس نے کہا آپ دعوت قبول کرنی تو سنت ہے حضرت نے فرمایا کہ تمہاری دعوت کرنی نہیں سنت ہے اُس نے کہا کیوں نہیں سنت ہے حضرت دعوت تو بڑے بڑے درویش اور مشائخ پیرزادے قبول کرتے ہیں اور اپنی عزت اور بزرگی بوجہ کو کھاتے ہیں اور اس بات کی تمنا رکھتے ہیں اور جو کچھ نقد روپے دیتی ہوں وہ لیتے ہیں آپ نے کہا کہ تمہارے یہاں کا کھانا اور نقد سب حرام اور ناروا ہے، اُس نے کہا کہ بعضے وہ لوگ کیوں کھاتے اور لیتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ مسئلہ ان کو معلوم نہ ہوگا بعد اس کے دو چار کلام ہدایت التیام بطور نصیحت کے آپ نے اُس سے کہے پھر وہ اپنے مکان کو

Marfat.com

گئی اور اپنے فرنگی سے یہ حال کہا وہ اس مسئلہ سے واقف تھا کہا وہ
پادری صاحب سچ کہتے ہیں، پھر وہ فرنگی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ
ہماری بی بی صاحب آپ کی دعوت کرنے آئی تھی آپ نے قبول نہ فرمائی
اور جو کچھ اس مرس آپ نے اُس سے کہا ہم نے اُس کی زبانی سنا، آپ نے
بجا فرمایا، آپ کے یہاں مسئلہ یہی ہے لیکن اگر ہم دعوت کریں وہ تو آپ قبول
کرینگے، آپ نے فرمایا کیوں نہ قبول کرینگے مگر کئی کشتیاں ہماری جائینگی
اور ہم بھی تیار ہیں، دعوت نہ کھانے کا یہ عذر ہے اُس نے کہا ابھی آندھی
چلتی ہے دیکھا چاہیے کب تک موقوف ہو، میں آپ کی ضیافت ضرور کرونگا
آپ نے کہنا اُس کا قبول فرمایا، پھر اُس دن اُس کی دعوت کھائی صبح
کو بستی والوں سے کسی نے دعوت کی، دعوت کے بعد قریب دوپہر کے آپ
سوار ہوئے، کشتیاں کھلیں وہاں سے کوئی چار کوس موضع اسرولی ہوگا
شیخ وزیر نام وہاں کا زمیندار آپ کو لینے وہاں آیا تھا عرض کی کہ حکم ہو
تو میں آگے چل کر آپ کی دعوت کی تیاری کروں، آپ نے فرمایا جبتک ہماری
کشتیاں وہاں نہ پہنچیں کھانا نہ پکانا اور اُن کو ادھر رخصت کیا اور ادھر
آپ روانہ ہوئے آگے چل کر کئی کوس پر تینوں کشتیاں وہ بھی ملیں جس
گھاٹ پر شیخ وزیر نے کشتیاں ٹھہرائی تھیں بسبب طغیانی دریا کے اس
گھاٹ سے کشتیاں کوس سوا کوس آگے نکل گئیں اور شیخ وزیر کو لوگ پکارتے

Marfat.com

رہے ملاحوں نے نہ سنا' پھر شیخ وزیر سواری لے کر وہیں پہونچے کوئی ڈیڑھ سو آدمیوں سے حضرت ان کے مکان پر گئے بہت لوگوں کو آپ نے وہاں مرید کیا اور رات بھر وہیں رہے اور وہ سب لوگ ہندوں کی سی پوشاک پہنے ہوئے تھے اور ویسے ہی اُن کے تمام برتن تھے اور شیخ وزیر جو ان کے چودھری تھے حضرت نے اُن سے فرمایا کہ جن بھائیوں نے بیعت کی ہے اُن کو آج نماز پڑھاؤ' شیخ موصوف نے عرض کی کہ ان میں تو کسی کو بسم اللہ بھی نہیں آتی نماز کیونکر پڑھاؤں' آپ نے فرمایا کہ ان کو وضو کرا کے کھڑا کرو جو کچھ امام فعل کرتا جاوے اس کے ساتھ تم بھی اُسی طور کرتے جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ جائیگا اسی طرح ان کو نماز آجاویگی اور شیخ وزیر سے کہا کہ ہم تم کو الہ باد تک اپنے ساتھ لے چلینگے وہاں تم کو جو تدبیر بتا دیں وہ عمل میں لانا انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ درست ہو جاوینگے اور مولانا عبدالحیٔ صاحب سے کہا کہ ان بھائیوں کو کچھ وعظ سناؤ اور نصیحت بھی کرو کہ جو کام شرک و بدعت کے کرتے ہیں اُن کو چھوڑ دیں اور نماز روزے پر مستعد ہوں' اور قریب ہزار آدمیوں کے اور بھی اُس نواح کی بستیوں سے آئے تھے اُن کو بھی آپ نے مرید کیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان بھائیوں کو توجہ دو اور اللہ کا نام بتاؤ' بھیر ہر کسی نے پندرہ پندرہ بیس آدمیوں کو بٹھا کر توجہ دیا ایک ہی توجہ میں اُن لوگوں کے لطائف ستہ جاری ہو گئے اور بعضوں کو سلطان الاذکر جاری ہو گیا' اور مولانا عبدالحیٔ صاحب نے سنت کی بڑائی کا بیان کیا یہ سُن کر

Marfat.com

اُس بستی والوں نے تو اُسی وقت تمام چھوتروں کے کھود کر برابر کردئے
اور علم اور بنجے وغیرہ توڑ تاڑ کر بانس قمچ جلا دئے اور اُن کے کپڑے اور چاندی
لاکر حضرت کی نذر کی کہ اپنے قافلہ کے صرف میں لاویں اور اُس اطراف کی بستی
والوں نے کہا کہ ہم بھی اپنے مکان پر جاکر یہی کام کرینگے اور نشانوں کا کپڑا وغیرہ
لے کر الہ آباد میں آپ کے پاس حاضر ہونگے، پھر حضرت نے فرمایا کہ تمہارے چودھری شیخ
وزیر کو جو ہم اپنے ساتھ الہ آباد تک لیجاوینگے یا وہ ہمارے پیچھے سے آوینگے ہم ان کو
وہاں تمہارے لئے چند باتیں بتادینگے وہ تم کو تعلیم کرینگے، اُن کے کہنے کے موافق
جو تم میں سے عمل کرے گا وہ ہمارا مرید اور بھائی ہے اور جو نہ مانیگا وہ نہ ہمارا مرید
اور نہ ہم اس کے پیر، سب نے ماننے کا اقرار کیا کہ جو راہ شیخ جی ہم کو چلا دینگے وہی
ہم چلینگے، اور شیخ وزیر کے چار بیٹے تھے، عبدالعلی اور عبدالحی اور عبدالشکور اور فقیر اللہ
اور چاروں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، آپ نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ جن بھائیوں
نے ہم سے بیعت نہ کی ہو وہ شیخ وزیر یا اُن کے بیٹوں کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور ہم
چند روز الہ آباد میں چل کر ٹھہرینگے جو صاحب چاہیں وہاں آکر ہمارے ہاتھ
پر بیعت کریں اور اپنے دل میں شیرینی اور نذرانے کا خیال نہ کریں بیعت کرنے
میں ہمارے یہاں نذر اور شیرینی لینے کا دستور نہیں ہے، پھر وہاں سے رخصت ہوکر
جہاں کشتیاں تھیں وہاں گئے اور رات بھر وہیں رہے، شیخ وزیر نے کا کھانا لے
کر وہیں کشتیوں پر حاضر ہوئے اور سب نے کھایا، پھر صبح کو کشتیاں کھل کر الہ آباد
کو روانہ ہوئیں قریب دوپہر کے الہ آباد کے مقابل گنگا کے دوسرے کنارے پر موضع

Marfat.com

چپری ہے اُس گھاٹ پر کشتیاں لگیں، دو بھائی شیخ اُس بستی کے زمیندار
تھے نام اُن کے یاد نہیں اُس اطراف کے بستیوں کے کوئی تین ہزار آدمی
بیعت کے لئے اُن کے یہاں جمع تھے، پھر وہ دونوں زمیندار حضرت کو
اپنے مکان پر لے گئے اور تمام قافلہ کی ضیافت کی پھر جو لوگ وہاں جمع
تھے سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہ بھی تمام لوگ محض عامی اور شعار اسلام
سے بے خبر تھے، ہنود میں اور اُن میں بظاہر اصلا امتیاز نہ تھا، جو الہ آباد کی
چوراسی بستیاں مشہور ہیں جن کا آگے بیان ہو چکا ہے اُنھیں کے رہنے والے
وہ بھی تھے اور سوا تعزیہ داری اور گور پرستی اور بت پرستی کے کچھ نہیں
جانتے تھے پھر حضرت نے اُن کو ان سب باتوں کی برائی سمجھائی اور
نماز روزہ وغیرہ کی تاکید فرمائی وہاں بھی چبوترے تعزیہ کے اور امام
باڑے تھے اُسی روز سب نے کھود کر برابر کئے اور شدون نشانوں
کے بانس توڑ تاڑ کر دریا میں بہا دئے اور اُن کا کپڑا اور جاندی
سونا لاکر آپ کے آگے دھرا کہ اپنے صرف میں لاویں، پھر مولانا عبدالحی
صاحب نے کچھ دیر وعظ فرمایا اور وہیں شیخ غلام علی صاحب کے آدمی
الہ آباد سے حضرت کو لینے آئے اور رات بھر وہیں رہے اگلے روز کچھ
دن چڑھے گھاٹ کی کشتی پر کوئی دو سو آدمیوں سے سوار ہو کر حضرت
علیہ الرحمۃ شیخ غلام علی صاحب کے آدمیوں کے ہمراہ چلے اور اُس پار

Marfat.com

آباد

آپ کے استقبال کو کنارے دریا کے شیخ غلام علی اور اُن کے بیٹے
پوتے وغیرہ اور مولوی کرامت علی صدر امین اور حافظ اکرام الدین دہلوی
اور شیخ محمد تقی بوچڑ یعنی قصاب اور اُن کے بھائی شیخ عبدالسلام اور وہ
بڑے مالدار لاکھوں روپے کے آدمی تھے اور وہاں کے بڑے نامی پیرزادے
شاہ اجمل کے بیٹے نام اُن کا ابوالمعالی تھا اور قلعہ الہ آباد کے دار و غہ بستی
میاں اور رنجیت خاں میواتی علاوہ اُن کے بہت شرفاء اور غربا شہر کے کٹرے
تھے جب کشتی اُس کنارے پر لگی اور حضرت اپنے لوگوں سمیت اُترے سب سے
مصافحہ اور معانقہ کیا، پھر شیخ غلام علی صاحب حضرت کو اپنے بنگلہ پر کہ جمنا کے کنارے
لے گئے اور اُس بنگلہ سے کوئی ساٹھ ستر قدم پر راجہ اودیت نرائن کی
بڑی وسیع دو منزلہ کوٹھی تھی، پھر بنگلہ سے حضرت کو شیخ صاحب وہ کوٹھی
دکھانے کو لے گئے اور عرض کی اپنے لوگوں کو اس میں اتاریں اور اُس میں
مکان جدا تھے اور مرد الگ جدا، آپ وہ تمام مکان نیچے اور اوپر دیکھ کر
بہت خوش ہوئے اور شیخ صاحب ممدوح نے ہر ایک مکان میں بیشتر سے
پلنگ اور فرش بچھوا دئے تھے اور جو اسباب ضروری تھا وہ میں رکھوا دیا
تھا، پھر وہ کوٹھی پسند کر کے آپ بنگلہ پر آئے اور اپنی کشتیوں کو لانے کو
لوگ بھیجے اور وہاں گنگا اور جمنا دونوں دریا کے کچھ دور آگے بڑھ کر ملے گئے
ہیں ملاح کشتیوں کو مرضع چیری سے جمنا میں لے گئے اور بہت محنت
اور مشقت سے لائے لاتے کئی کوس چل کر کہا کہ شیخ صاحب کے بنگلہ کے

Marfat.com

نیچے لگائیں، پھر عورتوں کو کشتیوں سے اُتار کر ڈولیوں پینسوں میں
سوار کرا کے اُس کوٹھی کے زنانے مکانوں میں لے گئے، فقیر حضرت علیہ الرحمۃ
نے وہاں جا کر ہر ایک مکان موافق گذران ہر کسی کو تقسیم کر دیا اور
مردانے مکان میں آپ اُترے اور جو لوگ مجرد تھے اُن کو اُتارا
اور جو لوگ حضرت کے ساتھ آئے تھے اُن کو شیخ صاحب نے اول کھانا
کھلا دیا تھا اور باقی جو کشتیوں کے ساتھ آئے تھے اُن کے لئے جدا کھانا
بھیجا اور وہ کھانا پلاؤ تھا اور حضرت نے بھیلی بھیلی بورانی اُس کو تقسیم کرا دیا
پھر اگلے روز پانچ چھ گھڑی دن چڑھے کہار پلاؤ کی دیگیں اور برتن
اور برتن اور وہی بورانی حضرت کے پاس لائے اُسی دستور سے آپ نے سب
کو تقسیم فرمایا، پھر دو گھڑی دن رہے وہی کہار خمیری روٹیاں اور دیگ
میں گوشت لائے، پھر بعد نماز مغرب کے حضرت نے وہ کھانا تقسیم کرایا اور
سب نے کھایا اُس کے اگلے روز اپنے معمول پر وہی کھانا دیگوں میں زردہ
اور وہی بورانی لائے اور دوسرے وقت شام کو قورمہ اور شیرمال، پندرہ
روز سے زیادہ آپ وہاں رہے اور کھانے کا یہی دستور رہا کہ
ایک روز صبح کو زردہ اور بورانی اور شام کو قورمہ اور شیرمال
اور اسی مدت اقامت میں مذکور وہاں کے ہزاروں آدمیوں نے بیعت کی اور
شیخ غلام علی صاحب سے لوگوں نے صلاحاً کہا کہ حضرت سید صاحب
آپ کے یہاں اُترے ہیں اور آپ ہی کی ہر روز دعوت کھاتے

Marfat.com

ہیں، اور ہم لوگوں کی بھی آرزو ہے کہ ہم بھی حضرت کو اپنے مکان
پر لیجاویں اور خدمت کریں کھانا کھلادیں، شیخ صاحب ممدوح نے
اُن سے یہ خوشامد کہا کہ بھائیو ضیافت کرنے کا تو احسان میرے ہی اوپر رکھو
تم کوئی تکلیف نہ کرو اور جو تمہاری بھی خوشی ہے تو بھی دعوت کرو اور ہی یہ بات
کہ ہم بھی حضرت کو اپنے مکان پر لیجاویں یہ تم کو اختیار ہے شوق سے لیجاؤ لوگوں
سے بیعت کراؤ نذر و یا ن کھلاؤ عطر لگاؤ، یہ کہنا شیخ صاحب کا سب کے خیال
میں پسند آیا اور سب نے مانا پھر لوگ اپنے اپنے مکانوں پر سید صاحب کو لیجانے لگے
اور اپنے اپنے اہل و عیال کو مرید کرانے لگے اور نذر دینے لگے اور سوا نذرانہ کے
جن کو دعوت کرنی منظور تھی کسی نے دعوت کی، دو سو روپے دئے کسی نے سو کسی نے
پچاس اور کسی نے پچیس، چنانچہ مولوی کرامت علی صدر امین اور شیخ محمد تقی اور
بستی میاں اور نجف خاں ان سب نے دو دو سو روپے دئے اور چند لوگ وہاں
جوتوں کے سوداگر تھے جیسے حافظ نجابت علی اور محمد حسین اور عبدالقادر وغیرہم
اُنہوں نے آپس میں مل کر دو سو روپے دئے اور قلعہ کے میگزین کے خلاصیوں نے
مل کر دو سو روپے دئے اور باقی صاحبوں کے نام یاد نہیں اور وہ تمام نذر اور
دعوت کے روپے مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہ کے پاس رکھائے تھے اور ایک روز
مولوی صاحب ممدوح نے حضرت سے عرض کی کہ جو میرے پاس تھیلی میں
کی ہے وہ بھر گئی بلکہ باقی روپے میں نے اوروں کے پاس رکھوادئے

Marfat.com

Marfat.com

اوّر سید صاحب ہمارے پیر و مرشد ہیں اگر فساد ہی کرنا منظور ہے دیسا
ہم کو جواب دو پھر جو کچھ ہوگا ہم بھی دیکھ لیں گے، یہ بات سُن کر حضرت نے
فرمایا کہ آپ یہ کیا حرکت بیجا کرتے ہیں فساد کرنا کچھ ضرور نہیں ہم اُس رستے
نہیں جاتے اور رستے ہو کر چلے جاوینگے، اُنہوں نے کہا حضرت سلامت یہ بات
ہرگز نہوگی ہم آپ کو اُسی رستے میں ہو کر لے چلینگے اگر ہم آج اُس سے دیگے
تو اسی طرح ہمیشہ وہ ہم کو دبایا کریگا، آپ کچھ دیر توقف کریں ہم اس کا بندوبست
کئے لیتے ہیں اور اُس اپنے آدمی سے کہا کہ دہومن خاں کے پاس تو ہیں ابھی جنرل
صاحب کے پاس جاکر اطلاع کر کہ بستی میاں نے عرض کی ہے کہ ہمارے مکان پر
ہمارے سید احمد صاحب رائے بریلی کے تشریف لائے ہیں اور دہومن خاں برسر
فساد لوگوں کو لیکر رستے میں بیٹھا ہے اس نیت سے اگر سید صاحب اِدھر نکلیں گے
تو اپنے لوگوں سے تیرا کہلاؤنگا، سو ہم نے آپ کو اطلاع کردی ہے اس میں
فساد ضرور ہوگا اب آپ جانیں، پھر اُس آدمی نے جاکر اسی طرح جنرل صاحب سے
عرض کی وہ یہ حال سُن کر دہومن خاں پر کمال خفا ہوا اور حالانکہ دہومن خاں
سرکار انگریزی میں بڑا معزز تھا اس لئے کہ بستیوں کا اجارہ دار تھا اور حاصل گزار
تھا، پھر جنرل صاحب نے بستی میاں کے آدمی سے فرمایا کہ تم جاکر بستی میاں سے
کہو کہ تم اس بات سے بے فکر رہو ہم اس کا بندوبست کئے دیتے ہیں، پھر وہ آدمی
یہ خبر لے کر ادھر گیا اور ادھر جنرل صاحب نے اپنے چپراسی سے کہا کہ تم جاکر
کوتوال سے کہو کہ رائے بریلی کے سید صاحب شاہ اسمٰعیل کے دائرے میں

Marfat.com

اور وہ آج بستی میاں کے مکان پر آئے ہیں' اور دہومن خاں کچھ سپاہیوں
سے فلانی جگہ رستے میں بیٹھا ہے اور اس کا ارادہ سید صاحب سے کچھ فساد
کرنے کا ہے تم جلد اس کا بندوبست کرو اور شہر کے ہر تھانے میں حکم پہنچا دو
کہ سید صاحب جس وقت اور جہاں چاہیں شہر میں جاویں کوئی مزاحم نہو اُس
چپراسی نے جا کر یہی حکم کوتوال کو پہنچایا اُس نے فوراً ایک جمعدار اور دس برقنداز
کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ فلانی جگہ دہومن خاں لوگوں کو لئے بیٹھا ہے اُس سے جا کر کہنا
کہ جنرل صاحب کا حکم ہے کہ تم یہاں سے اپنے مکان کو چلے جاؤ اور وہاں سے سب
کو اٹھا کر بستی میاں کے مکان پر جانا وہاں رائے بریلی کے سید صاحب آئے ہیں
ان کو بحفاظت تمام شاہ اجمل کے دائرے میں پہنچا کر چلے آنا اور سید صاحب
کہنا کہ جنرل صاحب کی طرف سے اجازت ہے جس وقت اور جس جگہ شہر میں
آپ چاہیں تشریف لیجاویں کوئی مزاحم نہو گا' پھر وہ برقنداز دہومن خاں
کو وہاں سے اُٹھا کر بستی میاں کے یہاں حضرت کے پاس آئے اور حکم جنرل صاحب
اور کوتوال صاحب کا سنایا اور عرض کی آپ تشریف لے چلیں ہم آپ کو شاہ
اجمل کے دائرے میں پہنچا آویں' پھر آپ وہاں سے تشریف لے چلے' برقنداز ساتھ
ہوئے بستی میاں کے مکان سے نکلتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ پندرہ بیس نیزقچیوں سے
ریجنٹ خاں آپ کی حفاظت کو کھڑے ہیں اور سب کے توڑے شیر جب
آپ اُن کے نزدیک گئے سب نے سلام کیا' آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا

Marfat.com

کہ جاؤ اپنے مکان پر کمر کھول کر شام کو شیخ محمد تقی کے مکان پر ہم سے ملنا
یہ سُن کر وہ اپنے گھر گئے" اور حضرت شاہ اجمل کے دائرے میں آئے اور
ہر قندازوں کو رخصت کیا' پھر شام کو چوک کی مسجد میں آپ تشریف لے گئے
وہیں ریحت خاں اور اُن کے لوگ بھی حاضر تھے' پھر بعد فراغ نماز مغرب
سب کو لے کر آپ شیخ محمد تقی کے مکان پر گئے اور بیٹھے' اُس وقت آپ نے شیخ
محمد تقی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اُس وقت جب بندوقچیوں کو لئے وہاں
ریحت خاں ہمارے لئے کھڑے تھے وہاں کھڑا ہونا ہتھیار باندھ کر ہم کو ناپسند آیا
کہ اگرچہ صورت بلوے کی تھی مگر اُن کی چالاکی اور دلیری اور خیر خواہی سے ہم
بہت خوش ہوئے' آپ شیخ بھائی تم اُن کے لئے ہم سے کیا کہتے ہو' اُنہوں
نے عرض کی کہ یہ بھائی بھتیجے بھی جو یہ حاضر ہیں اور میں بھی اُمیدوار ہوں
کہ آپ میرے اور سب بھائیوں کے واسطے دعا کریں اور اُس وقت شیخ محمد تقی
کے بھائی شیخ عبداللہ اپنے زنانے مکان میں تھے اُن کو بھی بلوا لیا اور قادر بخش
نام ایک لڑکا ان کا بھانجا یا بھتیجا تھا اس کو بھی بلوا لیا اور حضرت سے عرض
کی کہ یہ لڑکا یتیم ہے اس کے واسطے بھی آپ دعا کریں' حضرت نے اُس کو اپنے
پاس بٹھایا' اس وقت اس مجلس میں بتیس چالیس آدمی حاضر تھے پھر آپ سر ہو کر
ساتھ کمال الحاح زاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے اور سب حاضرین
مجلس آمین کہنے لگے پھر بعد فراغ دعا کے آپ نے اپنی ایک دستار منگائی
اور ریحت خاں کو بند بھائی اور خلافت نامہ دے کر اپنا خلیفہ بنایا اور

Marfat.com

کشائش روزی کے لئے ان کو پانچ روپے برکت کے دئے اور ایک
تاج خلافت کا اور ایک روپیہ برکت کا اُن کے بھائی کو عنایت کیا
اور دو شخص اُن کے عزیزوں میں تھے ایک ایک روپیہ اُن کو دیا اور ایک
روپیہ برکت کا شیخ عبداللہ کو دیا اور قادر بخش کے واسطے شیخ محمد علی سے
فرمایا کہ ابھی تو یہ نابالغ لڑکا ہے مگر جب بالغ ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ تب
اس کا حال دیکھنا کہ کیا خیر و برکت و فلاح اُس کے نصیب میں ہوتی ہے پھر
آپ وہاں شاہ اجمل کے دائرے میں آئے پھر بعد ایک دو دن کے بنارس
کو تشریف لے گئے وہاں سے جب مع الخیر تکیہ شریف کو تشریف لائے تب آپ
کے ہمراہیوں سے یہ تمام حال خیر مآل سنا انتہیٰ اور وہیں شیخ لعل محمد موضع جہنی
کے ہمراہیوں سے یہ تمام حال خیر مآل سنا انتہیٰ اور وہیں شیخ لعل محمد موضع جہنی
کے اور شیخ وزیر اور اُن کے چاروں بیٹوں موضع اسروالی کے اور دو تین
بھائی زمیندار موضع چیری کے آکر حاضر ہوئے اور ہر ایک کے ساتھ ان کے
اطراف کی بستیوں کے بہت لوگ تھے اُن میں جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی
اُنہوں نے بیعت کی، پھر مولانا عبدالحیٔ صاحب سے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ ان زمیندار بھائیوں کو مسائل ضروری نماز روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ
کی تعلیم کر کے ہمارے پاس لاؤ پھر جو ہم کو کہنا ہوگا ہم اُن سے کہہ دینگے
پھر مولانا صاحب نے وہیں کوٹھے کے ایک مکان میں ٹھہرا کر مسائل اُن کو
تعلیم کئے اور آپ کی خدمت بابرکت میں لے گئے، پھر آپ نے شیخ لعل محمد
اور شیخ وزیر محمد اور اُن کے بیٹوں کو اور چیری کے دونوں بھائی

Marfat.com

زمنیداروں کو خلافت نامہ دیا اور اپنا خلیفہ کیا اور جن کو اُنہوں نے
اپنے اپنے آدمیوں سے لیق جانا ان کے لئے کہا' آپ نے اُن کو بھی خلیفہ
اپنا کیا اور کسی کو کرتا اور کسی کو عمامہ اور کسی کو تاج عنایت فرمایا اور سب کے
لئے دعا کی اور شیخ وزیر کو ایک روپیہ برکت کا عنایت کیا اور سب کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائیو کچھ مدت للہ فی اللہ اپنی نواح اور اطراف کی بستیوں
میں دورہ کرو اور مسلمانوں کو توحید اور طریق اسلام کا سکھاؤ اور شرک و بدعت
سے بچاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اجر عظیم عطا کرے گا، یہ کلام حضرت کا سُن کر سب
نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا سچ ہے اور دُرست' مگر ہم کو عذر یہ ہے کہ اول تو ہم کو
اقسام شرک و بدعت سے واقف نہیں کہ کن کاموں کو شرک کہتے ہیں اور
کن کو بدعت' اور دوسرے یہ لوگ تمام عوام کا الانعام شعار اسلام سے محض
ناواقف ہیں ان کو یہ باتیں سکھانا اور راہ راست پر لانا ہم لوگوں سے تو یہ
امر دشوار ہے' آپ نے فرمایا کہ اُن کی ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ میرے
اختیار میں ہے نہ تمہارے جو تم اس امر میں للہ فی اللہ چند مدت کوشش کروگے
تو اس کا اجر عظیم خدا سے پاؤگے اور منفعت میں جنت کماؤگے' یہ بشارت
فیض اشارت سُن کر وہ بہت خوش ہوئے اور کہا آپ کا فرمانا ہم کو قبول ہے
پھر اس عرصہ میں وقت عصر کا آیا آپ نماز پڑھ کر شیخ غلام علی صاحب کے
نرگلہ پر تشریف لے گئے' پیچھے سے وہ لوگ بھی جا کر وہیں حاضر ہوئے شیخ صاحب
موصوف نے حضرت سے پوچھا کہ آپ نے ان لوگوں کو رخصت کرنے کی

Marfat.com

کیا تدبیر کی، آپ نے فرمایا کہ کچھ باتیں تعلیم کرنی ان کو باقی ہیں وہ تعلیم
کر کے ایک دو روز میں رخصت کرینگے، ان لوگوں نے عرض کی کہ لوگوں کی
تعلیم و تلقین کو جو آپ نے ہم کو فرمایا ہے اگر آپ شیخ صاحب کو بھی اس کام پر
مقرر کر دیں تو اُن کے سبب سے ہم لوگوں کو اور بھی قوت ہو جاوے اس لئے کہ
یہاں کے نامی سردار ہیں اور بڑے علاقہ دار اور صاحب اقتدار ہیں آپ
نے فرمایا کہ میرا بھی یہی ارادہ تھا مگر تم نے جو اُس وقت کہا بہت خوب کہا
اور شیخ صاحب ممدوح سے کہا کہ شیخ بھائی تمہارے علاقہ کی بستیوں
میں جو مسلمان بستے ہیں اُن کی تعلیم اور تلقین کے لئے ہم نے تم کو مقرر کیا
شیخ صاحب نے کہا آپ کا فرمانا بجا ہے مگر میں خود بھی آپ کی تعلیم اور
تلقین کا محتاج ہوں بھلا میں اُن کو کیا تعلیم کرونگا اور سوا اس کے وہ تمام
لوگ مثل حیوانوں کے طریق اسلام سے محض بے خبر ہیں ان کو کیونکر کوئی تعلیم
کرے، آپ نے فرمایا کہ شیخ بھائی ایک ذرا تم پس و پیش نہ کرو ان کو ہمت
تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کرے گا تم جو چند روز ان کو دین اسلام
سکھا دو گے مفت میں اجر عظیم پا دو گے اور اس کی تدبیر بہت آسان ہے وہ
یہ ہے کہ اُن زمیندار لوگوں کا اکثر کاروبار سرکار و دربار سے تعلق رکھتا
ہے تم اُن کے حامی اور مددگار رہو اور وہ تمہاری سرکار کے مال گزار ہیں
اس میں جس قدر تم سے ہو سکے موافق لیاقت ہر ایک کے روپیہ لینے میں
تخفیف کر دو یہ احسان تمہارا جب ان پر ہو گا تب جو کچھ ان سے کہو گے

Marfat.com

بے انکار سب مانیں گے، شیخ صاحب نے کہا اگر یہی بات ہے تو بہت
ہی آسان ہے انشاءاللہ تعالیٰ میں یہ کام کرونگا اور اسی وقت اپنے
چپراسی سے کہا کہ توشہ خانہ کے داروغہ نصرت کو بلاؤ وہ اُسی دم بلا لایا
شیخ صاحب نے تاکید فرید داروغہ سے کہا کہ جو زمیندار ہماری بستیوں سے یہاں
تحصیل کا روپیہ لے کر آویں لیوے ملے ہمارے نہ جانے پاویں اور شیخ صاحب
موصوف کے جو قدیمی پیر تھے وہ بھی اسی مجلس میں حاضر تھے مگر حضرت کو
یہ حال معلوم نہ تھا کہ ان کے پیر ہیں، شیخ صاحب نے حضرت سے عرض کی
کہ جو کچھ واسطے تعلیم اور تلقین کے فرمایا سب بجا ہے مگر یہاں اس ملک میں ایک اور
بلا ہے اس کو کیا کریں کہ یہاں صدہا بستیاں علاقہ الہ آباد کی ہیں اور اُن میں یہ
دستور ہے کہ ہر بستی میں پیرزادے دورہ کرتے ہیں اور اُن کی دعوتیں اور
مہمانیاں مقرر ہیں اور وہ پیرزادے کسی مرید کو روزہ نماز کچھ لے کر معاف
کر دیتے ہیں اور کسی کو شراب تاڑی بھنگ وغیرہ پینے کی اجازت دیتے ہیں
ان لوگوں کا یہی وتیرہ ہے اور اسی طور دُھاری دغائی نخنت وغیرہ ہر کسی
کے یہاں شادی غمی میں آتے ہیں اور گاتے بجاتے ہیں اور اپنا معمول جو مقرر ہے لے
جاتے ہیں اور ان لوگوں میں سے کچھ یہاں بھی اس وقت اس وقت حاضر ہیں اور
مجھ سے کہتے ہیں کہ تمہارا تو یہ حال ہوا کہ ہر ایک بُری بات سے توبہ کر کے سید صاحب
کے مرید ہوئے اب ہم کو کیا فرماتے ہو سو اب میں اُن کے سوال کا کیا جواب

Marfat.com

دوں، حضرت نے فرمایا کہ شیخ بھائی خوب تم نے بات یاد دلائی یہی
سوال موضع اجھنی وغیرہ کے لوگوں نے کیا تھا حقیقت اس کی یہ ہے کہ جو
پیرزادے اپنے مریدوں سے کچھ لے کر نماز روزہ معاف کر دیتے ہیں یا کچھ
لیکر شراب تاڑی وغیرہ پینے کی اجازت دیتے ہیں اگر ان سے از روئے
قسم پوچھو کہ تمہارے معاف کر دینے سے یہ چیزیں معاف ہوتی ہیں تو ہرگز
نہ کہیں گے یہ صرف پیٹ کے واسطے مکر و فریب ہے اور اس طور تمہارا دینا اور ان
کا لینا تم دونوں کے حق میں برا ہے مگر اب اس کی یہ تدبیر کرنی چاہیئے کہ
جو کچھ تم اپنے پیرزادوں کو بطور چھ ماہی یا سالیانے کے دیا کرتے تھے اب اس
سے کم یا زیادہ بلا یقین للمدعی انہ سمجھ کر ان کو دیا کرنا اس لئے کہ یا فعل ہی
اُن کے معاش کی اور کوئی صورت نہیں ہے پھر چند مدت میں انشاء اللہ تعالیٰ
یہ لوگ اس طرح خیرات لینی تم لوگوں سے برا جان کر خود ترک کر دینگے
اور اپنی روزی کے واسطے کوئی پیشہ اختیار کرینگے اور اسی طور للمدعی انہ سمجھ کر
اپنی شادی غمی میں ڈوم ڈھاری ڈھائی وغیرہ کو دیا کرنا مگر ان سے گانے
بجانے کی خدمت نہ لینا اس آپ کے فرمانے کو سب نے پسند کیا کہ آپ نے
خوب تدبیر بتلائی اب ایسا ہی ہم لوگ کیا کرینگے، پھر آپ نے حافظ اکرام الدین
دہلوی کو کہ وہاں جوتوں کی دوکان کرتے تھے بلایا اور اُن سے فرمایا
کہ ہم تم کو اپنا خلیفہ بنا دینگے اور جو بھائی زمیندار اجھنی اسرولی وغیرہ

Marfat.com

کے ہیں ان کو تمہارے تابع کرینگے تم الہ آباد کے اطرف ونواح کی بستیوں میں واسطے ہدایت لوگوں کے دورہ بھی کرنا اور ہر جمعہ کو شیخ صاحب کے اسی بنگلہ پر وعظ بھی کہنا یہ تمام کلام ہدایت التیام سُن کر حافظ صاحب نے عذر کیا کہ اول تو میں سوا دکانداری کے کوئی صورت اپنی گذران کی نہیں رکھتا ہوں تنگ معاش آدمی ہوں اور دوسرے یہ کہ وعظ ودرس کہنے کی مجھکو لیاقت نہیں کم علم ہوں اس کے لئے بہت علم چاہیئے مجھ سے یہ کار کیونکر ہوگا' آپ نے فرمایا کہ آج عشا تک ہمارے پاس حاضر رہو' اُنہوں نے کہا بہت خوب' اور ہم لوگوں کا دستور تھا کہ کھانا بعد نماز مغرب کے کھاتے تھے اور سید صاحب کے واسطے ایک خوان کھانے کا جدا آتا تھا اس کو آپ بعد نماز عشا تناول فرماتے تھے اس روز نماز عشا کی وہیں شیخ صاحب کے وہیں بنگلہ پر پڑھی بعد فراغ نماز کے حافظ صاحب اور اجنی وغیرہ کے زمینداروں کو اپنے پاس بٹھایا اور اپنا کرتا حافظ صاحب کو عنایت فرمایا اور خلیفہ بنایا اور اُن کے واسطے دعا کی اور شیخ غلام علی صاحب سے کہا کہ پانچ روپے ماہ بماہ ان کو واسطے خرچ کے دیا کریں اور جب یہاں ہوں تب اپنے دسترخوان پر ان کو کھانا کھلایا کریں اور ہر جمعہ کو یہ آپ کے اس بنگلہ پر وعظ کہا کرینگے' اُنہوں نے عرض کی جو کچھ آپ نے فرمایا مجھکو قبول ہے مگر مسجد یہاں نہیں ہے جو بعد جمعہ کے وعظ فرماویں اور اگر اس وقت وعظ کہینگے سننے والے کم آوینگے سو اس کی یہ صلاح میرے خیال

Marfat.com

آتی ہے کہ بعد نماز فجر کے سورج نکلے وعظ کہنا شروع کیا کریں اور
جو لوگ سننے کو آویں اُن کے واسطے میرے یہاں کھانا تیار ہو پانچ چھ
گھڑی دن چڑھے وعظ سُن کر کھانا کھا کر سب اپنے اپنے مکان کو چلے جایا
کریں، حضرت نے شیخ صاحب کی یہ بلند ہمتی بہت پسند کی اور یہی وقت وعظ
کہنے کا مقرر فرمایا پھر آپ وہاں سے حافظ صاحب اور جھنی وغیرہ کے
زمینداروں کو ساتھ لے کر اپنے مکان پر آئے اور جو خوان کھانے کا
آپ کے واسطے آیا تھا اُس کو منگایا اور ان سب کو بٹھا کر اپنے ساتھ کھلایا
اور بعد تناول طعام کے آپ نے دعا کی اور ان زمینداروں سے کہا کہ ہم نے
واسطے تعلیم اور تلقین تمہاری کے ان حافظ صاحب کو مقرر کیا ہے تم سب ان
کے تابع رہنا اور حافظ صاحب سے کہا کہ تم ان بھائیوں کی تعلیم اور خیر خواہی
میں کوتاہی نہ کرنا اور انشاء اللہ تعالیٰ تم اپنے وعظ و نصیحت کا حال اب دیدم
اور روز بروز دیکھیا کہ کس قدر ترقی ہوتی ہے اور یہاں کی چوراسی بستیوں کے
مسلمانوں کی تعلیم و تلقین کے لئے تم کو مقرر کیا ہے اور ہدایت ان مسلمانوں کی
اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرر ہو چکی ہے اور سوا ان کے صدہا بستیوں کے لوگوں
کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے گا تم اپنے دوروں و سیر اور تعلیم و تلقین میں
کوتاہی نہ کرنا تم مفت میں ماجور اور مشکور ہوگے یہ حال خیر مآل تو ہو چکا
اب یہاں تھوڑا سا حال ہدایت اشتمال شیخ غلام علی صاحب کا لکھا جاتا ہے

Marfat.com

وہ یہ ہے کہ وہ شیخ صاحب موصوف بیعت تو حضرت علیہ الرحمۃ کے دست
مبارک پر پیشتر کر چکے تھے جس ایام مبارک فرجام میں پہلی بار الہ آباد
میں تشریف شریف لے گئے تھے ان روزوں شیخ صاحب کا اور ہی حال تھا
جیسے اور ہندوستانی امرا کا شراب تاڑی حقہ مدک چرس وغیرہ سب
کچھ پیتے تھے اور صدہا روپے کی شراب اور طرح طرح کے ظروف پیالہ
صراحی وغیرہ ان کے یہاں موجود تھے اور اسی طرح انواع طرح کے حقے
سنہرے روپہلے بدری شیشے وغیرہ کے ان کے بیچ ہر قسم اور ہر طرح کے
بیش قیمت دھرے تھے جب حضرت علیہ الرحمۃ کے رب منہیات شرعیہ سے
تائب ہو کر مرید ہوئے سب کو توڑ پھوڑ کر دریا میں ڈلوا دیا بلکہ جو حقے اور
بیچ اور شراب پینے اور رکھنے کے ظروف بیش قیمت تھے لوگوں نے صلاح دی
کہ ان کو توڑ پھوڑ کر ضائع نہ کرو بیچ ڈالو ان کی قیمت لے کر اپنے خرچ
میں لاؤ شیخ صاحب نے کہا عوذ باللہ من ذالک میں تو برا جان کر بیچ ڈالوں
اور سب کے ہاتھ کہ اس بلا میں مبتلا ہو یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کسی طور سے نہ مانا
سب کو توڑا جو ظروف چاندی کے تھے ان کو توڑ کر اپنے توشک خانہ میں داخل
کیا اور باقی سب کو دریا میں پھکوا دیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے ایسے معتقد صادق
اور مخلص بے ریا اور محب بار فا تھے کہ میں نے تو آج تک تو کسی کو نہیں دیکھا
اور اب کی بار جب اس سفر حج میں ان کے یہاں تشریف لے گئے اور چند روز

Marfat.com

وہاں رہے شیخ صاحب نے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ جب مرتبہ آپ کی
خدمت فیضدرجت میں آتے تھے تو کوئی ہتھیار عمدہ بیش قیمت ضرور لاتے
تھے دن بھر میں ایک بار بھی اور دو بار بھی اور تین بار بھی کسی وقت ایک
یا دو یا تین تلواریں مصقل روہیلی قبضہ کی ہر ایک میں دریائے سرخ کا رومال
گوٹدار بندھا ہوا لاکر نذر کرتے کسی وقت عمدہ بولادی چھرا چھری یا کوئی
پیش قبض یا کوئی بندوق یا کوئی جوڑی پستول لاکر پیشکش کرتے، دو یا تین
روز تک تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا جو وہ لائے وہ آپ نے لے لیا جب ہر وقت
اور ہر روز انہوں نے یہی دستور مقرر کر لیا، تب آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب ہم
تو بیت اللہ شریف کو ویسے ہی جاتے ہیں وہاں ہتھیار لے جانے کا تو کچھ کام ضرور نہیں
آپ ہر وقت اور ہر روز یہ تکلیف کیوں کرتے ہیں وہاں سے جب اللہ تعالیٰ
ہم کو مع الخیر لاویگا تب ہم آپ سے لے لینگے ابھی یہ ہتھیار اپنے پاس رہنے
دیں اس کے جواب میں شیخ صاحب نے عرض کی کہ اول تو مجھکو یہ نہیں معلوم
کہ آپ کہاں جہاد کرینگے اس ملک میں یا کسی اور ملک میں اور دوسری بات
یہ ہے کہ مجھ کو خود اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں کہ جب تک آپ وہاں
سے ساتھ خیر کے تشریف لاوینگے تب تک میں زندہ رہونگا یا نہیں
اور اس عرصہ میں جو میں مرگیا تو میری آرزو باقی رہ جاویگی اور بعد

Marfat.com

میرے خدا جانے یہ مال واسباب کس کے ہاتھ لگیگا سو میری خوشی یہی
ہے کہ آپ میرے یہاں سے لیجاویں پھر آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیں وہاں
رکھ دیویں' آپ نے فرمایا کہ آپ کی خوشی اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دیوے
پھر جو کچھ وہ لاتے تھے آپ لیتے تھے اور الہ باد میں حضرت کے ہمراہ عورت مرد
ملاکر کچھ کم یا زیادہ پانسو آدمی تھے پھر ایک روز شیخ صاحب نے کیا حرد اور
کیا عورت ایک ایک روپیہ اور دو دو جوڑے کپڑے دئے' مردوں کو دوپلکے
اور دو انگرکھے اور دو ٹوپیاں اور ایک چادر اور ایک جوڑا جوتا یہ تو عام تقسیم
تھی کہ اس میں سب شامل تھے اور دوسری خاص تقسیم تھی کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے
عزیزوں اور قریبوں کو سرِ اسم دس دس روپے دئے علاوہ ان کے قافلہ میں
جو اور عالم فاضل مولوی حافظ ذی عزت لوگ تھے اُن میں موافق وجاہت ہر
کسی کے کسی کو پانچ کسی کو دس کسی کو آٹھ روپے دئے اور ایک روز پانچسو
یا کچھ زیادہ لٹھے کے احرام تو یا دس ہاتھ لمبے ایک کپڑے میں باندھ کر لائے
اور عرض کی کہ جہاں سے احرام باندھتے ہیں وہاں سب صاحب کو تقسیم کر دینا
پھر ایک روز آپ نے تمام اہل وعیال کو مرید کرایا اور کوئی بیس پچیس کشتیوں میں اسباب
اور نقد آپ کی نذر کو لائے دو کشتیوں میں تو روپے تھے مگر شمار نہیں معلوم کہ
کے ہزار تھے اور کئی کشتی میں زنانے کپڑے سلے ہوئے تھے کسی میں کمخواب کے
تھان' کسی میں ڈھاکے ململ کے تھان' کسی میں گلبدن اور اطلس کے تھان' کسی

Marfat.com

میں پگڑیاں اسی طور پر کشتی میں ایک جدے قسم کا کپڑا تھا، اور دو جلد قرآن مجید نہایت خوشخط مطلّا کئی ہزار روپے کے خرید شیخ صاحب موصوف نے لاکر حضرت علیہ الرحمۃ کو سپرد کئے اور عرض کی کہ ایک ان میں سے بیت اللہ شریف میں وقف کرنا اور ایک مدینہ منورہ میں، پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ساتھ اس مضمون ہدایت مشحون کہ الٰہی جو کچھ زر نقد اور اسباب شیخ صاحب نے تیری رضامندی کے لئے دیا ہے اس کو اپنی رضامندی ہی کے کاموں صرف کرانا اور جو امانت سونپی ہے اس کو اُسی جگہ پہونچانا فقط، اور انتظام شیخ صاحب کی سرکار فیض آثار کا کمال خوبی کے ساتھ تھا کہ میں نے کسی امیر کبیر کے یہاں نہیں دیکھا، سنو! تو فقط خدمتگار تھے پچیس تیس اُن میں سے ہر وقت اپنے اپنے کار پر تیار اور ہوشیار رہتے تھے اور باقی اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے اور اپنے اپنے بدلے کے روز حاضر ہوتے تھے، اور جو اپنے نوکر پچاس حاضر رہتے وہ دونوں وقت شیخ صاحب کے دسترخوان پر کھانا بھی کھاتے تھے اور جس روز حضرت علیہ الرحمۃ ان کے مکان پر جاکر رونق افزا ہوئے تھے اس روز شیخ صاحب نے سب کو بلالیا، اور مشاہرہ ان کا تین روپے سے سات روپے تک تھا، علاوہ ان کے جو داروغہ اور کارخانہ دار وغیرہ ممتاز لوگ تھے ہر کسی کا مشاہرہ حسب لیاقت جدا تھا، اور کئی طبیب بھی نوکر تھے اور دواخانہ اُن کا ایسا تھا کہ ہر ایک دوا اس میں موجود تھی بازار جانے کی حاجت واسطے کسی دوا کے کم پڑتی تھی کوئی تو شربت بناتے تھے اور کوئی عرق کھینچتے تھے کوئی سفوف اور معجون وغیرہ تیار کرتے تھے

Marfat.com

ہر کوئی اپنے اپنے کاروبار میں مشغول و مصروف رہتے تھے اور یہ اذن عام تھا کہ غریب و محتاج واسطے جس دوا کے آوے لیجاوے اور جو بیمار اور دردمند آوے طبیب بفن اور قارورہ دیکھ کر جو نسخہ لکھے اس کو دیدیا کریں اور جبتک حضرت وہاں رہے تب تک اُنہوں نے اپنے چند خدمتگار متعین کر دیئے کہ ہر روز قافلہ کے بیماروں اور دردمندوں کی خبر لیتے رہتے تھے جو کوئی بیمار ہوتا تھا اس کو طبیب پوچھ کر دوا پلاتے تھے اور پرہیزی کھلاتے تھے' اور شیخ صاحب کے مطبخ کا یہ بندوبست تھا کہ ہمارے لوگ ملا کر ڈیڑھ دو ہزار آدمی کا کھانا پکتا تھا پندرہ سولہ روز ہم لوگ وہاں رہے کبھی کسی وقت مطبخ کے لوگوں کی آواز نہ سنی کہ فلانی چیز لاؤ یا فلانے کام کرو اسی طور ہر کاروبار کا بندوبست اُن کے یہاں تھا' ایک روز شیخ صاحب اپنے نگلہ میں حضرت علیہ الرحمۃ سے کچھ اپنے کارخانے کی باتیں کر رہے تھے' اس میں مولوی کرامت علی صدر امین اور بخت خاں وغیرہ نے باتوں باتوں میں حضرت سے کہا کہ شیخ صاحب کوئی سوا لاکھ روپے کے قرضدار ہیں اور اس قدر اُن کا نالیجاہ کارخانہ ہے' یہ بات سُن کر حضرت نے شیخ صاحب سے کہا یہ کیسی بات ہے' اُنہوں نے کہا ہاں بات تو یوں ہی ہے' یہ سچ کہتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ اتنا لمبا چوڑا اپنا خرچ کیوں رکھتے ہو یہ تو بہت بیجا بات ہے' شیخ تو نہ بولے اور لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا قرض ادا کر دے' یہ سُن کر آپ دیر تک سکوت میں رہ گئے بعد اس کے فرمانے لگے کہ شیخ بھائی یہ بات آپ ہم سے اور کسی وقت پوچھ لیویں' پھر کچھ دیر کے بعد وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے اس کے اگلے روز

Marfat.com

بعد نماز فجر ان کے نگلہ پر گئے اور وہاں الگ بیٹھ کر شیخ صاحب سے کچھ
بات کیں پھر وہاں سے شیخ صاحب اور آپ لوگوں میں آکر بیٹھے اور سب
سے کہا کہ بھائیو شیخ صاحب کے واسطے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کا قرضہ ادا کردے
اور ننگ سر ہو کر آپ دعا کرنے لگے اور سب لوگ آمین آمین کہنے لگے پھر بعد
فراغ دعا کے شیخ صاحب سے فرمایا کہ اس سفر حج میں کم و بیش تین برس ہم کو
لگینگے انشاء اللہ ہمارے آتے آتے تمہارا قرضہ ادا ہو جاویگا یا قدرے قلیل کچھ
باقی رہ جاوے اور ایک عمل مجرب ہم تم کو بتلا دیں اگر اس کو کرو تو بہت خوب
ہو اور وہ عمل پورا نہ ہونے پاوے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب پورا ہو جاوے
وہ یہ ہے کہ سورہ مزمل پڑھو جتنے روز میں ہو سکے اس طور سے کہ ہر روز اول و
آخر گیارہ گیارہ مرتبہ اور سورہ فاتحہ پڑھو اور بیچ میں جس قدر پڑھی جاوے
سورۂ مزمل پڑھو اور جہاں پڑھو وہ جگہ پاک ہو اور جو پوشاک پہنے ہو وہ بھی پاک
ہو اور کپڑوں میں خوشبو لگایا کرو اور قبلہ رو ہو کر پڑھو اور جو خوشبو نہ ملے تو نہی
مضائقہ نہیں اور جبتک یہ ختم پورا نہ ہو تب تک اس میں یہ شرط ہے کہ کسی مسلمان
کی غیبت نہ کرو صحبت بد میں نہ بیٹھو اور گوشت بھی نہ کھاؤ اگر ان منہیات
سے کوئی بات کروگے تو جسمی بھی نقصان ہوگا اور یہ عمل بھی اثر نہ کرے گا اور اگر
چاہو کہ توبہ کر کے پھر شروع کرو تو سات برس تک کچھ نہیں ہونے کا
بعد سات برس کے اگر پڑھو تو شاید اثر کرے اور اگر نہ کرے تو بھی عجب
نہیں، یہ تمام گفتگو سن کر شیخ صاحب نے عرض کی کہ مجھ کو تو بیماری فالج

Marfat.com

کی ہے مجھ سے تو ہونا اس امر کا دُشوار ہے اگر آپ فرما دیں تو کسی اور سے پڑھوالوں' آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے مگر جو کچھ اپنے پڑھنے میں خیر و برکت اور تاثیر ہے وہ غیر کے پڑھنے میں نہیں ہو گی' یہ سُن کر شیخ صاحب چپ ہو رہے' یہاں تک بیان مختصر شیخ صاحب کا ہو چکا' اب باقی بیان الٰہ باد کا یہ ہے کہ جب تک آپ الہ اباد میں رہے دعوت شیخ صاحب ممدوح نے کی مگر دو روز دو جگہ اور بھی دعوت کھانے کا اتفاق پڑا ایک تو قلعہ میں بستی میاں کے یہاں اور دوسری شاہ اجمل صاحب کے دائرے میں اول تو دعوت قافلہ سمیت حضرت علیہ الرحمۃ کی شاہ اجمل صاحب کے یہاں ہوئی پھر اس کے بعد بستی میاں نے آپ کے پاس آکر عرض کی کہ سو آدمی کی پروانگی قلعہ دار صاحب سے میں نے لی ہے سو آپ کو واسطے قلعہ دیکھنے کے وہاں تک چلنا ضرور ہو گا' آپ نے فرمایا کہ ہاں جانا سو آدمیوں کو لے کر ہم کو مناسب نہیں معلوم ہوتا خدا جانے وہ اپنے دل میں کیا خیال کریں اُنہوں نے کہا کہ حضرت یہ کوئی بات نہیں ہے آپ کے واسطے تو اذن عام ہے جتنے لوگوں سے آپ چاہیں تشریف لے چلیں اور جہاں چاہیں وہاں پھریں اور سو دو سو آدمیوں کو تو لے پروانگی میں خود لیجا سکتا ہوں' آپ نے فرمایا تو خیر ہم چلیں گے پھر وہ تو یہ کہہ کر رخصت ہوئے اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے آپ کوئی دو سو آدمیوں سے قلعہ میں تشریف لے گئے' یہ خبر قافلہ میں اور لوگوں کو ہوئی کہ حضرت قلعہ دیکھنے گئے ہیں دو دو چار کر کے سو دو سو آدمی اور بھی جا کر وہیں داخل ہوئے پہلے تو بستی میاں آپ کو

Marfat.com

پادشاہی مکان میں جو سب مکانوں سے بلند تھا وہاں لے گئے آپ تو ایک ایک جگہ بیٹھے اور ہم لوگ ادھر ادھر سیر کرنے لگے، وہیں بستی میاں نے میزبانی منگوا کر سب کو تقسیم کی وہیں سب نے کھائی اور انھوں نے رات کو کورے گھڑوں میں ٹھنڈا پانی بھروا کر رکھا تھا وہی ہم سب نے پیا، پھر حضرت بھی اٹھ کر گنگا جمنا کا وہاں سے تماشا دیکھنے لگے عجیب کیفیت دریا میں نظر آتی تھی کہ بیان اس کا نہیں ہو سکتا، موسم برسات کا تھا کوسوں تک پانی ہی پانی معلوم ہوتا تھا، پھر آپ وہاں سے اتر کر نیچے آئے وہاں انگریزی میگزین کا کارخانہ دیکھا طرح طرح کے ہتھیار اور قسم قسم کے خنگی باجے زنگ بیرنگ کی توپیں اور ان کے گولے اور خدا جانے کیا کیا خنگی آلات تھے کہ ان کا نام بھی نہیں معلوم، اس عرصہ میں کھانا پک کر تیار ہوا مگر بستی میاں نے سو آدمیوں کا کھانا پکوایا تھا اور یہاں لوگ دو سے زیادہ ہو گئے ان کو تردد ہوا کہ اب کیا تدبیر کریں آخر کو اپنے لوگوں سے صلاح مشورہ کرنے لگے کہ یا تو حلیم اور کھانا پکایا جاوے یا بازار سے شیرینی آوے یہ خبر سید صاحب کو ہوئی کہ بستی میاں اپنے لوگوں سے یہ گفتگو کر رہے ہیں آپ نے پوچھا کہ جمعدار بھائی یہ کیا مشورہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کچھ یوں ہی باتیں کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ کچھ ہم سے بھی تو بیان کرو کیا بات ہے تب انہوں نے عرض کی کہ کھانا تھوڑا پکا ہے۔ اور آدمی بہت ہیں سو یہ تدبیر ہے کہ اور کھانا بقدر حاجت کے حلیم تیار کر لیا جاوے تب کھانا شروع کریں یہ بات

Marfat.com

ہے، آپ نے فرمایا کہ "کھانا پکانا کچھ ضرور نہیں، جو کھانا پکا ہوا موجود ہے وہ کھانا اور برتن ہم کو حوالہ کرو اور جتنے لوگ آپ کے ہیں ان کو بھی ہمارے ساتھ بٹھا دو دیکھو اللہ تعالیٰ اتنے ہی کھانے میں کیسی برکت کرتا ہے، پھر انہوں نے ایسا ہی کیا یعنی برتن بھی لاکر دھر دئے اور کھانا بھی حاضر کیا اور وہ کھانا پلاؤ تھا پھر آپ نے سب کھانا برتنوں میں نکلوایا اس میں دو کونڈے کھانا الگ رکھوا دیا کہ یہ کھلانے والوں کا حصہ ہے اور بستی میاں کے جو کچھ آدمی تھے ان کو بھی اپنے لوگوں کے ساتھ بٹھایا اور لگنوں اور کونڈوں میں کھانا نکلوا کر سب کے آگے دھروایا اور سب نے کھانا شروع کیا، سندھ و مزدور جو وہاں قلعہ میں سرکاری کام کر رہے تھے وہ بھی دور سے کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ آدمی کھانے والے اتنے ہیں کہ یہ کھانا سرا سم پاؤ پاؤ سیر بھی نہ آویگا ان لوگوں کا پیٹ کیونکر بھرے گا، جب تمام لوگ بخوبی کھا کر فارغ ہوئے اور ہاتھ دھوئے تب بستی میاں نے عرض کی کہ کھانا تھوڑا تھا لوگ بھوکے ہونگے اور کھانا آپ نے نہ پکوانے دیا، سید صاحب نے فرمایا کہ اپنے آدمیوں سے تو پوچھو کہ تم کوئی بھوکے نہیں رہے اگر وہ بھوکے رہے ہونگے تو ہمارے لوگ بھی بھوکے ہونگے، انہوں نے دو چار آدمیوں سے پوچھا وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو اس طرح آسودہ ہو کر کھایا کہ اور کھانے کی جگہ پیٹ میں نہیں رہی مگر اوروں کا حال نہیں ہم کو معلوم تب وہ کہنے لگے صرف آپ کی دعا کی برکت تھی ورنہ کھانا تو آدھے آدمیوں کا نہ تھا اور سندھ والوگ جو تماشہ دیکھ رہے تھے وہ کہنے لگے کہ یہ میاں صاحب تو کوئی دیوتا پیچھے لوگ ہیں، اور بستی میاں سے کہا کہ

Marfat.com

داروغہ صاحب آپ اپنے میاں صاحب سے کہو کہ ہمارے واسطے بھی کچھ
دعا کریں، انہوں نے حضرت سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ ان سب کو کہو کہ ایک
طرف کھڑے ہوں، پھر انہوں نے الگ ان کو کھڑا کیا، آپ نے فرمایا کہ
سب جنہیں ہاتھ اُٹھا کر اُن کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت
نصیب کرے اور اُن سے راضی ہو، پھر آپ نے اور سب نے دعا کی پھر وہاں
سے رخصت ہو کر اپنے مکان اقامت پر تشریف لائے، جب حضرت علیہ الرحمۃ
بلدۂ الہ آباد میں داخل ہوئے تھے اس کے دوسرے یا تیسرے روز
کہ آپ کی محفل ہدایت منزل میں اُس وقت آدمی بے شمار واسطے دیدار فیض
آثار آپ کے حاضر تھے، اس وقت آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا مولانا
عبدالحی صاحب اور مولانا اسماعیل صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہ جس وقت میں
اپنے تیکہ سے واسطے سفر حج بیت اللہ شریف کے عازم ہوا اُس وقت میری
حویلی اور مسجد کی تمام در و دیوار غم فرقت سے زار زار بے قرار ہو کر رونے لگے
کہ آپ ہم سے جدا ہوتے ہیں میں نے ان کو تسلی دے کر کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد
چند مدت کے پھر آ کر تم سے ملونگا، بعضے مخالفین متبعین کہ وہاں حاضر تھے یہ
سن کر متعجب ہوئے کہ کیا یہ گفتگو خلاف قیاس کرتے ہیں بھلا! اینٹ پتھر در و دیوار
بھی کہیں کسی کے غم فرقت سے روتے ہیں، پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے خفیہ
استفتا لکھا اور ڈاک میں دہلی کو حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز

Marfat.com

کے پاس بھیجا کہ ایک شخص یہاں اس طور خلاف قیاس تقریر کرکے لوگوں
کو اپنے دام فریب میں لاتا ہے اور اپنی کرامت جتاتا ہے ایسے شخص کی کیا سزا
ہے، مولانا صاحب ممدوح پر فتوح نے جواب باصواب تحریر فرما کر بھیجدیا کہ
خاصان خدا کے غم فرقت سے رونا زمین و آسمان کا رونا ثابت ہے چنانچہ
اللہ تعالیٰ اپنے قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے فما بکت علیہم السماء
و الارض اور سنون حنانہ غم مفارقت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے نے رویا تھا جو شخص اس رتبہ کا ہو مسلمانوں کو لازم ہے کہ اُس کی عزت
اور تعظیم کریں اور اُس کی حقانیت کے معتقد ہوں فقط جب اس طرح
کا جواب دندان شکن وہاں سے آیا سب مخالفین مبتدعین اپنے اپنے گریبان
خجالت میں سر ڈال کر رہ گئے یہ حال لوگوں نے بہت چھپانا چاہا مگر ظاہر ہوگیا
ہم لوگوں نے بھی سنا کہ فلانے فلانے پیرزادوں نے اس امر کا دہلی میں شاہ صاحب
ممدوح کے پاس استفسا بھیجا تھا اور وہاں سے ایسا جواب آیا فقط حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ بلدہ الہ آباد میں داخل ہوئے پہلا جمعہ چوک کی مسجد میں پڑھا مسجد کو تاہ
تھی آدمیوں کی گنجائش نہ ہوئی صدہا لوگ کپڑے بچھا بچھا کر بازار میں کھڑے ہوئے
سیر بہت لوگوں کو وہاں جگہ نہ ملی یوں ہی رہ گئے بعد فراغ نماز کے حضرت کو
یہ حال معلوم ہوا آپ کی طبیعت نفیس طبیعت کو کمال ناگوار گزرا آخر آئے لوگوں
سے فرمایا کہ بادشاہی مسجد قلعہ کے سامنے کی بہت وسیع ہے آج سے نماز اسی مسجد میں ہوا
کرے یہ بات آپ کی سب کو بہت پسند آئی اور وہ مسجد خدا جانے کتنی مدت سے

Marfat.com

ویران پڑی تھی ایک آدمی بھی وہاں نماز نہیں پڑھتا تھا پھر آپ نے اُس مسجد
کو پاک صاف کرایا اور دوسرے اور تیسرے جمعہ کو اسی میں جاکر نماز پڑھی اور مولانا
عبدالحئی صاحب مرحوم و مغفور نے وعظ فرمایا تب سے وہیں نماز جمعہ کی ہونے لگی الٰہ آباد
سے کلکتہ تک تمام شہروں اور بستیوں کے لوگوں میں کیا شرفا اور کیا غربا علی العموم برسوں سے
یہ رسم جاری تھی کہ شادی غمی کی دعوت وغیرہ میں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے تو ہندوؤں کی
طرح دیہاتی لوگ پتریوں میں کھلاتے اور اکثر شہر والے مٹی کی رکابیوں میں اور جو کچھ
کھانا بعد کھانے کے بچتا تو اس کو پتریوں اور رکابیوں سمیت گھورے پھینک دیتے جب
حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ میں تشریف لے گئے اور یہ حال لوگوں کا سنا اور دیکھا آپ یہ عادت
نہایت بُری اور ناپسند معلوم ہوئی اول تو اس عادت بد سے شیخ غلام علی صاحب کو منع کیا
اور فرمایا کہ یہ کھانا نعمت الٰہی ہے اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان
کے جھوٹے میں شفا ہے سو اس کو اس طرح ساتھ ذلت و خواری کے پھینکنا جیسے کوئی گندگی
کو پھینکتا ہے کمال بے ادبی اور نہایت بُری رسم ہے یہ بات سُن کر شیخ صاحب نے تو اس
فعل سے توبہ کی اور جن لوگوں نے سنا وہ بھی تائب ہوئے رہے اور لوگ اُن کے واسطے
آپ نے حافظ اکرام الدین صاحب کو تاکید خرید فرمایا کہ ہم نے تم کو اپنا خلیفہ اور واسطے
وعظ و نصیحت مسلمانوں کے حکم دیا ہے سو جہاں کہیں تم وعظ کہنا اور شرک و بدعت
وغیرہ کی بُرائی بیان کرنا وہاں اس بد کی بھی بُرائی ضرور کرنا اور یہ بُری عادت
لوگوں سے چھڑانا مختصر حال خیر مآل بلدہ الٰہ آباد کا تو مذکور ہو چکا اب آگے اس کی

Marfat.com

تیاری ہونے لگی اور حضرت علیہ الرحمۃ نے کشتیوں پر اسباب چڑھانے کی اجازت دی
تمام اسباب قافلے کا دو روز کے اندر پانچوں کشتیوں پر چڑھ گیا پھر عورتوں کو سوار
کرنے لگے کچھ عورتیں تو بعد نماز عشاء کے سوار ہوئیں اور باقی بعد نماز فجر کے سوار
ہونے لگیں اور آپس میں ان کے کچھ پردے اور بے وگی کی قیل و قال ہونے لگی
کہ برقع اوڑھ کر جانا مردوں میں شرم معلوم ہوتی ہے ڈولیوں پر لاکر سوار
نہ کرایا اور مولانا عبدالحی صاحب یہ گفتگو سنی مگر اس وقت خاموش رہے پھر بعد
اس کے سب مرد سوار ہوئے اور ناویں کھولی گئیں موسم برسات کا اور دریا نہایت
طغیانی اور زور پر تھا اور ہوا موافق تھی اسی روز شام کو ناویں مقابل مرزاپور
کے دوسرے کنارے پر جا لگیں اور کنارہ برابر میدان ریت کا تھا سب لوگ اترے
اور وضو کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم اس وقت نماز مغرب اور عشا ملا کر پڑھینگے
پھر اکثر لوگوں نے آپ کے ساتھ دونوں نمازیں پڑھیں اور بعضوں نے فقط مغرب کی پڑھی
پھر سب لوگ سوار ہوئے اور ملاح کشتیوں کو اس پار لے چلے اور جا کر مرزاپور کے نیچے لگایا وہاں
اور بہت کشتیاں سوداگروں کے مال کی تھیں انھیں کے پاس جہاں موقع پایا وہاں کھڑا کر دیا
اور رات بھر وہیں کشتیوں پر سب رہے اور قیل و قال پردے کی رات تک عورتوں میں
باقی تھا پھر بعد نماز فجر کے شیخ عبداللطیف ناگوری مرزاپور کے سوداگر کو ہندوستان
کے شہروں میں ستائیس کوٹھیاں ان کی اور بہت شرفا غربا حضرت کو
لینے آئے اور ہماری کشتیوں کے گرد و پیش جو سوداگروں کے مال و اسباب

Marfat.com

کی ہماری کشتیوں سے پہلے کھڑی تھیں ملاحوں سے کہا کہ ان اور کشتیوں کو یہاں سے ہٹا کر
اور جگہ لے جاؤ، حضرت نے فرمایا کہ نہیں یہ کیا بات ہے ہماری کشتیاں رات کو آئی
ہیں اور یہ پہلے سے یہاں کھڑی تھیں ان کو جہاں ہیں وہیں رہنے دو انہوں نے عرض
کی کہ حضرت یہاں کا یہی قانون ہے کہ جو کسی معزز شخص کی ناؤ آتی ہے تو سو اگرز
کے مال کی ناویں ہٹا دی جاتی ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہم کو یہ قانون تمہارے یہاں
کا پسند نہیں ہے کہ اپنے کو آرام ہو دوسرے کو ایذا دیں اور ایک ناؤ روئی لدی
ہوئی ہماری ناؤ کے برابر تھی آپ نے اس روئی کے مالک سے پوچھا، آپ نے اس روئی
کے مالک سے پوچھا کہ تمہاری ناؤ کو ہٹانے میں کیا نقصان ہے اور یہاں کے رہنے
میں کیا فائدہ، اس نے کہا گودام ہمارا دھ معلوم ہوتا ہے وہیں یہ سب روئی
جاوے گی مزدور لانے کے لئے لوگ گئے ہیں وہ آویں تو دو چار گھڑی میں ناؤ
خالی ہو جاویگی پھر ملاح جہاں چاہے وہ ہٹا کر لگاوے اور جو آپ کہیں اور ہٹا کر
لگائی جاوے تو مجھکو مزدوری زیادہ پڑے گی، آپ نے کہا کہ بس اتنی ہی بات ہے
اس نے کہا اس نے کہا ہاں صاحب یہی بات ہے پھر آپ نے ملاح سے بلا کر پوچھا کہ
اگر روئی اتار لی جاوے پھر تو یہاں کشتی رہنے کا تیرا کام نہیں اس نے کہا میں خدا سے
چاہتا ہوں کہ کب ناؤ خالی ہو کب میں ناؤ یہاں سے لیجاؤں اور وہ گودام اس کا وہاں
چالیس پچاس قدم پر تھا آپ نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہاں بھائیو یہ روئی کے گٹھے
اتار کر ناؤ خالی تو کر ڈالو اتنا آپ کا فرمانا کہ صدہا آدمی اس کشتی میں لپٹ گئے اور وہ روئی کے گٹھے

Marfat.com

اتارنے لگے اور دھنگا دھنگا کر اس کے گودام کے دروازے پہنچانے لگے دو گھڑی کے عرصہ میں ناؤ خالی ہو گئی جو لوگ حضرت کو لینے آئے تھے یہ حال دیکھ کر متعجب ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ لوگ تو عجب طرح کے ہیں کہ روئی والوں سے نہ جان نہ پہچان بے مزدوری للہ فی اللہ اتنا کام اس کا کر دیا بیشک یہ خدا والے لوگ ہیں اور جو ان کو وہابی اور بزرگوں کا منکر کہتے ہیں محض مفتری اور بہتانی ہیں یہ صرف سید صاحب کا اثر ہے پھر کچھ لوگوں نے وہیں دریا پر حضرت سے بیعت کی بعد شیخ عبداللطیف وغیرہ سب مل کر آپ کو شہر میں لے گئے اور شیخ موصوف نے اپنے مکان میں جا کر ٹھہرایا پھر محمد خاں وہاں سے اپنے لوگوں کو لے کر چلے گئے، پھر وہاں بیعت کرنے والوں کا ہجوم ہوا بے شمار لوگوں نے بیعت کی، اس عرصہ میں کئی معزز صاحبوں نے آپ سے عرض کی کہ یہ جو محمد خاں ابھی یہاں سے اپنے لوگوں کو لے کر گئے ہیں نامداروں میں تو نہیں مگر بڑے جتھے والے اور نامی ہیں اگر تو خود ان کی برادری اور عزیز و اقربا ہیں سو ان کے اور بستی والے شریک اور طرفدار ہیں اب سب بدعتیوں کے سرگروہ ہیں اگر کسی طور یہ راہ راست پر آ جاویں تو گویا تمام شہر پاک ہو جاوے آپ ان کے لئے دعا کریں تو خوب ہو، آپ نے فرمایا کہ ہدایت کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے میرے قابو کی یہ بات نہیں، اس میں سب لوگ بیعت کرنے لگے بعد کچھ دیر کے پھر لوگوں نے وہی دعا کا سوال کیا، آپ کچھ دیر سکوت میں رہے بعد اس کے فرمایا اچھا سب بھائی مل کر ان کے لئے دعا کرو اور آپ بھی ہاتھ اٹھا کر ساتھ ان مضمون کے دعا کرنے لگے کہ الٰہی ہدایت ہم سب کی تیرے قبضہ میں ہے ہم سب لوگوں کو ہدایت کر اور اپنی صراط مستقیم

Marfat.com

پر ثابت قدم رکھ اور ہم کو اور اُن کو اپنے غلاموں اور فرماں بردار لوگوں میں شمار
کر اور دین محمدی کا تا بعدار کر اور تو ہم سے راضی ہو اور برائیاں ہماری دور کر
اور حلال روزی ہم کو اور اُن کو عطا فرما اور نفاق سے ہم کو اور اُن کو بچا
اور اسی اقسام کے بہت الفاظ فرمائے مگر وہ یاد نہیں پھر بعد فراغ دعا کے
انہیں لوگوں میں سے کسی نے جاکر محمد خاں سے جاکر کہا کہ شیخ عبداللطیف
کے مکان پر ابھی تمہارے لئے سید صاحب سے یوں دعا کرائی اس میں بے ڈرے
اور کئی شخصوں نے جاکر یہی کیفیت بیان کی خاں صاحب موصوف یہ حال خیر مآل
سُن کر اپنے دل میں کمال متعجب اور خوش ہوئے پھر جب وقت نماز ظہر آیا
حضرت علیہ الرحمۃ نے شیخ عبداللطیف سے پوچھا کہ نماز کہاں پڑھیں اُنہوں نے عرض
کی کہ اس محلہ میں دو مسجدیں ہیں ایک تو میری اور دوسری محمد خاں کی آپ نے فرمایا
کہ ہم اُسی مسجد میں چل کر نماز پڑھیں گے، یہ خبر محمد خاں کو ہوئی کہ سید صاحب نماز کو اُس وقت
تمہاری مسجد میں آوینگے، اُنہوں نے اپنی برادری والوں سے کہا کہ اس وقت سید صاحب نماز کو یہاں
تشریف لاوینگے تم بھی سب فاخرہ کپڑے بدل کر یہیں حاضر ہو، پھر سید صاحب وہاں تشریف
لے گئے، سب نے وضو کر کے سنتیں پڑھیں، موذن نے اقامت کہی اور اس مسجد میں جو امام مقرر
تھے وہ نیک بخت اور دیندار شخص تھے اُنہوں نے حضرت سے عرض کی کہ آپ امامت
کریں، آپ نے فرمایا کہ تم اس مسجد کے امام ہو حق تمہارا ہے، اُنہوں نے کہا کہ لائق اور سزاوار
امامت کے آپ ہیں آپ ہی پڑھاویں آپ کے ہوتے ہوئے مجھکو لائق نہیں کہ امامت

Marfat.com

کردوں، پھر سید صاحب نے نماز پڑھائی، پھر بعد فراغ نماز اور دعا کے آپ مصلی پر جانب مشرق سب کی طرف منہ کرکے بیٹھے، محمد خاں نے عرض کی کہ حضرت میری خطا معاف ہو آپ کی خدمت میں مجھ سے بہت گستاخیاں اور بیگانیاں ہوئیں یہ سب کہنے سننے لوگوں کے، آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے بھائی ہیں اور تم ہمارے بھائی ہو گستاخی اور خطا تمہاری کچھ نہیں ہے، پہلے محمد خاں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اس کے بعد جوان کے عزیز و اقربا اور یار و آشنا تھے سب نے بیعت کی، بعد اس کے مولانا عبدالحی صاحب نے وعظ فرمایا اسی مجلس میں ایک عورت فاحشہ کسبن اپنے پیشہ ناپاک سے تائب ہو کر مرید ہوئی اور کہنے لگی کہ اب میں آپ ہی کے قافلہ میں رہونگی، یہاں میرے رہنے کی کوئی صورت نہیں، آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے چلو پھر آپ وہاں سے اس کو ساتھ لے کر کشتیوں کے پاس آئے اور سید عبدالرحمن سلمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ اس نیکبخت کو پہلت والوں کی ناؤ میں کہیں بٹھا دو وہ اس کو لیکر گئے کہ اس ناؤ پر اس کو کہیں بٹھا دیں، سب عورتیں چیخ چلانے لگیں کہ یہاں کوئی خالی جگہ نہیں اور ناؤ پر لے جاؤ، سید صاحب موصوف نے جاکر حضرت علیہ الرحمۃ سے یہ عرض کی، آپ نے فرمایا کہ مولوی وحیدالدین صاحب سے کہہ کر اسی ناؤ پر کسی جگہ بٹھا دو پھر انہوں نے جاکر مولوی صاحب ممدوح سے کہا، انہوں نے عورتوں سے کہا وہ عورتیں کہنے لگیں کہ یہ عورت بازاری فاحشہ ہے ہم تو اپنی ناؤ پر نہ بٹھائیں گے سید عبدالرحمن انہیں نے یہ حال حضرت سے جاکر عرض کیا، مولانا عبدالحی صاحب

Marfat.com

نے یہ بات سنی اور وہاں سے اُٹھ کر قریب ناؤ کے گئے اور سب عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تم اس نیکبخت کو اپنی ناؤ پر کیوں نہیں بٹھاتی ہو آج اس نیکبخت نے سب بُرے کاموں سے توبہ کی اس وقت یہ تم سب سے افضل ہے اور جو کچھ خدا رسول کا شرعی حکم تم سب پر ہے وہی اس پر ہے اُن سب نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو اس کو پردہ کرا کے چھت پر الگ بٹھا دو، مولانا صاحب نے کہا کہ چھت پر تم میں کوئی کیا نہیں بیٹھ سکتی وہی کیوں نہ جا کر بیٹھے اس میں کچھ اور زیادہ گفتگو ہوئی، مولانا صاحب نے خفا ہو کر کہا کہ ان میں جو عبدالحئی کی بی بی ہو وہ چادر اوڑھ کر ناؤ سے اُتر آوے تین بار یہی کلمہ فرمایا دو بار کہنے سے تو وہ نہیں اُتریں تیسرا کر جب مولانا صاحب نے کہا کہ جس طور سے شرعی پردہ ہم نے بتا دیا ہے اُسی طور چادر اوڑھ کر چلی آوے پھر اسی طرح سر سے پاؤں تک چادر اوڑھ کر مولانا صاحب کی بی بی ناؤ سے اُتر کر خشکی میں کھڑی ہوئیں، مولانا صاحب ان سے کچھ دور کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ کیا گھر میں ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اس سفر حج میں تم کو چکی بھی پیسنی پڑے گی روٹی بھی پکانے ہو گی جو کار ضروری ہیں سب کرنے ہونگے پیروں بھی چلنا ہو گا جب تم نے سب قبول کیا تب ہم نے تم کو ساتھ لیا اس عرصہ میں دور سید صاحب نے یہ معاملہ دیکھا وہیں سے پکار کہا کہ ہاں ہاں مولانا صاحب یہ تم نے کیا حرکت کی یہاں تشریف لاؤ مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت آتا ہوں یہ جواب

Marfat.com

دے کر لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی کہ دیکھو عبدالحئی کی بی بی
یہ کھڑی ہے اور شرعی پردہ موافق حکم خدا اور رسول کے اس کو کہتے ہیں
اور یہ کلام تین بار فرما کر اپنی بی بی صاحبہ سے کہا کہ اب وہیں ناؤ میں جا کر
بیٹھو پھر وہ ناؤ میں آئیں اور آپ سید صاحب کے پاس تشریف لے گئے پھر وہاں
سے مولانا محمد اسماعیل صاحب اسی ناؤ کے قریب آکر کھڑے ہوئے اور مولوی وحیدالدین
صاحب سے کہا کہ ہماری بہن رقیہ سے کہہ دو کہ اس عورت کو اپنے پاس
بلا کر بٹھالیں اور اس کو نیک بات کی نصیحت کریں اور دین اسلام کی باتیں
سکھلاویں بی بی رقیہ بھی یہ باتیں سنتی تھیں، مولوی وحیدالدین صاحب سے کہا کہ بھیا
سے کہدو کہ یہاں بھیجدو، پھر مولوی صاحب نے مولانا صاحب سے کہا انہوں نے اس عورت
کو اس ناؤ پر سوار کرادیا پھر سید صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ اس عورت کو
ناؤ میں بٹھا دیا، پھر اس کے اگلے روز آپ شیخ عبداللطیف کے مکان پر تشریف
لے گئے، شیخ صاحب موصوف نے اپنے اہل و عیال کو مرید کرایا اور آپ مرید ہوئے
اور ایک تھالی میں چار روپے لاکر سید صاحب کے آگے دھرے اور کہا یہ
روپے زکوۃ کے ہیں جن کو آپ مناسب جانیں اپنے لوگوں میں بانٹ دیں اور
اسی روز شام کو محمد خاں کے مکان پر ان کے بھائی بندوں نے آپس میں
مل کر قریب تین سو آدمیوں کے دعوت کی، بعد تناول طعام کے آپ نے محمد
خاں سے فرمایا کہ خان بھائی دعوت تم نے خوب کی اور کھانا تمہارا
بڑے مزے کا پکا خاں ممدوح نے عرض کی کہ ان سب بھائیوں نے مل کر دعوت

Marfat.com

کی ہے میں اس لائق کہاں کہ آپ کی دعوت کروں میں فقط پندرہ روپے
مہینہ کا ایک گوشائیں کے پاس نوکر ہوں اس تنخواہ میں میرا ہی خرچ
پورا نہیں پڑتا سو میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے میری نیت ہے کہ اس
کافر کی نوکری چھوڑ دوں اللہ تعالیٰ رازق ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم خدا کے
واسطے یہ نوکری چھوڑ دو گے تو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تم کو بہتر روزی دیگا
شیر محمد خاں نے عرض کی کہ حضرت یہاں شادی غمی محرم وغیرہ کی شرکت و بدعت میں
مجھ کو لوگوں نے الگ تنگ کر رکھا ہے اور حالانکہ یہ سب میری برادری والے
یہاں حاضر ہیں یہی کرتے ہیں اور یہ بھی سب آپ کے مرید ہوئے اور میں بھی اب آپ ان
کو نصیحت کر دیں کہ ان سب باتوں سے باز آویں یا آپ ان کو میرے سپرد کر دیں کہ
میں ان کو نصیحت کرتا رہوں آپ نے فرمایا بہت خوب آپ کو ہم نے اس بات کی
اجازت دی اور سب سے پکار کر کہہ دیا کہ بھائیو جو کچھ تم شادی غمی محرم وغیرہ
میں خلاف شرع کام کرتے ہو سب چھوڑ دو اور جو محمد خاں تم کو نصیحت کیا کریں
اس کو مانا کرنا اور جو نہ مانو گے تم جانو ہمارا کیا نقصان جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے
یہ بات سن کر ان لوگوں نے آپس میں مشورت کر کے اسی وقت بہت چوتڑے
تنتڑے رکھنے کے کھود ڈالے اور بعضوں نے اگلے روز بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ
نے ایک روپیہ برکت کا محمد خاں کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو بحفاظت تمام
روپوں کی تھیلی میں دھرنا اور خرچ نہ کرنا اس کی برکت سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بہت روپے دیگا' پھر آپ وہاں سے شیخ عبداللطیف کے مکان پر
پر آئے اور وہیں نماز عشا کی پڑھی اور کچھ دیر بیٹھے خدا بخش نام ناگور کے میاں جی
شیخ صاحب موصوف کے جو لڑکوں کو پڑھاتے تھے' اُنہوں نے حضرت سے عرض
کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو اور دین دنیا
میں مجھکو فلاح دے' آپ نے ہنس کر فرمایا کہ تم تو آپ میاں جی ہو! اور تم کو معلوم
ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا خزانہ ہے اسی میں سے کوئی آیت پڑھا
کرو' اُنہوں نے عرض کی کہ بیشک قرآن مجید نعمتوں کا خزانہ ہے مگر آپ جس
آیت کی اجازت دیویں میں پڑھا کروں' آپ نے فرمایا کہ ہر روز "انّ اللہ
ھوالرزاق ذوالقوۃ المتین" گیارہ سو بار اور گیارہ گیارہ بار اول و آخر
درود پڑھا کرو اللہ تعالیٰ تمہارا مقصود دنیا کا پورا کریگا اور واسطے فلاح
آخرت کے "سلامٌ قولاً من رب الرحیم" پڑھا کرو اور وہیں شیخ صاحب موصوف
کی مسجد کے امام بھی حاضر تھے یہی سوال اُنہوں نے کیا اور امام ممدوح کے ایک
بھائی تھے اُنہوں نے بھی اسی بات کی عرض کی' آپ نے دونوں کو اجازت دی کہ تم
بھی یہی وظیفہ پڑھا کرو تمہارا بھی مقصود اللہ تعالیٰ برلاویگا پھر ان سب نے کہا
کہ اب آپ دعا کریں' پھر آپ ننگے سر ہو کر دعا کرنے لگے اور سب حاضرین مجلس
آمین کہنے لگے' پھر بعد فراغ دعا کے آپ وہاں سے کشتی پر تشریف لائے اور سو
رہے' صبح کو پھر واسطے نماز فجر کے شیخ موصوف کی مسجد میں گئے اور وہاں
سے تھوڑی دور شیخ ممدوح کا نیبو نارنگی امرود کیلے وغیرہ کا باغ تھا بعد فراغ نماز حضرت کو

Marfat.com

وہاں لے گئے اور وہاں ایک پختہ مکان بنوایا تھا اُس میں بٹھایا اور دو تین لوٹکری امرود اُسی باغ کے لاکر آپ کے روبرو رکھے، آپ نے اپنے لوگوں کو تقسیم کرا دئے، بعد اس کے شیخ عبد اللطیف نے اس باغ کی زمین کا حال بیان کیا کہ اس طرح کی زمین ناکارہ اور خراب ہے کہ صدہا روپے میں نے اس باغ کے اوپر خرچ کئے درخت اس کے رونق نہیں پکڑتے ہیں اور نہ موافق خدمت کے بڑھتے ہیں اور حاصل اس میں موافق خرچ نوکروں کے بھی نہیں ہوتا اور یہ باغ میں نے اپنی والدہ کے نام کا بڑے شوق سے لگایا تھا اور جو گرد و پیش باغ ہیں اُن کی بھی زمین کا یہی حال ہے سو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس کے واسطے دعا کریں، یہ گفتگو سُن کر آپ وہاں سے اُٹھے اور اِدھر اُدھر جہل قدمی کرنے لگے اور مالیوں سے پوچھنے لگے کہ تم کتنی مدت سے اس باغ کی خدمت کرتے ہو اور زمین تو اس باغ کی بہت اچھی ہے، اُنہوں نے عرض کی کہ یہ باغ تو ہمارے ہی ہاتھوں کا لگایا ہے تب ہی سے ہم خدمت بھی کرتے ہیں، آپ نے شیخ عبد اللطیف سے کہا کہ اس زمین میں تو کچھ نقصان نہیں معلوم ہوتا بات یہ ہے کہ تم اس کی زکوٰۃ نکالو، اُنہوں نے پوچھا کہ زکوٰۃ اس کی کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ اب کی سال جو کچھ میوہ اس کا پیدا ہو وہ سب مسکینوں محتاجوں کو بانٹ دو بعد اس کے دوسرے سال جو میوہ پیدا ہوا کرے اُس کو اپنے صرف میں لایا کرو مگر اس میں بھی کچھ تھوڑا دیا کرنا پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس باغ کا حال دیکھیا کہ اس کے گرد و پیش

Marfat.com

کے باغ والوں کو تعجب ہوگا کہ یہ وہی باغ اور زمین ہے یا کوئی اور بلکہ تم سے پوچھینگے کہ تم کیا خدمت کرتے ہو جو تمہارا باغ اس طرح کا سرسبز اور تازہ ہوگیا شیخ صاحب نے آپ کے فرمانے کو قبول کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا، پھر آپ وہاں سے کشتی پر تشریف لائے، اور تکملہ مرزا پور کے احوال کا یہ ہے کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ نے بیت اللہ شریف سے آکر سفر ہجرت کا اور ولایت افغانستان میں جاکر بیچ کاروبار جہاد فی سبیل اللہ کے مشغول ہوئے وہاں سے واسطے کسی کار کے مجھ کو ہندوستان میں بھیجا وہاں سے میں مرزا پور کو آیا محمد خان کو بہت خوشحال اور فکر معاش سے فارغ البال پایا کہ ایک کرتا پہنے عمامہ باندھے تھے اور داڑھی سینہ تک میں نے نوکری چاکری کا حال پوچھا، اُنہوں نے کہا کہ جب یہاں سے کوچ کرکے سید صاحب بیت اللہ شریف کو روانہ ہوئے بعد چند روز کے میں اس گسائیں کی نوکری چھوڑ کر اپنے گھر بیٹھ رہا ایک روز اُس نے مجھکو بلا کر پوچھا کہ تم نے ہمارے یہاں کا آنا کیوں موقوف کیا، میں نے اس سے کہا کہ میں سید صاحب کا مرید ہوں اور سب بُرے کاموں سے توبہ کی ہے اور نوکری بیگانی تابعداری ہے اس میں درست نادرست سب کام کرنا پڑتا ہے اگر وہ نہ کرو تو وہ ناخوش ہوتا ہے اور کرو تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اسی خیال سے میں بیٹھ رہا یہ تقریر سُن کر وہ گوسائیں بہت خوش ہوا کہ تم نے خوب کام کیا اور کہا اب تم میرے یہاں بطور نوکری چاکری کے نہ آیا کرو اور ایسے آپ کا گھر ہے جب چاہے آؤ اور میرے یہاں جو پندرہ روپے ماہواری مقرر ہے وہ تمہارے گھر بیٹھے پہنچا کرینگے

Marfat.com

تب سے ماہ بماہ پندرہ روپے مجھ کو بھیجدیتا ہے سوا اس کے اور اللہ تعالیٰ
ادھر اُدھر سے کچھ خرچ بھیجدیتا ہے غرض کہ باخوبی گذر ہوتی ہے اور جو
سید صاحب نے برکت کا روپیہ دیا تھا وہ بھی میرے یہاں موجود ہے
یہ سب اُسی کی برکت ہے' اور اپنی برادری میں میں نے یہ دستور مقرر کیا ہے
جن بھائیوں نے شرک و بدعت اور تعزیہ داری سے توبہ کی ہے اگر اُن میں
کوئی کسی کے تعزیہ میں شریک ہوا اور مجھ کو اس کی خبر ملی تو پچیس روپے
واسطے دعوت برادری کے لئے جاویں اور جو عشرہ محرم کے کھچڑا پکاوے یا
شربت کرے اُس سے گیارہ روپے جرمانہ لئے جاویں اور جو کسی کا تعزیہ
دیکھنے جاوے اُس کے جرمانہ میں ایک ماالمعلوم کو ایک مہینہ اپنے گھر سے کھانا کھلاوے
اور جس کی ایک وقت کی نماز قضا ہو جاوے اس کے تیس زبردست لگائے جاویں سو
اس خوف سے سب لوگ شرک و بدعت چھوڑ کر پکے سنی موحد خدا کے فضل سے ہو گئے
ہیں اور شیخ عبداللطیف کے عزیزوں میں کوئی فوت ہو گیا تھا اُس کے چھ ماہی
کے کھانے کی تدبیر شیخ ممدوح کر رہے تھے یہ خبر سُن کر محمد خاں اُن کے پاس آئے
اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم چھ ماہی کے کھانے کی تیاری میں ہو اُنہوں نے کہا
ہاں کچھ ہے تو سہی خاں صاحب موصوف نے کہا کہ ہم نے اور تم نے سید صاحب
کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہر ایک بدعت اور بُری بات سے توبہ کی ہے اور چھ ماہی
برسی سوم دہم چہلم وغیرہ بدعت ہے تم کو لائق ہے کہ یہ کھانا نہ کرو اس سے
اوروں کو سند ہو گی اگر بہ نیت ثواب کے کرتے ہو تو مسکینوں محتاجوں کو جو تم

Marfat.com

سے ہو سکے نقدی دیدو کہ اُس میں اُن کے بہت ضروری کام نکلیں گے تم کو ثواب ہو گا اور اگر تم کروگے تو ہم کوئی تمہارے یہاں نہ آوینگے اور نہ کھاوینگے اور آج ہماری تمہاری دوستی موقوف، یہ گفتگو سُن کر ان کو تردد ہوا اور اپنے لوگوں سے اس کا مشورہ کیا کہ محمد خاں یوں کہتے ہیں آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ کچھ روپے نقد اور کچھ کپڑا محتاجوں کو تقسیم کر دیا چاہیئے اور محمد خاں اور اُن کے بھائی سیدوں کو بلا کر اس کا مشورہ کیا اور اپنے اپنے یہاں سے رسم غمی کا کھانا یک قلم موقوف کر دیا اور شیخ عبداللطیف مجھکو اپنے باغ میں لے گئے اور ہنس کر کہا کہ بھائی دین محمد یہ وہی باغ ہے کہ اُس زمانہ میں تم نے دیکھا تھا کہ ہر ایک درخت سر مردہ اور بے رونق تھا اور جو درخت اس زمین میں لگایا جاتا تھا سرسبز نہ ہوتا تھا اور اب اس کا یہ حال ہے کہ ہر درخت سرسبز اور شاداب اور بارونق ہے اور جو درخت اس زمین میں بویا جاتا ہے تھوڑی خدمت میں جلد تیار ہو جاتا ہے اور میوہ بھی بافراط ہوتا ہے ہر قسم کا میوہ رنگا رنگی رنگترہ امرود شریفہ کیلہ آم جامن وغیرہ اور باغوں کے مالی مجھ سے آکر اکثر پوچھتے ہیں کہ تم کیا خدمت کرتے ہو کہ تمہارا باغ اس طرح کا ہو گیا میں اُن سے کہتا ہوں کہ خدمت تو وہی ہے جو تم سب اپنے باغوں کی کرتے ہو مگر اس کے واسطے ہمارے پیر و مرشد نے دعا کی تھی اُسی کا برکت کا یہ اثر ہے میں جب تک اس شہر میں رہا کئی بار مجھ کو اس باغ میں لے گئے اور سب میوے جو اس موسم کے تھے کھلائے، اور شیخ جی کے جو میاں جی خدا بخش جو امام مسجد کے تھے ان کو جو دیکھا تو اپنے گھر سے بہت خوشحال اور فارغ البال تھے شیخ موصوف نے اپنے روپوں سے ہزار روپے کی تجارت اُن کے لئے جدی مقرر کر رکھی تھی کہ سال بھر میں جو کچھ نفع ہو اس

Marfat.com

میں نصف نصف دونوں تقسیم کرلیں سودہ دونوں صاحب کہتے تھے کہ کسی سال ڈھائی سو روپے نفع کے ہوتے ہیں اور کسی سال پانچ سو ہم دونوں آدھے آدھے بانٹ لیتے ہیں اس میں ہمارا باخوبی گذارا ہوتا ہے انتہیٰ مرزا پور میں چھ سات مسلمان خشت پزوں کے تھے اور بڑے توانگر اور دولت ور تھے اور ہر کسی کے پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گدھے خچر بھی تھے جو ان سے اینٹیں مول لیتا اور مزدوری باربرداری کی دیتا وہ اپنے نوکروں سے انھیں گدھوں خچروں پر اینٹوں کو لدوا کر اس کے یہاں پہنچوا دیتے تھے اور انھیں پر وہ نوکر جا کر بعد کو گوبر گھاس بھوس ادھر ادھر سے لادتے تھے اور پزوہ لگا کر اینٹیں پکاتے تھے یہی ان کا پیشہ تھا اور اس شہر میں وہ گدھے والے کر کے مشہور تھے اگرچہ وہ اپنی قوم کے شریف تھے مگر بسبب حقارت اور کراہت اس نام اور پیشہ کے مرزا پور کے کوئی مسلمان شرفا اور غربا اُن کے گھر کا کھانا پانی نہیں کھاتا پیتا تھا اور نہ اُن کی شادی غمی میں جاتا اور نہ اپنے میں اُن کو بلاتا' جس وقت حضرت امیر المومنین علیہ تحیۃ اس شہر میں تشریف لے گئے اور وہاں کے ہزاروں مسلمانوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت اور عنایت الٰہی سے ہدایت پائی ان لوگوں نے بھی آکر حضرت سے عرض کی کہ آپ ہمارے غریب خانہ میں تشریف فرما ہوں اور ہم کو بھی اپنے شرف بیعت سے مشرف کریں' آپ نے قبول کیا' وہاں کے مسلمانوں نے عرض کی کہ آپ ان کے یہاں نہ جاویں یہ لوگ گدھے والے ہیں' کوئی مسلمان شہر کا ان کے گھر کا کھانا پانی نہیں کھاتا پیتا' آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے بھی

Marfat.com

تو مسلمان بھائی ہیں اور حلال پیشہ کرتے ہیں اس پیشہ میں کچھ بُرائی نہیں ہے اور نہ کچھ عیب اس کو معیوب جاننا بہت معیوب ہے اس لئے کہ گدھے خچر پالنا اور ان کا کاروبار سنت ہے، اولیا نے گدھے خچر پالے ہیں اور ان پر سوار ہوئے ہیں بلکہ اب تک حرمین شریفین میں یہی دستور ہے اور اکثر مسلمان شرفا غربا سب پالتے ہیں اور ان پر سوار ہوتے ہیں اور اکثر وہاں یہی سواری ہے یہ خیال فاسد تم کو اپنے دلوں سے دور کرنا چاہیئے اور بہت اس امر میں نصیحت اور فہمائش کی اور ان خستہ پیروں کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہم تمہارے یہاں آوینگے اور دعوت کھاوینگے، پھر ایک روز وے لوگ آپ کو اپنے یہاں لے گئے اور آپ نے بیعت کی اور اپنی عورتوں کو بھی مرید کروایا اور آپ کی دعوت کی جب آپ تناول طعام سے فارغ ہوئے تو وے لوگ ایک تھالی میں تین سو یا چار سو روپے آپ کی نذر کو لائے اور بہت سے کمخاب گلبدن شروع جامدانی محمودی ململ وغیرہ کے تھان، آپ نے کچھ نہ لیا اس میں بہت سا اُنہوں نے اصرار کیا، آپ نے کسی طرح نہ مانا اور اُن کے مکان سے اُٹھ کر جہاں اُترے تھے وہاں تشریف لے گئے، سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کے خواہرزادے تشریف کچھ دیر وہاں ٹھہرے ان لوگوں نے عرض کی اور اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھیں کہ اس نذر کو آپ قبول فرمالیویں، انہوں نے فرمایا کہ سید صاحب نے تمہاری نذر نہیں لی میں کیونکر لوں یہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہوگا، پھر انھوں نے کہا کہ تم حضرت کے بھانجے ہو یہ روپے اور تھان ہم تم کو دیتے ہیں، اُنہوں نے فرمایا کہ فی واقع تم سچ کہتے ہو میں اُن کا بھانجا ہوں مگر میں نہ لونگا

Marfat.com

یہ کہہ کر وہ بھی وہیں تشریف لے گئے جہاں سید صاحب تھے اور یہ ماجرا بیان کیا' آپنے ان کو بلوا کر ہر طور سے سمجھایا اور فرمایا کہ تم اس بات سے دلگیر نہو ہم نے جو تمہاری نذر نہ لی سبب اس کا یہ ہے کہ اگر ہم لیتے تو سب لوگ تمہارے شہر کے یہی جانتے کہ سید صاحب فقط روپوں کے لالچ سے اُن کی دعوت کھانی ورنہ کبھی نہ کھاتے اور اب انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی تمہارے گھر کے کھانے پانی کو مکروہ نہ جانینگے اور کھاوینگے پیوینگے' یہ بات سُن کر وہ لوگ راضی ہوئے اور ان کے دل کی کدورت جاتی رہی' پھر اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ نے وہاں سے کوچ کی تیاری کی' شیخ عبداللطیف بھی اپنی والدہ کو لے کر اور اُن کے میاں کے واسطے حج کے آپ کے ساتھ ہوئے کوئی اور اپنی ایک چھوٹی سی ناؤ جلدی کرایہ کرکے اور کچھ مال تجارت اس میں دھرے کے سوار ہوئے' پھر سوا دن چڑھے سب ناویں کھل کر مرزاپور سے روانہ ہوئیں' شام کو ایک جگہ لب دریا سندوں کا بتخانہ تھا وہاں کوئی گانوں تھا اور نہ گھاٹ وہیں ملاحوں نے ناویں لگائیں اور رات بھر وہیں رہیں اگلے روز کچھ دن چڑھے ناویں چنار گڑھ میں پہنچیں وہاں تین مقام ہوئے کئی سو آدمیوں نے بیعت کی اور پانچ وقت پانچ جگہ ضیافت ہوئی ایک تو تماکو والے کے یہاں اور دوسری ایک چودھری کے یہاں جس سے چاولوں کی منڈی کا علاقہ تھا اور اُس کے کوئی لڑکا بالا نہ تھا واسطے اولاد کے آپ نے دعا کی اور تیسرے شہر کے چودھری کے یہاں اور تینوں کو حضرت نے خلافت نامہ دے کر اپنا خلیفہ کیا اور چوتھے

Marfat.com

قلعہ کے سپاہیوں نے ضیافت کی اور پانچویں قلعہ کے خلاصیوں نے ضیافت کی
اور ان دونوں فرقوں سے آپ نے تین شخصوں کو خلافت نامہ دے کر اپنا
خلیفہ بنایا اور تکملہ یہاں کے احوال کا یہ ہے کہ جب حضرت سفر حج سے آئے اور
یہاں سے ہجرت کر کے واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے ولایت افغانستان میں
تشریف لے گئے اور وہاں سے مجھ کو واسطے کسی کام کے ہندوستان بھیجا جب
وہاں سے چنا وگڑھ میں آیا اور اپنے پیر بھائیوں میں ملا اور چاولوں کے
منڈی لے چودھری سے ملاقات ہوئی میں نے ان کی خیر و عافیت پوچھی
اور انہوں نے اپنا حال بیان کیا کہ جب سید صاحب حج کو جاتے تھے
اس وقت میرے لڑکا بالا کوئی نہیں پیدا ہوا تھا یہ حال میں نے سید صاحب سے عرض
کیا آپ نے میرے واسطے دعا کی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو ایک لڑکا
دیا اور ایک لڑکی اور ان دونوں کو لاکر میرے سامنے کھڑا کیا کہ یہ ہیں اور
آپ نے آسودگی اور مالداری کا بیان کیا کہ عنایت الٰہی سے اپنی کئی ناویں چلتی
ہیں یہاں سے مال تجارت کا کلکتہ کو بھیجتا ہوں اور وہاں سے چاول منگاتا
ہوں اور یہ سب حضرت کی دعا کی برکت ہے اور اسی طرح اس تماکو والے
سے جب ملاقات ہوئی اس کا کارخانہ دیکھا کہ ہزاروں روپے کی سوداگری
ہوتی تھی اور مراقبہ اور مشاہدہ میں بڑا شیخ کامل ہو گیا تھا بہت لوگ
اس کے مرید رشید تھے اور ہر ایک کو نسبت باطنی حاصل تھی اور یہ موحد اور متبع
سنت تھے اور ہر روز وہاں کے لوگ اپنے بیمار لڑکوں کو اس کے دروازہ پر لاتے تھے جس

Marfat.com

کچھ کلام الٰہی پڑھ کر دم کر دیتا اُس کو فضل الٰہی سے آرام ہو جاتی اور وہ
کہتے تھے کہ مجھکو ایک بار حضرت نے اپنے ساتھ کھلایا اور میرے لئے دعا کی یہ اسی برکت
کا اثر ہے پھر میں شہر کے چودہری کے مکان پر گیا تو وہاں ایک امیرانہ کارخانہ دیکھا
کہ کرسیاں مونڈھے تخت بچھے ہیں اور ایک دربار سا لگ رہا ہے نوکر چاکر خدمتگار موجود
ہیں میری بڑی مہمانی اور خاطرداری کی اور کہا کہ بھائی دین محمد یہ سب کچھ سید صاحب
کی دعا کا اثر ہے پھر ان تینوں صاحبوں نے آپس میں صلاح کر کے ایک عرضی لکھ کر
مجھکو دی کہ حضرت کو جا کر دینا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ جو کچھ آپ نے ہم کو تعلیم کیا
تھا اُس کے موافق اپنی شادی غمی کے کاروبار میں کرتے ہیں یعنی موافق سنت کر کے
ہر ایک کام کرتے ہیں اور شرک و بدعت کی کوئی چال نہیں ہونے پاتی انتہیٰ پھر چوتھے
روز وہاں سے ناویں کھلیں کچھ دیر میں بنارس میں جلسائیں گھاٹ پر جا کر پہنچیں آپ
نے عبدالرحیم کاندھلہ والے سے کہا کہ جا کر مرزا کریم اللہ بیگ اور حکیم سلامت عیسیٰ
سے ہمارا سلام کہو اور حکیم صاحب کی پینس مانگ لاؤ اور ان سے کہیو کہ تم کو یہاں
نہ آنا ہم کندی گروں کی مسجد میں آ کر ٹھہرینگے وہاں آ کر ملاقات کرنا پھر وہ گئے
اور آپ کا سلام اور پیام پہنچا کر پینس لائے آپ اس پر سوار ہو کر چند آدمیوں سے
کندی گروں کی مسجد میں گئے اور وہیں لوگ ملاقات کو آنے لگے پھر کچھ دیر میں
وقت ظہر کا ہوا اور بعد فراغ نماز کے آپ سے لوگوں نے عرض کی کہ مکان جو
مسجد سے ملا ہوا ہے اس کو ہم نے آپ کے اہل و عیال کے لئے خالی کرایا ہے اور یہ مکان بڑا وسیع ہے آپ چل کر

Marfat.com

دیکھ لیں پھر آپ اس مکان میں تشریف لے گئے اور اس کو دیکھ کر بہت خوش
اور پسند کیا اور اُن لوگوں کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تم کو خیر لے خیر دے اور
جہاں ناویں لگیں تھیں اس گھاٹ پر مسلمانوں کے مردے جلائے جاتے تھے
اس سبب سے ناویں وہاں سے ہٹا کر اور گھاٹ لگیں، بعد نماز مغرب کے حضرت کشتی
پر آئے، کچھ دیر کے بعد مرزا بلاقی اور مرزا حاجی جو بنارس میں شاہزادے
تھے ان کا آدمی آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ کو مرزا بلاقی اور مرزا حاجی
نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم بعد نماز عشا کے بجرے پر سوار ہو کر خفیہ
آپ کی ملاقات کو آویں گے اور یہ ہمارے بجرے کا پتہ ہے کہ لال بین اس پر
روشن ہوگی، آپ نے فرمایا کہ بہتر آویں ہمارا بھی اُن سے سلام کہنا پھر
اس آدمی کو رخصت کیا وقت موعود پر ان کا بجرا آپ کی ناؤ کے قریب آیا
آپ اپنی ناؤ سے اُس پر تشریف لے گئے اور اُن سے ملے اور کچھ دیر تک اُن سے
باتیں کیا کئے، پھر وہاں سے اپنی ناؤ پر آئے اور وہ بجرے پر سوار ہو کر اپنے مکان
کی طرف چلے گئے اور کچھ مجرد لوگ کنڈی گردن کے مسجد میں اُترے اور کچھ بسیسر
کی مسجد میں اترے اور ناؤں پر سے سب اسباب اُتروالیا بنارس ہی تک
اور حضرت علیہ الرحمۃ کسی وقت کنڈی گردن کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے
اور کسی وقت بسیسر کی مسجد میں، یہ دو مسجدیں ہیں ایک کنڈی گردن کی مسجد مشہور
ہے اور دوسری بسیسر کی، زبانی معتبر لوگوں کے یوں معلوم ہوا اور یوں ہی ہے کہ
بسیسر نام ایک بت کا ہے پہلے اس کا مندر وہاں تھا جہاں کنڈی گردن کی مسجد ہے

Marfat.com

سلطان ابراہیم شرقی جونپوری نے اس کو توڑ کر یہ مسجد تعمیر کی چنانچہ کچھ دیوار
اس مندر کی پشت میں اس مسجد مذکور کی موجود ہے پھر ہندوؤں نے اس بت کا
دوسری جگہ اور مندر بنایا اس کو بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب غازی نے توڑ کر یہ مسجد
تعمیر کی جواب بسبسر کی مسجد مشہور ہے چنانچہ اس مسجد کی دیوار بھی اس مسجد کی پشت
میں موجود ہے اور اس بت کو لوگوں نے اسی مسجد کے نزدیک جو کنواں ہے اس میں
ڈال دیا سو اب تک اس کنویں کو ہندو لوگ پوجتے ہیں منقول ہے اور ان روزوں برسات
کا موسم تھا پندرہ سولہ روز تک رات دن مینہ کی جھڑی رہی اور اسی بارش میں وہاں
کے لوگ اپنے گھروں میں حضرت کو واسطے بیعت کے لیجاتے اگر بعد نماز فجر کے لیجاتے تو
آپ ظہر کی نماز ان دونوں مسجدوں میں سے ایک میں پڑھتے اور اگر بعد نماز ظہر کے لیجاتے
تو نماز مغرب یا نماز عشا آکر مسجد میں پڑھتے اور اگر بعد مغرب کے لیجاتے تو دو تین
پہر رات گئے بلکہ بعضی دفعہ آدھی رات گئے مکان پر تشریف لائے اور آپ کا ایسا
تعلق تھا کہ باوجود بارش اور کیچڑ اور سیلاب کے آتے جاتے میں کسی سے عذر و حیلہ نہ کرتے جس
وقت لوگ آپ کو لینے آتے اسی وقت آپ ان کے ساتھ چلے جاتے اندھیری رات
بجلی چمکتی ہوئی مینہ برستا ہوا لالٹین روشن لوگوں کے ہمراہ خانہ تجانہ واسطے بیعت
لینے کے پھرتے بعضے وقت بہت رات جاتی تو لوگوں سے فرماتے کہ بھائیو اب ہم کو
چھوڑو انشاء اللہ تعالیٰ اور وقت آوینگے کوئی کوئی کہتا کہ حضرت میرا
مکان قریب ہے ابھی تشریف لے چلئے اور وقت خدا جانے آپ کے آنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو

Marfat.com

پھر اُس کی خاطر سے آپ اس کے مکان میں جاتے وہاں سے نکلتے دوسرا یہی تعلق
وچاپلوسی کرکے اپنے گھر لیجاتا وہاں سے نکلتے یہی تار تھا آپ کہتے بھائیو رات
بہت گئی ہمارے آدمیوں کو پانی کیچڑ میں تکلیف ہوتی ہے مگر کون سنتا تھا اور
بعضے وقت ہم لوگوں سے جو آپ کے ہمراہ ہوتے تھے فرماتے کہ بھائیو یہ پانی کیچڑ
میں رات کو تمہارا پھرنا محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اگر وہ پروردگار اسی پھرنے
تمہارے کو پسند کرکے اپنے غلاموں تابعداروں میں شمار کرلے تو کیا عجب ہے
یہ بات سُن کر ہم لوگ خوش ہوجاتے اور اس وقت کی تکلیف کو عین راحت اپنی جانتے
اور ہرگز نہ گھبراتے، ایک بار بتلیانالے پر مولوی شکر اللہ صاحب حضرت کو اپنے یہاں
لے گئے اور بیس پچیس برس کا ان کا داماد تھا اس کو لاکر آپ کے روبرو بٹھایا اور
عرض کی کہ کچھ مدت سے اس کو جنون ہوگیا ہے کوئی دوا علاج اس کو فائدہ نہیں
کرتی ہے آپ نے اس کا اسی سے پوچھا وہ بھلے چنگے آدمیوں کی سی باتیں کرنے لگا
گھر والوں کو تعجب ہوا کہ یہ تو ہم لوگوں سے اس طور کبھی نہیں بولتا تھا آج کیا معاملہ
ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کو جنون کی بیماری نہیں ہے اور ہی کچھ بیماری ہے مگر کسی وقت اس
مرض زور یہی ہوتا ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں ہوتا ہے اس وقت یہ زیادہ واہی تباہی
باتیں بکتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اب جس وقت اس کی بیماری کا غلبہ ہو تو ہم کو خبر کرنا
پھر ہم کچھ اس کی تدبیر کردینگے، پھر آپ وہاں سے اپنی جائے اقامت پر تشریف لائے
اس کے دوسرے یا تیسرے روز مولوی صاحب کا آدمی آیا کہ اس وقت اس کی طبیعت زیادہ بگڑی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک

Marfat.com

آبخورہ میں پانی لاؤ اُس نے لاکر حاضر کیا' آپ نے اس میں سے کچھ پیا باقی مع آبخورہ اس کو دیا اور فرمایا کہ یہ پانی تھوڑا سا اس کو پلا دینا اور باقی چلو سے ایک یا دو چھینٹے چہرے پر مار دینا اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا اور ہمارا سلام اس سے کہنا پھر وہ آدمی پانی لے کر گیا وہ شخص دور سے اس کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا جیسا کوئی کسی کی تعظیم کرتا ہے اور کہا پانی سید صاحب نے بھیجا ہے ہم کو دو آپ اپنے ہاتھ سے پی لیویں اور تم کسی چیز کا اندیشہ نہ کرو اب ہم اس پر نہ آوینگے اور سید صاحب یہ تکلیف آج کیوں کی اگر اسی روز مجھ سے فرماتے تو میں چلا جاتا' اس آدمی نے وہ آبخورہ اس کو واپس کیا۔ حضرت علیہ الرحمۃ کا سلام کہا' اُس نے سلام کا جواب دیا اور وہ پانی پیا اور کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں ہمارا سلام بھی سید صاحب سے عرض کر دینا یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور یہ مولوی شکر اللہ صاحب کا داماد صحیح و سالم ہو گیا پھر مولوی شکر اللہ صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے آکر اپنے داماد کے چنگے ہو جانے کا حال بیان کیا' آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ جن اس پیڑ سے اتر کر میرے پاس آیا تھا اور شکایت کرتا تھا کہ ان کے گھر میں ایک جگہ ہے وہ میرے رہنے کا ٹھکانا ہے سو وہ اس کو بہت گندہ اور ناپاک رکھتے ہیں اسی رنج سے میں نے اتنے دنوں اس کو تکلیف دی اور وہ مکان میں نہیں چھوڑوں گا' آپ اُن سے فرما دیویں کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھا کریں' یہ سُن کر مولوی صاحب نے کہا بہت خوب انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کو گندہ نہ رکھیں گے' ایک مرزا بلاقی شاہزادے کے آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کو تیلیانالے پر جہاں ان کا مکان تھا سوار کر کے لے گئے اور مرزا بلاقی صاحب کی

Marfat.com

والدہ اور بی بی اور اُن کے تمام نوکروں چاکروں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپ نے مناسب وقت کے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا نام تعلیم کیا اور توجہ دلایا اور اُن کی والدہ اور اُن کی بی بی کو توجہ دی اپنی استعداد کے موافق ہر ایک کو فائدہ ہوا مگر سب سے زیادہ فائدہ مرزا صاحب کی والدہ شریفہ کو ہوا جبتک آپ اس شہر میں رہے اس مدت کے درمیان مراقبہ میں حالات عجیبہ اور معاملات غریبہ منکشف ہوئے ہر روز نئی نئی قسم کے کبھی حضرت سرور مختار سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہوتیں کبھی حضرت کے اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محفل فیض منزل سے شرف اندوز ہوتی تھیں اور کبھی سوا اس کے اور حالات عجیبہ اور معاملات غریبہ دیکھتی تھیں کہ افسوس اگر میں مرد ہوتی سو دونوں باتوں سے معذور ہوں اور چار وقت وہاں حضرت علیہ الرحمۃ کے مع قافلہ ضیافت ہوئی دو وقت تو مرزا صاحب کی والدہ نے ضیافت کی اور ایک وقت مرزا صاحب نے اور ایک وقت مرزا صاحب کی بی بی نے پہلا وقت مرزا صاحب کی والدہ نے ضیافت کی زردے اور سفیدے اور متنجن اور قورمہ اور شیرمال کی جو حضرت کے ہمراہ رکاب تھے اُنہوں نے وہیں حضرت کے ساتھ تناول فرمایا اور جو مکان پر تھے اور کھانا وہاں پہنچایا حضرت نے اُن سے فرمایا ہماری ضیافت کے لئے ایک قسم کا کھانا پکوا دیا کرو کہ باتیں میں ہمارے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے دوسرے وقت اُنہوں نے فقط پلاؤ کھلایا اور وہی ڈیرے پر لوگوں کو

Marfat.com

بھجوایا، یہ اگلے روز مرزا بلاقی نے ضیافت کی فقط زردے اور سفیدے اور پوڑی کی
اور ایک وقت اُن کی بی بی نے ضیافت کی صرف زردے اور باقرخانی اور میٹھے دہی کی
اور مرزا بلاقی کو حضرت نے خلافت نامہ دے کر اپنا خلیفہ کیا مگر یہ مجھکو یاد نہیں کہ مرزا
بلاقی اور اُن کے بھائی مرزا حاجی نے بیعت اپنی والدہ کے ساتھ کی یا اور روز
کی کہ جب بجرے پر سوار ہو کر آپ کی ملاقات کو گئے تھے یا سالگذشتہ میں جب سید صاحب
بنارس میں تشریف لے گئے تھے واللہ اعلم بالصواب، بنارس کے کالج گھاٹ پر مولوی
عبدالسلام اور بھولا چابک سوار یہ دونوں بڑے ذی عزت اور نامدار تھے اور وہاں
کے تمام اہل بدعت کے سرگروہ اور سردار تھے، خدا کی قدرت ایک بار انہوں نے سید
کی مسجد میں حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ جمعہ پڑھا اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم و مغفور
کا وعظ سنا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت نصیب کی اور شاہزادہ محمود بخت عرف مرزا
بلاقی کی والدہ شریفہ کے مکاشفہ اور مشاہدہ کا بھی حال سن چکے تھے بعد فراغ
وعظ کے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ ہم اور ہمارے محلہ والے اپنی شامت
نفس سے شرک و بدعت میں گرفتار ہیں اگر آپ ہمارے محلہ میں تشریف فرما ہوں
تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بیشمار لوگ پرہیزگار اور دیندار ہو جاویں اور شرک و
بدعت چھوڑ کر توحید و سنت پر آجاویں، آپ نے فرمایا کہ ہم کئی بار مرزا بلاقی کے
مکان پر گئے وہاں تم نے ہم سے کیوں نہ کہا وہیں سے ہم تمہارے ساتھ چلتے انہوں
نے عرض کی کہ یہ تو ہم سے بڑا قصور ہوا مگر اب آپ ہم کو سرفراز فرماویں، آپ نے کہا کہ

Marfat.com

بہتر جب کہو انشاء اللہ تعالیٰ ہم چلیں گے، پھر اگلے روز ہفتہ کو وہ پینس لیکر آئے، دو ڈھائی سو آدمیوں کے حضرت علیہ الرحمۃ ان کے مکان پر تشریف لے گئے، انہوں نے سب کی ضیافت کی، پلاؤ اور نان گوشت کھلایا اور کچھ کھانا ڈیرے بھی پہنچایا بعد اس کے ان دونوں صاحبوں نے بیعت کی اور کئی سو بلکہ کئی ہزار آدمیوں نے اس محلہ کے نے بیعت کی صبح سے عصر تک بیعت کرنے والوں کا ہجوم رہا، آپ نے فرمایا کہ بھائیو بیعت لیتے لیتے ہم تھک گئے ہیں اب ہم کو فرصت دو انشاء اللہ تعالیٰ اگر دن موقع پڑیگا تو پھر آوینگے جو لوگ باقی رہے ہیں اُن سے بھی بیعت لیں گے لوگوں نے عرض کی کہ بہتر جو آپ فرماتے ہیں ہم کو منظور ہے مگر اس وقت آپ مسجد میں چل کر عصر پڑھیں وہاں کئی بیمار آپ کے منتظر ہیں ان کو بھی آپ دیکھ لیویں، آپ نے فرمایا کہ بہت خوب چلو پھر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں نماز پڑھی اور بعد فراغ نماز وہ بیمار آپ کے پاس حاضر ہوئے ایک کو ان میں جنون تھا اُس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی تھیں اور ایک کو تیسرے درجہ کی تپ دق تھی اور ایک کو کئی سال سے دردِ سر تھا پھر آپ نے تینوں شخصوں کے بدن پر اپنا دست مبارک پھیرا، اس مجنون کے وارثوں سے کہا کہ اس کو گھر میں لیجا کر اس کی ہتھکڑیاں نکال ڈالنا، انہوں نے عرض کی کہ گھر میں نقصان کریگا، آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ کچھ نقصان نہ ہوگا تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ اس کو اچھا کر دیگا پھر وہ اس کو لیگئے، بعد اس کے آپ نے اس تپ دق والے سے فرمایا کہ ایک سیر پھر شرد الی کے بال اور دو سیر برگ چھاؤ ایک پھاری مٹکے میں پانی بھر کر ڈالدینا اُس کے دوسرے روز سے وہی پانی پینا شروع کرنا اور جب وہ پانی گندا ہو جاوے اس کو دور

Marfat.com

کر دینا اسی قدر شر والہ اور برگ جھاؤ دوسرے پانی میں ڈالنا مگر چالیس روز تک
پانی ضرور پینا آگے تم کو اختیار ہے پیا یا نہ پیا انشاء اللہ ایک چلہ میں تمہارا مرض
دفع ہو جاویگا، پھر آپ نے اس درد سر والے کے سر پر کچھ کلام الٰہی پڑھ کر دم کر دیا اور
فرمایا کل اور پرسوں ہمارے پاس آنا پھر ہم کر دینگے اللہ تعالیٰ چاہیگا تمہارا
بھی درد جاتا رہیگا یہ فرما کر پھر وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے اس کے دوسرے
یا تیسرے دن پھر اس محلہ کے لوگ آپ کو لیگئے اور کہا کہ آج دونوں وقت آپ کی
ضیافت ہے اور کئی سو تخرئے توڑ کر ان کے کاغذ اور لکڑیوں کے ابنار لگائے تھے آپ
کو وہاں لیجا کر دکھایا اور عرض کی کہ کھانے پکانے کا ایندھن ہے دونوں وقت یہی
لکڑیاں جلائی جاوینگی پھر دونوں وقت انھیں لکڑیوں سے انہوں نے پلاؤ پکایا اور
تمام قافلہ کو کھلایا اور بیشمار آدمی جو بیعت کرنے سے باقی رہے تھے انہوں نے
بیعت کی، پھر اس کے دوسرے یا تیسرے دن وہ درد سر والا بھی آپ کی خدمت
فیضدرجت میں آیا اور وہ مجنون بھی، اور فضل الٰہی سے وہ دونوں صحیح وسالم تھے
نہ اس کو درد سر تھا نہ اس کو جنون، اور اس تیسرے تپ دق والے کا حال
کئی سال کے بعد معلوم ہوا جب ولایت افغانستان سے بنارس جانے کا اتفاق میرا
ہوا تھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی دوا سے شفا عنایت کی تھی، بنارس میں اچ گھاٹ
پر تلوکا نام ایک چمار رہتا تھا مولوی عبداللہ صاحب اور بھولا جاٹ سوار نے
اس سے کہا کہ تلوکا تو ہمارا یار ہے ایک بات ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ یہ جو سید صاحب

Marfat.com

حج کو تشریف لئے جاتے ہیں اس شہر کے ہزاروں شخصوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی
چنانچہ ہم نے بھی کی ہے اگر تو بھی کرلے تو اچھا ہے، اُس نے پوچھا بیعت کرنا کس کو
کہتے ہیں، اُنہوں نے کہا کہ بُری باتوں سے توبہ کرنا اس کو بیعت کہتے ہیں، اُس نے کہا کہ بُری
بات سے توبہ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے روبرو کرلوں یہ تو بہت اچھی بات ہے، اُنہوں نے کہا
کہ یوں نہیں اُنھیں کے ہاتھ پر کر، اُس نے کہا کچھ مضائقہ نہیں سید صاحب کو میرے غریب خانہ
میں لاؤ میں تو کچھ تمہاری باتیں سمجھتا نہیں ہوں پھر اس وقت جو تم کہو گے وہ کرونگا، انہوں
نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے یہ عرض کیا، آپ نے فرمایا بہت خوب ہم کو وہاں لے چلو
پھر وہ دونوں صاحب حضرت کو اس کے مکان پر لے گئے وہ مکان ایک چھوٹا سا جیورہ
تھا اس میں وہ دونوں میاں بی بی رہتے تھے، پھر حضرت جاکر وہیں بیٹھے اور اس سے بیعت
لی بعد اس کے اُس نے مولوی عبداللہ سے پوچھا کہ آپ کے میاں صاحب کو کچھ دینا بھی
چاہئے حضرت نے خود فرمایا کہ اس میں دینے کی کچھ حاجت نہیں، اس نے عرض کی کہ کچھ
تو نذرانہ ضرور چاہئے فرمایا کہ تم خود محتاج اور غریب آدمی ہو ہم کو لالچ ہے کہ کچھ
تم کو دیویں اُس نے نہ مانا اور اپنی عورتوں سے کہا کہ کچھ مزدوری کے پیسے دھرے ہیں وہ
لاکر میاں صاحب کو دے اس نے پانچ یا سات ٹکے لاکر آپ کے سامنے حاضر کئے آپ نے
نہایت خوش ہوکر لے لئے اور اپنے کسی آدمی کو دئے اور فرمایا کہ یہ پیسے جدے رکھنا خیر آپ
نے اس کے دعا کی اور مولوی عبداللہ صاحب سے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ کچھ روزوں میں تم
دیکھو گے کہ اس دعا کی کیسی خیر و برکت ہو گئی اور فرمایا کہ مولوی صاحب اس کی تعلیم تمہارے
ذمہ ہے مسائل نماز اور روزے وغیرہ کے سکھلاؤ اور نماز پڑھاؤ۔
مولوی صاحب ممدوح نے قبول کیا اور اس سے کہا کہ تم کو اس وقت موقع ہے جو تیرے

Marfat.com

برادری والے لوگ ہوں ان کو بھی لاکر مرید کرا وہ بھی اس کار خیر میں شریک
ہو جاویں تو خوب ہو یہ سُن کر وہ گیا اور پچیس تیس اپنے بھائی بندوں کو لاکر حاضر کیا
حضرت نے اُن سے بھی بیعت لی اور ان سب کے لئے دعا کی اور ان کو بھی مولوی عبید اللہ
صاحب کے سپرد کیا کہ ان کو بھی تم نماز پڑھانا اور مسائل ضروری سکھانا اور اس تلوکا
کا نام بدل کر آپ نے الٰہی بخش رکھا اور جو اس کی برادری والے تھے ان میں بھی اکثروں
کے نام یوں ہندوؤں کے سے تھے ان کے لئے مولوی عبد اللہ صاحب کو اجازت دی کہ جو
نام مناسب جانناان کو تم بدل دینا' پھر ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم تو دین اسلام کی
باتوں سے واقف نہیں تمام دن محنت مزدوری کرتے ہیں شام کو جو کچھ اللہ تعالیٰ دیتا
ہے کھا پی کر گھر میں سو رہتے ہیں آپ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان باتوں کی سمجھ دے
حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو سمجھ بھی دیوینگا اور تمہاری مفلسی اور محتاجی بھی دور
کرینگا' پھر آپ وہاں سے اپنی جائے اقامت پر تشریف لائے اور تکملہ اس حکایت کا یہ ہے
کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے ولایت افغانستان سے طرف ہندوستان کے
مجھکو بھیجا اور بنارس میں آکر میں نے مولوی عبید اللہ سے ملاقات کی انہوں نے مجھ سے پوچھا
کہ تم الٰہی بخش سے بھی ملے ہو میں نے کہا کون الٰہی بخش وہی تلو کا چمار جس کو بھولا اور
میں نے سید صاحب سے مرید کرایا تھا میں نے کہا کہ مجھ سے تو ابھی نہیں ملاقات
ہوئی' پھر مولوی صاحب مجھکو ایک مسجد میں لے گئے وہاں کچھ لڑکے پڑھتے تھے
ان سے پوچھا کہ الٰہی بخش کہاں ہیں جاکر بلا لاؤ ایک لڑکا ان میں سے جاکر

Marfat.com

بلا لایا وہ غرارے دار پائجامہ اور عمدہ کرتا پہنے ہوئے اور سفید عمامہ سر پر باندھے ہوئے لمبی سی داڑہی آئے اور سلام علیکم کیا میں نے جواب دیا اور جانا کوئی مولوی ہے مجہہ سے مولوی عبداللہ نے کہا کہ ان سے ملو میاں الٰہی بخش یہی ہیں میں نے اٹھ کر مصافحہ اور معانقہ کیا اور کئی آدمی ان کے ساتھ اور بھی تھے ان سے بھی میں نے مصافحہ اور معانقہ کیا پھر سب بیٹھے مولوی عبداللہ صاحب نے کہا میری طرف اشارہ کر کے کہ میاں الٰہی بخش ان کو تم نے پہچانا کون ہیں اُنہوں نے کہا کہ نہیں کہا یہ سید صاحب کے پاس سے آئے ہیں نام ان کا دین محمد ہے یہ سُن کر وہ دُہرا کر اٹھے اور بڑے اشتیاق سے ملے اور اُن کے ہمراہی بھی ملے پھر الٰہی بخش نے حضرت کی خیر و عافیت پوچھی میں نے بیان کی وہ حضرت کی مفارقت یاد کر کے آبدیدہ ہوئے پھر مولوی عبداللہ صاحب ان کا حال مجہہ سے بیان کرنے لگے کہ یہ مسجد میاں الٰہی بخش ہی نے بنوائی ہے اور ایک بہت عمدہ خوش قطع پختہ محل اسی کے قریب تھا اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ مکان بہی انہی کا بنوایا ہے اور دو حافظ اس مسجد میں طالبعلموں کے قرآن پڑھانے کو انہیں کے نوکر ہیں اور چیس تیس جو طالب العلم یہاں پر رہتے ہیں ان کا بھی کھانا کپڑا انہی کے ذمہ تھا پھر ان کے بھائی بندوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ ہم نے بھی سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت نصیب کی اور تم نے مسجد بنوائی اور مدرسہ جاری کیا اس کار خیر میں ہم کو بھی شریک کر لو یہ تو نہیں مانتے تھے پھر ہم نے اور بھولا نے ان کو سمجہا کر مسجد کے بورئے بدہنے چراغ بتی اور طالب علموں کا کھانے کپڑے کا خرچ ان کے ذمہ کیا اور دونوں حافظوں کا ان کے ذمہ اور جو مہمان و مسافر اس مسجد میں آویں

Marfat.com

ان کو بھی یہی کھلا دیں اور مسجد کے متصل دریا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ احاطہ بھی میاں
الٰہی بخش کی برادری والوں نے کھینچ کر اس میں چند حجرے طالب علموں کے رہنے کو بنوا دیے
ہیں، بنارس کے جولاہوں میں ایک شخص لال محمد نام بہت خوشحال اور صاحب مال اور اپنی
برادری میں نامور تھے ایک بار حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنے مکان پر لے گئے اور وہاں
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کے بعد ان کے اور اُن کی برادری والوں نے مرد و عورت
ملا کر کوئی دو ہزار شخصوں نے بیعت کی پھر بیعت لینے کے بعد جب حضرت وہاں سے مسجد میں
جا کر بیٹھے تب لال محمد نے عرض کی کہ ہم اتنے لوگوں نے تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے
اس شہر میں ہم لوگوں کے ہزاروں گھر ہیں مگر اکثروں کے درمیان میں مخالفت اور نااتفاقی
ہے اگر نسبت آپ کے کسی صورت ان میں اتفاق اور ملاپ ہو جاوے تو بہت خوب ہو
اور ان سب میں دو شخص بڑے نامی اور جتھے والے ہیں ایک دین محمد دوسرے اللہ رکھا اور
ان دونوں میں بھی نہایت بغض و عداوت ہے اگر ان دونوں میں ملاپ ہو جاوے تو سب
میں اتفاق اور صلح ہو جاوے اور ہزاروں آدمی راہ راست پر آ جاویں، آپ نے فرمایا
کہ بھائی صاحب یہ بات تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اختیار میں ہے میرے قابو کی نہیں ہے
میرے اختیار میں جو بات ہو اس میں حاضر ہوں، انہوں نے عرض کی کہ آپ ان کے واسطے دعا
کریں، آپ نے فرمایا بسم اللہ یہ میں کر سکتا ہوں آگے قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی
پر ہے، پھر آپ نے ننگے سر ہو کر بہت دیر تک دعا کی اور سب حاضرین لوگ آمین

Marfat.com

آمین کہنے لگے جب آپ دعا کر چکے تب لال محمد نے عرض کی کہ دین محمد اور اللہ رکھو تو مجھ سے موافق ہیں ان سے اور مجھ سے کچھ مخالفت نہیں مگر یار و نام میرے محلہ میں ایک شخص بڑا مالدار اور نامی ہے اس سے اور مجھ سے بگاڑ ہے اس کے لئے بھی آپ دعا کریں میرے اور اس کے درمیان صفائی ہو جاوے آپ نے فرمایا کہ تم کو کچھ تباویں وہ پڑھا کرو انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان ملاپ ہو جاویگا لال محمد نے عرض کی کہ حضرت میں ان پڑھ آدمی ہوں مجھکو پڑھنا لکھنا کچھ نہیں آتا آپ نے دیر تک سکوت کر کے فرمایا کہ خیر تمہارے پڑھنے کے لائق بتاتے ہیں اور پڑھنا اس کا تو چالیس روز چاہیئے اور نہ روز ہمارا رہنا یہاں نہیں ہو سکتا اور ہم کو منظور ہے کہ ہمارے رہتے رہتے تمہارے اور یار کے درمیان صفائی ہو جاوے تو بہتر ہے سو تم سات روز بعد نماز تہجد کے پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ اسی مدت میں مطلوب تمہارا حاصل ہو جاویگا وہ پڑھنا یہ ہے کہ تین سو اکتالیس بار اللہ الصمد اور اول و آخر سات سات بار درود پڑھو لال محمد نے کہا کہ ہاں یہ تو میں پڑھونگا ان کی برادری جو اس وقت وہاں حاضر تھے یہ سن کر انہوں میں سے کئی شخصوں نے عرض کی کہ حضرت اگر اجازت ہو تو ہم بھی اس کو پڑھیں اسی مطلب کے لئے آئے ہیں وہاں سے مکان پر چلنے کا ارادہ کیا لال محمد نے عرض کی کہ کل میرے یہاں آپ کی دعوت ہے آپ نے فرمایا کہ ابھی نہیں جب تمہارے اور یار کے ملاپ ہو جاوے تب دعوت کرنا اور پھر جو دعوت کریگا اس کی دعوت کھاوینگے پھر اس وقت کسی نے بطور نذر گلیدنا مشروع وغیرہ کے تھان دئے

Marfat.com

کسی نے نقد روپے، وہ سب آپ نے قبول کئے پھر وہاں سے جائے اقامت پر تشریف لائے دوسرے یا تیسرے دن روز جمعہ کا ہوا بسیسر کی مسجد میں سوائے غربا کے بہت امرا بھی نماز کو آئے، مرزا بلاقی اور مرزا حاجی شاہزادے اور مرزا کریم اللہ بیگ اور مولوی غلام یحییٰ اور حکیم سلامت علی خان وغیرہم یہ سب تھے، پھر بعد نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم نے وعظ فرمایا یہاں تک کہ نماز عصر کی ہوئی پھر جب نماز عصر کی ہو چکی تب وہ سب معزز لوگ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے اور آپس میں مشورت کر کے عرض کی کہ حضرت ہمارے اس شہر میں ہر قوم سے جولاہوں کی بڑی جماعت ہے کوئی سات آٹھ ہزار گھر ہونگے اور بڑے بڑے ان میں مالدار اور تونگر ہیں اور اکثروں کے درمیان آپس میں مخالفت اور نااتفاقی ہے اور خصوصاً ان سب میں دین محمد اور اللہ رکھو بڑے نامی اور جتھے والے ہیں اور ان میں بھی مخالفت ہے اور اکثر افعال شرک و بدعت کے بھی لوگ کرتے ہیں، تعزیہ داری گور پرستی نوچندی جمعرات کا میلہ اور غازی میاں کا میلہ وغیرہ سب میں یہ شامل ہیں اگر کسی طور دین محمد اور اللہ رکھو کے آپس میں ملاپ ہو جاوے اور گویا تمام اس شہر کا شرک و بدعت دفع ہو اور سب طریق ہدایت پر آجاویں، آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم اس حال سے واقف ہیں لال محمد نے ہم سے کہا تھا بلکہ اس میں ہم سے دعا بھی کرائی تھی سو اب اس گفتگو سے تم بھائیوں کی کیا مرضی ہے، اُنہوں نے عرض کی کہ ہماری بھی مرضی یہی ہے

Marfat.com

کہ مسلمانوں کے آپس میں اتفاق اور ملاپ ہو جاوے اور یہ سبب اس کے ترقی دین
اسلام کی ہو اور شرک و بدعت دور ہو جاوے تو بہت خوب بات ہے، حضرت نے فرمایا
کہ یہ بغض و عداوت ان میں برسوں سے ہے اور بڑے بڑے لوگوں کے درمیان میں ہے
یہ کسی بندہ کے قابو کی بات نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ اس میں مدد کرے تو سب کچھ ہو جاوے
مگر ہم پھر کسی وقت دعا کرینگے اور تم دین محمد اور اللہ رکھو کے پاس خبر کرنے کے لئے کسی کو
تجویز کرو انشاء اللہ تعالیٰ ہم پرسوں یکشنبہ کے دن وہاں چلیں گے، پھر سب نے مل کر لعل محمد
سے کہا کہ وہ تمہارے رشتہ داروں میں بھی ہیں اب ہم سب کی طرف سے تم ہی وکیل ہو
تم ہی جاکر ان کو خبر پہنچا دینا، لعل محمد نے اس بات کو قبول کیا پھر سب لوگ حضرت
سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کو چلے حضرت نے لعل محمد سے کہا کہ کل ہم سے مل کر وہاں جانا
پھر لعل محمد بھی اپنے مکان کو گئے، اگلے روز حضرت کی خدمت بابرکت میں آکر حاضر ہوئے
آپ نے فرمایا کہ ان سے کہنا کہ اول تو تم یہاں کے باشندے ہو اور سید عتا مسافر طور مہمان
کے اس شہر میں وارد ہیں لائق تم کو تھا کہ تم خود ان کے ملنے کو جاتے خیر اگر تم نہ گئے وہ بھی
کل تمہارے یہاں آ ویں گے مگر تمہاری مسجد میں اتریں گے کسی کے مکان پر نہ جاویں گے،
وہیں تم سب ملاقات کو جانا اور دوسری بات ان سے کہنا کہ تم کوئی دعوت مہمانی
کا تکلف نہ کرنا جبتک تمہارا فیصلہ نہ ہو گا تب تک وہ تمہارے کسی کے یہاں کا
پانی تک نہ پیوینگے بعد فیصلہ کے جو کچھ ہو گا وہ ہو رہیگا اور لعل محمد سے فرمایا کہ
تمہارے اور یار محمد کے درمیان نامعرفت ہے ان کے یہاں بھی اسی طرف سے کہتے
جانا کہ وہ بھی مسجد میں ہمارے پاس آویں، پھر لعل محمد نے عرض کی کہ بہت

Marfat.com

وہاں جاتا ہوں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ درست کردے آپ
نے فرمایا کہ تم جاؤ ہم نے رات دعا کی تھی انشاء اللہ تعالیٰ سب قصہ پاک ہو جائیگا
پھر وہ بارو کے آدمیوں سے بھی کہتے گئے کہ بارو سے کہہ دینا کہ کل سید صاحب دین محمد
اور اللہ رکھو کے ملانے کو تشریف لیجائینگے تم بھی وہیں مسجد میں حاضر ہونا، پھر وہاں سے
دین محمد اور اللہ رکھو کے مکان پر گئے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا اُنہوں نے کہا
اُنہوں نے کہا کہ سید صاحب کا فرمانا ہم کو منظور ہے مگر یہ تو بہت بے مناسب ہے کہ سید صاحب
آویں اور ہمارے یہاں کچھ نہ کھاویں کتنے لوگوں سے آپ تشریف لاوینگے، لعل محمد نے
کہا کہ اس سے تمہاری کیا غرض تم مہمانی کا سامان بھی نہ کرنا بعد فیصلہ کے جیسا ہو ویسا
دیکھ لینا، یہ پیام دے کر لعل محمد اپنے گھر کو گئے اس کے اگلے روز سویرے سویرے جنکے حضرت
علیہ الرحمۃ نے وہاں چلنے کی تیاری کی اور آپنے لوگوں سے فرمایا کہ کوئی ہتھیار باندھ کر
نہ چلے پھر کوئی دو سو آدمیوں سے آپ تشریف لے گئے اور اُن کے محلہ میں جو مسجد تھی
اس میں اُترے اور آپ کے وہاں آنے کا حال سُن کر ہزاروں آدمی کیا ہندو
کیا مسلمان سب آکر جمع ہوئے کہ دیکھیں تو سید صاحب کیونکر ان کو ملاتے
ہیں اور لوگوں کے ازدحام خبر پاکے وہاں کا انگریزی تھانہ دار اور ناظر بھی
چند برقندازوں سے آکر حاضر ہوا کہ کہیں لڑائی بکھیڑا نہ ہونے پاوے پھر
حضرت علیہ الرحمۃ نے دین محمد اور اللہ رکھو اور یارو کو بلوایا وہ آکر حاضر
ہوئے اور کچھ شربت بنانے کی تدبیر کرنے لگے حضرت کو اس امر کی خبر

Marfat.com

ہوئی، آپ نے فرمایا کہ یہ تکلیف ہرگز نہ کرو بغیر فیصلہ تمہارے کے یہاں تک
تمہارے یہاں کا ہم نہ کھاویں گے، پھر شربت اُنہوں نے موقوف کیا پھر آپ
نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور اُن سے فرمایا کہ ہم نے اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ
تمہارے درمیان میں بہت برسوں سے خصومت اور نااتفاقی ہے اور کسی طور
سے دفع نہیں ہوتی اور یہ سب فریب شیطانی ہے اور اس میں طرح طرح کے نقصان
ہیں، دین کے بھی اور دنیا کے بھی اور سب سے بڑھ کر نقصان قطع رحمی کا ہے کہ نہ تم اُن
کی شادی غمی میں شریک ہوتے نہ وہ تمہارے، اور اللہ تعالیٰ نے تم کو مالدار کیا ہے
اور طرح طرح کا ہنر دیا ہے کہ اس کو کار دنیا میں جس طرح چاہتے ہو صرف کرتے
ہو اور اپنی تامسوری پر مرتے ہو تم کو لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرو
اور اُس کے کفران نعمت سے ڈرو اور اس الیعنی آپس کے جھگڑے کو دور کرو اور آپس میں
مل جاؤ اور طرح طرح کی مثالوں سے اُن کو سمجھانا شروع کیا جو لوگ وہاں حاضر
تھے سب پر ایک حال سا واقع ہوا جب بہر طور وعظ و نصیحت سے خوب سمجھایا اور وہ راضی
ہوئے تب آپ نے اُٹھ کر دین محمد اور اللہ رکھو اور لعل محمد اور یار کو بلا دیا ان چاروں
نے آپس میں مصافحہ اور معانقہ کیا پھر آپ نے فرمایا کہ بھائیو جس کو ہم پہچانتے تھے کہ ان
کے آپس میں نزاع ہے ان کو تو بلا دیا اور باقی صاحبوں کو ہم پہچانتے نہیں وہ سب
اٹھ کر ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ کر لیں پھر تو صدہا آدمی جن جن سے نزاع
تھی آپس میں ملنے لگے اور جتنے ہندو اور مسلمان ان کی برادری والوں کے سوا وہاں
حاضر تھے یہ حال دیکھ کر عالم حیرت میں تھے اور کہتے تھے کہ برسوں سے یہاں کے سیٹھ ساہوکار

Marfat.com

اور شرفا اس مہ کی کوشش کرتے تھے اور کسی سے کچھ نہ ہو سکا سب عاجز ہو کر بیٹھ
رہے اور سید صاحب نے ایک ہی حلیہ میں برسوں کا یہ قضیہ طے کر کے ان کو ملا دیا اور
کسی نے کچھ بھی چون وچرا نہ کیا بیشک یہ سید صاحب مقبول خدا اور صاحب کرامات ہیں
پھیرو دین محمد نے عرض کی کہ کل آپ کی اور آپ کے تمام قافلہ کی میرے یہاں دعوت ہے
آپ نے قبول کی پھیرو وہاں سے اپنے ٹھکانے پر جہاں اترے تھے تشریف لائے اور نماز
ظہر پڑھی کچھ دن رہے پھیرو دین محمد کے لوگ واسطے ضیافت کے گئے اگلا روز سویرے
کوئی دو سو آدمیوں سے آپ دین محمد کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں دعوت میں الدکھو
اور یار محمد کو بھی دین محمد سے کہہ کر بلوایا اور کھانا پلاؤ اور زردہ اور نان وگوشت اور
شیرال اور قورمہ تھا پھر آپ نے آپ کے ساتھیوں نے وہیں کھانا کھایا اور جو باقی
لوگ مکان پر تھے ان کے لئے کھانا میاں عبداللہ کے ہمراہ وہاں بھجوایا پھر جب کھانا کھا کر
سب فارغ ہوئے تب دین محمد نے اور ان کے عزیز واقربا نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی
بعد اس کے زنانے مکان میں عورتوں کو ایک اور حویلی میں کر کے حضرت کو اور ہم سب
کو لے گئے اور وہاں بٹھایا اور اس مکان کے طاقوں میں صدہا کھلونے طرح طرح کے دھرے تھے
کوئی آدمیوں کی صورت کے تھے اور کوئی جانوروں کی آپ ان کو دیکھ کر بہت ناخوش
ہوئے مگر کچھ زبان سے نہ کہا اور ایک بخیتہ اینٹوں کا چبوترہ تھا دین محمد نے حضرت
سے عرض کی کہ یہ چبوترہ تعزیہ رکھنے کا عورتوں نے بنایا ہے اور ایک چبوترہ باہر
امام باڑے میں مردوں نے بنوایا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے ان تمام تصویروں

Marfat.com

کو جو طاق میں ہیں سب کو توڑ ڈالو اور چبوتروں کو کھود کر برابر کر دو، انہوں نے عرض کی کہ حضرت اسی واسطے میں آپ کو اس مکان میں لایا ہوں کہ یہاں کا حال آپ ملاحظہ فرما کر کچھ ارشاد کریں اور میں جو ان خرافات چیزوں کو دور کرونگا تو عورتیں برا مانیں گی اور لڑنے کو موجود ہونگی سو اب بعد بیعت لینے کے ان کو نصیحت اور فہمائش کریں یہ کار درست ہو آپ نے پھر ان کی عورتوں سے بیعت لی اور تعزیہ داری اور تصویروں کی برائی اُن کے سامنے بیان کی اور فرمایا کہ بیعت کرنا اسی کا تا ہے اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں آدمی اپنے سچے دل کے ساتھ سب بُری باتوں سے توبہ کرے اور ان کو چھوڑ دے والّا بیعت کرنی نہ کرنی برابر ہے، ان عورتوں نے عرض کی کہ جو جو ہو وہ آپ کریں ہم راضی ہیں پھر آپ نے دین محمد سے فرمایا کہ اپنے یہاں کے دونوں چبوتروں کو کھود ڈالو پھر انہوں نے اول تو میوے کو کھود کر اسی کی اینٹوں سے ان تمام تصویروں کو توڑ پھوڑ کر انبار لگا دیا بعد اس کے جو کچھ علم اور پنجے اور تعزئے تھے وہ توڑے اور باہر کا چبوترہ تھا وہ کھودا پھر حضرت نے ان لوگوں کے واسطے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یا اللہ تو ان سب لوگوں کو ہدایت نصیب کر اور اپنی صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھ پھر آپ وہاں سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز ظہر کی پڑھی، اور مولانا سعید الحق صاحب کے واسطے وعظ کے ارشاد کیا وہ وعظ فرمانے لگے، پھر آپ نے اپنے لوگ مولانا صاحب کے پاس چھوڑ کر مکان پر چلنے کی تیاری کی، دین محمد نے عرض کی کہ کل آپ تشریف لاویں میں اپنی برادری کا کھانا کرونگا آپ کی بھی سب لوگوں سے دعوت ہے، آپ نے بہت سا عذر کیا کہ آپ ہم کو معاف رکھو، انہوں نے نہ مانا آخر آپ نے

Marfat.com

دعوت قبول کی، پھیر وہاں سے مکان پر تشریف لائے پھیر بعد فراغ وعظ کے نماز
عصر کی پڑھ کر مولانا صاحب آئے اگلے روز سویرے پھر آپ آتے ہی آدمیوں
نے تشریف لیگئے اور کوئی چار ہزار آدمی صاحب دعوت کی برادری کے تھے اس
دن کھانا زردہ اور پلاؤ تھا، آپ نے اور آپ کے آدمیوں نے وہاں کھانا تناول
فرمایا اور جو باقی لوگ مکان پر تھے ان کے لئے مزدوروں کے سر پر بھیجا اور بعد فراغ
تناول طعام کے ہزار آدمیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور بعد نماز ظہر کے
اس دن بھی مولانا عبدالحی صاحب نے وعظ فرمایا پھیر وہاں سے سیدھا کر آپ مکان
پر تشریف لائے اس کے اگلے دن اللہ رکھو نے دعوت کی اور جو کھانا پہلے روز
دین محمد نے پکوایا تھا وہی انہوں نے پکوایا اور کھلایا اور مکان پر کھانا بھیجا یا
اور بعد ضیافت کے اللہ رکھو اور ان کے خویش و اقربا نے بیعت کی اور اپنی عورتوں
کو بیعت کرائی پھر اللہ رکھو نے عرض کی کہ حضرت بیعت تو ہم سب نے آپ کے ہاتھ
پر کر لی مگر کئی باتیں ہمارے یہاں اور ہیں جب وہ دور ہوں تب ہم لوگ پورے
مسلمان ہوں آپ نے فرمایا کہ بیان کرو وہ کیا باتیں ہیں کہا ایک تو ہم لوگ
اپنے گھرانے میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں ہندوؤں کی طرح عیب جانتے ہیں
اور دوسرے عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے شہر
میں نوچندی جمعرات کا میلہ ہوتا ہے تمام مرد عورت ہندو مسلمان ہزاروں
جمع ہوتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں اور اس نوچندی کا اس طور اہتمام کیا ہے

Marfat.com

دیوشاک میں ہوتا ہے کہ عید ین میں اس کا چہارم بھی نہیں کرتے ہیں یہ سن
کر آپ نے کہا نعوذ باللہ من ذالک یہ تو بہت بڑی باتیں ہیں ان کو ضرور ترک
کرنا چاہیئے اور خوب ان باتوں کی برائی کیں اور فرمایا کہ اکثر عوام الناس بلکہ
بعض بعض خواص جو کہ نام کو عالم اور درویش کہلاتے ہیں ان کے دلوں میں یہ بات
سمائی ہے کہ جہاں کہیں ہم نے کسی بزرگ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر ہم کو
کوئی بڑا چھوٹا گناہ نقصان نہ کرے گا ہمارے پیر صاحب ہم کو اللہ تعالیٰ سے بخشوا
لینگے اور بہشت میں لیجائینگے سو محض ان کا خیال خام اور وہم غلط ہے پیر صاحب
خود اپنے ہی آل کار سے بے خبر ہیں کچھ نہیں جانتے کہ وہاں روز قیامت کے ہمارا
کیا حال ہوگا اور وہاں کا تو حال دریافت کرنا محال ہے یہاں دنیا میں جن
کاموں کے دن رات خوگر ہو رہے ہیں ان کا حال نہیں جانتے ہیں چنانچہ بھوک
پیاس سونا جاگنا جائے ضرور پیشاب وغیرہ ہی خود میں اپنا حال کہتا ہوں کہ مجھکو
نہیں معلوم کہ کس وقت مجھکو پیاس لگے گی یا کب نیند غلبہ کرے گی یا کس وقت حاجت
جائے ضرور یا پیشاب کی ہوگی یوں ہی اور بہت کام ہیں جب ان ادنیٰ باتوں کو
بالیقین ہم نہیں جانتے ہیں تو اور بڑے بڑے کاموں سے ہم کو کیا خبر اور یہاں ہم
کسی کی مصیبت دور نہیں کر سکتے وہاں کب کسی کی مصیبت دور کر سکینگے مگر وہاں
جو طریقہ پیر موافق خدا و رسول کے بتا دیوے مرید کو لازم ہے کہ اس کو نہ چھوڑے
اسی پر چلا جاوے وہی اس کی نجات کا وسیلہ ہے اور ایسے یہ تمام نفس کا فریب اور شیطان
کا مکر ہے خدا کے مخالف کو کوئی پیر بخشا سکیگا نہ کوئی پیغمبر جس صاحبو نے میرے ہاتھ پر بیعت کی

Marfat.com

اُن سے تم سمجہا دو کہ جو کام خلاف حکم خدا اور رسول کے ہیں سب کو ترک کرو
تب تو اس بیعت کرنے سے تم کو فائدہ ہوگا والا محض بے حاصل ہے نہ میں اُن
کا پیر ہوں نہ وہ میرے مرید ہیں، اللہ رکھو نے عرض کی کہ جو بھائی لوگ یہاں
حاضر نہیں ہیں اُن کو میں سمجہا دونگا اور جو موجود ہیں وہ خود سنتے ہیں، پھر سب
حاضرین بولے کہ حضرت آپ حق فرماتے ہیں بات یہی ہے مگر کیا کریں ہم لوگ
ان بلاؤں میں مبتلا ہیں اب انشاء اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کو چھوڑ دینگے پھر وہ
سب آپ کو نذریں دینے لگے، آپ نے فرمایا کہ ہم نذریں تمہاری تب ہی لیں گے جب
تم ان سب بُری باتوں کے چھوڑنے کا عہد کرو بے اس کے ہم کسی کی نذر نہیں
لینے کے، اور جو جو چبوترے تعزئے کے تمہارے گھروں کے اندر ہوں اُن کو کھود کر مسجدیں
بنا لو کہ تمہاری عورتیں ان میں نماز پڑھا کریں، جب سب نے اس کا عہد و پیمان
کیا تب آپ نے ان کی نذریں قبول فرمائیں، پھر سب نے کہا کل صبح کو میرے یہاں
ضیافت ہے کسی نے کہا کل شام کو میرے یہاں کسی نے کہا پرسوں شام کو میں
کھلاؤنگا، آپ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے فرمایا کہ اس کی ترتیب ہم کو یاد نہ رہیگی
کہ پہلے کس نے دعوت کی اور اس کے بعد کس نے کی تم ایک کاغذ کے فرد پر لکھ لاؤ انہوں
نے لکھی پوچہا کتنے نام ہوئے، انہوں نے گن کر عرض کئے کہ پانچ اوپر پچاس نام تو
لکھ چکا ہوں باقی نہیں معلوم ابھی کتنے رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ان بھائیوں کو سمجہا دو
کہ ہم تو فقط آٹھ دس روز کے یہاں مہمان ہیں مہینوں برسوں تو رہنا نہیں اس

Marfat.com

اس عرصہ میں جو دعوت کریگا اس کے یہاں ہم لوگ کھالیویں گے اور زیادہ ہم رہ نہیں
سکتے پھر جب اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے لاویگا تب جیسا موقع ہوگا دیکھا جاویگا پھر
مولوی صاحب ان لوگوں کو سمجھا دیا وہ خاموش ہو رہے پھر یہ سوال کیا کہ شہر میں
آپ نے جس طرح اور لوگوں سے بیعت لی اور ان کو توجہ دی ہم چاہتے ہیں کہ یہ بھی اس نعمت سے
مشرف ہوں آپ نے حاجی محمد یوسف خاں کو جو کشمیر کے تھے اور قادر شاہ گوہریانی کے تھے
دین محمد اور اللہ رکھے کے یہاں ایک ایک صاحب کو مقرر کیا کہ آٹھ روز تم ان کے یہاں رہو
میں کو یہ کہیں ان کو توجہ دو اور آٹھ آدمیوں کو بلا کر فرمایا کرتا اور صاحب میں دو روز
تم ان کے یہاں رہو جو تم سے کہے اس کو توجہ دو بعد اس کے آپ نے ان سب کے واسطے دعا کی
حاصل مضمون اس دعا کا یہ تھا کہ الٰہی دنیا میں تو ان سب بھائیوں کو طریقہ سنت
پر ثابت قدم رکھ اور آخرت میں تو ان سب سے راضی ہو اور اپنی رضامندی کے گھر میں
لیجا، پھر آپ وہاں سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر تشریف لائے، بنارس میں قطب علی
نام رافضی مذہب ایک تھا ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آیا
اور عرض کی کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرونگا اور میرا باپ بیمار ہے وہ بھی بیعت
اگر اجازت ہو تو بلا لاؤں، آپ نے فرمایا بہتر ہے بلا لاؤ وہ اپنے باپ کے پاس گیا
لوگوں نے حضرت کو اطلاع کی کہ یہ شخص رافضی ہے، آپ نے فرمایا خبردار کوئی اس کے سامنے
جب آوے ایسی بات نہ کہے اللہ تعالیٰ جو چاہیگا وہ یکایک سنی مسلمان ہو جاویگا پھر
کچھ دیر میں اس نے آکر عرض کی کہ میں نے اپنے باپ سے جا کر واسطے بیعت کے کہا وہ کہنے
لگے کہ ہمارا تو مذہب امامیہ ہے سب جانتے ہیں اور سید صاحب سنی ہیں ہے سنی

Marfat.com

کئے وہ مجھ کو کاہے کو مرید کرینگے میں تو اُن کے پاس نہ جاؤنگا پھر میں وہاں
سے چلا آیا اور میرا بھی وہی طریقہ ہے اب جو کچھ آپ فرماویں میں حاضر ہوں آپ اس
کی صاف گوئی سے نہایت خوش ہوئے کہ یہ سچا آدمی ہے اور فرمایا کہ تم دریا تو
سے توبہ کرو اول تو اپنے مذہب سے اور دوسرے اور جو گناہ ہیں اُن سے توبہ کرو
پھر آپ نے اس سے توبہ کرائی اور بیعت لی پھر اس نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے واسطے
خدا کے بیعت کی ہے طمع دنیا سے نہیں کی مگر مفلس اور تنگ دست ہوں یہ چاہتا ہوں
کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے افلاس کو دور کرے آپ نے فرمایا
کہ ضرور ہم تمہارے واسطے دعا کرینگے اور جناب الٰہی سے اُمید ہے کہ تمہارا مقصود
پورا کرے اور مولوی محمد یوسف صاحب سے ایک روپیہ لے قطب علی کو دیا اور فرمایا
کہ اس کو اپنے پاس رکھنا خرچ نہ کرنا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تم کو کسی چیز
کا محتاج نہ کرے گا بعد اس کے آپ نے اس کے واسطے دعا بھی کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ چند روز میں دیکھیا کہ اللہ تعالیٰ کیسی کشائش اور فراخ دستی کرتا ہے اور
تکملہ اس کا یہ ہے کہ کئی سال کے بعد ولایت افغانستان سے حضرت نے مجھکو طرف
ہندوستان کے روانہ کیا اور میں بنارس میں گیا اور قطب علی سے ملاقات ہوئی اور
ان کو خوشحال اور صاحب مال پایا اور بڑا کارخانہ ان کا دیکھا اور ان کی خوشحالی
و فارغ البالی کا سبب پوچھا اُنہوں نے کہا کہ شروع اس کا یوں ہے کہ ایک روز
میں اپنی دوکان پر عقیق کے چند نگینے اور ایک پرانی عینک لئے بیٹھا تھا ایک فرنگی

Marfat.com

میرے پاس آکر کھڑا ہوا اور عنبک کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ عنبک تمہاری ہے اس
کو بیچو گے میں نے کہا ہاں میری ہے اور اس کو بیچوں گا تمہارے کام کی ہو تو یوں
ہی لیجاؤ اور وہ عنبک میرے نزدیک دو تین آنہ سے زیادہ کی نہ تھی اس نے کہا کہ یوں
تو ہم نہ لینگے تم اس کی قیمت کہو میں نے کہا میں قیمت اس کی کیا کہوں جو کچھ تم دوگے
میں لے لونگا اس نے کہا کہ پانچ روپے لوگے میں نے جانا یہ شراب پیئے ہوئے ہے خوش
طبعی کرتا ہے میں نہ بولا اس نے کہا دس روپے لو میں نے کہا تم اپنے روپے رہنے دو
عنبک تمہاری تو رہے اس نے کہا مفت ہم نہ لیں گے تم پچیس روپے لو ملکہ پچاس تب
تو کچھ میں بھی سمجھا کہ یہ قیمتی ہوگی پھر میں وہی جواب دیتا رہا کہ روپے بھی آپ کے ہیں اور
عنبک بھی آپ کی ہے وہ قیمت بڑھاتا گیا آخر الامر اس نے اپنے خریطے سے نکال سترہ
اشرفیاں میرے سامنے دھر دیں اور کہا یہ لو اور عنبک دو میں نے وہی جواب دل
دیا اس نے کہا اس وقت میرے پاس اور کچھ حاضر نہیں والا اور بھی دیتا میں نے غنیمت
جان کر وہ اشرفیاں اٹھالیں اور وہ عنبک اس کے حوالہ کی اس نے تین بار تکرار
کہا کہ یہ عنبک میری اور یہ اشرفیاں تمہاری میں نے کہا ہاں اشرفیاں میری اور
عنبک تمہاری پھر پندرہ بیس قدم وہاں سے جاکر پھر لوٹ آیا اور میرے پاس
کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر تم اس عنبک کے ہزار دو ہزار ملکہ پانچ ہزار روپے مانگتے
تو میں تم کو اپنے مکان سے لاکر دیتا اور یہ عنبک لیتا میں نے کہا خیر میری قسمت میں
یہی تھا جو کچھ ملا اب اس کا وصف تو بیان کرو یہ کیسی عنبک ہے تب اس نے ولایت کے
ایک کاریگر کا نام لیا اور کہا اس نے اس قسم کی چار عنبکیں بنائی تھیں ان میں سے

Marfat.com

ایک اُس نے شاہ لندن کی نذر کی اور عنبک اُس نے کسی اور رئیس کو دی اور ایک
اُس نے اپنے پاس رکھی اور ایک فلانے صاحب نے لی بہت دنوں اُن کے پاس رہی
وہ چٹ پٹ کسی بیماری سے مر گیا کسی کو کچھ وصیت بھی نہ کرنے پایا یہ عنبک اس
کی ہندوستانی میں دہری رہی اور کسی کو اس کا حال معلوم نہ تھا صاحب اس کا مال و اسباب
نیلام ہوا تب کہیں یہ تمہارے پاس آگئی تم اس کی خوبی کی کیا خبر خاصیت اس کی یہ ہے
کہ کسی قسم کا موتیا بند ہو اگر چھ مہینے اس عنبک کو لگاوے صاف موتیا بند جاتا رہے
اور پھر عنبک لگانے کی اس کو حاجت نہ رہے اور نہ کبھی اس کی آنکھوں میں اور کوئی
مرض ہو یہ عنبک ایسی ہے یہ بیان کر کے وہ چلا گیا واللہ اعلم بالصواب پھر میں نے
ان اشرفیوں سے تجارت کرنی شروع کی عنایت الٰہی سے جو مال میں نے خریدا اس
میں باخوبی مجھکو فائدہ ہوا یہاں تک چند عرصہ میں ہزاروں روپے اللہ تعالیٰ
نے مجھکو دئے اب کلکتہ سے میرا مال تجارت کا آتا ہے اور دہلی اور اکبرآباد سے بھی اور
یہ سب سید صاحب کی دعا کا اثر ہے یہ حال میری ثروت اور خوشحالی کا ہے
بنارس میں اکیس یوروک فرنگی کی ایک ہندوستانی بی بی حیوہ النسا بیگم نام حضرت
علیہ الرحمۃ کی مرید تھی جب ایک سال پہلے آپ بنارس میں تشریف لے گئے تھے تب
وہ اس فرنگی سے اپنا علاقہ زوجیت کا قطع کر کے آپ کے شرف بیعت سے مشرف
ہوئی تھی اور اس کو حضرت کے ساتھ نہایت اخلاص اور کمال اعتقاد تھا اور
ہزاروں روپے نقد اور ہزاروں روپے کا مال و اسباب اور مکان جو اس فرنگی کا تھا

Marfat.com

جب اس کی یہ مالک ہمتی جب اب کی بار حج کو جاتے ہوئے آپ بنارس میں تشریف
لے گئے اور ایک مہینے کچھ زیادہ دن وہاں رہے تب ایک روز آپ کو اپنے مکان
پر بلایا آپ تشریف لے گئے ہم سب لوگ باہر رہے اور حضرت کو اُس نے اندر بٹھایا
اور چھ سات ہزار روپے کا مال و اسباب جمع کر رکھا تھا چاہا کہ وہ آپ کی نذر کرے
آپ نے فرمایا کہ یہ حرام اور خبیث ہے ہم نہ لینگے آپ کی زبان سے یہ کلام سُن کر وہ رونے
لگی اور کہا کہ میں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی ہمتی اس نیت سے کہ میری نجات ہو اور گناہوں
سے پاک ہو جاؤں تیس برس میں ناپاک رہی اور کوئی صورت میری اس ناپاکی سے نکلنے کی نہ
ہوئی اس کے رونے سے آپ کے دل کو بھی ایک قلق سا ہوا اور اُس سے فرمایا کہ تم اپنے جی
میں رنجیدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ تم کو بھی اس ناپاک خبیث کے کھانے پینے سے بچاوے اور اس کی
گرفتاری سے چھڑاوے اب ہم کسی وقت تمہارے لئے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید
ہے کہ کوئی صورت نجات کی ہو جاویگی اس نے عرض کی کہ حضرت ظاہر میں مجھکو تو
اس بچاؤ کی کوئی راہ نہیں معلوم ہوتی ہے وہ کون سی صورت ہوگی آپ نے فرمایا
اس کا علم اللہ ہی کو ہے مجھکو خبر نہیں وہ جس صورت سے چاہیگا بچاویگا اس کے بعد
آپ وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے پھر دوسرے یا تیسرے روز حکیم سلامت
خاں اس بیگم موصوفہ کے نوکر آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ تم نے تمہاری بیگم
صاحبہ کے لئے دعا کی تھی سو جناب الٰہی میں مقبول ہوئی حال اُن سے کہا دنیا کا انشاء اللہ
تعالیٰ اب قریب ہے کہ کوئی راہ تمہاری مخلصی کی نکل آویگی اور نکلا اس قصہ کا یہ ہے کہ جب اس کے

Marfat.com

کئی سال کے بعد ولایت افغانستان سے حضرت نے طرف ہندوستان کے بھیجا اور
میں بنارس گیا اور بیگم صاحبہ موصوفہ سے ملاقات کی تب انھوں نے حضرت کی خیر و عافیت
پوچھی میں نے بیان کی اور اپنا حال انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کی دعا
کی برکت سے مجھ پر بڑا ہی فضل کیا وہ یہ ہے کہ سید صاحب تو میرے واسطے دعا کر کے حج کو
تشریف لے گئے اور میرے دل میں تردد اپنے حال کا باقی رہا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ کون سی
راہ نجات کی میرے لئے نکالتا ہے آخر الامر چند روز کے بعد ایک دن حکیم سلامت علی
خاں اور مولوی غلام یحییٰ صاحب اور مرزا کریم اللہ بیگ اور مولوی عبد القادر خان اور
کئی اور صاحبوں نے آپس میں مشورت کی کہ سید صاحب نے بیگم صاحبہ کی نذر مال حرام جان
کر نہیں قبول کی بیگم کو اس کا بڑا غم ہے اور چاہتی ہیں کہ میں بھی اس مال کو اپنے کھانے
پینے میں نہ صرف کروں اور سید صاحب اس امر میں اُن کے لئے دعا بھی کر گئے ہیں سو
اس کی کوئی صورت نکالنی چاہئے آخرش یہ تدبیر کی کہ سب نے مل کر دس ہزار روپے
جمع کئے اور میری طرف سے چند آدمی نوکر رکھ کر تجارت کرنی شروع کی ادہر سے
ادہر سے ہندوستان سے اسباب کلکتہ کو بھیجنے لگے اور ادہر سے مال انگریزی منگانے
لگے چند عرصہ میں ہزاروں روپے منافع کے مل گئے پھر میں نے اس اپنے فرنگی کا جو
کچھ مال و اسباب مکان وغیرہ تھا سب چھوڑ دیا اور دو سو روپے کرایہ کے اور مکان لئے
اب انھیں میں میری تجارت کا سب مال و اسباب رہتا ہے اور با فراغت چین کرتی ہوں
یہ حال سن کر میں بہت خوش ہوا کہ الحمد للہ تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہوا پھر انہوں نے مجھ سے

Marfat.com

کہا کہ اس دفعہ جو کچھ میں سید صاحب کو دیتی تھی مال خبیث جان کر آپ نے نہ لیا اور بیشک وہ مال ایسا ہی تھا مگر اب اس مال تجارت سے حضرت کے واسطے کچھ روپیہ لیتے جاؤ میں نے کہا کس قدر بھیجنے کا تم نے ارادہ کیا ہے کہا پانچ ہزار روپے، میں نے سن کر کچھ جواب نہ دیا، مجھ سے کہا کہ تم نے کچھ جواب نہ دیا کیا تم کو اس مال میں بھی کسی طور کا شبہہ ہے یہ تو میری تجارت کا روپیہ ہے، میں نے کہا شبہہ تو مجھ کو کسی طرح کا نہیں مگر بات یہ ہے کہ بے اجازت سید صاحب کے میں نہ لیجاؤنگا کہا کیا سبب، میں نے کہا یہی سبب ہے جو میں نے عرض کیا، پھر انہوں نے حکیم سلامت علی خاں اور مولوی غلام یحییٰ سے جو ان کی طرف سے سرکار انگریزی میں وکیل تھے یہ مذکور کیا کہ تم دین محمد کو سمجھا کر یہ روپیہ حضرت کے پاس بھیجدو انہوں نے مجھ سے کہا کہ بیگم صاحبہ اس قدر روپیہ سید صاحب کو دیتی ہیں تم کیوں انکار کرتے ہو وہی جواب میں نے ان کو بھی دیا، انہوں نے کہا بہتر ہے حضرت سے پوچھ کر پھر لیجانا تب تک بطور امانت کے یہ روپے یہاں دھرے رہینگے، پھر میں ان سے رخصت ہو کر اور جہاں کہیں کام تھا وہاں گیا اور سب کاموں سے فراغت کر کے جب میں حضرت کے پاس گیا اور یہ حال عرض کیا، آپ نے فرمایا بہت خوب تم نے کیا جو تم یہاں نہ لائے مگر لینے میں اس کے کچھ قباحت نہ تھی اب کی بار اس طرف جب بھیجیں گے تب اس کی تدبیر تم کو بتا دینگے جب بعد کچھ مدت کے پھر مجھ کو آپ طرف ہندوستان کے روانہ کرنے لگے تب فرمایا کہ وہ پانچ ہزار روپے حیوۃ النساء بیگم سے لے کر یہ کام کرنا کہ ان میں سے تین سو روپے قلعہ بریلی میں جا کر ہماری ہمشیرہ

Marfat.com

کو دیا اور دو سو روپے سید محمد صاحب کو جو سید عبدالجلیل صاحب کے والد ہیں دینا
اور اُس کی تقسیم کا ایک رقعہ لکھ دیا کہ ان میں سے اس قدر فلانے فلانے کو بانٹ
دیں اور یہ حال سوا تمہارے اور سید محمد کے تیسرے کو خبر نہ ہو اور ایک لونڈا جو آپ کے
ہمراہ لشکر مجاہدین میں تھا پچیس روپے اس کے باپ کے کہ تکیہ میں تھا فرمائے اور کہا کہ
رام پور میں سو روپے حاجی زین العابدین خاں صاحب کے یہاں دینا اور پچاس
روپے حاجی بہادر شاہ خاں صاحب کے یہاں دینا اور پچیس روپے حافظ عبدالغفار
خاں اور پچیس روپے عبداللہ خاں برمار کے یہاں دینا اسی طور اور حیدر صاحبوں کے
یہاں دینا یا اور فرمایا دو ہزار یا کچھ زیادہ جو باقی رہیں ان کو سندھ میں سید عبدالرحمن
صاحب کے پاس ہنڈوی کر کے بھیجدینا پھر جب میں وہاں سے بنارس میں گیا
بیگم صاحبہ موصوفہ میرے جانے سے کئی مہینے پیشتر مر چکی تھی اور تمام کارخانہ
اس کا تہ و بالا ہو گیا تھا، حکیم سلامت علی خاں کو میرے آنے کی خبر ہوئی انھوں
نے مجھکو بلایا اور بیگم صاحبہ کے مرنے اور ان کے کاروبار بگڑنے کا بیان کیا اور
ان پانچ ہزار روپوں کا بیان کیا کہ اکثر تو روپے ان میں سے خرچ ہو گئے ہیں
اب بیگم صاحبہ کے خانساماں سے جا کر دریافت کرو کہ کس قدر روپے باقی ہیں پھر
ویسا تم سے کہوں، میں نے کہا آپ کو اختیار ہے جیسا مناسب جانیے، پھر انھوں
نے جا کر معلوم کیا تو ڈھائی ہزار روپے تو خرچ ہو گئے تھے اور ڈھائی ہزار
باقی تھے پھر وہ سرلا کر مجھ کو دے کہ یہ کچھ باقی ہیں، میں نے کہا خیر یہی غنیمت

Marfat.com

ہیں، پھر وہ روپے میں نے اپنی رائے کے موافق جس طور مناسب جانے تقسیم کئے اور
سب کو دے کر ہزار روپے بچے پھر میں نے شاہ جہان آباد میں آکر ایک قلمی ترجمہ،
قرآن شریف کا اور ہزار روپے کی ہنڈوی سند کے شکارپور میں قاضی محمد صاحب
کی معرفت ایک قاصد کے ہاتھ روانہ کرکے پیر کوٹ میں سید عبدالرحمن صاحب کو پہنچے
تفصیل اس کی یہ ہے کہ بنارس میں پچیس روپے خدایار خاں کے یہاں اور پندرہ روپے
ایک اور صاحب کے یہاں نام ان کا یاد نہیں دئے اور بلدۂ الہ آباد میں پندرہ روپے الٰہی بخش
خلاصی کے یہاں دئے اور رائے بریلی میں حضرت علیہ الرحمۃ کی ہمشیرہ شریفہ معظمہ
مکرمہ کو دو سو روپئے دئے اور سید عبدالجلیل صاحب کے والد سید محمد صاحب مرحوم کو
دو سو روپے دئے اور دس روپے واسطے لکمیر کی ماں کے اور پندرہ روپے واسطے
چھیدو کی ماں کے اور دس روپے لوہانی پور میں واسطے دلاور کی ماں کے اور پچیس
واسطے نور داد خاں کے نانی کے اور پچیس ایک ہندو لونیے کے باپ کے لئے یہ بھی سب
سید محمد صاحب کو سپرد کئے کہ وہ پہنچا دیویں اور پندرہ روپے بریلی میں میں نے
جمال الدین کے یہاں دئے اور پچیس سید اسماعیل کی ماں کو اور قصبہ نگرانوں میں
پچاس روپے سید عبدالرزاق کی ماں کو اور بیس روپے مخدوم کی ماں کو دئے اور
لکھنؤ میں پچاس روپے شیخ احسان علی کو اور پچیس حمایت اللہ خاں کے یہاں اور
پچیس میر امید علی صاحب کو اور پچیس روپے شاہ یقین اللہ صاحب کو اور پچیس روپے

Marfat.com

جو مولوی مخدوم صاحب کے عزیزوں میں عبدالکریم تھے ان کے یہاں دئے اور کانپور
میں پچیس روپے شیخ رحم علی کی بی بی کو دئے اور رامپور میں پچیس روپے قاری
خان محمد صاحب کے بیٹے قاری محمد جان کو دئے اور پچیس عبداللہ خاں بہادر اور
پچیس روپے عبدالغفار خاں اور پچاس بہادر شاہ خاں اور سو روپے حاجی زین العابدین
خاں صاحب کے یہاں دئے اور دہلی میں سو روپیہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کی ہمشیرہ
صاحبہ بی بی رقیہ کو اور سو روپے مولانا صاحب کے فرزند ارجمند محمد عمر
مرحوم کو اور پچیس روپے کشمیری گڑھی میں ایک مولانا صاحب کے ہمنام اور آشنا کو دئے
اور مظفر نگر میں پچیس روپے کریم بخش کے یہاں دئے اور کرانی میں اخوند ظہور اللہ
صاحب کے یہاں پچاس روپے اور کرنال میں مولوی حسین علی صاحب کے یہاں پچاس
روپے اور سہارنپور میں سو روپے حکیم منعیت الدین صاحب کو دئے کہ کئی شخصوں
کو تقسیم کر دیویں اور ہزار روپے کی ہنڈوی سندھ میں سید عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
کو ارسال کئے یہ سب ڈھائی ہزار روپے ہوئے انتہی حکایت بنارس میں
رہمانی اور تاج محمد نام دو بھائی کندی گر تھے اور وہ دونوں بیعت مغفرت
علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر اول کر چکی تھی جب پہلی بار حضرت بنارس میں تشریف
لے گئے تھے اور دونوں نیکبخت آدمی تھے مگر محتاج اور غریب تھے فقط ایک
دوکان کندی کی چلتی تھی اس میں جو کچھ ملتا تھا اسی پر گذرتی تھی اب کی بار
سفر حج میں حضرت علیہ الرحمۃ بنارس کو تشریف لے گئے اور انھیں کے

Marfat.com

محلہ کے قریب اُترے، انھیں روزوں ان کی بہن کا بیاہ مقرر ہوا اور تاریخ پہُرالی گئی، رمضانی نے آکر عرض کی کہ حضرت میری بہن کا فلانے روز بیاہ ہے اُمیدوار ہوں کہ آپ بھی کچھ آدمیوں سے میرے مکان میں قدم رنجہ فرمادیں، آپ نے پوچھا کہ تمہارے یہاں شادی بیاہ میں کیا کیا رسمیں ہوتی ہیں، اُنہوں نے عرض کی کہ جو شہر میں اور غریب مسلمانوں کے یہاں دستور ہے وہی رسمیں ہمارے یہاں بھی ہوتی ہیں گانا بجانا ناچ وغیرہ آپ نے فرمایا کہ ایسی شادی بیاہ میں ہم نہ جاوینگے اگر موافق شریعت اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کرو تو ہم چلیں والا جو تمہارے یہاں کھانا پکے بھیجدینا ہم کھالینگے، رمضانی نے کہا کہ میں آپ کا فرماں بردار ہوں جیسا آپ فرماویں بجالاؤں، دولہ کی طرف میرا اختیار نہیں اس کا تدارک آپ جو فرماویں کیا جاوے، آپ نے ارشاد کیا کہ دولہ کے گھر والوں کو ہمارے پاس لاؤ تو ہم ان کو سمجھادیں اگر وہ مان لیویں تو بہتر ہے پھر وہ دولہا کے باپ بھائی چچا وغیرہ کو حضرت کے پاس لائے وہ سب حضرت کے مرید بھی تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری طرف بیاہ میں کسی طور کی بدعت اور خلاف شرع کام نہ ہونے پاوے موافق سنت کے نکاح کرلو تو ہم تمہاری برات میں چلینگے والا ہم کو وہاں لیجانے کی تکلیف نہ دو، انہوں نے عرض کی کہ ہم آپ کو ضرور لے چلیں گے اور جیسا آپ ہم سے فرماویں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ویسا ہی بجالاویں گے کسی امر میں کچھ فرق نہونے پاویگا

Marfat.com

آپ یہ سُن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب ہم ضرور چلیں گے، پھر آپ نے جو جو باتیں کرنے کی تھیں اور جو نہ کرنے کی تھیں سب ان کے آگے بیان کر دیں پھر وہ رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے، پھر رمضانی سے جو کہنا تھا کہہ دیا کہ یہ بات کرنا اور یہ نہ کرنا پھر جیسا آپ نے رمضانی کو تعلیم کر دیا تھا بعینہٖ ویسا ہی اپنے یہاں کیا نہ اپنی بہن کو بائیوں مُنجھایا اور نہ اس کا اُبٹن لگوایا نہ کنگنا نہ سہرا بندھوایا نہ ڈھول بجانے دیا یہاں تک کہ نہ کسی کو گانے دیا غرض کوئی بدعت نہ ہونے دی دولھن نے آپ ہی نہایا اور آپ ہی اپنے بیاہ کے کپڑے پہنے یہاں تک کہ سر کے بال تو دوسری عورت نے آ کنگھی کر کے گوندھے اور سب کام اس نے آپ کئے پھر جب برات آئی تب حضرت سوا سوا عورتوں کے رمضانی کے مکان پر تشریف لے گئے اور آپ کی اجازت سے مولانا عبدالحیٔ صاحب نے دولھا کا نکاح پڑھا بعد اس کے اسی مجلس میں آپ نے رمضانی کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ جو کام موافق حکم خدا و رسول کے ہوتا ہے اُس میں خیر و برکت بہت ہوتی ہے دنیا اور آخرت دونوں میں اور جو اس کے خلاف ہوتا ہے اس میں دنیا کی بھی خرابی ہوتی ہے اور آخرت کی بھی، اور اسی جگہ جہاں آپ بیٹھے تھے دو لکڑیاں کنڈی گڑی ہوئی تھیں ان پر آپ نے ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ میاں رمضانی ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے ایسی تو تمہاری یہ دو ہی لکڑیاں ہیں اور تمہیں کیلے

Marfat.com

کام کرتے ہو انشاء اللہ تعالیٰ بعد چند روز کے جبتک ہم حج کرکے آویں
تم دیکھیا کہ یہاں کتنی لکڑیاں گڑی ہونگی اور کتنے کاریگر اس مکان میں
کام کرینگے کہ آدمیوں کو جگہ بیٹھنے کو نہ ملیگی اور اس محلہ کی سب دوکانوں سے
تمہاری دکان نامی اور مشہور ہو جاویگی مگر جو کچھ تم کو فائدہ ہو اس میں
سے ایک حصہ لیتے چھوٹے بھائی تاج محمد کو بھی دیا کرنا اس لئے کہ اس سے مشقت کا
کام نہیں ہوتا ہے اور جو وہ تمہارے ساتھ کام کرے تو اس قدر حصہ دیا
کرنا، یہ باتیں سن کر تعجب سا جان کر رمضانی ہنسنے لگے اور کہا میری بھی دکان
چلی جاوے میں اسی کو غنیمت جانتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ جو ہم کہتے ہیں انشاء اللہ
تعالیٰ یوں ہی ہوتا ہے تم اس بات سے خاطر جمع رکھو، انہوں نے عرض کی کہ اللہ
میں اور کیا چاہتا ہوں، تاج محمد تو میرا بھائی ہے اور آپ جو کچھ فرماویں دیا کرونگا
الفقصہ پھر آخر کو ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ حج کرکے تشریف لائے
اس وقت بتیس کاریگر اس رمضانی کے مکان میں کام کرتے تھے اور رمضانی ہزاروں
روپیوں کے آدمی ہو گئے اور تاج محمد بیس میں سوار ہوتے تھے اور تمام بنارس
میں رمضانی کی دکان مشہور ہو گئی حکایت بنارس میں حضرت علیہ الرحمۃ
تشریف لے گئے اور قریب مسجد کندی گروں کے ایک مکان میں اترے

Marfat.com

اس کے کئی روز کے بعد میں سخت بیمار ہوا یہاں تک نوبت پہنچی کہ میں
بیہوش ہو گیا اور دانت بند ہو گئے کسی کو اُمید نہ تھی کہ یہ بچیگا حکیم
منعیت الدین صاحب قافلہ کے ہمراہ تھے' انہوں نے آکر دیکھا اور کہا کہ دوا
تو تبا دیویں ہم مگر دانت بند ہیں پلائی کیونکر جاوے وہ اسی فکر میں تھے
اسی عرصہ میں میاں عبداللہ نے حضرت کو خبر کی کہ دین محمد کا ایسا حال ہے
آپ اُسی وقت میرے پاس تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر فرمایا کہ اس
بیماری سے اللہ تعالیٰ ان کو نجات کر دیگا مریگا نہیں اب ایک دوا ہم بتادیں
وہ پلاؤ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جاویگا میاں عبداللہ نے عرض کی کہ
حضرت ان کے دانت تو بند ہیں دوا پلائی کیونکر جاوے' آپ نے فرمایا کہ تم
دوا تو تیار کرو اور ایک ماشہ جائے پھل اور اسی قدر ہاوتری اور زعفران
منگا کر فرمایا کہ ان تینوں کو ایک دو پیسہ بھر پانی میں پیسکر دونوں ہونٹھ
کھول کر ڈلوا دیا نہ کرنے پاوے جہاں دانتوں میں دوا پہنچی انشاء اللہ تعالیٰ
اُسی وقت منہ کھل جاویگا اور وہ ہوش میں آجاویگا' میاں عبداللہ نے
ویسا ہی کیا اُسی وقت منہ میرا کھل گیا اور دوا حلق میں اتر گئی اور میں
ہوش میں آگیا اور اپنے گرد لوگوں کا ہجوم دیکھا میاں عبداللہ سے میں
نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اُنہوں نے سب حال بیان کیا پھر

Marfat.com

پھر کئی روز میں اللہ تعالیٰ نے مجھکو تندرست کردیا اور جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اور سب کاروبار کرنے لگا **حکایت** بنارس میں جو پرانی ٹکسال مشہور تھی اُس میں انگریزوں نے اسپتال بنایا یعنی دارالشفا اور اُسی کے قریب ایک دوسرا اسپتال بنایا ٹکسال کے اسپتال میں پچاس ساٹھ مریض تھے اُنہوں نے حضرت کے پاس اپنا آدمی بھیج کر درخواست کی کہ ہم لوگ تو معذور ہیں وہاں تک ہمارا آنا دشوار ہے اگر للہ فی اللہ یہاں تشریف ارزانی فرماویں تو ہم بیعت کریں، آپ ایک روز چند لوگوں سے تشریف لے گئے اور ان مریضوں سے بیعت لی اور آپ کے ہمراہ جو لوگ گئے تھے ان میں تین شخصوں کے بدن میں برساتی پھنسیاں بہت تھیں اس میں ایک آدمی دوسرے اسپتال کا آکر وہاں کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میاں تم اپنی پھنسیوں کی دوا کرو تو ہم دیویں، حضرت نے اس سے پوچھا تم کہاں رہتے ہو اس نے عرض کی کہ اس اسپتال میں رہتا ہوں، آپ نے پوچھا کیا کام کرتے ہو کہا اسی اسپتال کا کام کرتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ جو دوا تمہارے پاس ہو ان کو دو اُس نے تینوں آدمیوں کو تین پڑیاں دوا کی دیں اور کہا تین روز صبح کو ایک ایک پڑیا کی دوا کھانا مگر ایک دن ناغہ کرکے اور تینوں روز تم کو پانچ پانچ دست آوینگے اور پانچ ہی پانچ بار قے ہوگی پچھلی قے کے بعد آدھ پاؤ یا دو چھٹانک دہی پی لینا، متلائی طبیعت کی موقوف ہوجایا کرے گی

Marfat.com

خدا چاہیگا اسی دوا میں سب پھنسیاں خشک ہو کر اچھی ہو جائینگی پھر
حضرت وہاں سے مکان پر تشریف لائے اور تینوں شخصوں نے اسی ترکیب سے
وہ دوا کھائی ایک ہفتہ میں صاف چنگے ہو گئے' ایک روز اتفاقاً حضرت علیہ الرحمۃ
چند لوگوں سے پھر اسی اسپتال کی طرف تشریف لے گئے اور وہی شخص آپ
کے پاس آیا اور جس کو دوا دی تھی ان کو دیکھ کہنے لگا کہ میاں صاحب پھنسیاں
تو آپ کی اچھی ہو گئیں' انہوں نے کہا ہاں وہ اچھی ہو گئیں' حضرت نے اس سے
پوچھا کہ تمہیں نے اس روز ان کو دوا دی تھی' اُس نے کہا ہاں حضرت میں
نے دی تھی' آپ نے فرمایا کہ تشخیص تمہاری بہت خوب ہے اور تم اس فن میں
ہوشیار آدمی معلوم ہوتے ہو اُس نے عرض کی کہ حضرت سات روپے کا
میں نوکر ہوں اور خرچ گھر میں زیادہ ہے اس نوکری میں گذران کی صورت
نہیں معلوم ہوتی ہے آپ میرے حق میں دعا کریں کہ مجھکو کھانے کپڑے کی فارغ ابالی
ہو' آپ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اور تم کون لوگ ہو اس نے کہا کہ میں تو جمار
ہوں اور نام میرا اچاٹک ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے لئے دعا کرینگے
مگر اس شرط پر کہ جو غریب مسلمان مریض تمہارے اسپتال میں آویں اُن سے
نہ لینا ہاں جو مالدار ہو اس سے لینا مضائقہ نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ
میں شفا دیگا کہ جس کی دوا کرو گے وہ اچھا ہو جائیگا اور دور دور تک تم
مشہور ہو جاؤ گے اور سیکڑوں آدمی تمہارے کاروبار میں رہیں گے اور

Marfat.com

باخوبی اللہ تعالیٰ تمہاری روزی میں کشائش کریگا، اُس نے عرض کی کہ
حضرت یہ بات کیا ہے اس کے سوا اور جو کچھ فرمائیں وہ میں کیا کرونگا، پھر آپ
نے اُس کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ چند روز میں اس دعا کی خیر و برکت دیکھنا
کہ کیسا تمہارا عروج ہوتا ہے، پھر وہاں سے جائے اقامت پر تشریف
لائے اور تکملہ اس قصہ کا یوں ہے کہ بعد واقعہ شریفہ بالاکوٹ کے ایک
بار حضرت علیہ الرحمۃ کے برادر زادہ سید محمد اسماعیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
کے اس بلدۂ اسلام ٹونک سے میں غازی پور گیا اور وہاں شیخ فرزند علی
صاحب کے مکان میں اترا پھر کئی روز کے بعد سید صاحب ممدوح نے مجھکو
وہاں سے عظیم آباد میں مولوی ولایت علی صاحب مرحوم کے پاس بھیجا ستائیسویں
تاریخ رمضان المبارک کی میں وہاں پہنچا، مولوی صاحب موصوف سے
ملا اور نماز عید بھی وہیں پڑھی اس کے اگلے روز میں مولوی صاحب کو ہمراہ
لے کر کئی روز میں پھر غازی پور میں آیا سید محمد اسماعیل صاحب میرے پہنچنے
بنارس کو تشریف لے گئے تھے اس عرصہ میں میں بیمار ہو گیا اور بیماری یہ
تھی کہ پیشاب میرا مانند دہی کے جم جاتا تھا اور اس پر مکھیاں بیٹھتی تھیں
وہاں سے مولوی ولایت علی صاحب بنارس میں سید محمد اسماعیل صاحب کی
ملاقات کو گئے مگر وہاں بھی ملاقات نہ ہوئی سید صاحب ممدوح
اپنے مکان کو رائے بریلی میں چلے آئے تھے اور میں وہیں غازی پور

Marfat.com

میں شیخ فرزند علی صاحب کے مکان پر رہا اور وہاں طبیبوں کی دوا کرتا رہا
مگر کچھ فائدہ نہ ہوا' شیخ صاحب موصوف نے مجھ سے کہا کہ یہ بیماری سخت ہے یہاں
طبیبوں سے اس کی دوا نہ ہو گی تم بنارس کو جاؤ وہاں اسپتال میں اچانک نام
ایک چمار بڑا ہوشیار اور سید صاحب کے معتقدوں سے ہے اور بڑا صاحب اخلاق ہے
وہ اس مرض کی دوا کریگا اور انشاء اللہ تعالیٰ تم اچھے ہو جاؤ گے' میں نے کہا اگر
تو اس کے پاس نہ جاؤنگا نہ میں اس کو پہچانوں نہ وہ مجھکو جانے میں تو آپ
ہی کے مکان پر رہونگا اور جو کچھ دوا ہو گی یہیں کر دونگا' انہوں نے کہا کہ میں
اپنا ایک رقعہ لکھدونگا اس کو جاکر دینا اور تم اس سے کہنا کہ میں سید صاحب
کا خادم ہوں وہ تمہاری بہت خاطر کریگا' آخر میں جانے پر راضی ہوا انہوں
نے ایک رقعہ لکھدیا' پھر حضرت علیہ الرحمہ کے مریدوں میں ایک ناظر عدالت
انگریزی کے تھے نام ان کا یاد نہیں' انہوں نے ایک ٹٹا گھن بہت عمدہ پیگو کا مجھکو
دیا میں اس پر سوار ہو کر وہاں سے بنارس میں مرزا محمود بخت شاہزادہ کے
مکان پر آکر اترا اگلے روز اسپتال میں اچانک کے پاس گیا اور وہاں ایک
فرش مکلف بچھا تھا اس پر میں بیٹھا اور اس نے بغور کئی بار میری طرف
دیکھا پھر پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں' میں نے کہا غازی پور سے
اس نے کہا کہ غازی پور کی بولی تو تمہاری نہیں معلوم ہوتی اور میں تم کو کچھ
پہچانتا بھی ہوں' میں نے کہا کہ میں اکثر سفر میں رہتا ہوں کہیں تم نے مجھکو دیکھا
ہوگا' اس نے کہا سامری میں تو نہیں مگر مجھکو یاد پڑتا ہے کہ ایک بار رائے بریلی

Marfat.com

کے ایک سید صاحب حج کو جاتے تھے سو وہ چند روز اس شہر میں بھی اُترے تھے
ان کے ہمراہ تم کو دیکھا اور اکثر آدمی تم سے اُنھیں کے گروہ کے ہوتے ہیں میں
نے کہا ہاں بیشک ایک سید صاحب اس ٹکسال میں تشریف لائے تھے میں بھی اُن کے
ہمراہ تھا یہ بات سُن کر وہ اٹھا اور بغلگیر ہو کر مجھ سے ملا پھر بڑی تعظیم سے مجھکو
بٹھالا اور آپ بیٹھا' پھر میں نے شیخ فرزند علی صاحب کا رقعہ دیا اس کو پڑھ کر
پھر اٹھا اور مجھ سے ملا اور حضرت علیہ الرحمہ کا حال مجھ سے پوچھا' میں نے مختصر
حال مناسب وقت کے بیان کیا وہ سُن کر بہت دیر تک روتا رہا اور افسوس
کیا کہ اب ایسے دیوتا آدمی کہاں پیدا ہیں اور مجھ سے کہا کہ تم کو یاد ہے جب
اسی بار سید صاحب نے میری کشائش روزی کے لئے دعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ
اب چند روز میں دیکھنا کہ تمہارا کیسا عروج ہوتا ہے' ان دنوں میں سات روپے
کا اسی اسپتال میں نوکر تھا بہت تنگی سے میری گذر ہوتی تھی' پھر حضرت آپ
تو حج کو تشریف لے گئے بعد کئی مہینے کے میرا وہ مفلسی کا حال بدلنے لگا یہاں تک کہ
جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی میرا کارخانہ ہوا آپ کی دعا سے لکھ پتی میں ہو گیا ہوں اور
سیکڑوں آدمی میری تابعداری کرنے لگے اور جس مریض کی دوا کرتا ہوں سید صاحب
کی دعا سے اللہ تعالیٰ اس کو جھٹ پٹ اچھا کر دیتا ہے اور ایسے ایسے بیمار لوگ کہ بڑے
بڑے ڈاکٹروں کی دوا کر کے ہار جاتے ہیں وہی میرے ہاتھوں چنگے ہو جاتے ہیں یہ
سید صاحب کی دعا کا اثر ہے' پھر مجھ سے پوچھا کہ اپنی بیماری کا حال بتاؤ میں نے
جو کچھ تھا بیان کیا اُس نے کہا یہ بیماری تو خدا چاہیگا ایک دن میں جاتی رہیگی

Marfat.com

مگر آپ کل سویرے تشریف لاویں میں آپ کی دوا کردنگا بلکہ وہاں جا کر کیا
کروگے میں اپنے آدمی بھیجوں وہ تمہارا گھوڑا اور اسباب وہاں سے لے آویں تم
اسی اسپتال میں رہو مسلمان باورچی کھانا پکاتے ہیں سب کچھ تمہارے لئے موجود ہے
میں نے عذر کیا کہ مجکو وہیں آرام ہے یہ تکلیف مجکو تم نہ دو کئی بار اس نے کہا کئی بار
میں نے انکار کیا آخر کو اس نے مانا کہ خیر تم کو اختیار ہے پھر میں وہاں سے وہیں گیا
جہاں اُترا تھا دوسرے روز سویرے پھر میں اس کے پاس گیا اور بیٹھا اس نے اپنے نوکر
سے دوا کا ایک چھوٹا سا شیشہ منگایا کوئی عرق سا تھا اُس میں سے بقدر تین ماشہ
کے مجکو پلایا اور کوئی چار قطرے وہی عرق میرے دونوں کانوں میں ڈالا اور اسی قدر
ناک دونوں نتھنوں میں ڈالا اور ایک دوسرا روغن منگا کر میرے دونوں مونڈھوں
پر ملا اور ایک دوا کی دو پڑیاں مجکو دیں اور کہا کہ ایک پڑیا کی دوا آج رات کو
سوتے وقت کھا لینا اور دوسری پڑیا کی دوا کل صبح کو کھا کر میرے پاس آنا پھر
میں وہاں سے اپنے مکان پر آیا اور ایک پڑیا کی دوا رات کو کھائی اور صبح کو دوسری
پڑیا کی دوا کھا کر پھر میں اس کے پاس اسپتال میں گیا اُس نے کہا کہ میاں اب سچ
سچ مجھ سے کہو کہ تمہارا کیا حال ہے میں نے کہا کہ آج صبح کو میرا پیشاب صاف ہوا
جیسا قبل بیماری کے ہوتا تھا، اُس نے کہا کہ آپ اچھے ہو گئے وہ بیماری اللہ تعالیٰ
نے دور کر دی اب خدا چاہیگا نہ ہو گی، میں نے کہا کہ ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا
ہے مگر ابھی دو روز تم یہی دوا اور کرو، اس نے کہا کہ خیر آپ کی خوشی دو روز اور کر دونگا
حاجت تو نہیں ہے پھر دو روز وہی دوا اسی طرح اس نے پھر کی میں یا تو بی

Marfat.com

اچھا ہو گیا اس نے کہا کہ فضل الٰہی سے اب تو تم اچھے ہو گئے اب دس پندرہ روز میرے پاس رہو میں تمہاری خدمت کروں، میں نے عذر کیا کہ کئی کار ضروری تجکو کرنے ہیں اور روز بہت لگ گئے اب میرا رہنا نہ ہو گا چار پانچ دن میں جاؤنگا پھر کبھی جو اتفاق یہاں آنے کا ہو گا تو رہونگا اُس نے کہا تہ رہو گے تو ایک روز میرے مکان پر تشریف لے چلو وہاں کا کارخانہ میرا دیکھ لو، میں نے کہا خیر مضائقہ نہیں جب چاہو لیچلو میں حاضر ہوں، اور مکان اس کا ڈیڑھ کوس شہر کے باہر چھاؤنی میں تھا پھر اگلے روز تجکو اپنے ساتھ بگھی پر سوار کر کے لے گیا وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ بڑا عالیشان مکان امیرانہ تھا اس کی عمارت میں پچاس ساٹھ ہزار روپے سے زیادہ صرف ہوئے ہونگے سات آٹھ بگھیاں اور گاڑیاں دروازہ پر کھڑی تھیں، پینسیں دہری تھیں طویلے میں آٹھ دس گھوڑے اور ٹانگھن تیدے تھے اور ہر ایک کارخانہ امیرانہ تھا نوکر چاکر خدمتگار وغیرہ سب تھے اس نے کہا اول میں فقط سات روپے کا نوکر تھا اچھی طرح کھانا کپڑا میسر نہ تھا اب جو کچھ میرا کارخانہ امیرانہ دیکھتے ہو یہ سب سید صاحب کی دعا کی برکت سے ہے اور میں سید صاحب کا چیلہ ہوں، افسوس ہے کہ ان کی خدمت مجھ سے نہ ہو سکی پھر دو اشرفیاں تجکو دیں اور کہا تم نے میرے یہاں کھانا نہیں کھایا یہ تمہاری دعوت ہے اور جب کبھی اس شہر میں آنا تو میرے مکان پر اُترنا، پھر میں اُس سے رخصت ہو کر شاہزادہ تجمو بخت کے مکان پر آیا، پھر بعد کئی روز کے وہاں سے چلا تکیہ شریفہ پر سید محمد اسماعیل صاحب کے پاس آیا

Marfat.com

حکایت بنارس میں کندی گروں کی مسجد کا کنواں بہت گہرا ہے چالیس ہاتھ سے زیادہ رسی لگتی ہے اور کنویں کے قریب سقا ہے رحمو نام ایک شخص تھا وہ سقائی میں وضو کے واسطے پانی بھرتا تھا جب سفر حج میں حضرت علیہ الرحمۃ وہاں تشریف لے گئے اور چند روز مسجد کے قریب ایک مکان میں رہے ایک روز ہم لوگوں کے روبرو اس مسجد کے کئی نمازی اس رحمو کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے کہ جب اول مرتبہ سید صاحب یہاں تشریف لائے تھے تب مسجد میں ایک نمازی نہیں آتا تھا اور تمام خس و خاشاک مسجد میں بھرا رہتا تھا یہی رحمو بیمار سا ایک لنگوٹ باندھے اس سہ دری میں پڑا رہتا تھا اور نہایت لاغر تھا سخت مزدوری کرنے کی اس کو طاقت نہ تھی للہ فی اللہ جو کوئی روٹی دے جاتا تھا وہی یہ کھاتا تھا ایک روز سید صاحب نے یہاں آکر اس مسجد کو خس و خاشاک سے صاف کروایا اور پانی سے خوب دھلوایا پھر نماز جماعت کی اس میں ہونے لگی مگر وضو غسل کی تکلیف ہونے لگی بھرنے والا پانی کا کوئی نہیں ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ لوگو کہ وضو غسل کی تکلیف ہوتی ہے کوئی بھرنے والا لاؤ تو اس کو یہاں مقرر کردیں لوگوں نے عرض کی کہ کسی کو تلاش کرینگے اس وقت یہ رحمو اسی سہ دری میں لیٹا تھا سید صاحب نے فرمایا کہ یہ کون شخص ہے اسی کو پانی بھرنے کو مقرر کردو لوگوں نے کہا کہ یہ تو محتاج مریض سا ہے اس کو اسی طاقت کہاں کہ پانی یا محنت کا کام کرے جو کوئی خدا کے واسطے روٹی دے جاتا ہے وہی یہ کھاتا ہے اور اسی جگہ پڑا رہتا ہے اس وقت سید صاحب مسجد کے اس صحن میں بیٹھے تھے فرمایا کہ اس کو ہمارے پاس بلا لاؤ

Marfat.com

ہم نے اُس سے کہا وہ آپ کے پاس گیا' آپ نے پوچھا کہ تم کچھ کام کروگے
اس نے کہا حضرت کام کرنے کی مجھکو طاقت نہیں ہے' آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ
تم کو طاقت دیوے تب تو کروگے اُس نے کہا ہاں کیوں نہ کرونگا' آپ نے
فرمایا کہ اس مسجد کا پانی بھرا کرو تین روپے ماہواری اور روٹی تمہارے لئے مقرر
کرادوں' اُس نے کہا ابھی تو اس قدر مجھ میں طاقت کہاں جو پانی بھروں' آپ
نے فرمایا کہ ہم تمہارے لئے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ تم کو طاقت عنایت فرمائیگا بھر
آپ نے دعا کی اور بعد اس کے ہم لوگوں سے فرمایا کہ آج ایک ڈوئی اور رسی لاؤ
اور اس کوئیں کی چرخی بنواؤ بھر اسی روز دوپہر کے عرصہ میں سب سامان جو آپ
نے فرمایا درست ہوگیا اور حضرت آپ کوئیں پر تشریف لیگئے اور چبوترہ اس کا
سینہ تک اونچا تھا' آپ نے رحمو کو بلا کر اپنے پاس چڑھالیا اور اسی چرخی
پر کر کے کوئیں میں ڈول ڈالا اور فرمایا کہ ہمارے ساتھ اس کو کھینچو بھر آپ
بھی کھینچنے لگے اور رحمو بھی' اسی طرح تین ڈول نکال کر رحمو سے پوچھا کہ تھکے تو
نہیں اُس نے کہا کہ ہاں بہت تو نہیں تھکا ہوں' آپ نے اپنے ہاتھ سے اُس
کی پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ اسی طرح تم ہر روز پانی بھرا کرو انشاء اللہ تعالیٰ
تم نہ تھکوگے بھر اس روز سے جتنا پانی اس مسجد میں خرچ ہوتا ہے یہی بھرتا
ہے اور کوئیں کے قریب چند درخت لگے تھے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا
کہ یہ درخت توت انار نیبو نارنگی وغیرہ کے اس نے لگائے ہیں اور یہی ان
کو پانی دیتا ہے اور ہم سب اس محلہ کے لوگ مل کر تین روپے ماہواری

Marfat.com

اور ہر روز کی روٹی اس کو دیتے ہیں اب چین سے اس کی گذران ہوتی
ہے بلکہ دو ایک آدمی کو ہر روز یہ آپ روٹی کھلاتا ہے **حکایت** کندی
گروں کی مسجد میں امام بخش نام ایک آئینہ ساز رہتا تھا لال ٹین آئینہ
وغیرہ بنایا کرتا تھا ایک روز ہم لوگوں کے سامنے کہ جب اول مرتبہ سید صاحب
یہاں آئے تھے ان دنوں میں اکیلا اپنی دکان پر کام کیا کرتا تھا جو کچھ
دو چار پیسے شام تک ملجاتے تھے وہ میرے ہی گھر کا خرچ تھا اس محلہ
کے سب لوگوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے بھی کی، ایک روز
آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس محلہ میں بہ نسبت اوروں کے تم پر اس مسجد کا زیادہ
حق ہے کیونکہ تم یہاں رہتے ہو اور مسجد کا حال یہ ہے کہ منوں خس و خاشاک
اس میں پڑا ہے، نہ کوئی اس میں بوریا ہے نہ بدھنا تم اس کی خدمت کیا کرو
میں نے عرض کی کہ حضرت میں خود اپنے کھانے کپڑے کو محتاج ہوں مجھ میں
اتنی گنجائش کہاں کہ یہاں کی چراغ بتی بوریے بدھنے وغیرہ کی خبر لوں
ہاں میرے لئے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھکو فراغت دیوے اور روزی
میں برکت کرے پھر البتہ میں موافق اپنے مقدور کے خدمت کیا کرونگا اس کام سے
اور کیا بہتر ہے پھر آپ نے اسی وقت میرے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ خبردار اس کی
خدمت نہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ تمہاری کمائی میں برکت کریگا پھر آپ تو کئی روز
میں اپنے وطن شریف کو تشریف لے گئے، پھر اس دن سے روز بروز مجکو

Marfat.com

مجکو اپنی بہبودی اور فراخی کی صورت نظر آنے لگی یہاں تک کہ اب پانچ چھ
کاریگر میرے نوکر ہیں، اور با فراغت گذران ہوتی ہے اور یہ سب حضرت ہی کی
دعا کا طفیل ہے اور خدمت اس مسجد کی میں نے اپنے ذمہ پر لازم کر لی ہے تیل
بتی بورئے بدھنے وغیرہ میں جو اُٹھتا ہے میں خرچ کرتا ہوں حکایت
بنارس میں کنڈی گروں کی مسجد کے پاس جس مکان پختہ میں حضرت علیہ الرحمۃ
کے اہل و عیال فروکش تھے اولتی اس کے کیرل کی صحن مسجد میں ٹپکتی تھی اور
ان دنوں بارش کی کمال طغیانی تھی کہ پندرہ سولہ روز کی جھڑی سی صحن
مسجد کی دیوار دو جگہ سے پھٹ کر قدرے جھک گئی تمام عورتیں مکان کی گھبرائیں
کہ اب دیوار گرنا چاہتی ہے، پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے عورتوں کو وہیں ایک اور
مکان میں کر دیا اور آپ چند آدمیوں سے وہاں تشریف لے گئے ہر کوئی اپنی سمجھ
کے موافق تدبیر بتانے لگا کوئی کہتا تھا کہ اس کی چھت میں کئی جگہ ایک ایک ٹیک
لگا دی جاوے کوئی کہتا تھا کہ ایک لمبا شہتیر چھت میں لگا کر جا بجا ٹیکیں گھڑی
کی جاویں کوئی کہتا تھا کہ یہ مکان ہی چھوڑ دینا مناسب ہے، حضرت علیہ الرحمۃ
نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کوئی تدبیر کام کی نہیں اللہ تعالیٰ
پر توکل کر کے اس کو اسی طور سے رہنے دو اور مکان اگر گر پڑے تو
عجب نہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ یہ ابھی نہ گریگا برسوں اسی طرح رہیگا

Marfat.com

اور اپنے ہاتھ سے ایک جگہ بسم اللہ کر کے ایک ٹیک کھڑی کر دی اور سب عورتوں سے
فرمایا کہ اب اس مکان میں آ کر رہو پھر سب لوگوں کو لے کر وہاں سے آپ باہر
تشریف لائے پھر سب عورتیں اس میں رہنے لگیں اور مہینہ اسی طرح رات دن
برستا رہا اور تکملہ اس حکایت کا یہ ہے کہ بعد چند روز کے آپ وہاں سے بیت اللہ
شریف کو تشریف لیگئے اور وہاں سے منع الخیر سفر ہجرت کیا ولایت افغانستان
میں گئے اور وہاں سے محکو طرف ہندوستان کے روانہ کیا اور میں غازی پور میں
شیخ فرزند علی صاحب کے مکان پر گیا اور سید ابو القاسم سلمہ اللہ تعالیٰ سید احمد علی
صاحب مرحوم کے بیٹے بھی میرے ساتھ تھے پھر شیخ صاحب ممدوح کئی آدمیوں
سے ہم کو رخصت کرنے کو بنارس تک آئے اور اسی مکان میں اترے اور قریب
ڈیڑھ مہینے کے رہے تب تک وہ دیوار بھیٹی ہوئی اسی دستور سے قائم تھی اور
حضرت کی لگائی ہوئی وہ ٹیک ہی لگی تھی، میں نے یہ قصہ شیخ صاحب موصوف
سے بیان کیا اس وقت قصبہ جائس کے حکیم محمد والی صاحب اور خواجہ احسان اللہ
کشمیری شیخ صاحب کے کاروبار کل مختار بھی بیٹھے تھے یہ حال سن کر ان کو تعجب
سا معلوم ہوا اور مجھ سے کہا کہ چلو ہم بھی اس مکان کی زیارت کریں پھر میں ان
کو معلوم ہوا اور دکھلایا وہ حضرت علیہ الرحمۃ کی محبت کے سبب اس ٹیک میں
لپٹ گئے اور اس کو سید صاحب نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا تب سے اس دیوار

Marfat.com

کا حال نہیں معلوم کہ اب ہے یا نہیں انتہیٰ **حکایت** حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو عید بنارس میں واسطے قربانی کے آپ نے تینڈھے اور بکرے بہت مول منگائے اور بہت وہاں کے امیروں نے جو آپ کے مرید تھے بطور نذر کے بھیجے جب روز عید کا آیا تب بعد نماز عید کے اسی حویلی میں جس میں آپ اُترے تھے اور وہ اوسان سنگھ بابو کی مشہور تھی بکروں کے ذبح کرنے کو چھریاں طلب کیں لوگوں نے کئی چھریاں حاضر کیں ان میں بہ نسبت اوروں کے ولایتی پولادی جوہر دار بہت عمدہ تھی اسی کو آپ نے لیا اور واسطے ذبح کے پسند کیا' لوگوں نے بہت سے عرض کی کہ یہ چھری اس کام کی نہیں ناکاری ہو جاویگی اور چھری سے ذبح کیجئے' آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس یہ جتنے ہتھیار ہیں سب جھٹکے کے واسطے ہیں اس کام سے اور کون سا کام بہتر ہوگا جس میں یہ چھری کا کام آئیگی اس میں تو اس کا شرف ہے پھر لوگوں نے عرض کی کہ تھوڑے جانور ذبح کیجئے اس لئے کہ بنانے والے کم ہیں فرمایا اس بات کا کچھ اندیشہ نہ کرو پھر اس چھری بیش قیمت سے آپ نے دست شریف سے ان کو ذبح کرنا شروع کیا تھوڑی دیر میں آپ نے سو جانوران میں سے ذبح کئے اور اُس چھری کی آبداری بدستور ویسی ہی قائم رہی کہیں نہ جھری نہ مڑی پھر جانور بنائے گئے وہ تو اپنے لوگوں نے بنائے اور باقی یوں ہی ہے بہت ان میں سے آپ نے لے بنائے اُسی طور ذبح کئے ہرے لوگوں کو بانٹ دئے اور کچھ ان میں سے پڑے پڑے پھول گئے وہ بھی لوگ اُٹھا لے گئے اور بنارس میں

Marfat.com

ہندوؤں کا غلبہ ان روزوں زیادہ تھا مجال نہ تھی کہ کوئی شہر میں اس
طرح سے دھڑک جانور ذبح کرتا اور بلوہ نہ ہوتا بیدِ الٰہی سے کسی نے دم نہ مارا
اور نہ کچھ چون وچرا کیا یہ حضرت کا رعب تھا اور دبدبہ رحمانی لوگوں پر چھا گیا حکایت
بنارس کی چھاؤنی میں ایک انگریزی عہدے کے ناظر رہتے تھے نام ان کا یاد نہیں ایک
روز حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو اپنے مکان پر لے گئے اور آپ کے دست مبارک
پر انہوں نے بیعت کی اور بخشش علی نام ایک سید قصبہ جائس کے ان کے مکان پر ان کے
لڑکوں کو کلام اللہ شریف پڑھاتے تھے اور دونوں وقت کھانا کھاتے تھے اور سید صاحب
موصوف کے دو بیٹے تھے انہوں کے ساتھ تھے ان کا نام یاد نہیں اور سید بخشش علی صاحب
کو بہت روزوں سے بیماری خارج کی تھی آدھا بدن نیچے کا بالکل بیکار ہو گیا تھا کہ
بیٹھے بیٹھے اور بعض وقت لیٹے لیٹے نماز پڑھتے تھے اور اسی جگہ دو تین قدم کے فاصلہ سے
پائخانہ کی چوکی لگی تھی پھلتی پھلتی اسی پر جا کر پیشاب اور قضائے حاجت کرتے
تھے حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کے پاس بیٹھ کر پوچھا کہ سید بھائی کیا حال آپ کا
ہے اُنہوں نے جو کچھ حال تھا بیان کیا اپنی بیماری کا اور اپنے بیٹوں کی بیماری کا اس
عرصہ میں ناظر موصوف نے اپنے زنانے مکان میں پردہ کروا کر اپنی عورتوں کو مرید
کروایا کو حضرت کو بلایا' آپ نے سید بخشش علی صاحب سے فرمایا کہ اب تو ہم اندر
بیعت لینے کو جاتے ہیں وہاں سے آ کر پھر آپ کا حال سنیں گے اور پھر آپ اندر

Marfat.com

تشریف لے گئے اور وہاں سے عورتوں سے بیعت لے کر پھر باہر آئے اور ان کے پاس بیٹھے اور کہا کہ سید بھائی اب اپنا باقی حال بیان کرو پھر انہوں نے جو کچھ تم نے عرض کیا اور کہا کہ حضرت آپ میرے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجکو اس مرض سے شفا دے یا ساتھ ایمان کے دنیا سے اُٹھالے اور میرے دونوں بیٹے بیکار بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ کہیں ان کو روزی سے لگا دیوے نوکر ہو جاویں اور فکر معاش سے فراغت پاویں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہیگا تمہارے بیٹے بھی نوکر ہو جاوینگے اور تم بھی اچھے ہو جاؤگے اور ہم اس مرض میں دعا بھی کرینگے اور اس تمہارے مرض کے دفع ہونے کو دعا تو ہم کریں اور دوا اس کی تم کرو دوا اس کی تمہارے پاس ہے تم اس کا اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ اچھا کر دے گا ایسے ہو جاؤگے کہ اپنے پیروں جائے ضرورت پیشاب کو ہو آؤگے مسجد میں نماز جماعت پڑھوگے' انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس کون سی دوا ہے مجکو نہیں معلوم ارشاد ہو تو کروں' اس وقت وہ ناظر بھی وہیں حاضر تھے' آپ نے بتانے میں کچھ تامل کیا مگر پھر فرمایا کہ وہ دوا یہ ہے کہ تم ناظر صاحب کے لڑکوں کو کلام اللہ شریف پڑھاتے ہو اس کی مزدوری نہ لیا کرو پھر دیکھو تو چند روز میں کیسے تندرست ہو جاتے ہو اور تمہارے بیٹے بھی اپنی روزی سے لگ جاوینگے یہ بات سُن کر وہ خاموش ہو رہے' اس عرصہ میں وہ ناظر بھی وہاں سے اُٹھ کر کہیں گئے اس وقت اُنہوں نے عرض کی کہ جو آپ نے کلام اللہ شریف پڑھانے کی مزدوری لینی منع فرمائی اگر میں نہ لوں تو کیا کروں اسی پر میرے کھانے کپڑے کا مدار ہے' میں معذور آدمی اور کہیں سے کچھ آمدنی نہیں' آپ نے فرمایا

Marfat.com

کہ روزی تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے تم اسی پر توکل کر کے چھوڑ دو وہ کسی اور صورت سے اس سے دو چند سہ چند بلکہ زیادہ روزی مقرر کر دیگا' پھر انھوں نے عرض کی کہ اگر یہی بات ہے تو آج سے یہ مزدوری لینی میں نے محض خدا کے واسطے چھوڑ دی انشاء اللہ تعالیٰ کسی سے کبھی نہ لونگا' آپ نے فرمایا خیر اب تو ہم حج کو جا دینگے ہمارے آتے آتے دیکھنا کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کیسی بہبودی کی صورت کرتا ہے' انھوں نے پھر عرض کی کہ حضرت آپ نے میرے مقدمہ میں کئی بار ارشاد کیا اور مجھکو بھی آپ کے فرمانے سے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریگا مگر ایک اور عرض میری آپ کی خدمت شریف میں یہ ہے کہ ہمارے ناظر صاحب بہت اچھے آدمی ہیں اور سرکار انگریزی میں بہت خوب معاملات سمجھ بوجھ کر کرتے ہیں اور انگریز لوگ بھی اُن سے خوش ہیں مگر اُن کی طبیعت بعض وقت معاملات کرنے میں تند ہو جاتی ہے غصہ کرنے لگتے ہیں اس سبب سے انگریز ان سے ناخوش ہو جاتا ہے اور برا بھلا کہنے لگتا ہے یہ بلا ان کی طبیعت سے کسی طور دور ہو جاوے تو بہتر ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو ایک دم میں دور کر دے ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے' پھر ناظر جی نے عرض کی کہ حضرت کل سویرے دو سو آدمیوں سے آپ کی ضیافت ہے' آپ نے عذر کیا کہ مکان تمہارا دور بہت ہے ہمارے لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف ہوگی اس سے تو آپ معاف ہی کریں اُنہوں نے کسی طور سے نہ مانا آخرش آپ کو قبول ہی کرنا پڑا' پھر آپ وہاں سے مکان پر

Marfat.com

تشریف لائے پھر اگلے روز سویرے سو آدمیوں سے ناظرجی کے مکان پر گئے
اور ضیافت اُن کی کھائی مگر مجکو یہ یاد نہیں کہ ضیافت میں کیا کیا کھانا تھا
پھر جب آپ کھانا تناول فرما چکے اور کچھ کھانا آپ کی رکابی میں بچ رہا آپ
نے فرمایا کہ ناظر صاحب یہ حصہ تمہارا ہے تم کھانا اور جس کو چاہنا اس کو کھلانا
اُنھوں نے خوش ہو کر وہ رکابی اُٹھالی اور اپنے زنانے مکان میں لے گئے
اس میں سے کچھ ناظرجی نے کھایا اور باقی نوالہ نوالہ اپنے اہل وعیال کو تقسیم کر دیا
پھر بہت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر آپ وہاں سے اپنی جا اقامت
پر تشریف لائے تکملہ اس قصہ کا یہ ہے کہ جب کئی سال کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ
نے ولایت افغانستان سے مجکو طرف ہندوستان کے اپنے کچھ کام کو روانہ فرمایا
اور میں جا بجا سے سیر سفر کرتے ہوئے شہر بنارس میں آیا اور ناظرجی کے مکان
پر گیا اور سید بخشش علی صاحب سے ملا اور اُن کو تندرست پایا بات میں نے اُن کا
حال پوچھا اُنہوں نے اول سے بیان کرنا شروع کیا کہ جب اس سال سفر حج
میں سید صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور میرے لئے دعا کی تھی پھر بعد کئی روز
کے آپ تو بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے اور ادھر رفتہ رفتہ چند روز میں مجکو
اللہ تعالیٰ نے تندرست کر دیا اور جو میں نے کلام اللہ شریف کے پڑھانے کی نوکری
یعنی ناظری سے موقوف کر دی ناظرجی نے کہا کہ پانچ روپے ماہواری پڑھانے
کے ہم تم کو دیا کرتے تھے تم نے اس کو صرف خدا کے واسطے چھوڑ دیا خیر بہتر کیا
اب آج سے ہم نے خدا ہی کے واسطے تمہارے دس روپے مقرر کئے تب سے آج تک
میں دس روپے ماہ بماہ پاتا ہوں اور دونوں وقت عمدہ کھانا اُن کے

Marfat.com

خاصہ کا کھاتا ہوں اور اُنھیں روزوں دونوں بیٹے میرے محرروں میں بیس
بیس روپے ماہی کے نوکر ہو گئے اس رزاق مطلق نے سید صاحب کی دعا
کی برکت سے روزی کی طرف سے یا خوبی آسودہ کر دیا اور سید صاحب نے
جو پس خوردہ طعام اپنا ناظر جی کو عنایت کیا تھا وہ ناظر جی نے کھایا اور لقمہ
لقمہ اس میں سے اپنے اہل وعیال کو کھلایا مگر جس نے کھایا اس کا حال بدل گیا خصوصاً
ناظر جی کا حال تو عنایت الٰہی سے ایسا درست ہو گیا کہ وہ تندی اور بدمزاجی
طبیعت کی بالکل جاتی رہی اور کمال صلاحیت مزاج میں آگئی یہاں تک کہ
کئی بار انگریزوں نے پوچھا کہ ناظر جی اب تو تمہاری طبیعت بہت اچھی ہو گئی
پہلے کی سی ہرگز نہیں یہ کیا سبب ہے کچھ حال تو بیان کرو' اُنہوں نے کہا کہ
رائے بریلی کے جو ایک سید صاحب یہاں تشریف لائے تھے میں ان کا مرید
ہوا اور اپنے گھر والوں کو مرید کروایا اور اُن کی میں نے مہمانی کی اور اُن کے آگے
کا بچا ہوا کھانا میں نے کھایا اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرا یہ حال کر دیا یہ
سبب ہے اُنھوں نے کہا تم سچ کہتے ہو یہی سبب ہو گا وہ سید صاحب ایسے ہی
بزرگ اور خدا والے ہیں اور یہی اکثر حال عجیب وغریب اسی طور کے ہم نے شہر
والوں سے سنے ہیں وہیں بنارس میں بیلیا نالہ پر مولوی عبداللہ صاحب کی ملاقات
کو گیا اور اُن سے ملا اور اُن دنوں میرے پیٹ میں ایک عارضہ تھا کہ اکثر
اوقات درد رہا کرتا تھا اور جو کھانا کھاتا تھا وہ ہضم نہ ہوتا تھا یہ اپنا حال
میں نے مولوی صاحب ممدوح سے بیان کیا' اُنھوں نے کہا کہ یہاں شہر میں

Marfat.com

فلانی جگہ ایک برہمن بید یعنی طبیب بھاو بھٹ کر کے مشہور رہے اور اُس
کی دوا اکثر لوگوں کو بہت فائدہ کرتی ہے ہمارے بھی لڑکے کو کچھ عارضہ ہے
ہم وہاں جاوینگے چاہو تم بھی چلو' میں نے کہا کہ میرے پاس کچھ چورن کی گولیاں
تھیلے میں پڑی رہتی ہیں جب بہت مجکو خلل عارض ہوتا ہے تو وہی کھالیتا ہوں
کچھ فائدہ ہو جاتا ہے میری طبیعت نہیں چاہتی ہے کہ اس ہندو کے پاس جاؤں
اُنھوں نے کہا کہ تم چل کر ملاقات تو کرو وہ بڑا صاحب اخلاق ہے اور مرد آدمی
ہے اور وہ ہمارے سید صاحب کا کمال معتقد اور دعاگو اور مداح ہے اس سبب
سے اور بھی تمہاری خاطر داری اور خدمت گزاری کریگا اور کچھ دوا تم کو دیگا انشاء
اللہ تعالیٰ چٹ پٹ تمہارا عارضہ دور ہو جاویگا' میں نے کہا خیر چلئے میں بھی چلونگا
پھر انہوں نے آدمی سے گاڑی منگوائی اور مجکو اس پر بٹھایا اور محی الدین نام
ان کا سالا تھا وہ ان کے بیٹے کو لے کر بیٹھا اور وہ آپ سوار ہوئے اور اُس کے
پاس گئے اور بھی بہت مریض وہاں بیٹھے تھے' پھر مولوی صاحب نے میری طرف
اشارہ کر کے اس سے کہا کہ ان سے ملو وہ اٹھ کر مجھ سے ملا اور مولوی صاحب
کہا کہ ان کا حال بیان کرئے یہ صاحب کہاں سے تشریف لائے ہیں' مولوی صاحب
نے کہا کہ مختصر حال ان کا یہ ہے کہ ہمارے سید صاحب کے رفیق ہیں اور انھیں کے
بھیجے ہوئے آئے ہیں سوان کو کچھ بیماری ہے اس لئے ہم ان کو تمہارے پاس لائے
ہیں یہ بات سُن کر وہ کمال خوش ہوا اور نہایت اشتیاق سے حال حضرت
علیہ الرحمۃ کا مجھ سے پوچھنے لگا' میں نے بیان کیا اُس نے کہا تم میرا کارخانہ

Marfat.com

دیکھتے ہو سید صاحب کی دعا کے سبب سے ہے اگرچہ میرے یہاں پشتوں سے
یہی پیشہ بیدائی کا ہوتا آیا ہے مگر ان میں کوئی نامی اور صاحب شہرت نہ ہوا اور میں
سید صاحب کی دعا سے منزلوں دُور دُور مشہور ہوں جب سید صاحب حج کو
جاتے تھے تب چند روز یہاں بھی ٹھہرے تھے اور میں اکثر بلکہ ہر روز ان کے پاس
جایا کرتا تھا ایک روز آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم ہر روز ہمارے پاس
آتے ہو مگر کچھ اپنا مطلب ہم سے نہیں کہتے ہو جو کچھ مقصد ہو ہم سے کہو، میں نے عرض
کی کہ حضرت میں اپنا کیا مطلب بیان کروں، بات یہ ہے کہ تم سا بزرگ آدمی کوئی
نہ کبھی میری یاد میں یہاں آیا ہے کہ میں اس کو دیکھتا اور نہ کہیں میں نے کسی سے
سنا ہے جبتک ہر روز ایک بار میں آپ کے پاس نہیں آتا ہوں تب تک میرا
جی اپنے مکان میں نہیں لگتا، آپ نے فرمایا کہ شوق سے آیا کرو اور جو کچھ تمہارا
کام ہمارے لائق ہوا کرے ہم سے کہا کرو، میں نے عرض کی کہ حضرت میرے یہاں
پشتوں سے یہی پیشہ بیدائی یعنی طبیبی کا ہوتا چلا آیا ہے اور یہی میں بھی کرتا ہوں
مطلب میرا یہ ہے کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ میں شفا دے
اور لوگوں میں بسبب اس کے نیکنام ہوں، آپ نے فرمایا کہ خیر مطلب ہم کو معلوم
بتلاؤ
اس کے لئے ایک تدبیر کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ تم ہمارے مسلمان بھائیوں
کی وجہ اللہ فی اللہ کیا کرو اور ہندوں میں تم کو اختیار ہے اس کی برکت سے
اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب پورا کریگا، میں نے حضرت کا فرمانا قبول کیا کہ ایسا ہی
کیا کرونگا، پھر حضرت تو حج کو تشریف لے گئے اور میں اسی روز سے دوا

Marfat.com

علاج لوگوں کی موافق فرمانے حضرت کے کرنے لگا میری مزدوری میں ترقی اور
بشہرت ہونے لگی اب طرح طرح کے امراض والے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور
حضرت کی دعا سے چنگے ہو جاتے ہیں جس کا معالجہ میں کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو
شفا دیتا ہے یہ اپنا حال بیان کر کے مولوی عبدالہدیٰ صاحب سے پوچھا کہ آپ
کے اس لڑکے کو کیا عارضہ ہے، انہوں نے کہا کہ پیٹ اس کا سخت ہو رہا ہے
معلوم نہیں کیا بیماری ہے، اُس نے لڑکے کی نبض دیکھ کر پوچھا کہ مولوی صاحب تم نے
اپنے گھر میں کوئی بکری تو نہیں پالی ہے، اُنھوں نے کہا ہاں ہمارے یہاں ہے
تو سہی کہا تو بس لڑکے کی بیماری کا سبب مجکو معلوم ہو گیا وہ یہ ہے کہ اس
کے آگے واسطے کھانے کے جو یا گیہوں کا چوکر دھرا ہو گا اور یہ بھی وہیں کھیلتا ہو گا
اس میں سے تھوڑا بہت یہ بھی کھا گیا ہے اسی کے سبب پیٹ میں اس کے یہ خلل ہے یہ
بات سُن کر مولوی عبداللہ صاحب ہنسنے لگے کہ دیکھا چاہئے شاید یوں ہی ہو
اُس نے کہا یہی بات ہے اور دو گولیاں اپنے پاس سے دیں کہ ایک اس کو آج کھلا
دو ایک کل دو تین دست آ جاویں گے یہ سختی پیٹ کی جاتی رہیگی اور جوان گولیوں
سے آرام نہ ہو تو پھر تم میرے پاس آنا، پھر مجھ سے پوچھا کہ تم اپنا حال
بیان کرو، میں نے کہا اور تو سب طرح سے فضل الٰہی ہے مگر اکثر اوقات
میرے پیٹ میں تھوڑا تھوڑا درد رہتا ہے اور کھانا جلد ہضم نہیں ہوتا اس نے
کہا کہ تم نے جا بجا کا پانی پیا ہے اسی کے سبب سے یہ خلل ہے اور کوئی بیماری
نہیں معلوم ہوتی ہے ایک پتلی منگائی اس میں کسی دوا کی چھوٹی چھوٹی مونگ
برابر گولیاں بھیری تھیں اس میں سے ایک مٹھی بھر کر مجکو دیں اور

Marfat.com

کہا ان میں سے سات دن تک پانچ پانچ گولیاں رات کو بعد کھانے کے
کھاؤ ہر روز دو تین دست آویں گے سبز پانی کے بس تم اچھے ہو جاؤ گے
اور باقی گولیاں اپنے پاس رکھنا پھر کبھی کام آوینگی بعد اس کے مولوی عبداللہ
صاحب کے ساتھ ان کے مکان پر آیا انھوں نے اپنے لڑکے کی دوا کی اور
میں نے اپنی فی الحقیقت دوسرے دن اس کے دستوں میں صاف جو کر کھا
گیا تھا سب نکلا، تب ان کو یقین ہوا کہ وہ بید سچ کہتا تھا پھر وہ لڑکا اچھا
ہو گیا اور مجکو بھی سڑے سبز پانی کے دست آئے اور میں بھی چنگا ہو گیا پھر
میں ایک روز کندی گروں کی مسجد میں نماز ظہر پڑھ کر بیٹھا تھا مرزا کریم اللہ
بیگ صاحب سے ملاقات ہوئی، انھوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کا حال پوچھا میں
نے بیان کیا پھر انھوں نے کہا ہم نے ایک نیا مکان بنوایا ہے اس کو چل کر
دیکھو پھر میں ان کے ساتھ گیا دیکھا تو اس میں قفل پڑا تھا، میں نے
پوچھا کیا اس میں رہتے ہو کہا ڈیڑھ برس سے یوں ہی خالی پڑا ہے، میں نے
سبب پوچھا، انھوں نے اول سے اس کا حال بیان کرنا شروع کیا کہ
جب سفر حج میں سید صاحب اس شہر میں تشریف فرما ہوئے تھے کچھ دنوں
اس سے پیشتر ہمارے والد مرحوم نے یہ زمین کئی شخصوں سے خریدی تھی
دو تین چھوٹے ٹوٹے مکان بھی یہاں بنے تھے ایک دن ہمارے والد سید
صاحب کو یہاں لائے اور یہ زمین دکھائی اور عرض کی کہ میں نے یہ زمین
مول لی ہے اب اس میں مکان بنانے کا ارادہ ہے سو آپ دعا کریں آپ
اس وقت ادھر ادھر چہل قدمی کر رہے تھے والد کو کچھ جواب

Marfat.com

نہ دیا کچھ دیر میں والد نے عرض کی کہ آپ کو کھڑے کھڑے تکلیف ہوتی ہے
آپ دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ یہاں مکان نہ بناؤ یہ جگہ صدمہ کی ہے
والد نے کہا کہ میں نے تو مول لی ہے اور قیمت بھی دے چکا ہوں، آپ نے فرمایا
کیا مضائقہ ہے ابھی چند روز توقف کرو یہ فرما کر کئی روز میں آپ توجہ کو
تشریف لے گئے پھر بعد چند روز کے والد نے مکان کی نیو ڈالی نیو انا شروع
کیا اور سید صاحب کا منع کرنا خیال میں نہ لائے پھر مکان آہستہ آہستہ بنتا
رہا چند روز کے بعد والد نے انتقال کیا کئی مہینے تعمیر موقوف رہی پھر میں نے مزدور
لگائے جب یہ مکان بن کر درست ہوا ہماری والدہ اس میں آکر رہنے لگیں
ایک مہینہ تک تو کچھ نہ خلل واقع ہوا بعد اس کے رات کو کبھی کوئی چارپائی
الٹ دیتا کبھی کوئی چارپائی سے آدمی گرا دیتا کبھی گھر کے برتن توڑتا تھا یہی
حال ہر رات کو ہونے لگا پھر ہم نے لوگوں سے جہاں تک ہو سکا دعا تعویذ
کروائے کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ اور زیادہ خرابی ہونے لگی یہاں تک کہ اس صدمہ
سے ہماری والدہ بھی قضا کر گئیں پھر یہی فساد دن کو ہونے لگا تب ہم نے
اس مکان کا رہنا موقوف کر دیا تب سے یہ مکان مقفل ہے یہ حال سُن کر
چند روز میں میں ولایت کو حضرت کے پاس چلا گیا بعد چند مہینے پھر مجھکو حضرت
نے طرف ہندوستان کے بھیجا، پھر میں بنارس میں آیا سنا کہ کئی مہینے ہوئے
کریم الدین بیگ بھی مر گئے ان کے بیٹے مرزا ابراہیم بیگ تھے اُن سے میں نے
جا کر ملاقات کی اور اُن کے باپ کی تعزیت کی اور اس مکان مقفل کا

Marfat.com

کا حال پوچھا، اُنہوں نے کہا وہ تپ ہی سے بند پڑے ہے، میں نے کہا کہ انشاء
اللہ تعالیٰ اب میں کوئی اس کی راہ نکالتا ہوں، مولوی محمد علی صاحب مرحوم
رامپوری چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد حیدر علی صاحب مغفور کے ان دنوں وہیں
رونق افزا تھے میں اُن کے پاس گیا اور یہ حال مکان کا بیان کیا کہ آپ کوئی
اس کی تدبیر کریں کہ وہ رہنے کے قابل ہو اور اس بلیات کے دفع کرنے کی حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے آپ کو اجازت بھی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہے تو
سہی مگر کیا تم معلوم نہیں ہے، میں نے کہا مجکو حضرت نے اجازت نہیں دی ہے آخرت
مولوی صاحب مرحوم کو میں وہاں سے لیکر کندی گروں کی مسجد میں آیا اور وہاں
بٹھا کر مرزا ابراہیم بیگ کو بلا لایا اور بھی کئی آدمی اس محلہ کے حاضر تھے پھر مرزا
صاحب موصوف مولوی صاحب کو اور ہم سب کو اُسی مکان پر لے گئے اور قفل
کھولا ہم سب مولوی صاحب کے ہمراہ اندر گئے مولوی صاحب نے اِدہر اُدہر اس مکان کو
دیکھا اور بآواز بلند فرمایا کہ میں امیر المومنین امام المجاہدین سید احمد صاحب کا خلیفہ ہوں
اور جو کچھ کام کرتا ہوں اُنہیں کی اجازت سے کرتا ہوں جو کوئی ظالم خبیث ہے اس
مکان میں رہتے ہو اگر تم اہل اسلام اور ہمارے حضرت ممدوح کے مریدوں سے
ہو یا ان کے مریدوں کے مرید ہو تو تم کو لائق ہے کہ اس مکان کے مالک کو کسی طور کی
ایذا اور تکلیف نہ دو اور خوشی یا خوشی اس مکان سے چلے جاؤ ہم اپنے حضرت کا سلام
تم کو پہنچاتے ہیں یہ بات تم سے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صاحب مکان بھی انہیں کے مریدوں
اور معتقدوں سے ہے اور جو تم ہمارے حضرت ممدوح سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے ہو

Marfat.com

اس میں اہل اسلام ہو یا اور کوئی تو بھی تم کو لازم ہے کہ کسی طرح کی تکلیف صاحب مکان کو نہ دو اور یہاں سے چلے جاؤ اور جو تم نہ مانو گے تو خطا پاؤ گے اسی طرح تین بار فرما کر دعائے خیر کی اور مرزا ابراہیم بیگ سے کہا کہ اب اس مکان میں چند روز کسی کو رکھ دو تا کہ حال اس کا معلوم ہو جاوے ابھی آٹھ دس روز ہم بھی اس شہر میں ہیں ہم کو بھی اس کا حال معلوم ہو پھر مولوی صاحب وہاں سے اپنے مقام پر گئے اور مرزا احمد روح نے اس میں کسی کو بسا دیا وہ اچھی طرح سے رہنے لگا جب مرزا صاحب کو یقین ہو گیا کہ اب اس میں کچھ خطرہ نہیں ہے تب اس کو نکال کر اپنے اہل و عیال اس میں لائے پھر عنایت الٰہی سے کسی طور کا خلل اس مکان میں واقع نہ ہوا تب سے کئی بار بنارس جانے کا اتفاق ہوا اور اس مکان کا حال دریافت کیا سب طرح کی خیر تھی

بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے بنارس سے چلنے کی تیاری کی چار ناویں کرایہ پر مقرر کر کے لوگوں کے لئے لیں اور ایک منزل بجرا اپنے واسطے لیا اور سب کو سوار کر کے کوچ کیا اس روز کچھ دن رہے قصبہ زمانیہ کے کنارے ناویں لگیں اور اس دن دسویں تاریخ محرم کی تھی لوگ تعزیوں کو گاڑ توب چکے تھے کنارے دریا کے ریتی کا صاف برابر میدان تھا اور قافلہ میں لڑکے بہت تھے سو وہ بعد نماز مغرب کے اس ریتی میں کبڈی کھیلنے لگے ان کو دیکھ کر اکثر نوجوان بھی راغب ہوئے اور اس کی اجازت حضرت علیہ الرحمۃ سے چاہی آپ نے فرمایا کہ مشاقی کرنی تو بہتر ہے خصوصاً مجاہدین کے لئے کفار کے مقابلہ کی نیت سے پھر اکثر لوگ مستعد ہوئے اور آدھے ایک طرف ہو گئے اور آدھے دوسری طرف اور کھیلنے لگے اس وقت اس بستی کے چند لوگ حضرت کے پاس حاضر تھے ان میں سے کسی نے ذکر کیا کہ یہاں بستی کے باہر جنگل میں کئی سال سے ایک مجذوب برہنہ مادر زاد

Marfat.com

رہتے ہیں اور کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے اور جو جاتا ہے اس کو انیٹ پتھر مارتے ہیں یہ سُن کر سید صاحب نے فرمایا کہ ہم ان کی ملاقات کو جاوینگے اور بیس پچیس آدمیوں سے آپ پیادہ تشریف لے چلے میں تو آپ کے ہمراہ نہیں گیا مگر حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت کے خواہر زادے گئے پھر جب وہاں سے آئے تب انھوں نے وہاں کا حال بیان کیا کہ ہم سب حضرت کے ہمراہ گئے پھر جب کوئی بیس قدم کا فاصلہ رہا تب حضرت نے ہم سب کو ہاتھوں سے اشارہ کیا پھر ہم سب وہیں ٹھیر گئے اور وہاں جا بجا جھاڑیاں بھی تھیں اور برابر زمین بھی تھی پھر آپ وہاں سے اکیلے آگے بڑھے چند قدم آگے گئے ہونگے کہ وہ مجذوب صاحب آپ ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور باآواز بلند کمال خوش الحانی سے دیوان حافظ کی غزل کا یہ مطلع پڑھا تعالیٰ اللہ حیہ دولت دارم امشب :: کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب :: اور آگے بڑھ کر سید صاحب سے بڑے تپاک سے دیر تک کیا اور اُسی میدان میں ایک طرف دوزانو بیٹھ گئے اور کچھ فرق سے اُسی طرح سید صاحب بیٹھ گئے پھر انہوں نے اُسی خوش الحانی سے وہ غزل تمام کی' پھر سید صاحب سے پوچھا کہ ارادہ آپ کا کدھر جانے کا ہے سید صاحب نے کہا حرمین شریفین کا' انہوں نے پوچھا کہ بیت المقدس اور کربلائے معلی اور بغداد شریف کا بھی ارادہ ہے' آپ نے کہا کہ مجھکو ایک اور کار ضروری درپیش ہے سو بعد ادائے حج کے اس کی تدبیر کرنی ہے اس لئے اور کہیں کا ارادہ نہیں ہے بعد اس کے پھر

Marfat.com

انہوں نے دوسری غزل اُسی دیوان کی اسی الحان سے پڑھنی شروع کی اور
تمام کرکے پھر کچھ دو چار کلام حضرت سے کئے بعد اس کے تیسری غزل اسی
دیوان کی پڑھی اور پھر حضرت سے کچھ باتیں کرنے لگے اسی طور پہر پہر کر خدا جانے
کتنی غزلیں دیوان حافظ کی اُنھوں نے پڑھیں مگر اس میں کی کوئی بیت مجکو
یاد نہیں رہی اور میں ایک جھاڑی کی آڑ سے ان بزرگ کو دیکھتا تھا کہ وہ
اس وقت گھٹنوں تک تہبند باندھے تھے اور گورے خوبصورت تھے اور بڑی
بھاری گول داڑھی سپید تھی اور حضرت ان کے پاس پانچ چھ گھڑی پہرے
پھر ہم سب کو لے کر وہاں سے ادھر آئے اور مجھ سے فرماتے تھے کہ وہ مجذوب
اچھے شخص ہیں انتہیٰ اور دو شب حضرت زمانیہ میں پہرے مگر یہ یاد نہیں کہ وہاں
کسی نے ضیافت کی یا نہیں اور ایک رستم علی خاں نام حضرت کے وہاں آشنا
رہتے تھے مگر ان دنوں وہ بلدہ ٹونک میں نواب امیر الدولہ بہادر مرحوم کی
ملازمت میں حاضر تھے وہاں اُن کا ایک بیٹا تھا نام اس کا یاد نہیں وہ حضرت کو
اپنے مکان پر لے گیا اور وہاں بہت پٹھانوں نے حضرت سے بیعت کی پھر
تیسرے روز نادیں وہاں سے روانہ ہوئیں اور غازی پور گھاٹ پر فریب ایک
مسجد کے ٹھہریں اور وہاں آپ نے کئی مقام کئے اور کئی جگہ ضیافت ہوئی
ان میں سے ایک تو شاہ منصور عالم کے یہاں اور ایک منشی غلام ضامن کے یہاں
اور ایک قاضی محمد حسن کے یہاں اور ان سب نے اپنے اہل و عیال سمیت حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے لئے حضرت سے دعا کروائی اور وہاں ایک بڑے

Marfat.com

کئی گاؤں کے مستاجر بڑے مالدار اور امیر کبیر تھے ایک روز انھوں نے بھی دعوت
کی مگر شرف بیعت سے مشرف نہ ہوئے اور وہ بڑے بدعتیوں میں تھے مگر حضرت علیہ الرحمۃ
اُنھوں نے بیاہ شادی کے رسوم کی بابت میں بہت سی گفتگو بھی کی کہ سہرا کنگنا
باندھنا ناچ کروانا باجے بجوانا گیت گوانا آتشبازی چھوڑنا اور جو کچھ فرخرچات
بیہودہ ہیں اُن کے کرنے میں کچھ برائی نہیں ہے بڑے بڑے نامی بزرگ اپنے بیاہ
بیاہ شادی میں کرتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور ان
کو چاہیئے کہ اچھا نہ جانے اگرچہ اپنے نفس کی شامت سے کوئی ان بلاؤں میں
مبتلا ہو گناہ کے کام کو گناہ جان کر کرنا فسق ہے اور بہتر جان کر کرنا کفر ہے تم
کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ سے توبہ کرو اور اپنے دل میں پشیمان ہو اُنھوں نے ایک
نہ مانی اپنی ہی بات پر اڑتے رہے حضرت نے فرمایا کہ مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے
کہ اس امر میں تم پر کہیں غضب الٰہی نہ نازل ہو پھر آپ نے ان سے کلام نہ کیا تکملہ
اس حال کا یہ ہے کہ جب بعد کئی سال کے میرا اتفاق غازی پور میں جانے کا ہوا
اور شیخ فرزند علی صاحب کے مکان پر اترا انھیں روزوں ان بیرزادے صاحب
کی بیٹی کا بیاہ ہوا مولوی رحیم اللہ صاحب کے بیٹے کے ساتھ موضع چوکیا میں
غازی پور سے چار کوس تھا وہ حضرت علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور اُن کا بیٹا
عبدالرحمٰن بھی جس کا بیاہ تھا اور شیخ فرزند علی صاحب ان کے بڑے بزرگ
اور گویا مربی تھے ایک روز شیخ صاحب نے مولوی رحیم اللہ صاحب کو اپنا آدمی

Marfat.com

بھیج کر بلوایا اور بطور نصیحت کے فرمایا کہ عبدالرحمٰن کے بیاہ میں کچھ خلاف شرع کام نہ کرنا میں نے بھی سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور تو نے بھی والاّ مارے لاٹھیوں کے ہاتھ پیر تیرے توڑ ڈالوں گا اُنہوں نے کہا کہ پیر مرشد میں تمہارا فرمانبردار ہوں اور میرا بیٹا بھی میں کب راضی ہوں کہ مال کا مال خرچ کروں اور خدا و رسول کا مخالف بنوں مجھ سے کچھ کام نہیں تم آپ عبدالرحمٰن کا بیاہ جس طرح چاہو کرو اور اس امر میں جو کچھ کہنا ہو دولھن کے باپ سے کہو اور اس کو سمجھاؤ شیخ صاحب نے کہا سبحان اللہ وہ نامعقول ہمارے سید صاحب کے سمجھانے سے تو سمجھا ہی نہیں مجھ سے کب سمجھیگا' اُنھوں نے کہا کہ پھر میں اس امر میں ناچار ہوں' پھر مولوی رحیم اللہ صاحب اپنے مکان کو گئے آخر الامر کچھ بن نہ پڑا جو کچھ دولھن کے باپ نے کہا وہی اُنھوں نے مانا کئی ہزار روپے کی تو آتشبازی مول لی اور خرافات و لہیات کا تو کیا ذکر غازیپور کے باہر کوس بھر سے دولھن کے دروازے تک دو رویہ آتش بازی کھڑی کی اور جس دن برات آنے والی تھی اُس روز بعد نماز ظہر کے شیخ فرزند علی صاحب کے پاس بیٹھا تھا اُنھوں نے مجھ سے ان پیرزادے صاحب کا نام لیکر کہا کہ آج ان کے یہاں شام کو برات آوے گی سو چلو تو اس وقت ہم بھی دو گھڑی ان کے دروازے پر بیٹھ کر چلے آویں' میں نے کہا شیخ صاحب وہاں جانا مناسب نہیں اس لئے تمام کہ تمام بدعات خرافات کا کارخانہ وہاں آج ہوگا اُنھوں نے کہا کہ ہے تو یہی بات جو تم کہتے ہو مگر نہ جاویں تو وہ اپنے دل میں ناخوش ہونگے

Marfat.com

اس سے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے آویں گے پھر رات کو نہ جاویں گے پھر وہ
اسی وقت تیار ہوئے اور اپنے ساتھ مجھکو بھی لے گئے اور ایک خیمہ میں جاکر بیٹھے ان
پیرزادے صاحب نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ پان کھلایا عطر لگایا پھر وہاں
سے اپنے دروازے پر لے گئے دروازے پر چھپر کا سائبان پڑا تھا اور اس کے
پاس تک آتشبازی کھڑی تھی میں نے چھپر کی طرف اشارہ کرکے شیخ صاحب
موصوف سے کہا کہ یہاں آتشبازی کھڑی ہے ایسا نہ ہو کہ چھپر جل جاوے انہوں
نے یہی حال پیرزادے صاحب سے کہا انھوں نے کہا پیر و مرشد آپ بیچ فرمائے
میں گھر میں اس چھپر کو ابھی اتروا ڈالوں گا پھر شیخ صاحب وہاں سے اپنے مکان پر آئے
پھر یہ نہیں معلوم کہ انھوں نے وہ چھپر اتروایا یا نہیں اور جس گلی میں اُن کا مکان
تھا ایسی تنگ تھی کہ ایک گاڑی جاتی ہو یا نہ جاتی ہو اور ان کے مکان کے قریب ہی
تھوڑی دور پر گنگا بہتی تھی القصہ بعد نماز عشا کے بڑی دھوم دھام سے برات
آئی ہاتھی گھوڑے گاڑی جھکڑے بینس ہوادار اور ہزاروں آدمیوں کی جمعیت
تھی یہ نہیں معلوم کہ اپنی جگہ پر برات بیٹھی یا نہیں اور آتشبازی چھوٹنی شروع ہوئی
اور اس گلی میں جا بجا مزدور ٹوکروں میں لئے کھڑے تھے اور آدمی کثرت سے بیٹھے
ہوئے تھے اس عرصہ میں ایک مزدور کے ٹوکرے میں آگ لگ گئی اُس نے اپنے سر سے
ٹوکرا پھینکدیا اوروں کے ٹوکروں میں آگ لگ گئی اور کسی طرف لوگوں کو بھاگنے
کا رستہ نہیں اور تمام گلی میں آگ ہی آگ ہو گئی اور ایک شور و غوغا قیامت کا
سا برپا ہوا قصہ کوتاہ دو سو آدمی تو جل کر مر گئے اور نیم سوختہ لوگوں کا شمار

Marfat.com

نہ تھا اور خدا جانے کتنے آدمی گنگا میں جا کر گر پڑے اور ڈوب مرے تمام کا رخانہ
اور سامان برات کا درہم برہم ہو گیا ہزاروں روپے کا مال جلنے کے سوا لٹ گیا
اور اس طور کی لے دے پڑی کہ نہ مجکو تیری خبر اور نہ تجکو میری اور جو دولھن کے باپ
نے براتیوں کے لئے صدہا من طرح طرح کا کھانا پکایا تھا ضائع ہوا کسی نے نہ کھایا
اگلے دن کچھ دن چڑھے دولھا کا نکاح ہوا اُسی وقت دولھن کو پینس میں سوار
کر کے چند آدمیوں سے وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا اب کوئی شخص مارے خوف کے
وہاں کا حال دریافت کرنے کو نہیں جاتا کہ مبادا گرفتار ہو جاویں اور اس نقصان کے
علاوہ سرکار انگریزی میں ہزار ہا روپیہ دولھن کے باپ کا صرف ہوا تب بچھا چھوٹا
حضرت علیہ الرحمۃ کے منع کرنے اور اُن کے نہ ماننے کا یہ انجام ہوا پھر جب میں
اس کے بعد دوسرا کر غازی پور گیا تب وہاں لوگوں سے سنا کہ اب کی سال ان
پیرزادے صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر جو حضرت علیہ الرحمۃ کے
خلیفہ ہیں بیعت کی اور اُن کے سامنے درمیان مجلس کے مقر ہوئے کہ میں خطا پر
تھا اور سید صاحب حق فرماتے تھے اور جو کچھ حادثہ میرے یہاں بیاہ میں پیش
آیا اسی کا عوض تھا انتہی **حکایت** غازی پور میں مرزا غلام محی الدین بیگ
کشمیری شیخ فرزند علی صاحب کے نوکر تھے ایک روپیہ روز پاتے تھے اور دسترخوان
پر کھانا کھاتے تھے اور اُن روزوں شیخ فرزند علی صاحب غازی پور میں
نہ تھے اپنے کسی علاقہ سفاجیری پر تھے اور اُن کے تمام کاروبار کے
مختار وہی مرزا صاحب تھے پھر اُنھوں نے بھی حضرت علیہ الرحمۃ سے بیعت

Marfat.com

کی اور اپنا حال عرض کیا کہ میرے یہاں آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ
سو آپ میرے لئے دعا کریں، آپ نے دعا بھی کی اور ایک روپیہ برکت کا
بھی دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے بہت خیر و برکت کرے گا پھر
مرزا صاحب نے اپنے سالے مرزا ابراہیم بیگ کا ہاتھ حضرت علیہ الرحمۃ کے
ہاتھ میں پکڑا دیا کہ اسے بھی آپ بیت اللہ شریف کو لیجاویں، آپ نے ان کو
مولوی محمد یوسف صاحب کے سپرد کیا کہ ان کو اپنے ساتھ رکھو تکملہ اس
کا یہ ہے کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ حج کر کے پھر غازی پور میں آئے اس
وقت مرزا غلام محی الدین بیگ وکیل کمپنی تھے اور ہزاروں روپے کا میرا نہ
تھا تھا اور ہزاروں روپے کی آمد تھی اور شیخ فرزند علی صاحب کی نوکری
اُنہوں نے موقوف کی مگر شیخ صاحب نے اپنی سرکار سے ان کے بیس روپے تو
موقوف کئے اور دس روپے جاری رکھے مرزا صاحب موصوف نے کئی بار
عذر بھی کیا کہ اب آپ تکلیف نہ کریں مجکو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے مگر
شیخ صاحب نے وہ دس روپے موقوف نہ کئے اور مرزا صاحب کہتے تھے
کہ یہ سب ترقی اور عروج میرا حضرت ہی کی دعا کی برکت سے ہے انتہیٰ
حکایت شیخ فرزند علی صاحب کا ایک مرغ باز تھا اور اُس کے بیٹے کو مرگی آتی
تھی کئی بار وہ گنگا میں گر پڑا غیر لوگوں نے نکالا ایک روز اس لڑکے کو حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس لایا اور اس کی بیماری کا حال بیان کیا آپ نے اُس لڑکے کو اپنے پاس بٹھا کر

Marfat.com

اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے باپ سے پوچھا کہ اس کو کتنے دنوں سے یہ عارضہ
ہے اس نے کہا کچھ کم چار برس سے' آپ نے فرمایا کہ ایک سبز مکھی کو پیس کر دو تین
بار اس کی ناک میں ڈال دو بطور ناس کے انشاء اللہ تعالیٰ عارضہ جاتا رہیگا اور
اس کی ہم دعا بھی کسی وقت کرینگے سبز مکھی کا اس کو ناس دیا دو یا تین بار بالکل
اس کی مرگی جاتی رہی **حکایت** حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے غازی پور میں
کئی مقام کر کے وہاں سے کوچ فرمایا ایک بستی پھاٹوں کی بارآہی اس کے گھاٹ پر
ناویں جا لگیں دن زیادہ تھا' آپ نے آگے چلنے کا ارادہ کیا وہاں کے لوگوں نے
آپ کو ٹھہرا لیا آگے نہ جانے دیا پھر آپ وہاں اترے اور وہ گاؤں شیخ فرزند علی
صاحب نے نیلام میں لیا تھا ان کا بیٹا محمد امیر بھی وہیں تھا پھر اس نے اور وہاں
کے اکثر شرفا اور غربا نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں ایک شیخ علی جان
اور سردار خان تھے ان کو آپ نے اپنا خلیفہ کیا اور خلافت نامہ دیا اور ان
سب نے مل کر آپ کی ضیافت کی اگلے روز ناویں وہاں سے روانہ ہوئیں
موضع بلیا میں آدھا گاؤں وہ شیخ صاحب ممدوح نے نیلام میں لیا تھا
وہاں بھی بہت لوگ شرفا اور غربا آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اگلے
روز وہاں سے ناویں روانہ ہوئیں ٹکسر کے کنارے گئیں دن بہت تھا وہاں کے
قاضی صاحب نے نام ان کا یاد نہیں حضرت کو ٹھہرانے کا ارادہ کیا' آپ نے فرمایا کہ
رہنے میں حرج ہوگی اور ابھی دن کئی کوس جانے کا ہے اگر اتنی اتنی دور پر اترتا
کریں تو اب کی سال بیت اللہ شریف تک پہنچنا دشوار ہو اور آپ کو منظور ہے
بیعت ہی کرنی سو اس کے لئے دو چار گھڑی ہم ٹھہر جاوینگے پھر اپنا بجرا آپ نے

Marfat.com

ٹہرا دیا اور کشتیوں کو روانہ کیا اور فرمایا کہ پیچھے سے ہم بھی انشا اللہ تعالیٰ آتے ہیں
اور وہ قاضی صاحب پٹے سر پر ڈاڑہی منڈائے دہوتی گھٹنوں تک باندھے بعینہ
ہندو سے معلوم ہوتے تھے اور وہ قاضی صاحب کیا سب مسلمان وہاں کے یوں ہی
تھے قاضی صاحب تعزیہ بھی بناتے تھے امام باڑہ اور چبوترہ بھی اُن کے یہاں
تھا اور بہی بہت مسلمان بستی میں تعزیہ دار تھے پھر قاضی صاحب نے بیعت کی
آپ نے ایک روپیہ برکت کا ان کو دیا اور اپنا خلیفہ کیا اور فرمایا کہ امام باڑہ اور
چبوترہ توڑ کر واسطے نماز کے مسجد بنانا پھر اور بستی کے شرفا غربا اور انگریزی
پٹالن کے مسلمانوں نے آکر بیعت کی اور جلد کھانا پکوا کر حضرت کے لوگوں کو کھلایا
اور وہاں سے آگے ناویں بھی ٹہر گئیں تھیں ایک دیگ پلاؤ گاڑی پر لدوا کر ان پہنچایا
پھر کچھ دیر کے بعد حضرت بھی تشریف لائے پھر اگلے روز وہاں سے ناویں روانہ ہوئیں
چیران چھپرے میں ٹہریں بہت شرفا غربا آپ کے لینے کو آئے ان میں فرحت علی نام
ایک شخص بڑے دیندار وں اور پرہیزگاروں میں تھے وہ سب مل کر حضرت
کو گھاٹ پر سے شہر میں لے گئے اور وہاں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع
کی بعد فراغ بیعت کے فرحت علی حضرت کو اپنے مکان پر لائے اور اپنے اہل
وعیال کو مرید کروایا اور حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ اس شہر میں تین چار
کسبتیں بڑی نامی اور مالدار ہیں ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے میں ان کے
درپے ہوں کہ کسی طور وہ اپنے پیشہ ناپاک سے توبہ کریں اور راہ راست

Marfat.com

شریعت پر آجاویں اور کسی نیکبخت پرہیزگار مرد سے نکاح کریں مگر قابو میں
نہیں آتی ہیں اور سو طرح کے عذر و حیلے لاتی ہیں بڑے بڑے دیندار مالی،
مزدم خوار پیرزادوں نے ان کو بیکار رکھا ہے سال بھر میں کئی بار آتے ہیں اور
ان کی دعوتیں اور ضیافتیں کھاتے ہیں اور صدہا روپے نذرانہ لیجاتے ہیں نہ
کسی گناہ و خفا پر ان کو ٹوکتے نہ حرامکاری و زنا سے ان کو روکتے ہیں کہ
اس پیشہ میں کون سی برائی ہے یہ تو مشقت کی کمائی ہے ہمارا تو یہی پیشہ ہے
غیروں کے واسطے البتہ حرام ہے ایسی ایسی باتیں اپنے مطلب کی اُن سے سُن کر حق
جانتی ہیں ہماری وعظ و نصیحت کو اپنی طبیعت کے خلاف جان کر ایک نہیں مانتی
ہیں سو میرا مقصد یہ ہے کہ آپ اس امر میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست پر لائے
اور ہدایت عطا فرماوے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بہتر بات کہتے ہو انشاء اللہ
تعالیٰ ہم کسی وقت دعا کرینگے اور قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے یہ فرما کر آپ
وہاں سے اپنے بجرے پر آئے اور نماز مغرب پڑھی پھر کچھ رات گئے بعد نماز عشا کے
شہر کی طرف کئی لالٹینیں روشن نظر آنے لگیں اس عرصہ میں فرحت علی نے آکر حضرت
کو اطلاع کی کہ وہی تینوں چاروں کنبیں آپ سے بیعت کرنے کو آتی ہیں اور کچھ نذرانہ
بھی آپ کے لئے لاتی ہیں کیا ارشاد ہے، آپ نے فرمایا آنے دو جب آویں تو ان کو
بٹھانا جب وہ قریب آئیں تب بجرے سے لوگ اُتر گئے یعنی چار صاحب بیٹھے رہے
ان میں ایک مولوی وحید الدین بہلت والے تھے اور ایک ان کے بڑے بھائی حافظ
قطب الدین صاحب مرحوم، پھر انھوں نے ان کو اسی بجرے پر بلا لیا وہ

Marfat.com

آکر بیٹھیں، پھر اندر سے حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لائے اُنھوں نے
آپ کو سلام کیا، آپ نے ان کو سلام کا جواب دیا پھر وہ ایک پیتل کی
تھالی میں جو روپے لائی تھیں تخمیناً معلوم ہوتے تھے کہ چار سو یا پانسو ہونگے
اور چند تھان بیش قیمت سوتی اور ریشمی آپ کے سامنے دھرے اور عرض کی
کہ یہ آپ کا نذرانہ ہے اور آپ ہم کو مرید کریں، آپ نے فرمایا کہ یہ نذر تمہاری
ہم نہ لینگے اور بیعت اگر چاہو تو کرو مگر اس کی شروط کے موافق والا ہم بیعت
نہ لینگے وہ تینوں چاروں آپس میں ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہنے لگیں کہ نذر شاید
کم سمجھ کر آپ نہیں لیتے ہیں، پھر انہوں نے مل کر عرض کی کہ آپ ہم کو مرید کرلیں ہم
اور بھی آپ کو زیادہ نذر دیویں گے، حضرت نے مولوی وحید الدین صاحب سے
فرمایا کہ تم ان کو سمجھا دو، پھر مولوی صاحب نے اُن سے فرمایا کہ یہ نذر تمہاری
حرام پیشہ کی کمائی سے ہے اس لئے شیخ صاحب لینے میں انکار کرتے ہیں اور ہرگز
نہ لینگے اس میں تم دلگیر اور ناخوش نہ ہو اور جو بیعت کرنی چاہتی ہو تو حال اس
کا یہ ہے کہ اگر تم کو اپنا یہ پیشہ جو کرتی ہو چھوڑ دینا منظور ہو تو آپ کے ہاتھ
پر بیعت کرلو ورنہ یہ بھی کچھ ضرور نہیں اپنے گھر چلی جاؤ، یہ گفتگو سن کر اُنہوں
نے کہا مولوی صاحب آپ یہ کیا فرماتے ہیں بڑے بڑے نامی پیرزادے ہمارے
مکان پر تشریف لاتے ہیں اور دعوتیں کھاتے اور نذریں لیجاتے ہیں اور جو مجھ
تم کہتے ہو کہ تمہارا مال حرام پیشے کا ہے یہ تو آج تک ہم سے کسی نے نہ کہا اور ہم
بڑی تمنا تھی کہ ایسے پیرزادے آئے ہیں کہ جن سے لاکھوں آدمیوں کو فائدہ
ہوا ہم کو بھی ہوگا مگر اس وقت سے ہماری اُمید منقطع ہوئی اسی طور کی باتیں

Marfat.com

کرکے وہ چلی گئیں، پھر فرحت علی نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ بھکوڑی
اُمید تھی کہ یہ کبسین آج آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں کچھ نہ کچھ تھوڑا
بہت ان کو فائدہ ہو جاویگا سو معلوم ہوا کہ اب اسی طرح یہ ہدایت سے بے
نصیب رہینگی، آپ نے فرمایا کہ بھائی فرحت علی ہدایت خدا کے اختیار میں ہے جس
کے ہاتھ چاہے کروا دے ہم تم کو خلافت نامہ دے کر اپنا خلیفہ بناویں گے
اور ہم تو تخم بوئے جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے جانے کے بعد یہ سب تمہارے
ہاتھ پر توبہ کرکے پکی مسلمان دیندار اور پرہیزگار بن جاوینگی اور بعد توبہ کے اگر تم
سے اپنے مال و اسباب کا حکم پوچھیں کہ اب ہم اس کو کیا کریں اور کس خرچ میں لاویں
سو تم سوا اس کے اور کچھ نہ کہنا کہ مال تمہارا حرام اور خبیث ہے تم جانو تمہارا مال جانے
ہم نہیں جانتے تمہاری رہائی اسی میں ہے، پھر فرحت علی نے عرض کی خیر اُن کے لئے
تو آپ نے یہ فرمایا اب میرے لئے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری روزی یا برکت
کرنے اور بے ریا اور بے اپنی رضامندی کے کام مجھ سے لے، پھر آپ نے
برکت کا ایک روپیہ ان کو دیا اور دعا کی اور کرتہ اور ٹوپی دے کر ان کو
اپنا خلیفہ کیا اور وہاں کے اپنے مریدوں سے کہہ دیا کہ ان کو میری جگہ سمجھنا اور
جو دین یا دنیا کا کام ہو ان سے پوچھ کر کرنا تکملہ اس کا یہ ہے کہ جب میں پہلی بار
ولایت افغانستان سے حضرت علیہ الرحمۃ کا بھیجا ہوا دانا پور میں آیا اور
وہاں شیخ علی جان کشتیبانوں کے چودھری اور صدرالدین بوچڑے سے
ملاقات ہوئی اور یہ دونوں حضرت کے بڑے مخلص صادق اور معتقد بے ریا

Marfat.com

تھے اُنھوں نے کہا کہ جب سید صاحب اس سال چیران چھپرے ادھر ہوتے ہوئے حج کو تشریف لے گئے شاید کہ کلکتہ تک پہونچے ہونگے یہاں ان تینوں چاروں کسبیوں کی طبیعت میں بے چینی اور بیقراری پیدا ہوئی اور افسوس کرنے لگیں کہ نہایت ہماری شامت اعمال اور بے نصیبی کمال تھی کہ جو ہم نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اب کہاں ہم اور کہاں سید صاحب پھر آخر الامر اُنھوں نے فرحت علی کے ہاتھ پر توبہ کی اور اپنے پیشہ حرام کو چھوڑ دیا اور فرحت علی سے مال واسباب وغیرہ کا حکم پوچھا اُنہوں نے وہی جواب حضرت علیہ الرحمۃ کا دیا کہ مال تمہارا خبیث اور حرام ہے اس کے سوا اور ہم نہیں جانتے' پھر انھوں نے اپنے چھوکروں سے کہا یہ مال واسباب ہمارے کام کا نہیں تم جانو سو کرو اور فرحت علی سے اپنے نکاح کرنے کے لئے پوچھا کہ جس کے ساتھ آپ فرمادیں ہم اپنا نکاح کرلیں' اُنھوں نے کہا کہ اس بات کو تم آپ خوب جانتے ہو جس کو پسند کرو اس کے ساتھ کرلو' انہوں نے کہا کہ تم یہ بات ٹھیک کہتے ہو مگر اب ہماری پسند نہ چاہئے تم جس کو دیندار اور پرہیزگار جانو اس کے ساتھ نکاح ہمارا کردو یہ سُن کر وہ بہت خوش ہوئے بیباکی طرف کے کئی آدمی بڑے نیکبخت صالح اور دیندار تھے ان سے ان کا نکاح کردیا بعد نکاح کے چند روز تو وہ چیران چھپرے میں رہے پھر ان کو بڑی عزت اور حرمت سے اپنے وطن کو لے گئے اور اب وہ وہاں بہت خوش وخطوط ہیں اور جو حضرت علیہ الرحمۃ نے فرحت علی کے واسطے دعا کی تھی اس کی خیر وبرکت کا ظہور یہ ہوا کہ وہ فرحت علی بعد رحلت ہوتے حضرت علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے ایسے للّٰہی اور باخدا آدمی ہو گئے کہ جو کوئی دیندار و پرہیزگار واسطے کسی حاجت ضروری اپنے کے ان سے سائل ہوتا ہے تو حتی الامکان اس کو محروم نہیں رکھتے اگر اپنے پاس سے ہو سکتا ہے تو اس کو دیتے ہیں والا شہر کے امرا اور اغنیا سے للہ فی اللہ کوشش کر کے حاجت اس کی پوری کرتے ہیں اور جو یہاں بھی خاطر خواہ مطلب نہیں نکلتا تو اس کے لئے بنارس اور الہ آباد ملکہ اکبر آباد اور شاہجہاں آباد تک جاتے ہیں اور ان کے لئے جو کچھ ملتا ہے لاتے ہیں اور ان کو دے کر رخصت کرتے ہیں اور حضرت کے پیچھے حج بھی کر آئے ہیں اور صدہا آدمی اُن کی ذات سے شرک و بدعت چھوڑ کر پکے موحد بن گئے انتہیٰ پھر اگلے روز چیران چھپرے سے ناویں روانہ ہوئیں دانا پور کے گھاٹ پر جا لگیں شیخ علی جان جو ملاحوں کے چودھری تھے حضرت علیہ الرحمۃ کو بجرے سے اتار کر اپنے مکان پر لے گئے اور وہ بڑے خوشحال اور صاحب مال تھے اور صورت ان کی یہ تھی کہ ہندوں کی طرح دھوتی باندھے سر پر پٹے داڑھی منڈی ہوئی کمر تک ایک مرزائی پہنے ہوئے مگر بیردہ میرزائی کا بائیں طرف تھا فقط اس سبب سے لوگ جانتے تھے کہ یہ مسلمان ہیں سوا اس کے اور کوئی نشان مسلمانی کا بظاہر ان میں نہ تھا اور علی جان کیا سب شرفا اور غربا اسی ہیئت سے تھے، پھر انھوں نے سب قافلہ کی دعوت کی اور پلاؤ پکوایا اور حضرت نے خود فرما دیا تھا کہ ایک ہی کھانا پکوانا کہ کھلانے میں آسانی ہو بعد کھلانے کھانا کے حضرت کو اپنے زنانے مکان میں لے گئے وہاں عورتوں اور لڑکوں بالوں کو مرید کروایا پھر اور جو ان کے برادری کے خویش و اقربا تھے ان کو مرید کروایا اور اُن کے گھروں میں لے جا کر ان کے اہل و عیال کو مرید کروایا جب ان

Marfat.com

سے فارغ ہوئے تب حضرت سے عرض کی کہ حضرت میری گستاخی اور بے ادبی
میری معاف ہو بات صاف صاف میرے دل کی یہ ہے کہ یہاں میرے مکان
پر پیرزادے بہت آئے ہیں اور بہتروں کے ہاتھ پر میں نے بیعت بھی کی مگر جیسا
تھا ویسا ہی رہا کچھ میرا حال نہ بدلا اگر اسی صورت سے آپ کی بھی بیعت کا حال
ہے تو بیعت کرنی کچھ ضرور نہیں کئی بار کر چکا ہوں اور جو میرا حال مبدل ہو جائے
تو آپ مجھ سے بیعت لیں، آپ نے فرمایا شیخ بھائی حال بدل دینا تو اللہ تعالیٰ
کے قبضہ قدرت میں ہے مگر تم بسم اللہ کر کے بیعت کر لو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک
سے ہم کو اُمید قوی ہے کہ حال تمہارا ایسا تبدیل ہو جاویگا کہ تم جانوگے اور
دیکھنے والے تم کو دیکھ کر کہینگے کہ یہ شیخ علی جان وہی ہیں یا اور، یہ بات
سُن کر اُنھوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپ سے دعا چاہی
آپ نے دعا کی پھر انھوں نے کچھ روپے نذر کئے یاد نہیں کس قدر تھے، مگر یہ
یاد ہے کہ چھ سات کرسیاں حضرت کی نذر کو وہ لائے ان میں دو بہت بیش
قیمت تھیں ان پر کھارووے کا غلاف چڑھا تھا، آپ نے فرمایا کہ ہم تو مسافر
ہیں ہم ان کرسیوں کو کیا کریں اور کہاں اپنے ساتھ لادے پھریں یہ تمہارے
ہی کام کی ہیں تم ہی رکھو، انھوں نے کئی بار تکرار عرض کی کہ آپ
قبول کریں، آخر الامر ان دونوں بیش قیمت کرسیوں میں سے آپ نے
ایک کرسی اُن کی خاطر سے لی باقی وہ اپنے مکان پر لے گئے اور
علی جان کے مکان کے قریب ان کا ایک تعزیہ رکھنے کا چبوترا اور

Marfat.com

امام بارہ تھا لوگوں نے حضرت کو اطلاع کی آپ نے علی جان سے فرمایا کہ
اس چبوترہ کو کھود کر یہاں مسجد بناؤ کہ محلہ کے لوگ اس میں نماز پڑھا
کریں اور امام بارہ رہنے دو مہمانوں مسافروں کے رہنے کے کام آوے گا شیخ
علی جان نے اُسی وقت وہ چبوترہ کھود ڈالا اور عرض کی کہ حضرت اپنے ہی
دست مبارک سے مسجد کی نیو ڈالیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نمازیوں
سے آباد رکھے پھر آپ نے مسجد کی نیو ڈالی اور بلاؤ بکوا کر تمام قافلہ کی
دعوت کی اور جو کچھ علی جان کی ہیئت مذکور ہو چکی ہے ویسی ہی صدرالدین
کی تھی پھر انھوں نے پہلے اپنے اہل وعیال عزیز واقربا کو مرید کروایا پھر ایک
ان کا احاطہ تھا جہاں اُن کے جانور ذبح ہوتے تھے اُس میں فرش بچھوا
اور حضرت کو لیجا کر بٹھایا اور وہیں بیعت کی اور ایک پانچ چھ برس کا لڑکا
عبدالرحیم نامی اُن کے پاس تھا عرض کی کہ میرے تو کوئی لڑکا بالا نہیں یہ
میرا بھتیجا ہے اور یتیم ہے حضرت نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ
بھائی صدرالدین تم للہ فی اللہ اس اپنے بھتیجے کو بجائے بیٹے کے پرورش کرو
انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بجائے بیٹے کے یہی تمہارے کام آوے گا پھر آپ نے
صدرالدین کے لئے اور جہاں بیٹھے تھے اُس مکان کے واسطے دعا کرنے لگے کہ
الٰہی تو اپنے فضل وکرم سے ان کو خوش وخورم رکھ اور شرک وبدعت سے اُن کو
بچا اور توحید وسنت پر ان کو ثابت قدم کر اور اس زمین کو سرسبز اور
آباد کر کہ یہاں مہمان ومسافر اُترا کریں اور یہ للہ فی اللہ ان کی خدمت

Marfat.com

کیا کریں اور دنیا اور آخرت میں ان کو ساتھ حرمت کے رکھے تکملہ اس کے
حال کا یہ ہے کہ جب میں کئی سال کے ولایت افغانستان سے حضرت علیہ الرحمہ کا
بھیجا ہوا پہلی بار دانا پور میں آیا اور شیخ علی جان صاحب کی مسجد میں اترا وہ بھی
وہیں تھے اور میں نے ان کو سلام کیا' انھوں نے جواب سلام کا دیا اور مجھ سے
معانقہ اور مصافحہ کیا اور میں نے ہرگز ان کو نہ پہچانا کہ یہ شیخ علی جان ہیں اس لئے
کہ اول جب میں نے سفر حج میں ان کو دیکھا تھا تب اور ہی اُن کی صورت تھی
چنانچہ ذکر اس کا ذکر اوّل ہو چکا ہے اور اب جو دیکھا تو لمبی شرعی خوبصورت
داڑھی اور موچھیں بڑی بڑی لبیں کتری ہوئی عمامہ باندھے کرتہ پہنے جیسے کوئی
بڑا عالم فاضل یا درویش کامل' اس میں میں نے ان کا نام پوچھا' اُنھوں نے کہا کہ
علی جان' اس وقت مجکو خیال آیا کہ شیخ علی جان یہی ہیں' پھر میں نے دوبارہ ان سے
معانقہ اور مصافحہ کیا اور اپنا حال اور نام اُنھوں نے پوچھا' میں نے بتایا وہ کمال
خوش ہوئے اور دیر تک حضرت کا حال پوچھتے رہے اور میں بیان کرتا گیا اور
ان دنوں ان کا حال یہ تھا کہ جو کچھ کاروبار تجارت اور کشتیوں کی جو دہرائی
کا تھا سب اُنھوں نے اپنے اور بیٹوں کو سپرد کر کے مسجد میں رہنا اختیار کیا تھا
دن رات میں شاید کوئی پہر آدھ پہر گھر میں رہتے ہوں باقی مسجد میں رہتے تھے اور
لوگوں کو مسائل دین کی تعلیم و تلقین کیا کرتے تھے اور توحید و سنت کی خوبی اور
شرک و بدعت کی برائی کما زبانی وعظ لوگوں کو سنایا کرتے تھے اور جو ان کا
اول امام بارہ تھا اس کو مسافر خانہ بنایا تھا دو چار دس پندرہ ہر روز

Marfat.com

بیٹھے ہی رہتے تھے اور دونوں وقت ان کو کھانا کھلاتے تھے اور ان کے ساتھ
بیٹھ کر آپ بھی کھا لیتے تھے اور مہمان و مسافر جس رتبہ کا ہوتا اسی قدر اُس
کو خرچ دے کر رخصت کرتے تھے دو آنے اور چار آنے اور ایک روپے اور
دو روپے سے لیکر پانچسو روپے تک، اور اُسی مسجد کے دروازہ ایک باغ
لگایا تھا صرف مہمان و مسافروں کے میوہ کھانے کو، اور ہر روز بعد نماز فجر
کے ایک دیگ کھچڑی کی پک کر تیار ہو جاتی تھی کسی مسافر و مہمان کو بے کھلائے
نہیں جانے دیتے تھے، مجھ سے کہنے لگے کہ بھائی صاحب تم نے پہلے اس زمانہ میں
بھی میرا حال دیکھا تھا یہ کچھ بھی کارخانہ نہ تھا اگرچہ تب بھی میں مالدار تھا
اور جواب دیکھتے ہو یہ صرف سید صاحب کی دعا کے سبب سے ہے" پھر ایک
دن اُن کے گھر کی عورتوں نے اُن سے درخواست کی کہ کسی وقت دین محمد
کو یہاں بلا لاؤ تو ہم اُن سے کچھ پوچھیں سید صاحب کے اہل و عیال کا حال
پھر وہ ایک وقت مجھکو اپنے مکان میں لے گئے اور ایک پردہ ڈلوا دیا اس طرف
عورتیں بیٹھیں اس طرف اپنے پاس مجھکو بٹھایا، پھر انھوں نے پوچھا کہ بھائی صاحب
ہماری مرشد زادیاں اور پیر زادیاں اچھی ہیں، میں نے کہا فضل الٰہی سے سب ساتھ
خیریت کے ہیں، پھر پوچھا کہ ہمارے سید صاحب نے ان کو دینیات میں ان کو
کیا تعلیم فرمایا ہے اور وہ کیا کرتی ہیں، میں نے کہا جو تم کو سید صاحب نے تعلیم
و تلقین فرمایا تھا، اُنھوں نے کہا کہ ہم کو فرمایا تھا کہ پانچوں وقت فرض نماز پڑھا

Marfat.com

کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھا کرو اور اگر ہو سکے روزے ایام بیض
اور عرفے اور عاشورے اور شش عید کے رکھا کرو اور شرک و بدعت کے کام اور
کسی کی جعلی غیبت نہ کیا کرو سو ہم آج تک موافق فرمانے سید صاحب کے
سب کچھ کرتے ہیں اور باقی دین کے کام جو ہمارے شیخ جی بتاتے ہیں وہ ہم
کرتے ہیں' میں نے کہا کہ بس یہی باتیں سید صاحب نے تمہاری مرشدزادیوں کو
تعلیم فرمائی ہیں دین تو ایک ہی ہے جن چیزوں کا خدا رسول کی طرف سے
ان کو حکم ہے وہی تم کو ہے' اور علی جان بھائی تو سید صاحب کے خلیفہ ہیں ان
کو تم اُنھیں کی جگہ جانو جو تم کو بتایا کریں وہی کیا کرو اس میں تمہارے لئے دین
و دنیا کی بہتری ہے' پھر اُن میں سے تین عورتیں دو دو اشرفیاں اور ایک ایک
تھان سپید عمدہ قیمتی میرے پاس لائیں اور کہا کہ ہمارے پیر و مرشد کے لئے یہ نذرانہ
ہماری طرف سے لیتے جانا' پھر میں نے وہ چھ اشرفیاں تو اُٹھالیں اور اُن
سے کہا کہ یہ تھان تم رہنے دو بسبب بوجھ کے ہمیں لیجا سکتا ہوں' اُنھوں نے کئی بار
تکرار کر کہا کہ یہ بھی لیتے جاؤ میں نے انکار ہی کیا اور ایک وہاں سے اٹھا کر باہر مکان
میں آیا وہاں چھ سو روپے شیخ علی جان نے دئے پھر وہاں سے میں صدرالدین
کے مکان پر گیا اور اُن سے ملاقات کی ان کی بھی صورت شرعی شیخ علی جان کی
سی تھی اور وہ شخص قابل پڑھے لکھے تھے اور بعد سلام علیک کے اور پوچھنے خیر و
عافیت کے مجھ سے اپنا حال اول سے بیان کرنا شروع کیا اور کہا بھائی

Marfat.com

دین محمد جب سید صاحب میرے مکان پر تشریف فرما ہوئے تھے تب اسی
جگہ جہاں بیٹھا ہوں میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور بعد بیعت کے
آپ نے میرے لئے دعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے
واسطے ایسی ایسی ترقی اور بہبودی ہونگی اور حال تمہارا ساتھ صلاحیت کے ایسا
بدل جاویگا کہ تم بھی جانوگے آپ کے فرمانے سے میرے دل میں اسی دم ایک
اُمید قوی ہوگئی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ یوں ہی ہوگا مگر اپنا حال خیال کرکے)
طبیعت میں گذرتا تھا کہ دیکھا چاہئے کیونکر ہو اور جتنے میرے نوکر چاکر میرے
تھے تکمل وصورت لباس و پوشاک بات چیت میں ویسا ہی میں بھی تھا کچھ ان
میں اور مجھ میں فرق نہ تھا پہچاننے والے تو البتہ جانتے تھے کہ یہ مالک ہے اور
وہ نوکر پھر بعد تشریف لیجانے سید صاحب کے چند روز میں میرا حال تبدیل ہونے
لگا اول میں روزہ و نماز وغیرہ امور دینیات سے بے خبر تھا کہ مجھ پر فرض
ہے یا نہیں اور شرک و بدعت کا تو نام بھی معلوم نہ تھا پھر فضل الٰہی سے میرا
یہ طور ہوا کہ جہاں نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی دل میں بے قراری اور
بے چینی پیدا ہوئی جب تک نہ پڑھتا دل کا وہ خلجان نہ جاتا اور شادی
غمی کی رسوم بدعت خرافات پر جو طبیعت مصر تھی وہ اصرار دل سے بالکل
دور ہوگیا اس کا وہم وخیال بھی دل میں نہ رہا اب جو گھر میں لڑکے کا
بیاہ ہوتا ہے تو وہی پرانے دھوئے کپڑے یا کوئی نیا جوڑا دلھا یا دلھن

Marfat.com

کو بہنا کر موافق سنت کے نکاح کر دیتا ہوں اور بے تکلف سو بچاس مسلمان
بھائیوں کو کھلا دیتا ہوں اور غمی میں بھی بلا قید روز اور تاریخ کے محتاجوں
کو کچھ نقدی دیتا ہوں اور سوم دہم چہلم شش ماہی برسی کچھ نہیں کرتا ہوں اور
سید صاحب چلتے وقت مجھ سے فرمایا تھا کہ جو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے للہ
فی اللہ مہمان و مسافروں کے لئے خرچ کروا دے تو اس مال کو اپنے مال سے
علیحدہ رکھ دینا پھر اس میں سے خرچ نہ کرنا سو ویسا ہی کرتا ہوں اور اس
کا حال یہ ہے کہ میں نے اپنی اندازے سے جانتا ہوں کہ اتنے روزوں میں خرچ
ہوگا یا اتنے اتنے لوگوں کو پہنچیگا پھر میں اتنے دنوں کے بعد اس برتن کو دیکھتا
ہوں تو ویسا ہی پاتا ہوں اور میرے رکھنے سے دو چند سہ چند بلکہ چہار چند
خرچ ہوتا ہے اور پھر بھی کچھ باقی رہتا ہے یہ سب حضرت کی دعا کی برکت
ہے اور اس زمین کی آبادی کے لئے بھی آپ نے دعا کی تھی سو اللہ تعالیٰ
نے اس کو اس طرح سے آباد کیا جو تم دیکھتے ہو وہ کیا تھا ایک سا فرخانہ
تھا اور ایک بنگلہ بکدرہ اس کے اندر تختوں کا فرش تھا اوس پر نالین
یک لخت بچھے تھے اور دیواروں میں جا بجا کئی شیشے کے قندیل لٹکے ہوئے
غرض کہ بہت اچھا وہ مکان تھا اور باغیچے کے اندر تھا اس باغیچے
میں پختہ کوئیں اور آم نیبو نارنگی امرود انار شریفہ جامن بیر وغیرہ
کے درخت تھے، مجھ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے یہ باغیچہ صرف مہمانوں

Marfat.com

مسافروں کے للہ فی اللہ لگایا ہے اس کا تمام میوہ وہی کھاتے ہیں یا
ان کے ساتھ کچھ میں کھالیتا ہوں میرے گھر میں ایک بھی نہیں جاتا اور
وہاں سے جانب مشرق بندوق کی گولی کی زد پر ان کا گھر تھا وہاں محکو لے گئے
وہاں پہلے ایک امام بارہ اور ایک چبوترہ تعزیہ رکھنے کا تھا امام بارے کا
انہوں نے دوسرا مسافر خانہ مقرر کیا تھا اور وہ چبوترہ کھود کر کچی مسجد بنوائی
تھی اور صدر الدین تو شب و روز اکثر اوقات اُسی باغیچہ مذکور میں رہا کرتے
تھے اور وہیں مہمانوں مسافروں کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور یہاں مکان
پر ان کا بھتیجا عبدالرحیم رہتا تھا اور اُس اپنے بھتیجے کی طرف اشارہ کر کے
مجھ سے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے کہ اس کی لئے سید صاحب نے دعا کر کے مجھ سے
فرمایا تھا کہ اس کو اچھی طرح سے پرورش کرو یہ تمہارے بیٹے کی جگہ ہوگا
مگر یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے بھی اولاد ہوگی یا نہ ہوگی ہم سب نے جانا کہ سید صاحب
یوں ہی پیار کی راہ سے فرماتے ہیں پھر آپ توجہ کو تشریف لے گئے اور
وہاں سے مع الخیر آئے اور ہجرت کر کے ہندوستان سے ولایت میں تشریف
فرما ہوئے اس میں کئی برس کا عرصہ ہو گیا اور میری دو بیبیاں ہیں ان
میں سے کسی کے اولاد نہ ہوئی تب محکو اور سب کو خیال ہوا کہ وہ جو سید صاحب
نے فرمایا تھا کہ اس اپنے بھتیجے کو اچھی طرح سے پرورش کرنا یہ تمہارے بیٹے
کی جگہ ہوگا واللہ اعلم شاید کہ مراد اس سے یہی تھا کہ تمہارے اولاد نہ ہوگی

Marfat.com

اس لحاظ سے پھپر میں اس کو اور پیار کرنے لگا اور اس کی تعلیم و تلقین میں بہت کوشش
اور جانفشانی کرنے لگا پھر چند روز میں نے اپنا تمام کاروبار اسی کو سپرد کر دیا کہ
تو جان اور تیرا کام جانے اور میں الگ ہو گیا اب بھی سب کا روزانہ سنبھالے ہے بچہ
سے کچھ علاقہ نہیں اور فی الحقیقت وہ ان کا بھتیجا بہت صالح اور سعادتمند نکلا اور
دنیاداری اور پرہیزگاری میں صدرالدین سے بڑھ کر تھا ایک دن آدھ
دس آدمیوں سے صدرالدین کھانا کھا رہے تھے ان میں میں تھا اور وہ لڑکا الگ کھڑا
تھا صدرالدین نے کہا اگر یہاں نہیں کھاتے ہو تو گھر سے کھانا لے کر مسافر خانے میں مسافروں
کے لئے لیجاؤ انہیں کے ساتھ مجھ کر تم بھی کھا لینا اور بچہ سے کہا کہ بھائی دین محمد تم
اس لڑکے کو نصیحت کر دو کہ یہ مسافر خانہ کے ساتھ کھانا کھایا کرے اس کو عار نہ جانے
اور یہ سب خیر و برکت سید صاحب کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت کی ہے کوئی
ایسی حرکت ناسپاسی کی ظہور میں نہ آوے کہ اس کی شامت سے یہ نعمت ہاتھ سے
جاوے پھر میں نے بطور نصیحت کے اس کو سمجھا دیا اور وہ خود دانا اور سعادتمند تھا
پھر وہ گھر سے کھانا لے کر مسافر خانے میں گیا اور وہیں اس نے بھی کھایا پھر جب سب
کھانا کھا کر فارغ ہوئے تب صدرالدین نے بچہ سے کہا کہ چلو محلہ کے دو چار گھروں
میں ہو آؤ سب عورتیں سید صاحب کی خیر خیریت کی اشتیاق مند ہیں ان کی بھی تسلی
کر آؤ پھر بچہ کو لے گئے اور ایک مکان میں محلہ کی سب عورتوں کو جمع کیا پھر
انھوں نے بچہ سے حضرت کی خیر و عافیت پوچھی میں نے بیان کیا کہ فضل الٰہی

Marfat.com

سے اچھے ہیں، پھر اُنھوں نے آپس میں ملکر چار سو روپے جمع کئے اور مجکو دئے
کہ یہ نذرانہ ہماری طرف سے سید صاحب کے واسطے لیتے جاؤ پھر میں وہ روپے لے
کر صدرالدین کے ساتھ وہاں سے ان کے مکان پر آیا وہاں تین سو روپے صدرالدین
نے دئے وہ میں نے لئے اور بارہ سو روپے کی ہنڈی وہاں سے بنارس میں مرزا کریم اللہ
بیگ صاحب کے پاس میں نے ارسال کی اور باقی جو روپے بچے وہ میں نے اپنے
پاس رکھے اور ایک واقعہ صدرالدین نے مجھ سے یہ بیان کیا یعنی کئی مہینے ہوئے
کہ سرکار کمپنی نے میرے پاس حکم آیا کہ سرکاری بیل دانہ خوار جو تمہارے یہاں
ہیں جو گوشت ان کا ہماری سرکار میں آوے تو بیلوں کو ذبح نہ کروانا اس
لئے کہ خون نکل جانے سے گوشت کم ہو جاتا ہے چاہئے کہ بجائے ذبح کے موگری
سے سر ان کا کوٹا جاوے یہاں تک کہ ہلاک ہو اور تمام خون اسی کے بدن میں
رہے اور کئی سو گھریاں بھی میرے پاس بھیجدیں یہ حکم سُن کر مجکو کمال تردد
ہوا کہ یہ تو بات بیدینی کی مجھ سے نہ ہو گی نوکری چاہے رہے یا نہ رہے پھر
تین رات میں نے جناب الٰہی سامنے کمال گریہ وزاری اور عاجزی و انکساری
کی دعا کی کہ خداوندا میں نے سید احمد صاحب کے ہاتھ پر سب بُرے کاموں سے
توبہ کی ہے اور انھوں نے میری خیر و فلاح کے واسطے دعا کی ہے سو ان کی دعا کی
برکت سے اس بلا سے مجکو نجات دے بے مدد تیری کے کوئی صورت مخلصی کی
نہیں ہے پھر تیسری رات کو میں نے خواب دیکھا کہ گویا سید صاحب مجھ سے فرماتے
ہیں کہ صدرالدین کسی بات کا اندیشہ نہ کر اللہ تعالیٰ نے وہ بلا تیری

Marfat.com

تجھ سے دفع کردی پھر میں جگ پڑا طبیعت بہت خوش ہوئی صبح کو یہ خواب میں نے اپنے عزیزوں آشناؤں سے بیان کیا وہ بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے پھر بھی دل میں وسوسہ گذرتا تھا کہ یہ خواب جو میں نے دیکھا ہے خدا جانے سچ ہے یا یوں ہی خیال ہے اس کی دوسری شب کو پھر دعا کرکے میں سو رہا اس نیت سے کہ الٰہی تو اپنی جناب پاک سے میری تسلی کر دے اس بات کو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ اجنبی صورت پاکیزہ پوشاک پہنے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ صدرالدین تو اپنے دل میں کیوں اندیشہ کرتا ہے وہ بلا تو اللہ تعالیٰ نے تیرے سر سے دور کردی اب کچھ خطرہ نہیں بعد اس کے میری آنکھ کھل گئی اور جو کچھ خطرہ اور وسوسہ طبیعت میں تھا وہ بھی جاتا رہا پھر آٹھ دس روز کے بعد سرکاری چپراسی آیا اور یہ حکم لایا کہ فلانے صاحب نے وہ ہونگریاں بیل کے سر توڑنے کو جو بھیجی تھیں اور ہیں اور کہا کہ یہ کام سر توڑنے کا تمہارے لائق نہیں ہے تم اپنا وہی کام کرتے رہو یہ کام ہم اوروں سے لیویں گے پھر میں نے وہ ہونگریاں چپراسی کے حوالہ کردیں وہ چلا گیا اور میں نے جناب الٰہی میں شکر ملنے کا سجدہ کیا مفت اس بلا سے بچ گیا انتہی پھر جب شہر دانا پور کے لوگ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرچکے تب انگریزی چھاؤنی کے مسلمان سپاہی لوگ حضرت کو چھاؤنی میں لے گئے اور بے شمار لوگوں نے وہاں بیعت کی اور وہاں سب مسلمان سپاہیوں کا ایک تعزیہ داری کا چبوترہ

Marfat.com

اور امام باڑہ تھا بعد بیعت کے لوگوں نے حضرت سے چبوترہ اور امام باڑہ کے مقدمہ میں عرض کی، آپ نے فرمایا کہ اب تو تم سب نے تمام شرک و بدعت سے توبہ کیا تم کو لازم ہے کہ چبوترہ کو کھود ڈالو اور وہاں نماز پڑھنے کو مسجد بنا لو سب نے عرض کی کہ اگر آپ کے روبرو کھد جاوے تو خوب ہو آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے ابھی کھود ڈالو پھر چبوترہ تو کئی آدمیوں نے مل کر اسی دم کھود ڈالا اور امام باڑہ کے واسطے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس کو مسجد مقرر کر لو اس میں نماز پڑھا کرو سب نے عرض کی کہ خیر تب تک اس میں نماز پڑھا کرینگے مگر مسجد انشاء اللہ تعالیٰ ہم پختہ بنوا دینگے اور علاوہ اس کے دوسری عرض یہ ہے کہ ہم لوگوں کو وردی کے پائجامے اس قدر تنگ ہیں کہ نماز پڑھنا ممکن نہیں اور تیسری عرض یہ ہے کہ ہم لوگ داڑھی نہیں رکھا سکتے اس کی تشویش ہم کو کمال ہے مگر کچھ اپنا اختیار نہیں سوا اس کے کہ نوکری چھوڑ دیں سو آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بلا سے ہم لوگوں کو نجات دیوے آپ اسی وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے لگے اور سب لوگ آمین کہنے لگے پھر بعد فراغ دعا کے آپ نے فرمایا کہ بھائیو جناب الٰہی سے اُمید قوی ہے کہ بعد کچھ مدت کے یہ دونوں مرادیں تمہاری پوری ہوں تکملہ اس حکایت کا یہ ہے کہ پھر حضرت بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے جب حج کر کے مع الخیر دانا پور میں آئے اور اس چھاؤنی کے لوگوں کی کئی مہینے آگے سے بدلی ہو گئی تھی مگر شہر والوں کی زبانی سنا کہ حضرت جب بیت اللہ شریف کو روانہ ہوئے اس کے پانچ یا چھ مہینے کے بعد آپ ہی آپ اون تمام پٹالن

Marfat.com

ہندو مسلمانوں کے لئے حکم سرکاری آیا کہ یہ لوگ اس قدر کشادہ پائجامہ نہ پہنیں کہ
بیٹھتے اُٹھتے میں ان کو تکلیف ہو اور داڑھیاں بھی ہندو مسلمان رکھا دیں مگر اس
صورت کی کہ سب کی داڑھیاں گول وضع اور ایک قطع کی ہوں اور وہ سب مسلمان
سید صاحب کی ملاقات کے کمال مشتاق تھے کہ پھر کسی طور ہماری ملاقات حضرت
سے ہوتی آخر الامر شہر دانا پور میں تین یا چار مقام ہوئے تھے پھر عظیم آباد کے لوگ
آئے آپ کے لینے کو پھر آپ نے کوچ کیا ناؤیں کھلیں اور جا بجا لوگ گھاٹ بھلائے
ہوئے چلے کہ جو گھاٹ لسند ہوں وہاں کشتیاں لگائی جاویں کوئی گھاٹ ایسا موقع
کا نہ پایا کہ اس کے کنارے میدان وسیع پاکیزہ قابل نماز جماعت کے ہوتا جاتے
جاتے عظیم آباد کے پرلے سرے پر ایک گھاٹ لسندیدہ ملا وہیں کشتیاں لگائی
گئیں اور حضرت علیہ الرحمۃ کو لوگ پینس پر سوار کر کے شہر میں لے گئے وہاں جامع
مسجد میں جا کر آپ نے نماز ظہر پڑھی اور بیشمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت
کی پھر آپ نے مولانا عبد الحئی صاحب سے فرمایا کہ تم یہاں دو چار گھڑی مسجد میں
لوگوں کو وعظ سناؤ پھر مولانا صاحب تو وعظ کہنے لگے اور وہاں کے سید مولوی
مظہر علی صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کو پینس پر سوار کر کے اپنے مکان کو لے گئے اور
اپنے تمام اہل و عیال اور عزیز و اقربا اور اہل محلہ کو مرید کروایا اور حضرت سے عرض
کی کہ جیسا کہ اور مرید آپ کی توجہ سے فیضیاب ہوتے ہیں ہمارے لوگ بھی اُمیدوار

Marfat.com

ہیں کہ ہم بھی اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوں، آپ نے فرمایا کہ بہت خوب، اور آپ کے ہمراہ رکاب سید کا لڑکا دس گیارہ برس کا رہنے والا سہلت کا محمد حسین نام تھا آپ نے اس کو توجہ دینا تعلیم کیا تھا سید مولوی مظہر علی سے فرمایا کہ اسے لڑکے کو لیجاؤ اور جن کو چاہو توجہ دلواؤ پھر وہ اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کو مولوی الٰہی بخش صاحب اپنے مکان پر لے گئے اور دیوان خانے میں بٹھایا بیشمار لوگوں نے وہاں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر وہاں سے حضرت کو اپنے زنانے مکان میں لے گئے اور تمام اہل و عیال کو مرید کروایا پھر حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے گھاٹ پر تشریف لائے اور نماز مغرب پڑھی اور غول کے غول شرفا اور غربا کے شہر سے وہیں گھاٹ پر آنے لگے اور بیعت ہدایت کر کے جانے لگے عظیم آباد میں ایک امیر لکھی میاں کر کے مشہور تھے اگلے روز وہ حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنے مکان کو لے گئے اور بیعت کی پھر ایک شخص شاکر جان کشمیری تھے وہ حضرت علیہ الرحمۃ کو ایک مکان میں لے گئے وہاں اُن کی بی بی اور ایک بیٹی تھی اور ایک بیٹا تھا پھر وہاں خود اُنھوں نے بیعت کی اور ان تینوں کو بیعت کروایا حضرت علیہ الرحمۃ نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں اپنے اہل و عیال سے کیونکر آئے تب اُنھوں نے اپنا حال بیان کیا کہ میں کئی مہینے ہوئے ملک کشمیر سے بارادہ حج آیا تھا کچھ زادراہ کی تنگی ہو گئی یہاں کئی آشنا وطن کے تھے اُنھوں نے ٹہرا رکھا اور خرچ کا وعدہ کیا ہے، حضرت نے فرمایا کہ خیر اب تم ہمارے ساتھ حج کو چلو جو ہمارا حال ہے وہ تمہارا حال ہوگا اپنا اسباب اُٹھا لے چلو ہمارے لوگوں کے ساتھ کشتی پر رکھو وہ اس پر راضی ہوئے اور اُسی مکان میں نو مسافر اور بھی تھے چھ مرد اور تین عورتیں، حضرت علیہ الرحمۃ نے شاکر جان سے پوچھا کہ یہ لوگ بھی تمہارے رفیقوں میں ہیں اُنھوں نے کہا رفیق تو نہیں مگر تبتوں کے رہنے والے ہیں کسی کا پانچویں تبت میں گھر ہے اور کسی کا چھٹے میں مگر ان کا بھی بیت اللہ شریف کا ارادہ ہے

Marfat.com

میرے سبب سے یہ بھی بہرہ گئے پھر حضرت نے ان کی طرف مخاطب ہو کر
ان کے ملک کے اہل اسلام کا حال پوچھا تب انھوں نے کہا کہ دوسرے
اور تیسرے تبت تک تو مسلمان بستیوں میں زیادہ ہیں اور کفار کم اور
باقی چار قبتوں میں مسلمان کم اور کفار زیادہ ہیں کوئی کوئی لوگ نماز
روزے سے واقف ہیں اور باقی لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں گور
پرستی اور پیر پرستی میں مبتلا ہیں پھر حضرت نے اُن سے پوچھا کہ جو بیت اللہ
شریف جانے کا ارادہ کرتے ہو کس قدر زاد و توشہ تمہارے پاس ہے اگر
اس قدر ہو کہ اپنے پاس سے کھاتے جاؤ گے اور کھاتے آؤ گے تو خیر جاؤ
انھوں نے عرض کی اتنا خرچ تو ہمارے پاس نہیں ہے مگر ہم نے سنا ہے
کہ آپ نے اذن عام دیا ہے کہ جو چاہے سو چلے ہم اس کو اپنے ساتھ لے چلینگے
سو ہم بھی اُمید وار ہیں آپ نے فرمایا کہ بات تو صحیح ہے کہ جن شرطوں کے
ساتھ ہم نے اذن دیا ہے ان شرطوں کے ساتھ البتہ جو چاہے سو چلے مگر چونکہ
زاد راہ تمہارے پاس کم ہے اس لئے حج تم پر فرض بھی نہیں ہے اور مراد
بیت اللہ شریف جانے کے یہ ہے کہ اللہ راضی ہو اگر تم سب صاحب مالو
تو ایک بات ہم بھی کہیں اس طرح کے حج کرنے سے تو ثواب دو چند بلکہ اس
سے بھی زیادہ ہو انھوں نے عرض کی کہ اس سے اور کیا بہتر بات ہے جو
کچھ ارشاد ہو ہم حاضر ہیں آپ نے فرمایا آؤ اور پہلے بسم اللہ کر کے ہمارے

Marfat.com

ہاتھ پر بیعت کرو پھر ہم وہ بات تبلاویں پھر اُن سب نے آپکے دست
مبارک پر بیعت کی پھر آپ نے فرمایا کہ تم سب کو خلافت نامہ دے کر
اپنا خلیفہ کرینگے اور جہاں ہم تم کو بھیجیں وہاں تم جاؤ انھوں نے عرض کی
ہم حاضر ہیں آپ جہاں بھیجیں فرمایا ہم تم کو تمہارے ہی ملکوں کو رخصت کرینگے
اور اعلام نامے لکھوا دینگے وہاں جاکر مسلمانوں کو احکام توحید اور سنت کے
سکھاؤ اور شرک و بدعت کے کاموں سے بچاؤ مگر ایک بات ضرور کرنا کہ
کوئی تم کو لکڑی پتھر لات گھونسا مارے تم اس پر صبر کرنا اور اُن کو کچھ نہ
کہنا اسی طور تعلیم و تلقین کئے جانا پھر عنایت الٰہی سے تھوڑی ہی مدت میں دیکھنا
کہ کیسی دین اسلام کی وہاں ترقی ہوگی اور وہ سارے ایذا دینے والے خود
آخر کو آکر تم سے اپنی خطا معاف کروا دینگے یہ تمام گفتگو سُن کر انھوں نے اپنا
عذر بیان کیا کہ ہم تو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور وعظ و نصیحت کے لئے علم چاہئے
زبانی جو کچھ ہو سکے گا لوگوں سے کہینگے آپ نے فرمایا کہ تم کسی بات کا اندیشہ
نہ کرو دین اسلام اللہ تعالیٰ کا ہے وہ آپ مدد کریگا اور انشاء اللہ تعالیٰ
ہزاروں آدمی تمہارے ہاتھ سے ہدایت پاوینگے پھر آپ نے اُن سب کو
خلافت نامے دئے اور آٹھ آدمیوں میں چار روپے برکت کے عنایت کئے
یعنی دو دو شخصوں میں ایک ایک روپیہ اور فرمایا اپنے ملک میں جہاں جہاں وعظ
و نصیحت کے لئے جانا تو دو ہی دو جانا اور ایک آدمی کو سب کی راہ خرچ
کے لئے پچیس روپے دئے اور کئی ورقوں میں چند آیات و احادیث اور اُن کا

Marfat.com

ترجمہ لکھوادیا۔ بیچ بیان توحید و شرک و بدعت کے اور ہر مرد کو ایک ایک کرتا
عمامہ اور ایک ایک تھان سوسی کا دیا اور تین عورتوں کو ایک ایک
سفید اور دو تھان سوسی کے دئے اور جس کو پچیس روپے سپرد کئے
سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم سب اپنے وطن کو باخوبی کھاتے پیتے
جاؤ گے اور یہ روپے باقی رہینگے بلکہ اللہ تعالیٰ اور بہت خرچ دیگا بعد اس
کے ان سب کو ان کی ولایت کو رخصت کیا اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ جب
حضرت بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے اور بعد ادائے حج کے مع الخیر کلکتہ
آئے اور وہاں اکثر ملکوں کے لوگ تجارت پیشہ رہتے ہیں انھوں نے آکر
حضرت علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں بہت لوگ چین اور تبت
کے بھی تھے اُن سے حضرت نے فرمایا کہ تم آج رات کو ہمارے پاس آنا آپ
سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں پھر کئی آدمی بعد عشا کے آئے حضرت اُن سے ان کے
ملک کے مسلمانوں کا اور اُن کی دینداری کا حال پوچھا اُنھوں نے جو
کچھ کہ حال تھا بیان کیا اور کہا کہ جو طریق آپ دین اسلام کا لوگوں کو
بتاتے ہیں اور خوبی توحید و سنت کی اور بُرائی شرک و بدعت کی بیان کرتے
پھرتے ہیں ان میں سے تین شخصوں کو ہم نے بھی دیکھا ہے بہت لوگ اُن کے
مرید بھی ہوتے ہیں اور بہت لوگ ان کو ایذا بھی دیتے ہیں اور بھلا اور برا
بھی کہتے ہیں مگر وہ صبر کرتے ہیں اور لوگوں کو نیک راہ بتاتے ہیں یہ ہمیں معلوم

Marfat.com

کہ انھوں نے یہ طریقہ کس سے سیکھا یہ بات سُن کر حضرت نے فرمایا کہ
تبت کے تو آدمی ہمارے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت نامے لے گئے ہیں
اُن میں تین عورتیں بھی ہیں اور ان کا نشان و پتہ بھی بیان کیا تب انھوں
نے عرض کی کہ بیشک وہی لوگ ہیں اتنا حال مجملاً تو ان کا کلکتہ میں معلوم ہوا
بعد اس کے جب حضرت علیہ الرحمۃ ہندوستان سے ہجرت کر کے ولایت افغانستان
میں تشریف لے گئے اور وہاں سے مجھکو واسطے کسی کام کے طرف ہندوستان کے
روانہ کیا تب میں وہاں سے بلدۂ لکھنؤ آیا اور خیالی گنج میں داروغہ نمن خاں
کے مکان پر اُترا وہاں سے تھوڑی دور اسی گنج میں امام بخش نام ایک جراح
تھے اور وہ حضرت سے بیعت رکھتے تھے ایک میں ان کی ملاقات کو گیا اور اکثر
اوقات میں ان کے پاس جایا کرتا تھا سو وہ اس دن کہنے لگے کہ تین شخص تبت
کے چند روز سے اس شہر میں آئے ہیں ان میں دو مرد ہیں ایک عورت اور وہ
تینوں کہتے ہیں کہ ہم سید احمد صاحب کے مرید ہیں اور خلیفہ کر کے ہم کو سید صاحب
نے واسطے وعظ و نصیحت کے ہمارے ملک کو بھیجا تھا اور وہ تینوں کبھی کبھی ہمارے
پاس بھی آتے ہیں یہ بات سُن کر میں نے کہا کہ ہاں یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تین
عورتیں اور چھ مردوں نے عظیم آباد میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سب
کو حضرت نے خلافت نامے دے کر اُن کے ملک کو بھیجا تھا مگر یہ نہیں معلوم کہ
یہ تینوں انہیں میں کے ہیں یا اور ہیں مجھکو ملیں تو معلوم ہو انھوں نے مجھ سے کہا

Marfat.com

کہ ہم ان کو کسی وقت بلاوینگے تب اُن سے تم دریافت کرلینگے پھر میں وہاں سے
محسن خاں داروغہ کے مکان پر آیا اس کے تیسرے روز وہ تینوں شخص امام بخش
جراح کے یہاں آئے تب انھوں نے مجھکو بلایا میں گیا اور اُن کو دیکھا اور پہچانا اور
انہوں نے مجھکو پہچانا اور وہ بہت مال و اسباب لیا میں و پوشاک سے سواری وغیرہ
سے خوشحال تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم تو شخص تھے اور تمہارے ساتھی کہاں
ہیں تب ایک نے اُن میں سے اپنا حال اول سے شروع کیا کہ جب ہم نو آدمی عظیم آباد
سے اپنی ولایت کو گئے اور چوتھی تبت میں پہنچے اور موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت
پیر و مُرشد کے وہاں کے لوگوں میں توحید و سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی
بُرائی کا بیان شروع کیا وہ تمام لوگ یکبارگی مخالف ہوگئے پھر ہم پر زور و
زیادتی اور مار و دھاڑ کرنے لگے اور یہ حال ہم سے سید صاحب نے پہلے ہی فرمادیا
تھا کہ تم پر جو ایسا ایسا واقعہ ہو تو صبر ہی کرنا اور کلمۂ حق سے باز نہ رہنا ہم نے
ویسا ہی کیا اور جو نہ کرتے تو بہت ایذا اٹھاتے یا اپنا ملک چھوڑ کر اور کہیں بھاگ جاتے
مگر بعد چند روز کے کچھ ایسی تائید الٰہی ہوئی کہ دو دو چار چار اچھے لوگوں میں سے،
ٹوٹ ٹوٹ کر ہم سے ملنے لگے اور یہی طریقۂ حق قبول کرنے لگے اور اس ملک کے اکثر
طالب علموں اور مولویوں کو حضرت علیہ الرحمۃ کا نصیحت نامہ ہم نے دکھلایا بعضوں نے
تو اسے دیکھ کر کہا کہ طریق اسلام کا یہی ہے تم شوق سے لوگوں کو تعلیم کرو ہم راضی
ہیں اور بعضے اُسے دیکھ کر ناخوش ہوئے اور کہنے لگے کہ کسی نے یہ نیا طریقہ ایجاد
کیا ہے لوگوں کے بہکانے کو غرضکہ وہاں دو گروہ ہوگئے موافق لوگ جدے اور

Marfat.com

مخالف جدے اور ہزاروں آدمی فضل الٰہی سے راہ ہدایت پر آگئے پھر ہم نو شخصوں نے آپس میں مشورت کی کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے راہ ہدایت کی جاری کر دی اب ہم کو ایک جگہ رہنا نہ چاہیئے پھر چار آدمی ہم میں سے ملک چین کو گئے اور دو شخص چھٹی اور ساتویں تبت کی طرف اور تین ہم اس طرف آئے اور ہم سب کا آپس میں عہد و پیمان ہے کہ ایک بار اور سید صاحب سے ملاقات کر لینگے مگر جو ہم یہاں آئے تو سنا کہ سید صاحب بیت اللہ شریف حج کر کے اپنے وطن شریف کو آئے بھی اور ہجرت کر کے ولایت افغانستان کو گئے سو اگر ہمارے باقی لوگ آجاویں تو ہم سب مل کر وہیں حضرت کی قدمبوسی حاصل کریں پھر کئی برس کے بعد جب واقعہ بالاکوٹ کا گذرا ان دنوں میں دہلی میں مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم و مغفور کے پاس مدرسہ میں اترا ہوا تھا اور اس واقعہ جانگداز کا حال پُر ملال سن کر دل میرا بہت گھبرایا کہ اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اس عرصے میں ملک سندھ سے ایک خط حضرت علیہ الرحمۃ کی بی بی صاحبہ مکرمہ معظمہ کا مولانا صاحب ممدوح کے پاس میرے نام آیا کہ اگر دین محمد وہاں دہلی میں تمہارے پاس یا اور کہیں ہو تو یہاں بھیج دو اور اس سے کہہ دو کہ ایک بار ہم سے کسی طور یہاں آکر ملاقات کر جاوے یہ خبر سن کر پچاس روپے کی ایک اونٹنی مول لی اور ان روزوں جو حضرت کے مریدوں نے ولایت میں بھیجنے کو روپے دیئے تھے سو میرے پاس قریب چوبیس ہزار کے جمع تھے ان میں سے ڈھائی ہزار کی ہنڈوی میں نے کروائی اور سندھ کو روانہ ہوا اور وہاں جا کر وہ ہنڈوی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ

Marfat.com

موصوفہ کو دی اور چند روز وہاں رہ کر پھر میں بلدۂ اسلام ٹونک میں آیا اور
وہاں سے دہلی روانہ ہوا جب جاتے جاتے بھامیری اور کوٹ پوتلی کے بیچ میں پہاڑ پورا
ہے وہاں پہنچا اور ایک تالاب کے کنارے اُترا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھا اس
عرصہ میں دہلی کی طرف سے چار آدمی دو اونٹوں پر سوار آئے اور میرے ہی قریب
وہ بھی اُتر کر بیٹھے اور تمام لباس اُن کا سوسی کا تھا عمامہ بھی اور کرتا بھی اور
پائجامہ بھی بلکہ اونٹوں کی گدی بھی سوسی کی تھی اور وہ چار واشخص سپید رنگ
اور پست بینی تھے میں نے ان کو سلام کیا اُنہوں نے جواب سلام کا دیا اور مجھ سے
پوچھا تم کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے میں نے کہا کہ اب تو میں ٹونک سے
آتا ہوں اور دہلی کو جاؤنگا پھر میں نے ان سے پوچھا انھوں نے کہا ہم پست سے آتے
ہیں اور حج کو جاتے ہیں میں نے جانا کہ شائد یہ اجمیر کو جاتے ہیں کہ اکثر گورپرست
پیر پرست لوگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت
کو برابر حج کے جانتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جو کوئی سات مرتبہ واسطے زیارت
کے اجمیر جاوے ایک تو حج کا ثواب پاوے اسی خیال سے میں نے اُن سے کہا کہ اب
تو تم قریب آپہنچے چھ روز کا رستہ ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ کیسی بات ہے ابھی
تو بیت اللہ شریف کئی مہینے کا رستہ ہے میں نے کہا کہ اجمیر یہاں سے قریب ہے
مجھے یہی خیال ہوا کہ آپ وہیں جاوینگے لوگ وہاں کی زیارت کو حج کہتے ہیں
یہ بات سُن کر وہ بہت ناخوش ہوئے اور ناخوشی کا اثر ان کے چہرے پر

Marfat.com

پر ظاہر ہوا مگر زبان سے کچھ نیک و بد انھوں نے نہیں کہا مجھکو معلوم ہوا کہ
میری بات ان کو ناگوار ہوئی شاید کہ یہ کچھ شرک و بدعت توحید و سنت سے
واقف ہیں پھر میں نے کہا کہ تم میری بات سے ناخوش ہوئے اُنہوں نے کہا
ہم مسافر ہیں ناخوش کیوں ہونگے لوگ جیسا جانتے ہیں ویسا ہی کہتے ہیں پھر
میں نے اُن سے اپنا عذر بیان کیا کہ جو بات میں نے کہی تھی سو فقط اس خیال سے
کہ تمہارے ملک کے اکثر ہر کہیں کے یہاں اجمیر میں عُرس کے دن آتے ہیں اور
خواجہ صاحب سے اپنی حاجتیں و مرادیں مانگتے ہیں اور نذریں نیازیں چڑھاتے
ہیں اور اس میں بُرا ثواب جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے حج کیا میں نے
اپنے دل میں جانا کہ تم بھی شاید انھیں میں ہو انھوں نے کہا کہ ہمارا خاص وطن جہاں
ہے وہاں سے کوئی شاذ و نادر آتا ہوگا اس لئے کہ مُلک دُور ہے اور رستہ
دُشوار اس میں گذر آدمی کا بسبب تکلیفات کے بہت کم ہے مگر ہمارے ورے
جو مُلک ہے اس کے البتہ لوگ بہت آتے ہیں اور جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی اُن
لوگوں کا حال ہے اور اول ہمارا بھی یہی حال تھا بلکہ ہمارے باپ دادے
اور ہمارے مُلک کا یہی حال تھا بلکہ اب تک بہتیروں کا ہے مگر چند مدت
سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور اکثر ہمارے مُلک کے لوگوں کو اس بلا سے نجات
دی ہے اور ہدایت کی ہے جو کچھ تم نے بیان کیا وہ عقیدہ مشرکوں اور
بدعتیوں کا ہے اس میں کوئی شخص ہو وہ مُشرک اور بدعتی ہے اس کو

Marfat.com

لازم ہے کہ توبہ کرے اگر تمہارا بھی ویسا ہی عقیدہ ہے تو تم بھی توبہ کرو
میں نے کہا جزاکم اللہ تم اچھے لوگ ہو اور میرا تو ویسا ہی عقیدہ ہے اور جو
نادانستہ کوئی بُری بات مجھ میں ہو میں نے اس سے توبہ کی مگر اب یہ بات
مجھ کو بتاؤ کہ یہ طریق توحید و سنت کا کس سے پایا اور تم کو کس نے سکھلایا
انھوں نے کہا کہ یہ قصہ بہت طویل ہے اس کے بیان کو بہت دیر چاہئے
مگر مختصر ہم تم سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے خاص وطن کے کئی آدمی
یہ ارادۂ حج اپنے وطن سے نکلے تھے جب وہ آتے آتے یورپ کے شہروں
میں عظیم آباد ہے وہاں پہنچے اور چند روز اُس شہر میں پڑے انھیں دنوں
ہمارے ہندوستان کے ایک سید صاحب ایک بڑا قافلہ کئی سو آدمیوں
کا کشتیوں پر سوار لے کر آئے اور اُسی شہر میں اُترے اور وہ بیت اللہ
شریف کو جاتے تھے اور اس شہر کے بیشمار آدمیوں نے اُن سے بیعت کی
اور راہ خدا سیکھی اور اُن کا یہ اذن عام تھا کہ جو کوئی چاہے ہمارے
ساتھ حج کو چلے کسی کو ہم نہیں روکتے یہ خبر زبانی لوگوں کے سنی وہ
ہمارے وطن کے لوگ بھی اُن حضرت کے پاس جا کر حاضر ہوئے اور اُن
اُن کے دست مبارک پر بیعت کی اور اُن کے لوگوں سے توجہ لی اور
اپنا ارادہ بھی بیت اللہ شریف جانے کا اظہار کیا کہ ہم بھی آپ کے
ہمراہ رکاب چلینگے انھوں نے اُن سے پوچھا کہ تم کس ملک کے رہنے

Marfat.com

والے ہو انھوں نے یہ عرض کی کہ ہم بیت کے ہیں پھر آپ نے ان سے
تبت کے مسلمانوں کا حال پوچھا انھوں نے جو کچھ تھا گذارش کیا آپ نے
ان سے فرمایا کہ ہم تو تم کو حج کو لے چلتے مگر تم محتاج لوگ ہو حج
تم پر فرض نہیں اور تم کو وہاں جانے سے تو اب ہی تو غرض ہے سو ہم
تم کو ایک اور تدبیر بتاویں کہ حج سے زیادہ ثواب تم کو حاصل ہو اور
اپنے وطن ہی میں رہو وہ اس پر راضی ہوئے کہ سبحان اللہ اس سے
کیا بہتر ہے تب ان سید صاحب نے ایک ایک خلافت نامہ دیا اور
اپنا خلیفہ کیا اور آیتوں و حدیثوں سے مدلل کر کے ایک نصیحت نامہ
ان کو عطا فرمایا کہ اس میں توحید و سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی
کا بیان تھا اور اُن کو فرمایا کہ تم اپنے ملک میں جاؤ اور وہاں کے مسلمان
بھائیوں کو راہ حق بتاؤ اس میں تم کو دین و دنیا دونوں کا فائدہ ہوگا
اور یہ بھی اُن سے فرما دیا کہ تم کو اول وہاں لوگ ایذا و تکلیف بھی دینگے
اور بُرا بھی کہینگے مگر تم صبر ہی کرنا اور کلمہ حق سے باز نہ رہنا انشاء اللہ
تعالیٰ پھر آخر کو وہی لوگ راہ حق پر آکر تمہارے دوست ہو جاوینگے
پھر وے وہاں سے اپنے وطن کو آئے اور وہی نصیحت نامہ ان لوگوں کو
سُنانا شروع کیا اول تو ایک مدت اُن کا وہی حال رہا کہ جدہر
جاتے تھے اُدھر ان پر مار دھاڑ ہوتی تھی کہ یہ کہیں سے نئی دین کی کتاب

Marfat.com

لائے ہیں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں پھر آخر کوان میں بعضے بعضے سمجھنے
لگے اور اپنی خطا سے توبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ چند روز ہزاروں لوگ
راہ راست پر آکر یکے دیندار ہو گئے اور انہیں کے ہاتھوں پر انہوں نے
بیعت کی اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انھیں کی بدولت یہ راہ توحید و
سنت کی عطا فرمائی اور یہ تمام قصہ جو ہم نے تم سے بیان کیا یہ سب انھیں
کی زبانی سُنا تھا کہ وہ اپنی ہدایت پانے کا حال بیان کرتے تھے اور
وہ دو آدمی تھے لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم تو آدمی سید صاحب سے بیعت
کر کے خلافت نامے لائے تھے تین عورتیں اور چھ مرد جب بعد ایک مدت
کے عنایت الٰہی سے ہدایت ہونے لگی تب چار شخص ہم میں سے ملک چین
کے دار السلطنت میں گئے واسطے ہدایت لوگوں کے اور تین شخص اور چین کے
شہروں میں گئے اور دو ان میں سے ہم ہیں ہماری ہدایت پانے کا حال
یہ ہے جو ہم نے بیان کیا اب تم اپنا حال ہم سے بیان کرو کہ تمہارا
کیا طریق ہے اور کہاں سے خاص آئے ہو اور کہاں کو خاص جاؤ گے
میں نے اُن سے کہا کہ میں اپنا حال کیا تم سے بتاؤں اُنھوں نے کہا تم
نے ہمارا حال جو پوچھا ہم نے بیان کیا اب تم بھی کچھ مختصر اپنا حال بتاؤ
میں نے کہا خیر بہتر ہے میرا حال تو یہ ہے کہ میں انھیں سید صاحب
کا مرید اور خادم ہوں اور ہمیشہ انھیں کی کفش برداری میں رہا ہوں

Marfat.com

سید صاحب کا تم نے حال بیان کیا مگر جب سے جنگ بالاکوٹ میں
ان کا کارخانہ جہاد فی سبیل اللہ کا درہم برہم ہو گیا تب سے میں حیران
و پریشان ادہر سے اُدہر پھرتا ہوں نہ میرا کہیں گھر بار ہے نہ کوئی
شہر و دیار ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ کے :: درویش ہر کجا کہ شب آید سرائے
اوست :: جب یہ حال انھوں نے مجھ سے سُنا تب وہ چاروں آدمی
اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ سے معانقہ و مصافحہ کیا اور میرا ہاتھ کبھی
اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور کبھی اپنے سینے پر پھیرتے تھے اور سید صاحب
کے غم سے روتے تھے پھر وہ بیٹھے اور میں بھی بیٹھا پھر انھوں نے مجھ سے
پوچھا کہ اب تم کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے میں نے کہا کہ
سید صاحب کے اہل و عیال اور بھانجے بھتیجے ملک سندھ میں ہیں اُن کی
ملاقات کو گیا تھا سو اب وہیں سے آتا ہوں یہاں شہر ٹونک میں سید
صاحب کے بھانجے سید حمید الدین صاحب ہیں وہاں سے آکر قریب دو
ہفتے کے میں اُن کے مکان پر رہا اس عرصہ میں پانچ چار ملاقاتیں
وہاں کے نواب صاحب سے ہوئیں پھر وہاں سے میں یہاں آیا تم صاحبوں
سے ملاقات ہوئی اب یہاں سے شاہجہان آباد کو جاؤنگا پھر وہاں سے
دیکھا چاہیئے کہ کدہر کو جانا ہو بغیر سید صاحب کے یہ ہی سرگردانی میرے
واسطے ہے پھر میں نے اُن سے کہا کہ اب تم بھی سوار ہو اور اپنی منزل
پر جا کر اُترو اور میں بھی اپنی منزل پر پہنچوں اور میں نے بہتیں خدا

Marfat.com

کے سپرد کیا اور تم مجھ کو خدا کے سپرد کرو انھوں نے کہا کہ ہم تو
آج اسی پوراگ پوری میں رہینگے اور تم کو بھی یہیں رکھینگے پھر
وہیں سرا میں جاکر سب اُترے اور ایک بکرا مول لائے اس کو
ذبح کیا اور انھیں نے پلاؤ پکایا اور پرائے پکائے اور کچھ شہد
اور کچھ میوے کی مٹھائی بہت عمدہ بنی ہوئی اُن کے پاس تھی وہ
انھوں نے نکال لی پھر جب ہم کھانا کھاکر فارغ ہوئے پھر وہ
سید صاحب کا حال مجھ سے پوچھنے لگے اور میں بیان کرنے لگا تمام رات
یہی گفتگو رہی پھر وہ بعد نماز صبح کے سوار ہوکر طرف بیت اللہ کے
روانہ ہوئے اور میں طرف شاہجہان آباد کے انتہیٰ اب یہاں سے
پھر بیان ہوتا ہے حال عظیم آباد کا کہ حضرت علیہ الرحمۃ خواجہ جان کشتی
کی کشتیوں میں سوار ہوکر اپنے قافلہ میں تشریف لے گئے اور رات کو وہیں
رہے شام کو مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنا آدمی بھیجا وہ آکر حضرت
سے کہہ گیا کہ صبح کو مولوی الٰہی بخش صاحب کے یہاں آپ سب لوگوں
کی مہمانی ہے پھر اگلے روز کئی گھڑی دن چڑھے ڈھائی تین سو آدمیوں سے
حضرت ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں دیوانخانہ میں فرش
کیا گیا تھا اس میں آپ بیٹھے تھے اور وہ مکان بہت وسیع تھا
اور آدمیوں کی اس قدر وہاں کثرت ہوئی کہ آٹھ نو سو آدمیوں کے

Marfat.com

کے قریب ہونگے وہ مکان بھر گیا اور جگہ نہ رہی مولوی الٰہی بخش
صاحب متردد تھے کہ آدمی بہت ہیں کھانا تھوڑا اگر لوگ حضرت سے
ملاقات کر کے چلے جائیں تو اس وقت کھانا کھلائیں اس عرصہ میں
کچھ کچھ لوگ وہاں سے باہر نکلنے لگے یہ حال حضرت کو معلوم ہوا تب آپ
نے اپنے آدمیوں سے فرمایا کہ حاضرین لوگوں سے پکار کر کہہ دو کہ کوئی
ہم سے بغیر ملے اپنے مکان کو نہ جاوے جو بھائی گئے ہیں ان کو بلا لو
کہ یہاں اندر ہمارے پاس آویں اُن سے ہم ملاقات کر لیویں پھر جو
لوگ گئے تھے وے آنے لگے اُس وقت مولوی الٰہی بخش اپنے بھائیوں
سے مشورہ کرنے لگے کہ قریب چھ سو آدمیوں کے حضرت کے ہمراہ
ہیں یہاں اور وہاں ملا کر اور کچھ کم و زیادہ تین سو ہماری طرف کے
ہیں اور ہزار آدمی کا کھانا ہم نے تیار کیا ہے سو اس کھانے میں اتنے
لوگ بافراغت کھا لیوینگے اور اس کے علاوہ چھ سات سو اسی شہر کے
ہیں ان کو بھی کھلانا ضرور ہے سو یہ تدبیر کی جاوے کہ جو ہمارے
تین سو آدمی ہیں ان کو ابھی رہنے دیویں اور جو باقی موجود ہیں
ان کو بُلا کر حضرت کے ساتھ کھلا دیں اور جو اپنے لوگ اور کشتیوں
پر حضرت کے لوگ باقی رہے ان کے واسطے یا تو میٹھے چاول پکائے
جاویں یا شکرانہ کا طور کر لیا جائے یہی مشورہ وہ آپس میں کر رہے
تھے کہ اس عرصے میں سید صاحب نے مولوی محمد یوسف صاحب اور

۱۲ اور اسی قدر کشتیوں پر حضرت کے لوگ

Marfat.com

عنایت اللہ اور میاں عبد اللہ اور مجھکو مولوی الٰہی بخش صاحب کے پاس
بھیجا کہ اُن سے جاکر کہو کہ کھانا تمہارے یہاں تیار ہے جو ہمارے حصے کا
ہے وہ ہمارے حوالے کردو ہم آپ سب مِل کر کھالیویں اور جو مولوی صاحب
موصوف کچھ اس میں عذر کریں تو ان کو ہمارے پاس بلالاؤ پھر ہم چلدوں
شخص نے جاکر یہی حال مولوی الٰہی بخش صاحب سے کہا اُنھوں نے کہا کھانا
ایک قسم کا ہے تو ہے نہیں جو تم کو حوالہ کردیں یہاں کھانا پلاؤ بھی ہے
اب تم کو کیا کیا چیز حوالے کردیں ہم نے کہا تو آپ پھر حضرت کے پاس
تشریف لے چلیں جو کچھ عذر کرنا ہو آپ وہیں چل کر عذر کریں پھر وہ اٹھ
کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ حضرت کے پاس آئے حضرت نے اُن سے
فرمایا کہ ہمارے حصے کا کھانا ہم کو دیدو اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو انشاء
اللہ تعالیٰ اور کھانا پکانا نہ پڑیگا اس میں اللہ تعالیٰ برکت کریگا اور سب
لوگ با فراغت کھا چکینگے مولوی صاحب نے اقبال کیا کہ بہت خوب کھانا حاضر
ہے آپ نے فرمایا کہ کھانے کے برتن ڈھکے رہنے دینا اور بعد اس کے بسم اللہ
الرحمن الرحیم کرکے رکابیوں میں نکالنا اور ہمارے آدمی بھی نکالیں اور
تمہارے بھی پھر یوں ہی ہوا دو یا تین آدمی حضرت کے بھی نکالنے میں شریک
ہوئے پھر کھانا رکابیوں میں ہر قسم کا آنے لگا رکابیاں بھر گئیں اور
باخوبی سب لوگ کھاکر آسودہ ہوئے اور ہمارے لوگ جو کشتیوں میں
تھے اُن کو بھی پہنچ گیا اور جو لوگ اُن کے تھے وہ بھی با فراغت کھاکر شکم سیر

Marfat.com

ہوئے اور کھانا پک رہا اور یہی عرض مولوی صاحب نے آکر حضرت سے کی
آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے پھر مولوی فتح علی
صاحب کے والد سے مولوی شاہ محمد حسین صاحب اور مولوی الٰہی بخش صاحب
کہنے لگے کہ سید صاحب کے فضائل جو غائبانہ زبانی لوگوں کے سُنے تھے اُن سے
بڑھ کر پائے اور جو حالات و فضائل کمال و تمام اُن کو اللہ تعالیٰ نے عطا کئے
ہونگے اُن کا معلوم کرنا بہت دُشوار ہے اور بیعت تو اُن کے ہاتھ پر کرنی
ہے مگر اب بخوشنامد اور چاپلوسی کچھ حاصل کیا چاہئے پھر ایسا وقت دیکھا جائے،
ہاتھ لگے یا نہ لگے انھوں نے در جواب اس کے کہا کہ بات تو تم نے خوب
کہی اب ان کو اپنے زنانے مکان میں لے چلئے اور دعا کروائیے اس سے کیا
بہتر ہے پھر وہ سب صاحب حضرت کو مولوی الٰہی بخش صاحب کے زنانے
مکان میں لے گئے اور وہاں حضرت کے بہت فضائل و کمالات بیان کرنے
لگے اور اپنی عاجزی و انکساری اور بعد اس کے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ
نعمت عظمیٰ ہم کو گھر بیٹھے عطا کی جو آپ کو یہاں لایا ہماری یہ تمنا ہے کہ آپ
ہمارے اور ہمارے سب اہل و عیال کے واسطے دعائے خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ
اپنی رضامندی کے کاروبار میں ثابت قدم اور حیت و چالاک رکھے اور دنیا
کی محبت ہم سے دُور کرے اور مولوی فتح علی صاحب نے عرض کی کہ ایک
بیٹا میرا ولایت علی نام یہاں ہے نہیں وہ لکھنؤ میں طالب علمی کرتا ہے
اور وہ بہت بے راہ اور بدچلن ہے اس کے لئے بھی آپ دعا کریں اور ایک

Marfat.com

ایک لڑکا احمد علی نام میرے عزیزوں میں ہے وہ بھی وہیں ہے اس
کے ساتھ اُس کے لئے بھی دعا کریں یہ سوال سُن کر آپ نے فرمایا کہ بہت
خوب ہم دعا کرینگے اور اس دعا میں جو حاضر ہیں اور جو غائب اللہ تعالیٰ
سب کے لئے کفایت کریگا اور انشاء اللہ تعالیٰ جو جیسا بدراہ یدخلن ہوگا
وہ ویسا ہی سیدھا اور نیک چلن ہو جاویگا پھر آپ نے بہت دیر تک خطاب
الٰہی میں ساتھ کمال عجز وزاری کے دعا کی اور فرمایا کہ اس وقت دعا تو
ہم نے عطا کی مگر ظہور اس کی خیر وبرکت کا آپ چند روز کے بعد دیکھینگے کہ
انشاء اللہ تعالیٰ جدا جدا ہر ایک کا نیک حال ہدایت کا ہوتا ہے پھر
وہاں سے باہر دیوانخانہ میں تشریف لائے اور بیٹھے اور ان تینوں
صاحبوں کو خلافت نامہ دیا اور اپنا خلیفہ کیا انھوں نے عذر کیا کہ ہم
لائق خلافت کے نہیں ہیں ہم سے یہ بار گراں کب اٹھیگا کہ یہاں سے
کہیں جاویں اور خلق اللہ کو حکم خدا اور رسول سناویں اور ان کو راہ
ہدایت پر لاویں آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کا پس وپیش نہ کرو دیکھو
اللہ تعالیٰ یہیں سے بیٹھے بیٹھے کیسی راہ ہدایت نکالتا ہے کہ تم کو کہیں جانے
کی حاجت نہ پڑیگی اور تم بہت خوش ہوگے اور ایک حال شہر عظیم آباد
کا یہ ہے کہ ان دنوں وہاں رافضیوں کی بہت کثرت تھی اور اب بھی
ہے ان لوگوں نے جو سنیوں کی رجوع سید صاحب کی طرف بہت دیکھی

Marfat.com

کہ ہزاروں آدمی بیعت کرتے ہیں عداوت مذہب سے ان میں سے
چند ناکسوں نے وہاں کے بڑے انگریز سے جاکر کہا کہ یہ سید صاحب
جو یہاں شہر میں اتنے لوگوں سے آئے ہیں ہم نے سُنا ہے کہ ان کی نیت جہاد
کی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں سے جہاد کرینگے اور اُن کو ماریںگے اور
یہ حال ہم آپ سے از روئے خیر خواہی کے کہتے ہیں وہ انگریز بڑا دانا اور
عاقل تھا اُس نے جانا یہ رافضی لوگ بڑے مفسد ہیں اور فتنہ انگیز یہ
بات سینوں کی عداوت سے کہتے ہیں کہ کسی طور ان کو ذلت دیویں اُن
کو تو کچھ جواب نہ دیا اپنے منشی سے کہنے لگا کہ ان کا کیا دین ہے اس نے
کہا یہ بھی مسلمان لوگ ہیں اُس نے کہا کہ اگر یہ مسلمان دیندار ہوتے
تو ہم سے ایسی بات اپنے دین کی بدخواہی کی ہرگز نہ کہتے ہم لوگوں سے جہاد
کرنا کیا یہ اپنے دین میں دُرست نہیں جانتے ہیں جو ہم سے اپنی خیر خواہی
جتلاتے ہیں یہ لوگ تو بے دین اور مفسد معلوم ہوتے ہیں اور یہ جن کا حال
کہتے ہیں وہ پادری صاحب تو بہت نیک بخت حقانی شخص ہیں اس لئے
کہ جاسوس اُن کے حال کی تلاش میں رہتے ہیں ہم سے کسی نے یہ بات
اب تک نہیں کہی جو یہ کہتے ہیں اور وہ پادری صاحب توجہ کو جاتے ہیں
اُن کے ساتھ لڑکے بالے عورتیں جوان بوڑھے غریب غربا ہر قسم کے
لوگ ہیں اور خستگی سامان توان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور ان سے
کہہ دو کہ خبردار اب بار دگر ایسی فساد کی بات ہم سے نہ کہیں اور اپنے

Marfat.com

گھر کو جاویں اور اپنی طرف سے وہاں کے کوتوال کو لکھا کہ اپنے تھانیدار
کو کہلا بھیجو کہ یہاں کے رافضی لوگ مفسد ہیں تم گھاٹ پر جاکر جو
یاوری صاحب حج کو جاتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ تم جب تک چاہو
یہاں رہو اور اپنے مسلمانوں کو وعظ ونصیحت کرو اور ہتیار باندھے
دن کو رات کو جہاں چاہو وہاں جاؤ تمہارے لوگوں سے کوئی
مزاحم نہ ہوگا اور یہاں کے رافضی لوگ تم سے جو کچھ شرارت اور
فتنہ انگیزی کرینگے تو اپنی سزا کو پہونچینگے تم کسی بات کا اندیشہ نہ
کرنا پھر اس کوتوال نے بھی حکم اپنے تھانیدار کو سُنا کر سید صاحب کے
پاس بھیجا وہ وہاں سے کئی برقنداز اپنے ہمراہ لے کر گھاٹ پر
آیا اور سید صاحب کے بجرے پر گیا اور سید صاحب سے ملاقات
کی اور وہی حکم سرکاری آپ کو سُنایا اور چلا گیا اس عرصے میں
وہاں کے سینوں نے جو سید صاحب کے مُرید ہوئے تھے اپنے اپنے
تعزیوں کے چبوترے کھود ڈالے اور تعزئے توڑ ڈالے اور چند رافضیوں
نے بھی سید صاحب کے ہاتھ پر آکر توبہ کی اور ہدایت ازلی سے پکے
سنی ہوگئے یہ حال دیکھ کر پھر ان مفسدوں نے جاکر اسی انگریز کے
پاس جاکر نالش کی کہ ہم نے پہلے آکر اطلاعاً عرض کی تھی کہ سید صاحب
اس ارادے کے شخص ہیں آپ نے کچھ خیال وتدارک اس کا نہ
کیا اب دیکھئے وہ تعزیوں کے چبوتروں کو بھی کھودتے ہیں اور

Marfat.com

تعزیوں کو توڑتے ہیں اور ہمارے بھی بہت ہم مذہبوں کو اپنے
مذہب میں کر لیا اور صدہا بلوائی ان کے ساتھ ہیں اس انگریز
نے پوچھا کہ وہ پادری صاحب جو چبوترہ کھودتے ہیں اور
تعزئے توڑتے ہیں یہ کام اپنے زور سے کرتے ہیں یا ان تعزیہ
داروں کی خوشی اور نصیحت کر کے انھیں سے یہ کام کراتے ہیں اور
تمہارے ہم مذہبوں کو وہ اپنے زور سے اپنے مذہب میں لاتے ہیں
یا وہ لوگ بخوشی ان کا مذہب قبول کرتے ہیں اس کے جواب میں انہوں
نے کہا کہ وہ اپنے ہاتھ سے تو نہیں چبوترے کھودتے اور نہ تعزیہ
توڑتے ہیں انھیں تعزیہ داروں کو ایسی بات سکھاتے ہیں کہ وہ
اپنے ہاتھ سے یہ کام کرتے ہیں اور اسی طور ہمارے لوگوں کو بھی
ایسی باتیں سناتے ہیں کہ وہ خود بخود ان کے مذہب میں جاتے ہیں
اس انگریز نے کہا کہ اس امر میں تو ان پر کوئی الزام کی صورت نہیں
اگر وہ زور و زیادتی سے یہ کام کرتے تو ہم اس کا تدارک کرتے
اور ان کو روکتے اور وہ تو موافق اپنے دین کے لوگوں کو وعظ و
نصیحت کرتے اور سمجھاتے ہیں اس میں جس کا جی چاہے وہ مانے اور اس
پر عمل کرے اور دل میں نہ آوے نہ مانے مختار ہے اس امر میں ہم
ان کو خلاف قانون کے روک نہیں سکتے اور تم اب ایسی فتنہ انگیز
باتیں ہم سے نہ کرنا ورنہ تم پر جرمانہ سنگین ہوگا یہ جھڑکی انگریز

Marfat.com

کی سُن کر ان مفسدوں کے دل تو ٹوٹ گئے اور اپنے دلوں میں بہت
پشیمان ہوئے اور اپنی شرارت سے باز رہے اور عظیم آباد میں جو رافضی
مذہب بڑے ناحی جاگیر دار تھے ان میں سے تین شخصوں نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو پیام دیا کہ ہمارے لوگوں سے بڑا قصور ہوا جو انگریز کے پاس
جاکر آپ پر نالش کی اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے دست مبارک پر بُرے
کاموں سے اور اپنے مذہب سے توبہ کریں اگر آپ یہاں قدم رنجہ فرماویں
عین ہماری سرفرازی ہے اور آپ کی بندہ نوازی ہے والا ارشاد ہو تو
ہم وہیں آکر حاضر ہوں آپ نے اُن کے آدمی سے فرمایا کہ ان صاحبوں سے
کہنا کہ خدا کے کار میں ہم کو کسی طرح عار اور انکار نہیں ہے آپ کا آنا
کچھ ضرورت نہیں آپ جس وقت ہم کو بلاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ ہم بے تکلف
چلے آوینگے جب اُن کا آدمی یہ جواب پاکر چلا گیا تب شہر کے جو ذی عزت
لوگ حضرت کے پاس حاضر تھے وہ کہنے لگے کہ حضرت آپ ان کے یہاں تو
ہرگز جانے کا ارادہ نہ کریں یہ رافضی لوگ بڑے مکار اور دغاباز ہوتے
ہیں اُن کی بات کا کچھ اعتماد نہیں اس لئے کہ تقیہ ان کے مذہب میں فرض
ہے پھر ان کی توبہ کرنے اور سنی ہونے کا کیا ٹھکانا جب چاہیں توبہ
کرکے سنی بن جاویں اور جب چاہیں پھر شیعہ ہو جاویں آپ نے اُن سے
فرمایا تم جو کہتے ہو یہ سب باتیں ہم جانتے ہیں کہ یوں ہی ہیں مگر جب
کوئی شخص سنی ہو یا شیعہ توبہ کرنے کا ارادہ کرے تو ان سب

Marfat.com

تقریروں کو اٹھا رکھے اور اس کی توبہ کرانے میں توقف نہ کرے
توبہ کرا کے اس کو نصیحت کرے کہ یہ کام کرنا اور یہ نہ کرنا اور ہدایت
اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے یہ کلام کرکے آپ نے مہربان خاں کے بھائی
شمشیر خاں سے کہ وہ بجرے کے بیڑے پر مقرر تھے فرمایا کہ ہم تو
اب بجرے میں جاتے ہیں شاید کوئی آوے ان نواب زادوں میں
کا تو ہم کو خبر کر دینا یہ فرما کر آپ بجرے میں تشریف لے گئے اور
ان تینوں نواب زادوں میں ایک شخص قطب الدین خاں نہاری کرکے
مشہور رہتے درمیان ظہر اور عصر کے بینس لے کر ان کا آدمی آپ کے
لینے کو آیا شمشیر خاں نے آپ کو اطلاع کی آپ تشریف لائے اور
اس بینس میں سوار ہو کر ان کے مکان پر گئے اور کوئی سو آدمی ،
قافلہ کا آپ کے ہمراہ تھا اور جا کر اُن کے دیوانخانے میں بیٹھے اس وقت
نواب قطب الدین خاں اپنے زنانے مکان کے کچھ بیروں کی درستی ،
کر رہے تھے کہ حضرت کو وہاں بٹھا لیں پھر باہر حضرت کے پاس آئے
اور معانقہ و مصافحہ کیا عافیت مزاج کی پوچھی اور آپ کے پاس بیٹھے
حضرت نے اُن سے پوچھا کہ فرمائیے آپ کا کیا ارادہ ہے عرض کی آپ
کے ہاتھ پر بیعت کرونگا اور اندر بھی قدم رنجہ فرمانا ہوگا وہاں عورتیں
بھی بیعت کرینگی حضرت نے فرمایا آپ تو یہاں بیعت کر لیں پھر
اندر چلینگے انھوں نے عرض کی کہ بہتر میں حاضر ہوں پھر اول حضرت

Marfat.com

نے ان کے مذہب کی بُرائی اور اپنے مذہب کی خوبی میں بیان ،
فرمایا اور اُن سے بیعت لی اور سب بُری باتوں سے توبہ کرائی بعد
اس کے انھوں نے عرض کی کہ اب آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ
مجھکو اس توبہ پر ثابت قدم رکھے پھر آپ نے دیر تک اُن کے واسطے
ننگے سر ہو کر دعا کی اور فرمایا کہ تم نے اس وقت توبہ کی اللہ تعالیٰ تم
کو اس توبہ پر راسخ اور ثابت قدم رکھے انشاء اللہ تعالیٰ چند روز کے
بعد تم اس کی خوبی اور برکت دیکھو گے پھر وہ اپنے زنانے مکان میں
حضرت کو لے گئے وہاں اُن کی عورتوں سے توبہ کرائی اور بیعت لی اور
حضرت اندر ہی تھے کہ نواب قطب الدین خاں نے ایک سینی میں بالسو
روپے اور ایک سرخ دوشالہ اور ایک بوٹے دار رومال اور کئی
تھان سپید اور کئی تھان گلبدن اور مشروع کے اپنے آدمی کے ہاتھ
بھیجے اور ایک سینی میں پان اور دو شیشیاں عطر کی دوسرا آدمی لایا اور
ایک ٹوکرا بھر شیرینی تیسرا آدمی لایا پھر کئی آدمی ہم میں سے اُٹھے
اور اس شیرینی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک شیشی عطر اور وہ پان
بھی بانٹ دئے اور باقی اسباب اور روپے رکھ لئے اس عرصے
میں حضرت بھی اندر سے تشریف لائے اور دیوانخانہ میں بیٹھے
اس وقت جو لوگ نواب قطب الدین خاں کے نوکر چاکر خدمتگار
حاضر تھے اُن کو نواب ممدوح نے حکم دیا کہ تم بھی حضرت کے ہاتھ پر

Marfat.com

بیعت کرلو پھران سب نے بیعت کی جب بیعت سے حضرت فارغ
ہوئے اس وقت نواب ممدوح ایک تلوار گجراتی پرانی بیش قیمت
روپہلی قبضے کی کہ اس میں سنہری دھاریاں تھیں اور ایک سپر بہت عمدہ
ولایتی قبہ دار اور ایک فرد پستول انگریزی اور ایک بندوق نہایت
عمدہ اور دو کمانیں اور دو ترکش تیروں میں ناوک کے تیروں کا
تھا آپ کے سامنے واسطے نذر کے لاکر رکھا حضرت نے فرمایا کہ اب
توجح کو جاتے ہیں ان ہتھیاروں کو کہاں لئے پھریں ان کو تم اپنے
پاس رہنے دو انشاء اللہ تعالیٰ اُدھر سے آکر لیونگے نواب ممدوح
نے عرض کی کہ میں تو آپ کی نذر کرچکا اب میں اپنے یہاں نہ رکھونگا،
موت پیچھے لگی ہے کیا خبر کس وقت آوے یہ ہتھیار آپ ہی لیتے
جاویں اس میں کئی بار جانبین میں تکرار ہوئی آخر کو حضرت نے وہ
سب ہتھیار لئے اور وہاں سے رخصت ہوکر چلے دوسرے نواب
زادے کے آدمی آپ کو لینے کو آئے تھے پھر وہ مل گئے اور اُن کے
دیوانخانے میں بٹھایا اور اس نواب زادہ نے آکر حضرت سے معانقہ
اور مصافحہ کیا اور واسطے بیعت کے حضرت سے عرض کی آپ نے اول
نصیحت کرنی شروع کی کہ بیعت کہتے ہیں اللہ سے عہد کرنے کو کہ میں
نے سب بُرے کاموں سے توبہ کی کہ آئندہ نہ کرونگا سو جس نے سچے
دل سے توبہ کی اور اس کے اوپر قائم رہا اس کے لئے دنیا میں بہتری ہے

Marfat.com

اور آخرت میں ثواب پاویگا اور جس نے دغابازی سے توبہ کی اور
دل میں اس کے کچھ اور ہے تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فریب
دیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے فریب کیا اور عذاب الٰہی اپنے سر پر لیا اور اپنی
عاقبت کو تباہ کیا اور اگر دنیا میں بھی اُس کی خرابی اور تباہی ہو جاوے
تو بھی کچھ عجب نہیں اور بہت سی نصیحت اس صورت کی آپ نے کی وہ
تمام و کمال کلام ہدایت التیام جو آپ نے فرمائے تھے مجھ سے کہاں
بیان ہو سکتے ہیں یہ وعظ و نصیحت سُن کر انھوں نے عرض کی کہ میں
دل سے خدا ہی کے واسطے توبہ کرتا ہوں اور میری کچھ غرض نہیں آپ نے
فرمایا بسم اللہ اس سے اور کیا بہتر ہے اور ان سے توبہ کرائی اور
بیعت لی پھر وہ حضرت کو زنانے مکان میں لے گئے اور عورتوں کو مرید
کروایا اور پھر وہاں سے لاکر حضرت کو دیوانخانہ میں بھلایا پیچھے اُن کا
آدمی ایک سینی میں سو روپے اور سات اشرفی اور پانچ تھان سپید
چیتنی اور دو بنارسی دوپٹے لایا حضرت نے اس کو قبول فرمایا پھر
ہم لوگوں میں کسی نے وہ نقد و اسباب سب لے لیا پھر ایک ٹوکرے
میں شیرینی آئی وہ بھی ہم نے رکھ لی اور جو پان تھے وہ تقسیم کر دیے
پھر حضرت کو وہاں سے تیسرے نواب زادے کے آدمی لے گئے وہاں
بھی اول وعظ و نصیحت کا طور اسی طرح ہوا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا
ہے پھر اس نواب زادے نے بیعت کی اور اپنے زنانے مکان میں لیجا کر

Marfat.com

عورتوں کو مرید کرایا اور پھر وہاں سے لاکر اپنے دیوانخانہ میں بٹھایا
اور چار توڑے پچاس پچاس روپے اور ایک تھان کمخواب کا اور
ایک بنارسی دوپٹہ اور ایک پیش قبض فولادی ولایتی اور چار پانچ تھان
سفید! کر حضرت کی نذر کئے اور ایک ٹوکرا شیرینی آئی اور پان آئے
پھر شیرینی کا ٹوکرا ہم لوگوں نے رکھ لیا اور پان تقسیم کر دئے پھر وہاں
سے سید صاحب کشتیوں کے قریب آئے اور اُسی روز ظہر و عصر کے
درمیان ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اُس کی بیٹی پندرہ سولہ
برس کی تھی اور دو لڑکے ایک تو کوئی تیرہ چودہ برس کا اور دوسرا
اٹھارہ انیس برس کا تھا بڑے کا نام عنایت اللہ اور چھوٹے کا نام
ہدایت اللہ تھا پھر عورت نے حضرت سے عرض کی کہ میں ڈومنی ہوں اور
گانے بجانے کا پیشہ کرتی ہوں سو میرا کئی مہینے پیشتر سے ارادہ تھا کہ
میں اس اپنے پیشہ حرام سے توبہ کروں مگر شرارت نفس سے باز رہی سو
اب اس نیت سے آپ کے پاس آئی ہوں حضرت نے خوش ہو کر فرمایا
کہ ہم تم کو مرید بھی کرینگے اور جو تم ہمارے ساتھ چلو تو حج بھی کروالائیں
یہ بات سن کر وہ کمال خوش ہوئی پھر حضرت نے اس سے اور اس کی
بیٹی اور دونوں بیٹوں سے بیعت لی اور اس سے فرمایا کہ تمہارے یہاں
جو کچھ ساتھ لینے کا اسباب ہو آج ہی یہاں لاکر کشتی میں چڑھا دو
پرسوں یہاں سے کوچ ہے پھر اس نے اُسی روز شام کو اپنا اسباب

Marfat.com

لاکر تاؤ پر چڑھا دیا پھر اگلے روز صبح کو رحیم خاں افغان سوداگر کے
یہاں سے حضرت کے لئے پینس آئی کوئی سو آدمی سے وہاں تشریف
لے گئے اور اُن کے بنگلے میں جاکر بیٹھے اول رحیم خاں نے بیعت کی
پھر ان کے بھائی بھتیجے داماد امیر خاں نے بیعت کی پھر وہ اپنے اندر
زنانے مکان میں حضرت کو لے گئے وہاں اپنے اہل وعیال کو مرید
کروایا بعد اس کے پھر وہاں سے حضرت بنگلے میں آئے اور آپ کے
ساتھ ہی رحیم خاں کے بھائی نذرانہ لائے اور ایک تانبے کے طباق
میں کھلے ہوئے روپے تھے کوئی سو سوں یا پچاس اور کوئی سو روپے
ایک رومال میں بندھے ہوئے وہ اس طباق میں دھرے تھے اور
سات یا آٹھ تھان سپید اور چکدن و شروع کے تھے حضرت نے
اپنے لوگوں سے اشارہ کیا پھر طباق جس میں روپے تھے مولوی
محمد یوسف صاحب نے لے لیا اور تھان عبدالرحیم کاندہلے والے نے لے لئے
پھر حضرت نے رحیم خاں سے پوچھا کہ تمہارے یہاں کیا شغل وکاروبار
رہتا ہے انھوں نے عرض کی میں ادنےٰ آدمی آدمی ہوں کوئی دس
ہزار روپے کے چمڑے کی تجارت کرتا ہوں اور ان کے مکان میں ایک
بڑا انبار چمڑے کا لگا تھا اس کی طرف اشارہ کیا اور حضرت کی
تعریف بیان کرکے کہنے لگے کہ اب مجھکو کس چیز کی کمی ہے کہ آپ
سا شخص میرے یہاں تشریف لایا اور آپ کی خدمت فیضدرجت

Marfat.com

میری عرض یہ ہے کہ عاقبت میری اور میرے اہل وعیال کی بخیر ہو اور
دنیا میں عزت و آبرو سے رہوں اور میرے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں کو فائدہ پہونچاوے سو اسی مطلب کے واسطے آپ دعا کریں پھر
حضرت نے اُن کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حج سے آتے
ہوئے پھر ہم تم سے ملاقات کرینگے اور آپ نے مولانا عبدالحئی صاحب سے
واسطے وعظ کہنے کے فرمایا انھوں نے وعظ کہنا شروع کیا اور حضرت وہاں
سے کہ دوسرے سوداگر تھے عبدالرحمن خاں اُن کے مکان پر تشریف لے گئے
عبدالرحمن خاں نے بیعت کی اور زنانے مکان میں لے جاکر اپنے اہل وعیال سے
بیعت کرائی اور دو سو روپے اور کئی تھان سپید اور چند پارچہ دریائی
کے انھوں نے نذر کئے جب حضرت مردانے مکان میں آکر بیٹھے تب انھوں
نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم لوگوں کی قسمت سے لایا ورنہ ایسے بزرگوں
خدا والوں کا دیدار ہم کو کہاں نصیب ہوتا آمدم ہماری یہ ہے کہ آپ ہمارے
لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری عاقبت بخیر کرے اور دنیا میں ہم سے اپنی
رضامندی کے کام کرائے اور ساتھ آبرو و عزت کے رکھے اور جو باتیں
دین اسلام کی ہم نے آپ کی زبان ہدایت بیان سے سنیں وہ اتنی عمر میں کسی عالم
اور پیر زادے سے نہیں سنیں اور حق یہی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل
نصیب کرے پھر حضرت نے ان کے لئے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اور فرمایا کہ
اپنے مال سے ہر سال حساب کر کے موافق حکم خدا و رسول کے زکوٰۃ نکالا کرنا کیونکہ
اللہ تعالیٰ کا تم پر فرض ہے اور یہ زکوٰۃ اپنے خویش اقربا اور اپنے ہمسائے میں جو

Marfat.com

محتاج ہوں ان کو دینا اور اس کے سوا جو تم سے ہو سکے اپنے مال سے، مسکین اور
مسافروں کی خدمت کیا کرنا اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں خیر و
برکت کریگا اور اس دعا کی برکت کا حال انشاء اللہ تعالیٰ بعد چند روز کے
تم کو معلوم ہو گا اور اب تو ہم حج کو جاتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے اس طرف
لائے گا تو پھر ہم تم سے ملاقات کرینگے پھر آپ وہاں سے کشتیوں کے پاس
آئے اس میں رحیم خاں کے آدمی آئے اور عرض کی کہ آج شام کو آپ کی اور تمام
قافلے کی ضیافت ہے جو آپ کے ساتھ چلینگے وہ وہاں کھاوینگے اور باقی لوگوں
کو یہاں کھانا آویگا یہ کہہ کر وہ آدمی اپنے مکان کو گئے اور جب کشتیاں عظیم آباد
کے گھاٹ پر لگی تھیں تب حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہاں سات آٹھ مقام ہونگے اور ہمارے پاس سامان کم
ہے اگر اس عرصے میں پان سات پال اور دو تین چھپر تیار ہو سکیں تو بنا لو اور لگے
چل کر یہاں سے چل کر کلکتہ میں دیکھا چاہیے کہاں اترنے کا اتفاق ہو تو لڑکے بالوں
کو تکلیف ہو گی اگر یہ سامان یہاں بن جاویگا تو وہاں لوگوں کو آرام ہو گا پھر اگلے
روز ہم اور رحیم بخش خیاط اور ریحان ظہیر اللہ اور شیخ باقر اور ہمدمی والے یہاں
کے بازار میں گئے کہ دیکھیں یہاں کیا کیا سودا بکتا ہے وہاں جا کر جو دیکھا تو
ٹاٹ بہت کثرت سے تھا اور ارزاں بکتا تھا کہ ٹاٹ کے دہرے تھیلے جن
میں دو من جنس سماوے وہ ڈیڑھ آنے کا ایک تھیلا بکتا تھا ہم چاروں
شخصوں نے از روے خوش طبعی کے آپس میں کہا کہ ٹاٹ تو یہاں ارزاں ہے اگر
بن سکتا تو اسی کے پال اور اسی کے چھپر بنا لیتے پھر رحیم بخش کے خیال میں

Marfat.com

یہ بات جم گئی اور وہیں ایک ٹاٹ والے کی دوکان پر بیٹھ گئے اور حساب لگایا کہ اتنے ٹاٹ میں اس قدر لمبے چوڑے پال تیار ہونگے اور کہا کہ سائے سے غرض ہے ٹاٹ ہو یا کپڑا اگر اس کے پال بنا لئے جاویں تو بن سکتے ہیں پھر ہم سب سے صلاح کر کے پانچ پالوں کا ٹاٹ انھوں نے واسطے حضرت کے خریدا اور وہیں سے اس کی رسیاں اور بانسے اور سُتلی واسطے سینے کے خریدی اور وہیں سینے والوں کو بلا کر اور دو آنے پال اُن کی مزدوری مقرر کر کے وہیں ان کو سب اسباب سپرد کر دیا کہ آج ہی پانچوں پالیں تیار کر کے ہمارے وہاں گھاٹ پر پہنچا دو اور کھڑے کر کے ہم کو دکھا دو پھر ہم چاروں شخص وہاں سے گھاٹ پر چلے آئے پھر اسی روز دوپہر کو وہ مزدور پانچوں پالیں لے کر اور دُرست کر کے ہمارے پاس لائے اور وہیں گنگا کے کنارے سب کو کھڑا کر دیا اور وہ چلے گئے بعد نماز ظہر کے ہم نے حضرت سے عرض کی کہ پالیں کھڑی ہیں چل کر ملاحظہ فرمائیے آپ نے فرمایا پالیں تیار ہو گئیں ہم نے عرض کی کہ ہاں تیار ہو گئیں پھر آپ وہاں تشریف لے گئے اور ملاحظہ فرما کر کمال خوش ہوئے کہ تم نے خوب اچھی پالیں بنوائیں اور یہ عیالداروں کے واسطے بہت خوب ہیں اور پوچھا کہ ہر ایک پال کتنے کو تیار ہوئی رحیم بخش چماٹ نے عرض کی کہ مع دونوں طرف کے پردے اور زمین کا فرش بانس رسیاں اور میخیں سب ملا کر چھ چھ آنے اور ایک ایک روپے میں ہر ایک پال تیار ہوئی ہے یہ بات سُن کر حضرت اور نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہر ایک شخص بی بی والے کے لئے ایک ایک پال بنوا کر حوالے کر دو پھر ان کو اختیار ہے

Marfat.com

جب چاہیں کھڑی کریں اور اپنے ہی قبضے میں رکھیں پھر قریب ساٹھ
پالوں کے ہم نے دو روز میں تیار کرائیں اس میں بعضے صاحبوں نے اپنے
پاس سے قیمت دی اور باقی پالوں کی قیمت حضرت نے مرحمت فرمائی
اور ایک ایک سب کو تقسیم کر دی اور فرمایا اور اسباب ضروری کھانے
پکانے وغیرہ کا جن کے پاس نہ ہو چنانچہ توے لوہے کے چولھے لوہے
کے پرات یعنی طاش اور کڑاہی وغیرہ مول لے لو دو دو اور ایک
ایک زنگیٹھی بھی مول لے کر ہر کشتی میں دھر دو پھر یہ سب اسباب
مذکورہ خرید کر حضرت کے روبرو لائے آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ پہلے
پہلے جس کو حاجت ہو تقسیم کر دو پھر موافق فرمانے آپ کے ہم نے
اس کو بانٹ دیا اب باقی رہا حال رحیم خاں کی دعوت کا سو وہ یہ ہے کہ
شام کو ان کے مکان پر (حضرت) تشریف لے گئے اور کھانا پلاؤ تھا اور
گوشت روٹی پھر جو سید صاحب کے ہمراہ تھے انھوں نے وہاں کھایا
اور جو باقی لوگ کشتیوں پر تھے ان کا کھانا وہاں گیا پھر حضرت نے دعا
کی اور مولوی سید مظہر علی صاحب کو اپنا خلیفہ کیا اور خلافت نامہ دیا پھر
وہاں سے اپنے بجرے پر تشریف لائے پھر اگلے روز صبح کو ناویں کھلیں
عظیم آباد سے کوچ ہوا وہاں سے سولہ کوس قصبہ بارہ ہے بعد دوپہر کے
اس کے کنارے ناویں لگیں قصبہ مذکور کے صدہا شرفا غربا نے آ کر
واسطے بیعت کے ہجوم کیا اور حضرت کی آمد سن کر اس اطراف کی
بستیوں کے لوگ بہت پہلے سے آئے تھے انھوں نے بیعت کی اور

Marfat.com

وہاں کے شرفا و نامی سے ایک خواجہ مولا بخش اور خواجہ افضل علی اور
شیخ سوپن اور واحد علی خاں اور اکرام الحق تھے اور سب کے بڑی بڑی
شرعی ڈاڑھیاں تھیں اور ان میں دو صاحب نمازی بھی تھے ایک تو خواجہ
مولا بخش اور دوسرے خواجہ افضل علی اور ایک وہاں کے نامی رئیسوں میں
شاہ گھسیٹا تھے یہ سب صاحب مل کر شاہ ممدوح کے پاس گئے اور ان
سے کہا کہ آج ایک سید صاحب رائے بریلی کے کشتیوں پر قافلہ بڑا بھاری
لے کر آئے ہیں تمام لوگ شرفا و غربا ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں سو
آؤ چل کر ان سے ملاقات کریں اور دیکھیں تو وہ کیسے شخص ہیں شاہ
گھسیٹا نے ان سے کہا از روے طعن کے تم لوگ تمشرع داڑھی والے
ہو تم جاؤ اور میں تو ان کے سامنے نہ جاؤنگا اس لئے میری وضع چال
ڈھال تم سب دیکھتے ہو داڑھی میں منڈاتا ہوں ٹوپی انگرکھے پائجامہ
میں دوپٹے میں گوٹا لگاتا ہے بھنگ تاڑی در بھرہ شراب میں پیتا ہوں
فاحشہ رنڈیاں ہر روز میرے پاس حاضر رہتی ہیں اور علاوہ اس کے
کمشنری کا میں نائب ہوں کہ وہاں حلال و حرام میں کچھ امتیاز نہیں جو
کچھ ہاتھ آیا نوش ہے سو وہاں مجھ سے ناکارہ آدمیوں کا کیا کام پھر
شاہ گھسیٹا تو نہ گئے وہی سب صاحب حضرت کی ملاقات کو گئے وہاں
گنگا کے کنارے پر ایک بڑی جاجم بچھی ہوئی تھی اس پر بیٹھے ہوئے حضرت

Marfat.com

لوگوں سے بیعت لے رہے تھے جو لوگ وہاں کھڑے تھے ان صاحب
کو دیکھ کر ادہر اُدہر ہٹ گئے حضرت نے ان کو دیکھتے ہی کہا السلام علیکم
اُن سب نے اس کے جواب میں موافق دستور اس زمانے کے کہا بندگی
آداب پھر حضرت نے واسطے مصافحہ کرنے کے اُن کی طرف اپنا ہاتھ بڑہایا
اُن سب نے مصافحہ کیا اور اسی جا جم پر بیٹھے حضرت نے خواجہ مولا بخش
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بجائے سلام علیکم کے یا وعلیکم السلام کے
آداب اور بندگی کہنا نہ چاہیئے یہ بُری عادت ہے لڑکا ہو یا بوڑھا
غریب ہو یا امیر سب کے واسطے السلام علیکم وعلیکم السلام ہے اس
کلام کے سنتے ہی کچھ ایسا اثر ان کے دل میں ہو گیا کہ خود بخود خواجہ مولا بخش
نے عرض کی کہ حضرت میں بھی آپ سے بیعت کرونگا حضرت نے فرمایا
بسم اللہ ہاتھ لائیے انھوں نے اپنے نوکر سے کہا کہ دو روپے کے خرمے
بازار سے جلد جا کر لا حضرت نے فرمایا کہ بیعت کرنے کے واسطے خرمے
شیرینی وغیرہ کچھ ضرورت نہیں تم بیعت کر لو اور بیعت کیا ہے اپنے
اللہ تعالیٰ سے عہد کرنا ہے کہ ہم کوئی بُرے کام نہ کرینگے پھر خواجہ
مولا بخش صاحب نے بیعت کی اُن کے بعد اور جو صاحب تھے انھوں نے
بھی بیعت کی پھر ان میں سے کسی صاحب نے حضرت شاہ گھسیٹا صاحب
کا ذکر کیا کہ وہ یہاں کے نامی سرداروں میں ہیں اگر وہ آپ کے دست
مبارک پر بیعت کر لیتے تو ان کے سبب سے اور بہت لوگوں کو

Marfat.com

فائدہ ہوتا حضرت نے یہ گفتگو سن کر کچھ جواب یہ دیا سکوت میں
رہ گئے بعد اس کے کچھ تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ شاہ گھسیٹا
بھی خدا جانے اپنے دل میں کیا سمجھ کر منہ لپیٹے ہوئے اُسی مجمع میں آکر
کھڑے ہوئے خواجہ مولا بخش ان کو دیکھ کر اٹھے اور ان کا ہاتھ
پکڑ کر لائے اور حضرت کے پاس بٹھلایا انھوں نے بے تامل یہی عرض
کی کہ میں بھی بیعت کرونگا آپ نے ان سے بھی بیعت لی پھر انھوں نے
پانچ روپے کے چھوہارے منگا کر حضرت کے آگے رکھے آپ نے حاضرین
لوگوں کو تقسیم کروائے اور پھر ان سب صاحبوں نے پوچھا کہ ابھی
تو دو تین مقام آپ یہاں کرینگے حضرت نے فرمایا کہ ہم کو یہاں
رہنے کی فرصت نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ کل یہاں سے کوچ
کرینگے انھوں نے عرض کی کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ کر جائیں کہ ہم لوگوں
کو دین اسلام کی تعلیم کیا کریں آپ نے یہ سوال ان کا سن کر تھوڑی
دیر سکوت فرمایا بعد اس کے فرمایا کہ تم نے بہتر بات کہی اور ہم نے
تمہارے درمیان شاہ گھسیٹا کو اپنا خلیفہ کیا یہ تم کو خدا و
رسول کی باتیں تعلیم کیا کرینگے شاہ صاحب کا نام سن کر تمام
حاضرین لوگ ایک تعجب میں خاموش رہ گئے اور ایک دوسرے
سے چپکے چپکے کہنے لگے کہ شاہ صاحب ہم لوگوں کو کیا تعلیم کرینگے
دین اسلام کی جو یہ خود بے حال رکھتے ہیں مگر ہاں جیسی ان

Marfat.com

کی چال ڈھال ہے وہ البتہ دوسرے کو تعلیم کرینگے حضرت نے
ان لوگوں کا عندیہ معلوم کیا کہ ان کو یہ بات ناگوار ہوئی پھر آپ
نے ایک تاج اور ایک کرتا شاہ صاحب کو عنایت کیا اور
خلافت نامہ دیا اور ان کے لئے دعا کی اور لوگوں کی طرف مخاطب
ہو کر فرمایا کہ بھائی چند روز میں انشاء اللہ تعالیٰ دیکھنا کہ شاہ
گھسیٹا کا ایسا حال ہوگا کہ تم لوگ کہو گے کہ یہ شاہ گھسیٹا وہی
ہیں یا کوئی اور ہیں پھر شاہ صاحب موصوف نے حضرت سے عرض
کی کہ کل آپ کا یہاں سے کوچ ہے مگر میرے غریب خانے سے ناشتہ
کر کے کوچ کیجئے حضرت نے قبول فرمایا پھر شاہ صاحب حضرت سے
رخصت ہو کر اپنے مکان گئے پھر اگلے روز کچھ دن چڑھے شاہ
گھسیٹا اور خواجہ مولا بخش اور خواجہ افضل علی اور شیخ سوین اور اکرام الحق
اور واجد علی خاں حضرت کے پاس آئے اور عرض کی کہ کھانا تیار
ہے تشریف لے چلئے اور اسی قصبہ میں ایک رنڈی فاحشہ بخشن نام
بڑی نامی اور ناچنے گانے میں طاق اور حسن و جمال میں شہرۂ آفاق
تھی کہ اکثر عیاش لوگ اس پر مبتلا تھے اس روز اپنے چند آشناؤں
سے از روئے تمسخر کے اپنے مکان پر کہتی تھی کہ کل یہاں گھاٹ پر
جو ایک پیرزادے صاحب اترے ہیں اس بستی کے بہت لوگ

Marfat.com

مُرید ہوئے ہیں اور میں نے سُنا ہے کہ شاہ گھسیٹا بھی اُن
کے مرید ہوئے ہیں وہی مثل ہے کہ نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی اور
آج اُنھوں نے اپنے پیر کی دعوت کی ہے اور چند لوگوں سے ان کو
لینے گئے ہیں سو میرا دل چاہتا ہے کہ اب وہ پیر جی شاہ صاحب کے
مکان پر دعوت کھانے جاویں گے میں بھی کہیں راستے میں کھڑے ہو کر ان
کو دیکھوں کہ وہ کیسے پیر ہیں جنھوں نے شاہ گھسیٹا کو مُرید کیا یہ کہہ کر
اپنے مکان سے باہر نکلا جانو نام ایک نائی تھا اس کے چبوترے پر
جا کر بیٹھے اور وہی حضرت علیہ الرحمۃ کے آنے کا رستہ تھا پھر حضرت
دریا سے شاہ گھسیٹا کے مکان پر چلے اور آپ کے ساتھ کئی سو آدمیوں
کا ہجوم تھا جب حضرت چلتے چلتے جانو کے مکان کے قریب پہنچے تب
وہ چبوترے سے اٹھ کر رستہ میں حضرت کے سامنے آئے اور اپنا حال
عرض کیا کہ میرا یہ پیشہ ہے سو میں اس پیشۂ حرام سے توبہ کرتی ہوں آپ
مجھکو مُرید کریں حضرت نے فرمایا واہ سبحان اللہ اس سے کیا بہتر ہے اور
وہیں رستے میں کھڑے اس سے بیعت لی اور اُسی کے لئے دعا کی اور
شاہ گھسیٹا سے فرمایا کہ یہ تمہاری دینی بہن ہے اس کو تم دین اسلام
کی باتیں سکھلانا یہ فرما کر آگے چلے اور شاہ صاحب کے مکان میں داخل
ہوئے وہاں فرش بچھے تھے حضرت بیٹھے اور جو ہمرکاب تھے وہ سب بیٹھے

Marfat.com

اور کھانا نان گوشت پلاؤ اور دہی تھا یہ سب کے ہاتھ دھلا کر کھانا
سب کے آگے دھرا گیا پھر سب نے کھانا شروع کیا اور حضرت کے آگے
بہت کھانا افراط سے کئی رکابیوں میں دھرا گیا جب حضرت اور تمام
لوگ تناول فرما چکے حضرت نے دعا کی اور لوگ برتن اٹھانے لگے تب
حضرت نے شاہ گھسیٹا سے فرمایا کہ ہمارے آگے کی رکابیاں تم اپنے
گھر لیجاؤ یہ تم کھانا اور جس کو چاہو کھلانا پھر شاہ صاحب وہ
رکابیاں اٹھا لے گئے اور شاہ صاحب ممدوح کے یہاں ایک چوبین
کشتی دیگ سے کھانا نکالنے کو سوا گز کی لمبی اور دس گرہ کی چوڑی
تھی اور اس میں دونوں طرف اٹھانے کے دستے تراشے ہوئے تھے
جب حضرت وہاں سے اٹھے اور رخصت ہو کر چلے تب وہ کشتی آپ کی
نگاہ پڑی اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ یہ برتن بہت خوب ہے!
شاہ صاحب نے کہا کہ یہ آپ کی نذر ہے آپ نے فرمایا اپنے آدمی سے
اس کو دریا پر پہنچا آؤ پھر حضرت وہاں سے گھاٹ پر تشریف لائے اور
شاہ گھسیٹا حضرت کو پہونچانے آئے اور حضرت کے قافلے میں محمد حسین
ایک نابالغ نو دس برس کا بہلت کا رہنے والا ایک لڑکا تھا حضرت
نے اس کو توجہ دینا تعلیم کیا تھا اس وقت آپ نے شاہ گھسیٹا سے
فرمایا کہ محمد حسین کو اس عورت کے پاس جس نے آج رستے میں
بیعت کی تھی لے جاؤ اور اس کو توجہ دلاؤ پھر شاہ صاحب!

Marfat.com

محمد حسین کو اس عورت کے پاس لے گئے انھوں نے بٹھا کر ایک مکان
میں اُس کو توجہ دی ایک جلسہ میں لطائف ستہ اس کے جاری
ہو گئے اور سلطان الذکر بھی جاری ہو گیا اور بعد اس کے حالت نفی
کی اُس پر واقع ہوئی پھر بعد اس کے جب وہ ہوش میں آئی تب
محمد حسین نے اس سے حال پوچھا اُس نے اپنے بدن پر ہر لطیفہ کی
جگہ پر ہاتھ رکھا اور کہا اول تو ان جگہوں سے اللہ کا ذکر مجھکو معلوم
ہوا اور ہر لطیفہ کے نور کا جدا جدا رنگ اُن سے بیان کیا اور کہا بعد اس
کے تمام بدن کے بند بند سے وہی ذکر جاری ہوا اور پھر کچھ دیر کے بعد
میں سو گئی پھر مجھکو نہیں معلوم کہ کیا ہوا یہ سُن کر محمد حسین اور شاہ
گھسیٹا حضرت کے پاس آئے اور یہ سب حال اس کا حضرت سے عرض
کیا حضرت نے فرمایا اس کو تو بڑا بزرگ بنانا ہے ابھی ایک بار جا کر
اس کو اور توجہ دو پھر اسی وقت محمد حسین اور شاہ گھسیٹا اس کے مکان
پر گئے اور محمد حسین نے اس کو توجہ دی اور بعد فراغ توجہ کے اس سے
پوچھا اس نے عجیب عجیب حالات اور معاملات جو اس نے دیکھے تھے
بیان کئے خدا جانے کئی مقام اس توجہ میں اس کے طے ہو گئے اور
کہا اس کے بعد جو کچھ اور حال میں نے دیکھا وہ زبان سے بیان نہیں
کیا جاتا ہے پھر محمد حسین اور شاہ گھسیٹا حضرت کے پاس آئے اور
محمد حسین نے تمام وہ کیفیت کشف و شہود کی اس کی عرض کی بعد

Marfat.com

اس کے شاہ گھسیٹا نے عرض کی کہ حضرت یہ توجہ کا کیا معاملہ ہے ہم
تو آپ کی اس نعمت سے محروم ہیں آپ کے خلیفہ کس بات کے ہوئے
ہم کو بھی اس نعمت سے آپ مشرف کریں آپ نے فرمایا اب تو ہم برسر
سفر ہیں کشتیاں کھلنی چاہتی ہیں اگر تم کو اس بات کی آرزو ہے تو
دو چار منزل ہمارے ساتھ چلو اگر اللہ چاہیگا تو تم کو بھی یہ دولت حاصل
ہو جاویگی یہ بشارت فیض اشارت سُن کر شاہ صاحب بھی گئے اور
اپنے یاروں دوستوں سے آپ کے ہمراہ چلنے کو مستعد ہوئے پھر اس روز
بعد نماز ظہر کے کشتیاں کھُلیں اور حضرت نے کوچ کیا وہاں سے چار
پانچ پر ایک بستی ستی نام اس کا یاد نہیں اس روز شام کو وہاں کشتیاں
ٹھہریں اور چند غربا نے بیعت کی اگلے روز وہاں سے کشتیاں روانہ ہوئیں
اور ایک بستی کے کنارے ٹھہریں وہاں چند لوگوں نے حضرت سے بیعت
کی پھر اگلے روز کشتیاں مونگیر کے کنارے لگیں وہاں بھی غربا لوگوں
نے بیعت کی اگلے روز کشتیاں بھاگلپور کے کنارے لگیں اگلے روز راج
محل کو گئیں وہاں بھی غربا لوگوں نے بیعت کی اپنے قافلے میں محمدی نام
ایک شخص تھے ان کو حضرت انصاری بھائی کہا کرتے تھے انھوں نے
حضرت سے عرض کی کہ میرا غریب خانہ یہاں سے دس گیارہ کوس
ہے مجھکو کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا جاؤ ہم کلکتہ میں جا کر ٹھہرینگے
وہاں بیس پچیس روز میں آجانا اور جو کوئی تمہارے ساتھ آوے اس

Marfat.com

کو بھی لیتے آنا انھوں نے عرض کی کہ میں تو بغیر آپ کے نہ جاؤنگا
وہاں جو میرے بھائی عزیز و اقربا ہیں وہ بیعت کرینگے حضرت نے فرمایا
کہ خیر ہم کو تمہاری خاطر منظور ہے چلینگے پھر اگلے روز محمدی بستی سے کہار
لائے اور حضرت کی پینس کشتی میں بیٹھی پھر حضرت سوار ہو کر تیس چالیس
آدمیوں سے اُن کے ساتھ گئے اور ایک رات وہاں رہے محمدی کے
والد منشی رؤف الدین اور اُن کے عزیزوں میں منشی مخدوم بخش اور
منشی حسن علیؑ اور منشی عزیز الرحمن نے بیعت کی سوا ان کے اور بہت مرد فضل الرحمن
و عورتوں نے بیعت کی پھر وہاں کے لوگوں نے حضرت سے آکر عرض کی
کہ آپ تین چار دن یہاں تشریف رکھیں تو یہاں کے کئی شخص آپ کے
ہمراہ حج کو چلینگے آپ نے فرمایا رہنا تو ہمارا نہ ہوگا جن صاحبوں کو چلنا
ہو ہمارے ساتھ چلیں یا پیچھے سے کلکتے میں ہم سے آملیں پھر محمدی کے
والد اور منشی فضل الرحمن حضرت کے ساتھ آئے اور اگلے روز کشتیاں روانہ
ہوئیں مرشد آباد کے کنارے جا کر ٹھہریں اور اس وقت قریب دیڑھ
پہر کے دن رہا ہوگا اور حضرت کے تشریف لانے کی خبر شہر کے مسلمانوں
کو ہوئی اور وہاں مسلمانوں کے دو گروہ تھے ایک گروہ سنیوں کا دوسرا
رافضیوں کا مگر وہاں کے سنی بھی رافضیوں میں ملے جلے رہتے تھے بظاہر
شکل و صورت اور لباس و پوشاک اور اقوال و افعال میں ان کے
اور ان کے کچھ فرق نہ تھا اور وہاں کا جو نواب تھا وہ بھی رافضی
تھا اور غلبہ بھی انہی کا پھر شہر کے غربا لوگ کنارے دریا کے

Marfat.com

آنے لگے وہاں سے کوئی دو سو قدم پر جانب مشرق ایک بہت بلند اور
وسیع مسجد وہاں کے نواب کی بختہ تھی چند غربا نے درخواست کی کہ
آپ اس مسجد میں تشریف لے چلیں وہاں اور بھی غربا لوگ مُرید ہونگے
اور وہیں نماز کو بھی آرام ہے اس میں کسی نے انھیں میں سے کہا کہ وہ
مسجد یہاں کے نواب کی ہے اور وہ رافضی ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ فساد
ہو حضرت نے یہ دونوں باتیں سنیں اور جواب کسی کو نہ دیا اور بہت دیر
تک سکوت میں رہے اسی عرصے میں وہاں کے ایک رئیس نے بیس
حضرت کے لینے کو بھیجی اور وہ رئیس وہاں کے مسلمانوں کی نسبت بڑا
دیندار اور پرہیزگار تھا اور عربی و فارسی کا کچھ علم بھی رکھتا تھا
اور وہ وہاں کے نواب کے نوکر بھی تھے مگر یہ یاد نہیں کہ کہ ان کو
کیا عہدہ تھا اور نام بھی اُن کا یاد نہیں پھر حضرت سوار ہو کر سوا
سو آدمیوں سے ان کے مکان پر گئے اور سب ہمراہی حضرت کے
سلاخ بند تھے انھوں نے اپنے دیوانخانے میں حضرت کو بٹھایا
اور انھوں نے بیعت کی اور بعد اس کے حضرت کے کان میں آہستہ
سے کہا کہ یہاں کے سنی اور رافضی ایک سے ہیں کسی میں کچھ امتیاز
نہیں ہے اور سب آپ کی ملاقات کو آوینگے پھر لوگ شہر کے آنے
لگے اور بیعت کرنے لگے اور ان میں سنی و رافضی دو قسم کے لوگ
تھے اور حضرت کو اپنے اپنے مکان پر لے جانے لگے مگر حضرت کو بھی

Marfat.com

تردد ہوا کہ ان میں سنی کون ہے رافضی کون ہے پھر حضرت نے
مولانا عبدالحئی صاحب سے فرمایا کہ یہاں لوگ سنی اور شیعہ آئیں
ہیں اے ملے ہیں نہ یہ ان کو بُرا جانتے ہیں نہ وہ اُن کو بلکہ جانتے
ہیں کہ دونوں مذہب دُرست ہیں جیسے حنفی اور شافعی اور ہم کو
یہ اپنے گھروں میں لے جاتے ہیں اور ہم بھی نہیں پہچانتے ہیں کہ ان
میں کون سنی ہے اور کون رافضی سو آپ وعظ کہئے اور اہل سنت
والجماعت کے مذہب کی خوبی اور رافضیوں کے مذہب کی بُرائی
صاف صاف بیان کیجئے تا دونوں فرقوں کے لوگوں کو ظاہر ہو جائے
کہ یہ مذہب حق ہے اور یہ باطل پھر مولانا صاحب نے خوب کھول
کر بیان کیا کہ دونوں قسم کے لوگ سُن کر ایک تعجب میں ہو گئے کہ
یہ کیسا معاملہ ہے اور دونوں فرقوں میں تفرقہ پڑ گیا سنی لوگ
کہنے لگے کہ ہم تو سید صاحب کے طفیل سے آج مسلمان ہوئے اور یہ
حال سُن کر رافضی لوگ بھی حضرت کے ہاتھ پر اپنے مذہب سے آکر
توبہ کرنے لگے اور یہ غربا رافضیوں کا حال تھا اور تعزیوں کے
صدہا چوترے کھُدنے لگے یہ معاملہ دیکھ کر جو رافضی اپنے گھر سے آسودہ
تھے اُنھوں نے جا کر وہاں کے نواب سے نالش کی اور وہ نواب کوئی
کم عمر چودہ پندرہ برس کا تھا سو اس نے اپنے یہاں کے ایجنٹ کو
لکھا کہ یہاں ایک سید کئی سو آدمیوں سے سلاح بند سے آئے ہیں اور

Marfat.com

انھوں نے ہمارے مذہب کے لوگوں میں تفرقہ اور فساد ڈالا ہے
ایسا نہ ہو کہ بلوہ ہو جاوے اس فرنگی نے اپنے تھانیدار کو بھلا
بھیجا کہ یہاں جو قافلہ لے کر سید صاحب آئے ہیں اور لوگ یہاں
کے اُن پر بلوے کا گمان رکھتے ہیں سو وہ غلطی پر ہیں شاید کہ نواب
صاحب کو اُن کے حال سے خبر نہیں ہے ہم کو پہلے سے کئی اخباروں میں
خبر آ چکی ہے کہ وہ اچھے شخص اور بے شر آدمی ہیں لوگوں کو نیک
راہ موافق اپنے دین کے تعلیم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے لوگوں
کو منع کرتے ہیں اور جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے آدمی ہتھیار باندھے
پھرتے ہیں سو اپنا جمعدار اُن کے پاس بھیج دو کہ سید صاحب سے جاکر
کہہ دے کہ یہاں شہر میں ہتھیار باندھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اپنے
آدمیوں کے ہتھیار رکھوا دیویں اور بے خطرہ جہاں چاہیں وہاں
شہر میں جاویں اور اگر آپ کے لوگ ہتھیار باندھینگے تو بھی ہم کو
کچھ ضرورت نہیں اور غرض نہیں اور تمہاری محافظت کے لئے ہمارا
جمعدار تمہارے ساتھ رہیگا جو کوئی تمہارے لوگوں سے مزاحم
ہوگا اس کو تعزیر ہوگی اور جو کوئی امیر کچھ فساد کریگا اس پر
سنگین جرمانہ ہوگا پھر اس جمعدار نے آکر حضرت سے یہی حال عرض
کیا پھر حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہتھیار کھول رکھیں جب
کے مکان پر حضرت تشریف رکھتے تھے انھوں نے عرض کی کہ حضرت

Marfat.com

ہتھیار آپ ہرگز نہ کھلوادیں والا آپ کے جانے کے بعد یہاں کے
رافضی کہینگے کہ ہم نے سید صاحب کے لوگوں کے ہتھیار کھلوا ڈالے
اور وہ اپنے نواب کے پاس گئے اور عرض کی کہ آپ نے انجیٹ کے
یہاں کیا کہلا بھیجا ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے شہر کے لوگوں نے آکر
کہا کہ یہاں کوئی سید صاحب کئی سو آدمیوں سلاح بند سے آئے ہیں اور شہر کے
لوگوں کو بہکا کر اپنے مذہب میں لاتے ہیں یہی ہم نے انجیٹ کو کہلا
بھیجا کہ کہیں شہر میں بلوہ نہ ہو وہ اس کا بندوبست کریں انھوں
نے عرض کی کہ یہ وہی سید صاحب ہیں جن کی خبر پہلے کئی بار اخبار میں آ
چکی ہے کہ وہ قافلہ لئے ہوئے حج کو جاتے ہیں اور مسلمانوں کو وعظ و
نصیحت کرتے ہیں کہ بُرے کام چھوڑ دو اور اچھے کام کیا کرو جس سے
خدا راضی ہو اور عاقبت بخیر ہو یہ سُن کر اس نواب نے کہا کہ ہم سے تو
لوگوں نے اس تفصیل کے ساتھ ان کا حال نہیں بیان کیا اگر وہ شخص
صاحب ہدایت ہیں تو شوق سے وعظ و نصیحت کریں اور اُن سے تو
ہمارا بھی سلام عرض کرنا اور ہمارے واسطے اُن سے دعا کروانا پھر انھوں
نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے نواب کا سلام عرض کیا اور جو نواب سے
وہاں کلام ہوا وہ سب بیان کیا اور اُن کے واسطے حضرت سے دعا کرائی
جب نواب کے یہاں کا یہ معاملہ وہاں کی رعایا نے سُنا تب اور صدہا لوگ
دونوں فرقوں کے آکر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے اور انھوں نے
حضرت سے واسطے توجہ کے عرض کی حضرت نے اپنے لوگوں میں سے کئی

Marfat.com

آدمیوں کو واسطے توجہ دینے کے مقرر کیا وہ دس دس بارہ بارہ
آدمیوں کو بٹھا کر توجہ دینے لگے اور اکثر رافضیوں کو حضرت مرتضیٰ
علی اور امامین ہمامین رضی اللہ عنہم کی زیارت ہوئی اس سبب سے
اور زیادہ لوگ معتقد ہوئے اور کہنے لگے عمر بھر ہم نے تعزیہ داری
کی اور صدہا روپیہ اس میں برباد کیا مگر یہ نعمت ہم کو کبھی نہ حاصل
ہوئی جو سید صاحب کی بیعت میں حاصل ہوئی بعد تعزیہ توڑنے اور
چوترے کھودنے کے بیشک انہی کا مذہب حق ہے اور یہ حقانی شخص
ہیں پھر جن کے مکان پر حضرت تشریف رکھتے تھے اُنھوں نے حضرت
سے عرض کی کہ آپ کسی شخص کو ہم لوگوں میں سے مقرر کردیں کہ بعد
آپ کے وہ لوگوں کو تعلیم کیا کریں یہ سوال سُن کر حضرت نے انہی
کو اپنا خلیفہ کیا بلکہ انھوں نے کئی بار انکار کیا کہ میں تو لائق خلافت کے
نہیں ہوں حضرت نے فرمایا کہ ہم نے تم ہی کو اپنا خلیفہ کیا اب تم کو
اجازت ہے اپنی طرف سے جس کو چاہو خلیفہ کردو اور چاہو نہ کرو پھر
وہاں سے حضرت گھاٹ پر آئے اور آپ نے مرشد آباد میں چار یا
پانچ مقام کئے پھر کوچ ہوا کشتیاں کھلیں ایک بستی کٹوا ہے،
اس کے کنارے کشتیاں جا لگیں ایک شب وہاں رہے اگلے روز وہاں
سے کوچ ہوا کئی روز کے بعد قصبہ ہوگلی کے کنارے ناویں لگیں اگلے
روز صبح کو ناویں روانہ ہوئیں تین یا چار کوس پر وہاں سے پرسٹھا

Marfat.com

جب اس کے مقابل ناویں گئیں تب وہاں نقارہ بجا ملاحوں نے کہا
پرمٹ والے ناویں ٹہرانے کو نقارہ بجاتے ہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ ناویں رُوک دو پھر وہیں ملاحوں نے لنگر کر کے ناویں ٹہرادیں
حضرت قاضی احمد اللہ میرٹھی اور قاضی عبدالستار گڑہ مکتیسری کو،
پرمٹ والوں کے پاس بھیجا وہ وہاں سے محصول کا فیصلہ کر کے آئے
اس عرصے میں کلکتہ کی طرف ایک ناؤ جس کو پینس کہتے ہیں معلوم
ہوئی کہ مانند تیر کے تیز چلی آتی ہے جب کچھ قریب آئی تب معلوم
ہوا کہ اس پر ایک شخص جامہ پہنے اور گولے پر کی پگڑی باندھے
اس پر سوار ہیں پھر جب بہت قریب وہ کشتی آئی تب انہی صاحب
نے پکار کر پوچھا کہ یہی قافلہ حج کو جانے والا ہے ہم لوگوں میں سے کسی
نے جواب دیا کہ ہاں یہی قافلہ حج کو جاتا ہے اور آپ کہاں سے آئے ہیں
انھوں نے کہا میں کلکتہ سے آیا ہوں اور نام میرا امیرالدین ہے ہمارے
اکثر لوگوں نے بسبب خط و کتابت کے اُن کا نام سُن رکھا تھا معلوم
کیا کہ کلکتہ میں میر منشی ہیں پھر انھوں نے پوچھا حضرت جی کہاں تشریف
رکھتے ہیں لوگوں نے بجرے کی طرف اشارہ کیا انھوں نے اپنی ناؤ
لے جا کر بجرے سے لگا دی اور بجرے پر گئے اور حضرت سے کمال تپاک
کے اور اشتیاق کے ملے اور بعد پوچھنے عافیت مزاج کے حضرت سے
کہنے لگے کہ جب آپ نے اپنے وطن شریف رائے بریلی سے مجھ کو

ص اور اسم شریف آپ کا کیا ہے

سرفراز نامہ بھیجا تھا کہ اسکے سال ہمارا ارادہ ہجرت کا ہے
تمہاری طرف ہمارا آنا نہ ہو سکے گا جن صاحبوں کو اشتیاق ا
ہماری بیعت کا ہو وہ ایک مجلس کسی جگہ مقرر کریں اور اپنے
سچے عقیدے سے سب شرک و بدعت اور فسق و فجور سے توبہ
کریں اور سچے دل سے جناب الٰہی میں ساتھ عجز و انکساری کے دعا
کریں کہ خداوندا ہم کو اس توبہ پر ثابت قدم رکھ اور کچھ خیرات
یا شیرینی لوگوں میں تقسیم کر دیں اس لئے کہ لوگوں کو خبر ہو جائے
کہ فلانے فلانے شخص نے بُرے کاموں سے توبہ کی ہے سو ہم لوگ
اس امر کی تجویز میں تھے اسی عرصے میں آپکا دوسرا عنایت نامہ وارد
ہوا اس مضمون ہدایت مشحون کا ابھی ہم نے سفر ہجرت کا موقوف
کیا پہلے ہمارا ارادہ حج کا ہے اور قریب پانسو آدمیوں سے ہم
آتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم صاحبوں سے ملاقات ہوگی سو
ہم لوگوں کو کمال خوشی ہوئی کہ اب اللہ تعالیٰ ہماری مرادیں پوری کریگا
پھر جب اور الطاف نامہ اسی مضمون کا بلدۂ بنارس سے ہم لوگوں،
کے نام آیا ہر ایک کو اشتیاق ہوا کہ آپ کے اُتارنے کو کوئی،
مکان وسیع تلاش کریں پھر اکثر صاحبوں نے موافق اپنے حوصلہ
کے مکان تلاش کئے اور مول لئے میں نے بھی ارادہ کیا کہ کوئی
مکان اندر شہر کے ملے تو بہتر ہے تو موافق خواہش کے ایک باغ

Marfat.com

وسیع سایہ دار اور میوہ دار مجھکو مل گیا وہ میں نے خرید لیا اس
میں میٹھے پانی کے تین تالاب ہیں اور ایک کوٹھی مردوں کے رہنے کو
اور بہت زنانے مکان ہیں کہ اس میں عیالدار لوگ اُتریں سو حاصل اس
کا یہ ہے کہ سب سے پہلے میں آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اوس
اور بہت لوگ میرے پیچھے چلے آتے ہیں میرا حق آپ پر ثابت ہو چکا
ہے آپ میرے ہی باغ میں مع قافلہ چل کر رونق افروز ہوں صرف
اسی واسطے میں آیا ہوں سید صاحب نے فرمایا کہ بیشک آپ ہی پہلے
آئے ہیں اور آپ ہی کا حق ہم پر ثابت ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپ جمع
خاطر رکھیں ہم آپ ہی کے باغ میں چل کر اُتریں گے پھر انھوں نے وہیں
حضرت کے پاس مولانا عبدالحئی صاحب سے ملاقات کی اور اُن سے
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں مولانا عبدالحئی صاحب
نے دوسری ناؤ پر آدمی بھیج کر ان کو بلوایا وہ اسی طرح سفری کپڑے
پہلے پہنے پیچھے اپنی ناؤ سے خشکی میں آئے اور بحرے کی طرف چلے لوگوں
نے منشی امین الدین سے کہا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب آتے ہیں انھوں نے
اس طرف دیکھ کر پوچھا کہ کہاں آتے ہیں لوگوں نے ان کی طرف اشارہ
کیا کہ وہ آتے ہیں منشی صاحب نے جانا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
کوئی اور ہونگے کہا اُن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو پوچھتا ہوں
جو مولانا مرشدنا شاہ عبدالعزیز صاحب کے برادر زادہ ہیں لوگوں

Marfat.com

نے کہا ہاں وہ یہی ہیں منشی جی آبدیدہ ہوکر تعجب میں ہوگئے اور بجرے سے
خشکی میں اُترے دوچار قدم استقبال کرکے ملے اور معانقہ ومصافحہ
کیا اور خیر وعافیت مزاج کی پوچھی پھر مولانا صاحب کو بجرے پر لائے
اور حضرت سے یہ عرض کی کہ ایک بات میں یہ چاہتا ہوں کہ جس دن کوئی
بھائی آپ کی دعوت کرے آپ اس کے مکان پر تشریف لیجائیں اور
جس روز کہیں دعوت نہ ہو اس روز آپ میرے یہاں کھائیں اور کلکتہ
سے کشتیوں پر اور لوگ حضرت کی ملاقات کو اس وقت آتے تھے اُن کی
طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ لوگ آتے ہیں مجمع ہوجاویگا فرصت نہ ملیگی
آپ جلد میرے سوال کا جواب دیویں میں رخصت ہوؤں حضرت نے فرمایا
اس کا اقرار تو ہم نہ کرینگے اس کو یوں ہی اللہ تعالیٰ پر رہنے دو انھوں نے
کہا یہ بھی تو اللہ ہی کی طرف سے ہے آپ مانیں یا نہ مانیں میں یوں ہی کرونگا
اس عرصے میں وہ لوگ بھی آپہنچے اور حضرت سے ملے اور اپنے اپنے مکان
پر اُتارنے کے لئے کہنے لگے کوئی کہتا تھا کہ میں نے اس قیمت کو آپ کے لئے
مکان مول لیا ہے اب آپ جیسا مناسب جانیں ویسا فرمائیں حضرت نے
فرمایا تم سب آپس میں صلاح کرکے اتفاق کرلو ہم تو سب بھائیوں
کے مہمان ہیں جو کوئی ہم کو لیجاویگا اس کے یہاں جاوینگے اور اس کی
مہمانی کھاوینگے ایک شخص کا نام رمضانی تھا اس سے منشی امین الدین
نے کہا کہ میں حضرت سے اول تم سے عرض کرچکا ہوں کہ میں اپنے مکان

Marfat.com

پیرا تارونگا اور جس دن کہیں دعوت نہ ہو گی میں کھانا بھیجونگا اب
تم سب صاحب کو اختیار ہے شوق سے حضرت کی دعوت کرو میں اس
میں راضی ہوں اور اب تم حضرت سے بیٹھ کر باتیں کرو میں اپنے مکان
کو جاتا ہوں یہ کہہ کر منشی جی رخصت ہوئے اور وہ لوگ حضرت
کے روبرو آ بیٹھے اس میں کہنے لگے کہ حضرت کا منشی جی کے مکان پر اترنا
ایک بات کے لئے تو بہتر ہوا کہ منشی جی براہ راست پر آجاوینگے اور
اُن کے سیدھے ہونے سے اور بہت لوگ ہدایت پا جاوینگے پھر اُن سب
نے حضرت سے عرض کی کہ ہم رخصت ہوتے ہیں اب آپ کی کشتیاں
کھلنے کا بھی وقت قریب ہے یہ کہہ کر وہ سب اپنی اپنی ناؤ پر سوار
ہو کر روانہ ہوئے اس میں ہمارے لوگ حضرت کے سامنے آ بیٹھے پر
کہنے لگے اتنے لوگ آئے اور گئے بھی مگر یہ ذکر کسی سے نہیں کیا گیا کہ
وہاں کلکتہ میں گھاٹ پر چل کر اسباب اور سواریوں کی تلاش کا
کیا حال ہوگا یہاں کلکتہ میں کوئی چھپری بلکہ لاٹھی تک باندھ کر نہیں جانے
پاتا ہے اور یہاں ہم لوگوں کے پاس تھوڑا اسباب بھی ہے اور سواریاں بھی
ہیں حضرت نے فرمایا کہ بات تو تم نے اچھی کہی اور وہ لوگ چلے گئے
اب یہاں اللہ تعالیٰ ہے اس سے دعا کرنی چاہیئے اس نے اپنے فضل
کرم سے ہم سب کو یہاں تک پہونچایا اور وہی ہماری سب مشکلیں
آسان کر دیگا یہ فرما کر آپ سر بسجدہ جناب باری میں ساتھ کمال

Marfat.com

الحاح وزاری وعجز وانکساری کے دعا کرنے لگے اور بہت دیر تک دعا
کی پھر بعد فراغ دعا کے آپنے فرمایا کہ اس سفر میں ایک جگہ اس بات
کا مجھے خیال آیا کہ لوگوں سے سنتے ہیں کہ کلکتہ میں میٹھے پانی کی قلت
بہت ہے سو مجھکو تو شاید لوگ پیر سمجھکر کہیں نہ کہیں سے میٹھا پانی لادینگے
مگر اپنے بھائی مسلمان جو میرے ساتھ ہیں ان کو کیونکر ملیگا اس تشویش
میں تھا کہ جناب الہی سے الہام ہوا کہ ہم تو تجھ سے پہلے پہلے ہی کہہ چکے ہیں
کہ یہ سب لوگ تیرے ہمراہی ہمارے مہمان ہیں جس طرح آرام سے ان کو
لئے جاتے ہیں اُسی طرح ساتھ آرام کے لے آوینگے پھر تو کیوں اس کا فکر و
تردد کیا کرتا ہے اور جس چیز کی تو ان کے لئے تشویش کرتا ہے
سو اس کے لئے وہاں تو انھیں کا محتاج ہوگا سو یہی بات ظہور میں
آئی کہ منشی امین الدین نے آتے ہی پہلے یہی خوشخبری سنائی کہ میرے
باغ میں تین تالاب میٹھے پانی کے ہیں سو فی الحقیقت میں اُن کا محتاج
ہونگا اس لئے کہ وہی لوگ تالاب سے لاکر مجھکو پلاوینگے اس عرصے
میں اور بہت سے لوگ کشتیوں پر سوار ہوکر آپہنچے اور کہنے لگے
حضرت ناویں کھلوائیے بھاٹا شروع ہوگیا وہاں دریا کا رات دن
میں دو حال رہتا ہے ایک بار جوار یعنی پانی بڑھنا اور بھاٹا
یعنی کم ہونا پانی کا اس کو عربی میں مد اور جزر کہتے ہیں پھر کشتیاں

Marfat.com

کھُل کر روانہ ہوئیں کلکتہ میں جو بالو گھاٹ مشہور ہے کچھ دن رہے وہاں
ناویں جا لگیں پھر رات بھر وہیں گھاٹ مذکور پر سب لوگ رہے
صبح کو سویرے منشی امین الدین اپنے لوگوں سے طرح طرح کی سواریاں
لے کر حاضر ہوئے خدا جانے کتنی پینسیں اور ڈولیاں اور گاڑیاں
اور کھڑکھڑیاں اور بگھیاں اور کراچیاں تھیں چھکڑے تامدان اور
ہوادار تھے اور صدہا مزدور پھر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو خبر
ہوئی کہ منشی امین الدین صاحب سواریاں مزدور باردار لے کر حاضر
ہیں یہ سُن کر پھر حضرت بجرے سے اُتر کر ایک بڑی سطرنجی دریا کے
کنارے بچھوادی اور اس پر سب کو آپ نے بٹھایا پھر منشی جی نے عرض
کی کہ ہر قسم کی سواریاں زنانی اور مردانی حاضر ہیں جیسا ارشاد ہو
کیا جاوے پھر حضرت نے ہر کشتی کے سرگروہ کو بلایا اور اُن سے فرمایا
کہ ہر کشتی کے سامنے تین تین چار چار ڈولیاں پینس وغیرہ بلوالو اور
بجائے قنات کے جاجمیں پکڑ کر کھڑے ہو جاویں اور عورتیں ڈولیوں،
پینسوں میں سوار ہونے لگیں پھر منشی جی نے عرض کی کہ جو بھاری اسباب
ہیں اُن کے اٹھانے کی آپ تشویش نہ کریں وہ ہمارے لوگوں کو آپ
دکھلا دیویں پھر اسی طرح سے باغ میں جا کر آپ کے لوگ پہچان،
کر لے لیوینگے ایک ذرہ کسی کے اسباب میں انشاء اللہ تعالیٰ فرق

Marfat.com

فرق نہ پڑیگا پھر جب زناتی سواریوں سے کشتیاں خالی
ہوگئیں تب ہر کشتی پر چار چار یا پنج پانچ آدمی واسطے محافظت
اسباب کے رہ گئے اور باقی سب حضرت کے ہمراہ باغ کو روانہ
ہوئے تیسرے بھی بشمار سواریاں بچ رہیں اور خالی پھر گئیں پھر
منشی کے لوگوں نے واسطے اسباب اُٹھانے کے کشتیوں پر ایک
ہلہ کیا کہ تھوڑے عرصے میں سب اسباب اٹھا کر کراچیوں پر
رکھ دیا اور کشتیاں خالی ہوگئیں اور کراچیاں باغ کو روانہ
ہوئیں اور وہاں سے باغ کم یا زیادہ دو کوس تھا اور
میں گھاٹ پر واسطے حساب و کتاب اجرت اور انعام ملاحوں
کے رہ گیا اور سب کے پیچھے ملاحوں کو لے کر باغ میں گیا اور اپنے
لوگوں سے میں نے پوچھا کہ وہاں سے یہاں تک کسی جگہ اسباب یا
ہتھیاروں کی بابت روک ٹوک تو نہیں ہوئی تھی انھوں نے کہا
کہ گھاٹ سے یہاں تک دو رویہ بازار سے تھے اور ہر قسم
کے لوگ ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ وغیرہ تھے اور اکثر،
ان میں ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور
کہاں سے آئے ہیں اور ہتھیار بھی کھلے ہوئے کراچیوں میں
لئے جاتے ہیں اور مال و اسباب بھی بعض کہتے تھے کہ ڈاکو تو نہیں

Marfat.com

ہیں یہ لوگ تو اشراف واچھے معلوم ہوتے ہیں اگر کہیں کا
راجہ کسی الزام سے پکڑ آیا ہو تو عجب نہیں اور جن کو خبر
پہونچ گئی تھی وہ کہتے تھے یہ پیرزادے ہیں قافلہ لئے حج
کو جاتے ہیں یہ حال تھا جب ہم لوگ باغ میں داخل ہوئے تو
سب عورتیں ایک مکان میں اُتاری گئیں اور تمام مکانوں میں
فروش اور اسباب ضروری کی تیاری ہو رہی تھی سواب حضرت علیہ الرحمۃ
کی تجویز سے عورتیں جُدے جُدے مکان میں اُتاری جاوینگی پھر
میں کئی آدمیوں کو لے کر اُن مکانوں کو دیکھنے گیا کسی مکان میں
پلنگ بچھا تھا کسی میں شطرنجی کسی میں جاجم کسی میں چٹائی بچھی تھی
اور اسباب ضروری گھڑے بدھنے جھاڑو وچراغ تیتی وغیرہ ہر مکان
میں موجود تھی پھر وہاں سے مردانے مکانوں میں گیا وہاں بھی
چٹائیوں کے فرش بچھے ہوئے تھے اور سولہ پائخانے اور چار)
غسل خانے مردانے تھے اور زنانے ہر مکان میں پائخانہ وغسلخانہ
جدا تھا پھر اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ نے جاکر وہ ہر ایک زنانے
مکان اور مردانے مکان دیکھے اور جس کے لئے جو مکان مناسب
جانا اس میں اس کو اتارا اور جو کوٹھی سے ملا ہوا ایک احاطہ تھا
اس کے اندر حضرت نے اپنے اہل وعیال اور عزیز واقربا اُتارے
اور بی بی رقیہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی ہمشیرہ بھی اُسی احاطہ میں

Marfat.com

اُتریں اور جو تیدرہ بیس آدمی رہ گئے اُن کو مکان نہ ملے انھوں
نے اسی باغ میں اپنی ٹاٹ کی یالیں کھڑی کرلیں اور ان میں اُترے
اور جس روز سے حضرت اس باغ میں تشریف لائے تب سے تین
دن تک دونوں وقت منشی امین الدین کے یہاں سے کھانا آیا
اور سب قافلے کے لوگوں نے کھایا اس میں دونوں وقت بہت
نفیس اور مکلف کھانا کئی طرح کا آیا قورمہ بھی تھا اور شیرمال
بھی تھی باقرخانی بھی تھی اور زردہ ماہی پلاؤ اور بکری کے
گوشت کا پلاؤ اور کئی قسم کے مربے اور اچار تھے اور حضرت کے
لئے اس سے بھی مکلف خوانوں میں آتا تھا اور حضرت کے ٹہلنے
مکان میں جاتا تھا اور حضرت وہیں تناول فرماتے تھے پھر ایک
روز حضرت نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ کھانے کا کیا حال ہے ہم لوگوں
نے عرض کی کہ کھانا بہت اقراط سے اور بہت عمدہ آتا ہے مگر طرح
طرح کا آتا ہے تقسیم کرنے میں مشکل ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ منشی
جی کے آدمی جو کھانا لاتے ہیں اُن سے اب کی بار کہہ دو کہ تم ایک
قسم کا کھانا ہمارے یہاں لایا کرو طرح طرح کا تکلفی کھانا لانا
کیا ضرور اول تو ہم لوگ تکلف والے ہیں نہیں اور دوسرے تقسیم
کرنے میں ہم کو مشکل ہوتی ہے پھر یہی بات ہم نے اُن کے آدمیوں
سے کہی انھوں نے جاکر منشی جی سے عرض کی کہ سید صاحب کے لوگ

Marfat.com

اس طرح کہتے ہیں وہ اپنے دل میں سمجھے کہ شاید ہمارے باورچی
کچھ کھانے کے تکلف میں کچھ قصور کرتے ہیں سو سید صاحب کے
لوگوں نے اس کو اس تقریر سے کہا پھر وہ اپنے داروغہ سے خفا
ہو کر کہنے لگے کہ تم کیسا کھانا سید صاحب کے لوگوں کو بھیجتے ہو
جو وہ اس طرح کہتے ہیں خبردار بہت عمدہ اور مکلف کھانا بھیجا کرو
اور کسی امر میں قصور نہ ہونے پاوے پھر اس روز شام کو اور بھی تکلف
کر کے طرح طرح کا کھانا وہ لوگ لائے ہم نے اُن سے کہا کہ بھائیو
یہ تم اسی طرح کا کھانا لائے ہم نے تم سے کہا تھا کہ ہر ایک قسم کا
کھانا لایا کرو ہم کو بانٹنے میں حیرانی ہوتی ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے اسی
طرح سے آپ کا پیام منشی جی سے کہا تھا مگر وہ اُلٹا سمجھے اور اپنے
داروغہ پر خفا ہوئے اور تاکید اُن سے کہا کہ بہت عمدہ اور مکلف کھانے
وہاں بھیجا کرو سو انھوں نے موافق فرمانے اُن کے یہ کھانے بھیجے ہم تو نوکر
ہیں ہماری اس میں کیا خطا پھر ہم نے جا کر یہی ماجرا حضرت سے عرض کیا
آپ نے فرمایا خیر کیا مضائقہ اب تو تم اسی طرح تقسیم کر دو انشاء اللہ
تعالیٰ کل ہم خود جا کر منشی صاحب کے مکان پر اُن کو سمجھا دینگے پھر ہم
کھانے کے پاس آئے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت نے کیا فرمایا ہم
نے حضرت کا کہنا اُن سے بیان کیا منشی جی کے لوگ بھی وہیں حاضر تھے یہ
سُن کر انھوں نے جا کر منشی جی سے کہا کہ وہاں اس وقت کھانے کی یہ

Marfat.com

یہ گفتگو ہوئی سو کل اسی لئے سید صاحب آپ کے پاس آوینگے یہ خبر
سُن کر منشی جی کو تردد ہوا اور اگلے روز سورج کے نکلتے ہی حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت سے دیر تک اور اور
باتیں کرتے رہے پھر حضرت نے کہا آپ کھانے میں بہت تکلف کرتے
ہیں ایسا نہ چاہئے ہم لوگ تو ماش کی دال کی کھچڑی یا ماش کی دال
چاول کھانے والے ہیں انھوں نے عرض کی کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں ہم
کس لائق ہیں جو آپ کے لائق مکلف کھانا پکوائیں آپ کے واسطے
تو جس قدر کسی سے کھانے میں اور خدمت گاری میں ہو سکے وہ تھوڑا
ہے اور ہم نے تو اپنی اس عمر میں سب طرح کے کھانے کھائے بھی اور
کھلائے بھی ہیں لوگوں کو اور سب طرح کے آدمیوں سے ملاقات کی
ہے مگر آپ سے خاکی ربانی خدا پرست بے ریا نہ اپنی آنکھوں کبھی دیکھے
اور نہ کسی سے ہم نے سنے آپ اسی طرح رہنے دیویں جو کچھ دال دلیا آتا
ہے اس کو قبول فرماویں اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ طرح
طرح کی خدمتگزاری سے تو یہی بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل
ہو سو وہ کام آدمی کرے کہ اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور اسراف
اور ریا اور نمود سے پاک ہو تب وہ کام لائق رضامندی کے ہو اور
یہ جو آدمی کے پاس روپیہ پیسا و اسباب ہوتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ
ہی کو ایک دن اس کا حساب دینا ہوگا اس کو بیجا برباد کرنا نہ چاہئے
اُسی کے فرمانے کے موافق اس کو صرف کرنا چاہئے سو حاصل کلام

Marfat.com

یہ ہے کہ اس کی راہ ہم تم کو بتادیں وہ یہ ہے غرض تو کھانے سے
پیٹ بھرنا ہے سو آپ ہم لوگوں کے واسطے ایک قسم کا کھانا جیسا،
چاہیں ویسا بھیجا کریں اور طرح طرح کے کھانوں کا تکلف کچھ ضرور
نہیں ہے اور ہم آپ کے لئے جناب الٰہی میں دعا کرینگے اللہ تعالیٰ
تمہارے یہاں خیر و برکت کرے منشی جی نے عرض کی کہ مجھکو آپ کا
فرمانا منظور ہے پھر حضرت نے اُن کے واسطے دعا کی اور فرمایا ہم دعا
تو تمہارے لئے بہت کرینگے مگر انشاء اللہ تعالیٰ خاص اس دعا کا اثر
تم اپنے اندر دیکھ لینا اور بعد چار یا پانچ روز کے تم چالیس پچاس اپنے
شہر کے اچھے اچھے مسلمان ایک جگہ جمع کرنا ہم کچھ خدا اور رسول کا ذکر
بیان کرینگے تمہارے سبب سے وہ بھی سُن لینگے تم کو اور ان کو ا
سب کو دین و دنیا دونوں کا فایدہ ہوگا پھر بعد اس کے تین وقت
اور اُنھوں نے دعوت کی کسی وقت تو پلاؤ آتا تھا کسی وقت زردہ
فقط اور ایک روز کچھ دن چڑھے منشی جی باغ میں حضرت کے پاس
آئے اور دیر تک حضرت سے باتیں کیا کئے اس میں حضرت نے اُن سے
فرمایا کہ منشی بھائی رستے میں ہم سنتے تھے کلکتہ میں ملیریا یا کی
بڑی قلت ہے اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے تم نے ہم لوگوں کو اچھے
کشادہ مکان میں اُتارا جہاں تین تالاب عنایت الٰہی سے بھرے
ہیں منشی جی نے عرض کی کہ حضرت ان تینوں تالابوں کا یہ معاملہ ہے
کہ کوٹھی کی جانب شمال جو تالاب ہے جس کی سیڑھیاں کوٹھی کی

Marfat.com

بجانب شمال جو تالاب ہے جس کی سیڑھیاں کوٹھی کی دیوار سے باہر
کے اندر تک ہیں وہ تو صرف پینے کے لئے ہے اور یہ تالاب چشمہ دار ہے
اور دوسرا تالاب کوٹھی سے جنوب طرف گاڑی بھر فاصلے پر ہے وہ
فقط کپڑے دھونے کا ہے اور یہ چشمہ دار نہیں ہے اور جو تالاب شرقی
اور شمالی کونے پر ہے وہ غسل اور وضو کے لئے ہے مگر آپ کو اختیار
ہے جیسا چاہیں ویسا کریں، اور اس باغ کے میوے آپ کی نذر ہیں،
خرچ کو چاہیں آپ کھلاویں اور اس باغ کا یہ حال تھا کہ قسم قسم کے
اس میں میوے دار درخت خوبصورتی کے ساتھ موقع موقع پر لگے
تھے نارنگی لیمو چکوترے سنترے انجیر انار توت امرود ناریل کیلہ،
سیاری آم اناس انگور وغیرہ اور منشی صاحب کی یہ پیروانگی
حضرت کے لوگوں کے لئے تھی کہ جو میوہ چاہیں درخت سے توڑ کر
کھاویں کوئی باغبان ان کو نہ روکے نگران لوگوں کو یہ احتیاط،
تھی کہ درخت کا گرا ہوا میوہ بھی زمین سے نہ اٹھاتے تھے درخت،
سے توڑنے کا تو کیا ذکر جو ڈالیوں میں لگ کر حضرت کے پاس میوہ اکثر
آیا کرتا تھا اسے آپ اس کو تقسیم کرتے تھے وہ تو البتہ لوگ کھاتے تھے
اور کچھ نہیں پھر جب منشی جی اپنے مکان کو چلنے لگے تب انھوں نے
حضرت سے عرض کی کہ آپ کو میرے غریب خانے تشریف لے جانا
ہوگا وہاں میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کرونگا اور میرے
اہل وعیال بھی کرینگے حضرت نے فرمایا کہ جس وقت کہو ہم حاضر ہیں
چلینگے پھر منشی جی اپنے مکان کو گئے اور بیعت جاری تھی ہر روز سیکڑوں

Marfat.com

آدمی شہر کے آتے تھے اور بیعت کرتے چلے جاتے تھے پھر اس کے
اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ نماز فجر کی پڑھ کر سورج نکلے کوٹھی کی
چھت پر سائبان کے آگے چھوٹی چارپائی پر تکیہ لگائے ہوئے بہت،
نشاش لیٹے تھے اور مولانا عبدالحئی صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب
اور حاجی عبدالرحیم صاحب اور یان سات ہم لوگ بھی وہیں حاضر تھے
حضرت کو نشاش دیکھ کر ہم لوگ آپس میں کہنے لگے کہ حضرت کے چہرۂ
مبارک پر اس وقت نشاشت بہت معلوم ہوتی ہے شاید کچھ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام یا اشارہ کسی طور سے ہوا ہے یا کچھ اللہ
و رسول کا کلام ہم لوگوں کو سنایا چاہتے ہیں اس میں مولوی محمد یوسف
صاحب نے حاجی عبدالرحیم صاحب سے آہستہ سے کہا کہ اس وقت سید
صاحب بہت نشاش بیٹھے ہیں کوئی بات پوچھو کہ آپ اس کا بیان
کریں اس عرصے میں سید صاحب نے خود مولانا عبدالحئی صاحب سے فرمایا
کہ مولانا صاحب آپ کو لکھنؤ کی بات یاد ہے انھوں نے عرض کی کہ ارشاد
کیجئے تو معلوم ہو فرمایا وہ جو آپ نے کہا تھا کہ یہ لاکھوں آدمیوں کا شہر
ہے اور عجیب ہے کہ لوگوں کو ہدایت جیسا کہ چاہئے نہیں ہوتی ہے اس کے
جواب میں میں نے آپ سے تین بار کہا تھا کہ آپ کا دل بہت چاہتا ہے
کہ لوگوں کو ہدایت ہو آپ نے تینوں بار یہی فرمایا تھا کہ ہاں میرا دل،
بہت چاہتا ہے اور یہ پورا قصہ حالات لکھنؤ میں لکھا گیا ہے یہ سن کر
مولانا عبدالحئی صاحب نے عرض کی کہ ہاں اب یاد ہوا آپ نے فرمایا خیر جو

Marfat.com

وہاں ہدایت خلایق کا جو کچھ حال ہوا تھا سو وہ تم نے دیکھا ہی تھا مگر
اب ہم اپنے تکیہ پر سے یہ بات اپنے دل میں سوچتے آتے تھے کہ ہمارے پاس زادراہ
کو تو ایک جبہ نہیں سوا گر کوئی صورت خرچ کی ہو گئی تو حج کو اب کے سال
چلے جاوینگے والا محنت مزدوری کرینگے اس میں چاہو برس گذریں جب بخوبی
خرچ جمع ہو گا تب حج کے لئے جہاز پر سوار ہونگے بلکہ یہی بات اپنے سب اپنے
ہمراہیوں سے کہہ دی تھی کہ راہ سفر میں جب خرچ کی ضرورت ہو گی تب اس
کے واسطے محنت مزدوری بھی کرنا ہو گی اور چکی بھی پیسنی ہو گی اور گھاس بھی
چھیلنی پڑیگی اور ہر طرح کی مزدوری جو جس سے ہو سکے گی کرنی پڑیگی میرے
پاس کچھ خرچ نہیں ہے اسی قرار پر اتنے لوگ ہمارے ہمراہ آئے سو یہاں آکر
اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی معاملہ اس کے خلاف بدل دیا اور وہ خیال ہمارا سب
غلط ہو گیا اور اس معاملہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو آگاہ کر دیا ہے انشاء اللہ
تعالیٰ اب دیکھنا کس طرح سے باب ہدایت کا کھلتا ہے اور کس طرح سے
فراغت اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے لئے کرتا ہے کہ اس کا بیان ہم سے نہیں ہو سکتا
ہم تو بیعت لیتے لیتے لوگوں سے تھک جاوینگے اور تم وعظ کہتے کہتے تھک جاؤ گے
اور لوگوں کی کثرت کم نہ ہو گی انتہیٰ پھر ایک روز بعد صبح کے منشی امین الدین
باغ میں آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کو پینس میں سوار کرا کے اپنے یہاں لے گئے اور
وہاں حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی پھر اپنے زنانے مکان میں لے گئے اور
اپنے اہل وعیال سے بیعت کرائی پھر وہاں سے حضرت مردانے مکان میں تشریف
لائے اور جو کچھ منشی جی کو نصیحت کرنی تھی وہ کی اور منشی جی کا ظاہر یہ

Marfat.com

حال تھا کہ جو کچھ فسق و فجور کے سب افعال ہیں سب میں مبتلا تھے اور مذہب
سنت والجماعت کا ایسا جانتے تھے جیسا کہ اور روافض خوارج اور نواصب
وغیرہم کا ہے نہ کچھ اس مذہب کی خوبی کو جانتے تھے اور نہ اس مذہب مخالف
کی بُرائی اپنے عقیدے سے یہ جانتے تھے جیسے اور ہیں ویسا یہ بھی سنیوں کا مذہب
ہے پھر منشی جی نے حضرت سے عرض کی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر
بیعت تو کر لی مگر میں ہر ایک فسق و فجور میں گرفتار ہوں اپنے آپ کو ایسا نہیں
پاتا ہوں کہ جن بُرائیوں سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اُن سے باز رہوں
آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے اس توبہ پر
ثابت قدم رکھے بغیر تائید الٰہی کے کوئی صورت میرے بچنے کی نہیں ہے پھر حضرت
نے سر کھول کر ان کے واسطے دیر تک ساتھ کمال وزاری اور عجز و انکساری کے
دعا کی اور فرمایا کہ منشی بھائی اس فسق و فجور کے ترک کرنے پر کمر ہمت کی باندھو
اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ تم بچا ویگا اور فرمایا کہ اس دن جو ہم نے تم سے
کہا تھا کہ ایک روز تم لوگوں کو جمع کرو تو ہم تم کو اور اُن کو ذکر اللہ اور وعظ
و نصیحت سُنا دیں سو اب کسی دن یہ کام کرو انھوں نے عرض کی کہ جس روز
ارشاد ہو میں لوگوں کو جمع کروں آپ نے فرمایا کل سویرے سورج نکلے سب
کو ہمارے وہاں باغ میں لاؤ انھوں نے اس بات کا اقرار کیا پھر حضرت
وہاں باغ میں تشریف لائے پھر اگلے روز سورج نکلے منشی جی دُہائی تین
سو آدمیوں سے باغ میں سید صاحب کے پاس آئے اور کوٹھی میں بیٹھے

Marfat.com

پھر پہلے سید صاحب نے دعا کی کہ الٰہی جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بیان کرونگا
اور ہدایت بندوں کی تیرے اختیار میں ہے تو مجھ اپنے فضل وکرم سے ان،
بھائیوں کو ہدایت دے کر اور شرک وبدعت سے اور فسق وفجور سے
ان کو محفوظ رکھ اور سنت وتوحید پر ان کو قایم رکھ اسی طور کے اور طرح
طرح کے الفاظ فرمانے کے بعد فراغ دعا کے وعظ سورہ فاتحہ کا شروع
کیا اور انواع حکمتوں وقدرتوں اور نعمتوں الٰہی کے سے بیان
کرنے لگے اور لوگ سنتے تھے بلکہ بعضے بعضے بیہوش ہو جاتے تھے اس روز کوئی
تین گھڑی تک حضرت نے وعظ فرمایا اور بعد وعظ کے آپ نے دعا کی اور
سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جن بھائیوں کا دل چاہے وہ اسی وقت
روز تشریف لایا کریں اور خدا اور رسول کا ذکر سن کر چلے جایا کریں بعد
اس کے اکثر لوگوں نے حاضرین میں سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر رخصت
ہو کر سب اپنے اپنے مکان کو گئے اور اسی طرح بعد نماز فجر کے سید صاحب نے
پندرہ بیس روز تک وعظ فرمایا اور دو دو ہزار سے زیادہ علما و درویش
ہر روز آتے تھے اور غربا لوگوں کا تو کچھ شمار نہ تھا اور اکثر لوگ ہر روز سید
صاحب کے رو بر و کہتے تھے کہ حضرت ہم تو سوائے نام مسلمانی کے اور کوئی
بات اسلام کی نہیں جانتے تھے اسلام کا حال آج ہم نے آپ کی زبان
ہدایت نشان سے سنا اور گویا آج ہی مسلمان ہوئے اور اکثر کم علم آدمی
آپس میں کہتے تھے امام مہدی یہی ہیں یہ بات سن کر عالم لوگ کہتے کہ اس

Marfat.com

طرح نہ کہو یہ کہو کہ نائب رسول اللہ ہیں پھر بعد آٹھ دس روز کے وہاں کثرت بیعت کا یہ حال ہوا کہ صبح سے پہر رات تک مردوں عورتوں کا ہجوم رہتا حضرت علیہ الرحمۃ کو سوائے نماز پڑہنے اور کھانا کھانے اور جائے ضرور پیشاب جانے کے کچھ فرصت نہیں ملتی تھی تمام دن واسطے بیعت کے ہزاروں مرد وزن کی کثرت رہتی تھی اور رات کو عورتوں کا ہجوم ہوتا کوٹھی کے زنانے مکان کے متصل کا کمرہ تین چار سو عورتوں سے بھرا جاتا اور سید صاحب کمرے کے دروازے پر تشریف لاتے اور دو تین پگڑیاں اُن میں پھیلوا دیتے اور فرماتے کہ ان کو سب مل کر پکڑو جب وہ پکڑتیں تب آپ اُن سے الفاظ بیعت فرماتے اور کھلواتے پھر کمرہ اُن سے خالی کرا کے اور عورتوں سے بھرتے اسی طور ان سے بیعت لیتے ہر شب کو آٹھ دس بار عورتوں سے وہ کمرہ بھرا جاتا اور خالی کیا جاتا تھا اور عورتوں کے پاس تھالی یا کسی اور برتن میں کچھ مٹھائی اور بتاسے چونی یا اٹھنی یا روپیہ ضرور ہوتا کئی آدمی اُن سے مٹھائی وغیرہ لے کر کمرے کے ایک کونے میں ڈالتے جاتے تھے اور ہر ایک عورت ایک بتاسہ لے کر آتی اور حضرت سے عرض کرتی کہ آپ اس میں اپنے لب مبارک لگائیے سو وہ بتاسوں میں لب لگاتے لگاتے ہونٹوں میں چھالا پڑ گیا تھا جس روز سے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ منشی امین الدین صاحب وکیل کمپنی کے باغ میں مع قافلہ فروکش ہوئے اسی روز سے بلاکیر نام ایک انگریز

Marfat.com

کلکتے کا کوتوال آپ کے پاس حاضر ہوا اور جو کچھ حضرت آپ یا مولانا
عبدالحئی صاحب وعظ ونصیحت مسلمانوں کو فرماتے تھے سب کے ساتھ
مودب کھڑا ہو کر وہ بھی سُنا کرتا تھا اور بعد دو چار گھڑی کے پھر
واسطے بندوبست شہر کے چلا جاتا تھا پھر اپنے کار ضروری سے فراغت
کر کے آتا تھا اور حاضر رہتا تھا اسی طور چار یا پانچ بار ہر روز اس
کے آنے کا معمول تھا اور کمال محبت واخلاص آپ کے ساتھ رکھتا تھا
حضرت کو وہاں اُترے کم وزیادہ ایک ہفتہ ہوا ہوگا اسی عرصے
میں ادھر فرخ آباد کے رافضیوں نے ایک بڑا بھاری محضر کوئی ڈیڑھ
سو مہروں اور گواہیوں کا وہاں کے لاٹ کے پاس بھیجا اظہار اس
میں یہ تھا کہ ایک شخص میر احمد نام نواب وسیر خاں ڈاکو کے لشکر کا
نشان بردار کہ ہمیشہ ہمراہ لشکر نواب ممدوح کے تمام شہروں اور
بستیوں کو لوٹا مارا کرتا تھا جب نواب صاحب موصوف سرکار کمپنی سے
مل گیا اور اپنی جاگیر سرکار کمپنی سے لے کر لوٹنے مارنے سے کنارہ گیر ہوا
تب اس شخص مذکور نے پیری ومریدی کا ڈول ڈالا لاکھوں شرفا
اور غربا ہندوستانی اس کے مرید ہوئے ہیں اور ہر روز ہوتے جاتے
ہیں اور یہ شخص محض امی بے علم ہے مگر دو عالم متبحر مولوی عبدالحئی صاحب
اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نام اس کے ہمراہ ہیں جو کچھ لوگوں سے
فتوحات حاصل ہوتا ہے وہ آپس میں جو جو اس کے شریک ہیں،

Marfat.com

تقسیم کر لیتے ہیں یہی پیشہ اپنے معاش کا اُن سب نے مقرر کیا ہے
اور ارادہ اُن کا یہ ہے کہ ہم کلکتہ میں جاکر کمپنی سے جہاد کرینگے اور
ان کو مار کر ملک پر ہم قابض اور متصرف ہونگے سو ہم سب نے سرکار کمپنی
کی خیر خواہی سمجھ کر یہ محضر ارسال کیا ہے کہ سرکار سے اس کا تدارک
کیا جاوے انتہیٰ اور یہ محضر کلکتہ کے لاٹ کے پاس بھیجا اُس نے
بلاکر کوتوال کو دکھایا اور فرمایا کہ جلد از جلد اس کا بندوبست کرو
وہ کوتوال حضرت علیہ الرحمۃ کا بڑا مخلص اور آپ کے حال سے بہت
واقف تھا اور جانا کہ یہ حاسدوں اور مفسدوں کا افترا ہے اُس لاٹ
سے کہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے دو فرقے ہیں ایک سنی اور ایک
شیعہ جن کو رافضی بھی کہتے ہیں اور دونوں میں عداوت دینی ہے سو یہ سید
صاحب اور اُن کے سب رفیق سنی ہیں اور جنھوں نے یہ محضر بھیجا ہے
وہ رافضی ہیں صرف عداوت دینی سے یہ تہمت ان پر کی ہے ان کا
ذمہ دار میں ہوں جب تک یہ سید صاحب یہاں رہینگے اگر کسی
طور کا شر و فساد اُن سے یا ان کے لوگوں سے ظہور میں آوے اس کی
جوابدہی سرکار کمپنی میں میں کرونگا اور اس امر کا ضمانت نامہ
لکھ کر اس لاٹ کو حوالے کیا اور سید صاحب سے اس کو اس قدر محبت
تھی کہ تیس چالیس چپراسی اس نے صرف اس لئے باغ میں مقرر کر دیئے تھے کہ جو
سودا سید صاحب کے لوگوں کو حاجت ہو تم لا دیا کرو اور ہر قسم کے سوداگر کے دکاندار کو باغ

Marfat.com

کے دروازے پر بازار لگوادی کہ کسی بات کا کسی کو حرج نہو اور جو اہل شہر
مسلمان سید صاحب کے مرید ہوئے ان کو شجرے کی خواہش ہوئی سو جتنے شخص
قافلہ میں لکھنا جانتے تھے لکھنے لگے اور شجرے دو قسم کے تھے ایک مختصر تھا اور دوسرا
مفصل اور طویل تھا شجرہ تو لوگ آٹھ آنہ کا لیتے تھے اور مفصل ایک روپے
کا صدہا روپے لوگوں نے کمائے یہ خبر وہاں کے کتاب چھاپنے والوں
کو ہوئی کہ شجرے اس قیمت بکتے ہیں اُنھوں نے ہزاروں بلکہ لاکھوں شجرے
چھاپ ڈالے اور اُن کے آدمیوں نے باغ کے دروازے پر شجروں کی دکانیں
لگائیں پہلے تو انھوں نے بھی روپے روپے کا شجرہ بیچا پھر کئی دن کے بعد
بارہ آنہ کا شجرہ لگا دیا پھر آٹھ آنے پھر چار آنے شجرہ پھر دو آنے شجرہ ہو گیا
(حکایت)
جتنے علما اور فضلا اور مولوی اور مدرس کلکتہ کے تھے سب نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے
دست مبارک پر بیعت کی الا مولوی غلام سبحان مدرس کہ وہ بڑے منطقی اور
فلسفی اور عالم متبحر تھے اُنھوں نے بیعت نہ کی اور حضرت علیہ الرحمۃ کے معتقد ہوئے
اکثر علما ان کے درپے ہوئی کہ تم کو کس بات کا انکار ہے جو تم نے بیعت نہ
کی اُنہوں نے جواب دیا کہ میں تو بیعت نہ کروں گا اور کسی کو بیعت کرنے سے
منع بھی نہیں کرتا ہوں جس کی طبیعت میں آوے وہ بیعت کرے یہ بات میری
فہم میں نہیں آتی ہے کہ تمام لوگ بھیڑ یا دہسان بیعت کرتے چلے جاتے
ہیں یہ کیا معاملہ ہے بلکہ ایک بار اپنے دل میں مشکل مسئلہ پوچھنے کے ارادہ

Marfat.com

سے کئی عالموں کو ساتھ لے کر رات کو باغ میں حضرت کے پاس آئے اور کچھ
انسیار عب الٰہی ان پر چھا گیا کہ جو مسئلہ پوچھنے آئے تھے وہ تو نہ پوچھا گھبرا کر تقدیر
کا مسئلہ پوچھ بیٹھے ان کے ساتھ جو اور مولوی تھے اُنھوں نے کہا کہ مولوی صاحب
آپ کیا سوال کرتے ہیں، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بھی کام کی
بات ہے جو کچھ پوچھیں پوچھنے دو پھر جو سوال ان کو کرنے تھے جب کر چکے تب
حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک مختصر جواب اُن کے سب سوالوں کا ایسا دیا کہ وہ
بالکل بند اور لاجواب ہو گئے اور ندامت زدہ حضرت سے رخصت ہو کر مدرسہ
میں تشریف لیگئے اور تمام علما کے نزدیک اُن کی بہت سُبکی ہوئی اس کے اگلے روز
ایک مدرس مولوی احمدی کبیر نام کہ وہ حضرت محبوب رحمانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کی اولاد امجاد سے تھے اُنھوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ مدرسہ
کے ہم سب عالم مولوی غلام سبحان صاحب سے امر بیعت میں طرح طرح کی تقریر کرتے
ہیں ولیکن وہ اپنے اُسی انکار پر جمے ہوئے ہیں اور نہیں معقول ہوئے ہیں اگر آپ
کسی روز مدرسہ میں تشریف فرما ہوں تو خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ سمجھ کر
مان جاویں، آپ نے فرمایا کیا مضائقہ جس دن کہو ہم حاضر ہیں پھر وہ دن مقرر
کر کے تشریف لے گئے پھر اس وعدہ پر حضرت علیہ الرحمۃ کو لینے آئے گھڑی
دو گھڑی دن باقی ہو گا حضرت مدرسہ میں تشریف لے گئے مولانا عبد الحئی اور
مولانا محمد اسماعیل اور مولوی وحید الدین اور مولوی محمد یوسف اور حضرت سید عبد الرحمٰن

Marfat.com

اور حضرت محمد یعقوب اور شیخ ولی محمد صاحب اور بہت علمائے کلکتہ اور بہت لوگ
اپنے قافلہ کے یہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ تھے اور وہ مدرسہ دو درجہ
کا تھا سب لوگ اوپر ہی کے درجہ پر گئے اور وہاں بیٹھے پھر جو علما تھے وہ
حضرت علیہ الرحمۃ کو لے کر جدے مکان میں جا بیٹھے وہیں مولوی غلام سبحان
بھی تھے پھر وہاں دیر تک کچھ علمی گفتگو حضرت علیہ الرحمت سے ہونے لگی مگر ہم کو نہیں
معلوم کہ وہ کیا تقریر اور گفتگو تھی اور کس امر میں بحث تھا بعد فراغ گفتگو کے حضرت
باغ میں تشریف لائے وہاں مدرسہ میں تو ہم کو کچھ حال نہ معلوم ہوا مگر یہاں باغ
میں زبانی لوگوں کے سنا کہ مولوی غلام سبحان نے آخر کو عالموں کے سمجھانے سے یہ اقرار
کیا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر میں تنہائی میں پوشیدہ بیعت کرونگا پھر اسی شب
کو خدا جانے ان پر کیا حادثہ گذرا کہ آدھی رات سے اُنھوں نے آہ و نالہ اور
گریہ و زاری شروع کی کہ غلام سبحان تو کافر ہو گیا جو اس نے سید صاحب کی بیعت
سے انکار کیا پھر بعد نماز صبح کے مولوی غلام سبحان صاحب بہت علما اور طلبہ ساتھ
لے کر باغ میں سید صاحب کے پاس آئے اور عرض کی کہ حضرت مجھ سے کمال خطا اور
بیوقوفی ہوئی اور نفس و شیطان نے مجھکو بڑا فریب دیا جو آج تک آپ کی بیعت
سے میں محروم رہا اور آخر کو دل میں آیا تو خیال فاسد آیا کہ تنہائی میں پوشیدہ
بیعت کروں نعوذ باللہ من ذالک، بیعت میں تو یہی بات ہے کہ الٰہی میں نے سب
گناہوں اور بُرے کاموں سے توبہ کی اور خداوندا سب خطائیں میری معاف

Marfat.com

کرسو کون سی یہ بات بڑی ہے جو بیعت نہ کروں اسی طور اور بہت سی اپنی خطا کی باتیں
بیان کرکے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اب مجکو ہدایت کی اور یہ خیال دل میں آیا کہ علی الاعلان
جم غفیر اور مجمع کثیر میں چل کر بیعت کر پھر انھوں نے بیعت کی اور کئی خوان شیرینی لائے
تھے بعد بیعت کے وہ تقسیم ہوئے پھر جتنے لوگ وہی ان کے میل کے تھے سب نے
بیعت کی کوئی باقی نہ رہا **حکایت** سید حمزہ نام ایک شخص ملک پیگو سے کلکتہ میں
ان روزوں سونا بیچنے آئے تھے حال اس کا یہ ہے کہ ملک پیگو میں سونے کی کھان ہے
اور وہاں کے راجہ کے تحت تصرف میں ہے اور سید حمزہ اس راجہ کے بڑے معتمد اور
معزز نوکروں میں تھے اور اس کان کے کھودنے میں ہمیشہ مدد جاری رہتی تھی جب
سونا کھد کر بہت جمع ہوتا تب سال بھر میں ایک بار وہ راجہ سونا بیچنے کو کلکتہ میں
ان کو بھیجتا تھا چنانچہ اس سال اسی کام کو آئے تھے اور سید صاحب بھی وہیں تھے اور
بیعت کرنے والوں کی کثرت تھی کہ ہزاروں آدمی ہر روز آکر بیعت کرتے تھے ایک
روز سید حمزہ نے بھی آکر بیعت کی اور کمال سید صاحب کے معتقد ہوئے اور ہر روز
توجہ لینے آنے لگے اور چند روز میں بہت سے مقامات طے کئے اور سید صاحب سے بہت فیض
ان کو حاصل ہوا پھر جب وہ اپنا سونا بیچکر فارغ ہوئے اور پیگو کے چلنے کی تیاری
کی تب سید صاحب نے ان کو خلافت نامہ لکھوا کر دیا اور اپنا خلیفہ کیا اور ایک کرتا
اور عمامہ ان کو عطا فرمایا اور سید صاحب سے رخصت ہونے لگے اس وقت حضرت
سید عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جناب سید صاحب سے عرض کی کہ آپ
نے سید حمزہ صاحب کے داڑھی بھی دیکھی ہے یہ بات ظرافت کے سے آپ ناخوش

Marfat.com

معلوم ہوئے اور فرمایا کہ داڑھی کا دیکھنا کیسا جو ہے سب دیکھتے ہیں، اُنہوں نے پھر عرض کی کہ حضرت یہ داڑھی اُن کی تو سب دیکھتے ہیں ایک داڑھی ان کی اس داڑھی میں اور بھی ہے، یہ سُن کر آپ نے سید حمزہ سے فرمایا کہ سید بھائی یہ کیا کہتے ہیں، اُنھوں نے عرض کی کہ ہاں یہ بجا فرماتے ہیں تب سید صاحب نے پوچھا کہ وہ داڑھی کیسی ہے دکھلاؤ وہ داڑھی لپٹی ہوئی ان کی داڑھی کے نیچے دبی تھی انھوں نے کھولی اور پھیلائی تو گھٹنوں کے نیچے تک آئی سید صاحب بھی اور تمام لوگ تعجب میں رہ گئے کہ سبحان اللہ فی الحقیقہ ہم نے ایسی داڑھی کبھی نہیں دیکھی ہے سید حمزہ صاحب نے عرض کی کہ میں ایسی داڑھی کے سبب سے راجہ کے یہاں نوکر ہوا تھا اس ملک میں کسی آدمی کے بالکل داڑھی نہیں جمتی ہے سب بے داڑھی ہوتے ہیں اور میں رہنے والا وہاں کا نہیں ہوں میرا وطن ہندوستان میں ہے اور اپنے شہر کا نام لیا مگر مجکو یاد نہیں رہا پھر ان کی داڑھی ناپی گئی تو کچھ زیادہ دو ہاتھ کی ہوئی پھر وہ سید صاحب سے رخصت ہو کر ملک پیگو کو تشریف لے گئے **حکایت** مولوی عبدالمجید صاحب رہنے والے چاٹگام کے کلکتہ کے قاضی تھے اور تحصیل علم کی انھوں نے تکیہ شریف پر مولوی عبدالسبحان صاحب مرحوم و مغفور سے کی تھی جب حضرت علیہ الرحمۃ منشی امین الدین صاحب کے باغ میں مع قافلہ فروکش ہوئے اور غربا اور امرا شہر کے بیعت کو آنے لگے ایک قاضی صاحب بھی حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات مسرت آیات کو آئے اور حضرت سے ملے اور اپنا حال اُنھوں نے حضرت سے بیان کیا حضرت نے

Marfat.com

پہچانا اور عافیت مزاج کی پوچھی پھر قاضی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں کی مستورات کے نام بنام خیر و عافیت پوچھی، حضرت نے فرمایا کہ ہماری والدہ شریفہ تو انتقال کر گئیں باقی سب بعافیت ہیں اور ہمارے ہمراہ ہیں، انھوں نے عرض کی کہ میں بھی ان کو سلام کر آتا، آپ نے فرمایا کہ فلانے مکان میں سب ہیں وہاں جائیے پھر وہ اپنی پینس پر سوار ہو کر زنانی ڈیوڑھی پر آئے وہاں کہاروں نے پینس رکھ دی وہ اس سے باہر نکلے حضرت سید عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اس وقت ڈیوڑھی پر کھڑے تھے قاضی صاحب نے سلام علیک کی، انھوں نے جواب دیا قاضی صاحب نے پوچھا کہ آپ کا بھی مکان تکیہ پر ہے اُنہوں نے کہا ہاں میں وہیں مکان ہے پوچھا کہ تمہارے والد کا کیا نام ہے انہوں نے کہا مولوی سید عبدالسبحان، یہ سُن کر وہ بڑے تپاک اور اشتیاق سے ان کے لپٹ گئے اور کہا تم سید عبدالسبحان صاحب کے بیٹے ہو اور نام لے کر اُن کی والدہ کا پوچھا کہ وہ اچھی ہیں اور سب بیبیوں کے نام لے لے کر پوچھنے لگے فلانی اچھی ہیں فلانی اچھی ہیں اُنھوں نے کہا سب فضل الٰہی سے بخیر و عافیت ہیں مگر ان کو کمال تعجب ہوا کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہمارے گھرانے کی سب عورتوں کے نام سے واقف ہیں، پھر قاضی صاحب نے کہا کہ اپنی والدہ صاحبہ سے اور سب بیبیوں سے جا کر کہو کہ عبدالحمید طالب العلم چاٹگام کا رہنے والا جو تمہارے یہاں رہتا تھا وہ ڈیوڑھی پر حاضر ہے اور تم سب کو اُس نے سلام کہا ہے

Marfat.com

پھر وہ سب آپ مجکو پہچان جاوینگی پھر انھوں نے جاکر اپنی والدہ صاحبہ سے کہا
کہ ایک شخص بڈھے لیتہ قد جامہ پہنے پگڑی باندھے اور چاٹگام کے رہنے والے عبدالحمید
ان کا نام ہے وہ تم کو سلام کہتے ہیں اور گھر بھر کی سب عورتوں کو سلام کہا ہے اور
سب کے نام وہ جانتے ہیں، ان کی والدہ شریفہ نے سب بیبیوں کو بلا کر ان کا سلام
کہا سب کو قاضی صاحب کا نام سن کر کے کمال تعجب ہوا، حضرت سید عبدالرحمن صاحب
نے اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ صاحب کس زمانہ میں ہمارے یہاں پڑھتے تھے
انہوں نے کہا کہ کوئی پچاس برس ہوئے ہونگے تب یہ ہمارے یہاں آتے تھے اس
زمانہ میں ان کی آٹھ نو برس کی عمر تھی ہم نے ان کے لئے ایک کھٹولا بنوا دیا تھا
اسی پر یہ ہمارے یہاں زنانے مکان میں رہتے تھے اور کھانا کھاتے تھے اور دن کو
پھرا کرتے تھے پھر جب سیانے گیارہ بارہ برس کے ہوئے تب باہر مردانے مکان میں
رہنے لگے پھر کئی سال میں جب بڑھ کر مولوی ہوئے تب اپنے وطن کو گئے تب سے
ان کا حال ہم کو نہیں معلوم کہ کہاں رہے آج تم سے ان کا نام سنا پھر وہ بیبیوں
کو لے کر ڈیوڑھی میں آکر کھڑی ہوئیں حضرت سید عبدالرحمن صاحب نے ان سے کہا
کہ جن کو آپ نے سلام کہا تھا وہ سب ڈیوڑھی میں آئی ہیں، انھوں نے سب
کو سلام کہا اور سب کی خیر وعافیت پوچھی اور سب نے ان کی خیر وعافیت پوچھی
پھر سید عبدالرحمن صاحب ممدوح کی والدہ ماجدہ نے پوچھا کہ عبدالحمید تم جب
سے ہمارے یہاں سے پڑھ کر وطن کو آئے تب سے تم کہاں رہے انھوں نے
کہا، وہاں سے آئے مجکو چالیس برس ہوئے تب سے میں اسی کلکتہ کا

Marfat.com

قاضی ہوں اور کہیں میں نے نوکری نہیں کی پھر سب سے رخصت ہو کر گھر کو
سوار ہو گئے اور سب اہل وعیال ان کے کلکتہ میں تھے اور جبتک حضرت علیہ الرحمۃ
کلکتہ میں مقیم رہے تب تک قاضی صاحب نے کوئی پندرہ سولہ بار حضرت کی
دعوت کی مگر سب قافلہ کی نہیں فقط پچیس پچیس تیس تیس آدمیوں کی، اور
ہر دعوت میں بہت اقسام مکلف کھانا ہوتا تھا آخیر دعوت میں اُنھوں نے
آ کر حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اپنی ایک ضیافت آپ کی ہم اپنے دیس کی سی کرینگے
اور یہیں باغ میں کھانا لاویں گے اور ہم بھی یہیں کھاویں گے پھر اس دعوت میں بھی
بہت مکلف اور نفیس طرح طرح کے کھانے پلاؤ زردہ متنجن فرنی شیرمال قورمہ
کباب وغیرہ پکوا کر اور خوانوں میں لگا کر بیچے بیچے لوگوں کے سر پر خوان اور
آگے آگے پنس پر قاضی صاحب آپ باغ میں حضرت کے پاس آئے مگر کھانا اُسی
قدر پچیس تیس آدمیوں کا تھا اور قاضی صاحب نے اپنے ہی ہاتوں سب کے آگے کھانا
رکھا بلکہ جتنے دن دعوت قاضی صاحب کے یہاں ہوا کی ہر دعوت میں کھانا اپنے
ہاتوں سے قاضی صاحب ہر ایک کے آگے رکھا کرتے اور آپ کھڑے رہتے
بعد کھانا کھانے کے برتن آگے سے اُٹھالے جاتے تب قاضی صاحب کھانا حضرت
کے آگے کا اپنے ہاتھ سے اُٹھا کے بہت احتیاط سے اندر گھر کے لیجاتے اور تاکید
کر کے باحتیاط رکھ آتے کسی خدمتگار کو بھی وہ رکابی نہ دیتے کہ شاید رکابی
ملا نہ دے بعد فراغت کے گھر میں جاتے اور وہی کھانا حضرت کے آگے کا منگوا
کے آپ بھی کھاتے اور گھر والوں کو بھی تقسیم کرتے کہ یہ اولش حضرت علیہ الرحمۃ
کے آگے کا ہے جس وقت کھانا روبرو لاتے شیرمال گرم گرم یکتی جاتی

Marfat.com

اور قاضی صاحب اپنے ہاتھ سے ہر ایک کے آگے رکھتے جاتے اور اس کو اپنی سعادت دارین جانتے بلکہ حضرت نے قاضی صاحب سے فرمایا ہمارے لوگ کھلانے میں آپ تکلیف نہ کریں اُنھوں نے کہا سبحان اللہ ایسا بھی کوئی دن ملیگا کہ عبدالحمید آپ کی خدمت کرے پھر جب سب صاحب کھا چکے اور رکابیاں اُٹھائی گئیں اور ہاتھ دھولائے گئے تب قاضی صاحب نے سب کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ صاحبو تم نے کیسا یہ کھانا کیسا تھا سب نے کہا کہ کھانا تو بہت نفیس اور لذیذ تھا سوائے اس کے اور تو ہم کو اس کا حال نہیں معلوم تب انھوں نے کہا کہ یہ تمام کھانا تیل میں پکا تھا گھی کا اس میں نشان نہ تھا اور یہ تیل ہمارے دیس میں صاف کیا جاتا ہے وہاں بجائے گھی کے تیل ہی کھاتے ہیں یہ بات سُن کر سب کو کمال تعجب ہوا کہ ہم نے ایسا نفیس کھانا تیل کا پکا نہیں کھایا ہے تکملہ اس قصہ کا یہ ہے کہ جب کلکتہ سے حضرت بیت اللہ شریف کو تشریف لے چلے قاضی صاحب ممدوح نے اپنے بیٹے عبدالباری کو آپ کے ساتھ کر دیا حضرت کے ساتھ وہ بھی حج کر آئے اور جب قاضی صاحب نے وفات پائی تب ان کے عہدہ قضا پر عبدالباری ہوئے اور اب تک کہ سن بارہ سو چہتر ہجری ہیں اُسی عہدہ پر قائم ہیں انتہیٰ

حکایت ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ منشی امین الدین صاحب کے باغ کی کوٹھی میں جہاں فروکش تھے بیٹھے تھے اور لوگ بیشمار آپ کے حضور ہدایت ظہور میں حاضر تھے محمد قاسم نام ایک خواجہ سرا آیا اور بعد سلام کے اس نے عرض کی کہ یہاں شہر میں جو شاہزادے سلطان ٹیپو کے خاندان کے

Marfat.com

بطور بند کے رہتے تھے اُنھوں نے جب سنا کہ تکیہ شریف کے ایک پیرزادے
صاحب منشی امین الدین کے باغ میں اُترے ہیں اور ہزاروں آدمی ہر روز
جاکر ان سے بیعت کرتے ہیں تب مجھ سے اُنھوں نے فرمایا کہ تو جاکر حال ان
کا دریافت کر وہ کن کی اولاد امجاد ہیں چنانچہ ابوسعید اور سید ابواللیث صاحب
مرحوم و مغفور جو ہمارے خاندان کے مرشدوں میں ہیں ان کا بھی وہیں مکان
ہدایت نشان ہے اگر اسی خاندان والا شان سے کوئی صاحب ہیں تو ہم بھی
ان کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوں' حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ سید ابواللیث
صاحب تو ہمارے حقیقی نانا اور سید ابواللیث صاحب ماموں تھے یہ بات سن
کر وہ قاسم خواجہ سرا آپ سے رخصت ہو کر چلا گیا اور ادھر کلکتہ کے بعض معتمد
لوگوں نے حضرت سے بیان کیا کہ ان شاہزادوں کے مکان میں عبدالرحیم نام ایک بڑا
منطقی اور فلسفی دہری رہتا ہے اُسی کے وہ سب معتقد ہیں اس شیطان بے ایمان نے اول
سب کو مرتد اور کافر کر ڈالا ہے نہ وہ خدا کو خدا جانتے ہیں اور نہ رسول کو رسول وہ
کہتے ہیں کہ نہ تمام مخلوقات کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور نہ کوئی مارنے والا ہمیشہ سے
اس عالم کا یہی خاصہ ہے کہ سب چیزیں خود بخود پیدا ہوتی ہیں اور پھر خود بخود فنا ہو جاتی
ہیں' یہ اُن سب کا عقیدہ ہے' آپ نے یہ حال سُن کر کچھ دیر سکوت کیا اور فرمایا کہ
انشاءاللہ تعالیٰ دو چار ملاقات میں وہ سب دُرست ہو کر راہ راست پر آجاوینگے
پھر دوسری بار اسی دن یا اگلے روز وہ محمد قاسم خواجہ سرا پھر آیا اور اُن شاہزادوں کا
پیام حضرت کے پاس لایا کہ شاہزادوں نے آداب و تسلیمات کے بعد عرض کی ہے کہ
آپ تو ہمارے خاندان کے پیر و مرشد ہیں بڑی بے نصیبی ہے کہ تمام

Marfat.com

اہل شہر آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور ہم اب تک اس نعمت عظمی
رہیں آپ صرف ہمارے غریب خانہ میں آویں اور اپنے دیدار فیض آثار
کو محظوظ فرماویں، آپ نے فرمایا کہ بہتر ہم چلیں گے پھر پیش پر سوار ہو کر مجھ
کے ساتھ تشریف لے چلے اور مولانا عبدالحئی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب اون
کے خواہرزادے سید احمد علی صاحب علاوہ ان کے اور بھی کوئی دو ڈھائی سو آدمی
ہمراہ رکاب ہوئے اور باغ سے ان شاہزادوں کا مکان کوئی دو کوس تھا اور نام اس کا
رسا نگلا تھا اور باغ سے وہاں جاتے ہوئے عبدالرحیم دہری کا مکان رستے میں بائیں ہاتھ
تھا مگر سر راہ سے کچھ دور الگ تھا جب حضرت کی سواری برابر اس مکان کے پہنچی
تب آپ نے مولانا محمد اسماعیل صاحب سے فرمایا کہ تم عبدالرحیم کے پاس جاؤ اور دیکھو تو اس
کا کیا حال ہے اگر جیسا کہ لوگ اس کو کہتے ہیں یوں ہی ہے تو اس کو سمجھا کر معقول کرو گے
ایک آدمی اور ساتھ لے لو پھر سید احمد علی صاحب اُن کے ساتھ گئے اور اس سے جا کر
ملاقات کی اور مولانا صاحب کا وہ قدیم سے آشنا تھا جب وہ دہلی میں مولانا شاہ عبدالعزیز
قدس سرہ العزیز کے پاس پڑھتا تھا اور مولانا محمد اسماعیل صاحب بھی اس زمانہ میں
پڑھتے تھے پھر مولانا صاحب نے اُس سے گفتگو کرنی شروع کی جو کچھ وہ اعتراض
کرتا تھا اس کا جواب مولانا صاحب دیتے تھے اور گفتگو حیات باری عز اسمہ کی الوہیت کے
باب میں تھی اس کو محض اس کا انکار تھا اور وہ معقولی نامعقول کسی طور معقول نہ ہوتا
تھا طرح طرح کے اشکال اور شکوک پیش کرتا تھا آخر الامر چار پانچ گھڑی کی گفتگو
میں وہ مغلوب اور معقول ہوا اور کوئی جواب اس کو نہ آیا اور تقریر میں بند ہوا

Marfat.com

پھر مولانا صاحب اور سید احمد علی صاحب وہاں سے حضرت کے پاس گئے اور اُس کے مغلوب کرنے کا حال عرض کیا، یہ خبر سلطان ٹیپو کے شاہزادوں کو پہنچی کہ آج تمہارا پیر و مرشد عبدالرحیم مولانا محمد اسماعیل صاحب سے تقریر میں بند ہو گیا ان کو یہ بات سُن کر بہت ندامت ہوئی اور انمیں جو بڑا شاہزادہ تھا وہ اس ابلیس تربلیس دہری کا بڑا شاگرد رشید تھا اور کچھ عربی فارسی انگریزی علم بھی رکھتا تھا اور ہر ایک شاہزادے کا ایک ایک جدا بنگلہ بہت نفیس و مکلف بنا تھا جس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے آنے کی خبر بڑے شاہزادے کو پہنچی اسی وقت اُس نے اپنے بنگلہ کا دروازہ بند کروا لیا اور سلام کو بھی نہ آیا اور محمد قاسم خواجہ سرا نے حضرت کو ایک بنگلہ میں جا کر بٹھایا اور ہر ایک شاہزادہ کو وہیں بلا لایا اور ہر ایک کا نام لے کر بتانے لگا کہ یہ فلانا شاہزادہ ہے اور یہ فلانا پھر جو دس دس بارہ بارہ برس کے شاہزادے تھے ان کو محمد قاسم نے حضرت کے پاس لا کر بٹھایا اور حضرت نے اُن سے بیعت لی پھر محمد قاسم حضرت کو شاہزادوں کے دو یا تین زنانے مکانوں میں لے گیا وہاں بیگموں نے بیعت کی اور چند تھان نذر کئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے محمد قاسم کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ تین چار بار کے آنے میں تمام شاہزادے درست ہو جاویں گے پھر آپ وہاں سے باغ میں تشریف لائے اور محمد قاسم بھی ساتھ آئے اور وہ تمام دن حضرت ہی کی خدمت میں رہتے تھے اور دونوں وقت کھانا اپنے مکان سے منگا کر یہیں کھاتے تھے اور نماز عشا کی پڑھ کر ہر روز جاتے تھے اور صبح کو آ کر پھر حاضر ہوتے تھے

Marfat.com

اور وہ تین سو روپے کے نوکر رکھتے اور حضرت علیہ الرحمۃ جس دن چھوٹے
شاہزادوں نے بیعت کی تھی اُن کو توجہ دینے کو حاجی احمد صاحب لقب ولایتی
افغانستان ساکن دہہ بچکائی ملک سم کو اور شیخ سعدالدین شیخ ولی محمد صاحب
کے بھانجے کو مقرر کر آئے تھے پھر جب دوسری بار ایک روز حضرت وہاں تشریف
لے گئے اور اسی سنگلہ میں بیٹھے جس میں پہلے روز بیٹھے تھے وہیں اور شاہزادے آکر
حاضر ہوئے اور حاجی صاحب مذکور نے حضرت سے عرض کی کہ اب آپ ان شاہزادوں
توجہ کا حال پوچھئے آپ نے اُن سے پوچھا تو وہ ہر ایک عجیب و غریب حالات
اور مکاشفات بیان کرنے لگے کہ تمام لوگ سننے والے حیران تھے کہ یہ کیا خواب
کے سے معاملات بیان کرتے ہیں اور جن شاہزادوں نے نہیں بیعت کی تھی ان کو
بھی کمال اشتیاق ہوا کہ ہم بھی بیعت کر کے اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہوں
پھر ان شاہزادوں نے بیعت کی مگر جو سب میں بڑے شاہزادے تھے اُنہوں
نے اب تک بھی ملاقات نہ کی پھر محمد قاسم خواجہ سرا کئی شاہزادوں کو لے کر
ان کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ آپ سید صاحب سے چل کر ملاقات تو
کر لیویں اس میں آپ کا کیا نقصان ہے اور بیعت میں آپ کو اختیار
ہے چاہیں کریں یا نہ کریں پھر ان کو راضی کر کے وہاں سے آئے اور حضرت
علیہ الرحمۃ کو ان کی کوٹھی میں لے گئے وہ کوٹھی کے دروازے تک واسطے
استقبال کے آئے اور حضرت کو اندر کوٹھی کے لے گئے دو یا تین آدمی ہمارے
آپ کے ساتھ گئے اور باقی ہم سب باہر کھڑے رہے پھر حضرت سے

Marfat.com

انھوں نے چند اعتراض اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر کئے، حضرت نے نخشران کو ایسا جواب دیا کہ وہ لاجواب اور بہت نادم ہو گئے سوائے اقرار کرنے کے کچھ نہ بن پڑا پھر وہاں سے حضرت باہر آئے اور محمد قاسم آپ کو بیگمات میں لے گئے اس لئے کہ ٹیپو سلطان کے جو بیٹے تھے اُس نے آپ کو بلایا تھا اور عرض کی کہ ہمارے بڑے بھائی صاحب نے آپ سے ملاقات کی الحمدللہ ہم کو کمال خوشی حاصل ہوئی ہم کو یہ اُمید ان کا خیال کر کے ہرگز نہ تھی سو اب خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ بعید بھی وہ کر دینگے پھر اُس نے اور بیگموں کو وہاں بلایا اور سب سے بیعت کروائی اور اُس نے بیعت کی اور حضرت سے عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے بھائی صاحب کو ہدایت نصیب کرے کہ راہ راست پر آجاویں پھر آپ نے اُن سب کے لئے دعا کی پھر ان بیگموں نے کوئی چالیس پچاس چھوٹی چھوٹی تشتریوں میں اقسام اقسام کی شیرینی آپ کی پیش کی کسی تشتری میں مٹھائی کی الائچیاں تھیں اور کسی میں شیرینی کے جائے پھل اور بادام اور کسی میں شیرینی اور میوے تھے اور وہ تشتریاں بھی رنگا رنگ آبگینے کی تھیں کوئی سبز کوئی زرد کوئی گلابی کوئی نیلی کوئی سپید شفاف اور کوئی منقش چینی کی پھر وہ سب تشتریاں حضرت نے باہر لوگوں کو بھیجدیں وہ شیرینی تھوڑی تھوڑی سب لوگوں میں تقسیم ہوئی پھر حضرت وہاں سے باہر نکلے اور سوار ہو کر باغ میں تشریف لائے پھر اس کے کئی روز کے بعد محمد قاسم خواجہ سرا آئے اور حضرت سے عرض کی کہ کل آپ کی اور تمام قافلہ کی بڑے شاہزادے کے یہاں دعوت ہے پھر اگلے روز سویرے شاہزادے کے یہاں سے بہت سواریاں طرح طرح کی آئیں کوئی چھ گھڑی دن چڑھے حضرت باغ سے سوار ہوئے اور کوئی تین سو آدمی

Marfat.com

قافلہ کے آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے، شیخ ولی محمد صاحب پہلتی سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ
میں حضرت کی پینس کے داہنی طرف بائیں ہاتھ سے پینس پکڑے تھا باغ سے
چالیس پچاس قدم سواری گئی ہو گی اس وقت حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ پینس
کے دروازے بند کر لو جب اتر نیکی جگہ نزدیک رہے تب تختہ پینس کا بچا کر ہم
کو اطلاع کر دینا پھر میں نے اپنی طرف کا دروازہ بند کر لیا اور دوسری طرف
والے نے دوسرا دروازہ بند کر لیا میں نے اپنے دل میں جانا کہ آپ نے شاید سونے
کے لئے دروازے کروالئے مگر بعض صاحبوں نے کہاروں سے سنا کہ پینس ملکی،
معلوم ہوتی ہے جیسے کہ خالی ہو پھر جاتے جاتے جب شاہزادوں کا مکان قریب
آیا تب میں نے موافق فرمانے آپ کے پینس کا تختہ کھٹکھٹایا، آپ نے اندر سے پوچھا
کیا آ پہنچے، میں نے عرض کی کہ ہاں. آ پہنچے فرمایا دروازے کھول دو میں نے اپنی طرف
کا کھول دیا پھر قریب نگلہ کے پینس رکھی گئی آپ اُتر کر نگلہ میں تشریف لے
گئے اور بیٹھے سب شاہزادے جمع ہو کر آپ کو بڑے شاہزادے کی کوٹھی میں
لے گئے وہاں بڑے شاہزادے نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر کئی من شیرینی
انگریزی بھی اور ہندوستانی بھی رنگارنگ کی باہر لوگوں میں تقسیم کروائی ہر شخص
کو اس قدر ملی کہ اس وقت کے ناشتہ سے فراغت ہوئی پھر وہ شاہزادہ حضرت
کو اپنے زنانے محل لیگیا وہاں عورتوں نے بیعت کی قریب دوپہر کے آپ وہاں
سے باہر تشریف لائے اور قدرے طعام تناول کر کے سو رہے مگر ہم لوگوں میں
سے کسی نے کھایا پھر وقت ظہر کے آپ نے اٹھ کر وضو کیا نماز پڑھی بعد

Marfat.com

اس نے بیٹھ کر دو چار گھڑی وعظ فرمایا اس عرصہ میں محمد قاسم خواجہ سرا نے آکر عرض کی کہ ایک بیگم صاحبہ کا محل باقی ہے وہاں چلیے آپ ان کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے وہاں کی تمام عورتوں نے بیعت کی قریب عصر کے آپ وہاں سے باہر آئے اور اُس بیگم نے بھی بہت شیرینی بھیجی وہ تقسیم کی گئی، پھر حضرت نے نماز عصر کی پڑھائی اس کے دو تین گھڑی کے بعد ہم سب نے کھانا کھایا پھر حضرت نے نماز مغرب بھی وہیں پڑھی اور عشا بھی وہیں پڑھی بعد اس کے آپ نے کھانا تناول فرمایا پھر سب شاہزادے چھوٹے بڑے جمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم تو گویا آج از سر نو مسلمان ہوئے اور آج ہی قدر دین اسلام کی جانی اب آپ ہمارے لیے کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تا حین حیات اسی صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور ہر ایک شیطان بے ایمان کے مکر فریب سے محفوظ رکھے پھر آپ نے ان کے لئے بہت دیر تک جناب باری میں کمال الحاح وزاری اور عجز وانکساری سے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اب شیطان کو تمہارے یہاں سے قطع کر دیا اور بعد چند روز کے تم دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں کیسی خیر و برکت کرے گا اور ان شاہزادوں نے اپنے نوکروں سے تاکید کہہ دیا کہ خبردار عبدالرحیم دربری ہمارے یہاں نہ آنے پاوے پھر ان سے رخصت ہو کر آپ باغ میں تشریف لائے یہاں بھی ہزاروں آدمی آپ کے منتظر تھے ان سے آپ نے ملاقات کی اور بیعت لی پھر

Marfat.com

قریب آدھی رات کے سب رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کو گئے اور
حضرت بھی سو رہے صبح کو بعد نماز کے حضرت کوٹھے پر مکان میں بیٹھے تھے
مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسماعیل اور مولوی محمد یوسف اور حافظ قطب الدین
اور شیخ سعدالدین اور شیخ عبدالروف اور شیخ ضیاء الدین علاوہ ان کے
اور بھی کئی صاحب حاضر تھے اور میں وہیں تھا کہ اس میں منشی امین الدین صاحب
گھبرائے ہوئے سے آئے اور پہرے والے سے پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں اس
نے کہا کوٹھے کے اوپر بیٹھے ہیں کہا میری عرض کردو کہ امین حاضر ہے اس
نے حضرت کو جاکر اطلاع کی، آپ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ نیچے وہیں بیٹھو
ہم بھی وہیں آتے ہیں اس شخص نے آکر ایسی طرح کہا منشی صاحب نے کہا کہ
تم جاکر کہو کہ وہ عرض کرتے ہیں کہ مجکو وہیں آپ بلا دیں کچھ عرض کرنی
ضرور ہے اس نے اسی طرح جاکر عرض کی، آپ نے فرمایا کہ خیر نہیں بلالاؤ پھر
اس نے جاکر کہا منشی صاحب حضرت کے پاس گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر عرض
کی کہ سب صاحب یہاں سے تشریف لیجاویں تو میں تنہائی میں عرض
کروں، آپ نے سب سے فرمایا کہ نیچے تشریف لیجاؤ سب اٹھ کر چلے
گئے فقط شیخ ولی محمد صاحب کہتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا رہا اور میں کچھ
دور حضرت سے کھڑا رہا انھوں نے حضرت سے عرض کی کہ ان کو
بھی آپ رخصت کردیں تو میں کچھ عرض کروں، آپ نے فرمایا کہ ان

Marfat.com

کو رہنے دو یہ ہمارے ہمراز ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی آؤ میں جاکر آپ
کے پاس بیٹھا پھر منشی صاحب نے عرض کی کہ حضرت ایک عجیب واقعہ مجھ پر گذرا کہ میں
اس کا بیان نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ کیا معاملہ تھا' آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ
بیان کرو انھوں نے عرض کی کہ کل چھ گھڑی دن چڑھے جب آپ محلہ
برسا بگلے میں شاہزادوں کے یہاں تشریف لے گئے اس وقت نفس و شیطان
نے مجکو ورغلانا میں نے اپنے مکان میں ایک کنچنی بلائی اور کئی بوتل شراب منگائی
اور سب اپنے پہرے داروں سے تاکید شدید کہہ دیا کہ شاید اگر سید صاحب
یہاں تشریف لاویں تو مجکو پہلے تم اطلاع کر دینا خبردار اس میں فرق نہ
پڑنے پاوے پھر میں اس کنچنی کے پاس اپنی کوٹھی میں گیا اور گلاس میں شراب
ڈالنے لگا اس عرصہ میں ایک طرف مکان سے ایک سونٹا ہاتھ میں لئے ہوئے
آپ بڑے غصہ سے آئے اور مجکو بہت سخت و سست فرمایا کہ تو یہ ہمارے
ہاتھ پر بیعت کر کے کیا نامعقول حرکت کرتا ہے میں آپ کو دیکھ کر بدحواس
ہو گیا وہ گلاس میرے ہاتھ سے گر پڑا شراب گر گئی اور وہ کنچنی مارے خوف
کے پلنگ کے نیچے دبک گئی پھر آپ بھی مجکو وہاں نظر نہ آئے پھر میں چوکیداروں
کے پاس گیا اور ان پر غصہ کیا کہ سید صاحب مکان کے اندر چلے آئے اور
تم میں سے کسی نے مجکو اطلاع نہ کی' انھوں نے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں سید صاحب
یہاں کب آئے اور سید صاحب جب آتے ہیں تو ڈیڑھ دو سو آدمی
ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور سید صاحب بالفرض اکیلے بھی آتے تو اسی

Marfat.com

ہوکر جاتے ہم کو یہ بات نہیں معلوم ہے سو عرض خدمت عالی میں یہ ہے
کہ واقع میں یہ کیا معاملہ تھا' آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ بات یوں ہی
ہے جب میں پینس میں سوار اسانگلا کو جاتا تھا اس وقت محکو خیاب
الٰہی سے الہام ہوا کہ تیرا مرید اس وقت ایسی حرکت بیجا کرنے پر ہے جلد
جاکر اس کی خبر لے اور اس کو روک' تب میں وہاں گیا اور تم کو روکا'
جب آپ نے یہ بات فرمائی تب محکو یاد آیا کہ کل جو آپ نے پینس کے
دروازے بند کروا لئے تھے اس کا یہی سبب تھا انتہی **حکایت**
جب حضرت علیہ الرحمۃ کلکتہ میں مع قافلہ کے پہنچے اور منشی امین الدین صاحب
کے باغ میں اترے اس کے چند روز کے بعد شیخ بیت اللہ مولانا عبد الحئی صاحب
کے والد کئی روز بیمار ہوکر فوت ہوگئے پھر جب غسل دے کر اور کفنا کر ان کا
جنازہ تیار ہوا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارا دوہر جنازہ پر
اڑھا دو پھر وہ دوہر ڈالا گیا پھر جب ان کو دفن کر چکے اس کے اگلے
روز حضرت نے فرمایا کہ محکو خیاب الٰہی سے الہام ہوا کہ جس مردے پر
یہ دوہر ڈالا جائیگا اس کو میں کفایت کروں گا سو اس دوہر کو بخاطت
تمام رکھنا جس کے جنازے پر ڈالا جاویگا اللہ تعالیٰ اس کو کفایت
کریگا پھر وہ دوہر حضرت کے سامان اور اسباب میں رکھ دیا گیا اور
باقی حال اس کا یوں ہے کہ جب حضرت مع الخیر مکہ معظمہ میں پہنچے تب
اس دوہر کو آب زمزم سے تر کرواکر خشک کروایا پھر ایک روز

Marfat.com

وہاں پانی بہت برسا اس وقت حضرت میزاب رحمت کے تلے نہا رہے تھے یاد کرکے اس دوہر کو منگوایا اور میزاب رحمت کے پانی میں بہگایا پھر خشک کرکے رکھوادیا جو کوئی اپنے ہمراہیوں اور قافلہ کا مرتا تھا اس کے جنازے پر ڈال دیتے تھے پھر جب حضرت بیت اللہ شریف سے شہر غازی پور میں آئے اور فرزند علی صاحب نے لوگوں سے اس دوہر کا حال سنا انھوں نے اس کے لئے عرض کی کہ اس میں سے کچھ مجکو عنایت ہو میں اپنے یہاں رکھونگا حضرت نے ہاتھ بھر کا لمبا اور چوڑا ایک ٹکڑا اس میں سے پھاڑ کر ان کو عنایت کیا پھر جب وہاں سے الہ آباد میں تشریف لائے تب شیخ غلام علی صاحب نے یہ حال سنا انھوں نے اپنے یہاں کے لئے حضرت سے عرض کی آپ نے اس میں سے ایک طرف کا تور کھ لیا اور ایک طرف کا جس میں سے شیخ فرزند علی صاحب کو دیا تھا وہ ان کو عطا فرمایا پھر جب وہاں سے تکیہ شریف میں داخل ہوئے پھر اس ایک طرف کے دوہر کو اپنی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ والدہ سید محمد اسماعیل صاحب کے پاس رکھوا دیا سو وہ فضل الٰہی سے اب تک یہاں بلدہ اسلام لوٹنک میں حضرت سید محمد اسماعیل صاحب کے یہاں موجود ہے اور جو کوئی قافلہ وغیرہ سے مرتا ہے اس کے جنازے پر ڈالا جاتا ہے انتہی

حکایت حضرت علیہ الرحمۃ کلکتہ میں کچھ کم تین مہینے رہے تھے اور جس دن سے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم و مغفور نے وعظ کہنا شروع کیا اور تمام شرک و بدعت اور فسق و فجور اور منہیات شرعیہ کا بیان کرنے لگے تب سے یہ حال

Marfat.com

ہوا کہ وہاں کے اکثر بے علم مسلمانوں میں نکاح اور ختنہ کرنے کے رواج
نہ تھا اور شراب تاڑی اور بھنگ و چرس مدک وغیرہ مسکرات کا
برا نہیں جانتے تھے جب لوگوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی
صاحب کا وعظ سنا تب انھوں نے حضرت سے اپنا حال بیان کرنے لگا اور
باوجودیکہ لڑکے بالے ہمارے موجود ہیں مگر نکاح ہمارا نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ
یہ تو صریح زناکاری اور حرام ہے اور اکثر لوگ آکر کہتے کہ ہمارا ختنہ نہیں
ہوا پھر حضرت نے اپنے قافلہ سے چند لوگ واسطے نکاح پڑھنے کے مقرر
فرمائے کہ جو بھائی مسلمان آویں ان کا نکاح کر دیا کریں چنانچہ نکاح پڑھنے
والوں میں ایک مولوی عبدالحق صاحب نیوتنی والے بھی تھے اور دوسرے
مولوی محمد علی صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے خواہرزادے اور تیسرے مولوی
عبدالرحمٰن سندیلوی، ہر ایک رات کو چالیس پچاس بلکہ ساٹھ ساٹھ شخص اپنی
عورتوں کو ساتھ لاتے اور نکاح کروا کر چلے جاتے، کوئی کہتا کہ میرے چار بیٹیاں
ہیں کوئی کہتا دو ہیں یا تین ہیں مگر نکاح نہیں ہوا یوں ہی عورت کو گھر میں رکھ
لیا تھا الغرض ہر شب کو پچاس ساٹھ نکاح ہوتے تھے اور ہر روز اسی قدر
ختنے ہوتے تھے باغ کی دیوار پر دور تک چھپر پڑے تھے انھیں کے تلے کوئی پچاس
ساٹھ چارپائیاں پڑی تھیں جو لوگ شہر کے ہوتے وہ تو ختنہ کروا کر اپنے
گھر چلے جاتے تھے اور جو مسافر دیہاتی ہوتے وہ ختنہ کروا کر ان چارپائیوں
پر رہتے تھے کھانا اور دوا اور خدمت ان کی حضرت کے یہاں سے مقرر

Marfat.com

تھی جو لوگ آٹھ دس روز میں چنگے ہوتے جاتے تھے وہ اپنے گھروں کو چلے
جاتے ان کی جگہ انہیں چارپائیوں پر اور آتے یہی تار تھا اور وہاں شراب
کی دوکانوں کا یہ حال تھا کہ یک لخت شراب بکنی موقوف ہوگئی دوکانداروں
نے جاکر سرکار انگریزی میں اس کا شکوہ کیا کہ ہم لوگ سرکاری محصول بلاغدر
ادا کرتے ہیں اور دکانیں ہماری بند ہیں وہاں کے لوگوں نے پوچھا کہ بند ہونے
دوکانوں کا کیا سبب کس نے بند کرادیں اُنھوں نے کہا کہ جب سے ایک
پیرزادے صاحب مع قافلہ اس شہر میں آئے ہیں تمام مسلمان شہر اور دیہات
کے ان کے مرید ہوئے اور ہر روز ہوتے جاتے ہیں اُنھوں نے شراب تاڑی
اور کل مسکرات سے توبہ کی اب کوئی ہماری دکانوں کی طرف ہو کر بھی نہیں
نکلتے مول لینا تو دوسری بات ہے اُنھوں نے کہا کہ اگر کسی نے تم پر زور زیادتی
کرکے دکانیں بند کروائی ہوں تو ہم اس کا تدارک کرتے اور اس بات کو ہم
کیا کریں کہ تمہاری شراب بکتی نہیں تم جانو تمہارا کام پھر وہ لوگ نااُمید
ہوکر بیٹھ رہے **حکایت** کلکتہ سے کئی منزل سُرنیا نام ایک بستی ہے
وہاں کا ایک بڑا نامی مہاجن ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت
میں واسطے مسلمان ہونے کے آیا اور اپنا حال اُس نے بیان کیا کہ اپنے مکان
میں ایک رات میں سویا تھا حالت نوم میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سیڑھی زمین
سے آسمان تک کھڑی ہے میں اس پر چڑھ کر قریب آسمان کے پہنچا اس
میں ایک دروازہ دیکھا میں اس کے اندر گیا تھوڑی دور چل کر کیا دیکھتا

Marfat.com

کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک کرسی نہایت خوبصورت زریں جواہر
نگار بچھی ہے اور اُس پر ایک شخص نہایت حسین وجمیل کہ اوصاف اس کے
سے زبان قاصر ہے بیٹھا تھا، میں نے نزدیک جاکر عرض کی کہ اسم شریف
حضرت کا کیا ہے اُنھوں نے فرمایا کہ نام ہمارا آدم صفی اللہ ہے اسی عرصہ
میں دو دروازے میری نگاہ پڑے ایک ان کی داہنی طرف اور ایک بائیں
جانب جو دروازہ بائیں سمت تھا اس کے اندر دھواں اور آگ کے شعلے
نہایت ہولناک معلوم ہوتے تھے اور لوگ اس میں واویلا نالہ وفریاد کر رہے
تھے ان کا حال دیکھ کر مرغ ہوش میرے کا آشیانۂ دماغ سے پرواز کر گیا کہ
الٰہی یہ کیا معاملہ ہے اور بیہوش ہو کر گر پڑا انھیں صاحب نے جو کرسی پر جلوہ
فرما تھے ایک اپنے خادم سے فرمایا کہ اس شخص کو داہنی طرف کے دروازہ
میں لیجاؤ اور وہاں کا حال اس کو دکھلاؤ پھر وہ شخص مجکو اٹھا کر وہاں سے
داہنی طرف کے دروازہ میں لے گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عجیب وغریب
باغ سایہ دار اور خوش بہار ہے اور درختوں میں طرح طرح کے میوے لگے
اور قسم قسم کے گل کھلے ہیں کہ ان کے دیکھنے سے آنکھوں میں نور اور دل میں
سرور آیا پھر وہ حال دیکھ کر میں اس کرسی نشین کے پاس آیا اور التماس کیا
کہ ان دونوں مکانوں کا کیا نام ہے فرمایا کہ اس داہنی طرف کے مکان کا
نام بہشت ہے مسلمانوں کے رہنے کی جگہ ہے اور اس بائیں طرف کے مکان

Marfat.com

کا نام دوزخ ہے کافروں اور مشرکوں کا ٹھکانا ہے اور تو زمرۂ کفار اشرار
اور فرقہ مشرکین بیدین سے ہے مگر ابھی عالم اختیار میں تو تو دو باتیں رکھتا ہے
اپنے کو اس مکان ذلت نشان سے محفوظ اور مامون رکھ اگر کسی روز فرشتہ موت
کا آویگا تیری جان لے جاویگا پھر اس وقت نالہ وزاری اور عجز وانکساری کچھ کام
نہ آویگی اور اسی مکان ہیبت نشان میں محبوس ہوگا اور کبھی نجات نہ پاویگا علیہ
اس دین باطل کو چھوڑ کر اور اس طریقہ ضلالت سے منہ موڑ کر بیچ دین حق اہل اسلام
کے داخل ہو تاکہ لائق اور سزاوار اس باغ ہمیشہ بہار کا ہو یہ تمام کلام ہدایت التیام
سن کر میں نے اُن سے عرض کی کہ خدا کے واسطے مجھکو اس آتش خونخوار اور شعلۂ پر
شرار سے بچاؤ اور اس سے نجات کی راہ بتاؤ' انہوں نے فرمایا کہ ایک بزرگ ولی اللہ ایک
قافلہ لئے ہوئے واسطے حج بیت اللہ کے جج جاتے ہیں اور ان روزوں کلکتہ میں مقیم ہیں
تو ان کے پاس جا اسلام لا اسی میں تیری صورت رہائی اور نجات کی ہے پھر یکایک میں
جاگ پڑا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ خواب سچا ہے اور باقی رات مارے خوف کے
مجھکو نیند نہ پڑی صبح کو میں نے سامان سفر کا درست کیا اور سوار ہوکر چلدیا کہ دیکھوں
تو جاکر کلکتہ میں کوئی شخص نورانی ایسا ہے یا نہیں اگر کوئی ہے تو میرا خواب ٹھیک ہے
والا خدا جانے کیا بات ہے آخر الامر کرتے کراتے جب چند کوس کلکتہ باقی رہا اور میں نے
اوہر سے جانے والوں سے پوچھا کہ کلکتہ میں کہیں سے کوئی بزرگ آئے ہیں اور وہ حج
کو جانے والے ہیں' انہوں نے آپ کا تمام حال بیان کیا پھر مجھکو یقین کامل ہوا کہ خواب
میرا سچا ہے پھر میں پوچھتے پوچھتے یہاں آپ کے پاس آکر حاضر ہوا یہ میری سرگذشت
ہے یہ واقعہ عجیب وغریب سن کر تمام لوگوں کو کمال تعجب ہوا پھر حضرت علیہ الرحمۃ

Marfat.com

نے اسی وقت کلمہ شہادت کا پڑھا کر اس کو مسلمان کیا اور نام اس کا احمد اللہ
رکھا اور اس کا ختنہ کروایا اور کئی آدمی اس کی خدمت کو مقرر کر دئے جب چند
روز میں زخم ختنہ کا اچھا ہو گیا تب حضرت نے اس سے بیعت لی اور لوگوں کو فرمایا
کہ ان کو مسائل ضروری نماز و روزے وضو غسل وغیرہ کی سکھا دیویں اور برائی
شرک و بدعت کی اور خوبی توحید و سنت کی بتا دیویں پھر چند روز میں لوگوں نے
تعلیم کر کے ان کو پکا کر دیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے چاہا کہ کچھ خرچ زاد راہ
ان کو رخصت کریں کہ اپنے وطن کو جاویں، اُنھوں نے عرض کی کہ میں تو وہاں
ہرگز نہ جاؤنگا کہیں بھکو کھلا پلا کر سند و نہ بنا ڈالیں میں تو آپ کے ہمراہ حج کو چلونگا
حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس سے کیا بہتر ہم تم کو اپنے ساتھ لے چلیں گے تتمہ اس
قصہ کا یہ ہے کہ پھر وہ قافلہ میں رہنے لگے اور سب کے ساتھ حج کو گئے اور حج کر کے حضرت
کے ساتھ پھر کلکتہ میں آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ اب مجھکو کیا ارشاد
ہوتا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو اُنھوں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں اپنی
بستی بُرنیا کو جاؤں اور جو میرے گھر میں مال و اسباب ہے اس میں سے اپنا حصہ لوں، آپ نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کفر سے نکال کر مسلمان کیا اب تم ہمارے ساتھ چلو وہاں سے ہجرت
کر کے جہاد کو چلیں گے اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتحیاب کیا تو بیشمار مال و اسباب تم کو ملیگا اور
جو کہیں تم شہید ہوئے تو تمام ملک و مال ابدی جنت میں تم کو اللہ تعالیٰ عطا فرماویگا،
اب اس مال کو دور بھانے دو اُنھوں نے عرض کی کہ میں آپ ہمراہ چلنے کو حاضر ہوں
لیکن اگر کچھ مال ملجاوے تو کیا بُرا ہے اور مسلمان بھائیوں کے کام آویگا، آپ
نے فرمایا کہ خیر تم جانو مگر جب تک ہم یہاں کلکتہ میں ہیں تب تک تم کو نہیں رخصت کرینگے جب

Marfat.com

یہاں سے چلیں گے تب رستہ میں تم کو یہی رخصت کر دینگے پھر جب حضرت کلکتہ سے
طرف اپنے وطن شریف کے روانہ ہوئے اور مرشد آباد یا کسی اور جگہ پہنچے وہاں
پرنیاں کی مسلمان رانی کا آدمی خط لے کر حضرت کے پاس آیا خلاصہ مضمون اس کے
کا بعد القاب و آداب کے یہ تھا کہ اول مرتبہ جب آپ اس اس رستہ سے بیت اللہ
شریف کو تشریف لے گئے میں آپ کی قدمبوسی سے محروم رہی اور اب کی بار جو
آپ تشریف لائے ہیں اگر اس طرف قدم رنجہ فرماتے جاویں تو عین سرفرازی
اور غریبانوازی ہو یہاں ہزاروں آدمی آپ کی ذات بابرکات سے ہدایت
پاویں گے اور جو ادھر آپ کا آنا نہ ہو سکے تو ارشاد ہو تو میں دو آکر وہیں
حاضر ہوں فقط اس کے جواب میں حضرت نے اس رانی کو یہ لکھا کہ تم اس
طرف آنے کا ہرگز ارادہ نہ کرنا ہم آپ ہی تمہارے پاس وہاں آوینگے
مگر یہ بات ہے کہ جب ہماری کشتیاں تمہاری بستی کے مقابل پہنچیں تب
کسی اپنے آدمی کو ہمارے پاس بھیجدینا فقط اور پھر آپ نے میاں
احمداللہ سے فرمایا کہ اب ہم تم کو اپنے ساتھ تمہاری بستی کو لے چلیں گے
اور تم کو وہاں کی رانی کے سپرد کر دینگے وہاں تم اپنا معاملہ جس طرح
چاہنا کر لینا پھر جب آپ پرنیا کو تشریف لے چلے تو میاں احمداللہ

Marfat.com

کو بھی ہمراہ لے گئے وہاں اس رانی نے اور ہزاروں آدمیوں نے بیعت
کی پھر احمد اللہ کو اس رانی کے سپرد کیا اس نے ان کی خوراک و پوشاک
کے لیئے دس روپے مہینہ مقرر کر دئے میاں احمد اللہ وہاں رہے اور حضرت
اپنے وطن شریف کو چلے آئے تب سے پھر میاں احمد اللہ کا حال ہم کو نہ معلوم
ہوا کہ کہاں ہیں اور کیا ہوئے انتہی **حکایت** ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ
منشی صاحب کے باغ میں لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اس میں ایک شخص آئے
اور سب کے ساتھ اُنہوں نے بیعت کی پھر کچھ دیر میں فرصت پا کر اُنھوں نے
حضرت سے عرض کی کہ میں بھی آپ کے وطن شریف کے ضلع کا رہنے والا ہوں
اور اپنی بستی کا نام بتایا مگر مجکو یاد نہ رہا، اور کہا کہ میں نے سنا کہ کوئی پیر زادے
صاحب رائے بریلی سے تشریف لائے ہیں اور لوگ اُن سے بیعت کرتے ہیں
مجکو خیال ہوا کہ چل کر دیکھوں تو کہ کوئی صاحب حضرت شاہ علیم اللہ صاحب
کے خاندان سے تو نہیں ہیں پھر میں یہاں آپ کی ملاقات کو آیا سو لوگوں سے
معلوم ہوا کہ آپ اُسی خاندان ہدایت نشان کے ہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے
ان سے پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کتنے آدمی ہو اس شہر میں کتنی مدت سے رہتے
ہو اُنہوں نے عرض کی کہ ایک میں ہوں اور ایک لڑکا اور ایک میری
بی بی ہے فقط اور میں بیس بائیس برس سے یہاں ہوں اور اپنی

Marfat.com

تنگدستی اور مفلسی کا حال بیان کیا اور کہا کہ حضرت کچھ میری تقدیر کی بات
ہے کہ جو پیشہ یا مزدوری کرتا ہوں کچھ خیر و برکت نظر نہیں آتی اور تنگدستی
نہیں جاتی ہے اور یہ شہر ایسا ہے کہ اس میں ہر کوئی آسودہ حال اور روزی
سے فارغ البال ہے میں اپنے خیال سے جانتا ہوں کہ مجھ سا مفلس کوئی اس
شہر میں کم ہوگا اور اسی طور بہت باتیں اُنھوں نے کیں، آپ نے ان سے پوچھا
کہ تم کیا چاہتے ہو، اُنھوں نے عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے
واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری روزی میں برکت کرے اور عاقبت بخیر
ہو، آپ نے فرمایا کہ تم تو ہمارے وطن کے قریب کے نکلے اب تم یہاں ہر روز
آیا کرو یہ لوگ سب تمہارے بھائی ہیں کسی روز ہم تم سے کچھ کہہ دیں گے
پھر وہ اس روز سے آنے لگے اور کھانا بھی اکثر اوقات ہم لوگوں کے ساتھ
کھانے لگے پھر ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے پوچھا کہ کہو بھائی صاحب
اب کیا چاہتے ہو، اُنھوں نے پھر وہی اول کا حال عرض کیا، آپ نے فرمایا
کہ اس وقت ہم تم کو دوا بتاتے ہیں تو وہ دوا مومیا بند کی فقط مگر انشاء
اللہ تعالیٰ آنکھ کے ہر مرض کو فائدہ کرے گی اور اس دوا کو سونے کے
برابر تول کر دنیا اور لینے والے کہنا کہ اگر بسبب فائدہ نہ کرے تو
اپنا سونا ہم سے پھیر لیجانا اور جو اللہ تعالیٰ بسبب اس دوا کے تم کو

Marfat.com

فراغت دیوے تو مہمانوں مسافروں کی خدمت للہ فی اللہ کیا کرنا
ان کو اپنے افلاس پر خیال کرکے اس بات پر تعجب معلوم ہوا کہ حضرت
جب میرے گھر کے اخراجات سے بچیگا تب میں للہ فی اللہ ان کی خدمت
کرونگا، آپ نے ان کی تسلی کی اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے جانے کے
بعد چند روز میں تم دیکھ لینا کہ کس طرح خیر و برکت اور ہر چیز کی فراغت ہمارے
گھر میں ہوگی پھر آپ نے اس دوا کے اجزا ان کو بتلا دئے اور جناب الٰہی میں
خوب ان کے لئے دعا کی پھر وہ اپنے مکان کو گئے **حکایت** جب حضرت
حج کرکے پھر کلکتہ میں مع الخیر آئے تب تک مع الخیر آئے تب تک وہ
اُسی دوا کی بدولت اس قدر خوشحال اور صاحب مال ہو گئے کہ کوئی
دو ہزار روپے کی ایک حویلی اُنھوں نے بنائی اور ایک امیرانہ کارخانہ
کارخانہ ہو گیا نوکر چاکر گھر لوں میں وہ ہی دوا پیس رہے ہیں اور
صدہا خریدار آتے ہیں اور سونے کے برابر تلوا کر لیجاتے ہیں اور تمام
شہر میں اُن کی دوا کی شہرت ہو رہی ہے اور حضرت علیہ الرحمۃ غلام حسین
کے بیٹے عبداللہ کے باغ کی کوٹھی میں اترے پھر حال پوچھا، اُنہوں نے
اول سے آخر تک اپنی روزی کی کشائش کا بیان کیا اور واسطے دعوت
کے عرض کی، آپ نے ان سے عذر کیا کہ یہ تکلیف معاف رکھو، انہوں نے

Marfat.com

نہ مانا پھر حضرت کوئی دو سو آدمیوں سے ان کے یہاں گئے اور دعوت
کھائی اور اُنھوں نے ایک دیگ پلاؤ وہاں سے باغ میں بھیجا اور
کوئی دو مہینے حضرت اس باغ میں رہے تب تک وہ ہر روز حضرت ہی کے
پاس کھانا کھایا کئے اور بہت حضرت کے شکر گذار ہوئے اور بارہا کہتے
تھے کہ حضرت یہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے یہ سب آپ
ہی کی دعا کی برکت سے ہے انتہیٰ **حکایت** کلکتہ میں ایک شخص
قطب الدین نام چٹائیوں کی سوداگری کیا کرتے تھے سو ایک روز آکر انھوں
نے بھی بیعت کی اور ہر روز توجہ لینے کو آنے لگے اور کئی بار اپنا حال
ہم لوگوں سے بیان کیا کہ میرے پاس فقط سو روپے راس المال ہیں
انھیں روپوں کی چٹائیاں لے کر بیچتا ہوں ہر روز دو چار آنے نفع
کے ملتے ہیں ان سے میں اپنی گذران کرتا ہوں شہر کا خرچ ہے اس سبب
سے پورا نہیں پڑتا ہے مشکل اوقات بسری ہوتی ہے ہم لوگوں نے ان سے
کہا کہ تم اپنا حال حضرت سے عرض کرو یقین ہے کہ وہ تمہارے لئے
یا تو دعا کرینگے یا کچھ تم کو بتا دینگے پھر انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے
واسطے کوئی صورت بہبودی کی ہو جاویگی پھر انھوں نے یہ حال اپنا حضرت

Marfat.com

سے عرض کیا، آپ نے فرمایا بہت خوب مگر تم ہر روز ہمارے یہاں آیا
کرو اور ہم کو یاد دلایا کرو کسی روز جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا
تمہارے واسطے ہو جاویگا پھر اس دن سے بلاناغہ ہر روز آنے لگے بعد
دس بارہ روز کے ایک وقت انھوں نے پھر ہم لوگوں سے کہا اور اس وقت
حضرت کوٹھی کے کمرہ میں پوشاک بدلنے کو تشریف لے گئے تھے وہیں ہم
لوگ ان کو لے گئے اور عرض کی کہ فلانے صاحب حاضر ہیں، آپ نے اُن سے
فرمایا کہ خیر اب تم جاؤ پنجشنبہ کی رات کو اللہ چاہیگا تو ہم تمہارے لئے دعا
کرینگے یا ہمیں کچھ بتا دیوینگے مگر اس دن ہم کو کوئی یاد دلا دیوے یہ بات سُن
کر وہ تو اپنے مکان کو گئے پھر اس کے دوسرے یا تیسرے دن پنجشنبہ کی
رات ہوئی کسی نے آپ کو یاد دلا دیا پھر آپ نے اُس شب کو اُن کے
لئے دعا کی پھر اس کے اگلے روز جب وہ حضرت کے پاس آئے تب آپ نے
ان سے فرمایا کہ ہم نے رات کو تمہارے لئے جناب الٰہی میں دعا کی سو
اب چند روز میں انشاء اللہ تعالیٰ تم آپ دیکھ لینا کہ اسی پیشہ میں تمہارے
اللہ تعالیٰ کیسی کشائش اور خیر و برکت کرتا ہے اور اب تو کچھ روزوں میں
ہم بیت اللہ کو جاوینگے پھر انشاء اللہ تعالیٰ جب آوینگے تب تمہارا
حال دیکھینگے **حکایت** کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ حج کر کے

Marfat.com

بیت اللہ شریف سے پھر کلکتہ میں آئے اور غلام حسین سوداگر کے بیٹے
عبداللہ کے باغ کی کوٹھی میں اُترے اور باغ کے ایک کونے کی طرف
جانب شمال زنانہ مکان تھا اس میں حضرت کے اہل وعیال فروکش
ہوئے اور باقی اور مکانوں میں باغ کے اور صاحبوں کی عورتیں اُتریں
جن مکانوں میں پردے نہ تھے اُن کے پردوں کی لوگوں کو خواہش تھی
اور واسطے کار ضروری کے عبداللہ نے ایک داروغہ کو اور کئی آدمی اور
مزدور مقرر کر دئے تھے اس میں وہ جو سوداگر چٹائیوں کے تھے ایک
روز بہت سی چٹائیاں اور بانس مزدوروں کے سروں پر لاکر اُنھوں نے
باغ میں ڈلوا دئے مزدوروں نے جانا کہ شاید عبداللہ نے یہ اسباب پردوں
کا منگوایا ہے اُنھوں نے اُن چٹائیوں کے پردے جہاں تہاں حاجت تھی لگا دئے
اور چند زنانے بائخانہ اُنھیں چٹائیوں کے بنا دئے پھر ایک روز اُن صاحب
نے آکر داروغہ سے کہا کہ اگر کچھ اور بانس چٹائیاں درکار ہوں حاضر کروں
داروغہ نے پوچھا کہ یہ اسباب تم ہماری سرکار سے لاتے ہو اُنھوں نے
کہا کہ سید صاحب کا میں خادم ہوں سو اپنی دکان سے للہ فی اللہ
لاکر حاضر کیا کہ میں تو اب میں داخل ہوں داروغہ نے کہا کہ حق تو اس
عبداللہ پیر تھا تم کیوں بے پوچھے اپنے یہاں سے لائے اُنھوں نے

Marfat.com

کہا للہ فی اللہ بزرگوں کی خدمت کے واسطے کسی سے پوچھنے کی کیا
حاجت جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ خدمت کرے پھر داروغہ
نے جاکر اس کا شکوہ حضرت سے کیا، آپ نے ان صاحب کو بلایا
اور فرمایا کہ ہم تو عبداللہ کے باغ میں اُترے ہیں اس خدمت کا حق
انھیں پر تھا اور جو تم نے للہ فی اللہ جان کر یہ کام کیا ہے تو بھی
کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ہم تو مسافر ہیں جو للہ فی اللہ ہم لوگوں کی
خدمت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیگا پھر ان صاحب نے آکر حضرت
سے عرض کی کہ میرے یہاں آپ کی اور تمام آپ کے قافلہ کی دعوت
ہے، حضرت نے کئی بار عذر کیا کہ تم یہ تکلیف نہ کرو اُنھوں نے کسی طور
نہ مانا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے بہت کچھ مجکو دیا ہے میں
آپ کی دعوت ضرور کرونگا، آپ نے فرمایا کہ خیر تمہاری خوشی
پھر اس کے اگلے روز اُنھوں نے دعوت کی، حضرت علیہ الرحمۃ ڈھائی
تین سو آدمیوں سے ان کے مکان پر تشریف لے گئے نان گوشت اور
پلاؤ اُنھوں نے پکوایا تھا پھر سب کو کھلایا اور جو لوگ باغ میں
تھے ان کو کھانا پہنچایا پھر حضرت نے ان کو خلافت نامہ دیا اور
اپنا خلیفہ کیا اور حضرت سے انھوں نے اپنی کشائش اور فراخی

Marfat.com

کا بیان کیا کہ پہلے اس مکان کی دوکان میں چٹائیاں رکھ کر بیچتا تھا
اور تین روپے مہینہ کرایہ دیتا تھا اور اب میں نے تلے اوپر تینوں دکانیں
مع حویلی بیع کر لی ہیں اور با خوبی گذران ہوتی ہے' آپ یہ سن کر بہت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اور تم کو دیوے پھر
وہ کوئی دو سو روپے نقد اور کوئی سو روپے کا کپڑا اور ایک جوڑی سرخ
ٹوپی کی واسطے نذر کے لائے' حضرت نے قبول کیا' پھر انھوں نے عرض
کی کہ آپ نے جو مجھکو اتنا خلیفہ کیا اور خلافت نامہ دیا ہے اب میں یہ
چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری زبان میں اثر دیوے
کہ جس کو میں للہ فی اللہ کچھ دین کی بات تعلیم کروں وہ قبول کرے پھر
حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن کے لئے دعا کی انتہیٰ اور دوسرا حال انھیں
صاحب کا یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب برادر خرد حضرت مولانا محمد حیدر
علی صاحب مرحوم و مغفور رامپوری کے مجھ سے بلدۂ الٰہ باد میں نقل کرتے
تھے کہ جب ہم مدراس سے کلکتہ میں آئے اور اپنی خوشدامن کے باغ میں
اُترے اور شہر کے لوگوں سے ملاقات ہونے لگی وہ چٹائیوں کے
سوداگر بھی ایک روز میری ملاقات کو آئے اور مصافحہ اور معانقہ
کیا جو لوگ اور میری ملاقات کو آئے تھے اُنھوں نے مجھ سے

Marfat.com

کہا کہ یہ صاحب بھی حضرت سید صاحب کے خلیفہ ہیں اور حضرت نے
ان کے لئے دعا کی تھی یہ بڑے متبرک شخص ہیں لوگوں کو توجہ بھی
دیتے ہیں اکثر لوگوں کو ان سے فائدہ ہوتا ہے، پھر انھوں نے میری
دعوت کی اور ایک دن اپنے مکان پر بلکوا لے گئے اور کھانا کھلایا پھر
میں نے لوگوں کے کہنے سے کچھ دیر وہاں وعظ کہا بعد فراغ وعظ کے
ان صاحب نے دو قصے عجیب وغریب مجھ سے نقل کئے ان میں سے ایک یہ ہے
کہ انھوں نے کہا کہ یہاں شہر میں ایک شخص کوئی دو برس سے بیمار تھا
کوئی تو کہتا تھا کہ اس کو جنون ہے اور کوئی کہتا تھا اس پر کوئی جن
ہے اور اس کو رات دن گھر میں قید رکھتے تھے اور باہر گھر سے نہیں
نکلنے دیتے تھے کہ مبادا کسی کو اینٹ پتھر مارے یا کسی کا کچھ نقصان کرے
اور ننگا مادر زاد رہتا تھا اور جو کچھ اس کے وارثوں سے دوا اور
دعا کروانے میں ہو سکا سب کچھ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پھر ان میں
سے ایک شخص میرے پاس ایک روز آیا اور اس کا حال بیان
کیا اور مجھ سے کہا کہ تم بھی چلو شاید کچھ اللہ تعالیٰ تمہارے ہی چلنے
سے اس کو اچھا کر دے، میں نے اس سے عذر کیا کہ تم نے اس میں
بہت کچھ کوشش کی ہے اور کچھ فائدہ نہ ہوا میں وہاں جا کر کیا بناؤں گا
اور مجھ کو کیا آتا ہے اس نے کسی طور نہ مانا آخر کش مجھ کو لے گیا اور

Marfat.com

میں رستے میں دعا کرتا جاتا تھا کہ الٰہی مجکو تو کچھ آتا نہیں ہے اور شفا تیرے
قبضہ قدرت میں ہے، میں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کی دعا
کی برکت سے اگر جنون ہو یا جن ہو دور کر دے پھر میں جب اُس کے دروازہ
کے قریب پہنچا اور وہ شخص بیمار کوٹھری میں بند تھا اُس نے اپنے گھر والوں
سے پکار کر کہا کہ دروازہ کھول دو میرا پیر بھائی آتا ہے اُنھوں نے یہ کہا
پھر جب میں دروازے پر گیا تب پردہ کروایا گیا اور میں اندر مکان کے
گیا اُس شخص نے خود بخود کہا السلام علیکم آؤ بھائی صاحب قطب الدین،
میں نے جواب سلام کا دیا گھر والوں نے یہ سُن کر مجھ سے کہا کہ یہ کیا معاملہ
ہے یہ تو آج تم سے اچھی طرح باتیں کرتا ہے، میں نے کہا خیر یہ حال تم کو
نہیں معلوم ہے اب تم دروازہ کھول دو، پھر انھوں نے قفل کھول کر
دروازہ کھولا وہ تہبند ایک کپڑے کا باندھ کر کوٹھری سے باہر نکل
آیا اور مجھ سے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کا یہاں آنا کیونکر ہوا میں نے
کہا کہ انہوں نے مجھ سے جا کر کہا کہ ہمارا بھائی بیمار ہے سو تم چل کر
ان کو دیکھو میں ان کے ساتھ چلا آیا پھر میں نے پوچھا کہ تم یہاں کیونکر
آئے اُنہوں نے کہا کہ یہ جو صحن میں درخت شہتوت کا لگا ہے ایک
روز میں اس کی ٹہنی پر بیٹھا تھا اِس شخص نے درخت پر چڑھ کر
ٹہنی ہلائی میں دوسری ٹہنی پر جا بیٹھا اس نے اس کو بھی ہلایا

Marfat.com

میں تیسری ہُنی پر جا بیٹھا اس نے اس کو بھی جا کر ہلایا غرضکہ مجکو
کمال تکلیف ہوئی اُس دن سے میں اس کے اوپر ہوں اور میرا قصور اس نے
کچھ نہیں کیا اور یہ بھی میرا پیر بھائی ہے اس نے بھی سید صاحب کے ہاتھ
پر بیعت کی ہے اور میں نے بھی سو یہ تو قصور مجھ سے صادر ہوا کہ اتنے دنوں
میں نے اس کو ایذا دی اور آپ سید صاحب کے خلیفہ ہیں آج جو یہاں تشریف
لائے خوب ہوا اب میں بھی جاتا ہوں آج سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ایذا
نہ دونگا اور اب آپ بھی تشریف لیجائیے پھر وہ شخص اسی وقت ہوش
میں ہو گیا پھر میں بھی وہاں سے اپنے مکان پر چلا آیا اور تیسرا قصہ یہ ہے
کہ اس شہر میں ایک شخص کا آدھا بدن نیچے کا بیکار ہو گیا تھا کہ وہ
بیٹھے بیٹھے چلتا تھا جب اس جن والے کا قصہ مشہور ہوا کہ قطب الدین کے جانے
سے وہ جن دفع ہو گیا، اس لنجے نے بھی سنا اُس جن والے سے کہا کہ
اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب سے تم کو اچھا کر دیا مجکو بھی ان کے پاس
لے چلو شاید کہ اللہ تعالیٰ مجکو بھی صحت نصیب کرے پھر وہ شخص اس
کو میرے پاس ایک روز لایا اس کا حال بیان کیا اور کہا اس کے لئے
بھی آپ کچھ تدبیر کریں، میں نے کہا بھائی صاحب یہ تو مرض ہے

Marfat.com

ان کو کسی طبیب یا ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ ایسے مرضوں کی دوا وہی لوگ کیا کرتے ہیں، اس نے کہا تم سید صاحب کے خلیفہ ہو تمہارے لئے سید صاحب نے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہاری زبان میں برکت دی ہے تمہیں میرے لئے دعا کرو اور طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بہتیری دوا علاج میں نے کی کچھ فائدہ نہ ہوا میں نے کہا خیر جو کچھ مجھ کو آتا ہے میں قصور نہ کرونگا تم کسی کے ہاتھ ایک آبخورے میں ہر روز پانی بھیجدیا کرنا میں دم کردیا کرونگا اس میں سے کچھ پیا کرنا اور کچھ اپنے بدن میں لگایا کرنا اللہ تعالیٰ چاہیگا تم اچھے ہو جاؤ گے، پھر اُس نے ویسا ہی کیا کوئی چھ سات روز کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عنایت کی وہ کھڑے ہو کر چلنے لگا ا

انتہیٰ **حکایت** منشی امین الدین فضا کے باغ میں ایک روز نماز ظہر یا عصر کا حضرت علیہ الرحمۃ وضو کر رہے تھے اور حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ لاٹھی ٹیکے ہوئے سامنے کھڑے تھے اس عرصہ میں ایک شخص نے آکر حضرت سے عرض کی کہ فلانے امیر نے پانسو روپے آپ کو واسطے دعوت کے بھیجے ہیں، آپ نے سید عبدالرحمٰن صاحب سے فرمایا کہ روپے ان سے لیکر رکھ آؤ پھر نماز پڑھو، سید صاحب ممدوح نے اس سے روپے لے لئے اور دو شخص شہر کے اپنے اپنے لڑکے

Marfat.com

گود میں لئے کھڑے تھے اور ان لڑکوں کو کچھ بیماری تھی جب حضرت علیہ الرحمۃ
داہنا پاؤں دھونے لگے تب ایک نے ان دو شخصوں سے حضرت کے پیر کے
نیچے ہاتھ کر کے اپنے چلو میں پانی لیا، مولوی محمد یوسف صاحب بھی وہیں کھڑے
تھے اس سے کہنے لگے کہ یہ کیا کرتے ہو، حضرت نے فرمایا کیا مضائقہ ہے لینے دو اللہ
تعالیٰ سے اُمید ہے کہ جو بیمار یہ پانی پیویگا اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیویگا پھر وہ
پانی اپنے لڑکے کو پلا دیا پھر جب بایاں پاؤں دھونے لگے تب اس دوسرے شخص
نے پانی اپنے چلو میں لے کر اپنے لڑکے کو پلایا پھر وے دونوں چلے گئے دوسرے
روز اسی وقت ان لڑکوں کو لے کر دونوں شخص وہ آئے اور تین شخص اور بھی
ایک ایک لڑکا گود میں لئے ہوئے ان کے ساتھ آئے اور ان دونوں نے حضرت
سے عرض کی کہ ہم نے آپ کے وضو کا پانی ان کو پلایا اللہ تعالیٰ نے بہت فائدہ
کیا سو اسی لئے یہ تین شخص اور بھی آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو
بھی شفا دیگا اور اس دن وہ کٹورا لائے پھر جب حضرت وضو کرنے لگے اور
پاؤں دھونے کی نوبت آئی تب وہ کٹورے میں پانی لینے کو جھکے، آپ نے فرمایا
کہ ابھی رہ جاؤ وہ ٹھہر گئے جب آپ پاؤں دھو چکے تب ان سے کہا کہ ہاں اب
کٹورا نیچے کرو اُنھوں نے کٹورا نیچے کیا اور پانی اپنے پانوں پر ڈالا اور
کٹورے میں گرا پھر انھوں نے تھوڑا تھوڑا پانی پانچوں لڑکوں کو پلایا
اور اپنے گھر گئے اگلے روز پانچوں شخص وہ آئے اور دو بیماروں کو دو چار پائیوں

Marfat.com

پر ڈال کر لائے اور حضرت سے عرض کی کہ ہمارے لڑکوں کو تو اللہ تعالیٰ نے
شفا دی اب ان کے لئے آپ دعا کریں، ایک بیماران میں کا چارپائی پر رسّی
سے بندھا تھا اور اس کے پیروں میں پیکڑی بھی بڑی تھی یہ نہیں یاد ہے کہ اس
کو جنون تھا یا کوئی اور مرض تھا اور دوسرا نہایت لاغر تھا کہ فقط ہڈی اور
چمڑا نظر آتا تھا، حضرت نے فرمایا کہ کھول دو، انھوں نے رسّی کھول دی، پھر آپ
نے وضو کیا اور ایک پانوں کا پانی ان پانچوں لڑکوں کو پلوایا اور دوسرے پانوں
کا ان دونوں بیماروں کو، اور فرمایا کہ گھر میں جاکر اس کی پیکڑی کھول دینا
اور اگر کل یہ شخص ہمارے پاس آنے کا ارادہ کرے تو آنے دینا اور
اس دوسرے کو نہ تکلیف دینا اس کے واسطے پانی یہاں سے لیجانا پھر وے
سب اپنے اپنے مکانوں کو گئے اگلے روز وہ پیکڑوں والا سپید پوشاک
پہن کر اپنے پیروں حضرت کے پاس آیا اور آپ سے مصافحہ کیا آپ
نے اس پوچھا کہ اب تمہارا کیا حال ہے اُس نے کہا فضل الٰہی ہے اب میں اچھا
ہوں مگر پانی مجکو اور عنایت ہو آپ نے پانی آبخورے میں منگوا کر کچھ
آپ نے پیا اور باقی اس کو دیا اس نے پیا اور عرض کی کہ دوسرا آدمی بھی،
چارپائی پر کوٹھی کے دروازہ حاضر ہے، آپ نے دوسرا آبخورہ پانی کا
منگایا اور تھوڑا سا پانی اس میں سے پی لیا اور باقی اس کو دیا اور

Marfat.com

فرمایا کہ تھوڑا اس میں سے اس کو ابھی پلا دینا اور باقی گھر اس کے
لیجانا اور اب اس کو یہاں نہ لانا خدا چاہیگا تو اس کو آرام ہو جاویگا
پھر کئی روز کے بعد اس کے وارثوں میں سے کوئی شخص حضرت کے پاس
آیا اور عرض کی کہ اب آرام ہے مگر طاقت چلنے پھرنے کی ابھی نہیں ہے
آپ نے فرمایا کہ وہ تو بیمار تھا جب رفتہ رفتہ طاقت آویگی تب چلنے
پھرنے لگیگا یہ سن کر وہ چلا گیا **حکایت** جب حضرت علیہ الرحمۃ نے
تکیہ شریف سے تیاری سفر حج کی کی اور جا بجا شہروں میں واسطے بلانے
لوگوں کے خط روانہ کئے لہاری میں حاجی حمزہ علی خاں جو رئیسوں میں تھے
ان کو بھی خط بھیجا کہ ہم واسطے حج کے تیاری کرتے ہیں تم بھی آؤ اور
اپنے بڑے بھائی منصب علی خاں کو بھی لیتے آؤ اور جو کہ مسلمان بھائی حج
کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو بھی ساتھ لاؤ اور ان دنوں حاجی حمزہ علی
خاں کے ساق پا میں ایک مرض تھا کہ اس کا زخم کوئی بالشت بھر کا لمبا
اور دو انگل چوڑا تھا بسبب اس کے وہ چلنے پھرنے سے معذور تھے اور
وہ مرض ان کے کئی برس سے تھا سو انھوں نے اپنے عارضہ کا تمام حال
لکھ کر حضرت کے پاس روانہ کیا کہ میرا سبب اس سفر کے آنا نہیں ہو سکتا
ہے جب یہ جواب خط کا حضرت کو پہنچا اور پڑھا پھر اس کے جواب میں

Marfat.com

آپ نے دوسرا خط ان کو اس مضمون کا بھیجا کہ تمہارا خط ہم کو پہنچا اور
حال اس کا معلوم ہوا کہ تمہارے پانوں میں عارضہ ہے سو تم اس بات
کا اپنے دل میں کچھ اندیشہ نہ کرو جس طرح ہو سکے یہاں آؤ اللہ تعالیٰ
سے مجکو اُمید ہے کہ اسی سفر میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا پانوں اچھا ہو جاویگا
پھر جب یہ خط ان کو پہنچا تب وہ اور لوگوں کے ساتھ حضرت کے
پاس حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ ہوئے کلکتہ تک وہ زخم اسی
دستور تھا کہ زرد آب اور لہو پیپ اس میں جاری تھا ایک روز وہ منشی
امین الدین صاحب کی کوٹھی میں جہاں حضرت علیہ الرحمۃ فروکش تھے
چارپائی پر لیٹے تھے اور موسم جاڑے کا شروع تھا کسی شخص نے ایک
لبادہ لاکر حضرت کی نذر کیا سرخ دریائی کی اس میں سنجاف تھی اور
آبی اس کی زمین تھی بوٹی دار سو حضرت نے وہ لبادہ کسی کے ہاتھ
حاجی حمزہ علی خاں کو بھیجا کہ وہ اوڑھا کریں، اُنھوں نے دو یا تین روز
اس کو اوڑھ کر کسی کی زبانی حضرت کو کہلا بھیجا کہ آپ یہ لبادہ اور کسی
کو عنایت کریں میرے پاس یہ ناپاک ہو جاویگا میرے زخم میں ہر وقت
پیپ لہو بہا کرتا ہے سوتے میں مجھ سے احتیاط ہونی دشوار ہے مجکو
تو ایسا کپڑا چاہیئے کہ اگر ناپاک ہو جاوے تو دھو کر اس کو پاک کر لوں
حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اس کو بھی اوڑھا کرو اس میں

Marfat.com

دو تین بار انھوں نے وہی عذر کہلا بھیجا اور حضرت نے وہی فرمایا کہ
کہ تمہی اپنے پاس رکھو، جب حاجی صاحب مرحوم نے نہ مانا تب حضرت اس دن
بعد نماز عصر کے ان کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ حاجی صاحب کیا
چاہتے ہو اُنھوں نے وہی عذر مذکور بیان کیا وہ عذران کا سن کر وہاں آپ
بیٹھ گئے اور ان کے زخم پر تین چار بار اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ لیاؤ
تم اور دُھے رہو انشاء اللہ تعالیٰ پانی تو تمہارے زخم کا جو بہتا ہے وہ آج
ہی سے بند ہو جاویگا اور باقی زخم چند روز میں وہ بھی چنگا ہو جاویگا انہوں
نے عرض کی کہ حضرت میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ زخم میرا چنگا ہو جاوے پھر
وہاں سے حضرت اپنی جگہ پر تشریف لائے اور حاجی صاحب کے زخم کا پانی
بہنا تو اسی وقت سے بند ہو گیا اور رفتہ رفتہ وہ زخم خشک ہونے لگا چند
روز میں بالکل اچھا ہو گیا اور وہ اچھی طرح چلنے پھرنے لگے **حکایت**
حاجی عبدالرحیم صاحب کے جو خادم حاجی محمد عمر ولایتی تھے ان کو اکثر اوقات بیماری
ناف کا خلل رہتا تھا اور یہ مرض ان کو برسوں سے تھا چنانچہ کلکتہ میں بھی
بسبب عارضہ کے ان کو دست آتے تھے اور مارے درد کے بیتاب پڑے تھے
جب حضرت علیہ الرحمۃ حاجی حمزہ علی خاں کے پاس گئے جس کا اوپر کی حکایت
میں بیان ہو چکا ہے تب حاجی محمد عمر نے حاجی عبدالرحیم صاحب سے

Marfat.com

کہا کہ سید صاحب حاجی حمزہ علی خاں کے پاس تشریف لائے ہیں
میرا حال بھی آپ ان سے عرض کردیں، حاجی عبدالرحیم صاحب نے جاکر عرض
کی کہ حضرت جب حاجی حمزہ علی خاں کے پاس سے اُٹھے تب حاجی محمد عمر
صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کہ حاجی عمر تمہارا کیا حال ہے اُنھوں نے
وہی اپنی ناف کا عارضہ بیان کیا، حضرت ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان کی
ناف پر اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت رکھی اور کچھ پڑھ کر دم کیا اور
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب یہ عارضہ دفع ہو جاویگا اور پھر کبھی نہ ہوگا پھر
اُس روز سے جب تک وہ زندہ رہے پھر کبھی وہ عارضہ ان کو نہ ہوا

حکایت حافظ نبی بخش نابینا سہارنپوری جو سفر حج میں ہمراہ حضرت کے
تھے ان کو بھی حاجی محمد عمر کی طرح چند سال سے درد ناف کا خلل تھا میاں
جی دُوندے جو ضلع سہارنپور کے تھے وہ حضرت کے پاس آئے اور حافظ نبی بخش
کے درد ناف کا بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے پاس لاؤ میاں
جی صاحب ان کو پکڑ لائے، حضرت نے پوچھا کہ حافظ صاحب یہ عارضہ
تم کو کب سے ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ اتنے برسوں سے ہے، پھر آپ نے
ان کی ناف پر انگلی شہادت کی رکھ کر کچھ پڑھ کر دم کر دیا اور کہا کہ
حافظ صاحب اللہ تعالیٰ سے مجھکو اُمید ہے کہ پھر کبھی تم کو یہ عارضہ نہ ہوگا

Marfat.com

اور جو کبھی ہو تو پھر تم ہم سے کہتا مگر عنایت الٰہی سے پہران کو خلل نہ ہوا

حکایت ایک روز کلکتہ میں حافظ عبدالرب سہارنپوری نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ ضامن علی نام ایک شخص ہماری بستی کے کہ ہمارے ساتھ ہیں اُن کو خدا جانے کئی سال سے کیا بیماری ہے کہ فقط ہڈی اور چمڑا باقی ہے اور گوشت ان کے بدن پر نہیں چڑھتا ہے اور وہ سپاہی آدمی ہیں اور جہاد کا بھی ان کو اشتیاق ہے مگر کیا کریں بیماری سے ناچار ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے کام کے آدمی ہیں ان کو ہمارے پاس لاؤ ہم اُن کے لئے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ اچھے ہو جاوینگے پھر حافظ عبدالرب صاحب ان کو لانے کو تیار ہوئے آپ نے فرمایا کہ اب تو اس وقت موقوف کرو اور کسی وقت لانا پھر اسی روز بعد فراغ نماز مغرب کے حافظ عبدالرب نے حضرت سے عرض کی کہ ضامن علی حاضر ہیں فرمایا کہ لاؤ وہ آکر آپ کے روبرو کھڑے ہوئے اس وقت حضرت بھی کھڑے تھے پھر آپ نے ایک ہاتھ اپنا حافظ عبدالرب کے کندھے پر رکھا اور دوسرا ضامن علی کے کندھے پر اور پوچھا کہ بھائی ضامن علی تمہارا کیا حال ہے اُنھوں نے کہا الحمدللہ اچھا ہوں مگر کئی سال سے میرا یہ حال ہے کہ روز بروز لاغر ہوتا چلا جاتا ہوں اور کبھی کبھی بخار بھی آجاتا ہے اور میری نیت جہاد کی بھی ہے کہ آپ کے ساتھ چلوں آپ نے فرمایا کہ بعلم انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں جہاد کو لے چلیں گے اور ہم تمہارے واسطے دعا کرینگے انشاء

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تم خوب موٹے ہو جاؤ گے مگر سیر بھر کھانا کھایا کرنا انہوں نے عرض کی کہ کھانا تو مجکو ہضم نہیں ہوتا کیونکر میں سیر بھر کھاؤں آپ نے فرمایا کہ تم کو خوب ہضم ہوگا اور تم خوب کھانا کھایا کرو اور آج سے ہم نے تمہارے سوائے حبس مقرر کیا پھر آپ نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف پہنچتے پہنچتے تم اپنا حال دیکھنا کہ کیسے موٹے ہوتے ہو اور تحفہ اس قصہ کا یہ ہے کہ پھر بیت اللہ شریف تک جاتے جاتے وہ خوب موٹے تازے ہو گئے اور بیت اللہ شریف میں حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ کہو بھائی صاحب ضامن علی کیا حال ہے اُنھوں نے عرض کی کہ اب تو فضل الٰہی سے اچھا ہوں **حکایت** جب حضرت علیہ الرحمۃ مع الخیر کلکتہ میں پہنچے اور منشی امین الدین صاحب کے باغ کی کوٹھی میں اُترے اس کے کئی روز کے بعد مولوی امام الدین صاحب سے فرمایا کہ جب تک ہم اس شہر میں ہیں تب تک تم اپنی والدہ کو دیکھ آؤ اور اگر واسطے حج کے تمہارے ساتھ آویں تو ان کو بھی اپنے ساتھ لانا ورنہ تم ہی چلے آنا اور بستی ان کی کلکتہ سے جانب مشرق نو دس منزل تھی اور نام اس کا حاجی پور تھا اور ایک دوسری بستی وہاں سے قریب دو کوس کے سوداگرام نام ہے وہاں بھی ان کا گھر تھا پھر وہ حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت لے کر اپنے گھر کو گئے جو راہ میں دوست آشنا مسلمان لوگ ملتے تھے ان سے حضرت علیہ الرحمۃ کا حال خیر مآل بیان کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ہمارے سید صاحب

Marfat.com

ایسے بزرگ اور صاحب کرامات ہیں اور حج کے ارادہ سے قافلہ لے کر آئے ہیں، جس کو بیعت اور راہ خدا کی سیکھنی منظور ہو وہ کلکتہ میں جاوے پھر جب اپنے مکان کو پہنچے وہاں سے اپنے پرگنہ اور ڈھاکہ اور سلہٹ کے مسلمانوں کو خط لکھ کر بھیجے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے حال سے مطلع کیا اور اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ کلکتہ چلو اور حضرت سے بیعت کرو مگر انھوں نے عذر کیا کہ میرا جلپا تو نہ ہوگا پھر بعد چند روز کے مولوی صاحب ممدوح اپنی والدہ صاحبہ سے رخصت ہو کر اور کوئی چالیس پچاس آدمیوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آکر حاضر ہوئے اور اُن سب سے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کروائی پھر کئی روز کے بعد کچھ لوگ ڈھاکے کے آئے اور ان کو کلکتہ کے رئیسوں نے خطوط بھیج کر بلوایا تھا پھر انھوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی اور مولانا عبدالحئی صاحب کا وعظ سنا اور جنھوں نے ان کو خطوط بھیج کر بلوایا تھا انھیں کے مکانوں پر وے اُترے تھے ان سے جاکر بیان کیا کہ ہم لوگ تو جانتے تھے کہ تعزیہ بنانا نشان کھڑے کرنا پیروں شہیدوں کی نذر و نیاز کرنی اور اُن سے مراد مانگنی اور شادی اور غمی میں طرح طرح کی خرافاتیں کرنی یہی کام دینداری کے ہیں سو اب وعظ کے سننے سے معلوم ہوا کہ وہ سب کام بُرے ہیں اور کرنے والا

Marfat.com

ان کا مشرک اور بدعتی ہے ہم لوگ آج تک بڑی غلطی پر تھے انہوں نے
کہا کہ تم کیا خود ہم بھی یوں ہی جانتے تھے سید صاحب کے سبب سے اللہ تعالیٰ
نے ہم کو ہدایت کی اور ہم تو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اب
تم بھی چل کر بیعت کرو پھر ان کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے اور
ان کا حال عرض کیا کہ یہ لوگ ڈھاکے سے واسطے بیعت کے آئے ہیں پھر
آپ نے ان سے بیعت لی پھر بعد فراغ بیعت کے اُنھوں نے اپنی تعزیہ داری
اور پیر پرستی وغیرہ شرک وبدعت کا حال حضرت سے عرض کیا اور کہا
کہ ہم لوگ آج تک اس کو دینداری جانتے تھے سو یہاں وعظ کے سننے سے
معلوم ہوا کہ یہ سب کام بُرے ہیں اور ان کے کرنے والے مشرک اور
مبتدع ہیں اور ایک خط وے اپنے شہر سے لائے وہ حضرت کو دیا اور عرض
کی کہ ہمارے شہر کے تمام شرفا اور غربا آپ کے دیدار فرحت آثار کے
مشتاق ہیں اگر وہاں آپ تشریف شریف آرزانی فرماویں تو ہزاروں غریب
وامیر مسلمان راہ راست پر آجاویں اور آپ کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم اور
ثواب فخیم عطا فرماوے گا، آپ نے وہ خط دیکھ کر اور اُن کی عرض
سُن کر ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا جواب تم کو کسی اور وقت
دیویں گے اور جو لوگ مولوی امام الدین صاحب کے ہمراہ آئے تھے مولوی

Marfat.com

صاحب ممدوح نے ان سب کو حضرت کے پاس لاکر حاضر کیا، آپ نے
ان سب سے بیعت لی، اس عرصہ میں سلہٹ اور چاٹگانون اور ملک
آسام دیش کے لوگ کشتیوں پر سوار ہوکر کلکتہ میں آئے اور وہاں کے لوگوں سے
ملاقات کرکے حضرت کی خدمت فیضدرجب میں آئے اور ان کے ہمراہ عورتیں
بھی تھیں اور سب نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی پھر بعد فراغ بیعت کے جو
لوگ ان میں ہوشیار تھے اُنہوں نے مولوی امام الدین صاحب سے اطلاع کرکے
حضرت سے عرض کی کہ جو ڈھاکھے کے لوگوں نے اپنا حال بیان کیا ہے نہیں
حال بعینہ تمام ملک بنگالے کے مسلمانوں کا ہے اور نہ کوئی نماز پڑھتا ہے
اور نہ کوئی روزہ رکھتا ہے بعد اس کے سلہٹ اور چاٹگانوں کے کئی
شخصوں نے یہ حال بیان کیا کہ ہمارے یہاں جو شادی اور غمی میں واسطے برادری
کے کھانا پکتا ہے اس کا یہ حال ہے کہ مٹی کے برتن تو کم ہوتے ہیں مگر اکثر کیلوں
کے پتوں میں لوگوں کو کھلاتے ہیں اور بعد کھانے کے جو کھانا برتنوں اور
پتوں میں بچتا ہے اس کو پھینک دیتے ہیں وہ کوے کتے کھاتے ہیں
پھر سوداگر آسام اور ملک آسام کے لوگوں نے عرض کی کہ کھانا تو کیلے کے پتوں
کھاتے ہی ہیں علاوہ اس کے بنگالے میں طرح طرح کی اور بھی بہت بلائیں

Marfat.com

ہیں ان میں سے یہ ہے کہ گوشت بکری کا تو کھاتے ہیں اور بکرے کا گوشت حرام جان کر نہیں کھاتے ہیں اور ہندو ان کے برعکس بکرا کھاتے ہیں بکری نہیں کھاتے، پھر جاٹ گانوں کے لوگوں نے کہا کہ ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ ہر روز عورتیں ہندوں کی طرح برتن مانجتی ہیں اور گوبر سے لیپ کر اور چوکا دے کر کھانا پکاتی ہیں اور مجال نہیں کہ ان کے چوکے میں دوسرا شخص کوئی جاوے، پھر جب کھانا تیار ہوا تب کھانے والے آئے اور اپنی اپنی تھالی یا رکابی دھو کر چوکے کے قریب لائے اور الگ بیٹھے بعضے تو ننگے سر اور بعضے کچھ کپڑا سر میں باندھ کر پھر اُس عورت پکانے والی نے جو کھانا ان کے برتن میں الگ سے رکھ دیا وہ انھوں نے کھالیا اور جو کھانا برتن میں بچ رہا اس کو اُنہوں نے موافق اپنے ملک کی رسم کے ایک جگہ ڈال دیا اور اس برتن کو راکھ سے دھو مانج کر چوکے میں رکھ دیا اور یہ رسم ہمارے یہاں بزرگوں سے چلی آتی ہے اور ایک دستور ہمارے یہاں یہ ہے کہ جو لوگ عیدوں کے تہوار کرتے ہیں وے اپنے کو بڑا مسلمان جانتے ہیں اور بعضے لوگ عیدین اور محرم بھی کرتے ہیں اور ہولی دیوالی دسہرا بھی کرتے ہیں اور بھوانی کا پوجا بھی کرتے ہیں اور پیروں شہیدوں کی نذر و نیاز بھی کرتے ہیں اور ایک یہ بھی رسم ہمارے بزرگوں سے چلی آتی ہے کہ عورتوں سے نکاح بھی کرتے ہیں اور بے نکاحی

Marfat.com

عورتیں بھی گھر میں ڈال لیتے ہیں اور اُن سے جو لڑکے بالے پیدا ہوتے ہیں
ان کو کوئی بُرا نہیں جانتا پھر جب یہ حال اپنے اپنے دیس کا بیان کر چکے
تب جو لوگ ان میں رئیس اور نامی تھے اُنھوں نے عرض کی کہ یا حضرت
جس طرح ہو سکے آپ ہمارے ملک میں تشریف شریف ارزانی فرماویں
تو ہم لوگوں کو گویا از سر نو مسلمان بنا دیں اس کے جواب میں آپ نے
ارشاد فرمایا کہ یہ ملک بہت وسیع ہے اگر برس دو برس ہمارا رہنا ہوتا
تو تمہارے ملکوں کا دورہ کرتے اور اب موسم جہاز کھلنے کا قریب آیا
اب بہت ٹھہرنا نہیں ہو سکتا ہے مگر مولوی امام الدین صاحب کو جو سُودا رام
کے رہنے والے ہیں اور صوفی نور محمد صاحب مہلٹی کو جو اب کلکتہ میں رہتے ہیں
اور تمہارے غریب الوطن ہیں سو ان سے کہہ دیویں گے وے تم سب کو مسائل
دینی ضروری تعلیم کیا کرینگے جو مسئلہ تم کو حاجت ہوا کرے اُن سے
پوچھ لیا کرنا خواہ خط بھیج کر خواہ آپ آکر پھر کئی دن کے بعد ان
دونوں صاحبوں سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد فراغ حج کے فرصت ہوگی
تمہارے ملک کو چلیں گے اور جو دس بیس آدمی ہوشیار ہوشیار ان صاحبوں
میں ہوں ان کو تم توجہ دیا کرو اور مسائل ضروری بھی سکھلاؤ پھر ہم
ان کو خلافت نامہ دے کر رخصت کرینگے پھر مولوی امام الدین صاحب

Marfat.com

اور صوفی نور محمد صاحب نے ان لوگوں میں سے چوبیس یا پچیس آدمی ہوشیار ہوشیار انتخاب کئے اور موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ کے ان کو توجہ دینے لگے اور طرح طرح کے معاملات عجیبہ اور غریبہ مراقبہ میں مشاہدہ کر کے وہ خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا معاملات ہیں ہم تو حضرت کے ساتھ نہ چھوڑیں گے اور اب معلوم ہوا کہ ہم لوگ مسلمان ہوئے پھر مولوی امام الدین صاحب اور صوفی نور محمد صاحب ان لوگوں کو حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں لائے اور عرض کی کہ جو حالات ان پر گذرے ہیں آپ ان سے پوچھیں پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ بھائیو جو کچھ دیکھا ہو بیان کرو پھر جدا جدا سب نے اپنا اپنا حال بیان کیا' آپ نے خوش ہو کر ان کے واسطے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اور زیادہ تم پر اپنا فضل کرے' پھر انھوں نے عرض کی کہ حضرت ہم تو آپ ہی کی خدمت میں رہینگے اور اپنے گھر نہ جاویں گے' آپ نے ان کو سمجھا کر فرمایا کہ جہاں ہم تم کو بھیجیں وہاں جاؤ وہاں کا جانا گویا ہمارے ہی ساتھ کا رہنا ہے انہوں نے کہا کہ ہم فرماں بردار ہیں جو ارشاد ہو بلا عذر حاضر ہیں پھر سب کو ایک ایک خلافت نامہ دیا اور اپنا خلیفہ کیا اور سب کو کرتا دیا اور کسی کو عمامہ عنایت کیا اور کسی کو فقط تاج عطا فرمایا اور دعا کر کے ان کو ان کے

Marfat.com

ملکوں کو رخصت کیا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ جا بجا سیر و دورہ کرتے
رہنا اور جو یہاں تم نے توحید و سنت کا مضمون سیکھا ہے وہی لوگوں
کو سکھانا اور ان سے شرک و بدعت کے کام چھوڑانا اور جو کوئی تم کو
مارے کوئی رنج و ایذا دیوے صبر کرنا اور وعظ و نصیحت سے باز نہ
رہنا اور ہم تمہارے بعد پھر بھی جناب الٰہی میں دعا کرینگے اور اللہ تعالیٰ
سے اُمید قوی ہے کہ تمہارے ہاتھوں سے بہت لوگوں کو ہدایت ہوگی اور
جو کوئی زندہ رہیگا چند مدت میں اس ملک بنگالے کا حال دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ
کس طرح ہدایت عام کرتا ہے اور لوگ اپنے دل میں کہینگے کہ یہ وہی ملک
بنگالہ ہے اور یہ وہی آدمی ہیں کہ کوئی توحید و سنت کا نام بھی نہ جانتا
تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ کرم اور فضل کیا پھر وے سب اپنے اپنے شہر
کو گئے اور جو لوگ کلکتہ کے اطراف کے کشتیوں میں سوار ہو کر آئے تھے اور
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی تھی، آپ نے ان سے فرمایا کہ میں نے
ہم نے اپنا خلیفہ کیا ہے اور خلافت نامہ لکھ دیا ہے اگر تمہاری بستیوں میں
میں جاویں جس کسی کو اللہ پاک کا نام سیکھنا منظور ہو ان سے سیکھ لیوے
اور جو لوگ ملک جاوے سے آئے تھے اُنھوں نے حضرت سے ملاقات کی اور
اپنا حال عرض کیا کہ ہم نے اپنے ملک میں فلانا فلانا خواب دیکھا اور
اکثروں نے اپنا اپنا خواب روبرو حضرت کے بیان کیا وہ حال مجکو یاد

Marfat.com

ہیں ہے کہ کیا بیان کیا پھر حضرت نے ان سے بیعت لی اور انھیں بھی واسطے
توجہ کے مولوی امام الدین صاحب اور صوفی نور محمد صاحب کو سپرد کیا کئی
روز تک اُنھوں نے توجہ دی اور تعلیم کی پھر دو آدمیوں کو ان میں سے
حضرت نے اپنا خلیفہ کیا اور خلافت نامہ ان کو دیا اور وے دونوں کچھ علم بھی
رکھتے تھے اور خوبی توحید و سنت کی اور برائی شرک و بدعت کی خوب ان
کو سمجھا دی پھر ان کو رخصت کیا **حکایت** ایک روز چار آدمی آندی کلکتہ
کے حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنے مکانوں پر لے گئے اور اپنی عورتوں کو مرید کروایا
اور ان کے متصل ناریل اور سپاری کے باغ تھے وہاں حضرت کو بٹھایا اور
اپنے اپنے درختوں سے کچے ناریل حضرت کے سامنے رکھے جو آپ کے ہمراہ آدمی
گئے تھے وے ایک ایک دو دو توڑ کر کھانے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے
ناریل اور سپاری کے درختوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ درخت تو پتلے ہیں ان پر
کیونکر چڑھتے ہونگے، انھوں نے ایک آدمی کو ایک سپاری کے درخت پر چڑھایا
اور حضرت سے عرض کی کہ آپ ملاحظہ فرماویں وہ آدمی ایک درخت پر چڑھا
اور اس کو ہلایا وہ جھک کر دوسرے درخت میں جا لگا وہ آدمی اس پر
سے دوسرے درخت پر ہو رہا اسی طور سے سب درختوں پر گیا یہ حال
دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے پھر ان درختوں کے مالکوں نے حضرت
سے عرض کی کہ انھیں درختوں کی آمدنی سے ہماری روزی ہے مگر ساتھ

Marfat.com

تنگی کے گذر ہوتی ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر روزی کی کشائش کرے یہ سُن کر حضرت اُٹھے اور اُن کے ہر باغ میں بطریق سیر کے تشریف لے گئے اور ہر باغ میں ایک جگہ بیٹھ کے آپ نے دعا کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو بہت کشائش روزی کی ہو گی پھر وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے **حکایت** کہ جب حضرت بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور حج کر کے مع الخیر کلکتہ میں آئے اور شیخ غلام حسین خاں فخر التجار کے بیٹے شیخ عبد اللہ کے باغ میں اُترے اور وہی باغوں والے آپ کی ملاقات کو آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ وہی باغوں والے ہیں کہ ہمارے لئے آپ نے دعا کی تھی سو اب آپ ہمارے یہاں تشریف لے چلیں اور اُن باغوں کو دیکھیں پھر اس کے اگلے روز حضرت بہت لوگوں سے ان کے مکان پر گئے ہر ایک نے آپ کو نذر دی اور انھیں باغوں میں آپ کو لے گئے اور عرض کی کہ حضرت یہ وہی باغ ہیں کہ اول آپ یہاں تشریف لائے تھے اب آپ کی دعا کی برکت سے ان باغوں کا یہ حال ہے کہ خوب ہی پھلتے ہیں اور با خوبی ہم لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو بہت آسودہ حال اور فارغ البال کیا ہے یہ سُن کر آپ بہت خوش ہوئے پھر وہاں سے اپنے مکان پر آئے **حکایت** ایک روز منشی امین الدین

Marfat.com

صاحب کے باغ میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سیاہ فام نو یا دس
آدمی آئے اور اُن کے تمام بدن میں پھوڑوں کے سے داغ تھے حضرت
نے ان کی طرف دیکھا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ کیا سبب ہے کہ ہر
کسی کے تمام بدن میں ایک ہی انداز کے داغ ہیں مگر کچھ پوچھا نہیں
پھر ان میں سے ایک آدمی آپ ہی کہنے لگا کہ حضرت جو آپ ہم لوگوں کے
بدن پر یہ داغ دیکھتے ہیں سبب اس کا یہ ہے کہ ہم لوگ ملک شام
کے رہنے والے ہیں اور تجارت پیشہ ہیں اور ہمارے ملک میں عملداری کافر
کی ہے نہ وہاں اذان کوئی کہنے پاتا ہے اور نہ گائے ذبح ہونے پاتی ہے
اور ہم لوگ وہاں سے ایک ملک واسطے سوداگری کے اکثر جایا کرتے ہیں
سو وہاں دو بلائیں ہیں ایک تو خنگلی جوکیں موٹی موٹی اور رے اُچھل
اُچھل کر آدمی کو لپٹ جاتی ہیں اور خون پی لیتی ہیں اور بہت مشکل سے چھوڑتی
ہیں اور دوسری بلا مچھر کہ ٹڈی سے بھی بڑے ہوتے ہیں اور آدمیوں
کو کاٹتے ہیں سو اسی کے ہمارے بدن میں یہ داغ ہیں سو اب ہم یہ چاہتے
ہیں کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلا سے بچاوے
آپ نے فرمایا کہ اب تم ہمارے ہاتھ پر بیعت تو کر لو پھر ہم تمہارے
لئے دعا بھی کرینگے پھر ان سب نے بیعت کی پھر بعد فراغ بیعت کے
آپ نے ہر ایک کے بدن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ

Marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ اب تمہارے کسی کے نہ دے جونکیں کاٹیں گی اور
نہ دے پھر اور اگر شاید کسی کے کاٹیں گے تو اثر نہ ہوگا پھر آپ نے ان
میں سے دو شخصوں کو خلافت نامہ دیا اور اپنا خلیفہ کیا اور توحید و
سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی کے مسائل ان کو خوب سے
سمجھا دئے اور فرمایا کہ تم جب تک اس شہر میں ہو تب تک ہر روز یہاں
ہمارے پاس آیا کرو ہم تم کو توجہ دیا کرینگے اور جب اپنے ملک کو جانا
تب وہاں لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیا کرنا اور لوگوں سے بیعت لیا کرنا
اور ان کو توجہ دینا پھر آپ نے ان کے لئے دعا کی اور
کہ چند روز میں وے بھی حضرت سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو گئے اور
حضرت علیہ الرحمۃ سے بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے ان لوگوں کا
حال ہم کو معلوم ہوا مگر جب حضرت بیت اللہ شریف سے آکر اور
ہجرت کا ارادہ کر کے ولایت افغانستان میں گئے اور وہاں سے مجکو
واسطے کام کے طرف ہندوستان کے روانہ فرمایا اور میں وہاں سے)
غازی پور میں شیخ فرزند علی صاحب کے مکان پر آکر چند روز
رہا انہیں دنوں ایک روز شیخ فرزند علی صاحب اور ان کے
بھتیجے شیخ سلامت علی اور اُن کے یہاں کے کل مختار خواجہ احسن اللہ

Marfat.com

اپنے مکان میں تخت پر بیٹھے تھے اور میں بھی ان کے پاس تھا اس عرصہ میں ان کے ایک متصدی نے آکر سلام کیا اور عرض کی کہ چاولوں کی کشتی ملک آشام سے سوداگر لوگ لائے ہیں سو وہ گولہ گھاٹ پر لگی ہے، شیخ صاحب نے خواجہ احسن اللہ سے کہا کہ دیکھا چاہئے وہ چاول کیسے ہیں یہی باتیں کر رہے تھے کہ انھیں کشتی والوں میں سے تین آدمی آکر حاضر ہوئے اور سلام کیا، شیخ صاحب نے مونڈھے بچھوا دئے وہ ان پر بیٹھے ان میں سے ایک نے ایک ٹوکری شیخ صاحب کے آگے دھری اس میں دس انناس تھے اور دوسرے نے ایک ٹوکری دھری اس میں بیس کیولے تھے اور تیسرے نے چار ستیل پٹیاں رکھیں، شیخ صاحب نے ان سے اس اسباب کی قیمت پوچھی انہوں نے عرض کی کہ یہ تو آپ کی نذر کو لائے ہیں، شیخ صاحب نے کہا کہ نذر جو لائے ہو تو کیا مضائقہ مگر قیمت ضرور چاہئے اس میں خواجہ احسن اللہ نے کہا کہ قیمت تو ان سب چیزوں کی کھلی ہوئی ہے کہ ایک روپے کے چار انناس اور چار ہی کیولے بکتے ہیں اور اس قسم کی ستیل پاٹی چار روپے کی بھی آتی ہے اور پانچ کی بھی، پھر شیخ صاحب اُن تینوں سے باتیں کرنے لگے اور ان کے بدن میں وہی جوکوں اور مچھروں کے داغ تھے ان کے بدن کو دیکھ کر پوچھا کہ تمہارے بدن میں یہ کیسے داغ ہیں کیا تم سب کے سب کہیں

Marfat.com

جل گئے ہو یا کچھ اور سبب ہے اُنھوں نے وہی قصہ مچھروں کا جو
آگے مذکور ہو چکا ہے بیان کیا اور کہا کہ کلکتہ میں ہندوستان سے
جو ایک سید صاحب قافلہ لے کر بارادۂ حج تشریف لائے تھے سو
ہم ان کی ملاقات کو گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اُنھوں نے بھی اسی
طرح ہم سے پوچھا تھا ہم نے یہی بیان کیا، پھر انھوں نے ہمارے واسطے
دعا کی پھر جو ہم اس ملک میں گئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بلا سے مامون
اور محفوظ رکھا اور یہ داغ جو ہیں سو اول کے ہیں بلکہ اس ملک کے رہنے والے
ہم سے کہتے تھے کہ شاید تم کو کوئی جادو آتا ہے جو تم مچھروں اور جونکوں
کی بلا سے محفوظ رہتے ہو اگر ہم کو بھی وہ جادو بتلا دو تو تمہارا بڑا
احسان ہے، ہم نے کہا کہ ہم کو تو نہ کوئی جادو آتا ہے اور نہ کوئی منتر
یہ ہمارے پیر کی دعا کا سبب ہے یہ تمام قصہ سن کر شیخ فرزند علی صاحب
نے کہا کہ ہم بھی انھیں سید صاحب کے مرید ہیں اور تم ہمارے پیر بھائی
ہو پھر اٹھ کر ان سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور کہا کہ جبتک تم اس
شہر میں رہو ہمارے مہمان ہو اور جو کچھ دے نذر لائے تھے اُس
کی قیمت دی اور پچاس روپے کا ان سے چاول لئے اور سو روپے

Marfat.com

ان کو دئے، پھر انھوں نے اس میں سے پچیس روپے شیخ صاحب
کے آگے دھر دئے اور کہا کہ جب تم سید صاحب کو کچھ نذر بھیجنا
اسی کے ساتھ یہ بھی بھیجدینا اور ہمارا پتہ لکھ دینا کہ یہ نذر ان
لوگوں کی ہے جن کے لئے آپ نے کلکتہ میں دعا کی تھی اور اب وے
آپ کی دعا سے بہت خوشحال ہیں انتہیٰ **حکایت** سید احمد نام
ایک بغداد کے پیرزادے منشی امیر کے مکان پر اترے تھے
اور وہ منشی بڑا مالدار اور صاحب اعتبار تھا اور وہ پیرزادے
صاحب بھی حج کے ارادہ سے آئے تھے اور جہازوں کی روانگی
کے موسم کے منتظر تھے اور ان کو دعویٰ اپنی درویشی اور بزرگی
کا بھی تھا اور وہ منشی ان کی خدمتگزاری کرتا تھا اور ان
کا مرید بھی تھا سو ان کو شدت نفسانیت سے یہ خیال ہوا کہ
حضرت علیہ الرحمۃ کسی طور پہلے میری ملاقات کو آویں اس میں
اس میں میری عزت وعظمت لوگوں کے دل میں زیادہ ہوگی
پھر پیچھے سے میں بھی ان کی ملاقات کو جاؤنگا، اس لئے انھوں
نے زبانی ایک شخص کے حضرت کے پاس پیغام بھیجا کہ میں سبب
بیماری کے آپ کی ملاقات کو نہیں آسکتا ہوں اور آپ سے

Marfat.com

ملنے کو دل بہت چاہتا ہے، اس کے جواب میں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ عیادت بیمار کی کرنی سنت ہے ہم ہی ان کی ملاقات کو چلینگے ان سے
کہنا کہ وہ یہاں آنے کی تکلیف نہ کریں، پھر آپ نے مولوی محمد قلی صاحب
سے جو بھائی مولانا حیدر علی صاحب کے تھے رہنے والے رامپور کے فرمایا کہ آج
بعد نماز مغرب کے ہم کو یاد دلانا ہم سید احمد بغدادی کی ملاقات کو جاوینگے
پھر موافق فرمانے آپ کے مولوی صاحب ممدوح نے بعد نماز مغرب کے یاد دلائی
پھر آپ چند آدمیوں سے تشریف لے گئے اور اُن سے ملاقات کی اور عافیت
مزاج کی پوچھی اور کچھ باتیں کیں اس میں اُنہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ
یہ قافلہ لے کر بارادہ حج تشریف لائے ہیں اس جم غفیر اور جماعت کثیر
سے آپ کو مناسب نہ تھا اتنے لوگوں کو کون جہاز پر بٹھاویگا اور کھانے
کپڑے کا خرچ کہاں سے آویگا، حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے فرمایا کہ ہم
تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر حاکم انگریز چاہے تو ہزار دو ہزار آدمی جہاز پر سوار
کر کے حج کو یا اور کسی ملک کو پہنچاوے تو ہو سکتا ہے یا نہیں، اُنھوں نے
کہا ہزار دو ہزار کی کیا حقیقت ہے اگر وہ چاہے دس یا پانچ ہزار آدمیوں
کو جہاز پر سوار کر کے جہاں چاہے وہاں پہنچا دیوے، حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ
حاکم انگریز مخلوق جو ہر امر میں محتاج جناب باری تعالیٰ کا ہے اس کو تو یہ مقدور
کہ ہزاروں آدمی جہازوں پر چڑھا کر جہاں چاہے وہاں پہنچا دیوے اور

Marfat.com

وہ شاہنشاہ عالم پناہ پروردگار جہاں کا کہ اس کے آگے حاکم انگریز
ادنیٰ فقیر سے محتاج تر ہے اتنا مقدور نہ رکھے کہ ہم چھ سات سو غربا
کو مکہ میں پہنچا دے یہ آپ کا عجیب عقیدہ ہے یہ تقریر پر تاثیر سن کر وہ
اپنے دل میں نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوئے اور کچھ نہ بولے پھر حضرت
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تم سن لوگے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں جہازوں کا کرایہ
دے کر اور سب بھائیوں کو ہمراہ لے کر جاؤنگا اور حج کر کے مع الخیر پھر
آؤنگا اور خیراتی جہازوں پر نہ آپ سوار ہونگا نہ اوروں کو سوار کراؤنگا
پھر عنایت الٰہی سے ایسا ہی ہوا کہ سب جانتے ہیں حاجت بیان کی نہیں اور ان
سید احمد بغدادی کا یہ حال ہوا کہ باوجودیکہ وہ منشی امیر اکثر ناخداؤں سے
تعارف رکھتا تھا اور صاحب مقدور تھا اگر وہ دو چار آدمیوں کو اپنے پاس
سے کرایہ دے کر جہاز پر سوار کروا دیتا تو کچھ مشکل نہ تھا مگر ہر چند سعی اور
کوشش کی کوئی جہاز نہ پایا کہ سید بغدادی کو سوار کرواتا جب حضرت علیہ الرحمۃ
قافلے کر بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے اس کے چند روز کے بعد ایک ناخدا
آشنا منشی امیر کا بمبئی کو جاتا تھا منشی امیر نے سید بغدادی کو اس کے جہاز
پر سوار کروادیا اور ایک مغل کی جورو اس ناخدا سے آشنائی رکھتی تھی وہ
بھی ناخدا کے جہاز پر سوار ہو کر گئی اور وہ جہاز کلکتہ سے روانہ ہوا دوسرے
روز اس مغل کو خبر ہوئی اس نے عدالت میں جا کر اس ناخدا پر نالش کی

Marfat.com

عدالت سے واسطے پھیر لانے جہاز کے حکم ہوا کہ وہ جہاز جانے نہ پاوے پھیر
کئی دن کے بعد کلکتہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سید احمد حج قافلہ لے کر حج کو گئے
ہیں وہ بگڑے گئے جو حضرت علیہ الرحمۃ کے مخلص اور معتقد لوگ تھے یہ خبر
وحشت اثر سن کر اگرچہ یقین نہ تھا مگر پھر بھی اپنے دل میں ملول ہوئے اور معاندین
سفاہت قرین خوش ہونے لگے پھر جب وہ جہاز پھر کر کلکتہ میں آیا تب
معلوم ہوا کہ اس جہاز میں سید احمد بغدادی ہیں اس وقت معاندین
بدآئین کے منہ میں خاک پڑی، اس ماجرے میں عجیب کرامت حضرت علیہ الرحمۃ
کی ظاہر ہوئی اول تو تقریر حضرت علیہ الرحمۃ کی اور سید احمد بغدادی
کی خیال کرنی چاہیئے کہ حضرت موافق ارشاد ہدایت بنیاد کے ساڑھے
سات سو آدمیوں سے کرایہ جہازوں کا دے کر اور جہازوں پر سوار ہو کر
بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کو گئے اور حج کر کے اور پھر کرایہ جہازوں
کا دے کر سوار ہوئے اور مع الخیر پھر کلکتہ میں آئے اور سید احمد بغدادی باوجودیکہ
تن تنہا تھے اور مریدان کا منشی امیر بڑا مالدار اور ذی اقتدار تھا اس
سال حج میسر نہ ہوا اور دوسری یہ بات کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے جہازوں
پر سوار ہونے سے بیشتر خبر دی تھی کہ ہمارے جانے کے بعد معاندین مخالفین
جھوٹی خبریں اڑاویں گے سو ویسا ہی ظہور میں آیا **حکایت** مولوی خیرالدین
صاحب شیرکوٹی فرماتے ہیں کہ جب دس جہاز کرایہ دے کر پھیر گئے اور

Marfat.com

اسباب جہازوں پر چڑھایا جانے لگا اس میں روز جمعہ کا آیا' حضرت علیہ الرحمۃ
نے آپ خطبہ جمعہ کا پڑھا اور آپ ہی نے نماز پڑھائی اور دعا کی پھر کچھ دیر
کے بعد آپ نے فرمایا کہ آج جتنے نمازی ہمارے اس جمعہ میں تھے اللہ تعالیٰ
شانہ نے سب کے گناہ بخشدئے اور جس دن حضرت علیہ الرحمۃ آپ جہاز پر
سوار ہونے والے تھے اس دن کا حال یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب رامپوری
کے بھائی مولانا حیدر علی صاحب کے نے مجھ سے کہا کہ خیرالدین آج سید صاحب
نماز ظہر کی امین الدین خاں کے مکان پر پڑھیں گے چلو آگے سے منشی صاحب
موصوف کے مکان میں بیٹھیں پھر جگہ اُس وقت ملنی دشوار ہوگی، میں نے
کہا کہ چلئے پھر ہم دونوں چلے رستے میں سعدالدین ناخدا اور ایک کوئی اور
صاحب ملے وے بھی اسی ارادہ سے جاتے تھے کہ آگے سے چل کر بیٹھیں
پھر جگہ نہ ملیگی پھر ہم چاروں شخص متفق ہو کر چلے اور منشی صاحب ممدوح کے
مکان پر پہنچے اس وقت منشی صاحب ایک سنار سے زیور تلوا رہے تھے
بعد سلام علیک کے ہم چاروں شخص وہیں بیٹھ گئے سعدالدین ناخدا
نے پوچھا کہ منشی صاحب یہ زیور کیسا ہے اُنھوں نے ہنس کر کہا کہ سید صاحب
کی کرامت نے ظہور کیا سعدالدین نے پوچھا کہ بیان کرئے کون سی کرامت
نے ظہور کیا منشی صاحب نے کہا کہ جب سید صاحب اس شہر میں آئے اور
میرے باغ میں اُترے اور ہزاروں شرفا اور غربا آپ کے دست مبارک

Marfat.com

پر بیعت کرنے لگے اور میں بیعت کرنے سے پس وپیش کرتا تھا اس واسطے
کہ مجھ میں تین عیب سخت تھے ایک تو شراب پینا دوسرے نماز نہ پڑھنا
تیسرے عشق بجانی رنڈی کا سو جس وقت میں اپنے دل سے مشورہ کرتا اور کہتا
کہ اے دل میں سید صاحب سے بیعت کرونگا تجکو یہ تینوں عیب چھوڑنے پڑینگے
دل کہتا تھا کہ شراب چھوڑونگا نماز پانچوں وقت پڑھونگا مگر عشق اُس رنڈی
کا نہ چھوڑونگا تب میں یہ سوچتا تھا کہ اگر یہ بلا نہ چھوٹی تو پھر بیعت کرنے
سے کیا فائدہ اور وہ رنڈی مجھ سے نکاح کرنا منظور نہیں کرتی تھی پھر ایک
روز سید صاحب نے آپ بیعت کے لئے مجھ سے فرمایا، میں نے یہی تقریر آپکے سامنے
بیان کی، آپ نے فرمایا کہ بیعت تو کرلو انشاء اللہ تعالیٰ دو کاموں سے ایک
کام ضرور ہو رہے گا یا تو وہ رنڈی زناکاری سے توبہ کرکے تمہارے نکاح
میں آجاویگی یا اللہ تعالیٰ اس کے عوض ایسی عورت خوبصورت تمہارے نکاح میں
لاویگا کہ وہ رنڈی فاحشہ اس کے سامنے چیڑیل سے بدتر معلوم ہوگی
اور اس کے پانوں کی ایڑی کی بھی برابری نہ کرسکیگی اور تمہارے دل میں
خود بخود اس رنڈی کی طرف سے نفرت آجاویگی، پھر میں نے بموجب
آپ کے فرمانے کے خدا پر توکل کرکے بیعت کرلی سو بعد چند روز کے
سید صاحب کا فرمانا سچ ہوا کہ ایک مرزا سوداگر ہیں ان کی بیٹی سے

Marfat.com

میں نے نکاح کیا اور جب اس کی صورت میں نے دیکھی تو فی الحقیقت وہ رنڈی مردار نالیکار میری نگاہ میں چڑیل سے بدتر معلوم ہوئی اور دل کو اس کی طرف سے نفرت آگئی سو اُس اپنی بی بی کے لئے میں نے یہ زیور پہنایا ہے اس عرصہ میں وقت نماز مغرب کا آیا پھر ہم چاروں شخص منشی صاحب کی مسجد میں نماز کو گئے **حکایت** مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ منشی امین الدین خاں صاحب کے باغ میں فروکش رہے ہر روز صبح سے آدھی رات تک ایک ہنگامہ کثیر اس باغ میں رہتا تھا اور متصل اس باغ کے جانب مشرق ایک بڑے انگریز کی کوٹھی تھی اس میں وہ رہتا تھا فقط دیوار باغ درمیان میں حائل تھی اتفاقاً ایک رات اس کوٹھی سے کچھ اس کا اسباب چوری گیا فجر کو اس نے محلہ کے تھانہ دار کو بلا کر کہا کہ ہماری کوٹھی میں رات کو چوری ہوئی اور خوب معلوم ہے کہ چور اسی باغ کی دیوار سے آیا تھا اور اسی طرف سے گیا سو یہ حال اس پادری سے جو اس باغ میں اُترا ہے جا کر کہو پھر اس تھانہ دار نے آکر یہ تمام تقریر جناب سید صاحب سے بیان کی جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ بات سچ ہے اور ہم کو معلوم ہے کہ رات کو اس صاحب کا اسباب چوری گیا اور چور اسی دیوار سے گیا اور اسی رستے سے آیا اور میں اس چور کو خوب پہچانتا ہوں مگر میرے ہمراہیوں سے نہیں ہے شہر والوں سے

Marfat.com

ہے اگر اب کی آیا تو میں ضرور ہی پکڑ دونگا اس وقت آپ کے پاس
ایک مجمع کثیر تھا اس تقریر سے وہ تھانہ دار متحیر ہو کر کھڑا رہا اور سب
لوگ مجلس کے بھی حیران تھے چنانچہ سعد الدین ناخدا نے عرض کی کہ حضرت
یہ تقریر مناسب نہیں ہے اس لئے کہ مقدمہ سنگین ہے آپ نے فرمایا کہ میں
سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کی بار وہ چور آویگا تو میں پکڑ دونگا پھر تھانہ دار
نے کہا کہ حضرت میں اُس صاحب کو کیا جواب دوں آپ سمجھا کر فرما دیں آپ
نے فرمایا کہ تم جا کر یہی تقریر ہو بہو اس صاحب سے کر دو اس میں کچھ فرق
نہیں ہے تھانہ دار حیران ہو کر چلا گیا اور یہی تقریر بعینہ اس صاحب سے
بیان کی اُس نے سن کر کہا کہ پادری سچ کہتا ہے کہ چور اس کے ہمراہیوں
سے نہیں ہے پھر اُس تھانہ دار نے عرض کی کہ اس کی رپٹ پولس صدر
میں صاحب کے پاس کروں اُس نے کہا کچھ ضرور نہیں پادری سچا ہے

حکایت مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ مولانا محمد حیدر علی
صاحب مصطفےٰ آبادی عرف رامپوری کی طبیعت کچھ علیل تھی ایک دن حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اسی وقت
مولانا صاحب ممدوح نے بیعت بھی کی پھر وہاں سے واسطے نماز مغرب
کے حضرت علیہ الرحمۃ منشی امین الدین خاں صاحب کے مکان پر

Marfat.com

تشریف لے گئے بعد نماز کے کئی گھڑی آپ وہاں ٹھہرے اور منشی صاحب
سے باتیں کرتے رہے اور کلام پیری مریدی میں چلا اور منشی صاحب ہر
کسی سے کلام ابتدا کا نہ کرتے تھے سید صاحب سے کہنے لگے کہ پیر اتنا
تو ہو کہ مرید کو اپنی طرف رجوع کرلے اور منہیات شرعیہ سے دل اس
کا پھیر دے، سید صاحب نے اس کے جواب میں کلمات مناسب ارشاد فرما کر
ارشاد کیا کہ منشی صاحب تم میں ایک وصف ایسا ہے کہ تمہاری نجات کے
لئے کافی ہے یعنی سخاوت کسی وقت کسی بندہ خدا بارگاہ کبریائی کی
خدمت ہوئی ہوگی کہ اس کو کوئی پیسہ یا روپیہ دیا ہوگا اور وہ دنیا
جناب الٰہی میں مقبول ہوا ہوگا کہ وسیلہ تمہاری نجات کا وہی ہوگا اس وقت
منشی صاحب کے دل پر ایک رقت سی ظاہر ہوئی اور اعتقاد سید صاحب
کا دل میں جم گیا مگر بیعت کرنی دوسرے وقت پر موقوف رکھی اور مولانا
محمد حیدر علی صاحب کہتے تھے کہ جس وقت سے میں نے حضرت کے دست
مبارک پر بیعت کی اسی وقت سے مجھ پر آثار صحت کے ظاہر ہوئے چند
روز میں بدون دوا علاج کے صحت کلی حاصل ہوئی **حکایت** ایک
روز منشی امین الدین خاں صاحب کے یہاں سے چار گٹھری کپڑوں کی
آئیں ایک میں سپید تھان لٹھے بین سکھ ململ وغیرہ کے تھے اور دوسری
میں سوسی اور چارخانہ اور چھیٹ وغیرہ کے تھان تھے

Marfat.com

اور دو گٹھریوں میں موٹے کپڑے کے تھان تھے عرضدار اس کپڑے
کو وہاں سلّم کہتے ہیں اور علاوہ اس کے دو گٹھریوں میں سرخ دھاری
کے سوسی کے تھان تھے اور وہ سوسی بہت خوش رنگ تھی اور کچھ کم یا زیادہ
تین سو جوڑے جوتے اور پانچ ہزار روپے اور دو گٹھریاں انگریزی
بہت عمدہ اور یہ سب اسباب مع روپے منشی صاحب کا ذروغہ لایا تھا اور
اُس نے حضرت سے عرض کی کہ ہمارے منشی صاحب نے آپ کو سلام عرض
کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے آپ کی جناب ہدایت مآب میں پہلے قصبہ ہوگلی
میں عرض کی تھی کہ شہر میں جس دن کہیں آپ کی دعوت نہ ہوگی اس دن
میں کرونگا سو اکثر دنوں کی مجکو خبر پہنچی کہ کسی روز کسی نے آپ کے آدھے
لوگوں کی دعوت کی اور آدھوں کے واسطے یہاں بازار سے جنس خرید کر
کھانا پکّا اور کسی دن کہیں تین حصے آدمیوں کی دعوت ہوئی اور چوتھائی
آدمیوں نے یہاں بازار سے خرید کر کھانا کھایا سو دو چار بار ہم نے باقی
لوگوں کے لئے اپنے یہاں سے کھانا پکوا کر بھیجا پھر ہم سے اس کا بندوبست
نہو سکا سو یہ پانچ ہزار روپے اسی کے عوض میں ہیں آپ ان کو قبول
فرماویں اور باقی اسباب کپڑے وغیرہ کا آپ کے لوگوں کے لئے ہے جس طرح
آپ مناسب جانیں تقسیم فرماویں یہ حال سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے

Marfat.com

منشی صاحب کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو خزائے خیر عطا
کرے پھر وہ داروغہ منشی صاحب کے مکان کو گیا بعد اس کے حضرت
علیہ الرحمۃ نے قاضی احمد اللہ صاحب میرٹھی اور میاں عبد اللہ صاحب ادریس
خاکسار دین محمد سے فرمایا کہ تم تینوں شخص جماعت جماعت میں دریافت
کرلو کہ کس قدر مردانہ زنانہ کپڑا چاہئے پھر ہم تینوں آدمی جماعت
والوں اور متفرقات لوگوں سے پوچھنے گئے اور ایک فرد کاغذ پر لکھتے گئے
کہ قریب چار سو آدمی کے ہوئے کہ ان کو کپڑے کی حاجت تھی اور ان
میں سو آدمی تو ایسے تھے کہ ان کے پاس فقط ایک ہی جوڑا کپڑا تھا اور
باقی لوگوں کے پاس دو دو تین جوڑے تھے مگر پرانے تھے اور سوا ان کے
چار سو آدمی اور تھے ان کا یہ حال تھا کہ کچھ لوگوں نے ان میں کہا کہ
ہمارے کپڑے پھٹ جاوینگے تب ہم لے لیویں گے اور کچھ لوگ ایسے تھے
کہ انھوں نے کہا کہ ہم کو حاجت نہیں ہے جب ہمارے پاس کپڑے نہ ہونگے
تو ہم آپ اپنے پاس سے بنا لیویں گے، پھر ہم نے یہ سب حال حضرت سے
جاکر عرض کیا اور وہ فرد لوگوں کے ناموں کی دکھلائی، پھر آپ نے
فرمایا کہ تینوں آدمی تم اور شیخ ولی محمد اور یوسف جی سب آپس میں
مشورہ کرکے لوگوں کے کپڑے بنوا دو پھر ہم سب نے صلاح کی کہ اگر
خدا چاہے گا تو چار مہینے میں بیت اللہ شریف کو پہنچیں گے اور جہازوں

Marfat.com

میں آب وہوا کا یہ حال ہے کہ کپڑے جلد گل جاتے ہیں سو بہتر یہ ہے
کہ جن کے پاس ایک جوڑا ہو ان کو تین جوڑے دو اور جو لوگ باقی
ہیں ان کو دو دو جوڑے دو اور جتنے لوگ جس جہاز پر سوار ہوں ان
کے موافق اس جہاز پر کپڑا رکھ دیا جاوے کہ جب ان کو حاجت کپڑے کی
ہو گی تب وے بنا لیویں گے اور حضرت جن کو باریک کپڑا دینا فرماویں
ان کو باریک پہنچا دیا جاوے اور جن لوگوں کے واسطے کھانا اور سواری
حضرت کے یہاں سے مقرر ہے ان کو کپڑا بھی حضرت ہی بنوا دیویں گے لیکن
دو دو جوڑے ان کو بھی بنوا دو یہ مشورت ٹھہری پھر مولوی محمد یوسف
صاحب سے کہا کہ تم حضرت کے پاس ہر وقت حاضر رہتے ہو وقت موقع
کے یہ حال عرض کر دینا پھر جب مولوی صاحب نے یہ حال حضرت سے بیان
کیا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم نے خوب تجویز کی اپنے بھائی
بندوں کو ہم سمجھ لیویں گے باقی جیسا کہ تم سب نے مشورہ کیا ہے اس طور سے
تقسیم کر دو پھر ہم پانچوں آدمی جہاں کپڑا تھا وہاں گئے اور گٹھریاں کھول
کر کپڑا نانے لگے اور جماعت جماعت کے کپڑے جدی جدی گٹھریوں میں
باندھنے لگے جب کام سے فارغ ہوئے تب ہر جماعت والے کو بلا کر ایک ایک
گٹھری حوالہ کر دی اور کہہ دیا کہ اپنی اپنی جماعت کے لوگوں میں تقسیم کر دیں اور
جن لوگوں کو جوتوں کی حاجت تھی ان کو بلایا اور کہا کہ جون سا جوڑا

Marfat.com

جس کے پانوں میں آوے وہ پہن لیوے اور جن کو باریک کپڑا دنیا تھا
حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے یہاں سے مکان میں بھیجدیا یہ حال مجکو نہیں معلوم
کہ کس کو دیا اور جس وقت ہم لوگ گٹھریاں کپڑوں کی تقسیم کرتے تھے اُس
وقت شیخ رمضانی اور سعدالدین ناخدا اور منشی حسن علی اور امام بخش وغیرہم
حاضر تھے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ کپڑا منشی امین الدین خاں کے یہاں کا
ہے پھر اس وقت تو سب حضرت سے رخصت ہو کر اپنے مکانوں کو گئے
اس کے اگلے روز پھر آئے اور ایک فرد حساب کی لائے اور حضرت کو ایک نے
اپنی اپنی فرد دکھلائی اور عرض کی کہ میں نے اس قدر سامان اس قسم کے آپ
کے لئے خریدے ہیں اگر ارشاد ہو تو گٹھریوں میں باندھ کر یہاں لاویں
والا جب جہازوں پر آپکا اسباب چڑھایا جاویگا تب ہم بھی چڑھا دیویں
اور یا نسوا احرام کی ہم سب نے تدبیر کی ہے اگر آپ کے آدمیوں کا شمار
معلوم ہو تو حساب سے اس قدر تدبیر کی جاوے یہ سُن کر حضرت نے
فرمایا کہ احرام تو اپنے لوگوں کے موافق ہمارے پاس تیار ہیں اب احرموں
کی کچھ حاجت نہیں اور جو کپڑا تم نے تیار کیا ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ تم کو
دنیا اور آخرت میں دیوے وہ نہ ہمارے پاس لاؤ اور نہ جہاز پر
چڑھاؤ جس قدر حاجت تھی اس قدر کپڑا ہم نے لے لیا اب زیادہ
بوجھ لانا کیا ضرور جب پھر کہیں حاجت ہوگی تب پھر اللہ تعالیٰ ہم کو

Marfat.com

دیویگا' اُنہوں نے کئی بار تکرار کہا کہ حضرت آپ قبول فرماویں ہماری
یہی خوشی ہے' آپ نے فرمایا کہ لینے میں تو کچھ نقصان نہیں ہے مگر لادکر لیجانا
اور اُس کی نگہبانی کرنا کچھ کام کی بات نہیں ہے سبب نہ لینے کا یہ ہے تب
اُنھوں نے کہا کہ اگر اور کپڑا آپ نہیں لیتے ہیں مگر خیر احرام تو آپ ضرور
قبول کریں' آپ نے فرمایا کہ خیر تمہاری خوشی تم بھی کچھ ساتھ کردو یہ
بات سُن کر وہ خوش ہوئے اور ہر ایک کہتے تھے کہ ہم ہی سب احرام دیویں
بلکہ آپس میں یہی بحث کرنے لگے حضرت نے فرمایا کہ اس میں نزاع کرنی
کیا ضرور تم سب موافق اپنے اپنے حصہ کے جمع کرکے ہمارے پاس لے آؤ پھر
اُنہوں نے الگ بیٹھ کر صلاح کی کہ حضرت کے ہمراہی معلوم کرکے فی نفر دو
دو احرام دینے چاہئے پھر دریافت کیا ساڑھے سات سو آدمی ہیں
اس کے پندرہ سو احرام اُنہوں نے تجویز کئے اور حضرت سے اطلاع کی
کہ اس قدر احرام ہم نے تجویز کئے ہیں اگر آپ اپنے پاس کے احرام لوگوں کو
میقات یلملم سے بندھوا دیویں تو ہمارے احرام بہ وقت جانے عرفات کے
بندھوا دیویں یا عکس اس کے جس طرح مناسب جانیں کریں یہ ان کی تجویز
آپ کو بہت پسند آئی اور خوش ہوئے پھر وے سب صاحب اپنے اپنے مکان
کو گئے' اگلے روز بعد نماز فجر کے سعد الدین ناخدا حضرت کے یہاں آئے اور
ایک جگہ دیکھا کہ شیخ رمضانی لٹھے کے تھان پھاڑ رہے ہیں اُنھوں نے

Marfat.com

پوچھا کہ شیخ صاحب یہ کپڑا کس کے لئے پھاڑتے ہو' اُنھوں نے کہا کہ احرام بناتا ہوں اور قریب چار سو عدد کے اُنھوں نے پھاڑے تھے پھر سعدالدین نے پوچھا کہ کتنے پھاڑو گے کہا جتنے خدا چاہے اُنھوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہاں سے ان کو حضرت کے پاس لائے اس وقت آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے سعدالدین نے بعد سلام کے کہا کہ کچھ عرض کرنی ہے آپ نے بیعت لینی موقوف کی اور پوچھا کہ کیا عرض ہے' انہوں نے گذارش کی کہ میں اس وقت جو آپ کے یہاں آیا تو دیکھا کہ شیخ صاحب بیٹھے ہوئے لٹھے کے تھان پھاڑ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ یہ کپڑا کیوں پھاڑتے ہیں کہا کہ سلے احراموں کے اور قریب چار سو کے پھاڑے ہونگے' میں نے پوچھا کہ آپ کتنے احرام پھاڑینگے اُنھوں نے کہا جتنے خدا چاہے بہت میں ان کو یہاں آپ کے پاس لایا اس لئے کہ آپ کے پاس کل اقرار ہوا تھا کہ موافق اپنے اپنے حصہ کے سب لوگ احرام بنا لاویں سو یہ چاہتے ہیں کہ سب میں ہی بناؤں یہ خلاف اقرار کے کرنا کیسی بات ہے' آپ نے شیخ رمضانی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ بھائی عہد شکنی تو عنداللہ بہت ناپسند بات ہے یہ حرکت تمہارے لائق نہ تھی' انہوں نے عرض کی کہ حضرت میری نیت تو یوں ہی تھی کہ بہ نسبت اور بھائیوں کے مجھ میں گنجائش زیادہ ہے اوروں سے زیادہ دوں سو اس کے اور کچھ میرا خیال نہ تھا اب

Marfat.com

آگے جو کچھ آپ ارشاد کریں، آپ نے فرمایا کہ جزاک اللہ نیت تمہاری
بہت خوب تھی اللہ تعالیٰ تم کو اجر دیوے مگر خلاف اقرار کے کرنا نہ
چاہئے، پھر شیخ صاحب ممدوح نے اپنی خطا سے حضرت کے سامنے توبہ کی۔
بات اور جو اس کار میں شریک تھے اُنھوں نے سنی پھر کسی نے اپنے عہد سے
تجاوز نہ کیا اور سب موافق اقرار کے اپنے اپنے احرام گٹھریوں میں باندھ
کر حضرت کے پاس لائے اور ہمراہ احراموں کے کچھ تھان سوسی اور سلم کے
بھی اور مہین بھی، پھر آپ نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم
کو اس کا اجر دیوے اور یہ کپڑا اپنی راہ میں خرچ کرواوے اور انشاء اللہ
تعالیٰ ہم تمہارے لئے بیت اللہ میں بھی جاکر دعا کرینگے پروردگار سے
اُمید ہے کہ وہ تمہارے یہاں بہت خیر و برکت کریگا اور انشاء اللہ تعالیٰ جب
ہم زیارت حرمین شریفین سے مع الخیر پھر یہاں آوینگے اس وقت تم ہر ایک
ہم سے اپنی اپنی خیر و برکت کا حال بیان کروگے جس وقت حضرت علیہ الرحمۃ
اپنی زبان الہام بیان سے یہ کلام ہدایت التیام فرماتے تھے اس وقت
آپ کے چہرہ مبارک پر ایک حال سا ظاہر تھا اور ہر ایک حاضرین مجلس پر
خیر و برکت کا سایہ پڑا تھا اور سعد الدین ناخدا اور بعضے بعضے اور صاحب
بھی اس وقت روتے تھے بعد اس کے پھر آپ لوگوں سے بیعت لینے
لگے پھر موقع پاکر سعد الدین ناخدا نے عرض کی کہ حضرت کل پھر دن

Marfat.com

چڑھے میرے یہاں آپ کی دعوت ہے' آپ نے فرمایا کہ بہتر ہم تمہارے یہاں چلینگے پھر سعدالدین ناخدا رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے اور تیاری کھانے پکوانے کی کرنے لگے پھر اگلے دن سویرے کھانا تیار کروا کر حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنے مکان پر لائے اور کوئی تین چار سو آدمی حضرت کے ساتھ آئے اور وے اکثر لوگ شہر کے تھے حضرت کو تردد ہوا' سعدالدین سے فرمایا کہ لوگ بہت جمع ہو گئے اس کی کیا تدبیر ہو گی' انہوں نے عرض کی کہ خیر کچھ مضائقہ نہیں اس کا آپ کچھ اندیشہ نہ کریں جو کھانا کفایت نہ کریگا بازار نزدیک ہے وہاں سے کھانا آجاویگا یا مٹھائی منگوالی جاویگی آپ سب لوگوں کو اللہ کے مکان کے آنے دیجئے' پھر حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ کسی کو نہ روکو جو آوے اس کو اندر آنے دو اور ان کی نیک نیتی خیال کر کے حضرت نے فرمایا کہ بھائی سعدالدین بازار سے کھانے منگوانے کا ارادہ تم کچھ نہ کرو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسی کھانے میں برکت کریگا مگر تم نے جو کچھ ہم لوگوں کے لئے کھانا پکوایا ہو وہ تم ہم کو حوالہ کر دو ہم سب مل کر کھالینگے پھر انھوں نے عرض کی کہ حضرت بازار قریب ہے جس چیز کی حاجت ہو گی منگا لی جاویگی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے سب کچھ مجھکو دیا ہے آپ نے فرمایا کہ بازار سے منگوانا کچھ ضرور نہیں جو ہم کہتے ہیں وہی کرو انہوں نے ناچار ہو کر کہا کہ میں فرماں بردار ہوں جو کچھ آپ ارشاد کریں اور وہ اسی

Marfat.com

قسم کے حالات حضرت کے بہت سُن چکے تھے، پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے
ہم لوگوں سے فرمایا کہ تم کھانا اپنے حصہ کا الگ کر لو اور ناخدا کے آدمیوں
سے کہو کہ تم اپنے لوگوں کے حصے جدا کر لو پھر کونڈوں اور لگنوں میں
نکال کر لوگوں کو کھلانا شروع کرو اور سب چھ دیگ کھانا تھا
چار دیگوں میں تو پلاؤ اور دو میں زردہ، پھر ہم نے ان کے لوگوں سے
کہا کہ تم ہمارے حصہ کا کھانا ہم کو حوالہ کر دو اور اپنے حصہ کا تم لے لو
پھر انھوں نے فقط ایک دیگ پلاؤ کی جدی کر لی باقی پانچ دیگ کھانا
ہم کو دیا، پھر حضرت نے مولوی محمد یوسف سے فرمایا کہ تم شیخ باقر علی اور
عبداللہ اور عنایت اللہ اور دین محمد کو لیجاؤ اور کھانا ہر تنوں میں نکلواؤ
اور حضرت آپ بھی دیگوں کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور سعدالدین سے
فرمایا کہ تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو کھانے سے کسی کا پیٹ نہیں بھرتا
اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اور قدرت سے بھرتا ہے، پھر آپ نے ہماری طرف مخاطب
ہو کر فرمایا کہ کیا کھانا بھائی سعدالدین نے پکوایا ہے ہم کو تو دکھلاؤ ہم نے
دیگوں کے منہ کھول دیئے، آپ نے ہر ایک دیگ کے چاول اپنے ہاتھ میں اٹھا کر
دیکھے اور بہت تعریف کی کہ دونوں کھانے خوب نفیس پکے ہیں اور حضرت نے
جو سب دیگوں کے چاول اپنے دست مبارک میں اٹھا کر دیکھے
اس نکتہ سے ہم خید آدمی واقف تھے اور کسی کو خبر نہ تھی نکتہ یہ ہے

Marfat.com

کہ آپ کو اس بہانے واسطے برکت کے کھانے میں ہاتھ لگانا منظور تھا
اور آپ کے دونوں دست مبارک میں بلکہ تمام جسم مبارک میں اللہ تعالیٰ
نے اثر برکت کا رکھا تھا خصوصاً داہنے ہاتھ کی گدی اور ناخن میں سب
جگہ سے زیادہ اثر برکت کا عنایت کیا تھا اس کا مفصل بیان حالات
دہلی میں اول لکھ چکا ہوں اور حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان الہام بیان
سے بھی میں نے سنا تھا اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم و مغفور علیہ الرحمۃ
و رضوان بھی فرماتے تھے خاص علیہ الرحمۃ سے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کے
داہنے ہاتھ کی گدی اور ناخنوں میں وہ اثر برکت کا عطا فرمایا ہے کہ جس
بیمار کے بدن میں لگ جاوے وہ عنایت الٰہی سے شفا پاوے اور جس چیز پر
لگے اس میں خیر و برکت زیادہ ہو جاوے اور یہی حال خیر مآل آپ کی
زبان برکت نشان کا تھا اس کا حال مفصل آگے اپنی جگہ پر لکھا جاوے گا
انشاء اللہ تعالیٰ، الغرض پھر حضرت علیہ الرحمۃ کھانے کو تلاحظہ فرما کر
اپنی جگہ پر جا بیٹھے اور ہم پانچوں آدمی کونڈوں میں چاول نکالنے لگے اور اول
دو کونڈے آپ کے آگے دھرے پھر بعد اوروں کے دھرنے شروع کئے
لبارئی کے میاں جی احمد کہ وے پہلے مرید حاجی عبدالرحیم صاحب کے تھے
ان سے آپ نے فرمایا کہ ناخدا صاحب کے بیٹے شہاب الدین کو ہمارے
پاس بلا لاؤ تاہم ان کو اپنے ساتھ کھانا کھلاویں گے پھر میاں جی موصوف
شہاب الدین کو حضرت کے پاس بلا لائے، آپ نے ان کو اپنے ساتھ

Marfat.com

کھانا کھلایا بعد فراغ کھانا کھلانے کے آپ نے پوچھا کہ کھانے کا کیا
حال ہے، ہم لوگوں نے عرض کی کہ سب آدمی باخوبی آسودہ ہو کر کھا،
چکے اور بہت سا کھانا دیگوں میں بچ رہا، آپ نے کہا الحمدللہ اور ہم
سے فرمایا کہ اب تم پانچوں آدمی کھالو پھر ہم نے بھی کھایا یہ حال برکت
اشتمال دیکھ کر دیکھ کر سعد الدین نے کہا کہ الحمدللہ کہ اتنے کھانے میں تمام
آدمی کھا چکے اور کھانا بچ رہا یہ تمام سید صاحب کی برکت اور کرامت ہے
اور آپ سے عرض کی کہ چند آدمی اندر مکان میں بیعت کرنے کو باقی ہیں
آپ وہاں قدم رنجہ فرماویں، پھر تمام لوگ وہاں سے باہر آئے اور حضرت
اندر تشریف لے گئے وہاں کا حال نہیں معلوم کہ کس نے بیعت کی پھر جب آپ
اندر سے باہر تشریف لائے تب سعد الدین نے عرض کی کہ میں نے آپ کی
خدمت بابرکت میں اول بھی ایک بار گذارش کی تھی اور اب بھی کرتا ہوں
کہ یہ شہاب الدین جو آپ کا خادم زادہ ہے اس کی طبیعت نیرنگ
سی رہتی ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم کو یاد ہے تم نے اس کا ذکر کیا
تھا پھر آپ نے میاں جی احمد صاحب سے فرمایا کہ شہاب الدین کو ہر روز
توجہ دے کر ان کو ہمارے پاس لایا کرو یہ تمہارے سپرد ہیں پھر میاں
جی صاحب ممدوح ہر روز شہاب الدین کو توجہ دینے لگے اور حضرت
کے پاس لانے لگے پان سات روز کے عرصہ میں ان کا دل ایسا لگ

Marfat.com

گیاکہ اپنے گھر جانے کو جی کم چاہتا تھا اکثر اوقات وہیں کھانا کھاتے اور وہیں
رات کو سو رہتے اور کئی بار انھوں نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں سید صاحب
کے ہمراہ حج کو چلوں پھر ایک دن مولوی محمد یوسف صاحب کو حضرت کے
پاس لیجا کر عرض کروائی کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے ہمراہ رکاب
حج کو چلوں، آپ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے فرمایا کہ بہتر ہم ان کے والد
سے کہینگے اور یہ بھی ان سے اجازت لیویں پھر شہاب الدین میاں جی احمد صاحب
کو ساتھ لے کر اپنے باپ کے پاس گئے اور میاں جی صاحب سے کہا کہ تم میری
طرف سے عرض کرو انہوں نے سعد الدین سے کہا کہ تمہارے بیٹے کہتے ہیں کہ
اگر والد صاحب اجازت دیویں تو میں بھی سید صاحب کے ساتھ حج کو
جاؤں یہ سُن کر وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ الحمدللہ یہ سید صاحب کی
ملازمت میں رہیں اس سے کیا بہتر ہے اور میری طرف سے اجازت ہے
اور پھر جاکر حضرت سے عرض کی کہ شہاب الدین یوں کہتا ہے، آپ نے
فرمایا کہ ہاں ہم سے بھی یہی کہتے تھے مگر تم اجازت دو تو وہ ہمارے ساتھ
چلیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمارے ساتھ بہت آرام سے اور خوش رہینگے
اور بزرگ بن کر تمہارے پاس آوینگے اُنھوں نے کہا کہ میری اجازت
ہے آپ ساتھ اپنے لیتے جاویں پھر جب یہ بات مشہور گئی اس وقت
لہاری کے حاجی حمزہ علی خاں نے حضرت سے عرض کی کہ حاجی عبدالرحیم صاحب
کے مریدوں کی نسبت انبساطی ہے اس سبب سے وہ ہنستے بہت ہیں اور

Marfat.com

میاں جی احمد صاحب بھی ان کے مرید ہیں اور یہ بھی بہت ہنستے ہیں
اور ان کی طبیعت میں جذبہ بھی ہے اور آپ کو ان کا یہ حال خوب
معلوم ہے کہ اکثر اوقات وہ نماز جماعت میں الا اللہ کہہ کر گر پڑتے
ہیں اور بیخود ہو کر لوٹنے لگتے ہیں جماعت پریشان ہو جاتی ہے اور اسی
طور مجلس وعظ میں ان کا حال ہوتا ہے سو مجکو خوف معلوم ہوتا ہے
کہ کہیں جہاز پر سمندر کو دیکھ کر میاں جی صاحب کا یہی حال ہو اور
شہاب الدین کو لے کر پانی میں گر پڑیں تو بہت بری بات ہو ان کے
ساتھ شہاب الدین کو رکھنا خوف کا مقام ہے، حضرت نے فرمایا کہ
تم نے اچھی بات دانائی کی کہی مگر اللہ تعالیٰ کوئی اس کی بھی تدبیر کر دیتا لگا
پھر بعد کچھ دیر کے آپ میاں جی احمد صاحب کو علیحدہ ایک جگہ لیگئے مگر مجکو یہ
نہیں خبر کہ وہاں اُن سے کیا معاملہ کیا ان کے لئے دعا کی یا کچھ بات تعلیم
فرمائی واللہ اعلم مگر بعد چار پانچ روز کے جو ہم لوگوں نے خیال کیا تو
نہ ان کا جذبہ رہا اور نہ پہلے کی سی ہنسی رہی مگر ہنسی کچھ باقی تھی ایک
دن پھر حاجی حمزہ علی خاں نے حضرت سے عرض کی کہ میاں جی صاحب
کا جذبہ تو بالکل جاتا رہا مگر ہنسی ابھی کچھ باقی ہے، آپ نے کہا الحمد للہ
اب اس ہنسی سے کچھ حرج نہیں اتنی ہنسی یہ حاجی عبدالرحیم صاحب کے
طریقہ کی نشانی ہے انتہیٰ اور بقیہ اس قصہ کا یہ ہے کہ پھر شہاب الدین سفر
حج میں حضرت ہی کے جہاز پر سوار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مع الخیر

Marfat.com

بیت اللہ شریف میں ان کو پہنچایا اور وہاں ایک جدا مکان کرایہ دے
کر اُنھوں نے لیا اور اس میں اُترے اور حضرت نے دو آدمی اُن
کے پاس متعین کر دئے اور ان سے فرما دیا کہ ان کو ہر روز ایک بار ہمارے
پاس لایا کرنا پھر ایک روز وقت نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ نے
مالکی مصلے پر بیٹھ کر کہ سامنے بیت اللہ شریف کے ہے شہاب الدین کے
والد کے لئے دعا کی بعد اس کے بایاں ہاتھ شہاب الدین کی پشت پر
رکھا اور داہنے ہاتھ سے ان کی داڑھی پکڑی اور فرمایا کہ اب یہاں
اللہ تعالیٰ نے تم کو بزرگ بنا دیا اور وہاں تمہارے والد کو پھر جب بعد
فراغ حج کے حضرت بیت اللہ شریف سے اپنے وطن کو تشریف لے چلے
پھر شہاب الدین کو اپنے ساتھ جہاز پر سوار کیا اور مع الخیر کلکتہ میں
آئے اور اُن کے والد سعد الدین کو بلایا اور ان کو سپرد کیا وہ شہاب الدین
کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور کہا سبحان اللہ کیا ہی اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دعا سے میرے بیٹے کا حال بدل دیا بڑی میری قسمت ہے اور
شہاب الدین ان کو دیکھ کر کمال راضی ہوئے کہ الحمد للہ کیا ہی خوب میرے
باپ کا حال ہو گیا انتہیٰ **حکایت** شیخ امام بخش نام ایک سوداگر بڑا
مالدار اور صاحب اقتدار تھا اُس نے اول دوبار حضرت علیہ الرحمۃ
کی بڑی دھوم دھام سے ضیافت کی اور کھانا کئی طرح کا بہت
نفیس کھلایا تھا چنانچہ پلاؤ زردہ شیرمال فورمہ وغیرہ سب

Marfat.com

تھا اور حضرت کے تمام لوگوں کی دعوت کی بعد اس کے ایک روز اور
حضرت کے تمام لوگوں کی دعوت کی بعد اس کے ایک روز اور وہ حضرت
کو اپنے مکان میں لے گیا اور جو لوگ ہمراہ رکاب ہدایت انتساب حضرت
علیہ الرحمۃ کے گئے تھے ان سب کو زردہ اور پلاؤ کھلایا پھر حضرت
سے عرض کی کہ میرے زنانے مکان میں آپ تشریف لے چلیں ہم
لوگوں نے ان سے کہا کہ اندر جاکر پردہ کروا دو وہ اندر گئے اور پھر
وہاں سے آئے اور کہا کہ پردہ ہوگیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ ان کے
ہمراہ اندر مکان کے تشریف لے گئے وہاں تمام عورتیں لباس فاخرہ پہنے
ہوئے بے پردہ فرش پر بیٹھی تھیں آپ یکایک ان کو دیکھتے گھبرائے اور
دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر دھر کر لاحول پڑھی ہوئے باہر آئے
عورتوں نے شیخ امام بخش سے کہا کہ حضرت دونوں ہاتھ آنکھوں پر
دھر کر باہر کیوں تشریف لے گئے خیر تو ہے یہ سن کر وہ باہر آئے حضرت
علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے فرمایا کہ یہ لوگ مانند جانوروں
کے ہیں، انہوں نے پوچھا کہ حضرت خیر تو ہے، آپ نے فرمایا کہ شیخ جی،
اس وقت مجھکو اپنے مکان میں لے گئے اور کہا کہ پردہ ہوگیا ہے وہاں
جو میں گیا تو دیکھا تمام عورتیں ایک فرش پر بے پردہ بیٹھی ہیں میں
وہیں سے لوٹ آیا اور باہر مکان میں بہت کرسیاں بچھی ہوئی تھیں پھر
ایک کرسی پر حضرت بیٹھ گئے اور شیخ امام بخش بھی آکر ایک کرسی پر

Marfat.com

حضرت کے پاس بیٹھ گئے باقی اور کرسیوں پر اور لوگ بیٹھ گئے پھر
آپ نے شیخ امام بخش کی مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمہارے اس ملک
میں پردے کا دستور نہیں ہے اور یہاں کے لوگ اس کی بھلائی
برائی کچھ نہیں سمجھ بوجھتے ہیں، اُنھوں نے عرض کی کہ اس وقت
مواخق کہتے آپ کے لوگوں کے میں اندر گیا اور وہاں کوئی غیر مرد
نہ تھا میں نے فرش بچھوایا اور عورتوں کو اس پر بٹھا کر میں باہر
چلا آیا، میں نے جانا آپ اسی کو پردہ فرماتے ہیں، حضرت نے اُن سے
فرمایا کہ اندر جاؤ اور عورتوں کو ایک طرف دالان میں بٹھا کر
دروں کے پردے چھوڑ دو پھر ہم یہاں باہر آکر پردے کا
حال تم کو بتا دیونگے اور اس ملک کا یہ دستور ہے کہ جو جو کے نوکر
چاکر خدمتگار ہیں وے بے تکلف اس کے زنانے مکان میں
عورتوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور جو چیز دینی ہوتی ہے وہ ان کو
دے آتے ہیں اور جو چیز لینی ہوتی ہے وہ مانگ لاتے ہیں وے
عورتیں اُن سے نہیں پردہ کرتی ہیں، پھر شیخ امام بخش اندر مکان
کے گئے اور پردہ کروا کر باہر آئے پھر حضرت نے ہم لوگوں سے
فرمایا کہ یہاں مولانا عبدالحئی صاحب کو بلا کر بٹھانا ہم تھوڑی

Marfat.com

دیر میں آتے ہیں یہ فرما کر بھیر آپ تو اندر گئے ہم نے مولانا فصاحت
ممدوح کو بلا کر وہاں بٹھایا کچھ عرصہ میں حضرت بھی اندر سے تشریف
لائے پھر شیخ امام بخش تین سو روپے اور بیس اشرفیاں اور
پندرہ تھان سفید اور چھیٹ کے اور کوئی پانچ پانچ تولے عطر
کی دو شیشیاں اپنے مکان سے لائے اور یہ سب سامان حضرت
کے سامنے رکھا اور نذر کیا' آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ یہ سب
اٹھالو ہم نے اٹھالیا پھر حضرت پردہ کرنے کی خوبی اور نہ
کرنے کی برائی شیخ امام بخش سے بیان کرنے لگے یعنی پردہ نہ
کرنا رسم کفار کی ہے اور اس میں بڑے بڑے فساد اور بہت
قباحتیں ہیں اور اس میں نافرمانی خدا و رسول کی ہے یہ سب
سے بڑھ کر گناہ ہے اور اسی طور کے کلمات جو مناسب جانے
فرمائے' شیخ امام بخش نے عرض کی کہ ہمارے اس تمام ملک
میں کسی کے یہاں یہ شرعی پردہ نہیں ہوتا ہے تمام شرفا
غربا کے گھروں کا یہی حال ہے اور اب یکایک اس کا بندوبست
کرنا امر دشوار ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں
سے یہ بیدینی رفع کرے اور بغیر اس کے تو میرے خیال

Marfat.com

میں نہیں آتا ہے کہ اس امر کو عورتیں مانیں، پھیر حضرت نے مولانا
عبدالحئی صاحب سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو دو روز تک یہاں وعظ
ونصیحت اس امر میں سناویں، مولانا صاحب نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں
جو ارشاد ہو بجا لاؤں مگر یہاں کی عورتیں تو طرح طرح کی بلاؤں
میں مبتلا ہیں فقط ایک پردہ نہ کرنا ہی تو نہیں شرک وبدعت کیا کم
کرتی ہیں آپ ان کے لئے دعا کریں اور ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار
میں ہے پھیر حضرت نے ننگے سر ہو کر بہت دیر تک کمال الحاح وزاری
اور عجز وانکساری کی جناب باری میں دعا کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
شیخ بھائی تھوڑے دنوں میں تم دیکھو گے حال ان کی عورتوں کا کہ جو لوگ
اپنے یہاں پردہ کروانے سے گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے اس کا
بندوبست کرنا مشکل ہے کہ وے آپ خوشی یا خوشی پردہ کرینگے اور
جو شرک وبدعت میں مبتلا ہیں وے توحید وسنت پر قائم ہو جاوینگے
اور جب اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو مع الخیر حرمین شریفین سے پھیر یہاں لاوے گا
تب تم ہی لوگ ہم سے بیان کروگے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ایسی ہدایت
کی اور یہی اسی طور کی بہت باتیں آپ نے فرمائیں اور جس وقت حضرت علیہ الرحمۃ
شیخ امام بخش کے زنانے مکان میں تشریف لے گئے تھے اس وقت ہم چند
آدمی ایک چبوترے پر جوتا پہنے کھڑے تھے شیخ امام بخش کے نوکر جا کر

Marfat.com

اور محلہ کے لوگ ہم لوگوں سے تو نہ بولے مگر آپس میں چپکے چپکے کچھ
کہنے لگے ہمارے ساتھ کے شیخ باقر علی نے ان سے پوچھا کہ بھائیو کیا ہم
لوگوں کی طرف اشارہ کرکے باتیں کرتے ہو ان میں سے ایک نے کہا کہ
یہ چبوترہ تعزیہ رکھنے کا ہے ہم لوگ اس کا ادب کرتے ہیں اور تم سب
جوتا پہنے اس پر کھڑے ہو یہی باتیں آپس میں کرتے تھے ہم لوگ یہ سن کر خاموش
ہو رہے جب حضرت علیہ الرحمۃ اندر سے تشریف لائے تب ہم نے یہی حال
عرض کیا، آپ نے کچھ جواب نہ دیا پھر شیخ امام بخش نے کہا کہ حضرت یہ چبوترہ
ہمارے دادا نے بنوایا تھا تب سے ہمارے یہاں تعزیہ بنتا ہے، آپ نے فرمایا
کہ شیخ بھائی اب تم نے کام شرک و بدعت سے توبہ کی ہے یہ چبوترہ ڈور
کروا انھوں نے عرض کی کہ حکم ہو تو اس کو ابھی کھود ڈالوں، آپ نے فرمایا
کہ ہے یہی بات مگر اس پر چھوٹی سی مسجد بنالو کہ تمہارے نوکر چاکر اس میں
نماز پڑھا کریں گے شیخ موصوف یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے کہ انشاء
اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا پھر حضرت اسی چبوترے پر بیٹھے اور چاہا کہ شیخ
موصوف کو اپنا خلیفہ بناویں انھوں نے عرض کی کہ میں اس امر کی لیاقت
نہیں رکھتا ہوں اور یہ بار گراں مجھ سے نہ اٹھیگا، آپ نے فرمایا کہ شیخ
تم اس سے انکار نہ کرو ہم ضرور تم کو خلیفہ کرینگے اور یہ بھاری بوجھ
نہیں ہے بلکہ بھاری بوجھ کو ہلکا کرنے والا ہے یہ بات سن کر وہ

Marfat.com

آبدیدہ ہوئے پھر حضرت نے اپنے یہاں سے منگا کر ایک ٹوپی ان کے سر
پر رکھی اور ایک کرتا پہنایا اور خلافت نامہ دے کر اپنا خلیفہ بنایا اور اُن کے
لئے دعا کی اور فرمایا کہ شیخ بھائی خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ بعد چند روز کے
اس خلافت کی خیر و برکت ظہور میں لاویگا پھر حضرت اُن سے رخصت
ہونے لگے، اُنہوں نے عرض کی کہ میرے باغیچہ تک بھی تشریف لے چلئے پھر
آپ جائیے آپ نے فرمایا کہ خیر چلئے پھر وہ حضرت کو اپنے باغیچہ میں لے گئے وہاں
ایک بہت مکلف کوٹھی بنی تھی شیخ ممدوح نے اس کا دروازہ کھولا حضرت
اُس کے اندر گئے بہت نفیس فرش بچھا تھا اور دروازوں میں آئینے اپنے
موقع پر لگے تھے اور شیشہ کے جھاڑ چھت میں لٹکتے تھے غرضکہ بڑی تیاری کی
کوٹھی تھی پھر ایک کرسی پر حضرت کو بٹھایا اور سب کارخانہ اور اسباب وہاں
کا آپ کو دکھایا اور عرض کی کہ یہ کوٹھی آپ کی خادمہ نے بنوائی ہے سو اس
کی طرف سے آپ کی نذر ہے للہ آپ قبول فرماویں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
اس کا احسان کو دیوے ہم نے اس کو قبول کیا اور اب ہم نے اپنی طرف سے
یہ کوٹھی تم کو دی تم جو چاہو کرو اور ہم لوگ تو مسافر ہیں ان مکانوں کو
کیا کریں شیخ موصوف نے عرض کی کہ حضرت یہ بات تو نہ ہوگی یہ مکان آپ
کا ہے چاہئے بیچ ڈالئے اور چاہئے کسی کرایہ دار کو دیجئے اس میں شیخ موصوف
کے نوکروں نے ہم لوگوں سے کہا کہ حضرت اس کوٹھی کو کیوں نہیں قبول کرتے
ہیں اگر کسی کرایہ دار کو رکھ دیویں تو سو روپے ماہوار آویگا اور

Marfat.com

اگر بیج ڈالیں تو پندرہ ہزار روپے کا بکے گا، اس عرصہ میں قادر بخش
لکھنوی جو کلکتہ میں دلالی کرتے تھے اُنھوں نے جاکر حضرت کے کان
میں کہا کہ شیخ امام بخش کے نوکر جاکر یوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم تو
غریب مسافر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو ہر روز نیا کھانا نیا پانی اور نیا
مکان دیتا ہے پھر بھلا ہم مکان کیا کریں پھر حضرت نے شیخ صاحب
موصوف سے فرمایا کہ یہ مکان ہم نے اپنی طرف سے تم کو دیا یہ تم کو مبارک
رہے اور اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ اپنی جنت میں اس سے بہتر مکان تم کو عطا
کرے پھر آپ نے ان کے لئے دیر تک خوب دعا کی بعد فراغ دعا کے شیخ
صاحب موصوف نے اپنے اُس باغیچہ کا میوہ جو اس فصل میں تھا منگوا
کر حضرت کے آگے رکھا آپ نے سب کو تقسیم کروا دیا وہ میوہ نارنگیاں
اور کیلے کی پھلیاں تھیں اور اناس بھی اور بیر وغیرہ بھی تھے پھر
وہاں سے حضرت مکان پر تشریف لائے اس وقت مولوی محمد یوسف
صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ آپ نے اکثر امیروں کو خلافت نامہ
دئے ہیں اور غریبوں کو کم آپ نے فرمایا یہ خلافت نامے تو بجائے
تخم کے ہیں جیسے کوئی بوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے فوائد آگے کو ظاہر
ہونگے **حکایت** کلکتہ میں ایک پیرزادے صاحب تھے ان کا نام

Marfat.com

نہیں یاد ہے اُنھوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو کہلا بھیجا کہ آپ
میرے غریب خانہ میں تشریف لاویں، آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
ہم کسی وقت آوینگے یہ سُن کر شہر کے چند شخصوں نے آپ سے عرض کی کہ
آپ نے ان پیرزادے صاحب کے مکان پر جانے کا اقرار کیا ہے
وہ شخص تو بجز خلاف شرع کے ہیں آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا کام
خلاف شرع کرتے ہیں انھوں نے عرض کی کہ وہ نجومی ہیں اور شہر
کے اکثر ہندو بجز نجومی ان کے پاس جاتے ہیں اور قواعد نجوم اُن سے
دریافت کرتے ہیں اور آپ کو جو وہاں اپنے مکان پر وہ بلاتے ہیں سو
صرف اسی امر کی بحث کرنے کو بلاتے ہیں سوا اس کے اور کوئی غرض ان
کی نہیں ہے، یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا
اور ان پیرزادے صاحب کے آدمی سے فرمایا کہ تم پرسوں آنا انشاء
اللہ تعالیٰ ہم تمہارے ساتھ چلیں گے پھر موافق وعدہ کے وہ آدمی
پینس لے کر آیا اور عرض کی کہ سواری حاضر ہے آپ تشریف لے چلیں
آپ اس وقت لوگوں سے بیعت لے رہے تھے یہ سُن کر بیعت لینی موقوف
کی اور ان لوگوں سے فرمایا کہ اس وقت ہم کو کسی صاحب کی ملاقات
کو جانا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں سے آ کر بیعت لیوینگے پھر پینس پر

Marfat.com

سوار ہوئے اور پچیس تیس آدمی ہم لوگ آپ کے ہمراہ چلے' آپ نے ہم
لوگوں سے فرمایا کہ بھائیو ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے مگر جو بات
ان پیرزادے صاحب نے اپنے دل میں سوچ رکھی ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ
وہ بات ایک بھی ان سے بن پڑیگی اور وہ راہ راست پر آجاوینگے اور
تم لوگ وہاں آپس میں کسی طور کی گفتگو نہ کرنا خاموش بیٹھے رہنا اور
مولوی امام الدین صاحب اور صوفی نور محمد صاحب کو بھی آپ نے اپنے
ساتھ لیا تھا پھر جب آپ کی سواری پیرزادے صاحب کے حاطہ کے
پھاٹک پر پہنچی آپ سواری سے اُترے تو دیکھا کہ پھاٹک کی چوکھٹ
سے پیرزادے صاحب کی کوٹھی تک پگڑیاں بچھی ہیں ان کے لوگ جو وہاں
سے آپ کو لینے آئے انھوں نے عرض کی کہ آپ ان پگڑیوں پر چلیئے آپ
نے ان سے فرمایا کہ پگڑی تو سر میں باندھنی چاہیئے اور چلنے کے واسطے اللہ
تعالیٰ نے زمین بنائی ہے ہم تو زمین پر چلیں گے انھوں نے کئی بار تکرار
وہی عرض کی کہ آپ انہی پر چلیئے آپ نے کسی طور سے نہ مانا اور زمین پر
ہو کر ان کے بنگلہ میں جہاں وہ پیرزادے صاحب تھے تشریف لیگئے
اور سلام علیکم کیا اُنہوں نے جواب سلام کا دیا اور مصافحہ اور معانقہ
کر کے حضرت کو فرش پر بٹھایا اور عافیت مزاج کی پوچھی' آپ نے
ان کی خیر و عافیت پوچھی' اور ہم لوگ وہیں فرش پر جابجا بیٹھ

Marfat.com

گئے پھر ان کا آدمی عطر اور پان لایا سب نے عطر لگایا اور پان کھایا پھر
وہ بزرگ کچھ ادھر ادھر کی حضرت سے باتیں کرنے لگے اور حضرت موافق
عادت شریف اپنی کے ان کی طرف دیکھنے لگے اس عرصہ میں وہ بزرگ
یکایک چپ ہوگئے اور ہم لوگوں کی طرف دیکھنے لگے اور ہم لوگ عطر لگا
رہے تھے پھر انھوں نے حضرت سے عرض کی کہ جو حال آپ کا میں نے
زبانی بعض لوگوں کے سنا تھا اس سے بہت بڑھ کر پایا کہ بیان اس کا
مجھ سے نہیں ہو سکتا اور آپ کے دیدار فیض آثار سے طبیعت بہت خوش
ہوئی اور جو سوال بطور اعتراض کے میرے خیال میں تھے کہ آپ سے پوچھونگا
وے سب دل سے محو ہوگئے اور اب ایک بھی یاد نہیں یہ آپ کی ظاہر
کرامت اور بزرگی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بات آپ کو یاد ہو بے تکلف آپ
پوچھیں انشاء اللہ تعالیٰ مجھکو جو معلوم ہوگا بیان کرونگا انھوں نے عرض
کی کہ اب سوال یہی ہے کہ میں اُن سب باتوں سے توبہ کرتا ہوں آپ مجھ
سے بیعت لیویں پھر حضرت نے ان سے بیعت لی اور جو مرید ان کے وہاں
حاضر تھے ان سب سے بیعت کروائی اور جو وہاں حاضر نہ تھے ان کو حکم
دیا کہ جو ہمارا مرید سید صاحب کے دست مبارک پر بیعت نہ کریگا وہ
ہمارا مرید نہیں ہے اور پھر ایسا وقت نہ ملیگا یہ سُن کر حضرت نے فرمایا کہ
آپ کو میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ ان سے بیعت لیں اور ہم

Marfat.com

آپ کو خلافت نامہ بھی دیونگے یہ بات سُن کر وہ بہت خوش ہوئے پھر
انہوں نے بہت سی مٹھائی منگوائی اور تقسیم کروائی بعد اس کے حضرت وہاں
سے اپنے مکان پر تشریف لائے اس کے اگلے روز سویرے اپنے چند مریدوں
سے وہ پیرزادے صاحب حضرت کی ملاقات کو آئے اور وقت رخصت
کے عرض کی کہ کل میرے یہاں آپ کی ضیافت ہے آپ نے عذر کیا کہ
آپ تکلف ضیافت کا نہ کریں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے
سبب سے مجکو ہدایت نصیب کی اس لئے دعوت کرتا ہوں پھر حضرت نے ان
کی دعوت قبول کی پھر انھوں نے پوچھا کہ آپ کے ہمراہ کتنے آدمی ہیں
آپ نے فرمایا کہ قریب ساڑھے سات سو آدمی کے ہونگے انہوں نے
عرض کی کہ مجھہ سے کھانا پکوانے کا انتظام نہ ہو سکیگا نقد روپے
بھیجدونگا آپ اپنے یہاں ہزار آدمی کا کھانا پکواویں آپ نے فرمایا
کہ خیر جو آپ کی خوشی ہو پھر وہ اپنے مکان کو گئے اور وہاں سے دو سو
روپے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ کل سویرے میں آکر حاضر ہونگا پھر حضرت
نے بازار سے دس من چاول منگوائے اور ہم لوگوں سے جو کھانا پکاتے
تھے فرمایا کہ اگر تم کو تکلیف نہ ہو تو پلاؤ اور زردہ پکالو دالا ایک
ہی ان میں سے جو چاہو ہم نے عرض کی کہ جیسا ہم لوگوں سے ہو سکیگا
ویسا کرینگے پھر ہم نے اور باقی سامان لاکر دونوں طرح کا کھانا

Marfat.com

پکایا اور پھر دن نہ چڑھنے پایا کہ پلاؤ بھی تیار ہوگیا اور زردہ بھی
اور وہ پیرزادے صاحب بھی حضرت کے پاس آئے، آپ نے اُن سے
فرمایا کہ کھانا پکتا ہے جاکر دیکھو تو کیا دیر ہے پھر وہ ہمارے پاس آئے
اور دونوں کھانے دیکھ بہت خوش ہوئے اور وہ دن جمعہ کا تھا شہر
کے لوگ سویرے سے واسطے نماز کے آنے لگے جب لوگوں کی کثرت ہوئی
تب ہم لوگوں نے عرض کی کہ جو لوگ گھر والے اور جماعت والے ہیں وہ
تو اپنا کھانا لیجاویں گے اور جو آپ کے پاس رہنے والے ہیں اور چالیس
پچاس آدمی شہر کے یہ سب قریب تین سو آدمیوں کے ہونگے اگر ان
کو کہیں بٹھاکر کھلا دیں اور شہر کے لوگ بہت جمع ہیں اگر وہ ان کے ساتھ
بیٹھ جاویں تو اس کا کیا انتظام کیا جاوے یہ سُن کر آپ ایک ساعت
چپ رہے پھر آپ نے فرمایا کہ ہم بھی چل کر دیکھیں گے کہ کھانا کیسا پکا
ہے پھر آپ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا دیکھیں تو تم نے کیسا کھانا
پکایا ہے ہم لوگ سمجھ گئے کہ واسطے برکت کے آپ کو کھانے میں اپنا وقت
مبارک لگانا منظور ہے اور دیکھنا کچھ ضرور نہیں، پھر ہم نے دیگوں کے
منہ کھول دئے پھر آپ نے کئی دیگوں کے چاول ہاتھ میں لے کر دیکھے
اور کہا کہ کھانا بہت خوب پکا ہے جمعہ کی نماز کا وقت قریب ہے
اب ایک طرف سے تقسیم کرنا اور کھلانا شروع کرو کہ جلد فراغت

Marfat.com

ہو جاوے اور جو کوئی کھانا کھانے کو بیٹھے اس کو منع نہ کرو اللہ
تعالیٰ اس میں برکت کریگا تم خاطر جمع رکھو کسی امر کا اندیشہ نہ کرو اور ان
پیرزادے صاحب سے فرمایا کہ آپ چاہیں تو مکان میں چل کر بیٹھیں
اور چاہیں یہاں کھانے کا حال دیکھیں یہ کہہ کر آپ مکان کو تشریف
لے گئے پھر ہم نے گھر والوں کو اور جماعت والوں کو بلا یا وے سب اپنے
اپنے برتن لے کر آئے اور ہم نے بسم اللہ کر کے زردہ اور پلاؤ نکال
نکال کر دینا شروع کیا جب یہ سب اپنا اپنا کھانا لے گئے تب جو اور
لوگ باقی رہے ان کو بٹھا کر کھلانا شروع کیا اور پیرزادے صاحب
ایک درخت کے نیچے شطرنجی بچھا دی تھی اس پر بیٹھے ہوئے یہ تمام
حال دیکھ رہے تھے جب قریب سو آدمیوں کے کھانا کھا چکے تب ہم
نے ان پیرزادے صاحب سے کہا کہ اب آپ اپنے آدمیوں سے بھی
کہہ دیویں کہ وے آکر کھا لیویں انہوں نے ہر چند عذر کیا مگر ہم لوگوں
نے نہ مانا قریب سو آدمیوں کے ان کے ہمراہ تھے پھر ان کو بھی بٹھا
کر کھلایا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایک تو کھا کر اٹھتے تھے اور دوسرے
آکر وہیں بیٹھتے تھے اور کھانا کھاتے تھے یہی تار تھا اور کھانے والوں کی
کثرت دیکھ کر وہ پیرزادے صاحب اپنے دل میں گھبرائے کہ خدا

Marfat.com

خیر کرے، ہم لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کسی بات کا اندیشہ نہ کریں کھانا بہت ہے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بھوکا نہ رہیگا پھر جب سب کھاکر فارغ ہوئے تب ہم لوگوں سے پہلے اُن پیرزادے صاحب نے جاکر حضرت سے عرض کی کہ حضرت میں تو لوگوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا گیا اور کہنے لگا خدا خیر کرے مگر اللہ تعالیٰ نے سب کام پورا کر دیا اور دو دیگ کھانا بچ رہا یہ آپ کی دعا کی برکت ہے اس عرصہ میں میاں عبداللہ اور خدا بخش باورچی نیاز سی اور یہ خاکسار دین محمد ان تینوں نے جاکر حضرت کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ تمام لوگ اپنے اور بیگانے بخوبی کھاچکے اور دو دیگ کھانا بچ رہا ایک دیگ زردہ کی اور ایک پلاؤ کی آپ نے پوچھا کہ کتنے لوگوں نے کھایا ہوگا ہم نے عرض کی یہ شمار ہم کو نہیں معلوم جو لوگ جماعت کے آئے تھے وہ کھاتے گئے مگر شہر کے اور پیرزادے صاحب کے آدمیوں نے حضرت سے عرض کی کہ آپ کے ہمراہیوں کے سوا قریب ہزار آدمیوں کے کھا گیا ہوگا پھر وہ پیرزادے صاحب اور جو اہل شہر وہاں حاضر تھے اس کرامت ظاہرہ سے نہایت حضرتؒ کے معتقد ہوئے اور

Marfat.com

آپس میں کہنے لگے کہ یہ محض سید صاحب کی دعا برکت ہے
والا اس قدر کھانے میں اتنے آدمی کیونکر کھاتے پھر حضرت نے
ان پیرزادے صاحب سے فرمایا کہ آج تو روز جمعہ کا ہے ہم کو فرصت
نہیں کل کے روز انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو خلافت نامہ دینگے یہ
خوشخبری سن کر وہ اپنے مکان کو رخصت ہو گئے اگلے روز پھر آکر
حاضر ہوئے، حضرت نے ان کو ایک کرتا دیا اور ایک پگڑی عنایت
فرمائی اور مولانا عبدالحئی صاحب سے خلافت نامہ اُن کو لکھوا دیا
اور ان کو حاجی عبدالرحیم صاحب کے سپرد کیا کہ توجہ دیویں پھر حاجی
صاحب نے کئی روز ان کو توجہ دی، ایک دن انھوں نے حضرت
سے عرض کی کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے اگر میں آپ کے
دست مبارک پر توبہ نہ کرتا اور یوں ہی مرجاتا تو میری عاقبت تباہ
ہوتی اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں آپ کو گویا میری ہی ہدایت کے لئے
بھیجا ہے اب آپ دعا کریں کہ پروردگار مجھکو تا دم موت اسی توبہ
پر قائم رکھے: پھر حضرت نے ان کے لئے دعا کی پھر وہ رخصت ہو کر
اپنے مکان کو گئے اور اس دعوت کا کھانا سب لوگوں کے ساتھ خدا بخش
باورچی نبارسی نے پکایا تھا حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

Marfat.com

خدا بخش تم نے کھانا خوب پکایا اُس نے کہا کہ حضرت مجکو کیا
شعور اور سلیقہ ہے مجکو اپنی عمر بھر میں یاد نہیں پڑتا کہ پان سات
سیر سے زیادہ آٹا اور تین چار سیر سے زیادہ گوشت کبھی میں نے
پکایا ہو اسی قدر ہمیشہ پکا کر بیچا کیا جو کچھ دو تین آنے خدا نے دلوائے
اس میں اپنا گذارا کیا یہ آپ کے آدمی آج کھانا پکا رہے تھے میں
بھی اس میں شریک ہو گیا اور آپ کی دعا سے کھانے کی درستی ہو گئی
حضرت نے فرمایا کہ آج سے تم بھی میاں عبداللہ اور دین محمد کے
ساتھ کھانا پکانے میں رہا کرو جو کچھ تم سے یہ کہا کریں للہ فی اللہ
کیا کرو حاجیوں کی خدمت کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت
دونوں کی خیر کریگا پھر ہم لوگوں سے حضرت کو معلوم ہوا کہ خدا بخش
کو اچھی طرح سے نماز یاد نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ ان کو میاں جی
محی الدین کے سپرد کرو کہ ان کو نماز سکھلا دیں اور اللہ تعالیٰ کا نام بتا دیں
اور بزرگ بنا دیں پھر ان کو میاں جی ممدوح کے سپرد کیا اُنہوں نے
ان کو نماز سکھا ئی اور خدا کا نام تعلیم کیا اور تتمہ اس حکایت کا یہ
ہے کہ خدا بخش حضرت کے ہمراہ حج کو گئے اور حج کر کے مع الخیر بنارس
میں آئے اور حضرت سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں اپنے

Marfat.com

مکان کو جاؤں اور آپ میرے لئے دعا کریں پھر حضرت نے
دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ سے مخلوق کو نائدہ
پہنچاوے گا اور روزی سے تم کو محتاج نہ کرے گا اور اجازت
گھر جانے کی دی پھر حضرت تو اپنے وطن شریف کو اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ تشریف لے گئے اور خدا بخش اپنے گھر میں رہے اور اپنی
دوکانداری بطور اول کے کرنے لگے پھر جب حضرت اپنے وطن شریف
سے ہجرت کر کے ولایت افغانستان میں گئے اور وہاں سے محکو واسطے
کسی کار کے ہندوستان میں بھیجا اور میرا اتفاق بنارس جانے کا ہوا
اور وہاں تیلیانالے پر مرزا ابلاقی شاہزادے کے مکان میں اترا تھا میں
خدا بخش سے ملاقات ہوئی وہ محکو اپنی دکان پر لے گئے اور وہاں
بٹھایا اور اپنا حال مجھ سے بیان کرنے کہ بھائی دین محمد میں ایک
دہی پان سات سیر آٹا اور تین چار سیر گوشت معمولی پکا کر اسی
دکان پر رکھتا ہوں اور بیچتا ہوں سید صاحب کی برکت سے اللہ تعالیٰ
با خوبی میری گذران کرتا ہے پھر وہاں سے تھوڑی دیر میں اپنے
مکان پر محکو لے گئے اور کہا کہ یہ مکان میں نے خریدا ہے اور
یہ کواں بنایا ہے اور اس محلہ میں کسی کویں کا میٹھا پانی سوائے اس
کے نہیں ہے ہمیشہ صبح سے پہر رات گئے تک پانی بھرنے والوں کا مجمع

Marfat.com

اس پر رہتا ہے اور یہ حضرت کی دعا کی برکت ہے جو آپ نے
میرے حق میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں سے لوگوں کو
فائدہ پہنچاوے والا اس قدر روپے میرے پاس کہاں تھے جو
میں کواں بھی بنواتا اور مکان بھی مول لیتا پھر وہاں سے مجھکو اپنے
دکان پر لاکر بٹھایا اور مجھکو کھانا کھلایا اور مجھ سے کہا کہ کل
سویرے تمہاری دعوت ہے' پھر میں وہاں سے شاہزادے ممدوح
کے مکان پر آیا اور میرے ساتھ حسین خاں نام ایک اور بھی آدمی
تھا اس کو میں بستر پر چھوڑ گیا تھا پھر اگلے روز سویرے خدا بخش ہم
دونوں کو اپنے مکان پر لے گئے اور کھانا کھلایا پھر بعد فراغ کھانے
کے میں نے حسین خاں کو مکان پر واسطے حفاظت اثاث البیت کے
بھیجدیا پھر میں خدا بخش کے ساتھ ان کی دکان پر آیا پھر وہ
اپنی دکان کے کاروبار میں مشغول ہوئے اس عرصہ میں لوگ
شہر کے اپنے لڑکے بچے بیمار لے کر آنے لگے اور کہنے لگے حاجی صاحب
دم ڈال دو پھر انھوں نے کچھ پڑھ کر ان سب پر دم کیا جب
وے لوگ اپنے گھروں کو گئے تب میں نے خدا بخش سے پوچھا کہ تم
کیا پڑھ کر لڑکوں پر دم کرتے ہو انھوں نے کہا بھائی صاحب
تم تو خوب جانتے ہو کہ میں پڑھا لکھا کچھ نہیں ہوں مگر سید صاحب

Marfat.com

کی دعا کی برکت کا اثر ہے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دم کر دیتا
ہوں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے شفا دیتا ہے ہر روز اس دکان
پر یہی حال رہتا ہے اور ابتدا اس دم کرنے کی یہ ہے کہ جب میں
سید صاحب کے ساتھ حج کر کے یہاں آیا تب بعض بعض آدمی
اپنے بیمار لڑکوں کو میرے پاس واسطے دم ڈالنے کے لانے لگے میں
ان سے کہتا کہ بھائیو تم سب جانتے ہو کہ میں اُمّی آدمی ہوں مجکو
اس امر میں کچھ دخل نہیں وہ کہتے کہ اگرچہ تم کچھ پڑھے نہیں ہو
مگر حج تو کر آئے ہو ہمارے لڑکوں پر تم دم ڈال دو مجکو حضرت
کا فرمانا یاد آیا' آپ نے مجھ سے ارشاد کیا تھا کہ جو کوئی تجھ سے
ملنے کو آوے اس کو تو نماز روزے کی تاکید کیا کرنا اور توحید
وسنت کی خوبی اور شرک وبدعت کی بُرائی ناواقفوں کو بتا
دیا کرنا سو یہی بات میں نے اختیار کی اور ان لوگوں سے میں نے
کہا کہ بھائیو جب تم نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا اقرار
کرو تب ہم تمہارے لڑکے بالوں پر دم ڈالا کرینگے پھر رفتہ
رفتہ صدہا آدمیوں نے اقرار کیا اور نماز پڑھنے اور روزہ
رکھنے لگے اور شرک وبدعت سے تائب ہوئے اور تب سے میں دم

Marfat.com

ڈالنے لگا انتہیٰ **حکایت** حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے خواہر
زادے سید احمد علی صاحب مرحوم ومغفور لکھنؤ میں قندھاری کے
رسالے کے سواروں میں نوکر تھے جب حضرت علیہ الرحمۃ وطن سے
بیت اللہ شریف کو چلنے لگے تب سید احمد علی صاحب نے اپنے اہل وعیال
حضرت کے ہمراہ کر دئے اور حضرت سے عرض کی کہ اب آگے تشریف لیجئے
میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے پیچھے کار ضروری سے فراغت کر کے آؤنگا
پھر جب حضرت مع الخیر کلکتہ میں پہنچے تب سید احمد علی صاحب آکر حضرت
سے ملے اور پانچ ہزار روپے کی ہنڈوی لائے اور حضرت کو اطلاع کی
کہ یہ ہنڈوی ان روپیوں کی ہے جو نواب سعتمد الدولہ غازی الدین حیدر
والی لکھنؤ کی طرف سے آپ کی نذر کئے تھے اور آپ نے نہیں لئے تھے
اور اس کا حال آگے لکھا گیا ہے اور سید احمد علی صاحب نے حضرت
علیہ الرحمۃ سے اور سب عزیزوں اور دوستوں سے کہا کہ میں سب صاحبوں
کو ایک خوشخبری سناتا ہوں سب نے بڑے اشتیاق سے پوچھا کہ فرمائیے
کیا خوشخبری ہے کہا شاہ عبدالقادر صاحب کا قلمی ترجمہ ستر روپے
کا لایا ہوں اور سب کو دکھلایا سب لوگ دیکھ کر کمال خوش ہوئے
کہ ستر روپے میں گویا مفت ملا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے وہ پانچ ہزار روپے

Marfat.com

کی سنہڈوی شیخ قادربخش لکھنوی کو دی اور پانچ ہزار روپے کے انگریزی
نوٹ جو منشی امین الدین خاں نے دئے تھے وہ حوالہ کئے اور فرمایا کہ یہ
دس ہزار روپے کی رقم واسطے نول جہازوں کے شیخ رمضانی کی کوٹھی
میں جمع کرآؤ اور اس سے پہلے تیرہ ہزار روپے معرفت دین محمد کے
وہیں جمع ہیں یہ سب تیئیس ہزار روپے ہوئے اور باقی روپے جو اور
ہمارے یہاں جمع ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ہم بھیجدیں گے پھر وہ
دسوں ہزار کی رقم شیخ قادربخش اس کوٹھی میں جمع کرآئے **حکایت**
حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے پاس ہر روز منشی امین الدین خاں صاحب
کے باغ میں سکیڑوں بلکہ ہزاروں آدمی کی جمعیت رہتی تھی خصوصاً روز
جمعہ کے اتنی کثرت لوگوں کی ہوتی تھی کہ جس کا کچھ شمار نہیں ایک دن
جمعہ کو اس قدر آدمی جمع ہوئے کہ جگہ ملنی لوگوں کو دشوار ہوئی پھر وقت
نماز کا ہوا اذان کہی گئی اور جانمازیں بچھائی گئیں اور مصلیٰ امام کا کنارے
تالاب کے بچھایا گیا اور لوگوں نے سنتیں پڑھیں اور حضرت علیہ الرحمۃ کوہی
میں تھے مولانا عبدالحئی صاحب سے فرمایا کہ آج لوگوں کی کثرت زیادہ
ہے ہم تو نماز پڑھ کر چلے آوینگے اس لئے کہ لوگ مصافحہ کرنے کو ہجوم کرینگے
ایسا نہ ہو کہ آدمی کمزور بیچارے کچل جاویں اور آپ ہمارے مصلیٰ پر
بیٹھ کر وعظ فرماویں اور آٹھ آدمی حضرت کے واسطے بحافظت مولانا

Marfat.com

ممدوح کے مقرر کئے وہ یہ تھے پہلت کے شیخ جلال الدین صاحب مولانا صاحب کے سالے اور شیخ عبدالله مولانا صاحب کے ہمزلف اور سہارنپور کے شیخ کریم بخش اور شیخ محمد حسن اور فضامن علی اور ساذر پوری کے جانی جراح اور کریم بخش گنگوہی اور قادر شاہ ہریانوی اور مولانا صاحب کے وعظ میں قرآن مجید مولوی وحیدالدین صاحب پہلتی پڑھا کرتے تھے ان کو واسطے قرآن پڑھنے کے فرمایا پھر حضرت مکان پر سنتیں پڑھ کر مکان سے باہر نکلے تو دروازے تک نمازیوں کی صفیں تھیں کسی طرف مارے کثرت کے لوگوں کے رستہ نہ معلوم ہوتا تھا جو لوگ کوٹھی میں حضرت کے ساتھ تھے اُن سے آپ نے فرمایا کہ ادھر تو کہیں باہر نکلنے کا رستہ نہیں ہے تم کوٹھی کے دوسرے دروازے کی طرف سے جاؤ جہاں نہیں جگہ پاتا وہاں کھڑے ہو جانا اور میں اور میاں عبدالله اور پہلت کے شیخ عبدالحکیم اور شیخ ضیاءالدین یہ چاروں حضرت کے ساتھ چلے گئے پھر حضرت تو مصلیٰ پر کھڑے ہوئے اور ہم چاروں کو کہیں جگہ نہ ملی کہ وہاں کھڑے ہوں پھر حضرت نے ہم میں سے دو کو اپنی داہنی طرف کھڑا کیا اور دو کو بائیں طرف اپنی ایڑیوں کے برابر پھر اقامت ہوئی آپ نے الله اکبر تحریمہ نماز کا باندھا اور نماز پڑھائی اور دعا کر کے آپ نے چاہا کہ وہاں سے کوٹھی کو تشریف لیجاویں ہر طرف سے لوگوں نے مصافحہ کرنے کو گھیر لیا اور اس طرح کا اس وقت

Marfat.com

شور وغل لوگوں کا تھا کہ کوئی کسی کی بات نہیں سنتا تھا یہ حال
دیکھ کر حضرت کو اندیشہ ہوا کہ آدمی دب نہ جاویں اُس وقت آپ
مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑے تھے پھر جانب شمال منہ
کیا اور رنگ آپ کے چہرہ مبارک کا سرخ ہوگیا اور بال بدن پر کھڑے
ہوگئے یہ آپ کا حال دیکھ کر میں نے اور میاں عبداللہ نے شیخ عبدالحکیم اور
شیخ ضیاء الدین کو اشارہ کرکے بلایا کہ ان سے یہ حال کہیں وہ دونوں
ہم تک نہ آنے پائے کہ حضرت علیہ الرحمۃ دفعتہً ہم سب کی نظروں
سے غائب ہوگئے سب ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ سید صاحب کہاں ہیں
اس عرصہ میں آپ نے کوٹھی کے دروازے سے بآواز بلند پکار کہا کہ بھائیو
السلام علیکم سب نے کہا کہ یہ آواز سید صاحب کی کدھر سے آئی پھر جو
دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کوٹھی کے دروازے پر ایک ہاتھ سے دروازے
کا اترنگ اور دوسرے ہاتھ سے بازو پکڑے ہوئے کھڑے تھے اس
میں کچھ لوگ مولانا صاحب کا وعظ سننے کو وہیں بیٹھ گئے اور باقی حضرت
علیہ الرحمۃ کی طرف مصافحہ کرنے کو جھکے آپ ان کو دیکھ کر اندر کوٹھی کے
چلے گئے اور اپنی جگہ پر جا بیٹھے پھر لوگوں نے وہیں جاکر مصافحہ کرنا شروع
کیا اور آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کرتے جاتے تھے اور بیعت والوں سے بیعت
بھی لیتے جاتے تھے یہاں تک کہ اذان عصر کی ہوئی آپ نے بیعت لینی موقوف

Marfat.com

کی اور نماز پڑھ کر بیعت لینی شروع کی یہاں تک کہ ڈیڑھ بہر رات سے
زیادہ گئی تب ہم لوگوں نے بیعت کرنے والوں سے کہا کہ اب جاکر اپنے گھر
میں سو رہو اور حضرت بھی آرام کریں پھر سب آدمی رخصت ہو کر چلے گئے ہم
نے دروازہ بند کر لیا' حضرت نے مولانا عبدالحئی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے جو وعظ
فرمایا اس میں کیا بیان تھا انھوں نے کہا کہ فلانے فلانے بیان تھے
مگر وہ تقریر مجکو یاد نہیں ہے پھر پہلت کے مولوی محمد یوسف صاحب
نے آپ سے پوچھا کہ حضرت جبکہ بعد نماز لوگوں نے آپ پر ہر طرف سے
ہجوم کیا تب آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بال بدن پر کھڑے ہو گئے اور
ہزاروں آدمیوں کے ابنوہ سے دفعتہً آپ غائب ہو گئے اور یہاں کوٹھی
کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے یہ کیا معاملہ عجیب وغریب تھا آپ نے
فرمایا کہ وہ معاملہ یہ تھا کہ جب ہزاروں لوگ میری طرف یکبارگی واسطے
مصافحہ کے جھکے مجکو خیال اس بات کا ہوا کہ ایسا نہ ہو اسی اثنا میں مجکو
جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ جلد تو یہاں سے نکل جا نہیں لوگ دب جاوینگے
میں نے عرض کی کہ الٰہی میں کیونکر یہاں سے باہر نکلوں یہ امر تو میرے اختیار
سے باہر ہے پھر حکم ہوا کہ ہم تجکو نکالتے ہیں بعد اس کے تمام لوگ اسی
کثرت سے کھڑے رہے اور جناب باری نے وہاں سے مجکو کوٹھی کے
دروازے پر پہنچا دیا پھر میں نے شکر الٰہی ادا کر کے سب لوگوں کو سلام

Marfat.com

کیا تاکہ سب لوگ آگاہ ہو جاویں کہ میں یہاں ہوں اور جو اس وقت
دیکھنے والوں نے وہ حال میرے بدن اور چہرہ کا دیکھا وہی وقت الہام کا
تھا اور الہام کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے اور جب کوئی کسی
درویش یا بزرگ کو اس حال میں دیکھے تو اس سے کچھ کلام نہ کرے بلکہ دعا
طلب کرے یہ بات سن کر ہم لوگوں نے عرض کی کہ حضرت ہم کو یہ حال
معلوم نہ تھا والا آپ سے دعا کرواتے مگر اب اس کا کیا علاج کریں
آپ نے مولوی محمد یوسف صاحب کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ سب بھائیوں کے لئے اب ہم دعا کرینگے پھر آپ سر بسجدہ ہو کر دعا میں
مشغول ہوئے اور ہم سب لوگ آمین آمین کہتے تھے اور اس وقت تمام
حضار مجلس پر ایک حال واقع تھا کہ گویا اپنے آپ میں نہ تھے پھر
جب دعا سے فارغ ہوئے تب مولانا عبدالحئی صاحب سے فرمانے لگے
کہ مولانا صاحب جب ہمارے سید احمد علی صاحب لکھنؤ سے یہاں آئے
اور یہاں کی ہدایت خلق اللہ کا حال دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور یہ تمام
کارخانہ ہدایت کا اختیار الٰہی میں ہے اس میں کسی کا دخل نہیں ہے جن
روزوں میں تکیہ پر تھا وہاں ایک روز جناب باری عز اسمہ سے مجکو
الہام ہوا کہ جو تیرا ارادہ ہجرت کا ہے سو اب موقوف کر ہم کو منظور ہے
کہ پہلے تو حج کو جا اس سفر حج میں ہم اپنے بندوں کو تجھ سے بہت فائدہ

Marfat.com

پہنچاویں گے اور تیرے درجہ بڑھاوینگے جب پروردگار رہے مجکو
یہ امر ہوا تب پہلے میں نے یہ حال اپنے بھانجے سید عبدالرحمٰن سے کہا کہ
پہلے میرا ارادہ ہجرت کرنے کا تھا سو منظور الٰہی یہ ہے کہ پہلے میں حج کو
جاؤں وہاں سے آکر پھر ہجرت کروں کہو تمہارا کیا ارادہ ہے انہوں
نے کہا کہ جد ہر ارادہ آپ کریں میں آپ کے ساتھ ہوں یہ بات سُن کر
میں بہت خوش ہوا اور میں نے ان سے کہا کہ ہم کو بہت آرام سے لے
چلیں گے اور بہ خوبی خدمت کرینگے اور کھانے کپڑے سے انشاء اللہ تعالیٰ
کسی بات کی تم کو تکلیف نہ ہونے پاویگی، انہوں نے کہا کہ یہ آپ کیا
فرماتے ہیں جب ہم نے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ارادہ کیا تب آپ کی
خدمت گذاری اور خبر گیری کی کیا حاجت وہی پروردگار کافی ہے اس
امر میں کئی بار تکرار میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے کھانے کپڑے
اور خرچ راہ کی خبر لونگا مگر انھوں نے نہ مانا اپنے اُسی توکل پر رہے
پھر میں نے کہا کہ تم اپنی بی بی کو بھی لے چلنا اُنھوں نے کہا کہ مجکو اپنی جان
کا اختیار ہے اور کسی میں ذمہ دار نہیں ہوں وہ آپ کی بھتیجی ہیں آپ ان کو راضی کریں
اگر چلیں تو بہتر ہے پھر میں نے ان سے کہا وہ چلنے پر راضی ہوئیں پھر میں
نے سید محمد علی صاحب سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ حج کی تیاری کرو انھوں
نے کہا میں چلنے کو حاضر ہوں مگر اس شرط پر کہ میری سواری اور خوراک

Marfat.com

کا آپ ذمہ لیویں، میں نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ سب کچھ اللہ تعالیٰ
سامان کردیگا آپ تیاری تو کریں اور ہم دس روپے ماہ بماہ دیا کرینگے
اس سے باخوبی آپ کا گذارہ ہوگا وہ بھی راضی ہوئے پھر میں نے سید احمد علی
صاحب سے کہا اُنھوں نے کہا میں چلنے کو حاضر ہوں مگر آپ میرے
اہل وعیال کو اپنے ہمراہ لیتے چلیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ بعد چند روز کے کار
ضروری سے فراغت کرکے میں بھی کہیں رستے میں آپ سے آکر ملونگا پھر
میں نے سید حمید الدین سے کہا وہ بھی اپنے اہل وعیال سے چلنے کو مستعد ہوئے
اور مجھ سے کہا کہ آپ میری زادراہ کا فکر نہ کرنا میرے پاس بیت اللہ
شریف کے جانے آنے کا خرچ ہے پھر میں نے تکیہ اور بریلی اور فیض آباد کے
بھائی بندوں سے کئی بار سمجھا کر کہا کہ تم بھی میرے ساتھ زیارت حرمین
شریفین کو چلو وہ طرح طرح کے اعتراض لایعنی کرنے لگے کوئی تو کہتے
تھے کہ تمہارے پاس ایک روز کھانے کا خرچ نہیں ہے اور ہر ایک سے
کہتے ہو کہ تم بھی چلو کیا لوگوں کو تباہ کرنے کا ارادہ ہے اگر تم کو جانا ہے
تو دو چار آدمیوں سے چلے جاؤ ہر ایک کا بار اپنے اوپر کیوں لیتے ہو اور
کوئی کہتے تھے کہ تم جو کچھ دکن سے کما لائے ہو وہ چند روز گھر میں بیٹھ
کر چین سے کھاؤ اور جو لوگ مسکین ومحتاج تم نے جمع کئے ہیں ان کو
جواب دو کہ وہ اپنے گھر جاؤ نہیں تو چند روز میں جو کچھ تمہارے

Marfat.com

پاس ہے کھا پی کر اپنا سا فقیر و محتاج تم کو بھی کر دینگے میں اُن سے کہتا
تھا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو تیرے ساتھ جاوینگے
ان کا ذمہ دار میں ہوں کہ بآرام تمام ان کو لیجاؤنگا اور حج کرواکر
مع الخیر لے آؤنگا سو تم بھی چلو اور کسی امر کا اندیشہ نہ کرو میرے
پروردگار کا خزانہ معمور ہے اس کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں ہے مگر
میرا کہنا کسی صاحب نے نہ مانا جن لوگوں کو پروردگار نے چاہا وہ تو آئے
اور باقی لوگ اپنی تقدیر الٰہی پر رہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل
سے ہم غریبوں عاجزوں کو مع الخیر یہاں پہنچایا اور محکم یقین کامل ہے
کہ یہاں سے حرمین شریفین میں بھی پہنچا دیگا اور پھر ساتھ خیر کے وہاں سے
لاوینگا یہ تمام قصہ سُن کر مولانا عبدالحئی صاحب نے کہا کہ حضرت آپ
نے بجا فرمایا یہ بات قدیم سے یوں ہی چلی آتی ہے کہ جہاں کہیں کوئی
مقتدا صاحب ارشاد و ہدایت ہوا ہے اس کے قریب و جوار کے اپنے
اور بیگانے اس کی نعمت عظمیٰ سے اکثر محروم رہے ہیں **حکایت**
شیخ عبدالستار لکھنوی جو حضرت کے ہمراہ آئے تھے ان کا باپ قادر بخش
نام بہت برسوں سے کہیں گھر سے چلا گیا تھا اور کچھ اس کا حال کسی
نہ معلوم تھا کہ کہاں ہے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے لکھنؤ میں عبدالستار
کی والدہ اور عزیزوں سے فرمایا تھا کہ مجھکو جناب الٰہی سے اُمید

Marfat.com

قوی ہے کہ اُن کو ان کے باپ سے ملا دیگا مگر یہ نہیں معلوم ہے کہ کہاں،
ملا دیگا سو ایک روز کلکتہ میں ایک شخص بُڈھے حضرت کے پاس آئے
اور سب کے ساتھ انھوں نے بھی بیعت کی اور حضرت سے حال پوچھا
کہ آپ کا وطن شریف ہندوستان میں کہاں ہے آپ نے فرمایا کہ)
رائے بریلی کے تکیہ میں تب انھوں نے کہا کہ میرا بھی مکان لکھنؤ میں فلانی
محلہ ہے اور میں کئی برس سے یہاں دلالی کرتا ہوں اور محکو اپنے وطن کا
حال معلوم نہیں آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اُنھوں نے کہا قادر بخش
آپ نے پھر پوچھا کہ تمہارے کوئی لڑکے بالے بھی ہے اُنھوں نے
کہا کہ ہاں ایک لڑکا تھا مگر اب ہمیں معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا
آپ نے پوچھا کہ اس کا نام کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ عبدالستار تب
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے کو ہم اپنے ساتھ لیتے آئے
ہیں اور کسی سے فرمایا کہ بلاؤ عبدالستار کو اور کہا کہ تم اپنے بیٹے
کو عبدالستار آئے دونوں کو ملایا اور فرمایا کہ یہ تمہارا بیٹا ہے تم
ان کے باپ ہو اس کا قصہ مفصل ہم آگے لکھ چکے ہیں جب سے اُنھوں
نے بیعت کی دلالی کلکتہ بھی کرتے اور حضرت کے پاس بھی حاضر رہتے پھر
عبدالستار نے اپنی والدہ اور بھائی بندوں کو لکھنؤ کو خط لکھا کہ
جیسا حضرت علیہ الرحمۃ نے لکھنؤ میں فرمایا تھا کہ تمہارا باپ جہاں

Marfat.com

کہیں ہو ویگا اللہ تعالیٰ تمکو تمہارے باپ سے ملا دویگا سو ویسا ہی ہوا کہ
اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا کی برکت سے یہاں کلکتہ میں ہمیں باپ سے
ملا دیا تم خاطر جمع رکھو پھر ایک روز قادر بخش اس خاکسار دین محمد
کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چلو تم کو کوٹھی میں شیخ عبداللطیف صاحب
بلاتے ہیں، میں نے جواب دیا کہ میں حضرت سے پوچھ لوں، انھوں نے
کہا کہ حضرت کے پاس مجمع کثیر ہے ہم نے حضرت سے پوچھ لیا ہے تم
چلے چلو پھر میں ساتھ ان کے گیا اور جا کے ملاقات کی، شیخ صاحب نے
فرمایا کہ پانچ طرح کی بانگی چاولوں کی آئی ہوئی رکھی ہے اور وہ کوٹھی
شیخ رمضانی اور شیخ صاحب کے ساجھے کی تھی اور آگے حال شیخ عبداللطیف
کا لکھ چکا ہوں کہ سائیس کوٹھیاں ان کی ہندوستان کے شہروں میں
تھیں، گماشتے سے اپنے کہا کہ بانگی چاولوں کی جو رکھی ہوئی ہے لاکر ان
کو دکھلاؤ، گماشتے نے بانگی لاکر کھول کھول کر دکھلانا شروع کیا
وہ چاول پانچ قسم کے تھے اور پانچوں قسم کی بانگی میں نے لی اور ان
سے ہر ایک کا نرخ پوچھا انہوں نے ایک روپیہ من کی اور ایک اٹھارہ
آنے من، اور ایک سوا روپے من اور ایک ڈیڑھ روپے من اور ایک
دو روپے من پھر وہ پانچوں بانگیاں لے کر حضرت کے پاس گیا اس وقت تیاری نماز عصر کی

Marfat.com

ہو رہی تھی پھر بعد فراغ نماز کے میں نے حضرت سے عرض کی کہ میں چاولوں
کی بانگیاں لایا ہوں آپ دیکھ کر جو پسند کریں وہ چاول خریدے جاویں
آپ نے فرمایا کہ کوٹھی کے اوپر چلو وہاں آکر ہم دیکھیں گے بعد اس کے
آپ بھی تشریف لائے اور وہ ہر قسم کے چاول ملاحظہ فرمائے اور مجھ
سے ہر ایک قسم کا نرخ پوچھا میں نے جدا جدا عرض کیا، آپ نے ڈیڑھ
روپے کے من کے چاول پسند کئے اور فرمایا کہ یہ چاول ٹوٹے بھی نہیں
ہیں اور لمبے بھی ہیں اور دوسرے روپے من کے چاول بھی پسند کئے مگر وہ ابالے
دھانوں کے تھے یہ نقص ان میں تھا اس سبب سے آپ نے وہ نہ لئے بقادر
دلال بھی وہیں حاضر تھے انہوں نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو بے ابالے دھانوں
کے چاول اسی قسم کے تلاش کئے جاویں، آپ نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں ہے ڈیڑھ
روپے من کے خوب ہیں اور یہ پرانے اور خوشبودار ہیں، شیخ بھالی یہی چاول
خرید کرو اور دین محمد تمہارے ساتھ ہیں، شیخ جی نے عرض کی کہ بہت اچھا اور
مجھ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ رہو، پھر شیخ جی نے عرض کی کہ تیئیس ہزار
روپیہ معرفت میاں دین محمد اور قادر بخش کے اور سات ہزار روپیہ اور جو
آپ نے بھیجے سو یہ تیس ہزار روپیہ آپ کے ہمارے یہاں کوٹھی میں جمع ہیں
آپ نے فرمایا کہ لینے میں کسی اسباب ضروری کے فرق نہ پڑے اور جو روپیہ

Marfat.com

کی حاجت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہم تمہاری کوٹھی میں جمع کر دینگے انہوں نے کہا بہت اچھا، یہ کہہ کر وے تو رخصت ہوئے دوسرے روز سعد الدین ناخدا اور منشی امین الدین اور شیخ امام بخش اور شیخ رمضانی اور منشی حسن علی ضلع بیر بھوم کے اور پانچ چار ناخدا جہازوں کے اور بہت سے ذی عزت سو دو سو آدمی جمع ہو کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے گیارہ جہازوں کی تدبیر کروادی مگر گیارواں جہاز ہم نے موقوف کر دیا یہ خبر فرحت اثر سُن کر آپ نے جزاک اللہ اور الحمد للہ شکر ہے اس پروردگار کا کہ جس نے اپنی عنایت بے غایت سے ہم عاجز و تاچار بندوں کا سامان مہیا کر دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ ان جہازوں کے کیا کیا نام ہیں اُنھوں نے عرض کی کہ ایک دریا بقی دوسرا عطیۃ الرحمٰن تیسرا فتح الکریم چوتھا فیض ربانی پانچواں فتح الباری چھٹا فتح الرحمن ساتواں عزیز احمدی آٹھواں عباسی نواں تاج دسواں فیض الکریم شیخ غلام حسین خاں فخر التجار کو جب تحقیق خبر معلوم ہوئی کہ مجھ سے الگ ہی الگ یہاں کے سوداگروں نے سید صاحب کے واسطے جہاز کرایہ کر لئے تب ایک دن حضرت کے پاس آکر اُس نے عرض کی کہ چار جہاز ان دنوں میرے خالی کھڑے ہیں آپ انھیں پر اپنے لوگوں کو سوار کر کے بیت اللہ شریف کو تشریف لے جاویں یہاں سے مکہ تک کا جو کچھ زادہ اور اسباب ضروری حاجت ہوگا وہ سب جہازوں

Marfat.com

پر سوار کر دیا جاویگا اور زیارت حرمین شریفین سے فراغت کر کے پھیر
اسی سامان کے ساتھ انھیں جہازوں پر وہاں سے آپ تشریف لانا اس
امر کا میرا ذمہ ہے' آپ نے فرمایا کہ شیخ بھائی تم نے بات معقول کہی
مگر ہم نے اپنے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ جب ہم کو اللہ تعالیٰ زاد راحلہ
کا سامان کر دیگا تب ہم جہازوں کا کرایہ دے کر اور اپنے ہمراہیوں
کو ساتھ لے کر بیت اللہ شریف کو جاوینگے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی
مخلوق کا یارا احسان نہ اٹھاوینگے اس میں چاہیں برس گذر جاویں اس
بات کا کچھ غم نہیں' جب شیخ موصوف نے حضرت سے یہ صاف جواب سنا
تب اُس نے عرض کی کہ اگر آپ کو میرے جہازوں پر اس طرح سوار ہونا
منظور نہیں ہے جو صاحبوں نے آپ کے واسطے جہاز کرایہ کئے ہیں اُن
میں میری بھی شراکت ہو جاوے' آپ نے فرمایا کہ اس میں میرا دخل نہیں
ہے تم جا کر ان سے صلاح کرو اگر وہ مانیں تو کیا مضائقہ ہے تم بھی شریک
ہو جاؤ' جب اُس نے جانا کہ یہ بھی شیخ میرا پیش نہ گیا اور جو لوگ میرے
بجائے محکوم کے ہیں سید صاحب مجھ سے اُن کی خوشامد کروانی چاہتے ہیں
یہ مجھ سے کب ہوگا تب وہ مایوس ہو کر حضرت کے پاس سے اُٹھا اور
ان جہاز والوں سے جا کر کہا کہ تم بڑے نادان ہو جو بیوقوف آدمی
تم نے کرایہ منظور کیا سید صاحب تو امیر کبیر اور مالدار شخص ہیں اگر تم

Marfat.com

تغر پچیس روپے تم ان سے مانگتے تو وے اپنی غرض کو دیتے مگر
اب ایک صورت تمہارے انکار کی ہے کہ ان کا غلہ اور اسباب بھی تو
جہازوں پر رکھا جاویگا اس کا کرایہ تم دو روپے من کے حساب سے
ان سے جدا طلب کرو اور جو وے نہ مانیں تو تم بھی نہ مانو یہ بات
سن کر وہ اپنے اقرار سے پھر گئے اور جن صاحبوں کے جہاز کرایہ
کئے تھے ان سے کہنے لگے کہ سولہ روپے تو ہم نے صرف آدمیوں کے تول
لئے ہیں غلہ اور اسباب اس سے خارج ہے اس کا کرایہ دو روپیہ من کے
حساب سے ہم جدا لیویں گے' اُنہوں نے کہا کہ اس کا کیا سبب کہ پہلے
تم نے خوشی باخوشی سولہ روپے آدمی قبول کیا اور اس وقت اور اسباب
کے کرایہ کا تم نے کچھ ذکر نہ کیا اور اب تم نے یہ شاخ نکالی' ہم کو معلوم
ہوا کہ تم کو شیخ غلام علام حسین خاں نے بہکایا ہے اور تم غلام حسین
خاں کے دہل ہیں اگرچہ وہ ہم لوگوں سے بڑا مالدار ہے مگر وہ اکیلا ہے
اور ہم چھوٹے چھوٹے سوداگر بہت ہیں اور اکثر تمام تمہارا جہازوں کے باب میں
ہم لوگوں سے بھی پڑتا ہے فقط شیخ غلام حسین خاں سے ہی نہیں یہ تم جو
عہد شکنی کرتے ہو یہ بات تمہاری لیاقت کے خلاف ہے اور تمہارے تو
صرف دس ہی جہاز ہیں اور یہاں دریا میں تم بھی جانتے ہو کہ چھوٹے بڑے
سب جہاز ملاکر دس ہزار سے کم نہوں گے ان کا کاروبار ہم ہی لوگوں

Marfat.com

سے متعلق ہے' انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے اقرار تو ہم نے
تم سے بیشک کیا تھا مگر کیا کریں اس میں ہمارا بڑا نقصان ہے اور جہازوں
کی بار برداری کا حال تم خود جانتے ہو کہ دو دو بیس سے کم نہیں ہے اب تم ہی جو
ہمارے لئے مناسب جانو سو کرو پھر ان سب نے مشورہ کیا کہ جاولوں
اور اسباب وغیرہ کا بوجھ پان چھ ہزار من سے کم نہ ہوگا دو دو روپے من
کے حساب سے دس بارہ ہزار روپے ہونگے اس کی صلاح یہ ہے کہ
فی نفر چار روپے اور زیادہ کر دو اس میں ان کی بھی خوشی ہوگی اور
سید صاحب کو بھی فائدہ ہوگا کہ ساڑھے سات سو آدمیوں کے تین ہزار
روپے ہوتے ہیں اتنے اور بڑھا دو پھر یہی بات ان سے کہی اس میں
وہ راضی ہوگئے اور آپس میں مبارکباد دے کر وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور اول سے یہ سب حال عرض کیا' آپ نے فرمایا کہ
جزاکم اللہ تم نے بہت خوب کام کیا اور پھر آپ نے ان کے واسطے دعا
کی' پھر انھوں نے حضرت سے کہا کہ اگر مرضی مبارک میں آوے تو
چل کر جہازوں کا بھی ملاحظہ کر لیویں سب جہاز کنارے گنگا کے کھڑے
ہیں' آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے ہم چلیں گے پھر آپ نماز ظہر کی پڑھ کر
تشریف لے گئے اور تختوں کی سڑک پر جا پہنچے اور وہ سڑک بہت
ہی مکلف اور خوبصورت بنی تھی پھر آپ اس سڑک پر کھڑے

Marfat.com

ہوئے اور کنارے سڑک کے گنگا ہے وہیں سب جہاز کھڑے تھے
پھر آپ ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاز پر گئے اور سب مکان اس کے
دیکھے نیچے کے بھی اور اوپر کے بھی، پھر آپ نے کہا کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ
نے دن تو لایا کہ جہاز دیکھنے میں آئے اور اُس جہاز کا ناخدا تھا آپ
نے اس کو ایک مسقطی لنگی بیش قیمت عنایت فرمائی اور کئی تھان تین سکھ
وغیرہ کے اس کو دئے گنتی ان کی مجکو یاد نہیں اور اس سے فرمایا کہ ہمارے
لوگوں کو آرام کے ساتھ لیجانا کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پاوے انشاء
اللہ تعالیٰ تمہارا جہاز جلد ساتھ خیر و عافیت کے جدہ میں پہونچیگا اور ہر
صدمہ سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا اور بر تقدیر اگر کسی طرح کا صدمہ
پیش آوے تو نہ گھبرانا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محفوظ رکھیگا پھر سعد الدین
ناخدا اور شیخ امام بخش اور شیخ رمضانی اور شیخ عبد اللطیف وغیرہم
نے حضرت سے عرض کی کہ سب جہازوں کے ناخدا منتظر ہیں کہ حضرت ہمارے
جہاز دیکھنے تشریف لاوینگے اگر آپ مناسب جانیں تو تشریف لے چلیں
آپ نے فرمایا کہ وقت عصر کا قریب ہے اب جاکر نماز پڑھینگے اس وقت
ہم کو فرصت نہیں ہے پھر کسی وقت انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ لیویں گے پھر آپ
وہاں سے آپ باغ کو تشریف لائے **حکایت** ایک روز سعد الدین

Marfat.com

ناخدا اور شیخ رمضانی اور شیخ عبد اللطیف وغیرہم مجھ سے پوچھنے لگے کہ سب آدمی حضرت کے ہمراہ کتنے ہونگے، میں نے کہا کہ جن لوگوں کا نول دینا ہُوا ہے وہ تو سات کم سو آدمی ہیں اور علاوہ ان کے سات اویر پچاس ساکین ہیں اور قریب سو کے لڑکے اور لڑکیاں ان ہیں کا نول نہیں دیا جاویگا یہ سب ملاکر قریب ساڑھے آٹھ سو آدمیوں کے ہیں مگر کھانا اس طور سے تقسیم ہوتا ہے نابالغ لڑکوں کا مردوں کا آدھا ملتا ہے اور نابالغہ لڑکیوں کا آدھا عورتوں کا دیا جاتا ہے اور یہ مقرر کیا ہوا حضرت علیہ الرحمۃ کا ہے سعد الدین نے کہا کہ خیر انداز آدمیوں کا معلوم ہوا اور آدمی پیچھے دو لبتے چاول کے مقرر ہیں اور ایک لبتے میں دو من چاول ہوتے ہیں تو ساڑھے آدمیوں کے سترہ سو لبتے چاہئے سو ہم دو ہزار لبتے چاولوں کے اور تین سو لبتے دال کے اور جس قدر حاجت آٹے کی ہو اس قدر آٹا بھی جہازوں پر چڑھا دیا جاویگا، میں نے کہا ہاں آٹا تو ضرور چاہئے پھر پچاس لبتے آٹا انہوں نے تجویز کیا بعد اس کے یہ سب جنس مذکور خریدی گئی تفصیل اس کی یہ ہے سخ ظروف وغیرہ کے دو ہزار لبتوں میں چار ہزار من چاول ڈیڑھ روپے من کے حساب سے چھ ہزار روپے کے اور تین سو لبتوں میں چھ سو من دال سور کی

Marfat.com

روپے من کے حساب سے چھ سو روپے کی اور دال سو رکی جہازوں
پر اس لئے چڑھاتے ہیں کہ تھوڑے ایندھن پانی میں جلد پک جاتی ہے
اور باورچیخانہ جلد خالی ہو جاتا ہے کہ اوروں کے کام آوے اور کاس
بسیتوں میں سو من آٹا دو روپے کے حساب سے دو سو روپے کا اور
سوا آنہ قیمت ہر بستے کی اور وہ دوہرے ٹاٹ کے بستے تھے یہاں ان
کو بورے کہتے ہیں اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے نام کے یعنی سید احمد
کے ایک سو ستائیس عدد ہوتے ہیں وہی عدد واسطے پہچان اپنے مال کے ہر
بستے پر لکھوائے گئے تھے سو ہر بستے پر وہ عدد لکھوائے اور بستوں کے منہ
سلوائے فی بستہ پاؤ آنہ مزدوری دی گئی اور شہر سے جہازوں تلک
کی بارسرداری عمالوں کی بستے پیچھے دھائی آنے دی گئی مع قیمت اور
دھلوائی وغیرہ یہ سب فی بستہ چار آنے ہوئے اور سب بستے دو ہزار اور
ساڑھے تین سو تھے سب کے یان سو ساڑھے ستاسی روپے ہوئے اور
تانبا ان دنوں کلکتہ میں سوا روپے سیر تھا سو پانچ دیگیں وزن میں
کچھ اوپر بیچھ چھ پنسیری کے تھیں ان میں سے ایک دیگ میں تو من بھر چاول
پکتے تھے اور چار میں سات سات پنسیری وہ پانچوں دیگیں قیمت میں کچھ
کم دو سو روپے کی تھیں اور پانچ دیگچے وزن میں سوا دس سیر کے تھے
کہ ہر ایک میں سات آٹھ سیر دال پکتی تھی وہ پانچوں دیگچے قیمت میں کچھ

Marfat.com

اوپر تر سیٹھ روپے کے تھے. اور چھ دیگیں وزن میں کچھ اوپر پانچ پانچ
پسیری کے تھیں اور ہر ایک میں چھ چھ پسیری چاول پکتے تھے اور قیمت
میں وہ کچھ اوپر اکیاسی اٹھاسی روپے کے تھیں اور چھ دیگچی سوا آٹھ آٹھ
سیر کی تھے کہ ہر ایک میں چھ سیر دال پکتی تھی اور وہ قیمت میں قریب
باسٹھ روپے کے تھے اور پانچ سینیاں بڑی دیگوں کی کچھ کم یا سوا
پچیس روپے کی اور گیارہ سینیاں گیارہ دیگوں کی قیمت میں کچھ
کم یا سوا چالیس روپے کی اور دس کفگیر کچھ کم یا سوا بیس روپے کے
اور دس چمچے پانچ روپے کے غرضکہ سب ظروف سمیت چھ سو بیس روپے
کے تھے اور سات کم سات سو آدمیوں کا نول فی نفر بیس روپے ست
کے تیرہ ہزار آٹھ سو اور ساٹھ روپے دیئے گئے اور تین جہازوں کے
دیوے بیچنے کے واسطے عورتوں کے لئے گئے اور فتح الکریم جہاز آدھے
دیوے کے چار سو روپے لئے ہوئے اور غراب احمدی ساڑھے دیوے کے
آٹھ سو روپے یہ روپے نول سے زیادہ دیئے گئے اور سب عورتیں
چار جہازوں پر سوار تھیں یعنی دریا بقی اور فتح الکریم اور غراب احمدی
اور فیض ربانی پر سو حال دریا بقی کا جس پر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ

Marfat.com

تھے اس کا حال حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب نے لکھا ہے انتہیٰ
پھر خرید اسباب اور درستی سامان وغیرہ کے سعدالدین اور شیخ رمضانی
اور شیخ عبداللطیف وغیرہم تاجروں نے جاکر حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
سے تمام حال خرید اسباب وغیرہ کا عرض کیا، آپ نے سُن کر اور خوش ہوکر
فرمایا کہ جزاکم اللہ جو کچھ تم نے کیا بہت خوب کیا اور جو کچھ سامان کی درستی
باقی ہو سب دُرست کردو پھر کسی اسباب ضروری کی حاجت نہ ہو انہوں
نے عرض کی کہ سب سامان کی درستی ہوگئی ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ کسی امر
کی تکلیف نہ ہوگی مگر ایک ایک دو دو پیپے پانی کے ہر جہاز پر رکھوا دینا
ضرور چاہئے یہ بات البتہ باقی ہے پھر انشاء اللہ تعالیٰ کسی امر میں حرج
نہ ہوگی، آپ نے فرمایا کہ جتنے پیپے مناسب جانو رکھوا دو تم کو اختیار ہے
پھر جہاز فتح الکریم پر تو کوئی پانی کا نہیں دھرا گیا باقی اور سب جہازوں
پر دہرا مگر مجکو یاد نہیں کہ ایک ایک پانی کا دھر گیا یا دو دو، پھر ایک روز
حضرت نے سب جہازوں کے ناخداؤں کو بلوا کر فرمایا کہ ہمارے لوگوں کو ساتھ
آرام کے لیجانا کسی طور ان کو رنج و تکلیف نہ ہونے پاوے اس میں تمہارے
لئے دنیا میں بہتری ہوگی اور آخرت میں بھی، انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کا
فائدہ تم اسی سفر میں دیکھ لوگے اور آخرت کا فائدہ جو اللہ تعالیٰ چاہیگا

Marfat.com

وہاں دیکھوگے اور اگر کسی نوع کی تکلیف دوگے تو تمہارا دنیا میں بھی
نقصان ہوگا اور آخرت میں بھی کیونکہ یہ سب لوگ اپنے گھر بار چھوڑ
کر محض واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ کے جاتے ہیں اور اسی طور کے کلام
ہدایت الیتیام آپ نے ان سے کئے مگر مجکو یاد نہیں ہیں اور آپنے یہ بھی
فرمایا کہ اگر دریا میں کوئی جگہ خدمہ کی آجاوے تو تم ان لوگوں سے دعا
کروانا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے منزل مقصود کو ساتھ خیر و عافیت
کے پہنچا دیگا پھر ان سب نے اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو
باخوبی ساتھ آرام کے لیجاویں گے اور ہمارے ہاتھوں سے ان کو
کچھ تکلیف نہ ہوگی اب آپ ہمارے لئے دعا کریں پھر آپ نے ان سب صاحبوں
کے واسطے دعا کی، پھر ان سب نے عرض کی کہ آپ اپنے سب جہازوں کے آگے
سوار ہوکر روانہ ہوں گے یا سب کے پیچھے جو منظور ہو ارشاد کریں آپ نے
فرمایا کہ جس طرح تمہاری خوشی ہو ہم کو منظور ہے، انہوں نے کہا کہ
اگر آپ سب کے پیشتر روانہ ہوں تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لوگوں
کو بآرام تمام سوار کرکے ہم لیجاویں گے اور اگر سب کے بعد سوار ہوں
تب تک اور بھی خدا کے بندے آپ کے فیض سے فیضیاب ہونگے
آپ کو یہ صلاح ان کی پسند آئی پھر وہ ایک ناخدا اپنے اپنے جہاز
کی تشریف کرنے لگے کہ ہمارا جہاز ایسا تیز رفتار اور اس خوبی کا

Marfat.com

ہے آپ ہمارے ہی جہاز پر سوار ہوں یوں ہی سب ناخدا کہتے تھے اور
سب صاحبوں سے جو شہر والے تھے ان سے آپ نے فرمایا کہ سب کے پیچھے
یہاں سے کونسا جہاز روانہ ہوگا اس کو دریافت کرو ہم اسی پر سوار
ہوں گے پھر انھوں نے شہر میں جاکر ناخداؤں سے پوچھا انھوں نے کہا
کہ سب کے پیچھے دریا بقی روانہ ہوگا' پھر انھوں نے اُن سے کہا کہ دریا بقی
تو بہت پرانا اور نہایت کند رو ہے اس کی اطلاع تو سید صاحب سے
ضرور کرنی چاہیئے آگے وہ مختار ہیں پھر ان سب نے آکر یہی حال حضرت
سے گذارش کیا' آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا جواب تم کو
تیسرے یا چوتھے روز دینگے اگر ہم اس پر نہ چڑھے تو اور ہمارے بھائی
لوگ اس پر چڑھیں گے یہ جواب باصواب سن کر وہ چلے گئے پھر یہ حال
شہر کے جو معتبر شخص تھے انھوں نے سنا کہ سید صاحب کی سواری کو
جہاز دریا بقی مقرر ہوا ہے اس بات سے ان کو تشویش ہوئی سب نے
آکر حضرت سے عرض کی کہ جہاز دریا بقی تمام شہر میں مشہور ہے کہ بہت کم
چلتا ہے اور بہت کہنہ اور شکستہ بھی ہے آپ تو کسی اور جہاز پر سوار ہوں
آپ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آگے نئے پرانے
سب یکساں ہیں اگر وہ چاہیگا تو اسی کو تیز رو کر دیگا اور بھی اسی قسم
کی آپ نے باتیں کیں پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز آپ نے شیخ عبداللطیف
مرزا پوری سے فرمایا کہ مجکو اپنے پروردگار کی طرف سے اشارہ ہے کہ

Marfat.com

کہ اسی جہاز پر سوار ہوں سو تم عبدالرحمٰن ناخدا سے کہہ دو کہ سید صاحب
تمہارے ہی جہاز پر سوار ہوں گے، پھر شیخ صاحب نے سب تاجروں کے سامنے
یہی بات ناخدا ممدوح سے کہہ دی یہ بات سُن کر سب لوگ شہر کے آپس میں
کہنے لگے کہ دیکھا چاہیئے سید صاحب دریا بقی پر سوار ہو کر کتنے روزوں میں حیدرہ
تک پہونچیں پھر ایک روز اکثر لوگ غربا اور اُمراء شہر کے اور اپنے لوگ حاضر
تھے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب انشاء اللہ تعالیٰ ہم جہاز پر سوار ہو کر
جاویں گے تب ہمارے پیچھے بعضے لوگ تو کہیں گے کہ جہاز دریا بقی لوٹ گیا
اور بعضے یہ خبر اڑاویں گے کہ تباہی میں آگیا اور بعضے کہیں گے کہ عرب میں جاتے
ہوئے ترکوں نے گرفتار کر لیا سو ان باتوں کی تم کوئی صاحب یقین ہرگز نہ
کرنا اور یہی حال حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی لکھا کہ
اور جہاز دریا بقی اللہ تعالیٰ سے اُمید قوی ہے کہ جو جہاز یہاں سے پیشتر روانہ
ہوں گے اُنھیں کے قریب قریب جا کر پہنچیگا اور اگلے جہازوں اور دریا بقی
کی منزلوں کا شمار کیا جاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب کے آگے پہنچیگا اور
ناخدا وغیرہ لوگ تعجب میں ہوں گے کہ جس طرح تیز اب کی بار ہمارا
جہاز چلا ہے اس طرح کبھی نہیں چلا **حکایت** جہاز دریا بقی
پر چار سو بستے چاول کے اور ساٹھ بستے دال کے اور دس بستے
آٹے کے دھرے گئے اور دو دیگیں اور دو دیگچے اور چار سینیاں

Marfat.com

اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ، اتنے برتن دھرے گئے، جہاز فیض ربانی پر دو سو بستے چاول کے اور چالیس بستے دال کے اور پانچ بستے آٹے کے دھرے گئے اور ایک دیگ اور ایک دیگچہ اور دو سینیاں اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے گئے، جہاز غراب احمدی پر دو سو بستے چاول کے اور چالیس بستے دال کے اور پانچ بستے آٹے کے دھرے گئے اور ایک دیگ اور ایک دیگچہ اور دو سینیاں اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے گئے، جہاز فتح الکریم پر دو سو بستے چاول کے اور چالیس بستے دال کے اور پانچ آٹے کے دھرے گئے اور دو چھوٹی اور بڑی دیگیں اور دو سینیاں اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ اتنے برتن تھے، جہاز فتح الباری پر دو سو بستے چاول کے اور چالیس بستے دال کے اور چار بستے آٹے کے دھرے گئے اور دو چھوٹی بڑی دیگیں اور دو سینیاں اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے گئے، جہاز عطیہ الرحمٰن پر ڈیڑھ سو بستے چاول کے اور بیس بستے دال کے اور چار بستے آٹے کے دھرے گئے اور دو چھوٹی بڑی دیگیں اور دو سینیاں اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے گئے، جہاز فیض الکریم پر ڈیڑھ سو بستے چاول کے اور تیس بستے دال کے اور چار بستے آٹے کے دھرے گئے اور دو چھوٹی بڑی دیگیں اور دو سینیاں اور ایک کفگیر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے

Marfat.com

گئے، جہاز عباسی پر دُیڑہ سو لیتے چاول کے اور بیس لیتے دال کے
اور چار لیتے آٹے کے دھرے گئے اور ایک بڑی دیگیں اور دو
سینیاں اور ایک کنگر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے گئے، جہاز تاج
پر دُیڑہ سو لیتے چاول کے اور پندرہ لیتے دال کے اور چار لیتے
آٹے کے دھرے گئے اور دو چھوٹی بڑی دیگیں اور دو سینیاں اور ایک
کنگر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے گئے، جہاز فتح الرحمٰن پر دُیڑہ
سو لیتے چاول کے اور پندرہ لیتے دال کے اور چار لیتے آٹے کے دھرے
گئے اور دو دیگیں اور دو سینیاں اور ایک کنگر اور ایک چمچہ اتنے برتن دھرے
گئے، پھر بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب کوچ کا وقت
قریب آیا ہے سب سے خبر کردو کہ اپنے اپنے کار ضروری سے فراغت
کرکے سب صاحب تیار رہیں مگر اس وقت سوائے چند شخصوں کے جو
آپ کے مشیر تھے اور کسی کو خبر نہ تھی کہ کون صاحب کس جہاز پر سوار
ہوں گے اور کون کس پر انھیں روزوں ایک دن میں اپنے مکان سے
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس جاتا تھا راہ میں مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم
و مغفور ایک درخت سے پیٹ لگائے بیٹھے تھے اور کچھ لکھ رہے تھے
مجھکو دیکھ کر کہا کہ دین محمد یہاں آؤ میں جاکر ان کے پاس بیٹھا انہوں نے

Marfat.com

وہ کاغذ لکھ کر مجکو دیا، میں نے پوچھا اس میں کیا لکھا ہے اُنہوں
نے کہا کہ پچاس تو مرد ہیں اور پچیس عورتیں اور اُن کے نام بتلائے
اور کہا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ فتح الکریم جہاز آج کھلنے والا
ہے سو دین محمدان سب لوگوں کو اس پر سوار کرکے روانہ ہوں اور ان
سب کی خدمت تمہارے ذمہ ہے اور ان لوگوں سے کہہ دینا کہ جو
کوئی عذر کرکے رہ جاویگا اور نہ سوار ہوگا وہ اور جہاز پر جگہ نہ
نہ پاویگا اور یہ بھی سید صاحب نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تم دین محمد
کو خوب طرح سے سمجھا دینا کہ اس امر میں عذر نہ کریں اور آج تک
اس طور کی مفارقت ہم سے ان کی نہیں ہوئی ہے اس کا بھی رنج ان
کو ہوگا سو یہ رنج واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ کے ہے اور ابھی آگے
آگے بہت بار کار جدائی اور مفارقت کے پیش آوینگے کس کس کا رنج
کرینگے اور یہی اسی قسم کی بہت سی فہمائش مجکو کی اور مجھ سے کہا کہ تم
پہلے سب اپنے لوگوں کو یہاں سے روانہ کرکے اور تیار ہوکر سید صاحب کے
پاس رخصت ہونے اور مصافحہ کرنے کو جانا پھر میں اسی وقت مولانا
صاحب سے مصافحہ کرکے رخصت ہوا اور امان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ
لکھنوی اور شیخ لطافت وغیرہم کو بلایا اور شیخ موصوف سے کہا کہ
پانچ کراچیاں بازار سے جلد جاکر لاؤ اور تمام تمام سب چلنے والوں کو

Marfat.com

سب چلنے والوں کو خبر کردے کہ جلد اپنا اپنا اسباب باندہ کر تیار ہو
کراچیاں آتی ہیں ان پر مع اسباب عورتوں کو سوار کرکے دریا پر
جاؤ اور جہاز فتح الکریم پوچھ کر اس کے پاس کھڑے رہو اور نماز عصر کی
وہیں پڑھنا پھر کوئی پیر دن رہے وہی کراچیاں آئیں سب اسباب
لاد کر اور عورتوں کو سوار کروا کر اور ساڑھے سات روپے فروری
کراچی والوں کو دے کر اور سب مردوں کو ساتھ کرکے روانہ کیا پھر
میں نے نماز عصر کی جا کر حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ پڑھی بعد فراغ نماز کے آپ
اپنے زنانے مکان میں گئے ڈیوڑھی تک میں آپ کے پیچھے چلا گیا اور وہاں
دستک دی آپ نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے میں نے اپنا نام لیا آپ
نے فرمایا کہ پھر وا اندر پردہ دوسرا پڑا تھا آپ نے بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ
کو اس کی آڑ میں کرکے مجھ سے فرمایا کہ اندر آؤ میں جا کر حاضر ہوا آپ
پلنگ پر بیٹھے تھے مجھ کو بھی بٹھا لیا اور فرمایا کہ ہم تم کو رخصت کرتے ہیں
اور یہ ہم سے جدائی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور اپنے ساتھیوں کی خدمت
کرتے ہوئے آرام سے لیجانا اور تمہارے جہاز کے پیچھے کا آدہ دیوسہ
چار سو روپے کا کرائے لیا گیا ہے اس میں عورتوں کو رکھ دینا، میں نے
عرض کی کہ اس دیوسے میں ان کے لئے پائخانہ کو کہاں جگہ ہے آپ
نے فرمایا کہ ہم نے ناخدا سے کہہ دیا ہے وہ پردے کی تدبیر کر دیوے گا

Marfat.com

اور ہم تم کو آگے رخصت کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہیں ہم سب تم سے آکر ملیں گے اور اگر کہیں دریا میں کسی طرح کا صدمہ ہو تو مت گھبرانا اللہ تعالیٰ ہر صدمہ سے تم کو محفوظ رکھیگا اور آپ کے اسی پلنگ پر روپے بھی بہت سے دھرے تھے اور اٹھنیاں اور چونیاں بھی دھری تھیں ان میں سے آپ نے چار تو روپے مجکو دئے اور چار اٹھنیاں اور چار چونیاں دیں اور بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ سے فرمایا کہ ہم نے سات روپے دین محمد کو دئے ہیں تم بھی کچھ دو پانچ روپے اُنہوں نے مجکو عنایت کئے پھر میں نے عرض کی کہ میں یہ روپے جہاز پر کیا کرونگا' آپ نے فرمایا تمہارے کام آوینگے اور یہ پانچ روپے انھیں میں ملالو اور تم کو مٹھائی کا بہت شوق ہے اور ہم نے سنا ہے کہ جہاز پر مٹھائی خراب ہو جاتی ہے والا کچھ رکھوا دیتے، میں نے عرض کی کہ بھلا اس قدر تو آپ رکھوا دیویں کہ دس بیس روز میرے کھانے میں آوے' آپ نے فرمایا کہ ایک تھیلا بتاسوں کا اور ایک مرتوان دس پندرہ سیر گھی کا ناخدا کے ہاتھ تمہارے لئے بھیجیں گے سو چاولوں کے ساتھ گھی اور بتاسے کھایا کرنا یہی تمہاری مٹھائی ہے اور اسی طور ایک ایک دو دو تھیلے بتاسوں کے انشاء اللہ تعالیٰ اور جہازوں پر بھی دہروا دینگے پھر آپ نے اپنے سر مبارک سے ٹوپی اتار کر میرے سر پر رکھ دی اور دوسری ٹوپی بی بی صاحبہ سے لیکر

Marfat.com

اپنے سرمبارک پر رکھی پھر آپ نے دعا کی اور دونوں ہاتھ اپنے
میرے سر پر رکھ کر ایک میرے سینہ تک لائے اور دوسرا پشت تک
پھر میں نے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا اور رخصت چاہی آپ نے فرمایا کہ
جاؤ تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اُس وقت جناب بی بی صاحبہ نے ایک
لونڈی بہت نفیس مٹھائی مجھکو عنایت فرمایا پھر میں اس کو اپنی لنگی میں باندھ
کر اور سلام علیک کر کے روانہ ہوا پھر وہاں سے شیخ رمضانی اور
شیخ عبداللطیف کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ میں حضرت سے رخصت
ہو کر تم سے رخصت ہونے کو آیا ہوں اور اب فتح الکریم جہاز پر جا کر
سوار ہونگا اُنہوں نے کہا کہ جہاز فتح الکریم تو تین پہر کے کھل کر روانہ
ہو گیا اور تمہارے سب لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہیں اور جلد ایک رقعہ
لکھ کر انہوں نے مجھکو دیا اور کہا کہ اپنے لوگوں کو کسی کرایہ کی ناؤ پر جا کے
سوار کرو ابھی تو جوار آئی ہے دریا چڑھاؤ پر ہے جس وقت پچھلی رات
کو بھاٹا ہو یعنی دریا اُترنے لگے اس وقت اپنی ناؤ کھولنا جو جہاز آتے ہوئے
ملیں ان سے تو غرض نہ کرنا مگر جو جاتے ہوں ان کا نام پوچھ لینا جس کا نام
فتح الکریم ہو اس پر عبدالرحمٰن ناخدا معلم ہے اُس سے کہنا کہ ہم سید صاحب کے
لوگ ہیں ہم کو سوار کر لو اگر معلم کچھ عذر کرے تو یہی رقعہ اُس کے حوالہ
کرنا پھر میں اُن سے مصافحہ اور سلام کر کے رخصت ہونے لگا تب

Marfat.com

شیخ رمضانی نے بیس پونڈے اور دس اناس اور دس سیر بسکٹ
اور پچاس نارنگیاں یہ سب سامان ایک مزدور کے سر پر دھرا کر میرے
ساتھ کر دیا اور بیس ریال نقد مجکو دئے اور کہا یہ تمہاری نذر ہے پھر
میں وہاں دریا پر اپنے لوگوں کے پاس آیا اور دو کشتیاں سوا سو روپے کرایہ
پر لیں ایک پر عورتوں کو اور اُن کے علاقہ کے مردوں کو سوار کیا اور
دوسری پر مجرد لوگوں کو پھر پچھلے پہر رات کو جب دریا اُترنے لگا تب کشتیاں
کھل کر روانہ ہوئیں جو جہاز ملتا تھا میں اُس کا نام پوچھ لیتا تھا یہاں تک
کہ پہر دن چڑھے جہاز فتح الکریم ملا میں نے اس کے معلم سے کہا کہ سید رضا
نے ہم کو اس جہاز پر سوار ہونے کو بھیجا ہے اُس نے کہا کہ ہم کو کیوں کر
معلوم ہو کہ سید صاحب کے آدمی ہو میں نے وہ رقعہ شیخ رمضانی اور
سعد الدین ناخدا کا اپنے پاس سے نکال کر دکھلایا کہ میرے پاس یہ سند ہے
اُس نے وہ لے کر پڑھا اور کہا کہ اس میں مرد و عورت سب ۷۶ چھہتر آدمی ہیں
اور مجھ سے کہا کہ اپنی کشتیاں ہمارے جہاز سے لا کر ملاؤ ہم نے جا کر ملا دیں
انہوں نے جہاز پر سے ایک سیڑھی ہماری کشتی پر لگا دی تمام مرد لوگ اس پر سے
جہاز میں جا داخل ہوئے اور عورتوں کے لئے کرسی رسّے میں بندھی ہوئی
لٹکا دی اس پر سوار کر کے عورتوں کو جہاز میں چڑھا لیا اور جو پیچھے
کا زادہ بوسا چار سو روپے کرایہ دے کر لیا گیا تھا اس میں مال اسباب

Marfat.com

کے بورے دھرے ہوئے تھے انھیں پر معلم نے چٹائیاں بچھوا کر فرش
کروایا وہاں میں نے سب عورتوں کو اُتارا اور وہیں ایک طرف پردہ لگا کر
ان کے لئے پائخانہ بنوا دیا اور جہاں ہمارے چاولوں کے بستے تھے وہیں
معلم نے اپنے خلاصیوں سے کہہ کر ہم لوگوں کا اسباب رکھوا دیا اور اس جہاز پر
دو معلم تھے ایک کا نام عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام محمد قاسم تھا سو محمد قاسم معلم
نے میرے کان میں کہا کہ تم ہمارے خلاصیوں کے بھروسہ پر نہ رہنا یہ بڑے
دغاباز اور چور ہیں تم اپنے اسباب و مال کی آپ نگہبانی کرنا یہ بات سُن کر
میں نے اپنے دس آدمی وہاں متعین کر دئے کہ ہر وقت اپنی باری سے اپنے
مال و اسباب کی محافظت کیا کریں اور وہیں اپنے بستر رکھیں اور باقی آدمیوں
سے کہہ دیا کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو وہاں رہو چلتے چلتے ہمارا جہاز گنگا
ساگر میں جا کر پہنچا جہاں حضرت علیہ الرحمۃ کا جہاز دریا بیچ کھڑا تھا معلم
نے کہا کہ یہی جہاز سید صاحب کا ہے میں نے معلم سے کہا کہ مجکو اس پر سے
کچھ برتن لانے ہیں اُس نے اپنے خلاصیوں سے کہا اُنہوں نے ایک بجھوا لگا دیا میں
اُس پر سوار ہو کر جہاز دریا بیچ پر گیا وہاں سید احمد علی صاحب خواہرزادہ حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے اور امام خاں خیرابادی اور سوائے ان کے اور کئی
آدمی اور واسطے حفاظت اسباب کے حضرت کی طرف سے متعین تھے میں نے
ان کو سلام کیا اُنہوں نے جواب سلام کا دیا اور مجھ سے آنے کا سبب

Marfat.com

پوچھا میں نے کہا کہ کچھ برتن درکار ہیں ابھی میرے جہاز کے برتن آئے نہیں
پیچھے سے ناخدا لاویگا اُنہوں نے کہا کہ اگر اور کوئی ہوتا تو بے اجازت حضرت علیہ اکثر
کے ہم اس کو نہ دیتے اور اپنے ہاتھ سے تم کو بھی نہ دیوینگے مگر جو حاجت ہو
اپنے ہاتھ سے اُٹھا لیجاؤ پھر میں ایک دیگ اور دیگچہ اور ایک سینی اور ایک لگن
وہاں سے لے کر اپنے جہاز پر آیا اور کھانا پکانے کی تدبیر کی اس عرصہ میں دیکھے
سے عورتوں نے مجکو بلا کر کہا کہ پائخانہ کی یہاں ہم کو بہت تکلیف ہے میں نے
کہا کہ اوپر کے پائخانہ میں جایا کرو، اُنہوں نے کہا کہ وہاں دو حبشنیں ہیں وہ
ہم سے لڑتی ہیں ہم کو پائخانہ کی اور جگہ بتا دو میں نے معلم سے ان حبشنوں
کا حال بیان کیا اُس نے کہا وہ شریر ہیں بیشک لڑتی ہونگی مگر بدون
ناخدا کے ہمارے سمجھانے سے وہ نہ مانینگی پس یہی کہا اور اُن کا کچھ بندوبست
نہ کیا اور وہ کر سکتا تھا مجکو معلوم ہوا کہ تمام شرارت اسی معلم کی ہے پھر
میں نے کہا کہ خیر تم اگر اس کا انتظام نہیں کرتے تو ہم آپ ہی کر لینگے اس نے
کہا کہ تم کو اختیار ہے پھر میں نے وہاں سے آکر عورتوں کو کہا کہ تم وہیں پائخانہ جایا
کرو اگر وہ حبشنیں کچھ لڑائی بکھیڑا کریں تو تم ان کو یہاں مجھ عورتیں مل کر
خوب مارو آگے جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا پھر ایسا ہی حال ہوا کہ ہمارے یہاں
کی عورتوں اور اُن حبشنوں سے خوب مار کوٹ ہوئی اور اُن حبشنوں نے
واویلا مچایا مگر معلموں سے کوئی مزاحم نہ ہوا پھر میں نے محمد قاسم سے
کہا جو تمہارا اسباب ہمارے ڈبو سے میں رکھا ہے اس کو اٹھوا لو اُس نے

Marfat.com

جانا کہ یہ ناخوش ہیں کہا کہ تم ناراض نہ ہو اس کا ہم انتظام کئے
دیتے ہیں، میں نے کہا کہ بہتر ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں پھر اس معلم نے
اوپر کے آدھے دبوسے میں سیڑیاں بنوا کر حبشیوں کو رکھ دیا اور
جہاں وہ حبشین تھیں وہاں ہمارا قبضہ کروا دیا اور اُن حبشیوں سے کہہ دیا
کہ تم فقط پائخانہ کو وہاں جایا کرنا اور اس طرح کبھی نہ جانا اور میں نے
اُس میں آٹھ عورتوں کے بستر کروا دئے اور آٹھ آٹھ روز کی بدلی رکھی
اور نیچے کا جو آدھا دبوسا ان کے تحت میں تھا اُس میں بھی ہمارا قبضہ کروا دیا
اور جو کھانا پکا ہوا رکھا تھا بعد اس فیصلہ کے ہم نے تقسیم کیا اور اُنہوں نے
موافق دستور کے اُس وقت ایک تام لوٹا پانی دیا اُس کے اگلے روز معلم
عبدالرحمٰن نے کھانا پکانے کے واسطے آٹھ لوٹے پانی اور اُس لوٹے میں قریب
سوا دو سیر کے پانی آتا تھا اور کہا کہ اتنے پانی میں تمہارے جدے جدے
تو دال چاول نہ پک سکینگے مگر کھچڑی پکا لو ہم نے اُس روز کھچڑی ہی
پکائی اور سب کو تقسیم کی مگر لوگ بھوکے رہ گئے کس لئے کہ آٹھ دس
سیر کھچڑی اس پانی میں پکی تھی اور کھانے والے چھتر آدمی تھے رات
کو میں نے معلم سے کہا کہ آج ہمارے لوگ بسبب قلت پانی کے بھوکے
رہ گئے ہمارے پانی کا بندوبست کرو اس قدر پانی میں ہمارا گذارہ
نہ ہوگا کیونکہ یہ ایک دو روز کا کام نہیں ہے اُس نے کہا کہ جہاز

Marfat.com

پر پانی تو بہت ہے مگر زیادہ خرچ کرنے میں اندیشہ ہے کہ اگر راہ میں
کہیں ہوا مخالف ہوئی یا جہاز نہ چلا دن بہت لگے اور پانی چک گیا تو پھر
کیا کرینگے، میں نے کہا کہ اس وقت جیسا ہوگا دیکھا جاویگا مگر ہم تو پانی
موافق خرچ کے لیویں گے اُنھوں نے کہا کہ ہم پانی اسی قدر دیوینگے زیادہ
نہیں دے سکتے جب ناخدا جہاز پر آوے تب اپنا اُن سے عذر و معذرت
کر لینا میں نے اُن سے یہ بات سُن کر اپنے لوگوں سے کہا کہ جس وقت اُن
کی دیگ تیار ہوا کرے تم دس بارہ آدمی آکر اُٹھا لیجایا کرو اور
کچی جنس ان کو تول کر دیدیا کرو اگر اس میں یہ کچھ قصہ و قضیہ کریں تو تم
بھی اُن سے درگذر نہ کرنا جب ناخدا آویگا ہم سمجھ لینگے یہ بات کہہ کر میں
وہاں سے اپنی جگہ پر آیا کچھ دیر کے بعد محمد قاسم معلم میرے پاس آئے اور کہنے
لگے کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو یہ سب شرارت معلم عبدالرحمٰن کی ہے ناخدا
کے آنے تک تو یہ تکلیف رہیگی پھر خدا چاہیگا سب درستی ہو جاویگی میں
نے کہا خیر یوں ہی سہی پھر اُس کے اگلے روز معلم عبدالرحمٰن نے مجھ سے کہا کہ
دین محمد آج کھانا کیوں نہیں پکاتے ہو میں نے کہا کہ بغیر مدد لیت پانی کے
ہم کھانا نہ پکاویں گے پھر میں وہاں سے مستول کے پاس جا بیٹھا اور جناب
الٰہی میں دعا کرنے لگا کہ سید صاحب نے تو ہم سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیرے لوگوں کو ساتھ آرام تمام کے جگہ میں

Marfat.com

پہونچاویں گے اور کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی اور یہاں جہاز والے
مجھ سے یہ معاملہ کرتے ہیں اور تکلیف دیتے ہیں یہ کیا بات ہے اگر تیری
اس میں رضامندی ہے تو ہم بھی راضی ہیں ہم کو کچھ انکار نہیں والا ہماری
تکلیف دور کر اور بہت دیر تک جناب باری میں اسی طرح سے گریہ وزاری
اور عجز وانکساری کرتا رہا پھر وہاں سے اُترا اور کرسیوں پر معلم عبدالرحمن
اور معلم محمد قاسم وغیرہ بیٹھے تھے اُنھوں نے مجکو بلا کر بٹھالا اور کہا کہ تم کھانا
کیوں نہیں پکاتے ہو میں نے کہا کہ پکالونگا پھر اُنہوں نے ایک شخص محمد نام
کو کہ پانی اور لکڑی نایاب کردیتا تھا اُس سے کہا کہ دین محمد کے یہاں پانی
کے آٹھ لوٹے نایاب کر بھجوادے، میں نے کہا کہ پانی تو بہت بھیجنا جب پہلے
میرے سوالوں کا جواب دو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے یہاں کتنے
آدمیوں کا مجمع ہے اُنہوں نے کہا پون سو آدمی تو فی الحال جہاز پر
موجود ہیں اور باقی چھ سات آدمی اور ناخدا کے ساتھ آوینگے یہ سب
کچھ اوپر اسی آدمی ہونگے، میں نے کہا کہ اس وقت ہمارے اور تمہارے آدمی
برابر ہیں جس قدر پانی تمہارے یہاں خرچ ہوا کرے اتنا پانی ہم کو بھی
دیا کرو جب ہم تم سے لیویں گے اُنہوں نے کہا کہ ہمارے آدمی تو بہت
جفاکش اور محنتی ہیں ان کے برابر پانی تم کو کیونکر دیویں اس میں بہت دیر تک آپس میں

Marfat.com

ردبدل وہی آخرالامر یہ بات ہُیری کہ جتنا پانی ہمارے یہاں خرچ
ہوتا ہے اس کا آدھا حصہ تم لیا کرو میں نے کہا خیر یہ بھی مجکو منظور ہے پھر
انھوں نے حساب کرکے بتیس لوٹے پانی روز کا مقرر کیا اور کہا کہ روز اسی قدر
پانی تم منگوالیا کرو پھر میں وہاں سے اپنی جگہ پر آیا اور بہت دیر تک خیاب
باری میں شکر کرتا رہا پھر میں نے چار لوٹے پانی تو ہر روز ان کی کوٹھار
میں امانت رکھنا شروع کیا اور اُن سے کہہ دیا کہ جس وقت مجکو حاجت ہوگی
اُس وقت منگالونگا اور چار لوٹے پانی روز اپنے یہاں دیگ میں رکھتا گیا جب
میرے ہمراہیوں میں سے کسی کے پاس پانی نہ ہوتا تب اُس میں سے اُن کو
دیتا اور بتیس لوٹے پانی میں با فراغت کھانا پکنے لگا پھر چلتے چلتے ایک دن
سبز پانی دکھلائی دیا اور وہ بہت پانی بہت خوشرنگ تھا ہم لوگوں کو ایک
تعجب ہوا کہ الٰہی ابھی تو پانی کا رنگ سفید تھا اور اب سبز مائل کیسا ہوگیا میں نے
معلموں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ پانی سبز رنگت کا کیونکر ہوا اُنہوں نے
کہا کہ ابھی تو یہاں سبز پانی ہے اور آگے سیاہ مثل نیل کے آویگا اور اب
یہاں سے لال تمام ہوئی۔ ہم یہاں لنگر کرینگے اور جب تک ناخدا جہاز
پر داخل نہ ہوگا جہاز کا لنگر نہ اُٹھیگا پھر اُنھوں نے قبل نماز عصر کے وہیں جہاز
کا لنگر کردیا اور نماز عصر کی پڑہی اور وہاں پانی قریب آٹھ دس ہاتھ کے ہوگا پھر بعد تھوڑی

Marfat.com

دیر کے ایک کشتی جہاز کے پاس آئی اُس پر مسکین لوگ سوار تھے انہوں
نے حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک رقعہ معلم کو دیا اور ایک محکو اُن میں لکھا تھا کہ
پانچ مرد اور ایک عورت یہ چھ مسکین تمہارے پاس پہنچتے ہیں ان کو جہاز پر
سوار کرلینا اور اپنے ہمراہ ان کو رکھنا اور ان کے کھانے پینے کی خبر لینا معلم
نے اُس مشرف نامہ کو دیکھتے ہی چھ مسکینوں کو سوار کرلیا اور ایک بارہ
تیرہ برس کی اُس عورت کی بیٹی تھی وہ چھ آدمیوں سے زیادہ تھی اس
کو نہ سوار کیا ہر چند ہم لوگوں نے معلم سے کہا اُس نے نہ مانا پھر میں نے اُس
کی ماں سے کہا کہ یہ تو جہاز پر نہیں سوار کرتے ہیں تو اسے کلکتہ کو روانہ کر دے
اُس نے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا جہاں میں، وہاں میری بیٹی اگر معلم اُس کو نہ سوار
کریگا تو میں دریا میں کود پڑوں گی اور اپنی جان دونگی اور وہ اسی بات
پر مستعد ہوئی اُس وقت مجکو اندیشہ ہوا کہ انسیانہ ہو یہ دریا میں گر کر ڈوب جاوے
آخرش دس ریال میں نے اپنے پاس سے معلم کو دے کر اور بڑی خوشامد اور
چاپلوسی کرکے اُس کو سوار کروایا اس عرصہ میں قبل نماز مغرب کے ناخدا کی
بھی کشتی آپہنچی جہاز پر سے رسا پھینکا گیا اور کشتی والوں نے وہ رسا پکڑ کے
کشتی کو جہاز کے قریب ملا دیا اُس وقت سرخ بتات کی سیڑھی جہاز سے
لٹکائی گئی ناخدا اُس پر سے جہاز میں داخل ہوا اور باقی لوگ دوسری سیڑھی

Marfat.com

سیڑی سے جہاز پر آئے اور جو اسباب کہ کلکتہ سے ناخدا لایا تھا وہ بھی
تمام و کمال کانٹے سے اٹھوا کر جہاز پر رکھوالیا اور جو اسباب کہ حضرت
علیہ الرحمۃ نے میرے اور میرے ہمراہیوں کے واسطے بھیجا تھا وہ ناخدا
نے مجکو بلا کر سپرد کیا اُس میں چار لیتے تو آٹے کے تھے اور ایک گٹھری
احرام کے کپڑوں کی اور ایک سفید تھان لٹھے کا اور کچھ تھان سفید اور
سوسی کے اور کچھ برتن دیگ وغیرہ اور کوئی پندرہ سیر گوشت بہت
نفیس پکا ہوا ایک مرتوان میں اور پچاس سیاہ پونڈے اس ملک
میں سیاہ گنا ہوتا ہے بہت موٹا اس واسطے اس کو پونڈا کہتے ہیں اور دو
سو کیلے کے گودے اور دس ریال اور دو پوستین یہ سب اسباب مجکو دیا اور
کہا کہ ناخدا سعدالدین نے تم کو بھیجا ہے پھر بعد فراغ نماز عشا کے لنگر
جہاز کا اُٹھا اور روانہ ہوئے پھر پان چھ روز کے بعد لوگوں کو دوران
سر شروع ہوا اور قے آنے لگی اور بعضوں کو دست بھی آنے لگے جن کو
قے آتی تھی ان کے واسطے روٹی پکائی جاتی اور دوسروں کو دال چاول

حکایت جب لئین خاں رامپوری کہ جو ہمارے ساتھ تھے اور اُنہوں نے
کلکتہ میں شجرے بہت سے قریب چھ سو روپے کے بیچے تھے سو روپے تو
کم زیادہ اُنہوں نے اپنے خرچ کے لئے رکھے اور پانسو روپے انہوں نے بطور
امانت کے سپرد کئے ایک روز میں نے اُن سے پوچھا کہ لئین خاں تمہارے عزیز

Marfat.com

واقارب میں کوئی ہے اُنھوں نے کہا فقط ایک والدہ ہے اور کوئی نہیں
میں نے کہا کہ اگر تم نکاح کرو تو ہم پھر اویں یہ سُن کر وہ خاموش ہو گئے اور
شرم سے کچھ نہ بولے پھر میں نے دوسرا کر پوچھا تب اُنھوں نے کہا کہ بہت
بہتر اگر کہیں پڑے تو ہم کر لیں گے اور عنایت علی اور ہدایت علی عظیم آبادی اور
ان کی ماں اور ایک بہن یہ بھی چاروں ہمارے جہاز پر تھے میں نے عنایت علی
اور اُن کی ماں سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح کر دو اُس نے کہا کہ
میں مکہ میں چل کر اس کا نکاح کروں گی، میں نے کہا کہ مجکو حضرت علیہ الرحمۃ
نے کہہ دیا تھا کہ تم اس لڑکی کا نکاح کسی نیک بخت کے ساتھ کر دینا
تو میں نے لسٹین خاں رامپوری کو تجویز کیا ہے اُن کے پاس روپیہ بھی قریب
پانسو کے ہے اور یہ آدمی بھی نیک بخت ہے اگر مناسب جانو تو ان کے ساتھ
کر دو کچھ اس میں زور کی بات تو ہے نہیں پہلے تو اُنہوں نے بہت سا عذر و معذرت
کی پھر آخر کو راضی ہوئیں تب میں نے اپنے پاس سے تباشوں کا شربت بنا کر
ان کا نکاح کر دیا پھر بعد کئی روز کے کنارے بندر الفے کے جہاز کا لنگر
ہوا معلم اور ناخدا مجھوے پر سوار ہو کر شہر کو گئے اس کے سویرے مجھوے
معلم نے الفے کے جانے کی تیاری کی اور جہاز سے مجھوا اُتارا اور مجھ سے کہا کہ تم
بھی ہمارے ساتھ چلو میں نے عذر کیا کہ مجکو معاف کریں اور لوگ جاتے ہیں
کار ضرورت سے فراغت کر آئینگے اُنھوں نے کسی طور نہ مانا اور مجکو اپنے

Marfat.com

ساتھ لے گئے اور جہاں ناخدا اترا تھا وہاں جا کر ٹھہرے اور وہ مکان ایک
ناخدا کا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ بازار کو گئے اور کچھ میوہ وغیرہ
خرید کیا اور میرے خیال میں آیا کہ اگر یہاں بکرا مل جاوے تو مول لیں یہ سوچ
کر وہیں کے ایک شخص سے بکرے کو پوچھا وہ ہماری زبان نہ سمجھا
اور ہاتھ آگے کو اٹھا دیا ہم آگے گئے وہاں کچھ لوگ اور کھڑے تھے ان
سے بھی پوچھا وہ بھی نہ سمجھے تب میر واصل لکھنوی ان کے سامنے زمین پر
لیٹ گئے اور ہاتھ گردن پر پھیر کے منہ سے مے کہا جب ایک شخص دوڑا
گیا اور ایک بکرا پکڑ لایا پھر ہم نے اس کو مول لیا اور اسی ناخدا کے مکان
پر آئے کہ جہاں ہمارے جہاز کا ناخدا اترا تھا اور چلنے کی تیاری کی اس
میں معلم و ناخدا نے محکور روکا کہ ایک دو روز یہاں رہو میں نے کہا کہ اس شہر
میں عورتیں بے ستر ہیں کہ تمام بدن تو ننگا رکھتی ہیں برائے نام کچھ کپڑا
لپیٹے رہتی ہیں اس سبب سے میرا دل گھبراتا ہے میں جاتا ہوں پھر میں پیچھے
پر سوار ہو کر جہاز پر آیا اور تیسرے پہر کو چھوٹا معلم دو توہوڑیوں میں
میٹھا پانی الفے سے بھر کر لایا اور دبوسے کی چھت پر دوربین لگا کر بیٹھا اور
مجھ سے کہا کہ دین محمد ایک جہاز کلکتہ کی طرف سے آتا ہے اور پھر دوسرا کر کہا کہ
یہ جہاز تمہارے یہاں کا عباسی ہے میں نے پوچھا یہاں سے کتنی دور ہے
اس نے کہا کہ کوئی پندرہ بیس کوس پر ہے پھر چھ گھڑی کے بعد وہ جہاز
آیا جہاں ہمارا جہاز کھڑا تھا وہاں کچھ فاصلہ پر اس کا بھی لنگر ہوا پھر

Marfat.com

آپس میں دونوں ناخداؤں نے مبارکبادی کی تو میں سرکیں بعد اس کے
میں ناخدا سے بچھوا لے کر واسطے ملاقات لوگوں کے اس جہاز پر گیا اور سوائے
ملاقات کے ایک سبب یہ تھا کہ وقت رخصت کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ
سے فرمایا تھا کہ اول اپنے جہاز پر سوار ہو کر تو روانہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ تیرے
پیچھے اور جہاز روانہ ہوں گے راہ میں تم کہیں ٹھہرو ان پچھلے جہازوں میں سے
کوئی جہاز تمہارے پاس پہونچے تو اپنے جہاز سے اتر کر اس جہاز پر جانا
اور لوگوں کی آپس میں موافقت کا اور کھانے پینے کا حال دریافت کرنا اگر
تمہارے طور پر ہو تو چپ رہنا اور اگر خلاف قاعدہ تمہارے کے ہو تو اُن
کو فہمائش کرنا جب میں اس جہاز پر گیا اور حاجی پیر محمد بانس بریلوی اور
سب لوگوں سے ملاقات کی اور خیر و عافیت پوچھی پھر حاجی صاحب موصوف
نے اپنی تمام حقیقت کھانے پینے کی مجھ سے بیان کی کہ ہمارے لوگ بیماری میں
ایک دوسرے کی خدمت نہیں کرتے اور جو بیمار ہیں وہ کچا کھانا لیتے ہیں
ہر چند میں سمجھاتا ہوں میرا کہنا نہیں مانتے اور لے لے کر جمع کرتے ہیں اس کی کیا
تجویز کریں، میں نے کہا کہ تم دریا میں کسی کو کچا کھانا نہ دو اگر بیمار آدمی دال
چاول نہ کھا سکے اس کو روٹی دو اور اگر روٹی نہ کھاوے دال چاول دو
اگر کہیں کنارا آوے اور جہاز کا لنگر ہو وہاں تم سے کوئی شخص کچا کھانا
طلب کرے مضائقہ نہیں دیدو اور جو لوگ وہاں بیمار تھے ان کے تمام

Marfat.com

کپڑے گندگی سے ناپاک و نجس تھے اور کوئی نہیں دھوتا تھا اور نہ کوئی
خبر لیتا تھا پھر ان بیماروں کے کپڑے میں نے اور میرے ہمراہیوں نے
لے کر خوب دریا میں دھویا اور اُن سب تندرست لوگوں کی طرف مخاطب
ہو کر میں نے کہا کہ بھائیو ہم لوگ اس طرح سے اپنے جہاز پر بیماروں کی
خدمت کیا کرتے ہیں اور اس کو اپنی عین سعادت جانتے ہیں اور ہمارے
حضرت کا بھی یہی دستور ہے اور بیماری آزاری ہر کسی کے ساتھ لگی رہتی
ہے آج کو ان پر اور کل کو تم پر آدمی کو چاہیئے کہ آپس میں موافقت رکھے اور در
شریک حال ایک دوسرے کا رہے اور حضرت کا فرمانا ہے اگر کسی نے حاجی صاحب
کی عدول حکمی کی تو گویا حضرت کے برخلاف کام کیا اور اگر حاجی صاحب کے
کہنے پر چلو گے تو بڑے بڑے فائدے حاصل کرو گے اور نہیں تو دین و دنیا کا
ہے پھر اسی طرح سے ان کو سمجھا بجھا کر میں نے ایک بیمار پر دو آدمی مقرر کر دئے
پھر میں اپنے جہاز پر آیا پھر بعد نماز عصر کے معلم نے دوربین سے دیکھ کر کہا
کہ ایک جہاز اور کلکتہ کی طرف سے آتا ہے اور یہ جہاز تاج ہے پھر وہ جہاز
دو گھڑی دن رہے آیا اور اس کا بھی لنگر ہمارے جہاز کے برابر ہوا پھر
آپس میں مبارکباد کی تو ہم چلیں اور اس جہاز پر حاجی یوسف صاحب کاشمیری
سردار تھے پھر حاجی صاحب موصوف اپنے جہاز سے مچھوے پر سوار ہو کر
مع چند آدمیوں کے ہمارے جہاز پر آئے اور ملے ہمارے یہاں کی تقسیم کھانے

Marfat.com

کی اور آپس میں لوگوں کی موافقت اور خدمت گذاری ایک دوسرے کی دیکھ
کر نہایت خوش ہوئے اور اپنے یہاں کے لوگوں کی کاہلی اور بدانتظامی بیان کی
اور کہا کہ میں ہر چند لوگوں کو سمجھاتا ہوں مگر کوئی میرا کہنا نہیں مانتے اگر تم ہمارے
ساتھ چل کر ان کو نصیحت کرو تو شاید تمہارا کہنا مانیں پھر میں ان کے جہاز
پر گیا اور دیکھا تو ہو بہو عباسی جہاز کے لوگوں کا سا حال پایا پھر میں نے اُن
لوگوں کو خوب سمجھایا اور کہا کہ اگر حاجی صاحب کے کہنے کے برخلاف کروگے اور
اس کی خبر مجکو ہوئی تو میں حضرت کو اس امر کی اطلاع ضرور کرونگا اور انشاءاللہ
تعالیٰ ہماری تمہاری جدہ میں ضرور ملاقات ہوگی یہ کہہ کر میں اپنے جہاز پر
آیا اور صبح کو تاج ہی کا لنگر اُٹھا اور روانہ ہوا پھر قریب وقت ظہر کے
جہاز غراب احمدی بھی وہیں آن پہنچا اور اس کا بھی اسی جگہ لنگر ہوا اس پر حکیم
معین الدین صاحب سردار تھے بعد تھوڑی دیر کے حکیم صاحب نے میاں شہاب الدین
اور حافظ عبدالرب اور میاں جی دونوں اور دو چار آدمی اور مگران کے نام
یاد نہیں ان سب صاحبوں کو مچھوے پر سوار کر کے ہمارے جہاز پر بھیجا انہوں
نے تمام حال رستے کا بیان کیا اور مجھ سے کہا کہ حکیم صاحب نے بلایا ہے پھر
میں اُن کے ساتھ سوار ہو کر جہاز غراب احمدی پر گیا اور حکیم صاحب سے ملاقات
کی پھر انہوں نے اپنے لوگوں کا حال بیان کیا کہ تابعداری اور خدمت گذاری
میں تو یہ لوگ مثال لونڈی غلام کے ہیں مگر اکثر لوگ کچا کھانا لیتے ہیں اور

Marfat.com

کپڑا بھی طلب کرتے ہیں اس کی کیا تدبیر کی جاوے' میں نے فقط اسی
بندوبست کے لئے تم کو بلوایا ہے' میں نے سب لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ
بھائیو تم جو حکیم صاحب سے کپڑا طلب کرتے ہو اور کھانا کھا لیتے ہو اس کا
کیا سبب ہے کلکتہ میں ہر شخص کو مجھ تک کا کپڑا سنوا دیا تھا اور اب یہاں
رستے میں تو کوئی صورت کپڑے کی نہیں ہو سکتی انشاء اللہ تعالیٰ جب مجھ
میں پہنچیں گے وہاں کپڑے کی تدبیر کرینگے اور سولے پکے کھانے کے کسی کو کچا
کھانا نہ ملے' پھر یہ کہہ کر میں بعد عصر کے اپنے جہاز پر آیا اور دیکھا تو بیس
آدمی خارجی بے مذہب ان میں سولہ مرد اور چار عورتیں اور تین آدمی جاوے
کے ان میں دو طالب علم اور ایک ملا جہاز پر سوار تھے میں نے اپنے لوگوں سے
پوچھا کہ ان چار خارجیوں کو ناخدا نے کس طرح جہاز پر سوار کیا' انہوں
نے جواب دیا کہ ان کو بڑے معلم نے سوار کرایا ہے ناخدا نے تو بہت منع کیا مگر معلم
نے نہ مانا روپوں کی لالچ سے سوار کیا بیس بیس ریال آدمی تو جاوے کے
لوگوں نے دیا اور ایک ہزار روپیہ بیس آدمیوں کا خارجیوں نے' مجھکو یہ بات
بُری معلوم ہوئی میں نے جا کر ناخدا سے اس کی شکایت کی کہ تم نے روپیوں
کی لالچ سے ان خارجیوں کو سوار کر لیا ناخدا نے کہا میں نے تو بہت سا
منع کیا مگر معلم نے نہ مانا اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ لوگ بڑے بدمذہب
ہوتے ہیں اور میں نے ان کو روپوں کی لالچ سے سوار نہیں کیا فقط معلم کی

Marfat.com

خاطر سے میں خاموش ہو رہا پھر بعد عصر کے جہاز غراب احمدی کا بھی
لنگر اُٹھا اور روانہ ہوا پھر فجر کو ہمارا بھی چلا جاوے کے ملا ہمارے یہاں
جماعت
کا طریق نماز وغیرہ کا دیکھ کر حیران ہوا اور مجھ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم
لوگ کہاں کے رہنے والے ہو اور اب کہاں سے آتے ہو مجھکو یہ طریق تمہارا بہت
پسند آیا' میں نے کہا کہ ہم ہندوستان سے آتے ہیں اور اب حج کو جاتے ہیں اور تمام حال
حضرت علیہ الرحمۃ کا بیان کیا جب اُس نے حضرت علیہ الرحمۃ کا نام سنا نہایت خوش ہو
اور پھر مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ کلکتہ میں ہمارے ملک کے لوگوں نے حضرت کے دست
مبارک پر بیعت کی تھی اور خلافت نامے لے کر اپنے ملک کو آئے میں نے بھی اُن
میں سے ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور جو کچھ کہ ان کو حضرت سے فائدے
حاصل ہوئے تھے اُنہوں نے مجھکو بھی وہی تعلیم و تلقین کی ایک روز شب کو میں
سلطان الذکر کرتے کرتے سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بزرگ
پاکیزہ صورت مجھ سے کہتے ہیں کہ تو مکہ شریف کو جا اور وہیں سید احمد کے ہاتھ پر
بیعت کر ہم نے تیرے واسطے بہت سے فائدے اُنھیں کے ہاتھ پر رکھے ہیں بعد
اُس کے میری آنکھ کھل گئی پھر میں نے وہ خواب اپنے پیر سے بیان کیا اُنہوں
نے سُن کر فرمایا کہ یہ خواب خدا تعالیٰ تم کو مبارک کرے جلد روانہ ہو اگرچہ میرا
ارادہ نہ تھا مگر اس بشارت سے جلد اپنا سامان کر کے روانہ اس طرف کو
ہوا الحمد للہ کہ تم سے ملاقات ہوئی اب امید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت

Marfat.com

کی بھی ملاقات حاصل ہو ہر وقت ملازمت حضرت کے میرا حال بیان کرکے تم ہی
میری ملاقات کرادینا انتہیٰ بعد اس کے ناخدا نے مجکو بلواکر کہا کہ دین محمدان خارجیوں
کے کھانا پکنے کی کیا تجویز کریں یہ لوگ تین وقت کھانا کھاتے ہیں صبح کو اور پھر
سوا پہر دن چڑھے اور عصر کو اس میں معلم نے کہا کہ باورچیخانہ صبح سے پہر دن چڑھے
تک خارجیوں کے قبضہ میں رہے اور پہر دن رہے تک ان لوگوں کے پاس رہے
یہ بات ناخدا کے پسند نہ آئی مگر معلم کی خاطر سے کہا اچھا اسی طرح مقرر کردو
یہ بات مجکو بہت ناگوار معلوم ہوئی میں نے کہا کہ یہ بات کبھی نہ ہوگی کہ پہلے وہ
پکاویں اور پیچھے ہم پہلے جہاز پر ہم سوار ہوئے ہیں مستحق ہم ہیں کہ پہلے جو کام ہو ہم
کریں اور بعد اس کے اور کوئی اور کچھ ہم مسکین نہیں ہیں کہ للہ فی اللہ سوار ہوئے
ہوں اس کو سن کر ناخدا نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو کہ اول ہر کام کے حقدار تمہیں لوگ
ہو اگر تم اپنی طرف سے پہلے پکانے دو تو تمہارا احسان ہے اور نہیں تو تم پکاؤ
پھر میں نے تھوڑی دیر تامل کرکے کہا کہ ایک صورت ہے کہ دو گھڑی رات رہے سے
آفتاب نکلنے تک جو کوئی چاہے باورچی خانہ میں کھانا پکاوے پھر اس وقت پہر
دن چڑھے تک ہم کسی کو نہ دینگے اس کے بعد تمام دن اور ساری رات جس کا
دل چاہے کھانا پکایا کرے ناخدا نے کہا کہ یہی بات بہتر اور مناسب ہے اس
میں معلم نے بہت رد و بدل کی مگر ایک پیش نہ چلی سب سے پیشتر ہمارا ہی کھانا
پکا کیا زور جن کوٹھوں میں وہ خارجی اترے تھے انھیں کے پاس ایک

Marfat.com

ہاتھ کے فاصلہ پر میرا بستر تھا وہ خارجی مجکو اپنے پاس بلاکر گھڑیوں
باتیں کیا کرتے مگر تھوڑی تھوڑی زبان ان کی میں سمجھتا تھا اور اسی قدر
وہ سمجھتے تھے ایک روز تذکرہ میں نے حضرت علیہ الرحمۃ کے اوصاف حمیدہ
اور فضائل اُن کے سامنے بیان کئے اس کو سُن کر وے حضرت علیہ الرحمۃ
کی ملاقات کے کمال آرزومند اور مشتاق ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ
ہم تم سب کو اپنے فضل وکرم سے جدہ میں پہنچا وے تم ہماری ملاقات حضرت
سے ضرور کروانا پھر میں اکثر اُن کے سامنے حالات حضرت علیہ الرحمۃ کے اُن
کے سامنے بیان کرتا اور اپنے دل میں خوش ہوتا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت
علیہ الرحمۃ کی ان لوگوں کو ملازمت حاصل ہوگی تب یہ لوگ اپنا مذہب چھوڑ
کر راہ راست پر آجاوینگے پھر چلتے چلتے ایک روز ہوا مخالف ہوئی اور رخ اُس
کا ملک حبش کی طرف پھر گیا ناخدا اور معلم وغیرہ اس کو رستے پر لاتے تھے مگر
وہ نہیں آتا تھا اس سبب لوگوں میں کمال پریشانی چھا گئی بعد نماز عشا کے ناخدا
نے محمد خاں ولایتی سکھابی کو میرے پاس تسلی اور دلجمعی کے واسطے بھیجا میں نے
اس سے کہا کہ میں خاطر جمع اپنے پروردگار پر توکل کئے بیٹھا ہوں جو وہ
چاہیگا کریگا پھر ناخدا نے چار پہر رات میں چار مرتبہ اس کو میرے پاس بھیجا
جب وہ چوتھی مرتبہ میرے پاس آیا اور تسلی کرنے لگا کہ ناخدا نے کہا
ہے کہ یہ ہوا موافق ہے یہ کارخانے جہاز کے ہیں اس امر میں تم کچھ اندیشہ

Marfat.com

نہ کرنا' میں نے اُن سے کہا کہ تم ناخدا سے جاکر کہو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہوا
موافق اور ہوا مخالف سے کچھ غرض نہیں ہم کو اپنے پروردگار سے اُمید
قوی ہے کہ ہم سب خیر و عافیت کے ساتھ جدہ میں پہونچینگے اور ہمارے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے بھی فرمایا ہے کہ تم کو اللہ تعالیٰ ساتھ آرام کے
جدہ میں پہونچا دیگا ہم کو کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے اور تم بھی اس ہوا کا
اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ مالک ہے سب طرح سے اپنا فضل کریگا پھر اُس نے
ناخدا سے یہ سب حال کہا اس عرصہ میں صبح ہوئی لوگوں نے وضو کیا اور نماز
فجر پڑھی پھر آپس میں خلاصی وغیرہ کہنے لگے کہ کیا سبب ہے کہ جہاز تباہی میں پڑا
ہے دریافت تو کرو کہ کون شخص ایسا ہے کہ جس کی شامت اعمال سے جہاز پر
یہ وبال ہے پھر انھوں نے دریافت کرنا شروع کیا پھر آخر کو یہ بات ثابت
ہوئی کہ ان خارجیوں میں ایک عورت ایسی ہے کہ اُس نے ایام بلوغت سے
آج تک غسل نہیں کیا پھر یہ قصہ ناخدا اور معلم سے بیان کیا پھر معلم میرے
بستر پر آبیٹھا اور اُن خارجیوں سے کہا کہ تم میں ایک عورت ہے کہ اُس نے
ایام بلوغ سے آج تک غسل نہیں کیا اُس نجس ناپاک کو سمجھا کر نہلاؤ اگر وہ
نہ مانے تو اُس سے کہہ دینا کہ ہم ابھی تم کو دریا میں ڈبکیل دینگے پھر لوگ
اُس کے پاس گئے اور سمجھایا مگر اُس نے کسی طرح سے نہ مانا اور کہا کہ تم
مختار ہو چاہو مجھکو ذبح کر ڈالو لیکن غسل تو نہیں کرونگی پھر آخر الامر جب

Marfat.com

کچھ بن نہ پڑی تب یہ صلاح ٹھہری کہ ان خارجیوں کا اسباب خدا کے
نام پر دریا میں ڈالا جاوے پھر اُن سے اسباب لے لے کر دریا میں ڈالنا ترو ع
کیا میں اُس وقت عورتوں کی تسلی کے لئے دلوسے کے اندر گیا تھا جب میں
باہر آیا تو دیکھا کہ اسباب خارجیوں کا دریا میں ڈالتے ہیں میں نے خدا اور
معلم سے کہا کہ تمہاری عقل اس وقت کہاں ہے یہ مال تم کیوں دریا میں ڈلواتے
ہو اگر اللہ کے واسطے ڈلواتے ہو تو ان مسکینوں کو جو ہمارے ساتھ ہیں دیدو
اس کا اجر بھی ملے دریا میں ڈلوانا محض عبث ہے پھر انھوں نے وہ مال بچا ہوا
کہ قریب پچاس ساٹھ روپے کے ہوگا ان مسکینوں کو دیا پھر تھوڑی دیر
کے بعد ناخدا دلوسے کی چھت پر سے غمگین اور بے حواس اُترا اور مجکو آواز
دی کہ دین محمد جہاز کو تو اللہ ہی بچاوے تو بچے بظاہر ہم کو کچھ بچنے کی صورت
معلوم نہیں ہوتی اور کہنے لگا کہ سید صاحب نے کچھ تم سے فرمایا ہے میں نے
کہا ہاں بہت سی باتیں فرمائی ہیں اب تم جو بیان کرو وہ مجکو بھی یاد ہو جاوے
انھوں نے کہا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ساتھ حضرت
کے جدہ میں پہونچاوے گا مگر یہ دریا کا مقدمہ ہے اگر کوئی جگہ سختی کی آجاوے
تو تم ہمارے سب لوگوں کو جمع کرکے دعا کروانا اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا اور
ہم نے اپنے لوگوں سے بھی کہہ دیا ہے اور خوب سمجھا دیا ہے اگر سید صاحب نے
تم سے فرما دیا ہے تو تم اپنے سب لوگوں کو جمع کرکے دعا کرو اور یہی وقت

Marfat.com

دعا کا ہے پھر میں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ بھائیو جس کسی سے غسل ہو سکے
نہالے اور نہیں تو سب مل کر وضو کرو پھر میں نے عورتوں سے جا کر کہا کہ
تم سب ایک جگہ اکٹھی ہو کر خوب دعا کرنا پھر انہوں نے بھی دعا کی اور ہم
سب لوگوں نے برہنہ سر کر کے جناب باری میں ساتھ کمال الحاح وزاری
اور عجز وانکساری کے دعا میں مشغول ہوئے اور کوئی دو گھڑی تک دعا
کرتے رہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم وفضل کیا کہ وہ ہوائے مخالف سا تھ
ہوائے موافق کے مبدل ہو گئی اور جہاز سیدھا ہو کر اپنے راستے پر چلنے لگا پھر
تمام خلاصی وغیرہ کو نہایت خوشی حاصل ہوئی چنانچہ اپنے گلے میں ڈھول
ڈال کر گاتے ہوئے اپنے ناخدا کے پاس گئے اور انعام لیا اور معلموں اور
خارجیوں سے اور مجھ سے بھی پھر قریب لنکا کے عنایت علی کا انتقال
ہوا اور وہ کئی روز پہلے سے بیمار تھے پھر ہم نے اندر جہاز کے اُن کے
غسل کی تدبیر کی خلاصیوں نے جہاز میں غسل نہ دینے دیا اور کہا ان کو
باہر جہاز کے تختہ پر غسل دو پھر ہم نے جہاز پر سے اس تختہ کو اُتار کر
باہر قلابوں میں باندھا مگر اُس وقت ہوا بہت زور سے چلتی تھی ہم
لوگوں سے غسل نہ دیا گیا پھر خلاصیوں نے غسل دیا اور اچھی طرح سے بدن
ملا اور پاک کیا پھر کفنا کر ایک وزنی پتھر رسی میں باندھ کر مردے کے
پیروں میں باندھ دیا پھر پہلے پتھر پانی میں ڈالا پھر اس کے پیچھے مردے

Marfat.com

کو چھوڑا جب لاش نظر سے غائب ہونے لگی تب خلاصیوں نے کہا اب
یہاں پر پانی قریب اسی ہاتھ کے ہے پھر ان کو دفن کر کے میں عبدالغفار
خاں تجاری کے پاس جا بیٹھا اور وہ چند روز سے بیمار بھی تھے جب
سے اُنہوں نے عنایت علی کے مرنے کی خبر سنی تھی تب سے وہ بہت گھبرا
رہے تھے میں نے ان کی دیر تک تسلی اور دلجمعی کی اور کہا کہ خاطر جمع رکھو
انشاء اللہ تعالیٰ تم کو صحت کامل ہو جاوے گی پھر اُن کے کپڑے جو ناپاک
تھے ان کو دھویا اور بھی بیماروں کے کپڑے پاک کیا پھر وہاں سے اُٹھ کر میں
دلو سے کی چھت پر نا خدا کے پاس جا بیٹھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ دین محمد
یہ جو پہاڑ نظر آتا ہے سنگلدیپ کا ہے اور یہیں لنکا بھی ہے انشاء اللہ تعالیٰ
دو ایک روز میں اس کے برابر پہنچیں گے جب جہاز لنکا کے پاس پہنچا اُس
وقت جہاز کے لوگ کہنے لگے کہ یہاں جناتوں کا لشکر کا لشکر رہتا ہے
اگر کچھ صدمہ اس کے باعث سے پہنچ جاوے تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ کبھی
کبھی ایسا واقعہ گذر جاتا ہے اور یہاں پر ہوا بھی تیز چلتی ہے لیکن خوف
تباہی جہاز کے تمام پردے اُتار لیتے ہیں فقط دو چار پردے رکھتے ہیں
اور جو یہ ٹیکڑے سے دیکھتے ہو اس پر شکاری لوگ سنگلدیپ سے کشتیوں
پر سوار ہو کر شکار کھیلنے آتے ہیں اور اُن کی کشتیوں میں تین تین مگرمچھ
بندھی ہوتی ہیں اگر کسی طرح پانی طغیانی پر ہو کشتیوں کو ان مگرمچھوں

Marfat.com

کے سبب سے مینیش نہیں ہوتی پھر جب ہمارا جہاز لنکا کی حد میں پہنچا
اُس کے بھی پردے اُتار لئے فقط دو تین پردے اُس پر رکھے جب
لنکا سے دو کوس آگے نکل گئے دو تین کشتیاں کنارے کی طرف سے
جہاز کے پاس آئیں اُس پر سوداگر لوگ تھے وہ اپنا اپنا اسباب واسطے
بیچنے کے جہاز پر لائے ہمارے لوگوں نے اُن سے کیلے کی پھلیاں اور کھجور
اور ناریل کے آٹے کی خمیرہ روٹی پکی ہوئی اور کھجور کے گود کی ٹکیاں اور
کاہو وغیرہ مول لئے اور سرخ و سفید رنگ کے پتھروں کی پڑیاں
اُنھوں نے اپنے پاس سے نکالیں معلم محمد قاسم نے مجھ سے کہا کہ ان پڑیوں
کو مول لو پھر دو پڑیاں تو میں نے دو دو آنے پڑیا مول لی اور کچھ اور
لوگوں نے معلم کے کہا کہ ان پتھروں کا نام پوچھو میں نے اُن سے
نام پوچھا اُنھوں نے کہا کہ ہیرا ہے پھر میں نے اپنی پڑیاں میرواصل
لکھنوی کو دکھلائیں اُنھوں نے دیکھ کہا پتھر ان میں سے نکالے اور
کہا کہ چاہے دو روپے کو ہم کو دیدو پھر میں نے اُن سے روپے تو نہ
لئے مگر وہ دونوں پڑیاں دیدیں اور ان لوگوں نے جہاز پر سے آلو اور
تماکو اور مچھلی سوکھی ہوئی اور سیاہ رومال دستی وغیرہ خریدے
اور وہ لوگ دُبلے دُبلے کالے کالے حبشی سے تھے اور ایک تہبند باندھے ہوئے
اور ایک لوئی میلی دوہرے کپڑے کی یا چمڑے کی سر پر اور ایک چھوٹا سا
رومال کندھے پر ڈالے رہتے تھے اور پان بہت کھاتے تھے اور ہر ایک

Marfat.com

شخص ایک ٹوکری پان کی اپنے ساتھ رکھتا تھا اور تین آدمی لوگوں میں
سے واسطے جانے جدہ کے جہاز پر رہ گئے تھے اور اُن سے ناخدا نے کچھ نول
بھی ہُرا لیا تھا اور اُن کو جہاز کی کشتی کے اندر جگہ دی تھی وہ وہیں رہا کرتے
تھے اور اُس جگہ پر چند کرسیاں رکھی رہتی تھیں اُن کرسیوں پر ایک تو میں اور
معلم مصقری محمد حسن بیٹھے ہوئے تھے میں نے معلم سے کہا کہ ہم لوگ
سنتے ہیں کہ سنگلدیپ کے آدمی بہت حسین اور خوبصورت ہوتے ہیں اور
یہ لوگ تو دُبلے دُبلے کالے کالے ان سے پوچھو کہ تم اسی سنگلدیپ کے
ہو یا وہ سنگلدیپ اور ہے پھر معلم نے اُن سے پوچھا اُنہوں نے کہا
کہ کنارے کنارے کے شہروں میں تو تمام لوگ جیسے ہم ہیں اسی طرح کے
وہ بھی ہیں مگر سنا ہے کہ درمیان میں جو شہر ہے اس کے لوگ بہت گورے
گورے خوبصورت ہوتے ہیں اور وہ ہندو ہیں مگر ہم نے آج تک ان
میں سے کسی کو نہیں دیکھا نہ وہ ہمارے یہاں آسکتے ہیں اور نہ ہم اُن
کے یہاں جا سکتے ہیں اس واسطے کہ جو وہ یہاں آویں تو ہم مار ڈالیں اور
اگر ہم وہاں جاویں تو وہ مار ڈالیں اس سبب سے نہ کوئی ہمارے یہاں
سے جاتا ہے اور نہ کوئی اُن کے یہاں سے آتا ہے پھر بعد تھوڑی دیر کے
انھیں لوگوں نے مشک سے آٹا نکال کر ایک چمڑے کے دسترخوان پر رکھا
اور تھوڑا سا گھی اور کھجوریں اُس آٹے میں ڈال گوندھا پھر کھجور کی گٹھلیوں

Marfat.com

کو نکال کر پھینک دیا اور اُس کی ہڈیاں باندہ کر کھانے لگا معلم
نے مجھ سے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کیا چیز کھاتے ہیں میں نے کہا کہ ستو ہے
اُنھوں نے کہا کہ ستو نہیں ہے مچھلی کا آٹا ہے ان کے ملک میں غلہ نہیں ہوتا
ہے یہ لوگ اسی کو کھاتے ہیں یا میوے کی قسم سے اور اطراف سے سوداگر
لوگ غلہ مکا لایا کشتیوں پر کرتے ہیں مگر جو لوگ امیر اور مالدار ہیں وہی
لوگ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ من خرید لیتے ہیں اور جس طرح سے
امیر لوگ میوہ غریبوں کو تقسیم کرتے ہیں اسی طرح اس مکا کو غریبوں
کو بقدر وسعت کے یوں ہی دیدیا کرتے ہیں اور وہ لوگ اُس کو تحفہ سمجھ کر
اور خوش ہو کر یوں کچا چبا لیتے ہیں پھر میں نے معلم سے کہا کہ اگر ان کو
منظور ہو تو یہ ہمارے یہاں کھانا کھایا کریں معلم نے اُن سے کہا کہ ان کے
یہاں سے تم کھانا کھایا کرو پہلے اُنھوں نے دل لگی سمجھ کر انکار کیا بعد اس کے
اُنہوں نے کہا کہ کچا کھانا ہم کو دیا کریں پھر میں نے اُسی روز سے ڈیڑھ
سیر چاول اور آدھ سیر دال ان کی مقرر کر دی پھر ایک روز وہ دو شکرے
ایک تو شہد سے بھرا ہوا اور دوسرے میں کھجوریں لائے اور مجھکو دینے
لگے میں نے نہ لیا وہ آزردہ ہونے لگے، میں نے کہا تم ناخوش نہ ہو میں اس
لئے نہیں لیتا ہوں کہ ہمارے یہاں دو دو کھجور اور پیسا پیسا بھر شہد لوگوں
میں تقسیم ہو جاویگا اور تمہارے پاس رہیگا تو تمہارے کام آویگا پھر
میں نے پوچھا کہ ہم سنا ہے کہ اس پہاڑ پر قدم مبارک حضرت آدم علیہ السلام

Marfat.com

کے ہیں تم بھی اس پہاڑ پر گئے ہو اُنہوں نے کہا کئی مرتبہ اور وہاں ہزاروں آدمی جاتے ہیں اور وہ پہاڑ سیدھا بہت بلند ہے اُس پر لوہے کی زنجیریں لٹکتی ہیں سو اُس پر لوگ چڑھ کر واسطے زیارت کے جاتے ہیں اور وہاں تھوڑے پیر دو قدم وہیں کوئی پوتے دو ہاتھ کے چوڑے اور تین سا ڑھے تین ہاتھ کے لمبے' اور کھانے کو یہ مچھلی کا آٹا یا میوہ لے جاتے ہیں اور وہاں ایک چشمہ ہے اُس کا پانی کبھی کم نہیں ہوتا اور وہ پانی بہت شیریں اور ہلکا ہے وہی پانی پیا کرتے ہیں انتہیٰ' پھر ایک روز معلم نے کہا کہ آگے ایک صدمہ کی جگہ اور ہے اور وہاں سواہت تیز چلتی ہے تم سب کو وہاں پر بھی دعا کرنی پڑیگی' میں نے پوچھا' وہ کون سی جگہ ہے اُنہوں نے کہا کہ سیلان کر کے مشہور ہے پھر مجھکو کئی لوہے کی زنجیریں منگوا کر دیں اور کہا کہ جس وقت تم کھانا پکاؤ اس وقت ان دیگوں کے گلے میں ڈال کر پکائے میں باندھ دینا اور اسی طرح پانی کی بھی دیگ کو باندھ دینا کیونکہ وہ اُلٹ نہ جاویں میں نے وہ زنجیریں لے کر رکھ لیں اور اُن سے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی کچھ حاجت نہ پڑیگی اور جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ویسا ہی اس سے پار ہو جاوینگے اور خدا چاہیگا تو کچھ صدمہ نہ پہونچیگا پھر جب سیلان میں پہنچے سب لوگوں کو بڑا تردد ہوا کہ اب دیکھیا چاہیئے کیا ہو لیکن خدا تعالیٰ نے ہمارے حضرت کی دعا کی برکت

Marfat.com

سے ساتھ آرام تمام کے وہاں سے پار کر دیا یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ یہاں
سیلان ہے یا اور کوئی جگہ جب سیلان سے باہر ہو گئے اُس وقت ناخدا
نے کہا کہ کبھی کوئی جہاز اس جگہ پر ساتھ دس روز آرام اور آسانی
کے پار نہیں ہوا یہ حضرت سید صاحب کی کرامات کا ظہور ہے پھر خلاصیوں
نے موافق معمول اپنے کے گلے میں ڈھول ڈال کر اور تھالی ہاتھ میں لے کر گاتے
بجاتے اور خوشی کرتے سب سے انعام لیا انتہیٰ ایک روز ناخدا نے مجھ سے
کہا کہ اب قاف قمبری کے قریب آئے ہیں اور یہ بھی بہت خوف کی جگہ
ہے، میں نے کہا کہ ناخدا صاحب جس طرح سے اللہ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمۃ
کی دعا کی برکت سے سیلان سے پار اتار دیا ہے ولیسا ہی اس سے بھی پار اتار لگا
پھر جب درمیان قاف قمری کے پہنچے دیکھا تو فی الحقیقت پانی وہاں
کا نہایت مواجی میں تھا کہ ایک موج دوسری موج سے ٹکر کھاتی ایک صورت
طوفان کی نظر آتی تھی پھر خدا تعالیٰ نے اُس سے بھی ساتھ سلامتی کے پار
کر دیا، ناخدا اور بھی حضرت علیہ الرحمۃ کی کرامات اور بزرگی کا بیان کرنے
لگا اور کہنے لگا کہ جہاں کہیں معاملہ سختی کا پیش آتا ہے وہاں آپ کی کرامت
بھی ظاہر ہوتی ہے اور اب ہم جان جاتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہ جہاز ہمارا
صحیح سالم جدہ میں کھڑا ہے پھر چلتے چلتے ایک روز معلم نے کہا کہ یہاں
ایک کھیت مچھلیوں کا آوے گا اور لاکھوں مچھلیاں وہاں اوپر کو اچھلتی
اور کودتی ہیں یہاں پر تو اس کی چوڑائی کم ہے مگر آگے بہت چوڑا ہے

Marfat.com

اور بنسائی کا حال نہیں معلوم کہ کہاں تک ہے جب ہم وہاں پہنچے معلم نے
کہا دیکھیو وہ بہی مچھلیوں کا کھیت ہے ہم سب لوگ اس کا تماشہ دیکھنے
لگے حقیقت میں وہاں لاکھوں بلکہ کروڑوں مچھلیاں بسبب کثرت مچھلیوں
کے دریا کا پانی نہیں معلوم ہوتا تھا پھر دو پہر کے عرصہ میں اُس سے گذرے
پھر کئی روز کے ایک کھیت اُڑنے والے مچھلیوں کا اور وہاں پرے کے
پرے مچھلیوں کے اُس میں سے اُڑتے تھے اور وہ وزن میں کوئی چھٹانک
یا آدہ پاؤ شاید پاؤ بھر کے ہوں چند مچھلیاں ہمارے جہاز میں اُڑ کر آئیں
بھیں انتہیٰ، پھر چلتے چلتے ایک روز کنارے بندر کے کوٹ کے پہنچے اور وہاں
جہاز کا لنگر ہوا ناخدا جہاز سے اُتر کر وہاں گیا اور مجکو بہی اپنے ہمراہ لے گیا
اور چار آدمی میرے ساتھ گئے اور ناخدا محمد کے مکان پر اُترے اور وہ چاروں
شخص یہ تھے ایک تو امان اللہ خاں اور دوسرے میر واصل لکھنوی، یہ دونوں لکھنو کے
اور تیسرے موٹے کریم بخش سہارنپوری اور چوتھے مظفر اور مظفر علی وہ
تھے کہ حج سے آکر بہاں دارالسلام ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار کی
سرکار فیض آثار میں نوکر ہوئے اور چند مدت رہے پھر کسی سبب سے
نوکری چھوڑ کر چلے گئے اور ہمیشہ نماز میں بعد دعا کے پکار کر کہا کرتے تھے
کہ ہمارے نواب صاحب کو اللہ تعالیٰ بادشاہ کرے، انتہیٰ پھر میں بازار کو
گیا اور وہاں جاکر دو سو ناریل اور دو روپے کے اور کا جو دو روپے کے اور
کیلے کی پھلی ایک روپیہ کی لے کر جہاں اُترے تھے وہاں آیا وہ پھلی

Marfat.com

وغیرہ خلاصیوں کے ہاتھ جہاز پر پہنچا دیں اور بعد نماز عصر کے ناخدا محمد کے
یہاں کھانا کھایا اور وہ کھانا پلاؤ تھا پھر کھانا کھا کر مردانے مکان میں
ہم سب لوگ جا بیٹھے مجھ سے ہمارے ناخدا نے کہا کہ تم بازار سے بہت جلد
چلے آئے اچھی طرح سے سیر نہیں کی، میں نے کہا کہ یہاں عورتیں نہایت بے پردہ ہیں
ان کو دیکھ کر میری طبیعت گھبرائی اور برا معلوم ہوا اس سبب سے میں جلد چلا آیا
اس کو سن کر ناخدا محمد نے کہا کہ اس کنارے کے شہروں میں یہی حال بے حیائی اور
بے شرمی کا ہے یہاں تو کم و بیش کپڑا بھی پہنتی ہیں اور آگے جو شہر اور بستیاں
ہیں ان میں بالکل عورتیں ہر سنہ مادر زاد رہتی ہیں مثل گائے بھینس کے اور تین
سو کوس تک چلا گیا ہے اور بجائے غلہ کے مچھلیاں بھون کر کھا لیتے ہیں اور
بجائے پانی کے دودھ اونٹ یا دنبے کا پینے کو ملتا ہے انتہی، پھر صبح
کو میں مچھوے پر سوار ہو کر جہاز پر آیا اور ہمارا ناخدا وہیں رہا پھر دوسرے
روز دو کشتیوں میں میٹھا پانی اور دو کشتیوں میں ناریل بھر کر ناخدا نے بھیجے
پانی تو ٹاکیوں میں بھروا دیا اور ناریلوں کو اٹھوا کر جو راستہ ہمارے
آنے جانے کا عورتوں میں تھا اسی میں رکھا دئے میں نے معلم سے کہا کہ یہ
ہماری آمد و رفت کا رستہ ہے تم یہاں نہ رکھوا اور اسی جگہ پر ہمارے
یہاں کے دو بڑیوں کے لشکر میں بھی معلم نے کہا کہ بڑیوں کے لشکر اندر دیوے
کے کرا دو اور تم اپنے آنے جانے کا رستہ اوپر کے دبوے کی کھڑکی سے
رکھو میں نے ہر چند سمجھایا اس نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو اسی جگہ رکھیں گے میں نے

Marfat.com

اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ ناریل یہاں سے اُٹھا کر جہاز کی اگلی طرف پھینک دو اگر کوئی تم سے کچھ کہیگا ہم سمجھ لینگے پھر اُنھوں نے وہ ناریل پھینکدئے پھر اور میں بیس آدمی لے کر دبوسے کی چھت پر جا بیٹھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ناخدا بھی آیا خلاصیوں نے موافق دستور کے سیڑہی لگا کر جہاز پر سوار کر لیا جب جہاز پر داخل ہوا اور وہ ناریل جابجا پڑے ہوئے دیکھے معلم عبدالرحمٰن سے پوچہا کہ یہ معاملہ ہے کہ ناریل ادھر ادھر پراگندہ پڑے ہیں اُس نے کہا کہ دین محمد سے اس کا حال دریافت کرو ناخدا نے مجکو بلا کر اپنے پاس کرسی پر بٹھایا اور گلے میں ہاتھ ڈال کر پوچہا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں نے کہا انھیں سے پوچہئے اس میں ٹندل محمد نے وہ تمام حقیقت ناریل رکھنے اور پھینکنے کی بیان کی اُس کو سُن کر ناخدا معلم پر بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے کلکتہ سے نکلتے ہی تمہاری شرارت کی باتیں سنی تھیں مگر میں خاموش ہو گیا اور تم سے کچھ نہ کہا لیکن تم اپنی شرارت سے باز نہیں آتے بڑے تعجب کی بات ہے کہ سید صاحب کس طرح کے ولی اللہ بزرگ شخص ہیں کہ جن کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کیسے کیسے سخت صدموں سے نجات دی اور تم اُن کے لوگوں کے ساتھ اس طرح کی شرارت اور بیوفائی کرتے ہو تمہارے رفض میں کچھ شک و شبہہ نہیں بیشک تم کٹے رافضی ہو کہ تم کو ابھی تک سید صاحب کے حال سے کچھ آگاہی

Marfat.com

ہیں اور حضرت علیہ الرحمۃ کے دیر تک اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بیان کرتا رہا اور خلاصیوں سے کہا کہ جاکر جو اسباب سوداگری معلم کا ہے وہ تمام اسباب دریا میں ڈالدو اور اس جگہ پر ناریل دھردو، میں نے کہا کہ ناخدا صاحب برائے خدا ان کا اسباب نہ پھنکوائیے مجکو منظور نہیں ہے کہ ہمارے سبب سے کسی مسلمان بھائی کا نقصان ہو اور اب اگرچہ راستہ ہمارے آنے جانے کا بند ہو جاویگا لیکن وہ ناریل ہم اُسی جگہ رکھوا دینگے اور ہم اوپر کے دیوے کی کھڑکی سے آیا جایا کرینگے، اس میں صعدار محمد خاں نے کہا کہ ناخدا صاحب آپ اسباب معلم کا جہاں رکھا ہے وہیں رکھا رہنے دیجئے، پھر خان موصوف نے وہ ناریل وہیں جہاز میں کسی جگہ رکھوا دئے انتہیٰ، پھر ناخدا نے مجھ سے کہا کہ ہمارے یہاں تین روز تک تم سب لوگوں کی دعوت ہے، میں نے کہا کہ آپ یہاں جہاز پر کیوں تکلیف کرتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ اس میں تکلیف کی کیا بات ہے، میں نے یہ بندرہ بیس دُنبے اور مرغ مول لے کر فقط تمہاری دعوت کے لئے جہاز پر بھیجدئے ہیں پھر فجر کو اُنہوں نے دعوت کی اور اس دعوت میں پراٹے اور شہت تھا اور شام کو پلاؤ اور دوسرے دن فجر کے وقت کھانا شکرانہ تھا اور شام کو پلاؤ اور مربہ اور اس کے دوسرے روز فجر کو لسکیٹ اور روغنی روٹی اور مربہ اور سُھائی اور اچار اور شام کو مرغ پلاؤ اور بعد دعوت کے ہم لوگوں نے دعا کی پھر ناخدا نے مجکو ایک ننگی مسقطی بہت قیمتی اور ایک کتان کا تھان دُوریہ کا اور پانچ ریال دئے اور اس ننگی اور تھان کا آگے بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ انتہیٰ ایک روز معلم محمد قاسم نے مجھ سے کہا کہ یہاں دریا میں کبھی کبھی ایک مچھلی ہم کو دکھائی دیتی ہے اور وہ ایک پہنکارا اس طرح سے مارتی

Marfat.com

ہے کہ ہزاروں من پانی مانند فوارے کے اُڑ جاتا ہے اگر اب کی بار وہ
ہم کو نظر آوے گی تو تم کو اس کا تماشہ دکھلاویں گے اور ان دنوں
میرے خارش نکلی تھی پھر اس کے دوسرے یا تیسرے روز میں جہاز کے پیچھے
پیچھے پردوا لگانے کو بیٹھا تھا اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
جگہ کا پانی اُڑا اور بہت بلند اُس کے فوارے گئے میں اس کو دیکھ کر ڈر
گیا اور اپنے دل میں کہا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے کہ یکایک یہاں کا پانی اُڑ
گیا پھر بغور میں نے اس کو دیکھا تو مچھلی معلوم ہوئی اتنے میں محمد قاسم معلم
نے مجھکو پکارا میں اُن کی آواز سُن کر جلدی سے جہاز پر آیا اور اُن کے
پاس گیا اتنے میں ایک جگہ کا پانی اُڑا، معلم مرحوم نے کہا کہ وہی مچھلی
ہے جس کو میں کہتا تھا پھر اُس نے جہاز کے پاس آکر ایک پھنکار اور ماری
تمام پانی اور اُڑا اور اس جگہ بہت گہرا ایک گڑھا ہو گیا پھر میں نے پوچھا
کہ یہ مچھلی جہاز کو بھی کاٹ ڈالتی ہے اُنھوں نے کہا کہ نہیں وہ اور مچھلی
ہے اگر آگے وہ ہم کو ملیگی تو اس کو بھی دکھادونگا اور یہ تو فقط
پھنکار ہی مارتی ہے پھر اُس نے تھوڑی دیر کے بعد کروٹ لی اتنی
لمبی اور چوڑی اس کی پشت معلوم ہوئی جیسے ایک جہاز کی کشتی
ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کوئی پچاس ساٹھ ہاتھ کی اور دم اور سر
اس کا نہ معلوم ہوا خدا جانے کتنی بڑی ہوگی، دو تین دن کے بعد خلاصیوں

Marfat.com

نے معلم اور ناخدا سے کہا کہ وہ مچھلی جو جہاز کو کاٹ ڈالتی ہے وہ ہمارے
جہاز کے ساتھ چلی آتی ہے ناخدا جلدی سے اٹھا اور دیکھنے لگا ہم لوگ بھی
دیکھنے لگے ہم کو تو نظر نہ آئی مگر ناخدا وغیرہ دیکھ کر کہنے لگے کہ اب اس کو کسی
تدبیر سے پکڑو پھر خلاصیوں نے الات شکاری نکالے اس میں کانٹے اور بچھا کے
اور پھندے وغیرہ سب ہی تھے پھر ایک کانٹے میں گوشت کا ٹکڑا ٹنگ لگا
کر اور اس پر ایک روغن ملا معلوم نہیں وہ روغن کیا تھا پھر وہ دریا میں
اس مچھلی کی طرف ڈال دیا اور اس میں موٹا سوت کا رسا بندھا ہوا تھا پھر
وہ بہت دیر کے بعد گوشت کی بو پا کر اس کے پاس آئی اور اس کو نگل گئی
اور دیر سے انہوں نے اس کو کھینچا وہ گرفتار ہو گئی پھر اس کو خوب تھکا کر
جہاز کے پاس لائے اور پھندے ڈال کر بچاکوں سے زخمی کیا اور چنگوں سے
رکھ کر جہاز میں لائے جب تک وہ زندہ تھی اور خوب تڑپتی تھی پھر مجھ سے ان
لوگوں نے کہا کہ ابھی یہ مچھلی بچہ ہے اور یہی مچھلی جہاز کو کاٹ ڈالتی ہے اور
پشت سے کچھ ہی کم دم اور چوڑی تھی نہ اس کے پر تھے اور کیسے اور نہ کانٹا
اور چمڑا اس کا اس قدر باریک تھا کہ سرخی گوشت کی نظر آتی تھی پھر
مجھ سے معلم نے کہا کہ اب ایک تماشہ اور بھی دیکھو پھر تھوڑا سا پانی میٹھا منگوا کر
اس کے منہ میں ڈالا جب پانی اس کے پیٹ میں پہنچا اسی وقت تھرتھرا کر
مر گئی معلم نے کہا کہ اس شور دریا کی مچھلی پانے کی یہی تدبیر ہے پھر سب

Marfat.com

لوگ اپنے اپنے بستروں پر گئے اور خلاصی اس مچھلی کو باورچی خانہ کے سامنے
لے گئے اور وہیں پر ایک لکڑی تختوں پر گڑی تھی کوئی دو ہاتھ کی لمبی اور
بالشت بھر کی چوڑی اور بالشت بھر کی اونچی پھر اس مچھلی کی چونچ اس لکڑی
پر رکھی اور دو آدمی دو کلہاڑی لے کر دو رویہ کھڑے ہوئے اور وہ کلہاڑیاں
دو دو سیر کی تھیں پھر اس کی چونچ پر مارنے لگے ہر ضرب میں کلہاڑی کے انگلی
دو انگلی کا ٹکڑا کٹتا تھا، میں نے پوچھا کہ اس کی چونچ کیوں کاٹتے ہو انہوں
نے کہا کہ تمہارے دکھانے کو کہ چونچ اس کی اس طرح سے سخت ہے اور وہ
مچھلی وزن میں قریب دو من کے تھی اور وہ لوگ کہتے تھے کہ یہ مچھلی پانچ
چھ من سے زیادہ بڑی نہیں ہوتی پھر انہوں نے پارچہ پارچہ کر کے لوگوں
میں تقسیم کیا اور ہمارے یہاں بھی انہوں نے پندرہ بیس سیر گوشت بھجوا دیا
ہم نے بھی کھایا گوشت اس کا بہت ہی لذیذ تھا انتہی پھر چلتے چلتے کنارے
سندکو لانڈی کے جہاز کا لنگر ہوا ناخدا اور معلم محمد قاسم نے شہر میں جانے
کی تیاری کی اور دو کشتیاں جہاز نیرے اتاریں اور مجھکو بھی اپنے ساتھ لیا اور
دو آدمی اور پھر سوار ہو کر بستی میں گئے اور ناخدا ابراہیم کے مکان پر اترے
اور وہ ناخدا بہت ضعیف تھا اور وہ دیر تک حیدر نائک اور ٹیپو سلطان
کا ذکر کرتے رہے اور کہتے تھے کہ ہمارے یہاں ان کی بہت عملداری رہی
ان کی عملداری میں ہم لوگ بہت آرام سے رہے پھر ہمارے ناخدا
نے مجھ سے کہا کہ تم بازار کی بھی سیر کرو اور ایک یہاں بہت بڑا

Marfat.com

میٹھے پانی کا چشمہ ہے اس کو بھی دیکھو اور اپنے ساتھ معلم کو بھی لیتے
جاؤ پھر اُسی ناخدا کے یہاں کھانا بھی کھایا' پھر میں نے معلم سے کہا کہ بازار
سے ہوکر چشمہ پر چلو شاید بازار میں کوئی چیز کام کی مل جاوے پھر
ہم بازار میں گئے اور ناریل اور کیلے کی پھلی اور ایک روپیہ کی ایک سیر
الائچی چوکڑا مول لیا اور سب اسباب خلاصیوں کو دیا کہ تم اس کو
لے کر کشتی پر پہنچاؤ پھر وہ لے کر چلے گئے اس عرصہ میں بازار کے لوگوں
نے ہم سے کہا کہ پہلے ہمارے یہاں تم ایسے لوگ رہتے تھے میں نے کہا وہ
یہاں کیوں رہتے تھے اُنھوں نے کہا کہ وہ ٹیپو سلطان کی طرف سے
یہاں متعین تھے واسطے بندوبست کے اور کبھی اُنہوں نے ہم لوگوں کو
تکلیف نہیں دی اور اپنا بندوبست بھی خوب کیا کرتے تھے پھر تمام بازار
میں ہم لوگوں کے آنے کی شہرت ہوگئی اور تمام مرد عورت واسطے
دیکھنے کے سب طرف سے آنے لگے وہاں کی عورتوں کا لباس بہت
بُرا تھا گویا کہ وہ ننگی تھیں یہ حال دیکھ کر میں بہت گھبرایا اور ایک
شخص سے میں نے پوچھا کہ تمہارے یہاں بڑی بے حیا عورتیں ہیں اُس
نے کہا کہ صاحب ہمارے اس ملک میں یہ ہی دستور ہے کہ غریب اور
امیر کی عورتیں ننگی رہتی ہیں مگر بعض بعض لوگ اپنی عورتوں کو کپڑے
بھی پہناتے ہیں پھر جب ہمارے پاس جہاز زیادہ ہونے لگا

Marfat.com

تب ہم وہاں سے بھاگے رستے میں معلم موصوف نے دو چار تھپڑ اٹھا
لئے، میں نے پوچھا کہ معلم صاحب یہ تھپڑ کیا کروگے اُنہوں نے کہا جو
کچھ کرینگے سو آگے چل کر دیکھ لینا پھر جب ہم کنارے چشمہ کے پہونچے
دیکھا تو دس بارہ عورتیں نہا رہی ہیں معلم نے وہ تھپڑ ان کی طرف مارنے
کو پھینکے وہ پانی سے نکل کر ننگی مادرزاد طرف شہر کے بھاگیں پھر
ہم لوگ اس میں خوب سا نہائے پھر اس سے نکل کر کپڑے پہنے پھر بستی
سے باہر دریا کے کنارے آئے وہاں لب دریا ایک مسجد پختہ تھی اس کے
صحن میں ایک حوض تھا میٹھے پانی سے بھرا ہوا جب اس کا پانی چک جاتا
تھا تب لوگ اُسی چشمہ سے پانی لاکر بھر دیتے پھر اُس میں تمام نمازی
آکر وضو کیا کرتے تھے اور ہم لوگوں نے بھی اُس میں وضو کیا اور نماز عصر
کی پڑھی اور وہیں پر ہماری کشتی بھی کھڑی تھی پھر اس پر سوار ہو کر اپنے
جہاز پر آئے اُس کی فجر کو ناخدا بھی جہاز پر آ داخل ہوئے اور لنگر اٹھا
پھر روانہ ہوئے کئی روز کے بعد ایک روز قریب دوپہر کے عبدالغفار خاں
بخاری جو بیمار تھے ان کا انتقال ہوا پھر موافق دستور کے تختہ باہر
جہاز کے باندھا اور غسل دیا اور کفن دے کر جنازہ تیار کیا اس میں
ناخدا نے کہ ان کو یہاں دریا میں دفن نہ کرو انشاء اللہ تعالیٰ آج

Marfat.com

لنگر ایسے میں ہوگا وہاں کنارے پر زمین میں دفن کرنا' میں نے کہا خیر
وہیں دفن کرینگے پھر کوئی پہر دن رہے کنارے اپنے کے پہونچے
اور تین کوس اسی طرف نسیب شدت مواجی پانی کے جہاز کے جہاز
کا لنگر ہوا ناخدا نے کہا کہ جلد مچھوا جہاز سے اتارو اور خبازے کو بچاؤ
ابھی ہوا برابر چلتی ہے اور اگر دیر کروگے تو وقت بدتر ہوا چلنے کا
آجاویگا پھر بہت حیران ہوگے پھر ہم دس آدمی خبازے کو لے کر مچھوے
پر سوار ہوئے اور چلے اس میں پانچ تو خلاصی اور پانچ آدمی ہم بھی
جب آگے بڑھے موجوں کا یہ عالم ہوا کہ ایک ایک موج مثال پہاڑ کے
آتی تھی جب تھوڑا کنارہ رہ گیا تب ہوا بہت تیز چلنے لگی ہر چند
خلاصی مچھوے کو کنارے پر لگاتے تھے مگر ہوا کی تیزی سے ہٹ جاتا
تھا آخر الامر خلاصیوں نے تھک کر کہا کہ اب ہم سے کچھ نہیں ہوتا جہاں
تک کہ زور مارنا تھا وہاں تک مار چکے اب اسی لاش کے ساتھ ہم سب
ہلاک ہوں گے یہ کہہ کر انھوں نے مچھوے کو چھوڑ دیا میں نے خلاصیوں سے
کہا کہ تم نہ گھبراؤ خدا چاہیگا تو اب کنارے پر پہونچ جاوینگے اور
مجکو تو حضرت علیہ الرحمہ کی دعا سے اُمید قوی تھی کہ آپ نے وقت
رخصت کے دعا بھی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ساتھ آرام کے

Marfat.com

جدہ میں پہونچا دیگا سو اس بات کو خیال کرکے میں تیار ہو کر جا بیٹھا
اور بسم اللہ کرکے زور سے اس کو کھینچا مچھوے کا منہ سیدھا ہو گیا میں
نے خلاصیوں سے کہا کہ اب تم ڈانڈ مارو پھر خلاصیوں نے ڈانڈ مارنا مارنا شروع
کیا اور مچھوا کنارے کی طرف چلا جب قریب کنارے کے پہونچا ایک خلاصی
رسالے کر کود ا اور ایک شخص کنارے پر کھڑا ہوا ہاتھ سے اشارہ کر رہا تھا کہ
جلد مچھوے کو لاؤ پھر وہ بھی دریا میں کود پڑا خلاصی نے رسّے اُس کی طرف
پھینکدئے اُس نے کھینچ لئے اور کنارہ پر گیا اور ایک کھٹے میں وہ رسّی
باندہ دی پھر خلاصی اور وہ شخص مچھوے کو کھینچ کر کنارے پر لائے ہم لوگ
لاش لے کر اُترے اور وہ شخص بھی لاش اُتارنے میں شریک رہا پھر نہ
معلوم کہ وہ شخص کہاں چلا گیا پھر ہم لاش کو امینے گورستان میں لے گئے
وہاں ایک قبر کھودی ہوئی موجود تھی ہم نے امینے سے وہاں کے تکیہ دار کو بلایا
وہ اس قبر کے پانچ ریال مانگنے لگا پھر ہم نے اس کو تین ریال پر راضی
کرکے اس قبر میں ان کی لاش دفن کی پھر ایک فقیر نے آکر سورہ یٰسین پڑھی
آدھا ریال ہم نے اس کو دیا باقی آدھا اور مسکین اور محتاجوں کو دیا اور
ایک خلاصی کو دریا کے کنارے پر مقرر کیا کہ جس وقت ناخدا آویں ہم
کو خبر کر دینا اور شہر میں بھی اس شخص کو تلاش کروایا کہیں اُس کا پتہ
نہ پایا اور اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کا فرمانا مجکو یاد آیا میں نے امان اللہ

Marfat.com

خاں لکھنوی سے کہا کہ بھائی امان اللہ خاں حضرت امیر المومنین نے
فرمایا تھا کہ عبدالغفار خاں کی خدمت تم بخوبی کرنا یہ چند روز کے
ہمارے مہمان ہیں سو میں یہ جانتا تھا کہ شاید خاں صاحب کہیں کوئی
بندر میں اُتر پڑیں یا مکہ معظمہ میں رہ جاویں یہ مجکو صلا خیال نہ تھا کہ
یہ مرجاوینگے سو جب وہ مر گئے تب مجکو یاد آیا کہ حضرت کا فرمانا یہی تھا اور
یہ آپ کی منجملہ کرامت تھی اس عرصہ میں وہ خلاصی کہ ناخدا کے خبر لانے
کو مقرر کیا تھا آیا اور کہا کہ ناخدا آئے اور اس گورستان کے قریب
کیلوں کا باغ تھا بہت لمبا اور ناریل اور کھجور کے بھی درخت کثرت سے
تھے پھر ہم وہاں سے اُٹھ کر ناخدا کے پاس گئے وہاں کے ناخدا نے ہمارے
ناخدا کی دعوت کی تھی سو اس وقت کھانا تیار تھا ہم سب نے کھانا کھایا
پھر اُنھوں نے چائے پی اور ہم لوگوں کو بھی بلائی اور وہاں کی اکثر عورتیں
کرتا ٹخنوں تک اور پائجامہ پہنے ہوئے اور برقا اوڑھے رہتی تھیں اور
بعض عورتیں گھٹنوں سے اونچا کرتا پہنے اور چھوٹا سا کپڑا سر پر ڈالے رہتی
تھیں اور سب مسلمان سید رفائی اور اکثر لوگ مالدار بھی تھے پھر بعد نماز
مغرب کے ہم لوگ پچھوے پر سوار ہوئے اور ناخدا نے ایک لالٹین روشن کی
اس کو دیکھ کر ہمارے جہاز پر معلم نے بھی لالٹین جلائی اور مستول پر لگائی
پھر ہمارے خلاصی اسی طرف پچھوے کو لے گئے جب ایک گولے کے فاصلہ

Marfat.com

سے جہاز رہا تب ہوا تند چلنے لگی اور مچھوے بہہ کر اور طرف چلے ادہر
معلم نے دریافت کیا کہ بسبب تندی ہوا کے مچھوے اور طرف بہے چلے جاتے
ہیں پھر جلد ایک مچھوا جہاز پر سے اُتار کر اور ایک رسا باندہ کر اور پار
چار خلاصی اس پر سوار کر کے ہماری طرف بہا دیا جب بہتے بہتے ہمارے
قریب آیا پھر ان خلاصیوں نے اس مچھوے میں ہمارے دونوں مچھوے
باندھے اور رسا کھینچ کر جہاز والوں کو اشارہ کیا پھر انھوں نے جہاز
پر سے رسا کھینچنا شروع کیا اس طرح سے ہمارے مچھوے جہاز کے پاس کے
پہنچے اور جہاز پر سوار ہوئے پھر صبح کو وہاں سے لنگر اُٹھا اور جہاز روانہ
ہوا پھر ناخدا اور معلم خلاصی وغیرہ ہم لوگوں سے مخہ کی تعریف خوش
ہو کر بیان کرتے تھے کہ مُخہ بہت عمدہ شہر ہے اور وہاں کی آب و ہوا نہایت
موافق اور معتدل ہے اور تمام باغ شاداب اور سرسبز اور بازار میں ہر چیز
قسم کھانے وغیرہ کی پکی ہوئی تیار بکتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب مخے میں پہنچ
کر وہاں بہت سے مقام کرینگے جب تم لوگ جہاز سے اُتر کر اُس میں داخل
ہو گے اس کو دیکھ کر کہو گے کہ حقیقت میں جیسا تم کہتے تھے ویسا ہی ہے
اور وہاں تم لوگوں کو ہر طرح سے آرام ملیگا باغوں کی سیر کرنا میٹھے
پانی سے نہانا بہ نسبت اور بنادر کے مخہ بہت عمدہ جگہ ہے ان باتوں
کو سُن کر میں نے اُن سے کہا کہ دس بیس روز کے لئے جہاز سے اُترنا

Marfat.com

کیا ضرور اتنے روز کو اسباب جہاز سے اُتاریں اور پھر چڑھاویں
ہم تو نہ اُتریںگے انشاء اللہ تعالیٰ جدہ ہی میں چل کر یکبارگی اُتر
پڑینگے اور اب یہاں پر عورتوں اور بیماروں کے اُتارنے میں ہم کو بہت
تکلیف ہوگی اور اگر بالفرض ان کو اُتاریں تو پھر کہاں لیجا کر بٹھاویں اس
سے تو نہ اُترنا بہتر پھر ہمارے لوگ آپس میں کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ اب مخہ میں نہ اُتریںگے پھر بعض بعض لوگ میرے پاس آکر پوچھنے لگے کہ
کیا تم مخہ میں نہ اُتروگے میں نے اُن سے کہا کہ بھائیو مصمم میرا ارادہ اترنے
کا تو نہیں ہے مگر تقدیر کے حال سے آگاہی نہیں کہ شاید یہاں پر بھی اُترنا
ہو پھر ہمارے لوگوں نے ناخدا اور معلم وغیرہ سے کہا کہ اب ہم لوگ مخہ
میں نہ اُتریںگے کس واسطے کہ ہم نے میاں دین محمد سے پوچھا تھا کہ تم مخہ
میں اُتروگے اُنہوں نے کہا کہ ہم کو یہاں جہاز کس بات کی تکلیف ہے کہ
ہم اُتریں خدا کے فضل کرم سے کھانا پانی اور سب سامان ضروریات کا
یہاں جہاز پر موجود ہے اور اب ہمارے لوگوں کو دوران سر بھی جاتا رہا
اب اُن کو عادت ہوگئی ہم اُتر کر کیا کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ یکبارگی جدہ
میں ہی اُتریںگے اس بات کو سُن کر ناخدا اور معلم نے مجھ سے پوچھا کہ ہم نے
تمہارے لوگوں سے سنا ہے کہ تم مخہ میں نہ اُتروگے اس کا کیا سبب ہے
میں نے کہا کہ سچ ہے کہ میں نہ اُتروںگا اس لئے کہ عورتوں اور بیماروں کو یہاں

Marfat.com

جہاز پر حضرت میاں صاحب کی دعا کی برکت سے کسی بات کی تکلیف
نہیں ہے کھانا پانی سب کچھ موجود ہے ایک جگہ جمے جمائے آرام سے بیٹھے
ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جدہ میں چل کر اُتریگے
اُنہوں نے کہا کہ وہاں جہاز پر بڑی دھوم دھام رہیگی اسباب جہاز
سے اُتریگا اور چڑھیگا اُس وقت تم کو ایک گھڑی جہاز پر رہنا
مشکل ہو جاویگا اور کھانا پکانے کی بہت تکلیف ہوگی ہمارے نزدیک
تمہارا اُترنا بہت مناسب ہے میں نے کہا کہ فی الواقعی تم نے سچ
کہا مگر جس وقت اسباب اُتریگا اور چڑھیگا ہم عورتوں کو اوپر کے
دلوسے پر بٹھا دینگے اور ہم لوگ دلوسے کی چھت پر یا جہاں کہیں
جگہ پاوینگے بیٹھ رہینگے اور جو تم کھانا پکانے کی تکلیف کو کہتے ہو سو ہم دن
کو نہ پکاوینگے رات کو پکا لیا کرینگے کچھ اسباب رات کو اُتارا چڑھایا
نہ جائیگا اور ہم اپنے اُترنے اور نہ اُترنے کا حال تم سے بعد ایک دو روز
کے لنگر ہونے کے کہینگے انہیں پھر چلتے چلتے قریب ایک کوس کے نخہ سے
جہاز کا لنگر ہوا پھر ناخدا اور معلم جہاز سے اُتر کر اپنے ملاقاتی ناخدا
اور سوداگروں کے یہاں گئے اور میں بھی دس بارہ آدمیوں سے اُترا اور
شہر میں جاکر اُترنے کی جگہ تجویز کرنے لگا وہاں پختہ مکان بھی تھے
اور گھاس کے مکان بھی کہ دیواریں ان کی ٹٹی کی اور اُوپر ان کے

Marfat.com

چھپر کہ ان کو وہاں جھگے کہتے ہیں پختہ مکانوں کو کم وبیش چالیس روپیہ
میں ٹھیکا دیتے تھے خواہ اس میں سال بھر رہو خواہ ایک روز اور
اُن گھاس کے مکانوں کو دو ڈھائی روپیہ ماہواری مانگتے تھے
مگر ان گھاس کے مکانوں میں نقصان تھا کہ جہاں کوئی شخص ان مکانوں
میں آکر اترا اور بعد دو روز کے محلہ والے پوشیدہ اس میں آگ
لگا دیتے ہیں اور پھر آپ ہی بجھانے کو دوڑتے ہیں اور اسباب لوٹ
کر لیجاتے ہیں اور اگر میدان میں اترو تو چور بزور اسباب ہاتھ سے
چھین لیجاتے ہیں پھر میں اسی طرح سے پھرتا ہوا شہر کے دروازہ پر پہنچا
دروازہ کے گھونگھٹ کا میدان بہت وسیع تھا اور حفاظت کی
جگہ بھی تھی کہ تین طرف سے تو شہر پناہ کی دیوار آگئی تھی اور ایک
طرف رستہ تھا وہ جگہ مجکو پسند آئی کہ یہاں پر ہم سب لوگوں کی سمائی
ہو جاویگی اور جو جہاز ہمارے یہاں کے آوینگے ان کو بھی یہیں اُتارینگے
پھر اس جگہ کو دیکھ کر میں جہاز پر آیا اور ناخدا بھی شہر سے جہاز پر
داخل ہوا اور مجھ سے کہا کہ تمہارے واسطے ایک مکان پختہ بڑا اپنے
ایک دوست کا ٹھہرا آئے ہیں اور اُس میں تمہارے سب لوگوں کی سمائی بھی
فراغت سے ہو جاویگی وہاں چل کر تم اُترو اور تمہارا جہاز سے
اُتارنا اور سوار کرنا اور لکڑی اور پانی کا میرا ذمہ ہے جب تک تم

Marfat.com

وہاں رہوگے میں دُونگا اس کو سُن کر میں نے کہا کہ اچھا اس کا جواب
میں تم تھوڑی دیر کے بعد دونگا پھر میں نے اپنے سب لوگوں کو جمع کر کے اس
کا مشورہ کیا کہ بھائیو حضرت امیرالمومنین نے کسی جگہ مکان کرایہ لینے اور
نہ لینے کو مجھ سے کچھ ارشاد نہیں کیا پھر بھلا کس طرح سے میں مکان کرایہ
لُوں اور یہاں پر چالیس پچاس روپیہ میں مکان کرایہ ہوتا ہے اگر اُس
کو کرایہ لوں تو یہ روپیہ بیت المال کا خرچ ہوا اور اگر چھپر کے مکان
میں اُتروں تو وہاں آگ کا ڈر ہے اور یہ روپیہ امانت صرف حاجت ضروری
کے لئے ہے اور فضول خرچی اور حظِ نفس کے لئے نہیں اگر ہم اس میں سے ایک حبّہ
بیجا صرف کریں حضرت امیرالمومنین کے یہاں تو اس کا حساب و کتاب نہیں
مگر حشر میں سامنے اُس خالق مطلق کے اُس کا مواخذہ بڑا ہے اور یہ جو ناخدا
کہتے ہیں کہ ہم اپنی طرف سے مکان میں تم کو اُتارینگے بالفرض اگر ہم ناخدا
کے کہنے سے اُس مکان میں اُترے مگر جو اور جہاز آوینگے اُن کا بھی یہیں
لنگر ہوگا پھر وہ لوگ ہم کو پختہ مکان میں دیکھ کر مکان کرایہ لینگے اور
اُسی بیت المال میں سے کرایہ دینگے سو یہ بات مجکو منظور نہیں کہ ہم ناخدا
کے مکان میں اُتریں اگر تم سب لوگ چوکی پہرا دینے اور اپنے اسباب کی محافظت
کرنے پر مستعد اور آمادہ ہو تو اُسی جگہ کہ جس کو ابھی دیکھ آئے ہیں چل
کر اُتریں اور نہیں تو ہم ہرگز نہیں اُترینگے سو اس بات کو تم صاحب

Marfat.com

خوب سوچ لو پھر انھوں نے باہم مشورہ کرکے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
جس طرح سے تم کہتے ہو ہم اُسی طور سے کرینگے اور ایک سر مو فرق نہ
پڑیگا پھر ان کو اس بات پر مضبوط کرکے ناخدا کے پاس گیا ناخدا
نے مجھ سے کہا کہ اب تمہارے اُترنے میں کیا دیر ہے میں نے کچھ دیر نہیں
مگر ہم تمہارے مکان میں نہ اُترینگے اور لکڑی پانی بھی نہ لینگے کس واسطے
کہ یہاں پر ہمارے جہاز اور بھی آوینگے ہم کو مکان میں دیکھکر وہ بھی
کرایہ لینگے یہ بات تجکو منظور نہیں کہ یہ روپیہ اللہ تعالیٰ کا خواہش نفس
میں صرف ہو مگر یہاں سے اُتارنے اور سوار کرانے کا تمہارا ذمہ ہے اور ہم
اُس دروازہ کے گھونگھٹ میں اُترینگے پھر اس کو سن کر ناخدا تھوڑی
دیر سکوت میں رہا پھر اپنے لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ سبحان
اللہ عجب طرح کے یہ لوگ دیندار با اعتقاد ہیں کہ حاضر اور غائب یکساں
حال ہے یہ سب میاں صاحب کی برکت کا ان پر پرتو ہے اور تم لوگوں میں
سے جو بیعت کرنے سے باقی رہ گئے ہوں اب جہاں ملاقات حضرت میاں صاحب
سے ہو وہاں پر وہ لوگ بیعت کرلیں اور اپنے اپنے لئے دعا بھی کرادیں کس واسطے کہ
ایسے متبرک با خدا کہاں ملینگے انتہیٰ، پھر ناخدا نے بڑی کشتی جہاز سے اُتاری
پھر اُس پر میں نے اسباب ضروریات رکھکر چند لوگوں کو سوار کرکے روانہ کیا اور پھر
دوسرا کر عورتوں کو پہنچایا اور میں بھی گیا پھر اسی دروازہ کے گھونگھٹ

Marfat.com

میں ڈیرا کھڑا کیا اس میں عورتوں کو اُتارا اور یا لیں بھی کھڑی کیں پھر لوگ اپنے اپنی چوکی اور پہرے پر مستعد ہو گئے اور میں نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا تھا کہ یہ ملک غیر ہے تم کسی پر اصلا دست اندازی نہ کرنا اگر بر تقدیر کسی جگہ پر چوری ہو جاوے اور چور پکڑے جاویں تو اُن کو مارنا نہیں اور اسباب اپنا چھین لینا اس واسطے کہ اگر مارکوٹ میں اُن کے چوٹ زیادہ لگ جاویگی تو رد بکاری کرنی ہو گی اس میں دس بیس دن لگیں گے اس عرصہ میں اگر لنگر جہاز کا اُٹھا اُس وقت مالک جہاز کا ہمارے لئے کاہے کو ٹھہریگا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی وقت رخصت ہونے کے سب کو تعلیم کی تھی کہ بیت اللہ شریف کو چلتے ہیں اگر اس سفر میں کسی مسلمان سے کوئی واقعہ دریش آوے تو اس سے درگذر کرنا اور صبر کرنا جب رات ہوئی اور دروازہ بند ہو گیا تب چوروں نے آکر آگ پانی روٹی مانگنے لگے اور جو چیز اپنے قابو کی پائی اُس کو اٹھائی پھر ہم لوگوں نے اُن سے لپٹ کر چھین لی یہی حال تمام رات رہا کہ وہ اسباب اُٹھا لیتے تھے پھر میں صبح کو وہاں کے حاکم کے پاس گیا اس نے مجکو دیکھ کر کہ ان سے پوچھو کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور وہ شخص ترجمان تھا پھر اُس نے مجھ سے آنے کی کیفیت پوچھی میں نے تمام حال حضرت علیہ الرحمۃ کا اور اپنے آنے کا اور رات چوروں کا بیان کیا اُس نے سُن کر حاکم سے کہہ دیا پھر حاکم نے

Marfat.com

دربانوں کو بلا کر تاکید تمام کہا کہ یہ جو لوگ باہر دروازہ کے اُترے
ہیں اگر ذرہ بھر اسباب اُن کا چوری گیا تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا
اور اُس کی قیمت تمہاری وجہ تنخواہ میں دلائی جاویگی پھر میں وہاں سے اُٹھ کر
ایک سید کے مکان پر گیا اور کہاں سے آئے ہو، میں نے تمام حال اپنے آنے
کا اور حضرت میاں صاحب کا بیان کیا پھر اُنہوں نے میری بہت سی خاطرداری
کی اور چوروں کی محافظت کے لئے دولا کے یہاں اور دربانوں سے کہلا بھیجا
اور دولا وہاں حاکم کو کہتے ہیں اور اُن سید صاحب نے بعد چلے جانے ہمارے کے
جب حضرت میاں صاحب مکے میں تشریف لائے آپ کے دست مبارک
پر بیعت بھی کی پھر میں وہاں سے اُٹھ کر اپنی جائے اقامت پر آیا رات
کو دربانوں نے کھڑکی کھلی رکھی اور کہا جب تمہارے یہاں چور آویں ہم
کو بلا لینا پھر وہی معمول وقت پر چور آئے ہم نے دربانوں کو بلایا اُنہوں
نے آکر اُن کو نکال دیا جب دربان چلے گئے تب وہ پھر آگئے پھر اسی
طور سے تین روز گذرے چوتھے روز جہاز عباسی حاجی پیر محمد صاحب بانس بریلوی
کا اور جہاز تاج حاجی یوسف صاحب کا شیمری کا آیا اور اُن کا لنگر ہوا
پھر میں نے اُن جہاز کے لوگوں کو اپنے پاس اُتارا جب ہمارے یہاں
لوگوں کی کثرت ہوئی تب ان چوروں کی آمد رفت موقوف ہوگئی
آتے تھے مگر کم انتہیٰ اور وہ جو لبن خاں رامپوری کا نکاح جہاز پر
ہو گیا تھا مگر بی بی ان کی بسبب دہشت کی تھی پھر ایک روز مکے میں

Marfat.com

اُنہوں نے معمولی چاول دن میں جو روز پکتے تھے دو دُھائی من
گوشت اور چاول اور چار یا پانچ ریال کا گھی ڈال کر پکایا اور ولیمہ کا
نام کر کے تمام قافلہ کو کھلا دیا اور دو جوڑے لُنگی خاں اور دو ہی
جوڑے ان کی بی بی کے بنا کر اُس کے سپرد کر دئے انتہیٰ پھر صبح
کو جہاز غراب احمدی جس پر حکیم مغیث الدین سردار تھے اور شام کو جہاز
تاج جس پر قادر شاہ سردار تھے اس کی فجر کو جہاز فیض ربانی جس پر
مولانا محمد اسماعیل صاحب سردار تھے اور اُس کی فجر کو فتح الباری جس
پر مولوی عبدالحئی صاحب سردار تھے یہ چاروں جہاز آئے اور اُن
کے یہیں لنگر ہوئے جہاز فتح الباری اور تاج ان دونوں کا تو ایک روز
یہاں لنگر رہا اور دوسرے روز آگے کو روانہ ہوئے کیونکہ ان جہازوں کے ناخداؤں
کے یہاں کوئی کام نہ تھا اس سبب سے لوگ جہاز سے نہ اُترے کہ ایک روز
کے لئے اُتر کر کیا کریں اور حکیم مغیث الدین اور مولانا محمد اسماعیل صاحب
کے جہازوں کے ناخداؤں کے کئی کام تھے اس سبب سے دونوں صاحب اپنے
ہمراہیوں سمیت جہاز سے اُترے پھر ان سب صاحبوں کو میں نے اپنے
پاس اُتارا پھر اس کے دوسرے یا تیسرے روز مولانا صاحب ممدوح
اور حکیم مغیث الدین صاحب موصوف نے مجھ سے پوچھا کہ تم اندر شہر
کے کس سبب سے نہیں اُترے میں نے وہ تمام حال اپنے نہ اُترنے کا اُن

Marfat.com

سے بیان کیا کہ شہر کے اُترنے میں یہ قباحتیں ہیں یہاں پر میں اپنے نزدیک
مناسب سمجھ کر اُتر پڑا اب آگے جو صلاح ہو وہ کریں مولانا صاحب
نے فرمایا کہ تم نے خوب کام کیا مگر اب میرے نزدیک مناسب یوں ہے کہ
جو لوگ مجرد ہیں وہ تو سب یہاں رہیں اور میں بھی یہیں رہونگا اور
عورتوں کو شہر میں مکان کرایہ لے کر اُتار دیں اس واسطے کہ عورتوں کو
مردوں میں اکٹھا رکھنا مناسب نہیں اس لئے کہ ہر کسی کی طبیعت ایک سی
نہیں ہوتی اور یہی بات حکیم غیث الدین صاحب نے بھی کہی، میں نے کہا بہت
بہتر جیسا آپ مناسب جانیں ویسا کریں پھر مولانا صاحب اور حکیم صاحب
اور اور لوگوں نے جن کے قبائل تھے علیحدہ علیحدہ مکان ایک ایک دو دو
نے شریک ہو کر کرایہ لئے اور اس میں جا کر اُترے اور مولانا صاحب اور
مولوی مظہر علی صاحب کپڑے والے تمام رات ہمارے یہاں رہتے اور
مولانا صاحب صبح کی نماز پڑھنے کے لئے شہر میں جایا کرتے تھے پھر ایک روز
مولانا صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ یہاں پر چور کثرت سے ہیں تم ایک گھڑا
روز قہوہ کا لا کر اپنے بستروں کے پاس لا کر رکھ لیا کرو دس بیس آدمی
جو شب کو بیدار رہتے ہیں ایک کٹورا اس میں سے پی لیا کریں اس سے
خشکی ہوتی ہے نیند نہ آویگی پھر میں ہر روز شب کو ایک گھڑا قہوہ
کا قہوہ خانہ سے لایا کرتا تھا پھر شب کو لوگ اس میں ایک ایک کٹورا
پی لیتے تھے اور تمام رات جاگتے رہتے اور آپس میں ایک دوسرے سے سائل

Marfat.com

پوچھتے ایک روز ہم سب لوگ بیٹھے ہوئے اپنے اپنے جہاز کے عجائبات
بیان کر رہے تھے کہ اس میں حکیم منعبت الدین صاحب نے کہا کہ ہمارے
جہاز پر ایک عجیب و غریب واقعہ گذرا کہ جب ہمارا جہاز لنکا کے قریب
پہنچا وہاں پر یکایک جہاز دھنسنے لگا اور سکان بھی بھرنے سے
بند ہو گیا تب سکانی نے پکار کر کہا کہ سکان تک پانی آگیا دیکھو
تو جہاز پر کیا بلا نازل ہوئی یہ سُن کر لوگ گھبرائے اور ادھر ادھر
دیکھنے لگے پھر خلاصی اور سکانی دبوسے کی چھت پر چڑھے اور دیکھا کہ
ایک جانور سیتول کے سیخچہ پر بیٹھا ہے اور آگ سا چمک رہا ہے اس میں
جہاز کے تیلیوں تک پانی آگیا کہ اس پر بیٹھ کر دھو کر لیوے پھر معلم
اور ناخدا گھبرائے اور اُس کی طرف ٹوپیں اور بندوقیں اور انبار
کے انبار چلائے اور دف بجایا اور شور مچایا جس پر بھی وہ نہ اڑا تب دیکھا
کہ کسی طرح سے نہیں اُڑتا تب سب لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے
کہ اب ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں اسی جگہ ڈوب کر مر جاویں گے تب
میں بھی دبوسے کی چھت پر چڑھا اور اس جانور کو دیکھا تو بالو کے برابر
معلوم ہوا اور مانند شعلہ آگ کے چمک رہا تھا پھر اس کو دیکھ کر میں نیچے
اُتر آیا اس وقت میرے دل میں خیال آیا اکثر میں نے حاجی عبدالرحیم
صاحب سے سنا ہے وہ بیان کرتے تھے کہ سید صاحب یوں فرماتے تھے
کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تجھ کو اور

Marfat.com

تیرے ہمراہیوں کو ساتھ خیر وعافیت کے بیت اللہ شریف کو پہنچاؤنگا
تو خاطر جمع رکھو اور میں نے بھی کئی مرتبہ حضرت امیر المومنین کی زبان فیض
ترجمان سے سنا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے اپنے پروردگار سے کہ میں
تجکو اور سب تیرے ہمراہیوں کو ساتھ خیر وعافیت کے حج کرواکے پھیر
ہندوستان میں پہنچا دونگا تب میں نے جناب باری میں ساتھ کمال عجز
وانکساری کے دعا کی کہ اے پروردگار تو نے اپنے خاص بندہ سے وعدہ
کیا ہے کہ تجکو اور تیرے سب ہمراہیوں کو حج کروا کے ہندوستان میں داخل
کرونگا سو تیرا وعدہ سچا ہے مگر اس وقت ہم لوگوں پر یہ وقت تنگی ہے
ہم لوگ مایوس اور مضطر ہو رہے ہیں تو اپنا فضل وکرم کر اور اپنے وعدہ
کو پورا کر کہ ہم اس آفت ناگہانی سے نجات ہو پھر اس مجیب الدعوات نے
میری دعا قبول کی وہ جانور سیخچہ مستول کا نکال کر لے اُڑا اور سیخچہ
لوہے کا تین چار ہاتھ لانبا اور دو انگشت کے بھر موٹا ہوگا اُس کے اُڑنے
ساتھ ہی جہاز پانی سے اوپر آیا پھر تمام جہاز میں خوشی ہونے لگی اور ہم
لوگوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور خلاصیوں نے موافق اپنے معمول کے گلے
میں ڈھول ڈال کر سب سے آگے چلے تب ناخدا اور معلم وغیرہ نے کہا
یہ جانور نہ تھا اور یہاں پر کبھی کبھی کسی جہاز پر اسی طرح کا صدمہ ہو جاتا
ہے اور حاجی احمد جو کہ ہمارے آقائے نامدار دولتمدار کی سرکار فیض آثار
میں علاقہ قلعہ امیر گڈھ میں ملازم ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ میں بھی اُسی

Marfat.com

جہاز پر تھا جب شور وغل بہت سا ہوا تب میں بہت گھبرایا اور
دبوسے کی چھت پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک جانور کبوتر کی برابر مستول
کے سیخچہ پر بیٹھا ہے اور مثل آگ کے چمکتا ہے انتہیٰ پھر حکیم صاحب نے
مجھ سے کہا کہ الفے میں تم نے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مخہ میں
چل کر لوگوں کے کپڑے بنوا دینگے سو اللہ تعالیٰ نے ساتھ خیریت کے ہم
تم سب کو یہاں پر پہونچا دیا اب وہ لوگ مجھ سے کپڑا طلب کرتے ہیں میں
نے کہا بہت بہتر انشاء اللہ تعالیٰ دو ایک روز میں کپڑے کی تجویز کرینگے پھر
میں نے اور جہازوں پر بھی دریافت کیا تو وہاں لوگوں کو حاجت تھی پھر
میں نے آپس میں صلاح کر کے موافق حاجت ہر کسی کے کپڑے بنوا دئے
انتہیٰ پھر مخہ سے دو دو ایک ایک کر کے آگے پیچھے لنگر جہازوں کے اُٹھے
اور آگے کو روانہ ہوئے مگر جہاز فیض ربانی مولانا محمد اسماعیل صاحب کا
پندرہ روز کے بعد روانہ ہوا اور ہمارا جہاز پینتالیس روز تک
وہیں کھڑا رہا چھیالیسویں روز ہم لوگ اُس پر سوار ہوئے پھر وہ بھی روانہ
ہوا اور چار یا پانچ روز کے عرصہ میں حدیدہ کے کنارے پہونچے اور
جہاز کا لنگر ہوا وہاں پر فقط مولانا صاحب کا جہاز کھڑا تھا اور باقی اور
حال معلوم نہیں کہ کسی بندر کے کنارے ان کا لنگر ہوا یا دریا میں گھومتے
رہے پھر ناخدا نے مجھکو ایک بڑی کشتی دی کہ تم لوگ اس پر سوار

Marfat.com

ہوکر اُتر جاؤ پھر میں نے تمام عورتوں اور مردوں کو اس پر سوار
کیا اور میں بھی سوار ہوا اور کچھ اسباب ضروریات ساتھ لے کر روانہ
ہوئے اُس روز ہوا بہت تیز تھی شدت ہوا سے موج کا یہ عالم تھا کہ
پچاس پچاس سو سو قدم آگے جاتے تھے جب کنارے شہر کے پہونچے
گھٹنوں گھٹنوں پانی میں کشتی کھڑی کی خلاصیوں نے کہا کہ پہلے عورتوں
کو اُتار دیجئے، میں نے کہا کہ بھائیو پانی موجی پر ہے میں عورتوں کو کس
طرح سے اُتاروں میں تو نہیں اُتارتا پھر چار خلاصی کشتی سے اُتر کر شہر
میں گئے اور ایک سیری لائے پھر عورتوں کو بٹھا کر پار اتار دیا پھر
اسباب اُتارا اُس کے پیچھے ہم سب لوگ اُترے اور میدان میں اپنی
پالیں کھڑی کر کے اُس میں اُترے رہے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب مکان
کرایہ لے کر اُترے جب ہمارے ناخدا نے اپنے کاموں سے فراغت کر لی
تب بیسویں روز وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور مولانا
صاحب کے جہاز کے ناخدا کے کئی کام باقی تھے اس سبب سے اُن کے جہاز
کا لنگر نہ اُٹھا وہیں رہے پھر چلتے چلتے جب قریب یلملم کے پہونچے یکایک
ہوا بند ہو گئی جہاز کھڑا ہو گیا ناخدا اور معلم گھبرائے کہ دیکھا چاہئے یہاں
پر کتنے دن لگیں اس عرصہ میں ایک جھونکا ہوا کا آیا کہ جہاز یلملم پر پہنچ
گیا مگر ہوا پھر بند ہو گئی جہاز کھڑا ہو گیا اس میں معلم نے کہا کہ

Marfat.com

صاحبو ملیملم پر آگئے احرام باندھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہوا عنایت
کرے پھر میں نے لوگوں کو احرام تقسیم کر دئے بعض بعض لوگوں نے
غسل کیا اور بعضوں نے وضو کر کے احرام باندھے اور دعا میں مشغول
ہوئے دعا کر نہیں چکے تھے کہ ہوا چلنی شروع ہوئی اس طرح کی ہوا
تیز چلی کہ اُسی روز ظہر کے وقت کنارے جدہ کے جہاز جا پہونچا اور
لنگر ہوا اس وقت ناخدا حضرت علیہ الرحمۃ کے فضائل اور بزرگیاں بیان
کرنے لگا کہ حضرت امیر المومنین نے وقت رخصت کے دعا کی تھی اور فرمایا
تھا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ساتھ خیریت کے جدہ میں پہونچا دیگا سو
آج حضرت میاں صاحب کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ساتھ خیر و عافیت
کے یہاں پر پہونچایا پھر مجھ سے کہنے لگا کہ اب یہاں پر جہاز میں ہمارا کچھ
اختیار نہ رہیگا سو تم اپنا دُرست رکھو اب جدہ سے لوگ سوداگری
اسباب کی تلاشی کے لئے آنے والے ہیں اور اُن کے ساتھ اور بھی ہوڑیاں
آوینگے اس میں ایک کو کرایہ کر کے سوار ہو جانا یہ کہہ کر ناخدا اور معلم
تو دیو سے کی چھت پر جا بیٹھے پھر میں نے اپنا اسباب ایک جگہ پر جمع کر رکھا
تھوڑی دیر گذری تھی کہ پانچ کشتیاں کنارے سے مانند تیر کے تیزآئیں
اور گرد جہاز کے کھڑی ہوئیں دو دو ترک لوگ سوار تھے اور ان کے
ہاتھوں میں دو دو ہاتھ کے ڈنڈے موٹے اور تین کشتیاں خالی تھیں

Marfat.com

خلاصیوں نے پہلے سے رسی زینہ کی لٹکا رکھی تھی اس کو پکڑ کر ترک
لوگ جہاز پر آئے اور ادہر ادہر باہر دیوسوں کے اسباب تجارت
کا دیکھتے پھرتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُنہی کا جہاز اور مال ہے
پھر جاوے کے ملانے ایک بہوڑی انھیں تین ہوڑیوں میں سے جنہ ریال
میں کرایہ کی میں نے اس ملانے سے کہا کہ ہوڑی تو بڑی ہے اور تم تین آدمی
ہو ہم بھی اسی پر سوار ہو چلیں اُنہوں نے کہا اچھا پھر میں نے ان کو تین ریال
دئے اور اپنا تمام اسباب اس پر رکھا اور چار پانچ بستے دال چاول کے باقی
بستے جہاز پر چھوڑ دئے کہ ان کو پھر آکر لیجاوینگے پھر عورتوں اور مردوں کو
اس پر سوار کیا اور میں بھی بیٹھا اور روانہ ہوئے اور کنارے پر پہونچے پھر
کشتی کو کنارے سے ملا کر کھڑی کی وہاں کے پانی کا حال معلوم نہیں کہ کس قدر
گہرا تھا پانی سے ملا ہوا بنا ایک تھڑا سا بنا ہے کہ آدمی کشتی سے خشکی میں اُترتا
ہے اور وہیں پر کشتیاں کھڑی ہوتی ہیں پہلے ہم نے عورتوں کو اُتارا اور اُن کے
ساتھ بیس آدمی اُتار کر الگ کھڑا کر دیا اور وہاں پر لوگوں کا مجمع کثیر تھا
اور ہمیشہ اسی طرح سے وہاں پر لوگ رہتے تھے اُن میں مزدور بھی اور سوداگر وغیرہ
بھی اور تین آدمی محصولی اسباب کی تلاشی کے لئے آکر کھڑے ہو گئے پھر ہمارا
اسباب اُترنا شروع ہوا جب تمام اسباب کشتی سے اُتر چکا تب محصول
والوں نے ہماری گٹھریاں کھولنی شروع کیں اور تلاشی لینے لگے اس میں ہم کے

Marfat.com

ایک شخص نے ہندی زبان میں مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ حاجی ہو میں
نے کہا کہ ہاں اُس نے کہا کہ تمہارے پاس کچھ اسباب بھول تو نہیں مگر
یہ لوگ تمہاری تمام گٹھریاں کھول کر اسباب بکھیر دینگے تم ان کو کچھ
دیدو، پھر میں نے اُن کو ایک ایک ریال دیدیا وہ لے کر چلے گئے اُسی جگہ
پر ایک برج سا بنا تھا اس میران کا سردار بیٹھا تھا اُس سے جا کر
کہا کہ یہ لوگ حاجی مسکین ہیں یہ سُن کر وہ چپ ہو رہا اور یہاں پر
مزدوروں نے ہمارے اسباب سے ایک ایک گٹھری باندھی اور اپنے پاس
رکھ بیٹھ رہے مالک اسباب کا جس جگہ اوترتا ہے مزدور اسباب کو وہاں
پہنچا دیتے ہیں اور ان میں ایک شیخ ہوتا ہے وہ اسباب کا تخمینہ کر کے
واجبی مزدوری مالک اسباب سے دلا دیتا ہے پھر ہم لوگ کشتی سے اُتر کر آپس
میں صلاح ومشورہ کرنے لگے کہ اب یہاں سے چل کر کہاں اُتریں اسی
تشویش میں تھے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مکی دروازے چل کر اُتریں
پھر میں نے امان اللہ اور مرزا ہمایوں بیگ اور میر وصل لکھنوی سے کہا کہ مکی
دروازے چل کر اترو پھر ہم وہاں سے چلے اور مزدور ہمارے ساتھ ہوئے
اثنائے راہ میں ایک شخص ملے اور ہم سے سلام علیک کی اور پوچھا کہ کہاں
سے آتے ہو میں نے کہا کہ کلکتہ سے، یہ سُن کر بولے کہ ایک سید بزرگ وہ
ہندوستان کے آنے والے ہیں اور وہ بڑے صاحب کرامات ہیں اور

Marfat.com

پہلے سے اُن کے آنی کی خبر ہو گئی ہے کیا تم ان کے ساتھی ہو میں نے کہا
ہاں پھر اُنھوں نے دوسرا کر ہم سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کہ میاں صاحب
بھی تشریف لائے، میں نے کہا نہیں ہم لوگوں کو آگے سوار کر کے روانہ کیا اور یہی
جہاز آگے پیچھے آتے ہیں مگر حضرت ہمارے سامنے اپنے جہاز پر سوار نہیں ہوئے
تھے میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے کہا مجکو حسن صباغ کہتے ہیں اور میں رہنے
والا ملک ادبہہ کا ہوں مگر اب ایک مدت سے یہاں رہتا ہوں بعد اس کے
میں نے اُن سے کہا کہ جناب کوئی ایسی جگہ اُترنے کی بتلاؤ کہ جہاں لکڑی
پانی کا آرام ہو اُنھوں نے کہا بہت اچھا پھر انھوں نے ہم کو مکی دروازے
پر لیجا کے کھڑا کیا اور کہا یہاں سب طرح کا آرام ہو گا شہر پناہ کی دیوار
کے تلے اندر شہر میں خیمہ کھڑا کیا اور اُترے پھر مزدوروں کی مزدوری انھیں
حسن صباغ نے ہم سے لے کر دیدی اس عرصہ میں سقہ گدھوں پر مشکیں پانی
کی بھری ہوئی باہر سے لائے اور اونٹوں پر لکڑیاں بھی آئیں پھر حسن صباغ
پانی اور لکڑیاں مول لے دیں اور ہم سے کہا کہ ہمیشہ اسی طرح لے لیا کرو
پھر وہ اپنے مکان کو گئے بعد دو تین روزوں کے پچھلے جہازوں کا آنا شروع
ہوا آگے پیچھے آٹھ دن میں سب جہاز آگئے مگر حضرت علیہ الرحمۃ کا جہاز
نہ آیا بعضے جہازوں کے لوگوں کو میں لے اپنے پاس اُتارا اور بعضے لوگ
مکانوں میں اُترے اور بعض جامع مسجد میں ان دنوں مجکو تپ لرزہ

Marfat.com

Marfat.com

تم بھی لکھا دو اور وہ کاغذ بھی مجھ کو سنایا، میں نے کہا کہ مجھ کو تو وقت
روانگی حضرت میاں صاحب نے سات روپے عنایت فرمائے تھے اس میں
چار روپیہ تو خرچ ہوئے اور تین روپے ابھی تک میرے پاس موجود ہیں
اور تین روپے ابھی تک میرے پاس موجود ہیں میں کیا لکھاؤں اور تم نے
جو اس قدر خرچ کیا یہ روپیہ اللہ کا ہے کس کے حکم سے اُٹھایا گیا حضرت
میاں صاحب نے کہہ دیا تھا اگر بھائیو یہ روپیہ جو اچھی جگہ صرف ہوا ہے تو خیر
اور نہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں تم سبھوں کا مواخذہ ہوگا پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر
وہ سب چلے گئے بعد کئی دن کے حضرت علیہ الرحمۃ کا جہاز آیا اور لنگر ہوا سوان کے
جہاز کے آنے کی صورت یہ ہے کہ حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
خواہرزادہ حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب
حضرت ممدوح پر فتوح نے شہر کلکتہ میں منشی امین الدین صاحب کے باغ سے
ارادہ کوچ کا کیا تو نو دس روز پہلے سے اپنے اہل وعیال اور عزیز واقربا اور
اکثر قافلہ کے لوگوں کو دس جہازوں پر سوار کرکے رخصت فرمایا اور اپنے
ہمراہ فقط بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ والدۂ ماجدہ سید محمد اسماعیل صاحب کو اور
سید محمد صاحب مرحوم اور سید زین العابدین اور چند رفیق اور مجھ کو رکھ لیا
تفصیل اُن جہازوں کی یہ ہے کہ ایک جہاز کا نام دریا لقی تھا ناخدا اس پر
سید عبدالرحمٰن حضرموتی تھے اور گھران کا محنہ میں بھی تھا اس جہاز پر حضرت

Marfat.com

علیہ الرحمۃ نے اپنے اہل وعیال اور عزیز واقربا کو سوار کروایا کہ سب مرد
عورت ملاکر ڈیڑھ سو آدمی تھے اور سردار اُس جہاز کے حضرت علیہ الرحمۃ
آپ تھے اور دوسرے جہاز کا نام فتح الباری اور ناخدا اس پر عبد اللہ بلال
عرب تھے اور اُس پر حضرت نے ستر آدمی سوار کرواکر مولوی عبد الحق صاحب
کو سردار کیا اور مولوی صاحب رہنے والے قصبہ نیوتنی کے تھے جو علاقہ لکھنؤ
میں ہے اور تیسرے جہاز کا نام عطیہ الرحمٰن تھا اور یہ بڑا جہاز خگی تھا کہ
مع میگزین ساٹھ ضرب توپ اس پر تھی اور اُس کا ناخدا چالیس جہازوں
کا کپتان تھا محمد حسین ترک ردمی اس پر اپنے سر سٹھ آدمی سوار کرواکر قاضی
احمد اللہ صاحب میرٹھی کو سردار کیا اور چوتھے جہاز کا نام غراب احمدی تھا
اس پر حضرت نے پچاس آدمی سوار کرواکر مولوی وحید الدین صاحب اور حکیم
مغیث الدین صاحب سہارنپوری کو سردار کیا اور پانچویں جہاز کا نام
فتح الکریم تھا اور ناخدا اُس پر محمد حسن نام مسقطی تھا اس پر آپ نے
چھبیس اوپر ستر آدمی سوار کرکے میاں دین محمد صاحب کو سردار کیا اور چھٹے
جہاز کا نام فیض ربانی تھا اس پر آپ نے پچہتر آدمی سوار کرواکر مولانا
محمد اسماعیل صاحب دہلوی کو سردار کیا اور ساتویں جہاز کا نام فیض الکریم
تھا اُس پر آپ نے پچاس آدمی سوار کرواکر قاضی عبد الستار صاحب گدکمیتری
کو سردار کیا اور آٹھویں جہاز کا نام عباسی تھا اُس پر آپ نے چالیس آدمی

Marfat.com

سوار کرواکر حاجی پیر محمد صاحب بانس بریلوی کو سردار کیا اور نویں جہاز کا نام تاج تھا اُس پر آپ نے پینسٹھ آدمی سوار کرواکر قادر شاہ ہریانوی کو سردار کیا اور دسویں جہاز کا نام فتح الرحمٰن تھا اُس پر آپ نے پچاس آدمی سوار کرواکر حاجی یوسف صاحب کشمیری کو سردار کیا اور ان پانچ جہازوں کے ناخداؤں کے نام یاد نہیں ہیں اور تمام آدمی قافلہ کے سات کم سات سو تھے اور سات اوپر پچاس مسکین سب ملاکر ساڑھے سات سو آدمی تھے اور مسکین کسی جہاز پر تین تھے کسی پر چار کسی پر پانچ اسی طور سب پر تھے اور حضرت کے یہاں نو خرید بائیس دیگیں اور لگنیں اور سینیاں وغیرہ تھیں سو چار دیگیں اور چند لگنیں اپنے جہاز پر رکھوادیں اور باقی دو دو دیگیں اور لگنیں اور سینیاں ہر ایک جہاز پر رکھوادیں اور غلہ اور کپڑا اور جو کچھ اسباب تھا گاڑیوں پر لدواکر لے گئے اور جہازوں پر چڑھانا شروع کیا جب اسباب روانہ ہونے لگا بلاگیر انگریز کہ وہ شہر کلکتہ کا کوتوال تھا اُس نے ساہر کے انگریز کو کہلا بھیجا کہ سید صاحب کا اسباب جہازوں پر چڑھایا جاتا ہے چراسیوں پر تاکید ہو جاوے کہ کوئی ان کے اسباب میں مزاحم نہ ہو اور کسی سے باز پرسی نہ کرے بلا تکلف جانے دے جب اس بات کو اور سوداگروں نے سنا لاکھوں روپیوں کا اپنا اسباب تجارت کا گاڑیوں پر لدواکر ہمارے اسباب کی گاڑیوں کے ساتھ لے گئے اور اپنے جہازوں پر چڑھادیا اور جس نے اُن سے پوچھا

Marfat.com

کہ یہ اسباب کس کا ہے جواب دیا کہ سید صاحب کا ہے یہ سُن کر کوئی اُن سے
مزاحم نہ ہوتا اور حضرت کے ہمراہ کی گھڑیوں کی علامت یہ تھی کہ ہر گھڑی
پر حضرت کے اسم مبارک کے عدد ایک سو ستائیس لکھے تھے جب تمام اسباب
چڑھ چکا پھر ان کو روانہ کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے نو دس روز ٹھہرنے کا سبب
یہ تھا کہ شہر کے چند شرفا نے آپ سے عرض کی کہ آپ کے جہاز کے ناخدا عبد الرحمن
بھی نو دس روز شہر میں اپنے حساب و کتاب کے لئے رہینگے اور جب تک وے جہاز
پر نہ جاویں گے تب تک جہاز روانہ نہ ہوگا اس سے تو آپ بھی ٹھہر جاویں تب تک
اور بھی خلق اللہ کو ہدایت ہوگی یہ بات سُن کر آپ ٹھہر گئے اور نو جہاز تو آگے
روانہ ہو گئے مگر آپ کا جہاز کلکتہ سے سو کوس پر گنگا ساگر میں ٹھہرا رہا پھر
جب ناخدا ممدوح اپنے کار ضروری سے فراغت کر چکے تب حضرت علیہ الرحمۃ
کو کہلا بھیجا کہ اب آپ بھی چلنے کی تیاری کریں پھر اُس کے اگلے روز سویرے
حضرت نے بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو اور سید محمد صاحب کو الگ الگ پینس پر
سوار کروا کے روانہ کیا اور فرمایا کہ ہم بعد نماز ظہر کے سوار ہوں گے اور
اُس روز پہر سوا پہر دن چڑھے آپ کی ضیافت منشی امین الدین صاحب کے
یہاں تھی اور تمام شرفا اُمرا شہر کے اُس دعوت میں شریک تھے اس روز
کے ابنوہ کا شمار قیاس سے باہر تھا خدا جانے کتنے لوگ تھے پھر بعد تناول
طعام ضیافت کے حضرت علیہ الرحمۃ ظہر کے وقت تک اُنہیں کے مکان پر

Marfat.com

رہے اور وہیں نماز ظہر پڑھی اور بعد نماز ظہر کے کچھ دیر وعظ فرمایا اور جو خلفا آپ کے وہاں حاضر تھے ان کو نصیحت کی کہ تم سب آپس میں ساتھ اتفاق کے رہا کرنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور اعانت کیا کرنا اس میں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے لوگوں کو زیادہ ہدایت کرے گا اور یہ فرمایا کہ میرے پیچھے اگر کوئی شخص کہے کہ سید احمد کی توجہ میں بڑی زبردست تاثیر تھی جس کو وہ توجہ دیتے تھے بلاشک اُس کو فائدہ ہوتا تھا سو اس شخص کو جانیو کہ بڑا ہی کاذب اور مفتری ہے اس لئے کہ یہ امر میرے اختیار سے باہر بارہا اکثر لوگوں کے واسطے میں نے چاہا کہ میری توجہ سے ان کو کچھ فائدہ ہو مگر خاک بھی نہ ہوا اور جن کی طرف سے مجھکو اس بات کا خیال نہ تھا ان کا یہ حال ہوا کہ ادھر سے کواڑ کی آڑ میں ان کو لے گیا اور اُدھر سے ایک دم میں ولی کر کے نکال لایا یہ بات محض من جانب اللہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ سید احمد کہتے تھے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے یہ بات وہ غلط اور جھوٹ کہتے تھے کیونکہ جناب باری تعالیٰ کسی مخلوق سے کلام نہیں کرتا ہے سو تم جانیو کہ وہ شخص بھی بڑا جھوٹا ہے کہ تکذیب کلام باری تعالیٰ کی مخلوق سے کرتا ہے اور کلام اللہ سے ثابت ہے کہ وہ ذات پاک تعالیٰ شانہ نے چیونٹی سے اور ہوا اور پانی وغیرہ سے کلام کیا ہے اگر اپنے کسی ادنےٰ بندے آدمی سے کلام کرے تو کون سا امر محال اور عجب ہے پھر بعد فراغ وعظ کے منشی امین الدین صاحب سے فرمایا کہ

Marfat.com

ہم نے تم کو اپنا خلیفہ تو نہیں کیا مگر یہاں کے اپنے سب خلیفوں کا جمعدار
کیا پھر اپنے سر مبارک سے پگڑی سرمئی اُتار کر منشی صاحب کے سر پر رکھ دی
اُس وقت منشی صاحب پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ با آواز بلند رونے لگے اور
جس قدر لوگ وہاں حاضر تھے سب رقت میں آئے یہاں تک کہ جو سند و
کھڑے تھے وہ بھی روتے تھے دیر تک یہی حالت سب پر طاری رہی عجب
ایک حالت تھی کہ کیفیت اُس کی بیان نہیں ہو سکتی جو وہاں حاضر ہوگا جانتا
ہوگا پھر وہاں سے آپ نے چلنے کی تیاری کی اور شیخ عبداللہ بیٹا غلام حسین
خاں فخر التجار کا صبح سے آپ کے پاس اپنے مکان پر لیجانے کو حاضر تھا بگھی
بھی لایا تھا اور ان روزوں شیخ غلام حسین خاں بہت بیمار تھے آپ نے
شیخ عبداللہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہارے والد کی عیادت کو چلیں گے اور
پوری حکایت شیخ غلام حسین خاں کی یہ ہے کہ جب حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کلکتہ میں داخل ہوئے اور منشی امین الدین صاحب کے باغ میں اُترے
اور شہر کے ہزاروں شرفا اور غربا ہر روز واسطے ملاقات اور بیعت کے آنے
لگے مگر کسی روز غلام حسین خاں نہ آیا بلکہ بعض بعض اُس کے یاروں آشناؤں
نے اس سے کہا کہ جو سید صاحب ہندوستان سے قافلہ لے کر اس شہر میں
آئے ہیں اور منشی امین الدین خاں صاحب کے باغ میں فروکش ہیں کوئی

Marfat.com

اس شہر کا وضیع و شریف ایسا کم ہوگا جو ان کی ملاقات کو نہ گیا ہوگا
سو مناسب ہے کہ کسی روز تم بھی جا کر اُن سے ملاقات کر آؤ اور سیّد
غلام حسین خاں بڑا صاحب ثروت اور مغرور و منکر تھا اور کسی امیر و کبیر اور
پیر و فقیر کو اپنے خیال میں نہ لاتا تھا اور سرکار انگریزی سے فخر التجار اس کا
خطاب تھا اور کارخانہ تجارت اُس کے کا یہ تھا کہ چار یا پانچ جہاز تو اُس
کے اپنے گھر کے تھے ان کا کرایہ اُس کے یہاں آتا تھا اور گدام اُس کا ایسا
تھا کہ مہینہ میں فقط اُس کے کرایہ کے پانچ ہزار روپیہ آتے تھے اور جو
ملک ہندوستان اور ملک یمن اور ملک عرب اور ملک مصر اور ملک شام اور
ملک ایران اور ملک چین وغیرہ میں اُس کی کوٹھیاں تھیں اُن کی آمدنی کا کیا
شمار فی الحقیقت کروڑ پتی سوداگر تھا اور تیرہ زبانوں میں خط و کتابت اور
کلام کرتا تھا اور تیرہوں ملک کے تاجروں کی ایک ایک کچہری جدی اُس کے
یہاں تھی چنانچہ ہندوستانی کچہری جدی اور انگریزی جدی اور فرانسیسی جدی
اور چینی جدی اور کوکنی جدی یمنی جدی عربی جدی اور مصری جدی اور شامی جدی
ترکی جدی فارسی جدی اور دو کے نام نہیں یاد اور اکثر جہازوں کی روانگی آڑت
اُسی کی کچہریوں سے تھی سو بسبب اس مال و منال کے اور جاہ و جلال کے نخوت
اور تکبری سے اُس نے اپنے یاروں آشناؤں کو جواب دیا کہ وہ سید صاحب تو
قافلے کر حج کے ارادہ سے آئے ہیں اور جہازوں کی روانگی کا حال
تم سب جانتے ہو کہ بغیر میری صلاح کے دشوار ہے سو اس واسطے وہ سید صاحب

Marfat.com

خود میرے پاس ملتجی ہوکر آوینگے مجکو وہاں جانے کی کیا ضرورت' القصہ
یہ بات رفتہ رفتہ شہر کے سب سوداگروں کو پہونچی اور بعض بعض نے
حضرت علیہ الرحمۃ سے بھی یہ خبر آکر کہی آپ تو سُن کر خاموش رہے کچھ
نہ بولے مگر وے سوداگر لوگ اپنے دلوں میں کمال ناخوش ہوئے کیونکہ وے
سب حضرت کے مخلص اور مرید تھے اور سب نے آپس میں مشورہ کرکے بغیر اطلاع
حضرت کے یہ بات ٹھہرائی کہ ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ شیخ غلام حسین کو خبر نہ
ہونے پاوے اور ہم سب اوپری اوپری جہاز کرایہ کرکے سید صاحب کو سوار کرواکر
روانہ کریں تاکہ شیخ غلام حسین کا تکبر اور غرور ٹوٹے پھر یہی مشورہ
ٹھہرا اور سب نے مل کر گیارہ جہاز جاکر جہاز والوں سے ٹھہرائے مگر بیچے کو
ایک جہاز موقوف کیا دس رکھے اس لئے کہ اُس کی کچھ حاجت نہ تھی اور
حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ مع مساکین ساڑھے سات سو آدمی تھے فی نفر سولہ
روپیہ نول جہاز کا ٹھہرا اور آکر حضرت سے اطلاع کی کہ ہم سب نے مل کر آپ
کے واسطے دس جہاز ٹھہرا لئے ہیں آپ یہ بات سُن کر خوش ہوئے اس عرصہ میں
یہ خبر شیخ غلام حسین خاں کو پہونچی سنتے ہی اُس کے حواس جاتے رہے کہ
یہ کیا معاملہ اوپری اوپر لوگوں نے کرلیا اور میری تو بات ہی گئی اب اس
کی تدبیر کرنی چاہئے پھر اُس نے جہاز والوں کو بہکانا شروع کیا کہ
تم نے یہ کیا نادانی کی کہ فی نفر سولہ روپیہ نول قبول کئے وے سید صاحب تو
بڑے مالدار ہیں جو تم اُن سے نول جہاز کا مانگتے سو وے اپنی غرض کو

Marfat.com

دیتے اور وے لوگوں کے کھانے کو غلہ بھی چڑھاو نیگے اس کا تم
کرایہ اُن سے جدا مقرر کرلو یہ سُن کر وہ جہاز والے پھر گئے اور
ان سوداگروں سے جنھوں نے جہاز بھرائے تھے کہنے لگے کہ سولہ روپیہ
آدمی تول تو ہم نہ لیویں گے یہ تو فقط آدمیوں کا ہوا اور جو کچھ غلہ اُس
پر چڑھاو نیگے اس کا کرایہ ہم جدا لیویں گے پھر یہ حال ان سوداگروں
نے آکر حضرت سے عرض کیا کہ جہاز والوں کو شیخ غلام حسین خاں نے
بہکا دیا سو اب وے اس طرح کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے
فی نفر بیس روپیہ کردو اُنھوں نے بیس روپیہ آدمی کردیا اس میں وے راضی
ہوگئے شیخ غلام حسین خاں کو بڑی ندامت اور خجالت ہوئی کہ غلہ کے
چڑھانے کا بھی کرایہ اُنھوں نے قبول کرلیا اب کیا تدبیر کیا جائے پھر رفتہ
رفتہ تمام شہر میں شہرت ہوگئی کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ حضرت کی خدمت حاضر ہوئے
اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر غلام حسین خاں فخر التجار نے آج تک
حضرت سے ملاقات نہیں کی دیکھا چاہیئے انجام کار اس کا کیا ہو اور کیا معاملہ
درپیش آئے یہ ذکر تمام شہر میں مشہور ہو رہا تھا اکثر سوداگروں کی عورتوں نے
ان کے یہاں جاکر شیخ مذکور کی بی بی سے یہ حقیقت بیان کی کہ تمام خلق اللہ شہر
کی ادنیٰ اور اعلیٰ سید صاحب کے پاس گئے اور بیعت کی مگر غلام حسین خاں نہیں
گئے عنقریب ہے کہ کوئی صدمہ غیبی تمہارے مکان پر نازل ہو ہم کو انجام
کار اس کا بُرا معلوم ہوتا ہے چاہیئے کہ تم شیخ صاحب کو حضرت کی خدمت

Marfat.com

یا برکت میں روانہ کرو چاہیں وہ بیعت کریں یا نہ کریں مگر جانا بہت مناسب
ہے پھر ان کی عورتوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ تم کو حضرت کے پاس جانا
عین مصلحت ہے جس طرح ہو سکے جاؤ پھر غلام حسین خاں اور نواب
معتمد الدولہ کا وکیل اور دو غلام سیدی سرخ نبات کے چوغے پہنے ہوئے
ان کے ساتھ بگھی پر سوار ہو کر آئے اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں
لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں بیٹھے ہیں پھر وہ بگھی سے اُتر کر حضرت کے
پاس گئے اُس وقت تمام سوداگر امیر و غریب اور بہی صدہا لوگ شہر کے
حاضر تھے لوگوں نے غلام حسین خاں کو آتے دیکھ کر حضرت سے عرض کی
کہ غلام حسین خاں فخر التجار آتے ہیں آپ نے فرمایا کیا مضائقہ آنے دو پھر
وہ پاس آئے اور سلام علیک کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ
کیا پھر وہ بیٹھے اور حضرت کا مزاج پوچھا، آپ نے فرمایا الحمد للہ پھر
آپ نے بھی اُن کا مزاج پوچھا اس میں ایک شخص نے حضرت سے عرض
کی کہ تمام اسباب قسم غلہ اور کپڑے وغیرہ تیار ہے فقط جہازوں پر
چڑھانا باقی ہے اس بات کو سُن کر غلام حسین خاں نے پوچھا کہ حضرت
آپ نے اپنی سواری کو کون سا جہاز مقرر کیا، آپ نے فرمایا کہ جہاز دریا بیگی
غلام حسین خاں نے کہا کہ جہاز عطیۃ الرحمٰن بادشاہی ہے اور اس پر سوار ہو

Marfat.com

ضرب توپ چڑھی ہیں اور محمد حسین ترک رومی اس کا ناخدا ہے اور وہ
چالیس جہازوں کا کپتان ہے آپ اُس پر سوار ہوں جس وقت آپ ملک
عرب میں پہونچینگے تو بسبب سواری اس جہاز کے وہاں کے لوگ آپ
کی بہت بڑی عزت اور حرمت کرینگے اس بات کو سُن کر آپ کا چہرہ
مبارک غصہ سے متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ غلام حسین خاں یہ تم نے کیا کہا عزت
اور حرمت تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے بندے کی طرف سے توہین ہم
دنیا کی قدر و منزلت کو ایسا جانتے ہیں جیسا سڑا کتا اور یہی بہت سی
اسی طرح کی باتیں فرمائیں اُس وقت تمام اہل مجلس ایک عالم سکوت
میں تھے اس وقت غلام حسین خاں کے چہرہ پر دہشت انیزی سے زردی
چھاگئی سر نیچا کئے ہوئے بیٹھے رہے اس طرح کی ندامت حاصل ہوئی
کہ پھر اُدھر کو نہ دیکھا کہ سید صاحب کیا فرماتے ہیں جواب دینا تو درگذر
پھر بعد تھوڑی دیر کے حضرت سے رخصت چاہی کہ میں مکان کو جاتا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ فی امان اللہ، پھر وہ سوار ہوکر چلے گئے بعد اس
کے اور لوگ حضرت سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کو گئے اور یہ چرچا
کوچہ بکوچہ ہونے لگا کہ آج غلام حسین خاں حضرت کے پاس آئے تھے
اور اس طرح سے گفتگو ہوئی اور بہت ندامت زدہ ہوکر چلے گئے اور جو
ستورائیں اُن کی اُن کے مکان میں جاتی تھیں اُنہوں نے اُن کی

Marfat.com

عورتوں سے وہ سارا حال بیان کیا اور کہا آج کی بات بہت بُری ہوئی
خدا خیر کرے اگر سید صاحب راضی ہوئے تو بہتر اور نہیں تو بعد اس کے دیکھا جائے،
کہ کیا معاملہ درپیش آئے جس صورت سے ہو سکے سید صاحب کو راضی کیا جائے
اس درمیان میں غلام حسین خاں بہت ہی بیمار ہوئے ملکہ لوگ کہتے تھے کہ اُن
کو جنون ہو گیا ہے پھر شیخ محمد حنیف غلام حسین خاں کے چھوٹے بھائی اور عبداللہ
حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت سی التجا کی کہ آپ اُن
کے دیکھنے کو ضرور چلیں، پھر حضرت اُن کے مکان پر تشریف لے گئے اور
اُن کے لئے دعا بھی کی پھر خدا کے فضل و کرم سے چند روز میں خاصے تندرست
ہو گئے بعد اس کے ایک روز شیخ عبداللہ غلام حسین کا بیٹا حضرت کے پاس آیا
اور عرض کی کہ کل میرے یہاں آپ کی دعوت ہے اور جناب بی بی صاحبہ معظمہ
کی بھی، آپ نے فرمایا کہ کیوں یہ بکھیڑا کرتے ہو رہنے دو پھر اُس نے بہت
سا اصرار کیا تب آپ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے جائے پھر اُس نے کہا
کہ آپ قبول فرمائیں اور جناب بی بی صاحبہ کو جانے کی اجازت دیں آخر
کو آپ نے بی بی صاحبہ کو اُن کے یہاں جانے کی اجازت دی پھر جناب
دونوں بیبیاں حضرت علیہ الرحمۃ کی اور عورتیں برادری اور غیر اُن
کے یہاں گئیں اُس وقت میں کہیں چلا گیا تھا مگر یہ معلوم نہیں کہ غلام حسین
خاں نے عبداللہ کو بھیجا تھا یا وہ خود ہی آیا تھا پھر بعد ظہر کے میں

Marfat.com

آیا' حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ دونوں والدہ سید محمد اسماعیل کی شیخ عبداللہ
کے یہاں گئیں ہیں تم جاکر اُن کو لے آؤ پھر میں عصر کے وقت شیخ عبداللہ کے
مکان پر گیا اور اندر کہلا بھیجا کہ سواریاں آئیں ہیں پھر ان سب کو سوار
کراکے مکان پر لایا اور مجکو یاد نہیں کہ حضرت علیہ الرحمۃ دعوت میں گئے!
نہیں مگر عبدالقیوم کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت نے عشا کے وقت اُن کے
مکان پر جاکر کھانا تناول فرمایا مگر غلام حسین خاں دعوت میں نہیں تھے اور
اُن کے عزیز و قربا کھانا کھلاتے تھے انتہیٰ اب یہاں سے سید صاحب کے
رخصت ہونے کا بیان ہوتا ہے کہ پھر حضرت علیہ الرحمۃ باغ سے باہر تشریف
لائے اور بگھی پر سوار ہوگئے آپ کے ساتھ اندر بگھی کے ایک تو میں بیٹھا اور
دوسرے مولانا عبدالحی صاحب اور تیسرے شیخ عبداللہ غلام حسین خاں
کے بیٹے اور چوتھے منشی امین الدین خاں صاحب اور پانچویں ایک صاحب
تھے نام اُن کا یاد نہیں اور پیچھے بگھی کے سید محمد یعقوب صاحب اور مولوی
محمد یوسف صاحب کھڑے تھے پھر وہاں سے روانہ ہوئے جب قریب پُل
مدرسہ کے پہنچے تو دیکھا کہ مدرسہ سے لاٹ مہرا گرجا تک ایک مخلوق عورت
و مرد ہندو مسلمان یہودی و نصاریٰ آپ کے دیدار فیض آثار کے
لئے جمع تھے اس کثرت سے کہ آدمی کا اِدھر سے اُدھر گذر ہونا بہت دشوار
تھا مدہا آدمی پکارتے تھے کہ بچو بچو مگر کون کس کی سنتا تھا یہ

Marfat.com

معلوم ہوتا تھا کہ اب کچھ دیر میں بگھی دی جاتی ہے آخر کو ہزار دشواری
غلام حسین کے دروازے تک پہونچی شیخ عبدالدان کا بیٹا بگھی سے جلد اتر
کر اندر مکان کے گیا اور خبر دی کہ سید صاحب تشریف لائے ہیں پھر حضرت
بگھی سے اُتر کر اندر تشریف لے گئے پھر ہم بھی اُتر کر آپ کے پیچھے اندر
گئے سامنے دروازے کے شیخ غلام حسین خاں چارپائی پر لیٹے تھے اور اُن
کے چند عزیز اقربا کے لوگ کھڑے ہو گئے پھر آپ جا کر ان کے پاس چارپائی
پر پیر لٹکا کر بیٹھے کوئی دو چار کلام کئے ہونگے تب تک ہم جا پہونچے
پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے مگر معلوم نہیں کہ حضرت سے اور اُن سے
کیا کلام ہوا پھر اسی بگھی پر سوار ہو کر قلعہ کی طرف چاندنی کھاٹ
کو روانہ ہوئے اور لاٹ مہر کے گرجا کے برابر یہودیوں کے محلہ میں
پہونچے وہاں سے آپ کے ہمراہی کلمہ با آواز بلند پڑھتے ہوئے گزرے
اور قلعہ کے میدان میں جا کر سواری ٹھہری اُس وقت ایک جم غفیر اور
مجمع کثیر یہودی اور نصرانی یہ سب چھتریں لگائے ہوئے کوٹھوں پر اور
رستے میں کھڑے تھے اور اُن کی عورتیں اُن کے ساتھ تھیں بلکہ تمام
اہل قلم وغیرہ اپنی کچہریں خالی چھوڑ کر اس وقت وہاں موجود تھے
اور لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ لاٹ اپنی کوٹھی پر مع تمام عملہ کے کھڑا ہوا
دیکھ رہا ہے جب قلعہ کے میدان میں پہونچے وقت عصر کا ہوا لوگوں نے

Marfat.com

دریا میں وضو کیا اور اذان کہی پھر صفیں آراستہ ہونے لگیں اُس وقت ایک قدرت حق کی نمودار تھی کہ ہزاروں ہزار آدمی نمازی تعداد ان کی گنتی سے باہر جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور ایک صف دونوں جانب سے مد نظر تک تھی پھر حضرت علیہ الرحمۃ امام ہوئے اور تحریمہ باندھا اُس وقت صدہا لوگ باآواز بلند تکبیر کہتے تھے تسبیر بھی آواز تکبیر کی سننے میں نہ آتی تھی مگر حضرت علیہ الرحمۃ کی ایسی آواز بلند تھی کہ سب لوگ سنتے تھے یہ بھی گویا آپ کی ایک کرامت تھی پھر بعد فراغ نماز کے آپ نے دعا کی پھر بگھی کے پاس آئے اور لوگوں سے رخصت ہونے لگے اول کلکتہ کے قاضی عبدالحمید صاحب سے مصافحہ کیا اور رخصت ہوئے قاضی صاحب ممدوح نے اپنے لڑکے کو حضرت کے سپرد کیا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جاویں؛ بعد اس کے آپ نے اوروں سے مصافحہ کرنا شروع کیا ہر شخص سے رخصت ہوتے تھے اور اکثر لوگوں کو ایک روپیہ برکت کا عنایت فرماتے تھے میرے پاس کوئی چھ سات سو روپے تھے وہ تمام آپ نے ایک ایک لوگوں کو عنایت فرمایا جب وہ سب چک گئے تب آپ نے لوگوں سے لے کر دینا شروع کیا اس وقت اس طرح کی آپ کے گرد کثرت لوگوں کی تھی کہ قدم رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی پھر آپ لوگوں سے رخصت ہوتے. تھے یکایک اس چہتی اور چالاکی سے بُجھ کے نکل گئے اور کشتی پر جا سوار ہوئے جب کشتیاں نے ناؤ کو روانہ کیا اُس

Marfat.com

وقت لوگوں نے دیکھا کہ حضرت تو کشتی پر سوار ہیں سب لوگ متحیر تھے
کہ سید صاحب کس طرح سے وہاں پہونچے پھر اکثر لوگ جو دریا کے کنارے
کشتیاں لگی تھیں اُن پر سوار ہوکر حضرت کے پاس گئے اور ہم چند لوگ کنارے
پر اس مجمع میں کھڑے رہ گئے اور اس تردد میں تھے کہ ہم کس طرح سے
جاویں پھر بعضوں نے ہم لوگوں کو سوار کرکے لے گئے اور وہاں ایک کشتی جس
کو پینس کہتے ہیں کھڑی تھی حضرت کشتی سے اُتر کر اُس پر سوار ہوئے اور
لوگوں کی طرف دیکھ کر آواز بلند دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا السلام علیکم
سب نے جواب سلام کا دیا مگر اُس وقت عجب ایک حالت رقت کی نمودار
تھی کہ ہر شخص آپ کی مفارقت سے گریہ وزاری کر رہا تھا اس میں مغرب
کا وقت آیا اور وہیں پینس پر جو لوگ کہ موجود تھے نماز پڑھی اور جو
شخص اُس پر پہنچتا گیا نماز میں شریک ہوا پھر بعد نماز کے لنگر پینس کا اُٹھا
اور اس قدر گرد پیش کی کشتیوں کا مجمع تھا کہ ہماری کشتی جس پر میں سوار تھا نہر
دشوار پینس تک پہنچی جس وقت میں پینس پر سوار ہوا بہت اندھیرا ہو گیا تھا
بعد اس کے پینس وہاں سے چلی اور تیز ہوئی جب لوگ رخصت ہوئے اور
اپنی کشتیاں کنارے کی طرف پھیر لے گئے چنانچہ اُس میں سعد الدین ناخدا
کہ یہ ہمیشہ کسی وقت حضرت سے جدا نہیں ہوتے تھے اور بہت سے اسی طرح
کے ذی عزت لوگ تھے آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے مگر مولوی نصیر الدین

Marfat.com

صاحب داماد مولانا محمد اسحاق صاحب کے اور شیخ محمد سمان ڈہی وہما
کے یہ دونوں صاحب پنس پر سوار آپ کے ساتھ جہاز تک گئے وہ وقت
بھاٹہ کا تھا اور بھاٹہ کہتے ہیں پانی سمٹنے کو اور سمندر میں ایک دن میں
دو حال ہوتے ہیں کہ پانی گھٹتا بھی ہے اور بڑہتا بھی ہے گھٹنے کو بنگالی زبان
میں بھاٹہ کہتے ہیں اور بڑہنے کو جوار پھر تمام رات چلے گئے پھر صبح کو پہر
دن چڑہے کہیلا گاچہی میں پہونچے اور کہیلا گاچہی نام ایک جگہ کا ہے پھر
بھاٹہ موقوف ہوا اور جوار کا وقت آیا تب وہیں کہیلا گاچہی میں پنس کا
لنگر کر دیا وہاں سے قریب دو کوس کے جہاز کھڑا تھا اور تمام رات سوا
پہر دن چڑہے تک مولانا عبد الحئی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے
صدہا خط ہندوستان وغیرہ کے لوگوں کو لکہے مگر معلوم نہیں کہ کس کس کو لکہے
جب جہاز والوں نے دیکھا کہ پنس آئی تب وہاں سے مچھوا یعنی چھوٹی کشتی لے
کر ایک شخص حضرت کے ہمراہیوں سے آیا اور ہم لوگ یہاں پنس پر دوربین لگائے
دیکھ رہے تھے کہ وہ جہاز سے کشتی آتی ہے پھر وہ شخص کشتی سے اتر کر پنس
پر آیا اور حضرت سے عرض کی کہ خلاصیوں اور ہمارے لوگوں سے اسباب
اٹھانے اور رکہنے پر بہت تکرار ہوئی اور خوب سے ڈنڈے اور جوتے
چلے محسن خاں اور امام خاں اور حاجی حمزہ علی خاں وغیرہم کے بہت چوٹ
آئی اور معلم جہاز کا بڑا ہی ناپاک مفسد ہے آپس میں رفع شر تو نہ کیا

Marfat.com

بلکہ خلاصیوں کی طرفداری کرتا رہا اور ہمارا اسباب یہی ادہر اُدہر کردیا اور
کچھ جوتے بھی دریا میں ڈالدئے اور سوائے بڑی بات کے ہم لوگوں سے سیدھا
کلام نہیں کرتا ہے جب آرکاٹی انگریز نے یہ حال ان سبھوں کا دیکھا تب
بہت گھبرایا اور کہا کہ یہ سب ڈاکو ہیں میں اس جہاز پر ہرگز سوار نہ ہونگا
پھر تو وہ اسی وقت ایک ڈھونے پر سوار ہوکر خدا جانے کہاں چلا گیا اور
ارکاٹی زبان انگریزی میں رہبر کو کہتے ہیں جب حضرت علیہ الرحمۃ نے
اس قصہ کو سنا مجھکو بلا کر فرمایا کہ تم کشتی پر سوار ہوکر جہاز پر جاؤ اور
دریافت کرو کہ یہ قصہ کیونکر ہوا پہلے اپنے لوگوں سے دریافت کرنا اگر
زیادتی اپنے لوگوں کی ہو تو ان کو خوب سی فہمائش کرنا اور اگر خلاصیوں
کا قصور ہو تو معلم سے بتاکید تمام کہنا کہ یہ دغابازی کی باتیں ہیں کچھ ہم
للہ فی اللہ تمہارے جہاز پر سوار نہیں ہوئے کہ تم اس طرح سے دھمکاتے
دباتے ہو ہم نے تو روپے دئے ہیں تم کو اس طرح کی باتیں کرنا مناسب
نہیں اگر پھر کبھی ایسی بات کروگے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا پھر میں
کشتی میں سوار ہوکر جہاز پر گیا اور لوگوں سے تحقیق کر رہا تھا کہ اس میں
سید عبدالرحمن ناخدا کشتی پر سوار شہر سے آئے اور قریب جہاز کے پہنچے
پھر ان کے لئے رسی کہ جس پر بانات منڈھی تھی خلاصیوں نے لٹکائی وہ
ان کو پکڑ کے جہاز پر چڑھے اس عرصہ میں سید صاحب کی پیش خبر

Marfat.com

کی طرف روانہ ہوئی جہاز کے لوگ دیکھنے لگے اور مجھ سے کہا کہ ابھی تم
غم کھاؤ سید صاحب آتے ہیں خود آکر اس حال کو تحقیق کر لینگے پھر جب پینس
قریب آئی تب ناخدا نے کہا کہ وہی سی کہ جن ہم آئے ہیں حضرت کے لئے یہی
لٹکا دو معلم نے کہا کہ دوسری اور موجود ہیں اور وہ پرانی تھی ناخدا نے کہا
کہ وہی ہماری والی لٹکاؤ پھر وہی لٹکائی گئی حضرت اور حضرت کے ہمراہیان
کو پکڑ کر جہاز میں داخل ہوئے پھر مولوی نصیر الدین صاحب اور شیخ محمد ہمان
کو آپ نے رخصت کیا پھر وہ تمام خط ان کو دئے کہ ان خطوں کو جہاں جہاں
کے ہیں پہونچا دینا پھر وہ رخصت ہو کر اسی پینس پر سوار ہو کر کلکتہ کو روانہ
ہوئے پھر دبوسے کی جیت پر معلم نے ناخدا سے وہ تمام قصہ جو حضرت علیہ الرحمہ
کے لوگوں سے ہوا تھا بیان کیا اور دبوسہ کے دروازہ پر حضرت کے ہمراہیوں نے
حضرت سے وہ حال عرض کیا جب ناخدا اور حضرت علیہ الرحمت ایک جگہ
پر بیٹھے تب اس میں اسی امر میں گفتگو ہونے لگی آخر کو زیادتی معلم کی ٹھہری
پھر حضرت علیہ الرحمہ معلم پر بہت سے خفا ہوئے اور فرمایا کہ کچھ ہم للہ فی اللہ
جہاز پر سوار نہیں ہوئے ہم نے تو روپے دئے ہیں اور یہی اس کو بہت سا
سخت کہا اور فرمایا کہ اگر بار دیگر ایسی حرکت کروگے تو تمہارے حق میں
بہت برا ہوگا اور ہمارے لوگوں سے بے اعتنائی کے کلام ہرگز نہ کرنا

Marfat.com

اگر اچھی طرح سے ملے ملے رہوگے تو ہمارے آدمی تمہاری بہت کچھ تابعداری کرینگے
اور اگر تم نے کسی پر دست اندازی کی تو تم کو خوب سی سزا دینگے اس
درمیان میں کسی نے دبوسہ کے اندر سے آکر حضرت سے عرض کی کہ حضرت
اس وقت صحن بوا پر حالت نزع کی ہے آپ چل کر دیکھیں اور صحن بوا حضرت
کی دائی تھیں پھر آپ اندر تشریف لے گئے کوئی ایک گھڑی پاس بیٹھے ہونگے
کہ ان کا انتقال ہوا پھر آپ باہر تشریف لائے اور ناخدا سے فرمایا کہ ان کو
کہاں دفن کریں ناخدا نے عرض کی کہ کفنا کر یہیں دریا میں دفن کرینگے
آپ نے فرمایا کہ ابھی ہم کو کنارا نظر آتا ہے وہیں لیجا کر دفن کرینگے اور فی الواقع
کنارا دھوئیں کی طرح سے نظر آتا تھا پھر ناخدا نے کہا بہت بہتر پھر جہاز
سے مچھوا اُتارا اور اُن کو غسل اور کفن دے کر مچھوے پر سوار کیا اور پچیس
آدمیوں سے آپ بھی سوار ہوئے اور کدال پھاوڑہ بھی رکھ لیا اور طرف
کنارے کے روانہ ہوئے اُس وقت کوئی پہر دن باقی ہوگا جب کنارے
پر پہونچے تو وقت عصر کا آگیا پھر وہیں جنازے کی نماز پڑھی اور قبر کھودی
پھر بعد مغرب کے ان کو دفن کیا اور روانہ ہوئے ادھر ناخدا نے جہاز پر
کئی لالٹین روشن کر کے مستول پر لٹکا دی تھیں پھر حضرت علیہ الرحمۃ
اسی روشنی کے پتے پر کوئی پہر سوا پہر رات گئے جہاز پر داخل ہوئے پھر
جب کوئی پہر رات باقی ہوگی تب لنگر جہاز کا اُٹھا اور پردے چڑھائے

Marfat.com

پھر جہاز وہاں سے روانہ ہوا جس وقت ہم لوگ سو کر اُٹھے اور وضو کیا اور نماز پڑھی اس وقت سوائے پانی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا جب کوئی پہر دن چڑھا ہوگا اُس وقت تمام دریا کا پانی نیلا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ نیل کا ہوتا ہے اُس وقت لوگوں کو ایک تعجب ہوا کہ یہ پانی کیسا سیاہ ہے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب کو بلا کر فرمایا کہ ہر روز صبح کو ہمارے پاس آیا کرو اور سورہ زخرف کا پہلا رکوع پڑھا کرو اور اس وقت بھی پڑھو پھر آپس میں گفتگو ہونے لگی کہ نماز جمع کر کے پڑھا کریں ظہر میں عصر ملا کر اور مغرب میں عشا، موافق حدیث کے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحئی سے اس مقدمہ کو دریافت کیا مولانا صاحب ممدوح نے کہا کہ نماز جمع کر کے پڑھنا تینوں مذہب میں سوائے مذہب حنفی کے درست ہے تب حضرت نے فرمایا کہ ایسے مقام پر نماز جمع کرنی چاہیئے۔ اس واسطے کہ کسی کو قے ہوتی ہے اور کسی کا سر گھومتا ہے اگر نماز جمع نہیں کرتے تو نماز جاتے رہنے کا اندیشہ ہے پھر اسی طرح سے سب لوگ نماز پڑھنے لگے اور ایک شخص جہاز پر بادل خاں نام تھے باز تھے اُنہوں نے حضرت سے عرض کی کہ میں سب لوگوں کو وضو کرایا کرونگا ان سب کا وضو کرانا میرے ذمہ پر ہے ان کا معمول تھا کہ جہاز کے کنارے پر کھڑے ہو کر ڈولچی سے پانی دریا سے نکال نکال کر

Marfat.com

لگنوں بھر دیتے تھے کھیران میں سے پانی لے کر لوگ وضو کیا کرتے تھے اور
اُن کی عادت تھی کہ ہر جھوکے ڈولچی کھینچنے میں اللہ ہو کہتے تھے اول ایک شخص
باقر علی دُوبے دُسہڑ ہی والے اُنہوں نے یہ ذمہ لیا کہ میں سب لوگوں کا کھانا
پکایا کرونگا مگر میرے ساتھ کچھ لوگ اور مقرر ہو جاویں کہ وہ میرے شریک
رہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہاں پر خدمت کرنا عین عبادت
ہے جس بھائی کا جی چاہے وہ اس کام کو اختیار کرے پھر چند لوگ شیخ
ممدوح کے ساتھ کھانا پکانے میں شریک ہوئے پھر دیگیں دھوئی گئیں اور
کھانا پکانے کی تیاری ہونے لگی اور جہاز کے آگے کی طرف ایک بڑا دالان
تھا اس میں کھانا پکایا جاتا تھا آدھے میں تو ناخدا اور معلم اور خلاصیوں
کا اور آدھے میں حضرت علیہ الرحمۃ کا کھانا پکتا تھا اور وہ دالان نیچے اُوپر
دائیں بائیں تمام تانبے کی چادروں سے منڈھا ہوا تھا بسبب خوف آگ کے
پھر جب کھانا پک چکا تب شیخ ممدوح نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہے
کس طرح سے تقسیم ہو اور کھانا دال چاول کا تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ جن بھائیوں کے پاس برتن ہوں اُن کو اُن کے برتنوں میں دو
اور جن کے پاس برتن نہوں اُن کو لگنوں میں نکال کر کھلاؤ اور اندر سے
برتن منگا کر ان کو پہنچا دو آج تخمینہ کھانے کا معلوم ہو جاویگا پھر
اتنا ہی روز پکایا کرنا پھر اس روز جتنا کھانا پکا تھا وہ سب خرچ

Marfat.com

ہو اور دو دیگیں اور ایک دیگ دال' پھر اُس دن سے ہر روز دو دیگیں
چاول کی اور ایک دیگ دال کی پکتی تھی اور جو کوئی شخص بسبب کچھ بیماری
کے یا سرگھومنے کے دال چاول نہ کھاتا تھا تو اُس کو ایک ماسٹر لوٹ
بھر کر آٹا دیدیا کرتے پھر وہ اپنی روٹی پکا کر کھا لیتا اور حضرت علیہ الرحمۃ
کا معمول تھا کہ ہر روز بعد نماز صبح کے حزب البحر پڑھا کرتے تھے جب اس سے
فارغ ہوتے تھے تب لوگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے کوئی کسی آیت کا مطلب
پوچھتا تھا اور کوئی کسی حدیث کا پھر سوا پہر دن چڑھے تک اسی طرح
سے مجلس رہتی بعد اس کے آپ اندر تشریف لیجاتے اور وہیں کھانا تناول
فرماتے بعد فراغت کھانے کے باہر تشریف لاتے اور دلوسہ کے دروازے
پر ایک کوٹھڑی تھی اس میں آپ دوپہر کو آرام فرماتے تھے اور اس کے
دروازے شمشیر خاں مورائیں والے کا پہرا رہتا تھا اور ان کی ایک
دری بچھی رہتی تھی جب وقت ظہر کا آتا آپ اُٹھتے اور نماز
پڑھتے بعد فراغ نماز کے اُسی دری پر آپ بیٹھتے اور اسی طرح سے
لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے اور جس بات کا سوال کرتا اُس کا آپ
جواب دیتے پھر اسی طرح سے چلے گئے مگر الحمد للہ اس درمیان میں کبھی
کوئی خرخشے کی بات نہیں ہوئی کہ جس میں کسی کو کچھ رنج ہوتا کیونکہ بسبب
ملازمت فیض درجت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہر کسی کو دن عید اور رات

Marfat.com

شبرات تھی باوجودیکہ سبز بھی گھومتا تھا اور قے بھی ہوتی تھی مگر سوائے
راحت اور خوشی کے رنج والم کا ذکر نہ تھا اور اکثر لوگ خواب بھی
دیکھتے تھے کہ ہمارا جہاز دریا میں نہیں ہے خشکی میں چلا جاتا ہے پھر چلتے
چلتے جب قریب سیلان قمری کے پہونچا ناخدا نے لوگوں سے کہا کہ
اب سیلان قمری نزدیک آیا اور وہاں پر ہوا بہت شدت سے
چلتی ہے کہ مارے موجوں کے جہاز زیروزبر ہو جاتا ہے اور وہ جگہ
خوف کی بھی ہے دس یا بارہ پہر وہاں جہاز رہتا ہے چاہئے کہ ایک دو
روز کا کھانا پکا لیا جاوے یہ سُن کر لوگوں کو کمال تردد ہوا اور
رفتہ رفتہ اس بات کا ذکر حضرت علیہ الرحمۃ تک پہونچا' آپ نے
فرمایا کہ ہوا اور دریا سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں انشاء
اللہ تعالیٰ وہ ذات پاک ہم کو ساتھ آرام کے اس سے پار کر دیگا کچھ
اندیشہ نہیں جب جہاز سیلان میں پہونچا تب اسی طرح سے شدت
ہوا کی ہوئی کہ جہاز زیروزبر ہونے لگا اور موج اس طرح
سے جہاز میں لگتی تھی کہ گویا توپ کا گولہ' پھر خدا کے فضل وکرم سے
کوئی دس یا بارہ پہر میں اس کی حد سے پار ہو گئے لوگوں کی زبانی
ہم سنا کرتے تھے کہ سیلان قمری میں ہوا کی بہت شدت ہوتی ہے مگر

Marfat.com

ہم پر بسبب برکت حضرت علیہ الرحمۃ کے اس جگہ پر وہ تکلیف نہ ہوئی
کہ جو اور جہازوں کو ہوا کرتی تھی اور جو ناخدا کہتا تھا کہ کھانا کئی وقت
کا پکا لو سو آپ نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا اور اپنے لوگوں سے
فرمایا کہ جس طرح تم اپنے وقت پر پکاتے ہو پکایا کرو کچھ یوں ہی ہوا
اور لوگوں نے کیا جب سیلان قمری سے جہاز باہر ہوا اور وہ شدت
ہوا کی موقوف ہوئی تب خلاصی گلے میں ڈھول ڈال کے اور ہاتھ
میں ایک تھالی لے کر گاتے بجاتے ہر کسی کے پاس آئے اور ان کا یہ
معمول قدیمی ہے کہ جب سیلان قمری عبور کر جاتے ہیں تب وہ بہت خوشی
کرتے ہیں پھر کچھ ناخدا نے بھی بطور انعام کے دیا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے
کچھ عنایت فرمایا مگر یاد نہیں کہ کس قدر دیا تھا اور کچھ اور لوگوں نے
بھی دیا پھر انہوں نے جمع کر کے آپس میں تقسیم کر لیا پھر یاں چھ روز
کے بعد ناخدا نے کہا کہ اب کوئی دو تین دن میں قطب جنوبی اور قلعہ لنکا
بھی معلوم ہوگا اور قلعہ لنکا کو عرب لوگ قلعۃ العفاریت کہتے ہیں پھر
چار پانچ دن کے بعد معلم نے کہا کہ وہ قلعہ لنکا معلوم ہوتا ہے یہاں
سے کوئی چودہ کوس پر ہوگا پھر ہم لوگوں نے دیکھا تو واقع میں کچھ
تودے تودے پہاڑ کی طرح سے نظر آئے تھے پھر اس کے برابر جہاز

Marfat.com

نکلا اور اُس کے دوسرے روز مغرب کے وقت ناخدا نے اشارہ
کر کے کہا کہ وہ قطب جنوبی دکھائی دیتا ہے پھر ہم نے دیکھا تو ایک شعلہ
معلوم ہوا کہ درمیان آسمان اور دریا کے روشن ہے پھر اُس کے تیسرے
دن بسبب حدت دریا کے وہ نظر سے غائب ہو گیا پھر اس کے کئی روز
کے بعد ناخدا نے کہا کہ اب کوئی دو چار روز میں سراندیپ کا پہاڑ کہ جس
پر قدم مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا ہے معلوم ہوگا اس بات کو سُن
کر ہم لوگ بہت خوش ہوئے پھر بعد دو تین روز کے وہ پہاڑ ہم لوگوں
کو دکھائی دیا پھر اس کے برابر ہو کر اس کو دیکھتے ہوئے نکل گئے لیکن
وہ دور تھا پھر اس کے چار یا پانچ روز کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک
ہوڑی یعنی کشتی چھوٹی بادبان چڑھا ہوا کھڑی ہے اور اُس پر چند
لوگ بھی بیٹھے ہیں پھر لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ ایک کشتی
معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہوگی تب جو اس میں لوگ تھے اُنہوں نے
جہاز کی طرف کشتی کو روانہ کی اور قریب آکر آواز دی کہ رسا پھینکو
پھر جہاز سے رسا پھینکا گیا پھر وہ کشتی کو جہاز کے پاس لائے اور کشتی سے
اُتر کر جہاز پر آئے اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں لوگوں نے کہا
کہ وہ بیٹھے ہیں پھر حضرت کے پاس آئے اور سلام علیک کیا آپ نے
سلام کا جواب دیا اور اُن سے مصافحہ کیا اور بٹھایا پھر انھوں نے

Marfat.com

عرض کی کہ آپ کے اول چند جہاز اسی رستہ سے گئے ہیں ان لوگوں نے
کنارے بندر الفے کے لنگر کیا تھا ان لوگوں سے آپ کے اوصاف ہم نے سنے
تھے پھر دوسل ناخدا نے ہم لوگوں سے کہا کہ تم کشتی پر سوار ہوکر دریا میں
رستہ پر جا کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ سید صاحب کا جہاز آگے نکل جاوے جب
تم کو وہ جہاز ملے اور سید صاحب سے ملاقات ہو تب میری طرف سے عرض
کرنا کہ حضرت ہمارے ناخدا کو آپ کے دیدار فیض انوار کا کمال اشتیاق ہے
ضرور آپ وہاں تشریف لے چلیں اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز
اور سربلند فرماویں سو پانچ دن ہوئے کہ ہم لوگ یہاں پر آپ کے منتظر ہیں
الحمدللہ کہ آج آپ کی ملازمت حاصل ہوئی' آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہم کل چلینگے
پھر ان لوگوں کے لئے آپ نے روٹیں پکوائیں اور کھلائیں پھر ان کو رخصت کیا
اور مجھ سے فرمایا کہ سید عبدالرحمن تم بھی ان کے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ایک
پیپا خالی پانی کا بھی اپنے ساتھ لیجاؤ وہاں اس میں پانی بھروا رکھنا
پھر میں ان کے ساتھ کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا پھر کچھ دیر کے بعد کنارہ دریا
کا معلوم ہونے لگا اس میں سکانی نے مجھ سے کہا کہ تم اندر کشتی کے بیٹھ جاؤ
نہیں تو دہشت معلوم ہوگی کہ اب موج آنے والی ہے میں نے کہا کچھ ضرورت
نہیں اگر کشتی غرق ہو جاویگی تم سب ڈوبو گے میں بھی تمہارے ساتھ ہوں
پھر وہ پانی دریا کا سیاہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سیدھی آسمان کی طرف

Marfat.com

چلی جاتی ہے پھر کچھ دیر میں معلوم ہوا کہ زمین میں چلی جاتی ہے یکایک وہ لوگ جو کشتی میں بیٹھے تھے کشتی سے کود کر خشکی میں کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا کہ جلد اترو میں نے جو دیکھا تو کشتی خشکی میں کھڑی ہے پھر میں جلدی سے کشتی سے اترا اور کشتی کو کھینچ کر کوئی پچاس ساٹھ قدم آگے لے گئے اس عرصہ میں دوسرا کر ایک اور موج آئی مگر کشتی تک نہ پہونچی کچھ تھوڑا سا پانی ہی تک آیا اور وہ موج پھر گئی اسی طرح پھر کر آئی اور اسی طرح پلٹ گئی اور وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ ہر روز یہ موج تین بار آتی ہے پھر ہم لوگ الفے میں دو میل ناخدا کے مکان پر گئے اور اُن سے ملاقات کی ناخدا ممدوح بہت اخلاق سے پیش آئے اور اُس کی صبح کو حضرت علیہ الرحمۃ بھی چھوٹے پر سوار اور آپ کے ہمراہی ساتھ تشریف لائے اور ناخدا کے یہاں اُترے اور وہاں کے لوگوں کا دستور تھا کہ ہندوؤں کی عورتیں بے بیاہی تو محض ننگی رہتی تھیں فقط ایک لنگوٹی باندھتی ہیں اور مسلمانوں کی عورتیں تہبند گھٹنوں تک باندھتی اور لمبی آستینوں کے کرتے پہنتی ہیں اور ہم لوگوں کو یہ حال معلوم نہ تھا اس عرصہ میں ایک بڈھی عورت ننگی فقط ایک لنگوٹی باندھے ہوئے دور سے نظر آئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید یہ عورت دیوانی ہے پھر اس کے بعد ایک عورت اُسی ہیئت کی جوان معلوم ہوئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے اور سکانی سے میں نے پوچھا کہ یہ دونوں عورتیں جو ننگی نظر آتی ہیں یہ کیا دیوانی ہیں اُس نے کہا کہ آپ یہاں سے آگے

Marfat.com

تو چل کر دیکھئے عورتوں کا لشکر کا لشکر اسی ہیئت مجموعی کا دیکھنے میں آویگا مگر
میں یہ حال بے حیائی کا سمجھ کر وہاں نہ گیا پھر یہ حال وہاں کا لوگوں نے حضرت
علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ کو یہ بات بہت ناپسند ہوئی وہاں سے طبیعت گھبرائی
مگر ناخدا کی بڑی خوشامد سے دو روز آپ وہاں رہے اس دو روز کے اندر
بہت آدمیوں نے وہاں کے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اس ناخدا
نے بھی اپنے اہل و عیال سمیت بیعت کی اور ایک ٹانکا چوبیں روغنی پانی بھرنے
کا حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا اور ایک ٹانکا اُس سے دو خرید بلکہ سر خیداب
نے وہیں خرید کیا پھر جب وہاں سے رخصت ہوئے لوگوں سے فرمایا کہ یہاں
کی عورتیں بے ستر ہیں تم سب ہمارے گرد ہو جاؤ پھر سب لوگ آپ کے گرد
ہو گئے پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے مگر وہاں کے مرد و عورت آپ کے دیدار
فیض انوار کے لئے جمع ہوئے اور بہت سا ہجوم کیا ہر چند لوگ ہٹاتے
تھے مگر وہ کچھ نہیں سنتے تھے آخر کو حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے دوڑے
اور کنارے دریا کے چھوا لگا تھا اس پر جا سوار ہوئے پھر تم لوگ بھی
جا کر اسی پر سوار ہوئے اور چلے تھوڑے عرصہ میں اپنے جہاز پر داخل ہوئے
بعد اس کے لنگر جہاز کا اٹھا پھر جہاز روانہ ہوا پھر دوسرے روز دوپہر
کو گلی کوٹ کہ ایک بندر ہے وہاں جا کر جہاز لگا اور لوگوں نے کہا کہ
یہاں دریا کی مچھلیاں بہت خوش مزہ اور بے لیسا ندہ ہوتی ہیں یہ
سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دیگیں بھی لیتے چلو شاید مچھلی پکانی

Marfat.com

ہوں پھر جہاز سے اُتر کر شہر میں گئے اُس شہر میں ایک پختہ تالاب تھا اور
اُس کے بیچ میں ایک مسجد بہت بڑی چار درجے کی تھی اس میں جا کر اُترے
اور ایک ریال کی کوئی تین مچھلی خریدیں اور موافق ارشاد حضرت علیہ الرحمہ کے
صرف دہی پکیں اور دہی کھائی گئیں اور وہ مچھلیاں مشابہت روہو مچھی کے کوئی
پانچ پانچ چھ چھ سیر کی تھیں پھر وہ ناریل کے تیل میں پکائی گئیں بہت مزہ
کی پکیں وہاں بھی پچیس تیس آدمیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر
اُس کے دوسرے روز وہاں سے جہاز پر آئے اور روانہ ہوئے پھر کئی روز
کے بعد چلتے چلتے ایک روز ناخدا نے کہا کہ اب کی لنگر اینے میں کرینگے اور وہیں
سے پانی بھی لینگے کس واسطے کہ اب سفر پندرہ بیس روز کا ہے عدن تک اور
پانی سوائے عدن کے بیچ میں کہیں نہ ملیگا اور وہاں کا پانی بہت شیریں ہے
پھر کچھ روز میں امینے کے کنارے پہنچے اور وہیں جہاز کا لنگر کیا پھر لنگر کے
دیکھنے کو غواص نے اتر کر دریا میں غوطہ لگایا پھر کچھ دیر میں وہ باہر آیا اور
ایک چیز نو دس سیر کے وزن کی اپنے ساتھ لیتا آیا پھر لوگوں نے ایک
رسی جہاز سے لٹکا دی پھر اُس نے اس کو رسی میں باندھ دیا پھر خلاصیوں
نے کھینچ لیا اور اس کو خوب سا دھویا تو اس میں سوراخ سے نظر آئے
لگے مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے اس کو دیکھ کر کہا کہ یہ نیخ مرجان ہے
اور یہ بہت قیمتی چیز ہے غواص نے کہا کہ اس جگہ پر تمام اسی کی کھان ہے
پھر جہاز سے مچھوے پر سوار ہو کر امینے میں گئے اور وہ ایک مختصر سا

Marfat.com

جزیرہ تھا صرف ایک کوس کے دورہ میں پھر ناخدا نے تمام پیپے اور
برتن خوب پانی سے بھر لئے اور سب لوگوں کے برتنوں میں بھی بھروالیا
حضرت نے بھی پانی سوائے پیپوں اور برتنوں کے ان دونوں ٹانکیوں میں
کہ الفے سے لائے تھے لبریز بھروالیا اور اس جزیرہ میں ایک چشمہ بہت شیریں
اور نہایت خوش قطعہ تھا اور اُس کے کنارے ایک مسجد بھی تھی اُسی چشمہ
سے پانی بھی بھرا گیا تھا اور ہزاروں درخت ناریل اور کھجور اور کیلے کے تھے
اُنہیں ناریل اور کھجور سے وہاں کے رہنے والوں کی گذر کھانے پینے کی ہوتی
تھی پھر جب پانی بھر لیا تب وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک شخص اُس بستی
کا ہمارے جہاز پر سوار ہو لیا کہ میں بھی حج کو چلونگا اور وہ سب لوگ طریقہ سید
رفاعی کا رکھتے تھے اور اُنہیں لوگوں کا ایک چھوٹا سا دف اور گز رکھا ہو
تھا اور وہ لوگ زبان ملیباری بولتے تھے پھر ہم نے ان لوگوں سے پوچھا
کہ سرحد ملیبار کی یہاں سے کتنی دور ہے اُنہوں نے کہا پانسو کوس پھر وہاں
سے بڑے دریا کی طرف جہاز کو روانہ کیا اور منیئی وہاں سے کئی ہزار کوس
پر واقع تھی پھر چلتے چلتے ایک جزیرہ عقیدی ملا اس کی برابر ہو کے
نکل گئے مگر وہاں پر لنگر نہ کیا اور بڑے دریا میں پہنچے پھر خدا کے فضل و کرم
سے ہوا موافق چلی اور جہاز بہت اچھی طرح سے روانہ ہوئے کوئی روز
چھ سو کوس چلتا تھا اور کسی روز سات سو کوس، تمام لوگ جناب باری
میں شکر گذاری کرنے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی اکثر آیات

Marfat.com

شکریہ قرآن مجید کی پڑھتے تھے **حکایت** عبدالقیوم بیان کرتے ہیں
کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ جب جزیرہ امینے سے جہاز آگے بڑھا اور قریب
عدن کے پہنچا اُس وقت ہوا چلنی موقوف ہوئی اور سر دے جہاز کے سب
چکرہ گئے اور جہاز کھڑا ہو گیا اس عرصہ میں حضرت علیہ الرحمۃ کے نہانے کے
دو لوٹے تانبے کے سمندر میں گر پڑے اور میں اور ہاشم خاں کہ چھوٹے بھائی
محسن خاں کے ہیں جہاز پر ایک طرف بیٹھے تھے اس میں وہ دونوں لوٹے
ہمارے آگے آئے اور پانی کے اوپر تھوڑی دیر پڑے رہے تب ہم دونوں
آپس میں صلاح کر کے کہ ابھی ہوا نہیں ہے اور جہاز کھڑا ہے اور یہ دونوں
لوٹے مفت میں جاتے ہیں چل کر جلدی سے ان کو لے آویں پھر ہم دونوں
یہی صلاح کر کے جہاز سے سمندر میں کود دے اور جا کر وہ دونوں لوٹے
لئے ایک تو میں نے لیا اور ایک خان ممدوح نے، اور ہم دونوں جہاز کی
طرف لوٹے لیکر پھرے اس عرصہ میں ہوا تیز ہو گئی اور جہاز چلدیا ہم
سے اور جہاز سے بہت دور کا فاصلہ ہو گیا جس وقت لہر سے اوپر پہرتے تو
جہاز کو دیکھ لیتے کہ وہ جاتا ہے اور جس وقت لہر سے نشیب میں ہو جاتا،
تب جہاز ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا اس وقت ہم دونوں
کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم ڈوبے اس درمیان میں جہاز پر سے لوگوں
نے جا کر ناخدا سے کہا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں کے دو لوٹے سمندر

Marfat.com

ہیں کو دے تھے وہ بہت دور رہ گئے اور جہاز تیز چلا جاتا ہے اس کی
کیا تدبیر کی جاوے ناخدا نے اُس وقت معلم کو حکم دیا کہ جلد جہاز کو باکسی
کر لو اور باکسی کہتے ہیں جہاز کے کھڑا کرنے کو اور رسی میں ایک بویہ باندہ
کر ان دونوں لڑکوں کی طرف بہا دو اور بویہ ان کی زبان میں لکڑی
کے لٹھے کو کہتے ہیں پھر معلم نے بموجب حکم ناخدا کے جہاز کو باکسی کر کے رسی
میں ایک بویہ باندہ کر ہماری طرف بہا دیا اور ہم دونوں تیرتے ہوئے
جہاز کی طرف چلے جاتے تھے اور لوگ جہاز پر سے پکار کر کہتے تھے کہ اس
بویہ کو پکڑ لو مگر ہم وہ آواز نہ سنتے تھے کہ یہ کیا کہتے ہیں اس عرصہ میں ہم
نے دیکھا کہ ایک بھاری سی لکڑی ہماری طرف بہتی ہوئی چلی آتی ہے ہم
نے اس کو دیکھ کر جلد جلد تیرنا شروع کیا اور قریب اس کے پہنچے اور
دیکھا تو اس میں ایک رسا بندھا ہے پھر ہم نے اس کو پکڑا اور جہاز
پر سے لوگوں نے اسی رسے کو کھینچنا شروع کیا جب ہم قریب جہاز
کے گئے تب معلم نے دوسرا رسا بغل کی طرف سے پھکوایا پھر ہم وہ رسا
پکڑ کے جہاز کے پاس پہونچے پہلے تو ہم نے دونوں لوٹے رسی میں باندہ
دئے اور اُنہوں نے کھینچ لئے پھر ہم دونوں رسا جہاز کا پکڑ کر اوپر
گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کو خبر ہوئی کہ وہ دونوں جہاز پر آئے آپ
نے فرمایا ان کو ہمارے پاس لاؤ اور اُس وقت آپ بہت غصہ میں

Marfat.com

تھے ہم دونوں مارے خوف کے بھاگ کر سید عبدالرحمٰن ناخدا کے پاس جا
چھپے پھر حضرت بھی چپ ہو رہے بعد فراغ نماز ظہر کے حضرت علیہ الرحمہ نے
ہم دونوں کو بلوایا اور ہم کو ناخدا موصوف لے کر گئے اور بہت خوشامد کے ساتھ
سعی کر کے قصور ہمارا معاف کرایا تیسرے آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ان
دونوں کے کان پکڑ کے بیس بیس دفعہ اٹھاؤ اور بٹھاؤ کہ بار دیگر یہ ایسی
حرکت پھر نہ کریں پھر لوگوں نے ہمارے دونوں کے کان پکڑ کے اٹھایا اور
بٹھایا پھر بعد تعلیم کے فرمایا کہ جہاں کہیں تم کو نہانا منظور ہو ناخدا اور معلم
سے پوچھ کر دریا میں کود کر نہا آیا کرو پھر ہم بموجب فرمانے حضرت کے کیا کرتے
تھے انتہیٰ، پھر ایک روز چلتے چلتے ناخدا نے کہا کہ یہ مچھلیوں کا کھیت ہے یہ سن
کر ہم سب لوگ جہاز پر سے دیکھنے لگے تو فی الحقیقت لاکھوں بلکہ کروڑوں
مچھلیاں آگے پیچھے قطار باندھے چلی جاتی ہیں اور ہر ایک مچھلی دس دس پندرہ
پندرہ من کی تھی۔ پھر تین روز تک برابر اسی طرح ان مچھلیوں کو ہم لوگ
دیکھتے رہے بعد اس کے ایک روز یکایک معلوم ہوا کہ یکایک برا کا برا
چڑیوں کا اڑا جاتا ہے دیکھنے والوں کو حیرت کمال ہوئی کہ الٰہی یہ چڑیاں
دریا میں کہاں سے آئیں کنارا تو منزلوں تک نہیں ہے ناخدا نے کہا یہ چڑیاں
نہیں ہیں یہ مچھلی ہیں اور یہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو کوئی آدھ سیر کی اور

Marfat.com

دوسری کوئی آدھ پاؤ کی پھر وہ جہاز کے اوپر ہو کر نکلیں اور ایک مستول میں اٹک کر جہاز میں گر پڑی پھر میں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور دیکھا تو فی الحقیقت مچھلی ہے پھر سب لوگ اس کو دیکھنے لگے اور وہ مچھلی چھوٹی کوئی آدھ پاؤ کی تھی اور میرا معمول تھا کہ ہمیشہ دیوسے کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا ایک روز دیکھتا کیا ہوں کہ ایک مچھلی کوئی آٹھ نو من کی جہاز کے نیچے چلی آتی ہے پھر لوگوں نے بھی اس کو دیکھا اور ناخدا سے کہا کہ ایک مچھلی بہت بڑی جہاز کے نیچے کئی روز سے چلی آتی ہے ناخدا نے آکر اس کو دیکھا اور کہا کہ دیکھو ہم اس کو پکڑتے ہیں پھر اس نے ایک مرغ ذبح کروایا اور اس کے پر دور کر کے اور ایک بھاری شست میں لگا کر کہ اس میں ایک تین گز کی زنجیر بھی تھی اس میں پانی ناپنے کی رسی باندھ کر مچھلی کی طرف دریا میں پھینکدیا دو روز تک تو وہ مرغ شست میں لگا رہا اور مچھلی نے اس کو نہیں کھایا اور جس طرح جہاز تیز ہوتا تھا اسی طرح وہ بھی تیز چلتی تھی پھر اس کے تیسرے دن اس نے مرغ کو نگل لیا اور وہاں سے بھاگی اور وہ رسی چرخ پر لپٹی ہوئی تھی پھر کوئی پچاس ساٹھ ہاتھ چلی گئی بعد اس کے ہٹ گئی پھر خلاصیوں نے اس کو کھینچنا اور ڈھیل دینا شروع کیا جب وہ تھک گئی پھر اس کو کھینچا جب وہ پانی سے باہر نکلی اور قریب جہاز کے پہونچی تب ایک خلاصی نے اتر کر رسی سے خوب مضبوط اس کا منہ باندھ دیا اور لوگوں نے اوپر کھینچ لیا پھر اس کو دبوچ

Marfat.com

کی چھت پر ڈال دیا اُس وقت وہ بڑے زور میں تھی پھر تا خدا نے تھوڑا سا پانی میٹھا منگا کر اس کے منہ میں ڈال دیا جب پانی اُس کے پیٹ میں پہونچا تب وہ ختر تھرا کر مرگئی پھر اس کو کاٹ کر خدا نے تقسیم کیا تیرہ تیرہ بٹیری گوشت تو ہمارے یہاں دیا اور کچھ رکھ لیا اور خلاصیوں کو دیا غرضکہ جو لوگ جہاز میں تھے سب نے کھایا اور جو بچ رہا اس کو سکھا لیا پھر کئی دن کے بعد ہوا چلنی موقوف ہوئی اور جہاز کی چال کم ہوگئی کبھی چودہ کوس چلتا تھا اور کبھی پندرہ کوس پھر چلتے چلتے عدن کا پہاڑ دکھلائی دیا اس کو دیکھ کر حضرت علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو عرب کا ملک دکھلایا پھر عدن کے کنارے پہونچے اور جہاز کا لنگر ہوا آپ نے مولانا عبدالحئی صاحب سے فرمایا کہ جب ہم جہاز سے اُتریں گے تب دوگانہ شکر کا پڑھیں گے پھر نا خدا کچھ اپنا اسباب بیچنے کے لئے جہاز سے اُتر کر عدن میں گیا اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی چند آدمی اپنے ساتھ لے کر اُترنے لگے اُس وقت میں نے عرض کی کہ حضرت میں بھی چلونگا' آپ نے فرمایا کہ تم آج نہ چلو کل آنا پھر آپ جہاز سے اُترے اور دو رکعت نماز پڑھ کر عدن کو تشریف لے گئے اس وقت گرمی کا یہ عالم تھا کہ تپش دھوپ سے قدم زمین پر نہ رکھا جاتا تھا اور دریا کے کنارے سے عدن تک نہ کہیں پانی

Marfat.com

تھا نہ کہیں کوئی سایہ دار درخت مارے دہوپ اور پیاس کے لوگ بیتاب ہوئے جاتے تھے اور اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر دو تین اونٹ ہوتے تو ان پر سوار ہو کر چلتے" لوگوں نے عرض کی کہ حضرت اونٹ یہاں کہاں ہیں! و خدا جانے کہاں ملینگے آپ جناب باری میں دعا کریں کہ سوائے آپ کی دعا کے اس میدان میں ہمارے واسطے پناہ نہیں ہے آپ نے ارشاد کیا کہ تم سب مل کر سات سات سو بار سورۂ الحمد پڑھو اللہ تعالیٰ فضل کریگا پھر لوگوں نے پڑھنا شروع کیا ساتویں بار تک پہونچے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ وہ دیکھو چار اونٹ دامن کوہ میں معلوم ہوتے ہیں اور دو شتربان ان کو اس طرف لئے آتے تھے پھر تمام لوگ ان کی طرف دیکھنے لگے جب نزدیک آئے تب شتربانوں سے لوگوں نے کہا کہ اگر اونٹ کرایہ پر دو تو تمہارا احسان ہے پھر اُنہوں نے کرایہ لینے کا تو کچھ ذکر نہ کیا یوں ہی لوگوں کو سوار کر لیا اور عدن میں جا کر اُتار دیا پھر لوگ کھانے پینے کی تدبیر میں لگے پھر جب کھا پی کر فارغ ہوئے تب اُن اونٹوں اور اُونٹ والوں کو تلاش کیا کہ ان کو کچھ مزدوری دیویں ہر چند ان کو ڈھونڈھا مگر نہ پایا پھر وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ اس ہیئت اور لباس کے چار اونٹ ہیں اور اس صورت اور پوشاک کے ساربان اگر تم جانتے ہو ان کو بتا دو اُنہوں نے کہا کہ یہاں تو نہ اس طرح کے اونٹ ہیں نہ اونٹ والے یہاں تو باربرداری کے اونٹ ہیں پھر ہم نے یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور شیخ ولی محمد صاحب

Marfat.com

سلمہ اللہ تعالیٰ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ مع چند ہمراہیوں
اپنے کے جہاز سے واسطے جانے عدن کے اُتر کر کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی روانہ
ہوئی اُس وقت آپ نے فرمایا کہ شہر دور ہے اگر کوئی سواری ملتی تو اس پر سوار ہو کر
چلتے یہ کلام آپ نے ایک بار یا دو بار فرمایا مگر یاد نہیں کہ آپ کے پیر میں درد تھا
یا اور کوئی سبب تھا جب کنارے پر پہونچے اس وقت ایک شخص سفید ریش پاکیزہ
صورت سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک اونٹ لئے ہوئے کھڑے تھے اُس اونٹ
پر بناتی سامان بہت عمدہ کھنچا ہوا تھا اُنہوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا
کہ حضرت آپ اس پر سوار ہوں آپ ہی کے واسطے یہ اونٹ لایا ہوں پھر آپ اُس پر
سوار ہوئے مگر یہ یاد نہیں کہ حضرت علیہ الرحمۃ اول خانہ پر یا پچھلے پر بیٹھے جب
قریب عدن کے پہنچے بہت سے لوگ آپ کے استقبال کو آئے اُس وقت آپ
اونٹ سے نیچے اُترے اور پیادہ پا ہو کر ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور
جامع مسجد میں جا کر بیٹھے اُس وقت مولوی محمد یوسف صاحب سے آپ نے فرمایا کہ
جو شخص کہ اپنے ہمراہیوں میں سے بھیجا کہ ان کو بلاؤ وہ شخص جا کر تمام میں ڈھونڈھ
آیا کہیں نشان نہ پایا پھر مولوی صاحب ممدوح نے اور دو تین شخصوں کو
بھیجا کہ تلاش کر کے جہاں کہیں ہوں لاؤ وہ لوگ بھی سب جگہ ڈھونڈتے
پھرتے تھے تب وہاں کے لوگوں نے پوچھا کہ تم لوگ کس کی تلاش میں پھرتے
ہو اُنہوں نے کہا کہ اس ساز و سامان کا ایک اونٹ ہے اور ایک سفید

Marfat.com

ریش اور سفید پوشاک اُس کے مالک ہیں اُن کو تلاش کرتے ہیں اُنہوں نے کہا
کہ اس ساز وسامان کا تو اونٹ اور اس شکل وصورت کا اونٹ والا کوئی نہیں
ہے پھر انھوں نے یہ سب حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ سُن کر خاموش ہو
رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور یہ حکایت اور بھی لوگوں سے سنی، اور یہ دونوں روایت
صحیح اور دُرست ہیں پھر اس کے اگلے روز میں بھی گیا اور دریا سے شہر کوئی دو کوس
پر واقع ہے پھر میں چلتے چلتے جب قریب شہر کے پہونچا وہاں ایک کواں تھا اُسی
کوئیں کے پاس حضرت علیہ الرحمۃ مع اپنے سب ہمراہیوں کے شہر سے آتے ہوئے
ملے میں نے سلام علیک کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اب ہمارے
ساتھ لوٹ چلو میں نے عرض کی کہ حضرت میں بہت تھک گیا ہوں، آپ نے مولوی
محمد یوسف صاحب سے فرمایا کہ ان کو ایک اونٹ کرایہ کر دو پھر انھوں نے ایک اونٹ
کرایہ کر دیا پھر میں اُس پر سوار ہو کر حضرت سے پیشتر دریا پر آیا اور اونٹ سے
اُتر کر جہاز پر سوار ہوا بعد اس کے حضرت بھی تشریف لائے پھر آپ کے ہمراہیوں
سے سنا کہ حضرت علیہ الرحمۃ شہر میں ایک مسجد میں اُترے جو کسی سوداگر نے
نئی بنوائی ہے اور وہاں پر کئی دنبے منگوائے اور ذبح کر کے پکوائے گئے اور
روٹی بھی پکیں اور رات کو اُسی مسجد میں رہے پھر اُس کے دوسرے روز جہاز کا
لنگر اُٹھا اور روانہ ہوئے پھر کوئی چھ سات روز میں معلم نے کہا کہ آج
چھوٹے باب سکندر میں پہونچیں گے پھر کوئی پہر رات باقی ہو گی اور

Marfat.com

چاند غروب ہوتا تھا اُس وقت ناخدا نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو جگایا
اور عرض کی کہ حضرت اس بار سکندر میں چلتے ہیں یہ وقت دعا کا ہے
آپ دعا کیجئے پھر سب لوگوں کو جگایا اور تمام لوگ دعا میں مشغول ہوئے پھر
خدا کے فضل و کرم سے اُس سے پار ہو گئے اور گذرگاہ جہاز کے درمیان دونوں
پہاڑوں کے کوئی ساٹھ گز کی چوڑائی ہے اور ایک کوس کی لمبائی ہے پھر اس
کی صبح کو محہ کے کنارے جہاز کا لنگر ہوا ناخدا نے کہا کہ یہاں میرا مکان ہے
میں ایک مہینہ اپنے مکان پر رہونگا پھر ناخدا جہاز سے اُتر کر اپنے مکان کو
گیا اور اُس کے دوسرے روز کچھ اسباب ضروریات قسم کھانے وغیرہ کا
لے کر حضرت علیہ الرحمۃ مع اپنے سب ہمراہیوں عورت و مرد کے جہاز سے
اُتر کر محہ میں تشریف لے گئے اور ایک حویلی کرایہ لی اُس میں سب عورت
مرد آپ کی برادری کے اُترے اور اور لوگوں نے اپنی اپنی حویلی کرایہ لیں
اور اُترے اور پانچوں وقت کی نماز وہیں محہ کی مسجد جامع میں پڑھا کرتے
تھے اس واسطے کہ وہ مسجد مکان سے قریب تھی اور حضرت علیہ الرحمۃ وضو
کر کے مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور ہم لوگ وہیں مسجد کے حوض میں وضو
کیا کرتے اور وہاں کے لوگوں کا یہ دستور ہے کہ ننگے ہو کر نہایا کرتے
ہیں اور اس حوض میں بھی ادھر اُدھر سے آکر ننگے نہایا کرتے اور ایک
عالم اس مسجد میں رہا کرتا تھا وہ بھی اُسی حوض میں ننگا نہایا کرتا جب

Marfat.com

ان لوگوں کا یہ حال ہم نے دیکھا تب حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ حضرت یہاں کے سب لوگ ننگے مادرزاد ہو کر علانیہ نہاتے ہیں اور ایک دوسرے کی حیا و شرم نہیں کرتے، آپ کو یہ بات بہت ناپسند آئی اور فرمایا کہ اس کی کچھ تدبیر کرنی چاہیئے اس درمیان میں ایک روز مولوی امام الدین صاحب بنگالوی کسی باغ کے حوض میں تہبند باندھے نہا رہے تھے اس میں دو شخصوں نے آکر ان کو پکڑا اور قاضی کے پاس لے چلے، پھر مولوی صاحب نے اپنے سب کپڑے لے کر اور وہی تہبند بھیگا ہوا باندھے ان کے ساتھ قاضی کے مکان پر گئے ان دونوں عربوں نے قاضی سے کہا کہ یہ شخص تہبند باندھ کر نہایا ہے ان نے ہمارا حوض ناپاک کر ڈالا اس کو کچھ سزا ہو یہ سُن کر قاضی ان دونوں شخصوں پر بہت خفا ہوا اور اپنے مکان سے نکلوا دیا اور مولوی صاحب کو رخصت کیا اور انہوں نے آکر یہ سب ماجرا حضرت سے اور ہم سب لوگوں سے بیان کیا

حکایت سید زین العابدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ، حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی صحبت فیض درجت میں جو ہمیشہ برکتیں اور تاثیریں اور لذتیں ہر ایک ہفتہ کو حاصل ہوتی تھیں بیان اُس کا تحریر اور تقریر سے خارج ہے اس کی لذت انھیں لوگوں کو معلوم ہے جو آپ کی صحبت برداشتہ تھے چنانچہ ایک روز کا یہ حال ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ ایک وقت جہاز کے اگلے مکان کی چھت پر رسا ستول کا پکڑے ہوئے

Marfat.com

کھڑے تھے اور تماشا دریا کا دیکھ رہے تھے اور میں اُس وقت آپ کے
پیچھے کھڑا تھا اور دو تین شخص میرے سوا اور بھی تھے مگر ان کا نام مجھ کو یاد نہیں
کہ کون تھے اور اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ سبحان الحمد وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم
سمندر کو دیکھ کر بار بار پڑھتے تھے اور کچھ اشعار دیوان حافظ کے بھی پڑھتے تھے
مگر مجھ کو یاد نہیں رہے کہ وہ اشعار کس غزل کے تھے اور آپ کے چہرۂ مبارک
پر آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آواز میں بھی فرق ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ
کی عظمت اور بزرگی کا بیان فرماتے جاتے تھے اس میں کئی گھڑی کا عرصہ ہو گیا
پھر وہاں سے آپ نیچے تشریف لائے مگر کچھ زبان مبارک سے نہیں فرمایا پھر بعد
تھوڑی دیر کے وقت ظہر کا ہوا اور اذان ہوئی آپ نماز کو تشریف لائے اور
نماز پڑھائی اس نماز میں ایسی برکت اور تاثیر تھی کہ ہر ایک کے اوپر ایک حال
سا واقع تھا کہ اُس کی لذت کا بیان زبان سے ادا نہیں ہو سکتا ہے کہ ہر ایک کی
طبیعت رجوع الی اللہ تھی چنانچہ اسی طرح تکیہ شریفہ پر بھی ایک روز حضرت
علیہ الرحمۃ نے چند لوگوں کو برتن دھونے کو دئے اور مجھ کو بھی ایک تاش
دھونے کو دیا اور فرمایا کہ تم یہی جا کر اس کو دھو لاؤ میں اس کو لیجا کر ایک جگہ
علیحدہ دھونے لگا اس وقت میری طبیعت پر ایک حال ایسا برکت اور
تاثیر کا واقع ہوا کہ میں نے اپنے دل میں جانا کہ اگر کسی ولی یا بزرگ کو

Marfat.com

مکاشفہ اور مراقبہ میں جو لذت حاصل ہوتی ہے سو ایسی ہی ہو گی جیسی
اُس وقت مجھ پر بھی انتہیٰ' ایک روز ایک شخص بزرگ با خدا سفید ریش
حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے اور سلام علیک کی آپنے
سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا اور ان کو بٹھایا پھر ان سے بہت دیر
تک باتیں حقانی کیں مگر یاد نہیں کہ کیا کلام ہوئے اور اُن بزرگ صاحب
نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور کئی بار آپ کے پاس آئے
اور زبانی وہاں کے لوگوں کے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ ولی اللہ کامل ہیں
اور صاحب خدمت باطن ہیں اور جس وقتوہ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
آتے تھے تو آپ ان کی بہت تعظیم اور توقیر کرتے تھے اور خلوت میں کچھ ان
سے باتیں ہوا کرتی تھیں اور جو خط کہ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
العزیز کو وہاں سے ارسال کیا تھا اس میں ان بزرگ کا بھی بیان تھا چنانچہ
اس خط کا ذکر آویگا ایک روز مولوی عبدالحق صاحب نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ قاضی محمد شوکانی شہر صنعا کے بڑے
محدث ہیں اُنہوں نے ایک رسالہ حدیث موضوعات کا جمع کیا ہے اگر وہ
یہاں آجاوے تو اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا' آپ نے فرمایا کہ تم
مولانا عبدالحئی صاحب سے جاکر کہو وہ کچھ اس کی تدبیر کرینگے پھر مولوی صاحب
مولانا صاحب ممدوح کے پاس گئے اور یہی کہا جو حضرت علیہ الرحمۃ سے
عرض کیا تھا پھر مولانا صاحب قاضی شہر کے پاس تشریف لے گئے

Marfat.com

اور یہ سب گفتگو کی قاضی صاحب نے کہا کہ خط آپ اپنا لکھ کر مجکو دیویں
میں اس کو صنعا کو روانہ کروں جس وقت کتاب آویگی تو میں اپنے پاس
رکھ لونگا جب آپ مع الخیر حج سے تشریف لاوینگے تب آپکے حوالہ کرونگا پھر
مولانا صاحب ممدوح پر فتوح اپنے مکان پر تشریف لائے اور ایک خط
عربی عبارت کا قاضی محمد شوکانی کو لکھا اور اس میں کمالات خاندان والا
شان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب
اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب قدس اسرارہم کے
فضائل اور کمالات اور تبحر علمیت کا بہت سا بیان کرکے اپنی خاکساری اور
انکساری کا بیان کیا اور یہ لکھا کہ میں ایک ادنی شاگردوں شاہ عبدالعزیز
صاحب کے سے ہوں اور بہت سی حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کی کشف
کرامات کا بیان لکھا اور عربی عبارت اس خط کی بہت مقفا اور مسجع کوئی
تین چار ورق میں تھی قاضی شہر کے پاس لے چلے اس وقت مولانا صاحب
سے حضرت نے فرمایا کہ مولانا قاضی سے ننگے نہانے والوں کا بندوبست کرواتے
آنا پھر مولانا صاحب قاضی کے مکان پر گئے اور خط سنایا اس کو سن
کر قاضی صاحب نہایت خوش ہوئے اور مولانا صاحب کی علمیت اور تبحر کی
بہت تعریف اور تحسین کی اور کہا آپ بہت بڑے عالم و فاضل ہیں پھر
اس خط کو قاضی صاحب ممدوح نے قاضی شوکانی کے پاس روانہ کیا

Marfat.com

بعد اس کے مولانا صاحب نے قاضی سے کہا کہ قاضی صاحب تمہارے شہر میں عجب ایک رسم بے حیائی کی ہے کہ ہر شخص علانیہ ننگا ہو کر نہاتا ہے اور بڑے بڑے عالم و فاضل بھی ننگے نہاتے ہیں نعوذ باللہ عجب معاملہ ہے کہ دین تو عرب سے ہندوستان میں گیا ہے اور جس امر میں گفتگو ہوتی ہے تو ہم لوگ عرب کی سند پکڑتے ہیں کہ عرب میں رسم اس طرح کی ہے یہ بڑے تعجب کی جگہ ہے کہ یہاں لوگ اس طرح سے بیحیائی کے کام کرتے ہیں دیکھو تو اس امر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وعید شدید فرماتے ہیں اور آپ اس کا بندوبست نہیں کرتے ہیں اس کو سن کر قاضی صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب میں کیا کروں۔ بڑے بیحیا اور بے شرم لوگ ہیں اُن سے جرمانہ بھی لیا گیا اور تعزیر بھی خوب سی دی گئی مگر یہ اپنی حرکت سے باز نہیں رہتے ہیں لاچار ہوں مولانا صاحب نے کہا کہ اگر تم سے اس کا تدارک ہو سکے تو ہم کو اجازت دو جب تک ہم یہاں رہینگے اس کا بندوبست کر لینگے۔ اُنہوں نے کہا کہ تم کو اجازت ہے پھر مولانا صاحب نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا کہ تم آٹھ دس آدمی اچھے اچھے زبردست اپنے ساتھ لے کر مسجد میں جا کھڑے رہو جب کوئی ننگا نہاوے تو خوب اُن کو مارنا تا کہ کوئی ایسی حرکت پھر نہ کرے پھر ہم سات آدمی ظہر کے وقت مسجد میں حوض پر جا کر کھڑے ہوئے اور بآواز بلند کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص ننگا

Marfat.com

ہوکر حوض میں نہاویگا تو ہم اُس کو بہت سا ماریں گے پھر اُس روز سے ننگے
تو اس کو ہم بہت سا ماریں گے پھر اس روز سے ننگے ہو کر نہانا موقوف
ہو گیا اگر کوئی بارادہ نہانے کے حوض پر آیا اور چاہا کہ میں ننگا ہو کر نہاؤں
اس کا ہاتھ پکڑ کر ہم لوگ مسجد سے نکال دیتے پھر تو یہ حال ہوا کہ جہاں
کہیں ہندوستانیوں کو دیکھ لیتا تھا نہانے سے باز رہتا جب تلک ہم وہاں
رہے جبتک ننگے ہو کر موقوف ہو گیا **حکایت** مولوی یوسف لکھنوی مرید
مولوی عبدالرحمٰن وحدت وجودی کے تھے اور وہیں مکہ میں وہ بھی اُترے تھے
اور اکثر جہاں کہیں بیٹھتے مسائل وحدت وجود کے لوگوں کو تعلیم و تلقین کرتے تھے
اور سید عبدالرؤف شاہ بھیک بھگی کے حضرت علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور
آپ کے ہمراہ رکاب بھی تھے اُنہوں نے اور چند لوگوں نے ایک حویلی حضرت
شاہ ولی علیہ الرحمۃ کہ جن کی تصنیف حزب البحر ہی مزار پر انوار کے قریب
کرایہ لی تھی اور وہ مولوی یوسف اس حویلی میں اُن لوگوں کے پاس آیا
کرتے اور وہ بھی اپنی تقریر وحدت وجود کی بیان کرتے اُن سے اور سید عبداللہ
وغیرہ سے بہت مباحثہ رہتا تھا اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی کبھی بعد نماز عصر کے
اس حویلی میں تشریف لے جاتے تھے ایک روز مولوی یوسف اور ان لوگوں
سے مباحثہ وحدت وجود کا ہو رہا تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے
اور آپ کے ساتھ مولانا عبدالحئی صاحب بھی تھے ان کی تقریر سُن کر مولانا صاحب

Marfat.com

نے ہر چند تقریر علمی سے ان کو سمجھایا مگر وہ کچھ نہ سمجھے اور اسی طرح حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن کو خوب معقول کیا مگر وہ اپنے ہی اصرار پر رہے پھر آپ کو بہت غصہ آیا اور چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا اور آپ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوگئے اور اُن کی طرف طمانچہ اُٹھایا مگر یاد نہیں مارا یا نہیں پھر لوگوں نے جلدی سے مولوی یوسف کو وہاں سے اُٹھاکر باہر حویلی کے نکال دیا بعد اس کے آپ نے سب ہمراہیوں سے فرمایا کہ کوئی اس شخص سے ملاقات نہ کرے اور اُن کی بات نہ سنے اور ایک مہینہ تک میں مقام ہوا بعد اس کے جہاز پر سوار ہوئے اور لنگر اُٹھایا گیا پھر روانہ ہوئے اور کوئی پانچویں یا چھٹے روز کنارے حدیدہ کے پہونچے اور لنگر ہوا' حدیدہ میں ایک سید ہندوستانی چند مدت سے رہتے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے اُن کی ملاقات بھی تھی ان کو پہلے جہازوں سے معلوم ہوگیا تھا کہ سید صاحب بھی پچھلے جہاز پر تشریف لاتے ہیں جب حضرت کے جہاز کا لنگر وہاں ہوا اور شہر میں خبر ہوئی کہ ایک جہاز ہندوستان سے آیا ہے اس کو سُن کر وہ سید موصوف کنارے دریا کے آئے اور ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاز میں داخل ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی آپ بہت اخلاق سے ملے اور ایک تلوار ولایتی اور ایک بندوق دونالی ولایتی بہت عمدہ قیمتی اور ایک سیر ان کو عنایت فرمائی' اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت کل کو میرے یہاں آپ کی دعوت ہے' آپ نے فرمایا بہت اچھا

Marfat.com

پھر اُس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ پچاس ساٹھ آدمیوں نے شہر
میں ان کے مکان پر گئے اور کھانا تناول فرمایا اور شام کو بھی اُنہیں کے
یہاں ضیافت ہوئی اور صبح کو لوگوں نے اپنا کھانا پکایا اور کھایا پھر اُس
کے دوسرے روز وہاں سے جہاز پر سوار ہوئے پھر لنگر اُٹھایا اور روانہ
ہوئے پھر اس کے چوتھے روز فجر کو معلم نے کہا کہ آج یلملم سر عصر کے وقت
پہونچ گے نہانے سے فراغت کر لو اور یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے کہ وہاں پر
احرام باندھا جاتا ہے پھر سب لوگ اپنے نہانے دھونے میں مشغول ہو گئے اور
دوپہر کے بعد محسن خاں مصالحہ سر میں لگانے کا حضرت علیہ الرحمۃ کے لئے تیار
کر کے لائے پھر آپ آگے کی طرف جہاز کے تشریف لے گئے اور وہیں غسل فرمایا
جب غسل سے فارغ ہوئے اُس وقت کوئی پندرہ سولہ آدمی آپ کے پاس حاضر
تھے جناب عزاسمہ سے آپ کو الہام ہوا کہ ہم نے اس وقت جتنے آدمی تیرے
پاس موجود ہیں ان کو بخش دیا پھر آپ نے یہ خوشخبری اُسی وقت سب کو
سنائی اور احرام باندھا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور معمول ہے کہ جب احرام
باندھتے ہیں اُس وقت دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور بعد فراغ نماز کے
لبیک کہتے ہیں جب لوگ نماز پڑھ چکے تب سب سے ایک شخص نے لبیک
کہی پھر اُس وقت آپ کو الہام ہوا کہ جو کوئی تجھ سے پہلے لبیک کہے گا
لبیک اُس کی ہم قبول نہ کرینگے پھر آپ نے لبیک کہی اور کوئی دو گھڑی

Marfat.com

تک بیچ درگاہ باری تعالیٰ کے کمال عجز و انکساری کی دعا کی پھر اس کے تیسرے دن جیدہ کے قریب پہونچے اور ربان جیدہ سے جہاز پر آیا اور جہاز کو لیچلا اور ربان وہاں کے لوگ راہبر کو کہتے ہیں پھر جیدہ کے کنارے لنگر ہوا اور جو جہاز کہ پہلے ان میں کے لوگ کچھ تو مکہ معظمہ کو چلے گئے تھے اور کچھ لوگ وہیں جیدہ میں رہ گئے تھے محمود نواز خاں اور سلطان حسین خاں یہ دونوں بھائی دکھن حیدرآباد کے بڑے امیر کبیر تھے اور ایک برس پہلے حیدرآباد سے بیت اللہ شریف میں آکر رہے تھے جب آپ کے ہمراہی بیت اللہ شریف میں پہنچے اُن کی زبانی آپ کے کمالات اور فضائل سُن کر دونو بھائیوں کو آپ کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہوا بلکہ محمود نواز خاں پہلے سے جیدہ میں آپ کی ملاقات کے لئے آئے تھے اور معلم محمد رئیس بھی آپ کی تشریف لانے کی خبر سُن کر مکہ سے جیدہ میں آئے تھے اور لوگوں نے اُنہیں معلم کی معرفت وہیں جیدہ میں حضرت علیہ الرحمۃ کے لئے مکان کرایہ لئے تھے پھر جب آپ کے آنے کی خبر جیدہ میں ہوئی تب سب لوگ کہ پہلے جہاز میں آئے تھے وہ سب محمود نواز خاں اور معلم محمد رئیس کشتیوں پر سوار ہو کر جہاز پر آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی اور معلم نے ایک کاغذ مہری حضرت شاہ ابواللیث صاحب مرحوم کا کہ یہ سگے ماموں حضرت کے تھے دیا اور عرض کی کہ حضرت تمام اہل تکیہ کا طواف میری معرفت ہوا کرتا ہے میں ہی آپ کا اور تمام

Marfat.com

آپ کے ہمراہیوں کا طواف کراؤنگا' آپ نے فرمایا بہت اچھا پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ دین محمد کیوں نہیں آئے اُنہوں نے عرض کی کہ وہ بیمار ہیں اس سبب سے نہیں آئے پھر اس کے دوسرے روز لوگ شہر سے سواریاں اور اُونٹ وغیرہ اسباب کی باربرداری کے لئے لائے اور جہاز سے اسباب اُتار اُتار کر روانہ کرنے لگے جب تمام اسباب شہر میں پہنچ گیا تب حضرت علیہ الرحمۃ مع سب اپنے ہمراہیوں کے جہاز سے اُترے اور شہر میں داخل ہوئے اور ہر کسی سے آپ نے پوچھا سب نے عرض کی کہ جو کچھ روپیہ آپ نے عنایت فرمایا تھا وہ صرف میں آیا اور سوا اس کے اکیس سو روپیہ اور خرچ ہوئے اور جو اس کی فرد تھی سو حضرت کی خدمت میں پیش کی حضرت نے اُس کو دیکھ کر مولوی یوسف صاحب سے فرمایا کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے الحمدللہ کہ اسی کے بندوں کے صرف میں آیا آپ اکیس سو روپیہ ان کو دیویں پھر حضرت میرے پوچھنے کو تشریف لائے اور وہ فرد بھی اپنے ساتھ لیتے آئے اول میرا حال پوچھا بعد اس کے فرمایا کہ تم نے اپنا نام اس فرد میں کیوں نہیں لکھایا میں نے عرض کی کہ حضرت آپ نے وقت روانگی کے کلکتہ میں ساٹھ روپے عنایت فرمائے تھے اس میں سے تین روپے ابھی تک باقی ہیں اُنھیں میں اللہ تعالیٰ نے برکت کی. میں اپنا نام کیوں لکھاتا بعد اس کے حضرت نے میرے بدن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ اب تو جلد

Marfat.com

اچھا ہو جائیگا یہ کہہ کر آپ اُٹھے اور فرمایا کہ مجھکو لوگوں سے ملنا ہے انشاء
اللہ تعالیٰ کل پھر آؤنگا اور جدہ میں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی قبر مشہور ہے
اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ واسطے زیارت اُس مزار پر انوار کے تشریف
لے گئے اور آپ کے ہمراہ معلم محمد رئیس اور مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مولانا عبدالحی
صاحب اور حسن صباغ اور چند لوگ اور مگر نام اُن کے یاد نہیں اور کچھ لوگ خادم
مزار پر انوار کے گئے، اور آپ نے قبر پر تین جگہ پر کھڑے ہو کر کچھ پڑھا سر کے
اور بیچ میں اور پائنتی اور کچھ دعا اور درود، معلم محمد رئیس نے پڑھائی وہ بھی
اُن کی خاطر سے آپ نے پڑھی، پھر آپ نے حسن صباغ سے پوچھا کہ یہ شہر کے
لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں کیوں آئے ہیں، اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت یہ اس
مزار پر انوار کے خادم ہیں جو کوئی یہاں پر آتا ہے ان کو کچھ دیتا ہے آپ سے
بھی اُمیدوار ہیں جو کچھ بھی آپ ان کو عنایت فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ تم اور ہمن
میاں جدے کے بڑے سیٹھ نانی تھے آپس میں علاج کر کے ہم سے کہو ہم ان کو
دیدینگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے اپنی جائے اقامت پر تشریف لائے
پھر ان دونوں صاحبوں نے آپس میں مشورہ کر کے عرض کی کہ اس قدر ان کو دینا
چاہیئے پھر آپ نے اتنا ہی دیا اور وہ آدمی سو سے زیادہ تھے پھر آپ نے
میرے جہاز کے لوگوں سے راہ حال کا دریافت کیا کہ کہو تم لوگوں کو جہاز
پر کسی طرح کی تکلیف تو نہیں ہوئی انہوں نے عرض کی کہ حضرت آپ کی دعا

Marfat.com

کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ساتھ آرام تمام کے یہاں پر پہونچایا کسی طرح
کی ہم پر تکلیف نہیں ہوئی اس وقت آپ کے پاس مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور مولانا محمد عبدالحئی صاحب اور بہت لوگ قافلہ کے تھے آپ انہیں سب صاحبوں
سمیت میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت میں لیٹا تھا آپ نے لوگوں سے
فرمایا کہ رضائی کا تکیہ بنا کے اس چوب سے ملا کر رکھ دو اور دین محمد کو اس تکیہ
کی آڑ سے سُجھا دو پھر لوگ اسی طرح سے عمل میں لائے پھر آپ راستے
کی باتیں کرنے لگے اس میں آپ نے پینے کو پانی مانگا میرے پاس ایک صراحی
رکھی تھی اس میں سے آپ کو پانی دیا کچھ تو آپ نے پیا اور باقی مجھ کو عنایت
فرمایا کہ اس کو پی لے انشاء اللہ تعالیٰ اب تو اچھا ہوا بعد اس کے آپ نے فرمایا
ہم نے تمہارے جہاز کے لوگوں سے پوچھا تھا کہ رستے میں تم کو کسی بات کی
تکلیف تو نہیں ہوئی اُنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساتھ خیریت
و آرام کے یہاں پر پہونچے اور کسی کے منہ سے حرف شکایت کا نہ نکلا اس کو
سُن کر میں نے عرض کی کہ حضرت آپ نے کلکتہ میں مجھ سے فرمایا تھا کہ لوگوں کی
خدمتگذاری میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرنا اور اپنی جان پر تکلیف لینا اور ان
کو تکلیف نہ دینا اور آپس میں صلاح و مشورت سے کام کرنا سو میں موافق ارشاد
آپ کے بغیر صلاح و مشورے کے کوئی کام نہ کرتا تھا اگر مردوں کے کرنے
کا ہوتا تو ان سے صلاح لیتا اور اگر عورتوں کا ہوتا اُن سے پوچھ لیتا

Marfat.com

اور یہ بھی کہہ دیتا تھا کہ یہ کام میں اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کرتا ہوں سو اللہ تعالیٰ موافق مرضی ہماری کے اس کام کو بنا دیتا تھا اور یہ سب آپ ہی کی دعا کی برکت تھی کہ آپس میں سب ہلے ملے رہے کسی طرح کا جھگڑا بکھیڑا نہ ہوا بعد اس کے آپ نے مولانا صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کل تو ہم دین محمد کو مکہ شریف کو روانہ کرینگے اور پرسوں کو ہم جائینگے اور تم دو ایک روز ٹھہرو محصول کا فیصلہ کر کے آنا مولانا صاحب نے عرض کی کہ حضرت میرا ارادہ تھا کہ آپ کے ساتھ چل کر احرام اُتاروں مگر آپ نے فرمایا مجھ کو بسر وچشم قبول ہے مگر ایک بڑی قباحت ہے کہ محصول والے اسباب کا بیجک مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو یہ بیجک نہیں دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسباب بہت ہے اور یہ کم بتاتے ہیں اگر یہ ہم کو بیجک نہ دینگے تو جتنا ہمارا جی چاہیگا لگا لینگے اس کی کیا تجویز کی جائے، آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب یہ مال خدا کا ہے خیر جس قدر اُن کا جی چاہے لے لیں کہ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عوض اللہ تعالیٰ ہم کو اور دیویگا اور مولانا صاحب آپ خاطر جمع رکھیں کچھ بھی نہ ہوگا اگر ان میں سے کوئی میرے پاس آتا خوب تھا مگر انشاء اللہ تعالیٰ ان میں سے کوئی ضرور آئیگا پھر آپ اُٹھے، میں نے عرض کی کہ حضرت میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں آپ نے دو شخص میرے ساتھ کر دئے کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر لیتے آؤ پھر جا کر مکان اقامت پر تشریف لے گئے اور میں بھی گیا اور بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد حسن صباغ آئے اور حضرت سے عرض کی

Marfat.com

کہ محصول کے مقدمہ میں دو شخص آئے ہیں اور بہت غضبناک ہیں اور کہتے ہیں
اگر بیگ نہ دینگے تو ابھی ان کا یہ تمام اسباب ضبط کراونگے، آپ نے فرمایا
کہ ان کو یہاں بلالو پھر وہ دونوں شخص آئے اور سلام علیک کیا آپ نے سلام
کا جواب دیا اور اُن کو آپ نے چپ و راست بٹھایا اور دونوں کے شانوں پر
ہاتھ رکھ کر مزاج پوچھا ہاتھوں کے رکھتے ہی ان کا حال بدل گیا اور آپ
سر جھکا کر خاموش ہو گئے بعد اس کے ایک ساعت کے آپ نے سر اٹھا کر بیٹھے
میاں حسن صباغ اور اور صاحبوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان دونوں
صاحبوں سے پوچھو کہ یہ کیا فرماتے ہیں پھر انھوں نے ان دونوں صاحبوں سے کہا
کہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کس کام کے لئے تشریف لائے ہیں اُنہوں نے کہا
کہ جس گمان سے ہم یہاں آئے تھے وہ گمان ہمارا غلط تھا آپ مکہ شریف کو
تشریف لیجائیں مگر ایک معتمد اپنا یہاں چھوڑ جاویں اس کی معرفت ہم اسباب
کی تلاشی لے لیں گے اور آپ اُسی کو معتمد فرمادیویں کہ اس اسباب میں سے کچھ کچھ
بطور تبرک کے ہم کو دیدیوے اس لئے کہ آئندہ قانون میں فرق نہ پڑے انشاء
اللہ تعالیٰ آپ کا اسباب بجنسہ مکہ شریف میں پہونچیگا آپ خاطر جمع رکھیں آپ نے
فرمایا کہ ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جس قدر تم کو لینا ہو لے لو پھر وہ دونوں صاحب
آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے باقی حال یہاں کا اپنے موقع پر بیان ہوگا انشاء
اللہ تعالیٰ اس کے اگلے روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم مکہ شریف کو جاؤ میں نے
عذر کیا کہ حضرت میں آپ ہی کے ساتھ چلونگا اور طواف بھی کرونگا آپ نے
فرمایا کہ تم جس بات کے لئے جانے کا عذر کرتے ہو وہ ہم کو معلوم ہے تم خاطر

Marfat.com

جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ جو ہمارے پیش آویگا تم شریک ہوگے، میں نے عرض
کی کہ مجکو انکار کرنے سے یہی غرض تھی اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاوں گا، میرے ساتھ
اکثر مرد اور عورتیں کر دیا اور پچاس اونٹ چاول کے لدے ہوئے بھی، اور معلم
محمد رئیس نے چار معلم میرے ساتھ کر دئے اور کہہ دیا کہ جس طرح سے یہ معلم
تم کو دعا اور درود پڑھاتے جاویں ویسے ہی پڑھتے جانا اور سوا اس کے جو کچھ
کہیں وہ کرنا پھر میں وہاں سے مکہ شریف کو روانہ ہوا جس روز بیت اللہ شریف
کے دروازے پر پہونچا اُس وقت کوئی چھ سات گھڑی دن چڑھا ہوگا پھر
ان معلموں نے دو چار اپنے رفیقوں کو بلایا اور جو عورت و مرد میرے ساتھ کے
سوار تھے ان کو پیدل کر لیا اور سب اونٹ اور خچر اسباب کے جو میرے ہمراہ تھے
اُنھیں اپنے رفیقوں کے ہمراہ پھر کے کو روانہ کئے اور وہ ایک نالاب ہے اور
وہاں تین چار کوئیں بھی ہیں ان سب میں پانی نہر کا آتا ہے اور اس اسباب کے
ساتھ میں نے کوئی پانچ چھ آدمی معتبر اپنے میں سے بھی کر دئے اور اُن سے
کہہ دیا کہ تم ڈیرا بھی کھڑا کر رکھنا پھر ان معلموں نے ہم لوگوں کے تین
گروہ کئے ایک عورتوں کا اور دو مردوں کے، پھر وہاں سے حرم شریف
کو لیجاکر طواف کرایا اور دو رکعت نماز پڑھائی اور جہاں کہیں کہ جگہ دعا پڑھنے
کی آتی وہاں وہ دعا درود پڑھاتے آئے پھر اس کے بعد ان معلموں
نے صفا اور مروہ پر لیجاکر ہم لوگوں سے سعی کروائی اور سعی کہتے ہیں دوڑنے
کو اُس وقت دھوپ بہت تیز تھی شدت گرمی سے سب لوگ گھبرا کر باب الصفا

Marfat.com

کے دالان میں جا بیٹھے اُس وقت لوگوں کو تشنگی سے کمال حیرانی یہی تھی
میں نے معلموں سے کہا کہ یہ لوگ مارے پیاس کے بہت حیران ہیں ان
کو آب زمزم منگا کر پلواؤ پھر انھوں نے آب زمزم کے پانچ نیکنرہ
جن کو وہاں قربہ کہتے ہیں منگائے اور ہم لوگوں کو پلانا شروع کیا جب
ہم لوگ خوب پی چکے اور آسودہ ہوگئے تب اُنھوں نے اور پانچ قربہ منگا کر
سب عورتوں اور مردوں پر آب پاشی کی پھر ہم لوگ تھوڑی دیر وہاں
پر بیٹھے رہے بعد اس کے میں نے اور معلموں سے کہا کہ جس مکان میں حضرت
علیہ الرحمۃ فروکش ہونگے وہ ہم کو دکھلا دو کہ وہ کون سا مکان ہے
اور ایک معلم کو ہمارے آدمیوں کے ساتھ کر دو کہ وہ ان چند آدمیوں کو
اپنے ساتھ ہر کے کو لے جاویں اور ان آدمیوں کو جو حفاظت سامان پر ہیں
ان کو لا کر طواف کراویں پھر ان میں سے ایک معلم پندرہ بیس آدمی اپنے ساتھ
لے کر ہر کے کو گیا اور ایک معلم نے مجھ کو اور دو تین آدمی اور کو کہ نام ان
کا یاد نہیں ہے بیر زمزم پر لاکر کھڑا کیا اور خوب سایا فی تازہ پلوایا اور
خوب سا نہلوایا یہی پھر باب العمرے کے پاس ایک مکان تھا اس میں لے گیا
اور کہا کہ حضرت علیہ الرحمۃ اسی مکان میں اُترینگے میں نے پوچھا کہ یہ مکان
کس کا ہے اُس نے کہا کہ میاں زین العابدین کا پھر وہاں سے میں باب الصفا
پر گیا اور اپنے سب ہمراہیوں کو لے کر مکان اقامت پر آیا اور پانچ سات

Marfat.com

حجام بھی لیتا آیا اور عورتوں کے خیمہ میں داخل کر دیا اور کوئی دس بارہ دیگیں
اور کچھ دیگچے اور مشکیں پانی سے بھر والیں پھر ہر کسی نے اپنے اپنے درجہ سے
حجامت بنوائی اور ہر کہ میں نہا کر کپڑے اُتارے اور احرام کھولے پھر وہی
اپنی اپنی ٹاٹ کی پالیں جو ہمراہ تھیں کھڑی کیں اور اپنی عورتوں کو اُن میں داخل
کیا اور جو عورتیں بیوہ اور بوڑھی تھیں وہ اسی خیمہ میں رہیں اس عرصہ میں
نماز ظہر کا وقت آیا اور اذان ہوئی جو کوئی حرم شریف میں گیا اُس نے تو وہیں
نماز پڑھی اور باقی سب لوگوں نے وہیں ہر کہ پر نماز پڑھی وہ لوگ حرم شریف
سے نماز پڑھ کر آئے تب آپس میں مشورت کرنے لگے کہ ان معلموں کو کچھ دینا چاہیئے
اور وہ بھی منتظر تھے کہ یہ ہم کو کچھ دیں اور طواف کرنے میں بھی اکثر لوگوں نے چاہا
تھا کہ ان معلموں کو کچھ دیتے جاویں مگر میں نے منع کیا تھا کہ جب یہاں
سے فارغ ہو کر مکان پر چلیں گے وہیں دیدینگے پھر اس وقت کسی نے ایک
ریال اور کسی نے دو کسی نے تین اسی طرح سے جمع کئے تو قریب بتیس ریال
کے ہو گئے پھر میں نے ان معلموں سے پوچھا کہ الگ الگ تم کو دیں یا اکٹھا انہوں
نے کہا کہ ہم سب آپس میں ایک ہیں اکٹھا ہی دیدو پھر میں نے وہ ریال اُن کے
حوالہ کئے اور کہا کہ بھائی ہم لوگ مسکین ہیں ہم سے تو نہیں ہو سکا اور جو کچھ کہ
میاں صاحب نے فرمادیا ہے وہ آوینگے تب ملیگا پھر وہ لے کر چلے گئے بعد اس
کے میں نے کھانے کی تدبیر کرنی شروع کی اور دال چاول پکائے پھر موافق
دستور کے سب نے کھایا اور اُس پر کہ میں ایک پیسے کے اندر پانی آیا کرتا تھا

Marfat.com

اور کوٹ میں ہر روز دن کو تین پہر بجے اور رات کو کوئی چار گھڑی رات رہے
پانی آتا تھا جب ان میں پانی آتا تب لوگ ان سے نکال کر برتن بھر رکھتے
اور اُس روز عصر اور مغرب اور عشا کو اکثر مرد بعضی عورتوں کو ہمراہ لے کر
حرم شریف میں واسطے نماز کے گئے تھے اور بعد عشا کے میں نے بیس آدمی میرے کے
لئے مقرر کئے اور کہہ دیا کہ تمام لوگ عورت و مرد فجر کو نماز کو حرم شریف
میں جاویں اور مستعد کھڑے رہیں کس واسطے کہ یہاں تقدوری وغیرہ
زبردستی دیروں میں چلے جاتے ہیں سوان کو جانے نہ دینا مگر ان سے لڑائی بھڑائی
نہ کرنا پھر لوگ صبح کی نماز پڑھ کر آئے انتہی، اب یہاں سے بیان حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے جدہ سے تشریف لانے کا زبانی حضرت سید عبد الرحمن
سلمہ اللہ تعالیٰ کے یوں ہے کہ بعد جانے تمہارے کے تین دن وہاں مقام
رہا پھر وہاں سے اُنہیں معلم کی معرفت اونٹ وغیرہ باربرداری اور سواری
کے لئے کرایہ کئے اور بشریاں اور شقدف بھی خریدی گئیں بشری مانند گہوارہ
کے ہوتی ہے اور شقدف نہت کشادہ دو طرفہ بشری کے برابر ہوتا ہے
چاہے آدمی باخوبی پیر پھیلا کر سو رہے اور عصر کے بعد یہ سب سامان درست
کر کے اسباب لادا گیا اور روانہ ہوئے رات بھر چلے گئے صبح کو ہرمی میں گئے
اور تمام دن وہاں مقام رہا پھر عصر کی نماز پڑھ کے روانہ ہوئے اور تمام

Marfat.com

رات چلے گئے پھر صبح کو کوئی پہر دن چڑھے چار کوس، مکہ معظمہ سے چند لوگ
کہ وہ آپ سے پیشتر مکہ شریف میں داخل ہوئے تھے آپ کے استقبال کو آئے
اور اپنے ساتھ دو ورقیں اور ایک لیٹر آب زمزم سے بھر کر لائے اور ایک
شخص ایک مشک لایا تھا یہاں آکر حضرت سے ملے اور تھوڑا تھوڑا پانی سب
کو پلایا اور بعض شخص بسبب حدت گرمی کے کوس دو کوس آکر لوٹ گئے پھر
ذی طوا پر پہونچے اور وہاں سب لوگ نہائے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی غسل
کیا پھر آپ نے سید زین العابدین اور اور لوگوں کو زنانی سواری کے ساتھ
روانہ کیا اس میں معلم محمد رئیس نے کہا کہ مکہ میں جانے کے دو رستے ہیں ایک تو
اسفل مکہ اور دوسرا اعلا مکہ، اس کو سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا
عبدالحئی صاحب سے پوچھا کہ مولانا صاحب اب ہم کون سے رستے جاویں مولانا
صاحب نے عرض کی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اعلا مکہ کی راہ سے
تشریف لے گئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی طرف ہو کر چلیں گے پھر بعد
تھوڑی دیر کے آپ روانہ ہوئے اور ایک گھاٹی بہت بڑی کہ تمام اس
کا مجون ہے اس راستہ میں پڑتی ہے اور اس کے اوپر بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی
کا مزار پر انوار ہے جب آپ وہاں پہنچے تب آپ نے بہت دیر تک دعا کی
اور چلے پھر آگے اس کے ایک چھوٹا سا تالاب تھا وہاں پہونچے اور دعا
کی تھوڑی دیر تو معلم محمد رئیس جیسا دعا و درود پڑھاتے گئے ویسا

Marfat.com

ہی سب لوگ پڑھتے گئے بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے طرز پر دیر تک دعا
کی اور دھوپ کی تیزی اُس وقت کمال شدت سے تھی لوگوں نے احرام اپنے
اپنے کھول کر پیروں تلے رکھ لئے تھے اور وہاں سے منارہ کعبہ شریف کا دکھلائی
دیتا تھا اُس کو دیکھ کر ہر کوئی زار زار رو رہا تھا پھر جب آپ دعا کر چکے تب
وہاں سے چلے اور حرم شریف میں دروازہ باب السلام سے داخل ہوئے اور طواف
کیا اور مقام ابراہیم پر طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور مقام ابراہیم کو آگے
کر کے دیر تک دعا کی پھر بعد دعا کے زمزم کے کوئیں پر تشریف فرما ہوئے وہاں
بہت سے مشکیں اور ڈول بھرے کھڑے تھے اُنھوں نے ہم پر آب زمزم
ڈالنا شروع کیا اور خوب سا نہلایا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک کمیص لپیٹ
لیا اور اُس وقت مارے گرمی کے میری طبیعت بہت بیقرار اور مضطر تھی
سو میں تو وہیں حرم میں رہا اور حضرت آپ ساتھ تمام ہمراہیوں اپنے کے
وہاں سے واسطے سعی صفا اور مروہ کے تشریف لے گئے بعد فراغ سعی حلق سر
کے آپ نے احرام کھولا بعد اس کے جو حویلی باب عمرہ میاں زین کی کرایہ لی
تھی اس میں فروکش ہوئے اور شیخ عبداللطیف سوداگر مرزا پوری کہ وہ بھی
حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ تھے مگر دوسرے جہاز پر پہلے آئے تھے اُس روز
اُنہوں نے تمام مرد و عورت کی دعوت کی اور اس کے دوسرے روز رمضان
شریف کا چاند دیکھا گیا اور جو چاول کہ کلکتہ سے لائے تھے سو وہ فقط

Marfat.com

بیماروں کے لئے رکھے تھے اور حضرت نے فرمایا کہ آنے کی تجویز کرو پھر صلاح یہ ہوئی کہ آٹوں کی چکی سے آٹا خرید کیا جاوے تو کفایت سے ملیگا تھیرا آٹا، گوشت وغیرہ کا تخمینہ کیا تو یہ ہوا کہ بتیس ریال کا روز آٹا گوشت وغیرہ خریدا جاوے پھر آٹے کی خرید کے لئے تو قاضی احمداللہ صاحب اور میاں دین محمد قرار ہوے اور گوشت کی خرید کے لئے عبداللہ نومسلم، تین روز تو چودہ چودہ دنبے ذبح ہوئے اور گوشت پکا اور چوتھے روز سے کبھی دس اور کبھی گیارہ اور کبھی نو خریدے جاتے تھے پھر چند روز تو گوشت بر کے پر پکا اور بعد اس کے ایک مکان بابت الحمرہ کے پاس چھتیس ریال میں کرایہ لیا پھر اس میں کھانا پکنے لگا اور تفصیل خرید سامان کی یہ ہے چھ ریال کی کبھی دس اور کبھی گیارہ اور کبھی نو دنبے مول لیتے اور کم و بیش تین ریال کی لکڑی اور ایک ریال میں نمک مصالحہ اور بتیس ریال کا آٹا ایک گیارہ کیل اور کیل پیمانہ کو کہتے ہیں کہ اس میں پونے دو سیر آٹا آتا ہے چھ سات روز تک انہیں بتیس ریال میں آٹا وغیرہ خریدا گیا بعد اس کے ایک روز حضرت نے فرمایا کہ پچیس ریال کا اسباب خرید کیا کرو اس میں سب کو جس طرح کہ اب ملتا ہے ویسا ہی ملے اور کم کسی کو نہ پہونچے اس کو سن کر سب لوگ حیران رہے آخر الامر انتیس ریال میں آٹا گوشت وغیرہ خرید کرتے اور پکاتے موافق معمول کے سب کو تقسیم کر دیتے پہونچ جاتا کسی نے اس بات میں حضرت سے شکایت نہ کی

Marfat.com

اور سرئیں اور کلیجیں اور اوجھریں الگ پکتیں اور سحر گہی کے وقت آپ کے سامنے لاکر رکھ دیتے جن کو آپ دلاتے ان کو ملتا اور ان کو خدا بخش باورچی بنارسی اور مرزا محمد بیگ غازی پوری پکایا کرتے تھے

حکایت سید عقیل نام ایک شخص بہت بڑے بزرگ تھے اور عمر اُن کی کوئی نوّے برس کی تھی اور اُن کا مکان باب ابراہیم پر تھا اور حضرت علیہ الرحمۃ ان کی ملاقات کے واسطے کوئی چار یا پانچ گھڑی دن چڑھے باب عمرہ سے چلے اس وقت کچھ کم زیادہ کوئی سو آدمی آپ کے ہمراہ تھے اور باقی ہزاروں آدمی وہاں کے آپ سے مصافحہ کرنے کو آئے اس نیت سے کہ یہ ہندوستان کے بڑے مقدا اور پیشوا اور صاحب کرامت ہیں اور وہاں جو مسکین تھے اُنہوں نے جانا کہ یہاں کچھ خیرات ہوتی ہے وہ بھی اسی مجمع میں جمع ہوئے جب یہ سارے لوگوں کا مجمع ہوا تب حضرت علیہ الرحمۃ کو راستہ باب ابراہیم جانے کا نہ ملا اور وہاں کے خواجہ سراؤں نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین آتے ہیں اور بسبب اژدحام لوگوں کے یہاں نہیں آسکتے تب وہ بیس پچیس خواجہ سرا دوڑ کر آئے اور لوگوں کو دھمکا کر ہٹایا تب کوئی پہر سوا پہر دن چڑھے آپ باب ابراہیم پر پہونچے اور اُن سید صاحب سے ملاقات کی اور بعد اس کے دیر تک آپ سے باتیں کیا کئے اس وقت سید عقیل صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے یہ کہا کہ اس جگہ پر آپ کے ماموں شاہ ابو اللیث صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی اور قریب دو گھڑی کے آپ وہاں بیٹھے ہونگے پھر وہاں

Marfat.com

سے آپ اپنے مکان اقامت پر تشریف لائے اور ہر روز وہاں دن کو وقت
عصر تک یہ رہتا تھا کہ تمام اہل مکہ بڑے بڑے عالم اور فاضل اور بزرگ اور
مشائخ لوگ آپ کے پاس جمع رہتے اور بعد اذان عصر کے آپ نماز پڑھنے کو حرم
شریف میں تشریف لے جاتے اس وقت سے مغرب تک آپ حرم محترم میں رہتے
وہاں بھی آپ کے پاس لوگوں کا مجمع رہتا تھا وہیں آپ روز افطار کرتے اور نماز
پڑھتے پھر طواف کرکے اپنے مکان اقامت پر تشریف لاتے اور وہاں تراویح
پڑھتے پڑھنے والوں کی بکثرت تھی کہ جابجا حافظ لوگ اپنی اپنی جماعت سے تراویح
پڑھتے تھے اور اُن کی تسبیح اور تہلیل سے ایک شور عظیم معلوم ہوتا تھا اور اسی طرح سے
قرارت حافظوں کی ملنس ہو جاتی تھی کہ صلا سمجھ میں نہیں پڑتا تھا کہ یہ کون سی
سورت پڑھتے ہیں اور وہ کون سی سورت۔ وہاں کا یہ حال دیکھ کر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحئی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب وغیرہم سے
فرمایا کہ یہاں سب کے ساتھ تراویح پڑھنے کا اس وقت کچھ لطف نہیں معلوم
ہوتا ہے کیونکہ مدعا تو قرآن شریف سننے سے ہے اور یہاں مارے شور وغل کے یہ
حال ہے اس کی کوئی تدبیر بتلاؤ کہ قرآن شریف ساتھ تسلی اور دلجمعی کے
سننے میں آوے پھر انھوں نے آپس میں مشورہ کرکے آپ سے عرض کی کہ ہمارے
خیال میں یہ آتا ہے جب تک یہاں لوگ تراویح پڑھیں تب تک آپ یہاں
کے لوگوں کا قرآن سنیں پھر جس وقت یہ تمام لوگ نماز تراویح سے فارغ
ہو کر اپنے اپنے مکانوں کو جاویں اس وقت آپ اپنی جماعت قائم کریں

Marfat.com

اور قرآن سنیں یہ ملاح اُن کی آپ کو بہت پسند آئی پھر اسی طرح سے ہر شب
کو حرم شریف میں ہر حافظ کے پیچھے کھڑے ہو کر سنتے جب وہ لوگ پڑھ چکتے تب
مطاف میں جماعت کر کے سید محمد صاحب مرحوم کا قرآن شریف نماز میں سنتے
ہر روز دوبارہ پڑھے جاتے تھے بعد فراغ نماز عمرے کو جاتے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے لئے ایک مرکب یعنی حمار پانچ قرس روزانہ دے کر کرایہ کر لیتے تھے اور وہ
مرکب بہت تندرست اور چالاک تھا اُس پر حضرت سوار ہوتے اور ہم لوگ آپ
کے ہمراہ رکاب ہوتے اور تنعیم کی مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھتے، پھر صفا اور
مروا دوڑتے اور صبح کی نماز حرم شریف میں پڑھتے اور اگر رات کم ہوتی تب
طواف کر کے کھانا سحر کا کھا کر صفا اور مروا دوڑتے اور اگر رات زیادہ ہوتی
تب طواف کر کے اور صفا اور مروا دوڑ کے سحر کا کھانا کھاتے اور بعد نماز فجر
پھر طواف کرتے اور نماز اشراق کی پڑھ کر اپنے اپنے مکان کو جاتے اور سو رہتے
پھر قریب زوال کے مذکر واسطے تذکیر کے مناروں پر چڑھتے اور اُن کی تذکیر
سُن کر محلہ محلہ جو مذکر مقرر تھے وہ سب تذکیر کہتے اور حرم شریف ساتھ ہمارے
میں چنانچہ ایک منارہ جس مکان میں ہم رہتے تھے اُس کے اندر تھا بلکہ جس جگہ
حضرت علیہ الرحمۃ کی آرامگاہ تھی اس سے ملا ہوا تھا ایک مذکر اس پر چڑھ کر تذکیر
شروع کرتا جب تذکیر شروع ہوتی پھر تمام لوگ سونے سے بیدار ہوتے
اور حاجت ضروری سے فراغت کر کے وضو کرتے اور چاروں طرف سے حرم
شریف میں داخل ہوتے اور نفلیں پڑھتے جب اذان ہوتی امام حنفی مصلیٰ کا

Marfat.com

اٹھا اور سنتیں پڑھنی شروع کیں پھر سب لوگ اپنی اپنی سنتیں پڑھنے لگے جب امام سنتوں سے فارغ ہوا تب موذن نے اقامت کہی اور امام نے تحریمہ باندھا اور نماز پڑھائی اور اُس کے نماز پڑھانے کی صورت یہ ہے کہ جہاں وہ امام کھڑا ہوتا ہے وہاں دوسرا دالان متصل بارہ دری کے ہے اُس کی چھت میں جالی لگی ہے اس کے نیچے امام کھڑا ہوتا ہے اور دو مکبر اور قریب جا کے کھڑے ہوئے امام کو دیکھتے رہتے ہیں جب امام نے تحریمہ باندھا ان دونوں مکبروں نے آواز بلند ساتھ خوش الحانی کے اللہ اکبر کہا جب امام رکوع کو گیا اور اللہ اکبر کہا اُنہوں نے بھی اُسی طرح خوش الحانی سے اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر اُنہوں نے ساتھ خوش الحانی اور آواز بلند کے ربنا لک الحمد کہا بس اسی طرح سے امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور حرم شریف کی جماعت کا یہ حال ہے کہ نماز فجر کی تو پہلے شافعی مصلی پر ہوتی ہے اور سب کے پیچھے حنفی مصلی پڑ اور باقی چار وقت چار جماعت اول امام حنفی کے پیچھے ہوتی ہے اور ہمیشہ رات کو قبل تین پہر بجنے کے ساتوں مینا روں پر حرم شریف کے موذن چڑھتے ہیں اور کچھ آیتیں اور حدیثیں فضائل تہجد میں باواز بلند ساتھ خوش الحانی کے پڑھتے ہیں چنانچہ اُن میں کی ایک آیت یہ ہے تسبح له السموات السبع والارض ومن فيهن وان من شئی الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا ان کی آواز سُن کر جبل ابو قبیس کا مذکر وہی آیتیں اور حدیثیں بلند آواز سے

Marfat.com

پڑھتا ہے اس کو سُن کر ہر محلہ کے گلی کوچہ میں مذکر وہی آیتیں اور حدیثیں
باواز بلند پڑھتے پھرتے ہیں جب تین پہر بجتے ہیں تب اذان تہجد کی کہہ کر منادیں
سے اُترتے ہیں پھر لوگ اپنے اپنے گھر سے آکر نماز تہجد پڑھتے ہیں اور شیخ المؤذن
بیرزمزم کے نگلہ میں رہتا ہے اور اس کے پاس گھڑیاں اور آلات وقت پہچاننے
کے رکھے رہتے ہیں اور ایک سیڑھی پہیہ دار کعبہ شریف کے داخلہ کی کہ وہ بیرزمزم
کے نگلہ کے تلے رکھی رہتی ہے جب داخلہ کا دن آتا ہے اُس روز اُس کو کھینچ کر
کعبہ شریف کے دروازے پر لگا دیتے ہیں اس پر سے لوگ داخلہ کو کعبہ شریف
کے اندر جاتے ہیں پھر بعد داخلہ کے اس کو وہیں رکھ دیتے ہیں اس پر ایک بکیر
شافعی مصلی کا بیٹھا رہتا ہے جب تین پہر یا ایک دو بجتے ہیں تب شیخ المؤذن
اپنے نگلہ سے منہ نکال کر اس بکیر کی طرف آہستہ سے کہتا ہے یا ارحم الراحمین
ارحمنا برحمتک یا اللہ ہی جب یہ کہہ چکا تب وہ سیڑھی والا بکیر انھیں الفاظوں کو
ساتھ آواز بلند کے ادا کرتا ہے بعد اس کے جبل ابوقیس والا مذکر وہی الفاظ
اُسی آواز سے کہتا ہے پھر تمام محلہ کے مذکر کوچہ بکوچہ وہی الفاظ پکارتے
پھرتے ہیں بعد اس کے وہ سب مذکر چار چار رکعت نفل پڑھنی شروع کرتے
ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے پھر وہی شیخ المؤذن کچھ الفاظ نعت حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترجیم سمیت سیڑھی والے بکیر کی طرف مخاطب ہو کر
ساتھ آواز کے کہتا ہے پھر وہ انھیں الفاظوں کو باواز بلند موافق دستور کے

Marfat.com

کہتا ہے اور انھیں الفاظوں کو جبل ابوقبیس کا مذکر اسی طرح سے کہتا ہے
اور بعد اس کے ہر گلی کوچہ کے مذکر انھیں الفاظوں کو کہتے ہیں بعد اس کے
سب مذکر نقلوں میں مشغول ہوتے ہیں پھر شیخ المؤذن نے سیڑھی والے
مکبر کی طرف مخاطب ہو کر آہستہ سے کہا کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر اس کو سن کر سیڑھی والا مکبر بلند آواز سے کہتا ہے پھر
انھیں الفاظوں کو جبل ابوقبیس کا مذکر زور سے کہتا ہے پھر اس کو سن کر
ہر گلی کوچہ کے مذکر کہتے ہیں پھر شیخ المؤذن نے اپنے گلہ سے منہ نکال
کر آہستہ سے کہا امیر المومنین حضرت عمر فاروق ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر
اس کو سن کر ترتیب کے ساتھ تمام مکبر مذکورین اپنی اپنی جگہ پر اسی طرح
الفاظوں کو کہتے ہیں اور اگر رمضان شریف کا مہینہ ہے تب جس وقت حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہیں اس وقت لوگ اپنے کھانے پینے سے فراغت
کر لیتے ہیں اور سبیل سبی موقوف ہو جاتی ہے اور دوکاندار چراغ بجھا دیتے ہیں
اور دوکانوں کو بند کر کے حرم شریف میں آتے ہیں بالکل بازار میں اندھیرا ہو جاتا
ہے پھر شیخ المؤذن گلہ سے منہ نکال کر کہتا ہے حضرت امیر المومنین عثمان
ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر انھیں الفاظوں کو سب مذکر اپنے اپنے درجہ
سے ادا کرتے ہیں اور حرم شریف کے میدان میں دو گنبد ہیں اور وہ دونوں
حنبلی مصلی کی پشت پر ہیں ایک تو کتبخانہ ہے اور دوسرے میں سامان روشنی
کا ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا اس وقت خواجہ سرا

Marfat.com

اسی حجرہ میں سے شمعیں جلتی ہوئی دو دو چاروں مصلوں پر اور ایک ایک
کعبہ شریف کے کونوں میں اور دو حطیم میں لاکر رکھ دیتے ہیں اور بتیاں شمع کی
بہت موٹی اور لانبی کوئی ڈیڑھ ہاتھ کی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر شیخ المؤذن
نے کہا حضرت امیر المومنین علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر اسی طرح سے سب
مذکروں نے اپنے اپنے درجہ سے آواز بلند کہنا شروع کیا اور اسی کے ناموں کے بعد
الفاظ ترجیم کے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف کے
بعد مذکور ہوئے ہیں شیخ المؤذن کہتا ہے پھر سب مذکرین کہتے ہیں اور ایک مؤذن
منارے پر بیٹھا رہتا ہے جب وہ سب مذاکر اُن الفاظوں کو کہہ چکتے ہیں تب
وہ مؤذن جو منارے پر بیٹھا ہے ہر روز اذان سے پہلے ان آیتوں کو بآواز بلند
خوش الحانی سے پڑھتا ہے اور وہ آیتیں یہ ہیں ان اللہ فالق الحب والنوی
تخرج الحیّ من المیت و مخرج المیت من الحی ذلکم اللہ فانّیٰ تؤفکون
فالق الاصباح وجعل اللیل ساکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر
العزیز العلیم وقل الحمد للہ الّذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک
فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبّرہ تکبیرا' بعد اس کے اذان کہتا
ہے' ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال انّنی من
من المسلمین' اور بعد اس کے وہ تینوں آیت مذکورہ پڑھ کر اذان کہتا ہے
پھر سب لوگ سننے پڑھنے لگتے ہیں اور موذن یہی منارے سے نیچے اُتر کر اپنی

Marfat.com

سنیتں پڑھتا ہے پھر بعد فراغ سنت کے اُسی جگہ کھڑا ہو کر ایک درود شریف
بلند آواز سے پڑھتا ہے اُس کو سُن کر امام شافعی مصلی کا باب السلام سے
چلتا ہے جب امام قریب مصلے کے پہونچا تب موذن نے اقامت کہنی شروع کی
اور امام مصلی پر تحریمہ باندہ کر کھڑا ہوا اور نماز پڑھائی اور ہر روز نماز میں چھوٹی چھوٹی
سورتیں جیسے سورۃ القدر اور سورۃ قریش اور سورۃ الکافرون اور سورۃ الکوثر پڑھتا
ہے اور جمعہ کو سورہ مسجدہ اور سورہ دہر پڑھتا ہے انتہیٰ پھر حضرت علیہ الرحمۃ کے آنے
سے ایک ہفتہ کے بعد مولانا محمد اسماعیل صاحب مھول کا فیصلہ کر کے تشریف لائے
اور بعد طواف اور سعی وغیرہ کے حضرت سے ملاقات کی اور احرام اُتارا اور اُن
کے ہمراہ حسن صباغ اور چند لوگ اور بھی آئے نگران کے نام یاد نہیں اور جو اسباب
کہ سوائے غلہ کے تھا وہ سب اپنے ساتھ لیتے آئے اور بجاس اونٹ چاول اور
دال کے بھی لائے اور حضرت کے سپرد کئے حضرت نے پوچھا کہ میاں صاحب کہو
وہاں مھول کا کیا حال گذرا اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت اُن لوگوں نے دو
کپیس اور دو کپیس کے رومال رام پوری اور پانچ تھان بن سکھ اور پانچ
تھان مشروع اور گلبدن کے اور چند تسبیح پتھر وغیرہ کی ادا ایک تہتی عطر
کی یہ سب اسباب بطور تبرک کے اس میں سے اُنہوں نے نکال لیا اور باقی دیگر
ہم کو رخصت کیا اور عرض کی ہے کہ حضرت میاں صاحب سے ہمارے لئے دعا
کروانا اور دو ہزار بستے چاول کہ جس کا بیعانہ معرفت بھے میاں کے لیا تھا
سو فی بستہ ساڑھے پانچ ریال کہ جس کے ساڑھے پانچ ہزار ریال ہوئے

Marfat.com

اُن کے حوالہ کئے اور وہ ریال اُن کی دوکان میں جمع کر دئے اور باقی بستے
دال چاول کے اُن کی تحویل میں چھوڑ آیا ہوں جس وقت آپ کو حاجت ہونگا؛
لیویں انتہیٰ جب مہینہ رمضان المبارک کا آخر ہوا تب بعد دو چار روز کے آپنے
قاضی احمداللہ صاحب اور مجھ سے اور میاں عبداللہ سے فرمایا کہ آج سے آٹھویں
روز تو گوشت پکایا کرو اور باقی ہر روز دال روٹی اور بیس ریال ہر روز اس
دن سے آپ نے واسطے کھانے کے مقرر کئے اور فرمایا کہ اس میں اپنا سب خرچ
کرو اور کھانا سب کو موافق معمول ہمیشہ کے پہونچے پھر اسی روز سے ہم اُسی
بیس ریال میں دال آٹا وغیرہ خرید کرتے تھے اور پکا کر سب کو پہونچا دیتے تھے
آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اُس میں ایسی برکت کی کہ سب کو بیا خوبی پہنچ جاتا
تھا اور کوئی بھوکا نہیں رہتا تھا **حکایت** عید کے روز بعد نماز صبح کے
لوگ حرم شریف میں جمع ہوئے اور مذکر منباروں پر چڑھے اور تذکیر کہنی شروع
کی جب وقت نماز اشراق کا ہوا اُس وقت امام نے نماز عید پڑھائی پھر بعد
فراغ نماز کے لوگ اپنے اپنے مکان کو گئے اور پھر دن چڑھے اکثر لوگ نامی
شہر کے حضرت کی ملاقات کے لئے آئے شیخ عبداللطیف سوداگر مرزا پوری
نے پانچ ریال حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کئے اور شیخ عمر ابن عبدالرسول بھی
تشریف لائے اور بیٹھے اور بہت بڑے بزرگ عارف اور عالم اور فاضل حنفی مذہب
کے تھے کہ ان کی برابر اس مذہب کا مکہ شریف میں عالم نہ تھا کہ سلطان روم
کے یہاں اُن کی بڑی قدر و منزلت تھی لوگ ان کو بطور تبرک کچھ پیشکش

Marfat.com

کرتے مگر کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے چنانچہ وہاں کے لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ ایک بار سلطان روم نے اُن سے کہلا بھیجا تھا کہ ایک حج ہماری طرف سے کرنا اور ایک خچر اشرفیوں کا بھر کر بھیجا تھا سو انہوں نے اشرفیاں تو للہ فی اللہ غریبوں محتاجوں کو تقسیم کیں اور کہا کہ پہلے لے کہے بادشاہ کے . . . مگر پڑھاتے پڑھاتے یاد ہو گئی اور اس کی سرخ سطلانی اسی طرح سے مجھکو یاد ہے یہ سُن کر لوگوں کو کمال تعجب ہوا حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو خلافت نامہ دیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور ایک کرتا اور ایک عمامہ ان کو عنایت فرمایا انتہیٰ ایک روز حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب اور سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور قاضی عبدالستار سیر کرتے ہوئے مغربی قافلہ میں باب الصفا کی طرف چلے گئے اس قافلہ کا ایک شخص بڑی کتاب فقہ کی یاد کر رہا تھا قاضی صاحب نے اس سے کہا کہ اگر تم اس قدر محنت قرآن شریف کے یاد کرنے میں کرتے تو کیا اچھا تھا اُس نے خفا ہو کر کہا کہ کیا میں مسلمان نہیں جو مجھکو قرآن مجید یاد نہیں اور ایسا بھی کوئی مسلمان ہوگا کہ جس کو قرآن مجید حفظ نہ ہوگا قاضی صاحب نے کہا کہ کیا تمہارے اس قافلہ میں سب کو قرآن مجید یاد ہے اُس نے کہا کہ پوچھ لو اور اس قافلہ میں قریب چھ سو کے عورت مرد تھے پھر قاضی صاحب نے قافلہ میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سب لوگ حافظ قرآن ہیں بلکہ دس دس برس کے لڑکے اور لڑکیوں کو بھی یاد تھا انتہیٰ

حکایت

بعد رمضان المبارک کے حضرت علیہ الرحمۃ نے جناب شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ دو تھان نینوں نین سکھ کے اور ایک تھان مشروع کا لاؤ انہوں

Marfat.com

نے بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ کے لاکر جاکر حاضر کیے پھر
آپ نے وہ تینوں تھان اور پچیس ریال حسن صباغ کو عنایت فرمایا اور
اُن سے کہا کہ ان محصول والوں سے کہہ دینا کہ ہم نے تمہارے واسطے دعا کی ہے
سو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اثر تم کو معلوم ہو جاویگا اس کو سُن کر حسن صباغ
نے عرض کی کہ حضرت آپ میرے لئے ابھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا انجام بخیر کرے
پھر آپ نے ان کے لئے بھی دعا کی اور اُن کو رخصت فرمایا پھر وہ آپ سے مصافحہ
کرکے اپنے مکان کو روانہ ہوئے انتہیٰ، ایک مہینہ سے کچھ کم لوگوں کو آٹا دال
تقسیم ہوا بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے ایک روز فرمایا کہ چاول بہت
ہیں آج سے دال چاول تقسیم کیا کرو پھر اُس دن سے میں نے دال چاول تقسیم کرنے
شروع کئے پندرہ دن تک تو برابر باغئے سولویں روز حضرت نے مجھ سے
فرمایا کہ ہر روز چاول کس قدر تقسیم کرتے ہو میں نے عرض کی کہ چار بستے روز، فرمایا
کہ ان پندرہ روز میں کتنے خرچ ہوئے ہونگے، میں نے عرض کی ساٹھ بستے، فرمایا
کہ پھر گنو، میں نے عرض کی کہ حضرت میری دانست میں تو آتا ہے کہ اسی قدر خرچ
ہوئے اس کو سُن کر فرمایا کہ قاضی صاحب اور میاں عبداللہ کو بلاؤ پھر میں نے
میاں عنایت اللہ سنڈیانی کو بھیج کر بلایا پھر آپ نے اُن سے بھی پوچھا کہ
ہر روز کتنے بستے چاول خرچ ہوتے ہیں اُنہوں نے بھی عرض کی کہ چار بستے روز
آپ نے فرمایا کہ کل بستے کتنے تھے، میں نے عرض کی کہ جتنے بستے چاول کے رمضان

Marfat.com

شریف میں اور قبل رمضان شریف کے خرچ ہوئے وہ تو ہوئے باقی تین
سو ساٹھ بستے باورچی خانہ میں جمع تھے اب انہیں میں سے خرچ ہوتے ہیں پھر آپ
نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ تم نے بستے شمار کر لئے تھے انہوں نے عرض کی کہ میں نے تفصیل
وار جس طرح سے آتے گئے لکھے ہیں اور کاغذ بھی جیب سے نکال کر حضرت کو دکھایا اس میں
لکھا تھا کہ سو بستے تو میاں دین محمد کے ساتھ آئے اور سو بستے مولانا محمد اسماعیل صاحب
لائے تھے اور ایک سو بستے تو حسن صباغ نے کئی مرتبہ کر کے بھیجے تھے ان میں سے بیس
بستے تو رمضان شریف میں خرچ ہوئے اور تین سو ساٹھ جمع ہیں اب انہیں میں
سے خرچ ہوتے ہیں اور پانچ اوپر نے ریال ان سب بستوں کے کرایہ میں دئے پھر
آپ نے ہم تینوں سے فرمایا کہ اب جا کر پھر گنو پھر ہم باورچیخانہ میں گئے اور ان سب
بستوں کو گنا تو تین سو ساٹھ ہوئے اس میں ہم کو بڑی حیرانی ہوئی کہ ساٹھ بستے
تو ہم خرچ کر چکے پھر یہ تین سو ساٹھ کیسے ہیں شاید ہم گنتی میں بھول گئے ہوں پھر
دوبارہ ان کو گنا تو پھر وہی تین سو ساٹھ ہوئے پھر جو بستے کہ ان کے چاول خرچ
میں آگئے تھے ان کو گنا تو ساٹھ تھے تب تو ہم اور زیادہ متحیر ہوئے کہ الٰہی یہ
کیا معاملہ ہے ہم نے تو تین سو ساٹھ بستے رکھے تھے اتنے ہی اب موجود ہیں یہ
ساٹھ بستے کہاں سے آئے اس بات کی حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کرنا ضرور
ہے پھر اس وقت ہم تو نہ گئے مگر دوسرے وقت جا کر عرض کی کہ ہم نے
تین سو ساٹھ بستے گن کر رکھے تھے اور ان میں سے پندرہ روز میں ساٹھ بستے
خرچ کئے اب پھر جا کر جو گنا تو وہی تین سو بستے بجنسہ موجود ہیں آپ نے اس
کو سن کر فرمایا کہ ہم لوگ غریب محتاج ہیں کہیں کے حاکم اور رئیس نہیں

Marfat.com

اگر اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی پرورش اور انعام ہمارے حال پر نہ
ہو تو ہم سے ضعیف اور مفلسوں کا کیونکر گذارہ ہو اور دیر تک اپنی عاجزی
اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کی ستاری اور غفاری بیان کرتے رہے اس وقت
تمام حضار مجلس پر عجب ایک حالت رقت کی طاری و ساری تھی کہ ہر شخص
زار زار روتا تھا پھر اسی روز یا اس کے دوسرے روز آپ نے میرے
شانوں پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ آج سے تم پونے چار لیتے
چاول روز تقسیم کیا کرو اور بسم اللہ کہہ کے بستے میں سے چاول نکالا،
کرو اور ان پونے چار بستوں سے نہ کم نہ زیادہ خرچ ہوں اور حصہ ہر
کسی کا موافق معمول کے پہونچے اور بعد تین دن کے ہم سے آکر پھر اطلاع
کرنا پھر میں نے تین دن تک پونے چار لیتے روز تقسیم کئے خدا کے
فضل سے سب کو پورا پہونچتا تھا کوئی باقی نہیں رہتا تھا پھر چوتھے
روز میں نے آکر عرض کی کہ بموجب ارشاد فیض بنیاد آپ کے پونے چار
لیتے روز میں نے تقسیم کئے سب کو پورا پہنچ گیا اس کو سن کر آپ نے
فرمایا کہ آج سے ساڑھے تین لیتے تین دن تک بانٹو اور پھر چوتھے
روز ہم سے آکر کہنا پھر میں بموجب فرمانے آپ کے عمل میں لایا
اور چوتھے دن آکر پھر عرض کی، آپ نے فرمایا کہ آج سے تین لیتے

Marfat.com

روز بانٹا کرو پھر ہم نے تین دن تک تین تین بستے روز تقسیم کئے
خدا کے فضل وکرم سے اس میں سب کو پورا پہونچ گیا چوتھے دن
میں نے آکر پھر عرض کی کہ حضرت آپ کی دعا کی برکت سے جب کہ چار
بستوں میں سب کو پہونچتا تھا ویسا ہی اب تین بستوں میں پورا ہو جاتا
ہے کسی طرح کی کمی بیشی نہیں ہوتی' آپ نے فرمایا کہ اب تم ہمیشہ تین
بستے چاول تقسیم کیا کرو اور بستے میں چاول دو من ہوتے ہیں پھر بعد
چار یا پانچ دن کے لوگوں میں مشہور ہوا کہ پہلے تو چار بستے چاول تقسیم
ہوتے تھے اور اب تین بستے مگر کسی نے اپنے حصہ کے چاول ناپے تولے نہیں
مگر اکثر لوگ اپنے دل میں رنجیدہ ہو گئے اس میں ایک روز مولوی وجیہ الدین
صاحب اور ایک ان کے ساتھ اور شخص کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنے
اپنے حصہ کے چاول کپڑے میں باندھ کر رکھ لئے اور بیٹھے رہے جب ہم
سب کو تقسیم کر چکے تب مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ پہلے تو چار بستے
بٹتے تھے اور اب تین بستے تو چار بستے کے حساب سے اب ان تین بستوں
میں سیر کا تین پاؤ آدمی پیچھے پڑتا ہے اور یہی پانچ چار آدمی اُن کے
ساتھ تھے مگر اُنہوں نے مقدم مولوی صاحب کو رکھا تھا انہوں
نے کہا کہ کیا حضرت نے تم سے فرمایا ہے کہ سیر کا تین پاؤ دو میں نے
کہا کیا آپ نے اپنے حصہ کے چاول تولے ہیں جو کہتے ہیں کہ سیر کا

Marfat.com

تین پاؤ ملتا ہے اُنہوں نے کہا کہ تولنے کی کیا حاجت اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چار لیتے تھے اور اب تین، میں نے کہا کہ مولوی صاحب حضرت کی دعا کی برکت سے ایک رتی کا بھی فرق نہ ہوگا اس وقت لوگ اور بھی بہت سے جمع ہو گئے پھر مولوی صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لے گئے اس وقت مولوی عبدالحئی صاحب اور مولوی امام الدین صاحب اور بھی چند لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور مولوی صاحب سے ایک مسئلہ میں اس سے پہلے ایک شخص سے بحث ہوئی تھی اس کو بھی اپنے اپنے ساتھ لیتے گئے تھے پھر جا کر سلام علیک کی اور بیٹھے اور حضرت سے مسئلہ پوچھا کہ حضرت ایک گھڑے پیندے میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں کپڑا لگا دیا اور اس سوراخ سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا ہے میں تو کہتا ہوں کہ ناپاک ہے اور یہ کہتے ہیں کہ پاک ہے اس میں آپ کیا فرماتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ وہم ہے اس کو دل سے دور کرو پانی اوپر سے نیچے کو آتا ہے اوپر کو نہیں آتا پھر مولوی صاحب نے اپنی تقریر پر دوبارہ اصرار کیا اور کہا کہ حضرت نیچے سے رطوبت اوپر کو جاتی ہے، حضرت علیہ الرحمۃ نے کہا مولوی صاحب یہ وسوسے شیطانی ہیں اس میں اصرار نہ کرو اور خیال خام کو دل سے دور کرو اور اس سے بچو پھر مولوی صاحب خاموش ہو رہے انتہیٰ، بعد اس کے

Marfat.com

وہ چاول نکال کر حضرت کے سامنے رکھے حضرت نے اول چاولوں کو دیکھ کر پوچھا کہ مولانا صاحب یہ چاول کیوں لائے ہو اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت اول چار بستے چاول لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے اور اب تین بستے بٹتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سیر کا تین پاؤ ہو گیا ہے اس کو سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہیں، میں نے عرض کی کہ حضرت یہ میرا ہاتھ پکڑ لے آئے ہیں کہ تم نے کس کے حکم سے تین بستے بانٹنا شروع کئے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ تم اپنے حصہ کے چاولوں کو تول لو اگر کم ہوں تو میں پورا کر دونگا اور جس کسی کو شک ہو وہ بھی تول لے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کی دعا کی برکت سے رتی بھر کم نہ ہونگے پھر حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ تو بہت آسان بات ہے کہ جیسا یہ تولنے کو کہتے تھے اسی وقت تول لیتے اور جس کسی کو شک تھا وہ بھی تول لیتا اگر کم ہوتے تو یہ خطا وار تھے اور اس طرح سے بے تولے نا پے کسی کو الزام دینا بہت بُرا ہے پھر مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضرت آپ بھی تو موجود ہیں ان کو اپنے سامنے تولوا دیں پھر ترازو اور رتل منگوا کر تولا تو کم ہوئے، میں نے کہا کہ ریال اور رتل پر میرا اعتبار نہیں ہے میں تو روپیوں سے تولونگا اور روپے بھی شاہی لکھنو کے

پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ تو کہتے ہیں پھر ایک شخص کو شیخ عبداللطیف

Marfat.com

سوداگر کے یہاں بھیج کر تین سو ساٹھ روپے اور کانٹا تولنے کا منگایا
پھر ان روپیوں سے چاولوں کو تولا تو پورے ہوئے نہ تو کم نہ زیادہ
پھر حضرت نے فرمایا کہ اور جس بھائی کا دل چاہے وہ بھی اپنے حصہ کے چاول
تول لے بعد حکایت اس کے حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب کسی پر بغیر
جانچے بدگمانی کرنا مناسب نہیں ہے پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جس
طرح پر تم اپنا کام کرتے ہو اسی طرح پر کئے جاؤ کسی کے کہنے سننے کا
خیال نہ کیا کرو پھر میں اپنے کام پر موافق فرمانے آپ کے مستعد ہوا انتہی

حکایت مکہ معظمہ میں باب العمرہ پر ایک رباط ہے اس میں سید قدرت اللہ
دکھنی رہتے تھے اور اس کے متصل ایک حویلی حضرت کے رہنے کے واسطے کرایہ
لی تھی اور یہ خبر پہلے سے مشتہور تھی کہ ایک پیرزادے صاحب ہندوستان
سے آتے ہیں اور اُن کے ساتھ ایک بڑا قافلہ ہے یہ خبر سید قدرت اللہ
صاحب ممدوح نے بھی سنی اور یہ بھی سنا کہ حویلی بھی انھیں کے واسطے
کرایہ لی گئی ہے یہ سُن کر سید قدرت اللہ صاحب واسطے دریافت کرنے
حال حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک اخون محمد خاں کے جو خلیفہ شاہ
غلام علی صاحب دہلوی کے تھے گئے اور ان سے احوال دریافت کرنا
شروع کیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے جو یہ پیرزادہ صاحب ہندوستان
سے آتے ہیں وہ شاہ علیم اللہ صاحب کی اولاد میں سے ہیں اور

Marfat.com

بڑے صاحب کرامات ہیں اور اُن کے ساتھ بڑے عالم اور فاضل
دہلی کے ہیں اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی اولاد سے ہیں سو میں آپ سے
پوچھتا ہوں کہ ان کا کیا حال ہے اور کس وضع پر ہیں آپ کو دہلی کا حال
خوب معلوم ہے مجھکو بخوبی بتلا دو انہوں نے ایسی سرائیاں حضرت کی اور
حضرت کے ساتھ جو عالم تھے ان کی بیان کیں کہ حضرت کی طرف سے اُن
کا اعتقاد بالکل جاتا رہا اور یہ سرائیاں صرف اس واسطے کی تھیں کہ اُن کے
مرید و معتقد وہاں بہت تھے تاکہ وہ لوگ اور اور مخلوق خدا کی حضرت
علیہ الرحمۃ کی طرف مائل نہ ہوں اور ہمارے معتقد اور فرماں بردار رہیں پھر
بعد چند روز کے حضرت علیہ الرحمۃ بھی تشریف لائے اور وہ لوگ کہ جو مخالف
حضرت کے تھے کھڑے دیکھتے تھے اور حیرت میں تھے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے
اور ہم نے اپنے دل میں کیا سوچا تھا پھر قدرت الٰہی سے جتنے مخالف اور
موافق حضرت کے تھے وہ سب واسطے معانقہ اور مصافحہ کے بیچ خدمت
باسرکت حضرت علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوئے اور اس قدر ہجوم آدمیوں کا تھا
کہ لوگوں کو حضرت سے مصافحہ کا وار بھی نہیں ملتا تھا اور مکہ معظمہ میں جتنے
لوگ تھے سب کو ایک تعجب تھا کہ خدایا لاکھوں آدمی آتے ہیں اس میں ولی
اور فقیر اور بادشاہ اور امیر اور سوا ان کے غریب اور غربا ہزاروں،
لاکھوں آدمی اُن کے معتقد اور جاں نثار اور گرویدہ خاطر ہیں،
معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ حضرت بڑے ولی کامل اور صاحب کرامات ہیں

Marfat.com

اور تائید الٰہی ان کے شامل حال ہے آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے اور
خصوصاً سید قدرت اللہ کہ جس وقت حرم شریف میں ہم لوگوں سے ملاقات
ہوتی اور ہم اُن سے سلام علیک کرتے سلام کا جواب دیتے لیکن کشیدہ
خاطر ہو کر اور جب ہم حنفی پر وضو کرنے جاتے اور صورت اس حنفی کی
یہ ہے کہ ایک برج سا بنا ہوا ہے اور اندر اُس کے نہر جاری ہے اور گرد
اُس کے ٹونٹیاں لگی ہیں اور ایک نالی بھی گرداس کے بہتی ہے اُس نالی
پر بیٹھ کر لوگ وضو کرتے ہیں جس وقت ہم لوگوں سے کوئی وضو کرتا اور
سید قدرت اللہ صاحب دیکھتے کہتے کہ جلد وضو کرو کیا تمہی وضو کرنے والے
ہو اور کوئی نہیں ہے اسی طرح جب ہم اس رباط میں واسطے حاجت ضروری
کے جاتے اور اس رباط میں دو تین پاخانہ اور تین چار حجرے اور دو تین
حجرے اس کے اوپر بھی بنے تھے اور اس اوپر کے حجرے میں اُنھیں سید صاحب
کا قبضہ رہا کرتا تھا جب ہم لوگوں کو وہ دیکھتے کہ یہ پاخانہ کو گئے ہیں
آتے اور کہتے جلد نکلو اور لوگ کھڑے ہیں کیا تمہارے اکیلے کے لئے پاخانہ
بنا ہے ہم لوگ نکل آتے اور چپ رہتے کچھ جواب نہ دیتے اور اُس پاخانہ
کی بھی یہی صورت ہے کہ نہر کا پانی آیا کرتا ہے جتنا پاخانہ ہوتا ہے
سب کو صاف کرتا ہوا چلا جاتا ہے کچھ حاجت بھنگی کے کمانے کی نہیں
ہوتی اور وہ نہر پاخانہ اور شہر کی جو پاک ناپاک نہریں ہیں وہ سب

Marfat.com

جاکے ایک بڑی نہر میں ملی ہیں اور اُس بڑی نہر کا منہ شہر سے کوس
دو کوس کے فرق سے خشکل میں جانکلا ہے پھر سید قدرت اللہ صاحب جو
ہر وقت ہم لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے یہ سب خبریں حضرت علیہ الرحمۃ
کو پہنچتی تھیں پھر حضرت سُن کر ہم لوگوں کو فرماتے تھے کہ بھائیو تم چپ
رہو اللہ تعالیٰ اس کام کو سنبھال لیگا اس عرصہ میں مولوی امام الدین صاحب
لکھنوی اور مولوی بشیر الدین صاحب دینہی اور سوا ان کے حضرت کے ہمراہیوں
میں سے اُنہی سید صاحب سے ملاقات کرنی شروع کی پھر تھوڑے دن کے
بعد کبھی ان کو عقائد کی باتیں بھی سناتے اور کہتے تھے کہ آپ بھی دیکھتے جائیے
ہمارے کہنے پر نہ رہیئے کہ کس طرح کا ہمارا عقیدہ ہے اور کس وضع کی
ہماری چال ڈھال ہے موافق شرع کے ہے یا مخالف، اور جو گفتگو کہ ہر روز
مولوی صاحب سے اور اُن سے ہوتی تھی وہ حضرت علیہ الرحمۃ سے آکے عرض
کردیا کرتے تھے کہ حضرت آج یہ گفتگو ہم سے ہوئی آپ فرماتے کہ مولوی
صاحب آپ ان کو سمجھائے جاویں انشاء اللہ تعالیٰ اب چند روز میں ان کو
ہدایت ہوتی ہے اسی طرح پر ہر روز مولوی صاحب ان کو سمجھاتے تھے بعد
چند روز کے سید قدرت اللہ صاحب نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے مصافحہ
کیا اور عرض کی کہ حضرت مجھ سے جو خطائیں ہوئیں ہوں آپ للہ معاف
معاف کیجئے میں آپ کا بڑا خطاوار ہوں مولوی اسلمی صاحب کا خط مدینہ منورہ
سے میرے نام آیا کرتا تھا کہ تم ان لوگوں کے کہنے میں نہ آنا اور ان

Marfat.com

لوگوں سے نہ ملنا ان کا عقیدہ بہت بُرا ہے سوان کے اور لوگوں نے
یہاں مجھکو بہکایا میں ان کے کہنے میں آگیا اب آپ میرا قصور معاف کریں
میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں اور آپ مجھسے بیعت لیں حضرت
نے فرمایا کہ تو یہ تم نے اچھی بات کی دین کے معاملہ تحقیقات ضرور چاہیئے اور
تمہارا تو کچھ قصور نہیں ہے آؤ بسم اللہ بیعت کرو پھر انھوں نے بیعت کی اور
عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں پھر حضرت نے اُن کے واسطے دعا
کی یہاں تک آپنے دعا کی کہ سید قدرت اللہ رونے لگے اور لوگوں کو بھی
وقت تھی بعد اس کے سید قدرت اللہ صاحب نے اپنی بُرقے میں ہاتھ ڈالا
اور اس میں سے کچھ نکالا مگر یہ مجکو نہیں معلوم کہ کیا نکالا اور حضرت علیہ الرحمۃ
کو نذر دئے حضرت تو نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم متوکل آدمی ہو ہم
کو چاہیئے کہ ہم تمہاری خدمت کریں اور ہم کو تو نذر کی حاجت نہیں ہے
پھر جب دوبارہ اُنھوں نے تکرار کیا تو وہ لے لیا اور اس کو ہاتھ میں آپ
نے داب رکھا پھر بعد اس کے مولوی یوسف صاحب کو دیا اور کہا اس کو
علیحدہ رکھنا پھر سید قدرت اللہ صاحب تو سلام علیک کرکے رخصت ہوئے
اور اپنے مکان کو گئے انتہیٰ، اور وہ جو جاوے کے ایک عالم ہمارے جہاز
ہمارے جہاز پر تھے اور اُن کے ساتھ دو طالب علم بھی تھے ان کا
قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے اور تھوڑا سا جو باقی تھا وہ یہ ہے کہ جب

Marfat.com

ہم لوگوں کے ساتھ وہ مکہ معظمہ میں پہونچے۔ تب بعد رمضان شریف
کے حضرت علیہ الرحمۃ سے ان کی ملاقات کروائی اُنھوں نے حضرت سے
عرض کی جو آپ کے خلیفہ جاوے کو گئے تھے میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت
کی اور اب جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ملاقات سے مشرف کیا میرا ارادہ یہ
ہے کہ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کروں اور کچھ فائدہ کو پہونچوں
آپ نے فرمایا کہ بہت خوب اچھا بیعت کرو اللہ تعالیٰ فائدہ کو پہنچا دیگا
پھر ان تینوں آدمیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی بعد اس کے
حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو یہاں اتنے دن آئے ہوئے آپ
کھانا کہاں کھایا کرتے ہیں ہمارے یہاں کیوں نہیں کھایا کرتے، انہوں نے
عرض کی کہ وہاں بھی کھانا آپ کا ہے اور ہمارے پاس خرچ بخوبی ہے
اور یہاں جب ہم لوگ مکہ شریف میں آتے ہیں بہت آسودہ آتے ہیں پھر
اُنھوں نے اپنی اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ایک سلاخ کچے سونے کی
قریب چار چار انگل کے لمبی اور وزن میں چار چار پانچ پانچ اشرفی بھر
معلوم ہوتی تھی نکالیں اور آپ کی نذر کیں آپ نے فرمایا کہ ہم نے تذر
تمہاری معاف کی تم یہاں آئے ہو اپنے خرچ کے واسطے رہنے دو اور
کھانا آج سے ہمارے یہاں کھایا کرو اس میں کئی مرتبہ اُنہوں نے تکرار
کیا اور کہا حضرت ہمارے پاس پندرہ پندرہ بیس بیس سلاخیں ہیں
آپ ان کو قبول فرماویں اور ہم کو کچھ تکلیف خرچ کی نہیں ہے پھر

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ تعالیٰ تم لوگوں کو اور زیادہ روزی حلال
سے پہنچاوے پھر وہ سلاحیں تینوں آپ نے لیں بعد اس کے انہوں نے
عرض کی کہ ہمارے ملک جاوے میں سونے کی کان ہے ہر روز آدمی جایا
کرتے ہیں اُس میں جو لوگ غریب ہیں وہ تو اسی وقت بازار میں بیچ کر اپنا
اسباب ضروری خرید لاتے ہیں اور جو مالدار ہیں وہ مزدوروں کو لیجا کر
اسی کان میں سونا کھدوا لاتے ہیں اور ان کو مزدوری اپنے پاس سے دیتے
ہیں پھر حضرت نے اُن سے فرمایا کہ تین روز تک ہمارے یہاں تم تینوں
صاحبوں کی دعوت ہے اور پھر ہماری طرف سے اجازت عام ہے روز
کھانا نہیں کھایا کرو اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت یہ تین روز تو تبرکاً ہم کو
کھانا ضرور ہے اور بعد اس کے ہمارے پاس خرچ بہت ہے آپ کو تکلیف
کھانے کی نہ دینگے اس واسطے کہ ہمارے پاس خرچ بخوبی ہے پھر حضرت
علیہ الرحمۃ نے مولوی امام الدین صاحب نگالوی اور حاجی عبد الرحیم صاحب
کو واسطے تعلیم اور توجہ دینے کے ان تینوں صاحبوں کو سپرد کیا اور درمیان
میں حضرت بھی کبھی کبھی ان کو تعلیم کرتے اور توجہ دیتے یہاں تک کہ وہ
تینوں صاحب اپنے مقصود دلی کو پہنچے اور ہر روز اپنا حال طرح طرح
کا حضرت علیہ الرحمۃ سے آکر بیان کیا کرتے تھے بعد چند روز کے
اُنہوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت طلب کی، آپ نے فرمایا کہ بہت
اچھا کل ہم کو آپ رخصت کرینگے اس کے دوسرے روز حضرت نے

Marfat.com

ایک ٹوپی اور ایک کرتا مولوی صاحب کو عنایت فرمایا اور ایک ایک ٹوپی
اور ایک ایک عمامہ ان دونوں طالب علموں کو عنایت فرمایا اور خلافت نامہ
دے کر ان کو رخصت کیا اور وقت رخصت کے آپ نے ان کے واسطے دعا
کی اور فرمایا کہ جہاں کہیں تم کو مسلمان بھائی ملیں ان کو خوب تعلیم اور
تلقین کرنا پھر وہ کہنے لگے کہ جس طرح حضرت نے ہمارے واسطے دعا کی
ہے ہم نے اس طرح دعا کرتے ہوئے نہ کسی کو دیکھا اور نہ سنا اور نہ ایسے
الفاظ ہم نے کبھی پڑھے ہے کیا اچھی دعا حضرت نے ہمارے واسطے اور مخلوق
کے واسطے کی پھر وہ مصافحہ کرکے رخصت ہوئے **حکایت** جس جہاز
پر کہ ہم سوار تھے اس جہاز کے ناخدا نے تین دن تک ہماری دعوت کی
اس کا ذکر اول بھی ہو چکا ہے اور اس دعوت میں ایک لنگی اور پانچ ریال
بھی ہم کو دیا تھا جس وقت ہم مکہ میں پہونچے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی تشریف
لائے بعد رمضان شریف کے ہم نے وہ لنگی اور ریال حضرت کے سامنے حاضر
کیا اور عرض کی کہ حضرت ہمارے جہاز کے ناخدا نے ہماری دعوت کی تھی
اور یہ لنگی اور یہ ریال بھی ہم کو دعوت میں دیا تھا اور جو خرچ کہ ہم کو حضرت
نے کلکتہ میں دیا تھا اور اس میں سے رستہ میں ہم نے خرچ بھی کیا تھا
باقی کچھ روپے تھیلی میں ہمارے پاس تھے وہ بھی ہم نے اسی وقت حضرت
کے سامنے لاکر حاضر کیا اور عرض کیا کہ حضرت جو آپ نے کلکتہ میں ہم کو خرچ
دیا تھا اُس میں کچھ تو ہم نے خرچ کیا اور باقی یہ حاضر ہے جو ارشاد

Marfat.com

ہو بجالاؤں، آپ نے فرمایا کہ یہ تم اپنے پاس رکھو اور
اپنے معمول کے خرچ کیا کرو پھر ہم کلکتہ پہنچ کر کہنا پھر
وہ تھیلی ہم نے اٹھالی اور موافق معمول کے خرچ کیا کرتے
تھے اور اس ریال اور لنگی کو بھی حضرت نے فرمایا کہ اس کو بھی
اپنے پاس رکھو پھر کسی وقت ہم کو یاد دلانا پھر اس دن سے ہم نے
اس تھیلی میں سے خرچ کرنا شروع کیا چار آنے تک تو بے اطلاع
حضرت کے ہم اس میں سے لے کر خرچ میں لاتے اور چار آنے
سے زیادہ خرچ کرنے کا اتفاق ہوتا تو دو روپے تک حضرت
سے پوچھ کر خرچ کرتے اور یہی حکم آپ کا ہم کو تھا اسی طرح،
کلکتہ تک اُس تھیلی میں سے خرچ کیا جب کلکتہ مع الخیر داخل
ہوئے تب وہ تھیلی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لاکر رکھی اور عرض
کی کہ حضرت یہ وہی تھیلی ہے جو ارشاد ہو بجالاویں پھر حضرت نے
فرمایا اس کو تم اپنے پاس رکھو اور موافق اپنے معمول کے خرچ کیا
کرو میں نے پھر اس میں سے اپنا خرچ کرنا شروع کیا اور
کلکتہ میں دس بیس روپے کا اسباب بھی میں نے اُسی میں سے
خرید کیا اور جو کچھ خرچ کبھی مجکو اللہ تعالیٰ دیتا وہ حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس لیجاتا اگر آپ کو مجھ کو دینا منظور ہوتا

Marfat.com

تو کہہ دیتے کہ تم اس کو لیجاؤ خرچ کرو پھر میں اس کو اسی
تھیلی میں ڈال دیا کرتا اور آپ کو فقط میرے پاس رکھوانا منظور
ہوتا تو فرماتے کہ اس کو تم اپنے پاس رکھو میں اس کو علیحدہ رکھتا
پھر جس وقت آپ طلب کرتے میں حاضر کرتا اور جو کچھ خرچ اور
آپ مجھ کو دیتے وہ بھی اسی میں ملا کر رکھتا اور جس جگہ آپ فرماتے
وہاں ہم خرچ کرتے اسی طرح سے اگر تکیہ شریف پر داخل
ہوئے اور راہ میں بھی اسی تھیلی سے خرچ کرتا آیا اور تکیہ پر کوئی
پونے دو برس تک رہے اور حضرت علیہ الرحمۃ اس درمیان میں مجھکو
لکھنؤ اور الہ آباد اور بنارس اور دہلی وغیرہ کو واسطے کسی کام کے کئی مرتبہ
بھیجا تھا میں گیا اور آیا مگر اسی تھیلی سے خرچ کرتا تھا اور جو کچھ
مجکو ان شہروں میں لوگوں نے دیا تھا وہ سب لاکر حضرت علیہ الرحمۃ
کے سامنے رکھ دئے اُن میں کچھ روپے تو آپ نے مجکو عنایت
فرمائے کہ یہ اپنے پاس رکھ لو اور باقی کو ارشاد کیا کہ ان کو
خرچ کرو پھر میں نے اسی تھیلی میں وہ روپے رکھ دئے اس
عرصہ میں حضرت علیہ الرحمۃ تکیہ شریف سے ہجرت کر کے
ولایت افغانستان کو روانہ ہوئے جب مع الخیر

Marfat.com

حکایت یہ خاکسار بمقدار سرایا انکسار اُمیدوار لُطف پروردگار فتح علی عظیم آبادی کہتا ہے کہتا ہے کہ جس ایام مبارک فرجام میں حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ موضع چکنی سے ہشت نگر کو کوچ فرماکر اور دریائے لنڈی اُتر کر جب قریب موضع ہشت نگر کے منع تمام مجاہدین لصرت قرین تشریف فرماہوئے آپکے قدوم میمنت لزوم کی خبر میمنت اثر ساکنان اس موضع کو پہنچی تمام مردوں نے مانند مورملخ کے واسطے دیدار فیض آثار حضرت علیہ الرحمۃ کے ہجوم کیا اُس وقت آپ نے جس کی طرف نظر ہدایت اثر سے دیکھا فوراً جھُوں لطفے اُس کے اور سلطان الذکر جاری ہوگئے اور اس ملک میں اکثر شرفا اور غربا لوگوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں آپ کی خبر فرحت اثر سُن کر ہر جوان و اطراف سے وہ بھی آئیں اور آپ اُس وقت اونٹ پر سوار تھے اور اُس اونٹ کی زین پوش میں جو جھالر لگی تھی اُس کو ترک جان کران عورتوں نے توڑ لیا بلکہ اُس اونٹ کی دم کے بال تک نوچ لئے اور اُس اونٹ کے پیروں کے نیچے کی خاک پاک تبرک بوجھ کر کوئی عورت اپنی آنکھ میں لگاتی تھی اور کوئی اپنے چہرے پر ملتی تھی اور کسی نے گھر بیجانے کو وہ خاک اپنے کپڑے میں باندھی آخرش ان سب لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو بیجا کر اس بستی کے

Marfat.com

کنارے ڈیرہ کروایا سب قافلہ وہیں اُترا اور لشکر میں اہتمام تقسیم
غلہ اور آٹے اور اخراجات وغیرہ کا مولوی محمد یوسف صاحب پہلتی
کے ذمہ تھا سو انھوں نے اپنی طرف سے دو شخص معین کئے تھے واسطے
تقسیم غلہ اور آٹے وغیرہ کے، شیخ باقر علی صاحب کو اور واسطے خرید
غلہ اور آٹے وغیرہ کے میاں عبداللہ صاحب کو جو وہاں لشکر ظفر پیکر میں
عبداللہ دالیا کر کے مشہور تھے اس روز مولوی صاحب ممدوح سے
معلوم ہوا کہ واسطے کھانے لشکر فیروزی اثر کے خرچ نہیں ہے میاں
عبداللہ صاحب نے جا کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت سراپا برکت میں
عرض کی کہ آج کچھ خرچ نہیں ہے یہ حال سُن کر آپ دیر تک سکوت
میں رہے بعد اس کے فرمایا کہ میاں عبداللہ تم بہت اس میں فکر و تشویش
نہ کیا کرو یہ سب لوگ جس کے بندے ہیں وہ آپ ان کی پرورش
باخوبی کریگا اور فرمایا کہ کچھ ظروف مسی باورچیخانے کے دیگچی تشت وغیرہ
برائے تسلی کسی قال کے یہاں رکھ کر آج کے واسطے جنس طعام لے پھر جیسا
ہوگا دیکھا جاویگا پھر یہی اُنھوں نے کیا اور جنس لا کر حضرت سے پوچھا کہ
اس کو کیونکر تقسیم کریں، آپ نے فرمایا کہ جس قدر سب کو پہنچے بانٹ دو
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں تقسیم غلہ کا ایک تاملوٹ تھا اس
میں تین پاؤ آٹا آتا تھا وہی ہر ایک کو ایک تاملوٹ غلہ یا آٹا ملتا تھا سو اس روز
بسبب قلت غلہ کے تین تین آدمیوں میں ایک ایک تاملوٹ آٹا تقسیم ہوا نے اپنے کھانے
پینے کی تیاری کی پھر کھا پی کر اپنی اپنی خدمت پر مستعد ہوئے چوکیدار اپنے پہرے چوکی
پر قائم ہوئے اور شبینہ والے گشت کو گئے اور حکم پلول کا تمام لشکر میں پہنچا دیا پلول
لشکر والوں میں ایک اصطلاح ہوتی ہے کہ آج تمام لشکر والوں کا فلانا نام ہے اور کوئی نام ہر خواہ کسی آدمی کا

Marfat.com

خواہ کسی درخت کا خواہ کسی اور چیز کا کہ جب لشکر سے کوئی نکلا یا لشکر میں آیا اور روند والے نے یا چوکیدار نے ٹوکا کہ کون ہے اگر اُس نے وہی نام بتایا جو نام اُس روز لشکر میں سب کو پہنچایا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے لشکر کا آدمی ہے اور جو اُس نے اور کچھ بتایا تو جانا گیا کہ یہ غیر شخص ہے اور ہر شب کو ایک جدا نام بدلتا رہتا ہے فقط پھر تمام لوگ آرام سے سونے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پلنگ کے گرد اکثر لوگ آپ کی باتیں سننے کو رہا کرتے تھے اور اس کثرت سے لوگ رہتے تھے کہ کسی کا سر کسی کے پیر کسی کا پیٹ کسی کی پیٹھ کسی کو کسی بات کا کچھ تکلف نہ تھا جس نے جہاں کہیں جگہ پائی وہیں بے تکلف سو رہا سو اس رات کو بھی یہی حال تھا پھر جب پچھلی رات کو حضرت علیہ الرحمۃ اُٹھے اور وضو کر کے تہجد کی نماز ادا کی اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر اپنے لوگوں سے فرمایا کہ یہ وقت اجابت دعا کا ہے میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں تم سب مل کر آمین کہو پھر آپ سر برہنہ جناب باری میں ساتھ گریۂ وزاری اور عجز و انکساری کے دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو بڑا قادر و بے نیاز ہے ہم سب تیرے بندے محتاج و ناچار ہیں سوا تیرے کوئی ہمارا حامی و مددگار نہیں ہے ہم سب تیری ہی رضامندی کے واسطے اپنے شہر و دیار چھوڑ کر یہاں آئے ہیں تو ہم سب پر اپنی رحمت کی نظر کر اسی طرح کے الفاظ بار بار

Marfat.com

تکرار زبان الہام بیان سے نکالتے تھے اُس وقت دریائے رحمت
الٰہی نے ایسا جوش مارا کہ ہر شخص کا کلیجہ اور ہی حال ہو گیا گویا کہ سب پر
ایک حالت فنا کی ساری وطاری تھی کہ بیان اُس کا لکھنے میں نہیں
آسکتا پھر بعد فراغ دعا کے کچھ کچھ حاضرین لوگوں کو موافق عادت شریف
کے وعظ ونصیحت فرمایا پھر سو رہے پھر بعد اذان صبح کے اُٹھے استنجے
سے فراغت کر کے وضو کیا سنتیں پڑھیں اس عرصہ میں اپنے لشکر کے لوگ
تو تھے ہی اُس بستی کے تمام لوگ واسطے نماز کے حاضر ہوئے پھر آپ نے
نماز پڑھائی بعد فراغ نماز پھر بڑی دیر تک دعا کی پھر بعد طلوع
کرنے آفتاب عالمتاب کے سردار سید محمد خاں جو سردار دوست محمد خاں
کے سب بھائیوں میں چھوٹا تھا اُس بستی کے قلعہ سے کہ اُس کا بالاحصار
نام تھا واسطے ملاقات مسرت آیات حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
آیا اور بہت لوگ اُس کے ہمراہ تھے اور وہیں اُسی ملاقات میں شرف
بیعت سے بھی مشرف ہوا اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی امام الدین
صاحب مرحوم سے جو بنگلے کے رہنے والے تھے فرمایا کہ ان کو لیجا کر
توجہ دو پھر انھوں نے ایک جگہ بٹھا کر ان کو توجہ دی یہ معاملہ دیکھ کر
خان ممدوح کے ہمراہی لوگوں نے اور بستی والوں نے واسطے بیعت کے
حضرت علیہ الرحمۃ کے گرد ہجوم کیا اُس وقت بیعت کرنے والوں کی اس
قدر کثرت تھی کہ ہاتھ پکڑنے کی نوبت نہ ملی تب حضرت علیہ الرحمۃ

Marfat.com

نے اپنا دوپٹہ پھیلا دیا اور فرمایا کہ اس کو پکڑو، پھر آپ نے اُن
سب سے بیعت لی اور اپنے حاضرین لوگوں کو دس دس پندرہ آدمی
جنہوں نے اُس وقت بیعت کی تھی سپرد کئے کہ تم ان صاحبوں کو
لیجا کر توجہ دو باوجودیکہ بہت لوگ آپ کے لشکر ظفر پیکر ایسے تھے کہ توجہ
دینے اور توجہ لینے واقف نہ تھے اُن سے بھی فرمایا کہ اتنے آدمیوں کو
تم بھی جاکر توجہ دو میں اسی حال سے اصلا اُس وقت تک واقف نہ
تھا مگر بپاس ادب میں کچھ عذر نہ کر سکا ان کو ساتھ لے کر مولانا
ولایت علی صاحب مرحوم و مغفور کے پاس گیا اور اپنی ناواقفی کا حال
بیان کیا کہ مجکو تو کچھ معلوم نہیں میاں کو توجہ کیونکر دوں اُنہوں نے
کہا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجکو جناب الٰہی سے اجازت
ملی ہے کہ تو واسطے توجہ دینے کے اپنی طرف سے جس کو حکم کر لیگا اگرچہ وہ
بھی نہ جانتا ہو اس کو فیض حاصل ہوگا یہ تو میری طرف سے ہے سو میاں
فتح علی تم ان کو لیجا کر بٹھاؤ اور خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے اپنے
دل کی طرف متوجہ ہو اور ان بھائیوں سے بھی کہو کہ تم بھی سب دنیا کے
کاروبار کا خیال اور اندیشہ ترک کر کے اپنے اپنے دل کی طرف متوجہ
ہو یہ بات سُن کر میں اُن لوگوں کو لے گیا اور وہی بات تعلیم کر کے ان
کو بٹھایا اور میں بھی بیٹھا اور توجہ دینے میں مشغول ہوا بعد کچھ دیر کے زمین
پر لوٹنے لگے ان کا شور و غل سُن کر باقی لوگ اُس حالت استغراق

Marfat.com

سے ہوشیار ہو گئے اور اُن تینوں شخصوں کو پکڑا وہ ہوش میں آئے
پھر میں نے اُن آٹھوں شخصوں سے پوچھا کہ جو کچھ حال تم نے دیکھا ہو،
بیان کرو سو ہر ایک صاحب نے اپنا اپنا جدا جدا ایک ایک معاملہ عجیب و
غریب بیان کیا کسی نے کہا میں نے ایسا دریا دیکھا کسی نے کہا میں نے ایسا باغ
دیکھا غرض ہر ایک نے ایسا حال بیان کیا کہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ
کسی سے سنا تھا پھر میں ان کو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس لے
گیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ حال ان کا بیان کرو میں نے عرض کی کہ
آپ اُنہیں سے پوچھیں یہ آپ بیان کرینگے پھر آپ نے اُن سے پوچھا
ہر ایک نے جدا جدا حال جیسے مجھ سے بیان کیا تھا اُسی طرح حضرت علیہ الرحمۃ
کے سامنے بے کم و کاست دبے زیاد عرض کیا اور اسی طور سب لوگ توجہ لے
کر آپ کے پاس آئے اور بیان کیا پھر بعد فراغ توجہ کے اُنہیں لوگوں نے
عرض کی کہ اب حضرت اپنے لوگوں کو لے کر واسطے تناول طعام کے ہمارے
مکانوں پر تشریف فرما ہوں اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ سردار محمد خاں اور
اپنے لوگوں کو ہمراہ لے کر پیادہ اُن کے ساتھ روانہ ہوئے اور جا کر ایک
صاحب دعوت کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ تم کو کتنے آدمی چاہئے
اُس نے چالیس پچاس جتنے کہے آپ نے اُتنے آدمی گن کر اس کے یہاں داخل
کئے اور باقی سب لوگ بدستور باہر کھڑے رہے پھر آپ اس کے یہاں تشریف لیگئے
اور اُن کو کھلا پلا کر باہر آئے پھر دوسرے صاحب کے دروازے پر اپنے لوگ
لے کر گئے اور اُس سے پوچھا کہ تم کو کس قدر آدمی چاہئے اُس نے بھی جتنے درخواست
کئے اتنے اُس کے یہاں شمار کر کے داخل کئے اور باقی سب لوگ باہر رہے پھر آپ اندر گئے

Marfat.com

اور سب کو کھلا پلا کر باہر آئے اسی طرح ہر شخص کے یہاں گئے سب کی
خاطر کی اور اُس بستی میں آپ چودہ روز رہے ہر روز دعوت کھانے کا
یہی طور تھا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے **حکایت** اکبر خاں تشکر تجاہدین
میں ایک بہیلہ دار تھے اور ایک شخص رسول خاں نام رہنے والے ملیح آباد علاقہ
لکھنؤ کے بکّوں میں تھے اور وہ بڑے بہادر اور بڑے بانکوں میں نامی تھے اور
دس گیارہ برس کا ایک اُن کا بھتیجا تھا اُس کو اُنہوں نے واسطے تعلیم ادب
کے اکبر خاں کے بہیلے میں رکھ دیا تھا اور ہشت نگر میں جو لوگوں نے بیعت کی تھی انہوں
میں کچھ لوگ مٹھائی لائے تھے وہ حضرت نے اکبر خاں کے بہیلے میں سپرد کر دی
تھی کہیں اپنے پہرے میں وہ لڑکا اُس میں سے ایک یا دو لڈّو کھا گیا اکبر خاں کو
خبر ہوئی اُنہوں نے تعلیماً ایک دھول اس کو ماری کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے
کسی نے یہ حال رسول خاں سے کہا کہ تمہارے بھتیجے کو اکبر خاں نے دھول ماری
ان کو کمال رنج ہوا اور مارے غصہ کے کچھ سخت و سُست بے اختیاری میں کلام
بھی منہ سے نکل گیا پھر سمجھ کر چپ رہے نور خاں نام ایک غازی تھا اُس نے رسول
خاں کی خفگی کا حال حضرت سے جا کر کہا اور رسول خاں حضرت کے بڑے معتمدوں
میں تھے آپ نے ان کو بلایا اور بڑی خاطر داری سے بٹھایا اور بعد عافیت مزاج
کے پوچھا کہ ہم نے سنا ہے کہ اکبر خاں نے تمہارے بھتیجے کو دھول ماری سو
تم کو اس کا بُرا رنج ہوا یہ بات تم کو نہ چاہیئے اُنہوں نے اپنا سا لڑکا سمجھ کر

Marfat.com

تعلیماً مارا ہوگا رسول خاں نے کہا حضرت جیسا میرا مزاج ہے آپ بھی جانتے ہیں اور اکثر لوگ واقف ہیں کہ مجھکو کسی سخت بات کی برداشت نہ تھی جب سے میں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تب سے وہ جہالت اور شورہ پشتی میری اللہ تعالیٰ نے دور کردی والا وہ جہالت اور شیطنت نعوذ باللہ منہا جو مجھ میں ہوتی تو باوجود اس کے کہ آپ کے لشکر میں اتنے لوگ ہندوستانی اور قندھاری وغیرہ بہادری اور شجاعت میں یکتائے زمانہ ہیں مگر میں کسی کو خیال میں نہ لاتا اور سخت بات کا جواب تلوار ہی سے دیتا سو میں نے تو سچے دل سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور اگر خاں تو میرے ہیں مارا تو خوب کیا یہ بات سُن کر آپ اُن سے بہت خوش ہوئے اور اُن کے لئے دعا کی پھر وہ اپنے ڈیرے پر آئے **حکایت** حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں کچھ اوپر دو سو قندھاری لوگ تھے اتفاقاً ہشت نگر میں ایک اجنبی آدمی اُنہوں نے پکڑا اس گاؤں سے کہ یہ بدھ سنگھ سکھ کا جاسوس ہے وہ بدھ سنگھ ایک سردار سرداروں سیاہ رخت نگر کا تھا اور حقیقت میں وہ جاسوس بھی تھا بعضے بعضے قندھاریوں نے چاہا کہ اس کو مار ڈالیں کسی نے یہ خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو پہنچائی آپ نے اُسی وقت اپنا ایک آدمی بھیجا کہ خبردار اس پر کوئی شخص ہاتھ نہ ڈالے اس کو سلامت ہمارے پاس لے آؤ یہ حکم سُن کر چند قندھاری اس کو لے کر آپ کے پاس گئے آپ کو اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے آگاہ کردیا کہ بیشک یہ بدھ سنگھ کا جاسوس ہے آپ نے اس کو بلا کر اپنے خیمہ میں بٹھایا اور قندھاری جو اُس کو

Marfat.com

لائے تھے ان کو رخصت کر دیا پھر بعد فراغ نماز عشا کے آپ نے اُس
آدمی کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تو سچ اپنا حال ہم سے بیان کر کسی بات
سے مت ڈر اس میں جو تیرا مطلب ہوگا وہ ہی پورا ہوگا تجکو کسی نے بھیجا ہے
اُس نے کہا کہ حضرت سچ تو یہ بات ہے کہ بدھ سنگھ لشکر دریا اٹک اتر کر
خیرآباد میں داخل ہوا ہے اس کو آپ کی خبر پہنچی ہے کہ کوئی سید صاحب ہندوستان
سے بارادہ ملک گیری ساتھ لشکر جرار کے ہشت نگر میں آئے ہیں سو مجکو جاسوس
کر کے اُس نے بھیجا ہے کہ تو ان کے لشکر میں جا اور وہاں کا حال مفصل دریافت
کر کے ہم کو خبر دے سو میں اسی واسطے آیا تھا مجکو لوگوں نے گرفتار کر لیا اب
نے اُس کی یہ تقریر سُن کر فرمایا کہ ہماری طرف سے بدھ سنگھ سے کہنا کہ تو جیسے
رنجیت سنگھ کا مطیع اور فرماں بردار ہے وہ تجکو جہاں کہیں بھیجتا ہے تو وہاں
جاتا ہے چنانچہ ان دنوں تو اس طرف واسطے ملک گیری کے آیا ہے اسی طرح
ہم بھی اپنے میاں کے غلام فرماں بردار ہیں وہ جو ہم کو فرماتا ہے وہی ہم بجالاتے
ہیں اور حقیقت میں جو کہ بدھ سنگھ نے ہم پر گمان کیا ہے ہم اُسی ارادہ سے
اپنے خاوند کے بھیجے ہوئے ہندوستان سے یہاں آئے ہیں اور اب عنقریب ہم سے اور
بجہ سے مقابلہ ہوگا تو خوب ہوشیار رہنا پھر آپ نے اُسی وقت اللہ بخش خاں جماعت دار
کو بلایا اور فرمایا کہ اس آدمی کو ہمارے تمام لشکر میں دیرے دیرے سیر کرا کر جب
رات باقی رہی تب اس کو حفاظت سے دو ڈیڑھ کوس باہر لشکر سے پہنچا دینا پھر
یہ وہاں سے چلا جاویگا پھر خان ممدوح نے اس کو لیجا کر ویسا ہی کیا جو حضرت

Marfat.com

علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا وہ جاسوس بدہ سنگھ کا تو کچھ رات رہے وہاں سے
روانہ ہوا پھر صبح کو امیر خاں کھٹک رئیس اکوڑی کا واسطے ملاقات حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے آیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت سے
عرض کی کہ حواص خاں میرا بھتیجا فیروز خاں کا بیٹا مجھ سے مخالف ہو گیا ہے اور
بدہ سنگھ سکھ کو اُس نے اکوڑی میں بلایا ہے مبادا وہ سکھ مردود اگر اکوڑی
میں آکر دریائے لنڈی کے درے اُترا تو تمام ملک سیمی کو تاراج کریگا سو
مناسب یہ ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کریں اور اُس کو وہیں روکیں پھر دوسرے
روز آپ وہاں سے کوچ کر کے موضع خوشگی میں رونق افزا ہوئے بعد نماز مغرب
کے میاں عبداللہ صاحب آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہ بستی چھوٹی ہے یہاں
کھانے کی جنس کم ملتی ہے اور لشکر میں لوگ بہت ہیں آپ نے اُس وقت تمام حاضرین
لوگوں سے فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں تم سب مِل کر آمین کہو پھر آپ سر بسر دعا
میں مشغول ہوئے اور سب لوگ آمین کہنے لگے جب دعا سے فارغ ہوئے تب فرمایا
کہ بھائیو ہر شخص اس وقت سے عشاء کی اذان تک لا الہ الا اللہ پڑھے سب نے
ویسا ہی کیا پھر بعد اذان عشاء کے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ کشتی
آٹے کی کنارے دریا کے موجود ہے آپ نے لوگوں کو بھیج کر منگوالیوں حضرت
علیہ الرحمۃ نے یہ سُن کر میاں عبداللہ صاحب سے کہا کہ تم کچھ لوگ وہاں سے آٹا
لاؤ اور یہاں لاکر جا جم پر جمع کرو میاں عبداللہ صاحب تو اُس طرف آٹا لینے کو
گئے اور یہاں حضرت علیہ الرحمۃ نے وضو کر کے لوگوں کو نماز عشا پڑھائی پھر

Marfat.com

جب لوگ وہاں سے آٹا لائے یہاں لشکر میں ایک جا جم پر جمع کر دیا تب میاں عبداللہ صاحب نے آکر حضرت امیر المومنین رحمت اللہ علیہ سے عرض کی کہ سب آٹا وہاں سے آگیا' آپ نے پوچھا کس قدر ہوگا کہا قریب پندرہ من کے ہوگا' آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم وہاں نہ آویں آٹا تقسیم نہ ہو آپ تشریف شریف وہاں لے گئے اور اُس میں سے قدرے آٹا اُٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رزاقی اور اپنی مفلسی اور محتاجی کا دیر تک بیان کیا کئے پھر وہ آٹا بسم اللہ کر کے اُسی انبار میں ڈال دیا اور جاجم کے دونوں کونے لوٹوا دئے اور فرمایا کہ دور وزہ سب کو تقسیم کر دو اُس وقت لشکر ظفر پیکر میں قریب پندرہ سو کی لوگوں کی جمعیت تھی کچھ کم یا زیادہ لوگ ہندوستانی اور کچھ اوپر دو سو قندھاری اور کوئی آٹھ سو کے قریب ملکی لوگ ہونگے پھر شیخ باقر علی صاحب آٹا تقسیم کرنے لگے جو لوگ ہندوستانی اور قندھاری تھے ان سب کو دور وزہ دیا اور ملکی لوگ تو وہیں نزدیک کے رہنے والے تھے اپنے اپنے گھروں سے اکثر لوگ کھا کر آئے تھے اور جو اپنے گھر سے کھا کر نہیں آئے تھے اُن میں سے جس نے مانگا اُس کو یہی دیا جب سب کو تقسیم کر چکے کچھ آٹا بچ رہا تب جا کر حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ سب کو دے کر اس قدر آٹا بچا ہے' آپ نے فرمایا کہ وہ آٹا ہمارے بادر چیخانہ کے جو شیخ قادر بخش صاحب ہیں اُن کو حوالہ کر دو پھر اُسی وقت لوگوں نے روٹیاں اپنی اپنی جماعت

Marfat.com

میں پکائیں اور کھا پی کر اپنے اپنے عہدے پر قائم ہوئے چوکیدار اپنے پہروں پر اور روند والے اپنے روند پہرنے پر ایک بڑے انتظام اور بندوبست کے ساتھ جیسا کہ چاہئے آخر الامر اس رات کو ساتھ بیداری اور ہوشیاری کے تمام کیا اس میں فجر کی اذان ہوئی سب نے حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ نماز پڑہی پھر اپنا اپنا اسباب لاد کر کوچ کی تیاری کرنے لگے اور آپ کے لشکر فیروزی اثر میں یہ اول سے قاعدہ تھا کہ تمام لشکر میں چار جماعتیں تھیں اور چار ہی اُن میں جماعت وار تھے ایک جماعت جو خاص مشہور تھی جس میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ تھے وہ جماعت مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم کی تھی اور وہ ہمیشہ کوچ اور مقام میں داہنی جانب کو ہوتے تھے اور دوسری جماعت حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مغفور کی تھی وہ ہر کوچ و مقام میں آگے ہوتے تھے اور تیسری جماعت حضرت سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تھی مگر اس جماعت میں سید صاحب ممدوح پر فتوح کے نائب شیخ بڈہن صاحب رہتے تھے اس واسطے کہ حضرت سید محمد یعقوب صاحب بلدۂ اسلام ٹونک میں اُن روزوں میں تھے سو یہ جماعت وقت کوچ اور مقام کے بائیں طرف رہتی تھی اور چوتھی جماعت اللہ بخش خاں صاحب کی تھی وہ پیچھے رہتے تھے اور جو لوگ متفرقات تھے وہ بیچ میں ہوتے تھے اور حضرت امیر المومنین کا خیمہ خاص جماعت کے قریب نصب کیا جاتا تھا پھر ساتھ انتظام خیریت التیام کے موضع خویشگی سے کوچ فرمایا کوئی

Marfat.com

ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہو گا کہ نوشہرے میں آکر ڈیرہ کیا اُسی منزل اور انتظام کے
ساتھ کچھ دیر کے بعد ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ بدہ سنگھ مع لشکر اکوری
میں داخل ہو گیا اُس وقت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خبردار
کوئی شخص کمر نہ کھولے ہوشیاری سے تیار رہنے اور جس کو کھانا پکانا
دن ہی کو پکا کر کھالے پھر بعد فراغ نماز ظہر کے آپ نے اپنے خاص خاص
لوگوں سے مشورہ کیا اور چاروں جماعت والوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی جماعت
سے اچھے اچھے چست و چالاک جوانوں کے نام کی ایک فرد پر لکھ لاویں اور
اُن میں سے جس کے درست ہتھیار نہ ہوں دوسرے بھائیوں سے بدلا دیں پھر وہ چاروں
جماعت دار ناموں کی فرد لے کر آئے اور آپ کو حوالہ کی آپ نے اُس فرد کا ملاحظہ
فرما کر جتنے نام اُس میں سے موقوف کئے اور اُن کی جگہ دوسروں کو قائم کیا اور
وہ لوگ اکثر اکوں میں تھے چنانچہ اکوں میں عبدالمجید خاں صاحب رئیس بریلی والے تھے
گمان کو نجار آتا تھا حضرت علیہ الرحمۃ نے اسی سبب سے اس فرد میں ان کا
نام نہیں لکھایا یہ خبر سُن کر وہ اُسی نجار کی حالت میں بستر سے اٹھ کر آئے اور
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ نے میرا نام فرد میں کیوں نہیں داخل
کیا، آپ نے اُن کی تسلی کی اور فرمایا کہ تم کو نجار آتا ہے اس سے ہم نے تمہارا نام
نہیں لکھایا اُنہوں نے کہا کہ حضرت آج پہلا مقابلہ کافروں سے ہے گویا آج بنائے
جہاد فی سبیل اللہ کی قائم ہوتی ہے اور میں ایسا سخت بیمار نہیں ہوں میں جو
نہ جا سکوں میرا نام آپ ضرور فرد مجاہدین میں داخل فرما دیں پھر آپ نے

Marfat.com

ان کا نام بھی فرد میں لکھایا اور کہا بارک اللہ وخیراک اللہ، دین کی کوشش
تم کو اللہ تعالیٰ زیادہ توفیق عنایت کرے پھر جب آپ نے نماز مغرب
ادا کی تب اللہ بخش خاں صاحب جماعت دار کو بلایا اور چند قانون لڑائی کے جو
اس وقت مناسب جانے تعلیم فرمائے اور کہا کہ ہم نے اس چھاپے کی جماعت کا
تم کو امیر کیا اور تم اس وقت کچھ لوگ لے کر دریا کے پار اس کنارے پر ٹھہرو جب
اور لوگ یہاں سے جا کر تمہارے پاس جمع ہوں تب یہ سب صاحبوں سے کہہ دینا کہ
ہر کوئی گیارہ گیارہ بار سورہ ایلاف پڑھ لے پھر وہاں سے کوچ کرنا اللہ تعالیٰ مدد
کریگا پھر خان ممدوح چند آدمی ساتھ لے کر کشتی پر سوار ہو کر دریا کے پار
گئے اور وہاں ٹھہر کر باقی لوگوں کا انتظار کرنے لگے اور یہاں لشکر ظفر پیکر میں
حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد نماز عشا کے جن جن کے نام فرد میں تھے ان کو بلایا اور
فرمایا کہ بھائیو یہاں سے وہ مکان جہاں جانا ہوگا چھ سات کوس ہے جس کو
اتنی دور جانے اور پھر آنے کی باخوبی طاقت ہو وہ تو جاوے اور نہیں تو نہ جاوے
اور جس کو کچھ عذر بیماری وغیرہ کا ہو وہ بھی بیان کر دے ہم اُس کے عوض اور
کوئی بھیجیں سو وہاں جو حاضر تھے وہ تو سب جانے ہی کی نیت سے آئے تھے اور
ہر کسی کو یہی اشتیاق تھا کہ ہم جاویں اگرچہ کچھ عذر بھی تھا مگر جب حضرت علیہ الرحمۃ
نے اپنی زبان ہدایت بیان سے یوں فرمایا تب دو چار آدمیوں نے اُن میں
سے اپنی ناطاقتی وغیرہ کا عذر معقول بیان کیا آپ نے اُن کے عوض دوسروں
کو کر دیا اور یہ بات آپ نے اس لئے فرمائی تھی کہ لشکر میں سب طرح کے

Marfat.com

آدمی ہیں بیمار بھی ہیں تندرست بھی ایسا نہ ہو کہ وہ قابل جانے کے
نہ ہو اور ہمارے کہنے سے جاوے اور اس کو اذیت ہو یا آپ ہی سے کوئی
عذر کرے کہ میں نہ جاؤنگا اس میں وہ گنہگار ہو جاوے کہ ماننا حکم امام
کا فرض ہے پھر آپنے ہندوستانی اور قندہاری اور ملکی لوگوں میں سے
قریب نو سو آدمیوں کو لے کر دریا کنارے تشریف لے گئے تفصیل آدمیوں کی
یوں ہے کہ ایک سو چھتیس یا کچھ کم زیادہ ہندوستانی تھے اور قریب اسی
کے قندہاری تھے اور باقی ملکی لوگ تھے اور اُس طرف بدہ سنگھ سکھ کے ہمراہ
کوئی نو ہزار آدمی کے قریب ہونگے اور آٹھ ضرب توپ، میر اس عرصہ میں
اللہ بخش خاں صاحب بھی چند آدمیوں سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت سے ملنے
اور رخصت ہونے کو اُس پار اُتر آئے حضرت علیہ الرحمۃ نے لوگوں سے
فرمایا کہ ہم جناب الٰہی میں دعا کرتے ہیں تم سب مل کر آمین کہو پھر آپ سر
کھول کر دعا میں مشغول ہوئے کہ اے پروردگار قادر بے نیاز والے کریم
کارساز بندہ نواز یہ تیرے بندے محض عاجز و خاکسار ضعیف و ناچار
ہیں تیری ہی مدد کے اُمیدوار ہیں تیرے سوا کوئی اُن کا حامی و مددگار نہیں
ہے یہ صرف تیری ہی رضامندی اور خوشنودی کو چاہتے ہیں تو ہی ان کی مدد
کرنا اسی طرح کے الفاظ اپنی زبان ہدایت بیان سے دیر تک فرمایا کئے پھر
بعد فراغ دعا کے سب لوگ آپس میں ملے اور ایک دوسرے سے اپنا کہا سنا
معاف کرایا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ زندہ جان لاویگا تو پھر ہم تم

Marfat.com

ملیں گے اور جو وہاں شہید ہوئے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہماری جنت
میں ملاقات ہوگی پھر ہر شخص حضرت علیہ الرحمۃ سے دست بوسی ہو کر کشتی
پر سوار ہونے لگا اُس وقت وہاں تین کشتیاں تھیں سو تین پھیرے میں
سوار ہو کر سب لوگ پار اُتر گئے اور سورہ لایلاف گیارہ گیارہ بار پڑھ
کر طرف اکوری کے روانہ ہوئے اُس وقت پہر رات پر چکی گھڑیاں بجی
تھیں آخر الامر یہ سب مجاہدین نصرت قرین جاتے جاتے فوج مخالفین
کے ورے پاؤ کوس ایک نالہ تھا اُس میں بہڑے وہاں اللہ بخش خاں صاحب
سے جن کو حضرت علیہ الرحمۃ نے امیر کیا تھا مولوی امیر الدین صاحب نے جو لاتی
تھے صلاحاً کہا کہ یہ جو لوگ ملکی ہمارے ساتھ ہیں اگر ان کو آگے کریں تو
ان کا بھروسا ہم کو نہیں ہے شاید کہ وقت پر طرح دے جاویں اور اگر
اپنے لوگوں کو آگے کریں تو یہ راہ گھاٹ سے یہاں کے ناواقف ہیں کیا
تدبیر کیا چاہیئے پھر آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ خدا پر توکل کر کے اپنے ہی لوگوں
کو آگے کیا مگر ملکی لوگوں میں سے ایک شخص کو جو وہاں کے حال سے واقف کار
تھا اُس کو آگے بھیجا کہ جا کر لشکر مخالف کی خبر لاوے کہ کس طرف لشکر
میں لوگ غافل ہیں اور کس طرف کے ہوشیار اور سکھوں کے لشکر کا معمول
تھا کہ جہاں کہیں اُترتے تو گرد لشکر کے خاردار درخت کاٹ کر لشکر بنا لیتے
تھے کہ یکایک کسی غنیم کی فوج نہ آ پڑے پھر کچھ دیر میں وہ آدمی وہاں
کی خبر لایا اور کہا کہ فلانی طرف لوگ غافل ہیں اور لوگوں کو لیجا کر ان

Marfat.com

کے سنگر کے قریب کھڑا کر دیا اُس وقت لشکر کفار میں گھریلے نے تین بہرتن
گھڑیاں بجائیں اور اِدہر سے باآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر سب مجاہدین نفرت
قرین فوج ہزیمت موج میں کفار نابکار کے گھس پڑے اس عرصہ میں ادہر کے
ایک بہرے والے نے بندوق ماری قضائے الٰہی سے وہ گولی شیخ باقر علی صاحب
کے لگے وہ اُسی جگہ بیٹھ گئے اور کہا کہ کوئی میرے پاس ہتھیار لے لیوے یہ اللہ کا
مال ہے اور میرا تو کام ہو گیا مگر ارمان دل میں باقی رہا اور اپنے ساتھ کے جو
لوگ دلاور و جرار واقعہ دیدہ اور کار آزمودہ تھے وہ دس دس
یا پنج یا پنج سکھوں کے ہر خیمے کی طرف جھکے اور اُن کی طنابیں کاٹ کاٹ
کر گرانے لگے اور نو تعلیم مجاہدین سے کہا کہ تم ان خیموں کے سکھوں کی
خبر لیتے جاؤ بس یہ لوگ تو اُن کی مار کوٹ میں مصروف ہوئے اور ملکی لوگ
لوٹنے پر جھکے کسی نے گھوڑے لئے کسی نے ہتھیار لئے کسی نے کپڑے وغیرہ لئے اور
لے کر اپنے اپنے گھروں کو چلنے لگے اور یہاں ہم لوگوں میں سے کسی نے چار سکھ
مارے کسی نے دس کسی نے زیادہ چنانچہ عبدالمجید خاں بریلوی نے قریب
چودہ پندرہ سکھوں کے مارے اس عرصہ میں تلوار ٹوٹ گئی مولوی امیرالدین
صاحب دو تلواریں باندھے تھے ایک اپنی تلوار خاں صاحب ممدوح کو دی
اُس تلوار سے بھی کئی سکھ مارے اور عبداللہ مسمی اللہ نام ایک نحنت تھا
اُس کے پاس برچھی تھی اُس نے سات یا آٹھ سکھ برچھی سے مارے
اسی طرح اللہ بخش خاں اور شمشیر خاں جمعدار اور غلام رسول خاں اور

Marfat.com

غلام حیدر خاں اور شیخ ہمدانی اور علی حسن اور شیخ بدھن اور شیخ رمضانی
اور مرزا ہمایوں بیگ اور بہت صاحبوں نے مارے اور داد شجاعت اور جوانمردی
کی دی اور بقیۃ السیف نا ہنجار شکست فاحش پاکر بھاگنے لگے جس نے جس طرف
سبیتا پایا اپنی تلوار بندوق لے کر فرار کر گیا اور مجاہدین نصرت قرین دس
دس پانچ پانچ ان کے دیروں خیموں کی طرف متفرق ہو گئے اس عرصہ میں
چند مجاہدوں نے اُن کا توپخانہ جا کر لیا اس میں ایک توپخانے کے خلاصی
یا گولنداز نے دن مہتاب کو آگ دی اور اُس کی دُور کھینچ کر بلند کی
اور آپ ایک طرف وہاں سے بھاگ گیا اُس وقت روشنی سے گویا تمام
لشکر میں دن ہو گیا اُس وقت تک اپنے مجاہدین میں گنتی کے کوئی دس پندرہ
آدمی زخمی اور شہید ہوئے ہونگے اور اُس رات کو بدھ سنگھ سکھ اس فوج،
ہزیمت موج کا سردار کوڑی میں تھا لشکر میں اُس کا فقط خیمہ کھڑا تھا اُس کے
ایک طرف باہر لشکر کے اُن بھاگے ہوئے سکھوں نے ایک چھوٹا سا نقارہ
بجایا اور اُس روشنی میں دیکھا کہ مجاہدین لوگ تھوڑے ہیں کہیں کہیں دس
دس یا پانچ پانچ نظر آتے ہیں یکبارگی بندوقیں لے کر حملہ آور ہوئے اور مجاہدین
بھی جا بجا سے سمٹ کر ایک جانب ہو گئے اور جا بجا سے بندوقیں چلنے لگیں
اس میں ایک طرف ایک جانب سے کسی نے آواز دی کہ اب یہاں سے نکل
چلو پھر لوگوں نے ارادہ نکلنے کا کیا اُس وقت میں نے دیکھا کہ اللہ بخش
خاں جو ہم لوگوں کے امیر تھے چند آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے باہر نکلنے کے
ارادہ سے چلے آتے ہیں اور پیچھے اُن کے سکھ ہلّہ کرتے آتے ہیں اُس وقت

Marfat.com

شیخ ہمدانی اور علی حسن ساتھ قواعد بھیر ماری کے بندوقیں چلا رہے
تھے اُس وقت ایک ایک دو دو ہماری طرف شہید اور زخمی ہونے لگے چنانچہ
سید رستم علی صاحب بھی اسی جگہ زخمی ہوئے اس میں اللہ بخش خاں امر شیخ
ہمدانی اور علی حسن کے برابر پہنچے کہ باہر لشکر کے نکلیں تب اُنھوں نے آواز
دی کہ اللہ بخش خاں صاحب تم کو تو حضرت امیر المومنین نے سردار کر کے بھیجا تھا
اور اب تم اس وقت کفار کے مقابلہ سے نکلے جاتے ہو یہ بات سُن کر اللہ بخش
خاں صاحب اپنے ہمراہیوں کو لے کر کافروں کے مقابلہ کو چلے ان کو دیکھ کر
اور لوگ بھی بھیرے اور اُن میں شریک ہوئے سب ملا کر کوئی پچاس ساٹھ
غازی ہوں گے اور بندوقیں مارنے لگے اس میں جبکہ سکھ اور نزدیک
آ گئے تب قرابین اور شیر پنجے سر کرنے لگے پھر آخیر کو تلواروں کی نوبت
آئی یہاں تک کہ مارے تلواروں کے اُن کا ہلّہ ہٹا دیا اللہ بخش خاں صاحب
اور اکثر ہمراہی اُن کے اُسی ہلّہ میں شہید ہوئے اور بہت غازی زخمی ہوئے
یہ حال دیکھ کر پھر اکثر باقی لوگوں نے قصد کیا کہ ہم بھی جا کر اُنھیں میں
شامل ہوں تب اکبر خاں صاحب نے کہ وہ بڑے دلاور اور جہاندیدہ
آدمی تھے لوگوں کو روکا اور کہا کہ بھائیو کیا آج ہی لڑنا ہے اب یہاں
سے چلو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کافروں کو ماریں گے اور سب کو سمجھا کر پھیر
لائے اُس وقت صبح صادق نمودار ہو گئی تھی وہاں سے دریا
بہت ہی نزدیک تھا جو ہم لوگوں سے پہلے کوئی کوئی لوگ آ گئے

Marfat.com

نکلے تھے اُن میں سے کسی نے جاکر دریا پر اذان کہی ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے کچھ لوگ آگے پہنچ گئے پھر ہم لوگوں نے سنگر سے نکل کر ساتھ انتظام اور بندوبست کے رستہ لیا پھر کسی سکھ نے اُس وقت ہم لوگوں کا پیچھا نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جان کے خوف سے سنگر کے باہر نکلے پھر وہاں سے ہم نے کوس بھر پر تیمم کرکے نماز فجر پڑھی پھر وہاں سے چلے پھر دو بجے اُسی گھاٹ پر آئے جہاں سے اُترے تھے اُس وقت حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ بہت لوگ لئے ہوئے اُس پار کھڑے تھے ہم لوگوں کو دیکھ کر کچھ لوگ ہماری تقویت کے لئے بھیجے کہ ایسا نہ ہو سکھوں نے تعاقب کیا ہو اور ہم لوگ باقی ہمراہیوں کے انتظار کے واسطے عصر تک اُسی پار رہے جب دو دو چار چار کرکے اکثر پیچھے کے لوگ آئے تب ہم سب کشتی پر سوار ہوکر اُترنے لگے پھر رات گئے تک اکثر لوگ دریا اُتر کر لشکر میں داخل ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے مصافحہ کیا اور ملے اور جو لوگ وہاں فی سبیل اللہ شہید ہوئے اُن کے لئے آپ نے دعائے مغفرت کی اور مفصل حال اُس کا تک معلوم نہ تھا کہ کون کون غازی شہید ہوئے اور کون کون زخمی مگر ہاں جن کو بچشم خود دیکھا تھا اُن کو تو جانتے تھے اور لوگ ایک ایک دو دو صبح تک آیا کئے اور پھر زخمیوں کا معالجہ مرہم پٹی ہونے لگا پھر صبح کو بعض بعض آنے والوں سے معلوم ہوا کہ بیڑہ سنگھ نے بھی آج یہی وہاں سے تین کوس پیچھے ہٹ کر

Marfat.com

موضع سیدو میں جا کر ڈیرہ کیا۔ پھر ڈیرہ ڈیرہ جہاں جہاں سے لوگ
گئے تھے اُن کا شمار کیا گیا معلوم ہوا کہ اپنے ہندوستانیوں سے کوئی
پینتیس ۳۵ چھتیس ۳۶ آدمی شہید ہوئے اور قندھاریوں وغیرہ سے کوئی چالیس ۴۰ بیالیس ۴۲
اور سب ہندوستانیوں سے اور قندھاریوں سے کوئی تیس چالیس آدمی
زخمی ہوئے اور تفصیل شہیدوں کی جو اُن میں نامی تھے یہ ہے اللہ بخش خاں
امیر، شیخ باقر علی صاحب قاسم غلہ، اور عبدالمجید خاں رئیس بریلی والے اور
شمشیر خاں صاحب اور شیخ بدّن صاحب شیخ رمضان صاحب شیخ ہمدانی صاحب
علی حسن غلام حیدر خاں غلام رسول خاں خدا بخش بنی ڑوالے اور مرزا
ہمایوں بیگ صاحب اور بعضے صاحبوں کے نام اب یاد نہیں کیونکہ وہ
لوگ سب کے سب نو وارد تھے بعد اس کے پھر وہاں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے دو یا تین مقام کئے ایک دن حضرت مولانا محمد اسماعیل
صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہاں جو واقعہ گزرا ہے
اس کا حال ہندوستان میں لکھ کر بھیجنا ضروری ہے اس میں کیا ارشاد
ہے، آپ نے فرمایا بہتر ہے پھر مولانا صاحب نے پوچھا کہ جو لوگ شہید
ہوئے ہیں ان سب کے نام یہی خط میں لکھے جاویں یا یوں ہی مجمل آپ
نے کچھ دیر سکوت کیا پھر فرمایا یوں لکھ دو کہ ہم سب لوگ یہاں عنایت الٰہی
سے خوشحال ہیں مولانا صاحب ممدوح نے کہا کہ حضرت میں آپ کے
کلام کو خوب نہیں سمجھا مفصل فرماویں، آپ نے کہا مفصل یہ ہے

Marfat.com

کہ جو لوگ یہاں زندہ موجود ہیں یہ بھی خوشحال ہیں اور جو شہید ہوئے اور اپنی
مراد دلی کو پہنچے وہ ہم سب سے زیادہ خوشحال ہیں پھر وہ خط لکھ کر روانہ
کیا گیا اس عرصہ میں امیر خاں کمنک نے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آکر
بیان کیا ایسا مجھ سے مخبر نے کہا ہے کہ بدہ سنگھ کے آدمی اس چھاپے میں
قریب سات سو کے مارے گئے اور اس سے زیادہ زخمی ہوئے سو یہ صدمہ عظیم
خیال کر کے بدہ سنگھ سکھ نے موضع سیدو سے پیچھے ہٹ جانے کا ارادہ کیا تھا
سوائک کے قلعہ دار یہ خبر سُن کر اُس کو مانع ہوا کہ مناسب نہیں ہے اس
وقت تیرا جانا اگر تو یہاں سے جاویگا تو خلیفہ کا لشکر جیرآباد اور ائک کو
لوٹ مار کر تباہ کر دیگا سو بدہ سنگھ نے یہ سُن کر موضع سیدو میں گرد لشکر
کے سنگر باندھنے کا سامان جمع کیا ہے یہ خبر سُن کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
نے صبح کو نوشہرے سے کوچ فرمایا اور جو لوگ وہاں زخمی تھے اُن کی خدمت
اور خبر گیری کے واسطے عبدالقیوم اور سید امانت علی کو چھوڑا پھر اس روز
حضرت علیہ الرحمۃ نے مع تمام لشکر جاکر مصری بھانڈے میں مقام کیا
پھر دوسری منزل جاکر دو ڈھیریں کی صبح کو پھر وہیں مقام کیا کچھ
دن چڑھے خادے خاں سردار قلعہ سنڈ کا واسطے ملاقات حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے کوئی چالیس پچاس سواروں سے آیا اور خلوت
میں حضرت سے کچھ مشورہ کیا اور وہیں حضرت کے دست مبارک پر بیعت
کی پھر یہ کہا کہ آپ کو یہاں اس بستی میں رہنا مناسب نہیں ہے آپ
یہاں سے چل کر میرے قلعہ میں چلیں وہاں ہر ایک چیز کا آرام ہے

Marfat.com

اور حضرت اُس بستی میں دو رات رہے دونوں راتوں کو ایک عجیب
معاملہ گذرا کہ جس وقت روند والے ہمارے لشکر کے گرد گشت کرتے تھے
تو چند آدمی اجنبی دور سے لوگوں کو نظر آئے اُنہوں نے آواز دی کہ
تم کون ہو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اس لشکر کے محافظ اور
نگہبان ہیں تم کسی بات کا خطرہ نہ مانو یہ سُن کر ہمارے لوگ چپ رہے
اور وہ رفتہ رفتہ چلے گئے جب وہ غائب ہو گئے تب روند والے آپس
میں اس بات کا چرچا کرنے لگے کہ یہ کون لوگ تھے کسی نے کہا کہ شاید جو
ہمارے لوگ شہید ہوئے ہیں اُن لوگوں کی روحیں ہیں، انھوں نے کہا
لاحول ولاقوۃ یہ کیا بات ہے اُن کی روحیں علیین میں ہونگی اُن کو یہاں
آنے سے کیا غرض ہم نے کئی بار حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان ہدایت ترجمان
سے سنا ہے کہ اکثر جنات لوگ جنہوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے
وہ ہمارے لشکر کی محافظت اور پاسبانی کیا کرتے ہیں پھر یہ حال جاکر
حضرت سے عرض کیا آپ نے کہا وہ جن ہونگے اُنہوں نے ہم سے
بیعت کی ہے اور اکثر وقت وہ ہمارے لشکر کی حفاظت کو رہا کرتے
ہیں جب کبھی تم کو اس طرح کے لوگ ملا کریں تو ان کو بہت چھیڑا
نہ کرو پھر صبح کو خادے خاں سردار حضرت کو مع تمام لشکر لے گیا
اور موضع بازادیں دریائے اباسین کے کنارے ڈیرہ کرایا وہاں

Marfat.com

سے قلعہ ہنڈ جانب مشرق قریب آدہ کوس کے ہے سو وہاں موضع بازار
میں ہم لوگ کوئی ڈیڑہ پہر دن چڑہے داخل ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ کے
قدوم میمنت لزوم کی خبر فرحت اثر سُن کر اُس نواح کے اور اطراف
کے سردار اور خوانین واسطے ملاقات حضرت علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوئے
اُس وقت کچھ کم زیادہ پانچ ہزار آدمی کی جمعیت ہو گی پھر اُنہوں نے
حضرت سے مشورہ کیا کہ یہاں سے ڈہائی تین کوس دریاء اباسین کے پار
ایک بستی حضرو سکھوں کے عمل میں ہے اور وہ بڑی منڈی ہے لاکھوں
روپوں کا مال واسباب وہاں ہے اور اُس بستی کے کنارے ایک چھوٹی
سی گڑھی بھی ہے اور اُس میں ایک ضرب توپ بھی ہے اگر آپ وہاں چنتا
بھیجیں تو بہت مال غنیمت ہاتھ لگے گا حضرت علیہ الرحمۃ نے اخوند ظہور اللہ
صاحب سے فرمایا کہ ان کی زبان لشتو ہے تم ہماری طرف سے کہو کہ سید صاحب
کہتے ہیں ہمارے بہت غازی اکوڑی میں شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے
باقی یہاں تمہارے پاس تھوڑے لوگ ہیں اور یہ تمہارے ملک کی راہ و رسم
سے واقف بھی نہیں ہیں اور تمہارے ہمراہ لوگ بہت ہیں اور یہاں کے ہر
کاروبار سے ماہر اگر تم اس بات کا ارادہ کرو تو ہو سکتا ہے تقریر اخوند صاحب
نے حضرت کی طرف سے اُن سرداروں سے کی یہ سُن کر اُنہوں نے کہا
اب ہماری طرف سے حضرت کی خدمت بابرکت میں عرض کرو کہ ہم فقط
آپ کی اجازت ہی کے منتظر تھے اب آپ ہمارے حق میں دعا کریں

Marfat.com

ہم یہ معاملہ سمجھ لینگے یہ گفتگو سُن کر ہندوستانی لوگ خاموش رہے کہ ہم
کو بھیجنے کی حضرت کے دل میں صلاح نہیں ہے مگر قندھاریوں سے تیس چالیس
شخصوں نے حضرت سے اجازت چاہی کہ ہم کو حکم ہو تو ہم جاویں آپ نے فرمایا
کہ خیر بہتر تم کو اجازت ہے مگر ساتھ اس شرط کے کہ جو لوگ وہاں مسلمان
ہوں ان کو کسی طور کا صدمہ نہ پہنچے کسی واسطے کہ اُن کو ابھی دعوت جہاد
نہیں پہنچی ہے لیکن جو اُن میں ہتیار لے کر تمہارا سامنا کرے اُس کو مارنا تم کو
اختیار ہے پھر کوئی رات گئے لوگ کشتیوں اور جالوں اور شتاچوں پر سوار
ہو کر اباسین کے پار اُترنے لگے اور قریب آدھی رات کے سب اُتر کر روانہ
ہوئے اور جا کر اپنا کام کیا صبح کو یہاں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ نماز
فجر کا سلام پھیر کر بیٹھے تھے کہ ایک شخص اُن چھاپے والوں سے ایک بہت
عمدہ گھوڑا لے کر سب سے پیشتر آیا اور حضرت علیہ الرحمہ سے کہا کہ مبارک
ہو غازیوں نے حضور کو لے لیا اور آپ کے قندھاریوں نے جا گڑھی میں
قبضہ کیا یہ گھوڑا آپ کی نذر ہے وہ یہی باتیں کر رہا تھا اور آپ خاموش
بیٹھے سنتے تھے اس میں کسی نے کہا کہ وہ دیکھو دریا کے پار تمام غازی چھاپے
والے چلے آتے ہیں یہ بات سُن کر ہم تمام اپنے لشکر کے لوگ اور جو وہاں
تھے اُن کی طرف دیکھنے لگے اور اب تک سورج نہیں نکلا تھا پھر جب وہ
لوگ اور قریب آئے اور خوب اجالا ہو گیا تو دیکھا کہ تمام مُلکی لوگ

Marfat.com

گٹھڑیاں مال واسباب کی اپنے سروں پر دھرے ہوئے سب کے آگے آگے چلے
آتے ہیں اور اُن کے پیچھے قندھاری لوگ چودہ پندرہ سکھوں کے سوار جنہوں
نے وہاں سے ان سب کا تعاقب کیا تھا ان کو بندوقیں مارتے چلے آتے ہیں
یہاں تک ایک نالے کو آ پکڑا اور اُن سواروں کو گولیاں مار مار کر وہیں
روکا اور یہ ملکی لوگ مال غنیمت لئے ہوئے کنارے اباسین کے پہنچے کوئی تو
شناچوں پر اُترنے لگے اور کوئی گھاس کے گٹھوں پر اور باوجودیکہ یہ ملکی
لوگ سب سلاح بند تھے مگر ان میں سے کسی نے ان قندھاریوں کے سوا
سکھوں کا مقابلہ نہ کیا اور بہتیرے بسبب بدحواسی کے دریا اُترتے اُترتے مع
مال واسباب ڈوب گئے یہ حال پر ملال دیکھ کر حضرت علیہ الرحمۃ نے سردار
خادے خاں سے کہا کہ تم اپنے کچھ لوگ ہمارے سید انور شاہ کے ہمراہ کر کے
قندھاریوں کی مدد کو بھیجو اور اپنے سب ہندوستانیوں سے فرمایا کہ اس وقت
تم مسلح ہو کر ہمارے پاس تیار رہو مگر یہ حکم ہندوستانیوں میں سے حیات
خاں اور شیخ برکت اللہ نیگالے والے اور شیخ فیض الدین نیگالے والے اور
محمد سلاح سندی اور نظام الدین اولیا کو نہیں بھیجا تھا نادانستہ خادے خاں
کے لوگوں کے ساتھ ہمراہ سید انور شاہ کے یہ بھی چلے گئے اور اس عرصہ میں
سکھوں کی بھی مدد کو جا بجا سے چار پانسو آدمی آ گئے آخر الامر سید انور شاہ
پچاس ساٹھ آدمیوں سے جا کر قندھاریوں میں شریک ہوئے اور اُن
سکھوں کے مقابلہ میں گروہ پانچوں آدمی جن کا آگے بیان ہو چکا ہے

Marfat.com

سب کے آگے بڑہ کر قواعد بھرماری سے بندوقیں مارنے لگے یہاں تک
داد شجاعت اور جوانمردی کی دی کہ وہ چار پانسو کفار بایکار ہزیمت فاحش
پاکر کوئی پاو کوس فرار کر گئے اور ہم لوگ تمام دریا کے پار سے یہ حال دیکھ
رہے تھے جب سکھوں کے پیادہ وسوار مقابلہ سے مجاہدین جرار کے بھاگے تب
حضرت سید المجاہدین علیہ الرحمۃ نے سردار خادے خاں سے کہا کہ اب جلد کشتیوں
پر لوگوں کو اُتارنا شروع کرادو گھاٹ پر تین کشتیاں تھیں خادے خاں
نے اُن پر اپنے نوکروں چاکروں کا بندوبست کر کے اُتروانا شروع کیا ایک
ناؤ پر بہت لوگ سوار ہو گئے وہ تو وہیں کنارے ہی بیٹھ گئی چند آدمی بھی
ڈوب گئے دو ناویں اس پار سلامت آئیں اُن میں چند زخمی اور باقی ملکی مال
غنیمت لئے ہوئے تھے خادے خاں کے لوگوں سے اُن سے مال غنیمت لے لے
کر ایک جگہ جمع کیا اور سید انور شاہ اپنے لوگ لئے ہوئے ابھی اُسی پار
ہیں اور وہ پانچوں ہندوستانی جو سید انور شاہ کے ہمراہ گئے تھے اُن میں
سے شیخ برکت اللہ بنگالی اور حیات خاں شہید ہوئے اُن کی لاشیں آئیں
اور شیخ فضل الدین بنگالی اور محمد سلاح سندی اور نظام الدین اولیا زخمی
ہو کر آئے پھر جب دوسرا پھیرا کشتیوں کا آیا اور خادے خاں کے آدمی اُن
کا اسباب لینے لگے اُنہوں نے نہ دیا اور لڑنے کو مستعد ہوئے اور
یہ معاملہ خادے خاں نے اپنی ہی رائے سے کیا تھا حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع
نہ تھی پھر جب اُن کے قصہ قضیہ کی خبر حضرت کو پہنچی کہ ملکی لوگ

Marfat.com

اسباب غنیمت کا نہیں دیتے ہیں اور لڑنے کو مستعد ہیں آپ نے حاجی عبداللہ
رامپوری اور آخوند ظہور اللہ ولایتی کو بھیجا کہ کسی سے مال واسباب کا تعرض
نہ کرو اور جس کا لیا ہو اس کو حوالہ کردو آپس میں فساد کرنا مناسب نہیں
جب ان دونوں صاحبوں نے خادے خاں کو حضرت کا پیغام پہنچایا
تب خان مذکور نے مال اُن کا دے دیا مگر بہت مال واسباب دبا ہی
رکھا پھر عصر کے وقت سید انور شاہ بھی اپنے لوگوں سے اس پار اُتر
آئے یہ قصہ حضرو کے چھاپے کا تو تمام ہوا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے وہاں
کے ملکیوں کا حال اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ لوگ خود رائے اپنی اپنی طبیعت
کے موافق کام کرتے ہیں نہ کسی کے تابع نہ فرماں بردار اکوڑی کے چھاپے
کو گئے اور وہاں کا مال واسباب لوٹ کر بھاگ کھڑے ہوئے ہمارے ہی لوگ
لڑے اور مارے بھی گئے اور وہی معاملہ اُنہوں نے یہاں بھی کیا اب یہاں
رہنا اچھا نہیں معلوم ہوتا پھر یہی حال آپ نے خادے خاں سے بھی
بیان کیا اور فرمایا کہ اب ہمارا ارادہ یہاں سے پشاور کے جانے کا ہے یہ سُن
کر خان موصوف نے بہت عذر و معذرت کیا کہ ہم سب لوگ آپ کے فرمانبردار
ہیں جو کچھ آپ فرماویں گے ہم سب بجالاویں گے اسی جگہ رہنا آپ کا بہت خوب
ہے آپ یہاں سے ہرگز کہیں نہ جاویں جس خان اور رئیس کو بلانا منظور
ہو ہم اس کو اسی جگہ بلا دیویں یہ تقریر سُن کر آپ راضی ہوئے پھر آپ نے
موضع بازار سے خیمہ اکھڑوا کر قلعہ ہنڈ کے اُتر کنارے تالاب کے
کھڑا کیا اور قریب تین مہینے کے وہیں مقام فرمایا ان روزوں خادے خاں

Marfat.com

اور اشرف خاں زی والے اور فتح خاں پنجار والے سے مخالفت تھی حضرت
نے ان دونوں سرداروں کو بلا کر خادے خاں سے ملا دیا اور اشرف خاں اور
فتح خاں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور کہا کہ ہم اپنی جان و مال سے آپ
کے شریک ہیں جب یہ تینوں سردار آپس میں مل گئے تو دُور دُور سے اُس
نواح و اطراف کے عالم اور مولوی دو دو چار چار یہاں آکر جمع ہونے لگے بعد
چند روز کے جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب سے اور وہاں کے علما سے
حضرت علیہ الرحمۃ کی امامت کے مابین گفتگو ہونے لگی آخر الامر سب عالموں
نے متفق ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنا امام گردانا اور جمعہ کے خطبہ میں آپ کا
اسم مبارک درج کیا اور نماز جمعہ وہاں ہونے لگی اس عرصہ میں آپ کی
امامت کی خبر اُس ملک میں جا بجا مشہور ہوئی وہاں کے چھوٹے بڑے جتنے خان
اور رئیس تھے سب نے آکر بیعت امامت کی یہاں تک کہ پشاور سے ایک بڑے
جلیل القدر پیرزادے گڈری شاہزادے کر کے مشہور تھے تشریف لائے اور
بیعت کی اور کہا میں خالصاً لوجہ اللہ آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر
ہوا ہوں اور بعد اس کے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاؤنگا
اور سردار یار محمد خاں اور سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں کی عرضیاں
آئیں کہ ہم بھی آپ کی اطاعت میں جان و مال سے حاضر ہیں جو کچھ
امر عالی ہم پر صادر ہو بجا لاویں ان عرضیوں کا مضمون سُن کر
وہاں کے خوانین اور رئیسوں نے کہا کہ حضرت یہ جو یار محمد خاں نے

Marfat.com

آپ کو دنیاسازی کی راہ سے لکھا ہے کہ ہم آپ کے اپنی جان ومال سے
شریک ہیں محض فریب اور دغابازی ہے یہ بڑا ہی مفسد اور مکار دغاباز
ہے آپ اُس کے فریب سے ہوشیار رہیں جبکہ اس موذی نے اپنے حقیقی بھائی
فتح خاں اور عظیم خاں کو دغا دیا تو اور سے یہ کب درگذریگا حضرت علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو اس میں کچھ شک نہیں مگر اللہ تعالی ہادی مطلق ہے
ایک دم میں فاسق کو متقی اور متقی کو فاسق کر دیتا ہے اب تو یہ ظاہر
ہماری شراکت کا دم مارتا ہے دل کا حال خدا جانے اور ہم کو ظاہر شریعت
کا حکم ہے اگر وہ کچھ دغا فریب کریگا اپنے واسطے کریگا ہمارا کیا نقصان
پھر بعد چند روز کے وہ تینوں سردار مذکور مع توپخانہ و شکر نوشہرے
سے پانچ کوس موضع پیر پائے میں آکر داخل ہوئے اور وہاں سے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو خبر بھیجی کہ ہم یہاں اس سامان اور جمعیت سے
حاضر ہیں جو ارشاد ہو بجا لاویں یہ خبر سُن کر ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ
مع خادے خاں اور اشرف خاں اور فتح خاں چار پانسو آدمیوں سے
نوشہرے میں اُن کی ملاقات کو گئے یہاں اُن تینوں سرداروں نے
یہی ادہر سے آکر امامت کی بیعت کی اور آپ نے دو یا تین مقام کئے
گذرے شاہزادہ تو وہیں یار محمد خاں کے ساتھ رہا حضرت علیہ الرحمۃ
خادے خاں اور اشرف خاں اور فتح خاں اور باقی سب لوگوں کو
لے کر پنڈ کو روانہ ہوئے اور اُن دنوں ہمارے لشکر میں بیماری بہت
تھی اکثر لوگ بیمار تھے اور غلہ کی بھی کمال گرانی تھی کبھی ہم لوگوں

Marfat.com

کو پیٹ بھر روٹی ملتی تھی اور اکثر نہیں ملتی تھی یوں ہی ساگ پات وغیرہ
کھا کر رہ جاتے تھے آپ نے سب بیمار اور زخمی لوگ پنجتار کو روانہ
کر دئے اور جو زخمی اور بیمار نوشہرے میں تھے وہ سب وہیں رہے اور
جو اچھے ہوتے گئے وہ حضرت کے پاس چلتے گئے اور خاوے خاں اور
اشرف خاں اور فتح خاں نے واسطے غزا کے ہر اطراف وجوانب سے ملکی
لوگ بلا کر جمع کئے وہ تمام لوگ موافق دستور اپنے ملک کے اپنا اپنا
کھانے پینے کا سامان اپنے ساتھ لائے تھے کسی خان وغیرہ کے محتاج اور
دست نگر نہ تھے جب ہنڈ سے کوچ کی تیاری ہوئی تب حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے کچھ اسباب ضروری سفر کا تو ساتھ لیا اور باقی وہیں ہنڈ
میں چھوڑ دیا اور چند آدمی اس کی محافظت کو مقرر کر دئے اور باقی لوگ
اپنے ہمراہ لئے اور وہ تینوں سردار ملکیوں کو لے کر آپ کے ہمراہ رکاب
ہوئے پہلے روز ہنڈ سے کوچ کر کے موضع جلیسی میں ڈیرہ کیا اور ایک یا
دو مقام، بھی کئے پھر دوسری منزل وہاں سے چل کر مصری بھانڈے میں
کی صبح کو وہاں سے کوچ کیا نوشہرے میں آئے عبدالقیوم صاحب زخمیوں
بیماروں کی خدمت کو وہیں پہلے سے تھے جو حضرت کی ملاقات کو آئے اور
ملے آپ نے زخمیوں بیماروں کا حال پوچھا انہوں نے عرض کی کہ سب
اچھے ہیں مگر یہاں کے لوگوں نے بیماری میں غازیوں کی کمال خدمت
کی اگر اپنے عزیز واقربا یہاں ہوتے تو یوں ہی خدمت کرتے ہم لوگ

Marfat.com

اُن کے بڑے احسانمند ہیں آپ اُن کے لئے دعا کریں، آپ نے فرمایا بہت بہتر پھر آپنے دعا کی اور دریائے لنڈی کے پار درانیوں کا ڈیرہ تھا وہ پیادہ و سوار ہیڑ وغیرہ ملاکر کوئی بیس ہزار آدمی کی جمعیت رکھتے تھے اور آٹھ ضرب توپ اور اس طرف نوشہرے میں حضرت کا اور حضرت کے ہمراہیوں کا ڈیرہ تھا یہ ملکی بھی خادے خاں اور اشرف خاں اور فتح خاں کے ہمراہ اسی ہزار سے زیادہ تو ہوں گے مگر کم نہ تھے پھر حضرت نے نوشہرے میں دو تین مقام کئے اور جو کچھ لوگ اس عرصہ میں آپ کے ساتھیوں سے بیمار ہو گئے تھے ان کو عبدالقیوم کے پاس نوشہرہ میں چھوڑا عبدالقیوم وہاں پیشہ کی مہینے سے جو لوگ اکوڑی میں زخمی ہوئے تھے اُن کی خدمت میں تھے اور عبدالقیوم کو فرمایا کہ اب ہم تو لوگ لے کر دریا کے پار جاوینگے جب خدا لاویگا تب آوینگے تم یہاں پان چار اونٹوں کے کجاوے جلد بنوا کر تیار رکھنا دیکھا چاہئے کیا اتفاق ہو شاید کہ نہیں لوگوں کے بکا مرآمد ہوں اس عرصہ میں شیخ امجد علی ولد شیخ فرزند علی غازی پوری بیمار ہو گئے اُن کی خدمت کے واسطے آپ نے مجھکو چھوڑا پھر آپ نے اپنے لوگوں اور ملکیوں کو دریا کے پار اُتار کر درانیوں کے شامل ڈیرہ کرایا اور اتپا ہی ڈیرہ وہیں کیا اس میں جبتک آپ اُس پار رہے بلاناغہ ہر روز یار محمد خاں درانی اپنے یہاں سے خوان میں لگا کر کچھ کھانا میوہ وغیرہ آپ کے لئے بھیجا کرتا

Marfat.com

تھا یہ خبر زبانی لوگوں کے جو اس پار سے آتی تھی ہم سنتے تھے ایک روز
حاجی عبداللہ صاحب جو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی جماعت میں تھے اُس
پار لشکر میں حضرت کے پاس گئے پھر جب وہاں سے اس پار نوشہرے میں
آئے میں نے پوچھا کہ بھائی صاحب کہو لشکر کا کیا حال ہے کہا سب طرح
سے خدا کا فضل ہے مگر حضرت علیہ الرحمۃ کی طبیعت فیض طویت قدرے علیل
سی ہے اور یار محمد خاں کی طرف سے جو کچھ میوہ وغیرہ کھانا آتا ہے سو نذر محمد اور
اُس کے بھائی ولی محمد کے ہاتھوں آتا ہے اور وہی دونوں یار محمد خاں کی
طرف سے حضرت کے پاس وکالت بھی کرتے ہیں اور حضرت کی جانب سے خان
موصوف کے پاس اور کل صبح کو لشکر کا کوچ ہے فقط اور وہاں موضع
نوشہرہ زمین بلند پر واقع ہے اور جس طرف لشکر پڑا تھا وہ زمین نشیب
ہے پھر جب صبح کو لشکر نے وہاں سے طرف موضع سیدو کے کوچ کیا ہم لوگ
اس پار سے اچھی طرح دیکھتے تھے اور لشکر میں قریب لاکھ آدمی کی جمعیت
تھی اور کوئی آٹھ دس ہزار فقط نشان تھے کیونکہ اس ملک کا دستور ہے
کہ اگر دس بارہ آدمی کی جماعت ہے تو اس میں بھی ایک نشان ضرور ہوتا
ہے اور اگر یان سات آدمی کی جمعیت ہے تو اس میں ایک نشان ہوتا ہے اور
بڑی جماعتوں میں تو کئی کئی نشان ہوتے ہیں الغرض ملکی لوگ دف بجاتے اور
چار بیت گاتے اور ننگی تلواریں ہلاتے اور اچھلتے کودتے چلے جاتے تھے جب
جاتے جاتے موضع اکوڑا کوس یا ڈیڑھ کوس رہا تو وہاں تمام لشکر نے

Marfat.com

دیرہ کیا اور وہ تمام دیرے خیمے اپنے لشکر کے ہم لوگ نوشہرے سے دیکھتے
تھے پھر صبح کو بعد نماز فجر کے لشکر نے وہاں سے کوچ کیا اور اُدھر نوشہرے
میں ہم لوگ دعا میں مشغول تھے کچھ دن چڑھے شیخ احمد بنارسی اور عبدالمنان
دو چار آدمیوں سے آئے ہم لوگوں نے پوچھا کہو حضرت امیرالمومنین علیہ اکبر
کا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ رات کو سردار یار محمد خاں نے کھچڑی اور
گنے کی گنڈیریاں ولی محمد اور نذر محمد کی معرفت بھیجی تھیں سو وہی حضرت
نے کھچڑی کھائی اور چند گنڈیریاں چوسیں بعد کچھ دیر کے آپ کی طبیعت بگڑ
گئی کبھی تو غشی آتی تھی اور کسی وقت افاقہ ہوتا تھا اور مشورہ آج کی
لڑائی کا رات ہی کو مقرر ہو گیا تھا کہ صبح کو چڑھائی ہے اور ہم لوگوں میں یہی
چرچا تھا کہ یار محمد خاں نے آپ کو زہر دلوایا ہے اور سب علامتیں زہر ہی کی
معلوم ہوتی ہیں اس میں پچھلے پہر دو تین گھڑی رات رہے کوچ کا نقارہ ہوا
یار محمد خاں نے حضرت کی سواری کے لئے اپنا ہاتھی بھیجا اور یہاں حضرت کسی وقت
بیہوش ہو جاتے تھے کسی وقت ہوشیار اور استفراغ جاری تھا اور خان مذکور
کی طرف سے لحظہ بلحظہ تاکید آتی تھی کہ جلد حضرت کو سوار کر کے لاؤ لشکر روانہ
ہو گیا اس عرصہ میں آپ کو قدرے ہوش آیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے عرض
کی کہ سردار یار محمد خاں کی طرف سے کئی آدمی آپ کے سوار کرانے کو آئے ہیں
کیا ارشاد ہے' آپ نے فرمایا خیر بہتر ہے اور ہمارا سفید گھوڑا نے ہم کو
دیا ہے شادل خاں کنج پوری والے سے کہو کہ اس پر سوار ہو کر فتح
خاں کے ہمراہ جاویں اور باقی ہندوستانی سب کے سب ہمارے ساتھ

Marfat.com

ہمارے ساتھ رہیں اور جو ہاتھی یار محمد خاں نے آپ کی سواری کو
بھیجا تھا ایک پیر اس کا کچھ لنگ بھی کرتا تھا پھر اُس پر حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کو سوار کیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب خواصے میں بیٹھے اور
ہم کو مولانا صاحب نے واسطے رسد کے اس طرف روانہ کیا اور آپ نے
اُس طرف کوچ فرمایا یہاں تک تو حال ہم کو معلوم ہے اس عرصہ میں
دن قریب پہر کے چڑھا ہوگا کہ آواز توپوں اور شاہنیوں کی آنی
شروع ہوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک یہ حال رہا پھر آواز آنی موقوف
ہوئی پھر کچھ دیر میں دوپہر ڈھلے ہم لوگوں نے نماز پڑھی نماز سے فارغ
ہو کر بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ وہ دیکھو سواروں کا غول دریا کے پار لڑائی
فتح کئے ہوئے آتا ہے یہ سُن کر جلد ہم لوگ کوٹھوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے
تو دور سے معلوم ہوا کہ پان چھ سو سواروں کا پیرہ اکوڑے کی طرف سے چلا
آتا ہے اور اُس کے پیچھے پیادے وغیرہ متفرق دس پندرہ بیس بیس
آگے پیچھے چلے آتے ہیں ان کو دیکھ کر ہم لوگوں نے کہا کہ خدا خیر کرے کچھ طور
بے طور معلوم ہوتا ہے پھر اور بھی لوگ ایک ایک دو دو آتے گئے اور خبریں
مختلف بیان کرتے گئے مگر حال مفصل اُس لڑائی کا زبانی عبداللہ شاہ
کے جن کا حضرت امیرالمومنین نے عبداللہ خاں نام رکھا تھا معلوم ہوا
وہ خاص اس معرکہ میں تھے وہ کہتے تھے کہ جب اکوڑے کے ورے
سے صبح کو لشکر نے واسطے لڑائی کے کوچ کیا تو چند آدمی ہم بھی سردار

Marfat.com

فتح خاں کے ہمراہ گئے جب جاکر سیدو میں سکھوں کے مقابل پر پہنچے تو
وہاں دیکھا کہ لشکر ساتھ اس منزل کے جما ہوا کھڑا تھا کہ جانب دکھن
لشکر سردار یار محمد خاں کا متصل پہاڑ کے پہرہ باندھے کھڑا تھا
اور اس کے بائیں طرف لشکر سلطان محمد خاں کا تھا اور اُس کے
بائیں طرف سردار پیر محمد خاں کا لشکر تھا اور اُس کے بائیں اور تمام خوانین
یوسف زئی فتح خاں اور اشرف خاں اودھا دے خاں وغیرہم اپنے
اپنے لوگ لئے کھڑے تھے اور اُس طرف سکھوں نے اپنے سنگر سے آگے
بڑھ کر ایک نالے میں چار مورچے چار جگہ لگائے تھے جب لشکر ہمارا اُن
کے قریب پہنچا تب وہ نالے سے بندوقیں مارنے لگے اور باقی سکھ سنگر
سے آٹھ ضرب توپ سر کرنے لگے اور ہماری طرف سے بھی توپیں چلنے
لگیں اس عرصہ میں سردار سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں اور فتح خاں
نے اپنے اپنے سوار لے کر گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں اور جا کر وہ نالہ لیا
اُس نالے کے چاروں مورچوں کے سکھ بھاگ کر اپنے سنگر میں جا گھسے
اور موضع سیدو کی طرف سے شاہزادہ مع اپنی جماعت اور باقی اور
غازی لے کر سنگر میں جا کودا اور سردار یار محمد خاں اپنے سوار لئے ہوئے
جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا جگہ سے نہ ہلا اس عرصہ میں کئی ہلہ غازیوں نے
کئے سکھوں پر اور سکھوں نے غازیوں پر ناگہاں ایک گولہ توپ کا سکھوں
کی طرف سے سردار یار محمد خاں کے قریب آیا اُس میں کئی سوار اڑ گئے
یہ واقعہ دیکھ کر یار محمد خاں نے پیچھے کو باگ پھیری اور بھاگا اُس کے

Marfat.com

بھاگتے ہی تمام سوار اُس کے بھاگے اس طرف میدان خالی دیکھ کر
دو تین ہزار سوار سکھوں کے اپنے سنگر سے نکلے یہ حال دیکھ کر کہ
سکھ آ پہنچے نالے والے سواروں نے ہلّہ کیا اور اُن میں جا کر گڑبڑ
ہو گئی اور کئی بار اُنہوں نے ان کا ہلّہ پھیرا اور اُنہوں کے اس عرصہ
میں ایک سوار نے پکار کر کہا کہ یار محمد خاں تو اپنے سوار لے کر بھاگ گیا یہ
خبر تو اپنے سوار لے کر بھاگ گیا یہ خبر وحشت اثر سُن کر سکھوں کے مقابلہ
سے یہ تمام سوار پیچھے ہٹے اور بھاگے اور سکھوں نے تعاقب کیا اور اُدھر
یہ حال دیکھ کر گڈری شاہزادہ سنگ جماعت موضع سیدو میں مورچہ بکتر کے
بیٹھ گیا پھر میں بھی اپنے لوگوں کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہوا اور کوئی پان چھ
سو سوار سکھوں نے ہمارا تعاقب کیا جس طرح وہ ہم لوگوں کو سیدو میں مارتے
چلے آتے تھے اُسی طور ہم لوگ بھی اُن کو تیدوقتیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹتے اکوڑے
کی طرف چلے جاتے تھے جب ہم لوگ اپنے دیروں خیموں کے نزدیک آئے اور
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو وہاں نہ پایا اور وہاں یہ حال دیکھا کہ
لوٹ سی پڑی ہے کہ جو اسباب اُٹھانے کے قابل ہے ہر ایک لئے ہوئے
چلا جاتا ہے یہ حال خیال کر کے میری طبیعت بہت ہی ملال ہوئی پھر
جب میں وہاں سے آگے چلا تو دس پندرہ اپنے ہندوستانی لوگ ملے
اُن سے میں نے پوچھا کہ حضرت کہاں گئے اُن میں سے شیخ کریم بخش
بنارسی نے کہا کہ جب یار محمد خاں وہاں سے بھاگا اور اس کے سوار اس

Marfat.com

طرف آنے لگے تب لوگوں نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے عرض
کیا کہ لڑائی بگڑ گئی درانیوں نے دغا کیا اور حضرت کو ہوش نہیں ہے
جلد یہاں سے چلنے کی تیاری کیجئے یہ سُن کر مولانا صاحب حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کو ہاتھی پر لئے ہوئے چلے اور ہم لوگ ہندوستانی آپ
کے ہمراہ رکاب ہوئے کچھ تھوڑی دیر گئے ہونگے کہ فیلبان نے اپنے
پیچھے دیکھا کہ سکھوں کے سوار بندوقیں مارتے ہوئے چلے آتے ہیں مولانا
صاحب سے کہا کہ میں آپ کی خیر خواہی کے واسطے عرض کرتا ہوں کہ اس وقت
حضرت کو تو گھوڑے پر سوار کر کے چند آدمیوں کے ہمراہ پہاڑ کی طرف جو
ایک گاؤں ہے اُدھر کو روانہ کر دو اور تم سب جمعیت کے ہمراہ اسی ہاتھی
پر سوار ہو کیونکہ سکھوں کے سوار جو آتے ہیں عجب نہیں کہ اسی ہاتھی کے اوپر
حضرت کا خیال کر کے آویں یہ سُن کر جلد مولانا صاحب نے ایک گھوڑے
پر حضرت کو سوار کرانا چاہا اس میں حضرت کو قدرے ہوش آیا پوچھا
کہ مولانا صاحب لڑائی کا کیا طور ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ یار محمد خاں نے
دغا کیا لڑائی بگڑ گئی سو اس وقت یہ صلاح ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر
پہاڑ کی طرف تشریف لے چلیں اور میں اسی ہاتھی پر لوگوں کو لئے ہوئے
اور طرف سے آپ کے پاس آتا ہوں پھر حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر چند
ہندوستانیوں سے پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم لوگ مولانا صاحب کے
ہاتھی کے ہمراہ رہے پھر تھوڑی دُور تک ہم ساتھ گئے پھر مولانا صاحب
ہی ہم سے آگے نکل گئے ہم کو اب نہیں معلوم کہ وہ کہاں پہنچے فقط اتنا

Marfat.com

حال شیخ کریم بخش نیارسی کی زبانی معلوم ہوا قدرے مجکو
تسلی ہوئی کہ الحمد للہ دونوں صاحب سلامت تو ہیں اور اُس وقت
تک ہمارے پیچھے موضع سیدو میں توپ اور شاہیں چلتی رہیں میں نے
جوگڈڑی شاہزادے کو مع جماعت سیدو میں چھوڑا تھا اُنہیں سے
لڑائی ہوتی ہوگی سوان کے اور تو ہمارے لشکر سے وہاں کوئی نہ تھا اور
جو سکھوں کے سواروں نے ہمارا تعاقب کیا تھا وہ بھی تھوڑی دور ہم
لوگوں کے پیچھے آئے پھر وہ بھی ہمارے ہی لشکر کے ڈیرے خیمے لوٹنے میں مصروف
ہوئے میں اس طرف چلا آیا سو یہاں تک اُس لڑائی کا حال زبانی
عبداللہ خاں کے معلوم ہوا پھر اس عرصہ میں کچھ دن باقی تھا کہ دریائے لنڈے
کے پار سے ایک ملکی نے آواز دی کہ گانوں والو جلد بھاگو لڑائی شکست
ہوگئی درانیوں نے سید بادشاہ کے ساتھ دغا کی سکھوں کے سوار آتے
ہیں یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی نوشہرے والے اپنا اپنا اسباب لادنے
مصروف ہوئے اور ہم لوگوں سے کہا کہ غازیو تم بھی ہمارے ساتھ چلو جو ہمارا
حال وہ تمہارا، ہمارے لوگوں نے کہا کہ ہم تو پنجتار کو جاوینگے وہاں
اور یہی ہمارے ہندوستانی ہیں اور تم لوگ خدا جانے کہاں جاؤگے ہمارا
تمہارا ساتھ کیونکر ہو پھر وہ تو اپنا اپنا اسباب لے کر جدہر بیتا دیکھا روانہ
ہونے لگے اور ہمارے لوگ بھی اپنے چلنے کی تیاری کرنے لگے اور وے چار پانچ
کجاوے جو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے نوشہرے میں بروقت رخصت

Marfat.com

کے عبدالقیوم سے فرمایا تھا کہ ہم تو جاتے ہیں جب خدا ملاویگا تب ملیں گے
تم چار پانچ کجاوے جلد بنوا کر تیار رکھو شاید کہ تمہارے ہی کام آویں سو
اُس وقت جب یہ واقعہ پیش آیا تب معلوم ہوا کہ شاید آپ نے الہام الٰہی
سے فرمایا تھا پھر رات بھر تو جیسے تیسے ہم لوگ وہیں رہے صبح کو وہی کجاوے
اونٹوں پر کسے اور باقی جو خچر ٹوٹے تھے وہ تیار کئے اور جو لوگ وہاں زخمی
اور بیمار تھے ان کو سوار کیا ان میں سے جو چند صاحب نامی تھے وہ ہیں،
شیخ ولی محمد صاحب پہلتی اور شیخ امجد علی ولد شیخ فرزند علی غازی پوری
اور قاضی حمایت اللہ اور قاضی برہان الدین اور ابراہیم خاں خیرابادی
اور خدا بخش منجاولی اور عبدالوہاب اور حاجی حمزہ علی خاں اور سید
رستم علی اور خدا بخش بنارسی چہار نالی بندوق والے اور حاجی عبداللہ
مولانا اسمٰعیل کی جماعت والے اور باقی صاحبوں کے نام یاد نہیں پھر ان
سب صاحبوں کو ہم کئی آدمی موضع تورہ میں پہنچانے کو لے گئے اور جو جو
قدرے تندرست تھے ان کو وہیں چھوڑا کہ دوسری بار لیجاویں گے
پھر دوپہر کے درے درے ہم ان کو لے کر تورہ میں مع الخیر داخل ہوئے
اور موضع مذکور کا رئیس بہادر خاں نام وہ بھی اُس لڑائی میں گیا تھا
مگر وہ ہم سے پیشتر اُسی روز وہاں آیا تھا ہم کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور
جلد اپنی گڑھی کے اندر کا مکان خالی کرا کر ہمارے بیماروں کو بآرام تمام
اُتارا پھر ہم نے کہا کہ سردار جانور ہمارے بھوکے ہیں ان کے چارے دانے

Marfat.com

کی کیا تدبیر کریں اُس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ہمارے گیہوں کے کھیتوں
میں اُن کے سب جانور چھوڑ دو پھر وہ جانور کھیتوں میں چرنے لگے اور
تمام عورتیں اُس بستی کی آئیں اور ہم لوگوں سے پوچھنے لگیں کہ کہو سید
بادشاہ کہاں ہیں باوجودیکہ تمام عزیز واقربا بھی ان کے اس لڑائی
میں گئے تھے مگر ان کو کوئی عورت نہیں پوچھتی تھی اس طرح جان و
دل سے ہر ایک حضرت پر فدا تھی اور وہ تمام دعائیں دیتی تھیں کہ
الٰہی سید بادشاہ کو صحیح وسلامت رکھ پھر سوا پہر دن رہے ہم اپنے
اونٹ خچر ٹٹو کھیتوں سے لائے اور پھر باقی لوگوں کو لینے نوشہرے
کو چلے جاتے جاتے شام کو پہنچے گاؤں کے اکثر لوگ نکل گئے تھے اور جو
تھے وہ بھی جانے کی تیاری کر رہے تھے ہم سے اُنہوں نے کہا کہ بھائیو جلد
اپنے لوگ یہاں سے لیجاؤ یہاں گرم خبر ہے کہ کل سکھ اس طرف
اُتریں گے پھر پہر رات رہے سے ہم سب اپنے آدمی لے کر روانہ ہوئے کوئی
پہر دن چڑھے تو رو میں داخل ہوئے اور دلوں پر ہمارے نہایت بے چینی
اور بیقراری تھی نہ حضرت امیرالمومنین کا مفصل حال معلوم تھا نہ مولانا
محمد اسماعیل صاحب کا اور نہ اپنے ہندوستانیوں کا جو اس لڑائی میں گئے
تھے اور جو لوگ ساتھ تھے ان کا غم جُدا کہ خدانخواستہ اگر سکھ آئے تو
اُن سے نہ تو مقابلہ کیا جاویگا اور نہ بھاگا جاویگا مگر جس وقت یہ بات
یاد کرتے تو دل کو قدرے تسکین ہوتی کہ کئی بار ہم لوگوں کے روبرو

Marfat.com

مولوی یوسف صاحب اور میاں جی محی الدین پہلتی اور میاں جی چشتی
اور مولوی امام الدین صاحب بنگالی نے بعضے وقت بے تکلفانہ حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ سے پوچھا تھا کہ اس ملک ہندوستان میں ادنیٰ
ادنیٰ پیر و شہید جن کی ولایت اور کرامت سے جہاں کوئی واقف نہیں
نگران کی قبروں کو جہلا لوگ کس طرح سے پوجتے ہیں کہ کچھ بیان کی حاجت
نہیں اور آپ تو اس وقت میں حقیقتہً پیران پیر ہیں اور آپ کی کرامتیں اور
خرق عادات دیکھنے والے ہزاروں بلکہ لاکھوں موجود ہیں سو آپ کے مزار
پرانوار کو تو خوب ہی لوگ پوجینگے اور اُس پر نذر و نیاز چڑھاویں گے
اس بات کو سُن کر آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تم اس بات سے بے فکر رہو
اس واسطے کہ مجکو جناب الٰہی سے الہام ہوا ہے کہ اگر کوئی تجھ پر جادو کریگا
یا کوئی تجھ کو زہر دیگا سو تو ان صدموں سے نہ مریگا اور جس دن تیری
موت کا وقت آویگا تو تیری لاش کوئی نہ پاویگا جب میری لاش
ہی کسی کو نہ ملے گی کوئی قبر کیونکر بناویگا اور کس طرح پوجیگا اور
بعضے وقت یہ حال خیال کرکے دل کو ملال ہوتا کہ کئی بار الہام غیبی سے ہم
لوگوں کے سامنے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک وقت مجھ پر ضرور آنے والا
ہے کہ میں تم لوگوں سے جدا ہو جاؤنگا اور تم لوگ بعد میرے اس طور پر اگندہ
ہو جاؤگے جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ جاتا ہے دانے جابجا منتشر ہو جاتے ہیں
نہ مجکو تمہاری خبر معلوم ہوگی نہ تم کو میری ہم خیال کرتے کہ الٰہی وہ جدائی

Marfat.com

کا دن یہی تو نہیں الغرض ہم اسی تشویش اور تردد میں تھے کہ سردار بہادر
خاں نے ہم لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بھائیو میں تمہارا خادم اور
خیرخواہ ہوں پر کیا کروں عاجز اور ناچار ہوں سکھوں کے آنے کی اس طرف
خبر ہے اور میں اُن کے مقابلہ کے لائق نہیں مناسب یہ ہے کہ تم اپنے ان
بیماروں کو یہاں سے جلد نکال کر اور کہیں امن کی جگہ میں لیجاؤ خان ممدوح
یہی گفتگو کر رہے تھے کہ اُسی بستی کے دو آدمی لڑائی سے بھاگے ہوئے آئے
خان موصوف نے اُن سے پوچھا کہ تم کس طرف سے آتے ہو کچھ تم کو سید بادشاہ
کا بھی پتہ معلوم ہے اُنہوں نے کہا کل سید بادشاہ اور مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور ہم ایک ہی گھاٹ اور ایک کشتی پر اُترے تھے حال یہ تھا کہ چند
لوگ ہندوستانی سید بادشاہ کو چارپائی پر لئے ہوئے آئے اُس وقت گھاٹ
پر بکثرت ملکی بھی تھے اور درانیوں کے لوگ بھی تھے ملکی کہتے تھے کہ ہم پہلے اُتریں
اور درانی کہتے تھے ہم اُتریں اس ردوبدل میں سید بادشاہ کی چارپائی
درانی کشتی پر نہیں رکھنے دیتے تھے وہ بیچارے ہندوستانی شش و پنج میں مبتلا
تھے اور پیچھے سے سکھوں کی آمد کی خبر گرم تھی اس عرصہ میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
اپنی جماعت کے ساتھ مسلح گھاٹ پر آ پہنچے اور سب کو دوں دھکیل کر کے کشتی
سے اُتار کر وہ شور و غل کرتے ہی رہے جلد سید بادشاہ کی چارپائی کشتی پر
دھری اور اپنے سب لوگ لے کر کشتی پر سوار ہوئے اُنہیں کے ساتھ چند ملکی
ہم بھی سوار ہوئے کشتی اس پار کو روانہ ہوئی اس عرصہ میں ہمارے پیچھے تین

Marfat.com

چار کوس موضع پنج پیر میں سکھوں نے آگ لگائی یہ حال دیکھ کر تمام
اس یار والے گھبرائے کہ سکھ آپہنچے مگر ہماری کشتی مع الخیر اس پار آلگی
ہشت نگر کے سادات سید بادشاہ اور سب ہندوستانیوں کو اپنے مکان پر
لے گئے اور ہم لوگ بھی اُنھیں کے ساتھ چلے گئے اُس وقت کچھ تھوڑا سا دن
باقی تھا کوئی دو تین گھڑی اور سید بادشاہ بعضے وقت قدرے ہوش میں آتے
مولانا محمد اسمعیل صاحب سے پوچھتے کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے آپ ان کو تسلی
دیتے کہ فضل الٰہی ہے آپ کچھ اندیشہ نہ کریں اللہ تعالیٰ اس صدمہ سے تجھکو زندہ
رکھے گا پھر ہشت نگر کے سیدوں نے یہ مشورہ کیا کہ سید بادشاہ کو یہاں سے
موضع جلالہ اور موضع مجئی اور موضع یلئی کی طرف لیجاویں اور موضع بالغ
میں ہو کر موضع چندلئی کو پہنچاویں پھر پہر رات رہے سیدوں نے اپنا ایک ہمیر
ہمراہ کر کے اُسی طرف کو روانہ کیا مگر دو آدمی سید بادشاہ کے کچھ مرلفی سے
تھے وہ نہ گئے کہ ہم دو چار دن ہشت نگر میں رہینگے جب صبح ہوئی تو سکھوں
کے سوار گھاٹ پر آپہنچے اُس وقت چند ملکی ہم اور وہ دونوں ہندوستانی)
ہشت نگر سے چلے کچھ دور تو وہ دو ہندوستانی ہمارے ساتھ آئے پھر
ان سے زیادہ چلا نہ گیا پیچھے رہ گئے باقی ہمارے لوگ راہ سے چھوٹ چھوٹ
کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے ہم دونوں ادھر اپنی بستی کو چلے آئے یہ خبر فرحت اثر
سُن کر ہم لوگ بشاش ہو گئے کہ الحمد للہ اتنا تو حال معلوم ہوا کہ حضرت
امیر المومنین اور مولانا محمد اسمعیل صاحب دریا کے ادھر سے بعافیت تمام اُتر
آئے اور جہاں جانے کا ہم نے ارادہ کیا ہے وہیں کو وہ بھی تشریف لے گئے

Marfat.com

پھر صبح کو ہم سب لوگ موضع تورو سے پنجتار کی طرف روانہ ہوئے
جو لوگ زیادہ بیمار تھے اُن کو تو سوار کیا اور باقی پیدل چلے کوئی تین
چار کوس چلے ہوں گے کہ وہاں مظہر علی غازی پوری اور شیخ خیر اللہ احمد آبادی
ملے ان کو دیکھ کر اور زیادہ ہم کو تسکین ہوئی کہ ان سے اب حال مفصل معلوم
ہوگا پھر ہم نے میاں مظہر علی صاحب سے حضرت کا حال پوچھا تو انھوں نے
وہی تمام واقعہ بعینہ بیان کیا جو موضع تورو میں سردار بہادر خاں اور
ہمارے سامنے ان دونوں ملکیوں نے بیان کیا تھا اس وقت ہم نے
جانا کہ وہ ہندوستانی دونوں جن کا وہ دونوں ملکی بیان کرتے تھے کہ
شت نگر سے تھوڑی دیر تک ہمارے ساتھ آئے پھر نہ چلا گیا پیچھے رہ گئے
وہ یہی دونوں صاحب ہیں مگر ان کے بیان سے زیادہ مظہر علی نے ایک بات
یہ کہی کہ ہم نے شتنگ والوں سے سنا تھا کہ گھاٹ پر جو وقت اُترنے
حضرت امیر المومنین کے درانیوں نے لوگوں میں شر و فساد مچایا تھا اور حضرت
کو اُترنے نہیں دیتے تھے سبب یہ تھا کہ ان کو یار محمد خاں نے بھیجا تھا کہ تم
گھاٹ پر ایسا شور و فساد مچانا کہ پہر دُپہر کا اُن کے اُترنے توقف ہو جاوے
تب تک سکھوں کے سوار جا پہنچیں گے تم الگ کے الگ رہو گے وہ آپ
سید صاحب سے جیسا چاہیں گے سمجھ لیویں گے پھر اس بات سے ہم کو اور بھی
زیادہ یقین ہوا کہ وہ لوگ یار محمد خاں کے بھیجے تھے اس واسطے کہ جب
حضرت اس پار اُترے تب وہ سب اُسی پار رہے ادھر کوئی نہ اُترا
پھر ہم نے پوچھا کہ بعضے بعضے کی زبانی سننے میں آیا ہے کہ یار محمد خاں نے

Marfat.com

نے حضرت امیرالمومنین کو زہر دیا تھا یہ بات سچ ہے اسی سے آپ کو
یہ عارضہ ہوگیا یا کوئی اور بیماری ہے اُنہوں نے کہا یہ تو بات مشہور ہے
کہ یار محمد خاں نے کچھ گنڈیریاں اور کھچڑی زہر آلودہ بھیجی تھی اُس کے کھانے
ہی حضرت کی طبیعت بگڑ گئی سب معلوم کر گئے کہ اس کھانے میں کوئی زہر
تھا مگر درانی لوگ بہت تھے اور ہم ہندوستانی تھوڑے اس جہت سے
کچھ قصہ قضیہ کرنا ہم لوگوں نے مناسب نہ جانا سب معاملہ خدا پر چھوڑا
اور مصلحتاً اُنہیں کے ساتھ رلے ملے رہے پھر ہم نے پوچھا کہ گڈریی
شاہزادے کا مفصل حال معلوم ہے کہا ہاں اتنا حال تو بیشک معلوم ہے
کہ اُس دن موضع سیدو میں شام تک توپ چلتی رہی اور وہاں سوا گڈریی
شاہزادے کے لوگوں کے سکھوں کے مقابلہ میں کوئی نہ تھا مگر یہ حال
معلوم نہ ہوا کہ وہ سب لڑ بھڑ کے کس طرف چلے گئے یا وہیں کرتے رہے
ہم لوگ چلے جاتے تھے شام کو موضع ڈگئی میں پہنچے اور موسم گندہ بہار
کا تھا اُس وقت قطرہ افشانی بھی ہو رہی تھی اور اکثر ملکی لوگ مصری
بانڈی اور دو ڈہر اور لاہور اور حلسئی اور کنڈہ وغیرہ کے جو اباسین
کے کنارے گاؤں تھے سکھوں کے خوف سے بھاگ آئے تھے اور ہم بھی
وہیں پہنچے وہاں کے رئیس نے اپنی بستی کی بربادی کا خیال کر کے کہ ان
کے سبب سے کہیں سکھوں کے سوار یہاں نہ آویں ہم لوگوں سے کہا کہ صاحبو
تم یہاں سے کوچ کر جاؤ تم کو رہنا یہاں مناسب نہیں یہ سُن کر ہم لوگوں
کو بڑی تشویش ہوئی کہ رات کا وقت اور تھوڑا پانی بھی برستا

Marfat.com

ہے نہ کہیں جانے کا وقت ہے نہ رہنے کا ٹھکانا مگر جیسے تیسے رات بھر ہم
لوگ وہیں رہے اور اس ملک کا دستور ہے جو کسی طرف سے قافلہ مسافروں کا
آتا ہے تو بقدر مقدور بستی والے اُن کی مہمانداری کرتے ہیں سو ہم لوگوں کو بھی
کھانا کھلایا اور پانی پلایا ہم نے جانا کہ یہ بھی حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا
طفیل ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی پرورش ہر نوع منظور ہے ہیں
تو اس گھڑے وقت ہم لوگوں کو کون پوچھتا پھر صبح کو پانی برستے ہی ہیں
ہم لوگ وہاں سے چلے دو ڈھائی کوس گئے ہونگے کہ ابر کھل گیا پانی برسنا
موقوف ہوا پھر اُس دن شام کو ہم سب موضع تنی کیلے میں رہے پھر صبح
کو وہاں سے موضع شیخ جانی میں جاکر دیرا کیا وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا
کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مع جماعت موضع
باغ میں داخل ہوئے اور وہاں سے موضع باغ رات بسے کا رستہ تھا پھر
صبح کو ہم وہاں سے روانہ ہوئے دامن کوہ میں ایک بستی تھی شام کو وہاں رہے
پھر صبح کو چلے موضع باغ میں داخل ہوئے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے
ملے مگر آپ کا وہی حال دیکھا جیسا رستہ میں مظہر علی غازی پوری سے سنا تھا
کہ آپ کسی وقت ہوش میں ہوتے تھے اور کسی وقت بے ہوش پھر اس روز ہم
سب وہیں رہے صبح کو فتح خاں سردار مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے مشورہ
کرکے حضرت کو مع تمام مجاہدین موضع چندئی میں کہ وہاں سے ڈھائی
تین کوس تھا لے گیا اور ایک مکان خالی کرایا اس میں حضرت امیر المومنین

Marfat.com

علیہ الرحمۃ کو رکھا اور باقی مجاہدین کو مسجد اور حجروں میں اُتارا جس دن
ہم سب چندئی میں گئے اُس کے آٹھویں روز حضرت علیہ الرحمۃ کو باخوبی
ہوش آگیا اور ہم لوگوں کو غمگین اور اُداس دیکھ کر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میاں صاحب کیا حال ہے اور یہ تمام ہمارے
بھائی مجاہدین کیوں اُداس اور غمگین سے ہیں مولانا صاحب نے جس روز سے آپ
کو بسبب زہر کے بیہوشی ہوئی تھی اور اس وقت تک جب آپ کو ہوش آیا سب
حال جو لائق کہنے کا تھا بیان کیا کہ ان صاحبوں کی اُداسی کا یہ سبب ہے پھر آپ
نے پوچھا کہ ہمارے اور مجاہدین بھائی کہاں ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ بخیار میں
اور تو رد میں ہیں آپ نے فرمایا اُن سب کو یہاں بلوالو اور فرمایا کہ مولانا صاحب
ہمارے سب مجاہدین بھائیوں کی تسلی اور دلجمعی کرو کہ یہ جو کچھ حال ہم پر اور
سب بھائیوں پر گذرا کچھ جناب الٰہی میں ہم لوگوں سے خطا اور بے ادبی ہوئی ہے
اُسی کا یہ بدلہ ہے اور یہ بھی ایک امتحان الٰہی تھا ایسی ایسی آزمائشوں پر ہم لوگوں
کو اور ہمارے مجاہدین بھائیوں کو ثابت قدم رکھے اور ہماری تکلیف کو ساتھ راحت
کے بدل کرے اور اُن لوگوں نے جو ہم کو زہر دیا سو یہ بھی حکمت الٰہی سے خالی
نہیں یہ بھی ایک سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے ادا ہوئی پھر
آپ ننگے سر ہو کر جناب باری میں ساتھ کمال الحاح وزاری کے دعا کرنے لگے
کہ الٰہی یہ ہم سب تیرے بندے ذلیل وخاکسار عاجز وناچار ہیں اور سوا تیرے
ہمارا نہ کوئی حامی ومددگار ہے محض تیرے ہی فضل وکرم کے اُمیدوار ہیں اور

Marfat.com

ہم قابل امتحان اور آزمائش تیری کے نہیں ہیں ہماری خطاؤں کو
نہ پکڑ اپنی رحمت سے معاف کر اور ہم کو اپنی راہ مستقیم پر ثابت قدم رکھ
اور جو لوگ تیری اس راہ کے مخالف ہیں ان کو ہدایت کر اسی طرح کے الفاظ
بار بار تکرار زبان الہام بیان سے نکالتے تھے اور ہم سب لوگ آمین آمین
کرتے تھے پھر بعد فراغ دعا کے سب کو تسلی اور دلاسا دیا کہ بھائیو مت گھبراؤ
اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل و کرم کریگا پھر پنجتار کے سب غازی بلائے گئے
اور تمام اُسی بستی میں آکر جمع ہوئے اور بیس پچیس آدمی موضع تورو میاں
عبدالقیوم صاحب بہادر خان کے پاس جو وہاں کے خان تھے چھوڑ آئے
تھے سواریاں بھیج کر ان کو بھی حضرت علیہ الرحمۃ نے بلوالیا وہ بیمار لوگ تھے
ان میں سے جن صاحبوں کے نام یاد ہیں یہاں پر لکھے جاتے ہیں جیسے سید
عبدالرحمٰن صاحب اور سید موسیٰ صاحب اور سید ابوالقاسم اور سید ابو محمد
اور سید داؤد ابوالحسن اور سید اسمٰعیل اور شیخ عبدالرحمٰن اور احمد اللہ
ان کے بھائی اور عبدالرحمٰن خاں اور محمد سعید خان یہ سب بریلی اور
نصیر آباد کے تھے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی اور شیخ ولی محمد اور میاں
جی محی الدین اور سعد الدین اور عماد الدین اور ضیاء الدین اور صلاح الدین اور
ناصر الدین اور عبدالحکیم اور عبدالواحد اور مولوی محمد یوسف اور محمد حسن اور
عبدالرؤف اور عبدالرحمٰن یہ سب پہلت کے تھے اور مولانا ولایت علی اور
میر امام علی اور واحد علی اور محمدی اور سید کرامت المدد اور حاجی ولی اللہ اور

Marfat.com

عبدالواحد اور نبی حسین اور طالب حسین اور مظہر علی اور عبدالقادر اور عبدالرحیم
یہ سب عظیم آباد کے تھے اور مولوی امام الدین صاحب اور ظہور اللہ اور لطف اللہ
اور طالب اللہ اور فیض الدین اور قاضی مدنی یہ سب بنگالے کے تھے اور شکر اللہ
اور امان اللہ خاں اور قادر بخش اور دوسرے قادر بخش اور عبدالکریم اور
محمود یہ سب لکھنؤ کے تھے اور عبدالخالق اور کریم اللہ اور خدا بخش اور
غازی خاں اور مظہر علی اور میاں گدڑی اور میاں لاہوری یہ سب غازی پور
کے تھے اور حاجی زین العابدین اور نعیم خاں اور حاجی عبداللہ اور پیر خاں
اور میاں خدا بخش اور میاں الٰہی بخش یہ سب رام پور کے تھے اور شیخ رمضان
اور پیر خاں اور عمر خاں اور مشکل خاں اور عبدالجبار خاں اور خیریت خاں اور
خدا بخش اور رمضان خاں اور عبدالسبحان خاں اور فقیر اللہ یہ سب مورین کے
تھے اور کریم بخش اور احمد اور عبدالمنان اور خدا بخش یہ چاروں بنارسی
تھے اور حافظ جانی اور حافظ امانی اور حافظ محب اللہ خاں اور دنیا شاہ اور
حافظ امام الدین اور پیر محمد یہ پانی پتی تھے اور قاضی حمایت اللہ اور سربان الدین
اور شیخ عبدالوہاب اور خدا بخش یہ منجھاروں کے تھے اور متے اور محمد صلاح
دونو سندی اور نور محمد اور احمد اور عبدالرحمٰن یہ تینوں فتحپوری کے اور عبدالحکیم
خاں لہاری کے اور کریم بخش گھاٹم پوری اور کریم بخش اور دوسرے
کریم بخش سہارنپوری اور حاجی یوسف صاحب کشمیری پیر خاں دکنی
شیخ منور قدوائی مولوی امیر الدین ولایتی ہدایت اللہ بانس بریلی کے

Marfat.com

عبدالبدا ور فقیر اللہ احمد آبادی شادل خاں کنج پوری کے شیخ عبدالرحمن
خیرابادی امام الدین اور محمدی منبئ والے عبداللہ گجراتی محمدی بردوانی
حاجی عبدالرحیم ہندوستانی اور سید رستم علی چلکا نیوالے اور کریم بخش
خیاط اور عبداللہ بخش خیاط فیض ابادی اور نور بخش اور رحیم بخش اور
حاجی جانی یہ تینوں حجام اور خدا بخش خنگی اور مہربان خاں اور دین محمد
پلٹنی اکبر خاں نوردا دخاں یکہ نور خاں حافظ الٰہی بخش عنایت اللہ
شیخ عبدالرحمن رائے بریلی کے حافظ عبدالکریم پانی پتی حافظ ولی محمد حافظ
واقف علی حافظ اللہ یار حافظ میر خاں مولوی سعد اللہ مولوی عباد اللہ
عبدالرحمن مدراسی بادل خاں واصل خاں ارادت خاں اور اُن کے بھائی
ابراہیم خاں نہال خاں اور مستقیم ہمراہی عبدالمجید خاں کے اور غازی الدین
اور شیخ امام علی اور محمد حسن حنفی اور عبداللہ رسیم اللہ اور لعل محمد ہمراہی مولوی
امام الدین صاحب اور لکھیر اور منصب خاں اور شیخ رحم علی اور
مرزا امانت علی اور عبداللہ والیا اور عبدالرزاق اور ان کے بھائی
نور احمد جو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے حالات روزمرہ کے کاتب تھے
اور ابراہیم خاں اور شادل خاں اور میاں حی چشتی اور ظہور اللہ چشتی
اور حاجی رحیم بخش اور شیخ حسن علی صاحب اور اُن کے بھتیجے عبدالقادر
اور دین محمد صاحب اور عبدالقیوم اور شیخ امیر اللہ اور شیخ کرامت اللہ
اور منیر اور نصیرالدین اور بخش اللہ خرد اور سید حمیت علی اور فرجام

Marfat.com

خادم حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے اور شیخ اللہ شیدی اور عبد الرحیم
حجام اور مرزا امیر بیگ اور نظام الدین خاں اور سید صادق علی اور
شیخ بلند بخت وبین کے اور مراد خاں اور بخش اللہ خاں اور شیخ نصر اللہ یہ
تینوں خرجہ کی اور عبد الرحیم اور مخدوم بخش یہ دونوں فتحپوری کے اور
نور سندی اور رحمت خاں رامپوری اور شیخ درگاہی غازی پوری
اور میر اولاد علی عظیم آبادی اور امجد خاں گنتی کے اور محمد حسین سہانپوری
اور پیر محمد قاصد اور لعل محمد اور ملا عزت اور قطب الدین اور ملا بازار اور
ملا حمبہ اور خان بہادر اور خیر اللہ خاں غزنوی اور ملا گلزار اور اللہ بخش
اور خضر خاں اور قلندر اور نور محمد اور محمد اور ملا تور خاں اور احمد کشمیری
اور ملا علی خاں اور مومن خاں اور سید دین محمد یہ اٹھارہ لعل محمد سے یہاں
تک ولایتی قندھاری اور یہ خاکسار فتح علی عظیم آبادی یہ تمام نام دو سو اور
تین ہوئے اور باقی صاحبوں کے نام فراموش ہو گئے اور وہاں ان دنوں
بیماری کا یہ حال تھا کہ ان تمام لوگوں میں گنتی کے چھ سات آدمی تو تندرست
تھے اور باقی سب بیماروں کی خدمت کرتے تھے اسی طور کم و بیش اور دن
کو یہی خیال کیا جاتا ہے اور کھانے کی تنگی کا یہ حال تھا کہ ایک ایک مٹھی
مکئی ہر آدمی کو ملتی تھی اسی کو ہم لوگ تندرست چکی میں پیس لاتے اور
لپٹی پکا کر ان مریضوں کو کھلاتے اور ہم کھاتے اور ایک گھاس ترش

Marfat.com

مزہ پیتا ہوتی تھی جس کو فارسی میں سہ برگہ کہتے ہیں اس کو پیس کر
اور چھان کر اور قدرے نمک ملا کر ان مریضوں کو پلاتے تھے وہاں یہ
دوا تھی اور جس دن وہ ایک مٹھی مکئی بھی نہ ملتی تو اُس دن گھاسوں کی
پتیاں جو بے مزہ نہ ہوتیں اور پکانے میں گل جاتیں خسگل سے توڑ لاتے اور
بڑی بڑی ہانڈیوں میں نمک ڈال کر اُبالتے اور اُن مریضوں کو کھلاتے
اور ہم بھی کھاتے اور کسی روز ایک بیمار مرتا کسی روز دو کسی روز تین بھی
تا رہتا اور اُس موضع چندلئی میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ قریب ایک
مہینہ کے رہے تھے پھر وہاں سے ضلع چملہ کے جانے کی تیاری کی وہ ضلع
چندلئی سے دو ڈیڑھ پہر کا رستہ ہے فقط ایک پہاڑ چندلئی اور اُس کے
درمیان میں ہے اور وہاں کے بیماروں کی خدمت کے لئے شیخ ولی محمد صاحب
سلمہ اللہ کو چھوڑا اور فرمایا کہ جو جو صاحب چنگے ہوتے جاویں ان کو ہمارے
پاس بھیجتے رہنا پھر جو لوگ تندرست وہاں تک چلنے کے لائق تھے اُن
کو ساتھ لے کر ضلع چملہ کو روانہ ہوئے جب اُس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے
تب وہاں ننگے سر ہو کر دیر تک بہت گریہ وزاری اور عجز و انکساری کے
ساتھ دعا کی پھر بعد فراغ دعا کے فرمایا کہ جناب باری میں دعا قبول
اور سبحانہ تعالیٰ نے ہماری تکلیف دور کی اور اپنا فضل ارزانی فرمایا اور
وہیں یہ بھی فرمایا کہ جب میں اس ولایت میں آیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجکو اول
سے اس ملک کو دکھلا دیا ہے پھر آپ وہاں سے چلے اُس ضلع میں گئے گا

Marfat.com

نام ایک بستی ہے ظہر کے وقت اُس میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں
سے تھوڑی دور ایک بستی نواگئی سیدوں کی تھی وہاں کے رئیس سید
رسول صاحب بہت لوگوں سے حضرت کی ملاقات کو آئے اور یہ حال آپ
کے سامنے بیان کیا کہ ہماری بستی نواگئی میں محب اللہ خاں نام ایک مجذوب
ہیں اور وہ ہمیشہ برہنہ ادرزادر رہا کرتے ہیں سو آج بعد نماز صبح کے ،
اُنہوں نے مسجد کا ایک بوریا بغور تہبند کے رسّی سے اپنی کمر میں باندھا لوگوں
نے پوچھا کہ شاہ صاحب آج آپ نے یہ بوریا کمر میں کیوں لپیٹا کہا آج
اس قلعہ میں ایک آدمی آویگا اُس کی شرم سے یہ بوریا میں نے لپیٹا ہے
کہ ایسا نہ ہو وہ اچانک آجاوے اور محبوب ستر برہنہ دیکھ لے تو بڑی
ندامت حاصل ہو لوگوں نے کہا کیا آپ ہم کو آدمی نہیں جانتے ہیں کہا تم میں
ویسا کوئی آدمی نہیں پھر جب ہم نے لوگوں سے آپ کے آنے کی خبر سنی
کہ حضرت امیر المومنین موضع کوگامیں تشریف فرما ہوئے تب اُس وقت ہم
سب کو یقین کامل ہوا کہ وہ آدمی آپ ہی ہیں پھر ہم لوگوں کو لے کر آپ
کی ملاقات کو آئے یہ حکایت حضرت نے سنی اور سید رسول صاحب
کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی نسبت باطنی کا پرتو ڈالا اُنہوں نے اُسی
وقت معتقد ہو کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر باقی جو اُن کے ہمراہ
ملا اور طالب العلم اور معزز لوگ تھے سب نے بیعت کی پھر آپ نے اپنے لوگوں
سے فرمایا کہ ان بھائیوں کو بٹھا کر توجہ دو پھر وہ ہر ایک کو توجہ دے
کر حضرت کے سامنے لائے آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم نے توجہ

Marfat.com

میں جو دیکھا ہو بیان کرو پھر ہر ایک عجیب و غریب اپنے اپنے مکاشفات
بیان کرنے لگے کہ وہاں کے اور لوگ سننے والے عالم حیرت میں تھے
کہ یہ لوگ کیا بیان کر رہے ہیں پھر اس روز سید رسول صاحب وہیں
حضرت کی خدمت میں رہے صبح کو اپنی بستی کو تشریف لے گئے پھر اور
اور خان اور سردار اس اطراف و نواح کی بستیوں کے حضرت کی
ملاقات کو ہر روز آنے لگے اور شرف بیعت سے مشرف ہونے لگے اور
ہم لوگوں کو واسطے مہمانی کے لیجانے لگے اور وہاں کی دعوت کا یہ طور تھا
کہ جس کے یہاں حضرت کی دعوت ہوتی وہ آکر حضرت سے اطلاع کر جاتا
کہ آپ کے ہمراہ اتنے لوگوں کی دعوت ہے پھر اتنے لوگ آپ کے ساتھ جاتے
اور باقی لوگوں سے بستی والے موافق مقدور کے چار چار یا پانچ پانچ تقسیم کر لیتے
اور اپنے اپنے یہاں لے جاکر بہتر سے بہتر کھانا کھلاتے اور بعد اس کے جتنے
مہمان ہوتے اتنی چارپائیاں اور رضائیاں اور تکیے بچھونے اپنے آدمیوں
کے سروں پر دھر کر اس کے مکان پر پہنچا دیتے جتنے روز دن اس کے
یہاں دعوت کھاتے اتنے روز دن اس کی چارپائیوں اور بچھونوں پر
رہتے پھر وہ اپنا سب سامان اٹھا لے جاتے اور جو کوئی دعوت کرتا وہ بھی
سامان دیتا جب ہم لوگوں نے وہاں کھانے پینے کی فراوانی دیکھی تب
ہمارے خیال میں آیا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے موضع چندلی میں اور وہاں
سے اس طرف آتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر دعا کی تھی اور فرمایا تھا

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی تکلیف ساتھ راحت کے بدل کی اور اب اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا سو اُس کا اثر یہاں ظہور میں آیا اور آپ کی دعا اکثر جناب الٰہی میں قبول ہوتی تھی آپ تو امام زماں اور مہدی وقت تھے تمام غوث وقطب وابدال واوتاد کے رتبے سے یہ رتبہ زیادہ ہے اس لئے کہ یہ تمام نیز گوار امام وقت کے مقتدی اور پیرو اور مطیع فرماں ہوتے ہیں الغرض حضرت نے موضع کوگا میں چار مقام کئے پھر وہاں سے طرف ضلع بنیر کے روانہ ہوئے شام کو دامن کوہ میں ایک بستی ہے اُس کا نام یاد نہیں وہاں ڈیرہ کیا وہاں کے لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے جیسا کہ آگے بیان ہو چکا ہے ہم لوگوں کی خدمت کی اور اُسی بستی میں حضرت کی خبر سُن کر موضع تختہ بند سے جو ضلع بنیر میں ہی وہاں کے رئیس سید میاں نام آپ کے لینے کو آئے اور اپنا عذر بیان کیا کہ اس ملک میں اکثر آپس میں بستی بستی پتینہ داری رہتی ہے نہ اُس بستی کا پتینہ دار اس بستی میں جا سکتا اور نہ اُس بستی کا پتینہ دار اس میں آ سکتا میرے آنے کا یہ سبب تھا نہیں تو میں وہیں موضع کوگا میں آکر آپ کی قدمبوسی حاصل کرتا پھر رات بھر سید میاں وہیں رہے صبح کو حضرت کو لے کر اپنی بستی میں گئے اور اپنے مکان میں اُتار کر پھر آپ کے قدوم سعادت لزوم کی خبر ہدایت اثر سُن کر بہت خان اور سردار اُس نواح کے اُسی دن ملاقات کو آئے اپنے مجاہدین اور دو. لوگ ملا کر پان چھ سو آدمیوں کی جمعیت ہو گئی اور اُس ملک کا یہ بھی دستور ہے کہ جو بستی سادات کی ہوتی ہے تو اس میں سوا سادات کوئی خان سردار نہیں رہتا اور اگر بطور مہمان کے صدہا آویں تو وہی سادات

Marfat.com

ان کو اپنے یہاں سے کھلا دیں جبتک وہ رہیں پھر سید میاں اور اُن کے
برادری والوں نے اُسی جم غفیر میں سید کے سامنے حضرت کے دست مبارک
پر بیعت کی بعد ان کے اور جو اس نواح کے خوانین اور رئیس حاضر تھے اُن
میں سے دو ڈھائی سو آدمیوں نے بیعت کی اور سب نے کہا کہ ہم سب اپنی جان
و مال سے آپ کے فرماں بردار ہیں جو آپ فرماویں ہم بلا انکار سر و چشم بجا
لاویں پھر اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے سید میاں سے فرمایا کہ جو آپ نے
کل اپنے لوگوں کی تپہ داری اور عداوت کا شکوہ کیا تھا انشاء اللہ اب تو
ہم ضلع سوات کو جاویں گے ادہر سے جب آویں گے تب درمیان تمہارے
اور تمہارے تپہ داروں کے مصالحہ کر دیویں گے آپ نے تختہ بند میں سات چار
مقام کئے تھے اُسی عرصہ میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ سعد الدین پہلتی
جو زخمی تھے بیمار ہو گئے اُن دونوں صاحبوں کو آپ نے تختہ بند میں چھوڑا باقی
لوگ لے کر طرف ضلع سوات کے روانہ ہوئے موضع انڈی میں جا کر رہے وہاں کے
لوگوں نے بیعت کی اور ہم سب لوگوں کی مہمانی کی پھر صبح کو موضع تورسک
لوگ لے گئے ایک رات وہاں رہے وہاں سے موضع جوہڑ کے لوگ آ کر آپ
کو لے گئے وہاں بھی ایک رات رہے پھر وہاں سے آگے کڑا کر پہاڑ کی چڑھائی
کوس سوا کوس کی چڑھنی پڑی جب ہم لوگ اس کی چوٹی پر گئے تو ادہر ضلع
بنیر کا موضع صاف نظر آتا تھا اور ادہر ضلع سوات کی بستی بستی دکھلائی
دیتی تھی پھر پہاڑ اتر کر سوات کے ضلع میں داخل ہوئے پہلا موضع اس
ضلع سوات میں شاہ فیصوں کا پہاڑ سے اُترتے ہی ملا اُس میں ہوتے ہوئے

Marfat.com

موضع بیری کوٹ کو گئے وہاں ہم لوگوں میں سے حاجی ولی الدا ورحاجی
رحیم بخش بیمار ہو گئے ان کو وہاں کے خان کو سپرد کیا کہ تم ان دونو صاحبوں
کی خدمت کرنا اور اُسی روز اُس نواح واطراف کے بہت لوگ آپ کی
ملاقات کو آئے اور بیعت بھی کی اور توجہ بھی لیا اور یہی معاملہ ہر بستی میں
جہاں آپ کو لیجاتے ہوتا پھر وہاں سے تھانے والے آپ کو لے گئے اور
موضع تھانا دریائے لنڈی کے کنارے واقع ہے اس طرف تھانہ اس کے
مقابل اس پار موضع چگ دراز ہے اور اُس کے قریب موضع اُچ ؛
سیدوں کا، تھانے میں آپ نے دو مقام کئے آپ کے قدوم میمنت لزوم
کی خبر موضع اُچ کے سادات کو ہوئی بہت لوگوں سے آپ کے ملنے کو تھانے
میں آئے اور وہاں سے اپنی بستی کو لے گئے اور اپنے خویش واقربا سے حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی روز جو سید گل بادشاہ پشوری نے آپ کی نذر
ایک جہیان کشمیری کہاروں کے ہاتھ بھیجا تھا آیا اور مولوی قلندر صاحب کے
قافلہ کی خبر بھی اُنھیں کہاروں کی زبانی مفصل معلوم ہوئی کہ ایک قافلہ ہندوستان
سے آیا ہے وہ ہم کو شاہ کوٹ میں ملا تھا اور آپ نے موضع اُچ میں
تین مقام کئے اس عرصہ میں مولوی یوسف صاحب بیمار ہو گئے اور موضع
کوٹ گرام کے سادات آپ کے لینے کو آئے پھر آپ مولوی یوسف کو جہیان
پر سوار کرا کر سیدوں کے ساتھ کوٹ گرام میں لے گئے وہاں کے جانے کے
بعد چوتھے یا پانچویں وہ قافلہ مولوی قلندر کا ستراسی آدمیوں سے
وہیں آپہنچا حضرت اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مصافحہ و

Marfat.com

معانقہ کیا اور حال ہندوستان کا پوچھا پھر آپ نے سر کھول کر
بطور معمول کے دیر تک وہاں دعا کی اور اُس قافلہ کے اکثر لوگ آپ
سے بیعت رکھتے تھے اور جنھوں نے نہیں کی تھی اُنھوں نے اُس وقت بعد
ملاقات کے بیعت کی پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ یہاں لوگوں
کی کثرت بہت ہے کچھ لوگ تم میں سے ان اطراف کی بستیوں میں جا کر رہیں
ایک شخص پر سب کا بار ڈالنا مناسب نہیں پھر پچاس ساٹھ آدمی ہم میں
سے جا بجا اور بستیوں میں چلے گئے اور کوٹ گرام سے قریب ایک موضع تھا اُنھیں
سیدوں کے عزیزوں کا وہ چالیس پچاس آدمیوں سے حضرت کو تمنّا اپنی بستی
کو دوبہر کے واسطے لے گیا اور وہاں اپنے اہل و عیال سمیت آپ کے ہاتھ پر
بیعت کی اور اُسی بستی میں اس شام کو ہم لوگوں نے عیدالفطر کا چاند دیکھا
تھا پھر بعد فراغ نماز مغرب کے ہم لوگوں کو کھانا کھلانے کی تیاری کی اور
سب کے آگے کھانا رکھا اور حضرت کے واسطے جدا کھانا بہت مکلف پکایا تھا
وہ لا کر آپ کے آگے رکھا آپ نے اُس میں سے تھوڑا تھوڑا سب کو
تقسیم کر دیا اور اُسی قدر اپنے واسطے اور سب کے ساتھ تناول فرمایا
اور یہ عادت شریفہ اکثر اوقات آپ کی تھی کہ جو کوئی کچھ کھانا مکلف
آپ کے واسطے خاص کر کے لاتا آپ اُس میں سے تھوڑا تھوڑا بانٹ
دیتے تھے سب کو جو وہاں موجود ہوتے اور اُس دعوت میں اکثر لوگ
نئے قافلہ کے تھے یہ اخلاق حمیدہ دیکھ کر بہت راضی ہوئے اور ہم لوگ
تو ہمیشہ سے جانتے تھے پھر جب کھانا کھا کر وہاں سے آپ رخصت ہونے

Marfat.com

لگے تب صاحب دعوت نے کچھ روپے نقد آپ کی نذر کئے اور ایک بھینسا
دیا اور وہ بھینسا ایسا فربہ تھا کہ گویا ہاتھی کا بچہ تھا ہم نے آج تک ویسا
کہیں نہیں دیکھا اور اُس صاحب دعوت کے یہاں اُس بھینسے کا کئی سیر بچہ
گھی ہر روز مقرر تھا پھر آپ وہاں سے غسل کے وقت کوٹ گرام میں داخل
ہوئے اور وہ صاحب دعوت بھی وہاں سے آپ کے ہمراہ آئے اور نام اُن
کا سید عبدالقیوم تھا پھر صبح کو کوٹ گرام میں نماز عید پڑھی اور دیر تک
دعا کی اور آپ جبتک اُس بستی میں رہے تب تک صدہا لوگوں نے ہدایت
ہوئی اور وہاں ہرسوات کے ضلع کے لوگ حاضر تھے سو اُنہوں نے اپنے
یہاں حضرت کو لیجانے کی درخواست کی پھر عید کے تیسرے دن آپ نے کوٹ گرام
سے کوچ فرمایا اور ہرسوات کی طرف روانہ ہوئے جاکر موضع اُچ میں تین مقام
کئے وہاں کے جو رئیس تھے ان کا نام سید مرید احمد تھا اور وہیں لوگوں سے سنا کہ
قاضی احمداللہ صاحب کا قافلہ جو ہندوستان سے آیا ہے سو موضع خارمیں داخل
ہوا پھر موضع اُچ سے آپ نے کوچ فرمایا ایک بستی میں جاکر وارد ہوئے وہیں
وہ قافلہ بھی آکر آپ کے شریک ہوا اُس قافلہ میں کوئی ساٹھ ستر آدمی تھے
آپ ان کو دیکھ کر کمال خوش ہوئے اور ہر ایک سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور
عافیت مزاج کی پوچھی پھر رات بھر اُس بستی میں رہے صبح کو وہاں سے کوچ
مقام کرتے ہوئے ہرسوات کی طرف چلے جاتے تھے تیسرے دن ایک بستی سے
آپ نے کوچ کیا اور بہت لوگ آپ سے آگے بڑھ کر ایک بڑی بستی میں جا
ٹھہرے اور مولوی محمد یوسف صاحب نہایت بیمار تھے وہ بھی سب کے

Marfat.com

ساتھ وہیں گئے اور اُس بستی کے ورے ایک چھوٹی بستی تھی وہاں
کے لوگوں نے حضرت کو ہڑالیا اس واسطے کہ جہاں سے اُس دن کوچ
کر کے آئے تھے اُس بستی والوں اور اُس بستی والوں سے پتنہ داری تھی
پھر حضرت سے اپنا حال بیان کیا تاکہ آپ اُن کے درمیان صلح کرادیں حضرت
نے اخوند ظہور اللہ کو کئی آدمیوں سے بھیج کر وہاں کے پتنہ داروں کو بلوایا اور
دونوں طرف والوں کو ملا دیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جو بیمار ہو کر تختہ بند
میں رہ گئے تھے چنگے ہو کر وہ بھی کئی آدمیوں سے اُس بستی میں آکر آپ سے ملے
اور اُسی روز جمعدار عبدالحمید خاں جو بڑے حضور پر نور کے نوکر تھے جیدا آدمیوں
سے جاکر حضرت کے پاس حاضر ہوئے جمعدار موصوف کے ہمراہیوں سے کئی
صاحبوں کے نام یاد ہیں ایک شیر خاں دوسرے رستم خاں تیسرے مستقیم خاں
چوتھے شیخ رمضان پانچویں شیخ مکھو پھر اس بستی سے جب تیسرے دن آپ نے
کوچ کی تیاری کی اس عرصہ میں سید رستم علی صاحب مولوی محمد یوسف صاحب
کے انتقال کی خبر لائے یہ سُن کر حضرت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور
آپ کو کمال رنج و غم ہوا! اور دیر تک ان کی خوبیاں اور نیز رگیاں بیان کیا کئے
پھر واسطے اُن کے دعائے مغفرت کی اور اُن کی لاش لانے کو بہلیت والوں
سے شیخ ضیاء الدین اور شیخ صلاح الدین اور شیخ عبدالحکیم اور شیخ حافظ
عبدالرحمٰن اور شیخ ناصر الدین کو بھیجا سید رستم علی صاحب نے عرض کی کہ،
وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری بستی میں ایک بڑے ولی کا مزار پر انوار

Marfat.com

ہے وہیں پیر مولوی صاحب کو دفن کرو اُن کے سہائے میں اُن کو بہت فائدہ
ہوگا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مولوی صاحب آپ اللہ کے ولی ہیں ہم ان
کو اسی بستی میں دفن کرینگے اُن کی برکت سے یہاں کے مردوں کو فائدہ ہوگا
پھر وہ صاحب وہاں سے لاش اُٹھالائے اور کفن دے کر اور نماز پڑھ کر اُس
بستی کے گورستان میں دفن کیا اور مولوی محمد یوسف صاحب کے انتقال کرنے
کا ہر شخص کو بڑا غم والم ہوا اور خصوصا اہلیت والوں پر بڑا ایک صدمہ عظیم واقع
ہوا اس لئے کہ وہ اُن کے باپ سے زیادہ اُن پر شفقت اور محبت کرتے تھے پھر
اُس کی صبح کو حضرت نے وہاں سے کوچ کیا ایک بستی بھانڈا ہے اُس میں آئے
ایک رات آپ وہاں رہے وہیں مولوی رمضان صاحب رڑکی والے کوئی سو
آدمیوں کا قافلہ لے کر آئے اور حضرت سے ملے صبح کو موضع مگوری کا اخوند
میر حضرت کو اپنے گاؤں میں دریائے لنڈئی کے پار لے گیا آپ مگوری میں
تین روز رہے مگر میں تین روز موضع بھانڈے میں رہا وہاں مگوری میں جو کچھ
واقعہ گذرا مجکو نہیں معلوم مگر میاں دین محمد صاحب کی زبانی معلوم ہوا وہ
حضرت کے ہمراہ تھے کہتے ہیں کہ اخوند میر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو مگوری
میں لے گیا اور اپنے مکان میں اُتارا اور مجاہدین لوگ جابجا اُسی بستی میں اُترے
اور حضرت نے وہیں تین مقام کئے میں قدرے بیمار تھا چارپائی پر لیٹا تھا اس
عرصہ میں تندر محمد کابلی جس نے یار محمد کی سازش سے حضرت کو زہر دیا تھا
تلوار تمنچہ باندھے ہوئے آیا اور میری چارپائی پر بیٹھ گیا اور موضع سیدو کی
لڑائی کا تذکرہ کرنے لگا اور کہا کہ وہاں کسی مردود منافق نے حضرت کو زہر

Marfat.com

دیا اور اپنے ہی لوگوں میں کسی نے یہ حرکت بجا کی میں نے کہا ہاں سچ
ہے مگر اپنے لوگوں کے دو گروہ ہیں ایک ہندوستانی دوسرا ولایتی سو ہندوستانیوں
میں سے تو کسی نے ایسی حرکت نہیں کی ولایتیوں میں سے کسی نے یہ کام کیا اور ہم
اکثر لوگ اس مردود کو جانتے ہیں کہ فلانا ہے مگر کیا کریں حضرت کو منظور نہیں
کہ کوئی اُس کا نام لے اور اُس کا پردہ فاش کرے پھر اُس نے کہا کہ
بھائی دین محمد تم مجکو خوب جانتے ہو مجھ سے تم سے یاری ہے ہم دونوں بھائی
کابل سے حضرت کے ہمراہ ہیں جو کچھ خدمت حضرت کی ہم سے ہو سکتی ہے
قصور نہیں کرتے ہیں بعضے بعضے نادان اس لشکر میں زہر دینے کا مجھ پر گمان
ہیں کہ یہ حرکت نذر محمد نے کی میں نے کہا جس نے یہ کام کیا ہوگا اُسی پر
لوگ گمان کرتے ہوں گے اُس نے کہا کہ تم بھی اُنھیں لوگوں کی سی مجھ
پر بدگمانی کرتے ہو میں نے کہا کہ میں کیا اُن سے الگ ہوں وہ میرے بھائی
ہیں اُن کا بھائی پھر تو وہ کڑی کڑی باتیں کرنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ
میں نے زہر دیا تھا میں نے کہا ہاں میں جانتا ہوں نامعقول تو ہی نے
زہر دیا اس میں وہ اور زیادہ گرم ہوا تلوار تمنچہ میرے پاس بھی تھا جلد تمنچہ میں
نے اُس کے پیٹ پر لگا دیا کہ مردک ابھی مار ڈالونگا اس میں وہاں سے بھاگا
میں نے جانا کہ اس کی دغابازی کھل گئی یہ حضرت کے وہاں گیا ایسا نہ ہو حضرت
پر چوٹ کرے پھر میں جلد اور طرف سے آخوند میر کے دروازے پر جا کر کھڑا
ہوا پیچھے سے وہ بھی آیا اور اندر مکان کے حضرت کے پاس جانے لگا میں نے دکھا دیا
کہ کہاں جاتا ہے اُس نے مجھکو دکھا دیا کہ میں جاؤنگا آخوند کے یہاں میری

Marfat.com

دعوت ہے میں نے کہا کچھ ہو میں تجکو نہ جانے دونگا جب حضرت کھانا
کھاکر باہر آوین تب تو جانا اس میں جانبین سے سخت و سست کلام ہونے لگے
بہت لوگ وہاں جمع ہوگئے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور یہی شور و غل اندر حضرت
نے سنا شیخ ناصرالدین پہلتی کو بھیجا کہ دیکھو تو کیا غل ہو رہا ہے وہ آکر مجھ سے
پوچھنے لگے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ کیا شور و غل ہے میں نے اول سے تمام
قصہ اُن کے آگے بیان کیا اور کہا کہ یہ نذر محمد اندر حضرت کے پاس جاتا
ہے میں نہیں جانے دیتا ہوں اُنہوں نے جاکر یہ قصہ حضرت سے بیان کیا
آپ کو بڑا تردد ہو کہ ہم نے تو یہ بات چھپائی تھی مگر ہمارے لوگوں میں کھل گئی
اور میں نے اُس بیوقوف سے پہلے کہہ دیا تھا کہ خبردار تو کبھی ہمارے
لوگوں سے نہ لگاڑ کرنا والا رہنا تیرا ہمارے یہاں دشوار ہو جاویگا
مگر اُس نے نہ مانا پھر آپ نے عبدالکریم لکھنوی کو جو مولوی مخدوم صاحب
کے سالے کے بیٹے تھے بھیجا کہ تم دین محمد کو سمجھاکر نذر محمد کو یہاں لے آؤ وہ
آکر مجکو سمجھانے لگے میں نے کہا تم ابھی لڑکے ہو تم کو کیا خبر میں اس مردک
کو ہرگز نہ جانے دونگا اُنہوں نے جاکر حضرت سے کہا کہ دین محمد تو کسی
صورت نہیں مانتا پھر آپ نے قاضی مدنی نگالی اور حافظ یا جوڑی کو
بھیجا اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ نذر محمد کو جانے دو حضرت بلاتے ہیں میں
نے کہا کہ میں اس کا سر کاٹ کر وہاں بھیجونگا زندہ تو نہ جانے دونگا
اس عرصہ میں آخوند نذیر صاحب دعوت آئے اور کہا ان کو کیوں نہیں
اندر جانے دیتے ہو ان کی تو ہمارے یہاں دعوت ہے میں نے کہا آخوند

Marfat.com

صاحب یہ وہی ہے جس نے حضرت کو زہر دیا تھا اُنہوں نے کہا لڑائی
کے سبب سے کہتے ہو یا یہ بات سچ ہے میں نے کہا میں سچ کہتا ہوں اگر
آپ کو شک ہو تو خود حضرت سے دریافت کریں پھر اخوند میرنے
جاکر حضرت سے پوچھا کہ دین محمد یوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا دین محمد اور
نذر محمد دونوں کو ہمارے پاس لے آؤ پھر وہ اخوند صاحب مجکو اور
نذر محمد کو آپ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا کہ اب حضرت کے سامنے
جو کچھ کہتے تھے کہو میں نے کہا تم حضرت سے خود پوچھو کہ اس نذر محمد نے
آپ کو زہر دیا تھا یا نہیں اگر آپ اقرار کریں تو میں سچا اور اگر آپ خاموش
رہیں تو یہی جانو کہ اس نے زہر دیا تھا اور جو آپ انکار کریں تو میں خطاوار
ہوں پھر اخوند صاحب نے حضرت سے کہا کہ دین محمد جو کہتے ہیں یہ کیسی بات
ہے آپ نے فرمایا کہ اس بکھیڑے کو دور کرو اب سب مل کر دعوت کھالیویں
تو ہم نذر محمد کو اپنے یہاں سے رخصت کر دینگے یہاں یہ نہ رہیگا یہ حضرت
کی تقریر سُن کر اخوند صاحب کو یقین ہوا کہ دین محمد سچ کہتے ہیں پھر حضرت
سے کہا کہ آپ تو دعوت کھاکر باہر تشریف لے جاویں اور میں اس سے سمجھ
لونگا اور اپنے آدمی سے کہا کہ لا تو میرا چہرا حضرت نے فرمایا کہ پہلے سب کو
کھانا کھلا دو پھر جو ہوگا وہ ہو رہیگا اخوند میر نے کہا کہ ہم تو نذر محمد
کو کھانے نہ دینگے حضرت کھانا کھالیویں اُسی رکابی میں نذر محمد کا سر ہوگا
حافظ باجوڑی نے کہا یہ کیا بات ہے آدمی جس کی گردن مارتا ہے اُس
کو ہی کھانا کھانے دیتا ہے پھر اخوند صاحب خاموش ہو رہے پھر سب

Marfat.com

نے مل کر دعوت کھائی بعد اس کے حضرت اٹھے اور نذر محمد کا ہاتھ پکڑا
اور ایک ہاتھ اُس کا آخوند میر نے پکڑا اور حضرت سے کہا کہ آپ تشریف
لے جاویں ہم اس کو نہ جانے دینگے حافظ باجوڑی نے کہا کہ آخوند صاحب
اب اس کا ہاتھ حضرت نے پکڑا تم اس کا ہاتھ چھوڑ دو پھر حضرت نذر محمد
کو ساتھ لئے ہوئے باہر آئے آخوند میر نے دو لنگیاں سیاہ ریشمی دامن کی
نذر کیں اور ایک سبزہ گھوڑا اور کچھ نقد دیا آپ نے اُسی وقت ایک لنگی اور
وہ گھوڑا قاضی مدنی صاحب کو دیا اور دوسرے پیر آئے اور نذر محمد سے کہا کہ
اب تک تو ہم تمہارے پاس رہے اور جو جو باتیں فتنہ و فساد کی ادھر اُدھر
تم کہتے رہے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اب تمہارا حال ہمارے لوگوں میں
کھل گیا تم یہاں سے بھاگو جہاں تک تم سے بھاگا جاوے والا جان سے
مارے جاؤ گے پھر وہ اور اُس کا بھائی ولی محمد دونوں اپنے اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے پھر اُسی دن کوچ حضرت نے بھی کیا
کوئی دو ڈیڑھ دو کوس گئے ہونگے اور میں آپ کے ہمراہ رکاب تھا ایک جگہ
رستہ کے بائیں طرف چند درخت چنار اور توت کے لگے تھے اور وہیں کسی
کا جھونپڑا تھا اور ایک آدمی بیٹھا ہوا اور دو گھوڑے کھڑے تھے میں نے
دور سے پہچانا کہ یہ گھوڑے نذر محمد کے ہیں اور داہنی جانب ایک پہاڑ تھا
حضرت کا خیال اُس طرف تھا مجھ سے فرمایا کہ یہ پہاڑ ملک دکھن کا سا
ہے اور وہاں کے پہاڑوں میں لوہا نکلتا ہے عجب نہیں کہ اس میں بھی لوہا
ہو یہی باتیں کرتے جاتے تھے کہیں آپ کی نظر گھوڑوں کی طرف گئی فرمایا کہ

Marfat.com

یہ نذر محمد کے سے گھوڑے معلوم ہوتے ہیں آؤ چل کر دیکھیں تو اتنے
جہیان میں سوار تھے کہاروں سے فرمایا کہ اس طرف ہو کر چلو وہاں
گئے تو دیکھا کہ نذر محمد اور ولی محمد جھونپڑے کے اندر لیٹے ہیں اور ایک
آدمی نگہبانی کو بیٹھا ہے آپ نے کہا نذر محمد تم گئے نہیں یہاں آ کر
لیٹ رہے اٹھو سوار ہو ہمارے ساتھ چلو اس نگہبان نے کہا کہ سید
بادشاہ اس نے آپ کو زہر دیا تھا اور آپ نے اس کو اپنے لشکر سے نکال
دیا اب ہم نے اس کو پکڑا ہے آپ سے کچھ کام نہیں آپ یہاں سے تشریف
لیجاویں ہمارے آدمی بستی میں خان کو بلانے گئے ہیں وہ آویں تو اس کی
تدبیر کریں اس عرصہ میں پندرہ بیس آدمیوں سے وہ خان بھی آ پہنچا اور کہا
حضرت یہ وہی ہے جس نے آپ کو زہر دیا تھا آپ نے لشکر سے نکال دیا ہم نے
اس کو پکڑا اب آپ تشریف لیجاویں ہم اس کو قتل کرینگے آپ نے خان کو سمجھایا
اور فرمایا کہ تم کو ہماری خوشی منظور ہے یا اپنی اس نے کہا ہم آپ کے تابعدار
ہیں ہم کو آپ کی خوشی منظور ہے آپ نے کہا تو اس کو ہمارے ساتھ
کر دو وہ خان چپ رہا آپ نذر محمد اور ولی محمد کو ان گھوڑوں پر سوار
کر کے اپنے ہمراہ لے چلے اور ان سے کہا اگر اس وقت کسی طرف تم کو
بھگا دیویں تو عجب نہیں کہ تم کو کوئی مار ڈالے کیونکہ تمہارا حال دور دور لوگوں
میں ظاہر ہو گیا ہے اب جس وقت ہم تم کو رخصت کریں تب جانا پھر آپ
شام کو ایک بستی میں کہ اس کا نام منگلورا تھا اترے عشا کے بعد پھر
رات گئے کے درے نذر محمد اور ولی محمد کو رخصت کر دیا کہ جدھر بستیا دیکھو

Marfat.com

ادہر بھاگ جاؤ پھر اُس دن سے آج تک اُنہوں نے اپنی صورت
نہ دکھائی خدا جانے جیتے ہیں یا مر گئے انتہیٰ پھر صبح کو آپ نے وہاں
سے کوچ فرمایا پہر سوا پہر دن چڑھے مع الخیر چار باغ میں آئے اور چار باغ
اُس ملک میں بہ نسبت اور بستیوں کے شہر ہے اور نہایت آباد اور بارونق
مسجدیں اوس کی نفیس سایہ دار نہریں اُن میں جاری حجرے خوش اسلوب
مکانات خوش قطع اور خوب ان میں مسجدوں اور حجروں میں ہم لوگ تمام
اُترے بستی میں نقارہ ہوا کہ سب کو خبر ہو جاوے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
داخل ہوئے پھر وہاں کے ملک اور خوانین آئے دس دس پندرہ بیس بیس
مجاہدین دعوت کھلانے کو اپنے یہاں لے گئے جب وہاں تین وقت ہمارے
غازی دعوت کھا چکے تب حضرت نے وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا وہاں
کے سرداروں نے عرض کی کہ ہم نے آپ کے واسطے ایک مہینہ کی دعوت
کا سامان تیار کیا ہے ہم تو ابھی ہرگز آپ کو جانے نہ دینگے حضرت نے
فرمایا کہ بہت رہنا ہمارا نہ ہوگا خیر تمہاری خاطر سے ہم تین روز پورے
کر دینگے تم کو یہی منظور ہے کہ سب کے یہاں ہم چلیں اور دعوت کھاویں
اس تین روز کے اندر جس صاحب کو خواہش ہو ہم کو اپنے یہاں لے چلے
دعوت کرے ہم حاضر ہیں پھر ایک وقت میں کئی کئی جگہ سے دعوت ہونے لگی
آپ نے سب غازیوں سے کہا کہ ایک جگہ پیٹ بھر کے دعوت نہ کھانا تھوڑا
تھوڑا سب کے یہاں کھانا ہوگا پھر تین روز پورے کرنے میں دعوت
کھانے کا یہی طور رہا کہ جس کے یہاں جاتے تھوڑا تھوڑا کھاتے

Marfat.com

پھیر دوسرے صاحب کے یہاں جاتے اور اس تین روز میں صدہا لوگوں نے وہاں کے اور اس نواح کے دیہات کے رہنے والوں نے بیعت کی ایک وہاں پہاڑ کی طرف بستی تھی اُس کے لوگ آپ کو لینے آئے تھے مگر آپ نے گلی باغ کے لوگوں سے پہلے فرمایا تھا کہ جب ہم چار باغ سے کوچ کرینگے تب تمہارے یہاں آوینگے اس سبب سے وہاں سے چلنے کی تیاری ہوئی تب سید حمید الدین کو اور شیخ جلال الدین کو جو مولانا عبد الحئی صاحب کے سالے تھے اور مولوی عبد القیوم صاحب کو جو مولانا ممدوح کے بیٹے ہیں اور کئی آدمی اور کو اس گاؤں والوں کے ہمراہ بھیجا کہ ہمارا تو ادھر جانا نہ ہوگا ہماری جگہ ان صاحبوں کو لے جاؤ پھر آپ گلی باغ کی طرف روانہ ہوئے اُس میں چند غازی دو چار گھڑی پیشتر گلی باغ میں جا کر داخل ہوئے ان کی زبانی وہاں کے سرداروں نے جانا کہ آج حضرت امیر المومنین اس طرف تشریف لاتے ہیں وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو چار باغ والوں سے سنا تھا کہ ہم اپنے یہاں حضرت کو مہینہ بھر رکھینگے اگر یہ ہم جانتے تو ہم وہاں سے حضرت کو اپنے ہمراہ لاتے الغرض پھر ان سرداروں نے گلی باغ سے نکل کر کوس سوا کوس پر حضرت سے ملاقات کی اور ان لوگوں سے جنہوں نے چار باغ میں حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اُس وقت ہر ایک کا لطیفۂ سلطان الذکر جاری ہو گیا اور کئی ملا اپنی زبان پشتو میں کچھ فضائل حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے کرکٹیوں کی طرح بیان

Marfat.com

کرتے ہوئے آگے آگے آپ کی سواری کے چلے اور اسی حال سے اپنی
بستی کو لے گئے اور حضرت کو ایک علیحدہ مکان میں اُتارا اور مجاہدین
لوگ مسجدوں اور حجروں میں اُترے کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھے ہم لوگ
گلی باغ میں داخل ہوئے تھے پہر وہاں کے ملک اور خوانین وغیرہم حضرت
سے بیعت کرنے لگے اس عرصہ میں ایک خان آکر حاضر ہوا اور عرض کی
کہ طعام دعوت تیار ہے اور ستر آدمیوں کی درخواست کی آپ اُتنے ہی آدمی
لے کر اُس کے یہاں تشریف لے گئے اور باقی غازی دس دس یا پانچ پانچ
موافق حوصلہ کے اور لوگ بستی والے لے گئے پھر جب دعوت کھانے سے فراغت
ہوئی سب غازی اپنے اپنے ٹھکانوں پر آئے دوپہر کو آپ قیلولہ فرمانے لگے
پھر جب ظہر کے وقت اُٹھے استنجی اور وضو سے فارغ ہوکر نماز ظہر ادا کی
تب فرمایا کہ جن بھائیوں نے آج بیعت کی ہے اُن کو توجہ دو پھر ہمارے
لوگ اُن کو توجہ دے کر حضرت کے پاس لائے آپ نے اُن سے حال پوچھا
ہر ایک نے جو دیکھا تھا بیان کیا اور وہاں آپ دو رات دن رہے دوسری
شب کو آپ بعد فراغ نماز عشاء کے چارپائی پر لیٹے ہوئے وہاں سے قریب
ایک پہاڑ تھا اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور مولوی محمد حسن منہاروں
کے رام پور والے اور مولوی امام الدین صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور میاں جی چشتی صاحب اور قاضی احمد اللہ صاحب میرٹھی اور مولوی عبدالوہاب
صاحب اور حافظ صابر صاحب جو وہاں مولوی عبدالقیوم کو قرآن پڑھاتے
تھے اور چند لوگ ہم آپ کے پاس حاضر تھے اُس وقت ہندوستان کے علما

Marfat.com

کا بیان ہو رہا تھا کہ فلانے صاحب کو ایسا علم ہے اور فلانے صاحب کا
ایسا خُلق اور حضرت سنتے تھے مگر نگاہ آپ کی اُسی پہاڑ کی طرف تھی جب
صاحب اپنا اپنا کلام پُورا کر چکے تب آپ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحیٔ صاحب سے
ملنے کا ہم کو بڑا اشتیاق ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ عنقریب اسی ملک
میں ملاقات ہو گی بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی لوگ اپنی اپنی جگہ آرام
کرنے لگے پھر صبح کو آپ گلی باغ سے طرف خونی کے روانہ ہوئے وہاں سے
چار کوس پر ایک بستی تھی کہ نام اُس کا خواجہ خیل تھا وہاں کے لوگوں نے آپ
کو ٹھہرا لیا اُس روز آپ نے وہیں مقام کیا جب آپ نماز غسل سے فارغ ہوئے
تب اُس بستی کے چند لوگ آپ کے پاس آئے اور ملک کاشکار کی باتیں کرنے
لگے کہ وہاں کا بادشاہ شاہ کشور نام بڑا دیندار اور غازی ہے کہ اکثر اپنے
ملک کے اطراف کے کفار اور رفاض سے جہاد کیا کرتا ہے اگر آپ اُس ملک میں
تشریف لے جاویں تو خوب ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی ملک میں ہم سے
اپنی رضامندی کے کام لیوے یہاں بھی جہاد مرجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ
وہاں بھی ہم واسطے دعوت جہاد اور ترغیب غزا کے اپنے چند لوگ ضرور بھیجیں گے
یہ باتیں کر کے آپ سو رہے پھر صبح کو خواجہ خیل سے کوچ کی تیاری ہو رہی تھی
کہ ایک شخص وہیں کا باشندہ ایک تھان موٹی کھادی کا لایا اور آپ کی نذر کیا
اُس وقت مولوی امام الدین صاحب نے جو خاص جماعت کے بھیلہ دار تھے
واسطے کسی غازی کے حضرت سے وہ تھان مانگا اور میں آپ کے سامنے ایک

Marfat.com

پُرانی رضائی کمر میں باندھے اور ایک لاٹھی بہت بہتر جو شیخ غلام علی نے
آپ کی نذر کی تھی پکڑے کھڑا تھا اور آپ نے مولوی امام الدین صاحب کو
اُس تھان کے مقدمہ میں کچھ جواب نہیں دیا تھا اس غرضہ میں سید اسمٰعیل بریلوی
اُسی جماعت کے دوسرے بھیلہ درحیس بھیلہ میں تھا آئے اور آپ سے عرض
کی کہ دین محمد صاحب کو تو آپ چار باغ میں چھوڑ آئے ہیں ان کا رفل
اور کٹار بطور امانت کے میرے پاس ہے وہ آپ لے کر کسی کو سپرد کر دیویں
آپ نے فرمایا کہ اچھا لے آؤ اُنہوں نے دوسرے کے پاس سے لاکر آپ
کے حوالہ کیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جبتک دین محمد آویں تب تک یہ رفل اور
کٹار تم باندھو میں نے وہ رفل اور کٹار لے لیا پھر سید اسمٰعیل صاحب نے
میرا حال دیکھ کر حضرت سے عرض کیا کہ یہ فتح علی جو رضائی کمر میں باندھے کھڑا
ہے جب عبدالستار لکھنوی کا انتقال ہوا تھا تب سید حمید الدین نے یہ اُن کی
رضائی آپ کی اجازت سے دلادی تھی تین مہینہ کا عرصہ ہوا تب سے یہی رضائی
اوڑھے لپیٹے رہتا ہے اور کوئی کپڑا اُس کے پاس نہیں بہ نسبت اور کے اس تھان
کا یہ زیادہ مستحق ہے، آپ نے فرمایا کہ بہت خوب پھر آپ نے اُس میں سے آدھا
تھان مجھکو عنایت کیا اور آدھا مولوی امام الدین صاحب کو دیا پھر آپ نے وہاں
سے طرف خونی کے کوچ فرمایا خونی کے رئیس ایک سید بڑے نامی مشہور بیرزادے
تھے۔ وہ اپنی بستی سے کوس سوا کوس واسطے استقبال کے آئے اور بڑی تعظیم و تکریم
کے ساتھ حضرت کو اپنی بستی میں لے گئے اور اپنے مکان میں اُتارا اور ہم سب لوگ
اُن کی خانقاہ میں اُترے اور فقط اُنھیں نے اپنے گھر سے ہم سب کی دعوت

Marfat.com

کی اور وہ پیرزادے صاحب تین بھائی تھے ان میں سے ایک نے آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی پھر دوسرے دن وہاں حضرت نے اپنے خاص لوگوں
سے مشورہ کیا اور آخوند فیض محمد کو کئی آدمیوں کے طرف ملک کاشکار کے
روانہ کیا اور وہاں کے بادشاہ کے واسطے ایک قرآن مجید اور ایک جوڑی
پستول کی اور ایک پیش قبض بطور تحفہ کے آخوند صاحب کے ہاتھ بھیجا پھر اس کی
صبح آپ نے خوشی سے کوچ فرمایا اور اُن پیرزادے صاحب کے بھائی جنہوں نے
بیعت کی تھی وہ آپ کے ہمراہ ہوئے وہاں سے موضع اُصالہ کو آئے وہاں رات بھر
رہے صبح کو اُن پیرزادے صاحب کے بھائی چھ چھ آٹھ آٹھ شکریں لی جانی بندہ
کر ہم لوگوں کو دریائے لنڈی سے اُتروایا اور اُس گھاٹ میں دریا کے تمام
پتھر کُرکُرے تھے ہم میں سے بہت لوگوں نے ایک ایک دو دو ٹکڑے اُٹھالئے پھر وہاں
سے موضع دُرشت خیل نزدیک تھا وہاں کے سردار اور خوانین حضرت کو اپنے یہاں
لے گئے اور اپنے مکان میں اُتارا اور ہم لوگ مسجدوں اور حجروں میں اُترے اُس
وقت دُپہر دن سے کچھ زیادہ آیا تھا بستی والے کھانا پکا کر کھا چکے پھر
ہم لوگوں کے واسطے پکوانے لگے مجھ سے امجد خاں نے جو گنتی کے رہنے والے ہیں کہا کہ
یہاں ابھی کھانے میں دیر ہے تب تک تم ایک پیسہ کے آٹے کی روٹی کہیں سے مجکو پکوا دو
میں پیسا لے کر بنئے کی دکان پر گیا اور آٹا لیا اُس نے وہاں کے سیر سے سات
سیر آٹا دیا وہ یہاں ٹونک کی تول سے کچھ کم یا زیادہ ساڑھے تین سیر
ہوا اور پیسے روپے کے وہاں چوبیس ٹکے تھے اس حساب سے ایک روپے
کا چار من اور آٹھ سیر آٹا ہوا اور ہم لوگ جس روز سے موضع چندڑی

Marfat.com

سے اُس طرف گئے تھے کبھی بازار سے آٹا دال خریدنے کی نوبت نہ آئی تھی
اُس ملک میں ہم لوگوں کو ایک ایک روز میں کئی کئی جگہ دعوت ہوتی تھی وہاں
کی ارزانی دیکھ مجکو بڑا تعجب ہوا پھر میں وہ آٹا لے کر امجد خاں کے پاس آیا اُنہوں
نے کہا کہ میں نے تم کو بھیجا تھا کہ پیسے کے آٹے کی روٹی پکوا لاؤ تم اب تک
ادہر اُدہر پھرتے ہو میں نے کہا کہ میں تو آٹا ہی لینے گیا تھا اور وہ آٹا اُن کے
آگے دھرا اُنہوں نے کہا یہ کتنا آٹا ہے اور کے پیسے کا ہے میں نے کہا یہ ایک پیسے
کا سات سیر آٹا ہے اُن کو بھی تعجب ہوا پھر اُس میں سے آدھا آٹا میں ایک جگہ
سے پکوا لایا اور وہ روٹیاں میں نے اور امجد خاں نے اور ایک آدمی اور نے کھائیں ۔
اس عرصہ میں وہاں کے لوگ دعوت کھانے کو دس دس پانچ پانچ غازی
اپنے اپنے یہاں لے گئے اور امجد خاں اور میں اور شیخ امجد علی شیخ فرزند علی کے یہاں
وہاں کے خان کے یہاں حضرت کے ساتھ گئے جب وہاں ہم سب کھانا کھانے لگے
تب شیخ امجد علی نے حضرت سے ذکر کیا کہ آج یہ فتح علی بھائی ایک پیسہ کا
سات سیر آٹا بنیئے کی دکان سے لائے تھے اس ملک میں بڑی ارزانی ہے کہ
ہمارے ہندوستان کی تول سے کچھ کم یا زیادہ چار من اور آٹھ سیر ایک روپے
کا ہوا اُس وقت حضرت نے صاحب دعوت سے پوچھا کہ تمہارے ملک
میں ماشاء اللہ بڑی ارزانی ہے اُس نے کہا کہ حضرت یہ ارزانی جو اب
ہے کوئی ڈھائی مہینے سے ہے والا یہاں بہت سے بہت ارزانی جو ہوتی
تو ایک پیسہ کا تین سیر آٹا کہتا تھا پھر دعوت کھا کر حضرت اور ہم لوگ اپنے
ٹھکانے پر آئے حضرت تو قیلولہ فرمانے لگے اور ہم میں سے بعض بعض آپس میں کہنے

Marfat.com

لگے کہ حضرت نے جو موضع خیدلی میں اور وہاں سے اس طرف آتے ہوئے بیمار پڑے
دعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تمہارے رنج و تکلیف کو ہماری
راحت کے بدل کرے سو یہ ارزانی جو اس ملک میں ہے اُسی دعا کی برکت سے ہم کو
معلوم ہوتی ہے اور کیا عجب کہ حضرت کو الہام الٰہی سے اس رحمت اور ارزانی
کا حال اُسی وقت معلوم ہو گیا ہو اور آج ہم لوگوں کے سنانے کو صاحب دعوت
سے پوچھا ہو کہ یہ حال اُن کو بھی معلوم ہو جاوے اور اُس دعا کو بھی اسی قدر عرصہ
ہوا ہے کہ جیسے یہ ارزانی ہے اُس وقت مولوی امام الدین صاحب یہ باتیں لیٹے
ہوئے سُن رہے تھے جب لوگ باتیں کر کے چپ ہوئے تب اُنھوں نے بطور نصیحت
کے کہا کہ بھائیو جبتک خود حضرت کی زبان سے الہام ہونے کا بیان نہ سُنا کرو
تب تک اپنی طرف سے نہ کہا کرو لوگوں نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں ہم سے خطا
ہوئی اب اس بات کو یاد رکھیں گے پھر اُسی روز رات کو جب نماز عشاء پڑھ کر حضرت
آرام کرنے لگے اُس وقت خاص خاص لوگ جیسے مولوی محمد حسین مولوی امام الدین
میاں جی چشتی وغیرہ ہم آپ کے پاس موافق معمول ہمیشہ کے بیٹھے اور حضرت کی اکثر
یہ عادت شریف تھی کہ بعد نماز عشا کے کچھ دیر بیٹھے ہوئے یا لیٹے ہوئے فرماتے
کہ بھائیو کچھ ہم سے پوچھو اور جو کوئی کچھ سوال کرتا اُس کا جواب دیتے اور جو اُس
وقت جواب نہ دیتے تو فرماتے کہ کل ہم سے پھر پوچھنا اور بعضے شب کو بغیر کوئی
آپ ہی کوئی بات فرماتے سو اُس وقت مولوی امام الدین صاحب نے کہا کہ حضرت
جو آج دعوت کھاتے میں شیخ امجد علی صاحب نے یہاں کی ارزانی کا ذکر کیا تھا
اور آپ نے صاحب دعوت سے اس ارزانی کا حال پوچھا تھا جب آپ وہاں سے

Marfat.com

آکر آرام فرمانے لگے تو بعض بعض لوگ آپس میں کہنے لگے اور وہی اُدھر کا
تمام حال بیان کیا کہ شاید حضرت کو اس ارزانی کا حال الہام الٰہی سے معلوم
ہوا ہو میں نے ان کو منع کیا میں نے ان کو منع کیا کہ اس مقدمہ میں جبتک
حضرت سے نہ سنا کرو تب تک اپنی اُٹکل سے ایسی باتیں نہ کیا کرو آپ نے
فرمایا کہ الہام سے تو نہیں معلوم ہوا مگر کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے وہ میری دعا
قبول فرمائی ہو اور اللہ تعالیٰ جس وقت چاہتا ہے کسی بات سے اپنے بندہ
کو آگاہ کر دیتا ہے اور جو بات نہیں چاہتا تو نہیں بتاتا اور یہ فرمایا کہ جو اُس
روز گلی باغ میں مولانا عبدالحئی صاحب کے ملنے کا اشتیاق بیان کیا تھا سو
اس بات سے اللہ تعالیٰ نے مجکو آگاہ کیا تھا کہ اب قریب ہے اسی ملک میں
ملاقات ہو گی یہ کلام فرما کر آپ سو رہے صبح کو وہاں پر مقام کیا پھر اس کی
صبح کو وہاں سے کوچ کر کے انبالے خاں کی بستی کو گئے اور اُس کا نام ضخرہ
تھا اور وہاں انبالے خاں بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور اپنے یہاں اُتارا
اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ میں آپ کا ہر صورت مطیع فرمان ہوں
اور جان و مال سے حاضر جو مجکو ارشاد ہو بجا لاؤں آپ نے اُس کی تسلی اور دلجمعی
کی اور فرمایا کہ جب ہم تم کو بلاویں تب تم آنا ابھی تمہارے واسطے یہی بہتر کہ
اپنے مکان میں رہو پھر اُس کی صبح آپ نے وہاں سے کوچ کیا دکھن کی طرف
موضع دُرشت خیل کے قریب ایک بستی تھی اُس میں گئے اور بھینسہ جو سید عبدالقیوم
نے نذر کیا تھا اس کو جو آدمی لائے تھے اُسی بستی میں اُترے تھے آپ رات
بھر وہاں رہے صبح کو ایک بستی شکر درہ ہے اُس کی طرف روانہ ہوئے رستہ

Marfat.com

میں ایک اور بستی تھی حضرت کی سواری وہاں سے آگے بڑھی ہم چند لوگ
پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور بھینسا بھی ہمارے ساتھ چلا جاتا تھا اور ایک
بھینسا ویسا ہی موٹا تازہ کسی کا اُس بستی میں تھا اُس نے ہمارا بھینسا دیکھ
کر اپنا بھینسا چھوڑ دیا اور دونوں آپس میں لڑنے لگے بڑی دیر تک بھڑے
رہے اور زور کیا کیے آخر کو مَیں چار شکریں آپس میں ہوئیں اور بھینسا،
شکست کھا کر گاؤں کی طرف بھاگا اور یہ ہمارا اس کے پیچھے دوڑا اور
غصہ میں بھرا تھا کسی کو مجال نہ تھی کہ اس کے پاس جاوے اور پکڑے آخر کو بستی
کے لوگوں نے ایک موٹا رسّا منگایا اور اُس کو ہر طرف سے گھیر کے پھر بندہ
کر قابو میں کیا اور کچھ دیر میں جب غصہ اُس کا فرو ہوا پھر ہم لوگ اس کو
لے کر وہاں سے شکر درے میں حضرت کے پاس آئے آپ نے وہاں تین مقام
کیے پھر وہاں سے ایک بستی پر بانڈا ہے اُس میں آئے صبح کو وہاں سے دریا
اُتر کے پھر چار باغ میں تشریف لائے اسی روز وہاں مولانا عبدالحی صاحب
کی خبر معلوم ہوئی کہ موضع چکدرہ میں مع الخیر داخل ہوئے صبح کو کچھ دن رہے
حضرت علیہ الرحمۃ نے بیس پچیس غازی کہ اکثر ان میں پہلت والے تھے اور ہمارے
کو بھیجا کہ مولانا صاحب کو جہپان میں سوار کر کے لاؤ اس روز لوگ دیدیا اُتر کر
ایک بستی تھی اُس میں رہے اس کی صبح چلنے کی تیاری کر رہے تھے کہ ادھر سے
مولانا صاحب آپ ہی آپہنچے پھر حضرت کو خبر پہنچائی کہ مولانا صاحب دریا پر
داخل ہوئے آپ نے جلد بستی سے لوگ بھیجے کہ مولانا صاحب کو اُتار لاویں چند

Marfat.com

آدمی اپنی اپنی مشک لے کر دریا پر گئے اور اور مشکوں کو دم دے کر حالا،
تیار کیا اور سب کو اُتارا اور باقی اسباب اُتر رہا تھا اُدھر سے حضرت امیرالمومنین
واسطے استقبال کے آئے دریا ہی پر ملاقات ہوئی آپس میں مصافحہ اور معانقہ
ہوا مولانا صاحب نے آپ کے دست مبارک پر بوسہ دیا ادہر تو حضرت کو
کمال اشتیاق مولانا صاحب کی ملاقات کا تھا اور اُدہر مولانا صاحب کو
حضرت سے ملنے کی آرزو تھی پھر وہاں سے بایں کرتے ہوئے چار باغ
کو آئے اور ایک علیحدہ مکان میں مولانا صاحب کو اُتارا اُس کے دوسرے
دن جو حضرت علیہ الرحمۃ نے بروقت گلی باغ جانے کے سید حمید الدین صاحب اور
شیخ جلال الدین صاحب اور مولوی عبدالقیوم صاحب کو چند آدمیوں سے طرف
پہاڑ کے ایک بستی میں بھیجا تھا مولانا صاحب کی خبر سُن کے وہ بھی باغ میں
آئے مولانا صاحب نے مولوی عبدالقیوم صاحب کو دیکھا کہ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ
میں آکر شریک ہوئے کمال خوشی حاصل ہوئی اور واسطے اُن کے دعا کی
اور جو اس اطراف ونواح کے دیہات میں مجاہدین لوگ منتشر تھے وہ بھی چار باغ
میں جمع ہوئے اُس وقت اُن سے حضرت کے ہمراہی رفقا لوگ بیان کرنے لگے
کہ مولانا صاحب کے آنے کے بیس پچیس روز پیشتر گلی باغ میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
نے خبر دی تھی کہ اور دوسرا کر موضع درشت خیل میں فرمایا تھا کہ محکو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے معلوم ہوا کہ عنقریب اسی ملک میں مولانا صاحب سے ملاقات ہوگی
اور جب چار باغ میں غازیوں کی کثرت ہوئی تب آپ نے اکثر لوگوں کو رخصت
کر دیا کہ تم آگے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے سے آتے ہیں اور اب کی بار چار باغ میں آٹھویا

Marfat.com

نو دن حضرت رہے تھے آٹھویں یا ساتویں روز چار باغ میں شام کو مگوری
سے ایک آدمی آخوند میر کا خبر لے کر آیا کہ ایک قافلہ ہندوستانی آیا ہے
اور جو اس میں قافلہ سالار ہیں ان کا اسم شریف میاں مقیم ہے یہ خبر فرحت اثر
سُن کر حضرت کو اور سب کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور اُسی شام کو ذی الحجہ کا
چاند دیکھا پھر صبح کو وہاں سے کوچ فرما کر منگوری کو تشریف لائے جہاں سے
رات کو نذر محمد اور ولی محمد کابلی کو بھگا دیا تھا جس کا بیان آگے ہو چکا ہے اور
وہیں آپ کے لینے کو آخوند میر بھی شام کو حاضر ہوا آپ نے آخوند صاحب سے
پوچھا کہ جس قافلہ کی تم نے خبر بھیجی تھی وہ کہاں ہے آخوند صاحب سے پوچھا کہ
جس قافلہ کی تم نے خبر بھیجی تھی وہ کہاں ہے آخوند صاحب نے عرض کیا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ کل یقین ہے کہ بیری کوٹ میں داخل ہو پھر صبح کو آپ وہاں سے آخوند
صاحب کے ساتھ منگوری میں آئے اور وہاں سے حضرت نے اپنا ایک آدمی
بیری کوٹ کو روانہ کیا کہ اگر وہ قافلہ وہاں داخل ہوا ہو تو ان لوگوں کو وہیں
ٹھہرانا ہم بھی وہیں آتے ہیں پھر رات بھر آپ منگوری میں رہے وہاں دو خان
تھے دونوں نے حضرت کے لئے کھانا پکایا ایک کہتا تھا میں پہلے کھلاؤنگا دوسرا
کہتا تھا میں کھلاؤنگا دونوں میں جھگڑا ہوا یہاں تک کہ کشت و خون پر مستعد
ہوئے یہ خبر حضرت کو ہوئی آپ نے دونوں کو بلا کر سمجھایا کہ تم نے خدا کے
لئے دعوت کی ہے یا اپنی نفسانیت کے واسطے اُنہوں نے کہا خدا کے لئے آپ
نے فرمایا تو آپس میں مت لڑو جو ہم کہتے ہیں سو کرو وہ راضی ہو گئے حضرت
دونوں کے مکانوں کے درمیان میں جا بیٹھے اور وہیں دونوں سے کھانا

Marfat.com

منگایا اور تناول فرمایا پھر صبح کو وہاں سے ہوڑی گرام میں آئے اور اور یہ
سے میاں مقیم صاحب رامپوری قافلہ سالار تیس چالیس آدمیوں سے اُسی
بستی میں حضرت کی ملاقات کو آئے اور کچھ روپے نقد اور کئی ضرب قرابین
لائے اور آپ کی نذر کیا اور وہیں آپ کے دست مبارک پر اپنے لوگوں سمیت
بیعت ہدایت اور بیعت جہاد کی اور جیسے اس قافلہ کے لوگ چالاک و چست
سلاح و پوشاک سے دُرست تھے ایسے جوان رودار بہور شعار کسی کے قافلہ
کے نہ دیکھنے میں آئے کہ ہر ایک جوان جوان جرارت و شجاعت میں رستم ثانی اور
سہراب نیظر تھا اور بانکے ترچھے ایسے کہ کھانسنے اور کھوکنے پر تلوار مارتے
تھے مگر قدرت الٰہی جس وقت سے اُنہوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت
کی ایسے صالح و پرہیزگار اور غمخوار و دیندار ہو گئے کہ جو کوئی چار باتیں اُن
کو ناحق کہتا تو دیدہ و دانستہ پی جاتے اور اُس کے عوض میں کوئی کلام بیجا
زبان پر نہ لاتے الغرض اُسی دن وہاں سے حضرت بری کوٹ میں تشریف
لائے باقی جو لوگ اُس قافلہ کے تھے وہاں اُنہوں نے بیعت ہدایت اور بیعت
جہاد کی رات بھر آپ وہاں رہے صبح کو وہاں سے چڑھائی کر اکڑ کے کنارے
شافعیوں کی بستی میں آئے کچھ دیر وہاں ٹھہرے پھر وہاں سے کڑا اکڑ کے موضع
جوہڑ میں آئے اور وہ بستی عین کنارے کڑا اکڑ کے ہے اور اُسی بستی سے ضلع بیر
کا شروع ہے رات بھر وہاں رہے صبح کو وہاں سے موضع تورسک میں آئے
لیکہ وہاں کے لوگ جو ہڑ سے آپ کو لے گئے اُس روز آپ وہاں رہے صبح کو
بہت لوگ تختہ بند کو روانہ کر دئے اور آپ تھوڑے آدمیوں سے پیر بابا کی

Marfat.com

کی زیارت کو گئے اس مزار پرانوار کے گرد کمر سے کچھ اونچی سنگین دیوار ہے
اور دروازہ اُس کا دکھن کی طرف ہے اور چار دیواری کے اندر کئی درخت
زیتون وغیرہ کے ہیں حضرت اُس مزار فیض آثار کے قریب گھڑی ڈیڑھ
گھڑی تنہا خاموش بیٹھے رہے اور ہم لوگ ادھر اُدھر درختوں کے تلے کھڑے
سیر تماشا دیکھا کئے وہاں سے تختہ بند کی طرف ایک گولے کی زد پر موضع
پاجا گدازئی لوگوں کا ہے جیسے جوہڑ اور تورسک سالارزئی لوگوں کا،
ہم لوگوں کو دیکھ کر چند آدمی وہاں سے آئے اور ہمارے ساتھ حضرت کا
انتظار کرنے لگے جب حضرت اُٹھے اُس وقت آپ کا چہرہ نہایت بشاش
تھا پھر وہ لوگ آپ کو اس بستی میں لے گئے اُس روز آپ وہاں رہے اُن
لوگوں نے مہمانی کی پھر بعد نماز عشا کے جب آپ آرام فرمانے لگے اور ہم سب
موافق معمول ہمیشہ کے آپ کے گرد بیٹھے اُس وقت آپ پیر بابا کے فضائل
اور کمالات طرح طرح سے بیان کرنے لگے کہ یہ بزرگ بڑے رتبے والے تھے
اور صاحب ہدایت تھے اور فرمایا کہ آج کل اُن کی روح پر فتوح سے میری
ملاقات ہوئی اور میرا ہاتھ کمال محبت اور اخلاق کے ساتھ پکڑا اور فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بڑے رتبے کا بنایا ہے میں نے تین بار اللہ اکبر اللہ اکبر
کہا اس کے بعد کچھ اور کلام کرنے پر تھے کہ میں نے اُن سے عرض کی کہ آپ
میرے واسطے دعا کریں کہ جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی اللہ تعالیٰ محکو کرے
اُنہوں نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی بنایا ہے اور یہ تمہاری سعادتمندی
ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے واسطے دعا کرو پھر میں اُن سے مصافحہ کرکے
رخصت ہوا بعد ان باتوں کے آپ سو رہے صبح کو وہاں سے موضع سل باندی

Marfat.com

کو آئے جہاں کے رہنے والے حاجی زین العابدین خاں کے بزرگوار تھے
وہاں کے لوگوں نے آپ کو ٹہرایا اور کہا کہ بے ناشتہ کئے ہم آپ کو نہ جانے
دینگے پھر آپ ناشتہ کر کے دوپہر کو سو رہے پہر نماز ظہر پڑہ کر وہاں سے روانہ
ہوئے رستہ میں بروندو نام ایک ندی ہے پایاب اُس کو اُتر کر تختہ بند میں
آئے اور ایک مسجد میں اُترے اور ہم لوگوں میں سے بعضے حجروں میں اور بعضے
چشمہ کے کنارے اور بعضے باغ میں اُترے اور جو حضرت جاتے بار شیخ سعد الدین
پہلتی کو بیمار چھوڑ گئے تھے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اُن کی خدمت کو رکھ
گئے تھے سو وہ اُسی بیماری میں انتقال کر گئے تھے پھر حضرت نے اُن کی قبر پر
جا کر دعا کی اور وہاں کے سردار جو سید میاں سید تھے وہ آپ سے سفر کا حال
پوچھنے لگے کہ آپ کہاں کہاں تشریف فرما ہوئے اور کس کس خان اور ملک
سے ملاقات ہوئی آپ نے ہر جگہ کا حال اُن سے بیان کیا پھر سید میاں
نے کہا کہ حضرت جو میرے جو بھائی اعظم شاہ ہیں سو وہ بعضے وقت آپ کے
مقدمہ میں مجھ پر اعتراض کیا کرتے ہیں کچھ آپ کی طرف سے عقیدہ میں کچے ہیں،
آپ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے پاس لاؤ اُسی جگہ اُن کا گھر تھا سید میاں
نے بلا لیا وہ آئے آپ نے بہت اخلاق اور محبت سے فرمایا کہ سید بھائی ادہر
تشریف لائیے اور آپ نے اپنے پاس بٹھایا اور ایک نظر فیض اثر سے متوجہ
ہو کر اُن کی طرف دیکھا اُنہوں نے عرض کیا کہ حضرت مجکو بہی اس وقت شرف
بیعت سے مشرف فرماویں اور اپنا ہاتھ حضرت کی طرف دراز کیا آپ نے
اُن سے بیعت لی اور یہ وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا تھا کچھ دیر

۴ حضرت نے آپ سلام علیک لیا اُنہوں نے جواب سلام دیا

Marfat.com

میں آپ نے نماز عشا پڑھی اُس وقت ایک خان موضع سل یاندی
کا حاضر تھا اُس نے عرض کی کہ صبح کو آپ کے پچاس آدمیوں سے میرے
یہاں دعوت ہے، آپ نے فرمایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم نماز عید کی نجتار
میں جاکر پڑھیں اور کل آٹھویں تاریخ ہے اب کہیں رہنا ہمارا نہیں ہو سکتا
اُنہوں نے کہا کہ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو آپ ہمارے یہاں سے دعوت کھاکر
چلے آویں رات کو نہ رہیں، آپ نے فرمایا کہ بہتر اس بات کا مضائقہ نہیں پھر
وہ خان اُسی وقت اپنی بستی کو گیا اور آپ یہی سو رہے پھر صبح کو نماز پڑھ
کر لوگوں سے کہا کہ تم ضلع جہلم کو چلو وہاں موضع کوگا میں اُتر نا دعوت
کھاکر شام کو وہیں ہم بھی آوینگے پھر لوگ اُس طرف روانہ ہوئے اور آپ
پچاس آدمیوں سے سل یاندی کو تشریف لے گئے اور دو وقت اشراق کے وہاں
پہنچے اور مسجد میں ٹھہرے اُس بستی میں پیر بابا کے عبدل بابا کی زیارت ہے
آپ نے کہا کہ ابھی دعوت کھانے میں دو تین گھڑی کا عرصہ ہے تب تک
عبدل بابا کی زیارت کو ہو آویں پھر آپ پیادہ سب کو لے کر وہاں گئے
اور ایک گھڑی بھر اُس مزار پر انوار کے پاس بیٹھے تب تک ہم لوگ وہیں
ادھر اُدھر سیر و تماشہ دیکھتے رہے پھر آپ وہاں سے مسجد میں آئے اور
وہاں تب تک کھانا بھی تیار ہو گیا پھر اُس خان نے حضرت کو اور ہم سب
کو اپنے مکان میں لیجا کر کھانا کھلایا اور حضرت سے عرض کی کہ میرے
واسطے دعا کریں دعوت کھاکر تو آپ دعا کیا ہی کرتے تھے مگر اس خان

Marfat.com

کے کہنے سے پھر دعا کی اور یہ بھی وہیں فرمایا کہ عبدل بابا جن کی
زیارت کو ہم گئے یہ بھی اپنے زمانہ کے درویش کامل تھے پھر وہاں سے
آپ تختہ بند کو آئے اور دوپہر کو کچھ دیر سو رہے پھر نماز ظہر پڑھ کر وہاں
سے روانہ ہوئے شام کو موضع کوگاں میں آئے پھر نماز مغرب کی وہاں کے
لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے دس دس یا پنج یا پنج غازیوں کی
دعوت کی پھر وقت عشا کے حضرت علیہ الرحمۃ کے قدوم سعادت لزوم کی
خبر فرحت اثر سُن کر موضع نواگئی کے سید رسول میاں بان سات آدمیوں
سے آئے اور آپ کے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے اور آپکی سیر و سفر
کا حال پوچھا کہ بنیر اور سوات میں کہاں کہاں آپ تشریف فرما ہوئے اور
لوگ وہاں کے اخلاق اور اوصاف میں کیسے ہیں آپنے فرمایا کہ اچھے
لوگ ہیں مگر بہ نسبت سُوات والوں کے بنیر والوں میں شدت سپہ گری اور
پٹھنوری کی زیادہ ہے اُن میں صلاحیت اور نرم دلی زیادہ ہے اور
سادات دونوں جگہ کے خوب ہیں پھر سید رسول میاں نے کہا کہ صبح کو میرے
غریب خانہ میں آپ قدم رنجہ فرماویں اس وقت میں اسی نیت سے آیا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ سید بھائی میری نیت عید بخیار میں کرنے کی ہے
آگے جو منظور الٰہی ہو اور کل نویں تاریخ ہے اب مجکو اپنے یہاں لیجانے سے
معاف رکھو اور اس بات سے اپنے دل میں ملول نہ ہو اللہ تعالیٰ ہمارے
لوگوں کی خدمت آپ سے بہت لیگا تب اُنہوں نے کہا کہ حضرت میری
بستی میں جو وہ مجذوب ہیں جن کا ذکر میں نے اول مرتبہ آپ سے کیا تھا

Marfat.com

وہ اب تک اُسی طرح پورے کا تہبند باندھے ہیں اور آج جس
وقت میں آپ کی ملاقات کو چلا تھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ سید رسول
میں جانتا ہوں تو سید بادشاہ کو لینے جاتا ہے سو وہ تو نہ آوینگے اس
وقت اُنہیں کا کہنا سچ ہوا خیر مجکو آپ کی رضا منظور ہے پھر رات
بھر وہ بھی وہیں حضرت کے پاس رہے جب صبح کو حضرت چندیٰ کو روانہ
ہوئے تب وہ اپنی بستی کو گئے دوپہر کو حضرت کی سواری چندیٰ کے
پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی ایسا بلند وہ پہاڑ ہے کہ اس پر سے ہم لوگ ادھر
ملک سمی کی بستی بستی دیکھتے تھے اور اُدھر ضلع جبلہ کے گاؤں گاؤں نظر
آتے تھے پھر حضرت نے وہیں نماز ظہر پڑھی اور دعا کی اور وہیں دس
بارہ آدمیوں سے شیخ ولی محمد صاحب حضرت کے استقبال کو آئے اُن
میں ایک نظام الدین اولیا تھے اور ایک میاں الٰہی بخش رامپوری اور باد
کے نام یاد نہیں اور وہیں ایک شخص ملکی نے حضرت سے بیعت کی اور کہا
کہ آپ مجکو توجہ دیدیں آپ نے نظام الدین اولیا کی طرف مخاطب ہوکر
اُن کے خوش کرنے کو فرمایا کہ بھائی نظام الدین اولیا تم نے اب تک
اپنی ولایت پوشیدہ رکھی اب اس وقت ظاہر کرو اور ان کو توجہ دو
پھر انھوں نے اس کو توجہ دی اور اُس دن سے توجہ ان کی بہ نسبت
اول کے زیادہ مشہور ہوئی پھر وہاں سے اُتر کے موضع چندیٰ میں داخل
ہوئے جو لوگ ملک سوات سے آپ نے روانہ کردئے تھے وہ تو سب کے

Marfat.com

پنجتار میں جاکر بہرے یہاں فقط وہی لوگ تھے جو شیخ ولی محمد صاحب کے ہمراہ رہ گئے تھے سب حضرت کو دیکھ کر کمال بشاش ہوگئے اور سب نے معانقہ اور معانقہ کیا اور دست بوسی کی پھر اُس روز آپ وہیں رہے رات کو بعد نماز عشائ کے جب اکثر لوگ موافق معمول ہمیشہ کے آپ کے پاس حاضر ہوئے اُس وقت آپ نے تسلی سے ہر ایک کی خیر و عافیت مزاج کی پوچھی سب نے کہا کہ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائے دولت سے ہم کو شفا دی اور جو لوگ انتقال کر گئے تھے اُن کے لئے بھی آپ نے دعا کی پھر اُس کی صبح کو نماز عید کی پڑھ کر چند قربانی کئے اُس میں کچھ گوشت بھنوا کر آپ نے تناول فرمایا اور باقی ہم سب غازیوں نے پکا کر کھایا **حکایت**

شیخ ولی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب چندلی سے ملک حملہ وغیرہ کا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے ارادہ مصمم کیا اُس کے ایک روز پہلے بعد نماز ظہر کے مسجد کے حجرے میں لیجا کر فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ ہم تو چلے کی طرف جاویں گے تم یہاں بیمار لوگوں کی خدمت اور خبر گیری کو رہو مگر ہمارے پاس کچھ خرچ نہیں ہے جو تم کو دیویں یہی پان سات روز کا غلہ جو کچھ ہے اس میں تب تک گذر کرنا پھر اللہ تعالیٰ کچھ اور کہیں سے تدبیر کر دیگا میں نے عرض کی کہ حضرت مجھ سے یہ کام سنبھل نہ سکیگا میں نے کبھی ایسا بھاری کاروبار اُٹھایا نہیں مجھکو تو آپ اپنے ہمراہ لے چلیں اور یہاں مولوی محمد یوسف صاحب کو یہ کام سپرد کر جاویں یہ کام اُن سے ہوگا کیونکہ وہ متوکل شخص اور کارآزمودہ ہیں اور ایسے کار اکثر کرتے

Marfat.com

رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہم تو تمہیں کو یہاں چھوڑیں گے اور اس طرح
کہا جیسے کوئی خفا ہوتا ہے میں گھبرا کر رونے لگا کہ حضرت میں اس رستے کا
بلد نہیں ہوں اور نہ اپنے میں اس قدر توکل پاتا ہوں جو یہ بار گراں اٹھاؤں
آگے آپ کی مرضی ہے، آپ نے فرمایا کہ توکل ہی تو ہم تم کو سکھلاتے ہیں اسی
طرح تو آدمی کو توکل آتا ہے جب یہ بات آپ نے فرمائی بت یکایک اسی دم
میرے دل کو تسکین اور تسلی ہو گئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ ہوگا دیکھ لونگا
اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ وہاں سفر میں جو کچھ کسی نقد روپے ہم کو ملینگے وہ
سب تمہارے پاس بھیجدیوینگے تم اپنی خاطر جمع رکھو اور یہاں جو سید حمید الدین
اور شیخ ضیاء الدین اور شیخ عماد الدین اور شیخ عبد الرؤف ہیں ان چاروں
صاحبوں کو سوا غلہ کے ایک ایک پیسا دیا کرنا اس طرح سے مجکو فہمائش کرکے
آپ سے اگلے روز آپ وہاں سے طرف ملک چملہ وغیرہ کے تشریف فرما ہوئے
اور میں چندیری میں رہا اور وہاں حال مریضوں کا یہ تھا کہ ایک یا دو یا تین
روز مرتے تھے اور یہ موت کی گرم بازاری دس بارہ روز تک رہی پھر
رفتہ رفتہ موقوف ہو گئی اور مریضوں کی دوا اور غذا وہاں یہ تھی کہ ایک
گھاس ترش مزہ پیتا ہوتی ہے وہی پیس کر اور نمک ڈال کر ان کو پلاتے
تھے اور کھچڑی کھلاتے تھے اور جو مرجاتے تو اُن کے کفن کا یہ حال تھا کہ اگر
ان کی کوئی چادر ہوتی تو اُسی کو پاک کرکے اُس میں لپیٹ کر دفن کرتے
اور جو چادر نہ ہوتی تو کئی جا جیس دھلائی ہوئی دھری تھیں اُس میں
سے ایک چادر پھاڑ کر کفن کر دیتے تھے روپیہ پیسہ تو ہمارے

Marfat.com

پاس تھا ہی نہیں جو نیا کپڑا لا کر کفن دیتے اور کھانے پینے کی کمال تکلیف
تھی جو غلہ آٹھ سات روز کا حضرت چھوڑ گئے تھے جب وہ ہو چکا تب
مجکو فکر ہوا کہ اب کیا کروں ایک صندوق سندی گیارہ سو روپے کی خرید
سند کے میر محمد یوسف نے حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کی تھی اُس کو نیں لے کر
بنیوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ اپنی تسلی کو یہ رکھ لو اور دس روپے
کا غلہ دو جب ہمارے پاس کہیں سے خرچ آ جاویگا تب تم کو دے کر اپنی
صندوق لے جاویں گے مگر کسی نے نہ اقبال کیا پھر اور جہاں خیال دوڑا
وہاں گیا مگر کہیں کچھ نہ ملا یہاں تک کہ دو فاقے ہوئے تیسرے دن میرا
جی گھبرایا میں قرآن لے کر سب لوگوں سے الگ ایک جگہ جا بیٹھا اور
پڑھنے لگا کچھ دیر کے بعد ایک شخص سپید ریش متبرک صورت خدا جانے
کہاں سے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی پگڑی یا تھان
لکھاؤ ہوگا میں نے کہا ہاں ہے تو سہی کہا لے آؤ میں صندوق سے ایک
پگڑی اور ایک تھان سپید لے آیا اُنہوں نے قیمت پوچھی میں نے کہا جو
کچھ چاہو دو مجکو منظور ہے اُنہوں نے کہا کہ تمہیں کہو میں نے کہا سات
روپے، اُنہوں نے سات روپے اپنے پاس سے مجکو دئے اور وہ پگڑی اور
تھان لے کر چلے گئے مجکو ان کا حال اصلا کچھ نہ معلوم ہوا کہ وہ کون
تھے اور کہاں سے آئے تھے اور پھر کہاں گئے پھر ان روپوں کا غلہ لیا
کوئی ایک ہفتہ اُس میں گذرا بعد اس کے پھر ایک فاقہ سب لوگوں کو
ہوا دوسرے روز فتح خاں بنجاری آئے اُن سے میں نے کہا کہ خان

Marfat.com

ہمارے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سات آٹھ روز کا غلّہ چھوڑ گئے
تھے اور یہاں قریب دو سو آدمی کھانے والے ہیں جب وہ غلّہ تمام ہوا
تب دو فاقے ہم لوگوں کو ہوئے تیسرے دن میں الگ بیٹھا قرآن مجید پڑھتا
تھا کہ ایک بزرگ سپید ریش اور پوشاک سپید بہت نفیس پہنے ہوئے آئے
اور بہت صاف ہندی بولتے تھے میرے خیال میں تو وہ کوئی غیبی شخص خدا
کے بھیجے ہوئے تھے مجھ سے کہنے لگے کہ تمہارے پاس کوئی پگڑی یا تھان
بکاؤ ہو تو لاؤ ہم لینگے میں اپنے صندوق سے ایک پگڑی اور ایک تھان
سپید اُن کے پاس لایا اُنہوں نے سات روپے مجھکو دئے اور پگڑی اور
تھان لے کر چلے گئے ان روپوں کا غلّہ لیا سو برسوں ہے وہ بھی ہو چکا
کل بھی سب کو فاقہ ہوا اور آج بھی فاقہ ہے اب آپ کہیں سے ہم لوگوں
کے کھانے کی کچھ تدبیر کر دیں یہ حال سُن کر خان ممدوح نے اُسی وقت کے
گھر دں سے منگوا کر کوئی پندرہ روز کا غلّہ مجکو دیا اور کہا کہ جب یہ ہو چکے
تب ہم کو اطلاع کرنا ہم اور کچھ غلہ کی تدبیر کر دینگے مگر پھر اُن سے
مانگنے کی نوبت نہ آئی جب وہ غلہ کھانے لگے اُسی عرصہ میں ایک
ہندوستانی چھوٹا سا قافلہ آگیا جب اُنہوں نے ہم لوگوں کا تنگ حال
دیکھا تو جو روپے حضرت کے واسطے لائے تھے مجکو حوالہ کئے اور آپ حضرت
کے پاس چلے گئے مگر اب مجکو یاد نہیں کہ وہ کون قافلہ تھا اور وہ کتنے
روپے مجکو دے گئے پھر جب وہ روپے ہو چکے تب فصل جو گیہوں کے

Marfat.com

کھیت کٹنے کی آئی ہمارے لوگ سیلا چننے کو جانے لگے اور یا خوبی،
غلہ ہر روز لانے لگے پھر اسی عرصہ میں دو اشرفیاں حضرت نے بھیجیں،
مگر کھانے کی فراغت تھی ان اشرفیوں کے خرچ کرنی کی حاجت نہ ہوئی
بعد چند روز کے حضرت بھی مع الخیر تشریف لائے جب آپ موضع کوگا
میں آئے محکو خبر ملی میں دس بارہ آدمیوں سے آپ کے استقبال کو گیا
اُدھر سے آپ چلے تھے اور ادھر سے ہم لوگ، چندلی کے پہاڑ کی چوٹی پر
ملاقات ہوئی بعد معانقہ اور مصافحہ کے مجھ سے آپ نے پوچھا کہ کہو تم
کو تو کل آگیا میں نے عرض کی کہ ہاں آپ کی برکت تعلیم سے آگیا انتہیٰ
پھر چندلی سے سب غازیوں کو لے کر حضرت پنجتار کو چلے فتح خاں کو خبر
ہوئی وہ چند سواروں سے کوس سوا کوس آپ کے استقبال کو آئے اور ملے
اور باتیں کرتے کرتے ساتھ ساتھ پنجتار میں لے گئے پنجتار کے گرد سنگین کوٹ
ہے اس کے باہر ایک دیوان شاہ کا باغ نالے پر مشہور تھا وہیں اپنے سب
لوگ اُترے تھے آپ بھی اُترے اور کئی سفری دیرے خیمے تھے وہ کھڑے
کئے گئے پھر میر امانت علی نے آپ سے اجازت لے کر سراسم موافق معمول کے
ایک تا ملوٹ آٹا تقسیم کیا سب لوگ پکا کر فارغ ہوئے اور آپ کے یہاں
یہ دستور تھا کہ جس قدر تمام لشکر میں ایک تا ملوٹ غلہ یا آٹا تقسیم ہوتا
اُسی قدر آپ کا بھی حصہ آپ کے باورچی خانہ میں دیا جاتا اور آپ کے باورچی خانے
کے مختار کار بجائے دار وغہ کے قادر بخش کنج پوری والے تھے اور جس روز
ملکی لوگ آپ کے یہاں مہمان آتے ان کا بھی حصہ آپ ہی کے باورچی خانے

Marfat.com

میں دیا جاتا پھر نماز عشاء پڑھ کر سب لوگ آرام کرنے لگے پھر دوسرے
دن گیارہویں تاریخ کو آپ نے دو اونٹ قربانی کئے اور ایک وہی بھینسا
جو سید عبدالقیوم نے نذر کیا تھا جس کا ذکر آگے ہو چکا ہے جب سب گوشت
کاٹ کر تیار ہوا تب میر امانت علی صاحب نے عرض کیا کہ گوشت تیار ہے اس
کی تقسیم کو کیا ارشاد ہے فرمایا سب گوشت کس قدر ہوگا عرض کیا کہ بارہ من
گوشت دونوں اونٹوں کا اور اٹھارہ من بھینسے کا، آپ نے فرمایا کہ سر اسم
تقسیم کر دو عرض کیا کہ آدمی بہت ہیں سیر سیر میں پورا نہ پڑیگا فرمایا کہ
تم بسم اللہ کر کے بانٹنا شروع کرو اللہ تعالیٰ برکت دیگا اس درمیان میں
سید ابو محمد صاحب نے کہا کہ حضرت گوشت تو موافق حصہ کے ملا ہے مگر اس
بھینسے کا دل بھی مجھے عنایت ہو آپ نے میر امانت علی سے فرمایا کہ دل تو اس
کا ان کو دو اور سری پائے اُسی کے ہمارے باورچی خانے میں بھیجدو
پھر میر امانت علی صاحب نے لشکر میں خبر کر دی کہ بھائیو اپنے اپنے حصہ
کا گوشت نالے پر چل کر لے آؤ پھر وہاں بسم اللہ کر کے بانٹنا شروع کیا
چھ سات سو آدمی اُس وقت ہندوستانی اور قندھاری ملا کر لشکر میں
تھے سب کو سیر سیر گوشت پہنچ گیا اور بہت بچ رہا اور علاوہ لشکر والوں کے
ملکی لوگ تین چار سو گوشت کے اُمیدوار تھے میر امانت علی نے عرض کی کہ
اپنے لشکر میں تو سب کو پہنچ گیا اور ابھی بہت باقی ہے اور اس قدر ملکی لوگ بھی
اُمیدوار ہیں، فرمایا ان کو بھی دو پھر میر امانت علی نے ملکیوں کو سیر سیر دیا
اور جس پر بھی گوشت بچ رہا پھر حضرت سے عرض کیا کہ سیر سیر سر اسم میں نے

Marfat.com

میں نے اُن کو تقسیم کیا اور ابھی سوا من ڈیڑھ من گوشت باقی ہے، آپ نے فرمایا خیر اس کو ہمارے باورچی خانے میں واسطے مہمانوں کے بھیج دو اور میر صاحب اگر تم بار بار ہم سے نہ پوچھتے اور اُس کا تخمینہ نہ کرتے اور سیر ہی سیر بانٹتے اور ان آدمیوں کے سوا جتنے آتے اللہ تعالیٰ برابر سب کو پہنچاتا خیر اسی قدر خدا کی مرضی تھی اور وہ ذلیل سید ابو محمد لائے اور اپنے ڈیرے میں تولا تو اسی روپے کے سیر سے سات سیر کا ہوا پھر جب سب پکا کھا کر فارغ ہوئے اور بعد نماز عشا کے معمولی لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تب میر امانت علی صاحب نے عرض کی کہ یہاں جو دو تین پنچکیاں چلتی تھیں سو وہ ان دنوں بسبب قلت پانی کے بند ہو گئیں اب آٹا کیسا نے کی کیا تدبیر کی جاوے، آپ نے فرمایا کہ سب کو غلہ بانٹ دیا کرو تب تک تنتی سے پیس لائینگے اور کہیں سے چکیاں مول لے کر ہر ڈیلے میں تقسیم کر دو اپنا اپنا غلہ ہر کوئی پیس لیگا اور غلہ خریدنے کو محمود لکھنوی اور عبداللہ اولیا کو مقرر کیا اور تقسیم غلہ کے واسطے میر امانت علی کے ساتھ مولوی عبدالوہاب کو شریک کیا یعنی کبھی میر صاحب بانٹیں اور کبھی مولوی صاحب پھر سب لوگوں کو سر اسم ایک تا ملوٹ گیہوں اور دو مٹھی دال ملنے لگی اس میں اکثر لوگ تو اپنا غلہ آپ پیس لیتے تھے اور بعض بعض اُسی میں سے کچھ غلہ دے کر پسوا لیتے تھے اور بعضے پتھر پر دلیا سا دل کر پکا کر کھاتے تھے اسی طرح دس پندرہ روز گذرے پھر چکیاں مول لے کر ہر ڈیلے میں تقسیم کی گئیں اور ہر ڈیلے میں کھانا پکانے کا یہ معمول تھا کہ ہر روز اپنی اپنی باری سے چار آدمی کھانا ڈیلے بھر کا پکاتے اور ہر ڈیلے میں بیس آدمی سے کم اور پچیس سے زیادہ

Marfat.com

نہ تھے اور اسی طور آٹا پیسنے کا معمول تھا کہ چار چار آدمی اپنی اپنی باری سے پیستے تھے اور لکڑی لانے کا یہ دستور تھا کہ پہلہ دار چار آدمیوں کو تو اپنے پہلے میں کھانا پکانے کو چھوڑ جاتا اور باقی سب کو جنگل میں لے جاتا اور وہاں سے کلہاڑیوں سے لکڑی کاٹ کر پشتارہ باندھ کر ہر کوئی اپنے اپنے سر پر لاتا اور دوسرے روز وہ چار آدمی جو کھانا پکانے کو رہتے تھے اپنے اپنے حصہ کا ایک پشتارہ لکڑی کاٹ لاتے اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے باورچی خانے کا ایندھن یوں آتا تھا کہ جب لکڑیاں چک جاتیں قادر بخش کُبّے پوری والے عرض کرتے کہ حضرت ایندھن باورچی خانے میں نہیں ہے آپ فرماتے کہ آج لشکر کی سب کلہاڑیاں لا رکھو کل چلینگے پھر شام کو قادر بخش سب کلہاڑیاں منگوا رکھتے تھے۔ صبح کی نماز پڑھ کر گھوڑے پر چڑھ کر حضرت جنگل کو روانہ ہوتے اور کلہاڑیاں لے کر آدمیوں سے قادر بخش جاتے اور لشکر میں خبر ہوتی کہ آج حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ لکڑیاں لینے کو گئے ہیں کھانا پکانے والے تو چار چار آدمی ہر پہلے میں رہتے باقی سب جاتے اور حضرت کے واسطے لکڑیاں کاٹتے کہ آٹھ آٹھ آدمی آپ کے ساتھ کاٹتے کاٹتے تھک جاتے اور آپ اکیلے نہ تھکتے اور ہر ایک کار سخت میں آپ کو اسی طور مشاقی تھی کوئی کار ایسا نہ تھا کہ جس میں آپ عاجز ہو جاتے یا نہ کر سکتے پھر جب لکڑیاں کاٹ کر فارغ ہوتے تب ہر کوئی پشتارے باندھ کر اپنے اپنے سر پر اٹھا لاتے اور آپ کے باورچی خانہ میں جمع کر دیتے پھر ایک روز وہ لوگ جاتے جو کھانا پکانے کو اُس دن چار چار آدمی

Marfat.com

ہر بہیلے میں رہتے تھے اور اپنے اپنے حصہ کا ایک ایک پشتارہ لکڑیوں کا حضرت کے
باورچی خانے میں پہنچاتے اور یہ اہتمام لکڑیوں کا صرف واسطے مہمانداری کے تھا،
کیونکہ جتنے مہمان لشکر میں وہ سب آپ ہی کے باورچی خانے سے کھاتے تھے حضرت
نے وہ باورچی خانہ فقط مہمانوں کے لئے مقرر کیا تھا وہ خاص آپ کی ذات شریف
کے واسطے نہ تھا ہاں یہ تھا کہ جہاں سب مہمانوں کا کھانا پکتا وہیں آپ کا بھی
پک جاتا اور تقسیم لباس کا یہ معمول تھا کہ سال بھر میں دو جوڑے جوتے کے
اور تین جوڑے موٹی کھادی کے ہر کسی کو ملتے تھے اور اس کے علاوہ جاڑوں
میں ایک دگلا اور واسطے رضائی کے ایک دوہرا اور سیر بھر روئی ہر شخص پاتا
تھا اور سوا اس کے جس کا کپڑا جلد پھٹ جاتا یا گم جاتا اُس کو ملتا تھا اور
واسطے کپڑے دھونے کے ہر جمعرات کو سراسم دو دو چکتیاں صابون کی تقسیم
ہوتی تھیں ہم لوگ ندی یا حشیمہ پر جاکر اپنے اپنے کپڑے دھو لاتے تھے یہ ہم لوگوں
کا حال خیال کرکے واسطے ترغیب کے کئی بار حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے
اپنا حال بیان کیا کہ جب ہم نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر میں تھے یہ ہماری
عادت تھی کہ جو اپنے کپڑے دھونے کو جی چاہتا تو یاران سات یاروں آشناؤں
کے میلے کپڑے جمع کرکے گٹھڑی باندھ کر کندھے میں ڈالتے اور سب یار و آشنا
نہیں نہیں کرتے رہتے ہم ایک نہ سنتے اور ایک دیگچہ اور صابون اور آگ لے کر
جہاں پانی ہوتا چلے جاتے اور سب کپڑے دھو لاتے اور سب یاروں کو لاکر دیتے
وہ خوش ہو جاتے تھے حضرت کی یہ عادت حمیدہ اور خصلت پسندیدہ سن کر
ہم لوگوں کو بھی رغبت ہوئی اور ایسا ہی کرنے لگے کہ ایک آدمی یا دو آدمی
اپنے بہیلے کے کپڑے اور سب کے حصہ کا صابون لیجاتے اور دھو لاتے تھے

Marfat.com

اور یہی حال ہم میں سے اکثر لوگوں کا ہر کاروبار میں تھا کہ کسی کو محنت
کا کام کرتے دیکھتے تو بے کہے شریک ہو جاتے اور کرنے لگتے اگرچہ اُس
کام کی اُس روز ان کی باری نہ ہوتی فقط للہ تعالیٰ ثواب جان کر
کہ یہ کام خدا کا ہے اور یہ عادت خصوصاً ان لوگوں کی تھی جو حضرت کے
ہمراہ اول سے تھے اور جو لوگ پیچھے سے قافلوں کے ساتھ آئے وہ آپ کے
صحبت یافتہ نہ تھے اگلے لوگوں کا کاروبار دیکھ کر چنانچہ پسنا پکانا لکڑی
چیرنا کپڑا سینا کپڑا دھونا گھاس چھیلنا گھوڑا ملنا بیماروں کی خدمت کرنا
ان کا پیشاب پائخانہ اُٹھانا آپس میں ایک دوسرے کا سر مونڈنا آپس میں
ایک دوسرے کے پیر دبانا زمین پر سونا پھٹے پرانے کپڑے پہننا وغیرہ
ان کا کرنا عار و ننگ جانتے تھے کہ یہ ارذلوں کے کام ہیں شرفا کی شان کے
لائق نہیں ہیں یہ اُن کا فی الضمیر حضرت کو معلوم ہوا اور قدیم سے آپ
کی عادت شریف یہ تھی کہ جو نصیحت کرتے تو کسی کی طرف خطاب کر کے
یا کسی کا نام لے کر نہ کرتے کہ لوگوں میں اُس کو ندامت ہو مگر طرح طرح
کی مثالیں بطور حکایت کے بیان فرماتے کہ یہ ثبوت ہو کہ فلانے کو کہتے
ہیں مگر وہ سمجھ جاوے کہ یہ اشارہ میری طرف ہے سو آپ نے یہ مثال
فرمائی کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا وہ بیوہ ہو گئی چھوٹے چھوٹے اُس کے
لڑکے ہیں اور اُس کا خاوند کچھ مال و دولت گھر میں چھوڑ نہیں مرا تو
وہ بیچاری مصیبت کی ماری چرخہ کاتتی ہے پس ائی کرتی ہے سلائی

Marfat.com

کرتی ہے اور جو محنت مزدوری آتی ہے سو کرتی ہے اور اُن بچوں کو پالتی
ہے طرف اس اُمید پر کہ اگر یہ پرورش پاکر جوان ہوں گے نوکری چاکری
کرینگے بڑھاپے میں تجکو روٹی دینگے خدمت کرینگے میرا بڑھاپا آرام سے
بسر ہو جاویگا اور یہ اُمید اُس کی موہوم ہے یقینی نہیں، اگر وہ لڑکے زندہ
رہے اور صالح اور لئیق ہوئے اپنی ماں کا حق خدمت پہچانا تو اُس کی آرزو
پوری ہوئی اور جو وہ نالائق اور نکمے نکلے تو وہ جھک جھک کر مولی اور
یہاں جو ہمارے بھائی لوگ محض خدا کے واسطے نیت خالص سے چکی پیستے ہیں کھانا
پکاتے ہیں لکڑی چیرتے ہیں گھاس چھیلتے ہیں گھوڑا ملتے ہیں کپڑے سیتے ہیں
اپنے ہاتھ سے کپڑے دھوتے ہیں اور اسی طور کے سب کام کرتے ہیں یہ تمام
داخل عبادت ہیں اور یہ کام کرنے حضرت پیغمبر علیہ السلام اور صحابۂ کرام سے
ثابت ہیں اور سب اولیاء اللہ آج تک ایسے ہی کار کرتے آئے ہیں جتنے موفق
شرع کے کار ہیں کسی کے کرنے میں عار نہیں ہے اور ان سب کاموں کا اجر خدائے
تعالی کے یہاں ملنا یقینی ہے موافق فرمان حضرت رب الانام اور ارشاد
رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے سو سب بھائیوں کو لائق ہے کہ ان کاموں
کو اپنا فخر و عزت جان کر اور سعادت دارین پہچان کر بلا عار اور بے انکار
کیا کریں اور یہ ہمارے بھائی مسلمان باایمان اپنے گھر بار خویش و تبار ناموس
و نام عیش و آرام ترک کرکے محض واسطے خوشنودی پروردگار اور اتباع
رسول مختار کے آئے اور یہ ہر ایک ہمارے نزدیک گویا گوہر نایاب اور
لعل بے بہا کے ٹکڑے ہیں کہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں سے چھنٹ کر آئے ہیں

Marfat.com

اُن کی قدر و منزلت ہم جانتے ہیں ہر کوئی نہیں پہچانتے ہیں اسی طرح
کے کلام ہدایت الیتام نصیحت آمیز شوق انگیز فرما کر جناب باری
میں ساتھ الحاح وزاری کے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے
بھائی مسلمانوں کو بلا عار وانکار اپنی راہ مستقیم پر قدم بقدم حضرت
خیرالانام اور صحابہ کرام کے ثابت قدم رکھے ایک روز کا بیان ہے کہ
حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ اپنے ڈیرے سے اُٹھے اور سیر کرتے کرتے
شیخ ولی محمد صاحب کے بہلے کی طرف نکلے وہاں لوگ چکی پیس رہے تھے وہاں
جاکر آپ بھی بیٹھ گئے اور اُن کے ساتھ پیسنے لگے اور دیر تک پیستے رہے اور
ایسے ایسے کام کرنے کو آپ ننگ وعار نہیں بوجھتے تھے بلکہ عزت وافتخار
سمجھتے تھے اسی طور کا ایک اور بیان ہے کہ وہیں پنجتار میں آپ نے واسطے
نماز پڑھنے کے زمین میں خط کھینچ کر ایک مسجد بنائی تھی اُس میں جمعہ بھی
پڑھتے تھے اُس زمین میں باریک باریک سنگریزے بہت تھے بیٹھتے سجدہ
کرتے گھٹنوں اور پیشانی میں چبھتے تھے نمازیوں کو ایذا ہوتی تھی ایک روز
بعد فراغ نماز عشا کے جب بیٹھے اور معمولی لوگ حاضر تھے اُس وقت کسی صاحب
نے اس سے نمازیوں کی ایذا وتکلیف پانے کا شکوہ کیا آپ نے سید محمد اسمٰعیل
صاحب کو فرمایا کہ اس وقت دریاں سب بہلوں سے لاکر رکھ چھوڑو
انشاء اللہ تعالیٰ کل گھاس کاٹنے چلینگے اُنہوں نے اسی وقت سب دریاں
لاکر رکھیں پھر صبح کو نماز پڑھ کر پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے پیچھے اور
تمام لوگ لشکر کے وہیں پہنچے ایک گھاس بائیڑ ہوتی ہے اُس کے بان ہی

Marfat.com

بٹتے ہیں اور وہ گھاس بہت نرم ہوتی ہے اُس پہاڑ میں اُس کا جنگل تھا
آپ نے اُسی کو کاٹنا شروع کیا آپ کو دیکھ کر سب کاٹنے لگے پھر ایک ایک گٹھا
باندہ کر سب اُٹھا لائے اور آپ نے ایک ایک بالشت اونچی مسجد بھر میں بچھوادی
سب لوگ بآرام تمام نماز پڑہنے لگے اسی طور ایک روز اور بعد نماز ظہر کے آپ بیٹھے
تھے اور گرمی کا موسم تھا درختوں کے نیچے دیرے تھے بعض بعض صاحبوں نے حضرت
سے عرض کی کہ خیمے کے اندر بسبب دہوپ کے گرمی بہت معلوم ہوتی ہے آپ سُن کر
چپ ہو رہے جواب نہ دیا جب رات کو بعد نماز عشا کے معمولی لوگ آپ کے پاس حاضر
ہوئے تب شیخ عبدالحکیم سے جو خاص جماعت کے بہیلہ دار تھے فرمایا کہ اپنی جماعت
کی درانتیاں اس وقت جمع کر رکھو صبح کو ہمارے ساتھ درے کی طرف لیتے چلنا پھر
آپ سو رہے بعد نماز فجر کے اپنے قدیمی ٹٹو پر چڑہ کر درے کو روانہ ہوئے پیچھے سے
خاص جماعت کے لوگ بھی ہمراہ عبدالحکیم کے درانتیاں لے کر وہیں حاضر ہوئے وہاں سرپت
کا جنگل کھڑا تھا آپ درانتی سے کاٹنے لگے آپ کے ساتھ سب کاٹنے لگے اور
چھپر کے واسطے سیدہی سیدہی لکڑیاں بھی کاٹیں پھر سرپت اور لکڑی وہاں سے
لوگ اُٹھا لائے پھر روٹیاں پکا کر دوپہر کو سو رہے پھر بعد نماز ظہر کے سب لوگ
چھپر کے سامان میں مصروف ہوئے کوئی مونج نکالنے لگے کوئی بتی باندہنے لگے
کوئی ٹھاٹہہ باندہنے لگے اور ہر کام کی تدبیر حضرت آپ ہی بتاتے تھے اور
سب کے ساتھ کام بھی کرتے تھے الغرض شام تک چھپر دُرست کر کے چڑہا
دیا اور اُس کے تین طرف ٹٹیاں لگا دیں اور ایک ایک کھڑکی بھی محراب دار
بہت خوبصورت ہر ٹٹی میں رکھی اور ہر کھڑکی میں جھانپ لگائی کہ جب چاہا
بند کر لیا جب چاہا کھول دیا اور ایک پکھا اُس کا آنے جانے کو خالی

Marfat.com

رکھا وہ آپ کا چہپر دیکھ کر سب لوگ لشکر کے شائق ہوئے کہ
ہم بھی بناوینگے پھر ایک ہفتہ کے عرصہ میں ہیلے ہیلے ایک ایک دو دو
چہپر تیار ہو گئے اور اُسی ایام مبارک فرجام میں ضلع پکھیلے کا ایک
خان سربلند خان نام کہ سکھوں نے اس کو نکال دیا تھا دس پندرہ آدمیوں
سے آیا اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور اپنی جلاوطنی کا حال
عرض کیا کہ اس طرح سے ظلم و تعدی کر کے سکھوں نے مجھکو نکال دیا اور سائل
ہوا کہ آپ کچھ لشکر سے میری اعانت کریں تا اپنی ریاست پر قابض اور متصرف ہوں
اور ایک سبزہ گھوڑا بہت عمدہ آپ کی نذر کیا شیخ فرزند علی کے لیے شیخ
امجد علی کا گھوڑا چند روز پیشتر مقطہ ہو گیا تھا آپ نے وہ گھوڑا اُن کو
عنایت کیا اور ایک وکیل حبیب اللہ خاں کا پکھیلے سے آیا اور خان موصوف
کی عرضی لایا خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ فلانی گڑھی میں سکھوں نے میرے
بیٹے کو گھیر رکھا ہے سو آپ سے مدد چاہتا ہوں کہ کچھ مجاہدین نصرت قرین
تیار کا للہ فی اللہ اس طرف روانہ فرماویں اور اُسی اثنا میں دو تین روز
کے بعد مظفر آباد سے سلطان نجف خاں اور سلطان زبردست خاں کا وکیل
آیا اور اُن کی عرضیاں لایا خلاصہ مضمون اُن کے کا یہ تھا کہ ہم آپ کے
ہر آن میں فرماں بردار جان و مال سے تیار ہیں اگر حضرت امیر المومنین انام
المجاہدین مع تشکر غازیان نصرت قرین اس طرف تشریف فرما ہوں

Marfat.com

تو با خوبی کار جہاد فی سبیل اللہ کا انتظام یا وے اور بہت ملک و مال
بھی ہاتھ آوے اور ایک رئیس رجولی کا یار سن نام سات آٹھ آدمیوں
سے آپ کے پاس آیا اور اسی قسم کا اظہار اُس کا بھی تھا کہ کچھ لشکر انیا حضرت
میرے ساتھ روانہ کریں اور وہ بھی اپنے ملک سے نکالا ہوا تھا اور ایک پہیلے
کے رئیسوں سے حبیب اللہ خاں کے تربور ناصر خاں تھے پہیلے سے سکھوں
نے ان کو نکال دیا تھا مسلع ندہاڑ میں ایک بستی بہت گراتون ہے وہ ون پا
جاکر رہے وہاں سے اُنہیں روزوں وہ بھی آئے اور خالص نیت سے
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور بڑے صاحب اخلاق بامروت
شجاع کریم الطبع تھے اور فسلع اگرور سے عبید الغفور خاں کے بھائی کمال خاں
بھی اُنہیں روزوں آئے اور اپنی طرف سے اور اپنے بھائی عبد الغفور کی طرف سے حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہ بھی نہایت شجاع اور سخی اور صاحب اخلاق اور
بار یابے نفاق تھے اور امان اللہ خاں خان خیل اور اُن کے بیٹے
عنایت اللہ خاں اول ڈیرے میں رہتے تھے جب وہاں سے ان کو سکھوں نے
نکال دیا تب وہ عشرے میں بسے عشرے سے اُنھیں روزوں باپ
بیٹے وہ بھی آئے اور آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور یہ
سب وکیل اور خوانین مذکورین حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت
میں حاضر تھے کہ پائندہ خاں تنولی ام والے کی عرضی آئی خلاصہ

Marfat.com

مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالی ہمت صاحب اردت
ہادی زمانہ کیا ہے اور ہر طرح کا جاہ و اقتدار دیا ہے میں بھی ہر کیفا آپ
کا غلام دار مطیع اور فرمان بردار ہوں جو محکوم ارشاد ہو جان و مال
سے حاضر اور تیار ہوں یہ مضمون عرضی کا سُن کر تمام خواتین حاضرین
طرح طرح سے اُس کی مذمت کرنے لگے کہ یہ خان بڑا فریبی مکار و
غدار دغا باز حیلہ ساز ہے اس کی اس چاپلوسی و چرب زبانی اور
تملق اور لسانی کا کچھ اعتماد نہیں کسی کے ساتھ عہد کر کے وفاداری نہیں کی
ہے سب کو اس نے زک دی ہے حضرت نے فرمایا کہ بھائیو ایسی بات کہنی
نہ چاہیئے وہ خان بڑا نامی بہادر اور جوانمرد ہے ہم کو اُس نے اس طرح
لکھا ہے اور مسلمان ہے ہم اُس پر کیونکر بدگمانی کریں ہدایت اور ضلالت
اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ایک دم میں بُرے کو بھلا اور بھلے کو بُرا
کر دیتا ہے پھر آپ نے اس کا جواب لکھوایا کہ عرضی تمہاری ہم کو پہنچی
ہم تم سے بہت راضی ہوئی اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ مستقیم پر ثابت قدم
رکھے جیسا تم نے اپنا حال لکھا ہے تمہاری ذات سے ہم کو یہی اُمید ہے
اور ان دنوں آٹھ دس روز میں ہمارے مجاہدین پکھیلے کی طرف روانہ
ہونے والے ہیں اور رستہ تمہارے عمل میں ہو کر ہے کسی بات کی ان کو تکلیف
نہ ہونے پاوے اللہ تعالیٰ نے تم کو رئیس کیا ہے اُن کی محافظت اور

Marfat.com

خیرخواہی تم پر لازم ہے کس واسطے کہ یہ کارخانہ خدا کا ہے اس کار خیر
میں حتی المقدور ہر مسلمان کو شریک ہونا چاہئے فقط پھر اس جواب کو
روانہ کیا بعد اس کے جو وکیل اور خواجین اُترے ہوئے تھے اُن کو بھی رخصت
فرمایا کہ تم اپنے اپنے دہاں آگے چل کر جو لوگ تم سے موافق ہوں ان کو
جمع کرو ہمارے پیچھے ہم اپنے لوگ بھی روانہ کرتے ہیں خاطر جمع رکھو اللہ
تعالیٰ تمہارا بھی کام دُرست کر دیگا پھر بعد سات آٹھ روز کے جا
کہ لوگوں کو طرف پہلے کے روانہ کریں اس عرصہ میں مقیم رامپوری نے
جو قافلہ لے کر آئے تھے آپ سے درخواست کی کہ ہم لوگ یہاں روٹیاں
کھانے کو نہیں آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کچھ کار خدا کا ہمارے ہاتھوں
نکلے آپ ہم لوگوں کو اُس طرف روانہ کریں حضرت نے فرمایا کہ بہت بہتر
تمہارے بھی لوگ بھیجیں گے اور اس قافلہ کے لوگ سلاح و پوشاک سے
خوب آراستہ تھے اور کار آزمودہ سو حضرت علیہ الرحمۃ نے تمام قافلہ
اور علاوہ اس کے سو آدمی اور ہر پہلے سے دو دو چار چار جن کر مقرر
کئے اور مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کو سب کا امیر کیا اور بارود کا سامان
بھی کو سپرد کیا اور پانچ سو بانسلی نل بالش ڈیڑھ ڈیڑھ بالش کے لے
لیئے بارود بھرے جُدے دئے اور وقت رخصت کے ننگے سر ہو کر جناب
باری میں ساتھ کمال الحاح و زاری کے دیر تک دعا کی پھر مولانا
صاحب اور میاں مقیم نے حضرت سے مصافحہ کیا پھر اسی طرح سب نے

Marfat.com

حضرت علیہ الرحمۃ سے اور سب لوگوں سے مصافحہ کیا اور روانہ ہوئے
پہلے روز موضع بنیئی میں جاکر منزل کی وہاں والوں نے موافق دستور اس
ملک کے سب لوگوں کی تعظیم و تکریم اور ضیافت کی دوسرے دن وہاں
سے چل کر گیارہ باڑہ میں رہے تیسرے روز وہاں سے موضع کہیل کوئے
وہاں کے لوگوں نے بھی خوب مہمانداری کی مند متگزاری کی وہاں سے چوتھے
روز سہتانی میں سید اکبر صاحب کے مکان پر پہنچے وہ غائبانہ جناب
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقد تھے کمال اخلاق اور تواضع
اور تعظیم کے ساتھ ملے اور دو رات اپنے یہاں سب کو ٹکایا اور کھانا کھلایا
اور مولانا صاحب سے اُس طرف کے سفر سبب پوچھا آپ نے اول سے
آخر تک حال سب بیان کیا کہ فلانے فلانے خان اور فلانے فلانے
خان کے وکیل آئے تھے اور اپنی اپنی جلاوطنی اور سکھوں کے ظلم و تعدی
کا بیان کیا اور واسطے اعانت کے حضرت امیرالمومنین سے مجاہدین کی
درخواست کی ہم لوگوں کو اس طرف روانہ فرمایا یہ تمام قصہ سُن کر
سید اکبر نے کہا کہ مولانا صاحب آپ کو یہاں کے رئیسوں کا حال معلوم
نہیں اور ہم سے دن رات معاملہ رہتا ہے ہم خوب ان کے حال سے
واقف ہیں یہاں سے آپ کو خوشامد و چاپلوسی سے لے جاوینگے اور
سکھوں کے مقابلہ میں بھڑا دینگے اور آپ دُور سے تماشہ دیکھیں گے

Marfat.com

اگر تم نے اُن پر فتح پائی اُن کا مال واسباب لوٹنے کو موجود ہونگے
اور جو خدانا خواستہ شکست کھائی تو پھر الگ سے اپنی راہ لینگے
آپ اُن کی حیلہ سازی اور فریب بازی سے ہوشیار رہنا اُن کے
عہد و پیمان کا اعتماد نہ کرنا مگر دو تین شخصوں کی طرف سے قدرے یقین
ہے جیسے کمال خاں اور اُن کے بھائی عبدالغفور خاں یا جیسے امان اللہ خاں
اور اُن کے بیٹے امان اللہ خاں یا ناصر خاں اگر یہ تمہاری رفاقت اور
وفاداری کریں تو عجب نہیں اسی طور دونوں رات مولانا صاحب کو سمجھاتے
رہے پھر تیسرے دن ستھانے سے کوچ کر کے آم کوٹ گئے پائندہ خاں
کچھ دور استقبال کر کے سب کو لے گیا اور مسجد میں اُتارا واسطے مہمانی کے
خیس خانم بھیجی اور مولانا صاحب دو خوان کھانا جُدا بھیجا دو شب وہاں ہی
رہے تیسرے دن وقت کوچ کے پائندہ خاں نے اپنے بھائی امیر خاں
کو ہمراہ کر دیا کہ اپنی سرحد تک بآرام تمام پہنچا آوے اُس روز وہاں سے
کھیل بائی میں ہوتے ہوئے چھتر بائی میں جاگیر رہے صبح کو دریا ابا سین
اُتر کر موضع بلوئی ہوتے ہوئے موضع نکی پانی میں جا کر ڈیرہ کیا وہاں
سے چل کر شیر گڑھ میں مقام کیا یہیں تک پائندہ خاں کا عمل تھا پھر
وہاں سے گلی کے قلعہ ہوتے ہوئے ایک سادات کی بستی ہے نیر درہ
نام رات کو اس میں رہے وہاں سے کوچ کر کے ضلع بکھیلے میں داخل ہوئے
قلعہ بیر کنڈ ہوتے ہوئے ایک بستی آریسر طا ہے وہاں گئے اور جن

Marfat.com

رئیسوں کو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے نچنار سے رخصت کیا تھا وہ
بھی اپنے اپنے لوگ لے کر وہیں آئے رنجیت سنگھ کی طرف سے ملک یکسلے اور مجھہ اور
ہزاری کا جاگیردار اور ایک سکھ ہری سنگھ نام تھا اُس کو خبر ہوئی کہ
خلیفہ کا لشکر یکسلے میں آن پہونچا پھول سنگھ نام ایک سکھ تھا دو تین ہزار
سکھوں سے واسطے مقابلہ غازیوں کے پہنچا ایک بستی ڈمگلا ہے اُس میں
لشکر سکھوں کا داخل ہوا اس طرف مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے میاں مقیم
صاحب اور رئیسوں نے مشورہ کیا کہ لشکر سکھوں کا ڈمگلا میں داخل ہو چکا
اور عجب نہیں کل ہم پر اور اُن سے مقابلہ ہو سو مناسب یہ ہے کہ آج ہی
رات کو ہم اُن پر شبخون ماریں یہ بات سب کو پسند آئی پھر اسی روز شام
کو تمام ہمراہی میاں مقیم کے اور پچاس اور مجاہدین اور چودہ پندرہ سو ملکی
لوگ واسطے چھاپے کے مقرر کئے اور باقی ہندوستانی اور ملکی مولانا صاحب نے
اپنے پاس رکھے اور گولی بارود سب کو بانٹ دی اور وہ چھ سات سو آدمی
کی تل بارود بھری ہوئی جو لائے تھے تین تین چار چار ہر غازی کو حوالہ کی اور
سمجھا دیا کہ جدہر مخالفوں کا مجمع دیکھا اُدہر ایک دو تل داغ کر پھینک دے
وہ تو اُسی طرف متوجہ ہوں گے اور تم اس طرف سے بندوق اور
قرابین مارنا شروع کر دو اور یاں چار کہائیں بھی سنگر سے اُترنے کو
ساتھ کر دیں اور ہر ایک سے فرمایا کہ سورۂ لایلاف گیارہ گیارہ بار

Marfat.com

پڑھ کر روانہ ہوا اور سب کا امیر میاں مقیم صاحب کو کیا اور مولوی
خیرالدین صاحب کو شریک کیا اور واسطے تبرک کے اپنے سب لشکر کے
شیخوں والوں کا نام عبداللہ رکھ دیا اور دعا کر کے رخصت فرمایا
پھر ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے جب سکھوں کا سنگر کوس یون کوس
رہا اور اُس وقت کوئی پہر سوا پہر رات باقی ہوگی وہاں آگے پیچھے کے
سب لوگ جمع ہو کر آگے بڑھے جب قریب سنگر کے آئے اور سب نے مل
کر ارادہ کیا کہ تکبیر کہہ کر سنگر میں گھسیں اُس وقت تخمیناً کوئی تین سو
یا ساڑھے تین سو آدمی باقی رہے اور خدا جانے کدھر چھپ گئے اور ادھر
سکھوں کی جمعیت ملکی اور سکھ ملا کر یا تو چھ ہزار سے کم نہ تھے پھر میاں
مقیم صاحب وہ کہاں سنگر پر ڈال کر آگے آپ ہوئے اور پیچھے ان
کے ہم سب لوگ چلے اور یکبار یا آواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر بندوق
اور قرابین مارتے ہوئے حملہ کیا اور سکھ بھی ہوشیار ہو گئے کہ چھاپا
آپہنچا جلد نقارہ بجایا اور غول غول ہو کر کئی جگہ جمع ہو گئے اور بندوقیں
مارنے لگے اُس وقت ہم لوگ وہی نل داغ کر اُن کے غول میں پھینکتے تھے
اور پیچھے سے قرابینیں مارتے تھے اور ہلّہ کرتے تھے اُس وقت میاں
مقیم کے لوگوں کی شجاعت اور بہادری جو دیکھی تو رستم اور اسفندیار کی
جرأت و دلیری سنتے ہوئے بھول گئے کہ اس طرح بے باک ہو کر سکھوں

Marfat.com

کی جماعت میں گھستے تھے جیسے کوئی کیڑی کھیلتا ہے یہاں تک کہ تین
چار ہلّوں میں اُن کو سنگر سے نکال کر باہر کر دیا اس عرصہ میں جو
ہمارے ہمراہی ملکی لوگ دیکھ کر پیچھے دب رہے تھے وہ بھی آ کر سنگر میں داخل
ہوئے اور سکھوں کا مال و اسباب لوٹ کر چلنے لگے اور ہم لوگ سکھوں کے مقابلہ
میں تھے اس عرصہ میں سکھوں نے موضع دُمگلا کے دو تین جھونپڑوں میں آگ
لگا دی اُس کی روشنی سے تمام سنگر میں اور اُس کے اطراف میں دن سا
ہو گیا دیکھا کہ سنگر میں لوٹ مچی ہے ہر کوئی مال و اسباب لئے ہوئے چلے
جاتے ہیں اُس وقت مولوی خیر الدین صاحب بشیر کوئی میاں مقیم سے کہا
کہ ملکیوں نے لڑائی بگاڑ دی کہ وہ تو لوٹ کر لوٹ کر انبار سا لیتے ہیں اور
زخمی ہو مناسب یہی ہے کہ آپ بھی جلد یہاں سے نکلنے کی تدبیر کریں اور
مولوی صاحب ممدوح کوئی غازیوں سے آپ سکھوں کے مقابلہ میں رہے
لوگوں سے کہا کہ جو کوئی زخمی قابل اُٹھانے کے ہوں اُن کو سنگر کے باہر
اُٹھا لے چلو اور باقیوں کو رہنے دو ہم لوگوں نے چھ سات زخمیوں کو
اُٹھایا کہ قابل لے چلنے کے تھے اور دو صاحب زیادہ زخمی تھے ایک سید
لطف علی اور دوسرے عبد الخالق محمد ابادی ہم نے چاہا کہ اُن کو بھی لے چلیں
اُنہوں نے کہا کہ ہمارے ہتھیار لے لو اور ہم کو تکلیف نہ دو ہم کو بھی میدان
سپرد ہے پھر ہم نے سلاح اُن کے لے لئے اور ان کو وہیں چھوڑ دیا
کیونکہ وہ ظاہر میں گھڑی دو گھڑی کے مہمان تھے اور چند سپاہ دشمنی

Marfat.com

شہید ہوئے اور چند غازی تھوڑے تھوڑے زخمی تھے چنانچہ اُنھیں میں
ایک میاں مقیم بھی تھے پھر جب سب زخمی سنگر کے باہر نکل چکے تب مولوی صاحب
بھی اپنے لوگوں کو لے کر ساتھ استقامت اور دلجمعی کے سنگر سے نکلا اور
سب کو لے کر مع الخیر چلے اُس وقت سکھوں کو ایسی شکست فاحش نصیب
ہوئی تھی باوجودیکہ ہزار تھے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ہم لوگوں کا تعاقب
کرے ہم لوگ جبتک مولانا صاحب کے پاس پہنچیں جبتک موضع سنگاری
وغیرہ کے سکھ جمع ہو کر مولانا صاحب پر آئے اور جانبین سے بندوقیں
چلنے لگیں ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ سکھوں نے مولانا صاحب کا مقابلہ کیا ہم
سب جلد جلد وہاں سے چلے مگر ہمارے پہنچنے سے پہلے مولانا صاحب نے اُن کی
لڑائی ماردی تھی حال یوں ہوا کہ مولانا صاحب نے مقابلہ سکھوں کا پہلے
مورچے باندھ کر کیا شاہین اور بندوق سے جب وہ ہلّہ کرتے ہوئے نزدیک
آئے تب مورچوں سے نکل کر قرابینوں سے مارنے لگے جب اور قریب آئے
نوبت تلوار کی پہنچی اس طرح مولانا صاحب کے لوگوں نے داد شجاعت اور
بہادری کی دی کہ تقریر اُس کی تحریر سے باہر ہے مارے تلواروں کے
لاش پر لاش بچھادی آخر الامر وہ میدان سے بھاگ کر گاؤں میں
گھسے اس عرصہ میں ہم لوگوں نے بھی پیچھے دیکھا تو چھ سات آدمی اپنی
طرف کے شہید ہوئے تھے اور کوئی نو دس آدمی جخمی مولانا صاحب کے بھی

Marfat.com

انگلی میں گولی لگی تھی اور دگلے میں چھ سات سوراخ گولیوں کے ہوگئے
تھے اور سکھوں کی طرف دو ڈھائی سو مارے گئے اور میدان ہم لوگوں
کے ہاتھ رہا پھر اُس روز ہم سب اُسی میدان میں رہے اور سکھ بستی
کے اندر اور اُسی دن ہم کو خبر ملی کہ دگلے کے چھاپے میں قریب تین سو
سکھ کے فی النار ہوئے اور یہ بھی خبر پائی کہ حبیب اللہ خاں کے بیٹے کو
جو سکھوں نے ایک گڑھی میں گھیر رکھا تھا جب وہاں کے سکھ ان سکھوں
کی کمک کو آئے ادہر فرصت پاکر خان ممدوح کا بیٹا گڑھی سے سلامت
نکل گیا پھر مولانا صاحب سے کمال خاں اور ناصر خاں نے کہا کہ یہاں
ہر طرف عملداری سکھوں کی ہے اور آپ کے ساتھ ہم لوگوں کی جمعیت فقط
یہی ہے جو یہاں موجود ہے مناسب یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کرکے ہمارے
اگر در کو چلو یہ صلاح مولانا صاحب کو پسند آئی صبح کو وہاں سے کوچ
کرکے موضع خاکی اور بیر کنڈ کے درمیان میں ہوکر نکلے اور اُس کے اطراف
میں جو بستیاں تھیں جیسے سنکاری اور بیہا اور خاکی اور بیر کنڈ اور ملک پور
وغیرہ ان کی گڑھیوں میں ڈمڈم ڈمڈم نقارے بجتے تھے مگر کسی گڑھی
کے سکھوں نے ہمارا پیچھا نہ کیا اُس روز شام کو ہم لوگ اگر کے علاقہ میں
کنارے پہاڑ کے ایک بستی تھی وہاں رہے دوسرے دن وہاں سے
موضع سمدہرا میں آئے وہاں کمال خاں نے ہم لوگوں کی دعوت کی
تیسرے دن ناصر خاں وہاں سے اپنی بستی کو گئے اور مولانا صاحب

Marfat.com

ہم لوگوں کو لے کر موضع آدگی میں آئے وہاں آٹھ مقام کئے اور
چند روز اور بھی وہاں مقام کرنے کا ارادہ تھا اس لئے کہ یہاں سے
اٹھ کر سکھوں کی بستیوں پر شبخون ڈالینگے اور پھر وہاں سے آکر یہاں
بیٹھینگے اس اثنا میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا فرمان مولانا صاحب
کے نام وارد ہوا کہ تم جلد وہاں سے ہمارے پاس آؤ اور یہاں فضل الٰہی سے
بہت قافلے غازیوں کے ہندوستان سے آئے ہیں تفصیل اُن کی یہ ہے ایک
قافلہ سید احمد علی صاحب بریلوی کا اور دوسرا قافلہ مولوی عنایت علی
اور تیسرا مولوی قمر الدین اور چوتھا باقر علی اور پانچواں عثمان علی اور
چھٹا مولوی مظہر علی عظیم آبادی کا اور ساتواں قافلہ مولوی خرم علی بلہوری
کا آٹھواں قافلہ مولوی عبد القدوس کانپوری کا نواں قافلہ مولوی محمد علی
رامپوری کا دسواں قافلہ مولوی عبد اللہ امروہہ والے کا گیارہواں
قافلہ حافظ قطب الدین پھلتی کا بارہواں قافلہ مولوی محبوب علی کا اور
تیرہواں اشرف دہلوی کا چودہواں قافلہ میر شاہ نارنولی کا پندرہواں
قافلہ مولوی نیوتنی والے کا یہ خبر فرحت اثر سُن کر مولانا صاحب وہاں
سے کوچ کر کے ایک بستی پکا پانی ہے اُس میں آئے وہاں سے موضع
بلوئی میں آئے اس جگہ سے قلعہ درہند سکھوں کے عمل میں کوس بھر تھا
اور موضع بلوئی پائندہ خاں کا تھا ہم لوگ چالیس پچاس آدمی تیرے
پہر کو واسطے لکڑیوں کے درہند کی طرف گئے وہاں پنچکیاں تھیں

Marfat.com

پائندہ خاں کے خوف سے آٹھ دس سکھ بندوق تلوار باندھے آٹا
پسا رہے تھے ہم لوگوں کا مجمع دیکھ کر ان کو گمان ہوا کہ پائندہ خاں کے لوگ
ہم پر آئے ہیں جلد ایک ٹیکرے پر چڑھ کر بندوقیں مارنے لگے بندوقوں
کی آواز سُن کر دربند سے دو دو چار چار اور بھی سکھ وہیں جمع ہو گئے مگر پنچکیوں
سے آگے نہ بڑھے ادہر دو چار بندوقیں ہمارے لوگوں نے بھی ماریں اور
وہاں سے چلے آئے مولانا صاحب نے پوچھا کہ بندوقیں کہاں چلتی ہیں ہم نے
وہ حال بیان کیا پھر صبح کو دریائے اباسین اُتر کر وہاں سے کہبل بائے
میں آئے اور وہاں سے پائندہ خاں استقبال کر کے اپنے ساتھ ہام کو
لے گیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے مہمانداری اور خدمتگزاری کی اور مولانا صاحب
اور میاں مقیم کی شجاعت اور بہادری کی بہت تعریف کی کہ تمہارے غازیوں
نے خوب ہی جرأت کی اور داد جوانمردی کی اگر ملکی لوگ بھی سب مل کر
اسی طور تندہی اور جاں فشانی کرتے تو ایک سکھ زندہ نہ بچتا مگر منظور الٰہی
یہی تھا پھر مولانا صاحب دو مقام کر کے وہاں سے سہتانی کو روانہ
ہوئے اُدہر سے سید اکبر اپنی سرحد تک کہ موضع کڑی ہے اور موضع
منڈی کے سید استقبال کو آئے اور مولانا صاحب کو لے گئے اور
تین روز تک دعوت کی اور پکہیلے کے چھاپے اور لڑائی کی کیفیت
پوچھی مولانا صاحب نے میاں مقیم کے چھاپے اور اپنی لڑائی کا مفصل

Marfat.com

احوال بیان کیا کہ ملکی لوگ بروقت شبخون کے یوں طرح دے گئے اور
کمال خاں اور ناصر خاں نے اس طور رفاقت کی اور اتنے شہید ہوئے
اور اتنے زخمی پھر وہاں سے کوچ کر کے کہبل میں آئے صبح کو وہاں سے
موضع ٹوٹی میں دیرہ کیا وہاں خان اور سرداروں نے اچھی طرح سے
سب لوگوں کی مہمانداری اور خدمتگزاری کی اور وہاں سے قریب ایک
گاؤں کوٹاہے اس میں سے سید امیر اخوندزادہ کہ اس ضلع میں بڑا عالم
نامی تھا مولانا صاحب کی ملاقات کو آیا اور عرض کی کہ چند مسائل تحقیق
کرنے منظور ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ بہت خوب فرمائیے پھر جو جو سوال
وہ کرتے گئے آپ اُس کا جدا جدا جواب باصواب فرماتے گئے رات بھر
سید امیر اخوندزادہ بھی وہیں رہا صبح کو وہ اپنی بستی میں گیا اور مولانا صاحب
جھنڈے بوکی میں آئے وہاں سے عملہ فتح خاں کا تھا یہ خبر بختیار میں بھیجی
کہ مولانا صاحب مع الخیر جھنڈے بوکی میں داخل ہوئے صبح کو حضرت امیر المومنین
سے پیشتر پچاس ساٹھ آدمی واسطے ملنے کے اس طرف سے چلے اور اُدھر سے
مولانا صاحب آئے ایک بستی تالی ہے وہاں ملاقات ہوئی ہر ایک نے
ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور عافیت فراج کی یونہی
پھر سب مل کر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
ڈھائی تین سو آدمیوں سے آتے ہیں مولانا صاحب حضرت کی سواری دیکھ
کر کمال اشتیاق سے تیز قدم ہو کر چلے ایک جگہ بیری کے درختوں
کا باغ سا تھا وہاں ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ کیا اور آپ کے

Marfat.com

دست مبارک پر بوسہ دیا اور تمام لوگ آپس میں ایک دوسرے
سے ملے پھر وہاں سے مل کر پشاور میں آئے اور جمع خاطر سے اپنے اپنے ڈیرے
میں اُترے مولانا صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ ہم کو حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کا خط موضع اوگی میں پہنچا تھا کہ فلانے فلانے صاحبوں کے
قافلے آئے ہیں اُن میں سے اکثر صاحب اب تک نہیں ملے جیسے مولوی
محبوب علی میرن شاہ حکیم محمد اشرف وغیرہم اُنہوں نے کہا کہ وہ تو آئے
بھی اور چلے بھی گئے پوچھا اس کا سبب کیا اُن میں سے میاں دین محمد
نے کہا کہ مفصل حال اُن کا شروع سے یوں ہے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور
پشاور کے درمیان ایک بستی کنڈ وہ ہے کئی قافلے آکر پیشوریوں کے
خوف سے رُک رہے اس طرف نہ آسکے وہاں سے سب نے حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو لکھا کہ رستہ بے امن ہے ہم لوگ آپ تک نہیں
آسکتے سو آپ کچھ تدبیر کریں اور ہم بھی اُسی تدبیر میں مصروف ہیں کم و
بیش قریب دو مہینے کے اسی تشویش و تردد میں گذرے حضرت نے
ان کے جواب میں لکھا کہ ہم اپنا آدمی تمہارے پاس بھیجتے ہیں جو وہ
تدبیر بتاوے اُس پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کوئی صورت درستی کی کریگا
تم خاطر جمع رکھو اور یہاں مشورہ کیا کہ کس کو بھیجا جائے آخرالامر مجھ
سے بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور اُن کو لاؤ میں نے عذر کیا کہ مجھ تنہا سے کیا
ہو سکیگا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مجھکو اُمید ہے کہ تم اُن

Marfat.com

کو سلامت لے آؤ گے اور تدبیر مناسب جانی وہ تعلیم فرمائی اور کہا کہ
جو تنہائی کا عذر ہے سو جس کو چاہو اپنے لوگوں سے ساتھ لیجاؤ
تم کو اختیار ہے پھر میں شیخ ولی محمد اور شیخ نصر اللہ اور اخوند قطب الدین
کو اور ملا علی خاں اور چند ولایتی اور ساتھ لے کر روانہ ہوا یہاں تک
کہ دریائے لنڈی پر پہنچے اور کشتیاں کو الگ بلا کر مشورہ کیا اور اس کو
کچھ دینے کو کہا کہ اگر دو چار سو آدمی ہمارے کسی وقت آویں تو اُتار دو گے
اُس نے اقرار کیا کہ جب تم لاؤ گے بے وقت اُسی وقت اُتار دینگے پھر
میں نے اُس سے کہا جو آدمی آکر تجھ سے نام لیوے کہ مجکو دین محمد نے بھیجا
ہے اُس سے نشانی مانگیو اگر وہ تیرا پیچھا پکڑ لے تو اُس کو اُتار دینا پھر
اُس وقت میں نے اپنا ٹٹو دے کر اُن چند ولایتیوں سے ایک کو بنجتار روانہ
کیا کہ حضرت سے کہنا کہ اس طرح گھاٹ کا بندوبست کر کے مجکو اس طرف
بھیجا اور آپ اس طرف گئے پھر میں ناؤ پر سوار ہو کر پار اُترا کھٹکوں
میں جو شیخ ملکار بابا کی زیارت ہے شام کو وہاں گیا وہاں مسجد
میں جماعت اول ہو چکی تھی ہم نے دوسری جماعت پڑھی اس اثنا میں
وہاں کے کئی پشتوں اپنی زبان میں کہنے لگے کہ ان کے اور لوگ
اس بستی کے کنارے فلانی طرف درختوں کے تلے اُترے ہیں میں
نے اپنے ہمراہی ولایتی سے کہا کہ تو ان سے پوچھ کہ وہ آدمی کدھر سے
آئے ہیں دل میں خوف تھا کہ کہیں اس ملک کے کوئی مخالفوں سے نہ ہوں

Marfat.com

پھر اُس نے پوچھا اُنہوں نے کہا کہ چوکنڈہ میں قافلے رُکے ہیں اُن میں کے پانچ آدمی آج سویرے وہاں اُترے ہیں یہ خبر سُن کر ہم کو تسلی ہوئی عشا کے وقت ہم سب خدا پر توکل کر کے وہاں گئے دیکھا کہ مولوی عنایت علی صاحب کمر باندھ رہے ہیں اور ایک ولایتی ان کا گھوڑا پکڑے ہے اور سید احمد علی صاحب کھڑے ہیں اور حافظ قطب الدین صاحب دوپٹا سر سے اوڑھے لیٹے ہیں ہم نے سلام علیکم کیا اُنہوں نے جواب سلام دیا اور کمال خوش ہو کر مصافحہ اور معانقہ کیا اور سید احمد علی نے کہا کہ گویا اس وقت سید احمد صاحب ہمارے پاس تشریف لائے اور سبب آنے کا پوچھا میں نے کہا کہ فقط تمہارے لینے کو آیا ہوں اور مولوی عنایت علی سے کہا کہ اگر رات بھر رہنا منظور ہو تو صبح کو تم تینوں صاحبوں کو ایک ساتھ روانہ کر دیویں اور ابھی جانا ہے تو بہتر جاؤ گھاٹ کا بندوبست میں نے کر لیا ہے اگر ملاح تم سے میرا پتہ پوچھے تو اس کا پیچھا کر لینا اپنے لوگوں کا یہ نشان ہیں اس کو بتا آیا ہوں وہ تم کو اُتار ہی دیگا اور آگے کو کوئی رہبر بھی کر دیگا پھر مولوی صاحب تو ایک ولایتی کو ساتھ لے کر اسی وقت روانہ ہوئے اور سید احمد علی اور حافظ قطب الدین صاحب میرے ساتھ رہے میں نے اُن سے پوچھا کہ تم کس طرف ہو کر آئے ہو مجھکو بھی جانا ہے اور قافلوں کا حال پوچھا اُنہوں نے بیان کیا پھر صبح اول وقت نماز پڑھ کر ان دونوں صاحب کو اُدھر رخصت کیا اور میں بستی میں پیرزادوں کے پاس گیا اور اُن سے

Marfat.com

صلاح پوچھی کہ ہمارے لوگوں کو اپنے وسیلہ سے اُتروا دوگے وہ اس میں
کچھ پس وپیش کرنے لگے مجکو معلوم ہوا کہ دریاؤں کو ڈرتے ہیں پھر میں اُس
بستی کے دو تین آدمی ساتھ لے کر اُسی کے قریب اور بستی تھی وہاں گیا وہاں
کے لوگوں نے اقبال کیا کہ ہماری بستی میں پانسو شناجے ہیں اگر ایک ایک پر
دو دو آدمی اُتارینگے تو ایک بار میں ہزار آدمی اُتر نیگے اور سوا اس کے گھاٹ
کی کشتیاں ہمارے بھائی بندوں کے اختیار میں ہیں کچھ ان کو شیرینی کھانے کو دیدینا
انشاء اللہ تعالیٰ ایک پلّہ میں سب کو پار کر دینگے پھر میں اُن میں سے کئی آدمی
ساتھ لے کر کنڈوہ کو روانہ ہوئے کوئی آدہ کوس پر بعل محمد اور میاں
عبداللہ ملے میں نے اُن سے لوگوں کا حال پوچھا اُنہوں نے کہا وہ دیکھو سب
پیچھے چلے آتے ہیں اب دیرہ کرنے یا دریا اُترنے کی کیا تدبیر ہے میں نے کہا انشاء
اللہ تعالیٰ سب تدبیر ہوئی جاتی ہے پھر بستی سے میں آدمی لایا تھا اُن کو
بھیجا کہ جاکر اپنے لوگوں کو خبر کرو کہ جلد شنائیاں لے کر آویں ہم اپنے
لوگ گھاٹ پر لئے چلتے ہیں کوئی پہر ڈیڑھ پہر کے عرصہ میں اسی نوے شنائی
والے ادہر اُدہر سے جمع ہوگئے اور قافلہ والے بھی پندرہ بیس کنڈوہ
سے اپنے ساتھ لائے تھے اور دو شنائی والے دوڑ لئے کہ اس پار سے
ناویں ادہر کھینچ لاؤ پھر کشتیاں بھی آگئیں پھر شنائیوں اور کشتیوں پر
لوگ اُترنے لگے میں نے مولوی محبوب علی سے کہا کہ میں تو پنجبار کو چلتا ہوں
تم دریا اُتر کر نوشہرے میں مقام نہ کرنا کھانا پکا کھا کر چلدینا کیونکہ

Marfat.com

تمہاری خبر پیشور میں درانیوں کو ضرور پہنچی ہوگی مبادا کچھ فساد برپا کریں
اس سے تو میں حضرت امیر المومنین کو جاکر خبر کروں وہ جو کچھ مفسدہ درانیوں
کا ہوگا اس کی تدبیر کرینگے بھیر میں شیخ ولی محمد اور شیخ نصر اللہ اور آخوند
قطب الدین کو ساتھ لے کر بختیار کو روانہ ہوا حضرت سے جاکر ملاقات کی اور کہا
کہ لوگوں کو دریا اُترتے چھوڑ آیا ہوں اگر درانیوں کے فتنہ و فساد کی کچھ خبر
آپ کو پہنچی ہو تو قافلہ والوں کو لکھ بھیجئے، آپ نے فرمایا کہ خدا کا فضل ہے
لکھنے کی کچھ حاجت نہیں آپ ہی ساتھ خبر کے چلے آوینگے دوسرے یا تیسرے دن معلوم
ہوا کہ قلعے درے میں آکر داخل ہوئے حضرت نے تیاری استقبال کی کی آپ
کا سبزہ گھوڑا جو سردار یار محمد خاں درانی کے بھائی سردار سید محمد خاں نے
حضرت علیہ الرحمۃ کو نذر بھیجا تھا اُس پر زرین حاشیہ کا مخملی زین پوش پڑا
تھا وہ زین پوش جو سید احمد علی کے ہمراہ نواب امیر الدولہ بہادر نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو بھیجا تھا اور حضرت امیر المومنین تو پیادہ پا آگے چلے موضع
گل کشتی میں پہنچے اور وہ گھوڑا پیچھے سے کوتل کے طور لئے آتے تھے حضرت تو
ایک طرف رہے گھوڑا دوسری طرف سے آگے نکل گیا کہیں مولوی محبوب علی
کی نگاہ پڑا دیکھتے ہی از روے طعن کے کہا کہ سبحان اللہ گھوڑے پر زرین
زین پوش جہاں ایسا امیرانہ ٹھاٹھ ہو وہاں دیکھا چاہئے کہ انجام
کیسا ہو میں نے یہ کلام اُن کا سنا تو مگر خوب سمجھ میں نہ آیا اس لئے
کہ یہ تو جہاد کو آئے ہیں حضرت پر یہ ایسے اعتراض بیجا کیوں کرینگے

Marfat.com

پھر حضرت امیر المومنین سے ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ کیا پھر حضرت کے ساتھ لشکر میں آئے حضرت اپنے ڈیرے میں تشریف لائے مولوی صاحب نے اپنا خیمہ کھڑا کروایا اور رہنے لگے کئی روز کے بعد ایک دن وہ حضرت کے ڈیرے میں آئے اور ہر بات میں اعتراض خلص حضرت علیہ الرحمۃ پر کرنے لگے کہ آپ امام ہو کر ایسے نفیس کپڑے پہنتے ہیں اور ایسے عمدہ کھانے کھاتے ہیں اور مجاہدین بیچارے مصیبت کے مارے چکی پیستے ہیں گھاس چھیلتے ہیں اور پاؤ پاؤ غلہ پاتے ہیں یہ آپ کو زیبا نہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے نرمی سے فرمایا کہ مولوی صاحب اب تو آپ ہمارے یہاں مہمان ہیں جو میں کھاتا ہوں وہ آپ بھی کھا دینگے تب آپ ہی معلوم ہو جاویگا اس گفتگو کا چرچا پہلے پہلے ڈیرے ڈیرے تمام لشکر میں ہونے لگا اور ایک صورت نا اتفاقی اور فساد کی ظاہر ہونے لگی اور مولوی صاحب کو لوگوں میں پھوٹ ڈالنا اور جماعت توڑنا منظور تھا اور وہاں سید حمید الدین صاحب کی رائے اور مولوی محبوب علی کی اس امر میں موافق تھی اور جو لوگ مولوی محبوب علی کے قافلہ والے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے معتقد اور ہم طریق تھے وہ مولوی محبوب علی پر طعن اور اعتراض کرنے لگے کہ مولوی صاحب یہ کیا معاملہ ہے کہ وہاں دہلی سے وعظ و نصیحت جہاد فی سبیل اللہ کی ہم لوگوں کو سناتے ہوئے اور حضرت امیر المومنین کے انواع انواع فضائل اور کمالات بیان کرتے ہوئے یہاں تک لائے ہو اور اب یہ شیطنت اور فتنہ انگیزی

Marfat.com

کہ مسلمانوں کو بہکانے کو اُلٹی تقریر کرتے ہو یہاں آکر تم نے کون سا
قول یا فعل حضرت امیرالمومنین کا قابل اعتراض ثابت کیا ہے فقط اپنی
بدگمانی سے اختراکرتے ہو اعتراض آپ کا بیجا ہے مناسب یوں ہے کہ چند
روز آپ یہاں ٹھہریں اگر یہاں کا کاروبار کتاب وسنت کے خلاف دیکھیں
اس وقت جو اعتراض کریں بجا ہے اور جو مولانا ممدوح کے عقائد اور
طریق کے برخلاف تھے اور وہاں سے بھاگنے والے وہ مولوی محبوب علی کے
اعترافوں کی تائید اور تصدیق کرتے تھے اسی طرح آپس میں مباحثہ رہا یہاں
تک کہ تیسرے روز سب کے پہلے کچھ لوگ لے کر میرن شاہ طرف پیشور کے چلدئے
رستہ میں ایک بستی چکنی ہے وہاں پہنچے کئی دن وہاں بیمار رہے پھر وہیں
فوت ہوئے اور یہاں پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محبوب علی
صاحب سے کہا کہ آپ تو ہمارے مہمان ہیں آپ ہمارے ہی ساتھ کھایا
کیجئے آخر مولوی صاحب نے قبول کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں کا
یہ طور تھا کہ جو اُس ملک کے لوگ آپ کی ملاقات کو آتے تھے تو بطریق
تحفہ کوئی ایک دو مرغ لاتے کوئی سیر دو سیر شہد یا گھی لاتے کوئی
چاول کوئی مرغی کے انڈے لاتے آپ وہ جنس مذکور بحفاظت تمام
اپنے باورچی خانہ میں رکھوا دیتے اور مہمانوں کا یہ حال تھا کہ کبھی بیس
کبھی تیس چالیس بھی آتے اور اُن کے کھلانے کی کئی صورتیں تھیں ایک
تو یہ کہ اگر وہ سویرے آئے لشکر والوں کے کھانے کے قبل تو حضرت

Marfat.com

ایک ایک دو دو موافق گنجائش کے ہر بہلے میں بھیج دیتے اور جو دی عزت
دو چار ان میں ملا مولوی یا خان و سردار ہوتے ان کو اپنے ساتھ کھلاتے
اور دوسری صورت یہ تھی کہ جو وہ مہمان دیر کو بعد کھانے لشکر کے آتے
تو آپ اُن کے لئے کھانا پکواتے اُسی تحفہ سوغات میں سے جو مرغ چاول
انڈے وغیرہ ہوتے اور کھلاتے اور اُنھیں کے شریک آپ بھی کھا لیتے اور تیسری
صورت یہ ہوتی کہ کسی روز اپنے لوگوں کے موافق کھانا پک چکا اور دس بندرہ
مہمان آگئے تو جہاں فی اسم آدہ سیر کھانا تھا تو اب پاؤ پاؤ بھر سر اسم
ہوا جس قدر مہمان زیادہ ہوتے اُسی قدر ہر کسی کے حصہ میں کھانا کم آتا
اور اکثر اوقات قلت طعام کا خیال کر کے حضرت علیہ الرحمۃ آپ نہ کھاتے
کہ یہ مہمان کھالیویں ہم کسی کے بہلے میں کھالیویں گے مگر وہ مہمان ہرگز نہ مانتے
بزور کھلاتے اور کہتے کہ ہم تو آپ ہی کے ساتھ کھانے کو آئے ہیں اور جو آپ
نہ کھاویں گے تو ہم اپنے بھائی بندوں کے یہاں جاویں گے ہمارے واسطے وہاں
بھی کھانا موجود ہے تو اُن کی خاطر سے آپ کو ضرور ہی کھانا ہوتا سو خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ اسی کش مکش میں ایک ہفتہ مولوی محبوب علی نے بھی حضرت کے
ساتھ کھانا کھایا اور گھبرائے اور کہا کہ ہم سے تو آپ کے ساتھ کھانا نہ کھایا
جاویگا' آپ نے فرمایا کیا وجہ آخر ہم بھی تو کھاتے ہیں کہا ہر روز بھوکا
نہیں رہا جاتا اور دو تین آدمی مولوی محبوب علی کے معتقدوں سے اور اسی قدر
آپ کے معتقدوں سے اول روز سے حضرت نے واسطے معلوم کرنے کیفیت
طعام کی مولوی صاحب کے شریک کھانے میں کر رکھے تھے سو آپ کے

Marfat.com

معتقدان کو الزام دیتے تھے کہ ایسے کھانے پر تمہارے مولوی صاحب حضرت
امیرالمومنین پر اعتراض کرتے تھے کہ ایسے عمدہ اور نفیس کھانے کھاتے ہیں اور
لشکر والے خشک روٹی مشکل پاتے ہیں اب وہ عمدہ کھانا مولوی صاحب کیوں
نہیں کھاتے ہیں کس لئے گھبراتے ہیں معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد کی دعوتوں کے
ترلقمے یاد آئے ہیں وہ سُن سُن کر نادم اور پشیمان ہوتے تھے اور ان کو اس
کا جواب نہیں آتا تھا اور دوسرا اعتراض مولوی صاحب کا پوشاک اور خرچ
وغیرہ پر تھا سو اس کا حال ہر کوئی جانتا ہے کہ گٹھے کے گٹھے ہر قسم کے کپڑے
سلے ہوئے شیخ غلام علی الہ آبادی کے یہاں سے خاص واسطے ذات شریف حضرت
علیہ الرحمۃ کے آتے ہیں اور جوتوں کے جوڑے بھی وہیں سے آتے ہیں اسی طور اور
مریدوں کے یہاں سے ہر قسم کے تھان اور سکڑوں بلکہ ہزاروں روپے خاص
واسطے خرچ کے آتے ہیں سو یہ روپے حضرت اپنی مرضی کے موافق جہاں دیکھتے
ہیں وہیں صرف کرتے ہیں چنانچہ ہزار دو دو ہزار روپے کی قبائیں اسی قسم
کی آپ نے سلطان محمد خاں اور مار محمد خاں اور سید محمد خاں وغیرہم کو عطا
فرمائیں سو آپ کے خرچ اور پوشاک کا یہ حال ہے اور انھیں چیزوں پر اکثر
کج فہم مفسد لوگ اعتراض کرتے ہیں اور مولوی محبوب علی صاحب کا بھی اسی پر اعتراض
تھا اور مدعا اُن کا یہ تھا کہ یہاں تو گذر کرنا اس تنگی اور مشقت میں دشوار
ہے اس سے کچھ الزام دے کر یہاں سے فراری ہوں اور اسی غرض میں مولوی
محمد حسن سے کئی روز مباحثہ رہا اور تقریر علمی سے خوب اُن کو الزام دیا

Marfat.com

مگر اُن کا مدعا تو جماعت اہل اسلام میں تفرقہ ڈالنا تھا اور بھاگ جانا اس سبب
سے کوئی گفتگو مفید نہ ہوئی اس عرصہ میں آپ کے بھی دو خط آئے کہ مولوی
صاحب کو ہمارے آنے تک ٹھہراؤ مگر وہ کب سنتے تھے آخر کو مولوی محمد حسن
نے کہا کہ مولوی صاحب جواب آپ کی تقریر لاثینی کا ہمارے پاس موجود ہے مگر
موقع اور وقت اُس کا نہیں والا ابھی ایک دم میں اس کا فیصلہ ہوتا اور اسی
طور حضرت علیہ الرحمۃ ان سے نہایت تنگ ہوئے جب کسی صورت سمجھانے سے
نہ سمجھے تب آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اس لشکر اسلام میں تم نے اپنی
نفسانیت اور شرارت سے تفرقہ ڈالا ہے اور میں تو کیا کہوں میدان حشر
میں تمہارا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ فقط۔ پھر آپ کے آنے سے تین روز پہلے
خدا جانے کس وقت رات کو بے ملاقات کئے اپنے لوگوں کو لے کر طرف
پشور کے راہی ہوئے یہ تمام حال اول سے آخر تک مولانا صاحب نے سُنا اور
کہا کہ افسوس اب تو مولوی صاحب چلے گئے اگر میرے آنے تک توقف کرتے
تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو سمجھاتا اور اُنھوں نے سید صاحب کو نہ پہچانا والا
یہ حرکت بیجا نہ کرتے خیر جو کچھ کر گئے خدا ان سے سمجھے یہ تو قصہ ہو چکا دوسرا
حال یہ کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس تین ہنڈیاں ہندوستان سے آئی
تھیں ایک پانچ ہزار کی دوسری بارہ سو کی تیسری دو سو ستر روپے
کی اور یہ تینوں ہنڈیاں پشور کے مہاجنوں کے نام پر تھیں سو پانچ
ہزار روپے تو بھر گئے باقی تین ہنڈیاں حضرت کے پاس آئیں اور
وہاں اُن کے پلٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی ایک روز اتفاقاً

Marfat.com

میاں دین محمد صاحب جماعت نماز ظہر سے پیچھے رہے اور وہاں نالے پر،
شیشموں کے درختوں کے تلے خط کھینچ کر مسجد مقرر کی گئی تھی سو وہیں
نماز کے بعد سید حمید الدین صاحب تلاوت قرآن کرتے تھے اس میں
دین محمد صاحب گئے اور نماز پڑھ کر سید حمید الدین صاحب کے پاس
بیٹھے اُنھوں نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں آئے اُنھوں نے کہا کہ یوں
ہی آپ کو قرآن شریف پڑھتے دیکھ کر میں بھی بیٹھ گیا اُنھوں نے قرآن
مجید تو خیر دان میں رکھا اور اُن سے باتیں کرنے لگا کہ میاں دین محمد خیال
تو کرو کہ ان روزوں لشکر میں کس قدر لوگوں پر خرچ کی تکلیف ہے کہ سب
پر ظاہر ہے اور ہندوستان میں جابجا بہت روپیہ پڑا ہے اور ہنڈیاں یہاں
پڑی ہیں کوئی تدبیر ایسی نہیں بنتی کہ روپیہ وصول ہو اُنھوں نے کہا کہ اگر
تدبیر کریں تو سب کچھ ہو سکتا ہے یہ کون سی بات ہے کہ اس کی تدبیر
نہیں ہو سکتی اسی لشکر کے اندر بعضے بعضے لوگ ایسے دانا اور مدبر ہیں کہ
روپے ہاتھ سے نہ چھوئیں اور وہاں کے یہاں آجاویں پھر سید حمید الدین
صاحب وہیں رہے میاں دین محمد اپنے ڈیرے میں آئے دوسرے روز
حضرت علیہ الرحمۃ اپنے ڈیرے میں لیٹے تھے اور لوگ آپ کے گرد بیٹھے
تھے وہیں دین محمد بھی حاضر تھے مگر ڈیرے کے باہر آپ نے فرمایا کہ
دین محمد کو بلاؤ کسی نے کہا کہ وہ تو یہاں موجود ہیں اس میں وہ آپ
ہی بولے کہ میں حاضر ہوں فرمایا کہ نزدیک آؤ وہ آپ کے پاس
گئے آپ نے اُن کے کان ٹٹولے سر ٹٹولا مونڈھے پر ہاتھ رکھا پھر

Marfat.com

پوچھا کہ کہو کیا بات ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ آپ کس بات کو پوچھتے ہیں فرمایا کہ پھر کسی وقت پوچھینگے پھر اُسی روز بعد مغرب اور عشا کے درمیان آپ قضائے حاجت کو چلے اس وقت دین محمد بھی ساتھ تھے آپ نے لوگوں سے کہا کہ ہم ان سے کچھ باتیں کرینگے لوگ ہٹ گئے آپ نے دین محمد کے کندھوں پر دونوں اپنے دست مبارک رکھے اور پوچھا کہ کہو کیا بات ہے اُنہوں نے عرض کی کہ کسی بات کا پتہ معلوم ہو تو میں عرض کروں فرمایا کہ لشکر میں خرچ کی تنگی ہے اور روپیہ ہندوستان میں جا بجا دھرا ہوا ہے اور دو ہنڈیاں یہاں موجود ہیں اُس کے وصول کی کیا تدبیر کیجئے اُنھوں نے کہا کہ جو تدبیر آپ مناسب جانیں کریں فرمایا کہ تم کوئی تدبیر بتلاؤ اُنہوں نے کہا کہ مجکو اس امر میں کیا دخل جو آپ تدبیر نکالیں وہی دُرست ہے فرمایا کہ اس کام میں تم کوشش کرو خدا سے اُمید ہے کہ دُرست ہو اُنہوں نے عرض کیا کہ جب اس وقت آپ نے پوچھا تھا کہ کہو کیا بات ہے اُسی دم میں سمجھ گیا تھا کہ اس واسطے کہتے ہیں دلکن میرا دل آپ سے الگ ہونے کو نہیں چاہتا ہے والا۔ کار کیا دُشوار ہے آپ نے فرمایا کہ جتنی دُور ہم تم کو کسی کار خدا میں کہیں بھیجیں اُسی قدر تم نزدیک خدا کے ہوگے اور ہم سے بھی اُنہوں نے کہا اگر یہی بات ہے تو میں حاضر ہوں کچھ عذر و حیلہ نہیں مگر آپ دعا کریں فرمایا ہاں ہم دعا کرینگے پھر آپ پائخانہ کو گئے ہم لوگ وہیں کھڑے رہے پھر آپ جب وہاں سے آئے ہم اپنے اپنے ڈیرے میں گئے پھر دوسرے دن ان دونوں ہنڈیوں سے جو دو سو ستر

Marfat.com

روپے کی تھی وہ حاجی زین العابدین خاں کو دی کہ رام پور کو جاؤ اور
ہنڈوی بارہ سو روپے کی دین محمد کو دی کہ ہندوستان میں جاکر اور
روپوں کے ساتھ اس کی تدبیر کر لینا اُنہوں نے کہا کہ خیر اگر خدا
چاہیگا تو میں اُس کے وصول کی صورت یہیں نکالتا ہوں آپ نے فرمایا کہ
اتنے روزوں سے یہ ہنڈوی ہمارے پاس دھری رہی کچھ صورت وصول کی
نہ نکلی اب کیونکر نکالوگے اُنہوں نے کہا اب تو میں جاتا ہوں آپ دعا کریں
اور کوئی آدمی میرے ساتھ ہو فرمایا جس کو چاہو لیجاؤ پھر انہوں نے شیخ
ولی محمد صاحب اور شیخ ناصر الدین صاحب کو اور ایک آدمی اور کو ساتھ لے
کر ٹٹو پر سوار ہو کر طرف زیدی کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ زیدی
کی مسجد میں جاکر اُترے اور اُس کے نزدیک ایک مہاجن کی دوکان تھی وہ
اُس کے پاس گئے اور ہنڈوی بٹنے کی صورت پوچھی مہاجن نے کہا کہ ہماری
اتنی وسعت ہم نہیں رکھتے ہیں البتہ اس کا ڈول منارے میں لگیگا،
اُنھوں نے اُس کو کچھ دینا کہا اُس نے اپنا بھائی ساتھ کر دیا دو یا
ڈھائی کوس منارا تھا وہاں لے گیا اور مہاجن سے ملایا اور اُس سے کہا
کہ یہ معتبر لوگ ہیں میں جانتا ہوں اُن سے لینے تو معاملہ کر لینا پھر وہ
اپنے گھر گیا دین محمد صاحب نے اُس مہاجن سے کہ موتی نام تھا اپنے
معاملہ کی گفتگو کی اُس نے یہی عذر و حیلہ کیا کہ میرے پاس اس کے وصول
کی صورت کہاں ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم تم سے نہیں کہتے تم اپنی معرفت
اور کہیں سے کام نکال دو اور اپنا حق جو ہو ہم سے تم بھی لو یہ سُن کر میاں

Marfat.com

دین محمد کو بٹھا کر ایک اور مہاجن سنتو نام تھا اُس کے پاس گیا اور صلاح
ومشورہ کر کے اُن کے پاس لایا اُنہوں نے اُس سے گفتگو کی وہ بھی حیلہ
بہانہ کرنے لگا اُنہوں نے کہا یہ حیلہ بہانہ کرنے لگا اُنہوں نے کہا یہ
حیلہ بہانہ کرنا کیا ضرور جب تم باخوبی اپنا فائدہ سمجھ لو تب یہ سودا کرو
اُس نے کہا کہ یہ تو امرتسر کے مہاجن کے نام کی ہے کہو کے روپے سکیڑا
دوگے اُنہوں نے کہا کہ تم مانگو اُس نے کہا میں سو میں سولہ روپے لونگا
اُنہوں نے کہا ہم آٹھ روپے دینگے آخر کو بارہ روپے پر قطع ہوا اور
سولہ روز کی اُس نے میعاد کی کہ اس عرصہ میں امرتسر سے اس کو صحیح
کرالوں میں اُن سے امرتسر کا بہانہ کر کے اپنے آدمی کے ہاتھ وہ ہنڈوی
حضرو کے مہاجنوں کے پاس بھجوا کر صحیح کر منگائی اُس آدمی نے یہ حال
میاں دین محمد سے کہا تب انھوں نے اُس سے کہا تب تک اس میں سے دو
سو روپے نقد اور تین سو کا کپڑا دو باقی میعاد پر لیونگے اُس کو تو تسلی
خوب ہو چکی تھی کہا بہتر لیجئے پھر تین سو کا کپڑا لے کر اُنہوں نے ہنڈوا اور
خیر لادا اور دو سو روپے نقد کمر میں باندھ کر وہاں سے روانہ ہوئے بخیار
میں آئے حضرت نے پوچھا کہ اس میں کیا لائے عرض کیا کہ اُسی
ہنڈوی کے روپوں کا کپڑا ہے اور تمام حال اول سے آخر تک بیان
کیا آپ بہت خوش ہوئے اور اُن کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ تمہارے ہاتھوں بہت کام لیوےگا پھر اُنہوں نے واسطے
تقسیم کپڑے کے اجازت چاہی فرمایا کہ کس طور سے تقسیم کروگے

Marfat.com

عرض کیا کہ تین قسم کے لوگ ہیں کسی کے پاس تو ایک کپڑا ہے اور
کسی کے پاس دو اور کسی کے پاس ہیں سو ہر ایک کی حاجت کے موافق
تقسیم ہو گی فرمایا کہ ابھی تقسیم موقوف کرو پھر دوسرے دن بعد نماز عشا کے
میاں دین محمد اور شیخ ولی محمد کو فرمایا کہ ایک سرے سے لے کر سب کو برابر
بانٹو تفریق نہ کرو پھر صبح کو موافق ارشاد حضرت علیہ الرحمۃ کے تقسیم کیا
بہت لوگ باقی رہ گئے اکثر جن لوگوں کو بالفعل زیادہ حاجت نہ تھی ان
کو تو ملا اور حاجت والوں کو نہ ملا بعد تقسیم کے یہ حال اُنہوں نے عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو الہام الٰہی سے منع کیا تھا حکم ہوا تھا دینے
والے تو ہم ہیں تو تفریق کیوں کرتا ہے سو جن کو نہیں پہنچا ان کو وہ آپ ہی
دیگا پھر جب سنڈوی کی میعاد آئی مہاجن کا آدمی آیا کہ پانی روپے
جا کر لے آؤ پھر میاں دین محمد اور شیخ ولی محمد اور شیخ نصر اللہ اس کے ساتھ
گئے سات سو روپے باقی تھے سو پانسو تو اُنہوں نے نقد لئے اور دو سو روپے
کا کپڑا اور اُس مہاجن نے بڑی خاطر داری کی کہ دوکان اپنی سمجھو جب آپ
روپیہ کی ضرورت ہوا کرے لیجایا کرو پھر وہ روپیہ اور کپڑا لے کر لشکر
میں آئے اور وہ کپڑا جن کو نہیں ملا تھا اُن کو دیا اور وہ روپے خرچ
میں آئے اور اسی اثنا میں محمد قاسم پانی پتی کو واسطے وعظ و نصیحت اور
دعوت جہاد کے بمبئی کو روانہ کیا بعد اس کے مولوی محمد علی رامپوری
کو حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تم طرف حیدرآباد دکھن کے جاؤ

Marfat.com

اُنہوں نے عذر کیا کہ مجکو نہ اس قدر علم ہے کہ کسی عالم سے مباحثہ یا
مناظرہ کروں اور نہ یہ سلیقہ ہے کہ لوگوں کے انبوہ میں وعظ و درس کہوں
مجکو تو آپ اور کسی کام کو کہیں بھیجیں کہ وہ کام کر کے چلا آؤں آپ نے فرمایا
کہ خیر جس بات کا عذر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ عذر دور کردے
پھر آپ نے اپنا کرتہ اور پائجامہ اور تاج ان کو پہنا دیا اور کہا کہ میں اپنی زبان
نکالوں تم اپنی زبان سے چاٹ لو پھر انھوں نے ویسا ہی کیا اور چار پانچ آدمی
اُن کے ہمراہی کئے اُن میں نعیم خاں رامپوری تھے اور دوسرے عنایت اللہ خاں
تنالے والے اور تیسرے عبداللہ کہ انھیں کے رفیقوں میں تھے اور باقی کے نام یاد
نہیں اور فرمایا کہ یہاں سے سند کو جاؤ وہاں پیر کوٹ میں لی لی صاحبہ
سے ملتے ہوئے کراچی بندر کو جانا وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر منبئی میں
اُترنا پھر وہاں سے حیدرآباد کو جانا اور پوچھا کہ آپ پاس خرچ راہ
کس قدر ہے عرض کیا دو اشرفی فرمایا کہ وہ ہم کو دو اُنہوں نے حوالہ
کیں پھر آپ نے پانچ روپے واسطے خرچ راہ کے دئے اور ایک روپیہ
تبرک عنایت کیا اور فرمایا کہ اس کو پہچان رکھو کبھی خرچ نہ کرنا اس
کی برکت سے اللہ تعالیٰ تم کو بہت دیگا اور میاں دین محمد کو فرمایا کہ تم
بھی ان کے ساتھ جاؤ پیر کوٹ تک پھر وہاں سے تم ہندوستان کو جانا
اور یہ کراچی بندر کو اُنہوں نے کہا کہ میں تو سیدھا امرتسر اور لاہور ہو کر
جاؤنگا فرمایا کہ بہتر اسی طرف سے جانا پھر مولوی صاحب کو وصیت
کی کہ کلمہ حق کہنے سے باز نہ رہنا چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش یا

Marfat.com

کوئی مارے یا سرفراز کرے خیر و برکت اسی میں ہے اگر کوئی مارتے مارتے
سر کا بھیجا گرادے بلا سے تم تو اپنی منزل مراد کو پہنچا وگے اور اُن کو جنت
کیا پھر کئی دن کے بعد مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو بھی دکھن
کی طرف بھیجنے کی تجویز ہوئی اور سید کرامت اللہ اور عبدالقادر اور عبدالواحد
کو کہ تینوں عظیم آبادی تھے ہمراہ کیا اور چھ کے پیسے خرچ راہ کو دئے اور
ایک روپیہ تبرک دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت کریگا اور اپنا
ملبوس خاص تاج اور کرتا اور پائجامہ پہنا کر سینہ اور پشت پر ہاتھ پھیرا
اور دعا کی اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور وصیت کی کہ کلمہ حق کے بیان کرنے
میں کسی کا خوف اور ملاحظہ نہ کرنا اور میاں دین محمد کو فرمایا کہ تم مولوی محمد علی
کے ساتھ نہ گئے چاہو تو اُن کے ہمراہ چلے جاؤ پھر اُنہوں نے عذر کیا کہ آگے
چل کر ان کا بھی ساتھ چھوٹیگا اس سے گیا ضرور میں اکیلا ہی جاؤنگا آپ
میرے لئے دعا کریں پھر مولوی صاحب وہاں سے روانہ ہوئے جب دیرہ
اسمٰعیل خاں میں پہنچے وہاں سے دو سو روپے کی ہنڈوی بھیجی اور آپ نے
جو واسطے برکت کے روپیہ دیا تھا سو برکت کا ظہور شروع ہوا اور مولوی
ولایت علی صاحب تو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے امر میں اس قدر لے کو
بے اختیار جانتے تھے جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں کہ جس طور اس کو رکھے
اسی طور پر رہے اس لئے کہ کیسا ہی کوئی کار دشوار حضرت اُن کو فرماتے
حیلہ و عذر و انکار جانتے ہی نہ تھے اور نہ اپنی رائے کو کسی امر میں دخل دیتے

Marfat.com

بلکہ اکثر اوقات فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے امر دین میں ہمارے سید صاحب کو طبیب حاذق کیا ہے ہمارے نفع وضرر کو وہی خوب جانتے ہیں وہ کار فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو اپنا کام آپ بناتا ہے یہ کسی کی رائے اور دانائی پر نہیں موقوف ہے بندے کو اپنے آقا کی فرماں برداری میں چون وچرا نہ چاہئے اور مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت فضائل عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک یہ بھی بات تھی جو بیان کی بھرا میں روزوں میں رامپور سے خط آیا کہ میاں مقیم کے بھائی کریم اللہ خاں جو نواب احمد علی خاں کے نائب کل تھے مرگئے حضرت علیہ الرحمۃ نے میاں مقیم سے کہا کہ تمہارے بھائی کا انتقال ہوا مناسب ہے کہ تم ان کے اہل وعیال کے جاکر خبر گیراں ہو اور ان کی جگہ نواب احمد علی خاں کے یہاں کام کرو میاں مقیم نے عذر کیا کہ میں وہاں سے جہاد فی سبیل اللہ کی نیت کرکے آیا ہوں اب وہاں جاکر کیا کروں حضرت نے کہا کہ ہم تم کو بھیجتے ہیں لے تمہارے وہاں کا کار و بار ابتر ہو جاویگا اور تمہارے وہاں رہنے سے خدا کا بھی کام نکلیگا، بناچاری آخر جانے کو راضی ہوئے اور سب سلاح اور اسباب جو اُن کے پاس تھا وہیں چھوڑا بلکہ چند قطعہ جواہر بھی اُن کے پاس تھا وہ بھی حضرت کو حوالہ کیا پھر حضرت نے رات کو طالب علموں کا لباس پہناکر ایک راہبر ساتھ کیا وہ وہاں سے زیدی کو اشرف خاں کے مکان تک پہنچا آیا اور اُن کی رسید لایا پھر اشرف خاں کا آدمی ساتھ ہوا منارے میں جاکر موتی اور سنتو جو وہاں مہاجن تھے ان کی معرفت دریائے

Marfat.com

اباسین اُتار کر موضع نثار جی میں لے گیا وہاں کا سردار فیض اللہ
خاں نام رسید لے کر زیدی کو بھیرا فیض اللہ خاں نے اپنی معرفت
برہان تک کی رسید پاس بھیجا دی بھیر بعد کئی روز کے حافظ
قطب الدین صاحب کو طرف ہندوستان کے بھیجنے کی تجویز ہوئی حضرت
نے حافظ صاحب کو فرمایا کہ جس رستہ سے تم آئے تھے اُسی طرف
یعنی کوہاٹ اور دیرہ غازی خاں اور فتح آباد وغیرہ ہوتے ہوئے جانا
اور میاں دین محمد سے کہا کہ تم بھی انھیں کے ساتھ چلے جاؤ پھر انہوں نے
عذر کیا کہ آپ تو مجکو سیدھے رستہ رخصت فرماویں یہ سُن کر آپ نے
حافظ صاحب سے کہا کہ دین محمد تو سیدھے رستے جاتے ہیں آپ بھی
اُنھیں کے ہمراہ جاویں اور ایک روپیہ برکت کا دین محمد کو دے کر روانہ کیا
اور حافظ صاحب کو خرچ راہ کچھ نہ دیا پھر دین محمد اور حافظ صاحب وہاں
سے قلعہ منڈ کو آئے رات کو غازی خاں نے دعوت کی اور صبح کو کشتی
پر سوار کر کے دریائے اباسین کے پار اُتار دیا بعد اس کے حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ نے مولوی عنایت علی صاحب کو طرف بنگالے کے روانہ کرنے
کی تجویز کی اور مولوی صاحب ممدوح کو بلا کر فرمایا کہ تم کو واسطے ترغیب
جہاد کے بنگالے کو بھیجتے ہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں مگر دل یہ
چاہتا ہے کہ یہاں کا بھی کوئی واقعہ دیکھ لیتا' آپ نے فرمایا کہ وہاں تمہارے
ہاتھوں اللہ تعالیٰ کا بہت کام نکلے گا اور تمہارا وہاں کا رہنا واسطے

Marfat.com

کوشش کار خدا کے گویا ہمارے ساتھ یہاں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ
تم کو بہت وقائع دکھاویگا بعد اس کے اپنا ایک عمامہ اور کرتا مولوی
عنایت علی صاحب کو عنایت فرمایا اور انھیں کے رفیقوں سے چھ شخص ہمراہ
کر دئے اور واسطے زاد راہ کے تین روپے دئے اور برکت کے ایک روپیہ
چُڑا دیا اور پیچھے ان کے اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی
رضامندی کے کام لیوے اور دعا کر کے رخصت فرمایا اور واسطے اُتارنے
دریائے لنڈی کے ملا علی خاں اور تین آدمی اور کو ساتھ کر دیا اُس دن بختیار
سے چل کر موضع کنڈا میں رہے دوسرے دن مصری بھانڈے میں گئے اسی
رات کو دریا اُتر کے جو کھٹکوں کے قلعہ میں زیارت ہے وہاں گئے پھر
وہاں سے مولوی صاحب نے اپنا رستہ لیا اور ملا علی خاں بختیار کو آگے
اور حضرت سے عرض کیا کہ فلانی منزل تک پہنچا آئے پھر اس کے آٹھ دس
روز کے بعد حضرت کے پاس خبر آئی کہ مولوی مظہر علی عظیم آبادی کا قافلہ
زیارت میں آکے داخل ہوا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو ان دنوں بخار
آتا تھا ملا علی خاں کو چار آدمیوں سے روانہ کیا کہ ان کو جا کے لے آؤ
ایک ہفتہ کے اندر اندر ملا علی خاں قافلہ لے کر نشکر میں داخل ہوئے اور داخلہ
کی خوشی کی سند توپیں چلائیں اور مولوی مظہر علی سپہ گری کے فن میں
یکتا زمانہ تھے اور شجاعت اور بہادری میں یگانہ پھر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ سے آکر ملے مصافحہ اور معانقہ کیا آپ کے دست مبارک
پر بوسہ دیا حضرت اُن کے آنے سے کمال خوش ہوئے اور فرمایا

Marfat.com

کہ مولوی ولایت علی اور مولوی عنایت علی جو یہاں سے گئے تو ان
کے عوض اللہ تعالیٰ تم کو لایا اور ان روزوں تاب تلی کی بیماری مجکو
ہو گئی تھی اور چند آدمی حضرت کے بھیجے ہوئے پیشور میں تھے مجکو خیال
ہوا کہ اگر حضرت مجکو رخصت دیویں تو میں بھی جاؤں اور وہیں اپنی بیماری
کی دوا کراؤں پھر امجد خاں نے میری طرف سے عرض کی یعنی فتح علی پیشور
جانے کو چند روز کے لئے قدرے خرچ اور رخصت چاہتا ہے اُس وقت
حضرت کے پاس ایک تربوز تھا امجد خاں سے کہا کہ یہ تربوز فتح علی کو
جا کے دو کہ اس کو کھاوے اور رخصت کو پھر ہم سے کہنا امجد خاں نے
وہ تربوز لا کر مجکو دیا میں نے کھا لیا پھر کئی دن کے بعد ایک وقت حضرت
چارپائی پر خاموش لیٹے تھے اور لوگ گرد بیٹھے تھے میں بھی آپ کے سرہانے
جا کے بیٹھا اور آپ کا پنجہ دبانے لگا اُس وقت میں نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو میں پیشور میں جا کر اپنی تلی کا علاج کروں آپ سُن کر ایک
لحظہ چپ ہو رہے پھر کہا کتنے دنوں میں آؤ گے میں نے کہا کہ مجکو کیا
معلوم میں تو یہ جانتا ہوں کہ میں یہاں سے گیا اور وہاں اللہ تعالیٰ
نے مجکو اچھا کر دیا جلد چلا آؤنگا' آپ نے فرمایا کہ تین مہینے کی تم کو رخصت
ہے زیادہ نہ رہنا اور اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے پھر
میں نے عرض کیا کہ واسطے خرچ کے تین چار آنے پیسے عنایت ہوں
تو پھر میں جاؤں آپ سُن کر چپ ہو رہے آپ کے پاس سید اسمٰعیل

Marfat.com

رائے بریلوی بھیلہ دار بیٹھے تھے فرمایا کہ ہم نے جو کل آپ کو
روپیہ دیا تھا لاؤ اُنہوں نے حاضر کیا آپ اُس کو دیر تک ہاتھ
میں لئے رہے مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ روپیہ مجھے دینگے پھر میں نے
عرض کیا کہ قدرے خرچ عنایت ہو وہ روپیہ مجکو دیا اور فرمایا
کہ اس کو محافظت سے رکھنا اللہ تعالیٰ اسی میں برکت کریگا پھر
وہاں سے میں اپنے ڈیرے میں آیا صبح کو میں طرف پیشور کے روانہ ہوا
اور اُسی دن مولوی عبدالرحمٰن موضع تورو کے رہنے والے تورو کو جاتے
تھے پنجتار سے نکل کر کوئی ۲ کوس پر مجکو ملے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں
جاتے ہو میں نے اپنا حال بیان کیا کہ پیشور کو جاتا ہوں کہا کہ ہمارے ساتھ
چلو میں نے کہا بہتر چلئے پھر اُس روز ہم دونوں شیخ جانا میں جا کر رہے
دوسرے دن موضع کالوخاں میں رہے تیسرے دن موضع تورو میں گئے بہادر خاں
نام وہاں کے رئیس تھے دو روز میں اُن کے مکان پر رہا تیسرے دن
وقت رخصت کے اُنہوں نے مجکو آٹھ آنہ پیسے دئے پھر وہ روپیہ تبرک
جو حضرت نے مجکو دیا تھا اُس کو میں نے اپنے گلے کے کھنڈے میں سی لیا
فجر کو وہاں سے جا کر شب نگر میں رہا وہاں جو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
کے مرید تھے اُنہوں نے میری خاطرداری کی حضرت کا حال پوچھا میں نے
بیان کیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں جاؤ گے میں نے اپنے عارضہ کا حال کہا
ان میں سے ایک صاحب نے واسطے خرچ کے ایک روپیہ دیا پھر
میں وہاں سے چکینی کو گیا پھر وہاں سے گوگھڑی کی سرا میں جو شہر

Marfat.com

پیشور کے کنارے ہے گیارات بھر وہاں رہا صبح کو پھر میں شہر کے
بازار میں گیا ایک شخص ہمارے لشکر کے عبداللہ خاں نام سیدو کی
لڑائی کی شکست کے روز پیشور کو چلے گئے تھے اور وہاں سردار سر محمد خاں
کے گولندازوں میں آٹھ روپے کے نوکر ہوئے تھے وہ مجھ بہت
میری خاطرداری کی اور اپنے توپخانے میں مجھکو لے گئے اور حضرت امیرالمومنین
کا حال پوچھا میں نے سب بیان کیا وہ خوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
ہم کو بھی حضرت کے لشکر میں پھر شریک کرے پھر میں نے اُن سے اپنے
عارضہ کا حال بیان کیا ان دنوں ایک شخص محمد بخش قریشی کرکے کا مشہور
تھے نوکری کے ارادہ سے آئے تھے اور اُن کو طبابت میں بھی کچھ دخل تھا
اور ساٹھ ستر آدمی اُن کے ہمراہ تھے صبح کو مجھے عبداللہ خاں اُن کے پاس
لے گئے اور میرے عارضہ کا حال کہا اور یہ کہا کہ یہ ہمارے حضرت امیرالمومنین
کے رفیقوں میں ہیں وہ یہ بات سُن کر اُٹھے اور بڑے اخلاق کے ساتھ مجھ
سے معانقہ کیا اور بہت عزت و توقیر سے بٹھایا اور حضرت علیہ الرحمہ کا
حال پوچھا میں نے بیان کیا وہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور کہا بھائی
صاحب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت امیرالمومنین کا دیدار نصیب
کرے پھر میرے واسطے دوا بتائی کہ آدھ سیر پُرانے انگوری سرکہ میں
پاؤ سیر انجیر خشک ایک امرتوان میں ڈال کر ایک پیسہ بھر نمک لاہوری
پیس کے چھڑک دو پھر تیسرے روز ہم اُس کے کھانے کی ترکیب

Marfat.com

بتادیونگے اور عبداللہ خاں سے کہا کہ تم کل سویرے ہمارے پاس
آنا ایک دوا دینگے دور وز جس صورت سے ہم بتادیں ان کو کھلانا
بھیر میں اُن سے رخصت ہوا اُنہوں نے باخوبی مجکو خرچ دیا اور
عبداللہ خاں کو کہا کہ بعد دوا کرنے کے ان کو پھر ہم سے ملانا پھر میں عبداللہ
خاں کے ساتھ وہاں سے تو یخانے میں آیا اور اُن سے کہا کہ اس شخص
معزز و ممتاز نے مجھ سے مسافر تنگ حال شکستہ بال کی یہ عزت و تعظیم
کی یہ صرف حضرت امیرالمومنین کی رفاقت کا طفیل تھا والا میں کس لائق
یوں اُنہوں نے کہا بیشک یہی بات ہے اور جو بہت سا خرچ اُنہوں نے
دیا میں نے جانا کہ جو مجکو حضرت نے وہ روپیہ بڑک عنایت کیا ہے
یہ اس کی برکت کا اثر ہے پھر دوسرے روز صبح کو عبداللہ خاں اُن
کے پاس سے دو دو چاول بھر کی دوائی دو پڑیاں لائے اور ماؤ سیر دہی
میں ایک پڑیا کی دوا ملائی اور وہ دہی میں نے پی لیا مگر فوراً مجکو استفراغ
ہو گیا کمبارگی وہ تمام دہی گر پڑا اور دست آنے شروع ہوئے قیسر
پہر تک اٹھائیس دست آئے اور میں مارے ضعف کے بیتاب ہو گیا
اور اُنہوں نے سب تدبیر دوا کی عبداللہ خاں کو بتادی تھی تب عبداللہ خاں
نے ہشت نگر کے گڑ کا شربت مجکو پلایا دست آنے موقوف ہو گئے پھر
شام کو مونگ کی کھچڑی خوب سا گھی ڈال کر مجکو کھلائی دوسرے
دن صبح کو دہی میں وہی دوا پلائی اُس دن بیس دست آئے اور

Marfat.com

اُس دن بھی قے میں سب دہی گرپڑا بھیر عبداللہ خاں اُن کے پاس
گئے اور دونوں روز کا حال بیان کیا اُنھوں نے کہا کہ اب وہی
انگوری سرکہ کے دو دو انجیر ہر روز ان کو کھلاؤ اور گھی ڈال کر
مونگ کی کھچڑی، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اسی میں چنگا ہو جاوینگے
بھیر چھ روز دو دو انجیر میں نے کھائے تمام عارضہ میرا دفع ہو گیا
اور باقی انجیر بچ رہے پھر ساتویں دن عبداللہ خاں محکو ان کے پاس
لے گئے اُنہوں نے میرا حال پوچھا میں نے کہا اب تو فضل الٰہی سے وہ
عارضہ بالکل دفع ہو گیا اور جس دن میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
سے رخصت ہو کر اس طرف چلا تھا تب آپ نے مجھ سے پوچھا کتنے
دنوں میں آؤ گے میں نے عرض کیا کہ محکو کیا خبر مگر نیت میری یہ
ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جلد شفا عطا فرمائی تو جلد آؤنگا والا جب
خدا لاوے آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ جلد تم
اچھے ہو جاؤ گے مگر تین مہینے کی تم کو رخصت ہے اس سے زیادہ
نہ رہنا اور مالک روپیہ تبرک محکو عنایت کر کے فرمایا تھا کہ اس
کو خرچ نہ کرنا اپنے پاس حفاظت سے رکھنا اس کی برکت سے
خرچ کی تم کو فراغت ہو گی سو حاصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ جو میں
وہاں سے آیا عبداللہ خاں نے آپ سے ملایا آپ نے میری دوا کی
خدا نے چھ دن میں شفا دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر مہربان
کیا آپ نے خرچ معقول محکو دیا یہ سب حضرت امیرالمومنین کی دعا

Marfat.com

کا سبب تھا والا مجھ نکمے کم رو کو کون پوچھتا اُنھوں نے کہا سچ
کہتے ہو بات یوں ہی ہے میں نے یہی نسخہ کئی شخصوں پر آزمایا ہے مگر
اس طرح چٹ پٹ پانچ چھ دن میں کسی کو آرام نہیں ہوا تمکو یہی
بات یہی معلوم ہوتی ہے پھر میں نے پوچھا کہ اب جو کچھ سفر کہ میں انجیر ہا
ہیں ان کو کیا کروں اور اب کھانا کیا کھایا کروں اُنھوں نے کہا کہ آرام
تم کو باخوبی ہو گیا اس عارضہ کا اثر اب کچھ نہیں رہا مگر ابھی دو چار روز
وہی مونگ کی کھچڑی خوب سا گھی ڈال کر ایک انجیر یا آدھ انجیر کے ساتھ
کھایا کرو تم کو طاقت آجاویگی اور وہ انجیر بھی خرچ ہو جاویں گے پھر
میں عبداللہ خاں کے ساتھ وہاں سے توپخانے میں آیا اور وہی دوا کھچڑی
کے ساتھ کھانی شروع کی پھر اُس کے دوسرے روز عبداللہ خاں نے ایک
گاڑھے کا تھان لاکر مجھکو کپڑے بنا دئے اور مجھ سے کہا کہ سردار یار محمد
خاں کے یہاں دو ہندوستانی سلوخاں اور نامدار خاں ہیں چلو تم کو ان
سے ملاقات کرا لاویں پھر میں اُن کے ساتھ گیا وہ دونوں صاحب بڑے
اشتیاق اور اخلاق کے ساتھ مجھ سے ملے اور عبداللہ خاں نے اُن سے میرا
حال کہا کہ یہ ہمارے خلیفہ صاحب کے ساتھ کے ہیں اُنھوں نے کہا کہ دو
آدمی ہمارے یہاں بھی خلیفہ صاحب کے لشکر کے نوکر ہیں میں نے اُن سے
کہا کہ میں بھی اُن سے ملنا دیکھیوں تو کون صاحب ہیں پھر انہوں نے
ان کو بلوایا وہ مجھ سے آکر ملے ایک خدا بخش جنگی شیخ حسن علی صاحب
کے ساتھ کے تھے اور دوسرے مہربان خاں بانگر مئو کے تھے پھر میں نے

Marfat.com

ان کا حال پوچھا اُنہوں نے بیان کیا پھر سلّو خاں اور نامدار خاں
نے مجھ سے کہا کہ جیسے یہ دونوں صاحب ہمارے نوکر ہیں آپ بھی نوکری
کرلیں آپ کا مکان ہے میں نے کہا کہ میں تو فقط آپ سے ملنے کو آیا ہوں
نوکری کی مجکو خواہش نہیں ہے اور نہ میں کسی کی نوکری کرتا ہوں اُنہوں
نے کہا خیر اگر نوکری نہ کروگے تمہاری خوشی مگر دس پندرہ روز جب
تک اس شہر میں رہو تب تک آپ کی دعوت کے لئے چار آنے روز
ہمارے یہاں سے مقرر ہیں جب چاہنا تب عبداللہ خاں سے منگوالینا
یا آپ لیجانا اور آج شام کو کھانا ہمارے یہاں کھانا اور جب خلیفہ
صاحب کے لشکر کو جانا تب ہم سے مِل کر جانا پھر اُس دن شام کو
وہاں سے کھاکر میں عبداللہ خاں کے مکان پر آیا اور میں نے عبداللہ
خاں سے کہا کہ بھائی صاحب خیال تو کرو یہ دونوں رسالدار نہ میرے
آشنا نہ یار نہ وہ مجکو جانتے ہیں نہ میں ان کو یہ جو چار آنے ہر روز
دعوت کے اُنھوں نے مقرر کئے ہیں جانتے ہو کیا سبب ہے یہ سب ہمارے
حضرت کی دعا کی برکت کا اثر ہے اور نہیں تو کون کس کے ساتھ بے
جانے پہچانے اس طرح احسان کرتا ہے اُنہوں نے کہا ہاں سچ یہی بات
ہے پھر سولہ روز میں عبداللہ خاں کے پاس رہا اُنہوں نے چار روپے
ان کے پاس سے مجکو لادئے میں نے کہا کہ اب میں پنجتار کو جاؤنگا
اور میں محمد بخش صاحب وعدہ کر آیا تھا کہ تم سے بے ملے نہ جاؤنگا سو
آج چلو تو ان سے ملاقات کرآؤں اُنہوں نے کہا اکیلے نہ جاؤ تمہارے

Marfat.com

پاس دس بیس روپے ہیں رستہ بے امن کا ہے جب کوئی اچھا ساتھ
ملے تب جانا میں نے کہا اللہ میرے ساتھ ہے میں تو اب جاؤنگا پھر
وہ مجکو اُن کے پاس لے گئے میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ سے رخصت
ہونے آیا ہوں اب دو تین روز میں میرا ارادہ پنجتار جانے کا ہے وہ
سُن کر خاموش رہے اور عبداللہ خاں سے کہا کہ تم نے اور بھی کچھ سنا
ہے اُنہوں نے کہا کیا بات ہے کہا پرسال جب سیدو کی لڑائی میں سردار
یار محمد خاں نے خلیفہ صاحب سے دعا فریب کیا تھا اور سکھوں کا ساتھ
دیا تھا تب سکھوں نے واسطے تسلی کے کہ یہ درانی دغاباز ہیں کہیں
ہم سے بھی فریب نہ کریں خان ممدوح کے بیٹے کو اُدل میں لے گئے تھے
سو اب سکھوں کا وکیل یہ پیام لے کر آیا ہے کہ اب کی سال اُس اپنے بیٹے
کو لو اور اُس کے عوض سردار محمد خاں کے بیٹے کو دو اور فوج سکھوں کی
اُن کے بیٹے کو لے کر شمس آباد میں آئی ہے سو آج کل سردار سلطان محمد خاں
کے بیٹے کو لیجانے والے ہیں اور الاچی پُرے کی گڑھی کی محافظت کے لئے اُن
دنوں سکھوں کے لشکر میں بھرتی بھی جاری ہے ہمارا بھی ارادہ ہے کہ ہم بھی
وہیں جاویں اگر یہ بھائی بھی ہمارے ساتھ وہاں تک چلیں تو خوب ہے پھر
اکوڑی سے یہ پنجتار کو چلے جاویں اور ہم ادھر سکھوں کے لشکر کو روانہ ہوں
میں نے عبداللہ خاں کے کان میں جھک کے کہا کہ بھائی صاحب یہ بھی حضرت
امیرالمومنین کی دعا کا اثر ہے تم کہتے تھے کہ تمہارے پاس دس بیس روپے
ہیں اور آج کل رستہ میں غدر ہے کیونکر جاؤ گے سو اللہ تعالیٰ نے اوپر سے

Marfat.com

اوسیر ہی میری بمراہی کا سامان دُرست کردیا اب میں ضرور انھیں
کے ساتھ جاؤنگا پھر میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلونگا
جب آپ چلیں مجکو بھی ساتھ لیویں پھر میں عبداللہ خاں کے ساتھ
وہاں سے توپخانہ کو آیا پھر اُس کے دوسرے روز درابیوں کا پیشخیمہ
ادہر جانے کو نکلا پھر چوتھے روز محمد بخش صاحب نے کہلا بھیجا کہ درابیوں
کا لشکر پیچھے سے آرہیگا ہم آج چل کر موضع چمکنی میں رہینگے پھر میں کمر
باندہ کر عبداللہ خاں کو ساتھ لے کر سلو خاں اور نامدار خاں سے
ملنے کو گیا اُنھوں نے چار دن کی دعوت کا ایک روپیہ مجکو اور دیا اور
دور دیے اور دے کر مجکو رخصت کیا اور کہا کہ تم خلیفہ صاحب کے
لوگ برکت والے ہو ہمارے واسطے دعا کرنا پھر عبداللہ خاں کے ساتھ
میں وہاں سے محمد بخش کے پاس گیا وہ تیار تھے پھر عبداللہ خاں سے
میں رخصت ہو کر اُن کے ساتھ ہوا وہ اس دن موضع چمکنی میں ساتھ
ستر آدمیوں سے جاکر اُترے اور وہ آدمی ان کے نوکر چاکر کوئی
نہ تھے سب اُمیدواروں میں تھے کہ جہاں اُن کی نوکری ہوگی وہیں
ہم بھی نوکری کرینگے اور ہر ایک کو سیر بھر آٹا آدہ پاؤ دال چھٹانک گھی
ہر روز وہ اپنے پاس سے دیتے تھے چنانچہ دو آدمی اسی روز چمکنی میں
میرے ساتھ آئے تھے ان کو بھی اسی قدر آٹا دال گھی دلوایا اور کہا کہ
جب تک چاہو ہمارے ساتھ رہو جہاں ہم نوکری کرینگے تم کو بھی نوکر
کرادینگے اُنہوں نے کہا اگر ہم مہینہ دو مہینہ آپ کے ساتھ رہے

Marfat.com

اور خدانا خواستہ کہیں ہماری نوکری نہ لگی اور آپ نے ہم سے خوراک
کا حساب طلب کیا تو ہم مفلس سپاہی ہیں کہاں سے دینگے اُنہوں نے
کہا تم اس کا اندیشہ نہ کرو اگر نوکری تمہاری ہو تو خوراک کے دام
دنیا والا تم کو اختیار ہے جب چاہنا چلے جانا تم سے ہمارا کچھ دعویٰ
نہیں سو وہ سب ہمراہی اسی قسم کے تھے ایک شخص محمد صدیق نام محمد بخش
کے سالے تھے ان کے کاروبار اور تقسیم خوراک وغیرہ کے مختار تھے سو
اس روز بھی سب کو خوراک تقسیم کی اور میرے واسطے محمد بخش نے اُن
سے کہا کہ ان کا کھانا تم اپنے کھانے کے ساتھ پکانا پھر رات بھر وہاں
رہے صبح کو موضع تنج پیر میں آئے پھر اُس کی صبح اکوڑی میں داخل ہوئے
وہاں کا حاکم فیروز خاں کھٹک کا بیٹا خواص خاں تھا سو ان روزوں
اس کے چچا امیر خاں نے اس کو نکال کر اکوڑی میں آپ قبضہ کر لیا تھا
سو خواص خاں وہاں سے بھاگ کر زیارت کی طرف ایک بستی میں گیا وہاں
امیر خاں سے لڑنے کو نوکر رکھتا تھا محمد بخش کے ہمراہیوں نے محمد بخش
سے کہا کہ یہاں خواص خاں سپاہ نوکر رکھتا ہے آپ بھی نوکری کر لیجئے
انہوں نے کہا یہ نوکری فقط دو تین مہینے کے لئے ہے پھر ہر طرف کرینگے
ان کے یہاں کئی بار یوں ہی ہم نے سنا ہے کبھی خواص خاں غالب ہو کر
امیر خاں کو نکال دیتا ہے امیر خاں بھرتی کرتا ہے اور کبھی امیر خاں
غالب ہو کر خواص خاں کو نکال دیتا ہے خواص خاں بھرتی جاری
کرتا ہے ہم ایسی نوکری لے بنیاد نہیں کرتے ہیں تم چاہو کرو اختیار

Marfat.com

ہے پھیر کوئی چالیس آدمی اُن کے ساتھ کے واسطے نوکری کے چلا گئے
اسی روز امیر خاں نے سنا کہ محمد بخش یہاں اُترے ہیں اپنے آدمی
کو بھیجا کہ اگر آپ کو نوکری کرنی منظور ہو تو ہماری نوکری کر لیں،
محمد بخش نے کہا کہ میں ابھی نوکری نہیں کرونگا اور اُس امیر خاں کے
آدمی نے مجکو پہچانا اور کہا کہ جب امیر خاں خلیفہ صاحب کے پاس گئے تھے
تب میں نے تم کو وہاں دیکھا تھا تم تو خلیفہ صاحب کے ساتھ کے ہو میں
نے کہا ہاں میں اُنھیں کے ساتھ کا ہوں پھر اُس نے جا کے امیر خاں سے
کہا اُنھوں نے مجکو بلوا بھیجا میں گیا اُنھوں نے مجکو پہچانا اور بہت میری
خاطرداری کی اور کہا کہ جبتک خواص خاں کا شور و فساد موقوف ہو تب
تک تم ہمارے پاس رہو پھر ہم تم کو اچھی طرح سے رخصت کرینگے میں نے
کہا کہ میں تو اپنی بیماری کی دوا کے لئے پیشور گیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اچھا کر دیا
اب میں خیر آباد ہو کر اٹک کا قلعہ دیکھتے ہوئے حضرو کی طرف سے حضرت
کے پاس پنجتار کو جاؤنگا رہنا میرا نہ ہوگا اُنہوں نے کہا خیر اگر تمہارا یہی
ارادہ ہے تو دو تین دن اور ٹھہر جاؤ درانیوں کا لشکر سردار یار محمد خاں
کے بیٹے کے واسطے سردار سلطان محمد خاں کے بیٹے کو لے کر آج پنج پیر میں
آیا ہے کل یہاں داخل ہوگا یہ بھی معاملہ دیکھ لو پھر چلے جانا اور اگر جاتے
ہو تو آپ کو کسی سے ظاہر نہ کرنا کہ خلیفہ صاحب کے ساتھ کا ہوں میں
نے کہا کہ بغیر پوچھے تو میں کسی سے کہنے کا نہیں کہ میں خلیفہ صاحب کے
ساتھ کا ہوں اور جو کوئی پوچھیگا تو میں سچ کہہ دونگا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

میرے ساتھ ہے حضرت امیرالمومنین کی دعا کی برکت سے کوئی مزاحم
نہ ہوگا پھر انھوں نے مجکو کچھ خرچ راہ دیا اور کہا کہ تم خلیفہ صاحب کے
ہمراہی ہو ہمارے واسطے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ خواص خاں کا شر و فساد
ساتھ خیر کے دفع کردے پھر میں وہاں سے محمد بخش کے پاس آیا پھر صبح کو
میں محمد بخش کے ساتھ وہاں سے گیدڑ گلی ہو کر خیر آباد میں آیا رات کو
میں نے محمد بخش سے کہا کہ صبح آپ تو شمس آباد کو سکھوں کے لشکر میں
جاؤگے میرا ارادہ ہے کہ میں دو چار دن یہاں ٹھہروں ادھر اُدھر کا سیر
و تماشا دیکھوں انھوں نے کہا بہتر ہے تم رہ جاؤ اور اگر وہاں لشکر میں
آنا ہو تو دیوان کا ڈیرا پوچھ لینا وہیں ہم اُترینگے بے اس پتہ
کے وہاں ہمارا ملنا مشکل ہوگا چالیس ہزار سکھوں کا وہاں لشکر ہے
پھر صبح کو وہ شمس آباد کی طرف روانہ ہوئے میں خیر آباد میں رہا پھر چار
پانچ گھڑی دن چڑھے شہر کے کنارے لہنا سنگھ سکھ کا ایک باغ مشہور
تھا میں اس میں بطور سیر کے گیا اس کے اندر ایک پختہ نفیس مکان بنا تھا اُس
میں وہی صاحب باغ بیٹھا تھا اُس نے مجکو دیکھ کر بلایا میں اس کے پاس
گیا اُس نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کدہر سے آئے ہو اور کہاں جاؤگے میں
نے کہا میں مسافر ہوں پیشور سے آتا ہوں حضور کو جاؤنگا اُس نے کہا تم تو
پیشور کے رہنے والے نہیں معلوم ہوتے ہو خلیفہ کے ساتھ کے ہو میں نے
کہا سنگھ جی تم لوگوں کی عملداری کے اس طرف جتنے مسلمان ہیں سب خلیفہ
ہی صاحب کے ساتھ کے ہیں اُنھیں میں ایک میں بھی ہوں اسی اثنا میں

Marfat.com

وہاں ایک سکھ اور آگیا مگر لہنا سنگھ ذی عزت سرداروں میں تھا
اور وہ کوئی یوں ہی رعایا میں سے تھا میری باتیں سُن کر کہنے لگا
کہ یہ مسلمان لوگ فریبی سچ نہیں بتاتے ہیں یہ کہیں جاسوسی کو آئے
ہونگے میں نے اپنے جی میں کہا الٰہی خیر کرے حضرت کی دعا کی برکت سے
اس کے بہتان سے محفوظ رکھا۔ سنگھ نے کہا دوالے بند تم اپنا حال سچ
سچ کہو میں نے کہا سنگھ جی تم مجکو دوالے بند یعنی سپاہی جانتے ہو دوالے بند
کی مثال ایسی ہے جیسے یہ تمہارے ہاتھ میں تلوار کہ جبتک تمہارے ہاتھ میں
ہے جس کو مارو گے کاٹیگی اور اگر یہی تلوار تمہارے دشمن کے ہاتھ میں گئی
اُس وقت وہ جس کو مارلیگا کاٹے گی پھر یہ تلوار تم کو نہ بچالے گی کہ میں
ہمیشہ سنگھ جی کی کمر میں رہی اب ان کو نہ کاٹوں اسی طرح دوالے بند ہوئے
ہیں آدھ سیر آٹے کے نوکر جس کے ساتھ رہتے ہیں اُسی کی نمک حلالی
کرتے ہیں یہ سُن کر لہنا سنگھ نے دوسرے سکھ سے کہا کہ تم جو کہتے ہو یہ
مسلمان فریبی ہوتے ہیں سچ نہیں بتاتے سو انھوں نے تو ٹھیک بات
کہی اب اس کا جواب دو اس نے کہا کہ ہاں بات یہی ہے پھر لہنا سنگھ نے
مجھ سے کہا کہ دوالے بند تم یہاں جبتک چاہو رہو تمہارا مکان ہے اور
اپنے باغبان سے کہو وہ مسلمان تھا کہا کہ ایک گھڑا پانی بھر کے دوالے بند
کے لئے یہاں دھر دے اور ہمارے بنیے کی دُکان پر بیجا کر جبتک یہ یہاں
رہیں سیر آٹا آدھ پاؤ دال چھٹانک گھی ان کو دیا کرے اور

Marfat.com

اس وقت کے واسطے مجکو پوریاں منگوادیں میں نے اُسی مکان
میں کھائیں اس وقت میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے دل میں
جانا کہ یہ بھی ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا کی برکت سے کہ اللہ تعالیٰ
نے ایسے شخص مخالف کو جو مجھ پر مہربان کر دیا پھر لہنا سنگھ وہاں سے
اپنے مکان کو چلا گیا کوئی پہر بھر میں کھانا کھا کے پھر آیا میں تو لیٹا ہوا
تھا وہ بھی ایک جگہ لیٹ گیا اور مجھ سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے کرتے
کہنے لگا کہ خلیفہ جی اور اُن کے ساتھ کے لوگ بڑے مردانے اور بہادر ہیں ہمارے
اکورڑے میں خلیفہ کے لوگوں نے چھاپا مارا تھا چھ سات سو سکھ کام
آئے اور ان کے سو بھی نہیں مارے گئے پھر سیدو کی لڑائی سے خلیفہ جی
کا حال کہیں معلوم میں سُن کر چپ لیٹا رہا اور جانا کہ اس کو میرے حال
کی تحقیق منظور ہے پھر کہا تم تو دوائے بند ہندوستانی ہو اس ملک میں
تمہارا آنا کیونکر ہوا اور تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو اپنا حال جو ہو صاف
صاف کہو میں نے اپنے دل کو مضبوط کر کے کہا کہ سنگھ جی بات تو یوں ہے
کہ میں ہندوستان سے اس ملک میں خلیفہ صاحب ہی کے ساتھ آیا ہوں
اور خلیفہ صاحب کے جتنے لوگ ہیں ایک تو وہ جھوٹ نہیں بولتے اور نہ
دوسرے کسی کے دشمن ہو خواہ دوست دغا اور فریب نہیں کرتے
اس واسطے کہ خلیفہ صاحب کی یہ سب کو تعلیم ہے اور خلیفہ کا حال میں
کیا بیان کروں بڑے صاحب اخلاق اور سچی وعدے کے پورے
قول کے سچے دلاور اور با مروت ہیں ان کی ملاقات سے اُن کی خوبیاں

Marfat.com

معلوم ہوتی ہیں زبان سے میں اُن کی کس کس خوبی کا بیان کروں
اور سنگہ جی اکوڑے کے چھپلے میں ہیں بھی اور حضرو کے چھپلے کا اور سید
کی لڑائی کا حال جانتا ہوں اور ان تینوں جگہ کا حال تم کو بھی خود
معلوم ہے کچھ بیان کی حاجت نہیں اور خلیفہ صاحب ایسے ولی اللہ بمقول
بندے خدا کے ہیں کہ جس نے ان سے دغا فریب کیا بیشک اُس
نے سزا پائی سردار یار محمد خاں نے تم لوگوں کی رفاقت کر کے خلیفہ
صاحب کو زہر دلوایا اُس کا انجام یہ ہوا کہ تم لوگوں نے اس کے بیٹے کو اول
میں لیا اور اپنے یہاں قید کیا چنانچہ اب درانی لوگ سردار سلطان
محمد خاں کے بیٹے کو اُسی کے بدلے کے واسطے لائے ہیں تم بھی جانتے
ہو یہ تمام گفتگو سُن کر کہ دوالے پند تم سچ کہتے ہو خلیفہ جی ایسے ہی
صاحب کرامت اور ولی ہیں خلیفہ جی کی ملاقات کا بڑا اشتیاق ہے
میرا بھائی لاہور گیا ہے جب وہاں سے آویگا تب یا تو میں خلیفہ
جی کے ملنے کو جاؤنگا اور جو میں نہ گیا تو اپنے بھائی کو بھیجونگا اور
دوالے پند جبتک تم یہاں ہو تنہائی میں ہم سے خلیفہ جی کی باتیں
ہر روز کیا کرو میں نے کہا سنگہ جی ہمارے خلیفہ صاحب ایسے صاحب
اخلاق اور صاحب کرامت ہیں کہ جو کوئی اُن کی ملاقات کو جاتا
ہے پھر وہ انھیں کے پاس رہتا ہے اب میں بھی دو چار روز میں

Marfat.com

خلیفہ صاحب کے پاس نیچبار کو جاؤنگا میں چاہتا ہوں کہ خیرآباد
اور اٹک کے قلعوں کی سیر کرتا ا بسواسطے کہ وہاں اپنے لوگوں میں
جو پوچھینگے کہ تم نے خیرآباد اور اٹک کا قلعہ اندر سے دیکھا ہے
تو میں کیا بتاؤنگا لہنا سنگھ نے کہا کہ دوالے نبد تم خلیفہ جی کے ساتھ
کے ہو اور وہ ہم لوگوں سے لڑتے ہیں تم یہاں بے دھڑک ایسی باتیں
کرتے ہو کہ یہ قلعہ دیکھیں گے اور وہ قلعہ دیکھنگے ڈرتے نہیں ہو میں
نے کہا سنگھ جی ڈر کس بات کا ہے ہم لوگ خلیفہ صاحب کے ہمراہی سوا
خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور میں نے تو تم کو اپنا مہربان سمجھکر
یہ بات کہی کہ شاید تمہارے سبب سے ان قلعوں کی سیر کرنے
میں آوے لہنا سنگھ ہنسنے لگا اور کہا کہ کچھ نہ مانتا میں تم سے یوں
ہی دل لگی کی راہ سے کہتا ہوں اور میں تم کو اپنی چٹھی لکھ دونگا تم
قلعہ اٹک کے جمعدار کو حوالہ کرو نیا پھر وہ تم کو نہ روکے گا جہاں
چاہنا سیر کرنا پھر قلمدان منگا کر مجکو چٹھی لکھ دی پھر دوسرے
روز سویرے میں کشتیوں کے پل ہوکر قلعہ اٹک کو گیا اور وہ چٹھی
جمعدار کو حوالہ کی اُس نے اندر جانے کی اجازت دی پھر میں بڑے
دروازے سے کھڑکی کے دروازے تک بازار کی سیر کرتا ہوا
گیا جب اُدہر سے پھرا تب ایک دُکان پر ایک سپاہی اللہ بخش خاں
نام سہارنپور کا بیٹھا تھا اُس نے مجکو بلایا میں اس کے پاس

Marfat.com

گیا اُس نے ہندوستانی جان کر مجھ سے بہت اخلاق کیا اور
حال پوچھا میں نے جو مناسب جانا بیان کیا اور کہا کہ لہنا سنگھ
کے باغ میں اُترا ہوں اب وہیں جاؤنگا پھر وہ بھی پل تک میرے
ساتھ آیا اور پل ہی پر اس کی نوکری تھی اور کہا کہ جب پھر آنا تو
مجھ سے ملتے ہوئے جانا اس وقت کوئی پہر دن تھا پھر میں وہاں
سے پل پر ہو کر باغ میں آیا لہنا سنگھ شراب کے نشہ میں مست سوتے
کا کٹھا گلے میں اور سونے کے بالے موتی جڑے ہوئے کانوں میں پہنے
اور شالی رومال سر میں باندھے لیٹا ہوا واہی تباہی بک رہا تھا
اور سونے کی تہنال مہنال اور سنہرے قبضہ کی تلوار الگ پڑی
تھی مجکو دیکھ کر بولا کہ دوالے بند اٹک کا قلعہ دیکھ آئے پھر ہوش
ہو کر سو گیا یہاں تک کہ شام ہوئی میں نے نماز مغرب کی پڑھی
پھر اُس کی بیہوشی کا حال دیکھ کر دل میں اندیشہ ہوا کہ ہزاروں
روپے کا اسباب اس کے پاس ہے اور یہاں اکثر دریا پار کے
مسلمان ولایتی دوسرے تیسرے دو ایک سکھوں کو مار کر لوٹ لیجاتے
ہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر کچھ صدمہ ہو جاوے تو مفت میں مجھ پر الزام
آوے یہ خیال کر کے ایک لاٹھی لے کر جو میرے پاس تھی بیٹھا
کہ جبتک یہ ہوش میں آوے میں اُس کی اور اُس کے اسباب
کی محافظت کروں اور باغبان سے میں نے کہا کہ جلد روٹی کھا کر

Marfat.com

تو بھی یہاں آ وہ روٹی کھانے کو اپنے گھر گیا کوئی چھ گھڑی
رات گئے باغبان اور لہنا سنگھ کا رسوئی کرنے والا آیا اور کہا کہ
ابھی گیدڑ گلی کے نالے میں کسی نے ایک بنئے کو لوٹ لیا یہ سُن کر محکو اور
بھی خوف ہوا میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم کہیں مت جانا یہیں رہنا،
اُنھوں نے کہا میاں جی لہنا سنگھ تو ہر روز اسی طرح یہاں رہتا ہے
تم بھی سو رہو یہ کہہ کر وہ دونوں اپنے اپنے ٹھکانے چلے گئے میں اسی طور لاٹھی
لئے اِدھر اُدھر چہل قدمی کرتا رہا قریب آدھی رات کے وہ ہوش میں آیا
محکو دیکھ کر کہا دوا لے بند تم ابھی تک جگتے ہو میں نے کہا تم نشہ میں بیہوش
لیٹے تھے اور تمہارے ہتھیار اور کپڑے اِدھر اُدھر پڑے تھے محکو اندیشہ
ہوا کہ یہاں ہمیشہ گیدڑ گلی میں لوٹ مار رہتی ہے چنانچہ ابھی کوئی
سوا پہر گذرا ایک بنیا لُٹ گیا تمہارا رسوئی والا کہتا تھا خدانا خواستہ
کوئی کچھ تمہارا اسباب لیجاتا ناحق مجھ پر الزام آتا اس لئے میں جگا گیا
اور تم سردار ہو تم کو اس طور نشہ پی کر غافل ہونا نہ چاہئے کہا دوا لے بند
سچ کہتے ہو بیشک یہ بُری بات ہے پھر وہ سو رہا اور میں بھی سو رہا پھر
صبح کو کچھ دن چڑھے خیر آباد کا قلعہ دکھانے محکو کو ساتھ لے گیا پھر
خوب وہاں کی سیر کر کے میں اس کے ساتھ چلا آیا الغرض میں وہاں
آٹھ روز رہا اور ہر روز لہنا سنگھ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
حالات مجھ سے پوچھا کرتا اور میں بیان کیا کرتا اس میں ایک

Marfat.com

روز کہنے لگا کہ دوالے بند اُس دن جو تم نے مجکو نصیحت کی تھی
نشہ پی کر اس طور تم کو غافل ہونا نہ چاہیئے سو آج سے میں نے
توبہ کی اب ایسا نشہ نہ پیا کرونگا کہ نہ جان کی خبر رہے نہ مال کی
میں نے اپنے دل میں جانا کہ یہ بھی ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات
سننے کا اثر ہے اور انھیں آٹھ دن کے اندر ایک روز کوئی ہزار
سکھ سردار یار محمد خاں کے بیٹے کو لائے اور گیدڑ گلی کے میدان
میں اُترے اور ادہر سے درانی سردار سلطان محمد خاں کے بیٹے
کو لائے اور سکھوں کو دے کر سردار یار محمد خاں کے بیٹے کو لے
گئے اور سکھ شمس آباد کو گئے اُنھیں کے ساتھ لہنا سنگھ سے رخصت
ہو کر میں بھی گیا اور وہاں میں نے دھنو دیوان کا ڈیرہ تلاش کیا
وہیں محمد بخش قریشی سے ملاقات ہوئی رات بھر میں اُنہی کے ڈیرے
میں رہا صبح کو لشکر کا تماشا دیکھنے گیا تین آدمی محمد بخش کے بھی
میرے ہمراہ تھے وہاں بخیوں کی ٹالن میں روشن خان نام
ہندوستان کے ایک کپتان تھے اُن سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے
کہا بھائیو اس وقت کیونکر آنا ہوا میرے تینوں ہمراہیوں نے
کہا کہ سنا ہے تیج سنگھ سپاہیوں کی بھرتی کرتا ہے سو نوکری
کے لئے آئے ہیں اُنہوں نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم کہاں کے
رہنے والے ہو سب نے اپنا اپنا وطن بتایا مجھ سے پوچھا میں نے

Marfat.com

بھی بتایا پھر انھوں نے ان تینوں سے کہا کہ تم کل اسی وقت آنا
تمہاری رویکاری ہم کرا دینگے پھر ان کو رخصت کیا اور مجکو ٹھہرالیا
اور کہا کہ تم تو خلیفہ صاحب کے ہمراہی معلوم ہوتے ہو میں نے اس کے جواب
میں تردد کیا اُنہوں نے کہا تم ڈرتے کیوں ہو یہاں کسی کا خوف نہیں
میں خود خلیفہ صاحب کا معتقد ہوں یہاں جو کوئی ان کے لشکر سے آتا
ہے اول تو اس کو سمجھاتا ہوں کہ تم کیوں چلے آئے وہیں جاؤ اور جو نہیں
مانتا ہے تو دو چار روپے خرچ راہ دے کر رخصت کر دیتا ہوں جب
اُنھوں نے یہ باتیں کیں اور میں نے جانا کہ حضرت کی محبت اور اعتقاد اُن
کے دل میں ہے تب میں نے کہا کہ کپتان صاحب خلیفہ صاحب کی دوستی
کا اپنے ہی لشکر میں بیٹھے بیٹھے دم مارتے ہو یہ تو بات کچھ نہیں اگر
سچا دعویٰ ہے تو جس طور ہو سکے جان و مال سے چل کر اُن کے لوگوں میں
شریک ہو تب اُنھوں نے کہا کہ بھائی صاحب میں بھی تو مسلمان ہوں
تم جانتے ہو کہ میرا دل ان میں شریک ہونے کو کیا نہیں چاہتا ہے مگر بات
یہ ہے کہ ظاہر میں یہاں سے نکلنے کی ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ
ہزار یا نسو آدمی ساتھ لے کر وہاں جاؤں اور ایک تو خلیفہ صاحب
کے لوگوں سے جو اُدھر سے آتے ہیں معلوم ہوا کہ کھانے کپڑے کی تکلیف
وہاں قلت ہے اور یہاں بارہ روپے روز کا میں نوکر ہوں اور
سات سات روپے میرے سپاہیوں کے ہیں اور سب کی نیت ہے

Marfat.com

کہ کسی طور خلیفہ صاحب کے شریک ہوں اور شریک ہونے کی
صورت یہ ہے کہ اگر اُس طرف ہم لوگوں کی کمان ہو اور خیر و عافیت
سے میں اپنے مسلمان بھائیوں کو لے کر دریا کے پار ہوں پھر مجھکو کسی
بات کا خوف نہیں پھر آگے جو کچھ ہو سو دیکھ لوں اور دوسری یہ ہے
کہ خلیفہ صاحب اور اُن کے لوگ جیسے مسلمان قوی الایمان ہیں ایسا
میں آپ کو جانتا نہیں ہوں کہ وہ لوگ اپنے گھر بار خویش و تبار
ناموس و نام عیش و آرام چھوڑ کر یہاں سو طرح کی تکلیف اُٹھانے
ہیں اور اپنے دلوں میں ذرا کدورت نہیں لاتے ہیں اگر میں یہ اپنا کارخانہ
چھوڑ کر بالکل تنہا جاؤں اور وہاں نہ ٹھہر سکوں پھر چلا آؤں تو
نہایت بُری بات ہو ابھی تو ادھو جانے کا دل میں اشتیاق بھی ہے تب
یہ بھی نہ رہے میں نے کہا کپتان صاحب یہ تمام نفس کے مکر و حیلے
ہیں جس نے فی سبیل اللہ خالص سے کمر باندھی اللہ تعالیٰ خود اس کا
یار و مددگار ہوتا ہے اُنھوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اللہ تعالیٰ
سے دعا کرو یہی توفیق مجکو عنایت کرے میں نے تو اپنی استعداد تم
سے بیان کی اور بات حق وہی ہے جو تم کہتے ہو پھر میں اُن کے
ڈیرہ میں آٹھ دن رہا دونوں وقت ان کا آدمی میرے لئے
کھانا لاتا تھا اور کھلا کر چلا جاتا تھا پھر انہوں نے کچھ خرچ

Marfat.com

راہ دے کر مجکو رخصت فرمایا میں وہاں سے ہجرو کو آیا اور ایک
مسجد میں اُترا محمد صدیق نام ایک خیاط تھا بعد نماز مغرب کے اپنے
مکان پر مجکو لے گیا اور کمال اخلاق کے ساتھ مہمانداری اور خدمتگزاری
کی اور پوچھا کہ اس طرف سکھوں کی عملداری میں تم کیونکر آئے میں
نے اس کو نیک بخت اور مرد صالح جان کر اول سے آخر تک اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ اب صبح کو میں جاؤنگا اُس نے کہا میرا ایک
بھائی سندھ سے آیا ہے سو تم دو روز یہاں ٹھہر جاؤ وہ بھی جاویگا
اُسی کے ساتھ تم بھی چلے جانا اس کے سبب سے تم کو گھاٹ پر
کوئی نہ روکے گا پھر تیسرے روز اُس نے اپنی بی بی سے دو پراٹھے
پکوا کر رومال میں باندھ کر مجکو اپنے بھائی کے ساتھ کر دیا پھر میں
اُس کے ساتھ اباسین اُترا اور وضو کر کے وہاں شکرانے کی دو
رکعت نماز پڑھی اور رات کو سنڈہ میں رہا صبح کو وہاں سے ساتھ خیر
کے پنجتار میں آیا حضرت کے قدم دیکھے دست بوس ہوا آپ نے
خیر و عافیت سفر کی پوچھی میں نے جو حال گذرا تھا عرض کیا اُس وقت
میرے پاس ساٹھ روپے تھے میں نے وہ آپ کے آگے دھرے آپ نے
پوچھا یہ کیسے روپے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت نے جو ترک کا
روپیہ عنایت کیا تھا یہ اس کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں،
آپ نے فرمایا یہ تم کو خدائے تعالیٰ نے دئے ہیں ان کو اپنے

Marfat.com

خرچ میں لاؤں خلاصہ اس تمام سفر میرے کا یہ ہے کہ جب
میں حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوکر دوا کرانے کو پیشاور سے
پیشور کو چلنے لگا تب آپ نے میرے لئے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم جلد چنگے ہوجاؤ گے اور یہ فرمایا کہ تم کو
تین مہینے کی رخصت ہے زیادہ نہ رہنا چلے آنا اور ایک روپیہ
برکت کا دے کر فرمایا تھا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا خرچ نہ
کرنا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت روپے دیگا سو وہاں پیشور
میں جب میں گیا تو حضرت کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ایسے
سخت مرض سے فقط چھ روز میں صحت کلی عطا فرمائی اور جس نے
میرا معالجہ کیا وہ خود کہتا تھا کہ یہ دوا اکثر لوگوں کو میں نے دی
ہے مگر اس طرح چٹ پٹ چھ روز میں کسی کو آرام نہ ہوا فی الحقیقت
حضرت ہی کی برکت کا اثر تھا اور اس سیر و سفر کا حال یہ ہے کہ
جب سے میں حضرت سے رخصت ہوکر پیشور کو گیا اور قریب دو ماہ
مہینے کے مخالفوں کی عملداری میں پھرا حضرت کی دعا کی برکت سے
جس کے پاس گیا اُس نے ساتھ عزت و توقیر کے رکھا حالانکہ
نہ میں السیار و دار نہ بڑا سپاہی نہ مجھ میں کچھ علم نہ کوئی ایسا ہنر
کہ جس کی بدولت کوئی قدردانی کرتا صرف حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کی دعا کا اثر تھا اور اُس روپیہ کی برکت کا یہ

Marfat.com

حال ہے کہ جب میں سفر کر کے مع الخیر بیجاپور میں آیا تب ساٹھ
روپے میرے پاس تھے اور اُس روپے کی برکت کا حال اگر تمام
وکمال لکھوں تو ایک جدی کتاب تیار ہو کیونکہ حضرت علیہ الرحمۃ
نے وہ روپیہ سن تینتالیس ہجری میں مجھکو عنایت کیا تھا اور اب
سن چوہتر ہجری ہیں وہ روپیہ میرے پاس موجود ہے ہزاروں
روپے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے اور میں نے خرچ
کئے اور اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا میں اس بلدہ دارالاسلام ٹونک
میں ہوں فضل الٰہی سے اب میرے پاس نقد اور زیور ملا کر ہزار
روپے ہیں اور اس کے علاوہ سوا آٹھ سو روپے حویلی میں لگے
وہ موجود ہے اور اٹھارہ برس سے پانچ روپے مہینہ للہ فی اللہ
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کے طفیل سے میرے
آقائے نامدار دولتمدار نواب مستطاب معلی القاب نواب وزیر الدولہ
امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ دام اقبالہ عنایت فرماتے
ہیں اور اس زمانے سے آج تک نہ میں نے کسی کی نوکری کی نہ چاکری
اور اُسی وقت مذکور سے آج تک اگر کبھی مشیت الٰہی سے مجھکو
جو کوئی عارضہ لاحق ہوا تو اُسی طور اللہ تعالیٰ نے چٹ پٹ چھ
سات روز میں شفا عطا فرمائی میں اپنے عقیدہ سے یہ بھی اسی

Marfat.com

دن کی دعا کی برکت کا اثر جانتا ہوں اور اُس زمان
ہدایت نشان سے آج تک ہر قسم کے لوگوں میں محکوم رہنے کا اتفاق
پڑا اللہ تعالیٰ نے ساتھ عزت و آبرو کے رکھا یہ بھی میں حضرت
ہی دعا کا اثر جانتا ہوں اور خصوصاً السیارئیس المومنین امام المسلمین
عالی مراتب والا مناصب صاحب جاہ وجلال خداوند دولت و
اقبال سخی زماں شجاع دوراں پیشوائے شریعت مقتدائے طریقت
نواب ممدوح پر فتوح جو ہم سے خستہ حال شکستہ بال لوگوں کی
قدر و منزلت کرتا ہے اور واجب التعظیم جانتا ہے یہ محض حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین علیہ الرحمۃ کی کفش برداری اور خدمتگزاری
کا اثر ہے والا من آنم کہ من دانم فقط اب سنا چاہیئے کہ جو احوال
پنجبار میں پیچھے میرے گذرے اور جب میں سفر سے آیا اور زبانی
اپنے لوگوں کے معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ سیدو کی لڑائی میں جو یار محمد
خاں درانی نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو زہر دیا تھا سو اُس
کی گرمی کا کچھ خلل آپ کی طبیعت فیض طویت میں باقی تھا اس کے دور
ہونے کے لئے لشکر ظفر پیکر کے تجربہ کار لوگوں نے یہ چارہ تجویز کیا،
تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کہیں نکاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ سے امید
ہے کہ وہ خلل جاتا رہے اور آپ کی اہلیہ شریفہ وہاں سے دور
ملک سند میں تھیں آخر کو آپ سے چھپا کر موضع گنگلئی میں

Marfat.com

ایک بیوہ سیدانی پیر بابا کی اولاد سے تھیں اُن کی بیٹی سے
نکاح کا ڈول لگایا پھر آپ کو اس کی اطلاع کی آپ نے فرمایا
کہ بات تو بہتر ہے مگر اس امر میں سید محمد اسمٰعیل کی والدہ کا مجھ سے
عہد ہے یہ بات بے اجازت اُن کی کے میں نہیں کر سکتا ہوں)
لوگوں نے عرض کی کہ اگر آپ کا فقط یہی عذر ہے تو کوئی قاصد
سند میں بھیج کر اجازت منگوا لینا چاہئیے یہ امر کچھ دشوار نہیں ہے
آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر اجازت آجاوے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں پھر
لوگوں کے کہنے سے آپ نے سید محمد اسماعیل کی والدہ شریفہ معظمہ مکرمہ
کو اس مضمون ہدایت مشحون کا خط بحریر فرمایا کہ ان دنوں مجکو ایسا
ایسا عارضہ لاحق ہے اور تجربہ کار شخصوں نے اس کے دفع کے
واسطے نکاح کرنا تجویز کیا ہے سو یہ بات آپ کی اجازت پر
موقوف ہے اس واسطے کہ تم نے وقت نکاح آنے کے یہ عہد لیا
تھا کہ ہمارے جیتے ہوئے بے اذن ہمارے اور نکاح نہ کرنا اب
جو تمہاری مرضی مبارک ہو وہ مجکو منظور ہے پھر یہ خط محمد صلاح
سندی کو دے کر اور ایک دوسرا آدمی اس کے ساتھ کر کے
سند کو روانہ فرمایا اس عرصہ میں چند روز کے بعد جو آپ نے آخوند
فیض محمد کو کچھ تحفہ دے کر شاہ کا شکار کے پاس واسطے دعوت
جہاد کے روانہ کیا تھا سو وہ آخوند موصوف سمع الخبر پختیار میں

Marfat.com

آئے اور چند تحائف بھیجے ہوئے بادشاہ کے لائے وہ کیا کیا تحفہ
تھا ایک تو خاب بی بی صاحبہ والدہ بی بی حاجرہ کی تھیں اور ایک
چادر ریشمینے کی نہایت باریک اور بیش قیمت تھی اور ایک قرآن مجید
خوشخط اور مطا اور ایک بیش قبض پولادی شمشیر آبی کے دستے کی اور اس
کا نہال اور مہال نقرئی تھا اور بجائے تسمے کے اس میں کلابتون اور
ابریشم کی گندھی ہوئی ڈوری تھی اور دستے کے حلقہ میں کلابتون اور
ابریشم بھتا تھا اور اس بادشاہ کا خط لائے تھے وہ آپ کو دیا اور
اُس وقت وہ اخوند صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے فارسی میں کلام کرتے
تھے کچھ ہم عامی لوگوں کی سمجھ میں آتا نہ تھا مگر اتنا معلوم ہوا کہ اخوند صاحب
کہتے تھے کہ میں نے آپ کی طرف سے اُس سے بیعت لی اور اس نے آپ کی
اطاعت قبول کی پھر آپ نے بی بی صاحبہ کو کہ ان دنوں بالغہ یہ تھیں اپنی
راولی میں اُتارا اور رہنے کے لئے ایک دوسری جگہ مقرر کی اور وہ بیش قبض
اخوند صاحب کو عنایت کیا اور اُس قرآن شریف اور چادر کو شیخ
ولی محمد صاحب کے پاس رکھوا دیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد آٹھ دس روز
کے بی بی صاحبہ موصوفہ معظمہ مکرمہ کو موضع کنگلی میں اُنھیں سیدانی بیوہ
کے مکان میں رکھ دیا جن کی بیٹی سے آپ کے نکاح کا پیغام تھا بعد
اس کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کچھ اوپر دو مہینے پنجابہیں رہے

Marfat.com

اُنھیں روزوں ارباب بہرام خاں بیس پچیس سوار و پیادے ساتھ
لے کر موضع مہر علی سے جو موضع شیوہ کے قریب ہے واسطے ملاقات
حضرت علیہ الرحمۃ کے پنجتار میں آئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت
کی اور ایک گھوڑا سبزہ اژدر نام نہایت تیز گام اور خوشخرام بطور
نذر کے آپ کو دیا اور کئی دن وہاں رہے ایک روز صلاحاً حضرت
سے کہا کہ آپ ان دنوں معطل یہاں بیٹھے ہیں اگر مناسب جانئے تو چند روز
اس کے نواح میں دورہ کیجئے واسطے ترغیب جہاد کے لوگوں کو وعظ و
نصیحت سنائیے اور اُس ملک کے اکثر لوگوں میں تنبہ دادیاں اگر آپ
ان کے درمیان میں مصالحہ کردیں تو وہ لوگ آپ کے شکرگذار اور
فرماں بردار ہوں آپ کو یہ صلاح خان موصوف کی پسند آئی اور فرمایا
کہ بات تم نے خوب کہی پھر کئی روز کے بعد بیمار اور معذور لوگوں کو تو پنجتا
میں چھوڑا اور باقی لشکر لے کر وہاں سے آپ نے کوچ کیا اُس روز موضع
شیوہ میں جا کر رہے انند خاں نام وہاں کا رئیس تھا اس نے غازیوں کو
مسجدوں اور حجروں میں اُتارا اور آپ کو ایک جدے مکان میں رکھا پہر
پھر شام کو واسطے دعوت کے دو دو چار چار مجاہدین بستی والے تقسیم کر
لے گئے دوسرے دن پھر وہیں رہے لوگوں کو وعظ و نصیحت سنایا چند
لوگوں نے بیعت کی اور منصور خاں چار گلی والا بھی آپ کو سُن کر اُسی دن
آیا اور اپنے یہاں لے چلنے کی درخواست کی یہ خبر سُن کر ارباب بہرام خاں

Marfat.com

شام کو موضع مہر علی کو گئے کہ میں کل راہ میں آکر ساتھ ہو جاؤنگا
پھر صبح کو آپ وہاں سے منصور خاں کے ساتھ چارگلی کی طرف روانہ
ہوئے کوئی ڈھائی یا تین کوس پر ارباب بہرام خاں ملے کہ لوگوں کے
ناشتے کو اپنے یہاں سے مزدوروں کے سر پر گوشت روٹی لائے تھے
حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ خان بھائی یہ تکلیف تم نے کیوں کی
اُنھوں نے عرض کی کہ آج کی منزل دور سمجھ کر میں نے چاہا کہ تھوڑا
بھائی لوگ کچھ ناشتہ کرلیں تو بہتر ہے آپ خوش ہوئے اور فرمایا روٹیاں
لوگوں کو جس قدر ہیں بانٹ دو پھر ناشتہ کرکے وہاں سے سب روانہ
ہوئے راہ میں ایک بستی مچھی نام تھی وہاں کے لوگوں نے آپ کو ٹھہرالیا
رات بھر وہاں رہے دوسرے دن موضع چارگلی میں داخل ہوئے وہاں
تین روز رہے منصور خاں نے بیعت کی اور کہا کہ میں آج سے اپنی جان
و مال سے آپ کا شریک ہوں اور حقیقت میں وہ شخص ایسا ہی راسخ الاعتقاد
ثابت قدم نکلا کہ اول سے آخر تک ایک ویترے پر رہا اور مجھو نام
موضع تنگی کا ایک خان تھا درانیوں نے اس کو جلا وطن کردیا تھا وہ
بھی وہاں سے بھاگ کر منصور خاں کے پاس رہتا تھا اس نے بھی آپ
کے دست مبارک پر بیعت کی اور ہمیشہ حضرت کی رفاقت میں اول
سے آخر تک منصور خاں کی طرح یکساں رہا پھر چوتھے دن آپ وہاں
سے امان زئی کو تشریف لے گئے اور وہاں چار مقام کے لوگوں کو

Marfat.com

دعوت جہاد کی پھر وہاں سے موضع اسمعیل میں گئے فقط ایک رات وہاں
رہ کر وہاں سے کوچ کیا موضع کالوخاں میں گئے ایک رات رہ کر
وہاں سے موضع تلانڈئی کو گئے ایک رات وہاں بھی رہے پھر وہاں
سے شیخ حانا کو گئے ایک ہی شب وہاں بھی رہے وہاں سے پھر نتھیا میں
آئے پھر اس اطراف اور نواح کے خوانین آکر جمع ہوئے اور چند روز
تک تواتر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے مشورہ کیا مگر ہم لوگوں کو دریافت
نہ ہوا کہ وہ مشورہ کس امر میں تھا فقط خاص ہی خاص لوگوں کو اس سے خبر
تھی پھر ایک روز دفعتہً حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ مع لشکر وہاں
سے کوچ فرما ہوئے اس روز جاکر موضع شیوہ میں دیرہ کیا صبح کو وہاں سے
امجد خاں صاحب آپ سے رخصت ہو کر طرف ہندوستان کے روانہ ہوئے
اور حضرت موضع محیٰی میں جاکر رہے وہاں سے چارگلی کو گئے وہاں سے کوچ
کر کے موضع کاٹ گنگ میں داخل ہوئے وہاں ایک مقام کیا اور وہاں
کے لوگوں کو دعوت جہاد کی پھر وہاں کے اُٹھے لوند خڑ کو گئے وہاں کے
لوگوں کو بھی دعوت جہاد فرمائی وہاں سے شاہ کوٹ کو گئے وہاں چند
مقام کرنے کا اتفاق ہوا وہیں سے سید حمید الدین اور سید ابوالقاسم اور
شادل خاں کنج پوری والے حضرت سے رخصت ہو کر ہندوستان کو گئے اور
وہیں غایت اللہ خاں موضع الاڈنڈے کہ ضلع سوات میں ہے آیا اور حضرت
سے کچھ مشورہ کیا پھر آپ نے وہاں سے کوچ کر کے قریب گھاٹی ملاکنڈ کے

Marfat.com

موضع درگہی میں کہ اخیر موضع ضلع سمی کا ہے دیرہ کیا پھر صبح کو
حضرت کوئی دو سو مجاہدین سے عنایت اللہ خاں کے ساتھ خار کو کہ ضلع سوات
میں ہے تمام چھوڑ کر گئے اس نواح کے خوانین آپ کی ملاقات کو آئے اور
مرید ہوئے اور سب نے عہد اطاعت اور شراکت کا کیا عنایت اللہ خاں نے
باقی لشکر بلانے کی مشورت کی کہ ہمیں سب خار میں آکر مقام کریں یا وہیں
درگہی میں رہیں آخر کو صلاح یوں ٹہیری کہ سب کو خار میں بلا لو پھر حضرت سے
کہا آپ نے آدمی بھیجا کہ پیر خاں مورائیں والے کو مع جماعت کے وہیں رہنے
دینا اُن کے ہمراہ اونٹ ہیں اُن کے چارہ گھاس کی وہیں آرام ہے اور
باقی سب کو یہاں لے آنا پھر پیر خاں مع جماعت وہیں رہے اور باقی لوگ
آئے حضرت کا دیرہ تو خار میں جو بڑی مسجد ہے وہاں تھا اور مجاہدین لوگ
خار کی اور مسجدوں اور حجروں میں اُترے پھر کئی دن کے بعد ملا کلیم آخوندزادے
نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو اپنے مکان میں اُتارا اور اُس نواح
کے علما اور خوانین آپ کے پاس آنے لگے اور رجوع ہونے لگے اور واسطے
دعوت کے اپنے یہاں لیجانے لگے وہاں سے دو ڈہائی کوس ڈہیری نام ایک
بستی ہے وہاں کے لوگ کوئی سو سوا سو آدمیوں سے حضرت کو ایک روز
لے گئے اور باخوبی مہمانداری اور خدمتگزاری کی اور بہت مرد و عورت نے
آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ایک رات رہ کر صبح کو وہاں سے

Marfat.com

کرسوات کی طرف تشریف لے گئے ایک ایک دو دو روز وہاں کی
کئی بستیوں میں رہ کر دریائے لنڈئی کے پار برم گولا نام ایک بستی ہے
وہاں گئے تین چار روز وہاں کے لوگوں کو وعظ و نصائح سنا کے پھر چار
کو آئے مہینہ رجب کا تھا اُن روزوں مولانا عبدالحئی صاحب بہ سبب مرض
بواسیر کے سخت بیمار تھے جو دوا ہوتی تھی کوئی مفید نہ پڑتی تھی روز
بروز بیماری بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ حالت نزع کی پہنچی کسی وقت آپ
بیہوش ہو جاتے اور کسی وقت ہوش میں آتے تھے آپ کا یہ حال سُن کر حضرت
علیہ الرحمۃ تشریف لائے جب مولانا صاحب کو ہوش آیا حضرت کو دیکھا اور
پہچانا حضرت نے پوچھا کہ اس وقت کیا حال ہے کہا نہایت تکلیف ہے آپ
میرے واسطے دعا کریں اور میرے سینہ پر اپنا قدم دھریں کہ اس کی برکت
سے اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے مجھکو نجات دے آپ نے فرمایا مولانا صاحب
آپ کے سینہ میں علم قرآن و حدیث کا ہے یہ اس قابل نہیں کہ میں اس پر اپنا
قدم رکھوں پھر آپ نے بسم اللہ کر کے اپنا دست مبارک رکھا مولانا صاحب
کو قدرے تسکین ہوئی اور کئی بار اللہ رفیق الاعلیٰ رفیق الاعلیٰ اپنی
زبان سے کہا اور یہی کہتے کہتے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون
اُس وقت مولانا صاحب کے فرزند ارجمند مولوی عبدالقیوم اور مولانا صاحب
کے دو سالے شیخ جلال الدین اور شیخ ملاح الدین بھی وہیں موجود تھے بلکہ
تمام عزیز و اقارب پہلت والے حاضر تھے اور اکثر مجاہدین لشکر کے

Marfat.com

ازدحام کئے ہوئے تھے ہر کسی کا حال میں نا صاحب کے غم والم سے نہایت
پریشان اور پراگندہ تھا خصوص مولوی عبدالقیوم صاحب کہ ان دنوں
بارہ تیرہ برس کے تھے بسبب غم واندوہ کے ان کا یہ حال تھا کہ بیان اس
کا تحریر اور تقریر سے باہر ہے حضرت علیہ الرحمۃ بار بار ان کو اپنے سینے سے
لگاتے تھے اور تسلی و دلاسا دیتے تھے ایک تو لوگ غمگین ہی تھے دوسرے
ان کی بیتابی و اضطراری دیکھ کر اور بھی دوچند غم ہوا اور پچھلی رات کو
انتقال ہوا تھا رات تو کچھ تجہیز و تدفین کی تدبیر نہ ہو سکی صبح کو آفتاب
نکلے خار کے پورب اور دکھن ایک تیر کی زد پر لوگ قبر کھودنے گئے اور
اوپر نہلانے کی تدبیر ہوئی کئی شخص پھلت والوں سے پردہ لے کر کھڑے
ہوئے مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی محمد حسن قاضی علاء الدین اور میاں جی چشتی
اور میاں جی محی الدین غسل دینے کو اندر گئے اور باہر لوگوں میں حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ مولانا صاحب کے فضائل اور اوصاف بیان کر رہے تھے کہ مولانا
صاحب دین کے ایک رکن تھے اور بڑی برکت والے شخص تھے اللہ تعالیٰ نے
ان کو اٹھا لیا جو مرضی اس مالک کی اور حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری
تھے پھر جب غسل سے فراغت ہوئی کفن دیا جنازہ تیار کیا اور اٹھا کر لے
چلے ایک پائے کی طرف حضرت علیہ الرحمۃ تھے اور تین طرف اور صاحب تھے
پھر ایک میدان میں جنازہ رکھا گیا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے نماز
پڑھائی اس وقت کوئی چھ سات سو اپنے مجاہدین تھے اور باقی خار

Marfat.com

والے تھے اور ادھر قبر تیار تھی کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھے لوگ دفن کر کے
فارغ ہوئے اور اول عشرہ ماہ ذی الحجہ کا تھا حضرت کے لشکر ظفر پیکر
میں ہندوستان سے تشریف لائے تھے اور اخیر عشرہ ماہ رجب میں فوت
ہوئے تو کچھ روز کم آٹھ مہینے وہاں زندہ رہے تھے پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ
دفن کر کے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے تب بہلت والوں کو جو مولانا
مغفور کے عزیز و اقربا تھے ان کو بلا کر تسلی دی اور تشفی کی اور سب کو
کھانا کھلایا اور اس روز سے مولانا عبدالقیوم صاحب کا کھانا اپنے ساتھ
مقرر فرمایا اور مولانا صاحب کی دوسری ماں سے مولوی احمداللہ نام ناگپور
میں ایک بڑے عالم اور بہت متقی مولانا صاحب سے اُن کی ملاقات کبھی نہ
تھی صرف خط و کتابت سے محفوظ تھی اور دونوں صاحبوں کو کمال اشتیاق تھا
سو وہ بھی بارادہ جہاد چند آدمیوں کو ساتھ لے کر اپنے وطن سے چلے تھے
مولانا صاحب کی وفات کے تیسرے یا چوتھے روز موضع درگھی میں آکر داخل
ہوئے اور وہاں لوگوں سے سنا کہ مولانا صاحب کا انتقال ہوا اس خبر وحشت
اثر سے نہایت ان کو رنج و ملال ہوا کہ افسوس صد افسوس کہ اتنی دور
ہم اس آرزو اور اشتیاق سے آئے اور ملاقات نصیب نہ ہوئی پھر رات
بھر وہ درگھی میں رہے دوسرے دن خاص میں آئے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
سے ملے مصافحہ اور معانقہ کیا اور اپنا حال بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر
بیعت کی اور مولانا صاحب کے مرنے کا بہت افسوس اور غم کیا کہ مجکو بڑا

Marfat.com

اشتیاق تھا کہ بھائی صاحب سے ملوں گا مگر مرضی الٰہی یوں تھی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت نے سمجھا کر بہت تسلی دی اور مولوی عبدالقیوم کو بلایا اور اُن سے بلایا اور فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی صاحب کے بیٹے ہیں انھوں نے بڑی محبت سے ان کو اپنے سینہ سے لگایا اور پیار کیا پھر مولوی عبدالقیوم صاحب ان کو اپنے دیرے میں لے گئے اور وہیں ان کو اور اُن کے لوگوں کو اتارا پھر آٹھ دس دن کے بعد مولوی عبدالقیوم صاحب کے ماموں شیخ جلال الدین نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ مولانا صاحب کا یہاں انتقال ہوا اس کی خبر جو عبدالقیوم کی والدہ کو پہنچے گی تو کمال غم والم ہوگا سو میری بہت یہ ہے کہ عبدالقیوم کو گھر بھیجا دوں اور شیخ صاحب کا صرف حیلہ اور بہانہ تھا گھر جانے کو اُن کی خود نیت تھی بہت روزوں سے وہ بیر خاستہ طبیعت تھے اور اسی طور کے اور بھی چند لوگ تھے اور یہ حال اُن لوگوں کا حضرت کو معلوم تھا حضرت نے ان کو بہت سمجھایا کہ نہ جاویں اس لئے کہ اُن کے ساتھ اور بھی چلدیں گے مولوی احمداللہ صاحب نے بھی بہت سمجھایا مگر اُن کے خیال میں نہ آیا آخر کو حضرت نے رخصت کیا ویسا ہی ہوا کہ ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ لشکر کے جو گھبرائے تھے روانہ ہوئے اور مولوی احمداللہ صاحب حضرت کی رفاقت میں رہے یہاں تک کہ اخیر لڑائی کو بالاکوٹ میں شہید ہوئے **حکایت** میاں خدا بخش رامپوری کہتے ہیں کہ ایک بار ہمیں محکو ایک عارضہ لاحق ہوا کہ تمام بدن

Marfat.com

میرے میں سر رہے یا ؤں تک بچھا لے پڑ گئے تھے اور وہ نہ تو اچھک اکے
بچھا لے تھے نہ خالد شاہ کے خدا الجان نے کیا تھے اور سبب تعفن کے یہاں تک
نوبت پہنچی کہ لوگ پاس بیٹھنے سے نفرت کرنے لگے ایک روز اتفاقاً حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ موضع ڈھیری سے کر خانے سے قلعہ لاخ ہے اپنے ڈیرے
کو تشریف لاتے تھے لوگوں نے کہا کہ حضرت کی سواری آتی ہے میں نے اپنے
بھائی الٰہی بخش سے کہا کہ مجھکو پکڑ کر رستہ پر کھڑا کر دو پھر انھوں نے مجھکو ایک
جگہ راہ میں کھڑا کر دیا جب حضرت کی سواری پاس ہو کر نکلی میں نے ہاتھ بڑھا کر
آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی آپ نے مجھکو دیکھ کر نہ پہچانا اور پوچھا کہ تم کون
ہو میں نے عرض کی کہ میں خدا بخش ہوں الٰہی بخش کا بھائی آپ نے فرمایا
تمہارا کیا حال ہے ہمارا مین نے کہا ہی بچھ حال ہے جو آپ دیکھتے ہیں اور میری یہ
آرزو ہے کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھکو صحت کامل عطا فرماوے
میں نے اُس وقت کچھ بڑھ کر بچھ بردم کیا اور اپنا ہاتھ میرے سر اور بدن پر
پھیرا اور الٰہی بخش سے کہا ان کو ہر روز صبح کو ہمارے پاس لایا کرو پھر یہ فرما کر
آپ تو اپنے ڈیرے کو تشریف لے گئے مجھکو الٰہی بخش میرے مکان پر لائے پھر دوسرے
دن دوسرے مجھکو الٰہی بخش حضرت کے پاس لے گئے اُس وقت آپ کی مجلس میں
لوگ بہت جمع تھے میں نے سلام علیکم کیا آپ نے وعلیکم السلام جواب دیا اور
لوگوں سے فرمایا ان کو راہ دو اور الٰہی بخش سے کہا ان کو ہمارے پاس لاؤ پھر
مجھکو اپنے نزدیک بٹھایا میں اُس وقت پوتین اوڑھے تھا فرمایا اس کو

Marfat.com

اُتار ڈالو میں نے اُتار ڈالی، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر سے پیر تک پھیرا اور فرمایا کہ تم اپنے دل میں ملول نہ ہونا انشاء اللہ تعالیٰ تندرست ہو جاؤ گے پھر اسی طور کئی روز میں گیا اور آپ نے ہاتھ پھیرا روز بروز مجھکو صحت ہونے لگی یہاں تک کہ ایک روز میں نے ایک گھڑے پانی سے تمام بدن خوب مل کر غسل کیا سارے بدن کا مردار چمڑا ادھڑ گیا چمکتا ہوا صاف بدن نکل آیا میں کپڑے بدل کر لوگوں میں گیا سب کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ دو چار دن ہوئے تمہارا تو وہ حال تھا یہ کیا ہو گیا میں نے کہا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کی دعا سے چنگا کر دیا **حکایت** خار میں ایک بار کچھ دنوں حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں خرچ کی تنگی تھی ان روزوں گنوں کی فصل تھی اور کولھو چلتے تھے کھیتوں میں زمیندار مزدوروں سے ہر روز گنے چھلواتے تھے چند آدمی ہم لوگوں سے بھی ایک دن بطور سیر کے گئے اور مزدوروں کے ساتھ وہ بھی چھیلنے لگے زمینداروں نے کہا بھائیو گنے چوستے بھی جاؤ پھر ان کے کہنے سے چوسنے بھی لگے اور چھیلنے بھی لگے اور جب وہ اپنے ڈیرے کو چلے تب آٹھ آٹھ دس دس گنے سر اسم ہر ایک کو اُنھوں نے اور بھی دئے یہ حال لشکر میں آکر حضرت سے عرض کیا، آپ نے فرمایا خوب کیا یہ خبر لشکر کے اور غازیوں کو ہوئی کہ آج اُنہوں نے وہاں خوب گنے چوسے اور دیر پر بھی لائے پھر تو ہر روز لوگ جانے لگے اور مزدوروں کے ساتھ چھیلے اور چوستے اور جب وہاں سے

Marfat.com

آتے تو آٹھ دس گنے دیرے پر لاتے یہ بھی ان تنگی کے دنوں میں خدا
کی عنایت ہوئی جب گنے ہو چکے ایک روز زمیندار حضرت سے آکر کہنے
لگے کہ اب کی سال غازیوں نے ہمارے گنے چھیلے اور باخوبی چوسے اور اپنے
دیروں پر لائے تسپنر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے نسبت اور سال
کے ہمارے یہاں ڈیوڑھا گڑ پیدا کیا اور انھیں روزوں حضرت علیہ الرحمۃ
نے سید احمد علی صاحب کو پچیس سوار و پیادوں سے منارے میں بھیجا کہ موتی
اور سنتو کے پاس سے کچھ قرضہ لاؤ جب کوئی ہماری منڈوی کہیں سے آویگی
قرضہ ادا کیا جاویگا پھر وہ تو منارے کو روانہ ہوئے اور ادھر ایک روز ایسا
اتفاق ہوا کہ میاں عبداللہ جو دالیا کر کے مشہور تھے تھوڑی کھچڑی پکا کر
حضرت کے واسطے لائے اور کہا فقط یہی کھچڑی تھی اور آج غلہ کہیں نہیں ہے
جو لشکر میں تقسیم کیا جاوے آپ نے وہ کھچڑی رکھوا دی اُس وقت نہ کھائی
اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بھوکا نہ رکھے گا کہیں نہ کہیں سے ضرور
روزی پہنچاویگا اور ایک آدمی کو بھیجا کہ شیخ رحم علی کو بلا لاؤ اور اُن سے
کہنا کہ تمہیار باندہ کر چلو پھر وہ اُسی طرح حضرت کے پاس آکر حاضر ہوئے
ان کی مکر میں بیش قبض تھانیدار نقرئی مہتال کا تھا کہ شیخ غلام علی نے حضرت کو
دیا تھا آپ نے فرمایا کہ آج یہ بیش قبض ہم کو دو پھر ہم تم کو دیدینگے
اُنہوں نے حوالہ کیا' آپ نے میاں عبداللہ کو دیا کہ اس کو بنئے کے یہاں
اُس کی دلجمعی کے واسطے رکھ کر غلہ لاؤ کہ لشکر میں تقسیم ہو پھر انھوں نے

Marfat.com

اس کو بقال کے پاس رکھ کر دس روپے کے پندرہ من چاول لائے اور حضرت سے عرض کیا کہ اس قدر چاول لایا ہوں اور وہاں کا سیر اسی روپے بھر کا تھا آپ نے فرمایا کہ بسم اللہ کر کے ہر روز کے موافق تقسیم کردو اللہ تعالیٰ برکت کریگا کچھ کم یا زیادہ لشکر میں ہزار آدمی تھے ایک ایک تا ملوٹ چاول سب کو پہنچے اور کچھ بچ بھی رہے یہ بھی حضرت کی ایک کرامت ہوئی اور دوسری کرامت یہ ہوئی کہ اسی دن قریب شام کے ہوتی اور سنتو کا آدمی منارے سے خبر لایا کہ آپ کی سنڈی ہمارے سیٹھ کی دکان پر آئی ہے اپنے لوگ بھیج کر روپے منگوالو آپ نے فرمایا ہمارے آدمی تمہارے روبرو وہاں پہنچے تھے یا نہیں اُس نے کہا وہ تو، پانسو روپے کا کپڑا اور پانسو روپے نقد لے کر مجھ سے پہلے چلے تھے سنڈی دو روز پیچھے آئی اور وہ لوگ آج درگہی میں مجھکو ملے تھے اگر وہاں سے چلے ہونگے تو آج رات کو کسی وقت آجاوینگے اور نہیں تو کل داخل ہونگے یہ خبر سُن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور جناب الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی ہر طرح پرورش منظور ہے ہر طرح سے ان کو روزی پہنچاتا ہے پھر وہ آدمی تو لشکر میں رہا اور بعد نماز عشا کے اسی رات کو ایک آدمی خبر لایا کہ سید احمد علی صاحب کو گھاٹی کے اوپر میں چھوڑ آیا ہوں ایک اونٹ ان کا تھک گیا ہے سو بیٹھ بیٹھ جاتا ہے آپ نے اسی وقت شیخ ولی محمد صاحب کو فرمایا اُنھوں نے اپنی جماعت سے چند آدمی بھیج دئے پھر کوئی سوا پہر رات گئے میر احمد علی صاحب لشکر میں داخل ہوئے اور جو کچھ نقد اور

Marfat.com

کپڑا لائے تھے شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت میں سپرد کیا اور آپ حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور کہا کہ موتی اور سنتو کی دکان سے پانسو روپے نقد لایا ہوں اور
پانسو کا کپڑا' آپ نے فرمایا کہ آج قریب شام کے موتی اور سنتو کا آدمی آیا
ہے تم دو روز اُس سے پیچھے چلے تھے تمہارے پیچھے ہنڈی آئی اُس کی خبر لیکر آیا
ہے اور جو کچھ تم دکان سے لائے ہو اس کی بھی خبر کہتا تھا **حکایت** ضلع
کوہستان میں کانڑا گوربند ایک بستی ہے وہاں سے جان نام ایک بڑے
عالم اور بڑے زکی الطبع اور خوش تقریر حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو خار
میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ میں اپنے گھر سے بہت آسودہ حال ہوں اللہ تعالیٰ
نے روپیہ پیسہ بہت دیا ہے میں آپ کی خدمت بابرکت میں صرف خدا کے لئے آیا
ہوں اگر آپ کی برکت کا اثر دل میں پاؤنگا تو بیعت کرونگا' آپ نے
فرمایا کہ تم پہلے بیعت کرلو پھر انشاء اللہ تعالیٰ برکت کا اثر بھی معلوم ہو جاویگا
پھر انھوں نے بیعت کی' آپ نے نظام الدین اولیا سے کہا کہ تم مولوی صاحب کو
لیجا کر توجہ دو اور وہ نظام الدین محض اُمّی بے علم تھے اُنھوں نے مولوی صاحب
کو توجہ دیا اُنہوں نے توجہ میں جو دیکھا حضرت سے آکر بیان کیا اور کہا کہ
میں آپ کے دست مبارک پر پھر بیعت کرونگا اس واسطے کہ میاں نظام الدین
ایک عامی آدمی اور مجکو لوگ عالم جانتے ہیں سو ان کی توجہ دینے سے مجکو
یہ فائدہ ہوا کہ تمام عمر میں کبھی کسی سے نہ ہوا جیسے کوئی کسی کے اندھے کی
آنکھیں کھول دیتا ہے اس وقت ایسا ہی میرا حال ہوا میں نے اپنے دل میں جانا

Marfat.com

کہ میں از سرِ نو آج مسلمان ہوا ہوں اور اگلی تمام عمر میری یوں ہی برباد
ہوئی، حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ عنایات الٰہی سے ہمیشہ کے
مسلمان ہیں مگر حقیقت اس کی آپ کو حکمت الٰہی سے آج ظاہر ہوئی پھر مولوی
صاحب آپ کی رفاقت میں رہنے لگے باقی مولوی صاحب موصوف کا آگے
کئی جگہ مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ **حکایت** خار میں ملا کلیم نام ایک
شخص تھا سوائے اس ملا کلیم آخوند کے کہ حضرت علیہ الرحمۃ جس کے مکان میں
اُترے سو وہ ایک روز شیخ ولی محمد کی جماعت میں لوگوں سے بیان کرنے
لگا کہ یہاں کی عورتیں جو پنکھیوں پر جایا کرتی ہیں ایک روز میرے سامنے
آپس میں کہنے لگیں کہ سید بادشاہ کے غازی لوگ معلوم ہوتا ہے کہ سب کے
یا تو نامرد ہیں یا ولی ہیں اس واسطے کہ پنکھیوں پر اکثر عورتیں بھی ہوتی ہیں اور
وہ بھی ہوتے ہیں مگر کوئی کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے
میں نے اُن سے کہا کہ نامرد کوئی نہیں سب مرد ہیں یہ سب سید بادشاہ
کی نصیحت کا اثر ہے کہ ایسے متقی اور پرہیزگار ہیں جو کسی خلاف شرع
بات پر ان کا میل نہیں ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ وہاں کی عورتوں کو
بھی حضرت کی اور حضرت کے لوگوں کی صلاحیت اور پرہیزگاری معلوم
تھی **حکایت** ایک بار خار میں حضرت علیہ الرحمۃ سے چند غازیوں نے
جا کر عرض کیا کہ ان دنوں ہم لوگ یہاں معطل بیٹھے ہیں اگر اجازت ہو تو قواعد
پھریرا وغیرہ کی مشق کیا کریں اور لوگ رنجک بھی اُڑایا کریں کہ بندوق لگانے میں

Marfat.com

آنکھ نہ جھپکے، آپ نے فرمایا کیا کرو کیا مضائقہ ہے پھر ہر روز میر عبدالرحمن ساکن قصبہ جبالو کہ ملک کہیڑ میں واقع ہے جو الحال ہمارے آقائے نامدار دولتمدار دام اقبالہ کی سرکار میں عہدۂ رسالداری غول محمدی میں سرفراز ہیں اور حافظ امام الدین رامپوری اور ایک سید رامپوری لوگوں سے توڑے دار بندوقوں کی قواعد لینے لگے اور حاجی عبداللہ رامپوری اور میر امام علی عظیم آبادی اور شیخ خواجش علی غازی پور کے ضلع کے اور شیخ بلند بخت وہیں کے اور شیخ نصراللہ خورجے کے اور اکبر خاں قواعد جھاق اور قرابین کی لیتے تھے اور رات کو جاکر حضرت سے کرتے تھے کہ آج اس طور سے قواعد کرائی آپ سن کر بعضے بعضے روز کوئی نکتہ نیا ایسا بتا دیتے تھے کہ سب کو پسند آتا تھا چنانچہ ایک نکتہ یہ ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ اکثر سپاہی لوگ بروقت لڑائی کے گولیاں منہ میں بھر لیتے ہیں اور بندوق میں منہ ہی ڈالتے ہیں اس میں کئی طور کا نقصان ہے ایک نقصان تو یہ ہے کہ اگر بندوق بہت گرم ہو گئی یا کہ کہیں اس میں آگ رہ گئی اور سپاہی نے ہاتھ سے بارود ڈالی اور منہ سے گولی خدانخواستہ بندوق چل گئی تو جان بر صدمہ پہنچا اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ بروقت دھاوے کے تکبیر اللہ اکبر کہنی چاہیئے اگر گولیاں منہ میں بھری ہونگی تو تکبیر نہ کہی جاوے گی اسی طور کے کئی نقصان اور بھی ہیں اور رنجک دن کو اور رات کو بھی لوگ اپنے اپنے ڈیروں میں اڑاتے تھے اور وہ قواعد کم یا زیادہ ڈھائی تین مہینے رہی قواعد لینے والوں نے ایک روز حضرت سے بہت تعریف کی کہ بھائی لوگ اب خوب مشاق اور

Marfat.com

ہوشیار ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ہم بھی دیکھنے
آویں گے آپ کے آنے کی خبر سُن کر غازی لوگ اُس دن آراستہ ہو کر آئے
اور خوب چستی و چالاکی کے ساتھ قواعد کرنے میں مشغول ہوئے پھر کچھ دن پیچھے
یکاس ساتھ خاص جماعت کے آدمیوں سے حضرت وہاں تشریف لے گئے اور
دیر تک قواعد کا ملاحظہ فرمایا اور کہا بھائیو اب دو دو چار چار چوٹ بندوقیں
بھر کر اسی فرطی کے ساتھ لگاؤ پھر موافق فرمانے آپ کے لوگوں نے بندوقیں
لگائیں اور قرابینیں بھی چلائیں آپ بہت خوش ہوئے پھر آپ نے جناب الٰہی
میں سب کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ بھائیو قواعد پر اعتماد نہ کرنا فتح
اور شکست اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے قواعد پر موقوف نہیں ہے
اگر صرف تم عنایت الٰہی پر اعتماد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو قواعد والوں
پر غالب اور فتحیاب کریگا اور اب کل سے قواعد موقوف کرو جس کا دل
چاہے تنہا تنہا پھر ماری کی مشق کر لیا کرے پھر اُس دن سے لشکر میں ساتھ
اس ہیئت کے قواعد ہم نے نہیں دیکھی پھر امداد الٰہی سے موافق فرمانے حضرت
علیہ الرحمۃ کے اکثر لڑائیوں میں دیکھا کہ تھوڑے غازی بہت کافروں
اور باغیوں پر غالب ہوئے **حکایت** ایک بار خار میں اس زور
و شور سے بیماری ہیضہ کی شروع ہوئی کہ جس کو ہیضہ ہوا وہ فوراً مرا
تمام شہر میں واویلا مچ گیا مگر فضل الٰہی سے ہمارا تمام لشکر بچ گیا کسی
کو کچھ نہ ہوا فقط ایک آدمی رحمت خاں نام افغان ساکن مصطفےٰ آباد عرف
رامپور واقع ملک کیٹھر ہوا ہمارے لشکر کا حال خیال کر کے چند لوگ شہر

Marfat.com

حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آکر واسطے دعا کہ عرض کرنے لگے کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو ہمارے شہر سے دفع کرے، آپ نے فرمایا کہ تم سب مل کر جناب باری میں ساتھ خلوص دل کے توبہ و استغفار کرو اور موافق توفیق اپنی کے کچھ محتاجوں کو صدقہ دو اور ہم بھی دعا کرینگے۔ پھر وہ لوگ اپنے اپنے مکان میں آئے اور موافق ارشاد حضرت کے عمل میں لائے پھر دوسرے دن حضرت علیہ الرحمۃ اپنے لوگوں اور شہر والوں کو لے کر باہر خار کے گئے اور ننگے سر ہو کر بہت دیر تک جناب باری میں کمال تضرع اور زاری اور عجز و انکساری کے دعا کرنے لگے اور سب لوگ آمین آمین کرتے تھے پھر بعد فراغ دعا کے حضرت اپنے ڈیرے میں تشریف لائے اور سب لوگ بھی اپنے گھروں میں آئے اسی روز سے تخفیف ہونے لگی کوئی آٹھ دن کے عرصہ میں فضل الٰہی سے بالکل وہ بلا دور ہو گئی **حکایت** میاں الٰہی بخش رامپوری جو الحال میرے آقائے نامدار ہدایت مدار کے توشکخانہ دار وغیرہ ہیں بیان کرتے ہیں کہ خار میں ایک روز میں نظام الدین اولیا کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو جانتے ہو کون ہے میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہا یہ وہی جذامی ہے جو حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا سے چنگا ہو گیا میں نے کہا بیان تو کرو یہ قصہ کیونکر ہوا کہا ایک روز یہ شخص کپڑے سے اپنا تمام بدن چھپائے حضرت کے پاس آیا اور اپنا بدن حضرت کو دکھایا اور عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں آپ نے اس کی طرف بغور دیکھ کر فرمایا کہ تم بعد ایک ہفتہ کے ہمارے پاس پھر آنا ہم تمہارے

Marfat.com

واسطے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے پھر یہ شخص
چلا گیا سات آٹھ روز میں قبل نماز عشا کے آیا حضرت کو اطلاع ہوئی
آپ نے فرمایا کہ اس کو ہمارے پاس لاؤ اس وقت فقط تین آدمی حضرت
کے پاس تھے ایک سید اسمعیل بریلوی اور دوسرا فرجام اور تیسرا میں اور
آپ ایک لگن میں وضو کر رہے تھے جب اس کو آپ کے پاس لے گئے
آپ نے اُس سے کہا کہ بسم اللہ کر کے اس لگن کا پانی اپنے تمام بدن
میں لگا لو اللہ تعالیٰ تم کو شفا دیگا مگر یہ مذکور کسی سے نہ کرنا اس نے موافق
فرمانے آپ کے وہ پانی سارے بدن میں اپنے لگایا پھر حضرت نے دعا
بھی کی بعد اس کے یہ شخص آپ سے رخصت ہو کر چلا گیا آٹھ نو روز میں
پھر آیا اور بدن اپنا دکھایا تمام بدن پر اس کے چمڑا چھٹ کر ابھر رہا
تھا جیسے مچھلی کے چھلکے، آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ عنایت الٰہی سے اب تم
چنگے ہو گئے جب یہ تمام چمڑا مردار اُتر جاوے تب نہا دھو کر پھر ہمارے
پاس آنا پھر کوئی پندرہ سولہ روز کے بعد یہ شخص صحیح و سالم ہو کر آپ کی
خدمت بابرکت میں آکر حاضر ہوا اس کا ماجرا یہ ہے جو میں نے بیان کیا

حکایت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے جو قاصد خط دے کر واسطے
اجازت نکاح کے بی بی صاحبہ کے پاس سند کو بیجاپور سے روانہ کیا
تھا جواب خط کا لے کر خاور میں حضرت کے پاس آیا آپ نے اُس
کو پڑھایا خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ خط سرت نمط آپ

Marfat.com

کا آیا اور نہایت معزز و ممتاز محکو فرمایا اور مندرجہ مضمون ہدایت مشحون
اُس کا دریافت ہوا الحمدللہ آپ نے عہد ہمارا وفا کیا ہم اس امر میں اپنی جان
و دل سے بلا انکار راضی ہیں ہماری طرف سے اس میں آپ کو اجازت ہے
ایک تو یہ کام عذر بیماری سے کرتے ہیں اور دوسرے ابھی دو بیبیاں کرنی
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو رخصت ہیں اور سوا اس کے لونڈیاں اپنی خدمت
میں لانا یہ بھی اجازت خدا ہی کی طرف سے ہے ہمارا مدعا یہ ہے کہ جو کہیں
آپ نکاح کریں تو ایسی جگہ کریں کہ ہمارے آپس میں کسی نوع کا قصہ
بکھیڑا نہ ہو اور ہمارا ملنا آپ سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر موقوف ہے جب
ملاوے زیادہ والسلام اس خط کا مضمون دریافت کرکے حضرت نہایت
خوش ہوئے اور سر مجلس فرمانے لگے کہ الحمدللہ ہماری دونوں بیبیاں اس
زمانہ کی بیبیوں کی سردار ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے ان کو ایمان کامل
عطا فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ امر جس کی ہم نے اجازت چاہی تھی عورتوں
پر نہایت شاق اور گراں ہوتا ہے اُنھوں نے محض واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ
کے ہم کو اجازت دی اور اس میں ایک ذرہ اپنے نفس کی خواہش نہ کی اس
وقت کی بیبیوں سے یہ بات ہوتی بہت دشوار ہے پھر آپ نے وہیں واسطے
ان کے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح ان کو اپنی رضامندی کے ہر کام
میں راسخ و ثابت قدم رکھے بعد اس کے ایک دور و زمیں سید احمد علی اور
مولانا محمد اسمٰعیل اور میاں جی حسینی اور سوا ان کے اور چند صاحبوں نے
مشورہ کرکے آپ سے عرض کیا کہ جو آپ کو عذر تھا اُس کی تو اجازت

Marfat.com

آگئی آپ کے لئے جو لوگوں نے نکاح کی تجویز کی تھی اب اس امر میں کیا ارشاد ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں اجازت تو آگئی مگر بی بی صاحبہ نے جو لکھا ہے کہ ایسی جگہ نکاح کرنا کہ ہمارے درمیان میں کسی طور کا تنازع واقع نہ ہو اس امر میں بھی محکو ان کی رعایت منظور ہے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ درست فرماتے ہیں پھر ہم اس میں بموجب کر خدمت شریف میں گذارش کرینگے پھر اور روز سب نے یہ مشورت ٹھہرائی کہ جو لڑکی آخوند فیض محمد کا نکاح بادشاہ کے یہاں سے لائے ہیں اس میں نہ کسی طور کا جھگڑا ہے نہ بکھیڑا جیسا رعایت بی بی صاحبہ کے حضرت چاہتے ہیں ویسا ہی ہے مگر اس امر میں ہماری جرأت نہیں کہ ہم عرض کریں سید احمد علی صاحب نے کہا کہ اس مقدمہ میں تم الگ رہو میں حضرت سے عرض کرونگا پھر انھوں نے آپ سے جا کر کہا کہ لوگوں نے یہ بات تجویز کی ہے، آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تجویز تو تم نے خوب کی ہے مگر مجکو اس میں بھی احتیاطا اندیشہ ہے کہ خدا معلوم وہ لڑکی کس کی ہے کسی مسلمان کی ہے یا کسی اور کی ہے اس ملک کے حاکموں کا کیا اعتبار جس کو چاہتے ہیں پکڑ کر لونڈی غلام بنا لیتے ہیں سید احمد علی صاحب نے کہا کہ اس کا حال آخوند فیض محمد سے دریافت کر لیجئے وہی لائے تھے پھر آخوند صاحب بلائے گئے آپ نے اُن سے حال پوچھا اُنھوں نے کہا کہ مجکو یہ حال نہیں معلوم

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ سید احمد علی صاحب اب کہو اس کا جواب کیا ہے
اُنہوں نے کہا یہ بات کیا مشکل ہے آخوند صاحب کو آپ کاشکار
کو روانہ فرماویں چند روز میں مفصل حال معلوم ہو جاویگا' آپ نے
فرمایا بہت خوب پھر آپ نے آخوند صاحب کو طرف کاشکار کے روانہ
فرمایا پھر بعد چند روز کے انھیں صاحبوں نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
سے آکر عرض کی کہ آپ نے آخوند صاحب کو طرف کاشکار کے روانہ
فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ روزوں میں خبر لے کر آہی جاوینگے اس
عرصہ میں اگر مناسب جانئے تو کوئی آدمی معتبر بھیج کر کنگلئی سے
اُس لڑکی کو منگوا لیجئے' آپ نے فرمایا کہ اچھا تو ہے کسی کو تجویز کرو
اُنھوں نے کہا کہ نظام الدین اولیأ اور الٰہی بخش رامپوری کو بھیجنا ہمارے
ذہن میں مناسب معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ یہی دونوں آپ کی
اجازت سے وہاں پہنچا آئے تھے اور یہی چند روز واسطے خدمت اُس
کی کے وہاں رہے بھی تھے' آپ نے فرمایا بہتر ہے پھر آپ نے دونوں
صاحبوں کو اپنے پاس بلوایا اور ایک ٹٹو دیا کہ اسی پر سوار کر کے
لانا اور یہاں سے بُنیر میں ہو کر جانا اور اسی طرف سے آنا یہ رستہ
بہ نسبت اور رستوں کے شر و فساد سے مامون ہے پھر وہ دونوں
صاحب کنگلئی کو روانہ ہوئے خار سے کنگلئی قریب پانچ منزل
کے ہے چند ہی روز کے عرصہ میں ساتھ خیر و عافیت کے خار میں

Marfat.com

آکر داخل ہوئے جس مکان میں حضرت آپ اُترے تھے اُس سے
ملا ہوا دوسرا مکان تھا اُس میں لڑکی کو اُتروایا اور شیخ ولی محمد صاحب
اور میاں عبدالصمد کو واسطے کاروبار کھانے پانی وغیرہ کے مقرر کیا اور
یہی دونوں صاحب رات کو اس مکان کی ڈیوڑھی میں سو بھی رہتے
تھے اور اُن سے اُس لڑکی کو پردہ بھی نہ تھا اور اس عرصہ میں حضرت
کو جو خلل زہر کا طبیعت فیض طویت میں باقی تھا زیادہ ہو گیا یہاں تک
کہ چند دانے اُس کے فساد سے بدن پر نمودار ہوئے پھر سید احمد علی وغیرہ
صاحبوں نے یہ حال خیال کر کے کہ دیکھا چاہئے کہ آخوند فیض محمد کا کہا
سے کب خبر لادیں مبادا حضرت کے مزاج مبارک میں کچھ اور خلل واقع نہ
ہو اور حضرت کی راحت سے ہم سب کو راحت ہے از راہ خیر خواہی کے حضرت
کہ آپ کی طبیعت فیض طویت میں ان دنوں اس عارضہ زہر کا اثر زیادہ
معلوم ہوتا ہے آپ اس کی دفع کی کچھ جلد تدبیر کریں آپ نے
فرمایا کہ جو کہو وہ تدبیر کی جاوے سید احمد علی صاحب مرحوم و
مغفور نے کہا کہ یہ لڑکی جو موضع کنگلئی سے آپ نے منگوائی اس
کو اپنی خدمت میں لا دیں، آپ نے فرمایا کہ حسب تحقیق کو آخوند صاحب
کو بھیجا ہے وہ تو ابھی ہوئی نہیں پھر خدمت میں لانے کی کیا صورت ہے
اُنہوں نے کہا کہ لڑکی خود اظہار کرتی ہے کہ میں سید کی بیٹی ہوں
میرے والد کا نام تراب شاہ اور والدہ کا نام خدیجہ اور بڑے

Marfat.com

بھائی کا نام نجف علی شاہ اور چھوٹے بھائی کا نام احمد علی شاہ
ہے سو اس اظہار کے موافق آپ نکاح کرلیں' آپ نے فرمایا کہ اس
کا مسئلہ میاں صاحب سے یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے پوچھو جو
اس کا اظہار عند الشرع مقبول ہے تو کچھ مضائقہ نہیں پھر مولانا
صاحب سے پوچھا گیا اُنھوں نے فرمایا کہ اس امر میں اقرار اور
اظہار اس کا بلا اختلاف معتبر ہے پھر سید احمد علی اور مولانا محمد اسمٰعیل
اور شیخ ولی محمد صاحب کے روبرو حضرت علیہ الرحمۃ کو میاں جی چشتی
نے خطبہ پڑھ کر ایجاب وقبول کرایا اس طور سے آپ کا نکاح ہوا
اور چند روز پیشتر اس آپ کے نکاح سے ایک عورت بڈھی خمارئی
نام رہنے والی خار کی ایک روز آپ کی خدمت فیضدرجت میں آئے
اور چند لوگوں سے آپ کی دعوت کرگئی اور کہہ گئی کہ میں کھانا یہیں پہنچاؤنگی
پھر اپنے وقت پر کھانا لے کر حاضر ہوئی جب آپ چند لوگوں سے وہ
کھانا تناول فرما چکے تب اُس نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی
اور دعا چاہی' آپ نے فرمایا کہ مائی میں تیرے واسطے بہت دعا کرونگا
پھر اُس نے اپنا حال گذشتہ کہنا شروع کیا کہ میں بارہ برس سے
بیوہ ہوں بیٹا بیٹی میرے کوئی نہیں ہے اور جو کچھ مال واسباب میرے
یہاں تھا میرے خاوند کے بھائی بھتیجوں نے مجھ سے چھین کر
اپنے قبضہ میں کرلیا اور مجھکو خالی ہاتھ باہر کردیا تب سے میں ادھر

Marfat.com

ادہر محنت مزدوری کرکے پیٹ پالتی ہوں اور یہ کلام کرکے
زار زار لے اختیار رونے لگی حضرت کو اُس کی مفلسی اور بیکسی
پر نہایت رحم آیا اور بہت اس کی تسلی اور دلجمعی کی اور فرمایا کہ
مائی تو اپنے دل میں غمگین نہ ہو صبر کر اگر تیرے کوئی بیٹا نہیں ہے
میں تیرا بجائے بیٹے کے ہوں اور تو بجائے میری ماں کے ہے اس بات
سے وہ نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ سید بادشاہ نے مجکو ائی
فرمایا میں نے سب کچھ پایا اب کسی چیز کا غم نہیں اُسی روز سے ہم
تمام لوگ اس کو ائی کہنے لگے ائی زبان لشتو میں ماں کو جیسے
جو بڈھی بزرگ ہوتی ہے ہندی میں مائی کہتے ہیں پھیر وہ خوش
ہوکر اپنے مکان کو گئی اور لشکر میں کسی کی کبھی روٹی پکادیتی کسی
کا کبھی آٹا گوندہ دیتی پھیر جب ہمنے نکاح کیا تب اُسی کو حضرت
بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے پاس واسطے خدمت اور دل بہلانے کے رکھ
دیا تب سے اب تک کہ سن بارہ سو چھپن ہجری ہیں بی بی صاحبہ موصوفہ
کی خدمت یا برکت میں وہ ائی موجود ہے اور آج تک سب چھوٹے
بڑے ائی کہتے ہیں نام اس کا سوا چند آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے تذکرہ ظفر پیکر میں جو مولوی سعادت علی سہارنپوری
تھے انھیں روزوں اُن کے باپ میاں جی غلام محمد سہارنپور سے
حضرت کے پاس ان کو لینے کو آئے اور وہ میاں جی غلام محمد صاحب

Marfat.com

بڑے صالح اور عمر رسیدہ تھے اور حضرت سے اُن کو بیعت بھی تھی
آپ نے اُن کی بہت خاطرداری اور تسلی کی اور فرمایا کہ چند ماہ یہاں ٹھیر
جائیے پھر ہم مولوی سعادت علی کو آپ کے ہمراہ کر دینگے اور واسطے
پڑھانے کلام اللہ شریف کے بی بی صاحبہ ممدوحہ کے ان کو مقرر کیا اور
واسطے تعلیم مسائل ضروریات دینی کے قاضی علاء الدین صاحب کو جو رہنے
والے موضع بگہرا کے اور شاگرد مولانا عبدالحئی مرحوم و مغفور کے تھے معین
فرمایا اور قاضی صاحب موصوف سے کہا کہ کوئی مختصر رسالہ نظم سلیس اردو میں
اُن کے پڑھانے کو بنا دو اس واسطے نظم یاد جلد ہوتا ہے پھر انھوں نے ایک
رسالہ مسائل نماز و روزہ وغیرہ بنانا شروع کیا اور جو کچھ مسائل وہ
نظم کرتے تھے وہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو سنا دیتے تھے مگر افسوس وہ
رسالہ تمامی کو نہ پہنچا کہ دفتر حیات قاضی صاحب کا بالاکوٹ میں تمام ہو گیا
اور شروع اس رسالہ کا یہ ہے :: حمد اس ذات بے عیب کی :: کروں
غنی و صمد عالم الغیب کی :: جو محتاج ہر گز کسی کا نہیں :: اُسی کے ہیں محتاج سب ہر کہیں

حکایت خار کے دکھن کی طرف جو پہاڑ ہے ہمارے لشکر کے لوگ لکڑی
ایندھن جلانے کو وہیں سے لایا کرتے تھے اور خار سے پہاڑ کو جاتے ہوئے ایک
گورستان رستے میں ملتا ہے اُس میں زیتون وغیرہ کے بہت درخت ہیں
اور اس ملک کے لوگوں کا دستور ہے کہ جہاں کہیں گورستان یا کسی
پیر و شہید کی مزار ہوتی ہے تو اس کا اتنا ادب کرتے ہیں کہ وہاں کا
درخت نہیں کاٹتے ہیں وہاں کی خشک لکڑی نہیں توڑتے ہیں بلکہ اگر

Marfat.com

کسی حاکم ظالم یا چوروں کا خوف ہوتا ہے تو اپنے گھر کا غلہ اور اسباب
وغیرہ وہاں رکھ دیتے ہیں تو ہمارے خوف کے کوئی نہیں لیتا کہ ایسا
نہ ہو کہ کچھ نقصان ہو جاوے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چند آدمی ہمارے
لشکر کے اُسی پہاڑ کو لکڑی لینے گئے تھے ان کے بعد حمزہ خاں رامپوری
بھی لکڑیاں کی تلاش میں گئے اس گورستان مذکور میں پہنچے اور وہاں کے
درختوں میں خشک لکڑیاں بہت دیکھیں پہاڑ کو نہ گئے اُنھیں درختوں سے
توڑ کر ایک پشتارہ باندھا اس عرصہ میں وہاں ایک خار کا ولایتی آیا اور
ان کو دیکھ کر بہت خفا ہوا اور بھلا بُرا کہنے لگا کہ تو نے یہاں کی لکڑیاں
کیوں توڑیں حمزہ خاں اس سے عذر کرنے لگے کہ بھائی صاحب اب تو
بے جانے مجھ سے قصور ہو گیا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اور اب یہ لکڑیاں
بھی نہ لے جاؤنگا وہ ولایتی یہ خوشامد اور نرمی دیکھ کر زیادہ شیر ہو گیا
یہاں تک کہ خوب لاتوں گھوسوں سے مارنے لگا حمزہ خاں بیچارے مار
کھا کر چپ رہ گئے ان کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے یہ مار کوٹ دیکھ کر بھاگے
اور حمزہ خاں کے ڈیرے میں آکر خبر کی کہ وہاں یوں واقعہ گذرا یہ خبر سُن
کر نظام الدین شاہ بہائیور کے جو حمزہ خاں کے بڑے یار تھے یان سات
آدمی اپنی ہانڈی دال لے کر چلنے کو تیار ہوئے کہ اُس ولایتی کو جل کر ماریں
پیٹیں یہ خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو ہوئی آپ نے جانے سے ان کو
روکا اور ایک آدمی اپنی طرف سے حمزہ خاں کی خبر کو بھیجا وہ تھوڑی
دیر گیا تھا کہ حمزہ خاں کو دیکھا کہ چلے آتے ہیں وہ وہیں ٹھہر گیا اور

Marfat.com

حمزہ خاں نزدیک آئے تب ان کو لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
گیا، آپ نے ماجرا پوچھا اُنھوں نے اول سے آخر تک جو کچھ گذرا
تھا بیان کیا آپ نے فرمایا وہ کون شخص تھا تم اس کو جانتے ہو
کہا اس کی صورت تو پہچانتا ہوں مگر نام اور گھر اُس کا نہیں جانتا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ اب اس کی کیا تدبیر کریں خیر جیسے وہاں تم نے
صبر کیا یہاں بھی صبر کرو خدا تعالیٰ پر اس کا فیصلہ رکھو وہ تمہارا عوض
دیگا اور یہ کلمہ تکرار کئی بار فرمایا سب لوگ سُن کر چپ رہے پھر آپ نے
زید اللہ خاں کو جو خار کا خان تھا بلایا اور یہ تمام ماجرا اس کو سنایا اور فرمایا
کہ تم یہاں کے خان ہو اس کا تدارک کرو یہ حرکت کس نے کی ہے اُنھوں نے
کہا کہ اگر اس کا نام یا کچھ پتہ معلوم ہو تو ہم اس کو پکڑیں اور سزا دیں
بے نام اور پتے کے ہم کس کو پکڑیں، آپ نے فرمایا کہ وہ کیا تمہاری بستی کا
نہیں ہے کہیں کا چور ہے اور اگر وہ چور ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کو پکڑیگا
پھر زید اللہ خاں اپنے مکان پر چلا گیا اس کے تیسرے یا چوتھے روز کوئی ڈیڑھ
پہر رات گئے جس مسجد میں حمزہ خاں اُترے تھے اُس میں ایک چور آیا اور کوٹھا
میں ایک تلوار لے کر چلا پہرے والے نے شور کیا کہ چور تلوار لئے جاتا ہے یہ
سُن کر ہر طرف سے لوگ دوڑے اور اس کو پکڑ کر تلوار چھین کے اور
لاتوں گھوسوں مارنا شروع کیا یہاں تک مارا کہ بے حواس کر دیا اس میں
ایک شخص چیڑ کی لکڑی جلا کر لایا کہ دیکھیں تو یہ کون ہے حمزہ خاں نے
بھی جا کے دیکھا اور کہا یہ تو وہی ہے جس نے مجھکو مارا تھا یہ سُن کر

Marfat.com

اور یہی لوگوں نے لاتوں گھوسوں سے مارا اور اُس وقت حضرت
امیرالمومنین علیہ بیٹھے تھے وہ شور وغل سُن کر فرمایا کہ یہ کیا شور ہے
اس میں کسی نے جاکر کہا کہ جس نے حمزہ خاں کو مارا تھا وہی اس وقت کوتہ
میں سے تلوار چوراہے لئے جاتا تھا سو پکڑا گیا ہے اسی کو لوگ مار رہے ہیں
آپ نے ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ اب اس کو نہ مارو باندھ کر میرے
میں رکھو صبح کو جو ہونا ہوگا سو ہو رہیگا پھر صبح کو دو تین گھڑی رات
چڑھے خار کے خوانین زیداللہ خاں وغیرہ اور کئی ملا آپس میں مشورہ کر کے
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اُس کی رہائی کے لئے عذر و معذرت
کرنے لگے کہ وہ شخص جو رات کو پکڑا گیا ہے وہ ہماری بستی کا آدمی ہے اُس
سے خطا ہو گئی کہ آپ کے لشکر میں چوری کی اور یا خوبی اپنی سزا کو بھی پہنچ
گیا اب آپ اس کا قصور معاف فرماویں آپ نے کہا زیداللہ خاں تم اُس
کو جانتے ہو یہ وہی آدمی ہے جس نے حمزہ خاں کو مارا تھا اور تم جانتے
تھے اور حیلہ بہانہ کرتے تھے کہ ہم بے جانے کس کو پکڑیں اللہ تعالیٰ بڑا
عادل اور علیم و خبیر ہے دیکھو تو اُس نے کیونکر حمزہ خاں کا عوض
دلا دیا ابھی تو ہم اس کو نہ چھوڑتے مگر تمہاری خاطر ہم کو منظور ہے
اور ایک آدمی اپنا زیداللہ خاں کے ہمراہ کر دیا اور فرمایا کہ بھائیوں
سے کہنا کہ اب اس کو چھوڑ دو پھر زیداللہ خاں اُس آدمی کو لے کر
گئے اور اُس کی ہتکیں کھلوائیں اور اُس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت

Marfat.com

کی تو نے اُس نے کہا کہ کیا بتاؤں میری شامت تھی اور کیا تھا،
میں گھر میں لیٹا تھا یکسار گی میرے دل میں تصور بندھا کہ آج جا کر
لشکر میں چوری کروں اور کتنا بھی اپنے دل کو روکتا تھا کہ وہاں نہ جا
مگر طبیعت نے نہ مانا جب یہاں آیا تو اپنے فعل کا نتیجہ پایا پھر زید اللہ
خاں اس کو اپنے ساتھ لے گئے **حکایت** ایک روز خار میں عالم خاں
موضع اتمان زئی کے جو ہشت نگر کے متصل ہے اور رسول خاں جلالی کے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اپنی جلاوطنی کا شکوہ کرنے
لگے کہ درانیوں نے ہمارا تمام مال و اسباب گھر کا لوٹ لیا اور ہماری بستی سے
ہم کو نکال دیا للہ آپ ہمارا کچھ تدارک کریں، آپ نے فرمایا کہ چند روز صبر
کرو اور ہشر جاؤ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے تمہاری طرح خیدا اور
لوگ بھی اُن کے ستائے اور جلا وطن کئے یہاں موجود ہیں جیسے ارباب
بہرام خاں اور اُن کے بھائی ارباب جمعہ خاں وغیرہ اور اُن کی دشمنی اور
ایذا رسانی کا سبب یہ ہے کہ جو لوگ للہ فی اللہ ہماری رفاقت کرتے ہیں
اور راہ و رسم دوستی کی رکھتے ہیں اُن سے درانیوں کو عداوت قلبی ہے اس
لئے کہ وہ درانی سکھوں کے خیر خواہ اور معاون و مددگار ہیں یہاں تک
جو ہمارے قاصد یا غازی اکے دُکے ہندوستان سے آتے ہیں ان کو طرح
طرح کی ایذا دیتے ہیں اور اپنے وہاں کے سیٹھ ساہوکاروں کو روک دیا ہے
کہ ان کی ہنڈیاں نہ پلٹنے پاویں اور جب ہم لوگ پنجاب سے اس طرف کو
آتے تھے تب وہ ہمارے مقابلہ کو پان چھ ہزار آدمیوں سے شاہ کوٹ

Marfat.com

پر آکر جمع ہوئے تھے مقابلہ کرنا ہم نے مناسب جانا طرح دے کر
ہم چلے آئے خیر دیکھو تو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے یہ گفتگو سن کر وہ
دونوں اُس روز خاموش ہو رہے کئی روز کے بعد ارباب بہرام خاں
اور ارباب جمعہ خاں وغیرہ کو لے کر پھر آپ کے پاس آئے اور یہ خبر
لائے کہ لشکر درانیوں کا دریائے لنڈی اُتر کر اُتمام زئی میں آیا
ہے اب اس کا تدارک آپ ضرور کریں ایسا نہ ہو کہ وہ اس طرف کا
قصد کریں یہ سُن کر دوسرے یا تیسرے دن آپ نے عنایت اللہ خاں
الاڈنڈ والے اور زید اللہ خاں خار والے اور محمود خاں گھڑیالے والے
اور منصور خاں چارگلی والے کو اور مولوی جبان اور مولوی عبدالرحمن اتورو
والے اور ملا کلیم خار والے کو بلایا اور جو علما نزدیک نزدیک تھے ان
سب کو جمع کیا اور عالم خاں اور رسول خاں وغیرہ کی جلا وطنی کا بیان
کیا اور اول سے اس وقت تک آپ کے ساتھ جو جو شرارت اور
بغاوت ان درانیوں کی تھی وہ بیان کی اور سب علما سے اس امر
میں فتوی طلب کیا کہ ان سے جہاد کرنا کیسا ہے یہ لوگ باغی ہیں یا نہیں
آپ تو جانتے ہی تھے کہ وہ لوگ بیشک باغی ہیں اس لئے بیعت امامت
کی کر کے منحرف ہو گئے مگر منظور یہ تھا کہ یہاں کے علما کی زبانی ان
کی بغاوت ثابت ہو اس امر میں درمیان علما کے بہت تقریر مختلف رہی
تب آپ نے مولوی عبدالرحمن تورو والے اور مولوی جبان کو کہ
انھیں کے ملک کے ہیں اپنی طرف سے مقرر فرمایا کہ تم دونوں صاحب

Marfat.com

ان سے گفتگو کرکے اس کا تصفیہ کرو آخرالامر بعد قیل وقال اتفاق
اسی پر ہوا کہ وہ باغی ہیں لڑنا اُن سے شرعاً درست ہے جب تمام
علمانے متفق ہو کر ان کی بغاوت کا فتویٰ دیا تب آپ نے اپنے لوگوں
سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا چاہئے آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ پچاس ساٹھ
آدمیوں سے ارباب بہرام خاں اور ارباب جمعہ خاں طرف خیبر کے روانہ
کئے جاویں کہ وہ وہاں سے اپنی قوم کو متفق کرکے اُدھر پیشتر لاویں اور
ادھر سے آپ باقی لشکر لے کر طرف موضع اُتمام زئی کے کوچ فرماویں
اس واسطے کہ جو ارباب بہرام خاں طرف خیبر کے اپنی قوم وغیرہ کو ملا لیویں گے
تو ادھر سے درانیوں کی مدد آنی موقوف ہو جاوے گی یہی تدبیر سب کو
پسند آئی پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ارباب بہرام خاں کے ساتھ شیخ
مسمع جماعت مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو اور شیخ ولی محمد صاحب پیلی کی جماعت
کے چند لوگوں کے ساتھ شیخ علی محمد دینی کو اور مولوی نصیر الدین نسنگھری
کو مقرر فرمایا اور قصبہ دبین اور نسنگھوریہ دونوں کچھ فاصلہ سے میان
دوآب کے واقع ہیں اور سب کا امیر سید احمد علی صاحب بریلوی کو کیا
جو آپ کے خواہر زادے تھے پھر بروقت رخصت آپ نے ننگے سر ہو کر
دیر تک جناب باری میں ساتھ عجز وانکساری اور الحاح وزاری کے دعا
کی اور روانہ فرمایا جب یہ سب لوگ مع الخیر خیبر میں داخل ہوئے اور
ارباب بہرام خاں نے وہاں کے لوگوں کے متفق ہونے کی خبر حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجی کہ سعادت خاں لال پوری والے کو جو بیرے سر

Marfat.com

پر درہ خیبر کے ہے اور اُس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی
جب آپ کابل سے طرف پیشور کے آتے تھے اور قوم سمند اور
خلیل کے رؤسا اور خوانین کو میں نے بلایا ہے یہ خبر سُن کر حضرت
علیہ الرحمۃ اپنی فوج کی تیاری کرنے لگے جو مجاہدین لشکر میں چلنے سے
معذور تھے ان کو جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کی محافظت کو خار میں
چھوڑا اور میاں جی غلام محمد سہارنپوری کو واسطے انتظام اور بندوبست
ان لوگوں کے رکھا پھر عنایت اللہ خاں الاڈنڈ والے اور زید اللہ خاں
خار والے وغیرہ خوانین کو لے کر مع لشکر ظفر پیکر مجاہدین نصرت قرین کے
ساتھ عالم خاں اُتمان زئی والے اور محمود خاں تنگی والے اور رسول خاں
طرف موضع ٹوئنی کے چلنے کی تیاری کی اور موافق معمول شریف کے دعا
کر کے روانہ ہوئے پہلے روز خار سے موضع درگہی میں جا کر ڈیرہ کیا پھر
دوسرے روز وہاں سے موضع سوسی گڑھی کو تشریف لے گئے وہاں مالک
مقام کیا پھر وہاں سے موضع ٹوئنی میں ساتھ خبر کے داخل ہوئے اور
وہاں کے خان نے ایک مکان پہلے سے خالی کر رکھا تھا اس میں آپ
کو اُتارا اور تمام لشکر نے الگ جا بجا ڈیرہ کیا اور قریب ایک مہینے
کے رہنے کا اتفاق ہوا جو خان اور سردار ملک سوات اور سمی کے آپ سے
موافق تھے اپنی اپنی جمعیت لے کر وہیں آنے لگے اور ہر سوات کا سردار
انبالے خاں بھی اپنے لوگوں سے وہیں آ کر حاضر ہوا اور موضع اتمان پر
چھاپا لیجانے کا مشورہ ہوا اور آپ نے میان لشکر ظفر پیکر اپنے کے گولی
بارود تقسیم کرادی اور اُس وقت میاں آپ کے پاس صندوق میں کم یا زیادہ

Marfat.com

تیس پینتیس ہزار روپے موجود تھے شیخ ولی محمد صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ اب یہاں سے چلنے کی تیاری ہے روپوں کے بچانے کی کیا صورت ہے، آپ نے فرمایا کہ پانچ ہزار روپے مع صندوق اسی مکان میں بحفاظت تمام لوگوں سے چھپا کر دفن کر دو پھر ایسا ہی کیا گیا اور سوا سو ہمیانیوں میں چالیس چالیس پچاس پچاس روپے بھر کر تیار کیں پھر آپ نے اُن سب ہمیانیوں کے چار حصّے کئے پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بلوا کر ایک حصہ ان کو سپرد کیا کہ اپنی جماعت میں جو جو قوی لوگ ہوں اُن کی کمروں میں ایک ایک بندھوا دینا مگر جماعت کے سب لوگوں کو اطلاع کر کے اس لئے کہ شاید ان میں کوئی شہید ہو جاوے تو جو لوگ واقف ہونگے تو کھول لیونگے پھر ان کو رخصت کر کے مولوی محمد حسن کو بلوایا اور ایک حصہ ان کو دیا اور جس طور سے مولانا صاحب کو سمجھا دیا تھا اسی طور سے ان سے بھی فرما دیا پھر ان کو رخصت کر کے پیر خاں موراٹیں والے کو بلوایا اور ایک حصہ ہمیانیوں کا اُن کے حوالہ کیا اور بطور مولانا صاحب کے اُن کو بھی سمجھا بجھا کر رخصت فرمایا باقی ایک حصہ شیخ ولی محمد صاحب کو سپرد کیا پھر چاروں صاحبوں نے اپنی اپنی جماعت میں جن کو جن کو قوی اور توانا جانا ان کو ایک ایک ہمیانی حوالہ کی اور اس حال سے جماعت کے ہر ایک کو اطلاع کر دی پھر دوسرے دن سر راہم ہر غازی کو پاؤ پاؤ سیر گھی اور اسی قدر گڑ دلوا دیا کہ ہر کوئی تین تین چار چار وقت کی روٹیاں روغنی پکا لیوے اور تیار ہو رہے جب

Marfat.com

روٹیاں پکا کر سب لوگ فارغ ہوئے اور آپ کو اطلاع کی تب
آپ نے فرمایا کہ بعد نماز ظہر کے یہاں جو نالے پر میدان ہے سب کمر
باندھ کر تیار لگا کر واسطے رخصت کے حاضر ہوں جب موافق فرمان
واجب الاذعان آپ کے تمام مجاہدین نصرت قرین اس میدان میں آئے
تب حضرت علیہ الرحمۃ وہاں آپ تشریف لائے اور دس نماز عصر
پڑھائی اور ساتھ کمال گریہ وزاری اور عجز و انکساری کے جناب
الٰہی میں دعا کی اور مصافحہ کر کے سب کو رخصت فرمایا وہاں سے ڈھائی
یا تین کوس پر جدھر سے وہ نالہ آیا تھا ایک گھاٹی تھی اس پر ہم
لوگوں کا ایک چور پہرا تھا قبل مغرب کے وہاں سب لوگ پہنچے اور اسی
نالے میں سب نے وضو کیا اور جن کے پاس نشکنے لوٹے وغیرہ تھے
پانی بھر لیا اور وہیں نماز مغرب اور عشا پڑھی بعد اس کے راہبر
اس گھاٹی سے نکال کر سب کو آگے لیچلا وہاں کوسوں میدان
تھا بسبب تاریکی شب کے راہبر سے رستہ چھوٹ گیا تھا تمام رات
سراسیمہ و سرگرداں سب کو لئے اسی میدان بیابان میں پھرا کیا یہاں
تک کہ سورج نکلا اور دھوپ تیز ہونے لگی اور جو پانی لوگوں نے
وہاں سے اٹھایا تھا وہ بھی چک گیا اور پیاس معلوم ہونے لگی
اور پانی کا وہاں کوسوں پتا نہ تھا سب نے اس راہبر کو تنگ
کیا اور الزام دیا کہ تو نے ہم کو کہاں لا کر ڈالا اس نے دیر تک سوچ
کر ایک طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ وہ جو ایک ٹیلا سا

Marfat.com

نظر آتا ہے وہاں پانی ہے اور وہ ٹیلا وہاں سے ڈیڑھ یا دو
کوس تھا آخر الامر اسی طرف سب لوگ اُس کے ساتھ چلے وہاں
جاکر جو دیکھا تو پانی کا نشان نہ پایا اور نہایت گھبرا کر اُس نے
لوگ کہنے لگے کہ تو کہاں ہم کو حیران کرتا پھرتا ہے پھر وہاں سے دو
ڈھائی کوس پر ایک دوسرا ٹیلہ نظر آیا اُس نے کہا بھائیو مت
گھبراؤ میرے ساتھ آؤ وہاں پانی ملیگا اور سب کو اُس ٹیلہ کی
طرف لے کر روانہ ہوا اور لوگ مارے دھوپ اور پیاس کے بیتاب ہونے
لگے بہزار بیقراری و شقت کے گرتے پڑتے وہاں تک بھی جا پہنچے مگر
وہاں بھی پانی کا پتہ نہ پایا سولئے صحرانوردی اور دشت پیمائی کے
کچھ ہاتھ نہ آیا اور قریب سوا پہر یا ڈیڑھ پہر کے دن چڑھا اور
بسبب گرمی اور تشنگی کے ہر ایک کے بدن میں چنگاریاں سی لگیں اور سب کو
اندیشہ تلف جان کا ہوا کہ اب ہر ایک اسی میدان میں مرا مگر کوئی سوائے
شکر الٰہی کے نقط شکایت کا زبان پر نہیں لاتا تھا اگرچہ ہر کوئی اضطرابی
اور بیتابی سے نیم جان اور ناتوان تھا اور ایک دوسرے کو تسلی دیتا
تھا کہ مت ہراساں ہو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا خدا کی راہ میں مسلمانوں
نے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائی ہیں یہ پیاس کی تکلیف تو کچھ بھی
نہیں ہے آخر الامر اُس راہبر نے وہاں کہا کہ بھائیو اب کچھ اندیشہ
نہ کرو اب رستہ یہاں سے قریب ہے اور ایک تیسرا ٹیلہ وہاں سے کوس
سوا کوس تھا ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہاں گوجروں کے جانوروں
کی چراگاہ ہے اور پانی بھی بہت ہے اور دودھ دہی سب موجود ہے

Marfat.com

مگر کسی طور وہاں تک چلو اور مجکو سورج نکلتے ہی معلوم ہوا تھا
کہ رستہ اتنی دُور ہے اگر میں پہلے سے یہ جانتا کوس زمین بتاتا تو تم
سب کے سب گھبرا کر بے حواس ہو جاتے راہ چلنی دُشوار ہو جاتی الغرض
پھر سب کو اُمید قوی ہوئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پانی ضرور ہو گا
اس لئے کہ وہاں سے اُس ٹیلہ کی طرف چار پانچ گوجروں کے جھوپڑی
نظر آتی تھیں مگر پیاس کے مارے سب کے سب گویا جاں بلب تھے اُس
رہبر نے کہا کہ میں آگے چل کر تمہارے واسطے تدبیر کر کے پانی بھیجوں اور تم
بھی آہستہ آہستہ اُسی طرف چلے آؤ پھر وہاں سے وہ تو آگے ہوا اور جو جو قوی
دل اور باحواس تھے وہ اُس کے ہمراہ چلے اُنھیں میں اور میاں عبدالقیوم بھی
تھے اور بیل پر مکھال لئے ہوئے روشن سقا بھی تھا اور مشک لئے ہوئے
شبراتی سقا تھا الغرض کوئی دو سو پونے دو سو کے قریب لوگ آگے گئے
اور یہاں باقی لوگوں کا یہ حال تھا کہ مارے دھوپ کے جابجا چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں
میں سر ڈالے ہوئے بیحواس پڑے تھے اور کچھ آہستہ آہستہ چلے بھی جاتے تھے
اس عرصہ میں میاں عبدالقیوم صاحب نے ایک مکھال پانی بیل پر اور دو
مشکیں گدھے پر لاد کر محمد خاں برادر ابراہیم خاں خیر آبادی کے پچھلے لوگوں
کو بھیجیں اور جو وہاں گوجر تھے وہ بھی مٹکوں میں چھاچھ اور دودھ اور
پانی لے کر دوڑے جو لوگ ہلکے ہلکے چلے جاتے تھے ایسے پیاسے تھے کہ وہ سب
پانی اور چھاچھ وغیرہ سب پی گئے اور جو جھاڑیوں میں جابجا پڑے تھے اُن

Marfat.com

تک پانی نہ پہنچا پھر جنہوں نے پیا تھا وہ بھی وہیں چراگاہ میں جاکر
پہنچے اور دوسرا کر پکھال اور مشکیں اور مشکے وغیرہ پانی سے بھر کر لے
دوڑے چراگاہ سے اُن جھاڑیوں تک آدمیوں کی ایک قطار سی بندہ
گئی اور سب کو سیراب کیا اور وہاں سے سب کو اپنے ساتھ چراگاہ میں
لائے اُس وقت قریب دوپہر کے دن آیا ہوگا مگر شیخ حسن علی صاحب کا
پتہ نہ ملا کہ کیا ہوئے کدھر گئے اپنے خیال سے کوئی کہتا تھا کہیں اور طرف چلے
گئے کوئی کہتا تھا کہ مارے پیاس کے کہیں فوت ہوگئے ہونگے پھر اُسی
دن حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ ڈھائی تین سو سوار و پیادہ سے
درمیان عصر اور مغرب کے اُسی چراگاہ میں ہمارے پاس آکر داخل ہوئے
تمام لوگ جو اُس دن کی تکلیف سے بیتاب اور پژمردہ پڑے تھے آپ
کا دیدار فرحت آثار دیکھ کر خنداں و فرحاں مانند باغ بہار کے ہوگئے
اور اُس دن کا تمام رنج والم سب کے دل سے نسیاً منسیاً ہوگیا جب تسلی
سے حضرت اُس چراگاہ کے خشک نالے پر اُترے اور دیرہ کیا تب سب لوگوں
سے اُس روز کی سختی اور تکلیف کا حال عرض کیا آپ نے ہر ایک کو تسلی
دے کر فرمایا کہ یہ بھی ایک آزمائش الٰہی تھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو
طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے آزماتا ہے بھوک پیاس سے خوف
اور نقصان مال اور جان کی سے جو کوئی صبر کرکے ان سب بلاؤں کو
دُور کرتا ہے اور راہ دین پر ثابت قدم رہتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے بڑے بڑے درجے اور مرتبے عنایت فرماتا ہے اور یہی کلام ہدایت
بنام اپنی زبان فیض ترجمان سے اسی طرح فرمائے اور آپ کی طبیعت

Marfat.com

فیض طویت میں دفعتہً دریائے محبت الٰہی نے جوش مارا کہ آپ سر برسنہ ہو کر
جناب الٰہی میں دعا کرنے لگے اور طرح طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان
کرتے تھے اور گوہر اشک سے دامن بھرتے تھے اور وہ الفاظ تعریف
میں اللہ تعالیٰ کی اپنی زبان گہر فشان پر لاتے تھے کہ خامۂ برید
زبان تحریر کیفیت اُن کی سے عاجز ہے اُس وقت برکت اور اثر اس
دعا کے سے ہر ایک شخص کا عجیب حال ہو گیا کہ اُس روز کی ساری
تکلیف یکبارگی گویا خواب دلوں سے سہو محو ہو گئی اور سب کے سب
از سر نو تازے اور قوی دل ہو کر آپ سے عرض کرنے لگے کہ اکرام
عالی ہو تو بعد نماز مغرب کے اُتمان زئی کو ہم لوگ روانہ ہوں آپ نے فرمایا
کہ تعجیل کرنی کچھ ضرور نہیں تسلی اور جمعی سے کام خوب ہوتا ہے یہ کلام خیریت
انجام سُن کر سب چپ ہو رہے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور
مولوی حبان اور رسول خاں اور عالم خاں اور محمود خاں اور منصور خاں
اور زید اللہ خاں اور عنایت اللہ خاں اور نیلے خاں وغیرہ کو جمع کیا اور
فرمایا کہ آج مجاہدین بھائیوں کو رستہ میں کمال تکلیف ہوئی ہے کہ فقط
جان ہی باقی ہے اگرچہ اپنی ہمت سے جرأت اور دلاوری کے کلام کرتے
ہیں اب یہاں سے کوچ کی کیا تدبیر ہے آخر کو مشورت یہ ٹھہری کہ موضع
اُتمان زئی تو یہاں سے کڑی منزل ہے اور رستہ میں پانی بھی نہیں
وہاں تک پہنچنا دشوار ہے یہاں سے ڈھائی یا تین کوس موضع جلالہ
ہے اور وہاں سے یہی اُتمان زئی اسی قدر ہے جیسے یہاں سے سو آج
رات بھر سب اسی چراگاہ میں رہیں کہ ماندگی بھی لوگوں کی دفع ہو

Marfat.com

اور خمار نیند کا بھی دُور ہو جاوے پھر کل یہاں سے چل کر جلالی
میں دیرہ ہو حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ صلاح بہت پسند آئی اور رات
بھر وہیں رہنا مناسب جانا اور ایک حال یہاں باقی رہا وہ یہ ہے کہ
شیخ حسن علی صاحب بھی حضرت ہی کے ہمراہ رکاب آئے اور جب ملاقات
ہوئی تب زبانی اُن کے معلوم ہوا کہتے تھے کہ قبل صبح صادق کے تمام
لشکر تو اور طرف چلا گیا اور ہم اور پیر مبارک علی اور رحم علی اور اُن کے
بھانجے خدا بخش اور خدا بخش لکھنوی اور تین آدمی اور بھول کر موضع
تنگی کی طرف چلے گئے جب سورج نکلا اور دھوپ تیز ہوئی تو ہم آٹھوں
آدمی مارے پیاس کے بیتاب ہونے لگے اور خدا بخش لکھنوی کہ اس کے
پاس سیرنجی قرابین تھی اور کمر میں پچاس روپے کی سرکاری ایک بیمانی
وہ ہم سے چھوٹ کر خدا جانے کس طرف چلا گیا سات آدمی ہم بیابان
میدان میں سب کے سب مارے دھوپ اور پیاس کے جاں بلب سر اسیمہ
و سرگرداں پھرتے تھے ہلاک ہونے میں اپنے ہم کو کچھ شک نہ تھی کئی
کوس پر ایک بستی ملی وہاں جا کر ہم سب نے پانی پیا اور جناب الٰہی میں
شکر کیا وہاں کے لوگوں نے ہم سے کہا کہ تم کہاں آئے چلے یہاں سے
چلے جاؤ درانیوں کے سوار اس نواح میں پھرتے ہیں انسانہ ہو تم کو
گرفتار کر لیں یا مار ڈالیں اور صید پادشاہ کا لشکر ادھر نہیں آیا وہ
کسی اور طرف ہو کر نکل گیا اب تم کو نہ ملے گا تم جہاں سے آئے سو وہیں
چلے جاؤ یہ حال سراپا ملال سُن کر ہم ساتوں آدمی وہاں سے خوفناک

Marfat.com

ہوکر طرف لوٹنی کے روانہ ہوئے چلتے جہاں سے رستہ بھولے تھے اُس
میدان میں پہنچے اور مارے دھوپ اور پیاس کے بیتاب اور بیقرار ہوکر زمین پر
پہاڑیوں میں سر ڈال کر پڑ گئے بعد کچھ دیر کے حکمت الٰہی سے حضرت علیہ الرحمۃ
کی سواری وہیں آ پہنچی اور لوگوں نے ہم کو جھاڑیوں سے اُٹھایا اور پانی
پلایا اور حضرت کو اطلاع کی آپ نے سواروں کو گھوڑوں سے اُتار کر ہم کو
چڑھایا اور اپنے ہمراہ رکاب لے چلے کچھ تھوڑی دور وہاں سے چلے ہونگے کہ
ایک ملکی کسی جھاڑی سے ایک سبزی قرابین اُٹھا کر حضرت کے پاس لایا دیکھا
تو وہ قرابین خدا بخش لکھنوی کی تھی مگر خدا بخش اور اُس کی کمر کی ہیانی
پتہ نہ ملا کہ اس کو کسی نے مار ڈالا یا وہ مر گیا یا کسی طرف چلا گیا فقط الغرض
پھر رات کو اُسی چراگاہ میں سب لشکر رہا اور وہاں کے گوجروں سے دودھ
دہی کی خوب مہمانی کی یہاں تک کہ سب لوگ کھاتے کھاتے اُکتا گئے اور دودھ
دہی بچ رہا اور روٹیاں تو ہر کسی کے پاس پکی ہوئی تیار تھیں وہ کھائیں پھر
بعد نماز فجر کے کوچ ہوا پھر دن چڑھے کے اندر اندر موضع جلالہ میں جا
کر داخل ہوئے رسول خان نے ایک بڑا وسیع مکان خالی کرا کے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو اُس میں اُتارا اور باقی لوگ لشکر کے جا بجا بستی میں
اُترے اور وہاں پانچ مقام حضرت نے کئے اور وہاں سے دو آدمی
ملکی واسطے معلوم کرنے احوال درانیوں کے موضع اُتمان زئی کو روانہ
کئے کہ کس قدر ان کی جمعیت ہے اور کیا سامان اور کیا انتظام ہے اور

Marfat.com

اور یہاں سے رسول خاں سے مشورہ کرکے ایک ہزار مشکے کی بطکیاں
بنوائیں جن میں قریب دو دو ہاتھ سیر کے پانی سماوے اور وہ دو جاسوس
آپ نے شام کو روانہ کئے تھے وہ دوسری رات کو صبح کو آپ کے پاس
آئے اور وہاں کی خبر لائے کہ لشکر درانیوں کا پیادہ و سوار ملاکر قریب
چار ہزار کے ہوگا اور دو ضرب اُس میں توپ ہے یہ خبر سُن کر آپ نے
رسول خاں اور عالم خاں کو بلاکر فرمایا کہ جس رستے ہوکر ہم جاویں گے،
کوئی چالیس پچاس گھڑے پانی آج کسی وقت یہاں سے روانہ کردو اور
جب تک ہمارا لشکر وہاں داخل ہو تب تک مزدوروں کو وہیں اپنے ساتھ
رکھنا پھر اس روز بعد نماز عشا کے کوئی پہر رات گئے پندرہ بیس پندوقچیوں
سے رسول خاں اور عالم خاں گھڑے پانی کے مزدوروں کے سر پر دھرا کر
روانہ ہوئے پھر صبح کو آپ نے وہ بطکیاں منگوائیں اور چاروں جماعت
داروں کو بلاکر حکم دیا کہ جو جو لوگ چالاک اور چست اور صحیح و تندرست ہوں
کہ دس بارہ کوس جانے اور پلٹ آنے کی طاقت رکھتے ہوں ان کو ایک ایک
بطکی دے کر کہہ دو کہ ہر کوئی دو دو وقت کی روٹیاں پکاکر باندھ لے آج
قبل عصر کے کوچ ہے اور جو لوگ بیمار اور چلنے سے ناچار ہوں ان کو یہیں رہنے
دینا اور ہماری طرف سے ان کی تسلی و تشفی کر دینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پیچھے
سے تمکو بھی بلوالیں گے یا ہم ہی آکر ملینگے کسی بات کا اندیشہ نہ کریں
پھر موافق حکم کے سب لوگ روٹیاں پکاکر اور بطکیاں لے کر اور سب سامان

Marfat.com

کوچ کا دُرست کرکے کوئی پہر چہہ گھڑی سو رہے اس لئے کہ تمام رات
چلنا ہوگا پھر جب اذان ظہر کی ہوئی آپ نے نماز پڑھائی بعد فراغ
نماز کے فرمایا کہ پہر دن سے سب بھائی کمر باندہ کر تیاں سے جو قریب
پاؤ کوس کے نالہ ہے وہاں جمع ہوں نماز عصر وہیں پڑھینگے پھر وقت معین
پر وہیں سب تیار ہو کر گئے بعد اس کے کوئی دو سو پیادہ و سوار سے حضرت
علیہ الرحمۃ تشریف شریف لے گئے پھر سب نے اسی نالہ میں وضو کیا اور
اپنی اپنی لٹکی پانی سے بھر لی اور وہیں نالے پر میدان میں حضرت نے نماز
عصر پڑھائی اور جناب باری میں ساتھ کمال الحاح وزاری اور عجز و انکساری
کے دعا کی اور فرمایا کہ ہر کوئی اپنی ہی جماعت کے ساتھ رہے ادہر اُدہر نہ
جاوے اور انھیں دونوں جاسوسوں کو جو اتمان زئی سے درانیوں کی
خبر لائے تھے آگے کیا اور وہاں سے کوچ فرمایا اور کوئی کوس پر جاکر
نماز مغرب پڑہی پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور اکثر مجاہدین روٹی
کھاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور جو پیاس لگتی تو اُسی اپنی لٹکی سے پانی پی
لیتے پھر قریب پہر رات گئے کے اُس پانی پر جو چالیس پچاس گھڑے
رکھائے تھے جا پہنچے اور وہیں نماز عشاء پڑہی اور جنہوں نے راہ میں
روٹی نہ کھائی تھی وہاں کھائی قریب ہزار آدمی کے ہندوستانی
اور ملکی ملاکر ہونگے ان گھڑوں کے پانی میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی
برکت کی کہ سب نے یا خوبی پیا اور اپنی اپنی لٹکی میں بھر لیا تیسر

Marfat.com

دس بارہ گھڑے بیچ رہا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ان دونوں جاسوسوں
سے کہا کہ ایک تم میں سے آگے جاوے اور درانیوں کے لشکر کی خبر لاوے
کہ ان کے لشکر میں کس طرف لوگ ہوشیار ہیں اور کس طرف غافل اور ایک
ہمارے لشکر کے ساتھ رہے پھر ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا،
کہ میں تو لشکر کو لے کر اتمام زئی سے آدہ کوس جانب شمال فلانی جگہ پر رہونگا
اور تو خبر لے کر وہیں آنا پھر ایک ادہر گیا اور دوسرا لشکر کے ساتھ رہا
پھر جاتے جاتے اُس جاسوس نے اُس پتے کی جگہ پر پہنچا یا اس عرصہ میں وہ
دوسرا مخبر بھی آیا اور کہا موضع اتمام زئی کو طرف بائیں ہاتھ کے چھوڑ
کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اُس وقت کوئی پاں چہر گھڑی رات رہی ہوگی
یہ خبر سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے لشکر ظفر پیکر کے دو غول کئے ایک
غول مولانا محمد اسمعیل کو سپرد کیا کہ تم اس جاسوس کے ساتھ جاکر درانیوں
کے لشکر پر شبخون مارو مولانا صاحب تو جاسوس کے ساتھ روانہ ہوئے اور
ایک غول حضرت علیہ الرحمۃ اپنے ہمراہ لے کر موضع اُتمان زئی کو چلے اس
لئے کہ اگر درانی چھاپا کھاکر بھاگیں گے تو بستی ہی میں آکر گھسیں گے یہاں ہم
اُن سے مقابلہ کرینگے اور یہ حکم اپنے لوگوں کو سُنا دیا کہ جو کوئی تم سے ہتھیار
کرے اس کو مارنا اور جو تم سے امن مانگے اس کو امن دینا اور جو بھاگے
اس کا پیچھا نہ کرنا اور مولانا صاحب کے لوگوں سے بھی یہی فرما دیا تھا،
الغرض جب مولانا صاحب اپنا غول لے کر درانیوں کے لشکر سے توپ

Marfat.com

کی زد پر گئے اور وہاں کھڑے ہوئے اور اپنے سب لوگوں سے کہا کہ اب یہاں سے ہلّہ کریں گے جب تک ہماری بندوق نہ چلے کوئی دوسرا نہ چلاوے پھر وہاں سے آگے بڑھے درانیوں کا چوریہرا کھڑا تھا اُس نے آواز دی کہ کون ہے اس طرف سے کوئی نہ بولا دوسرا کر پھر اُس نے آواز دی پھر ادھر سے کوئی نہ بولا تیسری آواز پھر اُس نے دی جب کوئی ادھر سے نہ بولا تب اُس نے بندوق ماری اور شور کر کے بھاگا کہ لشکر آپہنچا ادھر سب نے باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے ہلّہ کیا ادھر سے گولنداز نے توپ سر کی سب مجاہدین بیٹھ گئے پھر اٹھ کر دوڑے یہاں تک کہ اُن کے لشکر میں جا کر داخل ہوئے پھر ادھر سے دوسری توپ چلی ادھر سے مولانا صاحب نے بندوق ماری اس کے ساتھ ہی مجاہدین کی ایک باڑھ چلی اور سب نے جا کر اُن کی دونو توپیں لے لیں ان کا ایک گولنداز مارا گیا باقی لشکر اور گولنداز بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ کسی نے بندوق بھی نہ چلائی ادھر فضل الٰہی سے نہ کوئی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا پھر اُدھر سے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ بھی اپنا غول لے کر آپہنچے اور آپس میں مبارکبادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کہ سب طرح سے اللہ تعالیٰ نے خیر کی اور وہاں سے توپ کی زد پر ایک ٹیلا تھا لشکر درانیوں کا اس کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا کہ دونو توپیں جو بھیڑی ہوئی تیار ہیں اس ٹیلہ کے سامنے لگا دو اور آدھے لوگ اُن کے مقابلہ پر رہیں اور آدھے لوگ نماز فجر پڑھ

Marfat.com

لیں اس کے بعد یہ مقابلہ پر جاویں وہ نماز پڑھ لیں پھر یوں ہی کیا دہاں
پر ایک تالاب تھا آدھے لوگوں نے اُس میں وضو کر کے حضرت کے ساتھ
نماز پڑھنے لگے اور آدھے لوگ اُن کے مقابلہ پر رہے پھر وہ جب نماز پڑھ
کر مقابلہ پر آئے اُنہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اس عرصہ میں کچھ کچھ ہمارے
لوگ دائیں بائیں سے بطور مورچہ بندی کے بیچ قافلہ لیلے کے گئے تھے اُن کو
دیکھ کر ترائیوں کے سوار دو دو چار چار کر کے اُس ٹیلہ پر جمع ہوئے اپنے
لوگوں نے حضرت سے کہا کہ یہ سوار ٹیلے پر جمع ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پر حملہ کریں
حضرت نے آگے بڑھ کر اپنے لوگوں کے چار مورچے چار جگہ قائم کئے اور)
جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں پھر اپنے لوگوں نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو توپ ماریں، آپ نے فرمایا کہ ابھی تامل کرو پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ توپوں
کے پاس آئے اور ان کو کھچوا کر ایک ٹیلہ پر لگا دیا اور سواروں کے غول
پر شست باندھی اور ایک مرزا حسین بیگ نام بانس بریلی کے رہنے والے جو
ہندوستان سے ہمراہی مولوی محمد حسین رامپوری وہ رامپور جو مہاروں
کا مشہور ہے ہمارے لشکر میں توپ چلانے میں بڑے اُستاد تھے حضرت
نے اُن سے کہا دیکھو تو شست ان توپوں کی اس غول کی طرف کیسی ہے مرزا
صاحب نے دیکھ کر کہا کہ درست ہے، آپ نے فرمایا کہ بتی دو انھوں نے
ایک توپ کو سر کیا وہ گولہ ان سواروں کے سر پر ہو کر نکل گیا اس میں وہ
سوار پراگندہ ہو گئے مرزا صاحب نے دوسری توپ سر کی اس گولہ میں اُن
میں سے دو سوار اڑ گئے اور باقی اوپر سے اُتر کر اُسی ٹیلہ کی آڑ میں کھڑے
ہوئے اور پیادوں کی بندوقیں چلتی رہیں جس جب ہم لوگ اُن کے کسی مورچہ

Marfat.com

کا زیادہ زور دیکھتے تو اس طرف ایک یا دو گولے مار دیتے یا جب
دس بیس سواروں کا مجمع ٹیلہ پر ہوتا تب ایک یا دو گولے مار دیتے اسی
طرح صبح سے شام تک اُس روز لڑائی رہی مگر عنایت الٰہی سے ہماری
طرف نہ کوئی زخمی ہوا اور نہ مارا گیا اور نماز ظہر اور عصر کی فجر کی نماز
کی طرح دوبار کر کے آدھی آدھی لوگوں نے پڑھی پھر جب وقت مغرب
کا آیا اُس وقت دراپنوں نے بہت زور دیا اور شاید کہ اُن کی طرف
سے کچھ کمک آگئی اس قرینہ سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس وقت اُن میں
دو شاہینیں ان کی طرف سے چلنے لگیں اور اول نہ تھیں اور گولیوں کا مینہ
سا ہم لوگوں پر برستا تھا مگر سرد گولیاں آتی تھیں نماز مغرب پڑھنی
ہم کو دشوار ہو گئی پھر اسی حال میں ایک غول نے تو حضرت کے ساتھ نماز
پڑھی اور دوسرا غول مورچوں پر قائم رہا عجب وہ غول نماز سے فارغ
ہوا اور مورچوں پر گیا تب انھوں نے نماز پڑھی اور شاہینوں کی گولیاں
ایسی تیز آتی تھیں کہ ہم لوگوں سے کوئی سر نہیں اٹھا سکتا تھا اُس وقت
لوگوں نے* عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ ان پر حملہ کریں کہ سامنے
سے تو مورچے والے ماریں اور ہم لوگ ان کی جانب چپ سے جا کر ماریں
پھر جس کو اللہ تعالیٰ فتح دے وہ لے آپ کو یہ صلاح پُر فلاح بہت
پسند آئی اور فرمایا کہ آفریں ہے تم کو جیسی کہ چاہئے ویسی تدبیر بتلائی
اور اللہ تعالیٰ تم کو اس سے زیادہ جرأت اور بہادری نصیب کرے مگر
ایسی تامل کرو دیکھو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت سے کیا راہ نکالتا

* حضرت علیہ الرحمۃ

Marfat.com

ہے لیکن آگے بڑھ کر اُن کی بائیں جانب مورچہ لگا کر بندوقیں مارو اور
بے اجازت ہماری کے ہلّہ نہ کرنا ہم سید ابو محمد صاحب کو بھیجیں گے جیسا وہ
کہیں ویسا عمل میں لانا پھر موافق فرمان واجب الاذعان آپ کے لوگوں نے
آگے بڑھ کر وہیں بائیں جانب درایوں کے مورچہ لگایا اور سوا سو مجاہدین
نصرت قرین سے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس تشریف لائے
اور مرزا حسین بیگ صاحب کو فرمایا کہ اُن کی شاہینوں نے ہمارے غازی
بھائیوں کو کمال تنگ کر رکھا ہے کسی طور ان کو بند کرو اُنہوں نے عرض
کی بہت خوب انشاء اللہ تعالیٰ دیکھئے بند کرتا ہوں پھر حضرت تو وہاں سے
ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور مرزا صاحب نے ان کی شاہینوں
طرف توپوں کو سیدھا کیا جیسے ان کی ایک شاہین کی رنجک اُڑی ویسے
ہی مرزا صاحب نے ایک توپ کو بتی دی مگر وہ گولا خالی گیا اس میں انھوں
نے توپ کے جواب دوسری سر کی مرزا صاحب نے فوراً اسی کی رنجک پر
ایک توپ کی شست باندھی اس عرصہ میں دوسری شاہین بھی چلی مرزا
صاحب نے اُس کی رنجک پر دوسری توپ باندھی اور دونوں توپوں
کو آگے پیچھے بتی دی واللہ اعلم اُس طرف کیا حال گذرا کہ جبتک ہم لوگ
وہاں رہے پھر ان شاہینوں سے ایک بھی نہ چلی مگر بندوقیں اسی طور
دونوں طرف سے چلتی رہیں اور کچھ کچھ دیر کے بعد دو ایک توپ بھی اپنے
موقع پر مرزا صاحب مارتے رہے اس عرصہ میں عالم خاں اتمان زئی
والا جو حضرت علیہ الرحمۃ کو خار سے درایوں پر چڑھا لیا تھا آپ کے

Marfat.com

اور اپنے سر کی پگڑی اتار کر حضرت کے قدموں پر ڈال دی

سامنے آیا اور رونے لگا اور کہنے لگا کہ میرا بیٹا مجھ سے منحرف ہو کر اور جو جو لوگ میری طرف تھے ان کو بہکا لے کر درانیوں سے جا ملا اب کوئی بات میرے قابو کی نہ رہی اس لئے کہ جن سے مجھکو زور اور طاقت تھی وہ سب اُس کے ساتھ چلے گئے اب آپ جیسا مناسب جانیں ویسا کریں اور یہ خبر حضرت علیہ الرحمۃ کو اس روز قبل نماز عصر کے عبدالرؤف باٹری والے کی زبانی پہنچی تھی کہ عالم خاں کی نیت میں کچھ خلل واقع ہوا ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ فی الحقیقت اس کا اُس سے منحرف ہو کر درانیوں سے جا ملنا یا اُس کی سازش سے پھر حضرت نے عالم خاں سے کہا کہ خان بھائی تم اپنے گھر میں جا کر تسلی سے بیٹھو ہم کو تمہارے بیٹے اور کسی دوسرے کی پروا نہیں کہ کوئی ہماری مدد کرے ہم کو ایک اللہ تعالیٰ کافی ہے پھر عالم خاں وہاں سے اپنے مکان چلا گیا اس عرصہ میں جو آپ نے سید احمد علی صاحب کو خبر سے ارباب بہرام خاں وغیرہ کے ہمراہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے طرف خیبر کے روانہ کیا تھا اُن میں سے مولوی نصیر الدین سنگلوری ایک آدمی کے ساتھ قریب وقت عشا کے آ کر حضرت کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اور سارا حال آپ سے عرض کیا کہ وہاں ارباب بہرام خاں وغیرہ نے خوشحبریوں کو متفق کیا تھا ان میں اختلاف پڑ گیا اور وہ سب کے بھوٹ کر درانیوں کی طرف ہو گئے یہ خبر سُن کر آپ نے فرمایا کہ خیر کیا اندیشہ ہے ہمارا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ہم نے تو انھیں لوگوں کی خوشامد اور چاپلوسی کے سبب وہاں خیبر کو بھی لوگ روانہ کئے

Marfat.com

تھے اور ہم بھی لوگ لے کر ادہر آئے تھے مگر یہ کوئی لوگ اپنے عہد و
پیمان کے پورے نہیں ہیں اب جانیں ہم سے کچھ کام نہیں پھر آپ نے اور
سب نے بطور مغرب وغیرہ کے نماز عشا پڑھی پھر سب جماعت داروں نے
اور بہیلہ داروں کو اپنے پاس بلا کر مشورہ کیا کہ عالم خاں کی تقریر تو
تم سب سن چکے ہو اور خیبریوں کا حال زبانی مولوی نصیر الدین صاحب کے دریافت
ہوا کہ ارباب بہرام خاں وغیرہ نے جو جو وہاں متفق کئے تھے ان میں اختلاف
پڑ گیا سب کے سب پھوٹ کر درانیوں کی طرف ہو گئے سو اب یہاں سے چلنے
کی تدبیر کرو مگر اس طور سے کہ ہر مورچے میں جا کر دو یا تین آدمی تو رہنے
دو کہ وہ بندوق چلاتے رہیں اور باقی سب کو وہاں سے لا کر جو اس بستی
اُتمان زئی سے پاؤ کوس پر درخت ہے وہاں جمع کرو اور اُن سے
کہنا کہ یہ صلاح ٹھیری ہے کہ درانیوں کی بیت پر چل کر شبخون ماریں گے اور
پھر آپ نے بستی سے عالم خاں کو بھی وہیں بلوایا اور فرمایا کہ ہم نے سنا ہے
کہ سردار سید محمد خاں کا بھائی دو آلے سے درانیوں کی مدد کو لشکر لیے آتا
ہے سو تم تسلی سے اپنے مکان میں جا کر بیٹھو اور ہم اس وقت ان پر شبخون
جا کر مارینگے پھر عالم خاں کو رخصت کیا وہ یہ حال پر ملال حضرت علیہ الرحمۃ
کی زبانی ہدایت بیان سن کر بہت گھبرایا اور وہاں سے جلد اپنے مکان میں
آیا اور ایک اپنا آدمی طرف درانیوں کے روانہ کیا کہ ہوشیار ہو جاؤ سید
بادشاہ کا چھاپا تمہاری کمک والوں کے لشکر پر آتا ہے اور عجب نہیں کہ

Marfat.com

تم نیچے آ پڑے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی اُسی وقت سوا سو مجاہدین ،
نصرت قرین سے اُسی درخت کے وہاں تشریف لے گئے اور جماعت دار اور
بہلیہ دار سب مورچوں کو روانہ ہوئے اور موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرت
علیہ الرحمۃ کے ہر مورچے میں دو یا تین غازی رہنے دئے کہ تم بندوق مارتے
جاؤ حضرت کا حکم ہے کہ ہم ان کو لے کر ان کی نشست پر جا کر چھاپا مارینگے
اور باقی سب کو وہاں سے لاکر اُسی درخت کے وہاں حضرت کے پاس جمع کیا
حضرت نے اُن سب کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے ساتھ طرف جلالہ کے
رخصت کیا اور کوئی پچاس آدمی اپنے پاس رکھ لئے پھر سید ابو محمد صاحب کو
مورچوں میں بھیجا کہ جو لوگ وہاں ہیں ان کو بھی ساتھ لے آؤ پھر ابو محمد
صاحب موافق فرمانے آپ کے سب کو وہاں سے لاکر آپ کے پاس حاضر
کیا ان کو ساتھ لے کر مولانا ممدوح کے پیچھے حضرت بھی روانہ ہوئے ،
ایک آدمی ہندو ملک بیسواڑے کا رہنے والا کہ نزدیک بلدہ سلون قوم
راجپوت سمی براجہ رام فقط مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ کا توپوں
پر رہ گیا اس کو حضرت کے کوچ کی خبر نہ ہوئی سو وہ آپ ہی توپوں توپ
کو بھیرتا تھا اور آپ ہی دانتا تھا ہم لوگ رستے میں اس کی توپوں کی آواز
سنتے چلے جاتے تھے اور بستی والے اُس سے مزاحم نہیں ہوتے تھے وہ جانتے تھے کہ
سید بادشاہ کا چھاپا درانیوں پر گیا ہے وہاں سے وہ لوگ پھر یہاں آوینگے
اور جیسے ہمارے مورچوں سے نیدو تیں چلنی موقوف ہوئیں ویسے ہی ہمارے
مقابلہ کا لشکر بھاگا اس لئے کہ عالم خاں سے بخون کی خبر ان کو آچکی تھی
اور حضرت لوگوں کو لے کر کوئی چار یا پانچ پر جا کر ایک میدان میں تین چار گھڑی ٹھہرے

Marfat.com

سب نے دم لیا اور اُس وقت کوئی ڈیڑھ پہر رات باقی ہوگی پھر وہاں سے سب کو لے کر آپ روانہ ہوئے جب صبح صادق خوب روشن ہوگئی تب جلالہ کے کنارے کے نالے پر پہنچے اور وہیں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بھی اگلے غول کو لے کر ٹھیرے تھے پھر وہیں نالے میں سب نے خوب سا پانی پیا اور وضو کیا اور وہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے سب کو نماز پڑھائی اور سب کو لے کر موضع جلالہ میں آئے اور وہاں کی مسجد میں اُترے اور غازیوں نے جا بجا بستی میں ڈیرہ کیا پھر آٹا تقسیم ہوا سب لوگ روٹی پکا کھا کر پہر چھ گھڑی سو رہے وقت ظہر کے سب نے اٹھ کر وضو کیا حضرت کے ساتھ نماز پڑھی اس عرصہ میں یکبارگی غل ہوا کہ نالے کی طرف کچھ سوار و پیادے نظر آتے ہیں سب کو احتمال ہوا کہ درانی آپہنچے حضرت نے لوگوں سے فرمایا کہ جلد کمر بندہ کر ہتھیار لگا کر تیار ہو جاؤ اور رسول خاں جلالہ والے سے کہا کہ چند آدمی اپنے ساتھ لے جاؤ اور خبر لاؤ کون لوگ آتے ہیں کچھ دیر میں زبانی لوگوں کے معلوم ہوا کہ اپنے ہی لشکر کے آدمی ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے وہ آتے ہیں اور پچیس تیس آدمی تھے جب بستی میں آکر داخل ہوئے دیکھا تو گھوڑے پر سوار فقط شیخ امجد علی غازیپوری شیخ فرزند علی کے بیٹے ہیں اور باقی پیدل ان میں ایک وہی راجہ رام راجپوت بیسواڑے والا تھا جو رات بھر توپیں چلاتا رہا تھا اور ایک حافظ رحیم بخش الہ آبادی اور حافظ عبداللطیف مولوی عبدالحق کے بھائی قصبہ انیوتنی کے رہنے والے اور آٹھ دس اور ہندوستانی تھے ان کے

Marfat.com

نام یاد نہیں اور باقی لوگ اسی ملک کے تھے جو ہم لوگوں کے ساتھ
امتحان زنی کو گئے تھے پھر راجہ رام مذکور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
آیا اور اپنا حال بیان کرنے لگا کہ جس وقت آپ مع لشکر وہاں سے
کوچ کر کے ادھر چلے آئے اُس وقت میں ایک جگہ سوتا تھا جب جگا وہاں
کسی کو نہ پایا وہاں کے لوگوں سے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ سید بادشاہ
دراینوں کے دو آبے سے کمک آتی ہے ان پر چھاپا لے کر گئے ہیں تب میں
وہاں سے تو یوں پر آیا وہاں بھی کسی کو نہ پایا مجکو اندیشہ ہوا کہ ایسا
نہ ہو کہ چند لوگ مقابلہ والے چلے آویں اور توپیں کھینچ لے جاویں پھر میں
اپنے ہی ہاتھوں بھرنے لگا اور آپ ہی داغنے لگا یہاں تک کہ صبح صادق
ہو گئی پھر مجکو گمان ہوا کہ کہیں آپ چھاپا لے گئے ہوتے تو بندوق یا توپ ضرور
چلتی شاید کہ آپ چھاپا مشہور کر کے کوچ فرما گئے پھر میں وہاں سے نکلا میں
آیا وہاں ایک جگہ شیخ امجد علی اور حافظ رحیم بخش کو پایا اُن سے جو حال
آپ کا پوچھا اُنھوں نے بھی بستی والوں کی زبانی سن کر وہی چھاپا لینے
کی تقریر کی میں نے کہا شیخ صاحب وہ چھاپے کا دھوکھا دے کر کوچ کر گئے
تم بھی اب یہاں سے جلد نکل چلو پھر ہم تینوں آدمی جلد وہاں سے روانہ ہو
پھر جو ہندوستانی ملکی رستہ میں ہم کو ملتا گیا اُس کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے
چلے آئے، آپ نے یہ حال سن کر فرمایا کہ شاباش اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت

Marfat.com

نصیب کرے تم نے خوب ہی بہادری کا کام کیا اور آپ نے شیخ امجد علی
صاحب کو دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا کہ شیخ بھائی ہمارے گویا زندہ شہید
ہیں جس نے شہید نہ دیکھا ہو وہ ان کو دیکھے کہ ایسی خطرناک جگہ سے
زندہ سلامت بچ آویں پھر آپ نے اُس دن وہیں مقام کیا دوسرے
دن صبح کو لشکر میں آٹا تقسیم کرایا اور فرمایا کہ ہر کوئی دو دو وقت
کی روٹیاں پکا کر ایک وقت کی کھا لیوے اور ایک وقت کی باندھ لیوے
آج بعد نماز عصر کے کوچ ہے اور اپنی اپنی لٹکی میں ہر کوئی پانی بھی بھر لیوے
خدا جانے راہ میں کہیں ملے یا نہ ملے پھر لوگوں نے موافق فرمانے آپ کے
پکا کھا کر فراغت کی پھر بعد اس کے دو چار گھڑی سو رہے اور اُسی روز
کئی ملکیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جوا تمان زئی سے آئے تھے کہ حضرت
علیہ الرحمۃ تو مع لشکر وہاں سے رات ہی کو کوچ کر کے ادھر تشریف لائے
مگر درانی لوگ مارے خوف کے پہر دن چڑھے تک توپوں کے پاس نہ آئے
کہ ایسا نہ ہو بستی میں لشکر غازیوں کا چھپا ہو جب ان کو خوب لوگوں سے
ثابت ہوا کہ وہاں کوئی نہیں تب وہ آ کر توپیں لے گئے الغرض پھر
جب ظہر کی اذان ہوئی سب نے اٹھ کر وضو کیا اور حضرت کے ساتھ
نماز پڑھی اور چلنے کی تیاری کرنے لگے پھر بعد نماز عصر کے ساتھ انتظام
اور بندوبست کے سب لوگ لے کر حضرت نے وہاں سے کوچ کیا اور لونڈی کی
راہ چھوڑ کر سیدھا خار کا رستہ لیا چلتے چلتے قبل صبح صادق کے موضع درگھی

Marfat.com

میں پہنچے پھر وہاں نماز فجر کی پڑھ کر بہت لوگوں سے حضرت خار کو روانہ ہوئے اور باقی جو بہت تھکے ماندے تھے وہ اس روز موضع درگہی میں رہے دوسرے دن خار کو گئے حضرت علیہ الرحمۃ تو اپنے مکان پر اُترے تھے اور غازیوں نے اپنے اپنی جگہ پر ڈیرہ کیا پھر آٹھ دس روز کے بعد سید احمد علی صاحب حضرت کے بھانجے اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور حسن خاں صاحب عظیم آبادی جو اب ہمارے حضور پر نور دام اقبالہ کی سرکار دولتمدار میں سلاح خانہ کے داروغہ ہیں اور شیخ علی محمد دینی بھائی شیخ بلند بخت کے ارباب جمعہ خاں وغیرہ جن کو طرف خیبر کے حضرت نے روانہ کیا تھا آکر خار میں داخل ہوئے اور حضرت سے ملے اور وہاں کے لوگوں کی بدعہدی کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ یہ قصہ مولوی نصیر الدین منگلوری کی زبانی اتمان زئی میں ہم سُن چکے ہیں اس ملک کے اکثر رئیسوں کا یہی حال ہے کہ اپنے عہد و پیمان کے دُرست نہیں ہیں کبھی کسی طرف کبھی کسی طرف پھر سب کو رخصت فرمایا اپنی اپنی جگہوں پر ڈیرہ کیا پھر دس پندرہ روز کے بعد آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ ٹوٹی میں جو روپے دفن ہیں یہاں لائے جاویں تو بہتر ہے مولانا صاحب نے کہا کہ جس صورت سے آپ فرماویں ہم لے آویں آپ نے فرمایا کہ پندرہ آدمی اپنی جماعت کے لو اور بیس آدمی شیخ محمد صاحب کی جماعت کے اور بیس آدمی ارباب جمعہ خاں اپنے لے کر تمہارے ساتھ جاویں وہاں سے وہ زر اُٹھوا لاؤ مولانا صاحب نے جانے کی تیاری کی اپنی

Marfat.com

جماعت سے سید رستم علی چلکانوی اور کریم بخش سہارنپوری اور لوز آن شاہ ولایتی اور حاجی عبداللہ اور خدا بخش منجھاونی کو لیا اور دس آدمی اور لئے اُن کے نام یاد نہیں اور شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت سے شیخ نمبر ۱ اور ان کے بھائی شیخ علی محمد اور شیخ حفیظ اللہ کو کہ یہ تینوں رہنے والے وہیں کے ہیں اور کریم بخش پنجابی اور نظام الدین اولیا پنجی کو پنج ضلع کشمیر میں ہے اور شیخ نصرت بانس بریلی والے کو اور چراغ علی کو اور پیر خاں کو اور سلو خاں اور فتح خاں ان چاروں کا وطن نہیں معلوم اور مراد خاں اور اُن کے ساتھ بخش اللہ خاں اور ولی داد خاں اور ملک داد خاں اور شیخ نصر اللہ کو پانچوں خرچے کے تھے اور میاں الٰہی بخش رامپوری کو لیا جواب سرکار دولتمدار ہمارے آقائے نامدار دام اقبالہ کے توشکخانہ کے داروغہ ہیں باقی چار شخصوں کے نام نہیں یاد ان کو لیا اور ارباب حجہ خاں کے لوگوں کے نام یاد نہیں وہ سب ملکی تھے پھر ان سب کو ہمراہ لے کر مولانا ممدوح موضع ڈھیری کے رستے سے ہوکر ٹوٹی کو گئے اور وہاں پانچ روز رہے پھر وہ دفینہ کھود کر اور دو خچروں پر کر وہ دو خچر سرکاری تھے لدا کر درگہی کے رستہ ہوکر خار میں آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی پیروانگی سے وہ روپے شیخ ولی محمد صاحب کی تحویل میں رکھ دئے پھر اس کے چند روز کے بعد مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور سید احمد علی صاحب حضرت کے بھانجے اور مولوی محمد حسن سہارنپور کے رامپور کے

Marfat.com

اور میاں جی چشتی سیرہانی والے اور قاضی علاء الدین بگہری والے اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور مولوی امام الدین منگالوی وغیرہ صاحب آپس میں مشورہ کرکے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت سراپا برکت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ مناسب جانیں تو کسی کو کچھ لوگوں کے ہمراہ واسطے دعوت جہاد کے بنگالے کو روانہ فرماویں آپ کو یہ صلاح پسند آئی اور فرمایا کہ بہتر ہے کسی کو تجویز کرو ہر ایک نے اپنی رائے کے موافق ایک ایک شخص کو تجویز کیا اور آپ سے کہا آپ سنتے رہے پھر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے میاں جی چشتی صاحب کو تجویز کیا اور حضرت نے فرمایا کہ ہماری تجویز اور آپ کی مطابق پڑی ہم نے بھی انھیں کو تجویز کیا تھا جب حضرت نے یہ ارشاد کیا سب کا اتفاق اسی پر ہوا کہ میاں جی چشتی ہی کو بھیجئے پھر آپ نے میاں جی صاحب چشتی کو فرمایا کہ اب آپ بنگالے کی تیاری کریں اور نو آدمی اور جن کو پسند کریں ان کو ہمراہ لیں اور رخصت ہوں پھر انھوں نے ایک نو اپنے سالے شیخ محب اللہ کو لیا جو اب یہاں وزیر گنج مبارک پور سباطی کی دکان کرتے ہیں اور یہ کھڈے کے رہنے والے ہیں جو کھڈا انشکار پور مشہور ہے میاں دو آب کے اور ایک نصیر الدین کو جو سیرہانی سے جہہ سات کوس ایک بستی ہے وہاں کے رہنے والے تھے اور رحیم بخش سرہانوی کو اور اسمٰعیل خاں اور رحمت خاں اور فتح یاب خاں کو یہ تینوں خانپور کے رہنے والے تھے اور ایک حکیم دہلوی کہ نام ان کا یاد نہیں لشکر میں حکیم جی

Marfat.com

اونٹنی والے مشہور تھے اور دو قندھاریوں کو لیا ان کے بھی نام نہیں
معلوم اور جب حضرت علیہ الرحمۃ ہجرت کرکے ہندوستان سے بلدۂ اسلام
ٹونک میں آئے تھے تب کئی جلد قرآن مجید مطلاً اور خوشخط نواب مستطاب
معلی القاب نواب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور نے آپ کو دئے
تھے ان میں کا ایک قرآن شریف مطلا کمال خوشخط چھوٹی تختی کا آپ
نے واسطے نذر شاہ نجارے کے میاں جی چشتی کو دیا اور ایک اعلا منامہ دعوت
جہاد کا سپرد کیا اور دعائے خیر کرکے رخصت فرمایا **حکایت** میاں
خدا بخش صاحب رامپوری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قبیل دوپہر کے خار سے
باہر جانب مغرب دفعتہً ایک شور اٹھا اور ہم لوگوں کا ڈیرہ اندر بستی کے
تھا ہم چند آدمی وہ غوغا سن کر بستی کے باہر گئے وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں
کہ دو غول جمع ہیں اور ان میں کچھ کچھ عورتیں بھی ہیں اور جانبین سے پتھر اور
سونٹے چل رہے ہیں اس عرصہ میں یہ حال کسی نے حضرت علیہ الرحمۃ سے جاکر
کہا اور آپ کا ڈیرہ خار کی جانب مشرق تھا یہ خبر سن کر آپ جلد پاپیادہ
روانہ ہوئے اُس وقت ساٹھ ستر غازی آپ کے پاس حاضر تھے آپ
کے پیچھے وہ بھی چلے جب تک آپ وہاں پہنچیں تب تک ایک غول شکست کھاکر
خار کی طرف بھاگا اور دوسرے غول نے ان کا تعاقب کیا اور دونوں
طرف کے کئی آدمی زخمی بھی ہوگئے تھے اُس وقت ایک عجیب حال دیکھنے میں آیا
ان بھاگنے والوں میں سے ایک نوجوان دبلا پتلا سولہ سترہ برس کا
مادے شاہ تام ہمارے آشناؤں سے کئی مخالفوں نے لکڑی پتھر لے کر

Marfat.com

اُس کو گھیرا ایک عورت موٹی تازی پہلوان سی ایک پُلہ پر سوٹا لئے
کھڑی تھی اُس نے دیکھا کہ مادے شاہ گھر گیا جلد وہاں سے للکار کر
دوڑی کہ خبردار جس نے مادے شاہ پر ہاتھ ڈالا زندہ نہ چھوڑوں گی
اُس کی جرأت اور چالاکی دیکھ کر وہ لوگ رُکے رہے اُس نے جھپٹ
کر مادے شاہ کو اپنی گود میں اُٹھا لیا اور وہاں سے لاکر ہماری مسجد میں
سُلا دیا اور آپ چلے گئے اس عرصہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ بھی جا
پہنچے جیسے لوگوں نے دُور سے آپ کو آتے دیکھا سب نے اپنے ہاتھ کے لکڑی
تھیر پھینک دئے آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا شور و فساد تھا اُنھوں
نے عرض کیا کہ انھوں نے کچھ زمین ہمارے ایک بھائی کی کھیت کی زبردستی
اپنی طرف ڈالی تھی جب اُس کو خبر ہوئی وہ مانع ہوا اس کو مارا پیٹا آخر
کو یہاں تک نوبت پہنچی اللہ تعالیٰ نے ہم کو غالب کیا اور وہ بھاگ گیا یہ
سُن کر حضرت نے فرمایا بُری نادانی کی تم نے آپس میں لڑائی کرنی کیا
ضرور تھی ہم سے کہا ہوتا اس کا تصفیہ ہم کر دیتے اُنھوں نے کہا اچھا کیا
کچھ فیصلہ ہو گیا ہے یہاں کا جو زید اللہ خاں ہے اس سے اُس زمین کا
حال دریافت کر کے فیصلہ کر دیں ہماری زمین ہو تو ہم کو ملے اور جو اُن کی
ہو تو اُن کو ملے پھر اگلے روز جو حضرت نے زید اللہ خاں سے دریافت کیا
تو وہ زمین اُسی کی نکلی جس کی وہ لوگ حضرت سے کہتے تھے اور آپ
نے زید اللہ خاں سے کہہ کر اُسی کو دلائی اور مہدی شاہ صاحب ہماری

Marfat.com

مسجد میں نماز پڑھنے آئے بیت ہم نے اُن سے پوچھا کہ تم تو کل مارپیٹ
سے خوب بچ گئے وہ کون سی عورت نیک بخت تھی جو تم کو وہاں سے کود
میں اُٹھا لائی وہ کچھ شرمندہ سے ہوئے ہم نے کہا بھائی مہدی شاہ
بتاؤ تو سہی وہ تبسم کر کے کہنے لگے کہ وہ ہماری بی بی تھی ہم نے پوچھا
کہ وہ تو عمر میں تم سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے کہا وہ پہلے ہمارے
بڑے بھائی کے نکاح میں تھی اور ہم چھوٹے تھے بلکہ ہم کو اُسی نے پرورش
کیا جب بھائی ہمارے قضا کر گئے بعد گذرنے ایام عدت کے کسی کسی نے اس
نکاح کا پیام دیا اُس نے نہ مانا اور مجکو کہا کہ یہ میرا دیور ہے میں نے اُس
کو پال کر چھوٹے سے بڑا کیا ہے اگر نکاح کروں گی تو اسی سے کروں گی پھر
چند روز میں مجھی سے نکاح کر لیا میرے چھوٹے ہوتے اور اُس کے بڑے ہوتے
کا یہ سبب ہے **حکایت** میاں الٰہی بخش جواب بلدہ اسلام ٹونک میں
ہمارے حضور پر نور دام اقبالہ کے توشک خانہ کے داروغہ ہیں بیان کرتے
ہیں کہ خار اور موضع پرم گولہ کے درمیان میں دریائے لنڈی جاری ہے اور
وہی دریا دونوں بستیوں کا دُھرا ہے اُس پار خار کے زمین اور اس
پار پرم گولہ کے ایک سال ایام برسکال میں وہ دریا بڑھا اور
بہت زمین زراعت خار کی کاٹ گیا اُس زمین پر پرم گولے والوں
نے قبضہ کیا اور وہ زمین خار کی غریب زمینداروں کی تھی وہ کہتے
تھے کہ یہ زمین ہماری ہے ہم اس میں غلہ بوئیں گے اور پرم گولے

Marfat.com

والے کہتے تھے کہ یہ زمین ہماری حد میں آگئی ہے اس میں ہم بوئیں گے
ہمارا تمہارا دُھرا ہی دریا ہے یہ تنازع درمیان اُن کے بہت دنوں
رہا کسی کے طے کرنے سے یہ قضیہ طے نہ ہوا آخر کو وہ غریب لوگ جن
کی زمین تھی حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے اور اُس
زمین کا حال بیان کیا آپ نے ان کی تسلی کی کہ تم آئیس میں قصہ نہ کرو
اس کا حال دریافت کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ہم تصفیہ کردینگے اگر وہ تمہاری
زمین ہوگی تم کو مل جاویگی یہ سُن کر وہ لوگ اپنے گھر گئے پھر ایک روز
آپ نے زید اللہ خاں اور ملا کلیم اور محسن خاں وغیرہ کو جو خار کے سردار
سے تھے اور موضع ڈھیری کے خان کو اُس کا نام نہیں یاد ملایا اور
عنایت اللہ خاں الا ڈنڈ والے کو کہ وہاں کے سب خانوں کا سردار تھا
بلایا اور برم گولے والے صنجھوں نے اس زمین پر قبضہ کیا تھا ان کو بھی بلایا
اور حال اُس زمین مذکور کا اُن سرداروں مذکورین سے پوچھا اور
دعوی داروں اور جس پر دعویٰ تھا ان کو الگ بٹھایا وہاں کے سرداروں
نے کہا کہ حقیقت میں تو وہ زمین انھیں خار والے غریبوں کی ہے سب جانتے
ہیں کچھ حاجت شاہدی گواہی کی نہیں ہے اگر کسی زبردست نے زور سے دبائی
ہوتی تو ہم لوگ اُس کو معقول کرکے دلا دیتے اور دھرا ان بیتوں کا
یہ دریا ہُرا اُس سبب سے ہم ناچار ہیں قضیہ ہمارے طے کرنے سے نہیں طے ہونے کا
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تمہاری زبانی یہی معلوم ہوا کہ یہ زمین اُنھیں
غریبوں کی ہے مگر بیت دریا کے کہ سرحد ہے ناچار رہو یہ سرحد دریا کی

Marfat.com

محض لغو ہے مستحق زمین کے وہی ہیں جن کی تھی سرحد تو اُسی کو کہتے ہیں
کہ اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے بھلا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ
یہ دریا اسی طرح سے کاٹتا کاٹتا تمام زمین خار کی کاٹ ڈالے اور برم گولے
کی طرف کر دے تو مستحق اُس زمین کے برم گولے والے ہونگے یا خار والے
اس تقریر سے وہ سب لاجواب ہو گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ تو وہاں بطور
مہمان کے تھے کچھ وہاں کے مختار یا حاکم نہ تھے جو اس بار کی زمین اُن غیروں
کو مستحق سمجھ کر دلا دیتے فقط بطور آشتی اور نصیحت کے آپ کا کہنا تھا
پھر آپ نے برم گولے والوں سے بطریق نصیحت کے سمجھا کر فرمایا کہ وہ زمین خار
کی ہے اور مستحق اُس کے یہ غربا ہیں اس کو چھوڑ دو وہ تم کو حلال نہیں ہے
اس لئے کہ ملک غیر کی ہے دریا کے دبا لینے سے کیا ایک کی زمین دوسرے کی ہو جاتی
وہ غریب لوگ ہیں تم کو ان پر جبر نہ کرنا چاہیئے اُنھوں نے نہ مانا اس لئے کہ انھوں نے
دیکھا کہ یہاں کے خان اور رئیس بھی ہماری سی کہتے ہیں اور سب کا اتفاق ہی
اسی پر ہے کہ دریا دونوں بستیوں کا دُھرا ہے اور حضرت تو آج یہاں ہیں
کل چلے جاوینگے کچھ یہاں کے حاکم نہیں جو ہم پر زور کریں جب حضرت علیہ الرحمۃ
نے جانا کہ ان کو سمجھانا محض بے فائدہ ہے تب اس زمین کے (دعوی
داروں سے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو
وہ قادر مطلق سب حاکموں کا حاکم ہے اب وہی اس کا فیصلہ کرے گا،

Marfat.com

اُنہوں نے کہ آپ کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر ہے ہم نے صبر کیا اور ہم لوگ غریب ہیں اگر صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مالک و مختار ہے پھر آپ نے ان سب کو رخصت کر دیا کئی روز کے بعد اس زمین کے مالکوں کو پھر بلایا اور بہت اُن کی تسلی فرمائی اور کہا کہ تم جمع خاطر رکھو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال وہ تمہاری زمین تم کو ملجاویگی اور کل ہمارے پاس بعد نماز عشا کے پھر آنا مگر تین پتھر چھوٹے چھوٹے لیتے آنا پھر دوسرے روز موافق فرمانے آپ کے وہ لوگ تین پتھر لے کر آپ کے پاس آئے آپ نے ان پتھروں کو اپنے دست مبارک میں لیا اور طرح طرح سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد و ثنا اور عظمت و بزرگی بیان کرنے لگے اور کبھی اُن پتھروں کو اس ہاتھ میں لیتے اور کبھی اُس ہاتھ میں پھر بعد کچھ دیر کے وہ تینوں پتھر اُن کو دئے اور فرمایا کہ لوگوں سے چھپا کر رات کو جہاں تک تمہاری زمین کی حد ہو ایک پتھر ایک سرے پر دفن کر دینا اور ایک دوسرے سرے پر اور ایک بیچ میں اور یہ حال کسی سے ظاہر نہ کرنا پھر آپ نے ان کو رخصت فرمایا اور موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے انھوں نے وہ تینوں پتھر اپنی زمین کی حد میں دفن کر دئے پھر بعد چند روز کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ خارسے مع لشکر پنجبار میں تشریف شریف لائے اور برسات بھی پنجبار میں گذاری ایک تین آدمی اُنھیں لوگوں سے جن کو آپ نے

Marfat.com

وہ تین پتھر دئے تھے پنجتار میں آئے اور اپنی زمین کی خوشخبری حضرت کے پاس لائے کہ اب کی برسات میں دریاے لنڈی طغیانی باران سے خوب بڑھا اور برم گولے کی طرف رجوع ہوا اور زمین کو کاٹتے کاٹتے اپنی اُسی حد کو پہنچا جہاں پر ہمیشہ قدیم الایام سے بہتا تھا اور وہیں ٹھہر گیا وہ ہماری تمام زمین اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے پھر ہمارے قبضہ میں کردی اور وہ لوگ برم گولے والے پشیمان ہو کر رہ گئے یہ خبر فرحت اثر سُن کر آپ کمال خوش ہوئے اور طرح طرح سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور عظمت اور قدرت اور حکمت اور حکمت اور رحمت بیان کرنے لگے کہ وہ ایسا ہی احکم الحاکمین اور ارحم الرحمین عادل اور قادر اور کریم و رحیم ہے وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا ہے پھر وہ تینوں آدمی بعد کئی روز کے آپ سے رخصت ہو کر خار کو گئے راوی اخبار خاکسار ذرۂ بے مقدار یعنی فتح علی غفر اللہ الولی کہتا ہے کہ بارہا یہ بات ہم لوگوں کے تجربہ میں آئی ہے اور ہم نے بچشم اپنے دیکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین علیہ نے جس کو از روے خیر خواہی اور نصیحت کے سمجہایا اور اُس نے اپنی شقاوت اور شرارت نفس سے نہ مانا آخر کو وہ پشیمان اور شرمندہ ہوا چنانچہ ایک یہی معاملہ جو مذکور ہو چکا آپ نے برم گولے والوں کو اس زمین کی بابت کس طرح سے وعظ و نصیحت سنا کر سمجہایا اور اُنھوں نے اپنی شامت سے نہ مانا آخر کو اُس قادر ذوالجلال لایزال نے اپنی قدرت سے اُس دریا کو ہٹا کر اُس کی

Marfat.com

قدیم جگہ پر کر دیا اور وہ زمین اُن مستحقوں کو دلادی اور وہ پشیمان
اور نادم ہو کر بیٹھ رہے اور اسی طور خادے خاں ہنڈ والے سردار کو بطور
خوشامد اور دھمکی سے سمجھایا اور وہ اپنی شرارت سے کچھ خیال میں نہ لایا آخر
کو اُس نے اپنی نافرمانی کا ثمرہ پایا اور اسی صورت سے سردار یار محمد خاں
درانی کو اور پائندہ خاں تنوبی والے کو اور احمد خاں ہوتی والے کو
اور سلطان محمد خاں برادر یار محمد خاں اور سوا اُن کے اوروں کو طرح
طرح سے سمجھایا کسی کو وعظ و نصیحت سے اور کسی کو مال و زر دے کر کسی
کو بندوق اور تیغ و سپر دے کر مگر اُن میں سے ایک نے نہ مانا اور آپ کی
فہمائش کو افسانہ جانا آخر الامر ہر ایک بسبب آپ کی بے فرمانی کی اپنی
اپنی قرار واقعی سزا کو پہنچا حال ان سب کا اپنی اپنی پر آگے آویگا انشاء اللہ
تعالیٰ **حکایت** ایک روز خار میں شیخ بلند بخت دینبی اور اُن کے بھائی
شیخ علی محمد اور آخوند ظہور اللہ جہانگیری والے اور اولا علی خاں میمند جو
اکثر ہندوستانی قافلوں کے راہبر تھے ضلع کنڈوہ کے رہنے والے اور آخوند
عصمت اللہ رہنے والے جری بنگ کے موضع جری بنگ قریب ٹیکرے درے
کے ملک ندہیار میں ہے اور آخوند گل رہنے والے پیشور کے اور مولوی
جان ولایتی اور اکبر خاں ہندوستانی وطن اُن کا یاد نہیں اور کئی
شخصوں اور نے آپس میں مشورہ کر کے منشی خواجہ محمد حسین پوری اور

Marfat.com

سید احمد علی بریلوی سے جو حضرت کے بھانجے تھے کہا کہ آپ دونوں صاحب
ہم لوگوں کی طرف سے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں عرض کریں
کہ لبیب چلے جانے مولوی سید محبوب علی دہلوی کے آپ کے لشکر ظفر پیکر کے بھی بہت لوگ
چلے گئے اور انہیں کے بہکانے سے ہندوستانی بھی قافلے آنے موقوف ہو گئے اگر
آپ اس وقت میں دو ڈھائی سو آدمی پردیسی چار چار روپے کی تنخواہ والے نوکر
رکھ لیویں تو خوب ہے کہ لبیب اس کے ہماری جماعت بھی کثیر ہو گی اور شاید کہ اللہ
تعالیٰ کا کچھ کام بھی نکلے اُن دونوں صاحبوں نے یہی حال اُن کی طرف سے
حضرت کی خدمت بابرکت میں جا کر گزارش کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
اپنا کام آپ بنا تا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں چاہے جماعت قلیل کو اپنی
قدرت سے جماعت کثیر پر غالب کر دے اور چاہے عکس اس کے اُس کو
سب قدرت ہے وہ اپنا کام آپ بے اعانت اور شرکت دوسرے کے بنا تا
ہے مگر خیر اگر اُن کی رائے میں یہی ہے تو دو سو آدمی نوکر رکھ لیویں پھر ان
دونوں صاحبوں نے اُن لوگوں سے کہا کہ حضرت کی مرضی تو نہ تھی مگر تم لوگوں
کی خاطر سے آپ نے اجازت دو سو آدمیوں کی دی ہے پھر اُن سب نے آخوند
ظہور اللہ کو تجویز کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر عرض کی کہ آپ آخوند
ظہور اللہ کو رخصت فرماویں کہ وہ اپنے وطن میں جا کر پردیسی لوگ بنجابی
وغیرہ نوکر رکھ لاویں آپ نے ان کو رخصت دی وہ اپنے وطن کو تشریف

Marfat.com

لے گئے اور کوئی ڈیڑہ یا پونے دو مہینے کے بعد پاس اُن کی عرضی آئی ،
خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ میں نے موافق اجازت آپ کے دو سو
پنجابی مسلمان چار چار روپے شرح کے یہاں نوکر رکھے ہیں جہاں کہیں ارشاد
ہو لے کر حاضر ہوں اس کے جواب میں آپ نے ان کو لکھا کہ تم ان کو لے کر
موضع کاٹ لنگ میں آؤ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی وہیں آوینگے جب یہ
جواب اُن کے پاس پہنچا تب ان کو لے کر وہ کاٹلنگ میں آئے اور وہاں سے
آدمی بھیجا کہ موافق حکم آپ کے میں یہاں حاضر ہوں اور اُن کا دو ماہہ تنخواہ
چڑہی ہے سو یہ مانگتے ہیں کچھ خرچ آپ روانہ فرماویں کہ ان کو دیا جاوے
آپ نے بطور مدد خرچ کے دو دو روپے سراسم حساب سے بھیجے اور کہلا
بھیجا کہ جب تک ہم آویں تب تک تم وہیں ٹہرے رہو انشاء اللہ تعالیٰ چند
روز میں ہم بھی آتے ہیں اور ان دنوں وہاں عنایت اللہ خاں الاڈانڈ
والے اور اُن کے بھتیجے خیر اللہ خاں بہٹ خیل والے کے درمیان بابت زمین
کچھ تنازع تھا اور جانبین سے بندوقیں چلتی رہتی تھیں کبھی وہ اُن کی
زراعت خام کاٹ جاتے اور کبھی یہ اُن کی اس رفع فساد کے لئے حضرت
علیہ الرحمۃ موضع بہٹ خیل کو خیر اللہ خاں کے مکان پر چند لوگوں سے
تشریف لے گئے اور رات بھر وہاں رہ کر اور خان موصوف کو باخوبی
دوسرے دن موضع الاڈانڈ میں عنایت اللہ خاں کو سمجہانے کو گئے
ان کو بھی باخوبی فہمائش کر کے درمیان دونوں کے صلح کرادی

Marfat.com

پھر وہاں سے خار میں تشریف لائے اور پنجتار کے چلنے کو تیاری کرنے
لگے پہلے یہ تجویز ہوئی کہ بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو پنجتار میں پہنچاویں بعد
اس کے آپ کوچ فرماویں پھر بی بی صاحبہ کو پہنچانے کو چار آدمی مقرر
ہوئے میاں عبدالقیوم اور اُن کے بھائی کریم بخش اور نظام الدین اولیا اور
حسبۃ اللہ ولایتی کہ وہ بڑے حضرت کے معتقدوں اور معتبروں اور خادموں سے
تھے اور بی بی صاحبہ موصوفہ کے ساتھ دو عورتیں اور بھی تھیں ایک تو خمار زئی
نام جو اب تک بی بی صاحبہ کی خدمت بابرکت میں موجود ہے جس کو لوگ ائی
کہتے ہیں اور دوسری کوئی نیک بخت اور تھی پھر بی بی صاحبہ موصوفہ کو ٹٹو
پر سوار کرکے وہ چاروں صاحب بونیر کے رستہ سے پنجتار کو لے گئے اُس کے
کئی دن کے بعد میاں دین محمد صاحب کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو ہندوستان
میں بھیجا تھا خار میں حضرت کے پاس آئے اور چند خطوط مجاہدین کے گھروں
سے اور کئی ہنڈیاں اور کچھ زر نقد لائے آپ اُس وقت دوپہر کو لیٹے تھے
میاں دین محمد کی خبر سُن کر جلد اٹھے اور دیکھ کر ان کو بہت خوش ہوئے
اور لیٹ کر ملے اور خیر و عافیت مزاج کی پوچھی اور اُس وقت کھانا تیار
تھا منگوا کر کھلایا پھر جو کچھ وہ ہندوستان سے زر نقد اور کاغذ
ہنڈوی کے اور لوگوں کے خطوط لائے تھے آپ کو حوالہ کئے پھر اس وقت
وہاں سے ہم لوگوں میں آئے ملاقات کی اس میں مولانا محمد اسماعیل صاحب
علیہ الرحمۃ ملے اُن سے ملاقات کی اور بعد خیر و عافیت پوچھنے مزاج کے

Marfat.com

ذکر کیا کہ یہ جو دو سپاہی کاٹلنگ میں آخوند ظہور اللہ صاحب کے پاس
ہیں یہ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیوں رکھے ہیں یہ صلاح آپ کو کس نے دی
تھی مولانا صاحب نے بیان کیا کہ فلانے فلانے صاحب اس امر کے باعث
ہوئے تھے بلکہ ایک اُن میں میں بھی تھا پھر حضرت سے کہا گیا آپ کی مرضی
شریف تو نہ تھی پھر آخوند ظہور اللہ صاحب اپنے وطن سے جاکر نوکر رکھوائے
یہ معاملہ اس صورت سے ہوا یہ تقریر سُن کر میاں دین محمد صاحب نے مولانا
صاحب کو کچھ جواب نہ دیا پھر اسی دن بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس گئے آپ نے کچھ حالات ہندوستان کے پوچھے اُنہوں نے بیان کئے اور
کہا کہ حضور میں کچھ اور بھی عرض کرنی ہے آپ نے فرمایا کیا عرض ہے اُنہوں
نے کہا کہ اوپر سے جب میں پرسوں موضع کاٹلنگ میں آیا وہاں کے ایک شخص
نے مجکو بھیجا تا کہ یہ غاریوں میں ہے اور کہا کہ تمہارے کچھ لوگ یہاں بھی اُترے
ہیں میں نے پوچھا کہاں اُترے ہیں اُس نے کہا یہاں مسجد میں میں اُس طرف
گیا آخوند ظہور اللہ صاحب مجکو دور سے دیکھ اُٹھے اور میرے پاس آئے اور
کمال اشتیاق سے گلے لگ کر ملے اور مجکو وہاں سے مسجد میں لے گئے جہاں اُتر
تھے میں وہاں بیٹھا وہ مجھ سے باتیں کرنے لگے وہاں دو ایک نشان کھڑے تھے
اور لوگوں کا مجمع تھا میں نے پوچھا یہ کس کے لوگ ہیں اُنہوں نے مجکو وہاں
سے ایک گوشہ میں الگ بٹھا کر اور کہا کہ یہ لوگ حضرت کی اجازت سے میں نے

Marfat.com

نوکر رکھے ہیں اور اُن کا دو ماہہ چیڑھا ہے سو مانگتے ہیں اور نہایت
مجکو تنگ کر رکھا ہے اور مجھسے کہا کہ تم کچھ ہندوستان سے لائے ہو میں
نے وہ دونوں ہمیانیاں اشرفیوں کی انگرکھے کے بند کھول کر دکھادیں
کہ ان میں تین سو اشرفیاں ہیں اور کہا کہ یہ میرے بازو پر کئی ہنڈیاں ہیں
اُنھوں نے کہا کہ کچھ اشرفیاں دو تو ان لوگوں سے میرا گلا خلاص ہو میں
نے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ میں بے اجازت حضرت کے اپنی طرف سے کچھ نہیں
کر سکتا اُنھوں نے کہا کہ اس امر حضرت تم کو کچھ نہ کہینگے میں نے کہا چار
یا پنج منزل کا فاصلہ ہوتا تو بھی ایک بات تھی اب تو حضرت یہاں سے نزدیک
ہیں یہ بات مجھسے نہ ہوگی مگر تم ان لوگوں کی دلجمعی کرو میں ان کی طرف
سے حضرت کے پاس وکالت کرونگا اور ان کا تصفیہ کرا دونگا اور یہی میں نے
ان لوگوں سے بھی کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میرے جانے ہی کی دیر ہے انشاء
اللہ تعالیٰ تمہاری تنخواہ تم کو مل جاویگی پھر اس روز میں وہیں رہا صبح کو
وہاں سے میں درگہی میں آکر پیر خاں کے دیرے میں رہا اور آج آپ کی
خدمت میں آکر حاضر ہوا اور مقصود میرا اس عرض سے ہے کہ جو اتنے
لوگ آپ نے نوکر رکھے ہیں تو کس برگنہ کی جائداد پر اور کون سے
ملک کی آمدنی پر رکھے ہیں دو ڈھائی ہزار روپے ان کی تنخواہ کے
چڑھ گئے ہیں اور ابھی تک ایک پیسہ کا بھی کام اُن سے نہیں نکلا آئے
روپے اگر مجاہدین کی خوراک و پوشاک میں صرف ہوتے تو سات

Marfat.com

آٹھ مہینے کے ہا خوبی فراغت ہوئی اب میرے نزدیک مناسب یہی معلوم
ہوتا ہے کہ ان کا جو کچھ چیرھا ہو ان کو دے کر جلد آپ ہر طرف کردیں نہیں تو ہر
روز ان کی تنخواہ چڑھتی جاویگی اور آپ کو دینی پڑیگی اور آپ کی دو طرح
کی باتیں ہوتی ہیں ایک تو الہامی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دوسری طبعی
اپنی رائے سے اگر یہ نوکر رکھنا آپ کا اُسی الہامی قسم سے ہے تو میری تو یہ ہے
میں اس میں کچھ دخل نہیں دے سکتا اس کو آپ ہی خوب سمجھتے ہیں اور جو دوسری
طرح کی ہے تو میری رائے ناقص میں یہ بات خلاف مصلحت کے معلوم ہوتی ہے
اور آپ بارہا ارشاد کر چکے ہیں کہ جو میں کام کروں اور تمہارے کسی صاحب کے
نزدیک نامناسب معلوم ہو وہ بے تکلف مجھکو اطلاع کردیا کرے پھر میں یا تو
اس کا جواب دے کر اُس کی تسلی کردونگا یا میں اُس کام کو نہ کرونگا اور اس
امر میں جو کوئی جان بوجھ کر مجھ سے نہ کہیگا تو روز قیامت کے اُس کا دامن
گیر ہونگا سو میں صرف اس خوف سے آپ کی خدمت شریف میں گزارش
کرتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا اور یہ بات اس قسم کی نہیں ہے اس
امر میں اپنے غازیوں سے چند لوگوں نے آکر مجھ سے کہا کہ ان دنوں اپنے لشکر
سے بہت سے شخص ہندوستان کو مولوی محبوب علی صاحب کے جانے سے چلے گئے اگر
کچھ لوگ رکھ لیجئے تو لوگ لشکر میں زیادہ ہوجاوینگے ان کے کہنے سے میں نے
انکار کرنا مناسب نہ جانا اور کہا کہ دو سو آدمی نوکر رکھ لئے جاویں اس
صورت سے یہ معاملہ ہوا اس وقت تم نے بہتر صلاح دی اب تم جاکر اپنے

Marfat.com

لوگوں میں اس کا مشورہ کرو پھر جو کچھ مشورت میں ٹھہرے ہم سے آکر کہو
پھر میاں دین محمد صاحب آپ کے پاس سے اُٹھے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
کے پاس گئے اور وہ حال بیان کیا مولانا صاحب نے سید احمد علی صاحب اور
مولوی محمد حسن صاحب اور ارباب بہرام خاں اور قاضی احمد اللہ صاحب میرٹھی
اور منشی خواجہ محمد صاحب حسین پوری وغیرہم کو بلایا اور اُسی امر کی جو حضرت
نے فرمایا تھا مشورت کی آخر الامر ہر کسی کو رائے میاں دین محمد صاحب کی
پسند آئی کہ بالفعل ان روزوں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو
تنخواہ دے کر برطرف کر دیں پھر آئندہ جیسا ہوگا ویسا دیکھ لیا جاوے گا پھر
میاں دین محمد اور وہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور جو مشورت کر کے
ٹھہرایا تھا وہی آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا جو سب کی صلاح یوں ہی
ہے تو بہتر ہے ان کو تنخواہ دے کر رخصت کرنا چاہیئے مگر اس طور سے کہ ہم
چل کر ان لوگوں کی تسلی کر کے اور اُن کا حق ان کو دے کر رخصت کریں
پھر جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ غارے کوچ کر کے پنجتار کو چلے اور موضع کانگ
میں داخل ہوئے اور آخوند ظہور اللہ صاحب سے ملے اور فرمایا کہ بالفعل ہماری
بھی اور بہت مجاہدین بھائیوں کی بھی یہی مرضی ہے کہ ان لوگوں کو ان کا حق
دے کر رخصت کر دیں آخوند صاحب نے عرض کی کہ یہی بہتر ہے اور بالفعل
ان کی کچھ حاجت بھی نہیں ہے اور کوئی تین مہینے ان کے چڑھے ہیں پھر
آپ نے آخوند صاحب سے فرمایا کہ ان کے افسروں سے کہو کہ اپنے

Marfat.com

اپنے لوگوں کو لیتے آویں اور اپنا حق لے کر رخصت ہوں پھر آخوند صاحب نے
اُن کے افسروں کو بلایا اور یہ حکم سنایا انہوں نے سب کو لاکر حاضر کیا اُس وقت
میاں دین محمد صاحب نے جاکر حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ سب موافق فرمانے
آپ کے حاضر ہیں، آپ نے فرمایا بہتر ہے منشی خواجہ محمد اور منشی محمدی کو لے جاؤ
کہ وہ ہر ایک کا چہرہ پڑھ کر بتاتے جاویں اور تم گن کر روپے دیتے جاؤ اور منشی
محمدی صاحب ہمارے لشکر میں بھائی محمدی کر کے مشہور تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ
ان کو انصاری بھائی کہتے تھے اور سہروان کے رہنے والے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے بڑے مخلصوں اور نہایت معتقدوں اور کمال معتبروں اور معززوں سے تھے اور
پچیس چھبیس برس کی ان دنوں اُن کی عمر تھی پھر میاں دین محمد صاحب اور
دونوں منشیوں کو وہیں لے گئے اور وہ ہر ایک کی فرد پڑھ کر بتلاتے گئے اور میاں
دین محمد صاحب گن کر روپے دیتے گئے جب سب لوگ اپنا اپنا حق لے چکے تب
میاں دین محمد صاحب نے حضرت کو جاکر اطلاع کی کہ سب لوگ اپنی اپنی تنخواہ لے
چکے اب کوئی باقی نہیں رہا یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ ان سب صاحبوں کو یہاں ہمارے
پاس لاؤ پھر موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے میاں دین محمد صاحب ان کو
آپ کے حضور پر نور کرامت ظہور میں لائے آپ نے پوچھا کہ تم سب صاحب اپنا
اپنا حق پا چکے سب نے عرض کی پا چکے پھر آپ نے ان کے سامنے جہاد فضائل
جہاد فی سبیل اللہ کے بیان کئے کہ اس میں عند اللہ واسطے مجاہدین مخلصین کے
ایسا ایسا ثواب ہے اور واسطے شہید کے ایسے ایسے مراتب اور مدارج عالیہ

Marfat.com

ہیں اور جو کوئی نوکر ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے اور کفار اشرار کے ہاتھوں مارا
جاتا ہے کم درجہ کا وہ بھی شہید ہوتا ہے بہ نسبت اور مولوں کے اُس کی موت
بہتر ہوتی ہے مگر جو لوگ خالصا لوجہ اللہ جہاد کرتے ہیں اور مقابلہ کفار میں مارے
جاتے ہیں اُن کے درجۂ شہادت کو کوئی نہیں پہنچتا خالص اس کلام کا یہ ہے کہ
جو یہ غازی لوگ ہمارے ہمراہ خدا کے واسطے ہیں یہ ہر ایک اپنے اپنے گھر کے کھاتے پیتے
خوشحال تھے کوئی تو بیس قرار نوکری چھوڑ کر آئے ہیں اور کوئی اپنی جاگیر اور زراعت
اور کوئی پیشہ اور تجارت چھوڑ کر آئے ہیں اور یہاں ہمارے پاس صرف واسطے اللہ کے
رہتے ہیں اور فقر و فاقہ سہتے ہیں اور خوش و خرم اپنی برضا صابر بقضا ہیں اگر اسی
طور تم صاحب بھی رہو جو کچھ ہمارے لوگ کھاویں پہنیں وہ تم کھاؤ پہنو اس
امر میں ہم حاضر ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو کچھ اور کسی طور کی
فراغت دیگا ہم تم کو سوا اس کے اور بھی دینگے اور وہ تم کو تمہاری نوکری سے
زیادہ پڑیگا مگر اس کا ہم ابھی سے اقرار نہیں کرتے ہیں کہ کل کو کوئی ہم سے
دعویٰ کرے، احمد بیگ نام ایک مرزا پنجاب کے اُن میں سے بولے کہ میں واسطے
اللہ تعالیٰ کے حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ رہونگا یہ بات سُن کر اُن میں
سے بتیس چالیس آدمی اور بھی بولے کہ ہم بھی خدا کے واسطے آپ کے ہمراہ
حاضر ہیں پھر جب آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا وہ سب کے سب دو
سو آدمی آپ کے ہمراہ رکاب پنجتار تک آئے پھر وہ بتیس چالیس آدمی
تو رہے اور باقی رفتہ رفتہ چند روز میں اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوئے

Marfat.com

حکایت سنایں تے میاں دین محمد صاحب سے کہ وہ کہتے تھے کہ جب میں
ہندوستان سے جاتے جاتے موضع ڈہیری میں سید فیض اللہ کے مکان پر
پہنچا اور وہ موضع ملک جیحہ کا مین کنارے دریائے اباسین کے کچھ تھوڑے
فاصلہ سے واقع ہے اور وہ سید موصوف حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے
بڑے معتقدوں اور کمال مخلصوں سے تھے اُنھوں نے میری بہت سی مہمانداری
اور خدمتگزاری کی دوسرے دن میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایات
بیغایات سے مجکو ساتھ خیر و عافیت کے یہاں آپ کے مکان تک پہونچایا
اب دریائے اباسین سے پار اتروا دو تو میں چلا جاؤں اُنہوں نے کہا کہ ابھی
چار روز تک ہم تم کو رخصت کرینگے ماندگی تمہاری خوب سی دفع ہولے تب
تم کو اُتروا دینگے میں نے اُن سے کہا کہ میرا تو جا پھر یہاں رہنا دشوار ہے
اس لئے کہ عملداری سکھوں کی ہے مجکو صرف دریا ہی اُترنا ہے پھر کچھ دور نہیں اس
امر میں آپ سُستی نہ کریں اُنہوں نے کہا کہ میں سُستی تو نہیں کرتا ہوں مگر
بات یہ ہے کہ یہاں میرے پاس ہر قسم کے آدمی بھلے بُرے دوست دشمن
آتے ہیں اور تم کو وہ دیکھتے ہیں اور تمہارے آنے کی خبر سکھوں کو ہوگئی ہے
اور وہ سید بادشاہ کے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ پاویں تو لوٹ
لیویں اور قید کریں اور جبتک تم یہاں میرے مکان پر ہو اگر دو ہزار
سکھ چڑھ کر آویں تو یہ مجال نہیں کہ تم کو پکڑ لیجاویں اور تمہارے یہاں
سے باہر جانے کے بعد میرا قابو نہ رہیگا کہ جو میں ان کو روکوں سو تم اس
امر میں جلدی نہ کرو میں اپنی تدبیر سے تم کو دریا سے اُتروا دونگا پھر چھوڑ

Marfat.com

اُنھوں نے موضع نتارچی کے کئی ملاحوں کو بلوایا اور اس ملک میں ملاح لوگ سب مسلمان ہوتے ہیں پھر ان سے اُنھوں نے کہا میری طرف اشارہ کرکے کہ یہ بھائی ہندوستان سے آئے ہیں اور خار میں سید پادشاہ کے پاس جاوینگے سوان کو منارے تک پہنچانا ہے رات کو خواہ دن کو جس وقت تمہارا موقع ہو ان کو پار اُتار دو اُنھوں نے کہا کہ جس وقت آپ فرماویں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُن کو اُتار دینگے یہ کہہ کر وہ اپنی بستی کو گئے اس عرصہ میں تین آدمی تین شکلیں لئے ہوئے وہیں سید فیض اللہ خاں کے مکان پر آئے اور سلام کرکے بیٹھے اور مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان سے تمہیں آئے ہو میں تو نہ بولا مگر سید فیض اللہ خاں صاحب نے اُن سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم منارے سے آتے ہیں ہم کو موتی اور سنتو مہاجنوں نے بھیجا ہے پوچھا کس لئے اُنہوں نے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ سید پادشاہ کے آدمی ہیں اُن کے لینے کو بھیجا ہے پوچھا کہ موتی اور سنتو کو اُن کے آنے کی خبر پہنچائی اُنہوں نے کہا کہ خار سے سید پادشاہ نے اپنا آدمی اُن کے پاس بھیجا تھا کہ فلانا ہمارا آدمی دُھری ہندوستان سے آکر اُترا ہے سو تم اپنے آدمی بھیج کر بحافظت تمام دریا سے اُتار کر اپنے پاس بلا لو اس لئے ہم آئے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم کیونکر جانیں کہ تم کو موتی اور سنتو نے بھیجا ہے اُنھوں نے اُن کی چٹھی اپنے پاس سے نکال کر سید فیض اللہ خاں کو حوالہ کی اُس وقت میں نے کہا کہ اس چٹھی کے سوا اور بھی کچھ پتا بتایا ہے ایک نے ان میں سے اٹھ کر میرا داہنا پنجا پکڑ لیا اور کہا کہ یہ پتا ہے اور دوسرا پتہ یہ ہے کہ تمہارے سینہ پر دو داغ بھی ہیں میں نے

Marfat.com

میں نے کہا بیشک دونوں پتے ٹھیک ہیں میرے اور اُن مہاجنوں کے
درمیان خفیہ یہ بات ٹھہری تھی کہ میرے بھیجے ہوئے آدمی کا پتہ یہ ہے کہ
جب تم اس سے نشانی طلب کرو تو وہ تمہارا داہنا انگوٹھا پکڑ لے اور انہوں
نے کہا کہ ہمارے آدمی کا یہ نشان ہے کہ تمہارا بیچا پکڑ لے پھر ان تینوں
آدمیوں نے کہ وہ منارے کے ملاح تھے مجھکو تو وہیں چھوڑا اور آپ چلے گئے
کچھ دیر میں اُن میں سے ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ کمر باندھ کر چلو
جا لاتیا رہے پھیر میں کمر باندھ کر اور اپنا اسباب لے کر سید فیض اللہ خان صاحب
سے رخصت ہونے لگا اُنھوں نے کہا کہ دریا تک میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا
وہاں رخصت ہو لینا میں نے کہا کہ آپ کیوں تکلیف کرینگے اب میں یہیں سے
رخصت ہونگا پھر انھوں نے اپنی بستی کے ایک ملک کو میرے ساتھ کر دیا
کہ دریا تک تم ان کو پہنچا آؤ پھر وہاں سے میں جیسے دریا پر جا کر پہنچا ایک
اور دوسرا آدمی ڈہیری سے دوڑا ہوا آیا کہ ہمارے یہاں کے کسی بنیے
نے جا کر تھانے کے سکھوں کو خبر کر دی کہ جو سید بادشاہ کا
آدمی ڈہیری میں سید فیض اللہ خاں کے یہاں کئی دن سے اُترا تھا وہ
آج جاتا ہے یہ سُن کر یان چار سکھ سند وتیں باندھے تمہاری فکر میں آتے
ہیں تم جلد یا رُاتر جاؤ میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو فی الحقیقت یان چار
سکھ سند وتیں باندھے ہوئے دُور سے معلوم ہوئے کہ آتے ہیں میں جلد
جالے پر سوار ہوا اور وہ تینوں ملاح جالے کو پار لے چلے جب بیچ دریا میں

Marfat.com

جالا گیا تب وہ سکھ دریا پر آکر کھڑے ہوئے ملاحوں نے کہا کہ اب کچھ
اندیشہ نہیں اللہ تعالیٰ تم کو سلامت بچالایا اور وہاں وہ جلے کو جلکر
دینے لگے میں اپنے دل میں ڈرا کہ یہ کیا مجکو ڈبا دینگے اور میں نے اُن سے
کہ تم یہ کیا کرتے ہو ایک نے اُن میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو خطرہ
کی جگہ سے نکال لایا سو یہ خوشی کرتے ہیں اور اپنا حق مانگتے ہیں میں نے
کہا کہ پار چل کر مجھ سے اپنا حق لو جو کہو گے میں دونگا اُنھوں نے نہ مانا اور
کہا کہ ہم تو ابھی لینگے میرے پاس چھپا ہوا ایک رومال تھا اور ایک روپیہ
بھی اُس میں بندھا تھا میں نے ان کو دیا پھر اُنھوں نے خوش ہو کر جالے
کو کنارے پر جا کر لگایا اور میں اُتر کر اُس پار گیا اور وضو کر کے وہاں دو
رکعت نماز شکرانہ کی میں نے پڑھی پھر وہاں کے یاروں دوستوں سے
ملاقات کرتا ہوا منارے میں موتی مہاجن کے گھر گیا میرے آنے کی خبر پاکر
سنتو بھی وہیں آگیا جو کچھ نقد اشرفیاں اور ہنڈیاں ہندوستان سے
میں لے گیا تھا اُن کے آگے دھر دیں اور کہا کہ اگر مناسب جانو تو ان کو
اپنے پاس رکھ لو اُنہوں نے کہا یہاں رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں تم اپنے
ساتھ لیتے جانا پھر جیسا ہوگا دیکھ لیا جاویگا پھر میں نے اُن سے پوچھا
کہ ڈھیری میں میرے آنے کی خبر تم کو کیونکر معلوم ہوئی جو میرے لینے کو
تم نے آدمی بھیجے اُنھوں نے کہا کہ سید بادشاہ کے آدمی نے ہم سے آکر
کہا تھا میں نے کہا کہ ان کو کیونکر خبر ہوئی اُنہوں نے کہا کہ یہ ہم نہیں
جانتے مگر اتنی بات وہ آدمی کہتا تھا کہ سید بادشاہ فرماتے تھے کہ دین محمد

Marfat.com

کے ڈھیری میں آنے کی خبر مجکو میرے رب نے دی ہے پھیر میں رات کو
وہاں رہا دوسرے دن وہاں سے طرف خار کے روانہ ہوا وہاں سے دو
کوس زبدہ ہے وہاں پہنچا وہاں کا خان جو اشرف خاں خدوخیل تھا اُس
سے ملاقات کی بے مروت اُسکا چھوٹا بھائی لطف اللہ خاں کہ بڑا نیک بخت اور صاحب
مروت تھا میرے واسطے مرغ کڑہی اور خمیری روٹیاں لایا پھیر میں کھانا
کھا کر وہاں سے روانہ ہوا لطف اللہ خاں میرے ساتھ ہو موضع پنج پیر
تک کہ وہاں سے دو کوس ہے آیا دو بندوقچی میرے ہمراہ کردئے اور کہا کہ جب
ان کو رخصت کرنا تب اپنی رسید بھی ان کے ہاتھ بھیجدینا کہ مجکو تسلی ہو
میں نے کہا رسید لکھنے والا کہاں تلاش کرونگا رسید میری یہ ہے کہ جب تم
اُن سے رسید طلب کرو تو یہ تمہارا دانا پہنچا پکڑلیں کہا واہ بہت خوب
یہ تم نے بتایا پھیر میں بندوقچیوں کو لے کر آگے چلا وہاں سے کچھ دور
موضع کنڈا تھا وہاں جاکر دو بندوقچی اور لئے اور آگے چلا وہاں سے کئی
کئی کوس تک بیابان میدان تھا پھر اس روز جاکر میں موضع ڈاگئی میں رہا اگلے
دن وہاں سے چل کر موضع امان زئی کی گڑہی میں نصراللہ خاں کے مکان
پر رہا صبح کو پہلی بستی کے دو بندوقچیوں نے مجھ سے رسید مانگی کہ اب ہم
چاروں یہاں سے رخصت ہوتے ہیں میں نے کہا کہ میر لطف اللہ خاں سے سلام
کہنا اور جب وہ تم سے رسید مانگیں تب تم ان کا دانا پہنچا پکڑلینا یہی
رسید ہے پھر وہ چاروں وہاں سے پیچھے پلٹ گئے اور میں آگے چلا اُس

Marfat.com

روز جاکر وقت ظہر کے موضع کاٹلنگ میں اخوند ظہور اللہ کے پاس میں
پہنچا پھرا اور وہاں جو کچھ واقعہ گذرا وہ اوپر کی حکایت میں لکھا گیا ہے اس کے
اعادہ کی یہاں حاجت نہیں پھر اگلے روز وہاں سے چل کر موضع درگئی میں رہا
منارے سے یہاں تک جو بستیاں رستہ میں ملیں وہ سب ملک سیمے کی ہیں پھر
اس کے اگلے دن وہاں سے خار کو روانہ ہوا درگئی کا جو پہاڑ ہے اُس پر چڑھ
کر اُس طرف میں اُترا وہاں اُتار میں ایک چھوٹا سا پانی کا چشمہ جاری تھا
وہاں جاکر بیٹھا وہاں سے خار صاف نظر آتا تھا میرے دل میں آیا کہ اس
چشمہ میں وضو کرلوں پھر میں وہاں بیٹھ کر وضو کرنے لگا اس عرصہ میں خار کی
طرف سے ایک اُسی ملک کا آدمی آیا اور میرے ہی قریب سلام علیک
کرکے وہیں بیٹھ گیا اور میری طرف خوب غور کرکے دیکھا اور مجھ سے پوچھا کہ
تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا زیدہ سے، یہ سُن کر پھر وہ جدھر سے آیا
تھا ادھر کو روانہ ہوا میرے دل میں ایک خوف سا معلوم ہوا کہ اُس نے
میری طرف بغور دیکھا بھی اور پوچھا بھی کہ کہاں سے آتے ہو ایسا نہ ہو کہ
یہ راہزنوں سے ہو پھر میں اُسی جگہ کئی گھڑی تک بیٹھا رہا کہ اگر ادھر بھی
کوئی اُس کے ساتھ کا ہوگا تو وہ بھی معلوم ہو جاویگا پھر جب کوئی نظر
نہ آیا تب میں جلد خدا پر توکل کرکے وہاں سے خار کو روانہ ہوا اور جاکر
بخیر و عافیت حضرت علیہ الرحمۃ سے ملا اور مصافحہ اور معانقہ کیا آپ نے
پوچھا کیا پیدل ہی آئے ہو میں نے عرض کی کہ ہندوستان سے موضع
سرہان تک کہ ملک چھچھ میں ہے ٹٹو پر آیا وہاں سے حمیہ خاں کابلی کو جو

Marfat.com

میرا رفیق تھا ساٹھ اشرفی اور سات روپے اور چند تھان کپڑا اور ٹوپی
کر پشور کے رستہ سے روانہ کیا اور وہاں سے میں پیدل موضع ڈھیری
میں سید فیض اللہ خاں صاحب کے مکان پر آیا اور وہاں کئی روز تک رہا دریا
اُترنے کا موقع نہ ملا اُس وقت کئی شخص جو آپ کے پاس حاضر تھے وہ مجھ سے
کہنے لگے کہ تمہارے آنے کی خبر ہم کو پہلے سے معلوم ہوئی تھی میں نے کہا کس کی
زبانی، اُنھوں نے کہا حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مجکو الہام الٰہی سے خبر ہوئی
کہ دین محمد موضع ڈھیری میں رُکے ہیں سو منارے میں کوئی آدمی موتی کے پاس
بھیجو کہ وہ اپنا آدمی بھیج کر وہاں سے بلوالیں حضرت نے پوچھا کہ بھائیو چلکے
کیا باتیں کرتے ہو اُنہوں نے عرض کی کہ جو آپ اُس دن فرماتے تھے کہ دین محمد
موضع ڈھیری میں رُکے ہیں وہی باتیں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہاں مجکو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے الہام ہوا تھا اور ایک طالب العلم کو اُن کی خبر کے لئے ہم نے بھیجا تھا
اس کو یہ درگہی کے چشمہ پر ملے تھے مگر اُن سے ملاقات کر کے ہمارے پاس چلا آیا

حکایت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ خار میں کچھ کم یا زیادہ ایک سال رہے
رمضان بھی وہیں ہوا اور عیدین بھی اور محرم بھی وہیں ہوا پھر وہاں سے تیاری
پنجتار کے جانے کی کی، جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو تو چند روز پیشتر سے چار
آدمیوں کے ہمراہ روانہ کر دیا تھا اس کا حال آگے لکھا گیا ہے پھر آپ نے لشکر
کو درگہی کے رستہ سے روانہ کیا کہ تم چل کر کاٹلنگ میں ٹھہرو پیچھے سے ہم بھی
آتے ہیں، اور کوئی دو سو سوار و پیادہ اپنے ساتھ رکھ لئے پھر اُس روز

Marfat.com

درگہی کا گھاٹا پار ہو کر لشکر ایک تالاب پر اترا اور چند لوگ گھاٹ کے
نیچے ٹھہر گئے اس لئے کہ شیخ شیر علی احمد حسین کے والد رہنے والے شیر پور
ضلع عظیم آباد کے بہت روزوں سے بیمار تھے وہاں فوت ہوئے پھر وہیں دامن
کوہ میں لوگ ان کو دفن کر کے اپنے لشکر میں آئے اور وقت ظہر کے لشکر والوں
نے اُسی تالاب میں وضو کیا درگہی کے رہنے والوں نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اس تالاب کا پانی ناپاک ہے اور تمام آپ کے لشکر والوں
نے اس میں وضو کیا ہے اور اس تالاب کے بال پر فراش اور چنار وغیرہ
کے درخت بہت تھے سو انھیں درختوں کے پتوں سے پانی متغیر ہو گیا تھا مولانا
ممدوح اُن لوگوں کے ساتھ تالاب پر تشریف لے گئے اور اُس پانی کو ہاتھ
میں لیا کر اُس کا رنگ اور بو اور مزہ دریافت کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ
یہ پانی تو پاک ہے جو پانی نجاست پڑنے سے مبدل ہو جاتا ہے وہ البتہ ناپاک
ہوتا ہے اور یہ تو بسبب گرنے پتوں کے متغیر ہو گیا اس سے کچھ مضائقہ نہیں مولانا صاحب
سے یہ بات سُن کر اُن لوگوں کے بھی دل کا وسوسہ جاتا رہا اور ہمارے لشکر والے
تو اس مسئلہ سے خبردار ہی تھے پھر عصر و مغرب اور عشا اور فجر کا اُسی تالاب میں
سب نے وضو کیا پھر صبح کو وہاں سے کوچ کر کے موضع لُونڈ خُڑ میں آئے
اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے موضع کاٹلنگ میں اَخوند ظہور اللہ صاحب کے
پاس آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ خار سے کوچ فرما کر اولڈ انڈ میں عنایت اللہ
خاں کے مکان پر آئے اگلے دن وہاں سے روانہ ہوئے پہاڑ کا گھاٹا اُتر
کر موضع بلئی میں آئے اُسی بستی سے شروع ملک سیمے کا ہے، وہاں سے

Marfat.com

لگئے دن موضع کاٹلنگ میں داخل ہوئے اور جو دو سو سپاہی نوکر آخوند ظہور اللہ
صاحب کے پاس تھے اُن کی تنخواہ کا فیصلہ کیا جس کا حال اوپر کی حکایت میں
لکھا گیا ہے پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ رکاب لے کر موضع چارگلی کو جانب
چپ چھوڑ کر موضع مجیئی میں آئے اگلے دن وہاں سے کوچ فرما کر موضع شیو
میں آئے موضع مذکور کے ورے کوئی سوا سو قدم کے فاصلہ سے ایک جنگل زیتون
کا تھا بسبب سایہ کے لشکر تو وہیں اُترا اور حضرت علیہ الرحمۃ کوئی دو سو
آدمیوں سے بستی میں انند خاں اور مسکار خاں کے مکان پر تشریف شریف
لے گئے اور وہ دونوں بھائی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بڑے معتقدوں اور کمال
مخلصوں سے تھے اور وہی اُس بستی کے خان بھی تھے پھر اُنہوں نے اپنے یہاں
ایک مقام کرایا اور موافق دستور اپنے ملک کے تمام لشکر کی دعوت کی پھر
وہاں سے آپ نے پہر رات رہے سے کوچ کیا نماز صبح کی موضع سلیم خاں
میں آکر پڑھی کہ وہ موضع درۂ پنجتار کے منہ پر واقع ہے وہاں سے پنجتار
کوئی دو کوس ہوگا پھر بعد فراغ نماز کے ادھر سے تو حضرت علیہ الرحمۃ
مع لشکر چلے اور ادھر سے فتح خاں چند سوار لے کر واسطے استقبال
آپ کے آیا ایک جگہ بیر کے باغ تھا وہاں آکر ملاقات کی اور وہاں سے آپ
کو مع لشکر لے کر پنجتار میں آیا اور پنجتار کے شہر پناہ کے شرق اور شمال
کے کونے پر جو برج تھا اُس میں حضرت علیہ الرحمۃ اُترے مع جماعت خاص
کے اور دوسرا برج جو شمال اور مغرب کے کونے پر تھا اُس میں آپ کا

Marfat.com

باورچی خانہ اور تقسیم غلہ کا کوٹھا مقرر ہوا اور واسطے غلہ بانٹنے کے مولوی
عبدالوہاب لکھنوی کو جو شاہ یقین اللہ کے بیٹے تھے مقرر کیا سبب اُن کے مقرر
کرنے کا یہ ہوا کہ پیشتر ان کے میر امانت علی صاحب رہنے والے پیران ساڈھورہ
ضلع پٹیالہ کے غلہ بانٹتے تھے اور محمود لکھنوی اور میاں عبداللہ خریدتے تھے اور
وہ میر صاحب ممدوح بڑے پیرزادے خاندانی اور بڑے محتاط اور صاحب
تقویٰ تھے اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقدوں اور کمال
مخلصوں سے تھے اس قدر ان کے مزاج و مذاق میں احتیاط تھی کہ اکثر اوقات
اُن کو دیکھا کہ وہ غلہ تقسیم کرتے ہوتے اور کوئی بھیلہ دار اُن سے کہتا کہ
آج میرے بھیلہ میں ایک یا دو مہمان آئے ہیں اُن کا بھی غلہ دو تو وہ غلہ بانٹنا
موقوف کرکے وہاں سے حضرت کے پاس چلتے اور آپ سے اجازت لاتے
تب مہمانوں کے حصہ کا غلہ دیتے باوجودیکہ حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے اُن
کو اس بات کی اول سے اجازت تھی آپ نے اُن سے فرما دیا تھا کہ یہ مال اللہ تعالیٰ
کا ہے اس کی خیرخواہی اور حفاظت جیسی مجھ پر ہے ایسی ہی تم پر جس کو جانو
کہ اس کا مستحق ہے مجھ سے بے پوچھے دیا کرو تم کو اس کی اجازت ہے مگر
تس پر بھی وہ اپنی احتیاط نہیں چھوڑتے، لوگ تو غلہ لینے کو اپنے بھیلے لئے ہوئے
بیٹھے ہوتے اور وہ دو دو تین تین بار اجازت لینے جاتے لوگوں کو حرج ہوتا
تنگ ہو جاتے آخر کئی بار اس کی شکایت حضرت سے جا کر کی پھر آپ نے
لوگوں سے فرمایا کہ واسطے اس کام کے اور کسی کو تجویز کرکے ہم سے کہو پھر

Marfat.com

لوگوں نے آپس میں مشورت کر کے کئی شخصوں کو تجویز کیا اُن میں
ایک مولوی عبدالوہاب صاحب کو بھی تجویز کیا اور وہ مولوی صاحب بڑے
بردبار اور پرہیزگار اور سلیم المزاج اور نیک کردار اور حضرت علیہ الرحمہ
کے نہایت معتقدوں اور مخلصوں سے تھے پھر لوگوں نے جن کو جب کو تجویز
کیا تھا آپ کی خدمت فیضمنزلت میں جاکر عرض کیا آپ نے مولوی عبدالوہاب
صاحب کو پسند کیا اور اُن کو بلوایا اور وہ مولوی صاحب روزوں سے
بیمار اور دائم المرض تھے اور نہایت لاغر اور چہرہ زرد تھے اور اُسی حالت
بیماری میں قرآن مجید بھی حفظ کرتے تھے حضرت نے اُن سے فرمایا کہ ہم نے
آج سے تم کو میر امانت علی صاحب کے عہدے پر تعائم کیا تھی لوگوں کو غلّہ اور
آٹا تقسیم کیا کرو اُنھوں نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں مگر کئی عارضوں میں گرفتار
ہوں اور اسی حال میں تھوڑا تھوڑا قرآن مجید بھی حفظ کرتا ہوں اور جو آپ فرماتے
ہیں یہ محنت کا کام ہے اس کے واسطے طاقت اور تندرستی چاہیئے یہ عذر سُن کر
کچھ دیر آپ نے سکوت کیا پھر فرمایا مولوی صاحب تم بسم اللہ کر کے مسلمان
بھائیوں کی خدمت میں کمر باندھو ہم تمہارے واسطے دعا کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ
سب عارضے تمہارے جاتے رہینگے اور طاقت اور توانائی بھی آجاویگی
اور اسی خدمت عظمیٰ کے کرنے میں تم کو قرآن شریف بھی حفظ ہو جاویگا۔
بشارت فیض اشارت زبان ہدایت ترجمان حضرت علیہ الرحمۃ کی سے سُن
کر سُن کر خوش ہوئے اور اسی روز سے غلّہ لوگوں کو بانٹنے لگے اور تمام

Marfat.com

لوگ اُن سے راضی تھے اور حضرت سے اُن کی خوبیاں بیان کرتے تھے پھر
چند روز میں اسی خدمت کے اندر حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا کی برکت سے تمام
امراض ان کے اللہ تعالیٰ نے دُور کر دیئے اور خوب صحیح وسالم موٹے تازے طاقتور
ہو گئے اور اسی خدمت عظمیٰ کے اندر قرآن مجید بھی ان کو تمام وکمال حفظ ہو گیا،
ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ خوش ہو کر فرمانے لگے کہ مولوی صاحب اب تو اللہ
تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تم کو خوب تندرست اور توانا کر دیا اور
قرآن مجید بھی تم کو یاد ہو گیا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دعا کی برکت سے دونوں مرادیں پوری کر دیں اب میرے واسطے آپ
دعا کریں کہ قرآن شریف میرا پختہ ہو جاوے اور میری آرزو ہے کہ ایک بار
میں قرآن مجید تراویح میں اول سے آخر تک آپ کو سُنا دوں آپ نے
فرمایا کہ بہت خوب ہم دعا کرینگے اور اب انشاء اللہ تعالیٰ قرآن شریف
تم نہ بھولوگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے گویا تم کو فردوری میں عنایت کیا ہے جو
خالصاً للہ تم مسلمان بھائیوں کی خدمت کرتے ہو اور مولوی عبدالوہاب صاحب
کا ہر روز یہ معمول تھا کہ قرآن شریف پڑھتے جاتے تھے اور غلّہ یا آٹا لوگوں
کو تقسیم کرتے جاتے تھے اور بیس بیس پچیس پچیس آدمیوں کا آٹا یا غلّہ ایک شخص
کو بعینہٖ وقت دیتے اور زبان سے نہ گنتے مگر کبھی کسی کے غلّہ یا آٹے میں کمی بیشی
نہ ہوتی ایسی مہارت ان کو ہو گئی تھی اور وہ مولوی صاحب ایسے سلیم الطبع اور
بردبار اور بے شر تھے کہ ایک روز آٹا تقسیم کر رہے تھے اور میرا امام علی
عظیم آبادی نو وارد کہ بڑے قوی اور جسیم تھے آٹا لینے کو آئے اور آٹا دار

Marfat.com

سے تقسیم ہوتا تھا یعنی جو پہلے آتا وہ پہلے پاتا اور جو پیچھے آتا وہ پیچھے پاتا اور وہ پہلے مانگنے لگے مولوی صاحب نے کہا کہ تمہارا یہی وار چلا آتا ہے پھر جاؤ تم کو بھی ملیگا اس میں وہ جلدی کرنے لگے اُنھوں نے نہ مانا آخر کو یہ نوبت آئی کہ انھوں نے مولوی صاحب کو دھکا دیا وہ آٹے کی طرف جھک گئے بلکہ گر پڑے وہاں قندھاری لوگ بھی آٹا لینے کو بیٹھے تھے ان کو بُرا معلوم ہوا سب مِل کر میر امام علی کے مارنے پر تیار ہوئے یہ دیکھ کر مولوی صاحب قندھاریوں سے لڑنے لگے کہ وہ ہمارا بھائی ہے دھکا دیا تو ہم کو دیا تم سے کیا کام وہ سب نادم ہو کر چپ ہو رہے پھر مولوی صاحب نے اُن کو آٹا دیا وہ اپنے ڈیرے کو گئے یہ حال لوگوں نے جا کر حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا جب اُس دن مولوی صاحب رات کو حضرت کے پاس گئے آپ نے پوچھا کہ مولوی صاحب آج میر امام علی نے تم سے کیا قصہ کیا اُنھوں نے کہا کہ میرے نزدیک تو اُنھوں نے کچھ نہیں قصہ کیا وہ تو بڑے نیک بخت آدمی ہیں اس وقت وہ آٹا لینے آئے اور مجھ سے مانگا اُس وقت ان کا اور نہ تھا اُنہوں نے جلدی کی اس میں انکا دھکا میرے لگ گیا اور تو کچھ نہیں تھا حضرت یہ بات سُن کر خاموش ہو رہے یہ خبر کسی نے میر امام علی کو پہنچائی کہ مولوی عبدالوہاب صاحب نے تمہارے مقدمہ میں اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ سے ایسا ایسا کلام کیا وہ اپنے دل میں اس حرکت سے بہت نادم ہوئے اور اُسی وقت حضرت کے سامنے آکر مولوی عبدالوہاب صاحب سے اپنی خطا معاف کرائی اور مصافحہ کیا اور ملے پھر کئی سال کے بعد جب حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ موضع راج دوڑی

Marfat.com

میں گئے وہ بستی ملک مذہپاڑ میں ہے اور وہیں رمضان شریف ہوا اور
وہیں مولوی عبدالوہاب صاحب نے تراویح میں حضرت علیہ الرحمۃ کو قرآن
شریف سُنایا اور بعد اس کے ماہ ذیقعدہ کی چوبیس تاریخ کو خنگ بالاکوٹ
میں شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون یہاں تک تو مولوی عبدالوہاب صاحب
کا بیان ہو چکا اب یہاں سے باقی لشکر کے دیرہ کرنے کا حال بیان کرتا ہوں
کہ جس برج میں حضرت علیہ الرحمۃ کا باورچی خانہ تھا اُس کے جنوب کی جانب فتح
خاں کا حجرہ تھا اُس میں شیخ ولی محمد صاحب نے مع جماعت دیرہ کیا اور شیخ
صاحب کا درمیان ملک میان دوآب کے بھلیت میں مکان ہے اور حضرت کے بڑے
معتقدوں اور مخلصوں سے ہیں اور بعد حضرت علیہ الرحمۃ کے تمام کاروبار لشکر مجاہدین
نصرت قرین کا اُن کے ذمے رہا اور جو کوشش اور جانفشانی جہاد فی سبیل اللہ میں
اُن سے ظہور میں آئی اظہر من الشمس ہے کچھ حاجت بیان کی نہیں اور وہاں تجتار میں
اُن روزوں حضرت علیہ الرحمۃ کی اجازت سے تمام کاروبار اور کل اختیار حضرت
کے توشک خانے کا انھیں کے ذمے تھا اور شیخ صاحب ممدوح کے پیشتر سفر
دہلی سے یہ تمام کاروبار ذمے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم و مغفور کے تھا۔
مولوی صاحب بھی پیلت کے رہنے والے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقدوں
اور نہایت مخلصوں سے تھے اور جو کچھ حق فرماں برداری اور خدمتگزاری حضرت
علیہ الرحمۃ کا اُن سے ادا ہوا دوسرا شخص تو اس رتبے کا میرے خیال میں نہیں
آتا آگے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور مولوی صاحب مرحوم کے زمانے میں
بھی شیخ ولی محمد صاحب اکثر کاروبار بطور ٹیکا کے کرتے تھے جب مولوی صاحب

Marfat.com

ممدوح انتقال فرما گئے تب تمام یہ کاروبار اُنہیں کے ذمے ہوا اور اُس حجرہ
کے جنوب کی طرف دو حجرے مسجد کے تھے ایک اُن میں جو طرف مشرق کے
تھا اُس میں منشی خانہ مقرر ہوا اور اُس میں میر منشی قاضی احمداللہ صاحب میرٹھی
قاضی حیات بخش صاحب کے بیٹے تھے اور وہ بڑے عالم دیندار اور پرہیزگار
اور حافظ قرآن اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد اور نہایت مخلص اور مطیع
تھے اور وہ مع اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے سفر حج میں
بھی شریک تھے اور لشکر میں نماز جمعہ اور نماز عیدین وہی پڑھاتے تھے اور خطبہ
بھی وہی پڑھتے تھے اور کبھی کبھی نماز پنجگانہ سے بھی وہی پڑھاتے تھے اور دوسرے
حجرے میں جو طرف مغرب کے تھا اُس میں پیر خاں صاحب موراسی والے مع
جماعت اپنی کے اُترے اور وہ خان موصوف فن سپہ گری میں بڑے چست و
چالاک اور شجاع اور دلاور تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور
مخلصوں اور مطیع تھے اور اس مسجد مذکور کی جانب جنوب جو برج تھا اُس
میں مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی مع اپنی جماعت کے فروکش ہوئے
اور وہ مولوی صاحب بھی بڑے عالم اور متقی اور ترکی الطبع اور شجاع اور فصاحب
اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد اور
مخلص صادق اور محب راسخ تھے اور برج جنوب اور مشرق کے کونے پر
پر تھا اُس میں مع اپنی جماعت کے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل علیہ الرحمۃ اُترے
اور مولانا صاحب ممدوح کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ تمام

Marfat.com

ملک ہند اور سند اور ولایت افغانستان اور خراسان وغیرہ میں اظہر
من الشمس وابین من الامس ہیں حاجت بیان کی نہیں کہ ایسا عالم باعمل
فاضل بے بدل صاحب اخلاق شہرۂ آفاق المعنی زمان لوذعی دوران واقف
علوم معقول ومنقول کاشف دقائق فروغ واصول رافع اعلام توحید و
سنت قامع بنیان شرک وبدعت فتوت کردار شجاعت شعار اس
وقت میں تو ہم نے کسی ملک میں نہیں سنا اور دیکھنا تو کیا اور جو پنجتار کی
فصیل کا دروازہ جانب مشرق تھا اس کے متصل مسجد اور ایک حجرہ تھا
اُس میں مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری مولانا عبد الحئی صاحب کے بھائی
جو دوسری ماں سے تھے خیر آدمیوں سے اُترے اور وہ مولوی صاحب
بڑے سپاہی دلاور حیرار نامدار اور بڑے دیندار اور پرہیزگار اور حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقدوں اور کمال مخلصوں سے تھے اور جو
برج حضرت علیہ الرحمۃ کا تھا اُس کے متصل جانب مغرب مولوی وارث علی صاحب
بنگالوی ساکنہ اپنے بھیلہ کے اُترے اور وہ مولوی صاحب بھی بڑے عالم باعمل
اور صوفی بے بدل دیندار پرہیزگار نرم الطبع اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال مخلص
اور معتقد اور صحبت یافتہ اور خلفائے نامی سے تھے اور جب بعد لڑائی بالاکوٹ
کے وہ اپنے وطن شریف میں تشریف لائے ان کی ذات بابرکات سے اللہ تعالیٰ
نے بیشمار لوگوں کو ہدایت نصیب کی اور علم باطنی سے بہرہ یاب کیا اور اُن
کے جانب مغرب ملے ہوئے سید احمد علی صاحب اور سید ابو محمد صاحب اور دادا سید ابو الحسن صاحب اور سید

Marfat.com

موسی صاحب فرزند ارجمند سید حمد علی صاحب ممدوح کے ساتھ اپنے
رفیقوں کے حجروں میں فروکش ہوئے اور یہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کے
قریبوں میں تھے اور صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ میں سے ایک ایک
اعلیٰ اور افضل اور اوحد اور اکمل تھے اور اس حجرے کی جانب جنوب جو مکان تھا
اُس میں امان اللہ خاں صاحب لکھنوی کہ حضرت کا تشر خانہ اُن کے حوالہ تھا
اُترے اور وہ خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد اور مخلص اور مطیع تھے اور
فن سپہ گری میں یگانہ اور مستثنائے زمانہ تھے اور اُن کے مشرق اور جنوب
کے کونے میں حافظ جانی اور حافظ مانی صاحب پانی پتی ساتھ اپنے بھیلے کے اُترے
اور یہ دونوں صاحب کمال دیندار اور متقی و پرہیزگار اور حضرت کے مطیع فرماں بردار
اور مخلص جان نثار تھے اور اُن کی جانب مشرق قاضی حمایت اللہ صاحب اور
قاضی برہان الدین صاحب اور شیخ عبدالوہاب صاحب یہ تینوں قاضی بھائیوں
کے اُترے اور ان میں بھیلہ دار قاضی برہان الدین صاحب تھے اور یہ تینوں
صاحب بڑے دیندار اور متقی و پرہیزگار اور عاقل و ہوشیار تھے اور حضرت
کے نہایت معتقد اور فرماں بردار تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کا جو برج تھا
جس میں بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ فروکش تھیں اُس کے آگے ایک وسیع میدان
تھا وہیں حضرت علیہ الرحمۃ کا پلنگ بچھا تھا جہیز میں اُس پلنگ شریف کے
گرد شیخ عبدالحکیم صاحب بھیلتی اور سید اسمٰعیل صاحب رائے بریلوی دونوں
خاص جماعت کے بھیلہ دار اپنے بھیلے کے اُترے اور یہ دونوں صاحب بڑے
شجاع اور طاقتور اور بہادر تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقد صادق

Marfat.com

اور مخلص بے ریا اور یار جان نثار اور محب راست کردار اور خیر خواہ فرماں بردار تھے اور دینداری و پرہیزگاری میں یگانہ اور دانش و ہوشیاری میں یکتائے زمانہ تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک بڑے معزز و ممتاز اور ہمدم و ہمراز تھے جو صاحب اندر شہر نیاہ کے اُترے تھے ان کا تو بیان ہو چکا اب آگے اُن کا مذکور ہے جو صاحب فصیل کے مقبل باہر اُترے تھے قریب برج حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے ابراہیم خاں خیر آبادی اور اُن کے بھائی امام خاں ساتھ اپنے بھیلہ کے اُترے اور ابراہیم خاں کارخانۂ جہاد کے بیشتر سے حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقد اور مخلص صادق تھے اور حضرت کے نزدیک بڑے صاحب اعتبار اور معزز اور ممتاز اور پرہیزگار اور امانت دار تھے اور یہ چھ بھائی تھے اور جوان کے بڑے بھائی گوہر خاں تھے وہ تکیہ شریفہ سے واسطے ہجرت کے اپنے اہل و عیال کو لینے خیر آباد کو گئے تھے قضائے الٰہی سے وہیں فوت ہوئے اور باقی ابراہیم خاں اور امام خاں اور احمد خاں اور ارادت خاں اور اُن کے والد مختار میں سب موجود تھے اُن میں سے امام خاں تو غزہ کی لڑائی میں شہید ہوئے اور محمد خاں موضع بھیولڑی کی لڑائی میں ہمراہ سید احمد علی صاحب کے شہید ہوئے اور احمد خاں اور ارادت خاں بیمار ہو کر مرے اور والدان کے جنگ بالاکوٹ میں شہید ہوئے اور ابراہیم خاں بعد جنگ بالاکوٹ کے کئی سال کاروبار جہاد میں ہمراہ شیخ ولی محمد صاحب کے رہے پھر وہاں سے آکر بلدہ اسلام ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار و ولیمتدار حضور پرنور دام اقبالہ کی سرکار فیض آثار میں کئی برس نوکر رہے جب جناب عالیہ والدہ معظمہ مکرمہ ہمارے

Marfat.com

حضور پر نور کے واسطے ادائے حج بیت اللہ کے تشریف لے گئیں وہیں
ہمراہ گئے اس سفر با ظفر میں ابراہیم خاں فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون
اور یہ سب بھائی ابراہیم خاں کے اور اُن کے والد ماجد بڑے حضرت علیہ الرحمۃ
اور معتقد اور مطیع تھے اور یہ گری میں بڑے چالاک اور ہوشیار اور شجاع
وجسور تھے اور اُن کے ڈیرے کے متصل جانب جنوب شیخ حسن علی صاحب اللہ
تعالیٰ ساتھ اپنے بھائی کے اُترے اور یہ شیخ صاحب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کے کمال معتقد اور مخلص صادق اور محب راسخ ہیں اور شیخ صاحب کے بیچھے سے
جو اُن کے بھائی شیخ عبد العزیز صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور شیخ عبد الرحمن
صاحب مرحوم اپنے گھر کا مال ومتاع زیور وغیرہ فروخت کرکے زر نقد لے
گئے تھے شیخ صاحب موصوف نے وہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا اور
شیخ صاحب کی وہاں یہ عادت اول سے تھی کہ جس غازی بھائی کو حاجتمند
خرچ کا دیکھتے تو اکثر اوقات کچھ نقد دیدیا کرتے تھے چنانچہ اب تک اس
بلدۂ اسلام ٹونک میں بھی للّٰہیت اور خدا ترسی طبیعت میں موجود ہے اور اسی
طرح سے خواہ للہ فی اللہ خواہ بطور حسنہ وغیرہ لوگوں کو دیا کرتے ہیں اسواسی
عادت شریف اُن کی سے حضرت علیہ الرحمۃ بھی واقف تھے اس سبب سے حضرت
نے وہ زر نقد جو انھوں نے نذر کیا تھا آپ نے انھیں کو سپرد کیا اور فرمایا
کہ جس طور سے تم لوگوں کی للہ فی اللہ روپے پیسے سے خدمت کرتے ہو اس کو
بھی اس میں صرف کرنا اور موقع بے موقع تم خود سمجھتے ہو اس امر میں آپ کو

Marfat.com

کچھ ہماری تعلیم کی حاجت نہیں اور یہ شیخ صاحب چھ بھائی تھے ایک
حاجی پیر محمد صاحب اور دوسرے عبدالرحمٰن تیسرے عبدالعزیز چوتھے اور
عبدالباقی پانچویں عبدالصمد اور چھوٹے آپ اور ایک برادر زادے عبدالقادر
تھے سو حاجی پیر محمد اور عبدالصمد صاحب جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے ہمراہ
ملک سندھ میں تھے اور وہیں فوت ہوئے اور عبدالقادر اُن کے بھتیجے بھی سندھ میں
فوت ہوئے اور شیخ عبدالرحمٰن ملیہ اسلام ٹونک میں فوت ہوئے اور شیخ
عبدالعزیز اور شیخ عبدالباقی اور شیخ حسن علی اب یہاں موجود ہیں اور اُن کے
متصل صوفی نور محمد صاحب بنگالوی ساتھ اپنے پہلے کے اُترے اور وہ صوفی
بھی حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقد صادق اور مخلص بے ریا اور دیندار بزرگوار
تھے اور اپنے وطن سے جو کچھ زر نقد اور اسباب لائے تھے سب حضرت کی پیشکش
کیا مگر کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے آپ ہی کو اس میں سے بقدر ضرورت واسطے خرچ
کے عنایت فرمایا اور باقی بیت المال میں داخل کیا اور صوفی صاحب کے متصل مولوی خیرالدین
صاحب سیر کوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ ساتھ اپنے پہلے کے اُترے اور مولوی صاحب موصوف
بڑے عاقل صاحب تدبیر اور خوش اخلاق ہیں بے نظیر اور بڑے امانت دار راست گفتار
اور نہایت حلیم الطبع اور بردبار اور بڑے بہادر فتوت شعار ہیں اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے کمال مطیع فرماں بردار تھے اور آپ کے نزدیک بڑے لئیق اور صاحب اعتبار
تھے اور جہاد فی سبیل اللہ میں حضرت نے بڑے بڑے کام اُن سے لئے ہیں جب
حضرت علیہ الرحمۃ نے سردار یار محمد خاں درانی کی لڑائی ماری اور وہاں سے
جبہ ضرب توپ اور سترہ ضرب شاہین مع سترہ راس شتر لائے تب اُس

Marfat.com

توپخانہ کا کاروبار آپ نے انھیں کو سپرد کیا پھر بعد چند مدت کے آپ
نے انتظام توپخانہ کا مولوی احمداللہ صاحب ناگپوری کو سونپا اور اُن کو
قاضی کیا چند مدت آپ نے یہ کام لیا پھر جب پائندخاں تنولی کی لڑائی ماری
اور گڑھی موضع چیربانی کی ہاتھ آئی اُس وقت مولوی صاحب کو وہاں کا
قلعدار کیا وہاں کا انتظام باخوبی موافق مرضی شریف حضرت علیہ الرحمۃ انہوں
نے کیا اور سب لوگ وہاں کے اُن سے راضی و خوشنود رہے کبھی کوئی نالش اور
شکایت اُن کی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس نہ آئی پھر اس کے بعد جب سردار
سلطان محمدخاں درانی حضرت علیہ الرحمۃ پر فوج کشی کرکے قریب ملک سمی
کے آیا اُس وقت آپ نے حافظ مصطفےٰ کاندہے والے کو چیربائی کا قلعدار کیا اور
مولوی صاحب کو اپنے ہمراہ لیا اور واسطے مقابلہ سردار مذکور کے غازیوں
کو لے کر طرف سمی کے کوچ فرمایا پھر جب اس مہم سے فارغ ہوکر ادھر
مراجعت فرماکر امان زئی کی گڑھی میں تشریف لائے اور ملک سمی والوں نے
عشر دینا قبول کیا اور کئی تحصیلدار عشر کے آپ نے جابجا روانہ فرمائے اُس
وقت مولوی صاحب ممدوح کو فلح لونڈ خرکا تحصیلدار کرکے بھیجا اور سمی
والوں نے غازیوں کو دغا سے قتل کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر مجاہدین
نصرت قرین سمی سے ہجرت کرکے طرف درہ گندہیار کے کوچ کیا اور
موضع راج دواری میں جاکر اُترے اس وقت آپ نے کوئی پانسو غازیوں
کا امیر کرکے مظفرآباد کو رخصت فرمایا اس کے سوا اور بھی بہت کام حیرت
اور بہادری کے مولوی صاحب موصوف سے ظہور میں آئے وہ سب اپنی اپنی

Marfat.com

جگہ بیرند کو رہونگے انشاءاللہ تعالیٰ اور یہاں پر عبارت کو طول دینا ضرور
نہیں اسی پر اختصار کیا اور مولوی صاحب ممدوح کے متصل شیخ صلاح الدین
صاحب پہلی مولانا عبدالحئی صاحب کے خسر بوڑی کی جماعت خاص کے بہلیہ دار تھے
ساتھ اپنے بہلے کے اُترے اور وہ شیخ صاحب موصوف حضرت علیہ الرحمۃ کے
کمال معتقد اور نہایت مخلص اور بڑے مطیع تھے اور بڑے دیندار اور پرہیزگار
تھے اور حضرت کی اطاعت کے باب میں کامل اور ثابت قدم بعد مولوی محمد یوسف
صاحب کے اگر تھے تو یہی تھے جب پنجتار میں اُن کی وفات ہوئی حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شیخ صلاح الدین صاحب ہمارے لشکر کے
قطب تھے اور حاجی زین العابدین خاں صاحب رامپوری ساتھ اپنے رفیقوں
اور چند قندھاریوں وغیرہ کے موضع قاسم خیل میں کہ جانب شمال قریب پنجتار
کے ہے اُترے اور وہ حاجی صاحب ممدوح بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کے قدیم معتقد
اور بڑے مخلص بے ریا تھے اور بڑے عابد زاہد صاحب باطن اور صاحب تاثیر اور
بڑے دیندار اور پرہیزگار تھے اور ہندوستان میں اُن کی ذات بابرکات
سے لوگوں کو بہت ہدایت ہوئی اور خصوصاً ملک بنگالہ اور شہر کلکتہ میں بیشمار
لوگ اُن کے فیض باطنی سے مستفید ہوئے اور پنجتار سے جانب مغرب کوئی
فاصلہ سے چند درخت شیشم کے تھے ایک نالہ بہتا اور اُس نالہ میں پانی بھی
جاری تھا اور وہیں نماز جمعہ بھی ہوتی تھی اُن درختوں کے سایہ میں مرزا
احمد بیگ پنجابی ساتھ اپنے لوگوں کے اُترے اور وہیں چھاؤنی ڈالی اور

Marfat.com

حضرت علیہ الرحمۃ کی رفاقت میں جنگ بالاکوٹ تک ساتھ اپنے لوگوں کے
رہے اور مرزا صاحب ممدوح سے ایک بندوق کی زد پر موضع گرگشتی
طرف جنوب کے ہے وہاں حاجی حمزہ علی خاں صاحب لہاری کے ساتھ لئے
رفیقوں کے اُترے اور وہ حاجی صاحب ممدوح پر فتوح حضرت علیہ الرحمۃ
کے نہایت مخلص اور کمال معتقد صادق تھے اور بڑے عابد و زاہد صاحب تاثیر
تھے اور فن سپہ گری اور نیزہ بازی میں بے نظیر تھے اور جب عبدالحمید خاں صاحب
رسالدار امبوری جنگ میار میں زخمی ہوئے اور وہاں سے پنجبار کو آئے
تب حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی جگہ حاجی حمزہ علی خاں صاحب ممدوح کو رسالدار
کیا اور اُن کے جنوب طرف اُسی بستی میں مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری
ساتھ اپنے بہلیہ کے اُترے اور وہ مولوی صاحب موصوف بھی حضرت
علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور مخلصوں اور مطیعوں سے تھے اور بڑے سپاہی شجاع
جرار صاحب تدبیر اور دنائے روزگار تھے اور جب ملک سمی والوں پر عشر
لینا مقرر ہوا تب مولوی صاحب موصوف کو حضرت علیہ الرحمۃ نے موضع
ٹوپی وغیرہ کا تحصیلدار مقرر کیا اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے ولی محمد صاحب
کے ہمراہ کوئی چھ برس تک مولوی صاحب نے جہاد فی سبیل اللہ کا کاروبار کیا اور
مولوی صاحب کی جانب جنوب ایک تیر کی زد کی ناپ پر موضع)
سنگ بُھی میں قندھاری لوگ اُترے ان میں چار سردار بڑے نامی
تھے ایک لعل محمد دوسرے ملا قطب الدین تیسرے ملا نور محمد چوتھے ملا عزت

Marfat.com

اور وہ سب کے سب قندھاری حضرت علیہ الرحمۃ کے یار وفادار اور مخلص جاں نثار تھے اول سے آخر تک ایک دیترے پر رہے ان میں جو کوئی تقدیر الٰہی سے بچے سو بچے باقی سب نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان نثار کی اور ان قندھاریوں کی جانب جنوب ایک تیر کی زد پر موضع خیالی کلی میں جو متفرقات ولایتی وغیرہ تھے اُترے اور پختار کے مغرب اور جنوب کے کونے سے ایک تیر کی زد پر شہتوت کا باغ تھا اس میں ارباب بہرام خاں اور اُن کے بھائی ارباب جمعہ خاں اور اُن کے بھتیجے محمد خاں اپنے رفیقوں کے ساتھ اُترے ارباب بہرام خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد صادق اور مخلص بے ریا تھے اور اپنے وطن کے بڑے رئیس نامدار اور تونگر تھے جب حضرت کے لشکر سے اپنے وطن کو گئے اور وہاں سے مع اہل وعیال ہجرت کرکے آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے تمام اپنا مال واسباب ہتیار وغیرہ جو لائے تھے سب حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا کہ آپ اس کو بیت المال میں داخل کریں یہاں تک کہ ایک روز اپنی بی بی کا پائجامہ کمخابی لاکر دیا کہ اس کو بھی آپ بیت المال میں داخل فرماویں، حضرت علیہ الرحمۃ نے دو گھوڑے اور دو تلواریں رکھ لیں اور باقی سب مال واسباب ہتیار و گھوڑے وغیرہ انھیں کو حوالہ کیا کہ اپنے لوگوں کو گھوڑے اور ہتیار تقسیم کردو کہ ان کو بھی سواری اور ہتیاروں کی حاجت ہے اور ایک تلوار بسی کی بہت بہتر یا رہا چوزگوں پر آزمائی ہوئی اپنے پاس سے ارباب بہرام خاں کو دی کہ اس کو باندھا کرو اور وہ تلوار میاں دین محمد صاحب ہندوستان سے خاص واسطے حضرت علیہ الرحمۃ

Marfat.com

لے لے گئے تھے اور جس طور سے سب غازیوں کو بیت المال سے کھانا کپڑا
ملتا تھا اسی طور ارباب مہرام خاں کو بھی ملتا تھا اور جو باقی ہندوستانی
متفرق پانچ پانچ دس دس بہت لوگ تھے وہ بھی پنجتار کے اندر اور ماہر جہاں
کہیں جگہ ملی وہیں چھپر ڈال کر اُترے **حکایت** جن دنوں حضرت
علیہ الرحمۃ خاور سے پنجتار کو آئے اس کے چھ سات مہینے پیشتر سے فتح خاں
اور اُن کے چھوٹے بھائی ناصر خاں سے بگاڑ ہو گیا تھا فتح خاں تو اپنے پنجتار
میں تھے اور وہاں سے پانچ کوس جانب شمال موضع چندلی میں ناصر خاں تھے
اور جتنے رئیس اور سردار اس گرد و پیش کے دیہات والے فتح خاں کے طرفدار اور
مددگار تھے ان سب کو توڑ پھوڑ کر ناصر خاں نے اپنی طرف کر لیا اور فتح خاں
کو یہاں تک تنگ کیا کہ یہ مجال نہ تھی کہ پنجتار سے نکل کر قدم باہر دھر دیں حضرت
علیہ الرحمۃ نے فتح خاں سے پوچھا کہ ناصر خاں تو بڑے نیک بخت اور تمہارے
فرماں بردار تھے تمہارے بیچ یہ کیا معاملہ ہو گیا کہ اس قدر تمہارے اور اُن
کے درمیان خصومت اور نزاع واقع ہو گئی فتح خاں نے آپ کو الگ لیجا کر تمام
حال ان کے جھگڑے کھیڑے کا مفصل بیان کیا کہ یہ سبب ہے حضرت کو یہ
اُن کی آپس کی خصومت اور نا اتفاقی کمال ناپسند معلوم ہوئی اور چاہا کہ
کہ ان دونوں کو مصالحہ کر کے کسی تدبیر سے ملا دیویں اور دریافت کیا کہ
اس میں سراسر زیادتی اور سرکشی ناصر خاں کی ہے فتح خاں کی طرف سے
کچھ نہیں اور جو جو رئیس اور سردار ناصر خاں کے طرفدار تھے وہ سب

Marfat.com

حضرت علیہ الرحمۃ کے معتقد اور فرماں بردار تھے آپ نے دریافت کیا کہ بسبب
انھیں سب کے ناصرخاں زدپکڑ گیا ہے ان کو فتح خاں کے موافق کیا چاہئے پھر
ناصرخاں عاجز ہوکر آپ ہی فتح خاں کا تابع ہو جاویگا پھر آپنے ایک ایک
دو دو کو بلاکر اور وعظ و نصیحت سے سمجھا کر فتح خاں سے ملانا شروع کیا
یہاں تک کہ سب کو ملا دیا فقط جندئی کے لوگ رہ گئے جب انھوں نے دیکھا کہ
دیہات کے رئیس مل گئے اگر ہم نہ ملیں گے تو ساری بلا اور بدنامی ہمارے ہی سر پر
ہوگی تب اپنا اپنا موقع پاکر خفیہ وہ بھی آکر فتح خاں سے مل گئے پھر چند روز
کے بعد فتح خاں نے سب کو جمع کرکے جندئی کی تیاری کی مخبر نے ناصرخاں کو خبر
کی کہ فتح خاں لشکر لئے ہوئے تم پر آتے ہیں ناصرخاں نے جندئی والوں کو بلا کر
کہا کہ اب کیا تدبیر کرنی چاہئے خان لشکر لئے آتا ہے وہ تو خفیہ سب فتح خاں
سے ملے ہی ہوئے تھے اُنھوں نے کہا کہ اس امر میں اب کون سی تدبیر بتاویں
ایک تو سید بادشاہ کا لشکر خان کے موافق ہے دوسرے آپ کے طرفدار
بھی خان سے مِل گئے ہم اتنے لوگ خان سے مقابلہ کرکے کب پیش جاوینگے
اب سوا اس کے کوئی تدبیر بہتر ہمارے نزدیک نہیں کہ تم یہاں سے نکل جاؤ
جب خان لشکر لے کر یہاں آویگا تب جیسا مناسب دیکھینگے سمجھ لینگے یہ
جواب سُن کر ناصرخاں اپنے چند رفیقوں کو لے کر ملک جملہ میں کہ ایک
پہاڑ درمیان تھا گھاٹا اتر کر چلے گئے جب فتح خاں لشکر لے کر قریب جندئی
گئے بستی والے لوگ استقبال کرکے اپنے گاؤں میں لائے اور وہاں پان چھ روز
فتح خاں رہے اور اپنا خوب انتظام قرار واقعی کیا اور اپنے ہمراہیوں کو وہیں سے رخصت

Marfat.com

کر دیا اور چند لوگ اپنے ہمراہ کے کر بختیار میں آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے
بڑے احسانمند اور شکر گذار ہوئے کہ آپ ہی کی تدبیر اور طفیل سے اللہ تعالیٰ نے
میرا یہ کام بنا دیا اور ناصر خاں کئی مہینے ادہر ادہر لوگوں کو ملاتے رہے جب کسی نے
تندہی نہ کی تب عاجز ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس خط بھیجا مضمون اُس
کا یہ تھا کہ میں قصوروند ہوں اب کسی طور آپ میری خطا خان سے معاف
کرا دیں اور مجکو ملا دیں پھر آپ نے فتح خاں سے بلا کر فرمایا کہ ناصر خاں تمہارا
بھائی ہے اور جو اُس نے شرارت کی تھی اُس کی سزا کو پا چکا اور تم
کو مناسب یہ ہے کہ دونوں آپس میں مصالحہ کر لو اور ہم اس ملک میں اس لئے
آئے ہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق کرا دیں جس سے کچھ اللہ تعالیٰ کا کام نکلے فتح
خاں نے عرض کی کہ میں ہر نوع حاضر ہوں جو آپ فرماویں میں جان و دل سے
بجا لاؤں پھر ایک روز آپ نے رات کو ناصر خاں کو اپنے پاس بلا بھیجا اگلے دن
جب نماز عصر کو مسجد میں تشریف لے گئے وہیں نماز پڑھنے کو فتح خاں بھی آئے پھر
آپ نے دونوں کو ملا دیا اور ناصر خاں کی خطا معاف کرا دی اور فرمایا کہ اب آپس
میں اتفاق کر کے کفار پر کمر باندھو اوزان کو مارو اس کے چند روز کے بعد
لطف اللہ خاں چھوٹے بھائی اشرف خاں زیدی والے کے حضرت علیہ الرحمۃ کی
خدمت فیضدرجت میں آئے کہ آپ طرف غار کے تشریف لے گئے تھے اس کے
پیچھے سے خادے خاں نے ہمارے بھائی کے ساتھ شرارت اور فساد کرنا شروع
کیا اور جو زمین ہماری زیدی کے سقل منڈ کی تھی اُسے بزور دبا لیا سو بھائی
اشرف نے عرض کی ہے کہ آپ ہمارے اور اُن کے ملکہ سب کے پیر و مرشد اور امام

Marfat.com

ہیں ہوتے ہوئے آپ کے اس کا تصفیہ ہم نہیں کر سکتے ہیں والا خادے خاں
ہم کسی بات میں کم نہیں ہیں سو آپ ہمارا فیصلہ کر دیں آپ نے فرمایا کہ ہماری
طرف سے اپنے بھائی صاحب کی تسلی اور دلجمعی کر دینا اُن کا تصفیہ انشاء
اللہ تعالیٰ ہم بخوبی کر دینگے اور یہ قصہ تمہارا ہم کو معلوم ہے اور ہم جانتے
ہیں کہ خادے خاں مفسد اور شر انگیز آدمی ہے پھر آپ نے لطف اللہ خاں
کو رخصت کر دیا اس کے چند روز کے بعد موضع سُوانی اور موضع نیرئی
کے خادے خاں کی اور بعدی کی نائش حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے اور عرض
کی کہ خادے خاں کے سوار ہمارے عمل کے جنگل میں آتے ہیں مواشی اور رعایا
کے ہانک لیجاتے ہیں اور لوگوں کو لوٹ بھی لیتے ہیں اور زراعت بھی کاٹ کر
گھوڑوں کو کھلا دیتے ہیں اور کئی مہینہ سے اُن کے لوگ ہم پر یہ ظلم و زیادتی
کرتے جاتے ہیں اور ہم لوگ کو طرح دیتے جلتے ہیں اس کا مدارک آپ ہی
کریں اس لئے کہ آپ ہمارے پیر و مرشد اور امام ہیں آپ نے اُن کا یہ
حال پر ملال سُن کر فرمایا کہ تم اپنے مکان پر تسلی اور دلجمعی سے بیٹھے رہو انشاء
اللہ تعالیٰ ہم تمہارا بھی تصفیہ کر دینگے اور اُن کو رخصت کیا اور فی الحقیقت خادے
خاں ایسا ہی ستمگار اور مردم آزار اور مفسد و مکار تھا اُن لوگوں سے
تو اُس کے پیشہ داری میں رہتے تھے ان سے تو جو کرتا کچھ عجب نہ تھا و ہ
مقصد تو جو ہندوستانی اور پنجاب وغیرہ کے غازی لوگ اِدکے دُکے حضرت
کے پاس جاتے تھے ان کو لٹوا لیا کرتا تھا ایک بار تین غازی ہندوستان
سے حضرت کے پاس جاتے تھے جب وہ ملک سمی کے موضع لاہور میں پہنچے وہاں

Marfat.com

میں پہنچے وہاں غلام خاں اور امیر خاں خادے خاں کے بھائی رہا کرتے
تھے اُن کے نوکروں نے ان تینوں غازیوں کا سب مال واسباب لوٹ
لیا اور اُن میں سے کئی آدمی تلواریں نکال کر مارنے پر مستعد ہوئے اور
کئی آدمی بچانے لگے اور کہنے لگے کہ غازی بھائیو تم اپنا مال واسباب وغیرہ
ان کو بخش دو اور معاف کر دو نہیں تو یہ تم کو مار ڈالینگے وہ تو مارنے پر تیار
تھے اور یہ بخشانے اور معاف کرانے کی ترغیب دیتے تھے آخر الامر اُنہوں
نے ان کو چھوڑا وہ وہاں سے پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے
اور اپنا وہ سب ماجرا بیان کیا حضرت یہ واقعہ سُن کر ہنسنے لگے اور فرمایا
کہ بڑے مفسد مال مردم خوار خلق آزار ہیں وہ اپنے زعم فاسد میں یہ
جانتے ہیں کہ اس طور پر زر معاف کرانے سے معاف ہو جاتا ہے تم نے خوب
کیا جو اپنی جان بچا کر چلے آئے اللہ تعالیٰ آپ ان کو باخوبی اُن کے اعمال
کی سزا دیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ جو تمہارا اسباب لیا ہے اس سے زیادہ
مل جاویگا اور اسی طور ایک بار ایک اور غازی ہندوستان سے حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس آتا تھا وہاں کے فساد کا حال اُس کو معلوم نہ تھا
بے خبری سے سندھ کے گھاٹ پر آیا اور ناؤ پر سوار ہو کر اُترا وہاں کے لوگوں
نے پوچھا کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے اُس نے کہا ہندوستان سے
آتا ہوں اور سید صاحب کے لشکر میں جاؤنگا اس کو پکڑ کر خادے خاں کے
پاس لے گئے اور کہا کہ یہ ہندوستانی سید بادشاہ کے پاس جاتا ہے حضرت

Marfat.com

کا نام سُن کر اُس مفسد نے اس کا سب اسباب چھنوالیا اور اپنے لوگوں سے
کہا کہ اس کو اباسین میں دو چار غوطے دے کر یہاں سے نکال دو اور اباسین کا
پانی وہاں اس قدر سرد ہے کہ اگر کوئی دو چار گھڑی اُس میں رہے تو عجب
نہیں کہ ہلاک ہو جاوے آخر کو ان نامعقولوں نے اس کو غوطے دے کر اپنے
محل سے باہر نکال دیا وہ بیچارہ لوٹا مارا حیران و پریشان بنجار میں حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور اپنی مصیبت کا حال بیان کیا آپ کو
اس کا حال سُن کر کمال رنج و قلق ہوا اور فرمایا کہ اب خادے خاں
کا ظلم حد سے تجاوز کر گیا ہے عجب نہیں کہ اس پر کچھ آفت الٰہی نازل ہو اور
بہت اسی طور طرح کی حرکتیں بیجا اُس نے کی تھیں القصہ بعد چند روز کے
خادے خاں نے اپنا لشکر واسطے لڑائی اشرف خاں زیدی والے کے سندھ میں
جمع کرنے لگا یہ خبر اشرف خاں کو ہوئی اُنھوں نے اپنا آدمی بھیج کر حضرت
علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ خادے خاں ہمارے زیدی پر آنے کو لشکر جمع
کرتا ہے آپ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ اپنے خان کو ہماری طرف سے سلام
پہنچانا اور کہنا کہ آپ خاطر جمع رکھیں ہم کل صبح کو کچھ غازیوں سے مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب کو روانہ کرینگے کہ وہ تم دونوں کے درمیان مصالحہ کر دینگے یہ خبر
لے کر وہ خان کا آدمی تو زیدی کو روانہ ہوا اس کے اگلے دن آپ نے مولانا
صاحب ممدوح کو بلا کر اور فرمایا کہ تم آج کچھ مجاہدین لے کر زیدی کو
جاؤ اور اشرف خاں اور خادے خاں کے درمیان میں صلح کر دو او حتی الامکان

Marfat.com

خنگ وجدال نہ ہونے دینا اور کوئی دو سو یا پونے دو سو غازیوں سے مولانا
صاحب کو روانہ فرمایا پنجیار سے کوئی دو کوس موضع سلیم خاں ہے اُس
روز مولانا صاحب جا کر وہاں رہے صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے کوئی چار
گھڑی دن چڑھے موضع مانیرئی میں پہنچے اس عرصہ میں موضع شاہ منصور
کی طرف سے آوازیں بندوقوں کی آنے لگیں سب کو گمان ہوا کہ شاید لڑائی
دونوں جانب سے شروع ہو گئی مولانا صاحب جلد لوگوں کو لے کر روانہ
ہوئے جبتک شاہ منصور کو پہنچیں تب تک آوازیں بندوقوں کی موقوف
ہو گئیں اور دیکھا کہ اشرف خاں میدان جنگ سے ساتھ اپنے لوگوں کے طرف
زیدی کے چلے آتے ہیں مولانا صاحب کو دور سے دیکھ کر اشرف خاں اپنے
گھوڑے سے اُترے اور آکر ملے اور آکر ملے مولانا صاحب نے پوچھا کہ خان
بھائی یہ تمہاری لڑائی کیونکر چٹ پٹ ہو گئی اور ہم کو تو حضرت نے تمہارے
اور خادے خاں کے درمیان میں صلح کرانے کو بھیجا تھا اشرف خاں نے کہا کہ
ہم تو موافق فرمانے سید بادشاہ کے اپنی گڑہی میں بے فکر بیٹھے تھے یہ ہمیں معلوم
کہ خادے خاں ہنڈے اپنا لشکر لے کر کس وقت چلا تھا کہ اس میدان میں
سورج نکلتے ہی آپہنچا جب ہم نے اس کے لشکر کی نشان دیکھے تب ہم بھی اپنے
لوگ لے کر جو موجود تھے گڑہی کے باہر نکلے اور اپنی بستی کی حد تک بھی نہ پہنچنے
پائے کہ اس کے لوگ بندوقیں مارنے لگے پھر ہماری طرف سے بھی بندوقیں
چلنے لگیں کوئی چار پانچ گھڑی لڑائی رہی اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے سید
بادشاہ کی برکت سے اس کو شکست نصیب کی وہ بھاگ کر طرف

Marfat.com

بنڈ کے چلا گیا ہم زیدی کو جاتے تھے اس عرصہ میں آپ تشریف لائے
اور عنایت الہی سے ہماری طرف کا نہ کوئی آدمی مارا گیا اور نہ کوئی زخمی ہوا
اور خادے خاں کی طرف کا حال ہیں معلوم کہ کوئی مارا گیا یا زخمی ہوا یہ گفتگو
کر کے پھر اشرف خاں اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مولانا صاحب کو
ہمراہ لے کر طرف زیدی کے روانہ ہوئے اور اُس وقت جو خادے خاں منہزم
ہو کر بھاگ گیا تھا اشرف خاں کا دل کمال شاش اور خوش تھا اپنے گھوڑے
کو پھیرتے ہوئے اور کدائے ہوئے چلے جاتے تھے جب قریب شاہ منصور کے
پہنچے یکبارگی گھوڑا اُن جھجکا اور دونوں پیروں سے کھڑا ہوا اور اُلٹا گر پڑا
اشرف خاں تو نیچے ہوئے اور گھوڑا اوپر اور گھوڑے کی زین کا سنبا خان
کے سینہ میں گڑ گیا تمام لوگ گھوڑے کے گرد ہو گئے اور خان کو اُٹھایا کچھ قدرے
رمق جان باقی تھی مگر ہوش نہ تھا پھر کچھ دیر میں فوت ہو گئے پھر ہم لوگ
موضع شاہ منصور سے ایک چارپائی لائے اور اُٹھا کر اشرف خاں کی لاش لے
کر زیدی کو گئے اُس وقت جتنے لوگ اُس بستی کے تھے کیا مرد کیا عورت سب
کو اس خان کی اس ناگہانی موت سے کمال رنج و ملال ہوا اور حقیقت میں خان
ممدوح ایسا ہی نیک بخت اور سخی خوش اخلاق اور محسن خلائق تھا اُس کے
مرنے کا غم کیونکر نہ ان کو ہوتا سوا ہم لوگوں کے خان کے مرنے کا کمال افسوس
اور غم ہوا پھر فتح خاں اور اسلام خاں دو بیٹے اشرف خاں کے وہاں
اُس وقت حاضر تھے ان کی تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے تب تک

Marfat.com

مولانا صاحب ہم لوگوں کو لے کر خان مرحوم کی مسجد میں جا کر بیٹھے جب
جنازہ تیار ہوا تب ہم لوگوں کو لے کہ وہاں گئے پھر ہم سب جنازہ لے کر
قبرستان کو چلے اس عرصہ میں خادے خاں بھی تیس چالیس سوار اور اسی قدر
پیادوں سے آ پہنچا اور خان کی نماز اور دفن میں شریک ہوا اور بعد دفن کے
ہم لوگوں کے ساتھ آ کر خان مرحوم کی مسجد میں بیٹھا اور مولانا صاحب خان
مرحوم کے فضائل اور اوصاف حمیدہ منحوم ہو کر بیان کرنے لگا پھر کچھ دیر
کے بعد مولانا صاحب سے کہا کہ خان کے واسطے دعائے خیر کرئے پھر سب نے
دعا کی بعد اس کے اپنے سب لوگوں کو لئے ہوئے منڈ کو چلا گیا ہم سب غازیوں
کو اُس وقت بڑا تعجب ہوا اور آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو تو آج خادے خاں
آپ ہی اشرف خاں پر چڑھ کر لڑنے آیا اور شکست کھا کر بھاگا بھی اور اس
وقت خان مرحوم کے دفن میں آ کر موجود ہوا ان ولایت والوں میں عجب دستور ہے
پھر ایک رات وہاں مولانا صاحب نے قیام کیا اگلے دن وہاں سے رخصت ہو کر
موضع مانیرئی میں ہوتے ہوئے بنجار کو آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے
اشرف خاں اور خادے خاں کی لڑائی اور اشرف خاں کی موت کا تمام
حال عرض کیا پھر اشرف خاں مرحوم کی سوم کو بنجار سے فتح خاں
واسطے ماتم پرسی اور فاتحہ کے پچاس ساٹھ سواروں اور اسی قدر پیادوں
سے چلنے لگا حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کچھ کم زیادہ ساٹھ آدمی اپنے ساتھ

Marfat.com

کر دئے اس احتمال سے کہ خادے خاں بھی اپنے لوگوں سے آویگا کچھ
شر و فساد اُن کے سبب سے نہ ہونے پاویگا پھر فتح خاں سب کو لے کر زیدی
کو گئے اور بہت رئیس اور سردار اپنی اپنی بستیوں کے وہاں ماتم پرسی کو آئے
تھے پھر بعد ماتم پرسی اور فاتحہ کے سب نے مشورہ کیا کہ اشرف خاں کے
کسی بیٹے کو سرداری کی پگڑی بندھا دیں اور خان مرحوم کے تین بیٹے تھے
سب میں بڑا مقرب خاں تھا اور اُس کی طبیعت میں جنون سا تھا ادھر ادھر
آوارہ سرگرداں مارا مارا پھرتا تھا اور دیوانوں کے سے کلام واہی تباہی کرتا تھا
اور کسی وقت ہوش کی بھی باتیں کرتا تھا اور مہینوں ادھر اُدھر بستیوں میں رہا کرتا
تھا اور کبھی کبھی زیدی میں بھی آجایا کرتا تھا اسی سبب سے اشرف خاں اپنی
حین حیات میں اس کو نکما اور ناقابل سمجھ کر کچھ سروکار نہیں رکھتے تھے اور اس
سے چھوٹا فتح خاں تھا اور یہ بڑا لیئق اور دانشمند اور صاحب تدبیر اور صاحب
مروت تھا اور وہ ایک بار ملک ہنڈ کے اکثر بلاد رامپور اور شاہجہان آباد
وغیرہ کی سیر کر گیا تھا اور اس سے چھوٹا ارسلان خاں تھا وہ بھی بڑا
ہوشیار اور بامروت تھا اور خان مرحوم نے اپنے حیات میں فتح خاں کو
اپنا ولی عہد کیا تھا اسی خیال سے فتح خاں پنجتار والی خواہین کو اپنا ولی عہد
کیا تھا اسی خیال سے فتح خاں پنجتار والے اور خواہین اور ملک وغیرہ نے جو وہاں
حاضر تھے سب نے فتح خاں کو پگڑی سرداری کی بندھائی کا مشورہ
کیا اور اُس وقت وہاں مقرب خاں اور خادے خاں بھی موجود تھے

Marfat.com

اور مقرب خاں خادے خاں کا بہنوئی تھا اور خادے خاں اشرف خاں
مرحوم کا داماد تھا خادے خاں نے کہا کہ یہ بڑا بیٹا خان مرحوم کا مقرب خاں
ہے پگڑی سرداری کی اس کا حق ہے سب نے کہا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ بڑا
بیٹا مقرب خاں ہے مگر خان مرحوم نے اپنے جیتے دیوانہ اور ناقابل جان کر
گھر سے نکال دیا تھا اور ایسا ولی عہد فتح خاں کو کیا تھا اُنھیں کے فرمانے کے
موافق ہم نے عمل کیا یہ گفتگو سُن کر خادے خاں رنجیدہ و ناخوش ہوا
اور مقرب خاں کو اپنے ہمراہ لے کر سندھ کو چلا گیا پھر سب نے اس کے
پیچھے فتح خاں کو پگڑی بندھائی پھر اُس دن تو سب وہیں رہے اگلے دن
رنجیت سنگھ حاکم لاہور کی فوج کا برسوں سے یہ دستور تھا کہ بعد دسہرہ
کے ہر سال ایک بار ملک چھچھ میں آتے تھے اور اُس کا افسر کلاں ملک سے
کے رُوسا اور خوانین سے بطریق نعلبندی کے گھوڑے اور باز اور شکاری
کتے واسطے رنجیت سنگھ مذکور کے لیجاتا تھا مگر فتح خاں پنجتار والا کبھی نہیں
دیتا تھا اور یہ نعلبند دوسرے خوانین اس خوف سے دیتے تھے کہ فوج
سکھوں کی ہمارے ملک میں دریا اُتر کر نہ آوے جو رعایا کو ایذا پہنچاوے
جب حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ اس ملک میں واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے
مع لشکر مجاہدین بصرت قرین رونق فرما ہوئے اور سب رُوسا اور
خوانین اور سادات اور علما وغیرہ نے اُس ملک کے حضرت کو اپنا امام اور

Marfat.com

پیرومرشد بنایا تب سے بسبب آپ کی برکت کے نہ کسی نے اُن سے وہ
نعلبندی طلب کی اور نہ اُنھوں نے دی جب حضرت علیہ الرحمۃ واسطے لڑائی
موضع سیدو کی تشریف لے گئے اور سردار یار محمد خاں درانی نے فریب
کرکے حضرت کو زہر دلایا اور آپ اُس کے خلل سے بیہوش اور بیمار ہوگئے
اور ہم لوگ سب آپ کو وہاں سے دریائے لنڈی اترکر موضع چندلئی میں
لائے اُس وقت موقع پاکر فوج سکھوں کی دریائے مذکور اُتری اور جو
بستیاں اُس دریا کے قریب وجوار میں تھیں اُن کو لوٹ لیا اور جلادیا اور
پھیر دریا اُتر کر اپنی راہ لی پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ کو اُس زہر کی بیماری
اور بیہوشی سے افاقہ ہوا اور واسطے دعوت جہاد اور ہدایت عباد کے وہاں سے
ملک بنیر اور سُوات کو تشریف لے گئے جس کا حال ہم اپنی جگہ پر آگے لکھ چکے
ہیں اور ان دونوں ملکوں کا دورہ کرکے کچھ دنوں میں پنجتار کو آئے تب آپ
نے اُنھیں سب خانوں رئیسوں وغیرہ کو جو سکھوں کو نعلبندی دیا کرتے تھے بلا
کر جمع کیا اور فرمایا کہ اب تک تم لوگ کفار کی اطاعت کیا کئے اور اُن کو نعلبندی
دیا کئے آپ آگے کو اللہ تعالیٰ وہ بلا تم سے دور کرے اور اب تم کسی بات کا
اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کرکے وہی مال اور جو تم سے ہوسکے
جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا کرو یہ تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں
بہتر ہے پھر اس آپ کے فرمانے کو سب نے قبول کیا اور دعائے خیر کرکے
اپنی اپنی بستیوں کو رخصت ہوئے پھر اس بات کو ایک مدت گذری یہاں

Marfat.com

تک کہ اشرف خاں گھوڑے سے گر کر فوت ہوئے اور ان کا بیٹا فتح خاں
ان کی جگہ سردار ہوا اس کے چند روز بعد اپنے موسم میں انتور نام،
فرانسیس ملازم حاکم لاہور کا فوج لے کر ملک چھچھ میں آیا اور موافق اپنے
معمول ملک سمی والے رئیسوں سے نعلبندی طلب کی کسی رئیس نے نہ دی
مگر خادے خاں کہ اس کی ایک غیرت اس سے اٹکی تھی ایک گھوڑا اور ایک
باز اور ایک شکاری کتا موافق دستور کے اس فرانسیس مذکور کو بھیجا
اور یہ اس کو لکھا کہ اگر تم اپنی فوج لے کر اس پار ہمارے یہاں آؤ تو بھر جو
جو رئیس تم کو نعلبندی دینے میں انکار کرتے ہیں ان سے دلوانے کا میرا ذمہ
ہے اس کے جواب میں انتور نے خادے خاں کو لکھا کہ تمہارا بلانا ہم کو قبول ہے
مگر تم ولایتی لوگوں کے قول و اقرار کا کچھ اعتماد نہیں ہماری کسی طور سے تسلی کر دو
تو ہم آویں اس پر خادے خاں نے اپنے بھائی امیر خاں کو بطور اول کے اس کے
پاس بھیجا جب وہ اس کے پاس پہنچا اور اس کو تسلی ہوئی تب وہ فرانسیس
مع فوج اباسین اتر کر ہنڈ میں آیا یہ خبر سن کر ملک سمی کے لوگ بھاگنے
لگے اور خادے خاں نے جا بجا اپنے اور نواح کے رئیسوں کو لکھا کہ جو تم حاکم لاہور
کو ہمیشہ سے سالیانہ دیتے تھے لے کر حاضر ہو سب نے جواب دیا کہ ہم تو بچھ
نہ دینگے اور اپنا اپنا اسباب لے کر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور موضع شاہ منصور
اور کالی دری اور موضع سوائی اور مانیرئی کے لوگ بھاگ کر پنجتار
میں آئے اور زیدی سے اشرف خاں مرحوم کے بیٹے فتح خاں اور ارسلان

Marfat.com

خاں بھی مارے خوف کے پنجتار میں چلے آئے جب خادے خاں کو معلوم
ہوا کہ زیدی سے فتح خاں اور ارسلاں خاں بھی بھاگ گئے تب وہ کچھ
لوگوں سے مقرب خاں اپنے بہنوئی کو لے کر زیدی میں آیا اور خانی کی پگڑی
بندھا کر وہاں کا سردار بنایا اور فرانسیس مذکور کو گھوڑا اور باز وغیرہ
نذرانہ مقرب خاں سے دلایا پھر اپنے لوگوں کو لے کر زیدی سے ہنڈ کو گیا
اور مقرب خاں نے خفیہ حضرت علیہ الرحمۃ کو کہلا بھیجا کہ جس طور سے میرے بھائی
فتح خاں اور ارسلاں خاں آپ کے خادم اور فرماں بردار ہیں اسی طور سے
آپ مجکو بھی جانیں خادے خاں نے بزور مجکو سردار بنایا ہے اور میں نے بھی بمصلحت
وقت جان کر انکار کرنی مناسب نہ جانی اس خیال سے کہ رعیت تباہ نہ ہو جاوے
پھر خادے خاں نے فتح خاں پنجتار والے کے پاس واسطے گھوڑے اور باز وغیرہ
کے پیام بھیجا کہ تم بھی نذرانہ لے کر فرانسیس کے پاس حاضر ہو اور نہیں تو لشکر
سکھوں کا تمہارے پنجتار پر آویگا اس کے جواب میں فتح خاں ممدوح نے
خادے خاں کو کہلا بھیجا کہ گھوڑا اور باز وغیرہ نہ ہم نے کسی کو دیا ہے اور نہ
انشاء اللہ تعالیٰ دینگے اور جو تم سکھوں کی فوج پر دھمکاتے ہو اس کا ہم
کو کچھ اندیشہ نہیں اُن سے کہو کہ شوق سے جب چاہو تب چلے آؤ ہم بھی جو
کچھ بن پڑیگا دیکھ لینگے یہ جواب سخت سُن کر خادے خاں نے انتور
فرانسیس سے کہا کہ فتح خاں نے ایسا سخت جواب دیا ہے اور وہ سید بادشاہ
کے زور پر ایسی باتیں کرتے ہیں والاّ ان کی کیا مجال تھی اب اس کی جو تدبیر

Marfat.com

مناسب جانو سو کرو یہ تقریر سُن کر انتور مع فوج وہاں سے کوچ
کر کے کالی دری کی جانب مغرب میدان میں اُترا اور وہ شخص دانا اور
بڑا مدبر تھا وہاں سے اُس نے ایک خط حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھ کر ارسال
کیا خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ آپ سید عالی خاندان اور حاجی و
غازی اور خدا والے اور بڑے صاحب تاثیر ہیں اور لاکھوں آدمی ملک
کے آپ کے مُرید ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات
میں کسی طور کا شر و فساد اور خیال ایذا رسانی خلق اللہ کا مطلق نہیں ہے
اور یہ ملک زیر حکومت ہمارے خالصہ جی رنجیت سنگھ کا ہے اور یہ بھی
والے رئیس ہمارے خالصہ کو جی ہمیشہ سے تعلیندی دیتے رہے ہیں مگر
جب سے آپ اس ملک میں تشریف لائے ہیں تب سے یہ تمام لوگ ہم
سے پھر گئے ہیں اور تعلیندی دینے میں چون وچرا کرتے ہیں اور علاوہ اس
کے آج تک ہم کو آپ کا ارادہ اس ملک میں آنے کا صاف نہیں معلوم
ہے کہ کیا ہے اس کا جواب آپ تحریر فرما کر مع اپنا وکیل ہمارے پاس روانہ
کریں فقط حضرت علیہ الرحمۃ نے اس سوال کے جواب میں اُس کو لکھا کہ خط
تمہارا آیا اور مضمون اُس کا دریافت ہوا اور جواب تمہارے سوال کا یہ ہے
کہ جس طرح سے تم اپنے حاکم کے تابعداروں سے ایک تابعدار ہو جہاں کہیں
کہ وہ تم کو حکم کرتا ہے وہاں تم جاتے ہو اور حتی الامکان اُس کے فرمان
کو بجالاتے ہو تاکہ وہ تم سے راضی ہو اسی طرح سے میں بھی اپنے آقائے عالیجاہ

Marfat.com

شاہنشاہ عالم پناہ کا ایک ادنیٰ فرماں بردار ہوں جو کچھ وہ احکم الحاکمین
فرماتا ہے اُس کو بجالاتا ہوں اور اُسی حاکم برحق اور قادرِ مطلق کے حکم سے
میں اس ملک میں آیا ہوں اب یہاں جو کچھ ارشاد اس رب العباد کا
ہوگا اُس پر عمل کرونگا اور اُسی کی طرف سے ہر کسی کو دعوتِ اسلام
کرتا ہوں جو کہ قبول کریگا وہ میرا بھائی ہے اور میں اس کا اور خصوصاً تم
اہل کتاب ہو ان باتوں کو خوب سمجھتے ہو یہی دعوت تم کو بھی ہے اور تمہارے
آقا بخت سنگھ کو بھی اور یہی اعلام نامہ دعوت اسلام کا پہلے ہم نے
بدھ سنگھ کو لکھا تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ وہ خط بدھ سنگھ نے بخت سنگھ
کو بھیجدیا تھا اور جو تم نے لکھا کہ یہ ملک ہمارے خالصہ جی کا ہے سو تمہارا
دعویٰ بے دلیل ہے اس لئے کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے اس میں تمہارے
خالصہ جی کا کیا دخل اور دوسرے یہ کہ تمام ملک مشرق سے مغرب تک
اللہ تعالیٰ کے قبضہ تصرف میں ہے وہ جس کی تلوار کو زور دیتا ہے وہ لیتا
ہے اور یہاں جو ہم لوگ آئے ہیں تو کچھ سمجھ بوجھ کر آئے ہیں اور اس بات
کو تم بھی جانتے ہو کہ جہاد کرنی کفار سے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ
اگر قوت اور سہت دے تو حتی الامکان کفر سے ملک کو پاک کریں اور
اسلام کو رواج دیں اور کافروں کے ظلم سے مسلمانوں کو بچاویں سو
تم لوگوں نے اکثر مسلمانوں کو اپنے ظلم اور زور سے تباہ کر دیا اور
بے شمار مسجدوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا خصوصاً اس ملک میں ہم

Marfat.com

اسی واسطے آئے ہیں کہ اول تو ہم تم کو دعوت اسلام کریں اس میں
اگر تم قبول کروگے تو ہمارے بھائی ہوگے تمہارا ملک تم کو مبارک
رہے اور جو نہ مانوگے تو ہم تم پر جہاد کرینگے ارادہ ہمارا یہ ہے فقط اور
یہ تحریر ہماری تم کو پہنچتی ہے اور پیچھے سے وکیل بھی ہم بھیجتے ہیں اس سے
جس طور کی گفتگو چاہنا بالمشافہ کر لینا پھر آپ نے وہ خط انتورا ہی کے
آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور اُس کے اگلے روز چند آدمیوں سے مولوی خیرالدین
صاحب کو باخوبی فہمائش کر کے انتور کے پاس روانہ فرمایا جب مولوی
صاحب وہاں گئے اور اُس سے ملاقات کی اُس وقت انتورا نے مولوی
خیرالدین صاحب سے وہی سوال کیا جو خط میں حضرت علیہ الرحمۃ سے کیا
تھا اور جو جواب حضرت علیہ الرحمۃ نے دئے تھے وہی مولوی صاحب نے ساتھ
نرمی اور تقریر معقول کے دئے اور سوا اُس کے جو انتورا نے سوال کیا اُس
کا جواب باصواب مولوی صاحب نے دیا یہاں تک کہ جب وہ تقریر میں
لاجواب ہوا تب خفا ہو کر اُس نے کہا کہ یہ ملک ہمارے خالصہ جی کا ہے
اور ہم ہمیشہ یہاں کے رئیسوں سے نعلبندی لیتے آئے ہیں اور اب بھی
لینگے اور تمہارے واسطے یہی بہتر ہے کہ تم اس ملک سے کوچ کر جاؤ اور
نہیں تو ہوشیار ہو جاؤ ہم پنجتار پر آتے ہیں جب اُس نے ایسی سخت بات
کہی تب تو مولوی صاحب بھی سپاہیانہ کڑی کڑی باتیں کرنے لگے اور
کہا کہ تم غلط کہتے ہو کہ ملک ہمارے خالصہ جی کا ہے اور ہم کو یہاں کے

Marfat.com

رئیس نعلبندی ہمیشہ دیا کئے ہیں یہ ملک یہاں کے مسلمانوں کا ہے
اس میں تمہارے خالصہ جی کا کچھ دعوی نہیں محض ظلم اور زیادتی
سے تم ان سے نعلبندی لیا کئے ہو اور یہ اب انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نعلبندی
تم کو نہیں دینے کے اب تمہارے حق میں یہی خوب ہے کہ اپنی فوج لے کر
یہاں سے اپنے عمل میں چلے جاؤ اور جو تم اس پر مغرور ہو کر ہمارے خالصہ
جی کی بہت فوج ہے اور یہ تھوڑے ہیں سو اس بات کا ہم کو خطرہ نہیں ہمارے
اللہ تعالیٰ کا لشکر بڑا قوی اور غالب ہے ہمارا اسی پر اعتماد ہے اور جو
پنجتار پر آنے کا تم کو خیال ہے تو بسم اللہ ہم بھی تیار ہیں اور اس کے سوا
اور یہی مولوی صاحب نے کڑی کڑی اس سے گفتگو کی تھی مگر وہ مجکو یاد
نہیں رہی پھر مولوی صاحب وہاں سے سوار ہو کر پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور جو انتورا سے گفتگو ہوئی تھی سب آپ کے روبرو عرض کی
پھر اگلے روز آپ نے مولوی صاحب ممدوح کو کوئی تین سو غازیوں پر امیر کر کے
فرمایا کہ تم جا کر پنجتار کے درے کا بندوبست کرو اور وہیں اُترو اور اول
تو انشاء اللہ تمہارے اس سے مقابلہ کی نوبت ہی نہ آوے گی اور اگر آئی
تو کچھ اندیشہ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ہم بھی وہیں آ جاویں گے
پھر آپ نے دعا کر کے مولوی صاحب کو روانہ کیا وہ درہ پنجتار سے کوئی
دو کوس پر ہے پھر مولوی صاحب گئے اور اس درہ سے باہر نکل کر میدان

Marfat.com

میں ڈیرہ کیا وہاں سے کوئی ڈھائی کوس کے فاصلہ سے انتورا کی
فوج پڑی تھی یہ خبر ملکیوں کی زبانی انتورا کو پہنچی کہ سید بادشاہ کا
لشکر درہ سے نکل کر میدان میں آگیا اور درہ کا بانوبی انتظام کر لیا
اس کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو رات کو ہم لوگوں پر شبخون ماریں اس خیال
سے اُس نے بھی اپنی فوج کا خوب بندوبست کیا اور جو رعایا لوگ موضع
اور مانیرئی کے اُس کے خوف سے پنجتار کو چلے آئے تھے اور کچھ ادھر ادھر
پہاڑ پر چڑھ گئے تھے جب اُنہوں نے معلوم کیا کہ لشکر غازیوں کا درہ کے
میدان میں اُترا ہے ان کو تسلی ہوئی کوئی آدمی رات کو جا بجا سے کوئی سوار
کوئی پیادے اپنے گھروں کی خبر گیری کو چلے انتورا کی فوج کا تبینہ اُس
وقت کھپرتا تھا ان لوگوں کو دُور سے دیکھ کر انتورا کو جا کے خبر کی کہ خلیفہ کا
چھاپا آپہنچا ہوشیار ہو جاؤ یہ خبر وحشت اثر سُن کر سر دست جو اسباب
لیا گیا وہ تو لیا اور باقی ڈیرہ خیمہ سلاح و اسباب چھوڑ کر مع فوج فرار
کر گیا یہاں تک کہ ابا سین کے پار اُتر گیا اور جو خیمے ڈیرے اونٹ گھوڑے
شاہین وغیرہ اسباب چھوڑ گیا تھا صبح کو اُسی نواح کی بستیوں کے لوگ
جو جو خادے خاں کے شریک تھے لوٹ لے گئے اور زیدی والوں نے بھی
لوٹا اور جو بھاری اسباب قابل چھپانے کے نہ تھا جیسے خیمے ڈیرے اونٹ گھوڑے
شاہین، اس کی مقرب خاں کو خبر ہوئی کہ یہ یہ اسباب فلانے فلانے نے لوٹا ہے
جہاں تک خبر پائی سب کے یہاں سے منگا کر اپنے گھر میں جمع کیا اور خفیہ انبا

Marfat.com

آدمی پنجتار میں حضرت کے پاس بھیج کر اطلاع کی کہ انتورا فرانسیس کی فوج
کا اس قدر اسباب میں نے لوگوں سے لے کر اپنے پاس جمع کیا ہے اگر اجازت ہو تو
آپ کے پاس بھیج دوں اس لئے کہ میں آپ کا فرماں بردار اور خیر خواہ جان نثار
ہوں آپ نے اُس آدمی کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہماری طرف سے مقرب خاں کو
شاباش دینا کہ خوب تم نے خیر خواہی کا حق ادا کیا تم سے ہم بہت راضی ہوئے و
لیکن اُس اسباب کی ہم کو حاجت اور ضرورت نہیں ہے اور از راہ مصلحت بہتر یہ ہے کہ وہ
اسباب تم خادے خاں کے پاس بھیجا دو اس میں خادے خاں کے نزدیک تمہاری
خیر خواہی بھی ثابت ہو گی اور لوٹنے اسباب کے الزام سے بھی بچو گے یہ خبر
لے کر وہ آدمی تو مقرب خاں کے پاس زیدی کو روانہ ہوا اور آپ نے مولوی
خیر الدین صاحب کو مع لشکر پنجتار میں اپنے پاس بُلا لیا پھر اس کے کئی دن
کے بعد خبر معلوم ہوئی کہ موافق فرمانے حضرت کے مقرب خاں نے وہ تمام اسباب
اپنے یہاں سے خادے خاں کے پاس ہنڈ میں بھیج دیا اور جو حضرت علیہ الرحمۃ
نے بر وقت رخصت کے مولوی خیر الدین صاحب سے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ تم کو انتورا کی فوج سے نوبت مقابلہ کی نہ آوے گی سو فضل الٰہی سے ویسا
ہی ہوا کہ بے لڑے بھڑے ہیبت الٰہی سے وہ آپ ہی بھاگ گیا **حکایت**
خیر الدین نام ایک شخص بہت روزوں سے بلکہ بہت مہینوں سے پنجتار میں حضرت
کے پاس قلعہ اٹک سے آتا تھا اور خفیہ آپ سے یہ اظہار کرتا تھا کہ ہم
بہت لوگ مسلمان آپس میں یکدل اور متفق ہیں اور اس قلعہ میں سیدوں اور

Marfat.com

انتظام ہمارے ہی لوگوں کا ہے اگر آپ سو پچاس مجاہدین یہاں سے
روانہ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُن کے قلعہ کے اندر داخل کر سکتے ہیں خواہ
کسی کھڑکی رستے سے یا سیڑھی لگا کر دیوار پر سے اور جو آپ کے یہاں سے
کچھ خرچ ہتھیاروں کے واسطے امداد ہو تو ہم اور بھی لوگوں کو اپنے موافق اور
اپنے ساتھ متفق کر سکتے ہیں اسی اقسام کی باتیں اکثر مرتبہ آکر حضرت سے کیا کرتا تھا
پھر ایک بار آپ نے امام الدین بینئی والے کو کہ وہ بڑے دیانت دار اور
آپ کے نزدیک بڑا صاحب اعتبار تھا اور دو آدمی اور بھی اُن کے نام
یاد نہیں ہیں خیر الدین موصوف کے ساتھ وہاں کا حال دریافت کرنے کو روانہ
کیا وہ تینوں شخص آٹھ دس روز وہاں جا کر رہے اور وہاں کا حال دیکھ
کر آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے موافق اظہار خیر الدین کے بیان کیا کہ
فی الحقیقت اگر آپ وہاں لوگ بھیجیں تو وہاں کے آدمی قلعہ میں داخل کر سکتے
ہیں پھر کئی بار آپ نے امام الدین کو وہاں بھیجا اور وہ دس دس بیس
بیس روز بلکہ کسی بار مہینہ بھر وہاں رہ کر آئے اور قلعہ اٹک بیخار
سے چودہ پندرہ کوس ہے جب امام الدین کئی بار وہاں گئے اور حال وہاں
کے مسلمانوں کا اور قلعہ کی ہیئت کا بتفصیل بیان کیا تب یہ بات آپ
کے بھی خیال شریف میں آئی اور خیر الدین اُس وقت وہیں حاضر تھا آپ
نے واسطے خرید ہتھیاروں وغیرہ کے پانسو روپے دیئے اور فرمایا کہ اب

Marfat.com

کی بار جب تم وہاں کی تدبیر خاطر خواہ کر کے آؤ گے اسی روز ہم اپنے آدمی جتنے کہو گے ساتھ کر دینگے پھر خیرالدین کو تو اٹک کو رخصت فرمایا اور آپ نے دوسرے یا تیسرے روز واسطے دورہ کرنے کے پنجتار سے کوچ کیا ادہر ادہر دورہ سیر کرتے ہوئے قریب ڈیڑھ مہینہ کے عرصے کے جب موضع امان زئی گڑھی میں داخل ہوئے تب وہیں اٹک سے آکر خیرالدین بھی آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں موافق فرمانے آپکے وہاں کی سب تدبیر اور دوڑ دھوپ کر آیا ہوں اور وہاں سپاہی اور رعایا ملا کر قریب پان سو آدمیوں کے میں نے متفق کئے ہیں اور جن لوگوں کے پاس ہتھیار نہیں ہیں اُن کے واسطے ہتھیار بھی خرید رکھے ہیں اور کئی سیڑھیاں رسّوں کی بھی بنا کر رکھ آیا ہوں اور اس امر کی یا جوانی میرا بھائی اور سید جمیل شاہ اور اُن کے بھتیجے سید محبوب شاہ اور فتح شیر خاں اور اُن کے بھائی منگا خاں اور محمود اور قادر بخش اور محمد بخش ہیں اُن سے کہہ آیا ہوں کہ تم سب برات لانے کے بہانے سے فلانے روز رات کو قلعہ سے نکل کر دریا کے کنارے فلانے وقت اور فلانی جگہ آنا میں وہیں حضرت کے لوگوں کو لے کر آؤنگا سو آپ لوگ بھیجنے کی تدبیر کریں کہ میں اُن کو لے کر اپنے وعدے پر وہاں پہنچوں یہ تقریر سُن کر آپ نے اپنے لشکر سے ساٹھ ستر اچھے اچھے جوان چست و چالاک کارآزمودہ انتخاب کئے اور ارباب مہرام خاں کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ ان کے بعد حاجی بہادر شاہ امیر ہیں اور اُن کے بعد امام الدین خاں اور بعد ان کے جس کو لوگ اتفاق کر کے امیر بنا دیں وہ امیر ہے اور آخر نذر اللہ

Marfat.com

صاحب اس ملک کے واقف کار تھے ان کو اسیر کیا اور سب کو حکم دیا
کہ کوئی دو دو وقت کی روٹیاں پکا کر باندھ لے اور ڈیڑھ پہر رات گئے
دو دو چار آدمی یہاں سے نکل کر بستی کے باہر فلانی جگہ ارباب ہیرا خاں
کے پاس جمع ہوں اور آخوند صاحب جدھر بتلاویں اُدھر جاویں بموجب
ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے تیار ہو کر سب اُسی جگہ پر جمع ہوئے اور
قریب آدھی رات کے آخوند صاحب سب کو لے کر وہاں سے روانہ ہوئے
موضع حلیسی کے ورے دو کوس ایک نالے پر فجر ہو گئی دن بھر وہیں سب
لوگ ادھر اُدھر چھپے رہے رات کو بعد عشا کے وہاں سے چلے اور جا کر جہانگیر
گھاٹ پر پہنچے اُس وقت فتح شیر خاں اور سید جمیل شاہ اور سید محبوب شاہ
اور محمود اور قادر بخش وہاں بیٹھے انتظار کر رہے تھے پھر دریا اُترنے کو
جالے باندھنے کی تدبیر کرنے لگے اس عرصے میں ثنائی پر سوار ہو کر محمد بخش
اس پار سے ادھر آیا اور کہا کہ وہاں تو معاملہ بگڑ گیا اب یہاں سے پلٹ چلو
خیر الدین نے پوچھا کہ بیان تو کرو کیا حال ہوا محمد بخش نے کہا کہ فلانا نیچا ہی
جو ہم لوگوں کی مشورت میں شریک تھا اُس نے جا کر لالہ خزانہ مل قلعدار سے
کہا کہ فلانے فلانے تمہارے نوکر جو آج برات لانے کو تم سے پوچھ کر گئے
ہیں وہ سید بادشاہ کے چھاپے کو لینے گئے ہیں تم ہوشیار ہو جاؤ قلعدار نے
یہ بات سُن کر اُس سے کہا کہ تم دیوانہ ہو سید بادشاہ کے چھاپے لانے
کی ان کو کیا غرض وہ ہمارے نوکر نمک حلال اور معتبر ہیں اُن سے ایسی
حرکت ہرگز نہ ہو گی اُس نے کہا خیال آپ کا کدھر ہے یہ بات میں سچ کہتا ہوں

Marfat.com

دو چار گھڑی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا اگر اس میں فرق ہو تو آپ
مجکو توپ سے اُڑا دیویں اور اسی واسطے اُنھوں نے بہت سے ہتیار خریدے
ہیں اور کئی رسیوں کی سیڑھیاں بنائی ہیں اگر یہ سامان اُن کے گھر میں
نہ نکلے تب تو مجکو سچا جانوگے اور اس خیر خواہی کا انعام دوگے اسی عرصہ
میں ایک آدمی خادے خاں کا آیا اور قلعدار سے کہا کہ ہمارے سردار خادے
خاں کو کسی کی زبانی خبر ملی ہے کہ سید بادشاہ کا چہیا یا ملک جہجہ میں
جاتا ہے سو تمہارے پاس مجکو واسطے خبر کے بھیجا ہے یہ حال سنتے ہی قلعدار
کو نیچابی کی تمام باتوں کا یقین ہوا اور اس نیچابی کے ساتھ اپنے چند لوگوں
کو بھیجا کہ جاکر فلانے فلانے کے گھر کی تلاشی لو اور اُن لوگوں کو جلد
تلاش کرکے لاؤ یہ خبر سُن کر میں تو وہاں سے چل دیا کہ ایسا نہ ہو کہ میں
بھی گرفتار ہو جاؤں وہاں کا یہ حال ہے یہ خبر وحشت اثر سُن کر ارباب
بہرام خاں مع مجاہدین وہاں سے روانہ ہوئے اور صبح کو اُسی نالے میں اُترے
جہاں سے گئے تھے پھر تمام دن وہیں لوگ رہے پھر وہاں سے رات کو
روانہ ہوئے امان زئی کی گڑھی میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور
محمد بخش نے وہی تمام ماجرا وہاں کا آپ کی خدمت میں عرض کیا،
آپ کو یہ واقعہ سُن کر کمال افسوس ہوا اور فرمایا کہ اُس نیچابی مفسد

Marfat.com

نے مسلمانوں سے مِل کر بڑا فریب کیا خدا خیر کرے دیکھا چاہیئے کہ
وہاں کے باقی مسلمان بھائیوں سے وہ قلعدار کیونکر پیش آوے
اور کیا آفت اُن پر لاوے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے پھر اگلے روز
حضرت وہاں سے کوچ کر کے موضع شیخ جانا میں رہے اُس کے دوسرے
دن پنجتار میں آکر داخل ہوئے پھر اُس کے کئی دن کے بعد خیرآباد سے
خیرالدین کے پاس آیا اُنھوں نے قلعہ اٹک کا مفصل حال پوچھا اُس
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی خیر کی کہ تم کئی آدمی وہاں سے سلامت بیشتر
سے نکل آئے تمہارے پیچھے فلانے پنجابی کے کہنے سے قلعدار نے تمہارے
مکانوں کی تلاشی لی جب وہاں سے ہتھیار اور سیر سیاں لوگ اُس کے
پاس لے گئے اُس نے اُسی وقت تمہاری عورتوں کو اور تمہارے لڑکے
بالوں کو گرفتار کر لیا اور تمہارے بھائی کو توپ سے اُڑا دیا اور منگا
خاں نظر بند ہیں اب دیکھئے ان قیدیوں کا کیا انجام ہو اللہ تعالیٰ اس
موذی کے ظلم سے محفوظ رکھے اور تکملہ اس قصہ کا یہ ہے کہ منگا خاں
کچھ کم یا زیادہ ایک مہینہ قلعہ اٹک میں نظر بند رہے وہاں ایک سندھور
شاہ نام بڑے نیک بخت تھے اُنھوں نے منگا خاں سے کہا کہ آج کل
یہاں سکھوں کی فوج کی آمد ہے اگر تم کسی صورت سے یہاں سے نکل
جاؤ تو خوب ہے خان موصوف نے کہا کہ میرے نکلنے کی یہاں سے کوئی

Marfat.com

صورت ہے اور کیونکر نکلوں اُنہوں نے کہا کہ کل سویرے صبح کو جب قلعہ کے کواڑ کھلیں تب تم اپنی رضائی لپیٹ کر چارپائی پر ڈال دو اور اُوپر سے چادر اُڑھا کر ایک گھڑا خالی ہاتھ میں لے کر چلدو اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ نالے سے پانی لینے جاتا ہوں اس حیلہ سے صاف نکل جاؤ گے پھر یہی تدبیر کر کے منگاخاں اگلے دن فجر کو قلعہ سے نکل کر چلے وہاں سے ڈیڑھ کوس پر ایک فقیر کا تکیہ تھا وہاں جا کر ٹھہرے اور اُس فقیر سے بہت دنوں سے ملاقات تھی اُس نے ان کو بدحواس اور خوفزدہ سا دیکھ کر حال پوچھا اُنہوں نے بیان کیا کہ یہ معاملہ ہے اُس نے دن بھر اپنے مکان میں چھپا رکھا اور کھانا کھلایا اور رات کو اپنے ایک معتبر آدمی سے کہا کہ ان کو موضع غُرغشتی میں فلانے شخص کے پاس پہنچادو اور میری طرف سے اُن سے کہنا کہ ان کو ساتھ حفاظت کے ایاسین اُتار کر منارے تک پہنچادو پھر وہ آدمی فقیر کا منگاخاں کو اُس موضع مذکور میں اُس شخص موصوف کے پاس لے گیا اور جو کچھ فقیر نے کہا تھا کہہ دیا اُس نے دریا اُتار کر منارے تک پہنچادیا ان روزوں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ زیدی میں رونق فرما تھے منگاخاں وہاں سے جا کر حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے انہوں نے تو اس طور اس بلا سے رہائی پائی اور باقی عورتوں اور لڑکوں کی اس صورت سے مخلصی ہوئی کہ منگاخاں کے آنے سے سات آٹھ مہینے کے انتوا فرانیس

Marfat.com

قلعہ اٹک میں آیا اور وہاں قید خانے میں عورتوں اور لڑکوں کو مقید دیکھا
لالہ خزانہ مل قلعدار سے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کی عورتیں اور لڑکے ہیں
اور کس علت اور جرم میں گرفتار ہیں اُس نے وہ تمام ماجرا بیان
کیا کہ فلانے فلانے لوگوں نے جو خلیفہ صاحب کے لشکر سے بھاگ آئے
کی تدبیر کی تھی یہ سب اُن کے اہل وعیال ہیں اُس نے پوچھا کہ وہ لوگ
مفسد کہاں ہیں اُس نے کہا کہ وہ تو اُسی روز بھاگ گئے انوڑ نے کہا کہ
جنہوں نے وہ فساد کیا تھا وہ تو بھاگ گئے تمہارے ہاتھ نہ آئے ان بیچاروں
نے کیا قصور کیا اور اُن کے لڑکوں کیا خطا کی یہ بات بے مناسب ہے ان
کو چھوڑ دو پھر اس قلعدار نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ ان کو یہاں سے نکال
کر دریا کے پار اُتار دو جہاں چاہیں چلے جاویں پھر اُنھوں نے ویسا ہی
کیا وہ سب دریا سے اُتر کر اکوڑی میں گئیں یہ خبر جب اُن کے وارثوں
کو ملی تب وہ حضرت علیہ الرحمۃ سے اجازت لے کر اکوڑی میں گئے اور
وہاں سے اُن عورتوں اور بچوں کو پنجتار میں حضرت کے پاس لائے حکایت
جب بعد چھانے اٹک کے حضرت علیہ الرحمۃ امان زئی کی گڑھی سے پنجتار
میں تشریف لائے بعد چھ سات روز کے مولانا محمد اسمٰعیل اور سید احمد علی اور
ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن اور فتح خاں پنجتار والے کو اپنے پاس
بلایا اور خان موصوف کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ خان بھائی ہم نے
اس مشورت کے واسطے بلایا ہے کہ تم خوب جانتے ہو کہ ہم لوگ اتنی مدت

Marfat.com

سے صرف اس ملک میں جہاد فی سبیل اللہ کے آئے ہیں اور مسلمانوں کی ریاست
سمجھ کر یہاں اُترے ہیں فقط اس نیت سے کہ سب مسلمان بھائیوں کے اتفاق
سے کچھ دین اسلام کا کام دُرست ہو اور یہاں کے مسلمان بھائیوں کی
نااتفاقی کا یہ حال ہے کہ اگر ہم کوئی صورت کفار کے زیر کرنے کی نکالتے ہیں تو
انھیں مسلمانوں سے ایک نہ ایک ان کا حامی بن کر بیچ میں حارج ہو جاتا ہے
اور ان کو خبر دیتا ہے چنانچہ ایک سردار یار محمد خاں کہ اس کا فساد تم
سب جانتے ہو کہ سیدو کی لڑائی کو اسی نوے ہزار آدمی ہماری طرف سے
جمع تھے اسی کی شرارت سے لڑائی شکست ہو گئی اور جمعیت مسلمانوں کی
پراگندہ ہو گئی اور دوسرا اُن میں سے حادے خاں ہے کہ چند مہینے سے کیسی
کیسی حرکتیں بیجا کرنی شروع کی ہیں چنانچہ تم کو خود معلوم ہے کہ غازی
ہندوستان سے واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے ارادہ کرتا ہے سکھوں کے
ملک سے. تو سلامت چلا آتا ہے مگر اُن کے ہاتھ سے کسی طور سلامت نہیں
بچتا کسی کو لوٹ مار کر ایاسین میں غوطے دلاتے ہیں اور کسی کا مال و اسباب
چھین کر نیز ور نخشاتے ہیں اور سردار اشرف خاں مرحوم پیر جو انھوں نے
فوج کشی کی سو فقط اسی عداوت سے کہ وہ خان مرحوم ہم سے موافق تھے،
اس کے بعد یہ فساد کیا کہ انٹورا فرانسیس کو چڑھا لائے اس میں اپنی طرف
سے حتی المقدور اُنھوں نے تو کچھ درگذر نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے
اس کو دفع کیا اور اُس کے ایک تازہ فساد یہ کیا کہ ادھر سے اٹک پر

Marfat.com

ہمارا چھاپا چلا اُدہر سے خادے خاں نے اپنا آدمی بھیج کر وہاں کے قلعدار کو
خبر کردی اسی طور کے اور یہی فساد اُنھوں نے کئے ہیں اور ابھی دیکھیا چاہیئے
اور کیا فساد کریں اور اُنھوں نے شرارتیں ہمارے ساتھ کی ہیں اس کی
کُدورت ہمارے دل میں اصلا نہیں ہے جو کچھ انہوں نے کیا اپنے واسطے کیا
وہ جانیں ان کا خدا جانے جو جیسا کریگا ویسا پاویگا حاصل کلام یہ ہے
کہ اب کوئی ایسی تدبیر تجویز کرو کہ مسلمانوں میں اتفاق ہو جس کے سبب
سے کچھ اللہ تعالیٰ کا کام نکلے دین اسلام کی ترقی ہو یہ تمام کلام ہدایت
التیام سن کر سردار فتح خاں نے عرض کی جو کچھ آپ نے فرمایا بجا فرمایا
سبحان اللہ اس سے اور کیا بہتر اس کی تدبیر میری رائے ناقص میں یوں
آتی ہے کہ آپ ملک سیمی کے سادات اور علماء اور خوانین کو جمع کریں اور
بطور نصیحت کے یہی بیان آپ اُن سے کریں اس لئے کہ انھیں سے نے آپ
کے دست مبارک پر بیعت امامت کی کی ہے اور امیر المومنین گردانا ہے انشاء
اللہ تعالیٰ آپ کے فرمانے سے کوئی باہر نہ ہوگا اس لئے کہ آپ تو صرف اللہ
تعالیٰ کے واسطے یہ تدبیر کرتے ہیں اس میں کچھ غرض متعلق نہیں اور جو
کوئی نہ مانے گا یا بدعہدی کریگا وہ اس کی سزا اپنے خدا سے پاویگا
یہ تقریر اور تدبیر فتح خاں کی سب کو پسند آئی اور اسی پر مشورت ہوئی
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی آپ یہاں کے رئیس ہیں ہماری
طرف سے آپ ہی سب کو بلاویں خان ممدوح نے اس بات کو قبول کرکے

Marfat.com

اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور اپنے آدمی جابجا ہر طرف روانہ کئے یہ پیام دے کر کہ یہاں ایک دینی کام کی مشورت کرنی ضرور ہے ملانے دن تمہاں سب صاحب تشریف لاویں پھر اسی وعدے پر تمام سادات اور علماً اور خوانین ملک سمی کے پنجتار میں جمع ہوئے اور اُس روز پنجتار کی بانجوں بستیوں والوں نے اُن کی دعوت کی اور وہیں اپنے مکانوں میں اُن کو اُتارا اور وہ تمام لوگ دس گیارہ سو تھے پھر اُس روز بعد نماز مغرب کے اُن کی ضیافت کے لئے حضرت علیہ الرحمۃ نے عبدالقیوم سے فرمایا کہ صبح کو قبل طلوع آفتاب کے کھانا پک کر تیار ہو جاوے اور واسطے اہتمام سامان دعوت کے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مقرر کیا پھر مولانا صاحب ممدوح نے چند بکرے ذبح کرا کے قریب دس من کے گوشت حضرت کے باورچی خانہ میں بھیج دیا اور آٹھ من گھی تھا اُس میں سے دو من گوشت میں ڈلوایا اور چار من داغ کر کے دیگچوں میں بھروا دیا اور قریب پندرہ سولہ من کے آٹا تھا اس کو پہلے پہلے تقسیم کر دیا پھر علی الصباح سب کھانا پک کر تیار ہو گیا اور طاش اور کونڈے ہر پہلے سے منگا کر اُن میں گوشت نکالا گیا اور لوٹوں میں گھی، پھر بعد نماز اشراق کے لوگوں کو کھلوانا شروع کیا اور اپنے لوگ جابجا گھی کے لوٹے لے کر کھڑے ہو گئے اور بجائے شوربے کے ڈالنے لگے اور اسی طرح سے گھی ڈال کر کھانا اُس ملک والوں کا دستور ہے پھر جب سب لوگ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تب مولانا صاحب موصوف نے سب سے کہا کہ آج جمعہ کا روز ہے سب

Marfat.com

بھائی لوگ یہاں کے نالے پر شیشم کے درختوں کے نیچے ہماری مسجد میں
نماز جمعہ پڑھیں پھر اُس وقت سب لوگ اپنے اپنے مکانوں پر چلے گئے اور
وقت نماز کے سب آکر وہیں حاضر ہوئے پھر قاضی احمداللہ صاحب میرٹھی
نے خطبہ پڑھا اور نماز حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے پڑھائی پھر بعد
فراغ نماز کے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ پر جہاں
بیٹھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں اور جو کچھ ہم کہیں کان دے کر سب سنیں اور کابل
آخوندزادہ نتگل تھانے والے کو اپنے برابر کھڑا کیا اور وہ آخوندزادے
صاحب بڑے سیاح اور جہاں دیدہ اور زبان پنجابی اور پشتو اور
فارسی اور ترکی اور ہندی کے ترجمان تھے اور بڑے بزرگ آدمی تھے مکے
مدینے بیت المقدس کی زیارت بھی کر آئے تھے اور حضرت کے مرید اور بڑے
معتقد بھی تھے، آپ نے فرمایا کہ میری زبان ہندی ہے میرا کلام حسن بھائی
کی سمجھ میں نہ آوے وہ ان اخوند صاحب سے دریافت کرلے اور آخوند صاحب
سے کہا کہ جو کچھ میں کہوں تم ان بھائی کی زبان میں اُن کو سمجھاتے جاؤ پھر
آپ نے اول اللہ تعالیٰ وتقدس کی بڑائی اور عظمت اور قدرت طرح طرح
سے بیان فرمائی بعد اس کے سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ تم
سب بھائی اس بات کو خوب جانتے ہو کہ دُنیا میں لوگ اپنی معاش اور
میراث کے حاصل کرنے میں کیسی کیسی کوشش اور جانفشانی کرتے ہیں اور
طرح طرح کی محنت وتکلیف اُٹھاتے ہیں بلکہ اس رنج کو راحت جان

Marfat.com

کر ہرگز نہیں گھبراتے ہیں فقط اس خیال سے کہ اگر وہ معاش و میراث ہاتھ
لگے تو چین سے کھاویں اور یہ امر موہوم ہے اگر یہ امر موافق خواہش کے
حاصل ہوا تو فبہا والا کچھ نہیں اور واسطے حاصل کرنے دولت دین کے کہ وہ
جہاد فی سبیل اللہ ہے کہ جس کے باعث فلاح دینا اور آخرت کی اور ترقی
اسلام کی اور رضامندی رب انام حاصل ہوتی ہے اور یہ امر چاہیئے سو
لوگ ایسے غافل ہیں سو مجکو جناب باری سے ارشاد ہوا کو تو دارالحرب ہند
سے ہجرت کرکے دارالامن میں جا اور کفار سے جہاد فی سبیل اللہ کر سو
میں نے ہندوستان میں خیال کیا کہ کوئی جگہ ایسی مامون ہو کہ وہاں مسلمانوں
کو لے کر جاؤں اور تدبیر جہاد کی کروں باوجود اس وسعت کے کہ صدہا کوس
میں ملک ہند واقع ہے کوئی جگہ لائق ہجرت کے خیال میں نہ آئی بلکہ کتنے
لوگوں نے صلاح دی کہ اسی ملک میں جہاد کرو جو کچھ مال و خزانہ سلاح
وغیرہ درکار ہو ہم دیونگے مگر مجکو منظور نہ ہوا اس لئے کہ جہاد موافق
سنت کے چاہیئے بلوا کرنا منظور نہیں ہے اور تمہارے اس ملک کے والایتی
بھائی بھی وہاں حاضر تھے اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ملک اس امر کے واسطے
بہت خوب ہے اگر وہاں چل کر کسی ملک میں قیام پکڑیں لاکھوں مسلمان
وہاں کے جان و مال سے آپ کے شریک ہونگے خصوصاً اس سبب سے کہ
رنجیت سنگھ سکھ والی لاہور نے وہاں کے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا
ہے اور طرح طرح کی ایذا پہنچاتا ہے اور ہتک حرمت اسلام کی کرتا ہے

Marfat.com

جب اُس کی فوج کے لوگ اس ملک میں آتے ہیں مسجدوں کو جلا دیتے ہیں کھیتی تباہ کرتے ہیں مال و اسباب لُوٹ لیتے ہیں بلکہ عورتوں بچوں کو پکڑ لیجاتے ہیں اور اپنے ملک پنجاب میں جاکر بیچ ڈالتے ہیں اور اپنے ملک پنجاب وغیرہ میں تو وہ کفار نابکار مسلمانوں کو اذان بھی نہیں کہنے دیتے اور مسجدوں میں گھوڑے باندھتے ہیں اور وہاں گاؤکشی کا تو کیا ذکر جہاں سنتے ہیں کہ کسی مسلمان نے گائے ذبح کی اس کو جان سے مار ڈالتے ہیں یہ گفتگو سُن کر میرے خیال میں آیا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور یہی مناسب ہے کہ ہندوستان سے ہجرت کرکے وہیں چل کر بسیں اور سب مسلمانوں کو متفق کرکے کفار سے جہاد کریں اور اُن کے ظلم سے مسلمانوں کو چھڑاویں سو محض اسی ارادہ سے تمہارے اس ملک میں ہم آئے ہیں اور تم سب نے اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ہاتھ پر بیعت امامت کی کی ہے اور اپنا امام گردانا اور تمہیں سب نے کار جہاد کا مجھ سے شروع کرایا اور اب تم ہی لوگ اس میں کوشش اور تندہی نہیں کرتے ہو بلکہ تمہیں لوگوں سے بعضے بعضے اس امر کے خارج ہوتے ہیں اور تم عالم وارث الانبیا کہلاتے ہو تم کو لازم ہے کہ سب مل کر اس میں کوشش اور جانفشانی کرو کہ ترقی اسلام کی ہو اور اُس حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام ہدایت التیام میں عجیب تاثیر تھی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور طبیعت فیض طبیعت میں جمعیت اسلام کا ایک جوش تھا اور جس خوبی اور فصاحت و بلاغت

Marfat.com

کے ساتھ آپ اُس روز تقریر فرماتے تھے اور طرح طرح کی مثالوں سے
سمجھاتے تھے اُس کی عشر عشیر بھی تقریر ہم لوگوں سے ہونی دُشوار ہے اور جو
لوگ وہاں حاضر تھے کیا عالم اور کیا عامی سب پر ایک حال سا واقع تھا بلکہ بعضے
بعضے گویا اپنی ہستی سے گذر گئے تھے اور بعضے لوگ روتے تھے اور بعضے غمزدہ سے
عالم سکوت میں تھے پھر آپ نے دعا کی اور فرمایا کہ باقی جو کچھ گفتگو مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب اس امر میں کریں وہ سنو اور اُس کا جواب دو اور میں تو
اس وقت مکان پر جاتا ہوں یہ فرما کر پھر آپ تو رخصت ہوئے مولانا
صاحب ممدوح بیچ میں اُن صاحبوں کے بیٹھے اور اُن سے امام کی
اطاعت کے باب میں گفتگو شروع کی اور یہ مثال بیان فرمائی کہ ایک
بادشاہ عالیجاہ نے اپنے ملازمین سے ایک شخص کو افسر کیا اور ایک
جماعت کو اپنے ملازمین سے فرمایا کہ فلانی مہم پر اس کے ہمراہ جاؤ اور
جو کچھ یہ افسر تم کو واسطے تعمیل احکام ہمارے کہے بلا انکار بجا
لاؤ حکم عدولی نہ کرنا اور اس مہم پر اس کو مع جماعت کے روانہ
فرمایا اُس افسر نے وہاں جاکر اس جماعت میں سے ایک کو افسر
کیا اور اُس سے چند لوگ اُس کے ساتھ گئے اور اُن سے کہا کہ
واسطے تعمیل احکام بادشاہی کے جو کچھ یہ افسر تم سے کہے بے تامل اس
کو کرنا اور کسی کام پر مع چند لوگ اس کو روانہ کیا اُس نے وہاں
جاکر اپنے لوگوں سے ایک کو افسر کیا اور کئی شخص اُس کے تابع کئے

Marfat.com

اور اُن سے کہا کہ واسطے دُرستی کار بادشاہی کے جو حکم تم کو کرے
بے انکار بجا لانا اور کسی کام پر روانہ کیا اگر ان لوگوں میں سے بعضوں نے
اُن افسروں کی نافرمانی کی اور خلاف حکم ان کے کام کئے اور اپنے زعم
میں یہ سمجھیں کہ ہم نے تو بادشاہ کی حکم عدولی نہیں کی اگر کی اُس افسر
کی کی اب اُن کو کوئی عاقل صاحب تمیز نہ کہے گا کہ اُنھوں نے بادشاہ
کی نافرمانی نہیں کی اُس کے افسروں کی کی اس لئے کہ افسر اول کو اُس
بادشاہ عالیجاہ نے اپنی طرف سے مختار کیا تھا اور واسطے اطاعت اُس
کی کے سب کو حکم دیا تھا اور اُس نے اپنی طرف سے واسطے تعمیل اُسی
حکم کے دوسرے کو افسر کیا اور اُس دوسرے نے تیسرے کو اسی طور پر
سلسلہ جہاں تک چلا جاوے حقیقت میں حاکم ایک ہے اور حکم بھی ایک
ہے جنھوں نے اُن افسروں کی اطاعت کی تو فی الحقیقت اُسی بادشاہ کی
اطاعت کی اور جنھوں نے اُن افسروں کی نافرمانی کی تو اُس بادشاہ کی
کی اور اُن افسروں کے مطیع بادشاہ کے مطیع ہیں اور اُس بادشاہ کے
نزدیک وہ لائق شاباشی اور مستحق خلعت اور انعام کے ہیں اور وہ جو اُن
افسروں کی نافرمانی میں ہیں وہ حقیقت میں نافرمان اُس بادشاہ
کے ہیں اور اُس کے نزدیک لائق ملامت اور سزا وار تعزیر عذاب
کے ہیں سو میں علمائے دین کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ جو
میں نے یہ مثال بیان کی بجا ہے یا بیجا اس کا جو کچھ جواب با صواب

Marfat.com

ہوارشاد کریں یہ تمام تقریر کامل آخوندزادے نے اُن سب
عالموں کی زبان میں سمجھائی وہ سب مولانا صاحب کو آفریں کرکے
کہنے لگے کہ سبحان اللہ آپ نے خوب ہی مثال بیان فرمائی بات
یوں ہی ہے یعنی اُن افسروں کے مطیع مطیع بادشاہ کے ہیں اور
لائق بخشش وانعام شاہی کے ہیں اور جنھوں نے اُن افسروں کی نافرمانی
کی وہ نافرمان بادشاہ کے ہیں اور لائق تعزیر وعذاب کے ہیں اس
میں کچھ شک وشبہہ نہیں پھر آخوندزادے ممدوح نے یہ جواب
علمائے ولایت افغان کا زبان ہندی میں مولانا صاحب سے بیان
کیا کہ سب صاحب یوں فرماتے ہیں پھر مولانا صاحب نے کہا کہ
ان سب بھائیوں نے اس مثال کو پسند کیا اور ان مطیعوں کے
انعام اور نافرمانوں کے عذاب کے مقر ہوئے اب ہمارا سوال اُن سے
یہ ہے کہ اس کا جواب سمجھ بوجھ کر فرماویں کہ جب دنیا کے بادشاہ
کے تابعدار اور فرماں بردار اُس کے نزدیک لائق انعام اور)
عذاب کے ہوئے تو بھلا وہ اللہ تعالیٰ جل واعلیٰ شانہٗ شاہ عالیجاہ
مالک الملک وعالم پناہ قادر مطلق معبود برحق اپنے قرآن مجید
فرقان حمید میں فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الایہ یعنی اے ایمان والو
اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو صاحب حکومت

Marfat.com

ہیں تم میں سے اُن کی یعنی اللہ اور رسول کے حکم کے بموجب عمل کرو پھر
جو مسلمان حاکم ہو اُس کی اطاعت کرو اور مسلمان حاکم قاضی مفتی امام
جہاد ہے سو حاصل کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک نے ہمارے جناب مستطاب
امیر المومنین سید احمد صاحب کو امام زماں اور ہادی دوراں کیا ہے اور
تم سب علمائے کرام اور سادات عظام اور خواتین ذوی الاحترام نے
اُن کے دست مبارک پر بیعت امامت کی کی ہے اب جو کوئی باوجود بیعت
کرنے اور اپنا امام گردانتے کے اطاعت نہ کرے بلکہ خلاف اس کے عمل میں
لاوے تم سب علمائے دین کے نزدیک اُس کا کیا حکم ہے یہ تمام گفتگو آخوند
زادے موصوف نے جو لوگ اُن میں زبان ہندی نہیں سمجھتے تھے اُن کی
زبان میں سمجھائی سب نے اقرار کیا کہ وہ شخص مجرم اور قصور مند ہے عند اللہ
اور عند الناس بھی اس کے جواب میں مولانا صاحب نے فرمایا مجرم اور قصور مند
کیا وہ صاف صاف باغی ہیں اگر اپنی بغاوت اور نافرمانی سے تائب نہ ہو
تو اس پر جہاد ہے اور یہ مسئلہ امام کی بغاوت اور نافرمانی کا فلانی فلانی
فقہ کی کتاب میں اور فلانے باب اور فلانی فصل میں نکال کر دیکھو اور وہ
کتابیں اُن عالموں کے پاس وہیں موجود تھیں سب نے دیکھ کر عرض کی
کہ آپ حق فرماتے ہیں بیشک یوں ہی ہے بعد اس کے مولانا صاحب نے
ایک ٹکڑے سے کاغذ میں وہی اپنی تقریر بطور سوال کے لکھ کر فرمایا کہ اس
پر اپنی اپنی کتاب کی عبارت اور دلیل لکھ کر مہر اور دستخط کر دو پھر سب
نے موافق سوال آپ کے جواب تحریر کر کے اپنی اپنی مہر اور جن کے پاس

Marfat.com

مہر نہ تھی اُنہوں نے دستخط کئے اور وہ کاغذ مولانا صاحب کو دیا
آپ نے ان سب کے جواب باصواب کو دیکھ فرمایا کہ جن کتابوں کی
یہ عبارتیں لکھ کر تم نے مہریں اور دستخط کئے ہیں یہ کتابیں تو تم نے
بہت مدت سے پڑھی ہیں اور ان مسائل کے تم عالم تھے آج تم نے یہ
کتابیں نہیں پڑھی ہیں کئی سال کا عرصہ گذرا جب سے حضرت امیر المومنین
سید احمد صاحب تمہارے اس ملک میں واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے تشریف
لائے ہیں اور تم سب نے اپنا امام گردانا اور یہاں کے رؤسا اور خوانین
بے علم طرح طرح کی شرارت از روئے بغاوت کے اس کار خیر میں کرتے
ہیں اور کافروں کے شریک ہیں اور تم لوگ علمائے دین وارث الانبیا
کہلاتے ہو اور تمہیں لوگوں کا اس ملک میں غلبہ بھی ہے اور امر دین میں
سب خان اور رئیس تمہارے محتاج اور مطیع ہیں اور تم نے اب تک ان
لوگوں کو اس مسئلہ سے آگاہ نہ کیا یہ ساری خطا اور غفلت تمہاری
ہے اور تم سب واجب التعزیر ہو اگر تم لوگ حق پوشی نہ کرتے اور اُن کو
خدا اور رسول کا حکم صاف صاف سُناتے اور سمجھاتے رہتے تو یہ نوبت
بغاوت کی کاہے کو پہنچتی اب تم سب مِل کر خوب سمجھ اور سوچ کر جواب
معقول ارشاد کرو ہر ایک عالم نے مولانا صاحب کے سامنے اپنا اپنا
عذر بیان کیا اور اپنی خطا اور غفلت کے معترف ہوئے کہ بیشک ہم سب
اس امر میں خطاوار ہیں اور ہم سے غفلت ہوئی اور بے شبہہ غلبہ بھی ہم
لوگوں کا یہاں ہے مگر اب ہم اپنی خطا سے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس

Marfat.com

کا مواخذہ ہم سے نہ کرے اور آپ بھی ہماری خطا معاف کریں اب
ہم اس کارِ خیر میں آپ کے شریک ہیں اور حتی الامکان ہر ایک کے سمجھانے
میں تغافل اور تساہلی نہ کرینگے اور وعظ و نصیحت سے راہ راست پر لاوینگے
اور جو نہ مانے گا وہ اپنی بغاوت کی سزا پاوے گا بعد اس کے مولانا
صاحب دعائے خیر کرنے لگے خادے خاں بھی اس مجلس میں حاضر تھا تر
دماغ میں نہ ہوا نا خوش ہو کر اٹھ گیا اس عرصہ میں اذان عصر کی ہوئی
اپنے مکان سے حضرت علیہ الرحمۃ تشریف لائے نماز پڑھائی بعد فراغ نماز
کے علما اور خان و ملک نزدیک نزدیک کے تھے حضرت سے رخصت ہو کر اپنی
بستیوں کو گئے اور باقی جو دور دور کے تھے وہ رہے پھر وہ ساری گفتگو
مولانا صاحب کی اور علما کی کامل آخوند زادے نے حضرت سے بیان کی
اور یہ بھی کہا کہ خادے خاں وقت دعا خیر کے اٹھ گیا دعا کرنے میں شریک
نہ ہوا سب بیان سن کر حضرت بہت خوش ہوئے مگر خادے خاں کا
حال سن کر ملول ہوئے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا شخص دانا
اور ہوشیار کہ ہمارے انصار سابقین سے ہے اور اس نے پہلی بغاوت
میں سبقت کی پھر اسی روز بعد نماز مغرب کے آپ نے خادے خاں کو
بلوایا اور باقی جو علما وہاں موجود تھے اُنھیں کے درمیان میں بٹھایا
اور سمجھانا شروع کیا کہ خادے خاں بھائی تم ہی نے ہم لوگوں کو اس
ملک میں بٹھرایا تھا اور تم ہی ہمارے انصار بھی سب کے پہلے تھے
اور آج اس مجلس علما کی مشورت سے تم ہی منحرف ہو کر اٹھ گئے

Marfat.com

یہ بات تمہاری دانشمندی سے نہایت بعید ہوئی تم کو لازم تھا کہ
اگر کوئی منحرف ہو کر اُٹھتا اس کو تم سمجھاتے نہ کہ تم ہی نے سبقت کی تم
کو لائق ہے کہ جس بات پر علمائے اتفاق کیا ہے اس سے مخالفت نہ کرو اس
میں تمہاری دین و دنیا دونوں کی بہتری ہے اور اس کے خلاف میں دنیا و عقبیٰ
دونوں کی خرابی بھی ہے اور ہم تمہاری خیر خواہی کے ارادہ سے کہتے ہیں آگے
ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے خادے خاں نے عرض کی کہ حضرت ہم تو ٹھہرے
لوگ کار ریاست کا رکھتے ہیں اور یہ مشورہ ملاؤں نے مل کر کیا ہے اور یہ
لوگ ہمارے یہاں اسقاط اور خیرات کے کھانے والوں میں ہیں کار ریاست
کا ان کو کیا شعور ان کا مشورہ جو ہمارے ذہن میں آتا ہے اس کو ہم تسلیم
کرتے ہیں اور جو ہماری سمجھ میں نہیں آتا اُس کو ہم نہیں مانتے اور اُن کی صلاح
و مشورت کی ہم کو پروا نہیں خود ہماری قوم اور جمعیت بہت ہے کسی طور ہم
پر ان کا دباؤ بھی نہیں ہے یہ ہمارے تابع ہیں ہم اُن کے تابع نہیں یہ گفتگوئے
بیہودہ سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ کو کمال غصہ آیا کہ چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ
کا یہ خاصہ تھا کہ کیسا ہی کوئی دوست ہوتا جہاں اُس نے ادنیٰ بات خلاف
حکم خدا اور رسول زبان سے نکالی پھر آپ اپنے جامے سے نکل جاتے تھے اور
اُس کو دشمن جانتے تھے آپ نے غصہ کو تھام کر نرمی سے فرمایا کہ یہ لوگ
علمأ ورثۃ الانبیا اور ہادی دین ہوتے ہیں اُن کی شان میں کلام اہانت
کا کرنا کمال نادانی اور بے ادبی دینی ہے معاملات دینی اور دنیوی بھی
لوگ خوب سمجھتے ہیں جو کچھ لوگ واسطے اصلاح دین یا دنیا کے موافق حکم خدا

Marfat.com

اور رسول کے فرماویں سب مسلمانوں کو جان و دل سے بلا انکار ماننا چاہئے
اگرچہ وہ حکم اپنے نفس اور عادت کے خلاف ہو بہرحال مسلمان کو پابند شریعت
کا ہونا چاہئے' خادے خاں نے کہا کہ ہم لوگ پشتون بے علم ہیں ہماری سمجھ میں
یہ باتیں نہیں آتیں' حضرت نے فرمایا کہ خادے خاں ہم پر جو حق سمجھانے کا
تھا وہ ہم نے ادا کیا چاہو مانو یا نہ مانو اب اخیر ایک بات یہ ہے سن لو کہ تم
نے حد شریعت سے اپنا قدم باہر نکالا فقط اس خیال خام سے کہ ہم اس ملک کے
خان ہیں ہماری قوم اور جمعیت بہت ہے ہمارا کوئی کیا کر سکیگا سو یہ محض
گمراہی ہے اور شیطان کا فریب اللہ تعالیٰ بڑا قادر ہے بڑے سرے کی طاقت والا
ہے بڑے بڑے سرکشوں مفسدوں کے ایک دم میں اُس نے سر توڑے ہیں
انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو یاد رکھنا کہ کسی روز تم سوتے سوتے اُٹھو گے
اور دیکھو گے کہ ہمارے قلعہ میں کس کا انتظام اور بندوبست ہو رہا ہے
اور کسی جگہ کے کی طرح مردار پڑے ہو گے پھر بعد نماز عشا کے خادے
خاں حضرت کو سلام کر کے جہاں اُترا تھا وہاں گیا اگلے روز کچھ
دن چڑھے واسطے رخصت کے آیا' آپ نے فرمایا کہ کل ہم نے تم کو اتنا
سمجھایا مگر تمہارے خیال میں نہ آیا خیر ہم ناچار ہیں تم جانو پھر وہ رخصت
ہو کر ہنڈ کو گیا پھر کئی مہینے کے بعد جب سکھوں کے دورے کا موسم آیا
وہی انٹورا فرانسیس جو سال گذشتہ میں آیا تھا اُسی کی پھر کمان ہوئی
اور سکھوں کا یہ دستور تھا کہ جب ان کا لشکر ملک ہیچہ میں قریب موضع
ہجرہ کے اُترتا تو ایک بارہ توپوں کی سرکرتے تھے آواز توپوں کی

Marfat.com

سُن کر تمام رئیس اور رعایا ملک سمی تہرا جاتی اور جابجا بھاگنے
لگتی لوٹنے کے خوف سے سواب کی بار جب اُنھوں نے موضع مذکور
میں آکر توپیں چلائیں ملک سمی والے تہ وبالا ہونے لگے کہ لشکر سکھوں
کا آپہنچا اور مخبروں نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو خبر دی کہ انٹوا فرانسیس
مع لشکر کے موضع ہجیرو میں داخل ہوا اور سردار خادے خاں نے جاکر گھوڑا
اور باز اور کتا اس کو نذر دیا اور اُس سے کہا کہ بسبب رفاقت سید بادشاہ
کے تمام خوانین سمی کے تم سے منحرف ہیں کوئی تمہارا سالیانہ نہیں دینے کے
اگر تم کو لینے کی قدرت ہو تو پار چلو میں تمہارا شریک ہوں اور وہ فرانسیس
پیر کے سال اپنا خیمہ ڈیرہ اسباب وغیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اس بات پر
رنجیت سنگھ والیِ لاہور نے اس کو الزام دیا تھا کہ خلیفہ صاحب سے ملا ہے
ورنہ بے لڑے بھڑے تو اسباب ہتھیار چھوڑ کر کیوں بھاگ آیا اس بات کی
اس کو کمال ندامت تھی جب خادے خاں نے یوں اس کو غیرت دلائی تب
وہ پار اُترنے پر راضی ہوا اور کم زیادہ کوئی دس ہزار کی جمعیت اس
کے ہمراہ تھی سو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پنجتار پیر آنے کا ارادہ ہے اور
یہ تمام شرارت خادے خاں کی ہے اور یہ بھی سنا تھا کہ آج وہاں سے
کوچ کرکے ہنڈ کے گھاٹ پر آویگا پھر اُس کے دوسرے دن خبر آئی
کہ سردار خادے خاں فرانسیس کو مع لشکر اس پار اتار لایا حضرت علیہ
الرحمۃ نے سردار فتح خاں کو بلا کر فرمایا کہ فرانسیس کو خادے خاں اس
پار اُتار لایا ہے اور قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے پنجتار پر اُس

فرانسیس کی دوبارہ آمد

Marfat.com

کو لاؤ لیگا اور اب کی بار وہ بہت بھاری جمعیت سے آیا ہے رئیس
کی تدبیر جو کچھ تم سے ہو سکے جلد کرو خان موصوف نے کہا کہ میں
حاضر ہوں جو کچھ آپ کا ارشاد ہو بجالاؤں آپ نے فرمایا کہ تمہاری
قوم کے لوگ جو تمہارے شریک ہوں اُن کو خطوط لکھ کر بھیجو اور
سوا اس کے جو علما اور سادات اور خوانین ہم سے مشورہ کر کے اتفاق
کر گئے ہیں اُن کو خطوط لکھ کر بلواؤ پھر خان موصوف نے اُسی روز خطوط
لکھ کر جا بجا قاصدوں کے ہاتھ روانہ کئے نزدیک کی بستیوں کے
لوگ تو دوسرے ہی روز آکر حاضر ہوئے اور ملے آتے تھے پھر حضرت
علیہ الرحمۃ سوار ہو کر لڑائی کی جگہ تجویز کرنے کو طرف درہ پنجتار
کے نکلے اور فتح خاں بھی ہمراہ تھے موضع خالی کلی کے پاس جو دو پہاڑ
ہیں اُس کے درمیان کا میدان آپ کو پسند آیا فتح خاں سے فرمایا کہ
اس پہاڑ سے اس پہاڑ تک برابر قد آدم کے چار ہاتھ کی چوڑی
سنگین دیوار جلد تیار کراؤ اور تمہاری ہی حکومت اور کوشش سے یہ کام
ہوگا پھر اس کے اگلے روز صبح کو خان ممدوح تمام رعایا کو لے کر گئے اور
سب میں اُس زمین کو ناپ ناپ کر تقسیم کر دیا ان لوگوں نے پتھر لا کر
اٹھانا شروع کر دیا صدہا مزدور تھے پھر فتح خاں پنجتار کو آئے اور
یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا پھر آپ نے اُن سے فرمایا کہ
چلے اور بنیر کے علما اور سادات اور خوانین کو بھی خطوط بھیجو کہ خان
خان فرانسیس کو ہم پر چڑھا لایا ہے تم بھی آکر ہمارے شریک ہو اور
یہ خیال نہ کرنا کہ ہمارا ملک پنجتار سے الگ کوہستان میں ہے یہ پنجتار

Marfat.com

تمہارے ملک کا دروازہ ہے اگر خدانا خواستہ انھوں نے اس پر قبضہ
کرلیا تو پھر تمہارے واسطے بھی قباحت ہوگی سو مناسب ہے کہ خط دیکھتے
ہی یہاں آکر ہمارے شریک ہو پھر اُسی وقت خان موصوف نے خطوط
لکھ کر دونوں ملکوں میں قاصد روانہ کئے اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے
خان ممدوح حضرت علیہ الرحمۃ کو واسطے دیوار دکھانے کے لے گئے کہیں کہیں
اُس میں کام باقی تھا اور سب تیار ہوگئی تھی آپ اُس دیوار کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے اور خان مذکور کو بہت شاباشی دی اور فرمایا کہ خان
بھائی اللہ تعالیٰ فرانسیس کے لشکر کو یہاں نہ لاوے اُدھر سے ادھر ہی
دفع کردے اور اگر آوے تو ہم عاجز اور ضعیف بندوں اپنے کو ثابت
قدم رکھے اور یہ دیوار کا منگر تم نے خوب بنوایا ہے اور اس کی آڑ سے خوب
لڑنے کا موقع ہے پھر آپ نے وہاں چار جگہ چار پہرے مقرر کئے دو ہندوستانیوں
کے اور دو قندہاریوں کے پھر وہاں سے پنجتار میں آئے اور رات کے لئے
چار چوکیاں مقرر کئے دو داہنی طرف درۂ پنجتار کے اور دو بائیں جانب
اور ان کو حکم دیا کہ جب کہیں یقینی کھٹکا دیکھنا تم بندوق چلا کر دیوار
کے پیروں میں آجانا اور فتح خاں کے سوار واسطے شبینے کے مقرر فرمائے اور
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ جو دیوار فتح خاں نے بنوائی ہے خوب
موقع پر ہے مگر اس کے درے جو موضع تتالی کی آمد کا رستہ ہے
اس کا بھی بندوبست ضرور کرنا چاہیئے اگر کوئی بھیدی لشکر مخالفین
کو ادھر سے نکال لاوے تو لا سکتا ہے مولانا صاحب نے عرض کی

Marfat.com

کہ بہتر کل آپ تشریف لے چلیں اس کا بھی انتظام ہو جاوے پھر اگلے
روز بعد نماز فجر آپ مع تمام مجاہدین وہاں تشریف لے گئے اور اس
کے روکنے کا موقع تجویز کیا آخر کو قریب پنجتار کے نالے پر شیشم کے
درختوں کے پاس جہاں نماز جمعہ ہم لوگ پڑھتے تھے وہ جگہ پسند آئی کہ
نالے کے کنارے سے داہنی جانب کے پہاڑ تک ایک دیوار سنگین بنائی
جاوے اور اُس فاصلے کا طول چالیس پچاس گز ہوگا پھر آپ نے اُس
زمین کے پانچ حصے کئے چار حصے تو اپنی چاروں جماعتوں کو دئے اور ایک
حصہ متفرق لوگوں کو اور جماعت خاص کے حصے میں آپ شریک ہوئے اور
نالے سے پتھر غازی لوگ لانے لگے اور دیوار بننی شروع ہوئی اور آپ نے
سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مدینہ منورہ میں روز غزوۂ احزاب کے
مشورت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے گرد اپنے لشکر ظفر پیکر کے خندق بنانی چاہی اور تھوڑی تھوڑی زمین
ہر جماعت کو تقسیم فرمائی اور ایک حصہ اپنا رکھا پھر سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے
مل کر وہ خندق تیار کی سو اُسی طرح ہم بھی واسطے روکنے کفار ناہنجار
کے دیوار بناتے ہیں وہی سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی اللہ
تعالیٰ وتقدس نے ہم سے ادا کرائی جو اس کے کاروبار میں شریک ہوگا اور
محنت ومشقت اُٹھاویگا عنایت الٰہی سے ویسا ہی ثواب پاویگا یہ بیان آپ
کی زبان ہدایت ترجمان سے سُن کر ہندوستانیوں کے صدہا ولایتی آکر
شریک ہوئے اور بعضے بعضے بھاری پتھر کئی کئی آدمی اُٹھا کر لاتے تھے
اور حضرت علیہ الرحمۃ اپنے دست مبارک سے ان کو دیوار پر جماتے تھے

Marfat.com

پھیر کئی روز کے اندر فضل الٰہی سے وہ دیوار بن کر درست ہوئی اُس
کے دوسرے یا تیسرے روز ہم لوگ نماز فجر کی تیاری کر رہے تھے یکایک
شبینے کے سواروں نے آکر خبر دی کہ فرانسیس لشکر لے کر درے کے اُس
طرف تکیہ سے آپہنچا حضرت نے نماز پڑھ کر جلد فراغت کی اور لوگوں
کو کمر بندی کا حکم دیا سب مجاہدین نصرت قرین ہتھیار باندھ کر تیار
ہوئے بت تک اور زیادہ اُجالا ہو گیا اس میں موضع مانیرئی اور موضع
سواسٹی کی طرف دُھواں اُٹھنے لگا لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
دونوں بستیوں میں سکھوں نے آگ لگا دی پھر جب وہ لشکر درہ نیچار
میں آکر داخل ہوا لوگ اُس کے نظر آنے لگے اور درہ مذکور کے موضع
موضع سلیم خاں بھی ہے اُس کو بھی جلا دیا اور اُس موضع مذکور کے میدان
میں فرانسیس نے اپنے لشکر کو جمایا اور وہاں سے آگے بڑھا پھر ادھر نیچار
سے حضرت علیہ الرحمۃ سب غازیوں کو لے کر باہر نکلے اور جو دیوار غازیوں نے
بنائی تھی وہاں تشریف لے گئے اور سب ملکی لوگ بھی وہیں آکر جمع ہوئے
اگلے سنگر پر جہاں چار پہرے آپ نے مقرر کئے تھے مرزا احمد بیگ نیچائی کو
سو جوانوں سے وہاں یہ کہہ کر روانہ کیا کہ ان چاروں پہروں کو وہاں جاتے
ہی ہمارے پاس بھیج دو اور جب لشکر فرانسیس کا تمہارے قریب آوے
تب تم اپنے لوگوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ جانا اور تم ان سے مقابلہ نہ
کرنا جب وہ ہم سے آکر مقابلہ کریں تب تم اُتر کر اُن کی پشت مارنا
اور فتح خاں سے فرمایا کہ تم تو ہمارے پاس رہو اور اپنے چالیس پچاس

Marfat.com

سوار مرزا احمد بیگ کی تقویت کو بھیج دو اور جو تمہارے پیادہ لوگ ہیں
ان کو بائیں جانب کے پہاڑ کے روانہ کردو کہ درہ تتالی کا بند وبست کریں
اور جمل اور بنیر کے لوگوں کو داہنے پہاڑ پر بھیجو اور اُن سب سے کہہ دو
کہ خبردار تم کوئی مقابلہ سکھوں کا نہ کرنا جب ہمارے مقابلے پر آویں اور
جانبین سے لڑائی شروع ہو تب تم اُن کے دونوں طرف سے پہلو مارنا
پھر خان موصوف نے یہی تقریر سب کو سمجھا کر دو پہاڑوں پر روانہ کیا اور
قندھاری اور ہندوستانی اور جید علماً اور سادات وغیرہ اس ملک کے حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر رہے اُس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اُس
مسجد میں جہاں نماز جمعہ پڑھتے تھے کھڑے ہو کر آیت بیعت الرضوان کی
تلاوت فرمائی اور اُس کا ترجمہ کیا اولیں بیعت کے فضائل بیان کئے اور
سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اِس وقت سب صاحب جو حاضر ہیں حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر اس نیت خالص سے بیعت کریں
کہ انشاء اللہ تعالیٰ زندہ جان آج ہم مقابلہ کفار سے نہ ہٹیں گے یا اُن کو
مار کر فتح پاویں گے یا اسی میدان میں شہید ہو جاویں گے اس میں جو صاحب نیت
انیردی سے شہید ہوں گے وہ درجہ شہادت کبریٰ کا پاویں گے اور جو لوگ
زندہ بچیں گے وہ اعلیٰ مرتبے کے غازی ہونگے یہ تقریر مولانا صاحب کی
زبان اعجاز بیان سے سُن کر لوگ نہایت لبشاش اور حالت سرور میں
ہو گئے اور ہر ایک کو یہی اشتیاق ہوا کہ میں ہی شہید ہو کر سیدھا جنت کو
چلا جاؤں اور سب واسطے بیعت کرنے کے مستعد ہوئے اول سب کے

Marfat.com

مولانا محمد اسمعیل صاحب نے اپنا ہاتھ حضرت کے دست مبارک پر رکھا بعد
اس کے اور صاحبوں نے رکھے پھر جب ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا وار نہ ملا
تب جنھوں نے ہاتھ رکھے تھے ان کی پشتوں پر اور کندھوں پر لوگوں نے ہاتھ
رکھا اور اُن کے پیچھے والوں نے اُن کی پیٹھوں اور کندھوں پر ہاتھ رکھا
اور حضرت سب کے بیچ میں تھے اسی طور سب نے بیعت کی اور جو الفاظ بیعت
کے حضرت اپنی زبان فیض ترجمان سے باآواز بلند فرماتے تھے وہی سب کہتے جاتے
تھے جب بیعت لینے سے آپ فارغ ہوئے تب سر کھول کر دعا کرنے لگے اور بعد حمد و
ثنائے جناب باری کے ساتھ کمال عجز و زاری کے کہنے لگے کہ الٰہی ہم تیرے بندے
عاجز و ناچار صرف تیری مدد کے اُمیدوار ہیں کہ ہم پیران کو کافروں کو نہ لا اور
ہم کو اُن کے شر سے بچا اور اگر تیری مشیت ازلی میں لاچاری منظور ہے تو ہم عاجزوں
اور ضعیفوں کو صبر اور استقامت عطا کر اور اُن کے مقابلے میں ثابت قدم رکھ اور
اُن پر فتحیاب کر اسی قسم کے الفاظ بیشمار اپنی زبان فیض ترجمان سے نکالتے تھے
بیان اس کا بعینہٖ ہم لوگوں سے ہونا امر محال ہے اُس دعا کی برکت و اثر کا اُس
وقت یہ حال تھا کہ ہر ایک شخص گویا اپنی ہستی سے گذر گیا تھا اور ہر کسی کا ایک اور
ہی عالم تھا کہ بیان اُس کا حیطہ تقریر اور حیز تحریر سے باہر ہے پھر بعد
فراغ دعا کے ہر شخص آپس میں ایک دوسرے سے گلے لگ کر کمال
اور اشتیاق سے ملنے لگے اور اپنی خطائیں معاف کرانے لگے اور کہنے لگے کہ
اللہ تعالیٰ نے فتحیاب کیا اور ہم کو تم کو زندہ رکھا والا جنت میں اگر اللہ
تعالیٰ ملا دیگا تو ملیں گے اور آپس میں سب نے ایک دوسرے کو وصیت
کی کہ بھائیو جو کوئی شہید ہو جاوے یا زخمی اُس کے اُٹھانے اور
سنبھالنے کا خیال نہ کرنا آگے ہی بڑھنے کا ارادہ رکھنا بعد اس کے

Marfat.com

وہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے پوشاک جنگی پہنی اور ہتھیار لگائے پائجامہ
آپ کا تو سپید تھا اور ارخالق سیاہ سُرمئی سرخ تافتے کی سجاف لگی
ہوئی اور آبی پٹکا اور کانکرنری پگڑی چندیری کی سر مبارک پر
باندھے تھے اور آپ کا ساز مع سنگڑا لکھنی تھا اور انگرنری جوڑی
پستور کی اور دونوں میں سابری تسمے لگے ہوئے تھے اور ایک چھری پولادی
ولایتی کہ شیخ غلام علی الہ آبادی نے نذر کی تھی وہ آپ نے کمر میں لگائی
اس کا بھی تسمہ سابری تھا اور ایک تلوار جو ارباب بہرام خاں نے سنہرے
قبضہ اُلٹے کٹورے کی نذر کی تھی وہ آپ نے زیب کمر کی اور سر تلہ اس
کا کاکڑ کا تھا اور بڑے تیر کا رقل چھوٹا ساتین ہزار اور تین سو کا خرید
جو دیوان عنایت اللہ باشندہ موضع سالار ضلع مرشد آباد کے نے شیخ
باقر علی کے ہاتھ تکیۂ شریفہ بیر واسطے نذر آپ کے بھیجا تھا اور آپ کی اجازت
سے میاں دین محمد صاحب اُس کو اکثر باندھا کرتے تھے اُن روزوں
آپ نے میاں دین محمد کو واسطے کسی کام کے ہندوستان میں بھیجا تھا
وہ رقل وہیں لشکر میں تھا اُس روز آپ نے وہ باندھا اور سب غازی
ہندوستانی اور قندھاری وغیرہ ملا کر آٹھ نو سو ہوں گے ان کو لے
کر دیوار کے قریب گئے اور موقع موقع پر صف باندھ کر سب کو کھڑا
کیا اور سب سے کہا کہ جب تک ہم بندوق نہ چلاویں تم کوئی نہ
چلانا اور جب تک ہم دیوار کود کر اُس پار نہ جاویں کوئی تم میں سے نہ جاوے
اور صف کے آگے آپ ادہر سے اُدہر چہل قدمی کرتے تھے اور یہی کلام فرماتے تھے اور

Marfat.com

یہ ہی سب سے فرمایا کہ سب بھائی جن کو سورۂ لایلاف ہو گیا ہو گیارہ
گیارہ بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیں اور اُسی کا ورد رکھیں اور جن کو یاد
نہ ہو اُن پر اور بھائی پڑھ کر دم کر دیں یہ فرما کر اپنا رخل تو دیوار سے کھڑا
کر دیا اور آپ متوجہ الی اللہ ہوئے اور آپ کے لشکر فیروزی اثر میں تین
نشان سیاہ تھے جو خاص جماعت کا نشان تھا اُس کا نام آپ نے
صبغۃ اللہ رکھا تھا اور اُس پر اخیر رکوع یارہ الحمد کا و من یرغب
عن ملۃ ابراھیم سے تمامی یارہ مذکور تک ابریشم سُرخ سے دوختہ
تھا اور وہ سیدوا ابوالحسن نصیر آبادی کے پاس تھا جس لڑائی میں حضرت
علیہ الرحمۃ خود تشریف لیجاتے تھے وہاں وہ نشان جاتا تھا اور نہیں تو کہیں
نہیں جاتا اور دوسرا نشان جو ابراہیم خاں خیر آبادی اٹھاتے تھے اُس کا
نام آپ نے مطیع اللہ رکھا تھا اور اُس پر اخیر رکوع سورہ بقر کا للہ ما
فی السموات سے آخر تک ابریشم سرخ سے دوختہ تھا اور تیسرا نشان
جو محمد عرب کے پاس تھا اُس کا نام آپ نے فتح اللہ رکھا تھا اور اخیر
رکوع سورۂ صف کا یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ سے
تمامی تک اُس پر ابریشم دوختہ تھا اور محمد عرب آپ کے بڑے مخلص اور
نہایت معتقد تھے اور وہ سفر حج میں عرب سے آپ کے ہمراہ رکاب آئے
تھے ادہر کا تو لشکر ظفر پیکر ساتھ اس انتظام اور بندوبست کے تھا جیسا
کہ بالاختصار مذکور ہوا بعد اس کے فرانسیس کی فوج ہزیمت موج کالیوں
حال تھا کہ اُدہر موضع سلیم خاں کے میدان سے فرانسیس اپنی فوج شقاوت
موج کا پرہ ناندہے ہوئے چلا آتا تھا جب موضع تتالی کے برابر

Marfat.com

آیا وہاں اُس کی داہنی طرف ایک پہاڑی تھی کچھ فوج ساتھ لے کر
اُس پر چڑھا اور وہاں بیٹھ کر حاضری کھانے لگا تب تک خادے خاں کچھ
سکھوں کو لے کر تُتالی میں گیا اور وہاں کے گھروں میں آگ لگا کر چلا آیا جب
وہ فرانسیس حاضری کھا کر فارغ ہوا تب دوربین لگا کر دائیں بائیں دونوں
پہاڑوں پر اور سامنے درے کے دیر تک خوب نگاہ کرنے لگا اس گشت سے
ہمارے لشکر کے لوگ دونوں پہاڑوں پر اور سامنے درے کے اُس کو نظر آئے
کہ گھبرا کر رُعب میں آگیا اور خادے خاں سے کہا تم نے ہمارے ساتھ بڑا فریب
کیا اور ہم کو دھوکا دیا یعنی ہم سے کہا کہ وہاں پنجتار میں لوگ تھوڑے ہیں اس
وقت تو داہنے بائیں دونوں پہاڑوں پر اور سامنے درے میں سوا سواروں
اور پیادوں اور نشانوں کے ہم کو کچھ نظر نہیں آتا یہ الزام خادے خاں کو دے
کر اور وہاں سے اپنے لوگ لے کر نیچے اُترا اور فوج اپنی قریب اُس
دیوار سنگین کے لاکر کھڑی کی مرزا احمد بیگ پنجابی موافق تعلیم حضرت علیہ الرحمۃ
کے اپنے لوگ لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور سکھوں نے دیوار گرانی شروع کی مخبر
نے حضرت کو آکر خبر دی کہ سکھ اگلی دیوار گراتے ہیں آپ نے سواروں کو حکم
بھیجا کہ آگے بڑھیں اور مرزا حسین بیگ کو کہلا بھیجا کہ شاہنشیں ماریں
اور اُن کو وہیں روکیں پھر سواروں نے گھوڑے آگے بڑھائے اور مرزا
شاہنشیں سر کرنے لگے اور دائیں بائیں دونوں پہاڑوں کے بھی ملّہ کر کے
اُترنے لگے ہر طرف سے لوگوں کی یورش دیکھ کر وہ فرانسیس گھبرایا
اور تاب مقابلے کی نہ لایا اور اُس کو یقین کلی ہوا کہ میں ان کی لڑائی میں
فتحیاب نہ ہونگا اور اُس وقت کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہوگا کہ اپنی

Marfat.com

فوج ہزیمت موج کو لے کر بے ساختہ ہوش باختہ بھاگا اور لوگوں نے
درہ پنجتار تک اس کا تعاقب کیا اور پیچھا لیا اس میں کئی آدمی اُس کے
واصل جہنم ہوئے اور حالانکہ اس قدر ہماری طرف لوگوں کی کثرت اور
جمعیت نہ تھی کہ اُس نے دوربین سے دیکھ کر خادے خاں سے بیان کئے تھے
یہ محض تائید غیبی اور امداد لاریبی تھی جو اس کو نظر آئی اور اُس کی ہیبت
سے فرار کر گیا الغرض جب اُس کے بھاگنے کی خبر مخبروں نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو پہنچائی ہم لوگوں کو کمال خوشی ہوئی سب نے وہیں نالے
سے وضو کر کے نماز شکرانے کی ادا کی کہ اللہ تعالیٰ نے ساتھ خیر کے اس بلا
کو دفع کیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اپنے لوگوں کو لے کر وہاں سے پنجتار میں آئے
اُس وقت وہاں کے تمام علماء اور سادات اور خوانین خادے خاں کو
ملامت کرنے لگے کہ اب تو صاف صاف یہ شرعی باغی ہو گیا اور یہ تمام
فتنہ انگیزی اُسی کی تھی ہزاروں مسلمانوں کے گھر اس نامراد نے تباہ اور
برباد کرائی پھر اگلے روز سردار فتح خاں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض
کی کہ اب تو یہاں سے فرانسیس کو اللہ تعالیٰ نے دفع کیا اب اگر اجازت
ہو تو سب لوگوں کو رخصت کر دیویں، آپ نے فرمایا کہ ابھی توقف کرو کہ تحقیق
خبر اُس کی معلوم ہو جاوے کہ ڈیرہ اُس کا کہاں ہے پھر اس کے اگلے
روز شام کو مخبروں نے آ کر خبر دی کہ آج فرانسیس اپنے اسباب اور
سامان سے دریائے ایاسین اُتر گیا اور خادے خاں کو اُس نے
بہت تسلی دی کہ تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا جس وقت تم پر کچھ دباؤ پڑے

Marfat.com

خبر کرنا خالصہ جی کی فوج تمہاری کمک کو آویگی یہ خبر سن کر آپنے
سردار فتح خاں سے فرمایا کہ اگلے روز سب صاحبوں کو رخصت کردو پھر
صبح کو سب لوگ آپ سے رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور اُن لوگوں کے
کھانے پینے کا یہاں جو ہم نے نہیں کیا سبب اُس کا یہ ہے کہ اُس ملک کا دستور
ہے کہ وہ لوگ جہاں کہیں واسطے غنر الڑائی کے جمع ہوتے ہیں تو اپنے اپنے گھروں سے
چار چار یا پنج پنج روز کا آٹا وغیرہ لاتے ہیں اور آپ ہی پکا کر کھاتے ہیں اور
لڑتے ہیں بلانے والے کے ذمہ پر ان کے کھانے کا بار نہیں ہوتا فقط پھر اس کے کچھ دنوں کے
بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا اور سفر ہجرت سے یہ چوتھا رمضان تھا
چنانچہ پہلے رمضان کا چاند مالیوری میں دیکھا تھا اور عید مرکوٹ اور بالے
کے درمیان میں ہوئی تھی اور دوسری رمضان کا چاند موضع خندلئی علاقہ بنجار
میں دیکھا تھا اور عید کوٹی گرام ملک ملک سوات میں ہوئی تھی اور تیسری رمضان
کا چاند خار پیٹ خیل میں جو واقع ملک سوات میں ہے ہوئی تھی اور عید بھی وہیں
ہوئی اور چوتھی رمضان کا چاند یہ بنجار میں دیکھا جس کا مذکور ہے اب ختم
قرآن مجید کا حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سنا بعد اس
کے آپ نے کسی معتبر آدمی کو خادے خاں کے بلانے کو بھیجا کہ یہاں آؤ
تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں پھر وہ آدمی خادے خاں کے پاس گیا اور حضرت کا
پیغام پہنچایا اور وہاں سے جواب لایا اور حضرت سے عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں
کہ بنجار میں ہمارا آنا نہ ہوگا اگر آپ موضع سلیم خاں پر تشریف لاویں

Marfat.com

تو وہاں ہم آ سکتے ہیں یہ سُن کر آپ اگلے روز پنجتار سے کوچ کر کے کوئی
تین سو آدمیوں سے سلیم خاں میں گئے اور وہیں قریب درے کے ڈیرہ کیا
اور ایک آدمی خادے خاں کے بلانے کو بھیجا کہ ہم موافق کہنے کے سلیم خاں
میں آئے ہیں تم بھی یہاں آؤ اور کسی بات کا خطرہ اپنے دل پر نہ لاؤ پھر
چوتھے یا پانچویں روز خادے خاں پچاس ساٹھ سواروں اور چار سو
پیادوں سے با سامان جنگی تیار ہو کر آیا اور باہر درۂ پنجتار کے میدان میں
کھڑا ہوا ادہر سے حضرت نے تیاری کی کہ ہم وہاں جا کر ملاقات کریں مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب نے عرض کی کہ آپ کا جانا وہاں مناسب نہیں اس سے تو مجکو
اجازت ہم یہ بات مولانا صاحب کی سب کو پسند آئی پھر آپ نے مولانا صاحب
کو چند باتیں سمجھا کر دو سو غازیوں سے بھیجا اور سو غازی اپنے پاس رکھے درے
ایک بندوق کوس کے فاصلہ پر اپنے لوگوں سے خادے خاں کھڑا تھا اس کے
ورے ایک بندوق کی گولی پھینکنے کی زد پر مولانا صاحب اپنے غازیوں کو لے
کر کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ کامل آخوند زادے اور مولوی عبدالرحمٰن
تورو کے اور ایک مولوی اور موضع ڈاگئی کے تھے ان تینوں کو واسطے بلانے
خادے خاں کے بھیجا اُنھوں نے خان موصوف سے جا کر کہا کہ مولانا صاحب
کو سید بادشاہ نے سلیم خاں سے تمہاری ملاقات کو بھیجا ہے سو وہ تم کو
بلاتے ہیں خادے خاں نے کہا کہ جو سید بادشاہ کی طرف سے مولانا
صاحب کو باتیں کرنی منظور ہیں تو وہ دو چار آدمیوں سے آویں ادہر سے

Marfat.com

میں دو چار آدمیوں سے چلونگا اور وہاں تو میں نہیں جانے کا اُنھوں نے
آکر یہ حال مولانا صاحب سے بیان کیا آپ چار قربینچی لے کر تیار ہوئے اور
غازیوں نے کہا اس طرح چار آدمیوں سے آپ کو ہم نہ جانے دینگے وہ
شخص بڑا فریبی دغاباز ہے خدا جانے وہاں کیا واقعہ پیش آوے ہم بھی چلینگے
مولانا صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ہم کو کسی چیز کا اندیشہ
نہیں اور تم اس وقت اس کارخیر میں حارج نہ ہو یہ کلام سُن کر سب خاموش
ہو رہے اور آپ انھیں چار غازیوں سے تشریف لے چلے ادہر سے چار پانچ
آدمیوں سے خادے خاں بھی آیا ایک جگہ میدان میں دونوں صاحب تھوڑی دیر
بیٹھے اور کچھ گفتگوے مختصر دونوں میں ہوئی پھر مولانا صاحب اپنے آدمیوں سے
اس طرف سلیم خاں سے حضرت کے پاس آئے اور خادے خاں اپنے لوگوں میں گیا
اور وہاں سے ہنڈکور روانہ ہوا ہم لوگوں نے مولوی عبدالرحمن صاحب سے پوچھا
کہ وہاں مولانا صاحب اور خادے خاں سے کیا کیا باتیں ہوئیں اُنھوں نے کہا کہ
وہاں تو فقط اتنا ہی کلام ہوا اور کچھ نہیں کہ مولانا صاحب نے حضرت کی طرف سے
کہا کہ خادے خاں ہم کو تم سے یہ اُمید نہ تھی کہ تم مسلمانوں پر کفار کو چڑھا
لاؤگے اور اُن کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کروگے اب تم نے بالکل
بغاوت پر کمر باندھی اب یہی خیر ہے کہ ان کی شراکت سے توبہ کرو اور دائرہ
شریعت سے قدم باہر نہ دھرو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے تمہارا معاف
کر دیگا اور نہیں تو دنیا میں بھی ذلیل اور رُسوا ہوگے اور آخرت میں بھی اُس نے

Marfat.com

کہا کہ مولانا صاحب خفا نہ ہونا ہم لوگ رئیس اور حاکم ہیں سید بادشاہ
کی طرح ملا مولوی نہیں ہیں ہماری شریعت جدی اور اُن کی جدی اُن کی
شریعت پر ہم پٹھان لوگ کب چل سکتے ہیں اور بار بار سید بادشاہ کیوں
ہمارے درپے ہیں ہمارے حق میں جو کچھ اُن سے ہو سکے درگذر نہ کریں یہ کلام
کر کے وہ اُس طرف چلا گیا اور مولانا صاحب ادہر تشریف لائے فقط حضرت
علیہ الرحمۃ اس روز وہاں سلیم خاں میں رہے اگلے روز سب کو لے کر وہاں
سے پنجتار میں تشریف لائے اور باقی رمضان بھر وہیں رہے اور وہیں عید بھی
کی پھر اس کے کئی مہینے کے بعد مبین خاں اور اُن کے بھائی میر خاں سُدُم سے
پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور بطور نالش کے منصور خاں چار
گلی والے کی شکایت کی یعنی ہمارے ملک کے تربوروں کا یہ دستور ہے کہ ایک
گاؤں ایک کے پاس ہے اور دوسرا گاؤں دوسرے کے پاس اور ان دونوں
گاؤں میں ایک زیادہ فائدہ کا ہے اور دوسرا کم فائدہ کا اور موافق حصے کے
دونوں تربور برابر فائدہ لیا چاہیں اس واسطے ونش مقرر ہے یعنی بدلی کرنا
مثلاً جو دو برس فائدے والے گاؤں میں رہے وہ دو برس کم فائدے والے گاؤں
میں بھی رہے سو منصور خاں ہمارا تربور ہے اور چارگلی اور کھڑیالی سے ونش
ہوا کرتا ہے اب کی سال چارگلی میں آنا ہمارا وار ہے اور کھڑیالی میں جانا
منصور خاں کا وار ہے سو منصور خاں ان روزوں ہم سے زور آور زیادہ
ہے اور ہم کمزور ہیں اس سبب سے بدلی نہیں کرتا سو اس کا تصفیہ منصور خاں کو
بلا کر آپ کر دیویں آپ نے ان کی تسلی کی اور فرمایا کہ اب تو تم اپنے مکان

Marfat.com

کو جاؤ بعد چند روز کے ہم امان زئی کی گڑھی میں جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ وہیں لوگوں سے دریافت کر کے تمہارا فیصلہ کر دینگے یہ بات سن کر وہ دونوں بھائی آپ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے پھر بعد چند روز کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے پنجتار سے کوچ کی تیاری کی جو لوگ لشکر میں مریض یا سفر کرنے سے معذور تھے ان کو تو پنجتار میں رہنے دیا باقی سب مجاہدین کو لے کر کوچ کیا اور فتح خاں کو بھی ساتھ لیا اس روز جا کر شیوہی میں رہے آنند خاں اور نشکار خاں نام دو بھائی جو وہاں کے خان تھے اُنھوں نے مع لشکر آپ کی دعوت کی اس کے اگلے روز وہاں سے آپ نے کوچ کیا اور آنند خاں اور نشکار خاں کو بھی ساتھ لیا اور جا کر امان زئی کی گڑھی میں داخل ہوئے سرور خاں نام وہاں کا خان تھا اس کی مسجد میں سناتھ جماعت خاص کے اُترے اور باقی لشکر کو اور مسجدوں اور حجروں میں اُتارا حضرت علیہ الرحمۃ کے خاص باورچی خانے کا خرچ تو سرور خاں نے اپنے ذمہ لیا اور باقی لشکر کی دعوت موافق دستور ملک کے رعایا کے ذمے ہوئی یعنی جس جس مسجد اور حجرے میں مجاہدین اُترے تھے اُسی علاقہ کے لوگوں نے چار چار پانچ پانچ مہمان تقسیم کر لئے پھر اس کے اگلے روز آپ نے سرور خاں سے فرمایا کہ بابت دلشیں چارگلی کے مبین خاں اور منصور خاں نے ہم سے نالش کی ہے سو اس کا حال دریافت کر کے ان کے درمیان کی نزاع مٹانی ضرور ہے سو تم ہماری طرف سے اپنی معرفت اس اطراف اور نواح کے خوانین کو بلوالو اور مبین خاں اور منصور خاں کو بھی نہیں بلوالو اور یہ قضیہ طے ہو جاوے تو خوب ہو پھر خان موصوف نے اپنے نامے

Marfat.com

جابجا بھیجے اور وہاں کے خانوں کو بلوایا ایک دو روز میں سب آکر حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس حاضر ہوئے اور مبین خاں اور میر خاں مدعی اور منصور خاں مدعا علیہ بھی آئے
پھر آپ نے مجلس سے الگ منصور خاں کو بٹھا کر فرمایا کہ مبین خاں اور میر خاں نے بابت
بدلی کرنے موضع چارگلی کے ہم سے تمہاری نالش کی ہے کہ منصور خاں ہمارے تربور
ہیں اور ایکی سال چارگلی میں آنے کا ہمارا وار ہے اور گھڑیالی میں جانے کا منصور خاں
کا وار ہے اور چارگلی میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور گھڑیالی میں کم اس سبب سے منصور خاں
ہم پر زیادتی کرتے ہیں اور بدلی کرنا نہیں مانتے ہیں سو یہ کیسا معاملہ ہے حال مفصل
اس کا ہم سے بیان کرو اس کے جواب میں منصور خاں نے کہا کہ مبین خاں نے سچ کہتے
ہیں بات یوں ہی ہے مگر ہمارے ملک میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ہمیشہ بدلی کرتے رہتے
ہیں اور جب چاہتے ہیں تب نہیں بھی کرتے ہیں اگر میں اس میں کچھ خلاف کہتا ہوں
تو آپ اس کا حال خوانین سے دریافت کر لیں اور کئی بستیوں کے تربوروں کا نام
لیا کہ فلانے فلانے خان نے فلانے فلانے گاؤں کے نہیں بدلی کی جس میں بدلی کر کے
آئے اسی میں اب تک موجود ہیں اسی طرح میں بھی نہیں بدلی کرتا ہوں آگے آپ کو
اختیار ہے جیسا آپ فرماویں اس سے عدول نہ کرونگا جو حال اور دستور یہاں
کا ہے اُس سے میں نے آپ کو اطلاع کر دی۔ پھر آپ منصور خاں کو لے کر
مجلس میں آئے اور سب حاضرین مجلس کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ہم نے تم
صاحبوں کو واسطے تحقیقات قانون اس ملک تمہارے کے بلایا ہے مبین خاں اور
میر خاں نے معلوم کر لیا اب بات یہ ہے کہ اگر تم دونوں صاحب ہمارے فیصلے

Marfat.com

کرنے پر راضی ہو تو ہم موافق حکم خدا اور رسول کے فیصلہ کر دیں دونوں صاحبوں نے
سر مجلس سب کے روبرو اقرار کیا کہ ہم راضی ہیں کسی طور حکم خدا اور رسول کے
باہر نہیں ہونگے پھر پہلے آپ نے منصور خاں سے کہا کہ خان بھائی حق بجانب
مبین خاں کی ہے اور تمہاری زیادتی ہے اس طور پر زور کسی کا حق دبا لینے سے
اپنا نہیں ہو جاتا اور یہ کارخانہ دنیا چند روزہ ہے محض بے ثبات اور لا اصل
مسلمان کو لحاظ باز پرس آخرت کا ضرور چاہیئے وہاں ذرہ ذرہ چیز کا ہر
کسی سے مواخذہ ہونا ہے سو اب تم چار گلی کو چھوڑ دو گھڑیالی کو چلے جاؤ اس میں
مبین خاں آویں اگر اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت بے غایات سے ہم کو ملک کفار
پر فتحیاب کیا تو ایسے ایسے بہت گاؤں ہم تم کو دلوینگے منصور خاں نے عرض کی
کہ آپ کا فرمانا سر بطور مجھکو قبول ہے میں چار گلی سے دست بردار ہوا اور باوجودیکہ
منصور خاں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا بڑا مخلص بے ریا اور محب باوفا اور
معتقد فرماں بردار مطیع جان نثار تھا کہ اول سے آخر تک ایک آئین پر آپ
کا معاون اور مددگار رہا یہ بات کسی کے خیال میں نہ تھی کہ حضرت چار گلی
منصور خاں سے مبین خاں کو دلا دینگے پھر آپ نے مبین خاں سے فرمایا کہ خان
بھائی حق تمہارا ہے تم گھڑیالی سے چلے آؤ اپنی چار گلی پر قبضہ کر لو اور دونوں
کو اسی مجلس میں سب کے سامنے ملا دیا کہ آئیں میں قصہ قضیہ نہ کرو اتفاق
سے رہا کرو پھر آپ نے دعا خیر کی اور اس کے اگلے روز سب کو ساتھ لے کر
گھڑیالی کو گئے اور منصور خاں کا اس پر قبضہ کرا دیا اس روز منصور خاں نے
موافق دستور اس ملک کے سب کی دعوت کی اور وہاں حضرت نے ان کے لئے

Marfat.com

دعا کی کہ تم نے موافق خدا ورسول کے فیصلہ قبول کیا اللہ تعالیٰ تم کو اسی بستی میں برکت کریگا پھر اس کے اگلے روز وہاں سے سب کو ہمراہ لئے ہوئے چارگلی میں تشریف لے گئے اور اس پر مبین خاں اور میر خاں کا قبضہ کرا دیا وہاں آپ نے دو مقام کئے اور وہاں کے سب لوگوں نے موافق دستور کے سب کی دعوت کی پھر وہاں سے تیسرے روز مبین خاں اور میر خاں کے سُدُم میں لے گئے وہاں حضرت علیہ الرحمۃ نے بیس یا اکیس مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ پنجتار میں تشریف رکھتے تھے تب سے مولوی امیر الدین ولایتی کبھی کبھی حضرت سے خفیہ مشورہ کرکے موضع تنگی کو جایا کرتے تھے اور اسی طور گاہ گاہ چار یا پنج آدمی تنگی کے حضرت کے پاس آیا کرتے تھے مگر ہم لوگوں کو اس کا بھید نہیں معلوم تھا کہ مولوی امیر الدین تنگی میں کیوں جاتے ہیں اور تنگی والی پنجتار میں کس لئے آتے ہیں اور وہی چار پانچ آدمی تنگی والے وہاں سُدُم میں بھی آتے تھے اب تک بھی ہم لوگوں کو اس کا مفصل حال معلوم نہیں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ حال تب کو ہم معلوم ہوا جب کہ ایک روز حضرت نے اپنے ہمراہ کے خانوں سے مصلحتہً پوچھا کہ بہت روزوں سے یہ کئی آدمی موضع تنگی سے ہمارے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب سے ہماری بستی میں درانیوں کا عمل ہوا ہے تب سے ہم لوگوں کو ستاتے ہیں اور اب کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے تمام بستی والوں کو کوشش کرکے ملایا ہے اگر آپ کچھ مجاہدین ہمارے ہمراہ کردیں تو ہم اپنی بستی پر آپ کا قبضہ کرا دیویں اس سے پیشور کا رستہ بھی کھل جائیگا پھر آپ تو اپنی

Marfat.com

جگہ پر بیٹھے رہیں پیشور جانے اور ہم جانیں سو تم صاحب اس امر میں کیا
صلاح دیتے ہو سب نے آپس میں مشورت کر کے عرض کی کہ بات تو بہت
خوب ہے ضرور آپ ان کے ہمراہ لوگ بھیجیں پھر آپ نے اُن کے کہنے
سے لوگوں کے بھیجنے کی تیاری کی اور اس کے اگلے روز اپنے لشکر ظفر پیکر سے
اچھے اچھے آدمی کوئی تین سو انتخاب کیے اور اُن سب پر مولانا محمد اسمعیل صاحب
کو امیر کیا اور ارباب بہرام خاں اور مولوی امیر الدین صاحب کو فرمایا کہ تم بھی مولانا
صاحب کے ہمراہ جاؤ بعد نماز عشا کے مولانا صاحب کو دعا کر کے اول رخصت
فرمایا کہ تم بستی کے باہر فلانی جگہ چل کر ٹھہرو پیچھے سے ہم سب کو بھیجتے ہیں پھر
مولانا صاحب وہاں گئے تب آپ نے دس دس پندرہ سب غازی روانہ فرمائے
پھر وہاں سے چلتے چلتے ایک جگہ پانی تھا وہاں سب نے وضو کر کے فجر کی نماز
پڑھی پھر وہاں سے روانہ ہوئے پھر سوا پہر دن چڑھے ایک بستی کے
ورے ایک نالہ تھا وہاں جا کر ٹھہرے اور وہیں سب نے اپنی اپنی روٹی کھائی
اور وہیں سے تنگئی والوں نے دو آدمی اپنے آگے روانہ کر دئے کہ تم جا کر
لوگوں سے خبر کرو کہ چھاپا آ پہنچا پھر اس نالے میں ہم سب لوگ وقت
عصر تک لیٹے بیٹھے رہے پھر نماز عصر کے پڑھ کر وہاں سے کوچ کیا جاتے
جاتے پھر رات گئے کے ورے ورے ایک جگہ پہنچے کہ وہاں سے موضع
تنگئی کوئی پاؤ کوس ہوگا دو یا تین آدمی تنگی والے جو ہمارے ہمراہ

Marfat.com

تھے اُنہوں نے ہم لوگوں کو تو وہیں کھڑا کیا اور آپ آگے بڑھے وہاں
سے کوئی تیس چالیس قدم پر چار سوزرہ پوش نیزے باندھے ہوئے ہم لوگوں
کا انتظار کر رہے تھے ان کے پاس گئے اور اُن سے کچھ باتیں کر کے ان کو
بلایا اور ہم لوگوں سے کچھ دُور ان کو کھڑا کیا اور یہاں سے مولانا محمد اسماعیل
صاحب اور اداب بہرام خاں اور مولوی امیر الدین صاحب وغیرہ کو اُن کے
پاس لے گئے اور بہت دیر تک اُن سے اور اُن سے آپس میں باتیں ہوا کیں اور
ہم سب وہیں اپنی جگہ پر کھڑے رہے ہم لوگوں کو تردد ہوا کہ وہاں کیا باتیں ہو رہی
ہیں اس میں میاں دین محمد صاحب چند غازیوں کو لے کر وہاں گئے کہ چل کر
سنیں تو کیا گفتگو ہو رہی ہے اور قریب جا کر کھڑے ہوئے وہ لوگ مولانا
صاحب سے یہ کلام کر رہے تھے کہ جن لوگوں کی صلاح اور مشورت سے
ہم نے آپ کو بلایا تھا اُن سب نے ہم کو صاف صاف جواب دیا اور سب جا کر
درانیوں سے مِل گئے اگر ہم آپ کو وہاں لے چلیں تو سوائے بربادی اور
خرابی ہم لوگوں کے اور کچھ نہیں حاصل ہوگا اب یہی ہم لوگوں کی صلاح ہے
کہ آپ اپنے لوگوں کو لے کر پلٹ جاویں اُنہوں نے تو ہم سے فریب کیا مگر
ہم آپ کے قصور مند ہیں آپ ہم کو جو چاہیں سو کریں صبح کو ہم بھی وہیں آ کر
حاضر ہوں گے یہ تقریر تزویر سُن کر مولانا صاحب نے اُن سے غصہ
ہو کر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو یہ تمام شرارت اور دغا بازی تم ہی لوگوں کی ہے
کہ ہم لوگوں کو اتنی دور سے بلا کر حیران اور سرگرداں کیا اور اپنا مطلب نکال

Marfat.com

کر ہم کو صاف جواب دیا بیشک تم لائق تعزیر اور ملامت کے ہو اس میں
میاں دین محمد صاحب کو تاب نہ آئی غصہ ہو کر کہنے لگے کہ مولانا صاحب کیسی
تعزیر اور کہاں کی ملامت میں ان نامعقولوں کو شکیں باندہ کر سدم میں سید صاحب
کے پاس لیجاؤنگا اور محمد عرب سے پکار کر کہا کہ جلد میرے گھوڑے کی پچھاڑی لا
اور اُن کی شکیں باندہ یہ سُن کر دس پندرہ غازی تیار ہو کر میاں دین محمد صاحب
کے پاس آئے اس عرصے میں ارباب بہرام خاں اور مولوی امیر الدین وغیرہ
نے آکر کہا کہ بھائی دین محمد یہ کیا حرکت کرتے ہو یہ بات تم کو مناسب نہیں امیر کی
صلاح کے موافق کام کرو اُنھوں نے کہا کہ اس میں کچھ الزام اور بدنامی ہو وہ
میرے ذمے اور جو حضرت کے سامنے نیکنامی اور خیر خواہی ہو وہ تمہارے لئے مگر
امیر کے امر میں میں ناچار ہوں والّا اس کی جواب دہی تو میں حضرت سے کر
لیتا پھر مولانا صاحب اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں سے طرف سُدم کے
روانہ ہوئے جس نالے میں آتے ہوئے پڑے تھے وہیں آکر پھر پڑے موسم
برسات کا تھا کچھ لوگ تو نالے کے پار اُتر گئے تھے اور کچھ باقی اسی پار تھے اس
عرصے میں ہر طرف سے سیل آیا نالہ بھر گیا جو لوگ اُتر گئے تھے وہ اُس پار
رہے اور جو نہیں اُترے تھے وہ اس پار رہے ایک دن اور ایک رات
وہاں سب لوگ رُکے رہے جب پانی نالے کا پایاب ہوا تب باقی
لوگ وہ بھی اُترے اور وہاں سے روانہ ہوئے آتے آتے مع الخیر
سُدم میں حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے آپ

Marfat.com

نے وہاں کا حال پوچھا مولانا صاحب نے اول سے آخر تک جو کچھ معاملہ گذرا
تھا حضرت بہت ناخوش ہوئے کہ اتنے مہینوں سے وہ نامعقول آتے جاتے تھے
بڑے فریبی اور دغاباز نکلے حافظ امام الدین مصطفی آبادی عرف رامپوری اور
محمد عرب وغیرہ نے آپ سے عرض کی کہ وہاں دین محمد نے تو غصہ ہو کر
کہا کہ میں ان چاروں پانچوں دغابازوں کو منشکیں باندھ کر سدم میں،
سید صاحب کے پاس لیجاؤنگا اگر آپ خفا ہونگے تو مجھ پر ہونگے کوئی
اس میں تہ بولے مگر دو چار شخص ارباب بہرام خاں وغیرہ مانع ہوئے کہ ایسا
نہ چاہیئے پھر وہ خاموش ہو رہے آپ نے فرمایا کہ دین محمد نے خوب تدبیر
کی تھی اُن فریبیوں کی یہی سزا تھی مگر خیر جو کچھ ہوا سو ہوا پھر اس کے کئی
دن کے بعد مبین خاں نے آکے عرض کی کہ یہاں سے کوس سوا کوس پہاڑ کا درہ
ہے وہاں تشریف لے چلئے پھر دوپہر میں سیر کر کے چلے آئیے آپ نے کہا
بہت خوب چلیں گے پھر اگلے روز بعد نماز فجر کے آپ دو ڈھائی سو غازیوں
سے مبین خاں کے ساتھ تشریف لے چلے جب جا کر اس درہ کے نزدیک پہنچے
وہاں پہاڑ پر بہت مکان پرانے خدا جانے کس مدت کے بنے ہوئے نظر
نظر آئے آپ نے پوچھا کہ یہ مکان ویران کس کے ہیں مبین خاں نے
عرض کی کہ ہم لوگ اپنے بزرگوں سے سنتے آتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں یہاں
کفار لوگ رہتے تھے یہ ان کے بنائے ہوئے مکان ہیں اور یہ بھی سنتے
آتے ہیں کہ یہاں جو ایک غار ہے اُس میں انھیں لگے کفار کا بہت سا

Marfat.com

خزانہ ہے اگر آپ چاہئے تو وہاں بھی تشریف لے چلئے آپ نے فرمایا خان
بھائی اس بات کا کچھ تعجب نہیں اللہ تعالیٰ کے زمین ہے بیشمار ہر جگہ اس
میں خزانے اور دفینے ہیں وہاں جانے کی اور دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں
اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت خزانے میں بھی جانتا ہوں کہ فلانی فلانی جگہ
مدفون ہیں میرا تو کارخانہ صرف توکل پر ہے میں طالب اللہ تعالیٰ کی رضامندی
کے خزانے کا ہوں اس کے روبرو سارے خزانے ہیچ اور بے اصل ہیں پھر کچھ
دیر ادہر اُدہر کی سیر کر کے اپنی جائے اقامت پر تشریف لائے **بیان شیخون**
ہنڈ کا جس میں خادے خاں مارا گیا جب چھاپا موضع تنگئی
سے لپٹ کر موضع سدم میں آیا اس کے کئی روز کے بعد وہیں سدم
میں حضرت علیہ الرحمۃ بستی کے کنارے بین خاں سے کہہ کر کسی کی ایک
حویلی خالی کرائی اور یہ مشورہ کیا کہ چار دن جماعت کے واسطے ایک
ایک سیڑھی بنائی جاوے تو خادے خاں پر چھاپا بھیجیں پھر اسی حویلی کے
گرد کئی پہرے مقرر کر دئے اور گھاتیوں کو بلا کر جیڑ کی لکڑی کی سیڑھیاں
چار چار ہاتھ کی لمبی اور دو دو ہاتھ کی چوڑی قلابے دار بنانے کا حکم دیا اور
یہ خفیہ معاملہ سوا دو چار امانت دار شخصوں کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہاں اس
حویلی میں کیا ہوتا ہے پھر کئی روز میں وہ چاروں سیڑھیاں بن کر درست
ہوئیں تب آپ نے اپنی چاروں جماعتوں سے کچھ اوپر پان سو غازی چست و
چالاک بہادر و جرار آزمودہ کار انتخاب کئے اور ہم لوگ کوئی سوا خیر آدمیوں
کے واقف نہ تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور

Marfat.com

ارباب بہرام خاں کو اُن کا نائب اور مولانا صاحب سے سب کو سنا کر فرمایا کہ تم
امان زئی کی گڑھی میں ہو کر جانا پیچھے سے ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ پنجتار کو آتے
ہیں اور اپنے باورچی خانے کا اسباب اور سامان بھی خچروں پر لدوا کر اُن کے
ساتھ کر دیا اور سلیتوں میں لپیٹ کر وہ چاروں سیر مٹھیاں دو اونٹوں
پر لدوائیں اور اُن اُونٹوں کو ارباب بہرام خاں کے ساتھ کیا پھر اس کے
اگلے روز بعد نماز فجر کے دعا کر کے سب صاحبوں کو رخصت فرمایا پھر وہاں
سے کوس سوا کوس چل کر آٹھ دس آدمیوں سے دونوں اونٹوں کے ساتھ
ارباب بہرام خاں نے مولانا صاحب سے مشورہ کر کے شیوے کا رستہ لیا اور
مولانا صاحب طرف امان زئی کی گڑھی کے روانہ ہوئے اور اُس روز
جا کر وہیں رہے اور ارباب بہرام خاں جا کر شیوے میں اُترے اُس کے
اگلے روز مولانا صاحب وہاں سے کوچ کر کے چھ سات گھڑی دن چڑھے
موضع ترکئی میں جا داخل ہوئے اور اُدھر سے ارباب بہرام خاں بھی سیر سیر
کے اونٹ لے کر وہیں آ کر ملے اور اُسی روز حضرت علیہ الرحمۃ سلام
سے منصور خاں کے ہمراہ گھڑیالی میں تشریف لائے پھر وہاں ترکئی میں
مولانا صاحب نے سب لوگوں میں دو دو وقت کا آٹا تقسیم کرایا اور
سب سے تاکید فرمایا کہ سویرے دو دو وقت کی روٹیاں پکا کر تیار
ہو رہو آج بعد نماز مغرب کے کوچ ہو گا پھر موافق فرمانے آپ
کے سب نے روٹیاں پکا کر فراغت کی پھر بعد نماز مغرب کے سب نے
وہاں سے کوچ کیا اور ہنڈ وہاں سے گیارہ بارہ کوس تھا کوئی دو

Marfat.com

کوس نیختار کی جانب چل کر ایک جگہ ٹھہرے اور وہیں نماز عشا کی سب نے پڑھی پھر دونوں اونٹ جن پر سیڑھیاں تھیں اور جن جن کے پاس گھوڑے ٹٹو تھے چند آدمیوں کے ساتھ نیختار کو روانہ کر دئے سب لوگ پیدل نیختار کا رستہ چھوڑ کر جماعت والوں نے لی رستہ جنگل کا تھا اور اندھیری رات، لوگوں نے بہت تکلیف پائی آخر شب جاتے جاتے پہلے پہر موضع لاہور اور لنڈی کے درمیان میں پہنچے اور سب اکٹھا ہو کر آگے ایک نالے پر گئے یہاں سے لنڈ کو کوس یا سوا کوس تھا تھوڑی دیر مولانا صاحب وہاں ٹھہرے لوگ نالے میں پانی پینے لگے کوئی جائے ضرور گئے پھر مولانا صاحب بچاس ساٹھ غازیوں سے آگے بڑھے اور سب لوگوں سے کہا کہ تم بھی جلد ہمارے پیچھے چلے آؤ محمد بیگ جو خادے خاں کے رشتہ داروں میں تھا وہی ہم لوگوں کا راہبر تھا اور خادے خاں پر کسی خون کی بابت اُس کا دعویٰ تھا اور حضرت علیہ الرحمۃ کا بڑا معتقد اور بڑا رفیق تھا سو اس کو ہمراہ لے کر مولانا صاحب تو آگے گئے اور شیخ ولی محمد صاحب بھی آپ ہی کے ساتھ تھے ایک گولے کی زد پر سنڈ کے وزیر جو تالاب ہے وہاں جا کر ٹھہرے اور پیچھے لوگوں کی انتظار کرنے لگے کہ سب آلیویں تو آگے چلیں اور یہاں یہ لوگ نالے سے نکلتے ہی رستہ بھول گئے نہ تو کوئی مارے تاریکی کے ایک دوسرے کو دیکھتا تھا اور نہ کوئی کسی کو پکار سکتا اسی سبب سے جو جس طرف چلا اسی جانب گیا نہ میری تم کو خبر نہ تمہاری مجھکو اور صبح کاذب ہوتی شروع

Marfat.com

ہوئی مولانا صاحب کو تشویش ہوئی کہ اب رات قدرے باقی ہے اور پچھلے لوگوں کا پتہ نہیں کہ اُسی نالے میں ہیں یا کسی اور طرف رستہ بھول کر چلے گئے اور چاروں سیڑھیاں انھیں کے پاس ہیں اب نہ تو پیچھے ہٹا جاتا ہے اور نہ یہاں رہا جاتا ہے آخر الامر آپ نے لوگوں کے پانچ غول کئے اُن میں سے ایک غول تو اپنے پاس رکھا اور چار غول شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ کئے کہ تم تو خدا پر توکل کر کے ان کو لے کر چلو اور رستہ میں جہاں جہاں مناسب جاننا وہاں ایک ایک غول ٹھہرا دینا اور ایک غول لے کر تم قلعہ کے دروازے کی نیل میں چھپ کر بیٹھنا اور محمد بیگ کو بھی اپنے ساتھ رکھنا اور جو تدبیر مناسب جانی شیخ صاحب کو بتائی اور کہہ دیا کہ جس وقت تمہاری کسی کی بندوق یا قرابین چلے ہم کو فوراً وہیں اپنے پاس ہی جاننا اور اس عرصہ میں اگر پچھلے لوگ آ گئے تو اُن کو بھی لیتے آوینگے پھر شیخ صاحب مولانا صاحب سے رخصت ہو کر چلے اور وہاں قلعہ کے دروازے پر دو کھیت گنوں کے تھے اور رستہ ان دونوں کے بیچ میں ہو کر تھا پھر شیخ صاحب نے جا کر ایک غول کو اول کونے پر بائیں طرف کھیت مذکور کے بٹھایا اور کہہ دیا کہ جب قلعہ میں بندوق یا قرابین چلے آواز کے سنتے ہی بآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے چلے آنا کسی کا رستہ نہ دیکھنا پھر آگے چل کر پچیس تیس قدم پر دوسرا غول اُسی جانب اُسی کھیت میں بٹھایا اور اسی طرح ان کو بھی سمجھا دیا اور محمد بیگ

Marfat.com

اور آپ ایک غول لے کر قلعہ کے دروازے کی نعل میں اُسی کھیت کے کونے پر گنوں میں چھپ کر بیٹھے اس عرصہ میں صبح صادق ہونے لگی اور ایک گڑھا قلعہ کے اندر بولا اور قلعہ کی مسجد میں اذان ہوئی اس عرصہ میں ایک طالب العلم اندر سے دروازے پر آیا اور چوکیدار سے کہا کیواڑ کھول میں حاضر درجاؤنگا اُس نے کہا کہ آج یہاں چھاپا آنے کی خبر شام سے تھی سو میں بے حکم خادے خاں کے کیواڑ نہ کھولونگا اُس نے کہا اب تو فجر کی اذان ہوگئی چھاپا آتا تو رات کو آتا اب کیا بات ہے اُس نے ایک اور آدمی سے کہا کہ کوٹھے پر چڑھ کر ادہر ادہر میدان میں دیکھ تو کہیں کوئی لوگ تو نظر نہیں آتے اُس نے کوٹھے پر چڑھ کر ادہر ادہر غور سے نگاہ کی اور کہا کوئی کسی طرف نہیں معلوم ہوتا اور اب تو فجر ہوگئی اور یہ سب باتیں شیخ ولی محمد صاحب اور اُن کے لوگ وہیں کھیت کے کونے پر بیٹھے سُن رہے تھے اس میں چوکیدار نے زنجیر کھولی اور تھوڑا سا کواڑ ہٹایا وہ طالب العلم دروازے سے نکل کر بائیں طرف چلا گیا اگر کھیت کے کونے کی طرف جاتا تو لوگوں کو دیکھ لیتا اس کے بعد ایک ہلوا ہانک کندھے پر دھرے دو بیل لئے اندر سے دروازے پر آیا اور کواڑ کا ایک پٹ کھول کر باہر نکلا اور سیدھا رہتے رہتے دونوں کھیتوں کے بیچ میں ہو کر چلا گیا یہاں تک کہ تین غول گذر گیا اور کسی کو نہ دیکھا جب چوتھے غول کے قریب گیا تب اُس نے لوگوں کو دیکھا اور چاہا کہ شور کرے اس عرصہ میں عبداللہ خاں اسیوری

Marfat.com

نے لپک کر ایک تلوار ماری وہ وہیں گرا اور اس طرف شیخ ولی محمد صاحب
جھٹ لوگوں کو لے کر دروازے میں گھس گئے اور قطب الدین قندھاری
نے ایک قرابین فیر کی اور دروازے پر اپنا بندوبست کر لیا قرابین کے
چلتے ہی مانند برق کے مولانا صاحب چاروں غولوں کو لے کر بآواز بلند
تکبیر کہتے ہوئے شیخ صاحب کے پاس قلعہ میں داخل ہوئے اور وہاں تمام میدان
میں جہاں پچھلا لوگ تھے اللہ اکبر اللہ اکبر کا سارے میدان میں شور مچ گیا اور وہ
بھی سب لوگ آ پہنچے پھر یہاں قلعہ میں مولانا صاحب نے بآواز بلند پکار کر کہہ دیا
کہ خبردار کوئی دروازے کے باہر نہ نکلے نہیں تو مارا جاویگا اور سب کو امن ہے ہم
فقط خادے خاں کے لئے آئے ہیں اور کسی سے کچھ سروکار نہیں یہ سن کر سب لوگ
اپنے اپنے گھروں میں رہ گئے کچھ لوگ دروازے کے بندوبست کو چھوڑ کر)
محمد بیگ لوگوں کو لے کر سیدھے خادے خاں کے مکان پر گئے اور ہر طرف سے
محاصرہ کر لیا یہ شور و غل سن کر خادے خاں تلوار اور جوڑی تمنچے کی لئے ہوئے
اپنے کوٹھے پر چڑھا اور پکار کر کہا کہ جلد نقارہ کرو اور کمر میں باندھا اس عرصہ
میں غازیوں نے چار بندوقیں جوڑ کر ماریں خدا جانے گولی کس کی لگی خادے خاں
اُچھل کر دھم سے باہر گرا اوپر سے محمد بیگ نے کئی تلواریں ماریں کہ وہ مردار ہوا
اس وقت بعضے بعضے آپس میں کہنے لگے کہ بھائیو یاد ہے کہ اس روز پنجتار میں سب کے
سامنے سید صاحب نے خادے خاں کو کس طور سے سمجھایا جب کسی طرح نہ مانا
تب آپ نے فرمایا کہ خادے خاں اللہ تعالیٰ بڑا قدرت والا ہے یاد رکھنا کہ کسی وقت سوئے

Marfat.com

سوتے اٹھوگے اور دیکھوگے کہ تمہارے قلعہ میں بندوبست اور انتظار
ہو رہا ہے اور کسی جگہ کتے کی طرح مرے ہوے پڑے ہوگے سو وہی فرمانا
آپ کا آج اس وقت ظہور میں آیا پھر لاش تو خادے خاں کی وہیں پڑی
رہی وہاں سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اُس کے دروازے پر آئے اور ایک
پہرہ جماعت خاص کا واسطے محافظت اہل وعیال اور اسباب مال خادے خاں
کے مقرر کر دیا کہ کوئی اندر زنانے میں نہ گھسنے پاوے اور اس پہرے آنے
کے قبل خادے خاں کے بڑے بیٹے نے جب دیکھا کہ باپ مارا گیا اُسی شور و
غل میں گھر سے نکل کر کسی طرف بھاگ گیا بعد اس کے تمام قلعہ میں رعایا کو
حکم بھجوا دیا کہ خبردار کوئی ہتھیار باندہ کر نہ نکلے اور نہ کہیں بھاگ کر جاوے
سب کو امن ہے کوئی کسی سے مزاحم اور متعرض نہ ہوگا جب بندوبست
باخوبی کر لیا بعد اس کے مولانا صاحب نے ایک معتبر آدمی کی زبانی کہلا
میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو کہلا بھیجا کہ فضل الٰہی سے قلعہ ہنڈ میں
ہم نے بندوبست اپنا کر لیا اور خادے خاں مارا گیا اور ایک بلوا ہوا اور
عنایت الٰہی سے ہماری طرف کا کوئی زخمی بھی نہیں ہوا سب لوگ سلامت
ہیں اور باقی کیفیت پیچھے سے لکھ کر روانہ کرینگے فقط بعد اس کے چار چھے
گھڑی دن چڑھے طالب علموں سے ایک چارپائی پر وہاں سے خادے خاں
کی لاش اٹھوا کر اس کے مکان کے پچواڑے حجرے میں رکھوا دی اور شیخ
ولی محمد اور ارباب مہرام خاں اور چند غازی اور وہاں کے چار پانچ ملا

Marfat.com

تامی نامی لے کر خادے خاں کے دروازے پر گئے دروازے کے پہرے
والوں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ خادے خاں کا ایک بیٹا یان چھ
برس کا یہاں بھُس میں اندر چھپا تھا سو ہم نے اس کو اندر عورتوں میں
پہنچا دیا اور عورتیں خدا کے واسطے دلانے لگیں کہ یہ بچہ معصوم ہے اس کو
کوئی نہ مارے ہم نے اُن سے کہا کہ تم جمع خاطر رکھو اب نہ کوئی تم سے
مزاحم ہوگا نہ تمہارے لڑکوں بالوں سے نگران کی دلجمعی اب تک نہیں ہوئی
آپ نے فرمایا کہ خیر تم نے بہت خوب کام کیا پھر ان عورتوں کی تسلی کے واسطے
ان چار پانچ ملاؤں کو اندر بھیجا کہ عورتوں سے جا کر کہو کہ جو کچھ ہونا تھا وہ
ہو گیا اب تم کوئی کسی بات کا اندیشہ نہ کرو ہم کو تم سے کچھ غرض نہیں تم اپنے
گھر میں بیٹھی رہو اور تمہاری طبیعت گھبرائی ہو اپنے پڑوس کسی ملا کے گھر جا بیٹھو پھر
یہی پیام مولانا صاحب کا ملاؤں نے عورتوں کو جا کر پہنچایا وہ سب کی سب
اور اُداس ہو رہی تھیں یہ سُن کر جو اسباب اور نقد اور کپڑا زیور اُن سے لیا گیا اُس
کو لے کر اپنے پڑوس ایک ملا کے یہاں جا بیٹھیں اور مولانا صاحب نے اُن سے
کسی امر میں تعرض نہیں کیا پھر باقی جو اثاث البیت خادے خاں کا تھا اس کو جا
بجا سے جمع کرا کے اور ایک کوٹھی میں بند کر کے دروازے میں قفل ڈلوا دیا
اور دو گھوڑے اور پانچ بچھیرے اور تین خچر تھے ان کو غازیوں کی تحویل
میں رکھا کہ ان کے چارے دانے کے خبر گیراں رہیں پھر دوپہر کے ورے
ورے خادے خاں کے بھائی امیر خاں اور غلام خاں نے موضع ہریان

Marfat.com

سے چند ملاؤں کو خادے خاں کی لاش اور اہل وعیال لینے کو بھیجا انھوں
نے آکر ان دونوں باتوں کی مولانا صاحب سے عرض کی آپ نے فرمایا
کہ لاش تو اُٹھا لیجاؤ جہاں چاہو وہاں دفن کرو مگر خادے خاں کے
اہل وعیال بے اجازت حضرت امیر المومنین کے ہم نہیں بھیجیں گے وہاں سے
جو حکم ہوگا ویسا کرینگے یہ جواب سُن کر اُنھوں نے عرض کی ہم کو تو دونوں
کام کے لئے اُنھوں نے بھیجا تھا اور آپ یوں فرماتے ہیں اب ہم جاکر ان کو
اس بات کی اطلاع کرینگے اگر وہ پھر ہم کو فقط لاش ہی لینے کو بھیجیں تو
ہم آکر لیجاوینگے یہ کہہ کر وہ چلے گئے وقت ظہر کے پھر آکر مولانا صاحب سے
عرض کی کہ امیر خاں اور غلام خاں نے کہا ہے کہ خیر ہمارے بھائی کے اہل و
عیال نہیں بھیجتے ہیں تو نہیں سہی ان کی لاش ہی اٹھا لاؤ اور یہ بھی عرض کی
ہے کہ اگر اجازت ہو تو وہیں سنڈ میں جہاں خان کے گھرانے کا گورستان ہے
وہاں اُن کو بھی دفن کر جاویں آپ نے فرمایا کہ ان کو اجازت ہے جہاں
چاہیں دفن کریں پھر وہ لوگ لاش اُسی چارپائی پر جس پر تھی اُٹھا لے
گئے مولانا صاحب نے اپنے لوگوں سے کہہ دیا کہ ہشیار رہنا وہ لوگ خادے
خاں کو کسی وقت دفن کرنے آوینگے کوئی اُن سے مزاحم نہ ہو اور وہ
گورستان قلعہ سنڈ سے آٹھ نو سو قدم کے فاصلہ پر تھا پھر وہ لوگ رات کو
شعلیں جلا کر خادے خاں کا جنازہ لائے اور اُسی گورستان میں دفن
کر کے چلے گئے اور ہم سب لوگ قلعہ سے دیکھتے تھے اور اُسی دن شام کو جو

Marfat.com

خادے خاں کا مودی تھا اُس نے اپنا مال واسباب ادہر اُدہر اپنے پیروں
کے یہاں رکھ دیا اور اپنے بھائی اور بیٹے کو لے کر بھاگا کچھ دور قلعہ
سے نکل کر گیا تھا مولانا صاحب کو خبر ہوئی بیتوں کو پکڑوا منگایا اور اُن
سے پوچھا کہ سب رعایا کو ہم نے امن دی تھی تم کیوں بھاگے جاتے تھے
اُنھوں نے عرض کی کہ ہم کو اس بات کا خوف ہوا کہ خادے خاں کے مودی
ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کو کسی الزام سے آپ کے لوگ گرفتار کرلیں کہ خان کی
سرکار کے محاسبے دار ہیں آپ نے کہا کہ ایسے تو ہم کو تم سے کچھ غرض نہ تھی
مگر اب تم بھاگنے کے سبب سے مجرم ہو اب ضرور تم کو قید کرینگے پھر ان بیتوں
کے پیروں میں بیڑیاں ڈلوا دیں پھر مولانا صاحب نے تمام حال جو کچھ اس
وقت گذرا تھا اور خادے خاں کے اہل وعیال کو امیر خاں اور غلام خاں کا
مانگنا لکھ کر حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں قاصد کے
ہاتھ روانہ کیا اور یہ بھی اُس میں لکھ دیا کہ اب آگے جو کچھ کہ ارشاد ہو عمل
میں لایا جاوے جبکہ وہ قاصد مولانا صاحب کی عرضی لے کر گھڑیالی میں حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس گیا اور آپ نے اس کو پڑھایا سب نے سُنا اور جو کچھ
حال تھا معلوم ہوا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے عرضی کا جواب بعد القاب
اور سلام ودعا کے لکھا کہ عرضی آپ کی ہمارے پاس آئی اور مندرجہ
کیفیت اُس کی معلوم ہوئی اور جو آپ نے لکھا تھا کہ خادے خاں کے
اہل وعیال امیر خاں اور غلام خاں طلب کرتے ہیں سو اب کی بار جو وہ طلب

Marfat.com

کریں تو اُن کے حوالے کرنا وہاں مقید رکھنا کچھ ضرورت نہیں اور دوسری
بات یہ ہے کہ قلعہ میں جو رعایا لوگ ہیں اُن سے ہتیار لے کر اپنے قبضہ میں
کرلو اور ہر وقت قلعہ میں اپنی خوب انتظام اور بندوبست اور ہوشیاری رکھا
کرو اب کل یا پرسوں ہم بھی یہاں سے کوچ کرکے پنجتار کو جاوینگے اب جو
کوئی قاصد بھیجنا تو وہیں بھیجنا فقط پھر وہ قاصد ہنڈ کو روانہ ہوا اور اُس
کے دوسرے روز آپ نے گھریالی سے کوچ کرکے پنجتار کو تشریف لے
گئے بعد ایک ہفتہ کے ہنڈ سے مولانا صاحب کی عرضی ایک قاصد لے کر حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس آیا مضمون اُس کا بعد القاب آداب کے یہ تھا کہ ہم نے
موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے اہل وعیال خادے خاں کے امیر خاں کے
لوگوں کے کہ طلب کرتے تھے بلا کر سپرد کر دئے وہ یہاں سے لے گئے اور بعد
لیجانے کے مخبروں سے سنا کہ امیر خاں اور غلام خاں دونوں بھائی جابجا
سمی کے خانوں کے یہاں جاکر پگڑیاں پیروں پر دھرتے ہیں اور خوشامد
کرتے ہیں کہ ہمارا بھائی مارا گیا اور ہماری ریاست چھین گئی تم ہماری شراکت
کرو کہ ہم اپنا عیوض لیویں آج کو سیدیا دشاہ نے ہم سے یہ معاملہ کیا ہے
کل کو تمہارے ساتھ کرینگے اور عجب نہیں کہ وہ مفسد رئیسوں کو توڑ پھوڑ
کرلاویں اور کچھ فساد لاویں اس کا جس طرح آپ مناسب جانیں بندوبست
کریں اور اُن کے سوار ہر روز گرد ہنڈ کے کوس کوس دو دو کوس کے
فاصلے سے گشت کرتے پھرتے ہیں جو وہاں آپ کے پاس شاہین ہیں جلد

Marfat.com

مع گولی بارود تفنگ کے محافظت کے ساتھ اس طرف روانہ فرمادیں زیادہ
حد ادب، یہ عرضی پیش کر اگلے روز آپ نے دو ضرب شاہین مع ساز و
سامان دو خچروں پر لدوا کر دس آدمیوں کے ہمراہ ہنڈ کو روانہ کیا ان
دس شخصوں میں ایک کالے خاں شاہنچی اور سید شاہ چیری بنگ والے
تھے اور باقی صاحبوں کے نام یاد نہیں کیونکہ وہ ملکی تھے اور تھوڑے آدمی
شاہینوں کے ساتھ آپ نے اس لئے بھیجے کہ بنجتار سے ہنڈ تک سب بستیوں
کے لوگ اپنے موافق تھے بظاہر کسی امر کا اندیشہ نہ تھا پھر وہ اُس روز
بنجتار سے جاکر شاہ منصور میں رہے اور یہ خبر وہیں کے کسی جاسوس نے
جاکر امیر خاں اور غلام خاں کو پہنچائی کہ دس غازی دو ضرب شاہین
لئے ہوئے ہماری بستی میں آج اُترے ہیں اور کل صبح کو ہنڈ کو جاوینگے یہ
خبر سنتے ہی اُنھوں نے پچیس تیس سواروں سے تیاری کی شاہ منصور سے جہاں
وہ تھے کوئی چار کوس کا فاصلہ تھا پھر صبح کو بعد نماز فجر کے ادھر سے یہ
دسوں غازی ہنڈ کو روانہ ہوئے اور اُدھر سے امیر خاں سوار لے کر چلا
جب کوئی آدہ کوس ہنڈ رہا وہاں آکر اُنھوں نے مقابلہ کیا اور جانبین سے
بندوقیں چلنے لگیں اس عرصہ میں ہمارے دس غازیوں میں دس بارہ برس
کا ایک لڑکا تھا وہ وہاں سے بھاگ کر ہنڈ کو پہنچا اور لوگوں سے کہا کہ ہم
دس آدمی فلانے فلانے دو شاہین خچروں پر لے کر بنجتار سے چلے تھے
رات کو شاہ منصور میں رہے آج وہاں سے چلے سو یہاں سے آدہ کوس

Marfat.com

پر فلانی جگہ پچیس تیس سواروں سے امیر خاں نے آکر مقابلہ کیا جب دونوں
طرف سے بندوقیں چلنے میں ہیں وہاں سے دوڑ کر یہاں آیا جلد جاکر ان
لوگوں کی خبر لو یہ خبر سنتے ہی دفعتہً کئی سو غازی دوڑ پڑے جبتک یہ لوگ
وہاں پہنچیں تب تک وہ مار کوٹ کر چلدئے دو یا تین شخصوں میں تو قدرے
دم باقی تھا اور باقی جا بجا لاشیں پڑی تھیں وہ جو جان بلب تھے اُن سے
لوگوں نے اس واقعہ کا حال پوچھا اُنھوں نے کہا کہ پچیس تیس سواروں سے
خادے خاں کا بھائی امیر خاں آکر ہم لوگوں پر حملہ آور ہوا کچھ دو جانبین
سے بندوقیں چلیں پھر تلوار کی نوبت آئی کالے خاں نے چھروں سے دونو
شاہین کو مع ساز و سامان اتار کر کوئیں میں ڈال دیا اور سید شاہ پر
جب تلواریں لے کر اُنھوں نے حملہ کیا کئی سواروں کو اُنھوں نے مارا اور
زخمی کیا اس کوئیں کی ان کو یاد نہ رہی دھیجے دیتے دیتے کوئیں میں جا
رہے ان موذیوں نے دو تین بڑے بڑے پتھر اوپر سے اور ڈال دیے
خدا جانے وہ اس میں جیتے ہیں یا مر گئے غرض کہ ہم لوگوں نے بھی اُن
کے پان چھ سوار بندوق اور تلوار سے مارے کوئی دس بارہ زخمی کئے پھر
ادہر تم لوگوں کا شور و غل ہوا وہ اپنے مردے اور زخمی لے کر چل دئے
بس اتنا حال کہہ کر کوئی لحظہ میں اُن کی بھی جان فنا ہوئی پھر اس
کوئیں سے سید شاہ کی لاش کو اور مع سامان دونوں شاہینوں
کے لوگوں نے نکالا اور ہنڈے سے اپنے لوگ چارپائیاں لائے اور اُن

Marfat.com

نوؤں لاشوں کو سب مِل کر مہنڈ میں لے گئے ان لاشوں میں دو حقیقی
بھائی سید تھے اور دونوں کو مولانا صاحب نے ایک قبر میں دفن کیا
اور سات لاشوں کو ایک قبر میں دفن کرایا بعد اُس کے اُسی وقت آپ نے
عرضی میں یہ تمام حال تحریر کر کے قاصد کے ہاتھ حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس پیچار میں روانہ کیا کہ جو آپ نے دو ضرب شاہین کے ہمراہ دس غازی
روانہ فرمائے تھے جب آدہ کوس مہنڈ باقی رہا وہاں امیر خاں برادر خادے خاں
پچیس تیس سوار لے کر آیا ایک لڑکا اُن میں سے بھاگ کر بچا اور سب
کو اُنھوں نے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ ان مفسدوں نے شروع
فساد کیا ہے ابھی روز بروز اگر قابو پا دینگے تو زیادہ کرینگے اس کا تدارک
آپ جلد کریں فقط جب یہ عرضی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس قاصد لے گیا
اور آپ نے بڑی اُسی وقت فتح خاں کو بُلایا اور یہ تمام واقعہ پڑھ کر سنایا
کہ وہاں یہ حال گذرا اور وہ مفسد جا بجا خانوں رئیسوں کو بہکاتے پھرتے ہیں
ایسا نہ ہو کہ توڑ پھوڑ کر لوگوں کو ملالیویں اور آمادۂ فساد ہوں جلد اس
کی تدبیر معقول کرو پھر فتح خاں نے اُسی روز جا بجا وہاں کے خانوں
اور رئیسوں کے پاس جو عہد و پیمان میں شریک تھے اس مضمون کے خط روانہ
کئے امیر خاں اور غلام خاں خادے خاں کے بھائی مفسد اور باغی ہیں جو
کوئی ان کی جماعت اور شراکت کریگا اس کا بھی وہی انجام ہوگا جو کچھ
کہ خادے خاں کا ہوا اور ہم کو خبر ملی ہے کہ وہ دونوں مفسد تمہارے
پاس آکر درخواست کرتے ہیں کہ ہماری شرکت کرو خبردار کوئی اُن

Marfat.com

کا شریک نہ ہو والا واسطے اُس کے بھی قباحت ہو گی فقط' اس کے
جواب میں اُن سب نے لکھا کہ بلا شک وہ ہمارے پاس آئے تھے خادے
خاں کی نالش لے کر کہ ہمارے شریک ہو ہم نے ان کو صاف جواب دیا
کہ تمہارے بھائی خادے خاں نے سید بادشاہ سے عہد کر کے اور اپنا امام
بنا کے بد عہدی اور بغاوت کی آخر کو اس کا یہ انجام ہوا ویسا ہی بد عہد اور
باغی ہم کو بنانا چاہتے ہو اور تمہارے بھائی خادے خاں نے کون سا احسان
اور سلوک ہمارے ساتھ سوائے بدخواہی اور خانہ خرابی کے کیا جس پر
ہم تمھارے شریک ہوں اس بات کی اُمید ہم سے نہ رکھو یہ مقدمہ دین کا
ہے آپ کی پتہ داری کا نہیں یہ کام ہم سے ہرگز نہ ہو گا جب اس بات سے
مایوس ہوئے تب ہم کو دھمکا کر چلے گئے کہ غیر کیا مضائقہ اب ہم پیشور سے
درانیوں کو جا کر چڑھا لاوینگے اور تم سب کو تباہ کرینگے پھر وہ ہمارے
پاس سے چلے گئے اور بعد کئی دن کے ہم نے سنا کہ امیر خاں پیشور کو گیا ہے
اور ہم نے تو عہد کیا ہے اُسی پر ہیں ہم سے اب خاطر جمع رکھیں فقط پھر جب
یہ جواب خطوں کے جا بجا سے آئے اس کے کئی روز کے بعد پیشور سے گل بادشاہ
نے جس نے ایک بار چیان آپ کو بھیجا تھا لکھا کہ یہاں دس بارہ روز
سے امیر خاں بھائی خادے خاں کا آیا ہے اور سردار یار محمد خاں سے
کہتا ہے سید بادشاہ نے میرے بھائی خادے خاں کو مار کر ہنڈ چھین
لیا ہیں اس کا تمہارے پاس نالشی ہوں کہ میرے ساتھ لشکر لے کر چلو

Marfat.com

اور میرا قلعہ خالی کرا دو آخر بعد قیل و قال کے بارہ ہزار روپے پر سردار
موصوف کو راضی کیا سوان کا پیش خیمہ نکلا ہے اور یہاں ایک جوڑی توپ
کی ڈھالی جاتی ہے جب تیار ہو گی تب سردار یار محمد خاں یہاں سے آپ کی
طرف کوچ کر لیگا آپ بھی ہوشیار رہیں اطلاعاً آپ کو لکھا ہے اس لئے
کہ یہ درانی لوگ بڑے دغاباز اور منافق ہیں کسی طور آپ اُن کے فریب
میں نہ آنا فقط جب یہ خط آپ کے پاس آیا اور پڑھا گیا اس وقت سید
احمد علی صاحب نے آپ کے روبرو عرض کی کہ میں ایک مدت سے بارہا کہتا رہا
کہ آپ ایک جوڑی توپ ڈھلوالیں یا بقیمت روپے دے کر کہیں سے منگالیویں
اور آپ ٹالتے ہی رہے اگر اس وقت توپیں ہوتیں تو قلعہ منڈیر چڑھا دی
جاتیں اور ان درانیوں سے برابر کی لڑائی ہوتی اس لئے توپ کا جواب توپ
اور بندوق کا جواب بندوق' آپ نے یہ گفتگو سُن کر فرمایا کہ میاں احمد علی حق بات
تو یہ ہے کہ ہمارا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر ہے نہ توپوں پر ہے اور نہ بندوقوں
پر امید اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہم کو قوی اُمید قوی ہے کہ وہ ہم کو توپیں بنی بنائی
ساز و سامان سے دُرست عنایت کریگا اور ہم کہیں گے کہ میاں احمد علی یہ
توپیں لو اور تم ہمنے لگو اور ہمارے نزدیک وہ توپیں ایسی نکمی اور بے
مصرف ہونگی جیسے ساکھو کے لٹھے یہ جواب با صواب سُن کر سید احمد علی صاحب
چپ ہو رہے پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز آپ پنجتار سے کوچ کر کے
زیدی میں تشریف لائے پھر بعد سولہ سترہ روز کے مخبروں سے خبر معلوم
ہوئی کہ سردار یار محمد خاں نے دو ہزار پیادے و سوار سے حاجی کاکڑ کو
افسر کر کے اس طرف روانہ کیا ہے پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز خبر

Marfat.com

معلوم ہوئی کہ حاجی کاکڑ مع لشکر موضع ہریان میں داخل ہوا آپ نے
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ حاجی کاکر مع لشکر ہریان میں آیا ہے
ہوشیار رہنا مولانا صاحب ممدوح نے آپ کو کہلا بھیجا کہ ہاں حاجی کاکر
لشکر لے کر آیا ہے کچھ اندیشہ نہیں آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل کریگا اور
ہم یہاں ہوشیار ہیں اور زیدی سے جہاں حضرت علیہ الرحمۃ تھے سندو و
کوس ہے پھر اس کے دوسرے یا تیسرے روز حاجی کاکڑ اور امیر خاں برادر
خادے خاں چھ سات سو سواروں سے ہریان سے سنڈ کو چلے اور ادھر مولانا
صاحب نے سو سوا سو غازیوں کو قلعہ جنوبی دروازے کی جانب جدہر
ایا سین ہے ڈیڑھ دو سو قدم پر قلعہ سے باہر ٹیلوں کی آڑ میں بٹھا دئے
اور اُن سے کہہ دیا کہ جب سوار قلعہ کے قریب آویں اور ہم لوگ ان کو شاہین
یا بندوق ماریں تب تم اُن کے پہلو مارنا اور اُن ٹیلوں کی آڑ کے مورچوں
کی خبر ان سواروں کو نہ تھی جب وہ سوار آتے آتے قلعہ کے سامنے شاہین
کی زد پر آئے اور ادھر سے شاہینیں چلنے لگیں مگر وہ چلے ہی آتے تھے یہاں تک
کہ بندوق کی زد پر آئے اور قلعہ سے بندوقیں چلنے لگیں اس عرصہ میں
ان ٹیلوں کے آڑ والے غازیوں نے اٹھ کر ایک باڑہ ماری تمام سوار
منتشر ہو کر سیدھے ہریان کو بھاگ گئے مگر نہ کوئی ان کا مارا گیا نہ ہمارا
بعد اس کے دو دو تین تین روز درمیان دے کر تین بار اور اسی طور آئے
اور ہزیمت کھا کر چلے گئے پانچویں بار اپنے شتر سوار اور اپنے جینے دار

Marfat.com

لے کر کوئی ڈھائی تین ہزار کی جمعیت سے آئے اور ادہر مولانا صاحب نے جو ٹیلوں پر مورچے تھے ان کو تو وہیں قائم رکھا اور جو قلعہ کا شمالی دروازہ تھا اُس جانب وتنے ہی فاصلے سے شیخ بلند بخت کو افسر کر کے ڈیڑھ سو غازیوں سے بھیجا اور اُن سے کہہ دیا کہ جس وقت تم سے لڑائی شروع ہو گی تب ہم بھی قلعہ سے باہر آجاوینگے کیونکہ وہ نامعقول ہر دو در چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں سو آج جس کو اللہ تعالیٰ فتح دے وہ لے کون ہر روز کا بکھیڑا رکھے باہر کے سب مجاہدین اپنے اپنے مورچوں پر ہوشیار اور تیار تھے جب قلعہ والوں نے فصیل پر دیکھا کہ درانیوں کے سوار منوار ہوئے تیار کر آوازدی کہ باہر والے غازیو ہوشیار اور خبردار رہنا لشکر درانیوں کا آتا ہے یہاں تک کہ پیڑی سواروں کی جب بندوق کی زد پر آئی اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں اس عرصہ میں مولانا صاحب قلعہ کے غازیوں کو لے کر باہر آئے اور باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے سب نے ہر طرف سے سواروں کا تعاقب کیا اور بندوقوں پر دھر لیا اور وہ تاب مقابلہ کی نہ لا سکے اور پسپا ہو کر طرف ہریان کے بھاگے پاؤ کوس تک غازیوں نے ان کا پیچھا کیا آخر الامر وہ ہریان کو چلے گئے پھر مولانا صاحب سب مجاہدین نصرت قرین کو ساتھ لے کر قلعہ میں آئے فضل الٰہی سے اپنی طرف کا نہ کوئی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا اور اُن کی طرف کا حال نہیں معلوم مگر اُس روز سے اُنھوں نے ہنڈ پر آنے کا ارادہ نہیں کیا

Marfat.com

لیکن بعد کئی روز کے مخبروں نے آکر خبر دی کہ اُنھوں نے ہریان سے
سردار یار محمد خاں کو لکھا ہے کہ ہم پانچ بار سنڈ پر شکرلے کر گئے اور کسی
بار قابو نہ پایا کہ ان پر غالب ہوں بغیر آنے آپ کے کوئی صورت درستی
کی نظر نہیں آتی یہ خبر سُن کر سردار موصوف نے مع لشکر پشور سے اس
طرف کوچ کیا فقط اس عرصہ میں اس پچھلی لڑائی کی خبر حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچی کہ اب کی بار مولانا صاحب نے خود قلعہ سے نکل کر
درانیوں کا سامنا کیا اور بندوقیں مار کر اُن کو بھگا دیا آپ نے مولانا
صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم نے ایسی ایسی خبر سُنی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و
کرم سے فتحیاب کیا مگر آپ کو قلعہ سے باہر نکل کر لڑنا مناسب نہیں اب
ایسا کام نہ کرنا اگر ایسا ہی موقع ہو تو اور غازیوں کو بھیجدینا اس
کا مضائقہ نہیں پھر بعد ایک ہفتہ کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس زیدی
میں خبر آئی کہ سردار یار محمد خاں نو دس ہزار کی جمعیت سے دریائے
لنڈی اُتر کر نوشہرے میں داخل ہوا اور اُس کے لشکر میں چھ ضرب
توپ ہیں ایک بھاری بیڑی اور ایک ہلکا گردہ اور چار ضرب اوسط
یہ خبر سُن کر آپ نے مولانا صاحب کو لکھا کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ یار محمد خاں
اس قدر جمعیت اور توپوں مذکور سے نوشہرے تک آپہنچا سو تم اپنے
وہاں کے انتظام کے لئے کوئی دو سو بندوقچی جن کو مناسب جانو رکھ کر
باقی سب کو یہاں لے آؤ مولانا صاحب نے آپ کا یہ فرمان واجب الاذعان

Marfat.com

پڑہ کر مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو مع جماعت اور پیر خاں صاحب مورچہ
والے کو مع جماعت اور مرزا احمد بیگ پنجابی کو وہاں رکھا اور مولوی صاحب
موصوف کو سب پر امیر کیا اور باقی مجاہدین نصرت قرین کو ہمراہ لے کر آپ
کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اس کے بعد چوتھے یا پانچویں روز
سردار یار محمد خاں مع لشکر موضع بریان میں آکر داخل ہوا اور وہیں ڈیرہ
کیا اور تین چار روز وہاں رہ کر اُس نواح کے خوانین کو دھمکا کر اپنی طرف
کر لیا سوائے فتح خاں پنجتار والے اور فتح خاں اور ارسلان زیدی والے کے کوئی
تو اس کے ڈر سے ملے کہ ہماری ریاست کو تباہ نہ کر دے اور کوئی خادے خاں
کی جانب داری سے جب سب کو متفق کر لیا تب وہاں سے کوچ کیا اور پہلے
وہاں سے طرف سنڈکے آیا اور پاؤ کوس کے فاصلے پر سنڈ سے اپنا لشکر جمایا
اور دو گھڑی تک وہاں کھڑے ہو کر ہر طرف قلعہ سنڈ کو دیکھا مگر نہ ہماری
طرف سے کوئی بندوق چلی نہ اُس کی طرف سے پھر وہاں سے مع لشکر طرف
زیدی کے آیا اور زیدی سے کوئی پون کے فاصلے پر بدری نام ایک ندی
ہے وہاں اپنے لشکر کو موقع موقع پر جمایا اور وہیں آپ بھی کھڑا ہوا اور
ادہر زیدی میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت
سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نمازیوں کو لے کر نکلے اور باہر بستی کے درختوں
کے مقابلے پر کھڑے ہوئے کچھ کم یا نسو تو غازی تھے اور باقی جس قدر ہوں

Marfat.com

زیدی اور نیچار والے ملکی لوگ تھے مگر تخمیناً وہ ملکی قریب ہزار کے ہونگے
وہاں سے موضع شاہ منصور کے قریب تک مولانا صاحب نے اپنی صف
قائم کی اس میں کوئی چار گھڑی تک ہمارے لوگ منتظر رہے کہ اگر وہ آگے
بڑھیں تو ہم بھی آگے بڑھیں جب اُنھوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی تب
امام خاں خیرآبادی ابراہیم خاں کے بھائی نے مولانا صاحب سے عرض کی
کہ وہ لوگ سب وہیں جمے ہوئے کھڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ اپنے
دیرے کرنے کی تدبیر میں ہیں اگر اجازت ہو تو ہم لوگ آگے بڑھیں اور
ان کو وہاں دیرہ نہ کرنے دیں آپ نے فرمایا ابھی توقف کرو جلدی کرنی
نہ چاہئے پھر اس کے دو گھڑی کے بعد ادھر ایک خیمہ کھڑا ہوا پھر دوسرا خیمہ کھڑا
ہوا پھر تیسرا کھڑا ہوا امام خاں نے مولانا صاحب سے عرض کی کہ میں نے
آپ سے نہ کہا تھا کہ وہ دیرے کرنے کی تدبیر میں ہیں دیکھئے وہ تین خیمے
کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا کیا مضائقہ خیمے کھڑے کرنے دو پھر جب وہ لوگ
سب خیمے کھڑے کر چکے تب کئی فیر توپوں کے سر کئے اور ہمارے لوگ اسی
طرح اپنی جگہ پر کھڑے رہے اس عرصہ میں پندرہ سولہ سو سوار اُن کے
لشکر سے نکل کر ہمارے داہنے پنجار کی جانب چلے ہمارے لوگوں نے جانا
کہ ہماری پشت پر آتے ہیں اور وہ گھاس لکڑی وغیرہ کے لئے نکلے تھے
مولانا صاحب نے دو سو غازی اُن کے مقابلے کو طرف موضع شاہ منصور

Marfat.com

کے روانہ کئے بیس تیس چار گھڑی کے بعد چند لوگوں نے آکر حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو خبر دی کہ درختوں کے سوار موضع سوائی اور مانپرئی کے گائے بیل جو رولڑکے لوگوں کے پکڑے لئے جاتے ہیں آپ نے کچھ دیر سکوت کرکے فتح خاں بیخاری سے بلاکر فرمایا کہ تم جلد پچیس تیس سوار لیکے اور ان فتح خاں کے بھیجکر جو کچھ اسباب اور ڈھور ڈنگر وہ لوٹے لئے جاتے ہیں چھوڑالاویں خان ممدوح نے عرض کی کہ حضرت وہ پندرہ سولہ سو سوار ہیں اُن کے مقابلہ پر پچیس تیس سوار جاکر کیا کام بناوینگے آپ نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ یہی سوار اُن سے چھوڑالاوینگے تم اس امر میں کچھ چون وچرا نہ کرو اور اپنے سواروں سے کہہ دینا کہ بے گولی کے بندوقیں ماریں یہ کلام سُن کر خان ممدوح کو اور بھی تعجب معلوم ہوا مگر کچھ نہ تکرار کی موافق فرمانے آپ کے پچیس تیس سواروں کو فہمائش کرکے روانہ کیا جب سوار زیدی بنے نکل کر ان سواروں کے مقابلے میں گئے اور خالی بندوقیں مار مار کر اُن پر حملہ کیا جو کچھ جانور اور اسباب وہ لئے جاتے تھے ہیبت الٰہی سے سب چھوڑ کر اپنے لشکر کی طرف بھاگ گئے ہمارے سوار وہ سب اسباب اور جانور زیدی میں حضرت کے پاس لائے آپ نے فتح خاں سے فرمایا کہ جن کا یہ مال واسباب ہو ان کو بلاکر حوالہ کردیجیو وہ دونوں بستیوں کے لوگ اپنے اپنے جانور اور اسباب پہچان پہچان کر لے گئے اس عرصہ میں چار ملاّ گھوڑوں پر سوار بطور وکالت کے سردار یار محمد خاں

Marfat.com

کے بھیجے ہوئے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور پیام خان
موصوف کا لائے کہ سردار یار محمد خاں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے
اور کہا ہے کہ آپ کے واسطے یہی مناسب اور بہتر ہے کہ آپ زیدی سے
بنجار کو چلے جاویں اور قلعہ ہنڈ کو خالی کر دیویں اور وہاں سے اپنے لوگوں
کو بلا لیویں اس میں ہمارے اور آپ کے درمیان میں صلح ہے والا ہم صبح کو
مارے توپوں کے زیدی کو مسمار کر کے تمہارے لوگوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں
سے روند ڈالیں گے کہ ہر ایک کی کھوپڑی کا بھیجا نکل جاویگا آپ نے یہ سخت
جواب سن کر بہت نرمی اور عاجزی کے ساتھ فرمایا کہ تم سردار یار محمد خاں
کو ہماری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہندوستان سے
ہجرت کر کے اس مسلمانوں کے ملک میں آئے ہیں صرف اس لئے کہ سب مسلمانوں
کو متفق کر کے کافروں سے جہاد کریں دین اسلام کی ترقی اور قوت ہو اور
تم بھی مسلمان اور رئیس والی ملک نامور ہو تم کو لازم ہے کہ ہم مسلمانوں کے
شریک ہو کر کافروں اور باغیوں کو زیر کرو نہ کہ کافروں اور باغیوں کے
حمایتی اور دعویدار بن کر ہم مسلمانوں سے لڑو ہم نے جو جاوے خاں کو قتل
کیا اور اس کا قلعہ چھین لیا وہ ہمارے ہاتھ پر بیعت امارت کی کر کے باغی
ہو گیا تھا اور کئی بار سکھوں کو ہم مسلمانوں پر چڑھا لایا اور اپنی دانست
میں اس نے ہماری خونریزی اور بدخواہی میں درگذر اور کوتاہی نہیں کی

Marfat.com

مگر اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ و ناصر تھا اُس نے ہم لوگوں کو اُس کے شر سے
محفوظ رکھا اب تم اس باغی مفسد دین کے خون کے دعویدار بن کر ہم سے
لڑنے کو آئے ہو یہ حرکت لاغی تمہاری شان سے بعید ہے تم کو واجب ہے
کہ اس بات سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور اپنے ملک کو چلے جاؤ اور
دائرہ اسلام سے باہر قدم نہ دھرو اور حد شریعت سے تجاوز نہ کرو اور
جو نہ مانو گے تو دنیا میں بھی رُسوا اور شرمسار ہو گے اور قیامت کو بھی عذاب
الٰہی سے گرفتار ہو گے اور تم جانتے ہو یہ لوگ تھوڑے ہیں اور ہم لوگ
بہت یہ تمہاری خام خیالی اور متکبری ہے ہمارا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر ہے،
لوگوں کی کثرت پر نہیں ہے اور تمہاری دھمکی سے ڈرنے والے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ
ہمارا حافظ اور مددگار ہے فقط اور اُن چاروں شخصوں سے فرمایا کہ اپنے
سردار کے پاس جاؤ اور ہمارا پیام پہنچاؤ اور پھر چھ گھڑی میں اس کا جواب
ہمارے پاس لاؤ اس کے بعد وہ رخصت ہو کر اپنے لشکر کو گئے اور پھر
سے زیادہ عرصہ ہو گیا وہ نہ آئے اُس وقت قریب پہر کے دن باقی ہو گا
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے واسطے اتمام حجت اپنی کے چار آدمی یار محمد
خاں کے پاس بھیجنے کو تجویز کر کے بلائے ایک تو کابل آخوند زادے
منگل تہانے والے کو اور دوسرے مولوی عبدالرحمٰن تورو والے کو اور
تیسرے مولوی ڈاگئی والے کو اور چوتھے ملا محتشم کہائی والے کو
اور وہی تمام تقریر جو ان کے وکیلوں سے کی تھی ان کو سمجھا دی کہ اسی طرح

Marfat.com

جاکر کہا اور یہ چار شخص اس ملک میں بڑے نامی اور صاحب اعتماد تھے اور
پانچ آدمی اُن کے ساتھ گئے ایک منشی خواجہ محمد حسین پوری کو اور چار
قرابینچی اور انسے کہہ دیا کہ تم ان کے لشکر کے ورے کچھ دُور بیٹھنا اُن
کے ساتھ نہ جانا پھر ان سب کو رخصت کیا وہ طرف لشکر دانیوں کے روانہ
ہوئے جب بندوق کی زد پر لشکر رہا تب اُن پانچوں صاحبوں کو وہاں
میدان میں بٹھا دیا اور آپ وہ چاروں سردار یار محمد خاں کے پاس گئے اور
اس سے گفتگو کر کے اپنے پانچوں شخصوں کو لیتے ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ
کی خدمت میں آئے آپ نے حال پوچھا اُنہوں نے عرض کی کہ وہ تو مردک
صاف کافر ہو گیا آپ نے پوچھا کیونکر اُنہوں نے عرض کی کہ جو کچھ آپ
نے تقریر ہم کو تعلیم فرمائی تھی سب ہم نے اُس کے آگے بیان کی جب ہم نے
یہ کہا کہ تم دائرۂ اسلام سے باہر قدم نہ دھرو اور حد شریعت سے تجاوز
نہ کرو تب اُس نامعقول نے غصہ ہو کر کہا کہ اس ہاتھ سے شریعت کو
مار دونگا اور اس ہاتھ سے سید کو مار دونگا اور تم یہاں سے چلے جاؤ خبردار
پھر آنا پھر آگے ہم نے کچھ کلام نہ کیا وہی آپ بیہودہ بایتں بکتا رہا ہم
اٹھ کر اس طرف چلے آئے یہ تقریر سُن کر اُس وقت کچھ تھوڑا سا دن
قریب دو گھڑی کے تھا آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بلا بھیجا
کہ سب مورچوں سے غازیوں کو یہاں بستی کے اندر لے آؤ پھر مولانا
صاحب موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے وہاں سے مجاہدین نصرت

Marfat.com

قرین کو اٹھا کر بستی میں آئے اس عرصے میں ایک قلندر فقیر جو ہماری
قندھاریوں کی جماعت میں رہا کرتا تھا درانیوں کے لشکر کی طرف سے آیا
اور اُس کے جوتے جاری تھا ہمارے لوگوں نے کہ ان میں میاں خدا بخش
رامپوری میاں الٰہی بخش کے بڑے بھائی بھی تھے پوچھا میاں قلندر کہاں سے
آتے ہو اور یہ تمہارا کیا حال ہے کہا بھائیو خیر ہے میرا خون بہا اب تمہارا
خون نہ بہیگا یہ کہتے ہوئے حضرت امیرالمومنین کے پاس چلا گیا آپ نے
حال پوچھا کہا میں یہاں سے جاکر درانیوں کے لشکر میں ادھر اُدھر توپخانے
وغیرہ کی سیر کرتا پھرتا تھا کچھ لوگ مجھکو پکڑ کر سردار محمد خاں کے پاس لے
گئے اُس نے مجھ سے پوچھا کہ قلندر تم کہاں رہتے ہو اور ہمارے لشکر میں
کیا دیکھتے پھرتے ہو میں نے کہا مسلمانوں کے لشکر میں رہتا ہوں اُس نے
پوچھا یہ لشکر کس کا ہے یہ بھی مسلمانوں کا ہے میں نے کہا کہ نہیں یہ لشکر
باغیوں کا ہے اُس نے خفا ہو کر کہا اِدھر اُدھر کیا دیکھا پھرتا تھا میں
نے کہا کہ مسلمانوں کا مال و اسباب دیکھتا پھرتا تھا اُس نے کہا کہ تو تو یہ
لشکر باغیوں کا بتاتا ہے اسباب کن مسلمانوں کا کہتا ہے میں نے کہا کہ یہ
سب اسباب اُنھیں مسلمانوں کا ہے جہاں میں رہتا ہوں اُس نے کہا
ایسا کلام منہ سے نہ نکال ہمارے لئے دعا کر نہیں تو قتل کیا جاویگا میں
نے کہا کہ قتل سے میں نہیں ڈرتا ہوں مگر دعا انھیں مسلمانوں کے لئے
کرونگا تیرے واسطے نہ کرونگا تو باغی ہے اور باغیوں کا شریک اس

Marfat.com

پر اُس نے غصہ ہو کر اپنے لوگوں سے کہا کہ اس کو یہاں سے لیجاؤ اور مار
ڈالو یہ حکم سُن کر اُس کے کئی مصاحبوں نے عرض کی کہ سردار اس کے کہنے کا
آپ کچھ خیال نہ کریں یہ قلندر دیوانہ یوں ہی جو جی میں آتا ہے بکتا پھرتا ہے
اس کو مارنا مناسب نہیں تب اُس نے کہا خیر اگر جان سے نہ مارو تو اس کے
ہاتھ اور ناک کاٹ ڈالو انھوں نے یہ حکم سُن کر پھر بخوشامد اس سے عرض
کی کہ دیوانہ فقیر ہے یہ بھی بات کرنی آپ کو نہ چاہیئے یہ سُنا کر اُس نے غصہ ہو کر
ان لوگوں سے کہا کہ خبردار اب جو کچھ میں کہوں اُس میں چوں وچرا نہ کرنا اس
کو لیجاؤ اور دونوں کان کاٹ کر ہمارے لشکر سے اس کو نکال دو یہ
حکم سُن کر وہ چپ رہے پھر ایک نے میرے دونوں کان کاٹ ڈالے اور
مجکو لشکر کے باہر کر دیا میں وہاں سے اس طرف آپ کے پاس چلا آیا یہ
حال ہے حضرت علیہ الرحمۃ یہ تمام واقعہ سُن کر دیر تک سکوت میں رہ گئے
بعد اس کے فرمایا کہ وہ بڑا ظالم بیدرد ہے خیر کچھ مضائقہ نہیں منظورِ الٰہی،
یوں ہی ہے تمہارا انتقام وہ منتقم حقیقی اس سے لیگا اور آپ نے اُسی وقت)
نورنجش جراح کو بلا کر فرمایا کہ جلد ان کو لیجاؤ اور ان کا مرہم پٹی کرو پھر
نورنجش اپنے ساتھ ان کو لے گئے پھر کچھ دیر کے بعد اذان مغرب کی ہوئی
آپ نے نماز پڑھائی اور بعد نماز کے ساتھ کمال عجز اور انکساری اور
الحاح وزاری کے جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی تو بڑا قادر کارساز عاجز
نواز ہے ہم تیرے بندے عاجز و ناچار تیرے کرم وفضل کے اُمیدوار

Marfat.com

ہیں تو ہی ہم عاجزوں کا حامی و مددگار رہے دشمنوں کے شر و فساد سے
ہم لوگوں کو محفوظ اور مامون رکھ اور اپنی مدد سے ناتوان کو ان پر منصور و مظفر
کر پھر بعد فراغ دعا کے اپنے خاص خاص چند لوگوں کو بلا کر مشورت کی
کہ دشمنوں کے مقابلے کی کیا تدبیر کرنی چاہئے ہر کسی نے جو جس کے خیال
میں تدبیر پڑی عرض کی سب کے بعد آپ نے فرمایا کہ بھائیو اب سب
تدبیریں اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو اور اسی کے مدد کے اُمیدوار رہو صبح کو ہی
بستی کے کنارے جو قبرستان کا میدان ہے اسی میں ہمارا ان کا مقابلہ ہے
یا تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے ہم کو ان پر فتحیاب کرتا ہے یا اسی جگہ ہم
سب کی شہادت ہے اور وہ مہینہ بہادروں کا تھا اور چودھویں تاریخ
کی رات مگر چاند نہیں یاد ہے کہ کون تھا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے
فرمایا کہ بستی کے شہر پناہ کے گرد جا بجا پہرہ بندی کر دو کہ خوب ہوشیاری
سے رہیں اور باقی لوگ کمر باندھے اور ہتھیار لگائے ہوئے آرام کریں مولانا
صاحب موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے سب جگہ پہرہ بندی کر کے آپ
کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع کی اس عرصے میں اذان عشا کی ہوئی)
حضرت نے اور سب نے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے آپ نے کھانا منگایا
اور سید احمد علی صاحب اور مولانا صاحب کے ساتھ تناول فرمایا پھر مولانا
صاحب سے کہا کہ اب آپ بھی اپنے مکان پر جا کر آرام کریں مولانا صاحب
اپنے ڈیرے میں گئے اور ادھر حضرت آپ بھی آرام کرنے لگے اس کے

Marfat.com

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ یکبارگی اٹھ بیٹھے اور فرمایا کوئی ہے اُس وقت آپ کے پلنگ کے پیرے پہر میں تھا اور حافظ صابر تھانوی حافظ صاحب نے کہا کہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا میاں صاحب کو بلالاؤ وہ جاکر مولانا صاحب کو بلا لائے آپ نے فرمایا کہ اس وقت مجکو خطاب الٰہی سے الہام ہوا کہ تو کیوں اپنی تدبیر سے غافل ہے تیرے دشمن تیری تدبیر کر رہے ہیں فتح اور شکست تو ہمارے ہاتھ میں ہے تو بھی کچھ تدبیر ہو سکے کر یہی وقت ہے فقط' مولانا صاحب نے عرض کی کہ تو خطاب باری سے ہم لوگوں کے لئے بشارت فتح کی ہے جو کچھ آپ ارشاد کریں ہم بجالاویں' آپ نے فرمایا کہ اسی وقت چھلیے کی تیاری کرو اور جاکر بستی کے باہر جو گڑھی ہے وہاں ٹھہرو تجھ سے ہم وہیں لوگوں کو روانہ کرینگے یہ بات سُن کر مولانا صاحب اُسی گڑھی میں تشریف لے گئے اس عرصے میں سردار یار محمد خاں کے کئی افسروں نے جو حضرت علیہ الرحمۃ سے اخلاص اور اعتقاد رکھتے تھے آپس میں صلاح کرکے اور ایک خط لکھ کر اپنے آدمی کے ہاتھ کہ نام اُس کا عبدالحلیم ہے آپ کے پاس بھیجا ان افسروں میں ایک تو ارباب جمعہ خاں بھائی ارباب بہرام خاں کے تھے اور ایک فیض اللہ خاں اور ایک حاجی کا کڑ اور باقی صاحبوں کے نام نہیں معلوم اب اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت کرے آپ نے اس کو پڑھا خلاصہ

Marfat.com

مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ یہاں ہمارے لشکر میں تیاری ہو چکی ہے
کہ صبح کو مارے تو یوں کے زیدی کا نشان باقی نہ رکھیں گے اور سید کے
لوگوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند کر مار ڈالیں گے سواب پھر میں جو
کچھ آپ سے ہو سکے تساہل نہ کریں اور ہمارے ڈیرے نیڈ کی جانب ہیں
اطلاعاً آپ کو لکھا ہے فقط آپ نے اس کے جواب میں ان کو لکھا کہ خیراک
اللہ تعالیٰ خوب خیر خواہی تم نے کی جناب الٰہی میں دعا کرو اللہ تعالیٰ اپنا
فضل کرے اور آگے جو کچھ منظور الٰہی ہوگا وہی ظہور میں آویگا فقط پھر اس
آدمی کو رخصت کیا اور وہ مولانا صاحب کو بھیجدیا اور اِدہر لوگوں کو مولانا
صاحب کے پاس تیار کرکے بھیجنے لگے اور سب سے کہہ دیا کہ ہر کوئی گیارہ گیارہ
بار سورۂ لایلاف پڑھ کر دم کرالے اور یہ بھی فرمادیا کہ جن بھائیوں کے
پاس توڑے دار بندوقیں ہیں وہ توڑے اپنے چھپائے رہیں جب تک بندوق
چلانے کی نوبت نہ آوے اور قریب تین سو کے اپنے لشکر کے غازی بھیجے اور
باقی قریب چار سو کے ملکی لوگ اور اُس رات کو خوب ہی صاف چاندنی تھی
پھر مولانا صاحب نے اس گڑھی سے سب کو نکال کر ایک میدان میں کھڑا کیا
اور ننگے سر ہوکر دیر تک ساتھ کمال گریہ وزاری اور الحاح وانکساری کے
جناب باری میں دعا کی پھر بعد فراغ انھیں پلٹنوں میں سے ایک کو راہبر کیا
اور اُسی کے پیچھے پیچھے سب وہاں سے روانہ ہوئے جب چلتے چلتے دیر ہوئی
درانیوں کے لشکر کا پتہ نہ ملا بعضوں کو احتمال ہوا کہ اتنی دور ہم آئے اور

Marfat.com

اُن کا ڈیرہ خیمہ کہیں نظر نہیں آتا شاید وہ آج کوچ کر گئے اور بعضوں کو
یہ خیال ہوا کہ شاید راہبر راہ بھول کر اور طرف ہم لوگوں کو لایا اور اُس سے
کہنے لگے کہ تو ہم لوگوں کو کدہر لئے جاتا ہے اُس نے کہا تم کیوں گھبراتے ہو لشکر
دراصل کا ابھی دُور ہے اور میں تم کو سیدھے رستے پر لایا ہوں تم سب پیچھے
میرے چلے آؤ میں تم کو لشکر کے متصل کھڑا کر دونگا پھر سب اُسی کے پیچھے
روانہ ہوئے آخر الامر چلتے چلتے کیا دیکھتے ہیں کہ چار پانسو طلائے کے سواروں
کا پیرہ کچھ فاصلے سے ہندؤں کی جانب نظر آیا مولانا صاحب سب لوگوں کو لے کر
وہیں کھڑے ہو گئے کہ جب یہ چلے جاوینگے تب ہم آگے بڑھینگے اس عرصے میں وہ
ہماری بائیں جانب سے آتے آتے سامنے آئے اُنھوں نے بھی ہم لوگوں کو
دیکھا اور کھڑے ہو گئے اور پشتو میں کہا کہ سو کی یعنی کون ہو ہماری طرف
سے شیخ علی محمد دینی نے کہا اُچیل یعنی اپنے ہی لوگ ہیں پھر اُنھوں نے کہا دُوم
جانی را علئی" یعنی کہاں سے آتے ہو اُنھوں نے کہا لنگر اُتمان زئی یہ جواب
سُن کر ایک سواروں میں کا گھوڑا بڑھا کر ہمارے لوگوں کے قریب آیا اور
بھاگتا اور شور کرتے ہوئے گھوڑے کو بھگایا و اغایان دی و اغازیان دی
یعنی غازی ہیں اُس کی آواز سُن کر وہ تمام سوار اپنے لشکر کی طرف بھاگے
ہمارے لوگوں نے یہ خیال کر کے کہ لشکر اُن کا یہاں سے قریب ہے ایک
بارہ بندوقوں کی ماری اور بآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے ان کا پیچھا کیا ایک

Marfat.com

دم بھر خوب دوڑے اور لشکر کا پتہ نہ ملا پھر لوگ اس عرصے میں اُن
کے گولہ اندازوں نے دو گولے مارے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اُن کا
لشکر ہے اس میں کچھ ملکی ہماری طرف کے زیدی کی طرف بھاگے انہیں
کے ساتھ مولوی امیر الدین بھی چلے گئے ہمارے لوگوں کے تین غول ہو کر دوڑے
ایک غول توپوں کے داہنے اور ایک بائیں اور ایک سامنے جس میں مولانا صاحب
تھے اس عرصے میں تین توپیں چھ کی چلیں چوتھی توپ نہ چلنے پائی کہ مدد اللہ تعالیٰ
شانہ کی سے مولانا صاحب نے جا لیا اور وہ پانچ ضرب توپ تھیں اور دونوں
طرف سے دو غول وہ بھی وہیں آ گئے اور گولنداروں کی کسی نے نہ سُنی اور
کارتوس چھین لئے اور کسی نے ٹہتابیں چھین کر اُن سب کو پکڑ لیا اور پانچوں توپوں
پر اپنا بندوبست کیا اس عرصے میں جو چھٹی توپ تھی وہاں سے تھوڑی دور جا
شمال موضع کنڈی کی طرف وہ چلنے لگے اور وہ بہت جلد جلد چلتے تھے مولانا صاحب
نے چالیس پچاس بندوقچی اور قرابین والے اس طرف بھیجے کہ جا کر ان کی پشت
مارو وہ لوگ وہیں سے بہر ماریاں کرتے ہوئے اُس طرف کو بڑھے اور جا کر
اس پر اپنا قبضہ کیا اور ایک نجابت یار محمد خاں کا کہ اُس کی پشت پر تلوار لگی
تھی اس کو بھی پکڑ لیا اور دو گولہ اندازوں کو پکڑ لیا اور تیسرا بھاگ گیا
ان دونوں سے پوچھا کہ سردار یار محمد خاں کہاں ہے اُن دونوں میں ایک
زخمی تھا وہ نہ بولا دوسرے نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا سردار تو اسی
توپ پر تھے اُن کے گولی لگی سو وہ لوگ اُٹھائے لئے جاتے ہیں یہ بات

Marfat.com

سُن کر ہمارے مجاہدین اس توپ کو اُدہر پھیر کر مارنے لگے بعد اس کے
غازی لوگ اُن کے لشکر میں گھُسے تمام ڈیرے خیمے داروں سے خالی پڑے
تھے مگر کسی کسی خیمے سے دو چار درانی بھاگتے ہوئے نظر آتے تھے اور
باقی لوگ خدا جانے غازیوں کی پہلی تکبیر سُن کر فرار ہو گئے یا بعد زخمی ہونے
سردار یار محمد خاں کے بھاگے اور صدہا ملکی لوگ جو درانیوں کی کمک کو آئے
تھے وہی اُن کا مال و اسباب سلاخ وغیرہ لوٹ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں
کو چلنے لگے اس بات کی اطلاع غازیوں نے مولانا صاحب کو کی کہ تمام
ملکی اسباب لشکر کا لوٹے لئے جاتے ہیں آپ نے فرمایا بلا سے لیجانے دو اپنے
غازیوں سے کہا کہ تم کوئی توپوں کے پاس سے کہیں نہ جاؤ سواروں کا
لشکر ہی کیا عجب ہے کہیں پھر نہ آجاوے جب کچھ دیر میں ہندکی طرف بندوقیں
چلیں اور تواتر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سب درانی فرار ہو گئے اور ہندکے
سے مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور پیر خاں موائس والے ستر اسی مجاہدین لے
کر آپہنچے اور اُن کے بھاگنے کا حال بیان کیا کہ ہماری طرف ہو کر بھاگ
گئے اور ہم نے بھی بندوقیں اُن پر ماریں تب آپ نے اپنے غازیوں سے فرمایا
کہ لشکر کا اسباب جلد جمع کر کے اپنے قبضہ میں کرو لوگ تو اسباب جمع کرنے
میں مشغول ہوئے اور آپ نے مولوی مظہر علی اور پیر خاں کو کہا کہ اس وقت
قلعہ چھوڑ کر آنا موقع نہ تھا خیر آگئے تو بہتر کیا اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتحیاب
کیا مخالف منہزم بھاگ گئے اب تم بھی اسی وقت اپنے قلعہ کو چلے جاؤ

Marfat.com

اور ہوشیاری سے رہو پھر وہ تونڈ کو روانہ ہوئے اور ادہر ایسیاب لشکر کا
جمع ہونے لگا ایک تو ہاتھی آیا اُس کی سونڈ پر تلوار لگی تھی اور ساٹھ ستر
اونٹ اور کچھ کم تین سو گھوڑے آئے اور چھ ضرب توپ اور تیرہ یا سولہ
ضرب شاہین اور تلواروں بندوقوں وغیرہ ہتیاروں کا شمار یاد نہیں اور
اُن کی طرف مُردوں اور زخمیوں کا حال معلوم نہیں مگر اپنی طرف ایک تو
محمد حسن بارود سے جل کر شہید ہوئے اُنکے سنگڑ میں آگ لگ گئی تھی اور
ایک غازی اور شہید ہوا نام اُس کا نور محمد تھا اور چار غازی زخمی ہوئے
ایک تو دنیدار کہ اُن کے ہاتھ میں تلوار لگی چار انگلیاں جدی ہو گئیں اور
پانچواں انگوٹھا بھی کچھ کٹ گیا اور کچھ لگا رہا اور دوسرے دنیدار خاں
اُن کی پشت پر یعنی داہنے مونڈھے پر تلوار لگی اور تیسرے مرزا وزیر بیگ
اور چوتھے شیخ علی محمد دینی اُن کے سر میں تلوار لگی اور سردار یا محمد خاں کے
باورچی خانے میں پلاؤ کی دیگیں پکی ہوئی تیار دھری تھیں اور اکثر دراینوں
کے دیروں میں بھی پلاؤ تیار تھا وہ پلاؤ غازیوں نے خوب کھایا اور
منوں ہر قسم کا میوہ تھا وہ بھی بخوبی لوگوں نے کھایا اور وہاں لشکر
میں چند عورتیں بھی تھیں اُن سے غازیوں نے پوچھا کہ تم کہاں کی ہو انہوں
نے اپنی اپنی بستیوں کے نام بتائے اور کہا کہ درانی لوگ ہم کو پکڑ لائے
تھے یہ خبر مولانا صاحب کو ہوئی آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہو کہ تم اپنے گھروں

Marfat.com

کو چلی جاؤ پھر لوگوں نے اُن سے کہا وہ اُسی وقت بیچاریاں اپنی
اپنی بستیوں کو دعا دیتی ہوئی روانہ ہوئیں اس عرصہ میں کئی آدمی زیدی کے
جو مال واسباب لشکر کا لوٹ کر اپنے گھروں میں لے گئے تھے اور رکھ کر پھر
آئے اُنھوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ سید بادشاہ کو تو تمہارے غازی
لوگ پنجتار کو لے گئے مولانا صاحب نے پوچھا کس واسطے اُنہوں نے کہا کہ
یہ حال ہم کو نہیں معلوم شاید کسی نے وہاں یہ خبر اُڑائی کہ جو مجاہدین چھاپے
کو گئے تھے وہ سب شہید ہو گئے یہ خبر سنتے ہی مولانا صاحب نے سید عبدالرؤف
بابری والے کو اور مومن خاں خیبری کو کہا کہ تم جلد جا کر سید صاحب کو فتح
کی خبر دو اور جہاں ملیں وہیں سے زیدی میں لوٹا کر لاؤ وہ تو دونوں صاحب
اُدھر روانہ ہوئے اور ادھر مولانا صاحب نے حکم دیا کہ اسباب لادو اس میں
لوگوں نے کہا کہ جا بجا ڈیروں میں صدہا جوڑے جوتے جو لشکر والے چھوڑ
گئے تھے پڑے ہیں اُن کے لئے کیا حکم ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ ان کو
بھی جمع کر کے لاؤ پھر کوئی تین سو جوڑے جوتے لوگوں نے لا کر حاضر کئے،
آپ نے اونٹوں کے شلیتوں میں بھروا کر وہ بھی لدوائے جہاں اور
سب اسباب لادا گیا اور ہمارے غازیوں میں ایک شخص نواب کر کے
مشہور تھے اس ہاتھی پر سوار ہو کر مولانا صاحب کے ہمراہ زیدی کو
چلے اور اُن کے نواب کہلانے کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ

Marfat.com

ملک سوات کے خار میں تشریف رکھتے تھے ان دنوں ہندوستان سے جاکر
وہاں لشکر میں وہ منسلک ہوئے تھے اصلی نام ان کا خدا جانے ایک دن حضرت
کے پاس وہ آئے حضرت نے فرمایا کہ آؤ نواب بھائی وہ ہنس کر کہنے لگے
کہ آپ نے مجکو نوابی کا خطاب دیا اور نواب تو ہاتھی پر چڑھتے ہیں یہ خطاب
مجکو جو آپ نے دیا ہے تو ایک ہاتھی بھی حضور سے مجکو عنایت ہو آپ نے فرمایا
کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بات کیا دور ہے کہ وہ تم کو ہاتھی پر چڑھاوے
پھر اس دن سے ان کا لشکر میں نواب مشہور ہوا پھر آپ نے وہاں سے چلنے
کی تیاری کی چار توپیں تو آپ نے آگے کیں اور پچاس غازیوں اور سب
ملکیوں کو ان کے ساتھ کیا اور سو نمازیوں کے ساتھ وہ توپیں سب کے
پیچھے رکھیں اور ستر اسی غازیوں کو داہنی طرف کیا اور اسی قدر غازیوں کو
بائیں جانب کیا اور تمام مال و اسباب کے اونٹ خچروں اور قیدیوں کو بیچ میں
کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے جب زیدی کے آدھی دور پہنچے اس وقت
صبح صادق بہت روشن ہو گئی تھی مولانا صاحب نے سب کو واسطے نماز کے
وہاں ٹھہرایا سب نے وضو کیا اذان ہوئی ہر ایک غول نے اپنے اپنے وار سے
نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے سب کو لے کر مولانا صاحب وہاں سے روانہ ہوئے
دو گھڑی دن چڑھے ساتھ خیر و عافیت کے زیدی میں داخل ہوئے اور مال
و اسباب غنیمت کا انھوں نے خچروں سے اتروایا اس عرصے میں مومن
خاں بھی آیا اور مولانا صاحب سے کہنے لگا کہ ہم نے اور عبدالرؤف خاں نے

Marfat.com

حضرت کو موضع مانیرئی میں جاکر لیا اور حال فتح کا عرض کیا حیرآپ نے سید عبدالرؤف خاں کو اپنے پاس رکھ لیا اور مجھ سے فرمایا کہ اب جو کچھ دیر میں ہم بھی آتے ہیں تم میاں صاحب کو جاکر خبر دو یہ خبر فرحت اثر سُن کر مولانا صاحب نے واسطے استقبال حضرت امیرالمومنین کے دوسو سوار مع نقارہ ونشان روانہ کئے اور ادہر مرزا حسین بیگ اور کئی غازیوں کو فرمایا کہ جب حضرت کی سواری نزدیک آوے تب اکیس توپ خوشی کے چلانا اور توپوں کے پیچھے غازیوں کی صف آراستہ کرکے کھڑی کی جب موضع شاہ منصور میں حضرت کی سواری نمودار ہوئی تب مولانا صاحب چند غازیوں کو ہمراہ لے کر آپ کے ملنے کو آگے بڑھے اور جاکر نزدیک حضرت کے تسمے آپ مولانا صاحب کو دیکھ کر اپنے ٹٹو یا لو سے اُترے اور آکر مولانا صاحب کو اپنے سینہ سے لگالیا اور ہاتھی پر سوار وہ نواب بھی حاضر ہوئے اور آپ کو سلام کیا اور عرض کی کہ نواب تو ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں مجکو بھی آپ ہاتھی عنایت کریں اور آپ نے فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کیا دشوار جو تم کو ہاتھی دیوے سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے آج ہاتھی پر سوار کیا آپ نے فرمایا کہ نواب بھائی یہ ہاتھی تم ہی اپنے پاس رکھو اور خدمت کیا کرو اور سوار ہوا کرو اور ادہر توپیں چلنی شروع ہوئیں جب اکیس فیر ہوچکے تب غازی لوگ بندوق اور قرابین کی بھرماری کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت

Marfat.com

قریب توپوں کے تشریف لائے اور فرمایا کہ بھائی اب بجھاری موقوف کرو
پھر بجھاری موقوف ہوئی حضرت ننگے سر ہو کر جناب باری میں ساتھ عجز و
زاری والحاح وانکساری کے دعا کرنے لگے اور طرح طرح سے اللہ تعالیٰ وتقدس
کی ثنا وصف اور قدرت وعظمت اور اپنی مسکینی اور خاکساری اور محتاجی اور انکساری
بیان کرتے تھے اور سب لوگ آمین آمین کہتے تھے پھر بعد فراغ دعا کے آپ
تو بستی میں جہاں رہتے تھے وہاں آکر اُترے اور مولانا صاحب سب غازیوں
کے ساتھ توپوں کے پاس اُترے اور وہیں سب مال واسباب غنیمت کا جمع
تھا اس عرصہ میں ہم لوگوں نے حضرت کے ہمراہیوں سے پوچھا کہ بھائیو
ہم لوگ تو مولانا صاحب کے ساتھ شبخون مارنے گئے تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے
اپنے کرم وفضل سے ہم کو فتحیاب کیا اور تم موضع مانیرئی میں کیوں چلے گئے اس
کا تو مفصل حال بتاؤ ان میں سے میاں دین محمد اور میاں پیر محمد صاحب کہنے
لگے کہ یہاں سے ہم لوگوں کے چلے جانے کا یہ سبب ہوا کہ تم لوگوں کو سید صاحب
نے مولانا صاحب کے ساتھ اُدھر رخصت فرمایا اور آپ ادھر مسجد میں گئے
اور ننگے سر ہو کر بہت دیر تک ساتھ کمال گریہ وزاری اور عجز وانکساری کے
جناب باری میں دعا کرتے رہے پھر بعد فراغ دعا کے وہاں سے آکر گڑھی
کے برج پر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ شاید ابھی ہمارے مجاہدین بھائی
درانیوں کے لشکر تک نہیں پہنچے بعد اس کے کچھ دیر میں ایک بارہ توپوں
کی چلی پھر کچھ عرصے میں پانچ آوازیں توپوں کی ہوئیں اور پھر توپیں

Marfat.com

چلنی کچھ دیر میں موقوف ہوگئیں اُس وقت آپ پھر دعا کرنے لگے اس میں
کچھ عرصے کے بعد کسی ملکی نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سید بادشاہ کو فتح دی
یہ بات سُن کر اور یہاں کے ملکی لوگ مارے خوشی کے شور مچانے لگے اور پھر اُدھر
سے توپ کی آواز آنے لگی بعد اس کے مولوی امیر الدین صاحب ولایتی نے آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ وہاں تو جتنے مجاہدین آپ نے بھیجے تھے اُن
میں سے ایک نہیں بچا سب شہید ہوگئے یہ خبر وحشت اثر سُن کر سب کے یکبارگی
ہوش جاتے رہے کہ یہ کیا ہوا اور یہاں کے سردار فتح خاں نے آپ کے سامنے
ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اب آپ یہاں سے پنجتار کو تشریف لیجاویں اگر آپ یہیں گے
تو اللہ تعالیٰ پھر سامان جہاد کا دُرست کر دیگا اور میں بھی اپنے اہل و عیال یہاں
سے نکالتا ہوں اس وقت یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں آپ نے فرمایا کہ خان
بھائی ابھی آپ توقف کریں تعجیل کرنی خوب نہیں اور یہ خبر غلط ہے اللہ
تعالیٰ نے ہماری فتح کی ہے سید احمد علی صاحب جو آپ کے جنابخی تھے
وہ کہنے لگے کہ آپ کس دلیل سے فرماتے ہیں کہ ہماری فتح ہوئی مولوی
امیر الدین صاحب جو خود وہاں سے دیکھ کر آئے ہیں وہ تو خبر دیتے ہیں
کہ وہاں آپ کا ایک غازی نہیں بچا آپ نے فرمایا کہ اول تو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے ہم کو اُمید قوی ہے کہ فتح ہماری ہوگی اور دوسری عقلی
دلیل یہ ہے کہ پہلے جو بعد بارہ سو برسوں کے توپیں چلتی تھیں شعلہ

Marfat.com

اُن
رنجک کا اُس طرف نظر آتا تھا اور شعلہ کا رتوس اس طرف جب
توپیں کچھ دیر بند ہو کر پھر چلنے لگیں تب اس کے برعکس معاملہ نظر آنے
لگا یعنی اس طرف شعلہ کا رتوس' اس دلیل سے ہم کہتے ہیں کہ فتح اللہ
تعالیٰ نے ہم کو دی جبکہ توپیں اُن کے قبضے میں تھیں اور وہ چلاتے تھے
تب اس طرح معلوم ہوا یعنی شعلہ رنجک اس طرف اور شعلہ کا رتوس اس
طرف اور جب ان توپوں پر ہمارے نمازیوں کا تسلط ہوا اور یہ چلانے
لگے تو حال اس کے برعکس ہو گیا یہ گفتگو سُن کر سید احمد علی صاحب اور
فتح خاں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہو ہم بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ آپ
کی فتح ہوئی ہو مگر اب آپ کی قیاسی دلیل پر عمل کریں یا اس پر جو مولوی
امیر الدین صاحب بچشم خود دیکھ کر آئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح
نصیب کی ہو گی تو بھی یہاں سے چلنے میں قباحت نہیں پھر چلے آنا اور اگر
خدانا خواستہ اس کے عکس معاملہ ہو تو بھی چلنا بہتر ہے اور سید احمد علی صاحب
آپ کا ہاتھ پکڑ کے اُس بُرج سے نیچے اُتار لائے' آپ نے فرمایا کہ میاں
احمد علی ہم کو تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے یقین کامل ہے کہ ہماری فتح
ہوئی اور اگر خدانا خواستہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ مولوی امیر الدین کہتے ہیں
تو ہم ان تھوڑے غازیوں کو لے کر کہاں جاویں اس سے تو یہی خوب
ہے کہ خدا پر توکل کر کے یہیں رہیں جو کچھ منظور الٰہی ہو گا وہ ہو رہیگا،
سید احمد علی صاحب نے عرض کی کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مگر یہاں سے

Marfat.com

آپ کو چلنا مناسب ہے اور جلد یا بولا کر آپ کو نیزہ پر سوار کیا اور
طرف موضع مانیرئی کے روانہ ہوئے زیدی سے نکل کر کچھ دور گئے ہونگے
کہ پیچھے کچھ فاصلے سے دس بارہ برس کے لڑکے کی سی آواز آنے لگی کہ
حضرت ٹیٹ آئیے آپ ہی کی فتح ہوئی ہے اور یہ آواز پے در پے بار
بار آتی رہی بلکہ آپ نے سید احمد علی صاحب سے فرمایا کہ سنو تو یہ کیسی
آواز آتی ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ ہاں میں بھی سنتا ہوں کوئی لڑکا سا
پکار رہا ہے خدا جانے کون ہے اُس کے کہنے کی کیا سند پھر جب کالی دری
تک پہنچے تب وہ آواز موقوف ہو گئی اور ہم لوگوں میں کسی کو ثابت
نہ ہوا کہ وہ پکارنے والا کون تھا اور نہ کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس امر میں
فرمایا پھر جب موضع مانیرئی میں ہم لوگ آپ کو لے کر مع الخیر داخل ہوئے
اس کے کچھ دیر کے بعد دو سوار مولانا صاحب کے پاس سے آئے ایک
سید عبد الرؤف اور دوسرے مومن خاں اور کہا کہ حضرت آپ کو فتح
مبارک ہو یہ خبر فرحت اثر سُن کر جلد وہاں سے حضرت ادھر تشریف
لائے فقط پھر اسی روز نماز ظہر کے آخوند ظہور اللہ جہانگیری والے اور
امیر خاں خشک دو ڈیرہ والے واسطے مبارکبادی کے آئے اور یہ خبر لائے
کہ ہم نے اکثر معتبر لوگوں سے سنا کہ سردار یار محمد خاں موضع ہریان

Marfat.com

اور موضع دودڈ ہیر کے درمیان میں فوت ہوگیا اور یہ بھی لوگوں سے سُنا
کہ درانی سردار موصوف کے لشکر کے کہتے تھے کہ جس وقت ہم اپنے ڈیرے
خیمے چھوڑ کر بھاگے وہاں سے موضع دودُ ہیر تک ہم کو معلوم ہوا کہ سید
بادشاہ کے غازی اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہمارے پیچھے آتے ہیں اور
اسی ہیبت سے افتاں وخیزاں ہم بھاگے تھے اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
نے موضع مانیرئی سے آکر زیدی میں تین روز رہے اس عرصے میں
ملک سمی کے تمام رؤسا وخوانین جن کو سردار یار محمد خاں نے دھمکا دھمکا
کر اپنی طرف کر لیا تھا واسطے مبارکبادی فتح کے حضرت کے حضور فیض گنجور
میں آئے اور لوگ دف بجاتے تھے اور لشتو میں جاریت گاتے تھے
اور ننگی تلواریں لئے اُچھلتے کودتے تھے اور یہ برقت خوشی کے وہاں کا
دستور ہے اور ہر ایک خان اور ملک کے ساتھ ایک ایک نشان تھا
اور سب اپنا اپنا عذر حضرت سے بیان کرتے تھے کہ سردار یار محمد خاں
کے خوف ظلم سے برائے نام ہم مل گئے تھے مگر دل وجان سے ہم آپ
ہی کی خیر اور فتح جناب الٰہی سے چاہتے تھے آپ ان کی تسلی اور دلجمعی
کرتے تھے کہ تم ہمارے بھائی ہو کچھ مضائقہ نہیں اگر مصلحتہً تم اس
کی طرف ہوگئے جب سب رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے بت
چوتھے روز حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر فیروزی اثر زیدی سے کوچ
کر کے پنجتار کو چلے آپ کی سواری کے آگے زیدی کی تمام عورتیں

Marfat.com

غول باندہ کر دف بجاتی اور چار بیت گاتی خوشی کرتی ہوئی آئیں آپ
نے بطور انعام کے سید اسمٰعیل بریلوی سے پانچ پانچ روپے دلوائے پھر
وہاں سے جب موضع شاہ منصور اور کالی دری اور موضع سنگ پشتی اور
موضع گشتی غرغشتی میں آئے وہاں کی عورتوں کا بھی یہی حال تھا مگر ان
بستیوں کی عورتوں کو آپ نے دو دو روپے دلوائے اور جب مع الخیر پنجتار
میں داخل ہوئے سب کہیں سے زیادہ یہاں کی عورتوں نے اسی طور دف
بجاتی اور چار بیت گاتی ہوئی ہجوم کیا ان کو بھی آپ نے پانچ پانچ روپے
دلوائے پھر آپ اول سواری سے اُتر کر مسجد میں گئے اور دو رکعت نفل
پڑھی پھر آپ کے بعد بعضے بعضے اور صاحبوں نے پڑھی پھر وہاں سے آپ
بُرج میں تشریف لے گئے جہاں رہا کرتے تھے اور ہر ایک جماعت کے مجاہدین
اپنے اپنے قدیمی ٹھکانوں پر اُترے اور پنجتار کے غربی دروازے کی طرف
جو ایک ٹیلہ تھا اس کے پاس توپیں اور شاہینیں رکھیں اور توپ خانے
کا منتظم مولوی خیر الدین صاحب کو کیا اور مولوی صاحب کا نائب مولوی احمد اللہ
صاحب کو کیا اور جتنے ہندوستانی اور قندھاری وغیرہ سوار تھے وہ بھی
توپ خانے کے کچھ دور آگے جو شیشموں اور توتوں کا ایک باغ تھا اس میں
اُترے اور سردار یار محمد خاں کا ایک مصاحب زخمی مقید تھا اس کو پنجتار
کے شمالی فصیل کے اندر ایک خیمے میں اپنے نزدیک اُتارا اور نور بخش
جراح اس کی مرہم پٹی کرتا تھا اور وہی ہر روز حلوا پکا کر کھلاتا تھا
پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر گڑ اور آدھ سیر آٹا حضرت کے باورچی خانے

Marfat.com

سے ہر روز اُس کے لئے مقرر تھا جب چند روز میں اس کا زخم اچھا ہوا
تب حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اب اگر تمہارا دل چاہے تو ہمارے لشکر میں
رہو جو سب بھائیوں کو کھانا کپڑا ملتا ہے وہ تم کو ملیگا اور اگر کہیں جانے
کا ارادہ ہو تو وہاں تم کو بھجوا دیویں اُس نے کہا میں پشور کو جاؤنگا پھر
آپ نے کئی جوڑے عمدہ کپڑے بنوا دئے اور سواری کو ایک گھوڑا عنایت کیا
اور کچھ راہ خرچ دیا اور کئی ملکیوں سے کہا کہ ان کو نوشہرے تک پہنچا آؤ
وہاں سے یہ آپ پشور کو چلے جاوینگے پھر موافق فرمانے آپ کے وہ ملکی نوشہرے
تک پہنچا آئے اور جو ہمارے چار غازی زخمی تھے فضل الٰہی سے وہ بھی
اچھے ہو گئے اور جس روز حضرت علیہ الرحمۃ زیدی سے نیچاد میں داخل ہوئے
اُس کے اگلے روز مولانا صاحب سے فرمایا کہ جو کچھ مال و اسباب غنیمت
توپوں کے وہاں جمع ہے اُس کو وہاں سے منگا کر یہاں اپنے پاس حجرے
میں دھر دو اور ہر ایک جماعت میں خبر کر دو کہ جن صاحبوں کے پاس جو جو
مال و اسباب غنیمت ہو وہ بھی لاکر آپ کے پاس جمع کر دیں پھر لوگوں
میں حساب کر کے تقسیم کیا جاوے پھر مولانا صاحب نے توپ خانے سے
سب مال و اسباب غنیمت کا منگا کر اپنے پاس حجرے میں رکھا پھر اسی باب
میں غازیوں کو جمع کر کے وعظ فرمایا اور کہا بھائیو جس کے پاس
اسباب غنیمت سے جو کچھ ہو وہ لاکر حاضر کرے یہاں تک کہ اگر حجرے

Marfat.com

کا تسمہ بلکہ سوئی کا دھاگہ ہو اُس کو بھی لاوے اس میں سے کچھ نہ چھپاوے
اس لئے کہ یہ مال خدا کا ہے جو نہ لاویگا روز قیامت کے ٹکڑا جاویگا اور
سخت عذاب پاویگا یہ وعید شدید سُن کر جن جن صاحبوں کے پاس
تھوڑا بہت جو کچھ مال و اسباب تھا ان سب نے لاکر حجرے میں داخل کیا
یہاں تک کہ کسی کے پاس سیر آدھ سیر کشمش تھی کسی کے پاس ستو یا چاول
تھے یا ناس تھا سب لاکر حاضر کیا اور جو کچھ مال و اسباب خاوے خاں کا ہنڈ
سے لوگ مولانا صاحب کے ہمراہ مجاہدین لائے تھے وہ بھی جدا وہیں حجرے
میں رکھا گیا اور باقی جو اسباب خاوے خاں کا ہنڈ میں تھا اُس کے لانے کو
حضرت کی اجازت سے مولانا صاحب نے مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی
اور میر خاں موزائیں والے کو لکھا کہ واسطے نیدولیت قلعہ کے پچاس ساٹھ
آدمی مرزا احمد بیگ پنجابی کے پاس چھوڑ کر باقی سب کو ہمراہ اسباب خاوے خاں
کے یہاں لے آؤ اور مولوی مظہر علی صاحب بعد شکست یار محمد خاں موضع
ہریان اور موضع لاہور میں امیر خاں اور غلام خاں کے مکان سے تاخت
کرکے اُن کا بھی مال و اسباب لائے تھے وہ بھی قلعہ ہنڈ میں جمع تھا پھر بعد
کئی روز کے مولوی مظہر علی صاحب مع اسباب مذکورہ لوگوں کو لے کر
پنجتار میں حاضر ہوئے اور خاوے خاں کے اسباب میں وہ بھی اسباب داخل
کیا پھر خاوے خاں کا مال و اسباب ایک فرد میں جدا لکھا گیا اور

Marfat.com

سردار یار محمد خاں کا جدا ایک فرد میں لکھا گیا پھر جن کے ہتھیار توپ تفنگ
بندوق تلوار پستول نیزے وغیرہ اور ڈیرے خیمے اور اونٹ خچر دونوں
فردوں سے جدے کر کے بیت المال میں داخل کئے گئے اور باقی جو کچھ رہا ہر ایک
کی قیمت کا تخمینہ کیا گیا اور ہر ایک گھوڑے کی قیمت جدا جدا تخمینہ کیا گیا پھر
سب مال و اسباب کے پانچ حصے لگائے گئے ان میں سے ایک حصہ بیت المال
میں داخل کیا گیا اور چار حصے غازیوں میں تقسیم ہوئے ایک ایک حصہ پیادوں
کو ملا اور دو دو سواروں کو جو مال و اسباب گراں قیمت تھا وہ اکثر ملکی لوگ لوٹ
لے گئے تھے باقی کچھ اُس وقت سر دست ملا وہ مولانا صاحب جمع کر اکر لدوالائے
تھے اور اُس کا تخمینہ کل بائیس ہزار یا تیئیس ہزار روپے کا کیا گیا تھا حضرت
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خیر پچیس ہزار کا رکھو پھر جب تمام غنیمت تقسیم ہو چکی
ملکی لوگ جو شریک چھاپے میں تھے وہ تو اپنے اپنے حصے لے گئے سندوستانی
غازیوں نے کہا کہ ہم تو بیت المال سے کھاتے پیتے ہیں حصے لے کر کیا کریں
یہ بھی بیت المال میں داخل کرنا چاہئے یہ خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کو ہوئی آپ نے سب کے سامنے فرمایا کہ بھائیو یہ حصہ حق تمہارا ہے تم جو چاہو
سو کرو اس میں جو کوئی اپنی خوشی سے بیت المال میں داخل کر دے ہم اُس
کو روکتے بھی نہیں اس کا ثواب اُس کو جدا ہوگا اس امر میں کسی پر جبر نہیں
ہے اور نہ فرض و واجب ہے یہ بات سُن کر اکثروں نے تو داخل کر دیا
اور کمتر لوگوں نے جن کو حاجت تھی اُنھوں نے رکھ لیا اور اپنے خرچ

Marfat.com

میں لائے پھر اس کے بعد ایک روز نیچار اور زیدی کے دونوں فتح خاں
آپس میں مشورت کر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے،
کہ حضرت اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو اس ہمارے ملک کا بادشاہ
کیا اب ہم برضا و رغبت یہ چاہتے ہیں کہ ایک اپنا قاضی ہمارے یہاں مقرر
کریں وہ ہم لوگوں کو احکام شرعی جاری کرے اور ہماری بستیوں سے
آپ کے واسطے عشر بھی مقرر ہو اور ہم تمام خوانین ملک سمی کے سے ہمیشہ
انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی اس باب میں چون وچرا نہ کرینگے آپ نے کہا خیر تم
اللہ تعالیٰ فی الدارین مسلمانوں کو ایسا ہی چاہئے مگر ہم بھی یہ بار گراں کسی بھائی
پر نہیں ڈالتے ہیں اگر کوئی برضا و رغبت تمہارے کہنے سے قبول کرے بہتر
ہے اللہ تعالیٰ تم کو اجر دیگا پھر دونوں فتح خاں آپ سے رخصت ہو کر
اپنے اپنے مکانوں کو گئے اور ملک سمی کے تمام خوانین کو جو حضرت سے
اقرار کر آئے تھے اُسی مضمون کے خط لکھ کر روانہ کئے پھر بعد کئی روز کے
اپنی اپنی بستیوں سے دو دو چار چار ملک اور خان حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے احکام شریعت کے قبول کئے بخوشی
اور ہمارے یہاں آپ قاضی مقرر کر دیں کہ ہم لوگوں میں موافق شرع
شریف کے احکام جاری کرے اور ہم آپ کو عشر بھی موافق شریعت

Marfat.com

کے دیو نیگے اور آپ اُن سے فرمانے لگے تم اپنی اپنی بستیوں کے علماکو
یہاں ہمارے پاس بھیجو انہیں تمہاری بستیوں کا قاضی کردیں پھیروہ
خواہیں اپنی بستیوں میں جاکر اپنے علماء کو بھیجنے لگے اور آپ اُن کو قاضی کرکے
روانہ کرنے لگے پھر بعد چند روز کے فصل بڑی جوار اور ماش موٹھ کپاس
وغیرہ کی آئی اس میں ہر ایک ملک اور خان نے اپنی اپنی بستیوں سے
خچروں گدھوں پر غسر کا غلہ وغیرہ لاد لاد بھیجنا شروع کیا مگر اپنی ہی مرضی کے
موافق اور حضرت بھی کسی سے کچھ کمی بیشی کے امر میں تعرض نہیں کرتے تھے جو وہ بھیجتے
تھے وہ آپ لے لیتے تھے اور جو بعضے ہندوستانی مخالفین متدینین کہتے ہیں کہ سید
صاحب نے واسطے تحصیل عشر کے اپنے مجاہدین ہر بستی میں مقرر فرمائے تھے اور وہ اس
طرح کی تعدی اور زیادتی کھیت والوں پر کرتے تھے یہ محض افترا اور بہتان
مخالفین کا تراشا ہوا ہے اس کی کچھ بھی اصل نہیں ہے سچی بات یہ ہے کہ اس فصل
میں آپ نے ایک بھی تحصیلدار عشر کا اپنے غازیوں سے مقرر نہیں کیا تھا وہی لوگ
اپنی رضا و رغبت بھیجدیتے تھے بلاتعرض آپ لے لیتے تھے فقط اور جب ہر
بستیوں سے آنا شروع ہوگیا تب انھیں روزوں ایک دن حضرت علیہ الرحمۃ
سوار ہوکر چند غازیوں سے موضع چندلئی کی طرف جو پنجتار سے قریب آدھ
کوس کے درہ ہے وہاں تشریف لے گئے اور وہاں ایک چھوٹا سا پہاڑ کا
ٹیکرا ہے اور اوپر اُس کے میدان برابر ہموار ہے واسطے توپخانہ کے آپ نے

Marfat.com

اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ وہاں سے توپیں لاکر اسی پر لگائی جاویں اور بقدر حاجت گولہ بارود وغیرہ رکھنے کو اور گولندازوں کے رہنے کو مکان بنائے جاویں پھر آپ وہاں سے مکان پر تشریف لائے اور کئی روز کے بعد غازیوں نے موافق فرمانے آپ کے وہاں مکان بنانے شروع کئے جب چند روز میں بن کر درست ہوئے آپ کو اطلاع کی تب آپ نے اجازت دی غازیوں نے پختا رتے توپوں کو لیجا کر اُنسی ٹیکرے پر چڑھا دیں اور توپوں کے علاقے کے لوگ وہیں جا کر رہنے لگے اور ہر ایک توپ کی پیٹی میں کچھ کچھ جنگی کارتوس تھے پھر حضرت نے مولوی خیرالدین اور مولوی احمد اللہ صاحب سے فرمایا کہ توپوں کے گولے کم ہیں ہر توپ کے پان پانسو گولے پورے کر لئے جاویں پھر بعد چند روز کے دونو صاحبوں نے موضع قاسم خیل میں کارخانہ گولے بنوانے کا جاری کر دیا جو سب میں بڑی توپ تھی اس کا پان سیر کا تیر تھا اور چار جو اوسط تھیں ان میں دو کا سوا تین سیر کا تیر تھا اور دو کا تین سیر کا اور جو چھوٹا گردہ تھا اس کا تیر ڈیڑھ سیر کا تھا ایک روز حضرت بھی چند غازیوں سے وہاں تشریف لے گئے اور جا کر بیٹھے گولے تاؤ دے کر کوٹے جاتے تھے اس کی چنگاری اچھل کر ملک داد خاں) خورجے والے کے قرابین کی پیالی میں جا پڑی قرابین

Marfat.com

چل گئی منھ اس کا اوپر تھا خدا نے خیر کی سب گولیاں اوپر ہی نکل گئیں سب لوگ محفوظ رہے فقط اور عشر جاری ہونے کے پہلے لشکر میں غلہ ہمہ دال تین تین پاؤ سر اسم تقسیم ہوا کرتا تھا اور آپ ہی غازی لوگ پیس لیتے تھے اور بعضے کچھ غلہ دے کر پسوا لیتے تھے پھر جب عشر جاری ہوا اور غلہ کی افراط ہوئی تب لوگوں نے صلاحاً حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہاں اپنے غازیوں کو غلے کے پیسنے پسانے میں تکلیف ہوتی ہے اور یہاں سے سات کوس پر موضع منیئی میں پنچکیاں ہیں اگر چند لوگ مقرر کئے جاویں کہ وہ اونٹوں یا خچروں پر غلہ لیجایا کریں اور وہاں سے مزدوری دے کر پسوالایا کریں تو خوب ہو حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ صلاح بہت پسند آئی اور آپ نے شیخ ولی محمد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ اونٹ اور خچر تمہارے حوالات میں ہیں اب غلے پسوانے کا بھی تمہیں انتظام کرو اور وہ لوگوں کی تقریر سب اُن سے بیان کی شیخ صاحب نے عرض کی کہ بہتر بات ہے جیسا ارشاد ہو میں حاضر ہوں مگر یہ محنت و مشقت کا کام ہے اور اس کے اہتمام کو بہت آدمی چاہئیں ان کے لئے موافق ان کی محنت کے کچھ کھانے پینے کی اجازت ہو جاوے تو یہ کام بنے آپ نے فرمایا کہ بہتر بات ہے جن بھائیوں کو اس خدمت پر مقرر کرو ڈیوڑھا حصہ

Marfat.com

تو غلّے میں اور سراسم چھٹانک بھر اُن کو گھی دیا کرنا اور باقی
اور خرچ ضروری دینے میں تم کو اجازت ہے پھر شیخ صاحب نے
اس کا منتظم سید حامد علی جہنجھانوی کو کیا اور بیس تیس غازی اُن
کے ہمراہ کئے اور اونٹوں اور خچروں پر غلہ لدوا کر اور تین چھوٹے
چھوٹے خیمے دے کر موضع منیئ کو روانہ کیا اُنھوں نے موضع مذکور
میں جا کر وہاں کے خان مغر اللہ خان سے بیس کوٹھی خالی کرائیں کہ
ایک غلہ رکھنے کو اور ایک آٹا جمع کرنے کو اور ایک لوگوں کے جمع کو
اور وہاں کی پانچ چکیاں اپنے تحت میں کیں اور وہیں تینوں پال
کھڑے کئے اور چکیوں کا کرایہ چوبیسواں حصہ گیہوں میں اور سولہواں
حصہ بڑی جوار میں مقرر کیا اور یہاں پنجتار میں حضرت کے باورچی خانے
کے متصل ایک کوٹھا تھا جب وہ لوگ آٹا لاتے تھے اس میں انبار
کرتے تھے اور یہاں سے غلہ لیجاتے تھے جب وہاں سے آٹا آنا شروع
ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اب ہمارے لشکر میں ظفر پیکر سراسم آٹا دال ملا کر
سیر سیر جنس تقسیم ہوا کرے اور عبد القیوم کو جو آپ کے باورچی خانے
کے داروغہ تھے بلا کر فرمایا کہ یہاں پنجتار میں جو مسکین و محتاج
اور معذور لوگ ہیں ان کو ہر روز ہمارے باورچی خانے سے کھانا ملا کرے اور جو

Marfat.com

مہمان ومسافر ہمارے لشکر میں آویں وہ بھی ہمارے یہاں کھا دیں
عبدالقیوم نے عرض کی کہ آپ کے مطبخ میں تو دس آدمی ہیں اور اُس
کے اہتمام کو بہت آدمی ہوں بت یہ کام ہو آپ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے
جتنے درکار ہوں گے ہم مقرر کر دینگے تم بسم اللہ کر کے اس کام کو شروع
کرو عبدالقیوم تو باورچی خانہ کو گئے پھر اسی روز آپ نے بعد نماز ظہر کے بطور
ترغیب کے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج ہم نے عبدالقیوم کو
واسطے کھانے مسکینوں محتاجوں مہمانوں مسافروں کے حکم کیا اور وہاں
باورچی خانے میں کاروبار کو لوگ کم ہیں اور یہ کار ثواب ہے جو بھائی
للہ فی اللہ اس کار میں شریک ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیگا یہ بات
سن کر ہر ہیلے سے ایک ایک دو دو کر کے کوئی بیس آدمی حاضر ہوئے
کہ ہم یہ کام کرینگے آپ نے عبدالقیوم کو اُن کے سپرد کیا کہ ان کو باورچی خانے
میں داخل کرو اور آج سے ان کے واسطے میاں عبدالوہاب سے ڈیوڑھا حصہ
آٹے کا لیا کرنا پھر اُس دن سے وہ کارخانہ جاری ہوا **حکایت**
سردار یار محمد خاں کے مارے جانے کے تین روز پیشتر میاں جی چشتی صاحب
ملک بخارا سے مع الخیر تشریف لائے تھے اور قصہ سردار یار محمد خاں کی لڑائی
کا رہا جاتا تھا اس لئے اس کو تمام کر کے یہاں بخارا کے حالات میں
تحریر ہوتا ہے اور یہیں بخارا میں آ کر تسکین خاطر سے مفصل حضرت

Marfat.com

کے رویبرو میاں جی صاحب نے بیان کیا تھا اور ہم لوگوں نے بھی سنا،
تھا اور شیخ مجیب اللہ صاحب سے بھی جدا پوچھا میں نے کہ اس سفر
کا حال بیان کرو اُنھوں نے کہا کہ حال یہ ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ
نے ملک سوات میں خار سے ہم دس آدمیوں کو میاں جی چشتی کے ہمراہ
کرکے طرف مُلک بخارا کے روانہ فرمایا تب خار والوں میں سے بعض
بعض دوستوں نے کہا کہ اگر تم خرچ راہ روپیہ اشرفی لئے جاتے ہو تو ملک
قاشقار میں بہت تکلیف پاؤگے اس لئے کہ وہاں اس کا چلن نہیں ہم نے
کہا کہ پھر اس کی کیا تدبیر کریں اُنھوں نے کہا کہ ہلدی سونٹھ نمک
نیلہری سوئی کپڑا ان چیزوں کی وہاں بڑی قدر ہے پھر ہم نے نمک
تو موافق حاجت آپنے لوگوں کے لیا اور باقی تھوڑی سی چیزیں
لے کر روانہ ہوئے اور ملک یاجوج میں پہنچے پھر وہاں سے چلتے چلتے ملک
قاشقار میں داخل ہوئے شاہ کشور نام وہاں کا بادشاہ تھا حضرت
علیہ الرحمۃ نے اپنا خط دیا تھا میاں جی چشتی اور ہم سب اُن کی ملاقات
کو گئے اُس روز وہ اپنے باغ میں تشریف رکھتے تھے جب ہم لوگوں
کی خبر ان کو کی گئی پھر وہیں ہم سب کو بلایا اور واسطے تعظیم کے اٹھ
کھڑے ہوئے اور ہر ایک سے مصافحہ کیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور ہر
ایک سے عافیت مزاج کی پوچھی مگر ہم ان کی زبان نہیں سمجھتے

Marfat.com

تھے مگر جو فارسی وہ کلام کرتے تھے وہ ہم کچھ کچھ سمجھتے تھے پھر
میاں جی صاحب نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کا خط ان کو دیا اُس
کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور جو کچھ میاں جی صاحب سے زبانی حال
پوچھا اُنھوں نے بیان کیا پھر ایک مکان میں ہم سب کو اُتارا چار
مقام وہاں ہم سب نے کئے اور کھانا انھیں کے مطبخ سے ہم لوگوں کے
واسطے آتا تھا اور وہاں کا حال ہم نے عجب رنگ کا دیکھا ایک تو اُن کا
کارخانہ ہم نے نہایت سادہ اور بے تکلف دیکھا جیسے یہاں کے
ادنی رئیسوں کا مگر حکم اس قدر نافذ جیسے بڑے جلیل القدر بادشاہوں
کا کیا مجال کہ ذرہ فرق پڑے اور دوسرے اس ملک میں زمین ہموار
زراعت کی کہیں نہیں دیکھنے میں آئی زمین بہت ہی کم اور اسی سبب سے غلہ
بھی وہاں قلیل نظر آیا کہیں کچھ جو یا مونگ یا چاول اور کچھ نہیں وہاں کے
لوگوں کی اوقات بسری صرف میوے پر ہے اور غلہ وہاں ایسا جیسے
یہاں ولایتی میوہ اور بتبرے بادشاہی اصطبل میں گدھے دیکھے جیسے دو کالے
گھوڑے اور چوتھے نمک نہیں دیکھا یہاں تک بادشاہی مطبخ میں بھی، بائیسویں
کسی کو اُمرا اور فقرا میں سے سوتی کپڑا پہنے نہیں دیکھا سوائے پگڑی
کے اور چھوٹے روپے پیسے اشرفی کا وہاں مطلق رواج نہ تھا اور میوے
اور بکری دُنبے کے گوشت کی بڑی افراط، اور ہم نے جو اپنے پاس

Marfat.com

کا سوداگری اسباب بیچنے کو نکالا تو ہم لوگوں کے گرد وہاں کے آدمیوں
کا ہجوم ہو گیا نہ وہ ہماری بولی سمجھتے تھے اور نہ ہم ان کی ہاتھوں کے
اشارے سے خرید و فروخت کرتے تھے ایک ایک سوئی پچیس تیس
سیب یا ناسپاتی یا بہی دے کر لیجاتے اسی طور سونٹھ ہلدی ایک ایک
گرہ چار چار پانچ پانچ خوشے انگور کے دے کر خوشی یا خوشی لیجاتے
اور جو یہاں سے تھان بارہ آنے تیرہ آنے کی خرید کالے گئے تھے جو
ایک تھان لیجاتا ایک عمدہ پشمینہ کا چوغا دے جاتا اسی طور سب مال
ہم نے بیچا اور جس کی فجر کو ہم وہاں سے رخصت ہونگے اس رات کو
شاہ کٹور جہاں ہم اترے تھے اپنے چند نوکروں چاکروں سے وہاں تشریف
لائے اور اُن کے ہمراہ بجائے مشعلوں کے مشعلچی چیڑ کی لکڑیاں جلاتے
تھے شاید کہ تیل بھی اس ملک میں نہ ہوتا ہوگا پھر وہ فارسی میں میاں جی
صاحب سے باتیں کرنے لگے کہ کالے کافروں کا ملک ہمارے قاشقار سے
ملا ہوا ہے ہم بھی اُن میں ہمیشہ جہاد کیا کرتے ہیں اور اُن کو پکڑ بھی لایا
کرتے ہیں بہت لوگ اُن کے اب بھی ہمارے یہاں قید ہیں جو اُن
میں مسلمان ہو جاتے ہیں ان کو ہم چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے یہاں
ان کو کھانا کپڑا مقرر کر دیتے ہیں اور یہ اس وقت ہمارے ساتھ
اکثر لوگ اُنھیں میں کے ہیں جوان کو دیکھا تو کمال حسین اور شکیل اور

Marfat.com

سرخ وسفید تھے پھر میاں صاحب نے اُن سے رخصت چاہی اُنھوں
نے اُسی وقت رات ہی کو اپنا راہبر ہمارے ساتھ کر دیا اور اس سے
کہہ دیا کہ ان کو بدخشاں کی سرحد تک پہنچا دینا اور میاں جی صاحب سے
کہا کہ جب آپ مع الخیر اس سفر سے مراجعت کرنا تو اسی طرف آنا پھر
وہ اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور ہم سب سو رہے پھر بعد نماز فجر کے
اُس راہبر کے ساتھ ہم سب روانہ ہوئے اُس روز شام کو کالے کافروں
کے ملک کے پہاڑ پر پہنچے اور رات بھر وہیں رہے صبح کو وہاں سے چلے شام
کو بدخشاں کے ملک کے ایک شہر میں کرنام اس کا فیض آباد ہے پہنچے
اور وہاں کے قلعہ کے دروازے پر گئے اور وہاں کے حاکم کو اطلاع کرائی
اُس نے دو آدمیوں کو بلایا پھر میاں جی چشتی اور عبدالحکیم دہلوی اندر
قلعہ کے گئے اور ہم سب آدمی دروازے پر رہے پھر بعد کچھ عرصے کے
دونوں صاحب آئے اور ایک آدمی اُس ملک کا حاکم کا ہمراہ تھا اُس نے
اُترنے کو ایک مکان بتا دیا وہاں ہم سب اُترے پھر میاں جی صاحب
نے وہاں کے حاکم کی خوبی اور خوش اخلاقی کا بیان کیا کہ ہم دونوں
آدمی اندر گئے حاکم یہاں کا بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور اپنے پاس
ہم کو بٹھایا اور بہت خاطرداری کی ہم نے اعلامنامہ حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کا دیا اس کو سر آنکھوں سے لگایا اور پڑھا اور خوش

Marfat.com

ہوا کہ حضرت نے ہم کو سرفراز فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو یہی توفیق
عنایت کرے کہ اس کارِ خیر میں شریک کرے فقط پھر ہم لوگوں نے
وہاں بھی چار ہی مقام کئے اور دونوں وقت کھانا اُسی حاکم کے مطبخ سے
ہم سب کے لئے آتا تھا خمیری روٹیاں اور بے نمک کا گوشت، اور چار
روز میاں جی صاحب کو بلا کر دو ملاقاتیں اور بھی اُس حاکم نے کیں پھر
جب پانچویں دن ہم نے وہاں سے چلنے کی تیاری کی تب اُس حاکم نے اپنا
ایک راہبر ہمارے ساتھ کر دیا کہ ہماری سرحد تک ان کو پہنچا آؤ اور
وہاں کی بھی زبان فارسی تھی پھر اس راہبر کے ساتھ ہم وہاں سے چلے
تیسرے روز سرحد ترکستان میں داخل ہوئے وہ راہبر فیض آباد کو پلٹ
گیا اور ہم سب آگے روانہ ہوئے چھ تھے روز جا کر شہر قندز میں پہنچے
لوگوں سے وہاں کے حاکم کا نام پوچھا اُنہوں نے کہا محمد مراد بیگ،
دیہات کی زبان ترکی تھی اور شہر والے ترکی بھی بولتے تھے اور فارسی
بھی پھر ہم سب لوگ وہاں کے قلعہ کے دروازے پر گئے اور حاکم کو اطلاع
کرائی اُنہوں نے دو آدمی طلب کئے پھر میاں جی چشتی صاحب اور عبدالحکیم
اندر قلعہ کے ان کے آدمی کے ہمراہ گئے اور نو آدمی ہم دروازے پر رہے
بعد پھر سوا پہر کے ایک شخص ذی عزت رودار ان کو اپنے ساتھ لے کر باہر
آیا اور ہم کو بھی لیکر مکان پر گیا اور ایک بڑے عمدہ وسیع مکان میں اُتارا ہم نے میاں جی صاحب

Marfat.com

سے امیر کی ملاقات کا حال پوچھا کہ بہت ہماری تعظیم و توقیر کے ساتھ
مزاج پوچھے ہم نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا اعلامنامہ دیا
اس کو بڑی تعظیم سے لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اُس کو پڑھا اور
خوش ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اُن کی اطاعت اور شرکت
نصیب کرے اور اس اپنے رسالدار سے فرمایا کہ ان سب صاحبوں کو
لیجا کر اپنے یہاں اُتارو اور اُن کی بہت خاطرداری کرنا کسی طرح کی
تکلیف نہ ہونے پاوے ہم نے پوچھا رسالدار صاحب کا نام کیا ہے کہا
اُستانقل منباشی ان کو کہتے ہیں شاید استانقل ان کا نام ہو اور
منگباشی رسالدار کو کہتے ہیں ہزار سوار کے یہ رسالدار ہیں فقط پھر
ہم سب اس مکان میں رہنے لگے اُس کے صحن میں ایک نہر جاری تھی اور
وہی نہر ان کے زنانے محل میں گئی تھی اور ہر روز وہ رسالدار صاحب ہمارے
مکان میں تشریف لاتے تھے اور اُن کے غلام نمکین چلئے کا دیگچہ لاتے
تھے سو وہ آپ بھی پیتے تھے اور ہم کو اور اپنے لوگوں کو بھی پلاتے تھے اور
کھانا ایک وقت خیری روٹی اور دُنبے کا گوشت اور دوسرے وقت
فقط پلاؤ آتا تھا اور قسم قسم کا خشک و تر میوہ بھی دونوں وقت
کھانے کے ساتھ آتا تھا پستہ بادام اخروٹ چلغوزہ کشمش انار انجیر
انگور خوبانی سیب بہی ناشپاتی وغیرہ اور بتیس ۳۲ یا تینتیس ۳۳ اُن

Marfat.com

کے یہاں لونڈیاں تھیں اور اسی قدر غلام، اُن میں سے اٹھائیس
لونڈیاں تو ریشمی کپڑے بُنا کرتی تھیں انھیں کے مکان میں اور باقی چار
پانچ اور خدمت میں رہتی تھیں اور غلام باہر کی خدمت میں رہتے
تھے قریب ایک مہینے کے ہم وہاں رہے اس عرصے میں امیر محمد بیگ
نے اپنے قلعہ میں بلا کر میاں جی چشتی صاحب سے کئی بار ملاقات کی پھر
میاں جی صاحب نے رخصت چاہی کہ اب ہم بخارا کو جاوینگے اُنھوں
نے کچھ خرچ راہ دیا اور موسم برف پڑنے کا قریب آیا تھا اور خرچ
بھی نہ تھا جو سب کے لئے اونٹ کرایہ کر لیتے اس لئے دو اونٹ کرایہ
کئے اور چار آدمی رسالدار کے مکان پر چھوڑے اُنھیں میں میں بھی
تھا چار آدمی اپنے ساتھ لے کر ایک قافلے کے ہمراہ بخارا کو روانہ
ہوئے اور ہمارے لئے اُسی دستور رسالدار کے یہاں سے کھانا دونوں
وقت آتا تھا اور وہاں کے کئی دستور ہم نے عجیب و غریب دیکھے ایک
تو یہ کیا شرفا اور کیا غربا سب کی عورتیں پردہ کرتی ہیں اگر کہیں
برادری میں شادی غمی ہوتی تو گھوڑے یا خچر پر برقع اوڑھ کر سوار
ہو لیتیں اور چلی جاتیں ڈولی پینس وغیرہ سواری کا وہاں رواج
نہ تھا اور دوسرے یہ کہ وہاں کسی فقیر امیر کے یہاں چارپائی
پلنگ پر سونے کا دستور نہیں اور نہ کہیں کوئی چارپائی دیکھنے

Marfat.com

میں آئی سب لوگ زمین پر نمدے قالین وغیرہ بچھا کر سوتے ہیں بیٹھتے
اور تیسرے یہ کہ جو کوئی کسی کی ضیافت مہمانی کرتا ہے اور کھانا اُس
کے آگے دھرتا ہے کھانے بعد جو کچھ میوہ کھانا باقی رہا مہمان کو اختیار
ہے چاہے اپنے گھر لیجاوے چاہے وہیں کسی اور کو کھلاوے اس میں
کچھ شرم وحقارت نہیں بخلاف ہمارے ہندوستان کے اگر کوئی ایسی حرکت
کرے تو اس کو حقیر اور لے شرم جانیں اور چوتھے یہ کہ سوائے مسلمانوں
کے وہاں ہندو نہیں اگر کہیں سیٹھ ساہوکار مہاجن کھتری لوگ ہیں
حاکم کی طرف سے ان کو حکم ہے کہ جو پوشاک چاہیں پہنیں مگر مسلمانوں
کی طرح سپید پگڑی نہ باندھیں اور نہ ڈھیلے پائچوں کا پائجامہ
پہنیں اور نہ مسلمانوں کے سامنے گھوڑے خچر پر سوار ہو کر نکلیں اور اگر
کہیں شہر کے باہر سوار ہو کر جاتے ہوں اور راہ میں مسلمان مل جاوے تو اُتر
کھڑے ہوں مگر ایک مہاجن آتمارام نامی وہاں تھا اس کو تو البتہ شہر میں
سوار ہوتے دیکھا تھا پھر میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہاں تو کوئی
ہندو شہر میں سوار ہوتے نہیں پاتا اور یہ سوار ہو کر کوچہ و بازار میں
پھرتا ہے اس کی کیا وجہ اُس نے کہا امیر محمد بیگ ایک بار لڑائی پر
گئے تھے وہاں اپنی طرف سے یہ کہے سُنے اُس نے رسد پہنچائی تھی اور

Marfat.com

کھانے پینے کی وہاں بہت قلت تھی پھر جب وہ لڑائی فتح کرکے یہاں
آئے اور آتمارام سے بلا کر فرمایا کہ تم نے ہماری بڑی خیر خواہی کی ہم تم سے
بہت راضی ہیں تم نے یہ کام لائق انعام کے کیا کہو تم کو کیا چیز انعام دیں
اُس نے عرض کی کہ بدولت سرکار کے میرے گھر میں سب کچھ ہے مگر میرے
واسطے یہ پیروانگی ہو جاوے کہ شہر میں سوار ہو کر بے نکلا کروں یہی میرے
لئے بڑا انعام اور سرفرازی ہے پھر امیر نے پیروانگی سواری کی دی تب
سے اس کو اختیار ہے جہاں چاہے سوار ہو کر جاوے کوئی مزاحم نہیں ہوتا
اور ایک بات یہ بھی وہاں دیکھی کہ ہفتے میں دو بازاریں باہر شہر کے
میدان میں ہوتی ہیں اور شہر کے تمام دوکاندار اپنا اپنا سودا لیجا کر
وہاں بیچتے ہیں شام کو جو چیز لائق لانے کے ہلکی اس کو تو اُٹھا لاتے
ہیں باقی بھاری چیزوں ہیں میدان میں چھوڑ آتے ہیں دوسرے دن
وہاں سے اُٹھوا لاتے ہیں میں نے رسالدار کے غلاموں سے پوچھا
کہ یہاں بازار میں راتوں کو نے چوکی پہرے مال و اسباب پڑا رہتا ہے
کوئی چور ٹھگ نہیں لیجاتا اُنھوں نے کہا یہاں چور ٹھگ کا منتروں
تک پتہ نہیں کیا مجال کوئی لے سکے اور اگر شاید کسی نے ایسی حرکت
کی محمد مراد بیگ اس کو جیتا نہیں چھوڑتا مار ہی ڈالتا ہے اس خوف
سے کوئی کسی کی چیز نہیں چراتا سونا اُچھالتے منزلوں چلے جاؤ

Marfat.com

کوئی نہ پوچھیگا کیا تمہارے پاس ہے اور وہاں کئی بار ہم نے محمد مراد بیگ
کی سواری کا تماشا یہی دیکھا کہ کبھی کبھی آٹھویں دسویں روز اپنے قلعہ
سے چار پانسو سواروں کے ساتھ شہر میں اور شہر کے باہر کوس دو کوس
گشت کر کے اپنے قلعہ کو چلا آتا اور سوا سواروں کے پیادوں کی فوج
وہاں ہم نے نہیں دیکھی پھر بعد پانچ مہینے کے بخارا سے مع الخیر میاں جی
چشتی صاحب آئے اور ایک ترکی دوسالہ گھوڑا اور تین پالو اور تین
تھان کتان اور سات سات روپے کے تین پالو اور تین اور دو
طالب العلم قریب فضیلت کے بخارا سے اپنے ساتھ لائے پھر ہم نے
وہاں کا ماجرا پوچھا کہ کیا حال گذرا انھوں نے بیان کرنا شروع
کیا کہ ہم نے یہاں سے جا کر شاہ بخارا سے ملاقات کی بہت اخلاق اور
خوبیوں کے ساتھ پیش آیا اور ہماری بڑی عزت و توقیر کی حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے جو کلام اللہ شریف بھیجا تھا وہ ہم نے دیا
اور حضرت کا اعلا منا مہ پیش کیا اُس نے پڑھا اور اُس کو اپنی
آنکھوں سے لگایا اور جو کچھ زبانی حال حضرت کا اور حضرت کے لشکر
کا پوچھا ہم نے بیان کیا سن کر بہت خوش ہوا اور ہم پانچوں آدمیوں
کو اپنے ایک مکان میں اُتارا اور دونوں وقت اپنے باورچی خانے
سے ہمارے لئے کھانا بھجواتا تھا اکثر کھانا پلاؤ آتا تھا اور کبھی کبھی زردہ

Marfat.com

اور نان وگوشت یا قورمہ بھی آتا تھا اور کھانے کے ساتھ ہر روز
خشک وتر میوہ بھی ہوتا تھا مغز پستہ مغز بادام مغز اخروٹ مکشمش
انجیر خوبانی انگور انار سیب بہی ناسپاتی وغیرہ اور ساتویں آٹھویں روز
ہم کو بلوا لیتا تھا اور حضرت کے حالات پوچھتا تھا پھر بعد چند روز کے
کچھ رُک سا گیا اگر کبھی بلاتا تو اول کی پیاک ہم نے نہ پائی ہم کو تردد ہوا
کہ یہ کیا سبب ہے آخر الامر بعض بعض شخص وہاں کے جو آشنا ہو گئے تھے
اُن سے معلوم ہوا کہ بادشاہ نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ یہ لوگ
سید صاحب کے بھیجے ہوئے اتنی منزلوں سے اعلانامہ جہاد کا ہمارے
پاس لائے ہیں اس کا کیا جواب لکھنا چاہیئے اُنھوں نے عرض کی کہ
جہاں پناہ اس زمانے میں جہاد کرنے کا کس حوصلہ ہے اور خصوصاً ہندوستان
میں جہاں جا بجا حکومت اور عملداری نصاریٰ کی ہے یہ سب مکر و
فریب انگریزوں کا معلوم ہوتا ہے اُنھیں نے اپنی طرف سے یہ بھی
ایک دام فریب پھیلایا ہے جواب لکھنا کیا ضرور کچھ خرچ راہ دے
آپ اُن کو رخصت فرما دیں یہ وسوسہ اُن مشیروں کا بادشاہ
کے دل میں اثر کر گیا یہ سبب اُن کے رُکنے کا ہے یہ حال سُن کر ہماری
طبیعت گھبرائی کہ اب یہاں رہنا لے فائدہ ہے کسی طور یہاں سے چلا
چاہیئے مگر ان روزوں بارش برف کی طغیانی تھی والاّ اُنھیں

Marfat.com

دنوں ہم چلے آتے پھر بناچاری اتنی مدت اور رہنا پڑا اس عرصہ
میں چند شرفا غربا نے ہمارے ہاتھ پر چھپے چھپے بادشاہ کے خوف
سے بیعت ہدایت کی ہم نے چند بار ان کو توجہ دی عنایت الٰہی سے کئی شخصوں
کو فائدہ ہوا یہ بیتن یا بو اور بیتن تھان کتاں کے انھیں لوگوں نے دئے
تھے پھر جب موسم برف کا جاتا رہا اور رستے آمد رفت کے صاف
ہوئے تب ایک روز ہم نے بادشاہ سے رخصت طلب کی تب اُس نے
بہ ترکی گھوڑا واسطے سید صاحب کے دیا اور ہمارے خرچ راہ کو پچاس
اشرفیاں سات سات روپے کی ان کو طلا کہتے ہیں پھر ہم وہاں سے
ہمراہ ایک قافلے کے روانہ ہوئے یہاں آئے وہاں کا یہ حال تھا پھر وہاں
کئی روز کے بعد اس زور و شور سے وبا شروع ہوئی کہ صدہا آدمی شہر کے
ہر روز مرنے لگے کہ تمام اہل شہر گھبرا گئے میاں جی چشتی صاحب نے اُستانقل
رسالدار سے کہا کہ واسطے محفوظ رہنے آسیب وبا کے ہمارے پاس
سید صاحب کا بتایا ہوا ایک عمل ہے اگر اجازت ہو تو ہم کریں وہ بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ آپ ضرور کریں پھر میاں جی صاحب نے اُن
سے ایک سیاہ بکری بے داغ منگائی اور اس کو وہیں نہر میں نہلایا اور
کچھ سورتیں کان میں دم کیں پھر اس کو ذبح کیا پھر اس کا گوشت
پکوا کر تھوڑا تھوڑا ان کے سب لوگوں کو کھلوایا اور اپنے ہمراہیوں کو

Marfat.com

بھی کھلایا اور آپ نے بھی کھایا اور رسالدار کو بھی کھلایا اُن کے
یہاں لونڈی غلام اور گھر کے عورت و مرد لڑکے بالے ملاکر قریب اسّی
آدمیوں کے ہوں گے پھر عنایت الٰہی سے سب کے سب سلامت اور
محفوظ رہے کوئی اس بلا میں مبتلا نہ ہوا **فائدہ** کاتب الحروف بندہ
خاکسار محمد علی کہتا ہے کہ عجب نہیں کہ وہ میاں جی چشتی صاحب مرحوم
و مغفور کا بھی ہو کہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کہ عنایت اللہ نام ایک شخص کلکتہ کا رہنے والا مجھ سے نقل کرتا تھا کہ حضرت
خاتم المفسرین والمحدثین مولانا و مرشدنا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز
فرماتے تھے کہ واسطے دفع وبا اور طاعون کے بکرنگ سیاہ بیداغ ایک
بکری لیوے اور سہ شنبہ کے دن پاک پانی سے نہلا کر اس کو کسی جگہ
باندھ دیوے اور مال حلال سے اس کو چارہ دانہ کھلاوے پھر چوتھے دن
جمعہ کے روز اول درود پڑھے پھر سورہ فاتحہ پھر سورہ کافرون
اور سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھے اور
تین بار یہ آیت پڑھے ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون اور
داہنے کان میں اس کے دم کرے اور روئی سے کان اُس کا بند کردے
بعد اس کے ایک آدمی یا چند آدمی مگر طاق آدمی ہوں ایک ہزار بار
یہ دعا پڑھ کر اس کے کان میں دم کریں اعوذ بوجہ اللہ الکریم

Marfat.com

وبکلمات للتامات التی لایجاوزھن برّ ولا فاجرٌ من
شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ینزل من السماء
ومن شر ما یعرج فیھا ومما ذرأ فی الارض ومن شرھا
یخرج منھا ومن شر فتن اللیل والنھار ومن شر کل طارقٍ
الا طارقاً یطرق بخیرٍ یا رحمٰنُ پھر یہی سب کچھ بطور مذکور کے
پڑھ کر اُس کے کان میں دم کرے پھر اس کو ذبح کرے اور جو چیز
اس میں قابل کھانے کے نہ ہو اس کو زمین میں دفن کر دے پھر اس کو پکا کر
جتنے لوگوں کو تھوڑا تھوڑا گوشت کھلاوے ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے وہ
صدمۂ وبا سے محفوظ رہیگا اور یہ دعائے مذکور کھڑے ہو کر پڑھیں بیٹھ کر
نہ پڑھیں اور اگر پنجشنبہ کے روز بکری کو غسل دے کر یکشنبہ کو روز ہی
سب پڑھ کر اور کانوں میں دم کر کے ذبح کریں تو بھی دُرست ہے
انتہیٰ، بخارا سے میاں جی صاحب پندرہ یا سولہ روز رہے تھے پھر وہاں
سے چلنے کی تیاری کی امیر محمد مراد بیگ سے ملنے کو گئے اُس نے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے واسطے ایک خط دیا اور دس عدد طلے واسطے خرچ
راہ کے دے کر میاں جی صاحب کو رخصت کیا پھر وہاں سے گیارہ آدمی ہم
اور دو طالب العلم بخارا سے کوچ کر کے کئی روز میں بدخشاں کے فیض آباد میں
آئے اور وہاں کے امیر سے ملے اُس نے حال سفر کا پوچھا اُنہوں نے بیان کیا پھر وہاں

Marfat.com

ایک ہفتہ رہے اس عرصہ میں عبدالحکیم دہلوی کئی دن بیمار رہ کر فوت ہوئے اُن کو دفن کیا پھر جب وہاں سے چلنے لگے امیر نے بھی ایک خط اور کچھ خرچ دے کر رخصت کیا پھر وہاں سے قاشقار میں شاہ کٹور کے مکان پر آئے اور وہاں بھی کوئی آٹھ یا نو دن رہے وقت رخصت کے پادشاہ ممدوح نے بھی ایک خط دیا پھر وہاں سے ملک سوات اور ملک بنیر اور ملک چملے میں ہوتے ہوئے یہاں پنجتار میں آئے **حکایت** میاں جی چشتی صاحب جو بخارا سے ایک گھوڑا اور تین راس یابو لائے تھے یابو تو حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے خاصوں میں بندہوا دئے اور وہ گھوڑا بہت بلند دور کا بہ اور زردہ نہار جب خاں ٹپے باڑہڑہی والے کو دیا کہ تم اس پر سوار ہو کرو اور جو گھوڑے سردار یار محمد خاں کے لشکر سے غنیمت میں آئے تھے وہ اور غازیوں کو واسطے سواری کے دئے اور فرمایا کہ ہر روز ان کو پھیرا کرو اور اُن کی خدمت کیا کرو ہر کوئی اپنا اپنا گھوڑا آپ ہی ملتا تھا اور آپ ہی اُس کی گھاس لاتا تھا اور ہر روز سوار ہو کر پھیرتا بھی تھا اُنہیں روزوں عبدالمجید خاں جو حضور پر نور نواب معلی القاب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور کے ملازموں سے تھے بلدۂ اسلام ٹونک سے پانچ گھوڑے اور دو ٹٹو اور ایک جوڑی پستور انگریزی اور ایک تھیلا خشک پانوں کا اور دس آدمی ہمراہ لے کر

Marfat.com

پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں جا کر حاضر ہوئے
ایک تو ان کے ہمراہ مستقیم خاں اور سلطان خاں رامپوری تھے اور
شیر محمد خاں اور رستم خاں اور رمضانی اور شیخ مکھو اور شیخ کلو اور
عبدالرحیم سردنجی اور ایک لڑکا کہ کالیا کہتے تھے اور ایک اور شخص اُس کو
سائیس کہتے تھے نام اس کا نہیں معلوم اور ایک عبدالحمید خاں صاحب کا
قرابتی برادر زادۂ مبارک شاہ خاں مگر یہ خوب محکو یاد نہیں کہ مبارک شاہ
خاں ان کے ساتھ ہی گیا تھا یا اُن کے پیچھے سے اور یہ سب آدمی سلاح
پوشاک سے خوب آراستہ تھے اور اُن پانچوں گھوڑوں میں ایک گھوڑا
سمند میانہ اور خوبصورت ساز و یراق سے درست تھا اُس کی دُمچی اور
پوزی میں سنہری پھلیاں چڑھی ہوئی تھیں اور بانا تی چار جامہ اور
باتانی ہی اس کا زین پوش تھا خان موصوف اس کو حضرت کے پاس
آراستہ کر کے لے گئے اور عرض کی کہ صاحبزادۂ بلند مکان محمد وزیر خاں بہادر
نے یہ گھوڑا نذر بھیجا ہے اور وہ جوڑی ولایتی لیتور کی دی مگر یہ محکو
یاد نہیں کہ وہ جوڑی صاحبزادۂ ممدوح کی طرف سے نذر کی یا اپنی طرف
سے اور وہ خشک پانوں کا تھیلا بھی آپ کو دیا ہدایت اللہ بانس بریلی کے
اُس وقت وہیں حاضر تھے آپ نے وہ تھیلا ان کو حوالہ کیا کہ ہمارے لشکر
میں جو غازی بھائی پان کھاتے ہوں ان کو تھوڑے تھوڑے بانٹ دو،

Marfat.com

ہدایت اللہ تو وہ تھیلا لے کر اپنے ڈیرے میں گئے اور سب کو وہ پان
تقسیم کئے. اور جوڑی پستور کی آپ نے سید اسمٰعیل کو آپ کے ہم وطن
تھے باندھنے کو بطور امانت کے دی پھر حضرت علیہ الرحمۃ اٹھ کر اس گھوڑے
کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور بہت نشاش ہو کر فرمانے لگے کہ خان بھائی
یہ گھوڑا تو صاحبزادہ محمد وزیر خاں نے بہت اچھا بھیجا ہے اس کا راتب کیا ہے
اُنہوں نے عرض کی کہ صاحبزادہ کی سرکار کا راتب تو مجکو نہیں معلوم وہ
امیر کبیر ہیں جو کچھ دیتے ہوں وہ تھوڑا ہے مگر میں ٹونک سے یہاں تک
چار سیر دانہ اور سیر بھر آٹا اور آدہ سیر گڑ اور پاؤ سیر گھی ہر روز
کھلاتا آیا ہوں اب یہاں آپ کو اختیار ہے جو چاہیں سو راتب مقرر
کریں مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری مولانا عبد الحئی صاحب کے بھائی
بھی وہیں حاضر تھے اور گھوڑے کی سواری کے وہ بڑے اُستاد تھے اُن
سے آپ نے فرمایا کہ اس کو تم لیجاؤ اور اس کی خدمت اور پرورش
کرو اس پر تم سوار ہوا کرینگے اور حضرت نے اُس کا دانہ تو چار ہی
سیر رہنے دیا مگر آٹا اور گڑ اور گھی دوچند کر دیا پھر آپ نے اُسی
محفل ہدایت منزل میں دیر تک دعا کی کہ الٰہی جس نے یہ گھوڑا اپنی
نیت خالص سے محض تیری رضاجوئی اور خوشنودی کے واسطے مجکو بھیجا
ہے تو اس سے راضی ہو اور ہمیشہ اپنی رضامندی کے کاموں پر چست

Marfat.com

وچالاک رکھ اور جزائے خیر عطا کر اور ہر ایک بلائے آسمانی حادثہ
ناگہانی سے اس کو محفوظ اور مامون رکھ اور بیت الفاظ اسی طرح
کے اُس دعا میں حضرت نے فرمائے تھے مگر وہ بعینہ مجکو کہاں یاد ہیں
پھیر اس گھوڑے کو مولوی احمد اللہ صاحب اپنے ڈیرے پر لے گئے اور اُس
کی خدمت کرنے لگے پھر ایک روز دس بارہ دن کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ
پر چھالے کر اس پر سوار ہوئے اور مولوی احمد اللہ صاحب بھی اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر آئے اور نالے پر میدان میں شیشموں کے درختوں کے وہاں
تشریف لے گئے اور اُس کو پھیرنا شروع کیا اور کاوے اور اٹیرن پر
پھیرنے لگے اور اُس کی طبیعت اور چال آپ کو بہت پسند آئی اُس کو
ٹھہرا کر مولوی احمد اللہ صاحب سے فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ یہ گھوڑا بہت
تیز ہے اور مجکو عنایت الٰہی سے کئی چیزوں کی ایسی پہچان ہے کہ ان میں،
بہت کم خطا واقع ہوتی ہے ایک تو میں گھوڑے کو خوب پہچانتا ہوں اور
دوسرے تلوار کو اور تیسرے آدنی کو ان تینوں کی شناخت باخوبی،
اللہ تعالیٰ نے مجکو عطا کی ہے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی عادت شریف تھی
کہ جس فن اور ہنر میں آپ مہارت کامل رکھتے تھے اور اُسی فن کا اور
بھی کوئی ماہر ہوتا تو اُس پر اپنی اُستادی نہیں جتلاتے تھے چنانچہ گھوڑے
پر سوار ہو کر پر چھا ہلانا اور مولوی احمد اللہ صاحب بھی اس ہنر کی مہارت
رکھتے تھے اس روز آپ فرمانے لگے کہ مولانا صاحب آپ پر چھا خوب

Marfat.com

ہلاتے ہیں ہم کو بھی دو چار ہاتھ سکھلائیے' مولوی صاحب عذر کرنے لگے
کہ سبحان اللہ آپ اس فن میں خود اُستاد کامل ہیں آپ مجکو تعلیم فرماویں
میں کیا آپ کو سکھلاؤنگا' آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب اللہ تعالیٰ
نے ایک سے ایک زیادہ کیا ہے اور فضل و ہنر دیا ہے اور خصوصاً اس ہنر
کے اُستاد تمہارے ہی ملک میں اکثر ہوتے ہیں پھر آپ اور مولوی صاحب اُس
میدان میں نیزہ بازی کرنے لگے اور بیشمار لوگ ہندوستانی اور ولایتی وہاں
تماشا دیکھتے تھے اور اس چستی و چالاکی سے دونوں صاحب اپنے اپنے گھوڑے
پر نیزہ بازی پیچ کرتے تھے کہ لوگ دیکھنے والے حیرت میں تھے نہ وہ
اُن کی چوٹ کھاتے نہ یہ ان کی پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا گھوڑا
پھرا کر لٹودار بوتیٹی ہاتھ میں لی اور ایک مولوی صاحب کو دی اور
فرمایا کہ مولانا صاحب خوب ہوشیار رہنا اب ہم تم پر چوٹ کرینگے
اور تم بھی اپنا وار کرنے میں درگذر نہ کرنا پھر دونوں صاحبوں نے
کسرت برچھی کی کرنی شروع کی اور پیچ کرتے کرتے کبھی مولوی صاحب
کی کمر میں بوتیٹی لگا دیتے اور کبھی پہلو میں اور کبھی شانے میں اور کبھی
گردن میں اور مولوی صاحب بہتیری ہوشیاری کرتے تھے مگر بچ نہ
سکتے تھے پھر قریب شام کے آپ نے کسرت موقوف کی مولوی صاحب
نے عرض کی کہ حضرت نیزہ بازی میں نے کئی اُستادوں سے سیکھی مگر جو

Marfat.com

پیچ آپ نے اس وقت مجھ پر کئے ان کنہوں کو آج تک مجکو کسی نے
نہ بتایا یہ پیچ تو آپ ضرور مجکو تعلیم فرماویں آپ نے فرمایا ماشاءاللہ
مولانا صاحب اس فن میں آپ کو بھی خوب مہارت ہے اور آپ کے ہاتھ
بھی خوب صاف منجی ہوئے ہیں اور جو نکات اس کے مجکو معلوم ہیں اگر
آپ سیکھیں گے تو میں ضرور آپ کو سکھلاؤنگا پھر وہیں مسجد میں اذان
مغرب ہوئی سب نے نماز پڑھی بعد اس کے حضرت اپنے مکان پر آئے اور
مولوی احمد اللہ صاحب اپنے ڈیرے میں گئے مگر اُسی روز سے کسرت نیزہ
بازی کی شروع ہوئی تیسرے چوتھے روز حضرت اُسی گھوڑے پر سوار
ہوکر تشریف لیجاتے اور درمیان عصر اور مغرب کے مولوی احمد اللہ صاحب
کے ساتھ بوٹی لے کر نیزہ بازی کی کسرت کرتے اور مولوی صاحب
کو تعلیم فرماتے کچھ کم یا زیادہ دو مہینے تک اُسی گھوڑے پر آپ نے برچھا
ہلایا اور مولوی صاحب کو سکھایا فقط اور چار گھوڑے جو عبدالحمید خان صاحب
کے پاس تھے ان میں سے ایک تو خان ممدوح نے واسطے سواری کے
مستقیم خان کو دیا اور ایک رستم خان کو اور ایک سلطان خان کو اس لئے
کہ یہ تینوں صاحب جوان چست و چالاک اور مردانے تھے اور جو چوتھا گھوڑا
تھا اُس پر خان ممدوح خود سوار ہوتے تھے اور دو ٹٹو پیچھے چل رہتے تھے
اسباب لادنے کو مگر وہ گھوڑا بھی خان صاحب موصوف کا سیکڑوں

Marfat.com

میں ایک تھا سبزہ رنگ کا ہیا وار کا تھا نہایت خوبصورت اور تیز گام
اور خوشخرام تعلیم کیا ہوا اگر چاہتے تو اس پر سوار ہو کر اپنے مخالف کے ساتھ
چھری کٹار سے لڑ لیتے اس کرتب کا ہمارے لشکر میں کوئی گھوڑا نہ تھا
اور خان صاحب ممدوح کہتے تھے کہ چوبیس ۲۴ برس کا ہے اور وہ خان صاحب
موصوف خود فن سپہ گری میں اور جرأت و دلاوری میں یکتائے روزگار
تھے اور طبیعت کے نہایت تند اور تیز تھے ذرا سخت کلام کی اُن کو
برداشت نہ تھی جب احمد اللہ صاحب حضرت کے ساتھ کسرت نیزہ بازی
کی کرتے تھے اُنھیں دنوں ایک روز خاں صاحب نے بھی حضرت سے
عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو میں بھی آپ کے ہمراہ گھوڑا پھیرا کروں
اور کسرت بہت روزوں سے چھوٹی ہے تازی ہو جاوے آپ نے فرمایا
بہتر ہے آپ بھی آیا کیجئے پھر وہ بھی حضرت کے ساتھ کسرت کرنے
لگے حضرت نے فرمایا کہ خان بھائی تم خود اس فن میں اُستاد ہو ہمارے
ساتھ کسرت کرنے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں اب تم ہمارے غازی
بھائیوں کو سواری اور سپہ گری کی تعلیم کیا کرو اُنہوں نے عرض کی
کہ حضرت اُستاد تو آپ ہی ہیں مجکو کیا سلیقہ مگر فرمانبرداری آپ کی
مجکو منظور ہے جو کچھ مجکو آتا ہے میں بھائیوں کو سکھاؤنگا پھر جہاں
حضرت کسرت کرتے تھے وہاں سے ساٹھ ستر قدم کے فاصلے سے

Marfat.com

طرف جنوب کے دوسرے روز سے غازیوں کو لے کر وہ جانے لگے
اور سواری اور نیزہ بازی اور بندوق چلانی اور تلوار لگانی سکھانے
لگے اور اُن کا یہ کرتب دیکھ کر فتح خاں اور اُن کے سوار بھی جا کر
سب غازیوں کے ساتھ اس کسرت میں شریک ہوئے اور سیکھنے لگے
اور اُسی میدان میں ایک جگہ شیخ عبدالوہاب اور خدا بخش سنجاوٹی نے
بھری گدکے کا اکھاڑا مقرر کیا اور رستم خانی پہنک لوگوں کو
سکھانے لگے اور مرزا محمدی بیگ شاہجہاں آبادی نے بھی وہیں اپنا
اکھاڑا جدا بنایا اور وہ آمرد بیچ پہنکتے تھے اور سید لطف علی اور
امام الدین رامپوری نے ایک اکھاڑا غفور خانی پہنک کا ٹھہرایا اور
وہیں اُستاد رجب خاں ہُرہی والے نے ایک اکھاڑا اپنے کا جمایا اور
سب کے شاگرد جُدے جُدے تھے اور یہ کسرت ہر روز عصر کی نماز
کی بعد سے شام تک لوگ کرتے تھے اور وہیں نالے میں وضو کر کے نماز
مغرب پڑھ کر اپنے اپنے ڈیرے پر جاتے تھے پھر اس کے چند روز کے
بعد دو سکھ رنجیت سنگھ والی لاہور کے سے حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آئے اور ملے آپ نے اُن سے آنے کا سبب پوچھا اُنھوں نے
عرض کی کہ صرف آپ کی ملاقات کو آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ خیر
تم ہمارے مہمان ہو جب تک چاہو رہو اور اُن کے واسطے اپنے یہاں

Marfat.com

سے دو سیر آٹا اور پاؤ سیر دال اور آٹھ پیسے گھی مقرر کر دیا
وہ دونوں ہر روز بعد نماز فجر کے اور عصر کے آکر آپ کے پاس دو
چار گھڑی بیٹھتے تھے اور آپ کی باتیں سن کر اپنے بستر پر چلے جاتے
تھے، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری حاجت ضروری ہوا کرے ہم سے
کہہ دیا کرو کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا مگر وہ کچھ نہیں کہتے تھے پھر دس
بارہ روز کے بعد ایک دن اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت اتنے روزوں
ہم نے آپ کی خدمت میں آکر خوب آپ کی باتیں سنیں اور جو کچھ لوگوں
سے آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنے تھے اُس سے بڑھ
کر پایا اور آپ کا طریقہ اور دین ہم کو بہت پسند آیا اب ہم چاہتے ہیں
کہ ہم کو بھی یہی دین اور طریق آپ تعلیم کریں حضرت یہ بات سن کر بہت
خوش ہوئے اور اُسی وقت ان کو کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان کیا اور
آپ نے جو ان میں بڑا تھا اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا اور چھوٹے کا
عبدالرحیم، اور میاں جی چشتی صاحب سے فرمایا کہ ان کو اپنے ڈیرے
میں لے جا کر نماز سکھلاؤ اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ ان کو
دو دو جوڑے کپڑے بنوا دو پھر میاں جی چشتی صاحب نے ان کو لیجا کر
ان کے سر کے بال منڈوائے اور ان کی بغلیں کترائیں اور اُن کو نہلایا

Marfat.com

اُس وقت کسی غازی بھائی نے اپنا پا جُامہ دیا اور کسی نے انگرکھا
اور کسی نے ڈوپٹا اور کسی نے عمامہ کوئی تین تین چار چار جوڑے کپڑے
ان کے پہننے کو ہو گئے اور تیسرے روز چار جوڑے کپڑے نئے شیخ
ولی محمد صاحب نے جدے بنوا دئے اور اُسی روز حضرت علیہ الرحمۃ نے
نور بخش جراح کو بلا کر ان کا ختنہ کرا دیا اور ہر ایک کے کھانے کو
پاؤ سیر گڑ اور پاؤ سیر گھی اور آدھ سیر آٹے کا حلوا مقرر کر دیا میاں
جی چشتی ہی صاحب حلوا پکا کر ان کو کھلانے لگے جب چند روز میں زخم
ختنے کا اچھا ہو گیا تب میاں جی چشتی صاحب نے حضرت کی اجازت
سے پانچ یا چھ روز ایک ایک مرغ کا شوربہ ان کو پلایا پھر ایک
روز نہلا کر اور نئی پوشاک پہنا کر حضرت کے پاس لائے آپ نے اُن
سے عافیت مزاج کی پوچھی اور اُن سے باتیں کیں اُس وقت اُن
دونوں نے اپنا صاف صاف حال حضرت کے سامنے عرض کیا کہ ہم کو
خیر آباد سے ہمارے افسر لہنا سنگھ نے آپ کے پاس بھیجا تھا کہ ہم لوگوں
سے خلیفہ صاحب کی خوبیاں اور بزرگیاں بہت سنتے ہیں سو تم خود جا
اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ اور ہم سے بیان کرو اسی واسطے ہم آپ کو
دیکھنے آئے تھے یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل سے ہم کو بہ نعمت اسلام
کی عنایت فرمائی حضرت یہ تقریر ان کی سُن کر بہت خوش ہوئے اور

Marfat.com

دو گھوڑے اُن کو دئے اور فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو یہاں
ہمارے لشکر میں رہو اور چاہو خیرآباد میں لہنا سنگھ کے پاس جاؤ
تم کو اختیار ہے پھر وہ قریب دو مہینے کے لشکر میں رہے اور
نماز سیکھی پھر حضرت سے رخصت ہوکر وہ خیرآباد کو گیا اور کہیں
اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر چلے گئے پھر مجکو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا کہ
کہاں گئے اور جن دنوں وہ دونوں ہمارے لشکر میں تھے تب ایک
شخص نوجوان خوبصورت سولہ سترہ برس کی عمر کا حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کے پاس آکر سائل ہوا کہ آپ مجکو مسلمان کریں آپ نے
پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور تمہارا اور بھی کوئی ہے یا
نہیں اُس نے عرض کی کہ میں قوم کا کھتری اور رہنے والا ملک ہزارے
کے شہر سکندرپور کا ہوں میرا باپ بڑا سیٹھ مالدار ہے اور میری ماں
بھی زندہ ہے میرا بہت روزوں سے خیال تھا کہ میں مسلمان ہوں بعضے
بعضے مسلمانوں سے میں نے اس کی صلاح پوچھی اُنہوں نے کہا کہ تو بڑے
آدمی کا بیٹا ہے اور یہاں رنجیت سنگھ کا عمل ہے اس خوف سے
کوئی تجکو مسلمان نہ کر سکیگا اگر مصمم تیرا یہی ارادہ ہے تو یہاں
سے تو خلیفہ صاحب کے پاس چلا جاوہ تجکو مسلمان کرینگے اور
انھیں کے پاس تیرا مسلمان ہونا بہتر ہے یہ صلاح ان کی مجکو پسند

Marfat.com

آئی پھر کئی روز کے بعد میں اپنے گھر سے اس طرف روانہ ہوا اللہ
تعالیٰ نے آپ تک مجکو پہنچا دیا یہ گفتگو اس کی سُن کر حضرت بہت
خوش ہوئے اور اُسی وقت اُس کو کلمہ شہادت پڑھا کر آپ نے
اس کو مسلمان کیا اور ہدایت اللہ اس کا نام رکھا اور جو جماعت
خاص کے بہلہ دار شیخ عبدالحکیم صاحب بہلتی تھے اُن سے فرمایا
کہ تم میاں ہدایت اللہ کو اپنے بہلے میں لیجاؤ اور اُن کو نہلا کر نماز
تعلیم کرو اور اُن کا ختنہ بھی کرا دینا اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا
کہ ان کو دو جوڑے کپڑے بنا دو پھر شیخ عبدالحکیم صاحب ان کو اپنے بہلے
میں لے گئے اور اُس کے سر کے بال منڈوائے اور نہلایا اُس وقت غازیوں
میں سے کسی نے اپنا پائجامہ دیا کسی نے انگرکھا کسی نے دوپٹا کسی نے
عمامہ کئی جوڑے کپڑے میاں ہدایت اللہ کے واسطے ہو گئے پھر شیخ صاحب
ممدوح نے میر امان علی جالیسی سے کہا کہ تم شتر کے پاس ان کا بہی
بستر لگاؤ اور اُن کو نماز سکھلاؤ پھر میر صاحب موصوف ان
کو اپنے پاس لے گئے اور کئی روز کے بعد نور بخش جراح کو بلا کر ان
کا ختنہ کرایا اور پاؤ سیر گڑ اور پاؤ سیر گھی اور آدہ سیر آٹے کا
حلوا ہر روز میر امان علی اپنے ہاتھ پکا کر ہدایت اللہ کو کھلانے
لگے پھر جب زخم ختنے کا اچھا ہو گیا ان کو بہی چھ سات روز ایک
ایک مرغ کا شوربہ پلایا اور ایک روز ان کو نہلا کر اور

Marfat.com

نئی پوشاک پہنا کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں لائے
حضرت میاں ہدایت اللہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خیر و عافیت
پوچھی اور شیخ عبدالحکیم سے فرمایا کہ میاں ہدایت اللہ کو شیخ ولی محمد صاحب
سے ایک تلوار اور ایک بندوق دلوا دو اور اپنے ہی بیلے میں ان کو رکھو اور
مسائل ضروری نماز روزے وغیرہ کی تعلیم کیا کرو پھر شیخ صاحب نے
میاں ہدایت اللہ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شیخ ولی محمد صاحب تلوار
اور بندوق دلوادی پھر وہ انہیں کے پاس رہنے لگے اور وہ میاں ہدایت اللہ
بہت ہی صالح اور نیکبخت اور حلیم الطبع اور بے شر شخص تھے اور نہایت
کم سخن اور باحیا اور بامروت تھے اور کار خدمت میں بہت حیت و چالاک
تھے اور اپنی باری سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پلنگ کا پہرا انہی دیتے تھے اور
یہاں تک میاں ہدایت اللہ نے حضرت کی رفاقت کی کہ جب سے آئے تھے
تا واقعہ جنگ بالاکوٹ ایک دستور پیر رہے پھر بعد لڑائی بالاکوٹ کے
سب غازیوں کے ساتھ درۂ نندہیار میں آئے اور موضع بیٹ گرام
میں چند روز رہے پھر جب اکثر لوگ بے سر و سامان ہو کر اپنے اپنے وطن
چلنے لگے انہیں دنوں وہ بھی سکندر پور کو جہاں گھر تھا چلے گئے اور اپنے
والدین سے جا کر ملے وہ ان کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور چاہتے تھے
کہ ہمارے ہی پاس رہے اگرچہ مسلمان ہو گیا ہے مگر میاں ہدایت اللہ

Marfat.com

کو یہ بات پسند نہ آئی وہاں سے تھوڑی دیر ایک موضع تھا نام اُس
کا دہنڈہ تھا وہاں مولوی سید حسین شاہ رہتے تھے اُنھیں کی مسجد
میں یہ بھی جاکر اُترے اور وہیں رہنے لگے اور خرچ ضروری ان کو
انھیں کا باپ دیا کرتا تھا اور یہ اپنے طریقے پر قائم رہے یہاں تک بیان میاں
ہدایت اللہ کا تو ہو چکا اب باقی احوال نیختار کے سے یہ ہے کہ ایک روز
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ برج کے کوٹھے پر بیٹھے تھے اور آپ کے
حضور پر نور میں اس وقت سید احمد علی صاحب آپ کے خواہر زادے اور مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں صاحب اور سردار فتح خاں نیختاری
حاضر تھے آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کسی صاحب کو تجویز
کرو تو اپنے سواروں میں رسالدار کریں سید احمد علی صاحب نے عرض کی
کہ میری رائے میں اس عہدہ کے واسطے حمزہ علی خاں تمہاری رائے مناسب
معلوم ہوتے ہیں کیونکہ روادار اور مرد ہوشیار اور بردبار ہیں مولانا
صاحب نے عرض کی کہ میرے خیال میں تو اس کے لائق عبدالحمید خان
معلوم ہوتے ہیں اور ارباب بہرام خاں نے بھی انہیں کو پسند کیا اس لئے
کہ وہ بڑے ہوشیار فن سپہ گری میں تجربہ کار اور بہادر شخص ہیں سید
احمد علی صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب آپ بجا فرماتے ہیں مگر عبدالحمید
خاں مزاج کے تیز اور تند ہیں بات ہی بات میں ناخوش اور درہم برہم
ہو جاتے ہیں یہ اُن میں بڑا نقصان ہے اور حضرت کو بھی یہی بات،

Marfat.com

پسند آئی آپ نے فرمایا کہ سید احمد علی صاحب میاں صاحب اور
بہرام خاں کی تجویز مجکو بہی بہتر معلوم ہوتی ہے اور جو تم کہتے ہو کہ مزاج
کے تند ہیں کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نقصان ان کا دور کردے اور وہ
سلیم الطبع اور متحمل ہو جاویں اور تو کوئی برائی ان میں نہیں ہے انہوں
نے کہا ہاں اور کچھ نقصان نہیں معلوم ہوتا آخرش یہی بات ٹھہری پھر
اگلے روز آپ نے سید احمد علی صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور
ارباب بہرام خاں اور شیخ عبدالحکیم اور شیخ ولی محمد اور سب خاصوں کو
جمع کیا اور عبدالحمید خاں کو بلایا اور فرمایا کہ خان بھائی چند روز سے ہمارے
خیال میں تھا کہ لشکر کے سواروں میں کسی کو رسالدار کردیں سو تم ان
بھائیوں کو سواری اور سپہ گری تعلیم کرتے ہو آج سے ہم نے ان کا
رسالدار بہی تمہیں کو کیا خاں صاحب ممدوح یہ بات سن کر عذر کرنے
لگے کہ حضرت میں آپ کے فرمانے سے باہر نہیں ہوں مگر بات یہ ہے کہ
میری طبیعت تند ہے اور یہ امر اختیاری نہیں کہ چھوڑ دوں کہ شاید
بھائیوں کو اس سبب سے میری افسری گراں معلوم ہو اور یہاں یہ کام
خدا کے واسطے ہے اور رئیسوں کی فوج کا سا نہیں ہے' آپ نے فرمایا
کہ خان بھائی اس کا تم اندیشہ نہ کرو ہم تمہارے لئے دعا کرینگے امید
ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نقصان دور کردے اور تابعداری تو خدا ہی والے
کرتے ہیں رئیسوں حاکموں کی تابعداری تو کیا کرینگے خاں صاحب موصوف

Marfat.com

نے عرض کی کہ اگر یہی بات ہے تو میں حاضر ہوں پھر آپ نے میاں
دین محمد صاحب سے فرمایا کہ ہمارے یہاں سے جاکر ایک دوشالہ اور
ایک رومال لے آؤ اُنھوں نے لاکر حاضر کیا' آپ نے اپنا خاص عمامہ
اپنے دست مبارک سے عبدالحمید خاں کے سر پر باندھا اور فرمایا کہ خان
بھائی یہ دوشالہ اور رومال ہے اس میں سے ایک جو تم کو پسند ہو
وہ لو اُنھوں نے عرض کی کہ مجکو تو رومال خوش معلوم ہوتا ہے آگے
جو آپ کے پسند ہو آپ نے فرمایا کہ مجکو بھی یہی اچھا معلوم ہوتا ہے
اور وہی خاں صاحب کو اُردھا دیا اور ایک سبز وہی سنہرے قبضہ کی جو آپ
آن دنوں باندھتے تھے اور سابری اُس کا پیرتلہ تھا آپ کے آگے
دھری تھی اُس کو پیرتلے میں کرکے رسالدار کے گلے میں ڈال دی اور
وہی گھوڑا سمند صاحبزادہ ممدوح دام اقبالہ کا بھیجا ہوا ان کو عنایت
کیا اور فرمایا کہ یہ تم کو مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو کفار پر فتحیاب
کرے پھر آپ نے ہاتھ اُٹھاکر جناب الٰہی میں سر بسر سر ہوکر کمال
خلوص اور تضرع والحاح کے دیر تک دعا کی پھر بعد فراغ دعا کے
رسالدار نے پانچ روپے اور ایک اشرفی نذر کی پھر تمام حاضرین
مجلس نے رسالدار صاحب کو مبارکی دی پھر وہ رخصت ہوکر مسجد
میں گئے وہاں دو رکعت نفل شکرانے کی پڑھ کر اپنے ڈیرے میں آئے
اور اُسی روز سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو ایسا حلیم الطبع

Marfat.com

اور سلیم المزاج اور خوش اخلاق کر دیا کہ گویا ہمیشہ کے یوں ہی تھے
وہ تندی اور تیزی مطلقاً ان کی طبیعت سے جاتی رہی اور وہ رسالدار
صاحب کا عمامہ جو حضرت نے عنایت کیا سپید تھا اور رومال سرخ زین
کا بھوٹی دار اور حواشی اُس کے آبی تھے اور وہ سروہی وہ تھی جو حضور
پیر نور نواب مستطاب معلی القاب نواب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر والی
ٹونک مرحوم و مغفور نے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کو نذر دی
تھی اور میاں دین محمد صاحب سے میں نے سنا کہتے تھے کہ وہ سروہی نواب
صاحب بہادر ممدوح کو راجہ مان سنگھ والی جودہ پور نے دی تھی انتہی
پھر ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ نے نماز جمعہ کی پڑھ کر مولوی محمد حسن صاحب
جماعت دار سے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں اکثر بھائیوں کو بغیر مکان کے
تکلیف ہوتی ہے اور ان روزوں بھائیوں کو فرصت بھی ہے اگر موافق
حاجت ضروری کے اپنے اپنے پہلے میں کوٹھے بنا لیویں تو بہتر ہے اور ہمارا
بھی ارادہ ہے کہ ایک کوٹھا ہم بھی بنا لیں اُنہوں نے عرض کی کہ بات
تو مناسب ہے پھر جب حضرت وہاں سے مکان پر آنے لگے تو نالے
سے دو تیہرا اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لئے آپ کو دیکھ کر ہر کسی نے
موافق طاقت اپنی کے ایک ایک دو دو اٹھا لئے اور سب نے لا کر
حضرت ہی کے مکان پر جمع کئے اور سب کی نیت ہوئی کہ پہلے حضرت

Marfat.com

کہ پہلے حضرت کا کوٹھا بنایا جاوے بعد اس کے اور بنیں پھر اس کے
اگلے روز سے گارے اور پتھروں کی دیوار اٹھانی شروع کردی ،
کوئی تو پتھر لاتے تھے اور کوئی گارا کرتے تھے اور کوئی اُٹھاتے تھے
اور وہ دالان کوئی دس گز کا لمبا تھا اور قبلہ رخ اس میں تین در رکھے
گئے جب چند روز میں وہ دالان بن کر درست ہوا تب چھت کی کڑیوں سے
اس کو پاٹا اور آگے اس کے چھپر کا ایک سائبان ڈالا بعد اس کے اپنے اپنے
پہلے میں میں اور صاحبوں نے بھی بنانے شروع کئے چنانچہ ایک کوٹھا
شیخ عبدالحکیم پیلی نے بنایا اور ایک سید اسمٰعیل رائے بریلوی نے اور ایک مولوی
امام الدین صاحب بنگالوی نے اور ایک مولوی وارث علی صاحب پوربی نے
اور ایک نور بخش جراح نے اور یہ سب کوٹھے پاس ہی پاس خاص جماعت
والوں کے تھے اور ایک کوٹھا شیخ ولی محمد صاحب نے بنایا اور ایک
سید احمد علی صاحب کا بنایا گیا قریب مسجد کے اور ایک مولوی مظہر علی
عظیم آبادی نے بنایا اور ایک کوٹھا بستی کے باہر جانب مشرق واسطے
بارود رکھنے کے بنایا گیا اور یہ تمام مکانات مذکورہ غازیوں نے
اپنے ہی ہاتھوں سے اُٹھائے اور اُن سب کے پاٹنے کی کڑیاں ۔
سردار فتح خاں کی معرفت منگائی گئیں ایک ایک روپے بتیس ۳۲
بتیس ۳۲ چیڑ کی بہت عمدہ کڑیاں پھر بعد تعمیر مکانات کے حافظ

Marfat.com

ملہو خاں رامپوری اٹنورا فرانسیس کے لشکر سے کہ حضرو میں پڑا تھا
نیچہار میں ایک ٹٹو پر سوار دو یا تین آدمیوں کے ساتھ آئے اور اُن
کے لشکر میں جو مولوی اسمٰعیل کپتان خورجوی اور محمد خاں اجیٹن خورجوی
روشن خاں کپتان اور شاہ میر خاں رسالدار ٹہاری کے اور محمد خاں رسالدار
سوخیل تھے ان افسروں کا ایک خط لائے اور حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا اور
وہ پڑھا گیا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ ہم سب حضرت کے فرمانبردار اور مخلص
جاں نثار ہیں اگر ارشاد ہو تو ہم چند افسر حضور عالی میں آکر حاضر ہوں
والا جس وقت آپ دریائے اباسین کے اُس طرف ساتھ فوج کے
رونق افزا ہونگے اس وقت ہم سب اپنے پیادہ و سوار سے آپ کے
ہمراہ رکاب ہو جاوینگے کوئی آپ کی رفاقت سے انحراف نہیں کرنے کا
(یہاں)
بخضر جب بعد جب نو دس روز کے حاقط ملہو خاں نے رخصت چاہی تب
آپ نے اُن کے خط کے جواب میں لکھا حاصل اس کا یہ تھا کہ الحمدللہ
خط مسرت نمط تم سب بھائیوں کا معرفت ملہو خاں کے ہم کو پہنچا کیفیت
اس کی معلوم ہوئی اور جو تم نے لکھا تھا کہ حکم ہو تو یہاں چلے آویں
سو ابھی آنے کی کچھ ضرورت نہیں تمہارا وہیں رہنا مناسب اور
مصلحت ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو اس پار دریا

Marfat.com

کے لے چلے گا تب جو کچھ مناسب ہو سو دیکھ لینا فقط اور ایک گھوڑا
آختہ سمند بڑا تیز گام اور خوش خرام چہار گوشی شیخ غلام علی
صاحب نے آپ کو دیا تھا آپ اکثر اُس پر سوار ہوا کرتے تھے جو
سید ابو محمد صاحب آپ کے قریبوں سے تھے جب سفر ہجرت میں اُن
کا گھوڑا اسقط ہو گیا تب آپ نے وہ چہار گوشی آختہ
واسطے سواری کے سید ابو محمد صاحب کو دیا سو وہی گھوڑا سید ابو محمد صاحب
سے لے کر حافظ ملہو خاں کو عنایت فرمایا اور رخصت کیا اور دو گھوڑے
کابل میں سردار سلطان محمد خاں نے آپ کی نذر کئے تھے ان میں ایک
گھوڑا کمیت دوندنام بہت تیز گام سید ابو محمد صاحب کو دیا اُس
چہار گوشی کے عوض میں اور ملہو خاں کے آنے کے چند روز پہلے سے پائندہ
خاں تنولی حاکم ام کے دو شخص معزز ایک سید حسن شاہ مصاحب خان
ممدوح کے رہنے والے موضع یتر کے جو واقع ملک ہزارے میں
ہے اور دوسرا شامہ نام جمعدار خاں موصوف کا یہ دونوں کبھی
کبھی بطور وکالت کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آتے تھے اور پائندہ
خاں کی خوبی اور اخلاص مندی بیان کرتے تھے کہ آپ کا خیر خواہ
اور فرماں بردار مخلص جاں نثار ہے اور چھ سات روز ہمارے لشکر
میں رہ کر چلے جایا کرتے تھے اس عرصہ میں محمد زماں خاں گنگروالے

Marfat.com

نے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے بڑے مخلصوں اور معتقدوں سے تھا اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص کو خط دے کر حضرت کی خدمت سراپا برکت میں بھیجا اور حاصل مضمون اس خط کا یہ تھا کہ یہاں ہماری تمام بستیوں کی قوم مسلمانی سب اس بات پر متفق اور یکدل ہیں کہ ترُبیلہ ان روزوں سکھوں کی فوج سے خالی ہے اگر آپ کچھ مجاہدین نصرت قرین سے کہتل پر تشریف لاویں تو ہم اُسی روز ہلہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیں اور وہاں کے سب مسلمان بھی ہمارے شریک ہیں فقط اس کے جواب میں آپ نے محمد زمان خاں کو لکھا کہ تم اپنے اس مکان کی تیاری میں ہوشیار رہو انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتہ میں ہم کہتل پر آ ونگے پھر وہ آدمی جواب لے کر گنگر کو روانہ ہوا اس کے چوتھے یا پانچویں روز آپ نے چلنے کی تیاری کی اور عبدالحمید خاں رسالدار سے فرمایا کہ ڈیڑھ سو سواروں سے تم کو ہمارے ہمراہ چلنا ہوگا اور چاروں جماعتوں سے تین سو پیادوں کو فرمایا خاص جماعت تمام اور کچھ لوگ شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت سے اور کچھ لوگ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی جماعت سے اور کچھ قندھاریوں کی جماعت سے اور آٹھ ضرب شاہیں اپنے ساتھ لیں اور باقی لوگ

Marfat.com

جب پنجتار میں رہے ان پر مولوی احمداللہ صاحب کو امیر کبیر کے آپ
نے کوچ کیا اس روز جاکر منیئی میں رہے اگلے روز پھر وہیں مقام
کیا اور وہاں کے لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے سب غازیوں کی
دعوت کی اور وہاں پنچکیوں پر حضرت تشریف لے گئے جہاں اپنے لوگ
آٹا پسواتے تھے اور فرمایا کہ یہ لوگ جن کی چکیاں ہیں بہت کار ثواب
کرتے ہیں کہ اُن سے بیشمار مخلوق کو آرام ہے اور اُن لوگوں کے واسطے
دعا کی اور سید حامد علی صاحب جو غلّہ پسوانے پر متعین تھے فرمایا کہ
پنجتار کے لوگوں کو بھی آٹا پہنچانا اور ہمارے لوگوں کو بھی کہنل میں پہنچانا
اور اس میں تساہلی نہ کرنا پھر اگلے روز وہاں سے کوچ کرکے آپ گھیلڑی
باڑی میں پہنچے اور رات کو جا لی بند ہو کر موضع پیہور کے گھاٹ سے
پچاس ساٹھ قندہاری اور جو ملکی لوگ تھے آباسین کے پار اُتروائے
وہ گنگر میں محمد زماں خاں کے پاس گئے اور صبح کو کوچ کرکے حضرت
مع لشکر کہنل میں جا داخل ہوئے پھر سب کو پچھا پھر محمد زماں
خاں تربیلی پر چھایا لے گئے اور جو سکندر پور سے آنے کا رستہ
تھا کوئی دو سو آدمی اس کے بندوبست کو بھیجے کہ اُدھر سے سکھوں
کی کمک نہ آنے پاوے اور وہ گھاٹا پہاڑ کا تھا یہ لوگ تو
گھاٹے کی محافظت پر رہے اور اُنہوں نے تربیلی پر جا کر

Marfat.com

اپنا قبضہ کرلیا اور بستی کے باہر کڑہی تھی اس میں سوا سو سکھ تھے وہاں
سہارے قندھاریوں اور کچھ اپنے ملکیوں کے محمد زماں خاں نے
مورچے لگا دئے اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں اور ہزاری نالا
ہری سنگھ پان چہہ ہزار فوج سے وہاں سے چار کوس پہاڑ و
میں بڑا تھا اس کو خبر پہنچی کہ محمد زماں خاں نے تربیلی میں قبضہ کرلیا
اور گڑہی میں جو سکھ ہیں اُن سے لڑائی ہو رہی ہے وہ فوراً اس خبر
کے سنتے ہی اپنی فوج لے کر دوڑا جب قریب گھاٹے کے آیا گھاٹے والوں
نے روکا اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں چار گھڑی کامل اُنہوں
نے روکا مگر وہ پان چہہ ہزار اور یہ دو سو آدمی جب اُن کے مقابلے کی
تاب نہ لا سکے تب گھاٹا چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ آکر گھاٹے
میں گھسے ادہر یہ خبر محمد زماں خاں کو پہنچی کہ ہری سنگھ پان چہہ ہزار
فوج سے گھاٹے میں گھس آیا اور ہمارے لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے۔
خبر وحشت اثر سن کر وہ بھی اپنے لوگوں سے تربیلہ خالی کرکے گنگر
کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور اب تک کڑہی کے مورچے قائم تھے جب
وہاں مورچوں میں ان قندھاریوں اور ملکیوں کو یہ خبر پہنچی کہ
ہری سنگھ اس قدر فوج سے آپہنچا اور محمد زماں خاں تربیلہ

Marfat.com

خالی کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے تب ملکی لوگ تو مورچے چھوڑ کر محمد زماں
خاں کی طرف چلے گئے اور قندہاری لوگ کہتل کی طرف روانہ ہوئے
اور کہتل سے تربیلے تک ایک کوس کا فاصلہ ہے اور کہتل سے ہمارے
غازی لوگ دیکھ رہے تھے جب ہمارے قندہاری تربیلے سے نکل کر
آدہ کوس آئے ہونگے تب ہری سنگھ کے سوار تربیلے میں آکر داخل
ہوئے اور ہمارے قندہاریوں کو دیکھا کہ کہتل کی طرف جاتے ہیں ،
یکبارگی ان کے پیچھے گھوڑے ڈالے اور بندوقیں مارتے ہوئے
چلے اور ادہر یہ بندوقیں مارتے ہوئے کہتل کو چلے آتے تھے لوگوں نے
حضرت کو اطلاع کی کہ ہمارے قندہاریوں کے پیچھے سوار سکھوں کے
بندوقیں مارتے چلے آتے ہیں آپ نے شیخ عبداللہ خمعدار اور شیخ وزیر
کو بلا کر فرمایا کہ تم بھی ادہر سے شاہنشیں مارو اور کہتل کے لوگ بھی
اپنے اپنے پلے دار بندوقیں لے کر تیار ہوئے اس عرصہ میں قندہاریوں
نے آکر اباسین کا کنارا پکڑا اور جا بجا آڑ میں مورچے لگا کر بیٹھ گئے
اور کہتل سے شاہنشیں اور بندوقیں چلنے لگیں اور سوار سکھوں کے
بیدھڑک بندوقیں سر کرتے ہوئے چلے آتے تھے جب اور قریب
آئے تب قندھاریوں نے اٹھ کر ایک باڑہ ماری وہ سوار وہیں
رُکے آگے نہ بڑھ سکے مگر دو گھڑی تک جانبین سے خوب بندوق

Marfat.com

چلی آخر الامر تربیلے کی طرف سے مایوس ہو کر روانہ ہوئے اور ادہر کہیل سے شاہینیں اور بندوقیں چلتی رہیں اس عرصہ میں ایک شاہین چھٹ گئی مرزا احمد بیگ پنجابی وہاں سے دس بارہ قدم پر بیٹھے تھے ایک ٹکڑا شاہین کا اُن کی پنڈلی میں لگا صاف پنڈلی کی نلی قلم ہو گئی لوگوں نے حضرت کو اطلاع کی آپ نے اُسی وقت نور بخش جراح کو بلا کر مرزا احمد بیگ کے پاس بھیجا اُنہوں نے وہیں جا کر اُن کا پیر ہڈی بٹھا کر باندھا اور لوگوں نے چارپائی پر ڈال کر مرزا صاحب کو ڈیرے پر پہنچایا پھر حضرت نے پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر گڑ اور آدہ سیر آٹے کا حلوا مقرر کر دیا بعد اس کے آپ نے پیر خاں صاحب سے جو جماعت دار تھے فرمایا کہ قندہاریوں کو کشتی لے جا کر اس پار سے اُتار لاؤ خاں صاحب موصوف گئے آدمیوں سے ناؤ لے کر اس پار گئے اور سب کو ناؤ پر سوار کر کے اُتار لائے حضرت نے اُن سے وہاں کا حال پوچھا اُنہوں نے جو کچھ ماجرا تھا آپ کے روبرو عرض کیا کہ تربیلے میں جو محمد زماں خاں اور اُن کے لوگ تھے جب ہری سنگھ کا لشکر قریب آیا تب وہ صحیح و سالم گنگر کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور ہمارے اور کچھ ملکیوں کے مورچے گڑھی کے مقابلے میں تھے جب زماں خاں کا حال ہم لوگوں کو معلوم ہوا تب ہمارے مورچوں کے

Marfat.com

ملکی بھی اُنھیں کی طرف سب کے سب صحیح وسالم چلے گئے اور ہم لوگ ادہر چلے آئے اور جو دو سو آدمی محمد زمان خاں کے گھاٹے پر تھے ان کا حال ہم کو نہیں معلوم کہ ان میں کوئی زخمی ہوا یا مارا گیا اور نہ سکھوں کے لشکر کا حال معلوم ہوا کہ کتنے مارے گئے یا زخمی ہوئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب تم جاکر اپنے ڈیرے پر کمر کھولو آرام کرو وہ تو اپنے ڈیرے پر گئے اور اسی روز سکھوں میں تریلے سے باہر نکل کر جو وہاں کہتل کی طرف سرن نام ندی ہے اُس کے کنارے ڈیرہ کیا اور ادہر جب ہم سب نماز ظہر پڑھ کر فارغ ہوئے اس اُدہر کوئی تین چار سو سوار سکھوں کے اپنے لشکر سے نکل کر کہتل کے سامنے آئے حضرت علیہ الرحمۃ نے شیخ عبداللہ جمعدار اور شیخ وزیر سے فرمایا کہ تم بھی شاہینیں پہاڑ کے ٹیکرے پر جاکر لگاؤ اگر سوار سکھوں کے نزدیک شاہین کی زد پر آویں تو ان کو مارنا اور جو وہیں سے لوٹ جاویں اور ادہر نہ آویں تو ان سے کچھ تعرض نہ کرنا مگر وہ چلے ہی آتے تھے اُنھوں نے جلد جاکر ٹیکرے پر شاہنیں لگادیں اور ان کو مارنے لگے اس میں دو یا تین سوار ان کے شاہین کی گولی سے گرے وہ پراگندہ ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے لشکر میں جا ملے اور اُسی روز ام سے پائندہ خاں کے

Marfat.com

کے بھیجے ہوئے سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار آئے اور خان ممدوح
کے اشتیاق ملاقات کا پیام حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے آپ
نے ان کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے خان سے ضرور ملاقات
کرینگے ہم کو بھی اس کا خیال ہے اور اُن کو اپنے پاس بُلایا اور
ان روزوں جاڑے کا موسم تھا اس قدر سخت سردی تھی کہ خدا
کی پناہ اور اباسین کا پانی مارے سردی کے یخ کو شرمندہ کرتا
تھا اگر کوئی صبح کو اس میں نہاتا تو عجب نہ تھا کہ اکڑ جاتا آپ نے
رات کو بعد نماز عشا کے سب غازیوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا
کہ بھائیو جس کو حاجت نہانے کی ہو چاہے فجر کو دریا میں نہ نہاوے
تیمم کرکے نماز پڑھے جب دھوپ نکلے تب نہاڈالے پھر رات بھر
سب مجاہدین موافق دستور کے اپنے چوکی پہرے سے ہوشیار رہے
اور اسی رات کو سکھوں کے کوئی دو سو آدمی آکر اس پار کنارے
اباسین کے چھپ کر بیٹھ رہے اور ہم لوگوں کو یہ حال معلوم نہ تھا
جب سویرے صبح کو ہمارے لوگ وضو کرنے دریا پر گئے اُنہوں نے
لوگوں کی آواز سُن کر ایک بارہ بندوقوں کی ماری مگر خدا نے
خیر کی گولی کسی کے نہ لگی پھر ہمارے لوگ بھی بندوقیں مارنے
لگے اور سامنیوں میں ایک شاہین بھری ہوئی اور گولی دی

Marfat.com

ہوئی دہری تھی اس گھبراہٹ میں ایک شاہنجی پنجابی اپنی خالی
شاہیں سمجھ کر اس کو لے گیا اور پھر بارود اور گولی بھر کر اس کو سر
کیا وہ پھٹ گئی اور ایک اُس کا ٹکڑا اچھل کر اُس کی کنپٹی میں لگا
سر کے اندر گھس گیا دو تین گھڑی کے بعد وہ بیچارہ فوت ہو گیا باقی
اور شاہنیں اور بندوقیں اس طرف سے کوئی تین گھڑی دن چڑھے
تک چلا کیں اور ادہر سے سکھ بھی مارا کئے پھر جب اُنھوں نے ادہر کا
بہت زور دیکھا تب وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں چلے گئے اسی روز ایک
ملکی تربیلے کا اباسین اُتر کر ہمارے لشکر میں آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے
مقابلے میں آج اور کل ملا کر دس یا گیارہ سکھ مردار ہوئے اور اس سے
زیادہ زخمی ہوئے فقط' پھر اسی روز ستہیانی سے سید اکبر صاحب
بیس بچیس اپنے لوگوں سے اور اُن کے بھائی اصغر صاحب اور منڈی
والے سید نور جمال صاحب اور سید کابل شاہ حضرت علیہ الرحمۃ کی
ملاقات کو تشریف لائے اور سید اکبر صاحب کی تب تک حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی فقط خطوں سے یا زبانی لوگوں
کے سلام و پیام آتا تھا اور سید اکبر صاحب کے اخلاق حمیدہ اور
اوصاف پسندیدہ کا بیان کہاں تک کروں جس نے ان کو دیکھا
ہے اور اُن کی صحبت اُٹھائی ہے وہ ہی خوب واقف ہے کہ ایسا خوش

Marfat.com

خُلق خندہ رو کشادہ پیشانی حلیم الطبع سلیم المزاج سخی اور شجاع
صاحب تدبیر صاف دل راست گفتار اور حضرت علیہ الرحمۃ کا مخلص
بے ریا اور محب باوفا اور معتقد صادق کوئی رئیس اس ولایت میں
نہ تھا حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی غائبانہ ان کی خوبیاں سُن کر
کمال شوق ملاقات کا تھا جب وہاں ملاقات ہوئی وہ بھی
نہایت راضی ہوئے اور حضرت بھی کمال خوش ہوئے پھر سید اکبر صاحب
نے حضرت سے عرض کی کہ میں اُمید وار ہوں کہ ادہر سے آپ میرے
غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور میں اسی ارادہ سے یہاں آپ
کی خدمت میں آیا ہوں آپ نے اُن کی تسلی کی اور فرمایا کہ سید
بھائی انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم یہاں سے کوچ کر کے تمہارے ہی مکان
کو چلینگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس روز بھی کہنل میں رہے صبح
کو سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار سے فرمایا کہ آج ہم سید اکبر کے
ساتھ چل کر ستھیانی میں ٹھہرینگے تم جا کر اپنے خان سے ہمارے
ستھیانی میں جانے کی خبر کر دو جو کچھ پائندہ خاں تم سے کہیں
وہ تم ہم سے ستھیانی میں آکر کہنا یہ فرما کر آپ نے اُن
دونوں کو رخصت کیا پھر کچھ دن چڑھے آپ نے بھی تیاری

Marfat.com

چلنے کی کی سب لشکر کو کہتل میں رہنے دیا کوئی ڈیڑھ سو غازیوں
سے ستھیانی کو کہتل سے پانچ کوس ہے سید اکبر صاحب کے ساتھ
تشریف لے گئے اور سید ممدوح کے مکان پر اُترے اور سید موصوف
چھ بھائی تھے ایک سیّد اعظم ان سے چھوٹے سید اکبر ان سے چھوٹے
سید عمران اُن سے چھوٹے سید مدار اور ان سب کی والدہ ابھی زندہ
تھیں ان سب نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور منڈی والے سید نور جمال
اور سید کابل شاہ نے بھی بیعت کی پھر شام کو سید اکبر صاحب نے سب
کی ضیافت کی پلاؤ پکایا اور سب کو کھلایا پھر بعد فراغ نماز عشا کے
حضرت نے سید اکبر صاحب کو الگ بلا کر بٹھایا اُس وقت آپ کے پاس مولانا
اسمٰعیل صاحب اور منشی خواجہ محمد حسن بوڑی بھی حاضر تھے آپ نے
سید اکبر صاحب سے صلاحاً پوچھا کہ پائندہ خاں کے دو وکیل کئی بار پنجتار
میں بھی آئے اور یہاں کہتل میں آئے جن کو ہم نے تمہارے سامنے رخصت
کیا اور ہر بار یہی پیام لائے کہ ہمارے خان کو آپ کی ملاقات کا بڑا
اشتیاق ہے اور آرزو ملنے کی رکھتے ہیں تمہارے خیال میں یہ بات
کیسی ہے یہ سُن کر سید اکبر صاحب عذر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو امیر المومنین اور امام المسلمین کیا ہے اور اپنی عنایت سے علم

Marfat.com

باطنی دیا ہے ان باتوں کو جو آپ سمجھتے ہیں وہ مجھ میں مادہ کہاں
ہے مگر جو آپ نے اس مشورت میں مجکو سرفراز فرمایا تو جو کچھ میری
رائے ناقص میں ہے وہ عرض کرتا ہوں یہ جو قوم تنولی خصوصاً اس
ملک تنول کی ہیں اکثر بڑی غدار اور مکار ہیں بلکہ لوگوں میں ضرب المثل
ہیں تنولی بے قولی اور یہ جو پائندہ خاں ہے یہ توسب دغابازوں کا
سردار ہے ہمارا اس کا تو ڈانڈہ پنڈھے اکثر معاملہ اس سے پڑا ہے سوائے
بدعہدی کے کسی کے ساتھ اُس نے وفاداری نہیں کی یہ جو اُس نے آپ سے ملاقا
کا ڈول ڈالا ہے یہ بھی مکر وفریب سے خالی نہیں ہوگا آپ اُس
کی ملاقات سے الگ ہی رہیں اور یہ لوگ تو محض الدد والے صاف
دل اور پاک طبیعت ہیں اور اس ملک میں نو وارد ہیں آپ کو یہاں
کے حال سے کیا خبر اور ہم یہاں کے بھیدی ہیں اور ہم تو آپ کے خرد
ہیں اطلاعاً یہ باتیں عرض کی ہیں اور سیدنا در شاہ اور سید مردان
منڈی والے ہمارے عزیزوں میں بڑے سالخوردہ جہاندیدہ شخص ہیں
اور ان میں جو سیدنا در شاہ ہیں وہ پائندہ خاں کے بڑے مشیر اور مصاحب
ہیں بلکہ پائندہ خاں کے باپ نواب خاں کے مصاحب وہی تھے
جو وہ پائندہ خاں کے حال سے واقف ہیں اتنا میں بھی نہیں ہوں
یہاں سے پاؤ کوس اُن کا مکان ہے اگر ارشاد ہو تو سواری

Marfat.com

بھیج کر ان کو یہاں بلالوں اُن کے پاس سواری نہیں ہے والاّ وہ آپ
کی خدمت میں آپ ہی آکر حاضر ہوتے مناسب ہو تو اس امر میں آپ
اُن سے بھی مشورہ کرلیں دیکھیں تو وہ کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا
کہ سید بھائی تم نے بھی باتیں معقول دانائی اور خیر خواہی کی کی ہیں
اور جوان سے مشورت لینی کہتے ہو یہ بھی بہتر بات ہے مگر وہ بڈھے ضعیف
آدمی ہیں ان کو تکلیف دینی کیا ضرور ہم آپ اُن کے مکان پر چل کر
ملاقات کریں اور جو باتیں کرنی ہیں وہیں کرلیں سید اکبر نے عرض کی
آپ کیوں تصدیعہ کرینگے وہ خود آکر حاضر ہونگے پھر اُنہوں نے
اپنا آدمی بھیجا وہ گھوڑا لے گیا اور ان دونوں صاحبوں کو سوار کر کے
لے آیا اور اُن کو گھوڑے سے اُتارا حضرت علیہ الرحمۃ نے اٹھ کر اُن
سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور عافیت مزاج کی پوچھی مسجد میں اپنے پاس
بٹھایا آپ کی خوش اخلاقی اور ملاقات سے وہ دونوں صاحب کمال
خوش ہوئے پھر جو سوال آپ نے پائندخاں کی ملاقات کے امر میں
سید اکبر صاحب سے کیا تھا وہی ان دونوں صاحبوں سے کیا اس میں
سید مردان شاہ کچھ نہ بولے خاموش بیٹھے رہے اور وہ کم سخن
بھی تھے اور سیدنادر شاہ سے عمر میں چھوٹے بھی تھے شاید اس
لحاظ اور ادب سے نہ بولے ہوں سیدنادر شاہ نے کہا کہ حضرت

Marfat.com

اس مقدمہ کی داستان تو بہت طویل ہے کہتے کہتے دیر چاہیئے مگر
بغیر اول سے بیان کرنے سے مفصل حال پائندہ خاں کا آپ کے خیال
شریف میں نہ آویگا پہلے آپ اس کو تمام و کمال سُن لیویں پھر جیسا
مناسب جانیں ویسا کریں خلاصہ مضمون کا یہ ہے کہ جو پائندہ خاں
آج تک کسی سردار رئیس سے صاف دل ہو کر نہیں ملتا ہے اور اُس کے
دل کا چور نہیں نکلتا ہے سبب اس کا یہ ہے کہ جب اس کا باپ نواب
خاں زندہ تھا ان دنوں یہ پائندہ خاں لڑکا تھا اور میں اکثر اوقات
نواب خاں کے ہمراہ رہتا تھا ان روزوں وزیر فتح خاں وزیر
عظیم خاں کا بھائی کشمیر کا ملک اور سردار تھا اور یہاں سے پانچ
کوس کنارے اباسین کے جو دریند ہے وہیں ہو کر پیشور سے کشمیر کا
اور کشمیر سے پیشور کا رستہ تھا اور اکثر اوقات ادہر سے اُدہر ادہر
سے ادہر درانیوں کی آمد رفت رہتی تھی اور نواب خاں کا یہ وتیرہ
اور رویہ تھا کہ اسی کی سازش اور منصوبے سے تنولی لوگ اس
کے عمل میں راہزنی اور ٹھگی کیا کرتے تھے اور جو مال سے انیاھ
مقرر کر لیا تھا وہ اس کو دیتے تھے یہ کسی چور ٹھگ سے مزاحمت اور
باز پرس نہ کرتا تھا مگر وزیر فتح خاں کے لوگوں کی کشمیر اور
پیشور سے آمد رفت رہتی تھی اُس نے بطور انعام کے راہداری کچھ

Marfat.com

مقرر کر دی تھی ان کے لوگوں سے کوئی تنولی مزاحم نہیں ہوتے تھے
ایک بار کچھ خزانہ اور چند بدریاں دوشالوں کی اور کئی زنانی سواریاں
وزیر فتح خاں کے پندرہ بیس سپاہی کشمیر سے لئے آتے تھے اور پشور کو
جاتے تھے انہیں رہزنوں نے ام میں آکر نواب خاں کو اطلاع کی کہ
ایک چھوٹا سا قافلہ درانیوں کا کشمیر آتا ہے اور ان کے پاس اس قدر
خزانہ اور مال واسباب ہے اُس کے دل میں بدگمانی سمائی کہ ان کو
لیا چاہیئے اُس نے اُن سے کہا کہ مجکو تو الگ رکھو جس میں میرا نام ظاہر
نہ ہو اور تم اگر موقع پاؤ تو اپنا کام کر لو پھر جو کچھ ہوگا دیکھ لیا
جاویگا یہ سُن کر وہ لوگ اُن کی تاک میں ہوئے آتے آتے جب نکی پانی
میں آئے اور بے اندیشہ وہاں اُترے اور وہ بہت سخت جگہ اور تنگ
راہ تھی تب رات کو انہیں رہزنوں نے ان پر دھاڑا مارا ان میں جو سپاہی
تھے اُنہوں نے ہتھیار لے کر سامنا کیا اور لڑے اس میں کئی تو آدمی مارے
گئے اور کئی زخمی ہوئے مگر ان نامعقولوں نے کچھ اسباب نہ چھوڑا عورتوں
کے زیور تک بلکہ عورتوں کے ازاروں میں قیمتی ازار بند تھے لے لئے وہ لوٹے
مارے اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے ام میں آئے اور نواب خاں سے
اپنا حال اظہار کیا کہ تمہاری عملداری میں ہمارا یہ حال ہوا ہے اُس نے
ظاہرداری کو جھوٹ سچ ان کی تسلی اور خاطرداری کی کہ میں اس بات کا

Marfat.com

ضرور تدارک کرونگا پھر وہ سب بیچارے لوٹے مارے اسی طور پشور
کو چلے گئے اور وزیر عظیم خاں سے اپنی سرگذشت بیان کی اُنہوں نے
کشمیر میں وزیر فتح خاں اور عطا محمد خاں کو لکھا کہ یہاں نواب عطا محمد خاں
کی عملداری میں یہ واقعہ گذرا اُنھوں نے بھی بظاہر نواب خاں کو اس کا
شکوی تک نہ لکھا کہ یہ کیا معاملہ گذرا یہاں تک کہ پانچ یا چھ مہینے
گذر گئے پھر وزیر فتح خاں کوئی تین ہزار سواروں اور چار یا پانچ ہزار
پیادوں کو ساتھ لے کر کشمیر سے پشور کو روانہ ہوا آتے آتے جب سرگڑہ
کی گلی میں پہنچا اور دیرہ کیا اور اپنے کئی سوار وہاں سے موضع امم میں نواب
خاں سے جاکر کہا کہ وزیر فتح خاں نے فرمایا ہے کہ تمہاری عملداری میں ہم
آکر داخل ہوئے ہیں تم آؤ اور ہم سے ملاقات کرو اور جو تمہاری حق راہداری
کا ہو وہ لو اور ہم کو اپنے عمل سے دوسرے عمل تک پہنچا دو یہ پیغام سُن کر
اُس نے اپنے مصاحبوں سے صلاح کی کہ تم اس میں کیا کہتے ہو وہاں میرا
جانا مناسب ہے یا نہیں کس واسطے کہ جو تنولیوں نے پیشتر حرکت کی ہے
مجکو اس کا دغدغہ ہے کہ بلا کر دغا نہ کرے اور نواب خاں کا مدت سے
معمول تھا کہ جو کسی سردار رئیس کا قافلہ آتا تو آپ جاکر ان سے اپنا
حق لیتا اور اُن کو اپنی حد تک سلامت پہنچا دیتا تھا ان صلاح کاروں
نے کہا کہ موافق معمول قدیم کے تم کو اُن کے پاس جانا لازم ہے اگر نہ

Marfat.com

جاؤگے تو جان بوجھ کر چور بنو گے اور ملزم ہو گے یہ سُن کر یہی بات
اس کو یہی پسند آئی اور پچیس تیس سوار اور پیادوں سے اسی پائندہ خاں
کو ساتھ لے کر گیا اور شیر گڑھ میں جا کر ورنہ فتح خاں سے ملا اُس نے بہت
تسلی اور خاطر داری کی اور جو دستور راہداری کا مقرر کیا تھا وہ دیا جو
کچھ اندیشہ اور دغدغہ اس کے دِل میں تھا جاتا رہا پھر اگلے روز وزیر فتح
خاں کی فوج و لشکر کو وہاں سے کوچ کروا کے درنیند پر لایا اور دیرہ
کروایا اور وہ اباسین کا کنارہ ہے وہاں وزیر فتح خاں نے اپنے
لوگوں کو اشارہ کر دیا کہ نواب خاں اور اُس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لو
انھوں نے سب کو پکڑ لیا چند آدمی جو اس کے پاس اس وقت نہ تھے
وہ بھاگ کر قریب آدھی رات کے ام میں آئے اور نواب خاں کی
گرفتاری کی خبر لائے یہ بات سنتے ہی تمام بستی میں ہول پڑ گیا جس
نے جدہر اپنا بستیا دیکھا ادہر کا رستہ لیا اور نواب خاں کے اہل و عیال
تہ و بالا اور بد حواس ہونے لگے اور جن کہ نواب خاں مکان پر چھوڑ
گیا تھا چنانچہ ان میں میں بھی تھا ان سے کہا کہ ہم کو یہاں سے جلد
کسی طرف نکال لے چلو ایسا نہ ہو کہ ہم بھی گرفتار ہو جاویں اور اس وقت
جو مال و اسباب اور نقد سر دست ساتھ لیا گیا تھا اس کو تو لیا اور
باقی چھوڑ دیا اور کچھ اسباب مجکو سپرد کیا کہ اس کو ٹھکانے میں لیجاؤ

Marfat.com

میں وہ اسباب لے کر ادہر آیا اور ان کو لوگ وہاں سے لے کر چلے
سات کوس پر مدا خیلوں اور حسن زئیوں میں گئے پھر وہاں درمیں
نواب خاں نے پائندہ خاں سے کہا کہ اب تو ہم یہاں گرفتار ہوئے
دیکھئے کیا انجام اسکا کیا ہو مگر اس وقت ایک تدبیر مجکو سوجھی ہے اگر
وہ چل گئی تو تجکو میں صاف نکالے دیتا ہوں تو تو نکل جانا ولیکن یہ
وصیت میری عمر بھر یاد رکھنا کہ کسیا ہی کوئی رئیس سردار حاکم صاحب
ارادہ ہو اور تجکو بلایا چاہے تو اس سے بے کھٹکے اور صاف دل سے
نہ ملنا اور اُس کی باتوں کے فریب میں نہ آنا والّا خطا کھاویگا
اور پچھتاویگا وصیت پائندہ خاں کو کرکے پھر وہ یہ مکر لایا کہ وزیر فتح
خاں سے جاکر عرض کی کہ اب میں تو تمہاری قید میں ہوا اور تم مجکو اپنے
ساتھ پیشور کو لیجاؤگے اور یہاں اہل وعیال میرے برباد اور تباہ
ہونگے ایسا ہی ہے تو میرے ساتھ ان کو بھی لے چلو وہاں جو میرا حال
ہوگا وہ ان کا بھی ہوگا وزیر فتح خاں کے خیال میں یہ بات اُس
کی آگئی اور فرمایا کہ بہتر ہے ان کو بلا لو اور لے چلو تب اُس نے اپنے
دل سے تراش کر کہا کہ اہل وعیال میرے تو مدخیلوں اور حسن زئیوں
میں ہیں اور واقع میں یہ بات ٹھیک تھی کہ وہیں اس کے اہل وعیال
لوگ لے گئے تھے اگر اپنے لوگوں کے ساتھ میرے بیٹے پائندہ خاں
کو بھیجو تو وہاں سے لے آوے اور اگر فقط تمہارے لوگ لینے کو جاوینگے

Marfat.com

تو وہاں کے پٹھان جائیں گے کہ شاید ان کو بھی گرفتار کرنے آئے
ہیں عجب نہیں کہ کشت وخون ہو اور جو میرا بیٹا ساتھ جاویگا تو ان
کو سند ہوگی پھیر وزیر فتح خاں نے کچھ اپنے لوگ پائندہ خاں کے ساتھ
کردئے وہ درند سے اس طرف کو روانہ ہوا جب دریائے اباسین پر
چھتر بائی کے گھاٹ پہنچا تب اپنے ساتھ کے درانیوں سے کہا کہ تم ابھی
اسی پار ٹھہرو میں پار جاکر چھتر بائی کے لوگوں کو سمجھا دوں کہ میرے باپ
کو وزیر فتح خاں نے گرفتار نہیں کیا ہے بلکہ تنبیہاً نظر بند کیا ہے
اور مجکو لڑکے بالے لینے کو بھیجا ہے اور کچھ لوگ اپنے میرے ساتھ کے
ہیں سو میں اسی پار چھوڑ آیا ہوں سوان کو بھی اُتار لو پھیر وہ تم کو بھی
اُتار لینگے اس فریب میں پائندہ خاں کے وہ درانی آگئے اور وزیر
فتح خاں نے بھی چندان تاکید درانیوں کو نہیں کی تھی کہ اکیلا اس کو
چھوڑیں پھر سپاہیوں نے اس کو اجازت دی وہ پار اتر گیا اور چھتر بائی
میں داخل ہوا اور وہاں اپنے لوگوں کی خبر پائی کہ فلانی جگہ ہیں پھیر وہ
درانی تو اسی پار اباسین کے پائندہ خاں کے انتظار میں رہے اور یہ اپنے
لوگوں میں جا پہنچا اور مداخیلوں اور حسن زئیوں کو جمع کیا اور اپنے باپ
کی گرفتاری کا حال اُن سے مفصل کہا اور اُن سے درخواست کی کہ
اگر تم سب مل کر لشکر کشی کرو اور میرے باپ کو چھڑاؤ تو چھوٹ

Marfat.com

سکتا ہے والا کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی ہے ان سب
نے مل کر اتفاق کیا اور کہا کہ ہم لوگ تو لڑنے مرنے کو تیرے ساتھ
موجود ہیں مگر تیرے باپ نواب خاں کا بڑا یار اور جتے دار پنجتار والا
فتح خاں کا باپ الف خاں ہے اور وہ بڑے جتے والا ہے تو اس کے
پاس بھی جاکر یہ ماجرا بیان کر اگر وہ تیرا ساتھ دے تو شاید تیرے
باپ کی رہائی کی کوئی صورت نکلے پائندہ خاں اُدھر گیا اور اِدھر وہ دورانی
لوگ کنارے اباسین کے انتظار میں پائندہ خاں کے بیٹھے تھے ان کو
چھتر بائی والوں نے بندوقیں ماریں ان کو معلوم ہوا کہ پائندہ خاں
فریب کر کے بھاگ گیا پھر وہاں سے دربند میں آئے اور حال بھاگ جانے
پائندہ خاں کا وزیر فتح خاں سے بیان کیا تب اُس نے نواب خاں
کو مضبوط کر کے مقید کیا اور جانا کہ اس نے فریب کر کے اپنے بیٹے کو بھگا دیا
اور وہاں سے کوچ کر کے موضع ام میں آیا اور اُس کو لوٹا اور جلایا
اگلے روز ام سے کوچ کر کے موضع پیہور کے میدان میں ڈیرہ کیا اور
اِدھر پائندہ خاں نے پنجتار میں جاکر سردار الف خاں سے اپنے باپ
کی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ میں مداخیلوں اور حسن زئیوں کو متفق
کر آیا ہوں یہ ماجرا سُن کر الف خاں نے اپنے جتے داروں اور
موافق لوگوں کو جمع کیا پھر الف خاں نے اپنے جتے داروں اور

Marfat.com

اور موافق لوگوں کو جمع کیا پھر الف خاں اور مداخیل اور حسن زئی متفق
ہو کر وزیر فتح خاں پر چڑھے اور وہ بت تک پیہور سے کوچ کر کے
ہنڈ اور منارے کے درمیان پہنچے وہیں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا
اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں کچھ دیر لڑائی ہوئی پھر وہ وزیر فتح
خاں کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے پسپا ہو کر اور شکست کھا کر بھاگ گئے
اور وزیر فتح خاں نے وہاں سے آ کر موضع جہانگیری پرگنوں کی
عملداری میں کنارے دریائے لنڈی کے دیرا کیا اور اپنے مصاحبین سے
کہا کہ نواب خاں کو اب پیشور میں لیجانا کچھ ضرور اور مناسب نہیں اس نامعقول
کو یہیں مار ڈالو اور اس کے ہمراہ جو سپاہی گرفتار ہیں ان کو چھوڑ دو جب
یہ حال اپنے مارنے کا نواب خاں کو لوگوں سے معلوم ہوا تب اپنے ساتھیوں
سے کہا کہ میرا حال تو تم سن ہی چکے ہو کہ مارا جاؤنگا مگر تم کو ان دراینوں
سے رہائی پا کر وہاں جانا تو میرا حال پائندہ خاں سے کہنا اور یہ بھی
کہہ دینا کہ جو کچھ وصیت تمہارے باپ نے تم کو کی ہے اس کو یاد رکھنا اور نہ
بھولنا الغرض پھر اسی رات کو وزیر فتح خاں نے گھڑے کمر میں بندھوا کر
نواب خاں کو دریائے لنڈی میں ڈلوا دیا اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ
دیا اور اگلے روز وہاں سے طرف پیشور کے کوچ کیا جب مداخیلوں
اور حسن زئیوں اور الف خاں نے یہ حال سنا پائندہ خاں کو ام میں

Marfat.com

لاکر خانی کی پگڑی بندھوائی اور سردار بنایا جب کئی سال میں اس کا عروج ہوا تو پہلے انہیں کے ساتھ بے وفائی کی چنانچہ الف خاں بختیاری کا عشرہ دبالیا اور حسن زئیوں کی چترائی چھین لی اور مدارخیلوں کی بھیڑ گلی، حاصل اس تمام کہانی کا یہ ہے کہ جس نے اس کی رفاقت اور خیرخواہی کی اسی کو اُس نے دغا دی بلکہ کئی بار اس ستھانی کے لینے کا ارادہ کیا مگر سید اکبر کی قسمت زورآور تھی اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور میں تو بہت اس کی مجلس میں رہتا ہوں اکثر اوقات میں نے سُنا ہے خود اس کی زبانی کہ محکو اپنے والد نواب خاں کی وصیت اور فہمائش یاد ہے اور کسی حاکم اور رئیس کی طرف سے میرا دل مطمئن اور صاف نہیں اور جو آپ سے اُس نے ملاقات کا پیام سید حسن شاہ کی زبانی بھیجا ہے سو وہ رافضی مذہب ہے خدا جانے وہ کیا پیام بھیجتا ہے اور یہ کیا آپ کے پاس پہنچاتا ہے میرے نزدیک یہ بھی بات اُس کی مکر و فریب سے خالی نہ ہوگی اگر آپ کو اس سے ملاقات ہی کرنی ہے آپ تو دو منزل سے تشریف لائے ہیں اور وہ تو یہاں سے تین ہی کوس پر ہے یہاں سے جو آدھ کوس پر پہاڑ کی گڑھی ہے وہاں اس کو بلا کر ملاقات کر لیجئے، اگر اس کی طبیعت میں مکر و فریب نہ ہوگا تو بے دغدغہ چلا

Marfat.com

آویگا اور جو کچھ آپ کی طرف سے اُس کو اندیشہ ہوگا تو نہ آویگا میری رائے ناقص میں تو یہ صلاح بہتر معلوم ہوتی ہے آگے آپ کو اختیار ہے جو بہتر جانئے وہ کیجئے آپ نے فرمایا جزاک اللہ سید بھائی تم نے نشیب و فراز اس امر کا خوب بیان کیا عقل کی رو سے یوں ہی بجا ہے اور جو سردار اور رئیس جاہ طلب دنیا دار ہیں ان سب کا یہی برتاؤ ہے کہ ان کو اول تو بڑا خطرہ اپنی جان کا ہوتا ہے دوسرے زوال ریاست کا اور ہمارا تو تمام معاملہ دین کا ہو خواہ دنیا کا اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر موقوف ہے اس کی رضامندی کے کار میں جان و مال صرف کرنا ہم سعادت ابدی جانتے ہیں جو کوئی ہم سے دغا اور فریب کریگا تو اس سے ہمارا دین بگڑ سکیگا نہ ایمان اس کا عوض وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے پاویگا پھر ہم کو خطرہ کس بات کا اور ہم جو پائندہ خاں سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں تو صرف اس نیت سے کہ وہ بھی ہمارا مسلمان بھائی ہے اور رئیس نامی اور مردانہ آدمی ہے اگر ہم سے موافق ہو جاوے تو اس کے عمل میں ہو کر ہمارے لئے رستہ کشمیر کا صاف ہو جاوے بے اندیشہ اپنے لوگ آنے جانے لگیں کچھ کام اللہ تعالیٰ کا نکلے اپنا تو یہی مدعا ہے اور جو وہ ہم سے مکر و فریب لاویگا اس کا بدلہ خدا سے پاویگا اور ہم تو اپنا حامی و مددگار فقط اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں اور جو سید بھائی تم یہ کہتے ہو کہ اس کو یہاں گڑھی پر بلا کر ملاقات کرو اگر اس کا پیام ہم بھیجیں تو اور بھی بھڑک جاوے اور

Marfat.com

نہ آوے کہ مبادا کچھ مجھ سے دغا فریب کریں سو اس امر کو ہم نے
اس کی رائے پر موقوف رکھا جہاں وہ بلاویگا ہم وہیں جاوینگے اور
جو کہتے ہو کہ سید حسن شاہ رافضی ہے اس کی بات کا کیا اعتبار سو کیا
عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کرے وہ سنی ہو جاوے یہ تقریر آپ
کی سن کر سیدنا در شاہ صاحب نے کہا کہ حضرت اگر آپ کی خالصاً للہ
یہی نیت ہے تو بہر طور آپ کو فائدہ ہے نقصان کسی طور کا منصور نہیں پھر
اسی بات پر آپ نے فرمایا کہ سید بھائی اب جناب الہٰی میں دعا کرو وہ
سب معاملہ دُرست کر دیویگا پھر سب نے مل کر دعا کی اس کے
اگلے روز قریب پہر دن چڑھے کے سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار
اور پائندہ خاں کا پیام لائے کہ خان موصوف موضع ام سے عشرے
میں آیا ہے اور بعد سلام کے عرض کی ہے کہ آپ عشرے کے میدان
میں نالے پر درخت بڑ کے نیچے تشریف لاویں مگر تھوڑے لوگوں،
سے آویں تو میں آپ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوں حضرت یہ پیام
سن کر بہت خوش ہوئے اور ان دونوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا کہ
تم آگے چل کر اپنے خان کو خبر کرو ہم نماز ظہر پڑھ کر آوینگے یہ سن
کر وہ رخصت ہوئے آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا کہ
پائندہ خاں کے دل میں خوف زیادہ ہے اسی خیال سے اُس نے

Marfat.com

کہلا بھیجا ہے کہ آپ کے ہمراہ تھوڑے آدمی آویں اور لوگ خوگر
ہو رہے ہیں جہاں میں جاتا ہوں سب کے سب چلنے پر مستعد ہوتے جاتے
ہیں سو آج میرے ہمراہ کوئی پچیس یا تیس آدمی چلیں مجکو تو اس سے
راہ پیدا کرنا اور اس کو ملانا منظور ہے مولانا صاحب نے عرض کی کہ جیسا
آپ مناسب جانئے بہتر ہے مگر میرے نزدیک یہ خوب ہے کہ یہاں سے
جو لوگ ساتھ چلیں آپ مانع نہ ہوں جب پہاڑ کی گڑہی کے پار ہوں
وہاں سب کو ٹھہرا دیویں پھر ان میں سے جو کچھ منظور ہوں اپنے ہمراہ لیجاویں
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ یہ بھی بہتر ہے پھر مولانا صاحب اپنے ڈیرے
پر گئے اور معتبر لوگوں سے کہہ دیا کہ آج بعد نماز ظہر کے سید صاحب پائندہ
خاں کی ملاقات کو چلیں گے سب بھائیوں سے خبر کر دینا کہ سب چلیں اور
اور بطور اطلاع کے اُن سے کہا جو گفتگو سید اکبر صاحب اور سید نادر شاہ
صاحب نے کی ہے میرے دل میں وہ مثال نقش کے ہو گئی ہے کہ وہ شخص
فریبی اور مکار ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ دغا کرے اس لئے اور بھی کہتا ہوں
کہ سب لوگ چلیں پھر ظہر پڑھ کر حضرت نے چلنے کی تیاری کی اور رسالدار
عبدالحمید خاں کو کہلا بھیجا کہ اپنا سمند گھوڑا صاحبزادہ محمد وزیر خاں سلمہ اللہ
تعالیٰ کا دیا ہوا تیار کر کے ہمارے پاس بھجوا دو اور تم یہیں ستھانی
میں رہو رسالدار موصوف نے اسی وقت گھوڑا کھچوا کر بھیجدیا پھر آپ

Marfat.com

نے کمر باندھی تلوار تمنچہ لگایا اور سوار ہوئے اور برچھا ہاتھ میں لیا اور
چلے سب مجاہدین آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے جاتے جاتے جب پہاڑ کی گڑہی
کے پار ہوئے وہیں سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار اُدہر سے آکر ملے اور عرض
کی کہ آپ تو بہت لوگ ساتھ لائے آپ نے فرمایا آنے میں کیا مضائقہ تب
یہاں ٹھہر جاوینگے یہاں سے جتنے آدمی کہوگے اتنے چلینگے اُنہوں نے کہا کہ
دس بارہ آدمی سے تشریف لے چلئے اُس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب،
نے شیخ محمد دینی اور ابراہیم خاں اور اُن کے بھائی امان خاں اور محمد خاں
کے کان میں چپکے سے کہہ دیا کہ جب سید صاحب یہاں سے آگے چند آدمیوں
سے روانہ ہوں تب تم بیس پچیس مجاہدین سے اس اباسین کے کڑارے کی آڑ
میں ہوکر چلے جانا اور جہاں سید صاحب سے ملنے کی جگہ مقرر ہوئی ہے اسی کے
نزدیک کڑارے کے نیچے چھپ کر بیٹھ رہنا اگر وہاں پاینده خاں کی طرف
سے کچھ فساد کی کوئی صورت دیکھنا تو وہیں تم بھی سید صاحب کی مدد کو وہاں
سے نکل کر حاضر ہونا والا آپ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا یہ تدبیر بتا کر آپ سید صاحب
کے پاس گئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ اور مولانا صاحب اور منشی خواجہ محمد حسن
اور حافظ صابر تھانوی اور مولوی امام الدین صاحب اور شیخ شرف الدین
بنگالوی اور حافظ عبدالرحمٰن اور شیخ ناصرالدین ضلع بنارس کے اور
زبردست خاں اور شیخ عبدالرحمٰن رائے بریلوی اور شیخ عبدالرحمٰن

Marfat.com

خیرآبادی کو اپنے ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوئے اور اُدھر
شیخ علی محمد دینی اور ابراہیم خاں اور آمام خاں اور محمد خاں تینوں
بھائی خیرابادی یہ چاروں صاحب اپنے ساتھیوں سے قرابین والے
اور جتھا ق والے جدا کئے وہ یہ تھے گلاب خاں میاں دوآب کے معمور خاں
لکھنوی کریم بخش بنارسی چراغ علی اور شیخ نجم الدین اور حاجی عبداللہ
تینوں رامپوری اور شیخ نصرت بانس بریلوی اور مردان خاں اور
بخش اللہ خاں ولی داد خاں شیخ نصر اللہ چاروں خورجے والے اور سید
ظہور اللہ لطف اللہ قاضی مدنی تینوں بنگالے کے اور ملا بازار اور ملا عزت
اور ملا طور خاں اور لعل محمد چاروں قندھاری اور بیر خاں بیکیت نام ان
کا یاد نہیں آور ایک خاکسار فتح علی عظیم ابادی سوان کے جو دو تن اور ہوں
ان کا نام مجکو یاد نہیں اور ان سب کو لے کر سید صاحب کے پہنچے سے پیشتر
ابا سین کے کراڑے کی آڑ میں جا بیٹھے پھر جب حضرت علیہ الرحمتہ سے
وہ درخت بڑ کا پچاس ساٹھ قدم پر رہا تب آپ نے دس آدمیوں کو
وہاں ٹھہرا دیا فقط مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور منشی خواجہ محمد کو ساتھ
لیا اور وہاں سے پیادہ پا چلے اور سید حسن شاہ اور شاہ جمعدار سے
فرمایا کہ تم آگے بڑھ کر اپنے خان کو لاؤ اور اُس وقت وہاں سے
نیدوق کی یا گولے کی زد پر پاینده خاں تین چار سو سوار لئے ہوئے

Marfat.com

کھڑا تھا اور جہاں ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی وہاں سے ایک گولے
کی زد پر جانب مغرب دامن کوہ میں گڑا اس کے درختوں کا جنگل تھا
پانسو پیادے اس کے اندر چھپا دئے تھے اور کچھ ان سے اشارہ کر
رکھا ہوگا اور اسی طور اپنے سواروں کو کچھ فہمائش کردی ہوگی پھر جب
سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار اس کے پاس گئے تب وہ بھی سب سواروں
کو وہیں چھوڑ کر اکیلا پیادہ پا سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار کے ساتھ
درخت سڑ کے ایک ٹیلہ سا تھا پہنچا اور دو ہی آدمیوں سے حضرت علیہ الرحمۃ
بھی وہیں پہنچے پھر دونوں میں سلام علیک اور مصافحہ ہوا پھر اسی
ٹیلے پر سید حسن شاہ نے اپنی پشوری نسگن بچھادی اسی پر حضرت بھی
اور پائندہ خاں بھی اور سب بیٹھے اور پائندہ خاں زرہ پہنے تھا اور
چہار آئنہ اور خود فقط دو آنکھیں تو کھلی تھیں اور کچھ نہیں اور ایک
جوڑی پستور اور ایک شمشیر کشمیری اور ایک تلوار باندھے تھا اور
کچھ باتیں سید صاحب اور پائندہ خاں سے ہو رہی تھیں اس عرصہ میں وہ
سوار تین چار سو جن کو پائندہ خاں کھڑے کر آیا تھا انھوں نے
گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں زمین سنگستانی تھی یکبارگی ان کی ٹاپوں
کی آواز اٹھی جیسے اولے پڑتے ہیں جب تک پائندہ خاں کے پاس

Marfat.com

آویں آویں تب تک وہ اباسین کے کنارے کے مجاہدین اچانک
اوپر چڑھی آئے اور قرابنیں اور چقماقیں چڑھا کر سید صاحب اور
پائندہ خاں کے گرد کھڑے ہوگئے اور اُن کے پیچھے وہ دس آدمی جن کو
سید صاحب کچھ دور چھوڑ آئے تھے وہیں آپہنچے اور ان سواروں نے
آکر سب کا محاصرہ کر لیا مگر جو کہ اپنے خان کو غازیوں کے قابو میں دیکھا
اور جانا کہ اگر اب ہم نے کچھ بھی چون وچرا کیا تو خان مذکور کو زندہ نہ
چھوڑینگے اس خیال سے جہاں کے تہاں پریشان خاطر اور پراگندہ
دل کھڑے رہے اور یہ حال پر ملال خیال کر کے پائندہ خاں کے چہرے
کا رنگ فق ہوگیا اور حواس بر جا نہ رہے اور گویا مردنی چہرے پر چھا گئی
کہ اب مارا گیا اس سبب سے کہ اس کا فریب کھل گیا اور نہ چلا بلکہ
معاملہ عکس ہوگیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہوش باختہ دیکھ کر فرمایا خان
بھائی تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو تم تو ہمارے بھائی ہو اور ہم نے جو
تم سے ملاقات کی ہے محض خدا کے واسطے کہ تمہاری عملداری میں ہو کر کشمیر
کا رستہ ہے اور اباسین کے گھاٹ کی کشتیاں بھی تمہارے قابو میں ہیں ہم
چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگ اگر واسطے کار و بار اللہ تعالیٰ کے تمہاری
عملداری میں آویں جاویں کوئی ان کا حارج راہ اور مزاحم نہ ہو اور

Marfat.com

اگر تم بھی للہ فی اللہ اس کار خیر میں شریک رہوگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے
واسطے دنیا اور آخرت میں دونوں کی خیر اور فلاح کریگا اُس نے عرض
کی کہ حضرت آپ تو ہمارے پیر و مرشد اور امام ہیں اور ہم آپ کے
مطیع اور فرماں بردار ہیں جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب کو مجکو منظور ہے
اور اُسی وقت اصل مدعائے دلی اُس کا یہ تھا کہ میں کسی طور اس کشمکش
سے رہائی پاکر اپنے مکان کو سلامت جاؤں اسی لئے جو کچھ آپ فرماتے
تھے سب بلا انکار قبول کرتا تھا اور اپنی جان کو ڈرتا تھا اور حضرت
نے شتابی سے چلتے وقت اپنی باندھی پگڑی منشی خوالہ محمد کے حوالے
کردی تھی اُس وقت فرمایا کہ منشی جی وہ ہماری دستار لاؤ اُنہوں
نے رومال میں لپٹی ہوئی آپ کے سامنے رکھ دی آپ نے اس کا سرا
کھول کر اپنے ہاتھ سے اُٹھایا اور فرمایا کہ خان بھائی بسم اللہ کرکے
اس کو باندھ لو اُس نے مع رومال اپنے ہاتھ میں اُٹھالی اور عرض کی
کہ مکان پر جاکر باندھ لونگا' آپ نے فرمایا کہ ابھی باندھ لو پھر اُس
نے وہی عرض کی تین بار تکرار آپ نے فرمایا اور تینوں بار اُس نے
وہی جواب دیا پھر سید حسن شاہ کو حوالے کی انہوں نے اپنی بغل
میں داب لی پھر حضرت نے فرمایا کہ خان بھائی تم اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

واسطے ملے ہو اور کارِ خیر میں شریک ہوئے ہو اور تمہاری عملداری کی سرحد سکھوں کی سرحد سے لگی ہے تم کو ایک ضرب توپ کہ بہت بھاری ہے اور ایک ہاتھی دیونگے اور وہ بھی خدا ہی کا مال ہے توپ اور ہاتھی کا نام سُن کر بہت خوش ہوا کہ آپ نے میرے حال پر پرورش اور عنایت ہے اور آپ سے رخصت چاہی اُس وقت گھڑی دن باقی تھا اور آپ نے بھی چلنے کی تیاری کی اور پوچھا کہ خان بھائی سہانہ دُور ہے ہمارے لوگوں کو تکلیف ہوگی اگر کہو تو تمہارے عشرے میں سات بھر اُتر رہیں اس کو اس بات سے اندیشہ ہوا کہ مبادا وہاں جاکر اپنا قبضہ کرلیں پھر ان کے ہاتھ سے کون چھڑا سکے اس خیال سے اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ تو سہانی تشریف لیجاویں میں وہیں آپ کے لئے دعوت بھیجوں گا اور وہ جوگڑا اس کے جنگل میں کئی سو پیادے چھپا رکھے تھے وہ اس وقت تک چھپے ہی رہے جب حضرت وہاں سے طرف سہانی کے روانہ ہوئے اور پائندہ خاں طرف ام کے چلا تب وے اس جنگل سے نکلے اور اُس کے سواروں کے شامل ہولئے اُس وقت ہم سب نے ان کو دیکھا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کی کہ اس کا کوئی مکر و فریب پیش نہ

Marfat.com

گیا والا اُس نے اپنی دانست میں کچھ کوتاہی نہ کی تھی اور جو سید اکبر
شاہ اور سید نادر شاہ نے حضرت علیہ الرحمۃ سے اس کے مکر و فریب کا
بیان کیا تھا وہی اُس وقت پیش آیا اگر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب یہ تدبیر
نہ کرتے تو خدا جانے کیا انجام اس ملاقات کا ہوتا اور اسی وقت ایک
دوسری شرارت پائندہ خاں کی ہم سب نے بچشم خود دیکھی کہ سید صاحب
تو وہاں سے ادہر طرف ستھانی کے روانہ ہوئے اور وہ اپنے سوار
پیادے لے کر اباسین کے کنارے کنارے چلا جب مقابلے گڑھی
قادر آباد کے کہ اس پار دوسرے کنارے اباسین کے سکھوں کے عمل
میں تھی پہنچا اپنے شاہین والوں سے اشارہ کر دیا وہ اس گڑھی
مذکور پر گولے مارنے لگے پھر ادہر سے سکھ بھی بندوقیں مارنے لگے
جب سید صاحب سب لوگوں سے گڑھی کے منہ پر پہنچے جہاں اپنے
باقی مجاہدین اور کھڑے تھے تب شاہینیں چلنی موقوف ہوئیں
اور وہیں حضرت نے نماز مغرب پڑھی پھر سوار ہوئے اور وقت عشاء
کے بیچ الخیر ستھانی میں جا داخل ہوئے پھر بعد نماز عشائے دو سپاہی
پائندہ خاں کے ایک خچر پر باریک چاول اور دو مزدوروں کے
سر پر دو مٹکے شہد اور دو کے سر پر دو مٹکے گھی لے کر حضرت

Marfat.com

علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے خان نے آپ کو سلام
عرض کیا ہے اور یہ سامان مہمانی کا دیا ہے اُس وقت مولوی
محمد حسن صاحب جماعت خاص کے جماعتدار حاضر تھے ان سے فرمایا
کہ اس کو اپنی جماعت میں رکھو دو پھر وہ اٹھوا لے گئے اور اُن سپاہیوں
اور مزدوروں کو کھانا کھلوایا اگلے روز آپ نے ستھانی میں مقام کیا
اور وہ جنس دعوت کی۔ پہلے پہلے سب کو تقسیم کروا دی مگر کچھ شہد رہنے
دیا کہ پھر کسی وقت کام آویگا پھر سید اکبر شاہ نے ہم لوگوں سے کہا
کہ سید بادشاہ اور یا ئندہ خاں کی ملاقات کیونکر ہوئی ہم لوگوں
نے جو کچھ حال وہاں گذرا تھا بیان کیا وہ سُن کر خاموش ہو رہے
کچھ نیک و بد اس کا جواب نہ دیا پھر اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ
نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ یہاں سے چار
کوس پہاڑ پر جو موضع چنئی ہے وہاں ایک عالم بڑے دیندار اور
پرہیزگار رہتے ہیں اور موضع مانسیرا جو سکھوں کے عمل میں ہے اول
وہ وہاں رہتے تھے سو وہاں سے ہجرت کر کے چند سال سے چنئی
میں چلے آئے ہیں ان سے ملنے کا ہم کو اشتیاق ہے تم تو سب
لوگوں کو لے کر کمبل کو چلو اور وہاں اپنے لوگ ہیں ان کو بھی ساتھ

Marfat.com

لے کر پنجتار کو روانہ ہو اور ہم تیس چالیس آدمی سے چینئی میں ہوتے
ہوئے ان سے ملاقات کرتے ہوئے پنجتار کو چلتے ہیں مولانا صاحب
نے کہا کہ بہت مناسب بات ہے پھر سب کو لے کر مولانا صاحب موافق ارشاد
ہدایت نبیا د آپ کے طرف کہنل کے روانہ ہوئے اور آپ چینئی کو چلے
جاتے جاتے جب درے سے نکل کر موضع برگوں میں پہنچے وہاں ایک
جگہ آپ ٹھہرے اور ہم سب لوگ اپنی اپنی روٹی بیٹھ کر کھانے لگے اور
حضرت بھی کھانے لگے اور وہ شہد بائندہ خاں کی دعوت کا ہمراہ تھا
آپ نے مولوی محمد حسن صاحب کو فرمایا کہ وہ تھوڑا تھوڑا شہد سب
کو تقسیم کر دو کہ روٹی کے ساتھ کھاویں اُنہوں نے ایک ایک لونڈا
سب کو دیا اس طور کا سپید اور شفاف اور خشک وہ شہد تھا جیسا
کہ برف ہوتا ہے پھر جب روٹی کھا کر اور پانی پی کر فارغ ہوئے
تب وہاں سے چلے قریب چینئی کے پہنچے ان مولوی صاحب کو حضرت
کے آنے کی خبر پہنچ گئی تھی وہ چند طالب علموں سے حضرت کے
استقبال کو آئے اور وہاں سے لے گئے اور اپنی مسجد میں اُتارا اور
وے اس ملک کے بڑے علمائے نامور سے تھے اور اسی ملک میں
انھیں کا فتوی معتبر اور جاری تھا اور وہ رات دن اپنے

Marfat.com

حجرے ہی میں بیٹھے درس تدریس میں مشغول رہتے تھے سوائے حاجت
ضروری کے باہر نہیں جاتے تھے حضرت بھی ان کی ملاقات سے بہت
خوش ہوئے اور وہ بھی حضرت کے ملنے سے کمال رضی ہوئے رات
حضرت وہاں رہے اس عرصہ میں ایک دن اُسی بستی میں کسی شخص کا
استقاط تھا بہت ملا جمع تھے حافظ عبداللطیف صاحب نیوتنی کے رہنے
والے مولوی عبدالحق صاحب کے بھائی بھی حضرت کے ہمراہ وہاں تھے بڑی
سی ایک چادر اپنے سر میں باندہ کر وہیں مجلس استقاط میں وہ بھی جا بیٹھے
اُس وقت تمام ملا حلقہ باندہے قرآن مجید دست بدست پھرا رہے تھے
جب حافظ عبداللطیف کے ہاتھ میں آیا بت وہ بغل میں داب کر وہاں
سے چلے اور وہ تمام پیچھے آپ نے حافظ عبداللطیف صاحب سے پوچھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے اُنہوں نے کہا کہ آج اس وقت فلانی جگہ یہ ملا لوگ
بہت جمع تھے اور حلقہ باندہے ہوئے بیٹھے تھے میں بھی اُن میں جا بیٹھا
اس میں قرآن مجید ہبا کرنے کا دورہ شروع ہوا ایک نے دوسرے
سے کہا کہ یہ قرآن مجید فلانے مردے کی عمر میں ایام بلوغت سے
جو نماز روزے فوت ہوگئے ہیں اس کے فدیہ میں تجکو ہبہ کرتا ہوں
تو نے قبول کیا اُس نے کہا میں نے قبول کیا پھر اس نے اسی گفتگو مذکورہ
کے ساتھ دوسرے کو ہبا کیا اُس نے تیسرے کو یہاں تک تجکو

Marfat.com

دیا اور کہا کہ یہ بیا فلانے فدیہ میں قبول کیا میں نے کہا قبول کیا اور
پھر میں نے اور کو نہیں بیا کیا مجکو قرآن شریف کی حاجت تھی میں لے کر
وہاں سے اٹھا یہ سب لوگ شور وغل کرتے ہوئے میرے پیچھے واسطے
چھیننے کے چلے میں یہاں آپ کے پاس آیا یہ معاملہ ہے یہ گفتگو زبانی حافظ
جی صاحب کے سن کر اور اُن کی چالاکی دیکھ کر سب ہنسنے لگے مگر حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ حافظ صاحب پر بہت خفا ہوئے کہ تم نے غیر بستی میں
یہ حرکت بیجا کس واسطے کی اگر کوئی تم کو مار ڈالتا تو تم کیا کرتے اور
خبردار پھر کبھی بار دیگر ایسا کام نہ کرنا اور وہ کلام اللہ شریف حافظ
صاحب سے ان کو دلوا دیا اور حافظ صاحب کا قصور معاف کروایا اور
راضی کر کے ان کو رخصت کیا اور وہیں جنیئ میں لشکر انٹورا فرانسیس کے
کہ خضرو میں پڑا تھا حافظ ملہو خاں رامپوری آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے ملے آپ نے بعد خیر وعافیت کے پوچھا کہ حافظ صاحب یہاں آنا
تمہارا کیونکر ہوا اُنہوں نے عرض کی کہ میں نے اپنے لشکر میں خبر پائی
تھی کہ ان روزوں آپ کہتل میں تشریف فرما ہیں سو میں آپ کی ملاقات
کو وہاں سے آیا اور ساتھ ستر روپے کا سپید کپڑا بھی ساتھ لایا
جب کہتل میں پہنچا وہاں خبر ملی کہ آپ جنیئ میں ہیں پھر میں اپنا

Marfat.com

ٹھوڑ اور اسباب وغیرہ میاں دین محمد کے پاس سپرد کر کے ادہر آیا اور وہیں
ایک آدمی قلعہ ہنڈ خالی ہونے کی خبر آپ کے پاس لایا کہ سردار سلطان
محمد خاں کو اُن کی ماں نے غیرت دلائی کہ تو بڑا بے غیرت ہے کہ تیرا
بھائی یار محمد خاں مارا گیا تجھ سے اُس کا کچھ بھی تدارک نہ ہوا اس غیرت
پر سردار سلطان محمد خاں اپنے بھائی پیر محمد خاں اور سید محمد خاں کو متفق
کر کے ہنڈ پر فوج چڑھا لایا اور ایک فرنگی کیول نام جو ان کا نوکر بھی
ہے وہ بھی ساتھ آیا اور جو قلعہ ہنڈ میں پچاس ساٹھ آپ کے نوکر
چاکر وغیرہ تھے اُنہوں نے مقابلہ کیا اور جانبین سے خوب بندوقیں اور
شاہنیں چلتی رہیں درانیوں نے قابو نہ پایا کہ قلعہ خالی کر لیں اور متردد
ہوئے کہ اب کیا تدبیر کریں اس میں اس فرنگی مذکور نے سردار سلطان
محمد خاں سے کہا کہ ابھی تو پچاس ہی ساٹھ آدمیوں سے مقابلہ ہے ان سے
تم قلعہ نہیں لے سکتے ہو جب کسی طرف سے اور اُن کی مدد آجاویگی
تب اور بھی دشوار ہوگا اگر مجھ سے تم پکا عہد و پیمان کرو کہ بعد خالی
ہونے قلعہ کے ہم قلعہ والوں سے مزاحم نہ ہونگے تو میں اس کی کوئی
راہ نکالوں خان ممدوح نے عہد کیا کہ ہم کو قلعہ خالی ہونے سے کام
ہے ان کی مزاحمت سے کیا غرض تم سے جو تدبیر ہو سکے کرو پھر

Marfat.com

اس کیول فرنگی نے اپنی حکمت عملی سے قلعہ والوں سے پیام لگالیا اور
سمجھایا کہ تم چند آدمی کیوں مفت میں اپنی جانیں درانیوں کے مقابلے میں ہلاک
کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم خالی کر دو ہم تمہاری جانیں بچا دینگے سو اس
کے عہد و پیمان پر ان لوگوں نے قلعہ خالی کر دیا بعد اس کے بدعہدی کر کے
سلطان محمد خاں نے ان کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں اپنا بندوبست کر لیا
یہ سب معاملہ میرے سامنے ہو چکا تب میں ادھر آپ کے پاس آیا ہوں
اور اسی مضمون کا ایک خط فتح خاں پنجتاری نے آپ کو سہانی
میں جان کر اپنے آدمی کے ہاتھ بھیجا تھا وہ آدمی سہانی ہوتے ہوئے
یہاں آیا مگر اس میں درانیوں کے لشکر لانے کا ذکر تھا قلعہ لینے کا
حال نہ تھا یہ حال پر ملال سن کر حضرت علیہ الرحمۃ اسی دم کبل میں مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور کو قلعہ نندڑ خالی ہونے کا ماجرا لکھا اور
یہ تاکید کی کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم سب آدمیوں کو ساتھ لے کر
موضع گندف میں آؤ ہم بھی وہیں گندف میں آئے اس کے اگلے روز
جینئی سے کوچ کر کے حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لے گئے
روز وہاں سے سب لوگ کوچ کر کے پنجتار کو روانہ ہوئے جب
جنڈے بوکی میں پہنچے اور وہاں سے آگے بڑھے چند سواروں سے

Marfat.com

فتح خاں پنجتاری حضرت کی آمد کی خبر سُن کر استقبال کو چلا وہیں
میدان میں ملاقات ہوئی بعد اس کے اس نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض
کی کہ آپ کو قلعہ نہڈ خالی ہونے کا حال تو معلوم ہی ہو گا جبکہ درانیوں
نے نہڈ کا محاصرہ کیا تھا تب میں نے سہانی میں اطلاعاً مختصر حال آپ
کو لکھا تھا خلاصہ اس کا یہ ہے اور معتبر لوگوں کی زبانی سننے میں آیا
ہے کہ سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں اور سید محمد خاں کی والدہ نے ان کو
کئی بار طعنہ دیا اور ملامت کی کہ جس کے تین بھائی ایسے صاحب لشکر اور
شمشیر بہادر زندہ جان موجود ہوں اور بھائی مارا جاوے اور نامردی سے
اس کے خون کا دعوٰی نہ کریں بڑی غیرت کی بات ہے اور اگر تم اس کا
تدارک نہ کروگے تو میں خود لشکر لے کر جاؤنگی اس غیرت پر انھوں نے
آپس میں مشورہ کیا اور پیش خیمہ اپنا باہر نکالا اور لشکر لے کر وہاں سے
کوچ کیا اور ان کی والدہ بھی ساتھ ہو لی اور موضع ہریان کے میدان
میں آکر ڈیرہ کیا اس کے اگلے روز قلعہ نہڈ کا آکر محاصرہ کیا اور
جانبین سے شاہنیں اور بندوقیں چلنی شروع ہوئیں آخر کو دونوں
سے کچھ نہ بن پڑا کچھ دن رہے اٹھ کر اپنے ڈیروں پر گئے اور کپتان
فرنگی سے بلا کر مشورہ کیا کہ اس قلعہ کو کسی طور خالی کرنا چاہیئے
اس نے کہا قلعہ سخت ہے اگر حملہ کروگے تو ضرور ہی سو دو سو

Marfat.com

آدمی ضائع ہونگے پھر بھی دیکھا چاہیئے خالی ہو یا نہ ہو اور بغیر لڑائی
ان لوگوں کے خالی ہونا قلعہ کا دشوار ہے اگر تم قسیمہ ہوکر مجھ سے
عہد مضبوط کرو کہ ہم ان سے کسی نوع دغا نہ کرینگے تو میں ان کے ملانے
کی کوئی راہ نکالوں اگر یہ راہ نکل آئی تو فہو المراد والا اور کوئی تدبیر
کی جاویگی اور جو ان کی کسی طرف سے مدد آجاویگی تو پھر اور زیادہ مشکل
ہوگا یہ گفتگو کیول کی سُن کر ان تینوں بھائیوں نے اس سے عہد مضبوط
کیا کہ ہم ہرگز عہد شکنی نہ کرینگے اور جو کچھ تو کریگا ہم کو منظور ہے اس کے
اگلے روز صبح کو کیول چھ یا سات سواروں سے گیا اور دور قلعہ سے ٹھہرا
ہوا اور پیام دے کر ایک سوار کو بھیجا اُس نے قلعہ کے دروازے پر
جاکر آواز دی کہ کیول فرنگی سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے بطور
وکالت کے آیا ہے اس قلعہ کے سردار سے کہہ دو اگر تمہاری یہ رائے
ہو تو یہاں آکر تم سے دو چار باتیں کرلیوے لوگوں نے آخوند ظہور اللہ
خٹک کو جن کو آپ نے قلعدار کیا تھا خبر کی وہ اور محمد خاں نیچائی جمعدار
دروازے پر آئے اور اُسی سوار سے آنے کا حال پوچھا اُس نے ان
سے یہی وہی حال بیان کیا آخوند صاحب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے تم جاکر
کہو کہ دو سواروں سے آوے جو کچھ بات کہنی ہو کہہ جاوے پھر اسی

Marfat.com

سوار نے کیول سے جاکر کہا وہ دو سواروں سے قلعہ کے دروازے پر آیا اور اخوند صاحب سے کہا کہ خلیفہ صاحب تمہارے مع لشکر طرف کابل تشریف لے گئے ہیں اس وقت وہ تمہاری کمک کو ہی نہیں آسکتے اور تم تھوڑے آدمی ہو اور درانی بہت ہیں تم ان سے عہدہ برا نہوگے کس واسطے مفت میں اپنی جانیں ہلاک کروگے اگر میری بات مانو تو میں تم کو امن دے کر اپنے ہاں سے نکال لے چلوں تم قلعہ خالی کرو صحیح و سالم جہاں چاہو وہاں چلے جاؤ اخوند صاحب کو اُمید تھی کہ شاید آج کسی وقت ہماری مدد آجاوے یہ بات خیال کرکے اس سے وعدہ کیا کہ آج ہم اپنے لوگوں سے دریافت کرکے کل اتنے ہی وقت تم کو اس کا جواب دینگے یہ بات سُن کر کیول درانیوں کے لشکر کو گیا اخوند صاحب نے اپنے لوگوں کو جمع کرکے کیول فرنگی کا سوال بیان کیا اور کہا کہ بھائیو اسباب ظاہری کی رو سے تم سب کو معلوم ہے کہ درانیوں کی جمعیت بہت ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں مقابلے میں اُن سے پیش نہ جاوینگے مگر بات یہ ہے کہ آج سے کل فجر تک اگر ہماری کچھ مدد آگئی تو ضرور انشاء اللہ تعالیٰ لڑینگے والّا جیسا اس وقت مناسب ہوگا ویسا کیول کو جواب دینگے سب لوگوں کو یہی بات پسند آئی پھر آپ کی مدد

Marfat.com

تو پہنچی ہی نہیں وہ پچاس ساٹھ آدمی ان کے مقابلے میں کیا کرتے آپ کی مدد سے نا اُمید ہو کر اور یہی ہراساں ہو گئے اگلے روز کیول فرنگی اپنے وعدے پر پھر جا کر موجود ہوا اور آخوند صاحب کو بلا کر جواب اپنے سوال کا طلب کیا آخوند صاحب نے کہا کہ ہم لوگوں کو درانیوں کے عہد و پیمان پر ہرگز اعتماد نہیں وہ بڑے مکار و دغاباز ہیں کسی کے ساتھ اُنہوں نے وفاداری نہیں کی اور تم ان کے نوکر ہو ان پر حاکم ہو ہیں جو تمہارا ان پر دباؤ ہوا اور ہم لوگ اگرچہ تھوڑے ہیں اور وہ بہت مگر ہم کو اس کا کچھ پس و پیش نہیں ہم تو خدا کی راہ میں اپنی جانیں گویا ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں اگر مارے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ درجہ شہادت پاوینگے اگر مارے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ درجہ شہادت پاوینگے اور زندہ رہیں گے تو غازی کہلاویں گے ہمارے لئے دونوں باتیں بہتر ہیں تم اس مقابلے میں نہ پڑو اپنا رستہ لو ہم ان سے لڑینگے پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ کرے یہ گفتگو سُن کر اس نے کہا کہ آخوند صاحب تم سچ کہتے ہو درانی لوگ فی الحقیقت فریبی اور دغاباز ہیں اس میں کچھ شبہہ نہیں اور ہم بھی جانتے کہ خلیفہ صاحب کے لوگ بڑے مردانے اور شجاع اور خداوالے ہیں اور اپنی جان ہتیلی پر لئے پھرتے ہیں

Marfat.com

اور یہ بات جو ہم تم سے کہتے ہیں سو تم دونوں کی خیر خواہی کے لئے کہ کشت وخون نہ ہو اور درانیوں کو تو فقط تمہارے قلعے سے غرض ہے تم سے کچھ مطلب نہیں اور اس کا عہد و پیمان ہم ان سے خوب پختہ لے چکے ہیں اور ہم اپنی ضمانت سے کہتے ہیں اگر اس میں وہ کچھ بد عہدی کرینگے تو اس وقت ہم تمہارے شریک ہیں یہ سُن کر آخوند صاحب نے کہا کہ خیر اگر تم نے اُن سے وقت اپنی تسلی اور دلجمعی اس امر میں پختہ کر لی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہم قلعہ خالی کر دینگے پھر اس نے کہا کہ تم ذاتی اسباب اپنا اور اپنے ہتیار لے کر نکل آؤ پھر یہی صلاح ٹھہری آخوند صاحب نے اپنے سب لوگوں سے یہی کہہ دیا وہ سب اپنا اسباب اور ہتیار لے کر قلعہ سے باہر نکلے اور میدان میں کھڑے ہوئے کیول نے اپنے دو سوار بھیج کر سردار سلطان محمد خاں کو کہلا بھیجا کہ قلعہ خالی کر لیا ہے تم آجاؤ پھر سلطان محمد خاں ایک ہزار سواروں سے آیا اور قلعہ پر اپنا تسلط کر لیا اور کیول فرنگی سے کہا ان کو ہریان میں لے چلو وہاں دریائے لنڈی اُتار کر خٹکوں کی عملداری میں کر دینگے پھر سلطان محمد خاں اور کیول اپنے ہمراہ آپ کے سب لوگوں کو ہریان میں لے گیا اور سب کا اسباب اور ہتیار چھین لئے اور گرفتار کر لیا کیول یہ بدعہدی

Marfat.com

ان کی دیکھ کر بیت ناراض ہوا اور کہا سردار یہ بات تم بے مناسب
کرتے ہو میں نے ان کو لینے ہاتھ سے نکالا ہے اور تم نے مجکو زبان
دی تھی ان کو چھوڑ دو اُس نے کچھ نہ سنا بیت کیول ناخوش ہوکر
وہاں سے توشہرے کو چلا گیا اور اُسی رات کو خدا جانے کس تدبیر سے
آخوند ظہور اللہ قید سے نکل گئے اور اس کے بعد انہوں نے صبح کو تین
سواروں کے ضابطہ کے ساتھ سب قیدیوں کو ہشت نگر کو بھیج دیا
اور سب کے سامنے پکار کہہ دیا کہ ان سب کو اپنے بھائی سردار محمد
خاں کی قبر پر ذبح کرینگے اور اب لشکر درانیوں کا ہریان سے
آکر نہڈ کے میدان میں پڑا ہے اور زیدی اور کنڈی اور شاہ منصور
وغیرہ کو اُنہوں نے لوٹ لیا اور جلا دیا حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ تمام
حال سُن کر فرمایا کہ خان بھائی یوں ہی معاملہ گذرا ہے جیسے تم کہتے
ہو کیا مضائقہ مرضی الٰہی یوں ہی تھی اور جو انہوں نے مسلمانوں کے
ساتھ بد عہدی کی ہے اس کا عوض اللہ تعالیٰ ان سے آپ لیگا
اور اللہ تعالیٰ سے مجکو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ سب ان
موذیوں کے چنگل سے صحیح وسالم چھوٹ جاوینگے پھر آپ مع لشکر
پنجتار میں آکر داخل ہوئے اور سب لوگ اپنے اپنے مکانوں میں

Marfat.com

اُترے اس کے اگلے روز بعد نماز ظہر کے حضرت نالے پر شیشموں
کے درختوں کے تلے جہاں نماز جمعہ کی ہوتی تھی اور صدہا لوگ اپنے لشکر
کے اور اُس نواح کے حاضر تھے اس میں یعنے یعنے ملکیوں کی زبانی
اچانک خبر معلوم ہوئی کہ درانیوں کا ارادہ یہاں پنجتار پر آنے کا ہے
یہ خبر سُن کر حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور رسالدار عبدالحمید
خاں اور اریاب بہرام خاں اور سردار فتح خاں اور اپنے خواہرزادے
سید احمد علی صاحب کو بلایا اور علیحدہ بیٹھ کر کچھ مشورہ کیا اور بعد اس
کے آواز بلند سب کے سامنے فرمایا کہ درانی لوگ ہم پر یہاں پنجتار
میں تو کیا آوینگے ہم ان کے پیشور پر لشکر بھیجنے کی تیاری اور تدبیر
کی ہے اور مولانا صاحب ممدوح اور عبدالحمید خاں رسالدار کی طرف
مخاطب ہوکر آواز بلند فرمایا کہ ہمارے لشکر میں قریب پانسو کے گھوڑے
ہیں ایک گھوڑے پر دو دو آدمی ہتیار لگا کر سوار ہوں اور آج رات
کو بعد نماز عشا کے پیشور کا رستہ لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ہم
جاکر سلیم خاں پر دھاوہ کرینگے اور سب سواروں کو خبر کردو کہ جلد دو دو
روز کی روٹیاں پکالیویں اور تیار ہو رہیں پھر یہ خبر جماعت جماعت
میں گئی اور وہ سب موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کے روٹیاں پکانے لگے اور یہ خبر مخبروں نے درانیوں

Marfat.com

کو جا کر خبر پہونچائی کہ سید بادشاہ نے اپنے لشکر میں یہ تدبیر
کی ہے اور ہم اُن کے سواروں کو روٹیاں پکاتے ہوئے چھوڑ
آئے ہیں آج رات ضرور اُن کے سوار طرف پیشور کے روانہ
ہونگے یہ خبر وحشت اثر سُن کر اُن کے لشکر میں ہول پڑ گیا
اور تمام لوگ متردد ہو گئے کہ ایسا نہ ہو وہاں جا کر ہمارے
اہل و عیال کو پکڑ لیں اور شہر کو تباہ کریں اسی وقت سردار
سلطان محمد خاں اور سردار پیر محمد خاں نے اپنے بھائی سردار
سید محمد خاں کو کے چھوڑا اور آپ دونوں بھائی گئے،
اور درمیان میں کہیں نہ ٹہرے جا کر پیشور میں دم لیا اور
اُن کے پیچھے سردار سلطان سید محمد خاں بہیر بنگاہ لے
کر تیار ہوا اور خادے خاں کے بھائی امیر خاں کو بلا کر کہا
کہ اب ہم تو یہاں سے روانہ ہوتے ہیں اگر تم سے ہو سکے تو
اپنے بھائی خادے خاں کے قلعہ کو سنبھالو والا تم جانو یہ کہہ
کر اُس نے بھی کوچ کیا اور جا کر ہشت نگر میں دم لیا اور قلعہ
ہنڈ میں کوئی درانی نام کو نہ رہا سب بدحواس ہو کر چلے گئے
اور ادہر پنجتار میں ہم لوگ سوار روٹیاں پکا کر اور کمریں باندہ

Marfat.com

کر اپنے ساز و سامان سے تین پہر رات گئے تک منتظر حکم کوچ
کے تیار رہے اس عرصے میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے
پاس خبر آئی کہ لشکر درانیوں کا میدان ہنڈ سے طرف پشور
کے کوچ کر گیا اور اب وہاں کوئی بھی نہیں یہ خبر فرحت اثر
سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے کہا الحمدللہ اور سر کھول کر ساتھ
کمال الحاح و زاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے کچھ دیر
میں یہی خبر دوسرا شخص لایا بعد اس کے اذان صبح کی ہوئی تیسری
خبر آئی کہ سردار سید محمد خاں قلعہ ہنڈ خاوے خاں کے بھائی
امیر خاں کو سپرد کر کے اور اس میں سے اپنے لوگوں کو لے کر چلا
گیا پھر نماز فجر کی پڑھ کر سب کے ساتھ حضرت نے دوسرا کر
پھر دعا کی اور سواروں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل
و کرم سے بلا دفع کر دی اب کمریں کھول ڈالو اس وقت ہم
لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے شاید یہ تدبیر صرف
درانیوں کے بھگانے کو نکالی تھی پھر اس کے اگلے روز ایک ملکی
نے آ کر خبر دی کہ میں نے بعضے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ
قلعہ ہنڈ سے جن لوگوں کو نکال کر درانیوں نے قید کر کے ہشت نگر
میں پہونچا دیا تھا سو وہ قبل پہونچنے سردار سید محمد خاں کے نکل

Marfat.com

گئے یہ خبر فرحت اثر سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ الحمد للہ کیا عجیب ہے کہ اس قادر مطلق نے اپنے عاجز
بندوں کو ان موذیوں کی گرفتاری سے رہائی بخشی ہو اور
جناب الٰہی سے ہم کو یہ بھی اُمید ہے پھر اُس کے دوسرے یا تیسرے
روز محمد خاں جمعدار پنجابی اٹھارہ یا بیس آدمیوں سے آئے
اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور سب لوگوں سے ملاقات کی
تمام لوگ لشکر کے ان دیکھ کر خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان
موذیوں سے بچا لیا پھر حضرت نے محمد خاں سے پوچھا کہ اور
باقی لوگ تمہارے ہمراہ کے کہاں ہیں انھوں نے عرض کی
کہ ان کی قید سے نکلے تو ہم سب مگر اتنے لوگ ہم آپ کی
خدمت فیضدرجت میں آکر حاضر ہوئے اور انھوں سے جو ہم
نے کہا کہ تم بھی چلو انھوں نے جواب دیا کہ اب تو ہم مارے
ندامت کے حضرت کے پاس نہیں جا سکتے اب وہاں جاکر
کیا منہ دکھاویں بلکہ وہ ہم کو غیرت اور شرم دلاتی ہے کہ
تم بھی نہ جاؤ مگر ہم نے کہا کہ ہم تو وہیں جاوینگے ہمارا تو مرنا
جینا انھیں کے ساتھ ہے حضرت نے فرمایا کہ خیر اکم اللہ
تم نے خوب کام کیا جو یہاں چلے آئے اس میں شرم اور

Marfat.com

ندامت کی کیا بات ہے پھر حضرت نے اُن سے وجہ خلاص
کی پوچھی اُنہوں نے عرض کی کہ قلعہ ہنڈ خالی ہونے کا قصہ تو
آپ نے سنا ہی ہوگا اس کا اعادہ کرنا کیا ضرور مگر جب ہم
کو ہنڈ سے ہریان نیں لے گئے اور وہاں ہتیار ہمارے چھین لئے
اور گرفتار کیا اسی رات کو آخوند ظہور اللہ صاحب تو خدا
جانے کس تدبیر سے نکل گئے جب یہ خبر سلطان محمد خاں کو
ہوئی تب آدمیوں نے اس کے اگلے روز ہم سب کو سخت
قید کر کے تین سو سواروں کے ضابطہ کے ساتھ ہشت نگر
کو روانہ کر دیا اور ہم سب کو سنا کر کہا کہ ان لوگوں کو بڑی
محافظت کے ساتھ لیجاؤ جب ہم پشور میں جاوینگے ان
سب کو اپنے بھائی یار محمد خاں کی قبر کے گرد پھرا کر ذبح
کرینگے پھر ہم کو لے گئے جب ہشت نگر میں پہنچے وہاں ایک
مکان میں قید کیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور دروازے
پر پہرہ لگا دیا اور ہم لوگوں کو جو سردار سلطان محمد خاں نے
قتل کرنے کی خبر سنا دی تھی اس سبب سے ہم سب مارے خوف
جان کے حواس باختہ تھے آخر کو سب نے مل کر مشورت کی کہ
کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی کیا چاہیے پھر اس پر سب کا اتفاق

Marfat.com

ہوا کہ آخر تو یہ موذی درانی ہم لوگوں کو ساتھ دولت
کے مارینگے اس سے تو بہتر یہ ہے کہ اگر ہم یہاں سے کسی تدبیر
سے نکلیں اور یہ حال ان پر ظاہر ہو جاوے تو اینٹ پتھر
لکڑی وغیرہ جو ہاتھ لگے لے کر تیار ہو جاؤ اور لڑتے بھڑتے
نکل چلو بخیر سب نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو اب
تمہیں کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی کرو بھیر میں نے اس بھیڑی
سے اس مکان کے پچھواڑے کی دیوار کہ مٹی اور پتھر کی تھی
کھودنی شروع کی اور وہ بھیڑی محمد خاں نے حضرت علیہ الرحمۃ
کے آگے رکھ دی کہ یہ بھیڑی تھی بھیر قریب آدھی رات کے
کھودتے کھودتے موافق نکلنے آدمی کے اس میں رستہ کیا
اور چھوٹے چھوٹے پتھر اس میں نکلے وہ سب لوگوں نے
ایک ایک دو دو اٹھا لئے اور اس رستے سے ایک ایک
ہم سب نکلے اور اپنی لوٹی باندھ کر چلے جب بستی کے باہر پہنچے
تب شاید کسی نے بستی والوں سے ہم کو دیکھ لیا کہ یکبارگی
بستی میں شور و غل ہونے لگا کہ سید یا دشاہ کا چھاپا آپہنچا
بھیر ہم کو وہاں کا حال نہیں معلوم کہ وہاں کیا ہوا مگر ہم

Marfat.com

سب رخصت پاکر وہاں سے روانہ ہوئے اور آٹھ کوس
پر ہم کو صبح ہوئی پھر وہاں سے اپنے آدمی ہم ادہر آپ
کے پاس آئے اور باقی لوگ وہیں ہم سے چھوٹے ہمارے
وہاں سے نکلنے کا اس صورت سے حال ہوا جو مذکور ہوچکا
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے فرمایا کہ اب جاکر اپنے اپنے
مکانوں میں اُترو پھر وہ سب لشکر میں رہنے لگے اور
اس کے کئی روز کے بعد اسی ملک کے لوگوں کی زبانی سننے
میں آیا کہ امیر خاں خادے خاں کا بھائی حضور میں
انٹوا فرانسیس کے پاس گیا ہے کہ قلعہ مجھ سے ہم نہیں
سکتا تم کچھ لوگ اپنے میری مدد کو بھیجو اور زبانی میاں
دین محمد صاحب کے باقی حال حافظ ملہو خاں رامپوری کا
یہ ہے کہ اس کے کئی روز کے بعد حافظ ملہو خاں نے حضرت
علیہ الرحمۃ سے رخصت طلب کی آپ نے فرمایا کہ حافظ بھائی
وہ جو کپڑا لائے ہو ہم کو دکھاؤ پھر حافظ صاحب وہ
سب تھان حضرت کے پاس اٹھا لائے آپ نے ان
میں سے کئی تھان اٹھا کر دیکھے اور فرمایا کہ کپڑا بہت

Marfat.com

اچھا ہے اور سب تھانوں کی قیمت پوچھی اُنھوں نے عرض
کی کہ آپ قیمت کس واسطے پوچھتے ہیں میں تو آپ کی نذر کو
لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ ہم نے نذر تمہاری قبول کی اور قیمت پوچھنے
میں کیا سفائقہ ہے قیمت بھی بتا دو انھوں نے عرض کی کہ سب
تھان میں نے ستر روپے کے خریدے ہیں پھر آپ نے وہ سب
تھان شیخ ولی محمد صاحب کے پاس رکھوا دئے اور فرمایا کہ حافظ
بھائی اب ایک بات ہم کہیں مگر آپ انکار نہ کریں انھوں نے
عرض کی کہ میں آپ کا خادم ہوں انکار کس لئے کرونگا آپ نے
فرمایا کہ ہم اس کپڑے کے ایک سو بیس روپے تم کو دیونگے مگر
یہاں نہیں اور جہاں کہو وہاں دین محمد وہ روپے پہنچا دیویں
انھوں نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا مجھکو بہر طور منظور ہے اس کا
حال میں دین محمد سے کہہ دونگا پھر حافظ صاحب نے ایک خط
لکھکر مجھکو دیا اور کہا کہ جب رامپور میں جانا تو یہ خط میاں مقیم
کو دینا وہ تم کو میرا مکان بتا دینگے وہاں جاکر روپے جو کچھ
حضرت فرماتے ہیں حوالے کر دینا اور اُن سے رسید لے کر
مجھکو پہنچا دینا پھر اس کے تین یا چار روز کے بعد حضرت نے مجھکو
طرف ہندوستان کے روانہ کرنا تجویز کیا اور حافظ ملہو خاں

Marfat.com

سے فرمایا کہ حضرو تک دین محمد کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ وہاں سے
پھر یہ چلے جاوینگے پھر آپ نے مجھ سے جو کچھ زبانی فرمانا تھا
وہ فرمادیا اور جن کو جن کو وہ خط دینے تھے وہ خطوط مجھکو سپرد
کئے تکملہ اس کا یہ ہے کہ میں حافظ ملہو خاں کے ہمراہ پیچتار سے
روانہ ہوا پھر سنڈ کے گھاٹ ناؤ پر سوار ہوکر دریائے اباسین
اُترا اور رستے میں میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ سید صاحب
نے فرمایا ہے کہ لشکر میں یا تو وزیر خاں نومسلم سکھہ کے ڈیرے پر
اُترنا یا محمد سعید خاں جمعدار سوُخیل کے اور جو یہاں موقع
نہ ہو تو شاہ میر خاں رسالدار لہاری والے کے ڈیرے میں
اترنا سو اب اس میں تمہاری کیا صلاح ہے میں کہاں اُتروں
انھوں نے کہا کیا تم ہمارے ڈیرے میں نہ اُتروگے میں نے کہا تمہارے
ڈیرے میں اُترنے سے کیا مجھکو انکار ہے مگر سبب یہ ہے کہ تم
سید صاحب سے ملاقات تو کر چکے ہو تم سے تو اور کوئی نئی بات
کہنی نہیں ہے اور اُن سے کچھ حضرت علیہ الرحمۃ کا پیام پہنچانا
ہے اور ان کے خطوط میرے پاس ہیں وہ دینے ہیں وہاں جانا
ضرور ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ڈیرہ اور وزیر خاں اور شاہ
میر خاں رسالدار کا لشکر کے پرلے سرے ہے اور جمعدار محمد سعید خاں

Marfat.com

کا ڈیرہ ورلے سرے ہے جہاں تمہارا جی چاہے وہاں اُترو میں
نے کہا میں تو ورلے سرے پر محمد سعید خاں کے ڈیرے میں اُترونگا
وہیں سے اپنے آنے کی خبر سب کو کہلا بھیجو نگا یا تم ہی جاکر اُن
سے کہہ دینا پھر حافظ لہو خاں نے مجکو جاکر محمد سعید خاں کے ڈیرے
پر کھڑا کر دیا اور آپ اپنے ڈیرے کو گئے اور میں جاکر محمد سعید خاں
سے ملا اور وہاں اُترا پھر انھوں نے مجھ سے سید صاحب اور
لشکر کا حال پوچھا میں نے بیان کیا اور جو درانیوں کی قید سے لوگ
چھوٹے تھے ان کی سرگذشت کہی پھر انھوں نے اور اپنے بڑے
کے افسروں کو جو سید صاحب سے اعتقاد اور اخلاص رکھتے تھے
کہلا بھیجا کہ سید صاحب کا فلانا شخص آیا ہے یا تو تم آپ یہاں
آکر ملاقات کر جاؤ یا اپنے ڈیرے پر بلا بھیجو پھر سب کے پہلے وہ
عصر کے وزیر خاں کمر باندھے ہتیار لگائے ہوئے آئے اور مجھ سے
بعد سلام علیک کے مصافحہ اور معانقہ کیا اور پچاس روپے والے
راہ خرچ کے مجکو دئے اور اپنا عذر بیان کرنے لگے کہ میں سید صاحب
کے روبرو بہت کچھ اقرار کر آیا تھا مگر اس وقت یہی حاضر ہے اور
میں اس وقت بر سر راہ ہوں ٹھہر نہیں سکتا انوڑا فرانسس
کا اس وقت حکم ہوا ہے کہ سات سو سکھ اپنے ساتھ لے

Marfat.com

جا کر قلعہ ہنڈ میں پہنچا آؤں اس لئے کہ میر خاں خاوے خاں کا
بھائی کئی روز سے یہاں لشکر میں آیا ہے اور انٹورا (فرانسس)
سے کہتا ہے کہ اکیلے مجھ سے قلعہ ہنڈ نہیں سنبھلتا تم کچھ مدد بھیجو
سو میں ان کو، پہنچا کر پچھلی رات کو آجاؤنگا اس وقت تم سے
اور باتیں کرونگا پھر میں نے اپنے جی میں کچھ سوچ کر وہ پچاس روپے
ان کے واپس کر دئے انھوں نے کئی بار تکرار اس پر اصرار
کیا مگر میں نے نہ لئے پھر وہ مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے
پھر بعد نماز عشا کے چند افسر جن کو محمد سعید خاں نے کہلا بھیجا
تھا وہ آئے اور مجھ سے ملے پھر جو کچھ سید صاحب نے جن کو
جن کو زبانی پیام کہا وہ میں نے ان کو پہنچایا اور بیتیں خط
سید صاحب کے دئے ہوئے میرے پاس تھے وہ میں نے کھول
کر اپنے تھیلے سے دھر دئے اور کہا کہ جن کے جن کے نام خط ہوں
وہ اپنے پہچان کر لے لیویں پھر وہ سب افسر اپنے اپنے ڈیروں
پر چلے گئے اور اسی رات کو پچھلے پہر اپنے وعدے پر وزیر خاں
بھی آئے اور مجھ سے کچھ باتیں کرتی تھیں وہ کہیں اور اپنے
ڈیرے پر گئے پھر میں محمد سعید خاں کے ڈیرے میں تین روز

Marfat.com

رہا چوتھے روز وہاں سے رخصت ہوا اور آتے آتے دہلی
میں آیا اور مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم و مغفور کے مدرسے
میں ایک ہفتہ ٹھہرا اور جو کچھ سلام و پیام سید صاحب کا
تھا وہ ان کو پہنچایا اور جو کچھ حال سید صاحب اور لشکر کا
انھوں نے پوچھا وہ بیان کیا پھر ان سے رخصت ہو کر روانہ
میرٹھ اور گڑھ مکتیسر اور امروہہ اور مراد آباد میں ہوتے ہوئے
رام پور میں داخل ہوا اور حضرت مولانا محمد حیدر علی صاحب مرحوم
و مغفور کے مکان پر اترا اور سید صاحب کا سلام و پیام اُن
کو پہنچایا اور جو کچھ حال خیر مآل سید صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا
انھوں نے پوچھا میں نے بیان کیا پھر اگلے روز اُن سے میں نے
عرض کی کہ آپ محلہ میاں مقیم صاحب کے مکان پر پہنچا دیویں
حافظ طہو خاں کا قرعہ اور خط ان کو دینا ہے مولانا صاحب
ممدوح نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا ہے روزے میں کہاں
حیران ہوں گے میاں مقیم تو اکثر اوقات نواب صاحب کے
دربار میں بنے رہتے ہیں مکان پر کم ٹھہرتے ہیں اُن سے
ملاقات ہونی دشوار ہے جو کچھ تم دو گے ہم ان کے پاس

Marfat.com

بہجوادینگے پھر میں نے مع خط حافظ ملہو خاں کے ایک سو بیس
روپے مولانا صاحب ممدوح کو حوالہ کئے کہ آپ میاں مقیم کے
پاس کسی کے ہاتھ بھجوادیویں اور اس کی رسید منگوادیویں اور
جو آپ سے کسی وقت ان کی ملاقات ہو اور وہ کچھ حال سید صاحب
کا اور لشکر کا پوچھیں تو آپ ان سے وہی بیان کردیویں جو میں
نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے پھر مولانا صاحب نے وہ روپے
اور خط ان کے پاس بھیج کر مجکو رسید حافظ صاحب کے گھر کی
منگادی پھر بعد ایک ہفتہ کے وہاں سے روانہ ہوا طرف بلاد
شرقیہ لکھنؤ والہ آباد وغیرہ کے اور اس سفر میں بہت مدت مجکو
لگی یہاں تک کہ واقعہ بالاکوٹ کا بہی ہوگیا انتہیٰ اور باقی حال پنجتار
کا یہ ہے کہ جس روز دین محمد صاحب ہمراہ حافظ ملہو خاں کے روانہ
امیر المومنین ہوئے اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ نماز عصر کی پڑہ
کر مسجد میں بیٹھے تھے اس وقت زبانی کئی ملکیوں کے متواتر)
خبریں آئیں کہ امیر خاں بہائی خادے خاں کا حضرو سے سات
سو سکھ لایا ہے اور انھیں کا اب قلعہ ہنڈ میں بندوبست
ہے یہ سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیا مضائقہ اس
میں بہی کچھ حکمت الٰہی ہے اب کی بار انشاء اللہ تعالیٰ سکھوں

Marfat.com

سے ہم ہند خالی کر لیونگے پھر اس کے کئی روز کے بعد جا بجا
سے خبریں آنے لگیں کہ اکثر ملک سمے کے ملک اور خوانین
سکھوں سے مل کر ان کے تابعدار ہو گئے اور جن لوگوں کو اطاعت
سکھوں کی اطاعت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ فتح خاں اور
ان کے بھائی ارسلان خاں زیدی والے اور ابراہیم خاں
اور اُن کے بھائی اسمٰعیل خاں کلابٹ والے اور مردان خاں
عشرہ والے اور ملا سید میر کوٹھے والے وغیرہم وے سب
اپنے گاؤں چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جب یہاں تک نوبت
پہنچی تب پائندہ خاں نے اپنے بھائی امیر خاں کو کہ اس کو
حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے پنجار میں بھیجا تھا سو وہ
لشکر میں اپنے سواروں سے رہا کرتا تھا بلا لیا بعد اس کے حضرت
علیہ الرحمۃ کے امر اطاعت میں قصور کرنے لگا اور آثار بغاوت
کے سے اس کی طرف سے ظہور کرنے لگے مگر سید صاحب کو یہ
خبریں سن کر اس کی طرف سے کسی نوع کی بدگمانی نہ تھی
پھر بعد چند روز کے ناصر خاں بہٹ گرام والے اور مدد خاں
برادر پائندہ خاں اور راجہ پارس وکیل سلطان وزیر دست

Marfat.com

مظفر آبادی کے نے سوا ان کے اوروں نے بہی حضرت علیہ الرحمۃ
سے عرض کی کہ یہاں تک ملک سمے کا بگڑ گیا اور اپنے قابو کا نہ
رہا اگر آپ کے خیال شریف میں آوے تو طرف ملک کشمیر کے
چلنے کا ارادہ کریں اکثر اس ملک کے سرداروں سے عرضداشت
ایک مدت سے آتے ہیں کہ آپ ادہر تشریف فرما ہوں یا اپنے کچھ
لوگ روانہ فرماویں ہم آپ کے سب فرماں بردار ہیں آپ نے
فرمایا کہ جو سب بھائیوں کی صلاح ہو بہتر ہے پھر اسی پر سب کا
اتفاق ٹہرا اور حضرت سے عرض کی کہ اول آپ چند لوگ مظفر آباد
کو روانہ فرماویں کہ وہ گویا دروازہ ملک کشمیر کا ہے اس سے
حال رستے کا بہی کھل جاویگا اور اس ملک کا بہی بعد اس کے پھر آپ
تشریف لے چلئے بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل
کو مظفر آباد بہیجنے کی تجویز ٹہرائی اور تمام قندہاری اور پنجابی
اور چند ہندوستانی قریب دو سو آدمیوں کے واسطے ہمراہی ان کی
کے مقرر کئے اور مولوی خیر الدین صاحب کو مولانا صاحب کا نائب کیا
اور ان دنوں مولوی صاحب ممدوح لشکر کے قاضی تھے جب ان
کو مولانا صاحب کے ہمراہ بہیجنے کی تجویز ہوئی تب ان کی جگہ
مولوی حیان صاحب کانڑا غربند والے کو قاضی کیا پھر پہلے

Marfat.com

راجہ پارس کو روانہ فرمایا کہ تم چل کر وہاں اپنے لوگوں کو خبر
کرو ہمارے پیچھے میاں صاحب یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بھی
آتے ہیں اور کمال خاں کو بھی رخصت کیا کہ اپنے مکان پر گرور
میں چل کر ٹھہرو اس لئے کہ اگر ور وہاں سے مظفرآباد کے رستے
میں ہے پھر اس کے کئی دن کے بعد مولانا صاحب کو روانہ فرمایا
وہاں سے تیسرے روز مولانا صاحب ساتھ اپنی جمعیت کے جاکر
ستھانے میں سید اکبر صاحب کے مکان پر پہنچے سید صاحب بہت
تعظیم و تواضع سے پیش آئے اور سب لوگوں کی مہمانی کی اس کے
اگلے روز مولانا صاحب اپنا ایک آدمی خط دے کر پائندہ خاں
کے پاس روانہ کیا کہ کل ہم اتنے آدمیوں سے تمہارے وہاں آوینگے
کشتیاں تیار رکھنا ہم کو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے طرف
بکھلے کے روانہ کیا ہے اس کے جواب میں اُس نے اپنا خط دے
کر ایک آدمی کو روانہ کیا اور زبانی یہ پیام دیا کہ میں تو سید
بادشاہ کا تابعدار ہوں آپ کا یہاں آنا میرے لئے سرفرازی
تھی مگر جو آپ اس طرف سے ہوکر دریا اُتر جاوینگے تو ہری سنگھ
سکھ ہم کو تکلیف دیگا ادہر سے جانا آپ کو مناسب نہیں ہے
اور یہ سب باتیں پائندہ خاں کی محض فریب کی تھیں اس لئے

Marfat.com

کہ ہمیشہ اس کے اور سکھوں کے درمیان جنگ وجدال اور ناموافقت
رہتی تھی اگر صلح ہوتی تو بھی ایک بات ہے حقیقت یہ تھی کہ ہندؤ
کے چھن جانے اور وہاں امیر خاں کے سکھوں کے لانے سے اکثر خواہیں
سمے کے اس طرف مل گئے تھے انھیں سب کا ساتھ اس نے بھی دیا تھا
اور علاوہ اس کے اپنی لسبتی کا بھی دغدغہ اُس کو تھا کہ ایسا نہ ہو
کہ دبا بیٹھیں پھر اس کے جواب میں مولانا صاحب نے اس کو دوسرا
خط لکھا اس مضمون کا کہ خاں صاحب جو تم نے یہ لکھا ہے کہ ہم سید
بادشاہ کے فرماں بردار ہیں اور یہ بھی کہتے ہو کہ ادھر ہماری طرف
ہو کر نہ آؤ کہ سکھ ہمارے مخالف ہو جاوینگے اور ہم کو تکلیف
دیوینگے اس کے کیا معنی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے اس
تقریر سے تو صاف تمہارا فریب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ سکھوں
سے اور تم سے صلح اور موافقت کب تھی جواب تم کو ان کی مخالفت
کا خوف ہے اور سید بادشاہ کی فرماں برداری کے یہی معنی ہیں جو
تم کہتے ہو اس سے تو ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تم ہری سنگھ کے فرمانبردار
ہو جس کی ناموافقت اور آزار رسانی کا تم کو ڈر ہے سو ایسی تقریر
پوچ کرنی تمہاری شان کے لائق نہیں ہے ہم کو تو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
نے بھیجا ہے ہم کو تو جانے سے غرض ہے خواہ تمہاری طرف ہو کر خواہ
اور کسی طرف سے اگر تم اپنے آم میں ہو کر نہ جانے دوگے تو ہم پیٹ کلی

Marfat.com

میں ہو کر چلے جاوینگے مگر تم کو ہمارے لئے طریق راہ ہموار نہ چاہیئے
کہ تم نے ہمارے سید صاحب کی اطاعت کا اقرار کیا ہے اور انیا امام
گردانا ہے سوا اس کے اور باتیں اسی قسم کی جو مناسب جانیں وہ لکھیں
اور وہ خط انھیں کے آدمی کے ہاتھ بھیجا جب یہ خط اس کے پاس
پہنچا اور اُس نے پڑھا بہت وہ بہت درہم برہم ہوا اور سمجھ گیا کہ میرا فریب
مولانا صاحب پر ظاہر ہو گیا آخر الامر دوسرا جواب اُس نے صاف صاف
لکھ کر بھیجا اس مضمون کا کہ بہتر بات یہی ہے کہ آپ میری عملداری میں
ہو کر نہ جاویں خواہ آم ہو خواہ پہنٹ گلی اور جو آپ نہ مانینگے تو بیشک
لڑائی ہو گی ہم نے آپ کو اطلاع کر دی ہے اب آگے آپ جانیں جب یہ
خط مولانا صاحب کے پاس آیا تب آپ نے اس خط اور پہلے خط کا مضمون
تحریر کر کے عنایت اللہ خاں توتالی والے کے ہاتھ بیجاپور میں حضرت علیہ الرحمہ
کے پاس ارسال کیا کہ یہاں یہ معاملہ ہے اب جیسا کہ ارشاد ہو ویسا کیا
جاوے جب یہ خط عنایت اللہ خاں حضرت کے پاس لائے تب ہم نے یہ
تمام تقریر زبانی عنایت اللہ خاں کے سُنی اور اس کے سوا جو کچھ اس
خط میں اور مضمون ہو وہ ہم کو نہیں معلوم پھر اس خط کا مضمون
دریافت کر کے حضرت علیہ الرحمہ کو بڑا افسوس اور تردد ہوا پھر آپ
نے انھیں سب صاحبوں کو جنھوں نے اُدھر لوگ بھیجنے کو حضرت کو صلاح

Marfat.com

دی تھی بلایا اور تمام مضمون خط کا سُنایا اور فرمایا کہ اب اس
میں تم صاحب کیا کہتے ہو سب نے آپس میں مشورت کر کے حضرت سے
التماس کی کہ ہماری رائے ناقص میں تو یہ بات آتی ہے کہ مولانا صاحب
کو ادہر پلٹ آنا مناسب تو نہیں ہے جس طور سے بنے اس طور سے
مولانا صاحب وہاں سے آگے روانہ ہوں بعد اس کے یہاں سے آپ
تشریف لے چلیں آگے اس کے جو کچھ آپ کے مزاج شریف
میں آوے وہ کریں مختار ہیں اس کے جواب میں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بھائیو ہم کو تو مسلمان سے لڑائی کرنی منظور
نہیں مگر اس طرف چلنا ضرور ہوا اس کے لئے یہ تدبیر ہے کہ میاں فاضل
یعنی مولانا صاحب کو یہاں بلا لیویں بعد اس کے ہم پائندہ خاں کو خط
لکھ کر للہ فی اللہ ایک دو بار سمجھا دینگے اگر اس نے مان لیا فبہا ورنہ
والا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا پھر یہی گفتگو حضرت علیہ الرحمۃ
کی سب کو پسند آئی کہ یہی بہتر ہے پھر آپ نے مولانا صاحب کو
لکھا کہ آپ اب تو اس خط کے دیکھتے ہی سب کو لے کر یہاں چلے آویں
یہاں سے پھر ہم اس کا تدارک کرینگے پھر جو کچھ منظور الٰہی ہوگا
وہ ظہور میں آویگا پھر جب یہ خط وہاں گیا تب مولانا صاحب سب کو

Marfat.com

لے کر وہاں سے نیچتار میں چلے آئے اور حضرت سے ملے پھر مولانا صاحب کے ہمراہیوں سے یہ ہی بات سننے میں آئی کہ جب مولانا صاحب نے پائندہ خاں کو لکھا تھا کہ اگر آپ لینے ام میں ہو کر ہم کو نہ جانے دوگے تو ہمیٹ گلی میں ہو کر ہم جاوینگے ہم کو تو ادہر جانے سے غرض ہے سو یہ خبر مولانا صاحب کے پاس آئی تھی کہ اسی روز پائندہ خاں نے عشرہ اور ہمیٹ گلی کا بخوبی لڑائی کا بندوبست کر لیا اور اپنے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس طرف سید بادشاہ کے لوگ اگر آویں تو ان سے لڑنا اور نہ جانے دینا اور یہ خبر تب آئی تھی کہ جب مولانا صاحب اپنا خط سید صاحب کو اس طرف روانہ کر چکے تھے پھر جب سید صاحب کا خط یہاں سے گیا تب مولانا صاحب ہم سب کو لے کر ادہر چلے آئے

حکایت

لشکر مجاہدین حضرت قرین میں لاہوری نام ایک غازی رہتے والا غازی پور کا قاضی مدنی نیگالوی کہ مدنی اُن کا نام تھا اور وہ قاضی زادوں میں تھے ان کے گھوڑے کی ضد حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی اجازت سے کیا کرتا تھا شکل و صورت میں اگرچہ کم رو اور حقیر تھا مگر صلاحیت اور خوش اخلاقی میں بےنظیر تھا اور ایک شخص عنایت اللہ خاں رہنے والے منڈیاہو کے جماعت خاص حضرت علیہ الرحمۃ کے پلنگ کے قریب رہا کرتے تھے اور وہ حضرت کے پرانے

Marfat.com

رفیقوں میں تھے اور وہ حضرت کے ہمراہ بیت اللہ شریف کو بھی
گئے تھے اور حضرت اُن سے کمال محبت رکھتے تھے ایک روز لاہوری
کے ڈیرے پر گئے اور لاہوری اُس وقت ڈیرے پر نہ تھے گھوڑے
کے دانے بھگانے کا ایک طاس وہاں دھرا تھا سو وہ عنایت اللہ
واسطے آٹا گوندھنے کے اپنے ڈیرے پر اٹھا لائے بعد اس کے لاہوری
اپنے ڈیرے پر آئے اور دانہ بھگانے کو طاس تلاش کیا تو نہ پایا
لوگوں سے پوچھا کسی نے کہا طاس تمہارا عنایت اللہ لے گئے ہیں
پھر وہ عنایت اللہ کے پاس گئے اور کہا کہ تم ہمارا طاس لے آئے ہو
اٹھا لائے اور ہم کو دانہ بھگانا ہے طاس ہمارا ہم کو دو اور اس وقت
عنایت اللہ نے خشک آٹا واسطے گوندھنے کے طاس میں نکال کر
رکھا تھا عنایت اللہ کے مزاج میں ذرا تندی بھی تھی لاہوری سے
کہنے لگے کہ تمہارا طاس کیسا طاس سرکاری ہے ہم اپنا کام کر کے
دیوینگے لاہوری نے کہا کہ طاس بیشک سرکاری ہے مگر قاضی مدنی
کی تحویل میں ہے اور انھوں نے ہم کو سپرد کیا ہے اور تم ہماری بغیر
اجازت کے لائے ہو تسپر اُلٹے گرم ہوتے ہو اور ہمارا حرج ہوتا
ہے ہم تو اپنا طاس لیجاوینگے عنایت اللہ نے کہا بھلا دیکھیں تو

Marfat.com

کیونکر تم لیجاؤ گے لاہوری نے طاس کا آنا عنایت اللہ کے کڑے
پر رکھ دیا اور طاس لے کر اپنے ڈیرے کو چلے عنایت اللہ نے اٹھ کر
دو گھونسے لاہوری کے پہلو میں مارے اور طاس چھین لیا لاہوری
بیتاب ہو کر گر پڑے اور نالہ و فریاد کرنے لگے لوگوں نے اُن کو اُٹھایا
اور پانی پلایا اور یہ قصہ حضرت کے خاص برنج کے تلے ہوا اس میں کسی
نے حضرت کو خبر کی کہ لاہوری کو عنایت اللہ نے مارا یہ بات سُن کر آپ برنج
کی چھت سے سیڑھی پر آئے اور لاہوری اور عنایت اللہ کو بلایا حال
پوچھا جو ماجرا تھا وہ لاہوری نے آپ کے سامنے گزارش کیا آپ نے
عنایت اللہ سے پوچھا کہ یہ ماجرا یوں ہی ہوا یا اس میں کچھ فرق ہے انہوں
نے عرض کی کہ ہاں فی الواقعی یوں ہی ہوا یہ بات سنتے ہی آپ کمال
ناخوش اور خفا ہوئے اور کہا کہ تم اپنے دل میں یوں جانتے ہوگے کہ
ہم سید صاحب کے پُرانے رفیق اور اُن کے بلنگ کے پاس رہتے
ہیں اور تم کو یہ خیال ہے کہ ہم یہاں اللہ کے واسطے آئے ہیں اور
کام ایسے نکمے کرتے ہو اور لاہوری کو جانتے ہو کہ قاضی مدنی کا
سئیس اور کم رو اور حقیر ہے یہی جان کر تم نے اس کو مارا یہ کم نے
بڑی زیادتی اور حرکت بیجا کی ہمارے نزدیک تم اور لاہوری ملکہ
سب برابر ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں سب لوگ یہاں خدا

Marfat.com

کے واسطے آئے ہیں بعد اس کے حافظ صابر تھانوی اور
شرف الدین نیکنالوی سے فرمایا کہ ان دونوں کو قاضی حنان صاحب
کے پاس لیجاؤ عنایت اللہ کی زیادتی ہے اور اُن سے کہنا کہ اس
میں کسی طور سے کسی کی رواداری اور رعایت نہ کرنا موافق شرع
شریف کے فیصلہ کردو جب حضرت علیہ الرحمۃ نے سب کے سامنے یوں
فرمایا تب ملت والے لوگ جن کی جماعت میں عنایت اللہ تھے آپس
میں کہنے لگے کہ اب لاہوری کو کسی طور راضی کرنا چاہیئے اگر وہ راضی ہوکر
معاف کردے تو بہتر ہے یہ بلا ٹل جاویگی اور نہیں تو عنایت اللہ پر فرور
تعزیر آویگی پھر انھوں میں سے دو تین شخص لاہوری کو سمجھانے لگے کہ بھائی
صاحب اب تو عنایت اللہ سے یہ زیادتی تم پر ہوئی اور انھوں نے
بہت برا کیا مگر تمہارا بھائی ہے بہتر یہی ہے کہ یہ قصور اس کا معاف
کردو بلکہ بطور خوشامد کے کچھ دینے پر بھی راضی ہوئے مگر لاہوری نے کسی
طرح نہ مانا اور کہا کہ بھائیو اب تو جو کچھ سید صاحب نے فرمایا میں
اسی پر راضی ہوں وہاں چل کر جیسا کچھ ہوگا ہو رہیگا یہاں اس امر
میں مجھ سے کچھ نہ بولو وہ ناچار ہوکر چپ ہو رہے اور حافظ
صابر اور شرف الدین ان دونوں کو قاضی حنان صاحب کے پاس

Marfat.com

لے گئے قاضی صاحب بستی کی مسجد میں تھے اور اُس وقت گھڑی
ڈیڑھ گھڑی دن باقی ہوگا قاضی صاحب نے پوچھا کہ بھائیو اس
وقت سب مل کر کہاں آئے ہو حافظ صابر اور شرف الدین نے
ان دونوں کا حال بیان کیا کہ اس طور سے لڑائی ہوئی ہے اور جو
سید صاحب نے ان کے مقدمے میں ارشاد کیا تھا وہ بھی عرض
کر دیا پھر قاضی صاحب نے لاہوری سے سوالہ پوچھا انھوں نے
شروع سے جو گذرا تھا بیان کیا پھر عنایت اللہ سے پوچھا انہوں
نے بھی ویسا ہی کہا جیسا لاہوری نے کہا تھا قاضی صاحب نے فرمایا
کہ اب تو شام ہوگئی اس وقت جاؤ کل بعد نماز اشراق کے آنا ہم
تمہارا فیصلہ کر دینگے پھر وہ اپنے اپنے ڈیرے پر آئے اور بعد نماز مغرب
کے شیخ عبدالرحمن (صاحب) رائے بریلی والے قاضی صاحب ممدوح
کے پاس گئے اور وہ ان کے بڑے یار تھے اور کہا کہ قاضی صاحب
کوئی تدبیر آپ ایسی کریں کہ جس میں لاہوری راضی ہو جاوے
اور عنایت اللہ ذلت نہ پاوے اور اس امر میں زیادتی ضرور
عنایت اللہ کی ہے اور جو لاہوری کسی طور نہ مانے تو امر ناچاری
کا ہے پھر جو حکم شرع شریف کا ہو وہ آپ جاری کریں قاضی

Marfat.com

صاحب نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ بہت اچھا فرماتے ہیں ہم
اول لاہوری کو خوب سمجھاوینگے حتی الامکان اس میں قصور نہ
کرینگے اگر اس نے مان لیا تو بہتر ہے والا موافق حکم خدا اور رسول کے
انصاف کیا جاویگا پھر شیخ عبدالرحمٰن وہاں سے اپنے ڈیرے
پر آئے پھر اگلے روز دو تین گھڑی دن چڑھے حافظ صابر اور
شرف الدین لاہوری اور عنایت اللہ کو لے کر قاضی صاحب کے پاس
گئے انھوں نے لاہوری اور عنایت اللہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور پہلے
عنایت اللہ کی طرف مخاطب ہو کر خوب ملامت کی کہ بہت بری
حرکت کی تو نے اور قابل سزا کے ہے پھر دوسرا کے لاہوری کی طرف
متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ بھائی صاحب تم بہت نیکبخت اور بے شر
آدمی ہو اور تم سب صاحب ہندوستان سے اپنا اپنا گھر بار
خویش و تبار چھوڑ کر محض واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے آئے ہو کہ
اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو اور آخرت میں ثواب ملے اور کارخانہ دنیا
کا تو واسطے چند روز کے مانند خواب و خیال کے ہے بے اصل اور
بے بنیاد سو بات یہ ہے کہ عنایت اللہ تمہارا بھائی ہے اور اس سے
بسبب شامت نفس کے یہ قصور ہو گیا جو اس نے تم کو مارا اگر اس
کا قصور معاف کر دو اور دونوں مل جاؤ تو بہت خوب بات

Marfat.com

ہے اللہ تعالےٰ کے یہاں اس کا اجر پاؤگے اور جو تم اپنا عوض
لوگے تو برابر ہو جاؤگے جو معاف کرنے میں ثواب ہے وہ نہ ملیگا
اور معاف کرنا بھی خدا اور رسول کا حکم ہے اور عوض لینا بھی
مگر معاف کرنے میں ثواب اور عوض لینے میں اپنے نفس کی خوشی ہے
یہ بات سُن کر لاہوری نے کہا قاضی صاحب اگر ہم عنایت اللہ کو
معاف کر دیویں تو ثواب پاوینگے اور جو اپنا عوض لے لیویں تو برابر
ہو جاوینگے بھلا کسی طرح کا گناہ تو نہیں ہے اُنھوں نے کہا کچھ
گناہ نہیں دونوں حکم خدا و رسول کے ہیں جو چاہو منظور کرو لاہوری
نے کہا کہ میں تو اپنا حق چاہتا ہوں قاضی صاحب نے کچھ دیر سکوت
کر کے فرمایا کہ بھائی لاہوری حق تمہارا تو یہ ہے کہ تم بھی عنایت اللہ
کے اسی جگہ دو گھونسے مار لو اور عنایت اللہ کو لاہوری کے سامنے کھڑا
کر دیا کہ اپنا عوض لے لو لاہوری نے کہا کہ حق ہمارا یہی ہے کہ ہم بھی
اسی جگہ دو گھونسے ماریں قاضی صاحب نے کہا کہ ہاں بیشک یہی،
بات ہے اس وقت ہم لوگ جو وہاں حاضر تھے سب کی اُمید
منقطع ہو گئی کہ اب لاہوری بے عوض لئے نہ چھوڑیگا لاہوری
نے کہا کہ سب بھائیو جو حاضر ہو گواہ رہو کہ قاضی صاحب نے
ہم کو ہمارا عوض دلایا اور اب ہم لے سکتے ہیں مگر ہم نے محض

Marfat.com

واسطے رضامندی اللہ تعالےٰ کے چھوڑ دیا اور عنایت اللہ
کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور مصافحہ کیا تمام لوگ جو وہاں تھے
لاہوری کو آفریں کہنے لگے اور شاباشی دینے لگے کہ تم نے بڑے مردوں
اور دینداروں کا کام کیا پھر سب وہاں سے اپنے ڈیروں پر آئے
اور لاہوری اور عنایت اللہ اپنے ڈیرے پر آئے یہ خبر سید صاحب
کو ہوئی کہ لاہوری نے عنایت اللہ کی خطا معاف کر دی آپ نے
لاہوری کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ تم نے یہ کام
بڑے دیندار مردوں کا کیا کہ اپنے بھائی کا قصور معاف کر دیا
اور عوض نہ لیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ آخرت میں دیگا اور فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو یہی توفیق نیک عطا کرے اور
لاہوری کے لئے آپ نے دعا کی پھر لاہوری وہاں سے اپنے
ڈیرے میں پھر آئے

جب مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب ستھانے سے لوٹ آئے اور پائندہ خاں نے اپنے
ملک میں ہو کر نہ جانے دیا بیت حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے خاص
لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ جس بات کا ارادہ کرتے ہیں یہاں
کے ایک نہ ایک مسلمان بھائی حارج ہو جاتے ہیں اور وہ کام
نہیں ہوتے پاتا چنانچہ یہی پائندہ خاں کہ اس نے ہمارے

Marfat.com

لوگوں کو اپنی عملداری میں آنے سے روکا اور ہم کو مسلمانوں
سے لڑنا حتی الامکان منظور نہیں اور جو وہی اپنی شرارت اور خباثت
سے باز نہ رہیں تو امر ناچاری ہے دیکھو تو اس پائندہ خاں
نامعقول نے پہلے تو ہم سے ملاپ کیا اور کہا کہ میں بہر صورت
آپ کا فرمانبردار ہوں اور آپ کی کیسی سخت سخت نامعقول
باتیں بغاوت کی لکھیں اور لڑائی پر مستعد ہوا مگر ہم چاہتے ہیں
اب کی ایک بار اس کو فہمائش کر لیں اور حجت شرعی اس پر
قائم کر دیں پھر جو راہ راست پر نہ آوے گا تو اپنی سزا پاوے گا
سب لوگوں نے آپ کی بات کو پسند کیا اور عرض کی کہ یہی
بات بہتر ہے پھر مولانا صاحب سے آپ نے فرمایا کہ آپ
ہماری طرف سے پائندہ خاں کو اس مضمون کا خط لکھ کر
بھیجدیں کہ ہم واسطے کار دین کے تمہاری عملداری میں ہو کر
جانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ دریا اتر کر چلے جاویں سو اس کے
اور ہماری کچھ غرض نہیں ہے اور تم نے ہماری اطاعت کا
اقرار کیا ہے تم کو لازم ہے کہ تم خود ہماری شراکت
کرو اور جو تم سے یہ نہ ہو سکے تو ہمارے حاجت بھی نہ ہو

Marfat.com

ایک نوع یہ بھی تمہارا احسان ہے اور کشمیر کی طرف جانے
کا ارادہ کوئی اس رستے کے سوا رستہ نہیں ہے کہ ہم ادہر
کو جاویں اور اب ہم تمہاری طرف ہو کر جاوینگے اگر اس میں تم
اپنی شرارت کی راہ سے چون وچرا کروگے تو تمہارے لئے بہتر
نہ ہوگا اور اپنی حرکت بیجا سے پشیمان ہوگے اگر تم کو دعوی اسلام
کا ہے تو ایسی حرکت سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرو فقط پھیر
مولانا صاحب نے موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ
ایک خط لکھ کر ایک آدمی کے ہاتھ پائندہ خاں کے پاس بھیجدیا
پھر اس کے جواب میں اس نے لکھا خلاصہ مضمون اس کے کا
یہ ہے کہ اور تو سب طرح سے میں آپ کا خادم اور فرمانبردار
ہوں مگر یہ محکو منظور نہیں کہ آپ ادہر تشریف لاویں آپ
ہرگز ہرگز اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں اور جو آپ آوینگے
تو ہوشیار ہو کر آویں بسم اللہ میں بھی لڑنے کو تیار ہوں اور یہی
اسی طور کے نامعقول کلام اس نے کہے اور ایسے کلام لکھنے اس
کے کا سبب یہ تھا کہ وہ اپنی تمکری اور دعوی بہادری سے
کسی کو خیال میں نہیں لاتا تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے

Marfat.com

جواب کو اس ملک کے علمأ کے سامنے جو وہاں لشکر میں تھے
پڑھوایا انھوں نے کہا کہ اس خط کے مضمون سے تو وہ صاف
باغی ہو گیا اس پر جہاد کرنا دُرست ہے پھر اس کے بعد حضرت نے
اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا کہ جو ہمارے لشکر میں توپیں ہیں
ان کو موقع سے کسی جگہ دبا دینا چاہئے بعد اس کے آپ نے ان
کے دبانے کی جگہ تجویز کر کے چند معتبر اور امانت دار لوگوں کو بلایا
اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ اس راز کو سوائے ہمارے دوسرا
نہ جانے یہ اللہ تعالےٰ کی امانت ہے اس میں جو کوئی تم میں
سے خیانت کریگا وہ اللہ تعالیٰ کا خائن ہو گا پھر آپ نے
ان کو توپوں کے دبانے کی جگہ بتا دی وہ اس کے کھودنے میں
مشغول ہوئے اور حضرت کی طرف سے سب لشکر میں حکم بھیجا
گیا کہ لوگ اپنے اسباب ضروری کی دُرستی کر لیں آمد میر
چڑھائی ہے اور شیخ ولی محمد صاحب کو حکم پہنچا دیا کہ سید صاحب
نے فرمایا ہے کہ جو سامان ضروری لشکر میں جس بھائی کے پاس
نہ ہو اس کو نیوا دو پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی احمد اللہ
صاحب سے جو توپخانہ کے داروغہ تھے فرمایا کہ سب توپیں

Marfat.com

توپخانے سے یہاں لشکر میں کھچوالاؤ ان کا یہی ساز و
سامان دیکھنا ہے پھر مولوی صاحب ممدوح موافق فرمان
واجب الاذعان آپ کے سب توپیں وہاں سے لاکر لشکر
میں کھڑی کردیں حضرت نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ یہاں ان
کو رہنے دو پھر دو روز وہ توپیں لشکر میں رہیں تیسرے
روز بعد نماز عصر کے حضرت نے مولوی احمد اللہ صاحب سے
فہمائش کرکے فرمایا کہ اب توپیں لیجاؤ اور وہی چند معتمد لوگ
جن سے عہد و پیمان لیا تھا توپوں کے ہمراہ کردئے کہ ان کو
جاکر مولوی صاحب کے ساتھ پہنچا آؤ اور سوا ان کے چند
آدمی اور بھی تھے پھر سب لوگ توپوں کو توپخانے کی طرف
لے کر روانہ ہوئے جاتے جاتے رستے میں رات ہوگئی اور کئی اونٹ
بھی ہمراہ تھے پھر رستے میں ایک جگہ ٹھہرے پھر وہاں جو لوگ
شریک عہد و پیمان میں نہ تھے ان کی آنکھوں میں پٹیاں باندھی
گئیں اور اُن معتمد لوگوں نے توپوں کو چرخ سے اُتار کر اونٹوں
پر لادا اور پھر بیٹھے اور گولے ان کے حدے لادے اور وہاں
سے لے چلے اور جہاں جہاں اُن کے دفن کرنے کے ٹھکانے بتائے
تھے وہیں لے گئے اور وہیں ان کو دفن کیا توپیں جس جگہ

Marfat.com

اور پہر بیٹھے جیدی جگہ اور گورے جیدی جگہ اس کام سے
فارغ ہو کر پھیر وہاں آئے جہاں توپوں کو چیرخ سے اتار
کر اونٹوں پر لادا تھا اور جن لوگوں کی آنکھوں میں پٹیاں
بندھی تھیں کھول دیں پھیر وہاں سے سب لوگ اپنے اپنے ڈیرے
پر آئے اور مولوی احمد اللہ صاحب نے حضرت سے جا کر اطلاع
کی کہ توپوں کو دبا آئے اور ان توپوں کے دبانے کی جگہ کے
کھود کھاد میں گیا رہ بارہ روز کا عرصہ لگا تھا تب تک
لشکر میں اسباب ضروری کی درستی بھی ہو گئی اس کے بعد
ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے بھانجے سید محمد علی
صاحب اور عبدالحمید خاں رسالدار کو بلایا اور سید احمد علی صاحب
سے فرمایا کہ ہم نے تم کو عبدالحمید خاں صاحب اور ان کے
سواروں پر امیر کیا کل یہاں سے ان سب کو ساتھ لے کر کیتھل
میں ہوتے اور وہاں سے پیر خاں کو مع ان کی جماعت کے
لیتے ہوئے یا اُن سے کہتے ہوئے ستھانے میں جاؤ اور وہاں
پہنچو تمہارے بعد ہم باقی لوگوں کو لئے ہوئے چینی کے
رستے ہو کر آوینگے اور وہاں جو کچھ ہمارا حکم تم کو پہنچے اس

Marfat.com

کے موافق کام کرنا پھر اگلے روز سید احمد علی صاحب اور
عبدالحمید خاں رسالدار حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے
اس روز جا کر موضع ٹوپئی میں ڈیرہ کیا اگلے روز پیر خاں
کے پاس کہپّل میں جا کر داخل ہوئے اور ایک روز وہاں مقام،
کیا اور پیر خاں صاحب سے کہا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ
مع جماعت پیر خاں کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا یا کہتے جانا
سو تمہارا ہمارے ہمراہ چلنا ابھی چنداں ضرورت نہیں ہم ستھانے
کو چلتے ہیں مگر تم اپنے ساز و سامان سے تیار رہنا جس وقت
ہمارا خط یا آدمی تمہارے پاس آوے فوراً اسی وقت وہیں
پہنچنا دیر نہ کرنا پھر اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے ستھانے
کو روانہ ہوئے چند آدمیوں سے سید اکبر صاحب کچھ دور استقبال
کر کے سب کو لے گئے اور باہر بستی کے ام کی جانب جو میدان
ہے جہاں ان کے آبا و اجداد کا گورستان ہے قریب دریا کے
وہاں سب کا ڈیرہ کروایا اور دو دن سید اکبر صاحب نے
سب لشکر کی مہمانی کی پھر موافق دستور کے آٹے کا تاکوٹ
بٹنے لگا وہی ہم سب لوگ کھانے لگے اور یہ بھی خبر زبانی

Marfat.com

معتبر ملکیوں کے ہمارے لشکر میں آئی کہ تم لوگوں کی خبر
پائندہ خاں کو پہنچی ہے کہ لشکر سید بادشاہ کا ستھانے میں
داخل ہوا یہ سن کر اُس نے بھی تیاری لڑائی کی کی ہے
یہ خبر سن کر سید احمد علی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھا
کہ ہم یہاں ستھانے میں خیر و عافیت سے پہنچے اور سید اکبر صاحب
ہم سب کو استقبال کر کے لے گئے اور دو روز انھوں نے
ہم سب کی ضیافت کی اور یہاں یہ بھی خبر زبانی معتبر ملکیوں
کے سُنی کہ ہم لوگوں کی خبر پا کر کہ ستھانے میں ہیں پائندہ خاں
نے بھی ساز و سامان لڑائی کا درست کیا ہے فقط اس
جواب میں حضرت علیہ الرحمۃ نے سید احمد علی صاحب کو لکھا کہ
جبتک ہم یہاں سے کوچ کر کے تم کو خبر نہ بھیجیں تم ستھانے
سے آگے نہ بڑھنا اور وہیں اپنی ہوشیاری سے رہنا لعد کئی
روز کے انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی کوچ کرتے ہیں فقط پھر اس
کے اگلے روز آپ نے سردار فتح خاں کو بلا کر فرمایا کہ خان بھائی
پہلے تو ہماری اور کچھ تدبیر تھی مگر سید احمد علی کے خط سے معلوم
ہوا کہ پائندہ خاں آمادہ فساد اور بر سر جنگ ہے سواب

Marfat.com

ہمارا ارادہ یہ ہے کہ یہاں سے ڈھائی تین کوس پہاڑ پر تمہارے
عمل میں موضع دکھاڑا ہے اس میں اپنے اور اپنے غازیوں کے اہل
وعیال کو رکھ دیں اور ہم لوگوں کو لے کر یہاں سے طرف چینئی کے
کوچ کریں اس امر میں تمہاری کیا مرضی ہے خان ممدوح نے عرض
کی کہ میری عین خوشی اور سعادتمندی ہے آپ بلا تامل ان کو وہاں
بھیجا دیویں کہ وہ سب بآرام تمام وہاں رہیں اس میں مجھ سے
بھی جو کچھ ہو سکے گا ان کی خدمت گزاری سے نہ کرونگا پھر حضرت نے بی بی
صاحبہ مغفرہ مکرمہ اور سب عورتوں کو خدمت گزاری کے لئے شیخ حسن علی
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھ چند آدمیوں اور کو تجویز کیا
اور شیخ صاحب ممدوح کو بلا کر فرمایا کہ تم اتنے لوگوں سے ہمارے
اور سب غازیوں کے اہل وعیال لے کر موضع دکھاڑے میں جا کر
رہو اور جو کچھ کہنا تھا اُن سے کہہ دیا اور اس کے اگلے روز شیخ
صاحب ممدوح کو سب کے ہمراہ کر کے رخصت فرمایا جب ان
کے وہاں پہنچنے کی خبر حضرت کے پاس آئی تب آپ نے سب غازیوں
کو ہمراہ لے کر پنجتار سے کوچ کیا اور موضع پائی پنئی میں جا رہے
اگلے روز چینئی کے پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے جا کر چینئی میں داخل ہوئے
اور سب لشکر نے وہاں دو مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے

Marfat.com

تمام معزز لوگوں کو جو افسر تھے جمع کیا چنانچہ ان میں مولانا محمد
اسمعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن منہاروں
کے رامپور والے اور شیخ ولی محمد اور شیخ عبد الحکیم بیلت والے اور
لعل محمد اور آخوند قطب الدین اور ملا عترت قندھاری اور شیخ
بلند بخت اور ان کے بھائی علی محمد دبیں والے اور صوفی نور محمد اور
مولوی وارث علی اور مولوی امام الدین نیگالوی اور مولوی خیر الدین
صاحب شیر کوٹی اور سید اسمعیل صاحب رائے بریلوی اور مولوی
مظہر علی اور مولوی قمر الدین اور مولوی عثمان علی اور مولوی باقر علی
عظیم آبادی اور حقیر خاں ترین ہزارہ والے اور مرزا احمد بیگ پنجابی
اور حاجی عبد اللہ اور حافظ امام الدین رامپوری اور امام خاں اور
ان کے بھائی امیر اسمیم خاں خیر آبادی اور حافظ مصطفےٰ کانپلوی
نواسے مولوی مفتی الٰہی بخش صاحب کے اور قاضی علاء الدین،
بگھری والے اور میاں جی چشتی پڑھانے والے اور منشی خواجہ محمد
حسن پوری اور قاضی احمد اللہ میرٹھی اور قاضی حمایت اللہ اور قاضی
برہان الدین سنجاوتی اور امان اللہ خاں خیل عشرے والے اور ناصر خاں
سواتی بہت گرام والے اور منشی امان زئی والے نام ان کا یاد نہیں
اور ملا عظیم اور قاضی حیات اور پائندہ خاں بھائی مدد خاں اور

Marfat.com

بھی تھے ان سب کی طرف مخاطب ہوکر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ تم پیر اور تمہارے سب لوگوں پر ہم نے میاں صاحب یعنی مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر کیا جو کچھ میاں صاحب تم کو حکم کریں بلا انکار
بجا لانا اور مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے
لڑائی کرنے میں سبقت نہ کرنا اور جو طرف ثانی والے پیشی کرے اس
وقت تمکو اختیار ہے جیسا مناسب جاننا ویسا کرنا سوا اس کے
اور جو جو باتیں مناسب تھیں وہ سب فہمائش کرکے اور دعا خیر
کرکے طرف مداخیلوں کے رخصت فرمایا اور فقط سات یا آٹھ
آدمی اپنے ساتھ رہنے دئے اور اس روز مولانا صاحب ممدوح
سب لوگوں سے جاکر موضع گیا ئی میں رہے اور وہاں کے لوگوں
نے موافق دستور ملک کے سب غازیوں کی ضیافت کی پھر اگلے روز
وہاں سے کوچ کرکے چلے راہ میں مدد خاں برادر پائندہ خاں نے
مولانا صاحب سے عرض کی کہ یہاں سے آگے چل کر کئی کوس پر
بانڑ نام ایک بستی پائندہ خاں کے عمل کی آویگی اس کے کنارے
ہوکر رستہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہاں کے رعیت لوگ کچھ تعرض کریں
کچھ اس کی تدبیر کرنی چاہئے مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم یہاں کے
واقف کار ہو چند آدمیوں سے ہمیں آگے جاؤ اور ان کو سمجھا دو
کہ سید صاحب کا لشکر دیگرے کو جاتا ہے تم کسی نوع کا اُن سے

Marfat.com

تعرض نہ کرنا والا تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا آگے تم جانو اور ہم آگے
چل کر باڑے کی سرحد کے ورے ٹھہر جاوینگے جب تمہارا آدمی خبر لاویگا
تب ہم آگے بڑھینگے پھر بیس بائیس آدمیوں سے مددخاں باڑے کو
روانہ ہوا اور اس کے پیچھے تمام لشکر چلا جب وہ بستی کوئی یا دو کوس
کے فاصلے پر رہی تب مولانا صاحب سب کو لے کر وہاں ٹھہر گئے کچھ دیر
کے بعد مددخاں کا آدمی مولانا صاحب کے پاس خبر لایا کہ مددخاں نے
وہاں کے لوگوں سے سمجھا کر کہہ دیا کہ خبردار سید بادشاہ کے لوگوں سے
کسی طور کا چھیڑ چھاڑ نہ کرنا والا مفت میں برباد ہو جاؤ گے انھوں نے
کہا کہ ہم غریب رعیت ہیں ہم کو چھیڑ چھاڑ سے کیا غرض وہ شوق سے
چلے جاویں سو اب آپ یہاں سے روانہ ہوں پھر مولانا صاحب فوج لے
کر آگے چلے اور اس بستی کے کنارے ہو کر جب سب گذر گئے تب مددخاں
بستی سے جا کر سب میں شریک ہوا پھر جب فوج موضع دگیر آ پہنچی
تب وہاں کا خان مددخاں نام آ کر مولانا صاحب سے ملا اور ہمراہ ہوا اور
سوا اس کے اسپرتین خان اور اس چڑھائی میں شریک تھے ایک نگری
کا رحمت خاں اور دوسرا مداخیلوں کا سرور خاں اور تیسرا مددخیلوں
کا غلام خاں پھر مولانا صاحب نے قریب دو سو غازیوں کے جو خاص
اور معتمد لوگ تھے وہاں دیگری میں چھوڑے اور لوگ ہمراہ اپنے لے کر
فروے میں گئے کہ وہاں سے کوس یا سوا کوس ہے اور وہاں دو مقام

Marfat.com

کئے یہ خبر پائندہ خاں کو ہوئی کہ دیگری اور فردے میں سید بادشاہ
کا لشکر داخل ہوا پھر اس نے اپنے مشیروں سے کہا کہ اب اس کی کیا
تدبیر کیا چاہیئے کہ ادہر دیگری اور فردے میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
پیادوں کی فوج لے کر آگئے اور ادہر ستھانے میں سید احمد علی صاحب
سواروں کے لشکر سے ہیں مشیروں نے عرض کی کہ ہم خان کے فرمانبردار
ہیں جو کچھ ہم کو حکم ہو بجا لاویں مگر ہمارے ذہن میں یہ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ کچھ لوگ موضع کنیڑی کے پہاڑیر بھیجے جاویں کہ غازیوں کی
کمک آنے کا رستہ بند ہو جاوے اور ستھانے کے سواروں کے مقابلے کو
عشرے کے میدان میں سوار بھیجے جاویں اور باقی لشکر لے کر دیگری اور
فردے کی فوج کا مقابلہ آپ کیجئے یہ تمام خبر مخبروں نے آکر مولانا
صاحب کو دی پائندہ خاں کے بھائی مدد خاں نے مولانا صاحب سے
عرض کی کہ آپ اسی وقت اپنے لوگ موضع کنیڑی کو روانہ کریں کہ
اس کو اپنے قبضہ میں کرلیں اور جو پائندہ خاں کے لوگ وہاں آجاویں
تو پھر ویسا ہی ہوگا جیسا کہ انھوں نے مشورہ کیا ہے مولانا صاحب
نے اسی وقت اپنا آدمی بھیج کر دیگری کے غازیوں کو اپنے پاس فردے
میں بلوالیا اور ان سب سے پکار کر کہا ہم نے تم سب پر اربابِ بلرام
خاں کو امیر کیا اور ان کے بعد مولوی خیر الدین کو اور ان کے بعد
شیخ بلند بخت دینی کو اور ان کے بعد امام خاں خیر آبادی کو امیر کیا

Marfat.com

اور جب یہ کوئی نہ ہوں تب تم سب کو اختیار ہے جس کو چاہنا اپنا
امیر بنا لینا پھر ارباب بہرام خاں اور مولوی خیر الدین اور شیخ بلند بخت
اور امام خاں کو الگ بلا کر فرمایا کہ تم یہاں سے سب لوگوں کو ساتھ لے
ہوئے مدد خاں کے ہمراہ کنیڑی کے پہاڑ پر جاؤ اور جس جگہ مدد خاں
تم کو مقرر کر دیں وہاں اپنا بندوبست کر کے ہوشیاری سے جمے رہنا،
کل صبح کو تم اُدھر عشرے کو اترنا اور ہم ادھر سے ام کی طرف اترینگے
اور اب سید احمد علی صاحب کو لکھتے ہیں وہ بھی تمہاری مدد کو طرف
عشرے کے آوینگے پھر دعائے خیر کر کے درمیان عصر اور مغرب کے
مدد خاں کے ہمراہ ان کو طرف کنیڑی کے روانہ کیا اور ادھر سید احمد علی
صاحب کو لکھا کہ اگلے دو پہر صبح کو آپ سب سواروں اور پیدلوں
سے عشرے کے میدان میں آ کر داخل ہوں ادھر آج ہم نے ارباب بہرام
خاں کو امیر کر کے دو سو غازیوں سے کنیڑی کے پہاڑ پر بھیجا ہے
کل صبح کو وہ بھی طرف عشرے کے اترینگے اور ہم سب یہاں سے ام کی
طرف اترینگے فقط اس خط کو دیکھتے ہی سید احمد علی صاحب نے کہل
سے پیر خاں کو مع جماعت اپنا آدمی بھیج کر بلوا لیا رات کو
اس تدبیر کی خبر پائندہ خاں نے کو مخبروں نے پہنچائی اس نے
یہ تمام حال اپنے مشیروں سے بیان کیا کہ تم نے جو ہم کو تدبیر بتائی

Marfat.com

تھی وہ تو ہمارے ہاتھ سے جاتی رہی وہاں سید بادشاہ کے لوگوں
نے اپنا دخل کر لیا اب اس کی کیا تدبیر کی جاوے انھوں نے کہا کہ اب
یہ تدبیر ہمارے خیال میں آتی ہے کہ ایک خط سید بادشاہ کو بھیجا اور
ایک مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اس مضمون کا کہ ہم تمہارے فرمانبردار
ہیں جو کچھ ہم سے آپ کی جناب میں قصور ہوا اللہ آپ معاف
کریں اور ہم اپنی گستاخی سے توبہ کرتے ہیں اور آپ سے صلح چاہتے
ہیں اور کل آپ فروسے سے دس یا پانچ آدمی لے کر ادھر پہانڈے میں
تشریف لاویں اور اسی قدر آدمیوں سے میں بھی وہیں واسطے آپ کی
ملاقات کے آکر حاضر ہونگا فقط اور جو تم اس وقت خط بھیجنے میں
تساہل کروگے تو پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی اور اس مضمون کا خط
ارسال کرنے میں فائدہ یہ ہے کہ جب یہ خط مولانا صاحب کو پہنچے گا
تو اس کو دیکھ کر جا بجا اپنے لوگوں کو آنے سے روک دیوینگے اور
صبح کو وہ آپ تمہاری ملاقات کو پہانڈے میں آنے کے منتظر رہینگے
اور تم خود صبح کو اپنے سوار و پیادے لے کر کنیڑی کے پہاڑ پر چلو وہاں
سو دو سو جوان کے غازی ہیں ایک ایک کو ہلّہ کر کے مار لو وہی
لوگ ان کے خاصوں اور معتمدوں میں ہیں جب تم نے ان کو مار لیا تب
تمام لشکر ان کا پراگندہ ہو جاویگا اور تمہارے مقابلے کو نہ آویگا اور

Marfat.com

رحمت خاں. پیٹ گلی والا جو یہاں حاضر ہے اس کو اسی وقت کچھ
لوگوں سے یہ کہہ کر بھانڈے میں بھیجدو کہ جب مولانا صاحب صبح
کو وہاں آویں تب کسی حکمت عملی سے گرفتار کر لینا اس تدبیر کے
سوا اس وقت اور کوئی تدبیر نہیں ہے اگر یہ فریب چل گیا تو پھر
کیا کہنا ہے اور جو نہ چلا تو پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا،
پائندہ خاں نے ان کے فریب کو بہت پسند کیا اور اسی وقت رات
ہی کو ایک خط اسی مضمون مذکور کا لکھ کر مولانا صاحب کے
پاس اپنے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور ایک خط اپنے عذر و معذرت
اور تابعداری و اطاعت کا لکھ کر سید صاحب کے پاس ارسال
کیا اور رحمت خاں کو اسی وقت چند آدمیوں سے وہی تدبیر مذکور
فہمائش کر کے بھانڈے کو روانہ کیا پھر جب مولانا صاحب کو وہ
خطرات ہی کو پہنچا اس کو پڑھ کر نہایت خوش ہوئے اور اپنے
لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ ہم بھی خدا سے یہی چاہتے ہیں کہ،
پائندہ خاں ہم سے موافق ہو جاوے اور جنگ و جدال درمیان میں
نہ خوب بات ہے سو ویسا ہی ہوا اور اسی وقت ایک خط اپنا اور وہی
پائندہ خاں کا خط نقل کر کے ارباب بہرام خاں کے پاس روانہ کیا
کہ کل صبح کو وہیں اپنی ہوشیاری سے رہنا نیچے نہ اُترنا جبتک

Marfat.com

ہمارا دوسرا خط تمہارے پاس نہ آوے اس لئے کہ پائندہ خاں نے
پیام صلح کا بھیجا ہے اور ہم کو بھی یہی منظور ہے اور اسی مضمون کا ایک
خط سید احمد علی صاحب کو لکھا کہ آپ بھی ستھانے سے ابھی کوچ نہ کریں
جبتک ہمارا دوسرا خط آپ کو نہ پہنچے اور جو شاید کوچ کیا ہو تو وہیں
کو پلٹ جاویں اور وہی پائندہ خاں کا خط بھی نقل کر کے اپنے خط میں
لپیٹ کر ایک آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور وہاں سید احمد علی صاحب نے
موافق مضمون خط اول کے کہ تم صبح کو عشرے کے میدان میں آ کر داخل
ہونا اور ادھر کنیڑی کے پہاڑ سے ارباب بہرام خاں اپنے لوگ لے کر
طرف عشرے کے اتر نیگے اپنے تمام سواروں میں حکم بھجوا دیا تھا کہ
صبح کو سب اپنے اپنے گھوڑے تیار کر کے ہتیار لگا کے نماز فجر پڑیں
سو ہم سب نے اسی حکم کے موافق گھوڑے تیار کر کے ہتیار لگا کے
نماز فجر کی اول وقت پڑھی اور سب ڈیرے ڈنڈے لپیٹ کر سید
اکبر صاحب کے مکان پر رکھ دئے اور آٹھ آدمی کا ایک پہرا وہاں
مقرر کر دیا پھر سید احمد علی صاحب نے سب سواروں اور پیادوں سے
کوچ کیا اور سید اکبر صاحب بھی اپنے چند لوگوں سے ہمراہ لشکر کے ہوئے
جب وہاں سے چلتے چلتے ستھانے کے کھڑنے یعنی کمر کوہ کے رستے سے
پار ہو گئے اور عشرہ وہاں سے قریب آدہ کوس یا پون کوس کے رہا
ہم سب نے طرف ام کے دیکھا کہ تمام لشکر پائندہ خاں کا وہاں ام کے

Marfat.com

میدان میں جما ہوا کھڑا ہے اس عرصے میں مولانا صاحب کا آدمی
وہی خط لے کر جس کا آگے ذکر ہو چکا ہے سید احمد علی صاحب کے
پاس آیا اور دیا سید احمد علی صاحب ممدوح نے اس کو پڑھا اور اپنے
دل میں بہت متردد ہوئے اور رسالدار عبدالحمید خاں اور سید اکبر صاحب
کو بلایا اور اس خط کو پڑھ کر سنایا اور کہا مولانا صاحب نے اس میں
لکھا ہے کہ تم ستھانے سے ابھی کوچ نہ کرنا جبتک ہمارا دوسرا خط
نہ آوے اور جو کوچ کیا ہو تو پلٹ جانا سو اب تو مناسب یہی ہے
کہ یہاں سے پلٹ چلیں رسالدار اور سید اکبر صاحب نے کہا کہ یہ
پائندہ خاں کا محض فریب ہے اسی نے مولانا صاحب کو دھوکا دیا
ہے کیونکر نشکر اس کا وہ سامنے ام کے میدان میں تیار کھڑا ہے سو
یہاں سے پلٹنا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا ایسا ہی ہے تو آپ اسی جگہ
ٹھہر جاویں دیکھیں تو آخر کو کیا معاملہ ہوتا ہے سید احمد علی صاحب نے
کہا کہ ہم کو اس بات سے کچھ کام نہیں ہم تو ان کے حکم کے موافق کام
کرینگے دوسرا کر پھر سید اکبر صاحب نے کہا کہ سید احمد علی صاحب آپ
کہتے ہیں کہ مولانا صاحب نے ہم کو اس طرح سے لکھا خیر بجا لکھا ہے
ہم آپ کے فرماں بردار ہیں اور بہر حال شریک کار ہیں ولیکن پائندہ خاں
کی حیلہ سازی اور فریب بازی سے ہم خوب ماہر ہیں کیونکہ ہمارا اور

Marfat.com

اس کا تو ڈنڈہ منیڈہ ہے اور میں اس کے اس فریب کو کسی اس طرح
بالیقین دیکھیا ہوں جس طرح اپنا ہاتھ دیکھیا ہوں کہ یہ میرا ہاتھ ہے
میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ آپ اسی جگہ ڈیرہ کردیں اور میرے
کہنے کا حال دو چار گھڑی میں بچشم خود دیکھ لیں اور جو میرا کہنا پیش نہ
آوے تو مجکو الزام دیں اور جو آپ کے خیال شریف میں یہی ہے کہ یہاں
سے ستھانے کو چلیں والا امر اطاعت میں فرق آویگا تو بسم اللہ چلئے
ہم آپ کے ہمراہ ہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دیر میں آج ہی آپ اس کا
فریب سن لینگے کہ کیا ہوتا ہے سید احمد علی صاحب نے فرمایا کہ بھائی
سید اکبر آپ بجا کہتے ہیں میرے بھی خیال میں یہی بات ہے مگر کیا کروں
امر اطاعت سے ناچار ہوں اور یہ فرماکر وہاں سے گھوڑے کی باگ پھیری
اور سب کو لے کر طرف ستھانے کے روانہ ہوئے اور وقت ظہر کے جاکر
ستھانے میں داخل ہوئے اور وہاں سب نے وضو کرکے نماز ظہر پڑھی
اور بعد فراغ نماز کے سب سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کوئی
کھڑے رہے کوئی بیٹھ گئے اور سید احمد علی صاحب اور رسالدار اور سید
اکبر ایک جگہ بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے لگے اس میں دو تین گھڑی کا عرصہ
ہوا ہوگا کہ کنٹڑی کی طرف سے ٹپکا ٹپکی ایک ایک دو دو بندوق کی
آوازیں آنے لگیں سید اکبر صاحب نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ دیکھئے

Marfat.com

کینٹری میں لڑائی شروع ہوگئی اور یہی اکثر لوگوں نے اپنے لشکر والوں سے
آکر یہی کہا یہ سُن کر سید احمد علی صاحب نے فرمایا خدا جانے ایک ایک دو
دو تین تین وقتیں کہاں چلتی ہیں کسی کے یہاں لڑکا بالا ہوا ہو وہاں چلتی ہوگی
اگر لڑائی کی تین وقتیں ہوتیں تو بار چلتی انھیں باتوں کی ردوبدل آپس
میں دیر تک رہی یہاں تک کہ سب نے نماز عصر کی پڑھی پھر،
تین وقتیں زیادہ چلنے لگیں رسالدار عبدالحمید خاں نے خفا ہو کر کہا،
کہ سید احمد علی صاحب وہاں کینٹری میں لڑائی ہو رہی ہے ہمارے
بھائی لوگ کٹے جاتے ہونگے آپ تو یہاں تشریف رکھئے اب ہم
تو وہیں جاتے ہیں یہ کہہ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جتنے
سوار تھے سب سوار ہوئے اس وقت سید احمد علی صاحب نے بڑھ
کر رسالدار کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور مولانا صاحب کا وہی خط دیکھا
اور فرمایا کہ تم ان کا حکم نہیں مانتے ہو اور اپنی رائے سے کام کرتے ہو
یہ بات اچھی نہیں ہے وہ جھنجھلا کر کہنے لگے کہ سید احمد علی صاحب بڑے
تعجب کی جگہ ہے نہ تو آپ جاتے ہو اور نہ ہم لوگوں کو جانے دیتے ہو
تم جانو ہم بری الذمہ ہیں یہ کہہ کر اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے ان کے
ساتھ اور سب سوار اُتر پڑے اور رسالدار اسی طور غصہ میں چپ
چاپ بیٹھے رہے یہاں تک کہ وقت مغرب کا آیا اس عرصے میں اپنے

Marfat.com

لشکر کے کئی آدمی رسالدار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس وقت
ایک سوار عشرے کی طرف سے تیر چلا آتا ہے اور پہاڑ کے کھڑے
سے اس طرف نکل آیا ہے خدا جانے کچھ خبر لئے آتا ہے یا کیا بات ہے یہ
بات سنتے ہی رسالدار گھوڑے پر چڑھ بیٹھے اور سب لوگوں سے بآواز
بلند پکار کر کہہ دیا کہ بھائیو ہوشیار اور تیار ہو جاؤ یہ سُن کر سب لوگ
اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور پیادے خبردار ہو گئے اور ہر کوئی
اسی سوار کی طرف دیکھنے لگا کچھ عرصے میں وہ قریب آ پہنچا دیکھا تو
وہ جعفر خاں کے ساتھ کرم خاں تھا اور خچر پر سوار تھا اور دور ہی سے
پکارتے ہوئے آیا کہ جلد تیار ہو کر چلو وہاں غازیوں نے لڑائی پائندہ
خاں کی مار کر عشرہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور کوٹلہ بھی لے لیا ہو گا کیونکہ
جب عشرہ لے کر ہمارے لوگ کوٹلہ پر گئے تھے تب مجکو جعفر خاں نے
ادہر بھیجا اور یہ خچر عشرہ کی لوٹ کا ہے اور سید احمد علی صاحب اور
رسالدار سے کہا کہ جلد چل کر لوگوں میں شامل ہو دیر نہ کرو اتو خبر
دے کر آپ اسی طرف اسی خچر پر سوار ہو روانہ ہوا اور اس وقت کچھ
بھی دن باقی نہ تھا پھر سید احمد علی صاحب سب سوار پیدل سے جلد
عشرے کو روانہ ہوئے اور ستھانے کے کھڑے سے اس پار نکل کر
نماز مغرب پڑھی اور سید احمد علی اور سید اکبر صاحب عشرے کو روانہ

Marfat.com

ہوئے ان کے پیچھے سب فوج ولشکر لئے ہوئے رسالدار عبدالحمید
خاں چلے وقت عشا کے عشرے میں جاکر داخل ہوئے اور وہاں سنا
اپنے لوگوں سے کہ کوئلہ بھی لے لیا اور ام میں جاکر شیخ ولی محمد صاحب
نے ڈیرہ کیا اور پائندہ خاں ام سے بھاگ کر چھتر بائی کے گھاٹ سے اباسین
اُتر گیا مگر ام کی گڑبڑی سے ابھی مورچے لگے ہیں اور وہاں جو بندوقیں
جانبین سے چلتی تھیں وہ ہم سب عشرے میں سنتے تھے اور نہایت بیقرار
تھے کہ کسی طرح ہم بھی سب وہاں پہنچیں مگر اباسین کے کنارے کنارے
گارستہ یعنی کمرکوہ کا رستہ نہایت دشوار اور خوفناک تھا کہ رات
کو سواروں کا جانا اس سے مشکل تھا اسی تردد میں تھے کہ کیا تدبیر
کریں جو ام کو پہنچیں اس میں رسالدار نے کہا کہ سب بھائیو پہلے نماز
عشا کی پڑھ لو پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا پھر سب نے نماز پڑھی
بعد فراغ نماز کے سید اکبر صاحب نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ
آپ لوگ بیقرار کس لئے ہیں میرے ساتھ پیادوں کو کہہ دو میں
ام کو روانہ ہوں اور سواروں کے ساتھ تم یہاں رہو سید احمد علی
صاحب نے فرمایا کہ تم نے بات خوب کہی مگر میں بھی تمہارے ساتھ
چلونگا یہ سُن کر رسالدار عبدالحمید خاں نے کہا سید احمد علی صاحب
سے کہا کہ آپ تو کہڑے پر ہوکر تشریف لیجاوینگے اگر اجازت ہو

Marfat.com

تو میں بہیٹ گلی کے درے ہو کر سواروں کو لے چلوں انھوں نے کہا
کہ رات کو بہیٹ گلی کے درے ہو کر جانا مناسب نہیں تم اپنی ہوشیاری
سے یہیں رہو ہم وہاں جاکر شیخ ولی محمد صاحب سے کہیں گے پھر جو
کچھ وہ فرماوینگے ویسا ہم تم کو کہلا بھیجینگے انھوں نے کہا کہ خیر یوں
ہی سہی پھر رسالدار تو سواروں کے ساتھ وہیں رہے اور سید احمد علی
صاحب سید اکبر صاحب کے ہمراہ پیر خاں کی جماعت لے کر کہڑے کے رستے
سے ام کو روانہ ہوئے پھر اس کے پان چھ گھڑی کے بعد دو آدمی
سید اکبر صاحب کے رسالدار کے پاس آئے اور شیخ صاحب کا حکم
لائے کہ یہاں سے سید احمد علی صاحب نے جاکر شیخ صاحب سے جاکر
عرض کی کہ وہاں عشرے میں رسالدار صاحب بہت بیقرار ہیں کہ ہم بھی
کسی طور اپنے سوار لے کر ام کو پہنچیں بلکہ چاہتے تھے کہ بہیٹ گلی کے درے
سے آویں میں نے ان کو روکا سو جیسا آپ فرماویں ویسا میں ان کو
کہلا بھیجوں یہ سن کر شیخ صاحب نے فرمایا کہ ان کو کہلا بھیجو کہ صبح
کی پڑھ کر جدہر سے چاہیں چلے آویں ان کو اختیار ہے اس وقت رات
کو آنے کی کچھ ضرورت نہیں ہم لوگ یہاں فضل الٰہی سے ساتھ خیر و
عافیت کے ہیں کسی بات کا اندیشہ اور خطرہ نہیں ہے تب ہم
کو سید احمد علی صاحب نے یہ حکم دے کر تمہارے پاس بھیجا سو

Marfat.com

تم بعد نماز فجر کے یہاں سے کوچ کرنا یہ حکم سنا کر وہ دونوں
اسی وقت پھیرام کو چلے گئے پھر ہم سب سوار رسالدار کے
ساتھ رات بھر کمریں باندھے ہوشیاری سے اپنے اپنے گھوڑے
کی باگ ڈور پکڑے ہوئے بیٹھے رہے اور ادھر ام کی گڑھی میں
ایک ایک دو دو نیند دیتیں رات بھر چلتی رہیں پھر نماز فجر کی پڑھ کر
رسالدار نے ہم سب سواروں کو لے کر کوچ کیا اور کہڑے
پر آئے اس طرح کا وہ تنگ رستہ تھا کہ مجال نہ تھی گھوڑے پر
سوار ہو کر کوئی شخص اس سے گذر جاوے بائیں طرف تو سیدھا پہاڑ
گویا آسمان سے لگا ہے اور داہنی طرف بانسوں نیچے اباسین اگر
خدانا خواستہ وہاں سے لغزش کھا کر کوئی گھوڑا یا سوار گرے تو نیچے
جاتے جاتے رستہ ہی میں پتھروں کی ٹکروں سے پارہ پارہ ہو جاوے
اور مردہ ہو کر اباسین میں آوے الغرض پھر تمام سوار اپنے گھوڑوں
سے اترے اور گھوڑے کی باگ ڈور پکڑ کر ایک ایک آگے پیچھے چلنے
لگے پان چیہ گھڑی میں سب کہڑے سے سلامت پار ہوئے پھر وہاں
سے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے مع الخیر ام میں جا پہنچے اور
مولانا صاحب سے ملے اور اس وقت تمام تک ام کی گڑھی خالی
نہیں ہوئی تھی پھر بعد تھوڑی دیر کے گڑھی والوں نے چاور بلائی

Marfat.com

اور امن مانگی پھر مولانا صاحب نے شیخ ولی محمد صاحب اور،
شیخ بلند بخت کو آٹھ آدمیوں سے ان کے پاس بھیجا اور وہ سب
آدمی جماعت خاص کے تھے پھر وہ وہاں گئے اور ان سے پوچھا،
کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم امن چاہتے ہیں کہ اپنا اسباب
اور اپنے ہتیار لے کر سلامت نکل جاویں شیخ ولی محمد صاحب نے
مولانا صاحب سے آکر ان کا سوال عرض کیا مولانا صاحب نے فرمایا
کہ ان سے کہو کہ جو تمہارا خاص مال و اسباب ہو اور جو تمہارے
اپنے ہتیار ہوں تم کو ہم نے امن دی وہ لے کر باہر نکل آؤ اور جو
مال و اسباب یا ہتیار سرکاری ہو وہ گڑھی میں رہنے دو اگر اس میں
سے کچھ لیجاؤ گے تو مجرم ہوگے مگر ان کو گڑھی سے نکال کر دریا کے
پار اتار دینا پھر شیخ صاحب نے یہی بات جاکر ان سے کہی کہ تم کو امن
ہے تم اپنے ہتیار لے کر نکل آؤ اُنہوں نے کہا تمہارا فرمانا ہم کو
منظور ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم سید بادشاہ کے لوگ بدعہدی
نہیں کروگے مگر بات یہ ہے کہ تم بھی آؤ اور مولانا صاحب کو بھی
بلاؤ پھر ہم دروازہ کھولیں اور دروازہ گڑھی کا انھوں نے بند
کرکے چن لیا تھا پھر شیخ صاحب نے جاکر یہ حال مولانا صاحب سے
عرض کیا کہ وہ یہ کہتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ بہتر ہے چلو پھر شیخ ولی محمد صاحب

Marfat.com

اور مولانا صاحب گڑہی کے دروازے پر گئے جو گڑہی کے پھاٹک میں کھڑکی
تھی اُنھوں نے وہ چنی ہوئی دیوار توڑ کر کھڑکی بھر کا رستہ کیا پھر
دونوں صاحب گڑہی کے اندر گئے وہاں دیکھا کہ سب لوگ اپنا اپنا
اسباب لئے اور ہتیار باندھے ہوئے تیار کھڑے ہیں مگر سب ہراساں
ہیں مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب نے ان کو تسلی دی کہ اب تم
سے ہمارا کوئی غازی مزاحم نہ ہوگا انھوں نے کہا کہ ہماری محافظت کو
آپ چند غازی ادہر کھڑے کر دیں پھر ہم نکلیں مولانا صاحب نے چند غازی
کھڑے کر دئے وہ ٹولی قریب دو سو کے تھے پھر وہ سب نکلے پھر ان کو
دریا پر لے گئے اور دو یا رناؤ پر سوار کروا کر اباسین کے پار اُتار دیا پھر
وہاں سے آکر واسطے بندوبست گڑہی کے شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ بلند بخت
اور میاں الہی بخش رامپوری اور میاں عبد القیوم اور نظام الدین اولیاء
اور دو تین آدمی اور گڑہی کے اندر گئے وہاں کچھ گولی بارود تھی اور کچھ
غلّہ تھا اور چار پائیاں تھیں پھر شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا صاحب کو
بلوا بھیجا کہ اب آپ یہاں تشریف لاویں پھر مولانا صاحب سب لوگوں
سے گڑہی کے اندر گئے یہ تو حال یہاں تک ہو چکا اب شروع سے اس
لڑائی کا حال سنا چاہئے وہ یہ ہے کہ پائندہ خاں نے شب گذشتہ
میں فریب کر کے مصالحت کی درخواست کا خط مولانا صاحب کے

Marfat.com

کے پاس فروسہ میں بھیجا تھا کہ ادہر سے مولانا صاحب آٹھ دس
آدمیوں سے بھانڈے میں مسیح کچھ دن چڑھے تشریف لاویں اور ادہر
سے اسی قدر آدمی لے کر میں وہیں بھانڈے میں آؤنگا اور ملاقات
کرونگا سو اسی خط کے موافق مولانا صاحب نے وقت موعود پر لتے ہی
آدمی لے کر فروسہ سے قصد بھانڈے کا کیا شیخ ولی محمد صاحب اور
قاضی جان صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ ہم تو اس قدر تھوڑے
لوگوں سے آپ کو نہ جانے دینگے اس لئے کہ پائندہ خاں فریبی اور دغاباز
شخص ہے اُس کے لکھنے کا کیا اعتماد شاید اس میں کچھ فریب ہو اگر ایسا
ہی آپ کو منظور ہے کہ بھانڈے کو جاویں تو ابھی کچھ دیر آپ یہاں توقف
کریں جب پائندہ خاں خود اپنے وعدے کے موافق آوے تب آپ بھی
وہاں تشریف لے جاویں اور اگر آپ لے آنے اُس کے کے جاوینگے تو
ہم سب لوگ آپ کے ہمراہ رکاب چلینگے سو مولانا صاحب تو فروسہ میں
اس طرح رُکے اور ادہر ام کے میدان میں پائندہ خاں اپنا تمام لشکر
لئے ہوئے تیار کھڑا تھا اور موافق اپنی رات کی مشورت کے گنڑی کے
غازیوں پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس عرصے میں سید احمد علی صاحب
کے سواروں کا لشکر ستھانے کی گڑھی یعنی کمرہ کوہ سے اُتر کر نمودار
ہوا اور ستھانے سے لشکر آنے کا سبب یہ ہوا کہ سید احمد علی صاحب
کو دوسرا خط مولانا صاحب کا کوچ کی ممانعت کا ہنوز نہیں پہنچا

Marfat.com

تھا سو پائندہ خاں لشکر اپنے دل میں متردد ہوا کہ شاید رات
کا فریب نہ چلا وہ اسی پس و پیش میں تھا کہ ادہر مولانا صاحب
کا وہی خط مذکور سید احمد علی صاحب کے پاس آیا اس کو پڑھ کر سید
صاحب ممدوح مع لشکر ستھانے کو پھرے اس کا حال مفصل آگے
بیان ہو چکا ہے سو پائندہ خاں نے ام سے دیکھا کہ لشکر سواروں
کا طرف ستھانے کے پلٹ گیا اس کو یقین ہوا کہ بیشک میرا فریب مولانا
صاحب کو اثر کر گیا شاید کہ ان کا خط واسطے ممانعت کے اسی میدان
میں آیا ہے اسی جہت سے لشکر پلٹ گیا پھر وہ خوش ہو کر اپنے لوگوں
سے کہنے لگا کہ بھائیو یہی موقع ہے اب کیا دیکھتے ہو گھوڑوں کی باگیں
اٹھاؤ اور عشرے کو چلو یہ کہہ کر اس نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور
چلا اور تمام سوار و پیادے اس کے پیچھے ہوئے اور تمام سوار و پیادے
قلمی نوکر اس کے کچھ کم ہزار تھے دو سو نو سوار باقی پیادے اور جو
اطراف اور جوانب کے اس روز کمکی لوگ آئے ہوں ان کا حال
نہیں معلوم اور سواروں کے ساتھ تین ضرب زنبورک اونٹوں پر
تھے اور گھوڑے پر ایک نقارہ پھر عشرے کی گڑھی اتر کر عشرے
کے جنوب کی طرف میدان میں سوار آئے اور پیادے عشرے میں گئے
اور عشر بستا ہی پہاڑ کی چڑھائی پر اس طور سے ہے کہ نیچے والوں کا

Marfat.com

جو کوٹھا ہے وہی اوپر والوں کا صحن ہے تلے اوپر تلے اوپر بستی بھر کے
مکان ہیں اس وقت غازیوں نے جو کینڑی کے پہاڑ پر تھے ان کے
نشان دیکھے اور عشرے کی چھتوں پر جو دیکھا تو نرے آدمی ہی آدمی
نظر آئے تب انھوں نے پائندہ خاں کے بھائی مدد خاں سے پوچھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ عشرے کے میدان میں نرے سوار ہی سوار نظر آتے
ہیں اور بستی کے کوٹھوں پر تمام پیادوں کا ہجوم ہے اور مولانا صاحب
نے ہم لوگوں کو لکھ بھیجا ہے کہ پائندہ خاں ہم سے صلح چاہتا ہے اور
یہاں تو تمام جنگی لشکر چڑھا لیا ہے یہ کیسا صلح ہے مدد خاں نے کہا کہ
یہ تو خان نے مولانا صاحب سے فریب کیا ہے تم سب لوگ ہوشیار
ہو گھڑی ساعت میں لڑائی ہوئی چاہتی ہے اور اس وقت ہم لوگوں میں
سے کوئی تو ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور کوئی وضو کرتا تھا اور کوئی مکئی
بھون رہا تھا اور کوئی کچی مکئی چاب رہا تھا اس لئے کہ اس دن ہم
لوگوں کو آٹا نہیں ملا تھا مدد خاں سے یہ بات سن کر سب نے مکئی بھوننی
اور چابنی موقوف کی اور جلد نماز ظہر سے فراغت کر کے اپنے اپنے ہتیار لے
کر سب کھڑے ہو گئے کہ دیکھا چاہئے کہ کیا معاملہ ہوا اس عرصے میں دفعتہً
ان کا نقارہ بجا اور تمام لشکر ان کا عشرے سے نیچے اترنے لگا ایک
نالہ تھا اس میں آیا اور وہاں سے اس کے چارئول ہوئے کینڑی کے

Marfat.com

کے غازیوں کی داہنی طرف ایک بلند پہاڑ تھا ایک غول اُن
میں سے اس پر چڑھنے لگا مدد خاں اور رسول خاں تولی نے
ارباب بہرام خاں سے کہا کہ ایسا نہ ہو یہ غول اس پہاڑ کی چوٹی پکڑ
لے تو ہم لوگوں کو یہاں ٹھہرنا دشوار ہو جاویگا ہم کو اجازت ہو تو ہم
پندرہ بیس آدمی لے کر اس پہاڑ کے سر پر جاویں اور ان کو روکیں
انھوں نے کہا بسم اللہ جلد جاؤ پھر مدد خاں اور رسول خاں پندرہ
بیس غازیوں سے اس پہاڑ کی چوٹی پر گئے اور اس غول کو روکا اور
ان کے دو غول ہوئے ایک غول فروسہ کی طرف جدہر سے مولانا
صاحب کی آمد تھی جا کر کھڑا ہوا اور دوسرا غول سواروں کا ستھانے
کے رستے کو روک کر کھڑا ہوا جدہر سے سید احمد علی صاحب کے لشکر آنے
کا رستہ تھا اور تین غول ان کے پیادوں کے غازیوں کی طرف جھپٹیں
مارتے اور ہلّہ کرتے ہوئے چلے اِدہر سے غازیوں نے ان کو ڈاٹا اور
للکار کر کہا کہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا مگر وہ کب سنتے تھے گالیاں
دیتے ہوئے پہاڑ سے لپٹ گئے اور بندوقیں مارنے لگے ادہر ارباب بہرام
خاں نے اپنے غازیوں سے کہا کہ بھائیو دیکھتے ہو تکبیر کہہ کر تم بھی بندوقیں
مارو یہ حکم سُن کر جماعت خاص کے غازیوں نے جو صبغۃ اللہ نشان
کے پاس تھے تکبیر کہہ کر پہلی بار بندوقوں کی انھوں نے ماری پھر اور

Marfat.com

غازی مارنے لگے اور وہ لوگ پہاڑ کی چڑھائی پر تھے اور غازی
پہاڑ کے سر پر برابر میدان میں تھے اور وہ اسی طور سے ہلہ کرتے اور
بندوقیں مارتے ہوئے بیدھڑک چڑھتے چلے آتے تھے اس عرصے میں
ہمارے چھ غازی شہید ہوئے ایک سید ظہور اللہ بنگالی دوسرے
فیض الدین بنگالی تیسرے حاجی عبداللہ رامپوری چوتھے سید دلا اور علی
اور دو غازیوں کے نام یاد نہیں اور وہ یہاں تک قریب آپہنچے تھے کہ
سید دلا اور علی کے گولی لگی اور وہ گرے تو انھوں نے ادھر سے پیر
پکڑے اور ادھر سے غازی نے ہاتھ پکڑے اور دونوں جانب سے
کشاکش ہونے لگی اس میں امام خاں خیرآبادی نے بائیں طرف جاکر
ایک بندوق ان پر سر کی اس کے ساتھ ہی اُدھر سے ایک نے گولی ماری
وہ امام خاں کی کنپٹی میں لگی وہ اسی جگہ شہید ہوئے اور میاں عبدالقیوم
صاحب اس جگہ بندوق لگا رہے تھے پھر اپنے غازیوں نے سید دلا اور علی
کی لاش کو ان سے چھوڑا لیا جب امام خاں شہید ہوئے تب غازی لوگ
گھبرائے کہ لڑائی سخت پڑی وہ نشیب میں ہیں ہماری بندوق کام نہیں
کرتی اور یہاں میدان میں ہم ان کے نشانہ ہیں پھر بعضے بعضے صاحب کہنے لگے
کہ پیچھے ہٹ کر ان کو میدان دو کہ وہ اوپر آویں پھر تلوار پکڑ کر جس
کو اللہ تعالیٰ فتح دیوے وہ لیوے اور اس طرح تفرقہ میں اپنے لوگ
ضائع ہوتے ہیں اس عرصے میں شیخ بلند بخت دینی نے ارباب بہرام

Marfat.com

خاں سے کہا کہ خاں صاحب تم تو نشاں اسی جگہ سے نہ ہٹاؤ
اور سب کو لئے ہوئے اسی جگہ جمے رہو اور مجھکو اجازت دو تو
میں جو کچھ اس کی تدبیر بنے سو کروں اُنھوں نے کہا بسم اللہ
آپ کو اجازت ہے پھر جلد شیخ بلند بخت کئی بہیلوں سے چند غازی
اپنے ساتھ لے کر مولوی خیر الدین صاحب سنبھلی کوٹی کے پاس گئے اور
ان کا مورچہ بائیں طرف تھا اور ان سے کہا کہ لڑائی تو بگڑ گئی اور
امام خاں شہید ہوئے اب ایک یہ تدبیر میرے خیال میں آئی ہے
کہ کتنے آدمی میں لایا ہوں اور آپ اپنے سب آدمیوں سے میرے
آگے ہوں اور پیچھے اُتر کر ان کی کمر ماریں مولوی صاحب نے فرمایا کہ
بسم اللہ چلو تدبیر خوب ہے پھر مولوی صاحب اپنے مورچے کے سب
لوگ لے کر آگے ہوئے اور شیخ بلند بخت ان کے پیچھے جیسے پیچھے اُتر
کر ٹولیوں کی کمر پر پہنچے اس عرصہ میں نیچے نالے میں قرابین چلی
اپنے لوگ دیکھنے لگے کہ قرابین کہاں چلی دیکھا تو معلوم ہوا کہ اپنے
قندہاریوں کا نشان آ پہنچا اور سب قندہاری پائندہ خاں کے سواروں
کے پیچھے ننگی تلواریں لئے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ہم لوگوں کو دیکھ کر
انھوں نے کپڑا ہلایا اور اشارہ کیا کہ تم بھی جلد اُتر کر ہمارے شریک
ہو اور عشرے میں پائندہ خاں اپنے لوگوں کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا اس جو نے اپنے

Marfat.com

سواروں کو دیکھا کہ بدحواس بھاگے آتے ہیں اور قندہاری اُن کے
تعاقب میں ہیں دفعتہً آپ بھی بھاگا اس میں ادہر سے مولوی خیرالدین
صاحب اور شیخ بلند بخت کے لوگوں نے توپیوں کی کمر پر ایک یلغار
اور ان کا پیچھا کیا اور وہ بھاگے اور اس کے ساتھ ہی ادہر سے ارباب
بہرام خاں اپنے لوگوں سے ہلہ کر کے دوڑے پھر تو یہ لے توپیوں
پر پڑی کہ ان کو ہتیار سنبھالنے دشوار ہو گئے اور بھاگنا پڑا بھاگتے
جاتے تھے اور اپنی بولی میں کہتے جاتے تھے کہ خان جل گئے اور کوئی کہتے
تھے خان ننگئے رے اور کوئی کہتے تھے کہ خان گئے رے خان گئے رے
اور ان تینوں لفظوں کے معنی یہ ہیں کہ خان چلا گیا اور اس کہنے سے
ان کی غرض یہ تھی کہ جو لوگ اپنے جا بجا جھاڑیوں اور تھپروں کی آڑ
میں دبکے ہوں ان کو خبر ہو جاوے اور بھی چل دیویں اور پائندہ خاں
کے ہمراہ عظیم انام ایک نائی بندوق (چلانے میں) بڑا اُستاد تھا کہ اکثر گولی اس
کی خطا نہیں کرتی تھی جب پائندہ خاں ام سے عشرے میں آیا تھا بات
اس نائی نے کہا تھا کہ خان آج محکوم کر پچیس گولیاں دیویں اور
پچیس ہی غازی گن کر مجھ سے لیویں اور ہمارے جو غازی اس کے
مورچے کے مقابلے شہید اور زخمی ہوئے سو اسی کی گولیوں سے ہوئے
اس نے اس وقت ایک جگہ پائندہ رکھی تھی جو غازی اس جگہ سر نکالتا وہ

Marfat.com

گولی سے گرا دیتا تھا جبکہ تنولیوں کی لڑائی بگڑ گئی اور شکست فاحش
کھا بھاگے اور پہاڑ پر سے اپنے سب نمازیوں نے ہلّہ کر کے ان کا پیچھا
کیا اور مدد خاں بھی جس پہاڑ پر تھے وہ بھی اپنے لوگوں سے سب
غازیوں میں آملے تب وہ نائی بھی سب تنولیوں کے ساتھ بھاگا
اور ایک غازی نے اس کا تعاقب کیا دامن کوہ میں ایک کھیت کے
کنارے خار بندی تھی اور وہ نائی کشادہ پائچوں کا پائجامہ پہنے
تھا ایک خار دار لکڑی اس کے پائجامہ میں اُلجھ گئی وہ اوندھا گر
پڑا اوپر سے اس غازی نے چار پانچ تلواریں مار کر اس کو وہیں مردار
کیا اور اس وقت یہ حال تھا کہ غازی اور پائندہ خاں کے تنولی اس
طرح آپس میں رَل مِل گئے کہ اپنے بیگانے کی تمیز نہ رہی جو ہمارے غازی بھائی
ان سے پوچھتے کہ تم پائندہ خاں کے لشکر کے ہو تو وہ خوف جان سے
کہتے کہ ہم تو مدد خاں کے ہمراہی تمہارے شریک ہیں غازی لوگ کہتے کہ
جو مدد خاں کے ہمراہی ہو تو تکبیر کہو والا کوئی غازی دھوکے سے مار دیتا
پھر غازیوں کے ساتھ وہ بھی تکبیر کہنے لگے اور یہ ان لوگوں کا مذکور ہے
جو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتے پائے اچانک غازیوں کے گھیرے میں پڑ گئے
تھے پھر تمام غازی پہاڑ سے اُتر کر عشرے کے نالے میں آئے اور جو کچھ دیر
ٹھہرے کہ اگلے پچھلے لوگ وہاں اکٹھا ہوں اس عرصے میں شیخ ولی محمد صاحب

Marfat.com

اور قاضی جہان صاحب اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری قندہاریوں
اور پنجابیوں کو لئے چلے آتے تھے اور ادہر نالے سے اوپر چڑھ کر تمام یہ غازی
بھی اُنھیں میں جا ملے جو پائندہ خاں کے لوگ غازیوں میں رلے ملے تھے
وہ فرصت پاکر عشرے کے گھروں میں جا بجا چھپ گئے اور عشرے کے
پہاڑ کے سر پر ایک گڑہی تھی وہاں کے لوگ اس کو کوٹلہ کہتے تھے اس
میں کے لوگ غازیوں پر بندوقیں مارنے لگے شیخ ولی محمد صاحب نے
غازیوں سے کہا کہ بھائیو اب کیا کہتے ہو ہلّہ کرکے کوٹلا بھی خالی کرلو
فراغت ہو یہ سُن کر سب غازیوں نے تکبیر کہہ کر نشان اُٹھائے اور
ہلّہ کرکے کوٹلے پر چلے اور ادہر سے بندوقیں چلنے لگیں اور گولیاں آنے
لگیں مگر غازی لوگ اصلا خیال میں نہیں لاتے تھے اور مانند شیروں کے
پلے جاتے تھے جب بہت قریب اس کے پہنچے تب اس میں کے لوگ دیواریں
پھاند کر بھاگنے لگے اس میں نشان غازیوں کا اس کے برج میں داخل
ہوا اور چند لوگ معذور بڈھے مریض وغیرہ جو دیوار نہ کود سکے اُنھوں
نے امن چاہی ان کو امن دے کر سلامت نکال دیا اور اس گڑہی کی
گولیوں سے کئی آدمی زخمی ہوئے سب کے پہلے ایک تو میاں خدا بخش
رامپوری زخمی ہوئے ان کی پنڈلی میں گولی لگی اور دوسرے حافظ صابر
تھانوی کہ ان کے ہاتھ کے گٹے میں گولی لگی اور تیسرے عبد القادر سنگاوی
ان کے مونڈہے پر گولی لگی اور جو سوا ان کے زخمی ہوئے ان کے نام یاد

Marfat.com

ہیں مگر شہید کوئی نہیں ہوا پھر ایک نشان کوٹلے میں چھوڑ کر
شیخ ولی محمد صاحب تمام غازی لے کر پہاڑ ہی پہاڑ ام کو روانہ ہوئے
ام وہاں سے قریب آدہ کوس کے ہے پھر جب اس پہاڑ سے سب
غازیوں کو لے کر اترے ادہر ام سے پائندہ خاں نے دیکھا کہ لشکر
آپہنچا ام چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور شیخ صاحب سب کو لے کر ام میں
جاکر داخل ہوئے اور اس پر اپنا قبضہ کیا اور وہیں سب نے نماز مغرب
پڑھی اس عرصے میں مدد خاں اور سربلند خاں تنولی کے لوگوں نے
گھروں میں وہاں کے آگ لگادی شیخ ولی محمد صاحب ان پر خفا ہوئے کہ
یہ کیا تم نے سکھوں کا طریقہ اختیار کیا بڑے ظلم کی بات ہے مسلمانوں کو
ایسا نہ چاہیئے پھر اسی وقت لوگوں کو بھیج کر وہ آگ بجھوادی پھر عشا کے
وقت سید احمد علی صاحب کی خبر آئی کہ سب سواروں اور پیادوں سے
عسکر میں داخل ہوئے شیخ ولی محمد صاحب نے آدمی یہ پیام دے کر بھیجا
کہ ہم یہاں خیر و عافیت سے ہیں۔ تم رات بھر وہیں رہو یہاں رات کو
تمہارا آنا کچھ ضرورت نہیں اور اسی وقت شیخ صاحب نے ایک عرضی حضرت
امیر المومنین کے پاس فتح خاں کی خوشخبری کی چٹھی میں آدمی کے ہاتھ
بھیجی حضرت نے ایک جوڑا انعام میں اس کو عنایت کیا اور ایک خط اسی
مضمون کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو دوسرے آدمی کے فروسے میں بھیجا
اور اس میں یہ لکھا کہ آپ رات کو ادہر آنے کا ارادہ نہ کریں یہاں

Marfat.com

سب طرح سے فضل الٰہی ہے پھر صبح کو سورج کے طلوع ہوتے ہی
فروے سے مولانا صاحب اپنے آدمیوں سے آکر ام میں داخل ہوئے
اور تیت تک ام کی گڑہی میں بندوقیں چل ہی رہی تھیں پھر گڑہی والوں
نے چادر ہلائی اور امن چاہی پھر مولانا صاحب نے ان کو امن دے
کر سلامت دریلے پار اتر وادیا اور گڑہی پر اپنا قبضہ کیا اس کا
مفصل حال آگے بیان ہو چکا ہے انتہی اور **شیخ ولی محمد صاحب**
کا آنا فروے سے عشرے میں اس طور سے ہوا شیخ ولی محمد
صاحب کی زبانی سن کر میں بیان کرتا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ
جب کینٹری کے پہاڑ پر بندوقیں چلنی لگیں اس وقت میں نے مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ بندوقیں کینٹری کی طرف چلتی ہیں شاید
وہاں لڑائی شروع ہو گئی آپ اگر فرماویں تو میں لوگوں کو لے کر ادہر
روانہ ہوں اور خود مجکو بہی حضرت کی طرف سے اجازت تھی کہ جو بات
مولانا صاحب کے خیال میں نہ آوے اور تمہاری سمجھ میں آوے تو
اس کے نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے سو مولانا صاحب نے فرمایا کہ
تتولیوں کی عادت ہے کہ بندوقیں یوں ہی چلایا کرتے ہیں اور
وہاں لڑائی کیونکر ہو گی پائندہ خاں نے تسہم کو مصالحت کا خط لکھا
ہے پھر میں نے ان سے کہا کہ دیکھئے تو اسی پہاڑ پر بندوقیں چلتی ہیں جہاں

Marfat.com

ہمارے غازی ہیں مگر مولانا صاحب نے نہ مانا تب میں قاضی حیان
صاحب کو ساتھ لے کر فروے سے نیچے آیا مولوی نصیر الدین صاحب
کے پاس کہ وہ پچاس ساٹھ پنجابیوں کو لئے ہوئے وہاں ٹکے تھے
اور قندہاری بھی وہیں اُترے ہوئے تھے پھر مولوی نصیر الدین صاحب
سے میں نے کہا کہ چلو معلوم ہوتا ہے کہ کینڑی کے پہاڑ پر لڑائی کی
بندوقیں چلتی ہیں انھوں نے کہا کہ ہم تو سب تیار ہیں فقط حکم کے
منتظر تھے پھر میں وہاں سے سب کو لے کر طرف کینڑی کے روانہ ہوا
چلتے جاتے جب کینڑی کے پہاڑ کے تلے پہنچے اور دیکھا کہ لڑائی ہو رہی
ہے اور غازی لوگ اور تنولی آپس میں گتھ پتھ ہیں وہاں سے میں
جو کچھ آگے بڑھا تو دیکھا کہ پائندہ خاں کے سوار رستہ روکے کھڑے ہیں
ادہر سے ہمارے قندہاریوں نے کئی قرابینیں ماریں اور ان پر حملہ کیا
وہ بھاگے عشرے کے میدان میں پائندہ خاں تھا سواروں کو بھاگتے
دیکھ کر وہ بھی بھاگا اس عرصے میں کینڑی کے پہاڑ پر ایک بار
بندوقوں کی چلی تنولی شکست کھا کر بھاگے اور ہم لوگ عشرے میں
جا کر داخل ہوئے اور وہیں کینڑی کے پہاڑ والے غازی ہم آملے انہی

اور باقی قصہ ام کا یہ ہے

کہ جب گڑھی ام کی خالی ہوئی اور
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غازیوں کو لے کر گڑھی میں داخل ہوئے پھر
کچھ دیر کے بعد زبانی ملکیوں کے تواتر خبر آئی کہ چیتر بائی کی گڑھی

Marfat.com

خالی پڑی ہے اور اس کے خالی ہونے کا سبب یہ ہوا کہ جب پائندہ خاں
یہاں سے بھاگ کر چیتر بائی میں گیا اور وہاں جا کر ٹھہرا اور اس کو
معتبر خبر پہونچی کہ غازیوں کا لشکر ام میں داخل ہو گیا اور گڑھی پر
انھوں نے مورچے لگا دئے تب وہ بدحواس ہو کر وہاں سے بھی بھاگا
اس کے ساتھ مارے خوف کے چیتر بائی والے بھی فرار کر گئے کہ ایسا
نہ ہو کہ غازیوں کا لشکر یہاں بھی آ پہنچے یہ خبر فرحت اثر سن کر
مولانا صاحب نے اسی وقت عبدالحمید خاں رسالدار سے فرمایا کہ تم
جلد اپنے سواروں کو لے کر چیتر بائی کو روانہ ہو تمہارے
پیچھے کچھ دیر میں ہم بھی آتے ہیں یہ حکم سن کر رسالدار ممدوح تو
اپنے سواروں کو لے کر اُدھر کو روانہ ہوئے اور ادھر مولانا صاحب
نے شیخ ولی محمد صاحب کو فرمایا کہ تم یہیں ام میں اپنی ہوشیاری سے
اور ساتھ تبدولست کے رہو ہم بھی وہیں جاوینگے اور یہاں کے جو
رعایا لوگ اپنے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں جو غلہ ان کے گھروں
میں ہو وہ سب وہاں سے گڑھی میں منگوا لینا اور اسی کو موافق دستور
کے لوگوں میں تقسیم کیا کرنا اور جو لوگ اپنے زخمی ہیں ان کو عشرے میں
بھجوا دینا وہیں ان کا معالجہ ہوگا اس عرصے میں کسی نے آکر کہا کہ
اباسین کے کنارے پانی میں گاڑی کے پہیے نظر آتے ہیں شاید کہ پائندہ خاں
توپ ڈال گیا ہے مولانا صاحب نے فرمایا لوگوں سے کہ اس کو جا کر نکالو دیکھو

Marfat.com

تو کیا ہے پھر لوگوں نے جاکر اس کو پانی سے باہر نکالا وہ چھوٹی سی
لوہے کی توپ تھی پھر وہاں سے کھینچ کر انھوں نے اس کو گڑہی کے دروازے
پر کھڑا کر دیا پھر مولانا صاحب لوگ لے کر چیتر بائی کو روانہ ہوئے اور
چیتر بائی کی گڑہی یعنی کمر کوہ پر پہنچے وہاں رسالدار عبدالحمید خاں اپنے ۱۰
سواروں کو ایک ایک دو دو کر کے اتروا رہے تھے اور وہاں سے چیتر بائی
کی گڑہی نظر آتی تھی لوگوں نے جو دیکھا تو اس میں آدمی ہونے لگے اور ایک
مخبر نے آکر خبر دی کہ گڑہی چیتر بائی کی خالی پڑی تھی جب ہمارا لشکر وہاں
نہ گیا تب پھر پائندہ خاں کے لوگ آکر داخل ہوئے اور اس گڑہی کے
دو رستے تھے ایک اوپر کا اور ایک نیچے کا اوپر والے رستے میں سوار اترتے ۱۵
تھے مولانا صاحب نیچے کے رستے سے اپنے پیادوں کو اتارنے گئے اور
گڑہی سے نیچے اتر کر نشیب میں ڈیرہ کیا اور وہاں سے گڑہی چیتر بائی
کی اتنی دور تھی کہ وہاں کی گولی مولانا صاحب کے ڈیروں میں ٹھنڈی گرتی
تھی اور اس گڑہی کا دروازہ ہمارے ڈیروں کے سامنے تھا پھر ڈیرے
کرنے کے بعد مولانا صاحب نے جاکر تین طرف اس گڑہی کے مورچے لگائے ۲۰
اور ہم لوگوں کے ڈیرے چیتر بائی سے جنوب طرف تھے اور چیتر بائی
ہمارے ڈیروں سے جانب شمال تھے پھر دونوں جانب سے بندوقیں

Marfat.com

چلنے لگیں اور لڑائی شروع ہوگئی اور ہمارے مورچوں سے اس گڑھی
کا رستہ ایسا اچ پیچ کا تھا کہ کچھ قابو نہیں چلتا تھا کہ اس پر حملہ کرکے
فتحیاب ہوں اور نہ اپنی گولیاں وہاں کام کرتی تھیں غرضکہ وہ گڑھی
بہت سخت اور بے موقع تھی پھر مولانا صاحب نے وہی آہنی توپ لانے
کو جس کا آگے ذکر ہو چکا ہے آدمی بھیجے کہ جلد ام سے جاکر لاویں وہ لوگ
اسی روز تین چار گھڑی دن چڑھے وہ توپ لائے پھر اس توپ کا گولہ
چلنے لگا دس بارہ گولے چلائے گئے مگر کوئی موقع پر نہ لگا اور لڑائی
جم گئی وہاں سے مورچے ہٹانے بھی مناسب نہ ہوئے اور وہاں سے لڑنا
بھی بے فائدہ ہوا پھر مولانا صاحب نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو لکھا کہ
یہاں ایسا ایسا حال ہے آپ جلد چینئ سے کوچ کرکے ام میں تشریف لاویں
تو اس امر کی کچھ تدبیر فرماویں پھر جو یار محمد خاں کے لشکر سے غنیمت میں
دس گیارہ خچر آئے تھے ان میں جو ایک خچر زیادہ تیز خرام تھا اگلے
روز اس پر سوار ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ چینئ سے عشرے کے
گورستان میں جہاں ہمارے غازی لوگ دفن تھے تشریف لائے
اور وہاں واسطے ان کے دعا کی پھر وہاں سے کینڑی کے پہاڑ پر گئے
جہاں لڑائی ہوئی تھی اور اپنے لوگ زخمی اور شہید ہوئے تھے اس
جگہ کو دیکھ کر پھر عشرے میں زخمیوں کے پاس آئے اور ان کی تسلی

Marfat.com

کی اور حال ان کا پوچھا بلکہ جو میاں خدا بخش رامپوری کی پنڈلی
میں گولی کا زخم تھا اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ انشاء
اللہ تعالیٰ تمہارا پاؤں جیسا تھا ویسا ہی دُرست ہو جاویگا کچھ نقصان
باقی نہ رہے گا پھر آپ اُسی خچر پر سوار ہو کر مع الخیر روانہ ہوئے اور
ام کی گڑہی میں داخل ہوئے اس وقت آپ کے ہمراہ رکاب کوئی بتیس
پینتیس آدمی تھے پھر سب لوگ گڑہی کے آپ سے ملے اور سب نے فتح کی مبارکباد
دی اور آپ سے اجازت لے کر سب نے خوشی کی بندوقیں چلائیں
پھر حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو واسطے تسلی اور دلجمعی کے اس
مضمون کا خط لکھوا کر روانہ کیا کہ عنایت الٰہی سے ام کی گڑہی میں آکر
داخل ہوئے اور تم لڑائی میں تعجیل نہ کرنا ہم یہاں اس کی تدبیر کرتے
ہیں اور شیخ بلند بخت کو پچیس سواروں سے اُدہر روانہ کرو کہ ہم
ان کو بھیجیں کہ وہ پنجیار سے جا کر توپیں لے آویں پھر یہ خط مولانا
صاحب کے پاس آیا اور آپ نے پڑہا اور خوش ہوئے اور لوگوں
کو سنایا اور حضرت کی طرف سے سب کی تسلی اور دلجمعی کی پھر رسالدار
عبدالحمید خاں اور شیخ بلند بخت کو بلا کر وہ خط حضرت کا سُنایا اور
رسالدار سے فرمایا کہ اسی وقت پچیس سواروں سے شیخ صاحب ممدوح
کو حضرت کے پاس روانہ کرو پھر رسالدار صاحب نے فوراً پچیس سواروں

Marfat.com

سے شیخ صاحب ممدوح کو حضرت کے پاس روانہ کرو پھر رسالدار صاحب نے فوراً پچیس سواروں سے شیخ صاحب موصوف کو روانہ کیا اور وہ پچیس سوار یہ تھے ایک شیخ بلند بخت دینی اور عنایت اللہ تتالی والے اور معمور خاں لکھنوی اور کریم بخش پانی پتی اور عبدالرحمن سرونجی اور ملا بازار اور نور خاں قندھاری اور عبدالرحمن اور نجم الدین رامپوری اور عبدالقادر لہاری کا اور نوراں شاہ ولائتی اور میر جمعیت علی اور نور داد خاں لہانی پوری کے اور مومن خاں خیری اور خان بہادر خاں غلزئی اور سلطان خاں رامپوری اور مستقیم خاں رامپوری اور عبداللہ خاں اور نور خاں اور عبدالحکیم خاں اور محمد زمان خاں اور گلاب خاں اور شیر خاں اور حافظ امام الدین اور نصیر الدین اور ایک یہ خاکسار فتح علی انتہیٰ پھر ان سب کو مولانا صاحب نے ہمراہ شیخ بلند بخت کے بعد نماز ظہر کے روانہ کیا اور شیخ صاحب ممدوح کو تاکید مزید فرما دیا کہ توپوں کے لانے میں درنگ نہ کرنا اور بہت ہوشیاری سے لانا پھر شیخ صاحب موصوف کوئی دو گھڑی دن رہے ام میں پہنچے اور گڑھی اور ام کے بیچ میں جو میدان ہے اس میں ڈیرہ کیا پھر آدھے لوگوں سے شیخ بلند بخت صاحب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو گڑھی میں گئے اور بعد سلام

Marfat.com

سنت الاسلام کے حضرت سے مصافحہ کیا عافیت مزاج کی پوچھی
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ان سے چھتر بائی کی گڑہی کی کیفیت پوچھی
انھوں نے عرض کی کہ دیوار شرقی اس کی دریائے ایاسین کے اندر
ہے اور تین طرف اس کے ایک خشک نالہ ہے جب دریا بھرتا ہے تب
وہ نالہ بھی بھر جاتا ہے اور گڑہی کے تین طرف ہم لوگوں کے مورچے
ہیں تین تو شمال اور مغرب کے کونے میں اور انھیں مورچوں کے سامنے
اس پار دایاسین کے ایک مورچہ پائندہ خاں کے لوگوں کا ہے وہ
ادہر سے شاہنیں اور بندوقیں مارتے ہیں مارے خوف کے ہمارے
لوگ اپنے مورچوں سے سر نہیں اٹھا سکتے اور پائندہ خاں موضع
بلوئی میں ہے کہ وہاں سے پار دریا کے آدہ کوس ہے اور تین مورچے
ہمارے مغرب اور جنوب کے کونے میں ہیں اور دو مورچے اس،
گڑہی کے دروازے کے سامنے طرف جنوب کے ہیں وہیں ہماری
آہنی توپ ایک مورچے میں لگی ہے اور گڑہی تمام سنگین اور بہت
سخت ہے مگر عنایت الٰہی سے ہمارے لوگوں کو کسی نوع کا
اندیشہ اور ہراس نہیں ہے یہ تمام حقیقت سن کر حضرت نے فرمایا
کہ شیخ بھائی انشاء اللہ تعالیٰ وہ گڑہی بے لڑائی کے خالی ہو جائیگی

Marfat.com

تو جاکر
اور تم پنجتار سے توپیں لاؤ اور ہم یہاں کچھ اور بہی تدبیر کرینگے پہر
شیخ بلند بخت اپنے ڈیرے پر گئے باقی لوگ جو ڈیروں پر تھے
وہ حضرت کی ملاقات کو آئے اور ملاقات کرکے اپنے ڈیروں پر
گئے اور گڑہی کے دروازے کے آگے بڑا بھاری ایک درخت بڑ
کا تھا اسی کے تلے پانچوں وقت نماز جماعت ہوتی تھی پھر وہاں اذان
مغرب کی ہوئی حضرت علیہ الرحمۃ نے آکر نماز پڑہائی اور بعد فراغ
نماز کے جہاں ہم لوگ اُترے تھے وہاں حضرت تشریف لائے اور
شیخ بلند بخت کو ایک راہبر کردیا اور فرمایا کہ یہ جس رستے سے لیجاوے
اس کے ساتھ جانا اور دو کدال اور دو پہاوڑے ہمراہ کردئے اور آپ
گڑہی کو تشریف لے گئے پھر ہم لوگ نماز عشا پڑہ کر سو رہے صبح کو
بعد نماز کے اس راہبر کے ساتھ کوچ کیا ام سے مغرب اور شمال
کے کونے پر ایک درہ ہے اس میں ہوکر چلے عشرے کو گئے وہاں سے
ستھانے کو گئے وہاں سے آگے بڑھے موضع بال ڈہنیرلی اور موضع
کیاکے درمیان جو درہ ہے اس میں راہبر لے گیا جاتے جاتے ایک
جگہ اس درے میں ایک بڑا بھاری پتھر حائل تھا ایسا نظر آتا تھا
کہ گویا ہاتھی بیٹھا ہے پھر سب سوار گھوڑوں سے اُترے اور
ایک طرف اس پتھر کے پھاوڑے اور کدال سے کھود کر گھوڑا نکلنے کا

Marfat.com

رستہ بنایا گیا پھر سب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک ایک اُس
رستے سے نکلے اور روانہ ہوئے شام کو موضع گندف میں جا کر اُترے
نماز مغرب پڑھی وہاں کے خان کو خبر ہوئی وہ حضرت امیر المومنین علیہ
الرحمۃ کا معتقد اور مخلص تھا اس نے دانہ اور گھاس دینے کو بلایا ہم
سب سواروں سے اپنے اپنے سروں پر اٹھا لائے کیونکہ ہم لوگ
آپ ہی سوار تھے اور آپ ہی سئیس پھر گھوڑوں کو گھاس دانہ ہم
نے کھلایا اور ان کو ملا پھر اس بستی کے لوگ موافق دستور اپنے ملک کے واسطے
دعوت کے تین تین چار چار آدمی ہم میں سے لے گئے اور کھانا کھلایا
پھر وہاں سے آ کر ہم لوگوں نے نماز عشا پڑھی پھر شیخ بلند بخت نے
وہاں کے خان سے بلا کر کہا کہ ہم اپنے سوار تمہارے پاس چھوڑے
جاتے ہیں تم اپنی بستی کے چند مزدور اُن کو کر دینا مزدوری ان کی
جو ہو گی ہمارے آدمی دیو تیگے جو درہ میں بڑا پتھر حائل ہے اس کے
ایک جانب زمین کھود کر اونٹوں کے نکلنے کے موافق رستہ بنا دیویں
اس خان نے قبول کیا پھر شیخ صاحب ممدوح نے حافظ امام الدین
رامپوری اور عنایت اللہ خاں تثالی والے کو ان کے سپرد کیا پھر
ان کو لے کر خان اپنے مکان کو گیا اور ہم سب چوکی پہرے کا
بندوبست کر کے سو رہے پھر پہر رات رہے سے روانہ ہوئے موضع

Marfat.com

بابلیتی میں ہو کر پہاڑ کے کنارے چھ سات گھڑی دن چڑھے پنجتار
میں جا کر داخل ہوئے آٹھ سوار تو فتح خاں کے حجرے میں اُترے
اور باقی سوار جہاں حضرت علیہ الرحمۃ کا مکان تھا اُس میدان میں اُترے
پھر اسی روز بعد نماز ظہر کے شیخ بلند بخت نے آٹھ سواروں سے کہا کہ
گھوڑے تو یہیں چھوڑ دو پیدل موضع دکاڑے کو جاؤ وہاں شیخ
حسن علی صاحب ہیں ان سے کہنا کہ سید صاحب نے توپیں لینے کو
شیخ بلند بخت کو بیس سواروں سے بھیجا ہے سو وہ پنجتار میں ہیں وہاں
سے ہم کو اونٹوں کے واسطے بھیجا ہے دس اونٹ زور آور باربردار
سب اونٹوں سے چھانٹ دو بھروہ آٹھوں آدمی اُدھر دکاڑے
کو گئے اور ادھر رات کو جب بستی والے لوگ اپنے اپنے گھروں میں
سو رہے اس وقت ہم لوگوں نے تین توپیں مع سامان جہاں دہری
بھتیں نکال لیں اور جس برج میں سید صاحب رہا کرتے تھے اس
کے شرقی اور شمالی کونے پر شہر پناہ کے باہر طرف میدان میں درخت
شیشم تھا وہاں رکھ دیں پھر اگلے روز چار گھڑی دن چڑھے)
دسوں اونٹ لوگ لے آئے شیخ بلند بخت نے ان کے پالان اور
شلیتے اُتروا کر ان کو چھوڑوا دیا اور سردار فتح خاں کے
یہاں سے کئی گٹھے جو کا بھُس بھروا دیا اور سوا اس کے جو سامان ضروری

Marfat.com

بارود گولا وغیرہ تھا شام تک سب کو لوروں میں باندہ اور
شلبتوں میں رکھ کر قرأت کی پھر بعد نماز مغرب کے شیخ بلند بخت
نے سردار فتح خاں سے کہا کہ آج بعد نماز عشا کے ہمارا کوچ ہے،
انھوں نے کہا کہ بہتر ہے پندرہ سوار ہمارے بھی لیتے جاؤ کہ گندف
تک تم کو بحفاظت تمام پہنچا کر چلے آوینگے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کی خدمت سراپا برکت میں ہماری طرف سے سلام عرض کرنا پھر
اپنے مکان پر جاکر انھوں نے پندرہ سوار تیار کرکے بھیجدئے پھر
ہم لوگوں نے کھانا پانی کھا پی کر بعد نماز عشا کے اونٹوں پر کھڑے
بورے بھس کے کسے پھر تین اونٹوں پر تین توپیں بنڈی بنڈی
لادیں اور اس پر سطرنجیاں ڈال دیں اور تین اونٹوں پر پیر بھیجے
لادے اور چار اونٹوں پر بارود گولہ وغیرہ لادا پھر وہاں سے
پھر رات گئے ہم سب جس راہ سے آئے تھے اسی راہ پر روانہ ہوئے
یا بنی اور گندف کے درمیان میں نماز فجر کی پڑھی اور کوئی دو
گھڑی دن چڑھے گندف میں جاکر اترے اور شیخ بلند بخت نے
اونٹوں کو چرنے کے لئے چھڑوا دیا اور چرانے والے سے کہہ دیا کہ
بعد نماز عصر کے اونٹ لانا اور ہم لوگوں نے اپنے گھوڑوں کے دانے گھاس

Marfat.com

کی تدبیر کی اور گندف والوں نے ہم سب کی دعوت کی اور وہیں گندف
میں زبانی ایک ملکی کے سُنا کہ وہاں جیتر بائی کی گڑھی پر غازیوں کا
حملہ ہوا اور کئی غازی شہید ہوئے مگر حملہ گڑھی سے ہٹ آیا یہ خبر سُن
کر ہم سب کو بڑی تشویش ہوئی اسی وقت شیخ بلند بخت نے آٹھ دس سوار
لے کر درے میں رستہ دیکھنے کیے اُس وقت تک وہ رستہ بتانے میں کچھ باقی
تھا جب عصر کے وقت درست ہوا تب شیخ بلند بخت نے وہاں سے اونٹوں کو لدوا کر
تیار کیا اور نماز مغرب پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے اور فتح خاں کے
سوار وہیں گندف میں رہے پھر جاتے جاتے پہر رات رہے ہم سب ستھانے
میں داخل ہوئے اور وہیں اُترے اور نماز صبح کی پڑھ کر شیخ بلند بخت
نے دو سوار حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس ام کو روانہ کیے
یہ پیام دے کر کہ ہم سب توپیں لے کر مع الخیر ستھانے میں داخل ہوئے
پھر وہ دونوں سوار تو اُدھر ام کو گئے باقی ہم سب ستھانے میں رہے
بعد نماز ظہر کے وہی دونوں سوار شیخ بلند بخت کے پاس آئے اور کہا کہ
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اب یہاں سے رات کو کوچ نہ کرنا کچھ
آدمی ہمارے آوینگے اُن کے ہمراہ کل بعد نماز صبح کے اس طرف روانہ
ہونا اور کہا کہ یہ بھی وہیں ام میں سُنا کہ حافظ عبد اللطیف نے مولانا
صاحب کی اجازت کے بغیر مورچوں میں جا کر کہا کہ مولانا صاحب

Marfat.com

کا حکم ہے چھتر بائی گڑھی پر ہلّہ کرو سو وہ لوگ ان کے کہنے سے
ہلہ کر کے قریب گڑھی کے جا پہنچے مگر گڑھی کے اندر نہ جا سکے اس میں
کئی غازی شہید ہوئے اور آپ کے بھائی شیخ علی محمد بھی شہید ہوئے
اور اب مولانا صاحب وہاں سے ہٹ کر کہل بائی میں آ گئے اور ہلّہ
کے دوسرے روز چھتر بائی والے ایک غازی کو بھی پکڑ لے گئے یہ
خبر سُن کر شیخ بلند بخت نے افسوس کیا اور کہا الحمدللہ ہمارا بھائی
جس مراد کو آیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ مراد اس کی پوری کی اور ہم
سب مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کرے پھر اس روز
تو وہیں رہے اگلے دن نماز فجر کی پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے
جیسے ستھانے کی گڑھی اُترے ویسے ہی حضرت علیہ الرحمۃ کے بھیجے ہوئے
پچیس غازی آ ملے پھر وہاں سے ہم سب روانہ ہوئے عشرے کو تو
داہنے ہاتھ پر چھوڑا اور بہٹ گلی کے درے میں گھُسے اور جس رستے
سے آئے تھے اسی رستے سے کرام میں جا داخل ہوئے اور گڑھی کے
دروازے کے سامنے میدان میں اونٹوں سے توپیں اور سب ان
کا سامان اُتار کر رکھا گیا اس وقت دوپہر تھے حضرت سوتے
تھے جب ظہر کی اذان ہوئی حضرت اٹھے لوگوں نے عرض کی کہ

Marfat.com

توپیں پنجتار سے آگئیں آپ نے کہا الحمدللہ جلد وضو کرکے بڑ کے نیچے نماز کو تشریف لائے ہم سب سواروں نے سلام اور مصافحہ کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہم سب کو شاباشی دی اور ہم لوگوں کے لئے دعا کی اور کمال خوش ہوئے پھر ہم سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑہی بعد فراغ نماز کے آپ توپوں کے پاس آئے اور شیخ مولا بخش جو گولہ انداز تھے اُن سے فرمایا کہ اب توپیں تمہارے سپرد ہیں ان کو آج ہی چرخ پر چڑہواؤ اور حضرت آپ بہی وہیں کھڑے رہے اور چند غازیوں نے مل کر ان کو چرخ پر چڑہوایا پھر حضرت نے وہاں غازیوں کا ایک پہرا لگا کر نماز عصر کی پڑہی پھر وہیں آپ رہے یہاں تک کہ اذان مغرب ہوئی نماز مغرب پڑہا کر آپ گڑہی میں تشریف لے گئے اور شیخ بلند بخت کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور سوا ان کے اور بہی لوگ وہاں حاضر تھے پھر حضرت کچھ دیر سکوت میں رہے بعد اس کے ان کے بھائی علی محمد کی آپ نے ماتم پرسی کی اور شیخ بلند بخت کی تسلی کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی صاحب جس مراد کو اپنے وطن سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی مراد کو پہنچایا اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کی راہ میں صرف کرے اور ہم سب سے راضی ہو یہی ہم سب بھائیوں کی مراد دلی ہے اسی طور کے

Marfat.com

اور چند کلام تسلی الیتام فرما کر آپ نے اُن کے بھائی کے لئے دعائے
مغفرت کی اور شیخ بلند بخت سے فرمایا کہ صبح بعد نماز کے اپنے سواروں
کو کہل بائی میں میاں صاحب یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس بھیج
دینا اور تم یہیں ہمارے ساتھ رہنا یہ فرما کر آپ نے کھانا منگایا اور
شیخ بلند بخت کو اپنے ساتھ کھلایا اس عرصے میں اذان عشا کی ہوئی
آپ وضو کر کے واسطے نماز کے بڑ کے تلے تشریف لائے اور لوگوں کو نماز
پڑھائی اور گڑھی کو تشریف لے گئے اور شیخ بلند بخت اپنے ڈیرے میں
آئے اور حضرت کا حکم اپنے سواروں کو سنایا کہ تم صبح کو نماز پڑھ کر کہل
بائی کو جانا اور مجکو یہیں رہنے کا حکم ہے پھر ہم سب سو رہے صبح کو
نماز پڑھ کر حضرت سے رخصت ہو کر پچیس سوار کہل بائی کو گئے اور مولانا
صاحب سے ملے اور توپ لانے کا حال بیان کیا پھر آپ نے فرمایا کہ
اپنے اپنے ڈیروں میں جا کر کمریں کھولو پھر ہم اپنے اپنے ڈیروں میں گئے
گھوڑے باندھے کمریں کھولیں اپنے اپنے یاروں دوستوں سے ملاقات
کی اور اُن سے پوچھا کہ چیتر بائی کی گڑھی پر کیونکر بلوہ ہوا تھا انھوں
نے کہا کہ جب شیخ بلند بخت تم لوگوں کو لے کر حضرت کے پاس روانہ ہوئے
اور وہاں سے پنجہار کو گئے ادہر ہم لوگوں کو حضرت علیہ الرحمۃ کا حکم
پہنچا کہ جبتک پنجہار سے توپیں نہ آلیں تبتک تم کسی میں تعجیل نہ کرنا

Marfat.com

اور یہ بھی زبانی لوگوں کے سنتے تھے کہ ام میں حضرت علیہ الرحمۃ
سیڑھیاں اور رن گڑھ بنواتے ہیں اور ایک سیڑھی بن کر وہاں سے
مولانا صاحب کے پاس آئی بھی اس کے اگلے روز سویرے یہ بات
زبانی بعضے لوگوں کے سننے میں آئی کہ آج کچھ کمک اباسین کے پار
سے آویگی اور یہ کسی کسی نے کہا کہ آج ہم لوگوں کا ہلّہ بھی ہوگا مگر
اس کی کچھ اصل نہ معلوم ہوئی کہ پہلے کس نے یہ خبر اڑائی خدا جانے
یہی خبر سُن کر یا اپنی طرف سے حافظ عبداللطیف صاحب نے ہر مورچے
میں جاکر لوگوں سے کہا کہ مولانا صاحب کا حکم ہے کہ آج بعد عصر کے
ہلّہ کردو ہم لوگوں نے جانا کہ شاید مولانا صاحب نے ان کو اس خبر کرنے
کو بھیجا ہے اور مولانا صاحب اپنے ڈیرے میں تھے سب نے حافظ صاحب
کو معتبر جان کر مولانا صاحب سے بھی اس بات کو نہ تحقیق کیا اور جلد نماز
عصر پڑھ کر تیار ہوگئے اور حافظ جی کے ساتھ پکار کی تکبیر کہہ کر ہلّہ
کر دیا اور گڑھی کے تین طرف دو سنگر کانٹوں کے تھے اور ان کے ورے
برابر دور تک زمین میں کانٹے گڑے تھے اور سیڑھی مولانا صاحب کے
ڈیرے میں تھی آخر الامر تمام غازی دونوں سنگر کود پھاند کر گڑھی
کے نیچے جا پہنچے اور پکارنے لگے کہ جلد سیڑھی لاؤ سیڑھی وہاں کہاں
اس میں چار پانچ گھڑی کا عرصہ ہوا اس وقت مولانا صاحب کے

Marfat.com

ڈیرے سے آئی اور گڑھی میں لگائی مگر سیڑھی چھوٹی تھی گڑھی
کی منڈیر تک نہ پہنچی اس میں کوئی چار گھڑی رات جاتی رہی مگر گڑھی
کے نیچے ان کی گولیوں سے امن تھی جو ہمارے لوگ شہید اور زخمی ہوئے
سو پلٹہ ہی کے ساتھ ہوئے پھر فضل الٰہی رہا جب کوئی تدبیر گڑھی میں
داخل ہونے کی نہ بنی تب تھوڑے تھوڑے غازی چپکے چپکے وہاں سے
اپنے مورچوں کو چلنے لگے پھر رات گئے تک سب وہاں سے نکل آئے اور
شہیدوں اور زخمیوں کو بھی اُٹھا لائے وہیں مولانا صاحب بھی اس وقت
آئے اور سب لوگوں سے خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے کس کے حکم سے پلٹہ
کر دیا جو لوگ شہید اور زخمی اس میں ہوئے ہیں سب کا وبال تمہیں
لوگوں پر ہوگا اور بڑی نافرمانی تم نے کی جب مولانا صاحب خشم و غضب
فرما کر چپ ہوئے تب لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے تو آپ ہی کا حکم پا کر
پلٹہ کیا آج سویرے سے خبر سنتے تھے کہ ایاسین کے پار سے گڑھی میں
کمک آویگی اس میں عصر کے وقت حافظ عبداللطیف نے آ کر ہمارے
مورچوں میں کہا کہ مولانا صاحب کا حکم ہے کہ نماز عصر کی پڑھ کر پلٹہ
کر دو یہ حکم سن کر سب تیار ہو گئے اور حافظ جی تکبیر کہتے ہوئے آگے
ہوئے ان کے پیچھے ہم بھی سب چلے آپ ان سے دریافت کیجئے کہ ہم
کچھ خلاف تو نہیں کہتے ہیں یہ سن کر مولانا صاحب نے حافظ جی کو بلا کر پوچھا

Marfat.com

کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں حافظ جی نے کچھ جواب نہ دیا مولانا صاحب کو یقین
ہوا کہ انھیں کی شرارت ہے پھر تو ان کو ملامت کرنی شروع کی
اور جو کچھ زبان پر سخت و سست کلام آیا وہ کہا اور فرمایا کہ جو لوگ
بیچارے شہید اور زخمی ہوئے اور لوگوں کو ایذا پہنچی ان سب کا وبال
تمہاری گردن پر ہے ناحق اتنے مسلمانوں کا خون تم نے کروایا اس
وقت اگر کچھ بھی حافظ جی بولتے تو بیشک کوٹے جاتے یہی خیر ہوئی
کہ وہ خاموش رہے پھر مولانا صاحب شہیدوں اور زخمیوں کو
دیروں کے وہاں اٹھوالائے اور حلیہ یہ واقعہ لکھ کر ایک آدمی
کے ہاتھ سید صاحب کے پاس ام کو روانہ کیا اور ادھر شہیدوں کے
لوگ
دفن کو قبریں کھودنے لگے پھر کوئی پہر سوا پہر رات رہے پان
چھ آدمیوں سے شیخ ولی محمد صاحب حضرت کے پاس سے آئے اس
وقت تک شہیدوں کو ہم لوگ دفن نہیں کر چکے تھے پھر شیخ صاحب
بھی ان کے دفن میں شریک ہوئے جب دفن سے فراغت ہوئی تب
شیخ صاحب مولانا صاحب سے اپنے آنے کا حال کہنے لگے کہ میں
گڑھی میں لیٹا تھا کہ آپ کا آدمی خط لے کر سید صاحب کے پاس
پہنچا آپ نے اس کو پڑھ کر مجکو بلایا اور خط کا مضمون سنایا اور

Marfat.com

مجھ سے فرمایا کہ تم جلد اسی دم پان چھ آدمی لے کر میاں صاحب
کے پاس جاؤ اور ان کے ڈیرے وہاں سے کھٹل بائی میں اٹھوا لاؤ
میں اسی وقت وہاں سے آپ کے پاس آیا پھر کوئی چار گھڑی دن
چڑھے مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور سید اکبر صاحب نے
صلاح و مشورہ کر کے لوگوں کو وہاں سے اس طرف روانہ کرنا شروع
کیا پہلے کچھ لوگوں کے ساتھ زخمیوں کو روانہ کیا پھر اور اسباب ڈیرے
ڈنڈے وغیرہ کچھ لوگوں کے ساتھ روانہ کئے اسی طرح بیماروں اور
بیماروں معذوروں وغیرہ کو روانہ کرتے کرتے ظہر کا وقت ہوا سب
نے نماز پڑھی اور سب جریدہ لوگ ڈھائی تین سو رہ گئے پھر سواروں
کے نازیوں کو بلوا کر اور سب کو لے کر مولانا صاحب اور شیخ صاحب
وہاں سے روانہ ہوئے گڑھی پر آئے تمام سوار اور کچھ پیدل ایک
ایک آگے پیچھے اوپر کے رستے سے چڑھنے لگے اور سب ڈوگر مع
ان کا جمعدار اور کچھ غازی اور مولانا صاحب اور شیخ صاحب نیچے
کے رستے سے ایک ایک آگے پیچھے روانہ ہوئے اس عرصے میں اماسین
کے پار سے پائندہ خاں کے لوگ بندوقیں مارنے لگے ڈوگروں کا
جمعدار شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ پیچھے پیچھے اپنے لوگوں کو لئے چلا

Marfat.com

آتا تھا اس میں اُدھر سے ایک گولی آکر اس کی کلائی میں
لگی اس کا چیخا سن کر شیخ صاحب نے پوچھا حمیدار یہ کیا ہوا
اُس نے کہا گولی لگی اور جیب سے رومال کھول کر اپنے زخم پر
لپیٹ لیا مگر بڑا مردانہ تھا کچھ خیال میں نہ لایا یہ مولانا صاحب
اور شیخ صاحب وہاں اوپر چڑھ کر دوسرے رستے میں ہو گئے بہت
لوگ تو گڑھی سے پار ہو گئے تھے تھوڑے لوگ باقی تھے اس میں،
چیتر بائی سے نکل کر تنولیوں نے پیچھا کیا فقط سیر میں تلواریں
اُن کے پاس تھیں اور قریب آگئے اور پتھروں سے مارنے لگے جب
ہماری طرف والے دو تین بندوقیں ان کی طرف مار دیتے تب وہ
رُک رہتے اور جب قابو پاتے پھر پتھر پھینکنے لگتے اس عرصے میں
جو وہ غازی رامپوری جو پہر مار تھے وہ سب کے پیچھے تھے ایک
پتھر ان کے لگا وہ گر پڑے جو نیچے کے رستے سے ہمارے لوگ چلے
آتے تھے اوپر والوں کا شور و غل سن کر کہا کہ ہراساں نہ ہونا ہم
بھی آتے ہیں اور اوپر چڑھنے لگے اس میں تنولی ڈر کر بھاگے اور
جن کے پتھر لگا تھا ان کو پکڑ لے گئے اور مولانا صاحب سے پہاڑ
پر چڑھا نہیں جاتا تھا ایک قندھاری نے کہا کہ آپ میری پیٹھ پر
سوار ہو لیں آپ نے فرمایا کیا ضرور میں اسی طرح چلا چلوں گا

Marfat.com

اس نے نہ مانا اپنی پشت پر سوار کر لیا پھر گڑہی اتر کر سب میدان میں آگئے اُس وقت قدرے دن باقی تھا کہ جلد سب نے عصر کی نماز پڑہ لی اور وہیں نماز مغرب بھی پڑہی پھر وہاں سے سب مل کر چلے یہاں کہیل بائی میں داخل ہوئے اور ڈیرے خیمے کھڑے کئے اور وقت عشا سے پانی برسنا شروع ہوا رات بھر بڑے زور کا مینہ برسا اور نہایت تاریکی تھی کہ نزدیک کا آدمی بدشوار نظر آتا تھا اور قنولیوں کے چھالے آنے کا جدا خوف شتینے کے سوار کھڑے تک اُسی میدان میں پھرتے تھے تمام رات لوگوں کو بے چینی اور بے آرامی رہی پھر صبح کو نماز پڑہ کر شیخ ولی محمد صاحب امام کو حضرت کے پاس تشریف لے گئے اور جو لوگ تھوڑے بہتیرے بائی سے مولانا صاحب نے یہاں کہیل بائی کو روانہ کئے تھے ان میں کچھ امام کو چلے گئے تھے انھیں میں حافظ عبداللطیف صاحب اور کالے خاں مئو والے بھی تھے جب اس بات کی سید صاحب کو خبر ہوئی تب آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ تم یہاں کیوں چلے آئے وہیں کہیل بائی میں جاؤ یہ حکم سن کر وہ سب وہاں سے یہاں چلے آئے مگر حافظ عبداللطیف کو آپ نے یہاں نہ بھیجا اور سب کے سامنے ان کو بہت ملامت کی اور جھڑکی دی کہ تم بڑے فتنہ انگیز اور مفسد آدمی ہو ناحق بیٹھے بٹھائے اتنے آدمی شہید اور زخمی کروائے

Marfat.com

خبردار اب تم وہاں لشکر میں نہ جانا اور کالے خاں نے خود سید صاحب سے عذر کیا کہ میں تو لشکر میں نہ جاؤنگا میرا وہاں کیا کام ہے سید صاحب نے پوچھا کہ خان بھائی آپ کیوں نہیں جاوینگے کیا سبب اُنھوں نے عرض کی کہ آپ کے لشکر میں ہمارا کیا قدر جہاں ٹڈا سا آدمی فتح میر خاں گڑہی کی سیڑہی پر چڑہے اور ہم دیو سے جوان کھڑے تماشا دیکھیں اور جو تین پاؤ آٹا ان کو ملے وہی ہم کو ملے سو اب تو ہم اپنے وطن ہندوستان کو جاتے ہیں سید صاحب نے بہتیرا ان کو سمجہایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے سب لوگ آئے ہیں جیسی جس کی نیت اور ہمت ہے وہ ویسا کام کرتا ہے یہ کچھ عار و ننگ کی جگہ نہیں ہے آپ کو ایسا خیال نہ کرنا چاہئے ولیکن وہ کسی طرح نہ سمجہے اور نہ راضی ہوئے آخر کو اپنی بات بیجا پر قائم ہو کر جہالت سے چلے گئے اور جو تنولی گڑہی پر سے رامپوری بھرمار کو چہتر بائی میں پکڑ لے گئے تھے وہاں سے پھر اس کو پائندہ خاں کے پاس پہنچایا اس نے ان کی سپر تلوار اور بندوق تو لے لی اور اپنے ایک آدمی کے ساتھ کر کے گڑہی تک ان کو بہجوا دیا وہاں سے پھر وہ یہاں اپنے لشکر میں چلے آئے اور جو جو زخمی لوگ یہاں تھے ان کو سید صاحب نے اپنے پاس ام میں، بلوا لیا تمہارے پیچھے یہاں یہ واقعہ گذرا انتہیٰ اب یہ خاکسار فتح علی

Marfat.com

کہتا ہے کہ زخمیوں میں ایک تو شیخ حسن علی صاحب کے بھتیلے کے
نہال خاں تھے ان کے داہنے ہاتھ میں چلتی ہوئی گولی لگی تھی اور
دوسرے زخمی آخوند غفران پکھلے وال ان کے ٹنگڑے میں آگ
لگ گئی وہ جل کر زخمی ہوئے اور تیسرے ملا گلزار قندھاری ان
کے بازو میں گولی لگی اور چوتھے رحیم بخش نیارسی جواب ہمارے آقائے
نامدار دولتمدار کے توشکخانے کے متعینوں میں ہیں ان کے گلے کے دونوں
مسلیوں کے بیچ میں گولی لگی اور بائیں بازو میں ہو کر نکل گئی اور
ان کو ہلہ میں قریب سے گولی لگی تھی اور پانچویں رامپوری بھیرا کے سر
میں پتھر لگا تھا اور چھٹے ڈوگروں کے جمعدار کا حال اول مذکور ہو چکا
ہے سو ان کے اور جو پانچ یا چھ نہ زخمی ہوئے تھے ان کے نام یاد نہیں
اور شہیدوں میں ایک شیخ علی محمد بھائی شیخ بلند بخت کے اور
دیے سب سواروں کے کہل بائی میں کچھ کم یا زیادہ دو مہینے رہے
اور مینہ اکثر رات کو برستا تھا اور دن کو کم اور سوار عشا کے بعد
سے صبح تک رون پھرتے تھے اور سورج نکلے جلے اور دراتی لے
کر پہاڑ پر گھاس کاٹنے جاتے تھے رات دن اسی تکلیف اور مشقت
میں رہتے تھے اور اسی عرصے میں پائندہ خاں کو خبر پہنچی کہ سید صاحب
نے کئی توپیں بھاری بھاری پچتار سے منگوالی ہیں اور کئی رن گڑہ بھی
بنوالئے ہیں اور سیر ہیاں بھی اور اب چھتر بائی پر چڑھائی کی تیاری

Marfat.com

کرتے ہیں اور بے گڑھی خالی کیئے نہ رہینگے اور ان دنوں یار کے
سکھوں سے بھی کمال اس کی ناموافقت تھی جب اس نے جانا کہ
اب بچاؤ کسی طور نہیں ہے تب اس نے یہ قریب گانٹھا کہ موضع
تیرکے سید حسن شاہ کو اور اپنے منشی غوث محمد کو اپنی طرف سے
وکیل کرکے ام میں سید صاحب کے پاس بھیجا وہ آکر حضرت سے ملے
اور کہا تمہارے خان نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم آپ کے
بہر صورت مطیع اور فرماں بردار ہیں اگر آپ کہیل بائی سے اپنا لشکر
بلالیں تو ہم آپ کی دلجمعی اور رفع شک کے لئے اپنا بیٹا اول میں
آپ کے پاس بھیجدیں اور چیتر بائی کی گڑھی بھی خالی کردیں اور آپ
کا کوئی شخص معتبر آوے ہم اپنے بیٹے کو ساتھ کردیں یہ تمام گفتگو
سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تمہارے خان کا
کہنا ہم کو منظور ہے اور پندرہ بیس قرابتیجی اور حقماق والے ساتھ
کرکے اپنے بھانجے سید احمد علی صاحب کو پائندہ خاں کے پاس بھیجا
انھوں نے جاکر اس سے ملاقات کی اس نے بڑی تعظیم و تکریم سے ان
کو بٹھایا اور ایسی لسانی اور چاپلوسی کی باتیں ان سے کیں کہ سید احمد علی
صاحب بہت اس سے راضی ہوئے اور جانا کہ یہ صلاحیت پر ہے شر
وفساد اس کی طبیعت میں اصلا نہیں پھر اس نے وہی سوال کیا
کہ سید بادشاہ اپنا لشکر کہیل بائی سے اٹھالیں تو میں چیتر بائی کی

Marfat.com

گڑھی بھی خالی کر دوں اور اپنا بیٹا بھی سید بادشاہ کے پاس اول
میں بھیج دوں سید احمد علی صاحب نے اس بات کا اس سے اقرار کیا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس امر میں کوشش کرونگا اور سید صاحب کو
سمجھا کر وہاں سے لشکر اٹھوا دونگا اس طرح سے اس کی تسلی کرکے وہاں
سے سید صاحب کے پاس اگرہ میں آئے اور سب اس کا عہد و پیمان اور اس
کی صلاحیت اور خوبی کا حال سید صاحب سے عرض کیا آپ کو تو بہر طور اس
سے صلح کرنی منظور تھی کہ کچھ کاروبار جہاد کا اجرا ہو نہ تو اس کی چھیڑ بانی
لینے کی حاجت تھی اور نہ کچھ کہیل بائی میں لشکر رکھنے کی ضرورت آپ
کی تو صرف یہ غرض تھی کہ ایاسین کے واریار آنے جانے کا رستہ ہم لوگوں واسطے
کے خالی رہے اس لئے کہ اصل مقابلہ تو سکھوں سے تھا آپ نے سید احمد علی
صاحب کی گفتگو سن کر فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم کہیل بائی سے لشکر
بلا لینگے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کہیل بائی سے اپنے پاس
ام میں بلوایا اور ساری گفتگو یا ئندہ خاں کی جو سید احمد علی صاحب
کی زبانی سنی تھی بیان کی اور فرمایا کہ تم کہیل بائی کی گڑھی کا بندوبست
باخوبی کرکے اور کچھ لوگ اپنے وہاں چھوڑ کر باقی سب لشکر یہاں
اٹھا لاؤ پھر مولانا صاحب کہیل بائی میں تشریف لے گئے اور وہاں کا
بندوبست کرکے پچاس ساٹھ غازی تو وہاں بجائے تھانے کے
رہنے دئے اور امیر اور باقی سب سوار و پیادے لے کر ام کو چلے آئے

Marfat.com

اور آٹھ دس روز تمام لشکر ام میں رہا اس عرصے میں قاضی
جیان صاحب نے سید صاحب سے عرض اور درخواست اس
بات کی کی کہ یہاں ہم لوگ سب سوار و پیادے معطل بیٹھے ہیں اور
تمام ملک سمے کا ناموافق اور باغی سا ہو رہا ہے اگر آپ میرے
ہمراہ کچھ لشکر کر دیویں اور مجکو امیر کر کے اُدھر کو روانہ فرماویں تو
میں وعظ و نصیحت کر کے وہاں کے لوگوں کو موافق کروں اور جو لوگ
نہ مانیں ان کو زور و راہ پر لاؤں اور اس اطراف و نواح کی بستیوں
کے ملک اور خواتین تو خدا اور رسول کا حکم سُن کر ان دنوں سیدھے
ہو گئے ہیں مگر اس میں شرط یہ ہے کہ آپ مجکو اختیار کل دیویں جیسا
میں مناسب جانوں ویسا کروں اس لئے کہ میں اس ملک کا بھیدی
ہوں جو کچھ میں ان بستیوں کی طبیعت سے واقف ہوں ایسا،
آپ کے یہاں اور کوئی نہیں ہے اور مولانا صاحب کو بھی آپ میرے
ہمراہ کر دیں اس واسطے کہ جو کام خلاف حکم خدا و رسول کے کروں وہ مولانا
صاحب مجکو تنبیہ کرتے دویں سید صاحب نے یہ تمام تقریر قاضی صاحب
کی بہت پسند کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہم آپ کو بھیجیں گے پھر اگلے روز
بعد نماز فجر کے سب کے سامنے فرمایا کہ ہم نے قاضی جیان صاحب کو واسطے
جانے ملک سمے کے امیر کیا اور جو سوار و پیادے ہم ان کے ہمراہ کریں وہ

Marfat.com

بلا انکار ان کی اطاعت کریں اور قاضی صاحب کو بھی آپ نے
بہت نصیحت کی کہ خبردار یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس میں کوئی کام
اپنے نفس کی خواہش کا خلاف خدا و رسول کے نہ کرنا اور جو جو بات
مناسب تھی خوب سی سمجھا دی پھر مولانا صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی
قاضی صاحب کے ہمراہ جاویں پھر آپ نے دعائے خیر کی اور رسالدار
عبدالحمید خاں کو مع تمام سوار کوئی ساڑھے چار سو (۴۵۰) پیادے اپنے
پاس رکھ لئے اور باقی قاضی صاحب کے ساتھ کر دئے پھر اس کے اگلے
روز بعد نماز صبح کے سید صاحب سے مصافحہ کر کے قاضی صاحب رخصت
ہوئے باقی یہ حال قاضی صاحب کا بعد حالات موضح ام کے بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ اب حال ام کا سنا چاہئے کہ قاضی صاحب تو لشکر
لے کر ملک سمے کو روانہ ہوئے اس کے چند روز کے بعد سید صاحب نے
اپنے کئی خاص لوگوں کو اپنے پاس بٹھا کر صلاحاً فرمایا کہ پائندہ خاں
کے کہنے سے ہم نے اپنا لشکر کہل بائی سے اٹھا لیا اور اس نے اب تک
اپنا اقرار پورا نہ کیا اب اس کے پاس کسی کو بھیجیں دیکھیں تو اب
وہ کیا کہتا ہے اپنے اس اقرار پر ہے یا نہیں سب نے عرض کی کہ
ہاں مناسب تو ہے ضرور آپ کسی کو بھیجیں اور اس کی مشورت
میں شیخ ولی محمد صاحب پہلتی اور مولوی خیرالدین صاحب بیشتر کوئی اور

Marfat.com

سہاروں کے رامپور کے مولوی محمد حسن صاحب بھی تھے ان سے آپ
نے فرمایا کہ تمہیں جاؤ اور اس سے کہو کہ سید صاحب نے تمہارے اقرار
پر اپنا لشکر کبیل بائی سے اٹھا لیا اور تم نے اپنا اقرار اب تک پورا
نہ کیا اس کا کیا سبب ہے اس کا ہم کو جواب دو یا اپنا اقرار پورا
کرو اور خوب کڑے ہو کر اس سے گفتگو کرنا کسی بات میں ہرگز نہ
دبنا اور چھتر بائی تو اللہ تعالیٰ کی تائید سے بے لڑے بھڑے آپ خالی
ہو جاویگی وہ ہم کو کیا چھتر بائی خالی کر دیگا اور ہم کو تو اپنے پروردگار
کی رضامندی کے کام سے کام ہے نہ اس کی چھتر بائی سے غرض ہے اور
نہ اس کے بیٹے کو اول لینے سے اگر تمہارے وعظ و نصائح سے وہ
صاف صاف خدا اور رسول کا تابعدار ہو جاوے تو ہمارا بھائی ہے وہ
بھی اس کار خیر میں شریک رہے والا وہ جانے اور شیخ ولی محمد صاحب
سے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جس قدر آدمی مناسب جانو اپنے ساتھ
لیجاؤ پھر شیخ صاحب بیس غازی چست و چالاک مسلح اپنے ساتھ
لے کر روانہ ہوئے اور جا کر اس سے ملاقات کی اس نے بڑی تعظیم و تکریم
سے ان سب کو اپنے پاس اتارا پھر شیخ صاحب اور مولوی خیر الدین اور
مولوی محمد حسن صاحب نے سید صاحب کا پیغام اس کو پہنچایا اور طرح
طرح کے وعظ و نصیحت سے سمجھایا اس کے جواب میں اس نے کہا میں

Marfat.com

سید بادشاہ کا فرماں بردار اور غلام ہوں جس بات میں وہ راضی
ہوں میں بلا عذر حاضر ہوں اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے تملق
اور چاپلوسی کرنے لگا اور کہا کہ تم یہاں میرے پاس ٹھہرو تم کو
راضی کر کے رخصت کرونگا پھر یہ سب وہاں رہے ہر روز باخوبی
ضیافت کرنے لگا اور ہر روز کہتا تھا کہ آج رخصت کرتا ہوں کل
رخصت کرتا ہوں اسی لیت ولعل میں نو دس دن گذرے اور وہاں
سوائے چکنی چپڑی مکر وفریب کی باتوں کے کچھ نہ تھا اس عرصے میں
شیخ صاحب کی طلبی کا حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سے نوشتہ گیا کہ
اگر کام ہو گیا ہو تو سب کو لے کر چلے آؤ والا تم اکیلے آجاؤ یہاں
ایک کام ضرور ہے فقط سو وہاں تو ثبت تک کچھ کام نہیں ہوا تھا
سب کو وہاں چھوڑ کر شیخ صاحب فقط چار آدمی سے حضرت کے پاس
چلے آئے اور پائندہ خاں کی لسانی اور لیت ولعل کا بیان کیا کہ وہاں
تو اس کے قول وقرار کا ہم کو تو کچھ ٹھکانا نہیں معلوم ہوا یقین ہے دو
چار روز میں یوں ہی وہ سب خالی چلے آوینگے پھر یوں ہی ہوا کہ
شیخ صاحب کے آنے کے بعد سات یا آٹھ روز میں مولوی خیرالدین
اور مولوی محمد حسن صاحب بھی سب کو لے کر حضرت کے پاس چلے آئے اور
اس کا مکر وفریب بیان کیا کہ ہم کو تو اس نے یوں ہی خالی رخصت

Marfat.com

کر دیا مگر اُس نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے جانے کے بعد دس بارہ
روز میں اپنے بیٹے جہاندار کو اس کی ماں کی تسلی اور دلجمعی کر کے ضرور
سید یا دشاہ کے پاس بھیج دونگا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہتر کیا
جو چلے آئے اب جیسا ہوگا دیکھا جاویگا پھر کوئی پندرہ روز کے
بعد دس آدمیوں سے جہاندار کو پائندہ خاں نے سید صاحب کے
پاس بھیجا اور جہاندار ان روزوں دس گیارہ برس کا تھا سید صاحب
نے اس کی بہت خاطرداری کی اور سید صاحب گڑھی کی اس حویلی میں
رہتے تھے جو خاص پائندہ خاں کے رہنے کی تھی پھر سید صاحب نے
جہاندار سے فرمایا کہ یہاں جس جگہ تمہاری خوشی ہو رہو اس کے،
ہمراہیوں نے عرض کی کہ آپ ہی کے قریب اُتریں گے آپ نے فرمایا کہ
نہیں جہاں یہ چاہیں اُتریں ان کو اجازت ہے ایک حضرت کی کوہڑی
کے مقابلے میں جانب مغرب اور کوہڑی تھی اس میں قاضی علاء الدین
پگڑے والے اُترے تھے اس لڑکے نے وہ کوہڑی پسند کی اسی کے
پاس دوسری کوہڑی میں قاضی صاحب کو فرمایا وہ اس میں تشریف
لے گئے اور جہاندار اپنے آدمیوں سے اس میں اُترا اور سید صاحب
نے اپنے باورچیخانے سے ان سب کے لئے دونوں وقت کھانا مقرر

Marfat.com

کر دیا اور وہ سب اسی کوٹھری میں رہنے لگے اور کوئی نیدرہ
سولہ روز کل وہاں رہے انھیں روزوں کے اندر جہاندار کے
ساتھیوں نے ایک دن حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ جہاندار
کی والدہ نے آپ کو نیاز نامہ لکھا ہے اور جہاندار کو واسطے دیکھنے
کے بلایا ہے اگر آپ رخصت کریں تو دو چار روز کے لئے ہم لیجاویں
اور پھر ہم ساتھ لے کر چلے آوینگے اور وہ خط حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا
خلاصہ مضمون اُس کے کا بعد القاب و آداب کے یہ تھا کہ جہاندار کے
والد نے وقت رخصت جہاندار کے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ جب تم کہو گی
تب میں سید بادشاہ کے پاس سے جہاندار کو بلوا دونگا سو میرا دل ہی
ایک بیٹا ہے بے دیکھے اس کے میرا دل بہت بے قرار ہے اس امر میں میں
نے جہاندار کے والد سے کہا اُنھوں نے جواب دیا کہ ابھی کے روز اس
کو گئے ہوئے ہیں ہم تو ابھی سید بادشاہ سے اس امر میں عرض نہیں
کرینگے تب میں نے بے چین ہو کر آپ کی خدمت بابرکت میں یہ گذارش
کی سو مجھ پر آپ للہ رحم کر کے دو چار دن کے لئے اگر اس کو بھیجدیں
تو میرے حق کمال سرفرازی فرماویں فقط حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کو
پڑھ کر ان سے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم رخصت کر دینگے اور
پائندہ خاں نے جو اپنی بی بی سے صلاح و مشورت کر کے بھیجا تھا

Marfat.com

کہ یہاں گڑہی کے اندر اسی کوہڑی میں جس میں جہاندار اُترا تھا
کچھ اس کا نقد روپیہ یا زیور گڑا تھا اُس کے کھودلانے کو اُس نے
جہاندار کو بھیجا تھا بلکہ جب جہاندار حضرت کے پاس آیا تھا تب اکثر
لوگ آپس میں کہنے لگے کہ پائندہ خاں نے اپنا اقرار پورا کیا یہ سُن
کر بعضے بعضے جو اس کی خصلت سے واقف تھے چنانچہ سید اکبر وغیرہ
انھوں نے کہا کہ اس نے اپنا اقرار تو بیشک پورا کیا مگر تم ہماری
بات یاد رکھنا کہ اس میں بھی کچھ اس کا فریب ہوگا اور اس وقت
تک کوئی شخص ہمارے لوگوں میں اس دفینے اُس کے سے مطلق
واقف نہ تھا پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ نے جہاندار کی رخصت کا
اقرار کیا تب اس کے ہمراہی ایک روز واسطے گوشت کھانے کے
ایک گائے کسی کی مول لائے اور حضرت سے اجازت لے کر اپنی کوہڑی
کے آگے اس کو ذبح کیا اور گوشت تو اکثر وقت حضرت کے مطبخ سے
ان کے لئے پکا پکایا آتا تھا مگر ان لوگوں کی عادت ہے کہ اکثر بھونے ہوئے
تکے کھاتے ہیں اور حضرت نے یہی سبب جانا اور اصلی مطلب اُن کا یہ
تھا کہ اس کی کھال میں وہ اپنا دفینہ لپیٹ کر لیجاویں اور کوئی خبر
نہ ہو پھر اس گوشت کو انھوں نے کباب کر کے کھایا اور لوگوں کو،
کھلایا اور کچھ رکھ چھوڑا دوسرے وقت حضرت سے واسطے رخصت کے

Marfat.com

عرض کی آپ نے فرمایا کہ اچھا کل تم کو رخصت کرینگے پھر انھوں
نے اسی رات کو وہ دفینہ کھود کر گائے کے چمڑے میں لپیٹ رکھا اور
اس گائے کی ہڈیاں جس گڈھے میں دفینہ تھا اس میں ڈال کر زمین
برابر کردی پھر بعد نماز صبح کے وہ جہاندار کو واسطے رخصت کرانے
حضرت کے پاس لائے حضرت نے ایک پگڑی اور تین تھان سپید دے
کر رخصت کیا پھر وہ اپنا سب اسباب اور وہ چمڑا لے کر چلے گئے سید
اکبر صاحب اس کوہڑی میں گئے اور وہ کھدی ہوئی جگہ دیکھی پھر
اس کو کھودا تو اس میں ہڈیاں نکلیں وہ دریافت کر گئے کہ اس میں
سے کچھ مال کھو دلے گئے پھر انھوں نے اور لوگوں کو بلا کر وہ گڈھا
دکھلایا اور کہا دیکھو یہاں سے وہ لوگ کچھ مال کھو دلے گئے ہیں اب
وہ ہمارا کہنا سچ ہوا یا نہیں جہاندار کے بھیجنے میں پائندہ خاں کا کچھ
فریب ہے وہ یہی تھا اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ سید اکبر صاحب
سچ کہتے تھے بعد اس کے پھر پائندہ خاں نے جہاندار کو نہ بھیجا انتہی
اور دوسرا حال ام کا یہ ہے کہ جب چند روز گذر گئے اور جہاندار نہ
آیا بند و خاں برادر خرد پائندہ خاں اور سربلند خاں نے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ پائندہ خاں تو اسی طور مکر و فریب
کیا کریگا اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے آپ کو لیت و لعل میں

Marfat.com

رکھے گا اور انجام اس کا کچھ نہ ہوگا دیکھئے اب تک اُس نے جہاندار
کو آپ کے پاس بھیجا اور نہ گڑھی چھترہائی کی خالی کی اور آپ نے
دیکھا کہ کس مکر و فریب سے جہاندار کو بھیج کر یہاں سے اپنا دفینہ
منگا لیا سو ہمارے نزدیک یہ تدبیر بہتر معلوم ہوتی ہے کہ آپ کچھ
اپنے غازی دریلے کے پار اُتارئے کہ وہ جاکر سری کوٹ اور موضع
پہلڑے کو کسی طور اپنے قبضے میں کریں یہی دونوں ٹھکانے ملک تنول کے گویا
سر ہیں اگر ہاتھ آگئے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب درستی ہو جاویگی۔
تقریر ان دونوں صاحبوں کی حضرت نے اور جو آپ کے پاس سید احمد علی
صاحب اور سید اکبر اور ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن اور شیخ
ولی محمد وغیرہم حاضر تھے سب کو پسند آئی پھر حضرت نے سب سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ کسی صاحب کو تجویز کرو تو بھیجیں اس میں سید احمد علی صاحب
آپ بولے کہ اگر مجھکو اجازت ہو تو میں جاؤں مگر اس شرط سے کہ جس
کو میں چاہوں لیجاؤں یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ کے خیال میں اصلا نہ تھی
کہ ان کو بھیجیں مگر بسبب درخواست ان کے آپ نے فرمایا کہ خیر جاؤ
اور تم کو اجازت ہے جس کو چاہو اپنے ہمراہ لیجاؤ بلکہ شیخ ولی محمد صاحب
نے الگ ہو کر سید احمد علی صاحب سے پوچھا کہ وہاں تو حضرت نے سب
سے کسی کو تجویز کرنا فرمایا تھا تم نے اپنے جانے کی کیوں درخواست کی

ہمراہ کرانے

Marfat.com

اور کبھی تو تم نے اپنے جانے کو درخواست نہیں کی انھوں نے
کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں دریا اُترتے ہی پہلے سکھوں
سے مقابلہ ہے جب ان سے نپٹ لینگے تب کہیں وہاں تک جانا ہوگا
یہ جواب سُن کر شیخ صاحب چپ ہو رہے پھر سید احمد علی صاحب
اپنے ڈیرے میں بیٹھ کر غازیوں کے نام کی فرد لکھی اپنے ساتھ
لیجانے کو اور حضرت کے سامنے پیش کی آپنے اس کو پڑھ کر
چند آدمی فرد سے نکال ڈالے اور اُن کے عوض اور کر دئے اور
فرمایا کہ ان کو لیجاؤ اور شیخ ولی محمد صاحب سے کہا کہ ان کو جو
جو چیز اول اسباب ضروری گولی بارود وغیرہ مانگیں حوالے کرنا اور اسی
فرد کے مطابق بہلے بہلے حکم بھجوا دیا گیا کہ فلانے فلانے شخص سید احمد علی
صاحب کے ہمراہ جاویں ملکی لوگوں کے سوا کوئی سو یا سو اسو غازی
تھے ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں منہاروں کے رام پور
کے مولوی محمد حسن اور محمد خان خیر آبادی بھائی ابراہیم خان کے
اور نشان فتح اللہ انھیں کے پاس تھا اور دوسرے جوڑی وال
ان کے نگراؤں کے سید عبد الرزاق سید نور احمد کے بھائی اور
موئے کریم بخش سہارنپوری اور رحیم بخش جراح قصبہ شاملی کے
اور سید احمد علی اور عبد الکریم عظیم آبادی اور زبردست خاں

Marfat.com

رائے بریلوی اور کالے خاں جو خچریوں کے محافظ تھے اور منیر
اور مہربان خاں وطن اُن کے یاد نہیں اور مدد خاں اور سربلند
خاں اور امان اللہ خاں عشرے والے اور جعفر خاں ہزارے والے
اور یہ چاروں سردار جتھے والے تھے ہر ایک کے ہمراہ تیس تیس
چالیس چالیس آدمی تھے پھر سید احمد علی صاحب چار پانچ گھڑی
دن چڑھے سب ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہوئے اس وقت سندھ و پنجاب
اور ملکی ملا کر قریب ڈھائی سو کے تھے موضع کریلے کے مقابل اتار
اترنے کا قصد کیا اس کے پار کریلے کی گڑھی سے نکل کر سکھ
بندوقیں مارنے لگے اس خوف سے کہ شاید دریا اتر کر ہم پر آویں
ادھر سے بھی لوگ ان کو بندوقیں مارنے لگے پھر وہ پتھروں کی
آڑ میں ہو کر گولیاں مارنے لگے اور ادھر ہماری طرف برابر میدان
تھا نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی نالہ کہ اس کی آڑ میں چھپیں کئی غازی
ان کی گولیوں سے زخمی ہوئے یہ حال دیکھ کر سید صاحب علیہ الرحمۃ
نے اپنی گڑھی کے دروازے سے دو توپیں کھچوا منگائیں اور مرزا
حسین بیگ بانس بریلوی سے جو گولہ انداز تھے فرمایا تم بھی گولے
مارو انھوں نے ایک ان پتھروں کے سامنے شست باندھ کر ماری
گولہ پتھروں میں جا لگا پتھر ٹوٹ کر اڑے تمام سکھ جو پتھروں کی آڑ

Marfat.com

میں تھے بھاگ کر گڑہی میں گھسے دوسری توپ اُنھوں نے
گڑہی کے سامنے ماری وہ گولہ گڑہی کے گھونگھٹ کی دیوار توڑ کر
نکل گیا سکھوں نے چادر ہلائی اور امن مانگی پھر اس طرف سے توپ
چلنی موقوف ہوئی اور سید احمد علی صاحب اپنے لوگوں کو کشتیوں
پر سوار کروا کے پار اُترے اور کریلے کی گڑہی کے پاس ہو کر نکلے
اور وہی رستہ تھا وہاں کے سکھوں نے گڑہی پر سے پکار کر کہا کہ
ہمارے لوگوں کو یہ گمان تھا کہ غازی لوگ ہم پر آتے ہیں اس
خوف سے نیند وقتیں ماریں یہ ہم لوگوں سے بڑی خطا ہوئی اور
اس طرف حضرت علیہ الرحمۃ لوگوں کو لئے کھڑے رہے جب تک
تمام غازی کریلے کے آگے نکل گئے پھر حضرت وہاں سے گڑہی میں
تشریف لائے پھر اگلے روز خبر آئی کہ سید احمد علی صاحب قریب
آدہی رات کے سری کوٹ میں اپنے لوگوں سے پہنچے اور یکبارگی
گڑہی کا محاصرہ کر لیا اور گڑہی والے غافل سوتے تھے جب ادہر
کا شور و غل سُن کر جگے تب دو چار بندوقیں چلائیں پھر جب جانا
کہ ہم مفت میں مارے جاوینگے اور یہ غازی گڑہی کو نہ چھوڑینگے
تب انھوں نے امن مانگی کہ ہم اپنے ہتیار لے کر نکل جاویں سید احمد علی
صاحب نے ان کو اجازت دی وہ اسی وقت اپنے ہتیار لے کر نکل

Marfat.com

گئے سید احمد علی صاحب نے گڑہی میں اپنا بندوبست کر لیا انتہیٰ
اور اس کے اگلے روز چار گھڑی دن چڑہے سید حسن شاہ اور
منشی محمد غوث محمد جو پیشتر پائندہ خاں کی طرف سے وکیل ہو کر
آئے تھے گڑہی کے دروازے پر آئے اور دروازے کے پہرے
والے سے کہا کہ سید بادشاہ سے جا کر عرض کرو کہ فلانے فلانے
شخص کچھ خوشخبری لے کر آئے ہیں اجازت ہو تو آپ کے پاس
آویں اور یہ دونوں صاحب بہت دنوں آگے سے حضرت علیہ الرحمۃ
کے معتقد اور موافق تھے اور بیعت شدہ سید حسن شاہ سے بیعت
بھی کر چکے تھے مگر اس امر سے بعض لوگ واقف تھے اور کوئی
نہیں خبر تھا پھر حضرت کو اطلاع ہوئی آپ نے اپنے پاس بلا لیا
انھوں نے جاتے ہی کہا کہ حضرت آپ کو مبارک ہو موضع بلوٹی
سے پائندہ خاں بھاگ گیا اور کل شام سے گڑہی چھتر بائی کی بھی
خالی پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا حال تو بیان کرو انھوں نے
عرض کی کہ کل صبح کو سری کوٹ کے سپاہی بھاگ آئے اور گڑہی
چھٹ جانے کا بیان کیا اور کہا کہ عجب نہیں جواب آکر آپ کے
شیر گڑہ کو وہ لے لیویں آپ جلد اس کا تدارک جو کچھ ہو سکے
کریں اور وہی شیر گڑہ اس کے بھاگنے کا ایک رستہ تھا یہ خبر وحشت

Marfat.com

اثر ان سے سن کر ہم دونوں سے کہا کہ میں تو شیر گڑہ کو چلتا
ہوں اور تم جا کر چہتر بائی کا بندوبست کرو یہ کہہ کر خان تو
شیر گڑہ کو گیا اور ہم دونوں چہتر بائی میں آئے اور ہم تو یہی بات
چاہتے تھے مگر کیا کریں موقع نہیں پاتے تھے پھر ہم نے چہتر بائی
والوں سے کہا کہ جلد اسباب اور ہتیار لے کر گڑہی سے نکل جاؤ اور
خان تو بلوئی سے شیر گڑہ کو چلا گیا یہ خبر سن کر وہ تمام آدمی اپنا
اپنا اسباب لے کر نکل گئے جب گڑہی خالی ہو گئی تب ہم آپ کے
پاس آئے کہ یہ خوشخبری آپ کو سناویں سو اب آپ جلد اپنے لوگ
چہتر بائی کو روانہ فرماویں کہ جا کر گڑہی پر اپنا قبضہ کریں یہ تمام
گفتگو سن کر آپ کو یقین ہوا اور مولوی خیر الدین صاحب کو بلا کر سو
آدمی مسلح ان کے ساتھ کئے اور فرمایا کہ چہتر بائی خالی ہے جلد جا کر
اس پر اپنا قبضہ کرو مولوی صاحب ممدوح نے اسی وقت جا کر
چہتر بائی کی گڑہی میں اپنا بندوبست کیا اس وقت اپنے لوگ کہنے
لگے کہ سید صاحب نے یہاں سے ہمارا حلہ بھر گیا تھا فرمایا تھا کہ انشا
اللہ تعالیٰ چہتر بائی لے لڑے بھرے خالی ہو جاویگی سو اللہ تعالیٰ نے
ویسا ہی کیا یہ کرامت حضرت علیہ الرحمۃ کی تھی کہ پہلے سے فرما دیا تھا اور

Marfat.com

پائندہ خاں ہیبت الٰہی سے شیر گڑھ میں یہی جا کر ٹھہر نہ سکا وہاں
سے چار کوس اگرور تھا وہاں بھاگ گیا اور تب سے سید حسن شاہ
اور منشی غوث محمد بھی پائندہ خاں کے پاس کبھی نہ گئے حضرت علیہ الرحمۃ
کے لشکر میں رہے اور اول تو سید حسن شاہ رافضی مذہب تھے مگر
جب سے حضرت علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر توبہ کی تب سے
پکے سُنّی مسلمان ہو گئے مگر انھوں نے پوشیدہ بیعت کی تھی اُس دن
آشکارا سب کے سامنے انھوں نے بیعت کی اور کھلے سُنّی ہو گئے اور
سید حسن شاہ جو حضرت علیہ الرحمۃ کے معتقد ہوئے سبب اس کا یہ تھا
کہ جب حضرت پائندہ خاں کی ملاقات کو گئے تھے اور ملاقات کی آپ
نے اس کو ترک ایک اپنی پگڑی دی اور فرمایا اس کو باندھ لو اس
نے اپنی شامت اعمال سے نہ باندھی سید حسن شاہ کو حوالے کی انھوں
نے اپنی بغل میں داب لی پھر وہ پگڑی انھیں کے پاس رہی اسی کی برکت
کا سبب ہوا کہ انھوں نے رفض بھی چھوڑ دیا اور بیعت بھی کی اور یہ
حال وہ خود اپنی زبان سے بیان کرتے تھے یہ کرامت حضرت
علیہ الرحمۃ کی تھی **اور ایک حال ام کا یہ ہے** کہ جب سید
احمد علی صاحب ام سے سری کوٹ کو گئے ادھر ایک حکیم عزیز الدین نام دہلی
کے رہنے والے بہ بخیت سنگھ والی لاہور کی طرف سے وکیل ہو کر آئے

Marfat.com

اور وزیر سنگہ نو مسلم جو پوشیدہ حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر
بیعت کر گیا تھا وہ بھی حکیم کے ہمراہ تھا اور وہ رنجیت سنگہ کا
سالا تھا اور حافظ ملہو خاں رامپوری اور چند آدمی اور بھی تھے
اور جو راجہ رنجیت سنگہ کا نوشتہ حکیم لائے تھے وہ حضرت علیہ الرحمۃ
کو دیا وہ پڑھا گیا خلاصہ مضمون اس کے کا یہ تھا کہ خلیفہ صاحب آپ
سید اور حاجی و غازی اللہ والے ہیں اور آپ کی دعا کے اُمیدوار
ہیں اگر آپ ہندوستان سے اس ملک میں بارادۂ ملک گیری کے
تشریف لائے ہیں تو آپ اس پار دریائے اباسین کے نولاکھ روپے
کی جاگیر ہم سے لیویں اور پار اباسین کے جہاں آپ تشریف رکھتے
ہیں اس ملک کی نقلبندی ہم لیتے آئے ہیں سو وہ بھی ملک ہم آپ
ہی کی نذر کریں بے کدّ و کاوش اتنا ملک آپ اپنے تحت تصرف
میں رکھیں اور با فراغت اپنے صاحب کی بندگی میں مشغول رہیں اور
ہم سے لڑنے بھڑنے کا خیال نہ کریں اور جو یہاں لاہور میں ہمارے
پاس آویں تو ہم آپ کو اپنی کل فوج کا افسر بناویں انتہیٰ حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے اس مزخرفات و اہیات کے جواب میں
ان حکیم صاحب جو وکیل ہو کر آئے تھے یوں فرمایا کہ ہم جو اس
مسلمانوں کے ملک میں اتنے لوگوں سے آئے ہیں سو نہ تو کسی کی ریاست

Marfat.com

چھننے کے ارادے سے آئے ہیں اور نہ ملک گیری کے شوق سے ہم
تو محض واسطے جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے یہاں آئے ہیں
اور جو رنجیت سنگھ اتنے ملک دینے کا لالچ دکھاتا ہے اگر وہ اپنا
تمام ملک دے تو بھی ہم کو کچھ غرض نہیں اور جو وہ مسلمان ہو جاوے
اور اسلام لاوے تو ہمارا بھائی ہو اور پھر تائید الٰہی سے جو ملک ہمارے
ہاتھ لگے ہم اس کو دے دیویں اور جو اس کا ملک ہے وہ بھی اس
کے پاس رہے ہمارا مطلب تو یہ ہے جہاد کر کے کفار کو مغلوب کریں
اور اسلام کو غالب اور اسی کار خیر میں اپنی عمر صرف کریں اس کے
سوا اور ہماری کچھ غرض نہیں ہے اور بہت الفاظ اسی مضمون
ہدایت مشتمل کے آپ نے فرمائے وہ حکیم صاحب سن کر لاجواب
ہوئے اور عرض کی کہ جیسا کہ ہم غائبانہ آپ کا حال خیر مآل زبانی
لوگوں کے سنتے تھے اس سے زیادہ آپ کو ہم نے پایا اور آپ کا
سب دعوی سچا ہے سوائے آمنّا اور سلمنا اس کا جواب ہمارے
پاس کچھ نہیں ہے اور حضرت نے حکیم صاحب کو بہت خاطر داری اور
عزت و توقیر سے اپنے یہاں اُتارا اور مہمانی کی صرف مسلمان جان
کر نہ بخیال وکالت رنجیت سنگھ اور وہ رنجیت سنگھ کے یہاں بڑے
معزز و ممتاز اور بجائے وزیر کے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر
ظفر پیکر میں پچاس ساٹھ دُوگروں کا جمعدار تھا اور وہ رنجیت سنگھ

Marfat.com

کے یہاں سے کسی امر میں ناخوش ہوکر چلا آیا تھا آپ نے اُن
سب کو نوکر رکھ لیا تھا سو اس کے نام کا بھی ایک پروانہ راجہ
رنجیت سنگھ کا وہ حکیم صاحب لائے تھے کہ اپنے لوگوں سے ہمارے
یہاں چلا آوے سو جب حکیم صاحب نے وہ پروانہ اس جمعدار
کو دیا اور اپنے ساتھ لیجانا چاہا اُس نے آکر یہ حال حضرت سے عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے چلے جاؤ اور جو کچھ اس جمعدار
اور اس کے یاروں کی تنخواہ چڑھی تھی آپ نے سب اپنے یہاں
سے دلوادی اور جب بعد کئی روز کے حکیم عزیز الدین نے آپ سے
رخصت چاہی تب آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کے نوشتے کے جواب
میں بطور دعوت اسلام کے وہی مضمون ہدایت مشحون جو حکیم سے بیان
کیا تھا لکھوا دیا اور حکیم صاحب کو رخصت کیا پھر وہ سب دوگروں
کو ساتھ لے کر لاہور کو روانہ ہوئے انتہیٰ **اور ایک حال امم کا یہ**
ہے کہ بعد لیتے امم کے حضرت علیہ الرحمۃ نے موضع دکھاڑے سے
اپنی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو ام میں اپنے پاس بلوالیا انتہیٰ **اور**
باقی حال سید احمد علی صاحب کا یہ ہے کہ جب سید احمد علی
نے سری کوٹ کو خالی کر لیا اور پائندہ خاں نے بلوئی سے بھاگ کر اگرور
کو گیا اور ہر طرف سے اس کا زور ٹوٹا اور کسی خان نے اس کا ساتھ نہ دیا تب اس نے

Marfat.com

ہری سنگھ سکھ سے جو جاگیردار راجہ رنجیت سنگھ کا تھا جاکر فریاد
کی کہ ہمارا ملک سید بادشاہ نے چھین لیا ہے اور ہم آوارہ ادہر
اُدہر پھیرتے ہیں کہیں ٹھکانا نہیں ہے جو وہاں ہمیں اگر تم ہماری
اعانت کرو تو ہمارا ملک مل جاوے ہری سنگھ نے کہا کہ خان تم
بیوفا اور فریبی شخص ہو تمہارے عہد و پیمان کا ہم کو اعتماد نہیں
تب اس نے اس کی تسلی کے لئے اپنے بیٹے جہاندار کو اول میں دیا
اور ہری سنگھ کو موافق کیا ادہر تو پائندہ خاں نے یہ تدبیر کی
اور ادہر سید احمد علی صاحب سری کوٹ کا بندوبست کرکے پہلڑا
پر لشکر لے کر روانہ ہوئے اور وہاں جاکر اپنا قبضہ کیا کسی سے
جدال و قتال کی نوبت نہ آئی اُسی روز یا اگلے روز کسی مخبر نے خبر دی
کہ ہری سنگھ سکھ شبخون تم پر لانے والا ہے وہاں سے تھوڑی دور
پہاڑ کا درہ تھا جدہر سے شبخون آنے کا دغدغہ تھا سید احمد علی صاحب
نے اس درے پر اپنے کچھ لوگ ملکی متعین کر دئے کہ جب کچھ خطرہ معلوم
ہو بندوقیں مارنا ادہر ہم لوگ بھی ہوشیار ہو جاوینگے اور سید احمد علی
صاحب بستی کے باہر اسی درے کی طرف میدان میں اپنے لوگوں سے
اُترے تھے اور مدد خاں برادر پائندہ خاں اور سربلند خاں اپنے اپنے
آدمیوں سے بستی کے اندر اُترے تھے اور کچھ غازی بھی وہیں تھے
دو روز تک یہی خبر رہی کہ آج چھاپا آویگا تمام رات لوگ ہوشیار

Marfat.com

اور بیدار رہے مگر نہ کوئی رہا نہ گیا لوگوں کو احتمال ہوا کہ یوں
ہی جھوٹ خبر لوگ اڑاتے ہیں اس میں غافل ہوئے پچھلے پہر صبح کو
اذان ہوئی لوگ اٹھ کر کوئی جا ضرور پیشاب کو گئے کوئی وضو
کر کے سنتیں پڑھنے لگے کوئی وضو کرتے تھے کہ اُدھر درے پر
بندوقیں چلیں اور وہ درے والے سکھوں کے مقابلے کی تاب
نہ لا سکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ ایک دم میں قریب آ پہنچے
لوگوں نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ چھاپا آ پہنچا آپ چل کر
پہاڑ پکڑیں وہاں سے لڑیں اگر نکلتے تو بخوبی نکل جاتے مگر
انھوں نے کہا کہ اب ان کافروں سے ہٹ کر کہاں جاویں جو کچھ
ہو گا یہیں دیکھ لینگے اور اسی عرصے میں سکھوں نے آ کر گھیر لیا جو
لوگ جا ضرور پیشاب کو گئے تھے وہ باہر کے باہر رہے اپنے لوگوں
تک نہ آنے پائے اور یہ حال خیال کر کے جو لوگ بستی میں اُترے
بھی وہ تمام بستی سے نکل کر پہاڑ پر چڑھ گئے کسی نے تندہی نہ
کی فقط سید احمد علی صاحب اور جو غازی اس وقت ان کے پاس
حاضر تھے انھیں سے ان سکھوں کا مقابلہ کیا پہلے تو کچھ دیر جانبین
سے بندوق کی لڑائی رہی اس میں بھی جانبین کے کچھ لوگ کام آئے
بعد اس کے تلوار کی نوبت آئی مگر غازیوں نے بہت سکھ مردار کئے

Marfat.com

اور چند غازی اپنے بھی شہید ہوئے جب سید احمد علی صاحب
شہید ہوئے تب جو غازی صحیح وسالم تھے وہ فرصت پاکر پہاڑ
کی طرف چلے گئے پھر ان سکھوں نے جاکر بستی کے گھروں میں آگ
لگادی مگر وہاں کوئی نہ تھا سب لوگ اول ہی نکل کر پہاڑ
پر چڑھ گئے تھے پھر اسی روز گھڑی ڈیڑھ دن رہے ایک ملکی معتبر
یہ خبر لے کر ام میں جا پہنچا پہلے اس سے میاں عبدالقیوم ملے انھوں
نے پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے ان کے کان میں کہا کہ وہاں پہلڑے
ہری سنگھ نے بیخون مارا سید احمد علی صاحب اور فلانے فلانے صاحب
شہید ہوئے یہ خبر وحشت اثر سن کر میاں عبدالقیوم اسی جگہ بیٹھ گئے
وہاں سے کچھ دور قریب برج گڑھی کے ابا سین کی جانب حضرت
علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے دیکھا کہ اس آدمی نے کیا بات کہی جو عبدالقیوم
بیٹھ گئے کسی سے فرمایا کہ اس آدمی کو ہمارے پاس لاؤ وہ بلا لایا
آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں آئے ہو اس نے عرض کی کہ پہلڑوں سے
آیا ہوں اور آج بعد نماز فجر کے ہری سنگھ سکھ چھاپا لایا اور سید
احمد علی صاحب نے چند آدمیوں سے اس کا مقابلہ کیا اس میں سید
احمد علی صاحب اور مولوی محمد حسن اور ابراہیم خاں خیرآبادی کے
بھائی محمد خاں نشان بردار اوران کی جوڑی والا سید عبدالرزاق

Marfat.com

تگرانوی اور احمد علی عظیم آبادی اور مولوی کریم بخش سہارنپوری
اور فیض الدین نبگالوی اور رحیم بخش جراح اور علی خاں اور اتنی
طور کے کئی نام اس نے لئے مگر مجکو فراموش ہوگئے اور تمام کیفیت
چھاپے کی جو آگے مذکور ہو چکی ہے بیان کی حضرت علیہ الرحمۃ نے سن
کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ الحمد للہ جس مراد کو آئے
تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مراد کو پہنچایا اور بہت دیر تک آپ
سکوت میں رہے اس میں اذان مغرب ہوئی آپ نے وہاں سے
آکر نماز پڑھائی پھر گڑہی میں تشریف لے گئے جہاں بی بی صاحبہ
تھیں پھر کچھ دیر میں عشا کی اذان ہوئی آپ نے آکر نماز پڑھائی
اور بعد فراغ نماز کے آپ گڑہی میں گئے اور وہیں چند آدمیوں
کو بلایا جیسے سید موسی اور ابراہیم خاں نور بخش جراح وغیرہم
کو اور وہ سب شام ہی کو سن چکے تھے کہ وہاں چھاپے میں
فلانے فلانے شہید ہوئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے بیان کیا
کہ فلانے فلانے صاحب آج پہلڑون میں شہید ہوئے اور وعظ
ونصیحت اور فضائل شہدا بیان کرکے ان کی تسلی کی اور ان
کو صبر فرمایا اور وقت کھانے کا تھا وہیں آپ نے کھانا منگوایا
اور اپنے ساتھ ان سب صاحبوں کو کھلایا اور بعد اس کے فرمایا

Marfat.com

کسی آدمی کی رو داری اور خوشامد کا خیال نہ کریں خلاصہ اس
کا یہ ہے کہ جب اس وقت میں نے کہا کہ کوئی جا کر پانی لے آوے اپنی
سادہ مزاجی اور غفلت طبیعت سے کوئی نہ گیا اور جب میں مشک
لے کر چلا تو ہر ایک میری خاطر داری سے ساتھ چلا سو ایسی بات نہ
چاہئے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سب بھائی یہاں اللہ تعالیٰ کے واسطے
آئے ہیں بمقتضائے بشری کے ایسا کام ہو جاتا ہے مگر اس کو خیال رکھنا
چاہئے یہ گفتگو حضرت سے سن کر سب لوگ حضرت سے سن کر اپنی حرکت
اور غفلت سے نادم ہوئے کہ آپ بجا فرماتے ہیں پھر میاں عبداللہ نے
کھانا پکا کر ان سب کو کھلایا اور آکر حضرت سے عرض کی کہ سب
مہمان کھانا کھا چکے اور حضرت کو مہمانوں کی خاطر داری کمال تسطور تھی
اس میں کوئی ہو آشنا ہو یا غیر آشنا تمام گفتگو آپ نے اسی واسطے
کی تھی **اور ایک حال ام کا یہ ہے** کہ ام کی گڑھی کے دروازے
پر ایک مکان بطور برج کے تھا اس میں دس بارہ آدمی رہا کرتے تھے
بسبب کثرت بارش کے وہ مکان ٹپکنے لگا سب آدمی وہاں سے نیچے چلے
مگر چھ شخص وہیں رہے ان میں ملک داد خاں نام ایک شخص خرجے کے
بیمار تھے اور دو شخص ایک میاں حفیظ اللہ دینی اور ایک پیر خاں
شاہجہاں پوری یہ تندرست تھے تمام رات تینوں صاحب وہاں رہے صبح کو

Marfat.com

میاں حفیظ اللہ نے پیر خاں سے کہا کہ اس مکان سے مٹی گرتی ہے
یہاں سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ گر پڑے انھوں نے کہا کہ مکان مضبوط ہے
گرنے والا نہیں معلوم ہوتا ہے اس بات کا اندیشہ نہ کرو اور مٹی تو گرا ہی
کرتی ہے اسی طور دونوں میں گفتگو رہی اس میں دوپہر دن آیا اور وہ مکان
بہت ٹپکنے لگا فقط اس میں ایک چارپائی کی جگہ سلامت رہی اس وقت
پیر خاں نے میاں حفیظ اللہ سے کہا کہ تم اپنے ہتیار اور اسباب لے کر نیچے
جاؤ کچھ کام یہاں ہوگا تو تم کو بلا لونگا پھر وہ اپنے ہتیار اور اسباب
لے کر نیچے چلے آئے اور پیر خاں اور ملک داد خاں وہیں رہے اس میں ایک
گھڑی بعد وہ مکان یکبارگی شق ہو کر گر پڑا پیر خاں تو بچ گئے اور نکل
بھاگے اور ملک داد خاں دب گئے حضرت کو خبر ہوئی فرمایا کہ جلد بھائیو مٹی
ڈال کر ملک داد خاں کو نکالو اور آپ بھی کمر باندھ کر تیار ہوئے اور اس
وقت نہایت سردی اور جاڑا تھا پھر تمام لوگ پھاوڑے اور کدال
لے کر کھودنے لگے اور ان کو نکالا کچھ رمق جان باقی تھی پھر روئی دھنی
ہوئی سی ان کو لٹایا مگر کوئی ڈیڑھ پہر زندہ رہے پھر مر گئے پھر
اپنے لوگوں نے قبر کھود کر ان کو دفن کیا پھر پیر خاں سے لوگوں نے پوچھا
کہ تم آپ تو سلامت نکل بھاگے اور ملک داد خاں کو کیوں نہ نکال لائے
انھوں نے کہا کہ میں نے کئی بار ان سے کہا کہ یہاں سے چلو انھوں نے

Marfat.com

کہا مجکو تکلیف ہوگی میں تو یہیں رہونگا کسی طور اُنھوں نے نہ مانا اور
میں جو وہاں سے نکلا سو اس کا سبب ہوا کہ میں بیٹھا تھا کہ یکایک
میرے کان میں آواز آئی کہ مکان گرتا ہے جلد نکل جا میں کچھ خیر نہ ہوا
پھر تیسری آواز آئی اور میں نے بھی مکان کو دیکھا کہ ہلتا ہے پھر میں
وہاں سے جیسے باہر نکلا ویسے ہی مکان بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے خیر
کی کہ وہ مکان اوپر چھت ہی کے بیٹھ کر رہ گیا اور جو نیچے کا مکان
اس کے ساتھ گرتا تو چالیس پچاس آدمی دب جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے
خیر کی **اور حال امم کا یہ ہے** کہ گڑھی کے جس مکان کے اندر
حضرت علیہ الرحمۃ رہتے تھے اس کے صحن میں ایک درخت عظیم شیشم کا
تھا اور دالان میں غازیوں کے بستر تھے اور شیخ منور علی قدوائی
نواب گنجی ضلع لکھنو کے ان کا بھی بستر وہیں تھا ایک دن کسی غازی نے
ان کا بستر ہٹا دیا اور وہاں آپ سو رہا اور حضرت کے وہاں کا یہ دستور تھا
کہ جو جہاں جگہ پاتا وہیں سو رہتا کسی کی جگہ مقرر نہ تھی شیخ منور علی نے
کہا کہ بھائی یہاں تو میں سویا کرتا ہوں تم میری جگہ کیوں سوتے ہو
انھوں نے کہا کہ یہاں جگہ تو کسی کی مقرر نہیں ہے اگر تم ہوتے تو تم
ہی سوتے جگہ خالی تھی اس سبب سے میں لیٹ گیا اب تم جہاں جگہ خالی
پاؤ تم بھی وہاں سو رہو انھوں نے خفا ہو کر اسی وقت ایک چارپائی
رسی سے باندھ کر شیشم کے درخت پر چڑھ گئے اور اس کو کھینچ کر

Marfat.com

ایک جگہ تین شاخیں تھیں ان پر چارپائی رکھی اور اسی پر آپ لیٹے
لیٹے صاحبوں نے پوچھا کہ شیخ جی یہ کیا تم نے کیا انھوں نے مارے غصے
کے کچھ جواب نہ دیا اور وقت رات کا تھا جب باہر سے حضرت تشریف
لائے تو لوگوں نے آپ سے اطلاع کی آپ نے پوچھا کہ شیخ منور علی تم
نے چارپائی درخت پر کیوں بچھائی انھوں نے عرض کی کہ حضرت میں کیا
کروں میرے واسطے اب زمین میں جگہ نہیں رہی اس لئے میں نے آج پہلی
منزل طرف آسمان کے کی ہے کل جو کچھ ہوگا دیکھ لونگا یہ لطیفہ سن کر
سب لوگ ہنسنے لگے حضرت نے فرمایا کہ شیخ بھائی اُتر آؤ تمہارے
لئے زمین ہی میں جگہ ہو جاویگی پھر وہ اُتر آئے آپ نے ان کو جگہ بتادی
وہ وہاں لیٹے اور ایک جال اثم کا یہ ہے ملک سیے میں جو
موضع ٹوئیی ہے پہلیلہ نام ایک شخص اُس میں رہتا تھا تمام ٹوئیی والے
اس سے تنگ اور آزردہ تھے آخر الامر سب نے متفق ہو کر اس کو
ٹوئیی سے نکال دیا وہ وہاں سے دریائے اباسین اُتر کر سکھوں میں
جا رہا اور سکھوں سے موافقت پیدا کی انھوں نے کنارے اباسین
کے اُس کے لئے ایک برج بنا دیا اور کچھ زمین واسطے زراعت کے دی
پھر وہ اسی برج میں رہنے لگا اور پچاس ساٹھ آدمی تو اس کے ہمراہ

Marfat.com

ہر وقت موجود رہتے تھے اور جب کہیں دہاڑا لیجاتا تھا تب کوئی
سو سوا سو آدمی ہو جاتے تھے اور وہ اکثر ٹوئی کے ضلع میں دہاڑا
مارا کرتا تھا اور وہاں بیٹھ کر کھاتا تھا اور ایاسین کے جزیرے میں
ایک بستی تہائی نام تھی اس میں اکثر منسوانی قوم رہتی تھی اور کچھ
لوگ اس میں ملک سمجھ اور ملک ہزارے وغیرہ کے رہتے تھے اور وہ بستی
بہت آباد تھی اور جزیرہ تہائی کا بیلہ کر کے مشہور ہے اور ٹوئی
والوں کے قبضے میں تھا پہلیلہ نے اُس کے لوٹنے کا ارادہ کیا مکھن سنگھ سکھ
جو حاکم سکندر پور کا تھا اس سے مشورہ کر کے اس نے کچھ سکھ سکندر پور
کے لئے اور کچھ حضرو سے بلوائے اور کوئی سو سوا سو آدمی خود اس کے
تھے ایک روز ان سب کو لے کر واسطے لوٹنے موضع تہائی کے گیا اور
ان روزوں وہاں ایاسین پایاب تھی پھر اس نے ایاسین اتر کر تہائی
کو خوب لوٹا اور اسی آدمی اُس بستی کے مارے گئے اور اُس بستی پر
اُس نے قبضہ کر لیا اور ایک بھائی پہلیلہ کا احمد علی نام وہ بھی اسی
دہاڑے میں مارا گیا اور کوئی پندرہ سولہ سکھ مُردار ہوئے پھر باقی
سکھوں کو وہاں سے رخصت کر دیا اور آدمیوں کو لے کر آپ وہاں
رہنے لگا اور ایک چھوٹی سی گڑھی وہاں بنالی پھر اُدھر سکھوں کی
بستیوں میں بھی دہاڑا مارنے لگا اور ادھر ٹوپی اور بینئی اور منارہ

Marfat.com

اور کھیل وغیرہ میں بھی دھاڑا لانے لگا جب حضرت علیہ الرحمۃ کا
قبضہ ام پھر ہوایت لوٹ پٹ اور مینٹ وغیرہ بستیوں کے لوگ آکر
حضرت کے پاس نالشی ہوئے اور تمام پہلیلہ کے لوٹنے مارنے کا حال
آپ کے روبرو عرض کیا کہ آپ ہمارے امام اور بادشاہ ہیں آپ
اس کا تدارک کرکے اس بلا کو دفع کریں حضرت نے یہ تمام گفتگو
ان کی سن کر ان کی تسلی اور دلجمعی کی اور فرمایا کہ اب تو تم اپنے
مکان کو جاؤ ہم اس کی بخوبی تدبیر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بلا
دفع ہو جاویگی پھر وہ سب نالشی لوگ اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور
ادہر حضرت نے ایک اپنا خط ایک ملا کے ہاتھ پہلیلہ کے پاس
موضع تہائی میں بھیجا اور حاصل مضمون اس خط کا یہ تھا کہ تم مسلمان
ہو اور دعوے اسلام کا کرتے ہو تم کو لائق نہیں ہے کہ اپنے بھائی
مسلمانوں کو لوٹ مارو اور ایذا دو اب تم یہاں ہمارے پاس چلے
آؤ تم کو تمہاری بستی میں بسا دینگے اور جو تمہاری زمین جاگیر
ہو گی وہ تم کو دلا دینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک گاؤں اور
تم کو ہم دینگے اور اسی طور تسلی اور دلجمعی لکھی انتہی جب یہ خط اس
کے پاس گیا اور اس نے اس کو پڑھوا کر اس کا مضمون معلوم کیا

Marfat.com

اور اپنے لوگوں کو جمع کر کے اس کا حاصل بیان کیا اور کہا کہ تم
اب اس میں محکم کیا صلاح دیتے ہو سب نے کہا چلنا ہی مناسب
ہے کیونکہ وہ سید ہیں اور ہم سب کے امام اور بادشاہ ہیں ہم سب
کو تو پکڑنے سے رہے اور اگر دو چار کو ہم میں سے گرفتار کر لینگے تو ہم
جیسا ہوگا ویسا دیکھ لینگے پھر پہلیلہ نے چلنے کی تیاری کی اور اس کے
ایک روز پیشتر سکھوں کی عملداری سے دھاڑا مار کر مال و اسباب لایا
تھا اسی میں سے مال و اسباب کچھ لے کر کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں سے حضرت
کے پاس چلا اور شیخ محمد حباب یہاں قافلہ شریف میں ہے یہ ان کے
ہمراہ تھا پھر پہلیلہ ام میں آکر حضرت سے ملا حضرت علیہ الرحمۃ بہت
خوش ہوئے پھر اس نے تین گھوڑے اور چار سند وقیں اور نو تلواریں
آپ کی نذر کیں پھر حضرت نے اس کے آدمیوں کو ایک ایک پگڑی اور
ایک ایک لنگی عنایت کی اور پہلیلہ کو ایک سبز دوشالہ اور بہت سے
کپڑے اور کچھ نقد روپے دیئے پھر پہلیلہ نے اور اس کے سب آدمیوں نے
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور فسق و فجور اور برے کاموں
سے توبہ کی اور تین روز حضرت نے اس کو اپنے پاس رکھا اور خوب اس کو
وعظ و نصیحت سے سمجھایا اور اس کی تسلی کی پھر اس کو رخصت کیا پھر
وہ سب آدمیوں سے موضع تہائی کو گیا اور شیخ محمد مذکور الصدر حضرت

Marfat.com

کے لشکر میں رہے پھلیلہ کے ساتھ نہ گئے پھر اس کے کئی دن کے بعد حضرت نے موضع ٹوئی کے رئیسوں کو بلایا اور پہلیلہ کو بھی بلایا اور سب کو ملا دیا اور جو موضع ٹوئی میں پہلیلہ کا حق تھا وہ سب ان رئیسوں سے دلا دیا اور ایک گاؤں کہیل سے کوس بھر جانب مغرب کنارے ایاسین کے ایک ٹیکرے پر ویران پڑا تھا اور وہاں اکثر مسافر لوگ لٹ جاتے تھے اور وہ گاؤں ٹوپی والوں اور گندف والوں اور گیاری باڑے والوں نے ان کو سمجھا کر پہلیلہ کو دلوا دیا اور پہلیلہ سے فرمایا کہ اب تم اس میں رہا کرو پھر حضرت نے ٹوپی والوں کو رخصت کر دیا اور پہلیلہ حضرت کے پاس رہا اس کے دوسرے یا تیسرے روز کسی مخبر نے آکر پہلیلہ سے کہا کہ سکھوں کی رسد سکدر پور سے درینڈ کو جاتی ہے یہ حال سن کر پہلیلہ نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ مجھکو خبر لگی ہے کہ سکدر پور سے سکھوں کی رسد چلی ہے سو کل سویرے درینڈ میں داخل ہوگی اگر مجھکو اجازت ہو تو میں آپ کو اس کا تماشا دکھاؤں آپ نے فرمایا کہ بہت خوب تم کو اجازت ہے پھر پہلیلہ نے کوئی سو سوا سو آدمی بلا کر جمع کئے اور حضرت سے عرض کی کہ میں نے اپنا بندوبست کر لیا ہے اگر ہم لوگوں پر کچھ سکھوں کا دباؤ ہو تو آپ ادھر سے توپ مارنا حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب پھر آپ نے دعا کر کے پہلیلہ کو رخصت کیا پھر اس نے اپنے آدمی عشرے کے

Marfat.com

کوٹلے پر بٹھائے اور اُس نے کہا کہ ہم لوگ جاکر نالے میں چھپیں گے جب سکھوں کی رسد ہمارے مقابل آوے تب تم بندوق چلا دینا پھر وہ رات ہی کو شتاچوں پر سوار کر کے اپنے سب لوگوں کو اپاسین کے پار اتار لے گیا اور دامن کوہ میں جو نالہ تھا اس میں جا چھپے پھر اس کے اگلے روز کوئی تین گھڑی دن چڑھے رسد لئے ہوئے سکھ آئے کوئی پالسو سوار و پیادے رسد کے ہمراہ تھے اسی قدر بیٹھے تھے اور رسد بیلوں اور خچروں اور گدھوں پر تھی اور وہ کیا اسباب تھا گیہوں تھے اور گھی کے کپے تھے اور آٹا تھا اور شکر تھی ایک سال کا سامان تھا پھر وہ لوگ جب آتے آتے اس نالے کے مقابل آئے تب کوٹلے والوں نے دو تین بندوقیں چلائیں اور ادھر پہلیلہ کے لوگوں نے نالے سے نکل کر ایک بار تین بندوقوں کی ماری اور تلواریں کھینچ کر ان پر دوڑے یہ لوگ جاکر رسد پر گرے سر دست جس سے جو اسباب لیا گیا تو وہ لیا اور باقی اسباب چھوڑ کر جلد آکر اپاسین کا کنارا پکڑا اور ادھر سے سکھوں نے ان کا پیچھا کیا اور تین بندوقیں مارنے لگے جب ان پر سکھوں کا زیادہ دباؤ ہوا اور حضرت علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس کھڑے یہ تمام واقعہ دیکھ رہے تھے فرمایا کہ ہاں اب گولہ مارو تب ادھر سے شیخ وزیر گولہ انداز نے کوئی چار گولے سکھوں کے ایک غول کی طرف مارے اور پانچ یا چھ گولے دوسرے غول کی جانب مارے وہ تمام پراگندہ ہو گئے اس فرصت میں یہ لوگ اپنے اپنے شتاچے سوبہنوک کر دریا میں سوار ہو گئے

Marfat.com

اسباب غنیمت اور اپنے ہتیار لے کر اور پیرنے لگے اور ادہر سے سکھ گولیاں
گولیاں مارکئے یہاں تک کہ سلامت پار اتر آئے پھر پہلیلہ نے اس مال غنیمت
میں سے دو کپے گھی کے اور ایک گون شکر اور ایک گٹھری کپڑے لاکر حضرت
علیہ الرحمۃ کی نذر کئے اور باقی اسباب جنھوں نے لوٹا تھا وہ اپنے اپنے گھر
لے گئے اور اس چھاپے میں پہلیلہ کی طرف کے تین آدمی شہید ہوئے اور دو زخمی
اور ادہر سکھوں کے چودہ آدمی مُردار ہوئے اور زخمیوں کا حال معلوم نہیں
انتہی **اور ایک حال ام کا یہ ہے** کہ دریائے اباسین کے کنارے امین
کوہ میں ایک بڑا عظیم درخت آم کا تھا وہاں کے لوگوں سے ایک بار حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ یہ درخت پھلتا بھی ہے انھوں نے کہا کہ
ہماری یاد میں تو کبھی نہیں پھلا پھول تو آتا ہے مگر گر جاتا ہے آپ نے
پوچھا کہ اس کا کیا سبب جو پور آتا ہے اور پھل نہیں لگتے انھوں نے عرض
کی کہ ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ وہ نقل کرتے تھے کہ اگلے زمانے میں
جب یہاں کا حاکم دیانت دار اور منصف اور رعیت پرور تھا اس کی خوش
نیتی اور برکت کے سبب سے یہ درخت پھلا کرتا تھا اس کے بعد جیسے یہاں
کے حاکم لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے لگے تب سے ان کی شامت ظلم سے یہ درخت
نہیں پھلتا ہے اس کے سوا اور کوئی سبب ہم کو نہیں معلوم حضرت علیہ الرحمۃ
نے یہ تقریر ان کی سُن کر فرمایا اگر اس کے نہ پھلنے کا سبب یہی ہے جو تم کہتے
ہو تو ہم اپنے پروردگار سے دعا کرینگے کہ جو ہمارے غازی بھائی اپنے اپنے

Marfat.com

گھر بار خویش وتبار چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو آئے ہیں
کیا عجب ہے یہ درخت ان سب بھائیوں کی نیک نیتی اور برکت سے پھلے
اور جناب الٰہی سے مجکو اُمید قوی ہے کہ یہ درخت پھلے گا اور ان روزوں
آموں کے بورنے کی فصل شروع تھی پھر ایک روز بعد نماز عصر کے حضرت
علیہ الرحمۃ بطور سیر کے اس درخت کے وہاں گئے اور آپ کے ہمراہ اور بہی
بہت لوگ اپنے لشکر کے اور اس بستی کے تھے پھر حضرت نے اس درخت کو
ہر طرف سے خوب دیکھا پھر آپ سر برہنہ ہو کر ساتھ کمال عجز وانکساری
اور الحاح وزاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے اور تمام حاضرین لوگ
بھی سر برہنہ ہو کر آمین کہنے لگے مگر خواص خاں خٹک اکوڑے والا اس نے
اپنی ٹوپی نہیں اُتاری اور اُس وقت یہ حال تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے
ایسے ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت اور ربوبیت کے اور اپنی عاجزی
اور محتاجی اور مسکینی کے زبان الہام بیان سے نکلتے تھے کہ اس سے آپ کے
بھی اور سب لوگوں کے آنسو جاری تھے اور ایک حالت اور ہی ہر کسی کی
ہو گئی تھی کہ وہ بیان تقریر اور تحریر میں نہیں آسکتا ہے پھر بعد فراغ دعا
کے آپ نے میاں جی سید محی الدین پہلی سے فرمایا کہ تم کل سے اپنے شاگردوں
کو اسی درخت کے نیچے پڑھایا کرو اس لئے چڑیاں اس کا بور نہ گرادیں پھر
آپ وہاں سے مکان پر تشریف لائے اس وقت ارباب بہرام خاں نے
خواص خاں سے کہا کہ وہاں وقت دعا کے ہمارے حضرت امیر المومنین اور

Marfat.com

سب بھائی مسلمانوں نے اپنے اپنے سر پر سہرے کئے اور تم نے اپنی ٹوپی
نہ اتاری ہم کو تمہاری یہ حرکت بہت ناپسند معلوم ہوئی خواص خاں یہ
بات سُن کر بہت نادم ہوا اور کہا کہ ہاں یہ تو مجھ سے خطا ہوئی پھر
ارباب بہرام خاں نے یہی حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ نے فرمایا
کہ خواص خاں سے کہو کہ وہ پھر ہمارے ہاتھ پر تازہ بیعت کرلیں اللہ تعالیٰ
یہ خطا ان کی معاف کرے پھر ارباب بہرام خاں نے یہ حال خواص خاں
سے کہا انھوں نے حضرت سے اپنی خطا کا عذر کیا اور تجدید بیعت کی کی
پھر اس کے اگلے روز سے میاں جی سید محی الدین اُسی آم کے تلے اپنے
شاگردوں کو پڑھانے لگے یہاں تک کہ اس میں کیریاں ہوئیں اور لوگ چٹنی
کھانے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کھائی اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ
انھیں روزوں حضرت علیہ الرحمۃ نے عشرہ اور چیتر بائی اور ام میں
کوئی دو سو یا سوا دو سو غازیوں کو چھوڑ کر باقی سب کو ہمراہ لے کر
کوچ کیا اور پنجتار کو تشریف لے گئے اور یہاں ام میں شیخ ولی محمد
صاحب نے اس آم کے درخت کے تلے غازیوں کا ایک پہرا بٹھا دیا اور
بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ بھی وہیں ام میں تشریف رکھتی تھیں پھر وہ آم
قریب پکنے کے آئے اور پکنے لگے سو وہ اکثر ٹپکے بی بی صاحبہ کے پاس
جاتے تھے پھر شیخ صاحب ممدوح نے سب آم توڑوا کر پال رکھوائے
جب پال تیار ہوا تب کئی ٹوکرے آم حضرت کو پنجتار میں پہنچے اور کئی ،

Marfat.com

ٹوکرے اپنے پاس رکھ لئے ان میں سے بی بی صاحبہ کو خوب سے
کھلائے اور ایک ایک دو دو آم غازیوں کو دئے پھر جب آم حضرت
علیہ الرحمۃ سے چھوٹ گیا اور پائندہ خاں وہاں کا حاکم ہوا پھر ہم نے
کسی سے نہ سنا کہ وہ درخت پھر پھلا ہو انہی **اور ایک حال آم**
کا یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں ہاتھی
تھا حضرت کا یہ ارادہ تھا کہ اس کو سردار فتح خاں پنجتاری کو دیویں ا
انھیں روزوں شیخ ظہور اللہ بڑہانوی نے ایک شب خواب دیکھا کہ گویا
وہ ہاتھی آدمی کی صورت بن کر زار زار روتا ہے انھوں نے پوچھا کہ تو ا
کیوں روتا ہے اس نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کا ارادہ اپنے پاس سے میرے جدا کرنے کا ہے کہ کسی کو دے ڈالیں سو مجکو حضرت
کے یہاں کا فاقہ قبول ہے اور کہیں کے پیٹ بھر رات کھانے سے خدا جانے
میں کس منافق بیدین کے تالو میں پڑونگا پھر وہ جگ پڑے اور صبح کو
حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا آپ نے فرمایا خواب تمہارا سچا ہے بیشک
ہمارا ارادہ تھا کہ ہم اس ہاتھی کو فتح خاں پنجتاری کو دیں سوا ان شاء
اللہ تعالیٰ نہ دیونگے پھر آپ نے نہ دیا اور اپنے ہی لشکر میں رکھا تکملہ اس
کا یہ ہے کہ وہ قدرت الٰہی سے ایسا وفادار اور حق شناس نکلا کہ جب
بعد قتل سے کے حضرت علیہ الرحمۃ مع تمام لشکر پنجتار سے ہجرت کرکے
طرف ملک ندہیار کے روانہ ہوئے بیون کے پہاڑ کے رستے ہو کر جب

Marfat.com

قریب اس پہاڑ کے رستے ہو کر جب قریب اس پہاڑ کے پہنچے اور
اور اس پہاڑ کی چڑھائی بھی نہایت سخت تھی اور اُتار بھی سخت تھا
کہ گھوڑے خچر اونٹ پر سوار ہو کر اس پہاڑ سے گذرنا بہت دشوار تھا
اور حضرت علیہ الرحمۃ اسی ہاتھی پر سوار تھے پھر وہ ہاتھی اس پہاڑ پر
چڑھنے لگا کہیں تو وہ گھٹنے ٹیک کر چڑھتا تھا اور کہیں پاؤں جما کر،
چڑھتا تھا کہ تمام لوگ دیکھنے والے حیران تھے پھر اسی طور سنبھل سنبھل
کر اس پہاڑ پر چڑھا بھی اُترا بھی پھر جہاں پہاڑ رستے میں پڑتا تھا وہاں
وہ اسی طور چڑھتا تھا اور وہ ہاتھی بالاکوٹ کی لڑائی تک حضرت کی
سواری میں رہا انتہیٰ اور ایک حال اہم کا یہ ہے کہ گڑھی کی
جانب شمال کے کنارے دریائے اباسین کے بہت زمین مزروعہ پڑی تھی
حضرت علیہ الرحمۃ نے غازیوں سے فرمایا کہ اس زمین میں تربوز بوئیں پھر
اکثر صاحبوں نے اپنے اپنے حصے تربوز بوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے لئے ایک کھیت جدا بو یا گیا سب کی باڑیاں ملا کر کم زیادہ کوئی دس بیگہ
زمین کے اندر ہونگی پھر خوب تربوزوں کی بیلیں پھیلیں اور خوب
پھلیں اور خوب لوگوں نے کھائے اور یاروں دوستوں کو کھلائے
اور حضرت علیہ الرحمۃ نے یہی کھائے اور لوگوں سے فرمایا کہ تربوز
تو کھایا کرو اور چھلکوں کی ترکاری پکایا کرو خوب مزے کی ہوتی

Marfat.com

ہے پھر لوگ چھلکوں کی ترکاری بھی پکا کر کھاتے تھے چند روز میں
جب تربوزوں کی فصل آخر ہوئی آپ نے فرمایا کہ تربوزوں کی بیلیں
نہ اجاڑو انشاء اللہ تعالیٰ دوسری فصل میں پھر پھیلیں گی پھر لوگوں نے
اپنے اپنے کھیتوں کی بیلیں اسی طور سے چھوڑ دیں بعد چند روز کے حضرت
علیہ الرحمۃ تو پنجتار کو تشریف لے گئے اور یہاں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور
شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ بلند بخت دینی کو دو سو یا سوا دو سو غازیوں سے
چھوڑ گئے پھر جب دوسری فصل آئی تو وے کھیت تربوزوں کے اس
کثرت سے پھلے کہ ہم لوگوں نے اس قدر تربوز پھلتے کبھی نہیں دیکھے تھے کہ
جو لوگ ام میں باقی رہے تھے سب نے باخوبی کھائے اور لوگوں کو کھلائے
اور کئی خچر اور اونٹ لدوا کر پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کو بھیجے وہاں حضرت
نے لشکر میں تقسیم کئے اور آپ نے بھی کھائے **اور ایک حال ام کا**
یہ ہے کہ جب پائندہ خاں نے لڑائی سے شکست کھائی اور ام کو چھوڑ کر
ابا سین کے پار اتر گیا اور اپنے بیٹے کو اول دے کر سکھوں سے ملا اور ان کو
اپنے موافق کیا تب اس کا یہ ارادہ ہوا کہ موقع پاؤں تو ام کو چھاپا لیجاؤں
اور غازیوں کو وہاں سے نکال کر اپنا قبضہ کروں اور یہ بات مشہور ہوئی
اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے لشکر اپنا ان دنوں قاضی جہان خاں
کے ساتھ طرف پنجتار کے روانہ کر دیا تھا فقط آپ کئی مجاہدین سے ام

Marfat.com

میں رہ گئے تھے اور توپخانہ گڑھی کے باہر میدان میں تھا آپ کو یہی
دغدغہ ہوا کہ مبادا پائندہ خاں سکھوں کو چڑھا لاوے اور توپیں لیجاوے
اس سبب سے آپ نے گڑھی کی جانب شمال نہیل بائی کی سمت کو خندق
کھدوانی تجویز کی اور فرمایا کہ یہ طریقہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے آپ نے روز غزوہ احزاب کے گرد لشکر اپنے کے خندق کھدوائی تھی
سو ہم بھی واسطے دفع اعدا کے خندق بنا دینگے یہ تدبیر آپ کی سب
لوگوں کو نہایت پسند آئی پھر اگلے روز نماز فجر کی پڑھ کر اور سب
غازیوں کو ساتھ لے کر گئے اور پہلے آپ نے اپنے دست مبارک
سے خندق کھودنی شروع کی پھر سب غازی کھودنے لگے پھر ہر روز
آپ وہاں تشریف لیجاتے اور تمام غازی کھودتے اور اکثر اوقات
آپ ہی کھودتے تھے کوئی چار گز کی توچوڑی تھی اور قریب ڈھائی گز
کے گہری پھر بعد چند روز کے حضرت آپ توپخانہ کو تشریف لے گئے
اور یہاں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ
بلند بخت دینی کو دو سو یا سوا دو سو آدمیوں سے چھوڑ گئے آپ کے
بعد انہی لوگ اس خندق کو بہت روزوں تک کھودا کئے پھر جہاں
جہاں خندق نہ کھد سکی وہاں سنگر بنا دیا گیا مگر چھایا پائندہ خاں
کا کبھی نہ آیا **اور ایک حال اہم کا یہ ہے کہ ایک بار**

Marfat.com

ہری سنگھ سکھ راجہ رنجت سنگھ والی لاہور کا جاگیردار سکدرپور
سے کوئی دو ڈھائی ہزار سکھوں کی جمعیت سے واسطے دورہ ملک
تنول کے نکلا تھا اور آکر متصل قادرآباد کے ڈیرہ کیا پھر ایک روز
سورج کے نکلتے ہی ہزار بارہ سو سکھوں سے درینڈ کو پہاڑ پر ہو کر
چلا اور موضع کریلے کے نیچے ہو کر درینڈ کو گیا اور قلعہ درینڈ کو دیکھا
اور وہاں پائندہ خاں سے ملاقات کی پھر خان موصوف اس کو ساتھ
لے کر طرف چھتر بائی کے گیا اور چھتر بائی اور درینڈ کے درمیان اباسین ہے
پھر اس نے پان سات شاہین کے گولے چھتر بائی پر مارے یہ خبر لوگوں نے
اسکر حضرت علیہ الرحمۃ کو کی کہ ادہر سے آپ نے پچاس ساٹھ غازی چھتر بائی
والوں کی کمک کو بھیجے مگر یہ غازی وہاں تک پہنچنے نہ پائے کہ ہری سنگھ
ادہر سے اپنے لوگ لئے ہوئے ادہر کو پھرا جب آتے آتے مقابل کریلے
کے آیا غازیوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ ہری سنگھ وہاں سے
پلٹ کر برابر کریلے کے آیا ہے اگر اجازت ہو تو ہم بھی ادہر سے دو چار
توپیں اس کے لوگوں پر ماریں آپ نے فرمایا کہ اگر موقع ہوں تو یاں جا
گولے تم بھی مارو اور توپیں تو اپنی بھری ہوئی تیار رکھیں مرزا حسین بیگ
بانس بریلوی نے ایک توپ کو سواروں کے غول کی طرف سیدھا کیا
اور نشانہ باندھ کر سر کیا اس میں سے سکھوں کا ایک سوار اڑ گیا اور

Marfat.com

ایک شخص ہری سنگھ کے سر پر سرخ بانات کی چھتری لگائے ہوئے
تھا دوسرا گولہ جو مارا تو وہ چھتری اڑ گئی وہ وہاں سے پراگندہ
ہو کر اپنے ڈیروں پر جا پہنچے اور دو گولے انھوں نے اور مارے
نگر وہ خالی گئے اب یہاں سے باقی حال قاضی جہان صاحب
کا بیان ہوتا ہے کہ جو حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو
امیر کر کے طرف پنجتار کے رخصت فرمایا تھا جبکہ
قاضی جہان صاحب اور مولانا محمد اسمعیل صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے
رخصت ہو کر طرف پنجتار کے مع لشکر روانہ ہوئے کوئی تین سو تو سوار
تھے اور قریب ڈھائی سو کے پیادے ہونگے اور ایک اونٹ پر
نقارہ تھا اور چھ ضرب اونٹوں پر رشتورک تھے اس روز وہاں
سے گیارہ بارہ میں جا کر ڈیرہ کیا کہ ام سے آٹھ نو کوس وہ بستی
ہے اگلے روز وہاں سے گندف میں ہوتے ہوئے موضع پابیی میں گئے
یہ جگہ گیارہ بارہ سے کوئی چھ کوس ہے اور وہاں رہے وہاں کے
لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے تمام لشکر کی ضیافت کی اور
گھوڑوں کی گھاس کا وہاں یہ دستور ہے کہ وے لوگ مہمان سے
کہہ دیتے ہیں کہ ہر کھیت سے جا کر ایک ایک پولا موافق اپنی حاجت کے
کاٹ لاؤ سو وہاں کے خان نے رسالدار عبد الحمید خاں سے کہا کہ
اپنے سواروں کو بھیجو کہ اپنے اپنے گھوڑے کے واسطے ہر ایک کھیت

Marfat.com

سے ایک ایک پولا جو گیہوں کاٹ لاویں اور ہمارے لشکر میں ہر
ایک سوار ایک کھرپا اور ایک درانی ضرور رکھتا تھا پھر رسالدار
ممدوح نے سب سواروں کو یہی حکم بھجوا دیا پھر ایک سوار درانی
لے کر کھیتوں میں گئے جو بستی کے نزدیک کھیت تھا اس میں گل شیر اور
شاہباز ضلع کالی باغ کے اور یا ان سات سوار اس کھیت میں جا کر
کاٹنے لگے اس عرصے میں مالک کھیت کا آیا اس نے ان سے کہا کہ
تم تو کھیت ہی تباہ کئے ڈالتے ہو اب اور کھیت میں جاؤ اس میں وے
پان سات سوار تو اس کھیت سے نکل گئے مگر گل شیر اور شاہباز
اس سے جھگڑا کرنے لگے اس غل و شور میں بستی کے چند آدمی وہاں آ کر
جمع ہو گئے اور ان سے لڑنے پر مستعد ہو گئے یہ خبر رسالدار عبدالحمید خاں
کو پہنچی کہ وہاں کھیت میں اپنے سواروں اور بستی والوں سے جھگڑا ہو رہا
ہے یہ سن کر خود رسالدار ممدوح وہاں گئے اور دیکھا کہ لڑائی ہونے
پر ہے اس میں انھوں نے گل شیر اور شاہباز کو منع کیا کہ جھگڑا نہ کرو
اس میں گل شیر نے نہ مانا گفتگو کرنے لگے رسالدار نے الٹی تلوار مع
میان گل شیر کے کندھے پر ماری وہاں کے لوگوں نے دیکھا کہ رسالدار
ہماری طرف ہیں پھر وہی لوگ گل شیر کو بچانے لگے کہ رسالدار صاحب
جانے دیجئے یہ ہمارے مہمان ہیں ہم نے ان کو معاف کیا اور رسالدار
کی بھی مرضی تھی پھر رسالدار گل شیر اور شاہباز کو وہاں سے لے کر ڈیرے

Marfat.com

پیر آئے پھر جب سب کھانا کھاکر اور گھوڑوں کو گھاس دانہ کھلاکر
فارغ ہوئے اور کوئی ڈیڑہ پہر رات گئے اس وقت وہاں سے کوچ،
کیا نماز فجر کی سب نے پنجتار میں جاکر پڑہی اور دیوان شاہ باغبان
کے باغ میں سب نے ڈیرا کیا جب سب ڈیرہ کرکے فارغ ہوئے اُس
وقت وہاں کے خان فتح خاں قاضی صاحب اور مولانا صاحب کے ملاقاتی
کو آئے اور خیر وعافیت پوچھ کر اور تسلی دے کر عرض کی کہ آج آپ
کی میرے یہاں دعوت ہے پھر وہ اپنے مکان کو گئے پھر اُس روز
تمام لشکر نے ان کی دعوت کھائی اگلے روز پھر انھوں نے سب کی
دعوت کی بعد اس کے تمام اپنی بستیوں سے دعوت خام کا غلہ منگوانے
کا غلہ منگوانے کا حکم بھیجا پھر غلہ ہر روز آنے لگا اور وہی تمام
لشکر میں تقسیم ہوتا تھا کوئی تو پنجکوں سے پسوا لاتے تھے اور کوئی
بستی میں پسوا لیتے تھے اور گھاس تمام سوار پہاڑ سے آپ کاٹ لاتے
تھے پھر کئی روز کے بعد قاضی صاحب نے فتح خاں کو ایک دن بلایا اور
ان سے کہا کہ خان بھائی ہم جو یہاں آئے ہیں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ سکھوں
نے جو یہاں سمجھ میں مسلمانوں کا ملک کہیں کہیں دبالیا ہے ہم ان پر لشکر کشی
کریں اور ملک ان سے خالی کرلیں اس میں تمہاری کیا صلاح ہے خان
موصوف نے کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار اور ہر حال میں شریک ہوں
لیکن اس کے واسطے تدبیر یوں کرنی مناسب ہے کہ فتح خاں اور

Marfat.com

ارسلاں خاں اشرف خاں کے بیٹے زیدہ والے جو بھاگے ہوئے ہیں آپ
ان کو بلادیں اور کلابٹ والے ابراہیم خاں اور اسمٰعیل خاں کو بھی بلاویں
اور مرغُزُ والے سرفراز خاں کو بلادیں اور سوا ان کے اور جو جو خان
اور ملک سکھوں سے بھاگے ہوئے ہیں ان سب کو بلا کر جمع کریں اور
ان سے اس کی تدبیر کا مشورہ کریں اس لئے کہ وہ اپنی اپنی بستی کے
مدعی ہیں اگر وہ سب اس بات پر متفق ہوں تو اُمید قوی ہے کہ
یہ مقصود بآسانی حاصل ہو قاضی صاحب اور مولانا صاحب نے یہ
تقریر فتح خاں کی بہت پسند کی اور خان ممدوح سے کہا کہ آپ اُن
کو بلا کر جمع کریں پھر فتح خاں نے جابجا ہر سردار کے پاس جہاں جہاں
تھے خط لکھ کر آپ نے آدمی کے ہاتھ روانہ کئے چار یا پانچ روز کے
اندر سب ملک اور خوانین پنجہار میں آکر جمع ہوئے فتح خاں نے سب
کو ایک جگہ بٹھا کر وہی تقریر قاضی صاحب کی اُن سے کی وہ سب
اس بات پر راضی ہوئے اور انھوں نے اپنی اپنی بستی کے علما کو بلوایا
اور سب سے وہی تقریر بیان کی وہ سب اس پر متفق ہوئے اور کہا
ہم سب اس امر میں تمہارے شریک ہیں پھر فتح خاں نے اُن سب
علما اور خوانین سے کہا کہ ہم اپنی قوم سے قاضی صاحب کو عُشر بھی
دلوادینگے اور تم سب کو یہی دینا پڑیگا جبکہ تم اپنی اپنی بستی پر قابض
ہوگے ان سب نے برضا اور رغبت قبول کیا اور کہا کہ ہم سب

Marfat.com

آپ کو دیو نیگے اور جن سے جن سے قاضی صاحب عشر طلب کرنیگے
ان سے دلانے میں ہم شریک ہیں یہ گفتگو خانوں کی سن کر جو ہر بستی
کے وہاں علما تھے اور کچھ آپس میں قیل وقال کرنے لگے اور ان کو یہ امر گراں معلوم
ہوا اس لئے کہ عشر وہاں کا موافق دستور کے علما لیتے تھے اور یہی ان کا
معاش تھا اور انھوں نے ان خواجین سے کہا یہ خبر قاضی صاحب اور مولانا
صاحب کو ہوئی کہ عشر لینے کے مقدمے میں علما گفتگو کرتے ہیں کہ یہ حق
ہمارا ہے یہ سن کر قاضی صاحب ناخوش ہوئے اور اگلے روز ان سب
عالموں کو بلا کر جمع کیا اور اس عشر کے باب میں ان سے بہت گفتگو کی
کہ تم جو عشر کا دعوی کرتے ہو کہ یہ ہمارا حق ہے سو یہ دعوی تمہارا غلط
اور بے دلیل ہے اس لئے کہ عشر حق امام کا ہے اور امام پر سب غازیوں
اور محتاجوں اور مساکین کا حق ہے تم کو اس امر میں فساد ڈالنا اور
جھگڑا کرنا مناسب نہیں اور اگر تم نہ مانوگے تو تمہارے حق میں اچھا نہ
ہوگا آگے تم جانو اس لئے کہ تم سب حضرت امیر المومنین کے ہاتھ پر
بیعت امامت کی کر چکے ہو اور تمہیں اس کار خیر میں حارج ہوتے
ہو اس میں ایک صورت بغاوت کی معلوم ہوتی ہے تم کو لازم ہے
کہ تم سب مل کر اس امر میں معاون اور مددگار ہو کر اس کام کو درست
اور ایسی ناشائستہ باتوں سے توبہ کرو اور بہت علمی تقریر سے اور
کتابوں فقہ کا حوالہ دے کر معقول کیا آخر الامر وہ سب اپنے دعوے

Marfat.com

سے دست بردار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب آپ کے شریک ہیں
پھر اس کے اگلے روز قاضی صاحب نے وقت رخصت کرنے کے کہا کہ
اب تم اپنی بستیوں میں جاکر اور جو علما اور ملک اور خوانین ہوں ان
کو فہمائش کرو کہ تم سکھوں کی اطاعت کو چھوڑو اور مسلمانوں کے شریک
ہو ان کو اپنے ملک سے نکالو اس کے جواب میں جیسا کہ وے کہیں ہم
کو اطلاع کرو اگر وے نہ مانیں گے تو ہم آکر ان کو سمجھا لیونگے پھر
وے سب علما رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور وہاں کے
خوانین کو جاکر فہمائش کی وہاں کسی نے نہ مانا تین یا چار روز کے
بعد ملا سید میر نے موضع کوہٹا سے قاضی صاحب کو خط لکھا خلاصہ
مضمون اس کے کا یہ تھا کہ اگر آپ کے خیال شریف میں یہ بات
ہے کہ یہاں کے ملک اور خوانین وعظ ونصیحت سن کر صلاحیت پر آجاویں
اور حکم خدا اور رسول میں گردن جھکاویں سو یہ امر دشوار ہے یہ لوگ
اس انداز کے نہیں جب تک مار کوٹ کر مغلوب نہ کئے جاوینگے ہرگز
راہ راست پر نہ آوینگے اپنے علما کو یہاں واسطے فہمائش ان کی
کے بھیجا ہے اور یہاں کلاسٹ میں وے لوگ آپ کے مقابلے کو لشکر
جمع کرتے ہیں اطلاعاً ہم نے آپ کو یہ لکھا ہے جو کچھ اس کی تدبیر آپ
سے ہو سکے اس کے کرنے سے درگذر نہ کریں انتہی یہ مضمون خط کا
قاضی صاحب نے سب خانوں سے جو وہاں حاضر تھے بیان کیا کہ وہاں

Marfat.com

یہ معاملہ ہو رہا ہے اب تم سب صاحبوں کی کیا صلاح ہے اور ہمارے
خیال میں آتا ہے کہ وے لشکر اپنا نہ جمع کرنے پاویں کہ ہم یہاں سے کوچ
کر کے ان سے مقابلہ کریں یہ سُن کر سب نے عرض کی کہ یہی صلاح ہماری
بھی ہے آپ اس میں درنگ نہ کریں جلد یہاں سے کوچ ہی کر دیں اور یہ
سب صلاح و مشورت پندرہ سولہ روز کے عرصے میں دُرست ہوئی
تھی اور سب سامان جنگی لشکر میں تو تیار ہی تھا ملّا سَید میر کے خط آنے
کے بعد تیسرے روز قاضی صاحب نے کوچ کی تیاری کی اور ہندوستانیوں
اور ملکیوں کے ملا کر قریب ساڑھے چار سو کے سوار تھے اور کوئی پانسو
پیادے تھے اور پنجتار سے کلاٹ سات کوس ہے پھر بعد نماز فجر کے
جناب الٰہی میں دعا کر کے قاضی صاحب اور مولانا صاحب نے مع لشکر کوچ
کیا اور وقت نماز ظہر کے کلاٹ کے میدان میں جا پہنچے کلاٹ وہاں
سے قریب ایک کوس کے تھا مگر نظر آتا تھا پھر اسی میدان میں سب نے
نماز ظہر پڑھی اور دعائے خیر کر کے وہاں سے آگے بڑھے جب موضع
کلاٹ قریب یا ؤ کوس کے رہا تب قاضی صاحب نے سب لشکر کو
وہیں ٹھہرا دیا کہ اب آگے نہ بڑھو پھر اسی میدان میں تمام سوار و پیادے
جم گئے اور قاضی صاحب اور مولانا صاحب سب خانوں کو ساتھ لے کر
الگ مشورہ کرنے کو بیٹھے اور ادھر سے ہم سب کلاٹ والوں کا نقارہ
بھی سنتے تھے اور ان کا نشان بھی دیکھتے تھے پھر بعد مشورت کے

Marfat.com

قاضی صاحب نے رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ تم اپنے سوار لئے ہوئے ابھی اسی جگہ جمے رہو ہم پیادوں کو لے کر کلاٹ کی جانب شمال چلتے ہیں جب ہماری اور ان کی طرف سے بندوقیں چلے تب تم یہاں سے، گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر کلاٹ کے جنوب طرف سے آنا یہ کہہ کر سب پیادوں کو لے کر قاضی صاحب اور مولانا صاحب آگے بڑھے کلاٹ کے جانب شمال جو ایک ٹیلہ ہے وہاں پہنچے تب شاہین اس طرف سے چلی اور وہاں رسالدار عبدالحمید خاں کے ہمراہ مومن خاں نام ایک سوار تھے ان کو اس وقت حاجت پیشاب کرنے کی ہوئی اپنی صف سے آگے گھوڑا بڑھا کر اور گھوڑے سے اُتر کر اور اس کی باگ ڈور پاؤں کے پہنچ داب کر پیشاب کرنے لگے اس عرصے میں گھوڑا بھڑکا اور باگ ڈور پاؤں تلے سے نکل گئی اور کلاٹ کی طرف بھاگا اور ادھر سے رسالدار نے لوگوں سے بآواز بلند کہا کہ لینا لینا جانے نہ پاوے یہ سُن کر دو دو چار چار کر کے سواروں نے اس کا تعاقب کیا اور ایک شور اٹھا ادھر قاضی صاحب کے ہمراہیوں نے جانا کہ سواروں نے ہلّہ کر دیا انھوں نے بھی، شاہینیں مارنی موقوف کیں اور بندوقیں مارتے ہوئے ہلّہ کر دیا اور قریب بستی کے جا پہنچے اور ادھر سے تمام سوار بھی آ پہنچے اور بستی سے بھی بندوقیں چلنی تھیں پھر جب دونوں طرف بستی میں یہ گھسے تب وے دروازہ شرقی سے نکل کر بھاگے اور ہمارے پیادے جا کر بستی میں

Marfat.com

داخل ہوئے کلابٹ والوں سے باہر نکل کر فقط دو آدمیوں نے
سواروں کا مقابلہ کیا وے دونوں مارے گئے ایک تو گولی سے اور
دوسرا تلوار سے ایک شخص سلطان خاں نام رسالدار عبدالحمید خاں
کے ڈیرے میں رہتا تھا تلوار سے اسی نے مارا تھا اور ان دونوں کے
ہتیار بھی ہمارے میں لشکر میں اٹھ آئے تھے اور ہماری طرف والوں
سے نہ کوئی شہید ہوا اور نہ کوئی زخمی ہوا اور جب وے لوگ کلابٹ
سے نکل کر بھاگے میدان میں ہم لوگوں نے ان کو دیکھا تخمیناً قریب پانچ
ہزار کے ان کی جمعیت تھی پھر ہمارے لشکر میں سے کسی سوار و پیادے
نے ان کا تعاقب نہ کیا اور ابراہیم خاں و اسمٰعیل خاں یہ دونوں بھائی
تھے اور کلابٹ کے بھی دونوں خان بھی تھے پھر قاضی صاحب نے اس
کا بندوبست کیا اور ابراہیم خاں کو کلابٹ سپرد کر دیا اور چار سوار واسطے
حفاظت اور نگہبانی کے لئے خان مذکور کے پاس معین کئے اور اسمٰعیل
خاں ہمارے لشکر کے ساتھ رہے پھر وہاں سے مرغز کو روانہ ہوئے
جب لشکر قریب مرغز کے پہنچا وہاں کا خان لشکر کی خبر سن کر اپنے
گھر سے بھاگ گیا اور تمام رعایا خوف غربت اور جان کے سے لشکر
میں آکر حاضر ہوئے اور کہا ہم مطیع و فرمانبردار ہیں اور اپنے ساتھ
گاؤں میں لے گئے قاضی صاحب نے ان کو امن دی اور اپنا بندوبست
کیا اور سرفراز خاں کو کہ وہ قدیم سے وہاں کے ملک تھے ان کو ان

Marfat.com

کی جگہ پر بٹھایا اور چار سوار وہاں بھی چھوڑے پھر موضع ہنڈ کوئی
کو روانہ ہوئے جب اُس کے قریب پہنچے وہاں کا خان بھی مارے خوف
کے بھاگ گیا اور رعیت وہاں کی اپنی خرابی اور بربادی سمجھ کر حاضر
ہوئی اور کہا ہم تابعدار ہیں اور امان مانگی قاضی صاحب نے ان سب
کو تسلی و دلاسا دے کر امن دی اور چار سوار وہاں بھی چھوڑے اس
واسطے کہ مبادا کوئی ملکی بعد چلے جانے لشکر کے ان کو لوٹ مار کرے پھر وہاں
سے آگے کو چلے جب قریب موضع کڑا کے گئے اور خبر وہاں کے خان کو
پہنچی کہ لشکر سید بادشاہ کا آپہنچا پھر وہ چند لوگوں کو ساتھ لے کر
قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عذر و معذرت کی اور امن چاہی قاضی
صاحب نے اس کی بہت سی تسلی اور تشفی کی اور اس کو اُس کی جگہ پر
بٹھایا اور امن دی اور چار سوار اپنے وہاں بھی چھوڑے کہ ہمارے لشکر
سے کوئی اُن کا مزاحم نہ ہو اس میں وقت مغرب کا قریب آیا وہاں
سے کوئی پاؤ کوس پر ایک نالہ تھا درمیان کڑا اور زیدے کے وہاں
جاکر سب نے نماز پڑھی اور بعد فراغ نماز کے وہیں نالے پر دیرہ
کیا اس عرصے میں موضع پنج پیر کا خان دس پانچ آدمیوں کے ساتھ
لشکر میں قاضی صاحب کے پاس آکر حاضر ہوا اور کہا کہ میں ہر
طرح سے مطیع و فرمانبردار ہوں امان کی درخواست کی قاضی

Marfat.com

صاحب نے اس کی بہت سی دلجمعی کی اور اس کو رخصت کیا اور
ان گاؤں کو سکھوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور یہ چاروں بستیاں
کوئی چار کوس کے گرد میں واقع تھیں اور جس وقت ڈیرا ہوا نہ کسی نے
کمر کھولی نہ گھوڑوں سے زین اُتاری اسی طرح مع سلاح سب لیٹ
بیٹھ رہے اس میں وقت عشا کا ہوا سب نے مل کر نماز پڑھی پھر
ان چاروں بستیوں سے ابراہیم خاں اور سرفراز خاں اور ٹھنڈ گوئیں
والوں اور کڈے والوں نے روٹیاں جمع کر کے اپنے اپنے گاؤں کے
آدمیوں کے سر پر رکھ کر اور گدھوں خچروں پر دانہ بار کر کے لشکر
میں بھیجا اور وہ سوار اپنے ہمراہ لے کر آئے کہ جن کو قاضی صاحب ان
گاؤں میں چھوڑ آئے تھے پھر ایک جاجم بچھا کر اس پر دانے کا
انبار کیا اور روٹیاں بھی رکھ دیں پھر ایک طرف دانہ گھوڑوں کا
بٹنا شروع ہوا اور دوسری طرف روٹیاں تقسیم ہونے لگیں ادھر
گھوڑوں کو دانہ چڑھا دیا اور ادھر لوگوں نے روٹی کھا پی کر فراغت
کی پھر عبدالحمید خاں رسالدار مولانا صاحب اور قاضی صاحب کے
پاس گئے اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں اپنے سب سوار اور چار شاہین
لے کر منڈ کو جاؤں اور دیکھوں تو کہ طور اس کا کس طرح پر ہے
اگر مناسب جانو نگا تو وہیں بھڑ جاؤنگا پھر آپ سب پیدلوں کو
لے کر صبح کو تشریف لاویں اور اگر کچھ فائدہ نہ معلوم ہو تو واپس

Marfat.com

آجاؤ تگا یہ ملاح رسالدار ممدوح کی دونوں صاحبوں نے سنید
کی بسم اللہ ہماری طرف سے اجازت ہے جاؤ پھر رسالدار سید
سواروں اور شاہین والوں کو لے کر ہنڈ کی طرف روانہ ہوئے اور
اس جگہ سے ہنڈ کوئی بیتن کوس پر واقع ہے چلتے چلتے جب ہنڈ
کوئی ایک گولی کے فاصلہ پر رہا اس میں دو چار گھوڑے ہماری
طرف کے ہنہنائے ہنڈ والوں نے گھوڑوں کی آواز سن کر اپنی
گڑھی کے چاروں برجوں پر روشنی کر دی اس کے اجالے میں دور
کا آدمی نظر آنے لگا رسالدار ممدوح نے یہ حرکت ان کی دیکھ
کر سواروں کو آگے جانے سے روک دیا اور اسی جگہ پر ایک تالاب
جانب جنوب واقع تھا سب سوار اس کے پال کی آوٹ میں جاکر
کھڑے ہوئے پھر دفعتہً قلعہ والوں نے گھوڑوں کی آواز پر ایک،
ایک دو دو بندوقیں سر کرنی شروع کیں اور سوار کوئی دو
گھڑی تک اسی پال کی آڑ میں کھڑے رہے پھر رسالدار نے شاہین
والوں سے کہا کہ تم ان برجوں کی روشنی پر چار چار یا پانچ پانچ
گولے شاہین کے لگاؤ انھوں نے بموجب حکم رسالدار کے سولہ
گولے چاروں برجوں پر لگائے پھر وہاں سے رسالدار نے اپنے
گھوڑے کی باگ پھیری اور سواروں کو ساتھ لے کر چار پانچ گھڑی
رات رہے اپنے ڈیرے پر آداخل ہوئے پھر سوار اسی طرح سے

Marfat.com

گھوڑوں کی باگ ڈور پکیڑ کر بیٹھ رہے اس میں صبح صادق
نمودار ہوئی اور موذن نے اذان کہی لوگوں نے حاجت ضروری سے
فراغت کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کوئی چار پانچ گھڑی دن چڑھے
دو طالب العلم کنہڈ سے ہمارے لشکر میں آئے اور قاضی صاحب کو
پوچھا لوگ ان کو قاضی صاحب کے پاس لے گئے انھوں نے جا کر
سلام علیک کیا اور بیٹھے اور کہا کہ حضرت قلعہ سنہڈ کا خالی پڑا ہے
قاضی صاحب یہ گفتگو ان کی سُن کر حیران ہوئے اور سمجھے کہ اس میں
کچھ فریب ہے پھر مولانا صاحب اور رسالدار عبدالحمید خاں کو بلایا
اور کہا کہ یہ دونوں طالب العلم کہتے ہیں کہ قلعہ سنہڈ کا خالی پڑا ہے
مجکو تو ان کے کہنے پر اعتماد نہیں آتا آپ دونوں صاحبوں کے خیال
میں کیا آیا انھوں نے کہا کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتا کس واسطے کہ
ایسا کونسا ان پر دباؤ پڑا کہ وے خود بخود قلعہ خالی کر کے چل دئے خدا
بیچ کرے اسی گفتگو میں ایک ملاّ شاداں و فرحاں چار پانچ طالب العلم
اپنے ساتھ لئے ہوئے اسی مجلس میں وارد ہوا اور سلام علیک کیا
اور کہا کہ لو قاضی صاحب مبارک ہو خدائے تعالی نے غیب سے قلعہ
سنہڈ کا خالی کر دیا اب وہ خالی پڑا ہے آپ جلد تشریف لے چلیں
اور اس میں کچھ تردد اور درنگ نہ کریں قاضی صاحب نے ملاّ سے

Marfat.com

کہا کہ اس کے خالی ہونے کی حقیقت تو بیان کرو کہ اس میں جو لوگ تھے وے کیا ہوئے ملا نے کہا کہ حضرت صورت اس کے خالی ہونے کی یہ ہوئی کہ جس وقت آپ نے کلابٹ کی لڑائی ماری اور اس پر فتح پائی یہ خبر ہنڈ والوں کو ہوئی کہ غازیوں نے کلابٹ پر فتح پائی اور اس پر اپنا قبضہ کیا یہ سنتے ہی اُن کے ہوش و حواس اُڑ گئے اور ایک تہلکہ عظیم اُن میں واقع ہوا پھر جس وقت آپ نے مَرغُز اور ہنڈ کوئیں کو لے کر کڈّے پر قبضہ کیا اور یہ بھی خبر ان کو پہنچی اور متواتر پہنچنے لگی پھر تو ان پر عجب ایک عالم ہیبت حق کا غالب آیا پھر انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے مشورت کی کہ اب کیا تدبیر کی جاوے انھوں نے ان چاروں گاؤں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور یہ سب مسلمان آپس میں ایک ہو جاوینگے اور ہم مفت میں خراب ہونگے اب یہاں رہنا ہم کو مناسب نہیں پھر اسی وقت سے انھوں نے اپنا اسباب اور سامان قلعہ سے دریائے ایاسین کے پار بھیجنا شروع کیا اور سب جریدہ اور صلاح رہ گئے پھر جس وقت آپ کے سوار وہاں گئے اور برجوں پر شاہینوں کے گولے مارے پھر تو اسی وقت سے دو دو چار چار دس دس پانچ پانچ قلعہ سے نکل کر جانے لگے ،

Marfat.com

یہاں تک کہ صبح تک ایک بھی سکھ قلعہ میں نہ رہا سب پار ایاسین
کے اُتر گئے پھر قاضی صاحب نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے تھے ملانے
کہا کہ قریب سات سو کے ان کی جمعیت تھی پھر قاضی صاحب نے
رسالدار عبدالحمید خاں سے کہا کہ تم اپنے سب سواروں کو لے کر
جلد سنڈ کو روانہ ہو ہم پیچھے سے پیدلوں کو لے کر آتے ہیں پھر
وہاں سے رسالدار اُٹھے اور سواروں میں آئے اور کہا کہ نقارہ
کوچ کا بجاؤ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر آپ تو چل دئے اور یہاں
نقارہ ہوا اور وہ نقارہ نشتری تھا کہ ہر کوچ و مقام میں بجا
کرتا تھا پھر سوار دو دو تین تین سب رسالدار کے پیچھے روانہ
ہوئے جاتے جاتے جب قریب ایک گولے کے فاصلے پر سنڈ کے پہنچے
تب رسالدار نے سواروں کو آگے جانے سے روک دیا اور آپ
بیس سوار ساتھ لے کر دوسرے دروازے کی طرف کہ وہ
جانب شمال کنارے دریائے ایاسین کے واقع ہے گئے اور
جا کر دروازے پر کھڑے ہو اور دروازہ قلعہ کا کھلا تھا
اور سکھوں کا اس میں کچھ بھی اثر نہ معلوم ہوا جب رسالدار
نے دو سواروں کو بھیجا کہ جا کر ان سب سواروں کو بلا لاؤ
پھر یہاں سے سب اسی دروازے پر رسالدار کے پاس گئے
اور وہاں سے دیکھتے تھے کہ دریا کے اس پار تمام اسباب

Marfat.com

سکھوں کا اور سکھ ہنر رو کی طرف چلے جاتے ہیں پھر رسالدار نے سواروں
سے کہا کہ جب تک قاضی صاحب نہ آلیں اور ان کا حکم نہ ہو،
تب تک کوئی اندر نہ جاوے پھر فصیل کے تلے سواروں کا پہرا
باندہ کر کھڑا کر دیا اس عرصے میں قاضی صاحب اور مولانا صاحب
پیدلوں کو لے کر دروازے جنوبی سے آکر داخل ہوئے اور دروازوں
پر پہرے لگا کر بندوبست کیا اور رعایا کی تسلی کی اور امن دی
اور اپنے لشکر میں کہہ دیا کہ کوئی ان لوگوں سے تعرض نہ کرے پھر
سکھوں کے اسباب کی تلاشی لی سو بیس کوٹھے گیہوں کے بھرے
ہوئے اور دو کوٹھے آٹے کے اور کچھ گھی اور گڑ اور کچھ میوہ مقدار
ان کی معلوم نہیں کہ کس قدر تھا پھر قاضی صاحب نے رسالدار صاحب
کو بلوایا پھر رسالدار صاحب سلطان خاں اور مستقیم خاں کو ساتھ
لے کر پیادہ قاضی صاحب کے پاس گئے اس وقت قاضی صاحب
اور مولانا صاحب قلعہ کی مسجد میں بیٹھے تھے رسالدار بھی سلام علیک
کر کے ان کے پاس جا بیٹھے پھر مولانا صاحب نے قاضی صاحب اور
رسالدار صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس وقت امیرا
اور غلام خادے خاں کے بھائی سکھوں کو لے کر یہاں داخل ہوئے
تھے اور اس بات کی خبر حضرت امیرالمومنین کو پہنچی تھی اس وقت
آپ نے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کی بار ہنڈیا ہم کو بے خنگ

Marfat.com

وجدال کے سکھوں کے ہاتھ سے ملیگا سو الحمدللہ ویسا ہی ہوا کہ کسی کہ
کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی بلکہ لڑائی کی نوبت بھی نہ آئی اور قلعہ مل گیا
پھر قاضی صاحب نے جو غازیوں کے پہرے جابجا واسطے بندوبست کے
قلعہ میں تھے ان کو تو وہیں رکھا باقی سب سواروں کو لے کر خوبی
دروازے کی طرف کنارے اباسین کے ڈیرا کیا اور جو زراعت ربیع
رعایا کی سو اخادے خاں کے بھائیوں امیر خاں اور غلام خاں کے تھے
رسالدار سے فرمایا کہ اپنے سواروں سے کہہ دو کہ موافق حاجت ضروری کے
ان کھیتوں سے کاٹ کاٹ کر گھوڑوں کو کھلاؤ پھر رسالدار نے یہ حکم
اپنے سواروں میں پہنچا دیا وہ سب انھیں کھیتوں سے جوید کاٹ
لائے اور گھوڑوں کے آگے ڈال دی اور جو قلعہ کے اندر امیر خاں اور
غلام خاں کے دو کوٹھوں میں جو تھے اس میں سے گھوڑوں کو دانہ
تقسیم کر دیا اور جو دو کوٹھوں میں سکھوں کا آٹا تھا اس میں سواروں
پیادوں کو آٹا موافق کے تقسیم ہوا پھر اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے
فتح خاں پنجہاری اور فتح خاں اور ارسلان خاں دونوں بھائی زیدے
والے واسطے مبارکباد کے آئے پھر اس رات کو قاضی صاحب نے فتح خاں
پنجہاری اور فتح خاں اور ارسلان خاں زیدے والے اور اسمٰعیل خاں
کلابٹ والے اور مولانا صاحب اور رسالدار عبدالحمید خاں کو بٹھا کر

Marfat.com

مشورہ کیا کہ اس قلعہ کو کھود کر سمار کر دینا چاہئے کیونکہ اس کے
رہنے سے بڑے بڑے فساد واقع ہوتے ہیں کبھی یہ مفسدوں کو لا کر
اس میں رکھتے ہیں اور ان سے اطراف کے دیہات کو تباہ کرواتے ہیں
اور کبھی یہ مفسد اس میں آپ بیٹھ کر بستیوں کو لوٹتے ہیں جب یہ قلعہ
یہاں نہ ہوگا تب یہ سب فساد مٹ جاویگا یہ تقریر سب کو بہت
پسند آئی اور یہی بات ٹھہری پھر قاضی صاحب نے چاروں خانوں سے
کہا کہ کل کو مانیری اور سوآسی اور کالادرہ اور شاہ منصور اور
بنج بیرا اور زیدہ اور کڈا اور ٹھنڈ کوئی اور کلاٹ اور مرغزا اور
باجا اور بام خیل اور منارہ اور کنڈہ سے لوگوں کو بلواؤ اس کے کھودنے
کو پھر اس کے اگلے روز بعد عصر کے ہزارہا آدمی پھاوڑا کدال لے کر موجود
ہوئے تخمیناً قریب پانچ ہزار آدمی کے ہونگے پھر قاضی صاحب نے
فتح خاں بخاری سے فرمایا کہ قلعہ کی دیواروں کو ہر بستی والوں کی
جماعت کو تقسیم کر دو کہ کھودنا شروع کر دیں پھر خان ممدوح نے نایاب
ٹاپ کر دیواروں کے حصے ہر بستی والوں کو بتا دئے پھر انھوں نے کھودنا
شروع کیا مگر ایسے عمدہ مصالح سے پتھر چنے گئے تھے کہ صدہا کدال
اور پھاوڑے ایک جگہ پر پڑتے تھے بدشوار کوئی ٹکڑا پتھر کا پتھر
سے جدا ہوتا تھا وہاں کے لوگوں کی زبانی سنتے تھے کہ یہ قلعہ اکبر شاہ)

Marfat.com

بادشاہ کے حکم سے راجہ بیربل نے بنوایا تھا پھر آٹھ دس روز تک بلا ناغہ کھودا کئے سو کسی طرف کی منڈیر ایک ہاتھ بھر کھدی اور کسی طرف ایک بالشت اور کھودنے والے تنگ آگئے اور ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اس لئے کہ وہ ہزاروں کھودنے والے زمیندار لوگ تھے سنگتراش نہ تھے والا کچھ تو کھودا جاتا مگر اس قلعہ کی ہیئت اور رونق بگڑ گئی پھر ان کھودنے والوں نے فتح خاں پنجتاری سے شکوئی کیا کہ تمام تمام دن کھودتے ہیں اور ہاتھ بھر دیوار نہیں کھدتی ہے ہم لوگ تابعدار ہیں جو حکم ہو حاضر ہیں اور جو کھانا خوراک موافق اپنے دستور کے لائے تھے وہ بھی ہو چکا پھر خان ممدوح نے جا کر یہ حقیقت قاضی صاحب سے عرض کی قاضی صاحب نے فرمایا کہ اتنے دنوں ان لوگوں نے کھودنے میں جانفشانی کی اور نہ کھدا رہنے دو اور کل سے کھودنا موقوف کرو اور لوگوں کو رخصت کرو جا کر اپنا کام کریں پھر اگلے روز خان ممدوح نے سب کھودنے والوں کو رخصت کر دیا وہ اپنی اپنی بستیوں کو چلے گئے پھر اس کے بعد قاضی صاحب نے مع لشکر و توپخانہ تین مقام اور کئے اور فتح خاں پنجتاری اور اسمٰعیل خاں کلاپٹ والے اور فتح خاں اور ارسلان خاں زیدے والے کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور

Marfat.com

اُن سے فرمایا کہ یہ مُلک فضل الٰہی اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی
دعا سے سکھوں کے قبضے سے چھوٹا اور مستحق لوگ اپنے حق کو پہنچے اور
عُشر شرعی سب نے قبول کیا اب خلاصہ تقریر کا یہ ہے کہ فتح خاں
اور ارسلان خاں دونوں بھائی اپنے زیدے کو آباد کریں اس قلعہ بندی
کی بخوبی حفاظت کریں اس لئے کہ قوم رریجڑ اب تک پھرے ہوئے
ہیں ان کو سیدھا کرنا ضرور ہے سو ہم لوگوں کو لے کر اس طرف جاوینگے
پھر یہ بات چاروں خانوں نے پسند کی اور ان دونوں بھائیوں نے،
قبول کیا اور وہاں سے زیدے کو گئے اور فتح خاں رخصت ہو کر پنجتار
کو گئے اور اسمٰعیل خاں کلابٹ کو روانہ ہوئے پھر اس کے تیسرے روز قاضی
صاحب اور مولانا صاحب نے سب لشکر کو لے کر وہاں سے کوچ کیا
اس روز موضع شیوہ کو گئے باہر بستی کے جانب شمال مائل بہ مغرب
بندوق کی گولی کی زد پر جنگل ہی میں اور وہیں شیوہ کا گورستان ہے
وہیں سب لشکر جا کر اُترا اور دوسرا ہوا بعد نماز عصر کے شیوہ کے خان
نشکار خاں اور اُن کے بھائی آنند خاں قاضی صاحب اور مولانا صاحب،
کی ملاقات کو آئے اور بعد سلام و کلام کے اُنھوں نے عرض کی کہ آج
ہماری بستی میں آپ کے سب لشکر کی ضیافت ہے قاضی صاحب نے
قبول کیا اور فرمایا کہ کھانا دعوت کا تم جمع کر کے یہیں پہنچا دینا ہم
لوگوں کو تقسیم کر دینگے ہمارے لوگ وہاں نہ بھاویگے اُنہوں

Marfat.com

Marfat.com